تاریخ ابن کثیر

البدایہ والنہایہ

حصّہ نہم۔دہم



علّامہ حافظ ابوالفداء عمادُالدّین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈیمی
اُردو بازار کراچی

Marfat.com

تاریخ ابن کثیر

علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر

Marfat.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

اَلْبِدَایَۃ وَالنِّہَایَۃ

کا اردو ترجمہ

جلد نہم

اصلاً خلفائے بنوامیہ کے حالات وکوائف اوران کے عہد کی شاندار فتوحات اور فلاحی وترقیاتی کارناموں پر مشتمل ہے تاہم اس دور کے تقریباً تمام معروف امراء واعیان مملکت، بزرگان ملت، بعض صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور شعراء وادباء کے حالات بھی ہیں۔

تصنیف ❁ عَلَّامَہ حَافِظ اَبُوالفِدَا عِمَادُالدِّیْن اِبْنِ کَثِیْر (۷۰۱ھ۔۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ حافظ سید عبدالرشید ندوی ایم۔اے

نفیس اکیڈمی اُردو بازار، کراچی

Marfat.com

البِدَایۃ والنَھَایۃ

مصنفہ علامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر کے حصہ سوم، چہارم کے اردو ترجمے کے

جملہ حقوق اشاعت وطباعت، تصحیح وترتیب وتبویب قانونی بحق

طارق اقبال گاہندری

مالک نفیس اکیڈیمی کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	تاریخ ابنِ کثیر (جلد نہم)
مصنف	.....	علامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر
ترجمہ	.....	حصہ نہم، حافظ سید عبدالرشید ندوی ایم اے، حصہ دہم، مولانا اختر فتح پوری
ناشر	.....	نفیس اکیڈیمی۔ کراچی
طبع اوّل	.....	جون ۱۹۸۸ء
ایڈیشن	.....	آفسٹ
ضخامت	.....	۳۰۴ صفحات
ٹیلیفون	.....	۰۲۱_۷۷۲۲۰۸۰

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف

(جلد نہم)

البدایہ والنہایہ آٹھویں صدی ہجری کے مشہور و معروف بزرگ مؤرخ حافظ ابن کثیر بن اسماعیل بن عمر ابوالفداء الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ کی تالیف ہے جو چودہ ضخیم حصص پر مشتمل ہے' زیر نظر حصہ نہم اگرچہ اصلاً خلفائے بنوامیہ کے حالات وکوائف' ان کے عہد کی شاندار فتوحات اور فلاحی و ترقیاتی کارناموں پر مشتمل ہے' تاہم ضمناً اس میں اس دور کے تقریباً تمام معروف امراء واعیان مملکت' بزرگان ملت' بعض صحابہ کرام' تابعین عظام کے علاوہ بعض فقہاء' اتقیا اور شعراء وادباء کے حالات بھی آ گئے ہیں۔

کتاب کے مؤلف ''حافظ ابن کثیر'' جندل کے مقام پر پیدا ہوئے' دمشق کو انہوں نے اپنا مسکن و وطن بنایا اور پھر وہیں کے مردم خیز خطہ اور علمی سرزمین میں ۷۷۴ھ میں آسودۂ خاک ہو گئے۔

حافظ ابن کثیر مرحوم نے ''**البدایہ والنہایۃ**'' جیسی اہم اور مفصل' تاریخی کتاب کے علاوہ جس کو انہوں نے نہایت عرق ریزی اور ژرف نگاہی سے مرتب کیا ہے ''تکمیل'' نامی کتاب بھی اسی موضوع پر لکھی ہے جس کے جستہ جستہ حوالے زیر نظر کتاب میں بھی ملتے ہیں۔

Marfat.com

جس طرح ''دار ابن کثیر'' بیروت (لبنان) کا ادارہ عرب مصنفین و مؤلفین کی کتابوں کو اہتمام سے شائع کرنے کے لیے منفرد ہے' اسی طرح پاکستان میں نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی بھی ملک کا وہ ممتاز اور مشہور ادارہ ہے جس نے اب تک بہت سی نادر اور نایاب علمی و دینی عربی کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ شائع کرنے کا فخر حاصل کیا ہے۔

اور اب وہی کتاب ''**البدایہ والنہایہ**'' جزو نہم کا ترجمہ بھی دیدہ زیب کتابت و طباعت کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہے' امید ہے قارئین کرام ادارہ کی مخلصانہ کوششوں کی قدر فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے اور مترجم کے حق میں بھی دعاء خیر کریں گے۔

والسلام مع الاکرام

دعاؤں کا طالب

مترجم: سید عبدالرشید ندوی

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	سنہ ۷۴ھ	۱۱
1	ان لوگوں کا ذکر جو اس سال فوت ہوئے	۱۳
2	ابوسعید الخدریؓ	۱۳
3	عبداللہ بن عمرؓ	۱۴
4	عبید بن عمیرؓ	۱۶
5	ابوجحیفہ، سلمہ بن اکوع	۱۶
6	مالک بن ابی عامر، ابوعبدالرحمٰن السلمی	۱۷
7	ابومعرض الاسدی	۱۷
8	بشر بن مروان	۱۷
	سنہ ۷۵ھ	۱۸
9	ابوثعلبہ الخشنی	۲۳
10	الاسود بن یزید، حمران بن ابان	۲۴
	سنہ ۷۶ھ	۲۴
11	صلہ بن اشیم العدوی	۲۸
12	زہیر بن قیس البلوی	۳۰
	سنہ ۷۷ھ	۳۱
13	شبیب کی ہلاکت	۳۴
14	عیاض بن غنم الاشعری	۳۶
15	مطرف بن عبداللہ	۳۶
	سنہ ۷۸ھ	۳۷
16	شریح بن الحارث	۳۷
17	عبداللہ بن غنم، جنادہ بن امیہ الازدی	۴۳
18	العلاء بن زیاد البصری	۴۳
	سنہ ۷۹۔۸۰ھ	۴۵،۵۱
19	جو لوگ اس سال فوت ہوئے	۵۲
20	اسلم عمر بن الخطاب کے غلام	۵۲
21	جبیر بن نفیر	۵۲
22	عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	۵۳
23	ابوادریس الخولانی	۵۴
24	معبد الجہنی القدری	۵۴
	سنہ ۸۱ھ	۵۵
25	ابن الاشعث کا فتنہ	۵۵
26	سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر	۵۸
27	عبداللہ بن شداد ابن الہاد	۵۹
28	محمد بن علی بن ابی طالب	۵۹
	سنہ ۸۲ھ	۶۱
29	دیر الجماجم کا واقعہ	۶۲
30	اسماء بن خارجہ الغزازی الکوفی	۶۴
31	المغیرہ بن المہلب، الحارث بن عبداللہ	۶۵
32	محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ	۶۵
33	عبداللہ بن ابی طلحہ بن ابی الاسود	۶۵
34	عبداللہ بن کعب بن مالک	۶۵
35	عفان بن وہب جمیل بن عبداللہ	۶۶
36	عمر بن عبیداللہ، کمیل بن زیاد	۶۸،۶۹
37	ذاذان ابوعمرو الکندی	۷۰
38	ام الدرداء الصغری	۷۰

	۸۳ھ	۷۰
39	واسط کی تعمیر، عبدالرحمٰن بن حجیرہ	۷۵
40	طارق بن شہاب، عبیداللہ بن عدی	۷۵
	۸۴ھ	۷۶
41	ایوب بن القریہ	۷۶
42	روح بن انباع الجذامی	۷۷
43	روح بن انباع	۷۹
	۸۵ھ	۸۰
44	عبدالعزیز بن مروان	۸۲
45	عبدالملک کی بیعت اس کے بیٹے ولید کے لیے اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلیمان کے لیے	۸۵
	۸۶ھ	۸۶
46	عبدالملک بن مروان (خلفاء الامویین کے والد)	۸۷
47	ارطاۃ بن زفر، مطرف بن عبداللہ	۹۵
48	خلافت الولید بن عبدالملک	۹۶
	۸۷ھ	۹۷
49	عتبہ بن عبدالسلمی	۹۹
50	المقدام بن معدی کرب	۱۰۰
51	ابوامامہ الباہلی، قبیصہ بن ذویب	۱۰۰
52	عروہ بن المغیرہ بن شعبہ	۱۰۰
53	شریح بن الحارث بن قیس القاضی	۱۰۰
	۸۸ھ	۱۰۱
54	جو لوگ اس سال فوت ہوئے	۱۰۳
55	عبداللہ بن بسر بن ابی بسر المازنی	۱۰۳
56	عبداللہ بن ابی اوفی	۱۰۳
57	ہشام بن اسماعیل فوت ہوئے	۱۰۳
58	عمیر بن حکیم	۱۰۳
	۸۹ھ	۱۰۳
59	خالد بن یزید بن معاویہ	۱۰۴
	۹۰ھ	۱۰۵
60	بتاذوق الطبیب	۱۰۸
61	عبداللہ بن زبیر	۱۰۹
	۹۱ھ	۱۰۹
62	سہل بن الساعدی	۱۱۲
	۹۲ھ	۱۱۲
63	طویس المغنی	۱۱۳
	۹۳ھ	۱۱۴
64	فتح سمرقند	۱۱۴
65	انس بن مالک	۱۱۹
66	عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ	۱۲۳
67	بلال بن ابی الدرداء، بشیر بن سعید	۱۲۴
68	زاراہ بن اوفی، خبیب بن عبداللہ	۱۲۴
69	حفص بن عاصم، سعید بن عبدالرحمٰن	۱۲۴
70	فروہ بن مجاہد، ابوالشعثاء جابر بن زید	۱۲۵
	۹۴ھ	۱۲۷
71	سعید بن جبیرؒ کا قتل	۱۲۷
72	اس سال جو مشاہیر فوت ہوئے	۱۲۹
73	سعید بن المسیب	۱۳۱
74	طلق بن حبیب الغزی	۱۳۳
75	عروہ بن زبیر بن العوام	۱۳۳
76	علی بن الحسین	۱۳۵
77	ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث	۱۴۴
78	۹۵ھ	۱۴۵
79	حجاج بن یوسف الثقفی کی سوانح اور وفات	۱۴۶
80	اس کے مفید حکمات واحکام اور اس کی جرأت	

Marfat.com

	بالغہ	۱۵۷
81	جولوگ اس سال فوت ہوئے	۱۶۹
82	الحسن بن محمد بن الحنفیہ	۱۶۹
83	حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری	۱۶۹
	۹۶ھ	۱۷۰
84	جامع دمشق کے بارہ میں تفصیلات اور بزرگوں کے حالات	۱۸۱
85	یحییٰ بن زکریا کے سر کے بارے میں کچھ گفتگو	۱۸۳
86	ان گھڑیوں کا ذکر جو دروازہ پر نصب تھیں	۱۸۴
87	جامع اموی کا ابتدائی ذکر	۱۸۴
88	ولید بن عبدالملک کی سوانح ووفات کا ذکر	۱۸۵
89	عبداللہ بن عمر بن عثمان	۱۸۸
90	سلیمان بن عبدالملک کی خلافت	۱۸۸
91	قتیبہ مسلمؒ کا قتل	۱۸۹
	۹۷ھ	۱۹۱
92	الحسن بن الحسن بن علی	۱۹۱
93	موسیٰ بن نصیر	۱۹۲
	۹۸ھ	۱۹۶
94	عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ	۱۹۸
	۹۹ھ	۱۹۸
95	خلافت عمر بن عبدالعزیزؒ	۲۰۳
96	الحسن بن محمد بن الحنفیہ	۲۰۴
97	عبداللہ بن محریز بن جنادہ بن عبید	۲۰۵
98	محمود بن لبید بن عقبہ	۲۰۵
99	نافع بن جبیر بن مطعم، کریب بن مسلم	۲۰۵
100	محمد بن جبیر بن مطعم، مسلم بن یسار	۲۰۶
101	حنش بن عمر والصنعانی	۲۰۶
102	خارجہ بن زید	۲۰۶
	۱۰۰ھ	۲۰۷
103	اس سال بنو عباس کی دعوت کا آغاز ہوا	۲۰۹
104	اس سال جو لوگ فوت ہوئے	۲۱۰
105	ابوامامہ سہل بن حنیف	۲۱۰
106	ابوالزاہریہ حدیر بن کریب الحمصی	۲۱۰
107	ابوالطفیل عامر بن واثلہ	۲۱۰
108	ابوعثمان النہدی	۲۱۱
	۱۰۱ھ	۲۱۲
109	عمرو بن عبدالعزیزؒ کی سوانح، ان کی وفات کے	۲۱۲
110	سبب کا ذکر خلافت یزید بن عبدالملک	۲۱۲
	۱۰۲ھ	۲۲۶
111	مسلمہ کی حکمرانی، بلاد عراق وخراسان پر	۲۲۸
112	ترکوں اور مسلمانوں کے مابین پیش آنے والا واقعہ	۲۲۸
113	الضحاک بن مزاحم الہلالی	۲۲۹
114	ابوالمتوکل الناجی	۲۲۹
	۱۰۳ھ	۲۲۹
115	یزید بن ابی مسلم	۲۲۹
116	مجاہد بن جبیر المکی	۲۲۹
117	مصعب بن سعد بن ابی وقاص	۲۳۰
	۱۰۴ھ	۲۳۰
118	خالد بن سعدان الکلاعی	۲۳۱
119	عامر بن سعد بن ابی وقاص اللیثی	۲۳۲
120	عامر بن سراحیل الشعبی	۲۳۲
121	ابوبردہ بن ابی موسیٰ الاشعری	۲۳۲
122	ابوقلابہ الجرمی	۲۳۲
	۱۰۵ھ	۲۳۳
123	خلافت ہشام بن عبدالملک بن مروان	۲۳۵
124	ابان بن عثمان بن عفان	۲۳۵

	سنہ ۱۰۶ھ	۲۳۵
125	طاؤس بن کیسان الیمانی	۲۳۶
126	اس سال جو مشہور شاعر فوت ہوئے	۲۳۷
	سنہ ۱۰۷ھ	۲۴۰
127	القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ	۲۴۱
	سنہ ۱۰۸ھ	۲۴۳
128	محمد بن کعب القرظی	۳۴۳
	سنہ ۱۰۹ھ	۲۴۵
	سنہ ۱۱۰ھ	۲۴۵
129	شاعر الجریر	۲۴۶
130	فرزدق	۲۴۹
131	الحسن بن ابی الحسن	۲۵۰
132	ابن سیرین	۲۵۱
133	الحسن، محمد بن سیرین وہیب بن منبہ الیمانی	۲۵۲
134	سلیمان بن سعد ام الہذیل	۲۵۹
135	عائشہ بنت طلحہ بن عبداللہ التیمی	۲۵۹
136	عبداللہ بن سعید بن جبیر	۲۵۹
137	عبدالرحمٰن بن ابان	۲۵۹
	سنہ ۱۱۱ھ	۲۶۰
	سنہ ۱۱۲ھ	۲۶۰
138	رجاء بن حیوۃ الکندی	۲۶۱
139	شمر بن حوشب الاشعری الحمصی	۲۶۱
	سنہ ۱۱۳ھ	۲۶۲
140	امیر عبدالوہاب بن بخت	۲۶۲
141	مکحول الشامی	۲۶۳
	سنہ ۱۱۴ھ	۲۶۳
142	عطا بن رباح	۲۶۴
	سنہ ۱۱۵ھ	۲۶۶
143	ابوجعفر الباقر	۲۶۶
	سنہ ۱۱۶ھ	۲۶۸
	سنہ ۱۱۷ھ	۲۶۸
144	قتادہ بن دعامہ السدوسی	۲۶۹
145	نافع مولیٰ ابن عمر	۲۷۱
146	ذوالرمہ الشاعر	۲۷۱
	سنہ ۱۱۸ھ	۲۷۲
147	علی بن عبداللہ بن عباس	۲۷۳
	سنہ ۱۱۹ھ	۲۷۴
	سنہ ۱۲۰ھ	۲۷۸
	سنہ ۱۲۱ھ	۲۸۰
148	اسد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب	۲۸۲
149	مسلمہ بن عبدالملک	۲۸۲
150	نمیر بن قیس	۲۸۳
	سنہ ۱۲۲ھ	۲۸۳
151	عبداللہ ابو یحییٰ المعروف بالمطال	۲۸۶
152	ایاس الذکی	۲۸۸
	سنہ ۱۲۳ھ	۲۹۳
	سنہ ۱۲۴ھ	۲۹۴
153	القاسم بن ابی برہ	۲۹۵
154	الزہری	۲۹۵
155	بلال بن سعد	۲۹۹
156	جعد بن درہم کی سوانح	۳۰۱
	سنہ ۱۲۵ھ	۳۰۲
157	ان کی سوانح و وفات کا تذکرہ	۳۰۲

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

البداية والنهاية

(حصہ نہم)

۷۴ھ

اس سنہ کے آغاز ہی میں عبدالملک نے طارق بن عمرو کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر کے حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی جگہ گورنر مقرر کیا اس کے لیے نفس بہ نفیس مدینہ آیا اور کئی ماہ وہاں قیام کیا اور پھر عمرہ کے خیال سے وہاں سے روانہ ہوا' عمرہ سے فارغ ہو کر وہ پھر مدینہ واپس آیا اور بنی سلمہ میں ایک مسجد بنوائی جو آج تک اس کے نام سے موسوم ہے۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے اس مدت کے دوران جابر اور سہل بن سعد کو حضرت عثمان کی حمایت و اعانت نہ کرنے کے باعث بہت کچھ برا بھلا کہا اور گالیاں تک دیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس سال حجاج نے ابوادریس خولانی کو یمن کا قاضی بھی مقرر کیا۔ واللہ اعلم۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اسی سال حجاج نے کعبۃ اللہ کی اس بنیاد کو منہدم کرا دیا جو ابن زبیرؓ نے ڈلوائی تھی اور کعبہ کی تعمیر اولین بنیادوں پر کرائی تھی لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ حجاج نے کعبہ کی تمام بنیادیں منہدم نہیں کرائی تھیں بلکہ اس نے صرف شامی دیوار کو منہدم کرا کر اس کے پتھر نکلوا لیے تھے اور اس کو بند کرا دیا تھا اور نکلے ہوئے پتھر کعبہ کے اندرونی حصہ میں لگا دیئے گئے تھے اس طرح بقیہ تین دیواریں علیٰ حالہ باقی رکھی گئی تھیں' چنانچہ کعبہ کی شرقی و غربی بنیادیں جو زمین سے ملحق ہیں آج بھی اسی حالت پر موجود ہیں البتہ مغربی دیوار کی بنیاد کلیۃً منہدم کرا کر اس نے مشرقی دیوار کے زیریں حصہ کی مرامت کروائی اور اس کو زمین سے ملحق کرا دیا جو آج بھی اسی حالت میں باقی ہے۔

اس سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حجاج اور عبدالملک کو غالباً رسول اللہ ﷺ کا یہ قول اس طرح پہنچا تھا جس طرح حضرت ابن زبیر کو ان کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی پہنچا تھا کہ اگر تیری قوم کا زمانہ ''کفر'' سے اور ایک روایت کے مطابق ''جاہلیت'' سے قریب تر نہ ہوتا تو میں کعبہ کو ڈھا کر اس کی بنیادوں کو پتھروں سے مضبوط کرا دیتا اور اس میں شرقاً غرباً دو دروازے رکھتا اور نیز اس کو زمین کے ساتھ ملحق رکھتا چونکہ تیری قوم کے پاس پیسہ کی کمی تھی اس لیے وہ اس کی تعمیر میں پتھر استعمال نہیں کر سکے اور نہ ہی اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر استوار کر سکے لوگوں نے کعبہ کا دروازہ بھی سطح زمین سے خاصا بلند رکھا تا کہ وہ جس کو چاہیں اس میں داخل ہونے دیں اور جس کو چاہیں، اس سے روک دیں۔ بہر حال جب حضرت ابن زبیر کو اقتدار ملا تو انہوں

Marfat.com

نے ایسا ہی کیا لیکن جب وہ سب کچھ ہو چکا اور عبدالملک کے کانوں تک مذکورہ حدیث پہنچی سو اس نے کہا کاش ہم اس معاملہ کو یوں ہی چھوڑ دیتے اور اس کو ہاتھ نہ لگاتے۔ اسی سال عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو حکم دیا کہ خوارج کے مخصوص طبقہ ازارق کی سرکوبی کے لیے مہلب بن ابی صفرہ کو کمانڈر بنا کر مصر و بصرہ کی فوجیں اس کی ماتحتی میں دے دی جائیں چونکہ بشر بن مروان کو مہلب بن ابی صفرہ سے دلی نفرت تھی اس لیے اس نے عبدالملک کے حکم کو بادل نخواستہ ہی قبول کیا اور اس نے مجبوراً لوگوں کو مہلب کی اطاعت پر راضی کیا' حقیقت یہ ہے کہ بشر بن مروان کے لیے عبدالملک کا حکم ماننے اور اس کی تعمیل کرنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ اس نے کوفیوں کے امیر عبداللہ بن محنف کو بھی ہدایت کی کہ وہ اپنے احکام پر سختی سے عملدرآمد کرائے اور مہلب کا کوئی مشورہ یا رائے قبول نہ کرے بہر حال مہلب اہل بصرہ کو لے کر روانہ ہوا اور اس مسافت کے دوران راستہ کے دوسرے امراء بھی اس کے ہمرکاب ہو گئے اور رامہرز کے مقام پر اس نے پڑاؤ کیا۔

ابھی یہاں مہلب بن ابی صفرہ دس دن بھی قیام نہ کرنے پایا تھا کہ اسے بشر بن مروان کی موت کی اطلاع ملی' بصرہ میں اس کا انتقال ہوا تھا اور وہاں کا حاکم اب عبداللہ بن خالد مقرر ہوا تھا' یہ اطلاعات سن کر مہلب نے کچھ فوج تو وہیں چھوڑی اور باقی کو لے کر بصرہ واپس ہوا اس دوران خالد بن عبداللہ نے اہل فارکو دھمکی آمیز خط لکھا اور ان پر عبدالملک کی جاہ وسطوت کا رعب جما کر تنبیہ کی کہ اگر وہ لوگ امیر کے پاس نہ پہنچے تو سخت نقصان اٹھائیں گے چنانچہ جب ان لوگوں نے عمرو بن حریث سے کوفہ جانے کی اجازت چاہی تو اس نے جواباً لکھا کہ تم لوگوں نے اپنے امیر کو چھوڑ دیا ہے اور تم باغی بن کر آئے ہو' ایسے باغیوں اور مخالفوں کو نہ کوئی اجازت ملے گی اور نہ ان کو امان دی جائے گی۔

جب ان لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ سب لوگ اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مختلف علاقوں میں نکل گئے اور روپوش ہو گئے اور جب تک بشر بن مروان کی جگہ حجاج عراق کا گورنر نہ بنا یہ لوگ اپنے خفیہ ٹھکانوں سے باہر نہیں آئے اس کا مفصل حال آگے آئے گا۔

بکیر بن وشاح کی معزولی اور امیہ بن عبداللہ کی بحیثیت گورنر تقرری:

عبدالملک بن مروان نے اس سال بکیر بن وشاح کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ امیہ بن عبداللہ ابن خالہ بن اسید تواشی کو گورنر مقرر کیا تا کہ لوگ متفق ہو کر اس کا ساتھ دیں' اس کی ضرورت اس لیے بھی تھی کہ عبداللہ بن حازم کے بعد خراسان فتنہ وفساد کا گڑھ بن گیا تھا چنانچہ جب امیہ بن عبداللہ خراسان پہنچا تو اس نے بکیر بن وشاح کو اپنا باڈی گارڈ بنانے کی پیشکش کی لیکن اس نے انکار کر دیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ اسے طخارستان کا حکمران بنا دیا جائے لیکن امیہ سے لوگوں نے اسے اس طرح تنہا چھوڑ دینے پر اندیشہ کا اظہار کیا اس لیے امیہ نے بکیر بن وشاح کو اپنے پاس ہی مقیم رکھا اور کہیں جانے نہ دیا۔ ابن جریر کا بیان ہے کہ حجاج جب مدینہ ومکہ' یمن اور یمامہ کا گورنر تھا تو اس نے لوگوں کو حج کرایا اور ابن جریر کا' واللہ اعلم یہ بھی کہنا ہے کہ اس سال عبدالملک نے عمرہ بھی ادا کیا۔

۷۴ھ میں وفات پانے والے لوگ

حضرت رافع بن خدیج بن رافع انصاری:

بڑے جلیل القدر صحابی گزرے ہیں احد اور بعد کی جنگوں میں برابر شریک رہے' جنگ صفین میں بھی حضرت علیؓ کے ہمرکاب تھے' فلاحت وزراعت میں دونوں ایک دوسرے کے شریک کار تھے ۷۴ھ میں انتقال ہوا تو ان کی عمر اکیاسی سال کی تھی' کل اٹھتر احادیث ان سے مروی ہیں اور سب احادیث قوی ہیں' احد کی لڑائی میں ان کی ہنسلی میں ایک تیر پیوست ہو گیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان کو اختیار دیا تھا کہ وہ چاہیں تو یہ تیر نکال دیا جائے اور چاہیں تو اس کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے جو ان کے لیے قیامت کے دن بطور شہادت کام آئے گا' رافع بن خدیج نے آخری صورت قبول کی' چنانچہ اس تیر سے جانبر نہ ہو سکے اور اسی سال انتقال فرما گئے۔ رحمہ اللہ۔

حضرت ابوسعیدؓ خدری:

ان کا نام سعد بن مالک بن سنان الانصاری الخزرجی ہے' یہ فقہائے صحابہ میں جلیل القدر گزرے ہیں' جنگ احد میں صغر سنی کے باعث شریک نہیں کیے گئے' جنگ خندق میں پہلی بار حصہ لیا اور اس کے بعد غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت فرمائی۔ ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں' صحابہ کرام کی مقتدر بہ جماعت سے بھی انہوں نے روایات بیان کی ہیں' تابعین اور صحابہ کی بڑی تعداد نے بھی ان سے احادیث بیان کی ہیں ان کا شمار فاضل وعالم واجل صحابہ میں ہوتا ہے' واقدی وغیرہ کے مطابق ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا لیکن بعض لوگوں کے نزدیک دس سال قبل ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

طبرانی نے لکھا ہے کہ مقدام بن داؤد' خالد بن نزار' ہشام بن سعید نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار اور انہوں نے ابوسعید الخدری سے حدیث بیان کی ہے جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا ''یارسول اللہ تمام لوگوں میں سے کن لوگوں پر سب سے زیادہ مصیبتیں پڑتی ہیں''۔ آپ نے فرمایا ''انبیاء پر''۔ میں نے پوچھا ان کے بعد کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا ''صلحاء'' ان میں سے کوئی تو اس قدر تنگی کی زندگی میں مبتلا ہوتا تھا کہ اس کے جسم پر بجز ایک صدری یا عباء کے کوئی لباس نہ ہوتا تھا کسی کے جسم میں ایسی جوئیں پڑ جاتی تھیں کہ ان کی اذیت سے بمشکل چھٹکارہ ہوتا تھا مگر ان کے صبر و برداشت کا یہ عالم تھا کہ راحت وآرام کی زندگی سے زیادہ ان کو اذیت ومصائب کی زندگی زیادہ پسند تھی۔

'قتیبہ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ہم سے لیث بن سعید نے انہوں نے ابن عجلان سے اور انہوں نے سعید بن المقبری سے اور انہوں نے سعید الخدری کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے اہل وعیال نے جب ایک دن ان سے ضروریات زندگی کا تقاضا کیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کی حاجت روائی کے لیے حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو؟ اب وقت آ گیا ہے کہ تم سوال کرنے سے باز رہو جو شخص ایسا کرے گا اللہ اس کو بہت دے گا اور جو شخص استغنا کرے گا اللہ اس کو غنی کر دے گا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر کوئی شے عطا

نہیں کی اور اگر تم مانگنے اور سوال کرنے سے باز نہ رہو گے تو میرے پاس جو کچھ ہو گا وہ تمہیں دے دوں گا' اس کو طبرانی نے عطاء بن یسار اور انہوں نے ابو سعید سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ:

ابن الخطاب القرشی العدوی' ابو عبدالرحمٰن المکی ثم المدنی اپنے والد بزرگوار کے ساتھ مشرف باسلام ہو گئے تھے جس وقت یہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کی عمر صرف دس سال کی تھی اور بلوغت کو بھی نہیں پہنچے تھے اس کے باوجود اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی' غزوہ احد کے وقت صغر سنی کے باعث ان کو جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں ملی تھی لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر ان کی عمر پندرہ برس کی ہو چکی تھی اس لیے غزوہ خندق میں شریک ہوئے اور اس کے بعد دوسرے غزوات میں بھی شریک رہے یہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا جو عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ تھیں' عبداللہ بن عمر جسیم اور متوسط القامت تھے' داڑھی میں سنہرا خضاب لگواتے تھے اور اپنی مونچھوں کو اہتمام سے کٹواتے تھے' وہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے اور آنکھوں کے لوؤں کو پانی سے اچھی طرح دھوتے تھے' حضرت عثمانؓ نے ان کو عہدہ قضا پر مامور کرنا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا' وہ یرموک' قادسیہ' جلولا اور فارس کے دیگر معرکوں میں شریک ہوئے' یہ فتح مصر کے موقع پر بھی موجود تھے اور وہاں ایک گھر بھی تعمیر کرایا تھا۔

عبداللہ بن عمرؓ نے بصرہ اور فارس و مدائن کا بھی کئی بار دورہ کیا' جب حضرت عمر فاروقؓ کا انتقال ہوا تو ان کی عمر ۲۲ سال تھی' انہیں جب اپنے مال و اسباب میں کوئی چیز مرغوب ہوتی تھی تو اس کو فی سبیل اللہ دے ڈالتے تھے' ان کے غلاموں کو ان کی اس کیفیت کا علم تھا اس لیے بالعموم ان میں سے کوئی نہ کوئی مسجد تک ان کے پیچھے لگا رہتا تھا اور جب ابن عمرؓ یہ دیکھتے تو اس غلام کو آزاد کر دیتے تھے' لوگوں نے ایک مرتبہ ان سے کہا یہ لوگ آپ سے مکر و فریب کرتے ہیں یہ سن کر آپ نے جواب دیا اگر یہ لوگ ہم سے خدا کے لیے فریب کرتے ہیں تو ہم بھی خدا کے لیے بخوشی اس فریب کو گوارا کر لیں گے۔

عبداللہ بن عمر کی ایک کنیز تھی جس کو وہ بہت محبوب رکھتے تھے لیکن انہوں نے تقرب الی اللہ کے جذبہ کے ماتحت اس کو بھی آزاد کر دیا تھا اور اس کا نکاح اپنے غلام نافع سے کر دیا اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾.

''تمہیں اس وقت تک کامل نیکی نہیں ملے گی جب تک اپنی عزیز ترین متاع اللہ کی راہ میں قربان نہ کرو گے''۔

ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرؓ نے ایک اونٹ خریدا جو انہیں بہت پسند تھا' مگر نافع کو حکم دیا کہ اس اونٹ کو صدقہ کے اونٹوں میں شامل کر دیا جائے۔ جعفر نے عبداللہ بن عمر کو نافع غلام کی دس ہزار قیمت دینا چاہی مگر اس کی قیمت اس سے کہیں زیادہ تھی اس لیے اس کو لوجہ اللہ آزاد کر دیا۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرؓ نے ایک غلام چالیس ہزار میں خریدا اور اس کو آزاد کر دیا' غلام نے کہا اے میرے آقا آپ نے مجھے آزاد کر دیا مگر مجھے زندگی بسر کرنے کے لیے بھی تو کچھ عنایت ہو اس پر اس کو عبداللہ بن عمرؓ نے چالیس ہزار دیئے۔

انہوں نے ایک دفعہ پانچ غلام خریدے' جب عبداللہ ابن عمر نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ غلام بھی ان کے پیچھے نماز پڑھنے لگے اس پر انہوں نے ان سے دریافت کیا تم لوگ کس کے لیے نماز پڑھ رہے ہو؟ جواب ملا خدا کے لیے' اس پر عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا جاؤ تم سب اس کے نام پر آزاد ہو جس کے لیے تم نے نماز پڑھی۔

مختصر یہ کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے انتقال تک تقریباً ایک ہزار غلام آزاد کیے۔ انہوں نے بعض اوقات ایک ہی نشست میں تیس تیس ہزار دینار صدقہ کر دیئے ان کا معمول تھا جب تک کسی یتیم کو اپنے دسترخوان پر نہ بٹھا لیتے' گوشت تناول نہیں کرتے تھے' ان کے پاس امیر معاویہؓ نے یزید کی بیعت کے سلسلہ میں ایک لاکھ دینار بھیجے تھے مگر یہ ساری رقم انہوں نے ایک سال سے پہلے خرچ کر دی تھی' وہ کہا کرتے تھے میں خدا کے سوا کسی سے سوال نہیں کرتا اور جو کچھ خدا مجھے دیتا ہے اسے شکر کے ساتھ قبول کرتا ہوں' فتنہ کے زمانہ میں جو امیر آتا تھا ان کے پیچھے نماز ادا کرتا تھا اور اپنے مال کی زکوٰۃ ان کو خرچ کرنے کے لیے دیتا تھا' وہ مناسک حج سے سب سے زیادہ باخبر تھے اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے تھے اور آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل کر کے نماز پڑھتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے جس درخت کے نیچے صحابہؓ سے بیعت لی تھی' عبداللہ بن عمرؓ اس درخت کے پاس معمولاً آتے اور اس کی جڑ میں پانی ڈالتے۔ اگر جماعت کے ساتھ ان کی نماز قضا ہو جاتی تو شب بیداری کر کے اس کی تلافی کرتے تھے اور وہ اکثر و بیشتر تہجد و شب بیداری میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب تک عبداللہ بن عمرؓ زندہ رہے' وہ فضل و کمال میں اپنے والد کی مانند تھے اور حضرت عمر فاروقؓ کے بعد زندہ لوگوں میں وہ سب سے بہتر سمجھے جاتے تھے' ان کی عمر ساٹھ سال کی ہوئی لیکن اس پورے عرصہ میں دور دراز کے لوگ ان سے فتاویٰ حاصل کرتے تھے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کیں' علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت سعد' حضرت ابن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے بھی روایات نقل کی ہیں اور خود ان سے ان کے بیٹوں حمزہ و بلال' زید و سالم' عبداللہ و عبیداللہ' اسلم' انس بن سیرین' حسن' سعید بن جبیر' سعید بن المسیب' طاؤس و عروہ' عطا و عکرمہ و مجاہد و ابن سیرین' زہری اور ان کے غلام نافع نے روایات بیان کی ہیں' صحیح حدیث میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبداللہ اگر قائم اللیل ہوں تو مرد صالح ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ہمیشہ قائم اللیل ہی رہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں' قریش کے نوجوانوں میں عبداللہ بن عمر سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو پانے والے ہیں' حضرت جابر کا قول ہے ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جسے دنیا نے اپنی طرف مائل نہ کر لیا ہو بجز ابن عمرؓ کے اور دنیا کا کوئی شخص ایسا نہیں جس کے درجات مال و دولت ملنے کے بعد کم نہ ہوئے ہوں بجز عبداللہ ابن عمرؓ کے' سعید بن المسیب کہتے ہیں ابن عمرؓ سے زیادہ کوئی شخص حسن عمل کا ذخیرہ لے کر دنیا نہیں گیا' زہری کا بیان ہے عبداللہ بن عمر متوازن و مصمم عزم و ارادہ کے مالک تھے' رسول اللہ ﷺ کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے لیکن صحابہ کے امور و احوال سے وہ کلیتاً واقفیت رکھتے تھے مالک بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کی عمر چھیاسی سال کی ہوئی اور وہ ساٹھ برس تک افتاء کے فرائض انجام دیتے رہے ان کے پاس دور دور سے وفود بھی آیا کرتے تھے۔

Marfat.com

واقدی اور دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر کا انتقال ۷۴ھ میں ہوا لیکن زبیر بن بکار اور دوسروں کا خیال ہے کہ ۷۳ھ میں ان کا انتقال ہوا لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے واللہ اعلم۔

عبید بن عمیر:

ابن قتادہ بن سعد بن عامر بن خندع بن لیث اللیثی ثم الخندعی ابو عاصم المکی قاضی اہل مکہ مسلم بن حجاج کے قول کے مطابق نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں پیدا ہوئے' عبید بن عمیر نے اپنے والد سے روایات نقل کیں اور ان کے علاوہ حضرت عمر' حضرت علی' ابو ہریرہ' ابن عباس' ابن عمر اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان کی روایات منقول ہیں' علاوہ ازیں تابعین کی ایک جماعت نے بھی عبداللہ بن عمیر سے روایات نقل کی ہیں جس کی توثیق ابن معین اور ابوزرعہ وغیرہ نے بھی کی ہے' ان کے حلقہ صحبت میں عبداللہ بن عمر جیسے بزرگ صحابی بھی شامل تھے جو ان کے وعظ و نصیحت سے اتنا متاثر ہوتے تھے کہ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے تھے' یہ بڑے فصیح و بلیغ تھے' اپنے وعظ و تذکیر کے دوران خود بھی رونے لگتے تھے۔

مہدی ابن میمون نے غیلان بن جریر کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ عبید بن عمیر جب کسی کو اپنا دینی بھائی بناتے تھے تو اس کو لے کر قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے اور اس طرح دعا کرتے تھے "اے اللہ ہمیں نبی کی تعلیم اور رشد و ہدایت کے باعث سعید اور نیک بخت بنا دے اور محمد ﷺ کو ہمارے ایمان کا شاہد بنا دے' ہمیں نیکیوں کے حصول کی توفیق عطا کر اور دور از کار آرزوؤں اور موہوم تمناؤں سے دور رکھ' ہمارے دلوں کو نرم کر اور ناحق باتوں کے کہنے سے ہمیں محفوظ رکھ اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ایسا کوئی سوال تجھ سے نہ کریں جس کا علم ہمیں نہ ہو۔ بخاری نے ابن جریج کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ عبید بن عمیر کا انتقال عبداللہ بن عمرؓ سے قبل ہی ہو گیا تھا۔

ابو جحیفہ:

آپ کا پورا نام عبداللہ السوائی ہے' بزرگ صحابی ہیں' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی بلوغت سے قبل اور وفات رسولؐ کے وقت دیکھا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے متعدد احادیث بیان کی ہیں اور علی و براء بن عازب سے بھی یہی روایت سے بھی روایات بیان کی ہیں اور تابعین کی ایک جماعت نے بھی ان سے احادیث نقل کی ہیں جن میں اسماعیل بن ابی حالہ' حکم' سلمہ بن کہیل اور ابو اسحاق السبیعی داخل ہیں' یہ کوفہ بھی گئے اور وہیں اپنا ایک مکان بھی بنایا اور ۷۴ھ میں وہیں انتقال کر گئے' بعض لوگ کہتے ہیں ۹۴ھ میں انتقال کیا واللہ اعلم۔ حضرت علیؓ کے محافظوں میں تھے اور جب حضرت علی منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ دیتے تھے تو یہ ان کے منبر کے پیچھے کھڑے رہتے تھے۔

سلمہ بن اکوع:

یہ ابن عمرو بن سنان الانصاری ہیں۔ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے' صحابہ کرام کے شہسواروں اور علماء میں شمار ہوتے تھے' مدینہ میں فتوے بھی دیتے تھے' رسول ﷺ کی حیات طیبہ اور مابعد کے مشاہدات سے ان کا تعلق رہا ہے' ستر سال سے متجاوز ہوئے تو مدینہ میں انتقال کر گئے۔

Marfat.com

مالک بن ابی عامر:

الاصبحی المدنی بھی کہلاتے تھے اور مالک بن انس کے جدامجد تھے' صحابہ کی ایک جماعت وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں یہ عالم وفاضل تھے' ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔

ابوعبدالرحمٰن السّلفی:

بلاخوف تردید اہل کوفہ کے مہمان نوازوں میں شمار ہوتے تھے' ان کا نام نامی عبداللہ بن حبیب تھا' حضرت علی' حضرت عثمان اور حضرت ابن مسعود کو قرآن پاک سنا چکے تھے اور صحابہ کی کثیر جماعت سے سن بھی چکے تھے' یہ خلافت عثمانؓ سے حجاج کی گورنری تک کوفہ کے سب سے بڑے قاری تھے' ان سے عاصم بن ابی النجود وغیرہ نے قرآن پڑھا تھا' ان کا انتقال کوفہ میں ہوا۔

ابومعرض الاسدی:

ان کا اسم گرامی مغیرہ بن عبداللہ الکوفی ہے' یہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں پیدا ہوئے' یہ عبدالملک بن مروان کے دربار میں بھی پہنچے اور اس کی مدح سرائی کی۔ ان کے اشعار اچھے ہوتے تھے اور اقسطشی کے تخلص سے معروف تھے' یہ سرخ چہرہ اور گھنے بالوں والے تھے۔ ۷۴ھ میں ان کا کوفہ میں انتقال ہوا اور تقریباً اسی برس کی عمر ہوئی۔

بشر بن مروان:

اموی ہیں اور عبدالملک بن مروان کے بھائی ہیں' یہ عبدالملک کی طرف سے عراقین کے گورنر تھے' عقبہ بن اللباب کے قریب ان کا بنوایا ہوا گھر مشہور تھا' یہ بہت سخی اور فیاض تھے۔ دیر مروان جو حجیر کے نزدیک ہے ان ہی کے نام سے منسوب ہے۔ بشر بن مروان ہی نے ایک دن عیش ونشاط میں خالد بن حصین الکلابی کو قتل کروایا تھا' یہ اپنے دروازے کبھی بند نہیں کرتے تھے' ان کا کہنا تھا کہ مرد چھپ کر نہیں بیٹھتے' پردہ نشینی عورتوں کا خاصہ ہے یہ ہمیشہ ہشاش بشاش رہتے تھے اور شعراء کو ہزاروں کے حساب سے بخشش دیتے تھے۔ ان کے مدح گویوں میں فرزدق اور اخطل جیسے شاعر شامل تھے' اس کے بارہ میں اخطل کا شعر ہے: ؎

قد استوی بشر علی العراق من غیر سیف ودم مهراق

ترجمہ: ''بشر نے عراق پر بغیر تلوار چلائے اور خون ریزی کئے قبضہ کرلیا''

بشر کی موت آنکھ میں زخم ہونے کی وجہ سے ہوئی تھی جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو رو کر کہنے لگے کاش آج میں ایک غلام ہوتا اور جنگل میں بکریاں چراتا ہوتا اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ نہ ہوتا' پھر اس کو ابوحازم یا سعید بن المسیب سے کہا ہوا قول یاد آیا اور کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان کو موت کے وقت ہماری پناہ لینے پر مجبور کردیا' نہ کہ ہمیں ان کے پاس پناہ لینے کے لیے جانا پڑا۔ حسن بیان کرتے ہیں کہ میں جب بشر بن مروان کے پاس پہنچا تو وہ اپنے تخت پر بے قرار تھے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد وہ تخت سے نیچے اترے اور صحن میں آئے ان کے چاروں طرف اطباء موجود تھے اور وہ بے بسی سے سب کو دیکھ رہے تھے۔ اسی سال بصرہ میں ان کا انتقال ہوگیا' یہ پہلا گورنر تھا جو بصرہ میں فوت ہوا۔ جب عبدالملک کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو وہ غمگین ہوا' اس نے شعراء کو ان کا مرثیہ لکھنے کی ہدایت کی۔

۷۵ھ میں رونما ہونے والے واقعات

اس سنہء میں محمد بن مروان نے اپنے بھائی عبدالملک بن مروان سے جنگ کا بیڑا اٹھایا' یہ جنگ رعش سے نکلنے کے بعد روم کے میدان میں ہوئی۔ اس سنہ میں عبدالملک نے مدینہ کی گورنری یحییٰ بن عاص کے سپرد کی اور حجاج کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اسی سال عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو عراق و بصرہ' کوفہ اور اس سے ملحق بڑے بڑے علاقوں کا امیر و گورنیر بنا دیا اور یہ سب کچھ بشر بن مروان کی موت کے بعد ہوا اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ عبدالملک کے خیال میں اہل عراق کی سرکشی کو حجاج بن یوسف کے سوا اور کوئی روکنے کے قابل نہ تھا' اس کے خیال میں صرف وہی اپنے رعب داب شوکت وسطوت اور ہیبت وعظمت کے باعث اہل عراق کی فتنہ انگیزیوں پر غالب آ سکتا تھا' چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو مدینہ خط لکھ کر اس کو عراق کی گورنری وامارت سپرد کیے جانے کی اطلاع دی۔ عبدالملک کا حکمنامہ جیسے ہی حجاج کے پاس پہنچا وہ مدینہ سے عراق کے لیے اپنے سواروں کے ہمراہ روانہ ہو گیا اور اہل کوفہ کے سر پر جا پہنچا اس کے ماتحت شرفاء کا ایک طبقہ بھی اس کے ساتھ تھا' چنانچہ وہ کوفہ کے قریب فروکش ہوا' اس نے خضاب لگایا اور عمدہ لباس زیب تن کیا اور تلوار حمائل کی اور اپنے عمامہ کو خاص شان سے اپنے سر پر باندھا اور پھر گورنر ہاؤس کی طرف روانہ ہوا' یہ جمعہ کا دن تھا اور مؤذن جمعہ کی پہلی اذان دے چکا تھا۔

چنانچہ حجاج گورنر ہاؤس سے روانہ ہو کر مسجد میں جا پہنچا اور منبر پر بیٹھ گیا اور کافی دیر تک خاموش رہا' یہ لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر اس کو دیکھتے اور پھر اپنے گھٹنوں کی طرف دیکھنے لگتے ان کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں تا کہ وہ پھینک کر اس کو مار سکیں اور وہ ایسا بار ہا کر چکے تھے' جب لوگوں کی حیرانی دور ہوئی اور انہوں نے اس کی گفتگو سننا چاہی تو حجاج ان سے اس طرح مخاطب ہوا' اے عراق' اے اہل اختلاف' اے اہل نفاق و بداخلاق لوگو! مجھے تمہارے پاس آنے کا علم تھا اور اس کی اہمیت سے بھی واقف تھا اس لیے خدا سے دعا مانگتا تھا کہ وہ میرے ذریعہ تمہیں آزمائش میں مبتلا کرے' میرے ہاتھ سے وہ کوڑا تو کہیں گر گیا ہے جس سے میں تمہیں تادیب کرنا چاہتا تھا اس لیے میں نے اس کی جگہ اس کو استعمال کرنے کا ارادہ کیا ہے اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی لٹکی ہوئی تلوار کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس طرح گویا ہوا قسم خدا کی میں تمہارے بڑے کے عوض تمہارے چھوٹے کو پکڑ لوں گا اور غلام کے عوض تم میں سے آزاد کو پکڑ لوں گا' اور پھر اس طرح کٹائی کروں گا جس طرح لوہا یا لوہے کے ٹکڑے کو تپا کر اس کی کٹائی کرتا ہے یا جس طرح نانبائی آٹے کو گوندھتا اور مکیاں لگاتا ہے' جب لوگوں نے حجاج کی گفتگو کا یہ انداز دیکھا تو ان کے ہاتھوں سے کنکریاں گر گئیں۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حجاج جب کوفہ میں داخل ہوا تو رمضان کا مہینہ تھا اور ظہر کا وقت تھا' وہ مسجد میں داخل ہوا اور منبر پر جا بیٹھا' اس نے سرخ عمامہ پہن رکھا تھا جس کے پلوؤں سے اپنا منہ چھپائے ہوئے تھا اس نے منبر سے بآواز بلند لوگوں کو مخاطب کیا اے لوگو؟ لوگوں نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو خوارج سمجھا' چنانچہ جب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تو اس وقت اس نے اپنے چہرہ پر سے نقاب اٹھائی اور بولا: شعر

انا ابن جلا وطلاع الثنایا متی اضع العمامة تعرفونی

ترجمہ: ''میں بلند اور واضح مقصد لے کر آیا ہوں اور ماہر و تجربہ کار ہوں' جب اپنا عمامہ اتاروں گا تو تم بخوبی پہچان لو گے''۔

اس کے بعد اس نے کہا لوگو! خدا کی قسم میں ہر معاملہ کو اس کی اہمیت کی پیش نظر دیکھتا ہوں اور اس کو ٹھیک ٹھاک نمٹاتا ہوں' ہر پیر میں وہی جوتا پہناتا ہوں جو اس کے فٹ ہوتا ہے' ہر کام کو اس کی مناسبت سے ہوشیاری کے ساتھ انجام دیتا ہوں' خدا کی قسم مجھے کچھ سر ایسے نظر آ رہے ہیں جن کے گردنوں سے علیحدہ ہونے کا وقت آ گیا ہے' بلکہ مجھے تو بعض لوگوں کے سروں اور داڑھیوں پر بہتا ہوا خوان بھی دکھائی دے رہا ہے جو بہہ کر پنڈلیوں تک جا پہنچا ہے' اس کے بعد وہ اس طرح گویا ہوا' میں نے آج تک ناز و نخرے برداشت نہیں کیے ہیں اور نہ ہی مجھ سے کوئی دشمنی مول لے سکا ہے میں نے بڑے بڑے معرکے سر کیے ہیں اور بڑے تجربے حاصل کیے ہیں' عبدالملک بن مروان نے اپنے تمام حربے آزما لیے ہیں تو اب قرعہ میرے نام نکلا ہے اور اب یہ کام میرے سپرد کیا ہے اور اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے' لیکن تم لوگ تو فتنہ و فساد میں مبتلا معلوم ہوتے ہو اور گمراہی کے راستہ پر چل نکلے ہو اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہو لیکن خدا کی قسم میں تمہارے کس بل سب نکال دوں گا اور تم کو ذلیل کر کے چھوڑوں گا' میں جب کسی کو دھمکی دیتا ہوں تو اسے پورا کر کے چھوڑتا ہوں اور کسی سے وعدہ کرتا ہوں تو اسے نبھاتا ہوں اس لیے تم اپنے آپ کو مختلف قسم کی قیل وقال سے دور رکھو اور تفرقہ بازی سے دور رہو اور صراط مستقیم پر چلتے رہو اور راہ حق سے منہ نہ موڑو ورنہ ہر ایک کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ اپنی ہی مصیبت کا ہو کر رہ جائے گا' اور کسی دوسرے کا اس کو ہوش ہی نہ رہے گا۔

اس کے بعد اس نے کہا' اب اگر تین دن کے بعد میں نے مہلب کے ان آدمیوں میں سے کسی کو دیکھا جو بشر بن مروان کی موت کی خبر سن کر واپس آ گئے تھے تو میں ان کا خون بہانے اور انہیں لوٹنے میں ہرگز دریغ نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ منبر سے اتر آیا اور مزید کچھ کہے بغیر گورنر ہاؤس میں داخل ہو گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حجاج بن یوسف منبر پر چڑھا اور لوگ اس کے منبر کے نیچے جمع ہو گئے تو اس نے بہت دیر تک سکوت اختیار کیا حتیٰ کہ محمد بن عمیر نے اپنی مٹھی کنکریوں سے بھر لی اور اس نے حجاج پر کنکریاں پھینکنے کا ارادہ کیا تو کہنے لگا خدا اس کا برا کرے کیسی تھکا دینے والی تقریر کرتا ہے اور اس کی برائی بیان کرنے لگا' چنانچہ جب حجاج کھڑے ہو کر اپنی تقریر ختم کر چکا تو اس کے ہاتھ سے کنکریاں گرنا شروع ہو گئیں اور اس کو اس کا پتہ بھی نہ چلا کیونکہ وہ حجاج بن یوسف کی فصاحت و بلاغت میں گم ہو کر رہ گیا تھا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حجاج نے اپنی تقریر میں جب یہ الفاظ کہے تو چہرے اوپر اٹھ گئے:

وَضَرَبَ لَهُمْ مَّثَلاً قَرْيَةً اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ .

ترجمہ: ''اللہ نے مثال بیان کی ایک قریہ کی جو مامون و محفوظ تھا ہر طرف سے کشادہ رزق اس بستی کو پہنچتا تھا' اس بستی نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا جس کے نتیجہ میں اللہ نے اس کو بھوک اور خوف کا مزہ چکھا دیا بسبب ان کے کرتوتوں کے جو وہ کرتے تھے''۔

اے لوگو! تم بھی ایسے ہی لوگ ہو' بہتر ہے کہ تم راہ راست پر آ جاؤ ورنہ خدا کی قسم میں تمہیں بہت ذلیل کروں گا اور تم پر اتنی

Marfat.com

سختی کروں گا کہ تم مطیع ہو جاؤ گے' اور قسم ہے خدا کی کہ تمہارے ساتھ انصاف ہوگا اور تم ادھر ادھر پناہ کے لیے مارے نہ پھرو گے' ایسی ویسی تو بہت سی خبریں مجھ تک پہنچ چکی ہیں اور فلاں فلاں لوگوں نے مجھے کچھ باتیں بتائی ہیں' تم بتاؤ سچ بات کیا ہے؟ اور صحیح واقعہ کون سا ہے؟ اگر تم نے صحیح واقعات سے آگاہ نہ کیا تو یاد رکھو اس تلوار سے تمہارے ٹکڑے کر دوں گا جو عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنا کر چھوڑتی ہے' غرض کہ اس نے بڑی طول طویل تقریر کی جس میں شدید ترین دھمکیوں کے علاوہ نیکی اور خیر کا کوئی وعدہ شامل نہ تھا۔ لیکن جب تیسرے دن کا آغاز ہوا تو حجاج بن یوسف کے کانوں میں تکبیر کی آواز آئی تو وہ منبر پر بیٹھا اور کہنے لگا اے اہل عراق اور اے اہل نفاق وشقاق واختلاف لوگو! میں نے آج بازاروں میں وہ تکبیر سنی ہے جو ترغیب کے لیے نہیں بلکہ ترہیب وتخویف کے لیے دی گئی تھی' اے نامراد عورتوں کی اولاد' اے ڈنڈے کے عادی لوگو اور اے باندیوں اور یتیم عورتوں کی اولاد! خبردار تم میں سے کوئی آپے سے باہر نہ ہو بلکہ دم سادھے ہوئے ہر قدم نہایت احتیاط سے اٹھانا چاہیے خدا کی قسم تم ایک ایسے المیہ سے دوچار ہونے والے ہو جو ماقبل کے لیے درس عبرت ہوگا اور مابعد کے لیے تنبیہ وسرزنش۔

حجاج جب یہ سب کچھ کہہ چکا تو عمیر بن ضابی التمیمی نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا' اللہ امیر کو نیکی دے اس وفد میں میں خود بھی باوجود اپنی علالت وبڑھاپے کے شامل تھا اور یہ میرا بیٹا بھی جو نسبتاً مجھ سے جوان ہے' حجاج نے دریافت کیا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا عمیر بن ضابی التمیمی' حجاج نے کہا! اچھا تو تم نے میری کل کی تقریر سنی ہوگی' عمیرؒ نے اثبات میں جواب دیا' حجاج نے کہا تو پھر کیا تم وہی شخص نہیں ہو جو عثمان بن عفانؓ سے لڑے تھے' اس نے کہا ہاں' حجاج نے پوچھا تم کو اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟ جواب ملا' عثمان بن عفانؓ نے میرے بوڑھے باپ کو قید کر دیا تھا' اس پر حجاج بولا: میرا خیال ہے تمہارا قتل مصریوں کے حق میں بہتر ہے اور پھر اپنے نگہبان کو اس کی گردن مار دینے کا حکم دیا جس نے اس کی گردن مار دی اور اس کا مال واسباب بھی لوٹ لیا' اس کے بعد حجاج نے عوام میں کوچ کرنے کی منادی کرائی لیکن اس منادی کے باوجود عمیر بن ضابی التمیمی نے تین دن منادی سننے کے بعد تاخیر کر دی' جس پر حجاج نے صرف مدحج سے پل کو ایک گھنٹہ میں پار کر لیا اور ان کے ساتھ عرفاء بھی نکلے حتیٰ کہ یہ لوگ مہلب کے دربار میں پہنچے اور اس نے اپنے پہنچنے کا پروانہ بھی بطور تصدیق حاصل کر لیا۔ اس پر مہلب کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: قسم ہے خدا کی اب عراق میں ایک مرد (گورنر) آیا ہے جس کی بدولت دشمن اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر قتل ہو گئے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق حجاج بن عمیر بن ضابی کو پہچانتا نہ تھا' حتیٰ کہ عنبسہ بن سعید نے مخاطب ہو کر حجاج سے کہا اے امیر یہی وہ شخص ہے جو حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد ان کے قریب آیا اور اس نے ان کے منہ پر طمانچے مارے' یہ سن کر حجاج نے فوراً عمیر بن ضابی کے قتل کا حکم دے دیا۔

اس کے بعد حجاج بن یوسف نے حکم بن ابی ثقفی کو اپنی طرف سے بصرہ کا نائب امیر بنا کر بھیجا اور اس کو خالد ابن عبداللہ پر نہایت سختی روا رکھنے کا حکم دیا۔ علاوہ ازیں اس نے کوفہ کے منصب قضا پر شریح کو مقرر کیا اور پھر کوفہ کی طرف عارضی مدت کے لیے کوچ کر گیا۔ اس نے ابو یعفور کو کوفہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور بصرہ کے منصب قضا پر زرارہ بن اوفی کو مقرر کر کے کوفہ واپس آ گیا اس سال عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو حج کرایا اور اپنے چچا یحییٰ کو مدینہ کی نیابت سپرد کی اور امیہ بن عبداللہ کو بلاد

Marfat.com

خراسان کا نائب مقرر کیا' نیز اس سال بصرہ کے حاجیوں پر اس نے کچھ نگران بھی مقرر کئے اور یہ اس لیے کہ کوفہ سے روانگی کے وقت حجاج نے عمیر بن ضابی کے قتل کے بعد بصرہ میں بھی قیام کیا تھا' اور ان کو بھی اہل کوفہ کی طرح شدید طور پر دھمکایا اور ڈرایا تھا' اس کے بعد حجاج بنی یشکر کے ایک شخص کے نزدیک آیا' لوگوں نے کہا یہ نافرمان ہے اس نے جواباً کہا مجھے فتق کا عارضہ ہے جس کی وجہ سے مجھے اللہ اور بشر بن مروان نے معذور سمجھ کر چھوڑ دیا تھا اور یہ میرا نذرانہ ہے بیت المال کے لیے حجاج نے اس کے عذر کو ناقابل پذیرائی سمجھ کر اس کے نذرانہ کو بھی مسترد کر دیا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

یہ دیکھ کر اہل بصرہ خوف زدہ ہو گئے اور بصرہ سے نکل گئے اور رامہرمز کے پل کے قریب جمع ہو گئے' ان کا سردار عبداللہ بن الجارود تھا' حجاج ان کی سرکوبی کے لیے لشکر کے دوسرے سرداروں کے ہمراہ خود بھی شعبان کے مہینہ میں روانہ ہوا جس کے بعد بڑے گھمسان کی جنگ ہوئی اور عبداللہ بن جارود مارا گیا حجاج نے حکم دیا کہ عبداللہ بن جارود اور اس کے دیگر سرداروں کے سر پل کے ساتھ لٹکا دیئے جائیں اس کے بعد اس نے ان سرداروں کو مہلب کے پاس بھجوا دیا جن کو دیکھ وہ اس کو بہت خوشی اور تقویت پہنچی اور خوارج کے امیر کو اس واقعہ سے سخت صدمہ اور ضعف پہنچا۔

حجاج بن یوسف نے مہلب اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو خطوط بھیجے جن میں ان کو خوارج کے خلاف اقدامات کرنے کا حکم دیا' چنانچہ تعمیل حکم میں مہلب اور عبدالرحمٰن لوگوں کو ساتھ لے کر آزادانہ خوارج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو ان کے تمام ٹھکانوں سے جلاوطن کر دیا اور رامہرمز کے آس پاس سے بھی بآسانی بیدخل کر دیا۔ چنانچہ تمام خوارج شکست کھا کر ولایت سابور کے عالمقہ کا روزن کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور باقی لوگ بھی ان کے پیچھے وہیں پہنچ گئے اور رمضان کے آخری عشرہ میں فریقین کی پھر ایک جگہ مڈبھیڑ ہوئی' جب رات خوب تاریک ہو گئی تو خوارج نے موقع پا کر مہلب پر شب خون مارا لیکن مہلب نے اپنے لشکر کے ساتھ خندق کھود کر خود کو محفوظ کر لیا تھا اس کے بعد وہ لوگ عبدالرحمٰن بن مخنف کی طرف آئے جس کو انہوں نے غیر محفوظ و غیر محتاط پایا' حالانکہ اس کو بھی مہلب نے خندق کھدوا کر اپنے لشکر کو محفوظ کر لینے کا پہلے ہی مشورہ دیا تھا' لیکن اس نے اس کے مشورہ پر عمل نہ کیا' چنانچہ رات کو ہی گھمسان کا رن پڑا اور خوارج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر کو بھی بری طرح شکست ہوئی۔

کہا جاتا ہے عبدالرحمٰن سے خوارج کی یہ جنگ رمضان کے آخری عشرہ کے بدھ کے دن ہوئی تھی اور یہ ایسی شدید تاریخی جنگ تھی جو خوارج نے اس سے پہلے کبھی نہیں لڑی تھی' اس سے قبل جب بھی خوارج نے مہلب کی فوج پر حملہ کیا تو عبدالرحمٰن بن مخنف نے گھوڑوں اور اپنے سپاہیوں سے بہت مدد کی تھی' لیکن اس مرتبہ اپنی نادانی اور غفلت کی وجہ سے اس نے خود ہی خوارج کو ایسے غیر متوقع حملہ کا موقع فراہم کر دیا تھا' بہرحال عبدالرحمٰن خوارج کے ساتھ جنگ میں اپنے آدمیوں کے ساتھ رات کو ہی مارا گیا اور صبح ہوئی تو مہلب نے آ کر اس کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا اور حجاج کو اس کی ہلاکت کی اطلاع دی' حجاج نے اس واقعہ کی اطلاع عبدالملک بن مروان کو دے اور اس کی جگہ عتاب بن ورقاء کو امیر بنانے کا حکم دیا اور اس کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ مہلب کے تابع فرمان رہے۔

Marfat.com

اس حکم کو اگرچہ عتاب نے پسند نہیں کیا لیکن اس کو حجاج کا حکم مانے بغیر کوئی چارہ بھی نہ تھا بظاہر وہ مہلب کے احکام کی تعمیل کرتا تھا مگر اکثر گریز کر جاتا تھا۔ اس پر مہلب نے ابتداءً تو عتاب سے گفت وشنید کی لیکن جب عتاب باز نہ آیا تو مہلب نے عتاب پر سرزنش کرنا چاہی لیکن بعض لوگوں نے درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اس پر عتاب نے حجاج کو مہلب کے متعلق شکایت کا خط لکھا جس میں اس نے مہلب کے خلاف جرأت سے کام لینے اور غلط اقدامات سے باز رکھنے کے لیے درخواست کی' چنانچہ حجاج نے مہلب کی جگہ اس کے بیٹے حبیب بن مہلب کا تقرر کر دیا۔

اسی سال داؤد بن نعمانی مازنی نے نواحی بصرہ میں خروج کیا' جس کی سرکوبی کے لیے حجاج نے ایک امیر کو تھوڑی سی فوج دے کر روانہ کیا جس نے اس کو جا کر قتل کر دیا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اسی سال بنی امرءالقیس کے صالح بن مسرح نے بھی کچھ ہلچل شروع کی' یہ شخص صفریہ کی آراء کو پسند کرتا تھا' جس کا سبب یہ تھا کہ اس نے اس سال لوگوں کو حج کرایا تھا' اور اس کے ہمراہ شبیب بن یزید' مبطین اور اسی قسم کے دوسرے سرداران خوارج بھی تھے' اتفاقاً اسی سال عبدالملک بن مروان نے بھی حج کیا اور شبیب بن یزید خارجی دوران حج اس پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا' جب عبدالملک حج سے واپس لوٹا تو اس کو اس امر کا علم ہوا چنانچہ اس نے حجاج کو لکھا کہ ان سب کو بار بار دربار میں طلب کیا جائے اور سب پر نظر رکھی جائے' ان میں سے صالح بن مسرح خصوصیت سے بکثرت کوفہ میں داخل ہوتا رہتا تھا' اسکے ساتھ ایک جماعت تھی جو اس کی بہت گرویدہ اور معتقد تھی' اس کے معتقدین بالعموم اہل دارا اور موصل کی سرزمین سے تعلق رکھتے تھے' صالح بن مسرح بالعموم ان کو قرآن پاک سکھاتا اور قرآنی قصص کے حوالوں سے بات کرتا تھا' یہ مصغرین میں سے تھا اور رات دن عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتا تھا' یہ خدا کی بہت حمد وثنا کرتا اور رسول اللہ ﷺ پر سلام بھی بھیجتا تھا اور لوگوں کو زہد وتقویٰ اور آخرت سے لو لگانے کی ترغیب بھی دیتا تھا' موت کا ذکر بکثرت کرتا تھا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی منقبت اور تعریف بیان کرتا تھا اور ان کا ذکر خیر بھی نہایت ادب واحترام سے کرتا تھا لیکن اس کے بعد جب حضرت عثمان کا ذکر کرتا تو ان کو گالیاں دیتا تھا اور اس قسم کے نازیبا کلمات ان کی شان میں کہتا تھا جو اسی قبیل کے دوسرے خوارج حضرت عثمان کی شان میں کہتے تھے اور جنہوں نے اہل مصر کے ساتھ مل کر خلیفہ سوم کو قتل کر دیا تھا' صالح بن مسرح لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کے علاوہ اپنے متعلقین کو دوسرے خوارج کے ساتھ مل کر خروج پر بھی آمادہ کرتا تھا اور ان لوگوں کے قتل پر اپنے پیروکاروں کو اکساتا تھا جو اس کے مشن کے مخالف تھے۔

یہ شخص چونکہ دنیا اور اہل دنیا کی زبردست مذمت کرتا تھا اور دنیاوی امور کو بنظر حقارت دیکھتا تھا اس لیے خاصی تعداد میں لوگ اس کی باتوں کو توجہ سے سنتے تھے' اس شخص مذکور کے پاس شبیب بن یزید خارجی کا ایک خط آیا جس میں اس نے اس پر خروج کے لیے زور دے کر لکھا اور پھر خود بھی صالح کے پاس پہنچ گیا' چنانچہ ان دونوں نے وعدے وعید کر کے ایک دوسرے کو اطمینان دلایا اور خروج کے لیے بدل وجان تیاری کر کے ۷۶ھ کو اپنا ہدف مقرر کیا۔ چنانچہ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر شبیب بن یزید اس کا بھائی مصادر' مجلل اور فضل بن عامر اور بعض دوسرے بڑے بڑے سردار صالح بن مسرح کے پاس دارا پہنچے اور ان سب کی تعداد

تقریباً ایک سو دس تھی اور پھر ان سب نے مل کر محمد بن مروان کے گھوڑوں پر یلغار کر دی اور ان کو منتشر کر دیا اور بہت سوں کو اپنے ساتھ لے گئے جس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔

اس سال جو لوگ وفات پا گئے ان میں العرباض بن ساریہ بھی تھے جن کی کنیت ابو نجیع تھی اور حمص کے باشندے تھے' یہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے اور شروع میں ہی اسلام لے آئے تھے اور اہل صفہ میں شمار ہوتے تھے اور ان معذور لوگوں میں شامل تھے جن کے متعلق سورۂ برأت میں ''وَلاَ عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ '' آیت نازل ہوئی' یہ سب لوگ تعداد میں نو تھے' یہ اس حدیث کے بھی راوی ہیں ''خطبنا رسو ل اللّٰه خطبة ..... الخ '' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس کو سن کر دلوں میں خوف پیدا ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عرباضؓ ایک حدیث یہ بھی بیان کرتے ہیں تھے کہ رسول اللہ ﷺ پہلی صف والوں کو تین بار مرحبا کہتے تھے اور دوسری صف والوں کو ایک بار۔

عرباضؓ بڑے بزرگ تھے اور دل سے پسند کرتے تھے کہ اللہ انہیں دنیا سے اٹھا لے' وہ اکثر دعا مانگتے تھے' جس کے الفاظ یوں ہوتے تھے' اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں' میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہیں پس تو اپنی طرف اٹھا لے''۔ انہوں نے متعدد احادیث بھی روایت کی ہیں۔

ابو ثعلبہ الخشنی

جلیل القدر صحابی ہیں ان کو بیعت رضوان میں شرکت کا شرف بھی حاصل ہوا اور غزوہ حنین میں بھی شریک ہوئے یہ ان لوگوں میں شامل تھے جو شام پہنچے یا دمشق کے مغربی حصہ میں جو قبلہ رو تھا فروکش ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دمشق کے مشرقی گاؤں بلاط میں مقیم رہے واللہ اعلم۔

ان کے والد اور خود ان کے نام کے بارہ میں قدرے اختلاف ہے سب میں مشہور نام' جرتوم بن اشر ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے متعدد احادیث روایت کی ہیں اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے بھی روایات نقل کی ہیں' اور خود ان سے بھی متعدد تابعین نے روایات بیان کی ہیں جن میں سعید بن المسیب' مکحول' الشامی' ابوادریس خولانی اور ابوقلابہ الجرمی شامل ہیں یہ کعب الاحبار کے ہم نشینوں میں داخل تھے' کبھی رات کو گھر سے نکل جاتے تو آسمان کی طرف دیکھ کر غور و فکر کرتے اور پھر گھر آ کر سجدہ ریز ہو جاتے اور زبان سے کہتے جاتے تھے مجھے امید ہے اللہ مجھے ایسی اذیت و تنگی کی موت نہ دے گا جیسا تم لوگ مجھے تنگی و اذیت دیتے ہو' ایک شب کو نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی روح سجدہ کی حالت میں قبض کر لی گئی۔ ان کی بیٹی نے خواب دیکھا کہ باپ کا انتقال ہو گیا ہے تو خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئیں اور گھبرائی ہوئی ماں کے پاس آئیں اور کہا میرے باپ کہاں ہیں؟ ماں نے جواب دیا وہ مصلے پر ہیں' بیٹی نے باپ کو پکارا تو کوئی جواب نہ ملا' قریب آئی اور باپ کو ہلایا تو وہ پہلو کے بل گر گئے' ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی' رحمہ اللہ۔

ابوعبیدہ محمد بن سعد اور خلیفہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کی وفات ۷۵ھ میں واقع ہوئی ہے' مگر بعض دوسرے لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کی وفات امیر معاویہؓ کے اولین دور میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

اسود بن یزید

ان کا پورا نام اسود بن یزید نخعی ہے' کبار تابعین میں شامل ہیں' ابن مسعودؓ کے جلیل القدر ہم نشینوں میں شمار ہوتے تھے اور کبار اہل کوفہ میں شامل تھے' صائم الدھر تھے اور کثرت سے روزہ رکھنے کے باعث ایک آنکھ ضائع ہوگئی تھی' اسی حج اور عمرے کئے تھے' یہ کوفہ سے ہی احرام باندھ کر تسبیح وتہلیل میں مشغول ہو جاتے تھے۔ ۷۵ھ میں ان کا انتقال ہوا' سفر ہو یا حضر کبھی روزہ قضا نہ کرتے تھے' حضر میں ہوتے تو روتے رہتے تھے' لوگ ان سے رونے کی وجہ دریافت کرتے تو فرماتے میں کیوں نہ گھبراؤں اور مجھ سے زیادہ اس کا کون حقدار ہے؟ فرمایا کرتے تھے اگر مجھے اپنی مغفرت کا علم ہو جائے تو میں اپنی بقیہ عمر بھی اس کے عوض دے ڈالوں۔ اگر کسی انسان کا چھوٹا سا گناہ بھی بخش دیا جائے تو یہ اس کی زندگی لازوال بنانے کے لیے کافی ہے۔

حمران بن ابان

یہ حضرت عثمان غنی کے غلام تھے جن کو حضرت عثمان نے عین النمر کی قید سے رہا کرا کر خرید لیا تھا' یہ لوگوں کو حضرت عثمان بن عفانؓ سے ملاقات کراتے تھے۔ ۷۵ھ ہی میں ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۷۶ھ کا آغاز

اور اس میں رونما ہونے والے حوادث وواقعات

اس سن کے آغاز یعنی ماہ صفر کے اوائل کے بدھ کی ایک شب کو صغریہ کے امیر صالح بن مسرح اور نوجوان خارجی شبیب بن یزید کے مابین اہم ملاقات ہوئی' اس نشست میں صالح بن مسرح نے کھڑے ہو کر لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے اور جہاد پر آمادہ کرنے کے لیے پرزور اپیل کی اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ کسی شخص پر اس وقت تک تلوار نہ اٹھائی جائے جب تک اس کو اپنے مشن کی دعوت قبول کرنے کے لیے نہ کہا جائے۔ اس کے بعد وہ لوگ جزیرہ کے نائب امیر محمد بن مروان کے مویشیوں کی طرف راغب ہوئے اور ان کو پکڑ کر لے گئے' ان لوگوں نے دارا کی سرزمین میں تیرہ دن قیام کیا اور وہاں پہنچ کر انہوں نے داراء نصیبین اور سنجارا کے باشندوں کو اپنے قابو میں کرلیا' یہ سن کر محمد بن مروان نائب جزیرہ نے عدی بن عمیرہ کی زیر سرکردگی پانچ سو سواروں کا جتھہ ان محصورین کی امداد کے لیے روانہ کیا اور اس کے بعد مزید پانچ سو سوار بطور کمک روانہ کئے' یہ لوگ ایک ہزار کی تعداد میں' خوارج کی سرکوبی کے لیے حرلان سے روانہ ہوئے مگر حالت ان کی یہ تھی کہ یہ اپنے دشمن یعنی خارجیوں کی طرف اس طرح خوف زدہ ہو کر بڑھ رہے تھے کہ گویا موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں' ان پر یہ خوف اس لیے طاری تھا کہ وہ خارجیوں کی طاقت' حوصلہ اور بے دھڑک حملوں سے واقف تھے' بہر حال جب ان کی خارجیوں سے مڈبھیڑ ہوئی تو ان کو خارجیوں نے زبردست شکست دی اور جو کچھ ان کے لشکر میں تھا وہ سب لوٹ کر لے گئے' جب ان کی شکست کا حال محمد بن مروان کو معلوم ہوا تو وہ بڑا غضبناک ہوا اور اس نے حارث بن جعونہ کو ڈیڑھ ہزار سوار دے کر ان کی مدد کے لیے بھیجا' اور ڈیڑھ ہزار فوج خالد بن الحر کی ماتحتی میں مزید روانہ کی

Marfat.com

اوران دونوں سے کہہ دیا تم میں سے جوکوئی فاتح ہوگا وہی لوگوں کا امیر بنا دیا جائے گا' چنانچہ دونوں سردار تین ہزار مجاہدین کے ساتھ خوارج کی طرف بڑھے' جن کی تعداد صرف ایک سودس افراد پر مشتمل تھی' جب یہ لوگ آ پہنچے تو صالح نے کچھ لوگوں کو خالد بن الحر کے دستوں سے نمٹنے کے لیے آگے بڑھایا' اور باقی لوگوں کو اس نے شبیب کی سرکردگی میں حارث بن جعونہ کی طرف بڑھا دیا جس کے بعد طرفین میں زبردست لڑائی ہوئی' لیکن جب رات ہوئی تو فریقین میں سے ہر ایک کو دوسرے کا حال راز معلوم ہو چکا تھا' اس لڑائی میں تقریباً ستر خوارج کام آئے تھے اور ابن مروان کے تیس آدمی مارے گئے تھے' خوارج رات کو ہی جزیرہ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور موصل میں داخل ہو گئے تھے۔ انہوں نے سرکاری ہیڈ کوارٹر کو بھی عبور کر لیا تھا جہاں بہت سے مکانات خانقاہیں اور پولیس کی چوکی بھی بنی ہوئی تھی۔

حجاج کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے حارث بن عمیرہ کی ماتحتی میں تین ہزار کا لشکر روانہ کیا جن کی خوارج سے موصل کی سرزمین میں مڈبھیڑ ہوئی' اس وقت صالح بن مسرح کے پاس نوے آدمیوں سے زیادہ نفری نہیں تھی لیکن وہ اپنی اس تھوڑی تعداد کے ساتھ ہی حجاج کی فوجوں کے ساتھ نبرد آزما ہوا اور اس نے اپنے آدمیوں کو تین دستوں میں تقسیم کر دیا ایک دستہ یا پلاٹون کی کمانڈ خود اس نے سنبھالی دوسری پلاٹون کی کمان جس کو اس نے اپنی دائیں جانب رکھا تھا' شبیب کے حوالہ کی اور اپنی بائیں جانب کی کمان پر سوید بن سلیمان کو تعینات کیا' یہ ان خوارج پر حارث بن عمیرہ نے حملہ کا آغاز کیا' ان کے دائیں جانب سے ابوالرواع الشاکری بڑھا اور ان کی بائیں سمت سے زبیر بن الارواح التمیمی نے اقدام کیا' لیکن خوارج نے بڑے صبر و استقلال سے اپنا دفاع کیا اور اپنی قلت تعداد سے ہراساں نہ ہوئے۔

اس کے بعد سوید بن سلیمان نمودار ہوا اور اس نے صالح بن مسرح کو جو خوارج کا سردار تھا' قتل کر دیا' اسی دوران شبیب اپنے گھوڑے سے لڑکھڑا کر گرا تو باقی خوارج نے اسے اٹھا لیا اور قریبی قلعہ میں اس کو لے گئے' باقی سب لوگ بھی قلعہ بند ہو گئے' اس وقت بھی ستر خوارج باقی تھے' صرف بیس خوارج اس وقت تک لڑائی میں کام آئے تھے' چنانچہ ان لوگوں کا حارث بن عمیرہ نے گھیراؤ کر لیا اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ میں آگ لگا دی جائے جس کی تعمیل کی گئی' اس کے بعد سرکاری فوج اپنے خیموں میں چلی گئی اور دروازہ کے جلنے کا انتظار کرتی رہی تا کہ خوارج کو زبردستی وہاں سے نکالا جا سکے لیکن جب خوارج باہر نہ نکلے تو یہ لوگ بھی مطمئن ہو کر اپنے خیموں میں بے خبر ہو کر سو گئے' جب رات زیادہ ہو گئی تو خوارج نے نہایت سخت مصائب برداشت کر کے سب سے پہلے حارث بن عمیرہ کے لشکر پر شب خون مارا اور ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے اور بقیہ لوگ افراتفری میں مدائن کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور شبیب نے اس سے فائدہ اٹھا کر لشکر اور سرکاری فوج کا سب اثاثہ لوٹ لیا۔

بہرحال جمادی الاخر ۷۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی تیرہ دن باقی تھے کہ خوارج کا مشہور لیڈر صالح بن مسرح اس مہینہ کے آخری منگل کو قتل ہو چکا تھا۔

اس سال شبیب کوفہ میں اپنی بیوی غزالہ کے ساتھ داخل ہوا' اس کا قصہ بڑا تفصیل طلب ہے اور جو صالح بن مسرح کے بعد وقوع پذیر ہوا' تمام خوارج نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اس لیے حجاج نے اس سے جنگ کے لیے ایک اور لشکر بھیجا جس

نے اولاً شبیب کو شکست دی اور ان کی جمیعت کو منتشر کر دیا' لیکن بالآخر خوارج نے ان حملہ آوروں کو پسپا کر دیا' اس کے بعد وہ مدائن چلا گیا لیکن ان سے کچھ تاوان وغیرہ وصول نہیں کیا' پھر شبیب آگے بڑھا اور اس نے حجاج کے مویشی کلوذا کے مقام پر اپنے قبضہ میں لے لیے۔ اس کا ارادہ اہل مدئن پر شب خون مارنے کا تھا لیکن جو سرکاری فوج کے آدمی وہاں موجود تھے وہ یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے' جب حجاج کو یہ خبر لگی تو اس نے چار ہزاری لشکر تیار کر کے شبیب سے مقابلہ کے لیے روانہ کیا یہ لوگ مدائن پر سے گزرے اور پھر شبیب کی تلاش میں آگے چلے' شبیب ان لوگوں سے تھوڑا راستہ آگے آگے جا رہا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ان لشکریوں سے خوف زدہ ہے مگر پھر وہ اچانک ان کے ہراول دستہ پر پلٹ کر حملہ کر بیٹھتا تھا اور اس کو لوٹ مار کر کے تتر بتر کر دیتا تھا حتیٰ کہ جو کوئی بھی اس کے مدمقابل آتا تھا وہ منہ کی کھاتا تھا' حجاج کا اپنے لشکر سے یہ مطالبہ بڑھتا جاتا تھا کہ شبیب کو پکڑ کر حاضر کیا جائے اور اس غرض سے وہ برابر چھوٹے چھوٹے دستے کمک کے طور پر بھیجتا رہتا تھا لیکن شبیب کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا حالانکہ اس کے ساتھ صرف ایک سو ساٹھ سوار تھے اور لوگوں کو اس کی جرأت' بے خوفی پر بڑی حیرت ہوتی تھی' اسی دوران اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور کوفہ جا نکلا' اور یہیں اس کا سامنہ سرکاری فوج سے ہوا' اور حجاج کی کلیۃً فوج سنجہ کے مقام پر لڑائی کے لیے اس کے مقابل آ کھڑی ہوئی۔

شبیب کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی بلکہ الٹا لوگ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور لشکر نے خوف کے مارے کوفہ میں داخل ہو کر قلعہ بند ہونا چاہا دریں وقت شبیب نے اپنے اور اپنے آدمیوں کے لیے کھانا پکوانے کا بندوبست کیا اور کسی قسم کی بے اطمینانی اور پریشانی کا اظہار نہیں ہونے دیا اور جب اس کو سرکاری فوجوں کی آمد اور جنگ کی تیاریوں کا علم ہوا تو بھی اس نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا اور نہ ہی فوجوں کی کثرت کو نظر میں لایا' بلکہ دہقانی باورچی کو اہتمام سے کھانا پکانے کی تاکید کرتا نظر آتا تھا' چنانچہ جب کھانا تیار ہو گیا تو اس نے اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھایا اور اس کے بعد پوری طرح وضو کیا اور اپنے ساتھیوں کو اطمینان کے ساتھ طول طویل قرأت کے ساتھ نماز پڑھائی' پھر اس نے اپنی زرہ پہنی اور دو تلواریں لٹکائیں اور آہنی گرز ہاتھ میں لیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا میرے خچر پر زین کسو اور وہ اپنے خچر پر سوار ہو گیا' اس کے بھائی مصاد نے کہا خچر کی بجائے آپ گھوڑے پر سوار ہوں' اس نے جواب نفی میں دیا اور کہا موت ہر چیز پر حاوی ہے' یہ کہہ کر وہ اپنے خچر پر سوار ہو کر اپنی خانقاہ پر آیا اور اس کا دروازہ کھولا اور زبان سے کہا میں ابوالمدلہ ہوں "لاحکم الا للہ" اس کے بعد وہ سرکاری لشکر کے امیر کے پاس پہنچا اور اپنے آہنی گرز سے اس کو ہلاک کر دیا اس امیر کا نام سعید بن المجالد تھا' اس کے بعد وہ دوسرے حکومتی لشکر پر حملہ آور ہوا جو کثیف میں تھا' اس لشکر کا سردار بھی شکست کھا گیا اور اس کے لشکری اس کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے اور کوفہ پہنچ گئے اور شبیب بھی ان کے پیچھے فرات کے نیچے سے ہو کر کوفہ جا پہنچا اور وہاں پہنچ کر اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔

اس پر حجاج کوفہ سے نکل کر بصرہ کی طرف بھاگا' اپنی روانگی سے پہلے اس نے اپنا قائم مقام کوفہ میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کر دیا تھا۔ اب شبیب کوفہ کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا اور شہر میں داخل ہونا چاہتا تھا کہ عروہ بن المغیرہ بن شعبہ نے تمام دہقانوں کو اس امر سے مطلع کیا جنہوں نے حجاج کو اس امر سے آگاہ کیا جس پر حجاج نے فوری طور پر بصرہ سے کوفہ کی طرف کوچ کیا

Marfat.com

اور عصر کے وقت کوفہ میں داخل ہوگیا اور شبیب بھی غروب آفتاب کے وقت مربد پہنچ گیا اور رات کے آخری حصہ میں شبیب بھی کوفہ میں داخل ہوگیا اور وہ سیدھا گورنر کے محل پر پہنچ گیا جہاں پہنچ کر اس نے آہنی گرز سے دروازہ پر ضربیں لگائیں' اس کی آہنی ضرب اب اتنی مشہور ہوگئی تھی کہ جب وہ ضرب لگاتا تو لوگ فوراً سمجھ جاتے کہ یہ شبیب کے آہنی گرز کی ضرب ہے وہ شہر کے گلی کوچوں میں بے باکانہ نکلتا تھا۔ وہ لڑائی اور جنگ وجدال کا ذرا سا بہانہ بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا جو سامنے آتا تھا اس کو قتل کرڈالتا تھا' اس نے کوفہ کے رؤساء اور شرفاء میں سے ابوسلیم کو جولیث بن ابی سلیم کا باپ تھا مار ڈالا' اس کے علاوہ عدی بن عمرو' ازہر بن عبداللہ العامری وغیرہ کو بھی قتل کردیا۔ شبیب کے ہمراہ اس کی بیوی غزالہ بھی رہتی تھی' جو شجاعت و بہادری میں مشہور تھی وہ کوفہ کی مسجد میں داخل ہوئی اور منبر پر بیٹھ گئی' جہاں اس نے آل مروان کی برائیاں بیان کرنا شروع کیں۔ حجاج نے لوگوں میں منادی کرائی کہ اے اللہ کے مجاہدو! جہاد کے لیے تیار ہوجاؤ۔ اس پر شبیب بھی کوفہ سے نکل کر جدال وقتال کے میدان میں آ گیا' جس کی مدافعت اور مقابلہ کے لیے حجاج نے چھ ہزار کا بڑا لشکر تیار کر کے بھیجا تھا۔

چنانچہ وہ سب شبیب کے پیچھے روانہ ہوئے' شبیب آگے آگے ہوتا تھا اور حجاج کا لشکر اس کے پیچھے پیچھے چلتا تھا' شبیب کبھی کبھی اونگھتا تھا اور پھر اپنی گردن کو جھٹکا دے کر ادھر ادھر خوب عقدے دیکھتا اور پھر پلٹ کر اپنا پیچھا کرنے والوں پر حملہ کر کے قتل کردیتا تھا' حتیٰ کہ اس نے حجاج کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کردیا اور امراء میں سے بھی بہتوں کو قتل کرڈالا جن میں زائدہ بن قدامہ بھی شامل تھے جو مختار کے چچازاد بھائی تھے اس کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو ابن قدامہ کی جگہ تعینات کیا لیکن وہ بھی شبیب کے سامنے نہیں آئے اور واپس ہوگئے' اس لیے ان کی جگہ عثمان بن قطن الحارثی کو لڑائی کی کمان سپرد کی گئی چنانچہ دونوں طرف کی فوجوں کا اس سن کے آخر میں آمنا سامنا ہوا جس میں عثمان بن قطن بھی مارے گئے' اور ان کی فوج کو بھی ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔ اس لڑائی میں حجاج کی بھیجی ہوئی فوج کے چھ سو افراد کام آ گئے جن میں عقیل بن شداد السلولی' خالد بن نہیک الکندی اور اسود بن ربیعہ جیسے اعیان واشراف بھی شامل تھے۔

شبیب کی ان جنگی معرکہ آرائیوں میں زبردست کامیابی حجاج اور اعیان حکومت نیز تمام فوجیوں میں کھلبلی مچادی اور اس کی زبردست دھاک بٹھادی' جس سے عہدہ برآ ہونا ان سب کو مشکل نظر آنے لگا تھا اور عبدالملک بن مروان تو شبیب کے نام سے ہی سخت خوف زدہ رہنے لگا تھا اور یہی حال حجاج اور تمام امراء اور اعیان حکومت کا تھا۔

چنانچہ اس کے مقابلہ کے لیے اب شام سے فوجیں بھیجی گئی لیکن شبیب اپنی تھوڑی سی جمعیت کے باوجود سب کے لیے ہوا بنا تھا اس کا لوگوں کے دلوں پر اس قدر خوف طاری تھا کہ وہ اس کے ازالہ کے لیے اب بڑے سے بڑے خطرات برداشت کرنے کو تیار تھے غرضیکہ طرفین میں آنکھ مچولی کا یہ کھیل اس طرح ابھی جاری تھا کہ موجودہ سال کا بڑا حصہ اس کی نذر ہوگیا تھا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ ۷۵ھ میں پہلی بار عبدالملک بن مروان نے درہم ودینا کو منقوش وکندہ کرایا اور ماوردی نے ''الاحکام السلطانیہ'' میں لکھا ہے کہ اس بارہ میں اختلاف ہے کہ اسلام میں پہلی بار کس نے سکوں پر عربی میں لکھایا۔ سعید بن مسیب کے مطابق یہ پہلا شخص عبدالملک بن مروان ہی تھا جس نے منقوش (دراہم) یعنی سکے جاری کئے ورنہ اس سے قبل رومی وکسروی

دراہم ودنانیر کا رواج تھا۔ چنانچہ ابوالزناد لکھتا ہے کہ پہلا منقوش سکہ ۷۴ھ میں جاری ہوا۔ مگر المدائنی کے بقول یہ کام ۷۵ھ میں ہوا اور ۷۶ھ میں یہ سکے سب جگہ چل پڑے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سکوں کے ایک جانب ''اللہ احد'' لکھا ہوتا تھا اور دوسری جانب ''اللہ الصمد'' لیکن یحییٰ بن نعمان غفاری نے اپنے باپ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پہلا شخص جس نے درہموں کو ڈھلوایا اور ان کو منقوش کرایا وہ مصعب بن زبیر تھے جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے حکم سے اس کام پر مامور ہوئے تھے اور انہوں نے اکاسرہ کے نمونہ پر ہی دراہم لکھوایا تھا جن پر ایک طرف ''الملک'' لکھا ہوتا تھا اور دوسری طرف ''اللہ'' کا لفظ لکھا ہوتا تھا جس کو بعد میں تبدیل کر کے حجاج نے ایک جانب اپنا نام کندہ کرایا تھا۔

لیکن یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں یوسف بن ہبیرہ نے دراہم کے نقش صاف کرا دیئے تھے جن کو خالد بن عبداللہ القشیری نے زیادہ بہتر طور پر شام کے زمانہ حکومت میں صاف ستھرا بنا دیا تھا' لیکن یوسف بن عمر نے اپنے ہر دو پیشروؤں سے بھی زیادہ اور بہتر طور پر اس کام کو انجام دیا تھا اور یہ اس لیے کیا گیا تھا کہ منصور ہبیریہ' خالدیہ اور یوسفیہ دراہم کے سوا کوئی اور درہم قبول نہیں کرتا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ لوگوں میں ان سکوں کی مالیت کے اعتبار سے خاصا اختلاف تھا' یعنی اپنی قدر و مالیت کے اعتبار سے یہ دراہم مختلف حیثیت رکھتے تھے' مثلاً بعلیہ درہم آٹھ دوانق کا ہوتا تھا اور طبریہ درہم چار درہم چار دوانق کا ہوتا تھا اور یمنی ایک درہم کا ہوتا تھا' حضرت عمر فاروق نے بعلی اور طبری درہم میں تطبیق کی یہ صورت نکالی کہ دونوں کے مجموعہ کا نصف لے کر ایک درہم شرعی بنا دیا جو ساڑھے پانچ مثقال کا ہوتا تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ مثقال کا وزن نہ کبھی زمانہ جاہلیت میں کم وبیش ہوا ہے اور نہ زمانہ اسلام میں واللہ اعلم بالصواب۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان الحکم پیدا ہوا جو مروان الحمار کہلاتا ہے' یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ ہوا ہے کیونکہ اسی خلیفہ کے عہد میں بنی امیہ سے خلافت بنوعباس میں منتقل ہوئی ہے۔ اسی سال ابان بن عثمان بن عفان مدینہ کے نائب نے لوگوں کو حج کرایا' عراق کی امارت وگورنری پر حجاج فائز ہوا اور خراسان پر امیہ بن عبداللہ حکمران ہوا۔ اسی سال مملکت کے اعیان میں سے جو لوگ وفات پا گئے ان میں ابوعثمان الکندی القضاعی بھی ہیں جن کا اصل نام عبدالرحمٰن بن مسل ہے۔ یہ عہد نبوت میں مسلمان ہو گئے تھے اور جلولاء قادسیہ' تستر' نہاوند' آذربائیجان وغیرہ میں شریک ہو کر دعوت مبارزت دے چکے تھے' بہت عابد وزاہد' صائم الدھر اور قائم اللیل تھے' ان کا انتقال کوفہ میں ایک سو بتیس سال کی عمر میں ہوا۔

صلہ بن اشیم عدوی

صلہ بن اشیم عدوی بصرہ کے کبار تابعین میں گزرے ہیں' صاحب فضل وتقویٰ اور عبادت گزار بزرگ تھے' ان کی کنیت ابوالصہباء تھی' اکثر وبیشتر وقت نماز اور عبادت الٰہی میں گزارتے تھے' یہ کثیر المناقب اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ نوجوان طبقہ ان سے اٹھکیلیاں اور شوخیاں بہت کرتا تھا تو یہ ان سے کہتے مجھے ایسی کسی قوم کی نشاندہی کرو جو سفر کا ارادہ رکھتی ہو مگر جس کے دن

Marfat.com

کھیل کود میں اور راتیں نیند میں گزرتی ہوں' بتاؤ وہ سفر کب اور کیسے طے کرے گی' یہ سن کر ایک نوجون بولا خدا کی قسم! یہ ہماری قوم ہی تو ہے جو دن لہو ولعب میں بسر کرتی اور راتیں سو کر گزارتی ہے۔ اس کے بعد وہ نوجوان صلہ کا ایسا مطیع ومقلد بنا کہ تمام اوقات نماز ہی پڑھتا رہتا تھا۔

ان کے قریب ایک نوجوان کا گزر ہوا جو اپنا کپڑا گھسیٹتا ہوا چلتا تھا' لوگوں نے اس کو پکڑنا چاہا تو صلہ بن اشیم بولے اسے چھوڑ دو تم سب کی طرف سے اس سے میں نمٹ لوں گا اور پھر اس نوجوان کو اپنے قریب بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے مجھے تم سے کچھ کام ہے' اس نے کہا کیا کام ہے بولے اپنا کپڑا اٹھالو۔ اس نے کہا بہت خوب اور اپنا کپڑا سمیٹ لیا۔ اس پر صلہ بن اشیم بولے' دیکھو اگر تم اسے برا بھلا کہتے تو وہ بھی تم کو برا بھلا کہتا۔

اسی طرح کی ایک حکایت جعفر بن زید نے بیان کی ہے کہ ایک دن ہم لوگ جنگ کے لیے نکلے جس میں صلہ بن اشیم بھی ہمارے ساتھ تھے لوگوں نے آخری شب کے قریب پڑاؤ کیا' میں نے لوگوں سے کہا آج رات کو میں صلہ بن اشیم عدوی کی نگرانی کروں گا اور دیکھوں گا کہ یہ رات کو کیا کرتے ہیں' جعفر بن زید کا بیان ہے کہ رات کو صلہ بن اشیم عدوی گھنے درختوں کی طرف نکل گئے اور میں بھی ان کا پیچھا کرتا رہا' میں نے دیکھا کہ یہ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے' اتنے ہی میں ایک شیر آیا اور ان کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا انہوں نے شیر سے کہا اگر تجھے کسی کام کا حکم ملا ہے تو تو اسے پورا کر' میں یہ سارا ماجرہ ایک درخت پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ شیر صلہ بن اشیم کو پھاڑے بغیر نہیں چھوڑے گا' لیکن میں نے دیکھا کہ شیر نے جب صلہ کے یہ الفاظ سنے کہ اگر تجھے کوئی حکم ملا ہے تو اسے پورا کر ورنہ جا اپنا رزق کہیں اور تلاش کر' شیر اس کے بعد دھاڑا جس سے سارا پہاڑ اور بن لرز اٹھا اور وہاں سے چلا گیا' جب صبح ہوئی تو صلہ بن اشیم نے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثنا کی کہ اس سے پہلے میں نے کسی کی زبان سے ایسی حمد نہیں سنی تھی' اس کے بعد اس نے خدا سے گڑگڑا کر یہ دعا مانگی یا اللہ میں تجھ سے عذاب جہنم سے نجات طلب کرتا ہوں' کیا مجھ جیسا شخص اس امر کی جرأت بھی کر سکتا ہے کہ تجھ سے جنت طلب کرے۔ جعفر بن زید کہتے ہیں صلہ کے ساتھ جو کچھ میں نے دیکھا اس سے میری تمام رات گویا کانٹوں پر بسر ہوئی اور میں نے اپنی اور صلہ کی زندگی میں بڑا زبردست فرق محسوس کیا۔

کہا جاتا ہے ایک دفعہ صلہ بن اشیم کا خچر معہ سامان کے غائب ہو گیا تو انہوں نے خدا سے دعا مانگی اے خدا میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں کہ میرا خچر معہ سامان کے میرے پاس واپس بھیج دے اس دعا کے نتیجہ میں صلہ بن اشیم کا خچر ان کے سامنے آ موجود ہوا اور اس پر صلہ بن اشیم کا پورا سامان لدا ہوا تھا۔

ایک روز صلہ بن اشیم نے بتایا کہ جب ہمارا سامنا جنگ میں دشمن سے ہوا تو ہم نے اور ہشام بن عامر نے دشمنوں کی تلوار اور نیزوں سے خوب خبر لی اس پر دشمن نے کہا کہ ہم پر دو عرب حملہ آوروں کے حملہ کا تو یہ عالم تھا مگر سارے عربوں سے واسطہ پڑتا. تو کیا حال ہوتا؟ اس لیے مسلمانوں کا کہنا مان لو اور ان کا حکم بجالاؤ' صلہ نے یہ بھی بتایا کہ وہ ایک مرتبہ شدید بھوکا تھا اور جنگ اپنے شباب پر تھی' ابھی وہ اپنے رب سے کھانے کی دعا مانگ ہی رہا تھا کہ اس نے اپنے پیچھے ایک زوردار آواز سنی اور گھوم کر جو دیکھا تو ایک سفید رومال میں اتنی کھجوریں تھیں کہ اس نے خوب پیٹ بھر کر کھائیں۔

Marfat.com

اسی طرح ایک روز شام کو حالت سفر میں تھے تو کہیں جگہ نہ پا کر ایک راہب کی خانقاہ میں داخل ہو گئے جس نے انہیں پیٹ بھر کر کھجوریں کھلائیں' ایک عرصہ دراز کے بعد ان کا گزر پھر اسی راہب کی طرف ہوا جس کے پاس اسی قسم کی نفیس کھجوریں موجود تھیں' انہوں نے راہب سے کہا یہ تو اسی قسم کی کھجوریں ہیں جیسی تم نے پہلے کھلائی تھیں جب صلہ بن اشیم کو معاذہ کنیز بطور تحفہ اس کے بھتیجہ کی جانب سے پیش کی گئی جس نے اس کو پہلے نہلا دھلا کر اور خوشبوؤں میں بسا کر صلہ کے لیے حجلۂ عروسی میں داخل کیا تو اس کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے صلہ رات بھر نماز میں مشغول رہے اور ان کے ساتھ معاذہ بھی نماز میں مشغول رہی حتیٰ کہ صبح نمودار ہو گئی جب صلہ بن اشیم کے بھتیجہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے چچا سے پوچھا اور کنیز کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو صلہ بن اشیم نے جواب دیا' تم نے مجھے جس مکان میں دن کے آغاز میں داخل کیا تھا اس کے آگ کا تذکرہ نہیں کیا تھا یہ کہہ کر صلہ بن اشیم خاموش ہو گیا' جس سے ان کا بھتیجا شرمندہ ہو گیا۔

ایک شخص نے صلہ بن اشیم سے دعا کرانا چاہی تو انہوں نے کہا اے اللہ ان کو ایسی چیزوں کی طرف رغبت کی توفیق دے جن کو بقا اور دوام حاصل ہے اور اس کو ایسی چیزوں سے دور رکھ' جن کو فنا اور زوال ہے اور اس کو اذعان و یقین کی دولت سے نواز۔

صلہ بن اشیم کو ایک جنگ میں اپنے بیٹے کے ساتھ شریک ہونے کا اتفاق ہوا تو بولے: اے بیٹے آگے بڑھ اور جنگ میں پورے ذوق وشوق سے حصہ لے تاکہ میں تیرا محاسبہ کر سکوں' بیٹا باپ کے یہ الفاظ سن کر جنگ میں کود گیا اور مارا گیا' پھر صلہ بن اشیم خود آگے بڑھے اور جنگ میں حصہ لے کر قتل ہوئے۔ تمام عورتیں دونوں کے قتل کا سوگ منانے کے لیے معاذہ کے پاس آئیں تو اس نے کہا اگر تم مجھے مبارک باد دینے آئی ہو تو مرحبا کہتی ہوں اور تمہیں خوش آمدید ہے اور اگر تعزیت کرنے آئی ہو تو واپس چلی جاؤ' صلہ بن اشیم نے بہت سی لڑائیوں میں حصہ لیا' جن میں ان کے ساتھ ان کا بیٹا شریک رہا۔ ان کا انتقال اسی سال بلاد فارس میں کسی جنگ میں ہوا۔

زہیر بن قیس البلوی

یہ بزرگ مصر کی فتح میں شریک رہے اور وہیں ایک مدت تک قیام پذیر بھی رہے۔ ان کو رومیوں نے بلاد مغرب میں برقہ کے مقام پر قتل کیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ مصر کے حاکم عبدالعزیز بن مروان نے برقہ میں پڑاؤ کیا اور وہیں اپنی فوج کو رومیوں کے خلاف لڑنے کا حکم جاری کیا جس کے مطابق زہیر اپنے چالیس آدمیوں کے ساتھ رومیوں کی طرف بڑھا لیکن اس نے اپنے لشکر کے پہنچنے تک توقف کا ارادہ کیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا انتظار کی ضرورت نہیں' ہم سب کو ہی پہل کرنا چاہیے' بہر حال ان لوگوں نے حملہ تو کر دیا لیکن یہ سب لوگ لڑائی میں مارے گئے' منذر بن الجارود نے بھی اسی سال انتقال کیا' وہ بیت المال کا سربراہ رہا اور معاویہ کے پاس بھی وفد کی صورت میں گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

خوارج کے ساتھ جنگیں

۷۷ھ کا آغاز

اس سال حجاج نے اہلیان کوفہ کی چالیس ہزار فوج ابتداءً تیار کی جس میں دس ہزار کا مزید اضافہ کر کے اس کو پچاس ہزار کر دیا گیا اور عتاب بن ورقاء کو ان کا کمانڈر بنا کر اس کو تاکید کی گئی کہ شبیب خارجی کا پیچھا کیا جائے اور وہ جہاں بھی ملے اس کو لڑ کر ٹھکانے لگا دیا جائے۔ کہا جاتا ہے اس وقت شبیب کے پیچھے ایک ہزار آدمی لگے ہوئے تھے جن کو حکم تھا کہ وہ ماضی کی طرح میدان سے فرار ہو کر شکست نہ کھائیں بلکہ جم کر اس کا مقابلہ کریں اور شبیب کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیں۔ شبیب کو جب یہ معلوم ہوا کہ حجاج نے اس کے مقابلہ کے لیے اتنی زبردست فوج بھیجی ہے تو وہ اسکو بالکل خاطر میں نہ لایا اور اپنے ساتھیوں کو حسب معمولی وعظ ونصیحت کرتا رہا' اور دشمن سے جنگ ہونے کی صورت میں استقلال و پامردی اور عزم وحوصلہ کے مظاہرہ کرنے کی تلقین میں مشغول رہا۔ اس کے بعد شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر عتاب بن ورقاء کی طرف چلا اور بالآخر ان کی غروب آفات کے وقت ایک دوسرے سے ملاقات اور آمنا سامنا ہو گیا شبیب نے اپنے مؤذن سلام بن یسار شیبانی کو اذان کہنے کا حکم دیا' چنانچہ مؤذن نے مغرب کی اذان دی اور شبیب نے اپنے آدمیوں کو بڑے سکون واطمینان سے نماز پڑھائی۔ اس دوران عتاب بن ورقاء بھی اپنی فوجوں کی صف بندی کر چکا تھا' اور اس نے اپنی اور اپنی فوج کی حفاظت کی خاطر خندق بھی کھود لی تھی' جب شبیب مغرب کی نماز سے فارغ ہو گیا تو وہ چاند طلوع ہونے اور چاندنی کے پوری طرح پھیلنے کا منتظر رہا' پھر اس نے میمنہ اور میسرہ پر ایک نظر ڈالی اور پھر عتاب کے لشکریوں پر حملہ آور ہو گیا' جب وہ حملہ کر رہا تھا تو اس کے منہ سے یہ الفاظ نکل رہے تھے ''میں شبیب ابوالمدلہ ہوں لاحکم الا للّٰہ'' چنانچہ اس نے ان لوگوں کو ہزیمت پر مجبور کر دیا اور ان کے امیر وسردار قبیصہ بن ورنق اور اس کے ساتھ ہی دوسرے سرداروں کا بھی صفایا کر دیا۔ اس کے بعد وہ میمنہ اور میسرہ پر پھر حملہ آور ہوا اور حکومتی فوج کے ان دونوں طرف کے دستوں کو بھی منتشر کر دیا۔ اس کے بعد شبیب اپنے آدمیوں کے ساتھ مقابل فوج کے قلب پر حملہ آور ہوا اور بے جگری سے لڑتا رہا' حتی کہ اس نے حجاج کی فوج کے امیر عتاب بن ورقاء اور زہر بن جونہ کو بھی قتل کر ڈالا' جس کے بعد پوری فوج شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اپنے امیر عتاب کی لاش کو بھی بے خبری میں روندتی چلی گئی اور زہرہ بھی گھوڑے ٹاپوں سے کچلا گیا اس معرکہ میں عمار بن یزید الکلبی بھی کام آ گیا تھا۔

اس کے بعد شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرو'' اور حجاج کی فوج بھی کوفہ کی طرف شکست کھا کر روانہ ہو گئی۔ ان میں سے جو لوگ باقی رہ گئے انہوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور لشکر کے وہ مال ومتاع جو کوفہ بھاگ جانے والی فوج چھوڑ گئی تھی' شبیب نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھائی مصاد کو مدائن سے طلب کر کے کوفہ کا

Marfat.com

قصد کیا اس دوران مدرج سے سفیان بن الکلبی اور حبیب بن عبدالرحمٰن الحکمی چھ ہزار سوار فوج کا ایک دستہ لے کر بہت سے شامیوں کے ہمراہ حجاج کے پاس پہنچے' حجاج نے اہل کوفہ کی امداد لینے سے انکار کرتے ہوئے خدا کی حمد وثنا کے بعد اس نے اس وفد کو مخاطب کرتے ہوئے اس طرح خطاب کیا: اے اہل کوفہ اللہ تمہارے ذریعے کسی کو عزت نہ دے اور نہ تمہارے واسطہ سے کسی کی مدد کرے یہاں سے نکل جاؤ اور خبردار ہمارے درمیان دشمن کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہونا' حیرہ واپس جاؤ اور یہود ونصاریٰ کی حیثیت میں رہو' ہمارے ساتھ جنگ میں بجز ہمارے عاملوں اور ان لوگوں کے جنہوں نے عتاب بن ورقاء کے قتال میں شرکت نہیں کی تھی' اور کوئی شریک نہ ہوگا۔

اب حجاج نے شبیب سے بے نفس نفیس خود جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ شبیب بھی چل کر صراط کے مقام پر پہنچ گیا' غرض کہ اس سے لڑنے کے لیے حجاج بھی بہت سے شامیوں وغیرہ کو لے کر نکل کھڑا ہوا جب دونوں فریقوں کا آمنا سامنا ہوا تو حجاج نے نظر اٹھا کر شبیب کو دیکھا' جس کے ساتھ چھ سو آدمی تھے۔ اس موقع پر حجاج نے اہل شام کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے اہل شام تم اطاعت گزار' احکام کو سننے اور ماننے والے ہو اور صبر ویقین کے حامل ہو' ان مردود اور حق کو نہ ماننے والے باطل پرستوں کو تم پر غالب نہیں آنا چاہیے' پس اپنی آنکھیں نیچی رکھو اور سواریوں پر جمے رہو اور نیزے لے کر آگے بڑھو' چنانچہ انہوں نے اس کی تعمیل کی' اب شبیب آگے آیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو تین جتھوں میں تقسیم کرنے کا بندوبست ایک جتھہ اپنے ساتھ رکھا' جب کہ دوسرا سوید ابن اسلم کی ماتحتی میں دیا' اور تیسرے جتھے کو مجلل بن وائل کے حوالہ کیا' اس نے سب سے پہلے سوید کو حملہ کرنے کا حکم دیا' چنانچہ اس نے شبیب کے حکم کی تعمیل کی اور حجاج کے لشکر پر حملہ کر دیا۔

انہوں نے تھوڑا صبر سے کام لیا اور سوید کی ایک جماعت کو قریب آنے دیا اور جب وہ قریب آ گیا تو ان لوگوں ن ے یکبارگی ان پر زبردست حملہ کر دیا جس سے سوید کو شکست ہوئی اور وہ میدان سے ہٹ گیا۔ اس پر حجاج نے بآواز بلند کہا اے اہل شام تم بات سننے والے اور اطاعت کرنے والے ہو اسی طرح حملہ کرتے رہو۔ اس کے بعد حجاج کرسی پر بیٹھ کر آگے آیا۔ یہ دیکھ کر شیب نے اپنے دوسرے امیر مجلل کو حملہ کا حکم دیا' لیکن حجاج کی فوجوں نے پھر ثابت قدمی کا مظاہر کیا اس کے بعد حجاج اور آگے بڑھا لیکن شبیب نے اپنی خستہ حالی کے باوجود حملہ کر دیا لیکن حجاج کی فوج نے بھی ثابت قدمی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا حتیٰ کہ چاروں طرف سے تیروں اور نیزوں کی بارش ہونے لگی اور سخت جنگ ہوئی۔ اور اہل شام نے شبیب پر اتنی شدت سے تیراندازی کی کہ وہ اپنے ساتھیوں سے جا ملنے پر مجبور ہو گیا اور جب اس نے ان لوگوں کے صبر واستقلال کا یہ عظیم منظر دیکھا تو اس نے سوید کو پکار کر کہا اپنے گھوڑوں سے اس دستہ پر حملہ کرو شاید تم ان کو یہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہو جاؤ' اور حجاج کے اوپر عقب سے حملہ کرو اور ہم اس پر سامنے سے حملہ کریں گے۔

اس نے ایسا ہی کیا مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا' جس کی وجہ یہ تھی کہ حجاج نے تین سوار دے کر عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو پہلے ہی اس کے توڑ کے لیے سوید کی فوج کے عقب میں لگا رکھا تھا۔ علاوہ ازیں حجاج خود بھی ماہر حرب تھا اور وہ ان جنگی داؤں گھات سے خوب واقف تھا' یہ دیکھ کر شبیب نے اب اپنے دستہ کے لوگوں کو برانگیختہ کیا جس کو حجاج نے بھانپ لیا' چنانچہ اہل شام

Marfat.com

کی دلجوئی کرنے کے لیے کہا اے سننے اور اطاعت کرنے والے لوگو! اس سخت معرکہ آرائی اور شدید حملہ پر صبر و ہمت سے کام لو' پھر خدا کی قسم جو آسمان و زمین کا مالک ہے کوئی چیز تمہارے اور تمہاری فتح کے درمیان اب حائل نہیں ہوگی' اپنے گھوڑوں کی پشت پر جمے رہو اور ایکبارگی دشمن پر ٹوٹ پڑو چنانچہ حجاج کی فوجوں نے ایسا ہی کیا' لیکن شبیب نے بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ اچانک اور ایک دم ان پر حملہ کر دیا اور جب وہ ان پر چھا گئے تو حجاج نے پھر اپنے لشکریوں کو پکارا جو شبیب کے مقابلہ میں پھر جا کر ڈٹ گئے اور زبردست جنگ ہوئی اور انہوں نے شبیب کی جماعت کو اپنی جگہ سے ہٹا کر پیچھے دھکیل دیا۔ شبیب نے اس وقت اپنے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے اللہ کے دوستو! نیچے اتر آؤ اور اس کے بعد وہ خود بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے' اس کے بعد حجاج نے حسب معمول اہل شام کو اہل السمع والطاعۃ کہہ کر پھر مخاطب کیا اور کہا یہ پہلی کامیابی ہے خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' یہ ہماری پہلی فتح ہے اور ایک مسجد پر چڑھ کر ہر دو فریق پر نظر ڈالنے لگا' اس وقت شبیب کے ساتھ صرف بیس آدمی تھے جن میں صاحبان فضل اور کریم النفس لوگ بھی تھے' ان لوگوں نے دن بھر سخت لڑائی لڑی تھی' جس کا اعتراف ہر شخص ایک دوسرے سے کر رہا تھا' اور حجاج اپنی جگہ سے دونوں فریقوں کو دیکھ رہا تھا' اس کے بعد خالد بن عتاب نے حجاج سے جماعت میں گھس جانے کی اجازت طلب کی' تاکہ خوارج اس کے پیچھے آئیں' حجاج نے اس امر کی اجازت دے دی' چنانچہ تقریباً چار ہزار آدمیوں کو لے کر وہ جماعت میں جا گھسا جس کے پیچھے خوارج کی فوج لگ گئی اندر پہنچ کر خالد بن عتاب نے شبیب کے بھائی مصاد کو قتل کیا اور شبیب کی بیوی غزالہ کو بھی قتل کر دیا۔ اس کو ایک شخص ضروہ بن دقاق الکلبی نے قتل کیا تھا۔ اس موقع پر شبیب کی فوج دو حصوں میں منقسم ہو کر رہ گئی حجاج کو اور اس کے ساتھیوں کو اس کامیابی پر بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اس کے بعد شبیب اور اس کے بچے کھچے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

اس پر حجاج نے حکم دیا کہ یہ لوگ جہاں جائیں ان کا پیچھا کیا جائے اور ان پر سخت دباؤ ڈال کر ہزیمت پر مجبور کیا جائے۔ شبیب کو لوگوں کی اب پہلی سی حمایت حاصل نہ رہی تھی' بہر حال وہ لوگ وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور ان کے پیچھے حجاج کے آدمی لگے رہے' شبیب اپنے گھوڑے پر اونگھتا ہوا چلا جا رہا تھا اور اس کے پیچھے لگے ہوئے لوگ بھی اس کے قریب پہنچ چکے تھے' چنانچہ اس کے بعض ساتھیوں نے اس کو ایسے نازک موقع پر اونگھنے اور غفلت سے راستہ طے کرنے سے منع کیا' لیکن اس نے اپنے ساتھیوں کے کہنے سننے کی کوئی خاص پرواہ نہیں کی اور اسی انداز سے چلتا رہا۔ جب یہ معاملہ طول کھینچ گیا تو حجاج نے اپنے آدمیوں سے کہا شبیب کو جہنم میں جانے دو' اور اس سے اب تعرض نہ کرو' چنانچہ وہ لوگ اس کو چھوڑ کر واپس لوٹ آئے' اس کے بعد حجاج کوفہ میں داخل ہوا اور اس نے خطبہ دیا جس میں اس نے کہا کہ شبیب کو اس سے قبل کبھی شکست نہیں ہوئی تھی۔ اب شبیب نے بھی کوفہ کا ارادہ کیا جس کو روکنے کے لیے حجاج کی فوج کے بھی تھوڑے سے آدمی نکلے جن کی بدھ کے دن ان سے مڈبھیڑ ہو گئی اور یہ لوگ جمعہ کے دن تک برابر لڑتے رہے۔

حجاج کی فوج میں ایک شخص حارث بن معاویہ الثقفی بھی تھا' جس کے ساتھ ایک ہزار کی نفری تھی' شبیب نے حارث بن معاویہ پر حملہ کر دیا اور اس کو اور اس کی جمعیت کی تلپٹ کر ڈالا' جن میں سے خاصے لوگ ہلاک ہو گئے اور باقی لوگ کوفہ کی طرف

Marfat.com

بھاگ کھڑے ہوئے' اس کے بعد حجاج کا غلام ابورالورد ایک چھوٹا سا لشکر لے کر شبیب کے مقابلہ کے لیے نکلا لیکن وہ بھی لڑتا ہوا مارا گیا اور اس کے ساتھی شکست کھا کر کوفہ چلے گئے اسکے بعد ایک دوسرا سردار شبیب کے مقابلہ کے لیے نکلا لیکن اس کی جمعیت بھی ٹوٹ پھوٹ کر منتشر ہوگئی اس کے بعد شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر بصرہ اور کوفہ کے درمیانی علاقہ کی طرف روانہ ہوگیا جہاں راستہ میں اس کی مڈبھیڑ حجاج کے فوجیوں سے ہوتی چلی گئی مگر وہ سب کو ٹھکانے لگاتا چلا گیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا تم دین چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہوگئے ہو اور پھر سارا مال ومتاع دریائے فرات کی نذر کر دیا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں لے کر آگے روانہ ہوا اور بہت سے شہروں کو فتح کرتا چلا گیا جو بھی اس کے سامنے آتا وہ بچ کر جانے نہیں پاتا تھا' اثناراہ میں بعض شہروں کے امراء بھی اس کے مقابلہ کے لیے نکلے' جن میں سے ایک امیر نے شبیب سے مخاطب ہو کر کہا آؤ میرے مقابلہ کے لیے نکلو میں بھی تم سے مقابلہ کے لیے نکلتا ہوں' جس شخص نے شبیب کو یہ چیلنج دیا تھا وہ دراصل اس کا دوست تھا' اس لیے شبیب نے جواب میں اس سے کہا میں تم کو مارنا نہیں چاہتا ہوں' لیکن اس شخص نے کہا میں تو تمہیں مار ڈالنا چاہتا ہوں اور جو کہ اب تک تمہیں کامیابیاں ہوئی ہیں سے دھوکہ نہ کھانا اور یہ کہہ کر اس نے شبیب پر حملہ کر دیا' جس کے جواب میں شبیب نے بھی اس کے سر پر کاری وار کیا جس سے اس کے سر کی ہڈیاں ٹوٹ کر دماغ کے اندر گھس گئیں اور پھر خود ہی اس کی تجہیز وتکفین بھی کر دی۔ حجاج نے شبیب کو زیر کرنے کے لیے اپنی فوج پر زر کثیر صرف کیا تاکہ وہ کسی طرح قابو میں آجائے لیکن وہ شبیب پر قابو نہ پا سکا لیکن بحکم الٰہی اس پر موت طاری ہو چکی تھی' بہر حال وہ جس طرح مرا اس میں حجاج یا اس کی فوج کا کوئی عمل دخل نہ تھا۔

شبیب کی ہلاکت

حجاج نے بصرہ کے نائب امیر حکم بن ایوب بن الحکم بن ابی عقیل کہ جو کہ اس کا داماد تھا' حکم دیا کہ چار ہزار فوج تیار کر کے شبیب کے پیچھے لگا دی جائے' مگر یہ لوگ سفیان بن الابرد کے پیروکاروں میں سے منتخب ہونے چاہئیں' حکم نے حجاج کے حکم کی تعمیل کی اور چار ہزار فوج لے کر شبیب کی طلب میں نکلا اور بالآخر اس موقع پر جب ابن الابرد اپنے آدمیوں کے ساتھ حکم بن ایوب کے فوجی دستے کے ساتھ شامل ہونے کے لیے بصرہ سے نکلا تو اسکے ساتھ بہت سے شامی بھی آکر شامل ہوگئے اور پھر یہ سب مل کر شبیب کی طرف روانہ ہوئے اور پھر اس سے ان کی سخت ترین جنگ ہوئی' اور ہر فریق نے دوسرے کے لیے صبر کے ساتھ بہت کچھ برداشت کیا' اس کے بعد حجاج کی فوج نے خوارج پر ٹوٹ کر حملہ کر دیا' خوارج کی تعداد چونکہ ان کے مقابلہ میں بہت کم تھی اس لیے وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور بالآخر ایک پل کی آڑ لینے پر مجبور ہوئے' یہاں تھوڑا توقف کرنے کے بعد شبیب نے اپنے ایک سو آدمیوں کے ساتھ اپنے دشمن پر حملہ کر دیا' یہ حملہ ایسا سخت تھا کہ سفیان بن الابرد بھی اس کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور اس کو دن بھر کی لڑائی کے بعد شبیب کے مقابلہ سے گریز کر کے کافی پیچھے ہٹنا پڑا۔

لیکن اس کی یہ گریز پائی غالباً جنگی مصلحت تھی' ابن الابرد نے اولاً اپنی فوج کو تیروں کے تابڑ توڑ حملہ اور زبردست یورش کا حکم دے کر خوارج کو میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا' لیکن اس کے تھوڑی دیر بعد ہی خوارج نے ابن الابرد کی فوج پر پلٹ کر شدید

Marfat.com

حملہ کر دیا اور اسکے تیس آدمی مار ڈالے' چونکہ اب رات ہو چکی تھی اس لیے ہر فریق نے لڑائی بند کر دی۔ اور جب صبح ہوئی تو شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر پل عبور کرنے کے لیے چل پڑا' ابھی وہ پل کے وسط ہی میں تھا اور اپنے گھوڑے پر سوار تھا کہ اس کا گھوڑا اپنے آگے گزرنے والی گھوڑی پر مستی میں الف ہو گیا جس کے دوران شبیب کا گھوڑا اپنے سوار سمیت نیچے پانی میں گرا اس وقت شبیب کی زبان پر قرآن کی وہ آیت تھی جس کا مطلب ہے ''اللہ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے'' اس کے بعد شبیب نے پانی میں ڈوبنے سے قبل کئی بار غوطے کھائے کبھی وہ اوپر آتا تھا اور کبھی نیچے چلا جاتا تھا مگر اس کی زبان پر جو آیت تھی اس کا مفہوم ہے ''یہ اللہ بزرگ و برتر کا حکم اور اس کی مشیت ہے''۔ اس کے بعد وہ اس پل کے نیچے ہی گہرے پانی میں غرق ہو گیا' جب خوارج کو اس کے ڈوبنے کا قطعی یقین ہو گیا تو ان سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور پھر منتشر ہو کر مختلف شہروں کی سمت کوچ کر گئے' حجاج کے لشکر کے سردار کو جب پہلے پہل اس کی اطلاع ملی تو اس نے شبیب کو پانی سے نکلوایا اس کے جسم پر زرہ تھی اس کو اتروایا گیا اور اس کے بعد اس کا سینہ بھی چاک کیا گیا تو گوشت پوست کا پتھر جیسا سخت قسم کا لوتھڑا نکلا جس کو وہ زمین پر پٹخ کر اس کی سختی کو جانچ رہے تھے' شبیب کی موت کی خبر اس کی ماں کو ہوئی تو اس نے خبر دینے والوں سے کہا تم سچ کہتے ہو' جب میں حاملہ تھی تو میں نے اس وقت ایک خواب دیکھا کہ میرے جسم سے آگ کا شعلہ نکلا ہے' تو میں نے سوچا تھا کہ آگ تو پانی ہی بجھا سکتا ہے' صرف پانی ہی' اس کی ماں ایک حسین و جمیل کنیز تھی اور نہایت بہادر تھی' وہ اکثر اپنے بیٹے شبیب کے ساتھ جنگوں میں حصہ بھی لیتی رہی تھی' اس کا نام جہبرہ تھا۔

اسی طرح اس کی بیوی بھی بہت بہادر تھی جس کا نام غزالہ تھا اور لوگوں کے دلوں پر اس کا بھی بہت رعب رہتا تھا وہ بھی اپنے شوہر شبیب کے ساتھ ایسی معرکہ آرائیاں کر چکی تھی جن میں شرکت سے بڑے بڑے سورما گھبراتے تھے' غزالہ کی بہادری سے حجاج بھی بہت خوفزدہ رہتا تھا۔

ابن خلکان لکھتا ہے کہ شبیب کی ماں جہبرہ بھی اسی جنگ میں کام آئی۔ کہا جاتا ہے کہ شبیب بن یزید بن نعیم بن قیس بن عمرو بن الصلت بن شرا بن شراحیل ابن صبرہ بن زہل بن شیبان الشیبانی خلافت کا مدعی تھا' اور لوگ اس کو امیر المومنین کہتے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ غرقابی کی موت نہ مرتا تو شاید خلافت حاصل کر لیتا' اس پر کوئی شخص بھی قابو نہ پا سکا' جب عبدالملک نے شام سے اس کی سرکوبی کے لیے فوجیں بھیجیں تو بمقتضائے الٰہی وہ حجاج کے ہاتھوں نرغہ میں آ گیا اور جس اس کا گھوڑا نہر دجیل میں گرا تو ایک شخص نے کہا' کیا امیر المومنین غرق ہو گئے' اس پر شبیب نے جواباً کہا ''یہ رب ذالجلال کی مشیت ہے جو ٹالی نہیں جا سکتی'' اس کے بعد اس شخص نے اس کو نہر سے نکالا اور حجاج کے پاس اس کی لاش بھیجی گئی جس نے اس کا دل نکالنے کا حکم دیا اور جب اس کو نکالا گیا تو وہ پتھر کی طرح سخت تھا' شبیب طویل القامت کھچڑی اور چھوٹے بالوں والا شخص تھا' وہ ۲۶ھ میں یوم النحر کو پیدا ہوا تھا' خوارج میں سے ایک شخص کو روک کر عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجا گیا' جس نے اس سے دریافت کیا' کیا تم نے ہی یہ شعر کہا تھا؟ شعر

فان یک منکم کان مروان وابنه وعمر ومنکم هاشم وحبیب

فمنا حصین والبطین وقعنب ومنا امیر المؤمنین شبیب

ترجمہ: ''اگر تم میں سے مروان اور اس کا بیٹا عمرو' ہاشم اور حبیب ہیں تو ہم میں سے بھی حصین و بطین و قعنب ہیں اور ہمارا

Marfat.com

امیر المومنین شبیب ہے''۔

عبدالملک کے استفسار کے جواب میں اس شخص نے کہا میں نے تو یہ کہا تھا: کہ اے امیر المومنین! شبیب ہم میں سے ہے' عبدالملک کو اس شخص کی یہ عذر خواہی پسند آئی اور اس کو رہا کر دیا۔ واللہ اعلم۔

کہا جاتا ہے اس سال حجاج کے نائب مہلب بن ابی صفرہ اور ازارقہ کے خوارج کے امیر قطری بن الفجاوہ کے مابین بکثرت جنگیں ہوئی' قطری بھی مشہور شہ سوار اور بہادر جنگ جو تھا' لیکن اس کے رفقاء اس کو چھوڑ کر مختلف علاقوں میں نکل گئے تھے۔ اس کے بعد پھر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس شخص کا کیا حشر ہوا اور کہاں چلا گیا' اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے درمیان عرصہ تک چپقلش چلتی رہی جس کو ابن جریر نے اپنی تاریخ میں بہ تفصیل بیان کیا ہے۔

ابن جریر لکھتا ہے کہ اس سال بکیر بن وشاح نے جو خراسان کا نائب تھا اپنے ماتحت امیہ بن عبداللہ ابن خالد سے انتقام لیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ امیہ بن عبداللہ کے خلاف بکیر نے لوگوں کو بھڑکایا' اور بڑی بے وفائی کے ساتھ اس کو موت کے گھاٹ اتر وادیا جس کے بعد دونوں طرف کے لوگوں میں ابن جریر کے بقول بڑی طویل معرکہ آرائیاں ہوئیں' اسی سال جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں' شبیب بن یزید' جیسے بہادر' نڈر اور بے باک گھوڑ سوار کی موت بھی واقع ہوئی جس کی نظیر تاریخ میں صحابہ کے دور کے بعد نہیں ملتی۔ اسی طرح الاشتر اس کا بیٹا ابراہیم' مصعب بن زبیر اور اس کا بھائی عبداللہ بھی شجاعت و بہادری میں قطری بن الفجاوۃ کی طرح ازارقہ کی تاریخ میں نام پیدا کر گئے ہیں' اس سال بعض دیگر اعیان وعمائد بھی انتقال کر گئے جن میں سب سے معروف کثیر بن الصلت بن معدی کرب الکندی گزرے ہیں' جو اپنی قوم کے مطاع اور محبوب سردار تھے' مدینہ میں ان کا قلعہ نما مکان مصلے کے قریب تھا کہا جاتا ہے کہ یہ عبدالملک بن مروان کے میر منشی تھے' ان کا انتقال شام میں ہوا۔

محمد بن موسیٰ بن طلحہ

مشہور ہے کہ موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ کی بہن عبدالملک بن مروان کی بیوی تھی اور غالباً اسی وجہ سے اس کو عبدالملک نے سجستان کا حاکم بھی بنا دیا تھا' جب وہ سجستان کا چارج لینے چلا تو اس سے لوگوں نے کہا' خیال رہے تمہارے راستہ میں شبیب بھی پڑے گا جس سے لوگ عاجز آئے ہوئے ہیں بہتر ہے اسے تم نمٹا جاؤ اور اگر تم اس کو قتل کر سکو گے تو تمہاری شہرت کو چار چاند لگ جائیں گے اور ہمیشہ کے لیے امر جاؤ گے چنانچہ جب محمد موسیٰ روانہ ہوا تو اس کی شبیب سے مڈبھیڑ ہوگئی جس نے اس کو قتل کر دیا۔

عیاض بن غنم الاشعری

یرموک کی جنگ میں شریک ہوئے' صحابہ کی کثیر جماعت سے انہوں نے احادیث بیان کی' بصرہ میں انتقال کیا' رحمہ اللہ۔

مطرف بن عبداللہ

یہ متعدد بھائی تھے جن کے نام عروہ' مطرف' حمزہ تھے' چونکہ ان سب کا میلان بنوامیہ کی طرف تھا اس لیے حجاج نے ان سب بھائیوں کو مختلف ملکوں میں عامل وحکمران بنا دیا' چنانچہ عروہ کو کوفہ میں' مطرف کو مدائن میں اور حمزہ کو ہمدان میں مقرر کیا گیا۔

Marfat.com

۷۸ھ کا آغاز

اس سنہ کے آغاز ہی سے مسلمانوں کو رومی شہروں میں جنگیں لڑنا پڑیں' سب سے پہلے اس علاقہ میں انہوں نے ارقیلہ کا معرکہ سر کیا' جب اس کو فتح کر کے واپس ہوئے تو ان کو سخت ژالہ باری اور شدید بارش کا سامنا ہوا' جس سے شدید سردی بڑھ گئی اور بہت سے مسلمان فوجی اس کی بھینٹ چڑھ گئے' اسی سال عبدالملک نے موسیٰ بن نصیر کو کل بلاد مغرب میں لڑائیوں کا انچارج بنا کر طنجہ کی جانب بھیجا اور اس نے اس مہم کے ہراول دستہ کا انچارج طارق کو بنایا۔ ان شہروں کے امراء اور بادشاہوں سے شدید جنگوں کے بعد موسیٰ بن نصیر اور طارق نے ان کو قتل کر دیا۔ اسی سال عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان کی امارت سے برطرف کر کے حجاج کو بجستان کے ساتھ خراسان کا اضافی چارج بھی دے دیا اور حجاج کو جب شبیب سے فراغت ہوئی تو وہ کوفہ چھوڑ کر بصرہ چلا گیا اور کوفہ کی امارت پر اپنی جگہ پر مغیرہ بن عبداللہ عامر الحضرمی کو مقرر کر گیا' اس اثناء میں مہلب ازارقہ سے نمٹ کر حجاج کے پاس سیدھا بصرہ جا پہنچا' حجاج نے مہلب کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور ان لوگوں کو طلب کیا گیا جن کی کارکردگی جنگ میں اچھی رہی تھی' اور ان میں سے جس کی مہلب نے حجاج سے سفارش کی ان کو حجاج نے عطیات سے نوازا اس کے بعد حجاج نے مہلب بجستان کی گورنری بھی تفویض کی اور عبداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا گورنر مقرر کیا اس کے بعد ان دونوں میں حجاج کے ایوان سے باہر آنے سے قبل کچھ ردوکد ہوئی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ مہلب کی طرف سے شروع ہوئی تھی' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے پولیس چیف عبدالرحمٰن بن عبید بن طارق الشمسی کو بھی اپنی مدد کے لیے طلب کر لیا تھا اور حجاج کو بھی اس سے آگاہ کر دیا تھا' جس میں عبداللہ نے مہلب پر ایک لاکھ درہم کے متعلق الزام عائد کیا تھا۔

ابومعشر کہتا ہے اس سال ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج بھی کرایا۔ اس وقت ابان بن عثمان مدینہ کا گورنر تھا' اور عراق' خراسان اور بجستان و دیگر ملحقہ علاقوں کا گورنر حجاج تھا مگر اس نائب امیر خراسان میں مہلب بن ابی صفرہ اور بجستان کا نائب امیر عبداللہ بن ابی بکرۃ الثقفی تھا' کوفہ کے عہدۂ قضا پر شریح بن الحارث مقرر تھا اور بصرہ کا قاضی موسیٰ بن انس بن مالک الانصاری تھا' اس سال جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام اور ابوعبداللہ انصاری السلمی صحابی رسول ﷺ جیسے عمائدین کا انتقال ہوا' مؤخرالذکر نے بہت سی احادیث بھی روایت کی ہیں' یہ بیعت عقبہ میں موجود تھے' اور جنگ بدر میں بھی شرکت کے خواہش مند تھے مگر ان کے والد نے ان کو شرکت سے منع کر دیا تھا۔ ان کے نو بہن بھائی تھے' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ انتقال سے قبل بصرہ چلے گئے تھے' جابر بن عبداللہ کی وفات مدینہ میں ہوئی تھی' اور اس وقت ان کی عمر چورانوے سال تھی' ان سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث کی روایت منسوب ہے۔

شریح بن الحارث

یہ قیس بن ابوامیہ الکندی کے بیٹے تھے اور کوفہ کے عہدہ قضا پر مامور تھے اور حضرت عمر بن خطاب' حضرت عثمانؓ کے علاوہ حضرت علیؓ کے ابتدائی دور میں بھی قاضی رہے مگر بعد کو حضرت علیؓ نے ان کو معزول کر دیا لیکن امیر معاویہؓ نے اپنے عہد میں ان کو پھر

عہدۂ قضا پر مامور کر دیا اور اپنے انتقال کے وقت یعنی ۷۸ھ تک اسی عہدہ سے منسلک رہے۔ مشہور ہے ان کو اس منصب قضا کی تنخواہ اس زمانہ میں سو درہم ملتی تھی، لیکن بعض مؤرخین کے بقول ان کی تنخواہ پانچ سو درہم تھی، وہ جب فیصلہ کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلتے تھے ''اب ظالم کو پتہ چل جائے گا کہ اس نے کس کا حق مارا ہے'' کے فقرے ان کی زبان سے نکلتے تھے۔

یہ بھی مشہور ہے کہ وہ عدالت وانصاف کی کرسی پر بیٹھتے تھے تو قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کرتے تھے:

﴿ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی ﴾.

''ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس تو لوگوں کے مابین انصاف سے فیصلہ کر اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر''۔

وہ یہ بھی کہا کرتے تھے:

''کہ ظالم سزا کا منتظر ہے اور مظلوم مدد کا''۔

کہا جاتا ہے کہ شریح تقریباً ستر برس عہدہ قضا پر مامور رہے لیکن بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انہوں نے اپنی موت سے قبل اس منصب سے استعفیٰ دے دیا تھا، واللہ اعلم۔

بہر حال اصلاً یہ ایرانی النسل تھے جن کے اسلاف یمن میں آ کر آباد ہو گئے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد شریح مدینہ آ گئے تھے لیکن ان کا انتقال کوفہ میں بعمر ایک سو آٹھ سال ہوا، طبرانی نے لکھا ہے کہ ہم تک علی بن عبدالعزیز ان کو ابوالنعمان ان کو حماد بن زیدان کو شعیب ابن الحجاب اور ان کو ابراہیم التیمی کے ذریعہ یہ خبر پہنچی ہے کہ شریح کہا کرتے تھے:

''کہ ظالموں کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے کس کس کا حق مارا ہے، نیز یہ کہ ظالم کو عتاب کا انتظار کرنا چاہیے اور مظلوم کو نصرت واعانت کا''۔

اعمش کا کہنا ہے ایک مرتبہ شریح کے پیر میں تکلیف ہوئی اس پر انہوں نے شہد لگا لیا اور دھوپ میں بیٹھ گئے لوگ ان کی مزاج پرسی کو آتے اور ان سے پوچھتے کیا حال ہے؟ اس کے جواب میں شریح کہتے خدا کا شکر ہے سب خیر ہے، اس پر وہ لوگ کہتے کیا کسی طبیب کو آپ نے دکھایا ہے؟ شریح کہتے دکھا چکا ہوں، پھر وہ لوگ دریافت کرتے کہ اس نے پھر کیا کہا؟ وہ جواب دیتے اس نے اچھی ہی امید دلائی ہے۔

ایک روایت کے مطابق مشہور ہے کہ ان کے انگوٹھے میں زخم ہو گیا اس پر لوگوں نے دریافت کیا کیا آپ نے اسے کسی طبیب کو دکھایا ہے؟ کہا ہاں اسے جس نے یہ زخم دیا ہے۔

اوزاعی کا بیان ہے کہ مجھ سے عبید بن ابی لبابہ نے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر کا فتنہ نو برس تک چلتا رہا لیکن شریح نہ خود اس کی جستجو میں رہتے تھے اور نہ کوئی دوسرا ان سے اس کی ٹوہ لیتا تھا۔ ابن ثوبان عبدہ سے عبدہ شعبی سے اور شعبی شریح سے ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جب تک یہ فتنہ چلتا رہا مجھ سے کسی نے اس کی بابت دریافت نہیں کیا، اس پر ایک شخص نے کہا اگر میں تمہاری طرح ہوتا تو مجھے اس کی پرواہ نہ ہوتی کہ کب موت آئے گی اس پر شریح نے جواب دیا تمہیں کیا معلوم کہ میرے دل میں کیا گزرتی ہے۔

اسی طرح شفیق بن سلمہ نے بھی شریح کی بابت بیان کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس فتنہ کی بابت نہ میں نے کبھی کھوج لگائی

Marfat.com

اور نہ ہی کسی نے مجھ سے دریافت کیا اور نہ میں نے کبھی کسی مسلمان پر ظلم کیا اور نہ ہی کسی معاہد پر ذرا برابر ظلم کیا۔

ابووائل کا بیان ہے کہ میں نے شریح سے کہا کاش اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو سبقت لے جانا پسند کرتا' اور اس کے بعد شریح کے قلب کی طرف اپنے کان لگائے تو بولے کیسا مضطرب ہے ایک مرتبہ شریح کا گزر ایک مجمع پر ہوا تو بولے آخر تم لوگ کھیل کود میں کیوں مصروف ہو؟ وہ بولے ہم کام سے فارغ ہیں' شریح نے فوراً کہا آخر تمہیں کس کام سے فراغت مل گئی ہے؟

سوار بن عبداللہ العنبری بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے علاء بن الجریر العنبری نے اور ان سے سالم ابوعبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز شریح کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص شریح کی خدمت میں حاضر ہوا شریح نے اس شخص سے دریافت کیا کہاں سے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا میرے اور تمہارے درمیان ایک دیوار کا فاصلہ ہے اور پھر بولا میں شام کا رہنے والا ہوں' شریح نے جواباً کہا بڑا فاصلہ ہے' اس کے بعد اس شخص نے کہنا شروع کیا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے' شریح نے کہا اللہ مبارک کرے اس پر اس شخص نے کہا میں نے اس عورت سے ایک مکان کا وعدہ کیا ہے' شریح نے کہا وعدہ ایفاء ضروری ہے' اس شخص نے شریح کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہا ہمارے درمیان فیصلہ کیجیے' شریح نے جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ کہہ دیا۔

سفیان کہتے ہیں' لوگوں نے شریح سے پوچھا کہ علم کے اس مرتبہ پر آپ کیسے پہنچے' انہوں نے جواب دیا علماء سے لین دین کے باعث میں ان سے کچھ لیتا ہوں اور کچھ انہیں دیتا بھی ہوں۔ عثمان بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن محمد بن سالم سے انہوں نے ابراہیم بن یوسف سے انہوں نے ابواسحاق سے اور ابواسحاق نے ہبیرہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کو انہوں نے یہ کہتے ہوئے سنا:

''اے لوگو! میرے پاس تمہارے فقہاء آتے ہیں' میں ان سے کچھ مسائل پوچھتا ہوں اور کچھ مسائل وہ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ چنانچہ صبح سویرے ہی لوگ حضرت علی کی قیام گاہ کی طرف چل پڑتے تھے' حتیٰ کہ وہاں پہنچ کر ساری جگہ بھر جاتی تھی' حضرت علیؓ فقہا سے کچھ مسائل پوچھتے تھے اور بعض مسائل فقہا حضرت علی سے دریافت کرتے تھے' غرض کہ اسی طرح مسائل کی آپس میں پوچھ گچھ ہوتی تھی اور جب دن چڑھ آتا تھا تو تمام لوگ بجز قاضی شریح کے منتشر ہو جاتے تھے یہ وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھے رہتے کوئی سوال ایسا نہ ہوتا جس کا جواب حضرت علیؓ ان کو نہ دیتے۔

ہبیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ شریح اٹھو تم اب سب سے بڑے قاضی العرب ہو۔ ایک مرتبہ قاضی شریح کے پاس دو عورتیں ایک بچہ کی بابت جھگڑے کا تصفیہ کرانے کے لیے آئیں' ان میں سے ہر ایک اس بچہ کی مدعی تھی اور خود کو زیادہ مستحق سمجھتی تھی' ان میں سے ایک بچہ کی دادی اور دوسری اس کی ماں تھی۔

ابا امیة اتیناک وانت المستعان به اتاک جدة ابن وام کلتانا نغریه

''اے امیہ کے باپ ہم تیرے پاس مدد طلب کرنے آئے ہیں تیرے پاس بیٹے کی ماں اور دادی آئی ہیں''

فلو کنت ناکحت لما نازعتکی فیه زوجت فهاتیه ولا یذهب بک القیامة

''اگر میں نکاح نہ کرتی تو میرا اس سے جھگڑا نہ ہوتا میں نے نکاح کر لیا تو یہ اس کا نتیجہ ہے خدا تمہیں سمجھ دے''

ایا ایها القاضی فهذه قصتی فیه

''اے قاضی بس یہی اصل جھگڑا ہے''

چنانچہ اس کے بعد ماں نے کہنا شروع کیا:

الا ایھا القاضی قد قالت لک الجدة قولاً فاستمع منی ولا تطوونی رده

''اے قاضی دادی نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اب تو میری بات سن اور مسترد نہ کر''

تعزی النفس عن ابی وکبدی جملت کبدة

''میری جان کا سہارا یہ میرا بیٹا ہے جسے میں نے بڑی شفقت سے پالا ہے''

فلما ضار فی حجری یتیما مفرداً وخده

''جب یہ میری گود میں یتیم ولاوارث ہوکر تنہا رہ گیا تھا''

تزوجت رجاء الخیر بن کفنی فقره

''تو میں نے خیر کی امید میں ایک شخص سے نکاح کرلیا جو میری کفالت کر سکے''

ومن یظهر لی الود ومن یحسن لی رفده

''اور مجھ سے الفت کا اظہار کرے اور میرا بخوبی سہارا بن سکے''

اس پر شریح نے جواب دیا:

قد سمع القاضی ما قلتما ثم قضی وعلی القاضی جهر ان نحفل

''جو کچھ تم دنوں نے کہا وہ قاضی نے بغور سن لیا اور پھر اس نے صحیح فیصلہ کیا جو اس کی ذمہ داری ہے''

قال للجدة بینی بالصبی وخذی ابنک من ذات العدل

''اس نے بچہ کا فیصلہ دادی کے حق میں کیا اور اس سے کہا اپنے بیٹے کو خدا کا عطیہ سمجھ کر قبول کرو''

انها لو صبرت کان لها قبل دعوی ما تبتغیه للبدل

''اگر وہ چندے صبر کرتی تو یہ بیٹا اسی کو دعویٰ سے قبل مل جاتا''

یہ کہہ کر قاضی نے وہ بچہ دادی کو دلوادیا۔

عبدالرزاق کا بیان ہے کہ ان سے معمر بن عون نے اور انہوں نے شریح سے سن کر یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک شخص کے اقرار کی بنا پر اس کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا' اس نے کہا یا ابوامیہ آپ نے میرے خلاف بلا گواہ فیصلہ دے دیا' اس پر شریح نے جواباً کہا ہاں مجھے تمہاری خالہ کے بھانجے نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اسی طرح علی بن جعد کا بیان ہے کہ ہمیں مسعودی نے ابن حصین سے سن کر بتایا ہے کہ ایک مرتبہ قاضی شریح سے ایک ایسی بکری کے متعلق دریافت کیا گیا جو کیڑے مکوڑے کھاتی تھی' انہوں نے کہا ''چارہ بھی مفت کا ہے اور دودھ بھی طیب ہے''۔

ابوحیان التیمی نے بیان کیا کہ قاضی شریح کے گھر میں جب کوئی سنور (لومڑی نما ایک جانور) مرجاتی تو وہ اس کو گھر کے صحن

Marfat.com

ہی میں ڈلوا دیتے تھے اور بدبو پھیلنے کا اندیشہ سے اس کو باہر نہیں پھینکواتے تھے تا کہ مسلمانوں کو اس کی بدبو سے اذیت نہ پہنچے' ان کے گھر کے پرنالے بھی ان کے گھر کے اندر ہی گرتے تھے' تا کہ راستہ سے گزرنے والے مسلمان تکلیف سے دور چار نہ ہوں۔ ایک شخص نے شریح سے کہا آپ کی حالت تو پھر اچھی ہے' شریح نے سن کر کہا مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے تمہیں اللہ کی نعمتیں دوسروں پر تو نظر آتی ہیں اپنی ذات میں انہیں بھول جاتے ہو۔ طبرانی کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زیاد بن سمعان کے قول کے مطابق شریح نے اپنے اس بھائی کو جو طاعون کے خوف سے گھر چھوڑ کر بھاگ رہا تھا لکھا: ''تم جس مکان کو چھوڑ کر بھاگنا چاہتے ہو اور جس مقام سے چلا جانا چاہتے ہو' اس ذات گرامی کی نظر میں ہے جس سے نہ کوئی بچ کر نکل سکتا ہے اور نہ اسے کوئی عاجز کر سکتا ہے' اس کی پکڑ اور طلب سے کوئی باہر نہیں ہے' ابوبکر بن ابی شبیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے قاضی شریح کو لکھ کر بھیجا

''جب تمہارے سامنے کوئی مرحلہ پیش ہو تو سب سے پہلے کتاب اللہ میں اس کا حکم تلاش کرو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور جب تم اس کا جواب کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو پھر سنت رسول کی طرف رجوع کرو اور اس کے مطابق فیصلہ کرو لیکن اگر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول میں بھی اس کا جواب نہ ملے تو تمہیں چاہیے کہ اجماع پر نظر ڈالو اور اس بارہ میں فقہاء و علماء کے فیصلہ کو اپنا ماخذ بناؤ۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا کہ صالحین کے فیصلہ کے مطابق اپنا بھی فیصلہ دو' اور اگر وہاں بھی اس کا جواب نہ ملے تو چاہو تو جلد فیصلہ کر ڈالو اور چاہو تو تھوڑا سا توقف اور تاخر سے کام لو' اور میرے نزدیک ایسی صورت میں تاخیر ہی میں خیر اور بھلائی ہے' والسلام''۔

قاضی شریح بیان کرتے ہیں میں ایک روز میں حضرت علیؓ کے ہمراہ کوفہ کے بازار سے گزر رہا تھا ہم لوگ ایک قصہ گو کے قریب سے گزرے تو حضرت علیؓ وہاں رک کر کھڑے ہو گئے اور اس قصہ گو سے مخاطب ہو کر بولے: ہم تم دونوں قریب العہد ہیں' میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں اگر تم نے اس کا صحیح جواب دیا تو خیر ورنہ میں تمہیں تادیب کروں گا' قصہ گو نے کہا یا امیر المومنین پوچھیے جو پوچھنا ہو' حضرت علیؓ نے اس سے دریافت کیا ایمان کس چیز سے قائم رہتا ہے اور کس چیز سے زائل ہو جاتا ہے' قصہ گو نے برجستہ جواب دیا ایمان کا قیام تقویٰ اور پرہیز گاری سے ہے اور اس کا زوال حرص و لالچ میں ہے' حضرت علیؓ نے کہا صحیح ہے' اب جو کچھ تمہیں وعظ و نصیحت کرنا ہے شوق سے کرو۔ کہا جاتا ہے یہ وعظ اور قصہ خوان بزرگ نوف البکالی تھے۔ ایک شخص نے قاضی شریح سے کہا تم دوسروں کے فضل و انعام کا تو ذکر کرتے ہو مگر اپنے آپ کو نظر انداز کر جاتے ہو' قاضی نے جواباً کہا قسم خدا کی مجھے تمہاری نعمتوں پر رشک آتا ہے اس نے جواب دیا اس سے تمہیں تو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور نہ مجھے نقصان۔

جریر نے شیبانی سے انہوں نے شعبی سے روایت کیا کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے ایک گھوڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ پہلے اس کو دیکھیں گے' چنانچہ انہوں نے گھوڑا خرید لیا اور اسے لے کر چل پڑے مگر وہ اسی اثنا میں ہلاک ہو گیا' انہوں نے گھوڑے کے مالک سے کہا اپنا گھوڑا واپس لو' اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا چلو قاضی سے اس کا فیصلہ کرا لیں اور شریح کے پاس چلتے ہیں' حضرت عمرؓ نے کہا کون شریح؟ گھوڑے والے نے جواب دیا ''شریح عراقی'' چنانچہ قاضی شریح کے پاس پہنچے اور ماجرا بیان کیا گیا' شریح نے سارا واقعہ سن کر حضرت عمرؓ سے کہا یا امیر المومنین اس کو گھوڑا یا بعینہ واپس کر دیجیے یا جس حالت میں خریدا تھا اس کو قبول

Marfat.com

کیجیے۔ حضرت عمرؓ نے سن کر کہا: ''بے شک فیصلہ صحیح ہے' کوفہ چلو' میں تمہیں وہاں عہدۂ قضا پر مامور کرتا ہوں' کیونکہ آج مجھے تمہارے جوہر کا پتہ چل گیا ہے''۔

ہشام بن محمد الکلبی کا بیان ہے کہ ان سے سعد بن ابی وقاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ شریح کا ایک بیٹا ایسا تھا جو کتے پالتا تھا اور ان کو دوسرے کتوں سے لڑاتا بھی تھا چنانچہ ایک روز اس نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر اس کے اتالیق کو لکھا۔

ترک الصلوۃ لاکلیب یسعی بها　　طلب الهواش مع الفواش الرجس

''اس نے نماز چھوڑ دی ہے کتوں کے ریس کی خاطر　　وہ اپنے گمراہ و بدعادت دوستوں کے ہمراہ کتوں کو لڑاتا رہتا ہے''

فاذا اتاک فعفه بملامة　　وعظه من عظة الادیب الاکیس.

''وہ جب تمہارے پاس آئے تو اس کو ملامت کرنا　　اور اس کو سمجھدار اتالیق کے طریقہ پر فہمائش کرنا''

فاذا هممت بضربة فبدرة　　فاذا ضربت بها تلانا فاجس

''اگر اس کو ضرب لگانے کا ارادہ ہو　　تو تین کوڑے لگانا اور پھر قید کر دینا''

واعلم بانک ما اتیت لنفسه　　مع ما تجوعنی اعز الانفس

''دھیان رہے جو کچھ تم اس کی اصلاح کے لیے کرو گے　　وہ ایک گونہ میرے لیے بھی بہتر ہوگا''

قاضی شریح نے حضرت عمرؓ سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا:

''اے عائشہ قرآن کی آیت ''ان الذین فوقوا دینهم و کانوا شیعا'' سے اصحاب بدعت' اصحاب اہوا اور اس امت کے گمراہ اصحاب مراد ہیں اور ہر گنہگار کے لیے توبہ ہے بجز اصحاب اہوا اور اصحاب بدعت کے' میں ان سے بری الذمہ ہوں' اور وہ مجھ سے بری الذمہ ہیں''۔

اور ایسی ہی ضعیف و غریب روایت محمد بن مصفی نے بقیہ سے اور انہوں نے شعبہ وغیرہ سے اور انہوں نے شعبی سے بیان کی ہے اور محمد بن کعب القرظی نے حسن سے اور حسن نے شریح سے عمر بن الخطاب کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب تمہاری چھان پھٹک ہوگی حتیٰ کہ تم ان لوگوں میں بچے کھچے رہ جاؤ گے جنہوں نے نہ اپنے عہدوں کا پاس کیا اور نہ اپنی مانتوں کا لحاظ کیا''۔

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم کس زمرہ میں ہوں گے؟ فرمایا:

''تم لوگ معروفات پر عمل کرتے ہو اور منکرات سے بچتے ہو اور احد احد پکارتے ہو اور دعا کرتے ہو کہ اے رب ظالموں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر اور سرکشوں سے ہمیں بچا''۔

حسن بن سفیان نے یحییٰ بن ایوب سے انہوں نے عبدالجبار بن وہب سے انہوں نے عبداللہ السلمی سے اور انہوں نے شریح سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے بدری صحابہ نے جن میں عمر بن الخطاب بھی شامل ہیں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو نوجوان دنیاوی لذتوں اور لہو ولعب کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنی جوانی اللہ کی اطاعت میں بسر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہتر صدیقوں کا اجر عنایت کرے گا''۔

اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے میری خاطر اپنی خواہشات کو چھوڑنے والے نوجوان اور میری خاطر اپنی جوانی کو خراب کر لینے والے تو میرے نزدیک میرے بعض ملائکہ کی طرح ہے''۔

اور یہ حدیث غریب ہے۔

اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ ہم سے صدقہ بن موسیٰ نے ابوعمران الجوفی نے قیس بن زید کے حوالہ سے اور قیس بن زید نے مصریوں کے قاضی شریح سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن صاحب دین کو پکار کر کہے گا اے ابن آدم تو نے کیوں لوگوں کے حقوق مارے اور کس چیز میں ان کے اموال ضائع کئے' جواب میں بندہ کہے گا اے رب میں نے جان بوجھ کر ضائع نہیں کیے یہ مصیبت مجھ پر مال ڈوبنے یا جل جانے کے باعث آپڑی تھی''۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''آج میں تیری طرف سے وکالت یا قضا کا حق دار ہوں''۔

چنانچہ اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب آجائیں گی' اور اس کو جنت میں داخلہ کا حکم مل جائے گا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق جس کو یزید بن ہارون نے صدقہ سے روایت کیا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز طلب کرے گا اور اس کو ان کے میزان میں رکھے گا جس سے اس کا وزن بڑھ جائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

عبداللہ بن الاشعری

عبداللہ بن الاشعری فلسطینی مہمان تھے' صحابہ کی ایک جماعت سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں ان کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل تھا' ان کو حضرت عمرؓ بن خطاب نے شام کی طرف بھیج دیا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کو فقہ کی تعلیم دے سکیں' یہ صالحین اور متقی لوگوں میں تھے۔

جنادہؓ بن امیہ الازدی

یہ بزرگ مصر کی فتح کے وقت موجود تھے اور امیر معاویہ کی طرف سے بحری جنگ میں بھی بحیثیت امیر لشکر انہوں نے قیادت کی تھی یہ شجاعانہ کارناموں اور سخاوت کے لیے بھی مشہور تھے ان کا شام میں تقریباً اسی برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

العلاء بن زیاد البصری

علاء بن زیاد بصرہ کے صالحین میں شمار ہوتے تھے ان میں خوف خدا اور تقویٰ بہت تھا' اپنے گھر ہی میں زیادہ تر اپنا وقت تنہائی میں گزارتے تھے' اور بہت کم لوگوں سے ملتے تھے' اور ہر وقت روتے رہتے تھے' حتیٰ کہ زیادہ رونے کے باعث بالآخر

Marfat.com

اندھے ہو گئے تھے ان کے فضائل ومناقب ہیں ان کا انتقال بھی ۷۸ھ ہی میں ہوا۔ ایک خیال یہ ہے کہ علاء بن زیاد کی رقت وزاری اور گریہ وبکا میں اس وقت سے بہت اضافہ ہو گیا تھا' جب شام کے ایک شخص نے خواب میں ان کو اہل جنت میں دیکھا تھا' جس کے بعد اس شخص سے علاء بن زیادہ نے کہا تھا اے میرے بھائی تم نے میری بابت جو کچھ خواب میں دیکھا اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے' لیکن تمہارے خواب نے میری تو اب یہ حالت کر دی ہے کہ نہ مجھے رات کو چین اور نہ دن کو آرام' چنانچہ اس کے بعد سے ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ انہوں نے کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا' جس کے باعث قریب المرگ ہو گئے تھے اور ہر وقت بلا ناغہ نماز ہی میں مصروف ومشغول رہتے تھے' حتیٰ کہ ایک دن ان کا بھائی حسن بصریؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے بھائی کی تو خبر لو وہ تو بلا ناغہ روزے رکھتے جا رہے ہیں نہ کھاتے ہیں اور نہ سوتے ہیں اور شب وروز روتے رہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے ان کو خواب میں اہل جنت میں سے پایا ہے۔ حسن بصریؒ علاء ابن زیاد کے دروازہ پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا لیکن انہوں نے دروازہ نہیں کھولا۔ آپ نے کہا دروازہ کھولو میں حسن ہوں' جب علاء نے حسن بصری کی آواز سنی تو دروازہ کھول دیا' اس پر حسن نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے جنتی بھائی جنت کیا شے ہے' مومن کے لیے' مومن تو خدا کے نزدیک جنت سے بھی بہتر ہے' تم اپنے نفس کو ہلاک کیے جا رہے ہو' وہ ان کے پاس مقیم رہے حتیٰ کہ علاء بن زیاد نے کچھ کھانا پینا شروع کیا اور جس افراط میں مبتلا تھے اس میں بھی کمی کر دی۔

ابن ابی الدنیا کی ان کے متعلق یہ روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا جس نے ان کی پیشانی کے بال پکڑ کر کہا اے غلام کھڑا ہو اور اللہ کو یاد کر اللہ تجھے یاد کرتا ہے۔ ابھی ان کی پیشانی کے بال اس شخص کے ہاتھ میں ہی تھے کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی بعض روایات کے مطابق جیسا کہ بعض لوگوں نے خواب میں دیکھا ان کے یومیہ اعمال صالحہ کی تعداد بہت سی مخلوق کے اعمال سے زیادہ ہوتی تھی۔ علاء بن زیاد اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ:

''ہم ایسی قوم ہیں جس نے اپنے آپ کو دوزخ کے قابل بنا لیا ہے اب اللہ ہی اپنے فضل سے ہمیں عذاب نار سے نکالے گا تو نکلیں گے''۔

ایک دن انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنے عمال کا دکھاوا کیا کرتا تھا' وہ اپنے کپڑے سمیٹ کر بڑی زوردار آواز میں قرأت کرتا تھا اور جس شخص کے پاس سے گزرتا تھا اس کو گالیاں دیتا تھا' اور برا بھلا کہتا تھا لیکن اللہ نے اس کو اخلاص ویقین کی دولت سے نوازا تو اس نے اپنی آواز بھی پست کر لی اور اپنی بہت کچھ اصلاح کر لی اور اب اس کا یہ حال ہو گیا ہے کہ جس شخص کے قریب سے گزرتا تھا اس کے لیے دعائے خیر کرتا تھا۔

سراقہ بن مرداس الازدی

بڑے خودرائے اور خود پسند شاعر تھا' اس نے حجاج بن یوسف کی ہجو لکھی تو اس نے شام کی طرف اس کو جلاوطن کر دیا جہاں جا کر وہ مر گیا۔

النابغۃ الجعدی

شاعر تھا' اس کا پورا نام السائب بن یزید الکندی کا تھا' ۷۸ھ میں اس کا بھی انتقال ہوا' اور اسی سال سفیان بن سلمہ الاسدی' معاویہ بن قرۃ البصری اور زر بن حبیش نے بھی انتقال کیا۔

۷۹ھ کا آغاز

اوراس میں پیش آمدہ واقعات

۷۹ھ میں شام میں طاعون کی ہلاکت آفرینیوں نے موت کا بازار گرم کر دیا تھا اوراس بیماری سے بچے کھچے لوگ اس قدر کمزور ولاغر ہو گئے کہ اہل شام میں لڑنے کی بھی سکت نہ رہی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے انطاکیہ کو جب اپنا ہدف بنایا تو وہاں کے باشندوں میں جنگ کرنے کی ہمت وطاقت نہ رہی تھی۔ اسی سال عبیداللہ بن بکرہ نے ترک کے بادشاہ رتبیل سے جنگ کی اوراس کے ملک کو روند ڈالا جس کے باعث مجبور ہو کر عبیداللہ سے سالانہ جزیہ دینے پر صلح کر لی' اسی سال عبدالملک بن مروان کے ہاتھوں الحارث بن سعید المتنبیٰ الکذاب کا قتل بھی ہوا۔ یہ شخص حارث بن عبدالرحمٰن بن سعید الدمشقی بھی کہلاتا تھا' اور الحکم بن مروان کا غلام تھا' یہ شخص دراصل جولہ کا رہنے والا جو دمشق میں آ کر بس گیا تھا اور وہیں اپنی عبادت وزہد اور تقویٰ کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا تھا' یہ شخص نہایت بدعقیدہ تھا اور قرآنی آیات واحکام کا منکر تھا' اور صالحین کے گروہ سے نکل کر شیطان کے گروہ میں داخل ہو گیا تھا' اوراسی طرح اپنی دنیا ودین اس نے خراب کر لی تھی۔

ابوبکر بن ابی خیثمہ کا بیان ہے کہ حارث کذاب دمشق کا رہنے والا تھا اور ابوالجلاس کا غلام تھا۔ اس کا باپ جولہ میں رہتا تھا لیکن اس پر شیطان سوار ہو گیا' اگرچہ اس سے قبل بڑا عابد وزاہد سمجھا جاتا تھا اور جب ہی اپنا سنہرا عبا پہن کر بیٹھتا تھا تو اہل مجلس کی نظر میں بڑا باوقار عابد اور متقشف زاہد دکھائی دیتا تھا اور جب خدا کی حمد بیان کرتا اور ذکر وفکر میں مشغول ہوتا تھا' تو بڑے بڑے اہل علم اور ثقہ لوگ اس کے گن گانے لگتے تھے۔ اس نے ایک مرتبہ اپنے باپ کو جولہ لکھا ''جلدی میرے پاس آ جاؤ میں نے خواب میں ایسی چیزیں دیکھی ہیں جن سے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ شیطان کے کرتوت ہیں لیکن باپ نے سن کر اس کی گمراہی میں مزید اضافہ کر دیا اور اسے لکھا ''اے میرے بیٹے جو کچھ میں نے تمہیں نصیحت کی ہے اس پر فوراً عمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا میں تمہیں اس سے آگاہ نہ کر دوں کہ ''شیطان کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں' وہ ہر جھوٹے بہتان تراش گناہگار پر نازل ہوتے ہیں''۔ اور چونکہ تم جھوٹے اور گنہگار نہیں ہو اس لیے جو کچھ میں نے تم کو حکم دیا ہے وہ کر گزرو۔

حارث کذاب کا قاعدہ تھا کہ وہ اہل مسجد میں سے ہر ایک کے پاس فرداً فرداً جا کر ملاقات کرتا اور اپنی بات ان کو سناتا اور ان سے عہد وپیمان لیتا تھا' اگر وہ اس کی بات سچ سمجھتے ہیں تو اس پر عمل کریں ورنہ اس پر پردہ ڈالے رکھیں اور اس کو خفیہ رکھیں' یہ شخص لوگوں کو عجیب عجیب کرامات بھی دکھتا تھا۔ وہ مسجد میں سنگ مرمر کے پاس ایک ٹکڑے کے پاس کھڑے ہو کر اس کو اس طرح

Marfat.com

ہاتھ سے بجاتا تھا کہ گویا اس میں سے تسبیح وتہلیل کی آوازیں نکل رہی ہیں' یہ لوگ اس حیرت واستعجاب میں پڑ جاتے تھے' اور ایک شور مجمع میں برپا ہو جاتا تھا۔

ابوالعباس بن تیمیہ جیسے بزرگ شیخ کو لوگوں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ شخص زندیق وملحد اور بے دین ہے۔ ابن خیثمہ نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ حارث لوگوں کو موسم سرما کے پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل موسم سرما میں کھلاتا تھا اور لوگوں سے کہتا تھا باہر نکل آؤ میں تمہیں فرشتے دکھاتا ہوں اور یہ کہہ کر ان کو براق کی خانقاہ میں لے جاتا تھا اور وہاں گھوڑوں پر سوار آدمیوں کو نظر آتے تھے' اس کی اس حرکت اور شعبدہ بازی کو دیکھنے کے لیے ایک انبوہ کثیر جمع ہو جاتا' غرض کہ اس کی اس بات کا چرچا مسجد میں پھیل گیا اور لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے' شدہ شدہ یہ خبر جب قاسم بن مخبرہ کو بھی پہنچی تو حارث نے اس پر بھی اپنا جادو چلایا اور اس سے کہا اور عہد لیا کہ اگر وہ اس کی بات کا یقین کرتا ہے اور نتیجتاً اس کو قبول کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر یقین کرتا ہے تو اس راز کو راز ہی رہنے دے اور پردہ فاش نہ کرے' اور پھر اس سے اس نے کہا کہ میں نبی ہوں' یہ سن کر قاسم نے کہا او خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے تو نبی ہرگز نہیں ہے' اور ایک روایت کے مطابق یہ کہا کہ تو رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کی رو سے ان دجالوں میں سے ایک دجال ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خبر دی ہے اور حدیث یہ ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس ایسے دجال پیدا نہ ہولیں جو نبوت کے دعویدار ہوں گے''۔ اور تو بھی انہی میں سے ایک ہے تجھ سے کوئی عہد و پیمان نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر قاسم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوادریس کے پاس پہنچے جو دمشق کے قاضی تھے اور ان کو حارث کے متعلق تمام باتیں بتائیں ابوادریس نے کہا ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں' اور پھر ادریس نے عبدالملک کو حارث کی بابت سب کچھ بتایا۔

اور ایک روایت کے مطابق مکحول اور عبداللہ بن ابی زائدہ حارث کے پاس آئے تو اس نے ان دونوں کو بھی اپنی نبوت کی دعوت دی لیکن ان دونوں نے اس کی دعوت کو مسترد کر دی اور اس کو جھوٹا قرار دے کر اس کی نبوت کی سختی سے تردید کی اور پھر انہوں نے عبدالملک کو اس واقعہ سے مطلع کیا' جس پر عبدالملک نے حارث کی طلبی کے احکام جاری کر دیئے' جس کو سن کر حارث چھپ گیا اور اپنے گھر بیت المقدس کی طرف چل پڑا۔ لیکن عبدالملک بھی اس کے حالات سے برابر واقفیت حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اس کے پیچھے نصیریہ پہنچا جہاں اس کے دربار میں ایک شخص اہل نصریہ کا آیا جو حارث کے پاس بھی آتا جاتا رہتا تھا اس نے حارث کی جائے رہائش اور دیگر حالات سے عبدالملک کو آگاہ کیا اور اس نے عبدالملک کی ترکی سپاہیوں کی ایک نفری اپنے ساتھ لے جانے اور حارث کا محاصرہ کرنے کی درخواست کی' عبدالملک نے اس کی درخواست قبول کر کے کچھ ترک سپاہی اس کے ساتھ کر دیئے اور بیت المقدس کے نائب کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اس شخص کی مدد کرے اور اس کی ماتحتی میں رہ کر ہر طرح کا تعاون کرے چنانچہ اس شخص نے حکم دیا کہ زیادہ سے زیادہ شمعیں اکٹھی کی جائیں اور ہر سپاہی کے ہاتھ میں ایک ایک شمع دے دی جائے' تاکہ حارث کے مکان تک کا سارا راستہ روشن رہے اور تاریکی کی وجہ سے کسی کام میں رکاوٹ نہ ہوگا۔

اس کے بعد مذکورہ شخص بہ نفس نفیس حارث کے گھر میں داخل ہوا اور اس کے دروازہ پر کھڑے ہو کر حاجب و دربان سے کہا

Marfat.com

اپنے نبی سے میرے داخلہ کی اجازت طلب کرو' دربان نے جواب دیا صبح تک کسی کو داخلہ کی اجازت نہیں مل سکتی۔ اس پر نصیری نے چیخ کر کہا لوگو! اپنی شمعیں خوب روشن کرلو' لوگوں نے اپنی شمعیں پوری طرح روشن کرلیں جس سے دن کا سماں بندھ گیا' چونکہ نصیری نے حارث کا تعاقب کر رکھا تھا' حارث یہ دیکھ کر جلد سرنگ میں گھس گیا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر حارث کے حواریوں نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے اللہ کے نبی تک یہ لوگ پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ تو آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے ہیں' اس پر نصیری نے اپنا ہاتھ سرنگ میں داخل کر دیا اور اسکے ہاتھ میں حارث کا کپڑا آ گیا اس نے اس کو کپڑے ہی سے پکڑ کر باہر کھینچ نکالا' اور پھر ترک سپاہیوں سے کہا اس کو پکڑ کر قید کرلو۔ کہا جاتا ہے ہتھکڑیاں کئی مرتبہ اس نے ہاتھ سے نکالنے کی کوشش کی اور اس کی گردن میں جو طوق ڈالا گیا تھا وہ بھی کئی مرتبہ اس کی گردن سے کھسک کر نیچے آ گیا اور آخر کار اس نے زور زور سے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھنا شروع کی' تم کہہ دو اگر میں گمراہ ہوں تو اس گمراہی کا وبال مجھ پر ہی پڑے گا' اور اگر میں راہ یاب ہوں تو اپنے رب کی وحی کی وجہ سے وہ قریب ہے سننے والا ہے'' اور اسکے بعد ترک سپاہیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا اور قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی ''کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے''۔ اس پر سپاہیوں نے اپنی زبان اور لغت میں جواب دیا ''ہذا ہمارا قرآن ہے تم اپنا قرآن لاؤ'' جب سپاہی اس کو لے کر عبدالملک کے پاس پہنچے تو اس نے اس کو ٹکٹکی کے ساتھ باندھ دینے کا حکم دیا اور ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس کو چھوٹے نیزے کے ساتھ کیفر کردار کو پہنچائے اس نے نیزہ اس کی پسلی میں مارا۔ بعض روایت کے مطابق عبدالملک نے پہلے حارث کو قید رکھا اور اہل فقہ کو حکم دیا کہ اس کو راہ راست پر لانے کے لیے پہلے وعظ و نصیحت سے کام لیں اور اس کے سر پر جو شیطان سوار ہے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں' لیکن جب اس پر بھی وہ باز نہ آیا اور انکار ہی کرتا رہا تو اس کو پھانسی دے دی گئی۔ غرض کہ عدو انصاف کے تمام تقاضے پورے کر کے اس کو کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

ولید بن مسلم نے ابن جابر کے حوالہ سے علاء بن زیاد العدوی کے متعلق بتایا ہے کہ اس نے عبدالملک کے اس مستحسن فعل کو رشک کی نظروں سے دیکھا کہ اس نے حارث جیسے جھوٹے نبی کو کیفر کردار کہ پہنچایا اور رسول اللہ ﷺ کے اس قول پر علم کر دکھایا کہ:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس دجال پیدا نہ ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا جو کوئی ایسا کہے اس کو قتل کر دینا اور جو کوئی ایسے شخص کو قتل کرے گا وہ جنت میں جائے گا''۔

ولید بن مسلم کا بیان ہے کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ خالد بن یزید بن معاویہ نے عبدالملک سے کہا تھا اگر میں تمہارے پاس موجود ہوتا تو تمہیں حارث کے مروانے کا حکم نہ دیتا' عبدالملک نے کہا کیوں اس پر خالد بن یزید نے کہا وہ نفسیاتی طور پر اپنے طریقہ کار پر عمل کر رہا تھا اگر تم اس کو مزید کچھ کرنے دیتے اور مہلت مزید دے دیتے تو وہ اپنے مذہب اور طریق سے خود دست بردار ہو جاتا اور تمہیں اس کو مروانے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

۷۹ھ ہی میں عبیداللہ بن ابی بکرہ کی ملک الترک الاعظم رتبیل سے معرکہ آرائی ہوئی' جو کبھی مسلمانوں سے صلح کر لیتا تھا' اور کبھی تمرد و سرکشی پر آمادہ ہو جاتا تھا' چنانچہ حجاج نے ابن ابی بکرہ کو حکم دیا کہ جو کچھ مسلمان تم اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو اپنے ساتھ لے کر اس پر حملہ آور ہو جاؤ اس کی قلعہ بندیوں کو منہدم کر دو اور اس کے علاقہ میں جنگ کر کے اس کی سرزمین اس پر تنگ کر دو' اس

Marfat.com

حکم کے ملتے ہی عبیداللہ نے نہ صرف بہت سا لشکر جمع کیا بلکہ اہالیان بصرہ وکوفہ میں سے بھی بہت سے لوگوں کو لے کر میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا اور رتبیل ملک الترک کی فوجوں سے جا بھڑا اور اس کا تیا پانچہ کر ڈالا۔ اس کے بعد ابن ابی بکرہ اور اس کے لشکری شہروں میں بطور جاسوس گھس گئے اور ان کے بہت سے شہروں' قلعوں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا اور بہت کچھ تباہ کر ڈالا' رتبیل یہ ماجرا دیکھ کر الٹے پاؤں لوٹا لیکن ابن ابی بکرہ بھی اس کا پیچھا کرتا رہا اور رتبیل کے مدینہ عظمیٰ تک اس کا تعاقب کرتا چلا گیا' شہر کے باشندے اس تعاقب سے بہت خوف زدہ ہو گئے لیکن رتبیل نے پیچھے ہٹ کر مسلمانوں کا ایک مقام پر محاصرہ کر لیا اور ان کے باہر نکلنے کے راستے اس قدر تنگ کر دیئے کہ مسلمانوں کو خود اپنی ہلاکت کا سخت خطرہ لاحق ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ابن ابی بکرہ نے رتبیل سے صلح ومصالحت کی طرح ڈالی' چنانچہ رتبیل اس امر پر تیار ہو گیا کہ وہ سات لاکھ دینار سالانہ مسلمانوں کو دیتا رہے گا' اور مسلمانوں کو راہداری اور آمد ورفت کی تمام سہولتیں بھی مہیا کرے گا' چنانچہ اس کام کے لیے شریح بن ہانی کا بطور سفیر تقرر ہوا جو ایک مقتدر صحابی تھے اور اصحاب علیؓ میں شمار ہوتے تھے لیکن مسلمان اس مصالحت پر راضی نہ ہوئے اور جدال وقتال پر تیار ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکوں کے ہاتھوں اس معرکہ آرائی میں بہت سے مسلمان مارے گئے اور شریح بن ہانی مندرجہ ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے رہ گئے۔

اصبحت ذابث اقاسی الکبراء قد عشت بین المشرکین اعصرا

''میں نہایت مضطرب ومغموم ہوں میں مشرکوں کے درمیان ایک عرصہ تک رہ چکا ہوں''

ثم ادرکت النبی المنذرا وبده صدیقه وعمرا

''اس کے بعد مجھے اپنے نبی منذر کی صحبت نصیب ہوئی اور اس کے بعد ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب کا دور دیکھا''

ویوم مهران ویوم تسترا والجمع فی صفینهم والنهرا

''مہران اور تستر کے موقعوں پر بھی موجود تھا اور صفین اور نہروان کے معرکے بھی دیکھے''

هیهات ما اطول هذا عمرا

افسوس ہے اس طویل عمر پر!

اس کے بعد ہانی نہایت بے جگری سے لڑے اور شہید ہو گئے اور ان کے ساتھ ان کے بہت سے ساتھی بھی اس لڑائی میں کام آ گئے' بعد ازاں جو لوگ بھی رتبیل کی اس خونی سرزمین سے نکل سکے وہ وہاں سے نکل آئے اور عبیداللہ بن ابی بکرہ بھی معہ اپنے تھوڑے تھوڑے ساتھیوں کے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے' یہ اطلاع حجاج کو بھی ملی اور جو کچھ وہ انتظام کر سکتا تھا وہ کر کے اس نے عبدالملک کو اس کی پوری پوری رپورٹ بھیجی اور ساتھ ہی عبدالملک کو رتبیل کے ملک میں عظیم فورس بھیجنے کے لیے بھی لکھا جس کی تائید عبدالملک نے بھی کی اور مسلمانوں کو جو عظیم نقصان پہنچا تھا اس کا رتبیل سے انتقام لینے کے لیے حجاج کی بھرپور حمایت کی' جب یہ خط حجاج کو ملا جو عبدالملک کی جانب سے حجاج کو لکھا گیا تھا تو اس نے ایک لشکر عظیم رتبیل کے مقابلہ کے لیے تیار کیا' جس کی تفصیل اگلے سال کے واقعات میں لکھی جائے گی۔

بیان کیا جاتا ہے اس جنگ میں اہم ہانی سمیت تقریباً تیس ہزار مسلمان شہید ہوئے اس کے علاوہ بہت سے لوگ بھوک

Marfat.com

سے بھی مر گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں پر سخت مظالم بھی کیے گئے تھے' اور ان سے فی کس ایک دینار تاوان جنگ بھی لیا گیا تھا' مسلمانوں نے اس جنگ میں بہت سے ترکوں کو بھی مار ڈالا تھا۔ کہا جاتا ہے اسی سال قاضی شریح نے عہدہ قضاء سے استعفیٰ دے دیا تھا جس کو حجاج نے قبول کر کے ان کی جگہ ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری کا تقرر کر دیا تھا' قاضی شریح کی سوانح حیات کا مختصر حال گزشتہ سال کے واقعات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

واقدی' ابو المعشر اور دیگر اہل سیر نے لکھا ہے کہ اس سال مدینہ منورہ کے گورنہ ابان بن عثمان نے لوگوں کو حج کرایا تھا' اور اس سال قطری بن الفجاءۃ التمیمی' ابو نعامہ خارجی کو بھی قتل کر دیا گیا تھا' یہ شخص نامور شجاع اور بہادر تھا' مشہور ہے کہ اس کے ساتھی اس کو تقریباً بیس سال تک خلیفہ کہتے اور سمجھتے رہے اور اس کی بہادری و شجاعت کے کارنامے اس وقت زبان زد خاص و عام تھے' جب یہ مہلب بن ابی صفرہ کے مقابلہ میں جو حجاج کی طرف سے امیر لشکر بنا کر بھیجا گیا تھا' اپنی جوانمردی اور بہادری کے جوہر دکھا رہا تھا' اس کے شجاعانہ کارناموں کی داستانوں اور مصعب بن الزبیر کے زمانہ میں اس کے خروج' نیز بہت سے قلعوں وغیرہ پر اس کے قبضہ کی کہانیوں کا حال ہم نے کسی دوسری جگہ تفصیل سے لکھا ہے' اس کے مقابلہ میں حجاج نے کئی بار کثیر فوجیں بھی بھیجیں جن کو اس نے ہمیشہ شکست سے دوچار کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص اچانک اجنبی طور پر اس کے سامنے نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا اور جو ایک سرکش و منہ زور گھوڑے پر سوار تھا جب یہ شخص قطری کے قریب آیا تو قطری نے اپنا چہرہ کھول دیا اس شخص نے قطری کو پہچان لیا اور وہاں سے بھاگنے لگا' قطری نے کہا بھاگ کر کہاں جاتے ہو؟ تمہیں بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی' آؤ کچھ نیزہ بازی اور شمشیر زنی کا مظاہرہ ہو جائے اس شخص نے کہا کوئی انسان تجھ جیسے انسان سے بھاگنے میں نہیں شرماتا ہے' بہر حال بالآخر قطری کا میدان جنگ میں الابرد الکلبی سے آمنا سامنا ہوا اور طبرستان کے میدان میں فریقین میں لڑائی ہوئی' اتفاقاً قطری گھوڑے سے لڑکھڑا کر قریب ہی زمین پر آ رہا تو یہ سب لوگ اس پر ایک دم جھپٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قطری کو جس شخص نے ٹھکانے لگایا اس کا نام سودہ بن الخر الدارمی تھا۔ قطری بن الفجاءۃ اپنی شجاعت و بسالت کے ساتھ خطباء عرب میں سے تھا' اس کی بلاغت و فصاحت کے چرچے زبان زد خاص و عام تھے' وہ جودت کلام اور اشعار کی پاکیزگی و سلامت کے لیے بہت مشہور تھا جو کوئی اس کا کلام سنتا تھا وہ لطف اٹھاتا تھا وہ اکثر اپنے شجاعانہ کارناموں کا تذکرہ اپنے اشعار میں بھی کرتا تھا جن کا صاحب حماسہ نے بھی ذکر کیا ہے اور ابن خلکان نے بھی اس کی تحسین کی ہے مندرجہ ذیل اشعار اس کے بصیرت افروز خیالات کی عکاسی ہوتی ہے۔

اقول لها طارت شعاعا من الابطال ویحک لن تراعی

''جب زندگی بہادروں کے جسم سے نکل کر ہوا ہو گئی تو میں نے اس سے کہا افسوس کہ تجھے بچایا نہ جا سکا''

فانک لو طلبت بقاء یوم علی الاجل الذی لک لم تطاعی

''اگر تو ایک دن کی مہلت بھی موت کے مقابلہ میں طلب کرتی تو وہ تجھے نہ ملتی''

Marfat.com

فصبرا فی مجال الموت صبرا فما نیل الخلود بمستطاعی

''بس موت کے میدان میں صبر ہی بہتر ہے کیونکہ یہاں دائمی قیام ممکن نہیں''

ولا ثوب الحیاۃ بثوب عز فیطوی عن اخی اظنع الیراحی

''زندگی کا لباس قابل فخر نہیں اسے کوئی بھی کمینہ بزدل شخص لپیٹ دے سکتا ہے''

سبیل الموت غایۃ کل حي وداعیہ لاھل الارض داعی

''ہر ذی نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اس کالبد خاکی کو چھوڑ کر جانے والا اہل دنیا کو یہی پیغام دیتا ہے

فمن لا یغتبط بسأم ویصرم وتسلمہ المنون الیٰ انقطاعی

''جو شخص کی زندگی قابل رشک نہ ہو وہ تھک کر بوڑھا ہو جاتا ہے اور موت اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے''

وما للمرء خیر فی حیاۃ اذا ما عد من سقط المتاعی

''اس آدمی کی زندگی میں کوئی خیر نہیں جس کا شمار ناکارہ اور کھوٹی پونجی میں ہوتا ہے''

۷۹ھ میں عبداللہ بن ابی بکرہ کا انتقال ہوا جو اسلامی لشکر کے امیر و سردار تھے اور جنہوں نے ملک الترک رتبیل کے ملک میں گھس کر جنگ کی تھی اور جیسا کہ ہم گزشتہ سطور میں بیان کر چکے ہیں' اسلامی لشکر کے بہت سے جانباز معہ شریح بن ہانی کے مارے گئے تھے' ایک مرتبہ عبیداللہ بن ابی بکرہ حجاج کے پاس آیا اس وقت وہ اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے تھا' حجاج نے اس سے دریافت کیا کہ اس انگوٹھی پر تو نے کتنی رقم خرچ کی؟ اس نے جواباً کہا چالیس لاکھ دینار' حجاج نے پھر پوچھا' وہ رقم کہاں صرف کی؟ اس نے کہا بھلائی کے کاموں میں' مغموم لوگوں کے رنج و غم دور کرنے میں' صناعوں اور کاریگروں کے مکانات میں اور شریف عورتوں کے نکاح کرانے میں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ عبیداللہ کو پیاس لگی ایک عورت اس کے پاس ٹھنڈے پانی کا کوزہ بھر کر لائی' اس نے اس عورت کو تیس ہزار دینار دیئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک نابالغ لڑکا اور ایک نابالغ لڑکی عبیداللہ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی گئی' اس وقت تو اپنے درباریوں اور مصاحبوں میں بیٹھا ہوا تھا' لہٰذا اس نے اپنے کسی مصاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں تمہارے لیے ہیں اور پھر تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا' بلاشبہ بعض مصاحبوں کو بعض پر ترجیح دینا ایک طرح کا بڑا بخل ہے اور بڑی کمینگی و دناءت ہے اور پھر غلام سے مخاطب ہو کر کہا: میرے مصاحبوں اور ہم نشینوں میں سے ہر ایک کو ایک وصف اور وصفہ یعنی غلام اور لونڈی دے دی جائے جب یہ غلام اور لونڈیاں شمار کی گئیں تو ان کی تعداد اسی تھی۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ کا انتقال بست میں اور بعض کے نزدیک فروخ میں ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب والحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

۸۰ ہجری

اس سال مکہ میں بڑا زبردست سیلاب آیا اور ہر چیز کو بہا کر لے گیا' حجاج نے بھی مکہ سے اپنے سامان وغیرہ شہر سے منتقل کر کے باہر پہنچا دیا' مردوں اور عورتوں کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچنا مشکل ہو گیا سیلابی پانی حجون تک پہنچ گیا اور بہت سی مخلوق ڈوب گئی۔ کہا جاتا ہے کہ پانی کی سطح اتنی بلند ہو گئی تھی کہ خانہ کعبہ کے ڈوبنے کا اندیشہ ہو گیا تھا واللہ اعلم۔

ابن جریر نے واقدی کے متعلق بتایا ہے کہ اس نے بتایا کہ اس سال بصرہ میں طاعون بھی پھیلا تھا لیکن جیسا کہ ہم گزشتہ سطور میں بیان کر چکے ہیں' یہ بھی مشہور تھا کہ یہ طاعون ۶۹ھ میں پھیلا تھا۔ ۸۰ھ میں مہلب بن ابی صفرہ نہر عبور کر کے مکش میں دو سال رتبیل کے پہنچائے ہوئے نقصانات کا ازالہ صبر و استقلال سے کرتا رہا اور یہاں رہ کر ترکوں سے بہت سے معاملات کو بڑے استقلال و ہمت سے نمٹاتا رہا۔ یہاں اس کے پاس ابن اشعث کی طرف سے خطوط بھی آتے رہے جن وہ حجاج کے پاس بھیجتا رہا اور اس کے بعد اس سلسلہ میں جو کچھ ہوا اس کا ذکر آگے آئے گا۔ اسی سال حجاج نے بصرہ و کوفہ کے لوگوں پر مشتمل ایک بڑا لشکر تیار کیا تا کہ رتبیل اور اس کے لشکر سے مسلمانوں کو پہنچائے ہوئے زخموں کا پورا پورا انتقال لیا جا سکے اور عبید اللہ بن ابی بکرہ کو فوج کے مقتولوں کا بدلہ چکایا جا سکے' چنانچہ چالیس ہزار فوجیوں کا ایک لشکر جرار تیار کیا گیا جس میں بیس ہزار صرف مصری تھے اور ان سب کا امیر عبدالرحمٰن بن محمد الاشعث کو مقرر کیا گیا' حالانکہ حجاج اس سے سخت کبیدہ خاطر اور رنجیدہ تھا اور کہتا تھا کہ میں جب اس کو دیکھتا ہوں اس کو مروانے کی بابت سوچتا ہوں' ایک روز ابن الاشعث حجاج کے پاس آیا اور وہاں عامر شعبی بھی موجود تھا' حجاج نے اس سے کہا خدا کی مشیت کو دیکھو میں نے اس کی گردن اڑا دینے کی قسم کھالی تھی' یہ بات عامر شعبی نے ابن الاشعث کو بتا دی اس پر ابن الاشعث نے کہا خدا کی قسم میری اور اس کی زندگی نے اگر وفا کی تو اس کو اقتدار سے ہٹا کر دم لوں گا۔

بہر حال حجاج نے اس لشکر کو پوری طرح تیار کرنے اور اسے انعام و اکرام سے نوازنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی' اور بہت کچھ پس و پیش کے بعد اس کی امارت و سرداری بھی عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے سپرد کر دی اور اسی کو اس لشکر کا امیر بنا دیا' عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کا چچا اسماعیل بن الاشعث حجاج کے پاس آیا اور کہنے لگا' تم نے عبدالرحمٰن بن الاشعث کو امیر تو بنا دیا ہے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ صراط کا پل عبور کرتے ہی وہ تمہاری اطاعت سے باہر ہو جائے گا' اس پر حجاج نے جواب دیا وہ وہاں پہنچ کر تمہارا نہیں اب میرا دوست ہے اور مجھے اندیشہ ہو گا کہ وہ میرا مخالف ہے یا میرے حکم سے باہر نکل گیا ہے تو کیا میں تسلیم کر لوں گا اور کچھ نہ کہوں گا۔ غرض کہ ابن الاشعث لشکر کو لے کر رتبیل کے علاقہ کی طرف چل کھڑا ہوا' جب رتبیل کو ابن الاشعث کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کو خط لکھا جس میں اس نے گزشتہ سال مسلمانوں کو اس کے ہاتھوں جو زک پہنچا تھا اس کے متعلق بہت کچھ عذر و معذرت کی اور لکھا کہ جو کچھ ہوا اس کو مجبوراً کرنا پڑا تھا' اور مسلمانوں نے ہی اسے جنگ و جدال پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ابن الاشعث سے صلح کرنے اور سالانہ خراج دینے کی بھی پیش کش کی لیکن ابن الاشعث نے اس خط کا رتبیل کو کوئی جواب نہ دیا اور اس کے ملک میں داخل ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا' رتبیل نے بھی اپنا لشکر تیار کیا اور لڑائی کے لیے تیار ہو گیا۔ ابن

Marfat.com

الاشعث جن شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرتا جاتا وہاں اپنا نائب اور جانشین مقرر کرتا جاتا تھا۔ اور تمام اہم مقامات پر علماء ومشائخ کو بھی مقرر کر دیتا تھا' غرض کہ ابن الاشعث نے اس کے ملک اور بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا اور بہت سا مال غنیمت بھی مسلمانوں کو ملا۔ اس کے علاوہ ابن الاشعث نے رتبیل کے بہت سے لوگوں کو بھی قید کرلیا۔ ابن الاشعث نے اپنے لوگوں کو رتبیل کے مفتوحہ شہروں میں غیر محتاط طریقہ سے گھس جانے اور دخیل ہونے سے روکے رکھا اور شہروں کے قیمتی اثاثوں پر اس وقت تک دست درازی سے منع کیا جب تک تمام علاقہ پر مکمل کنٹرول حاصل نہ ہو جائے اور تمام شہروں' قلعوں اور قصبات پر انتظامیہ کا پورا پورا عمل دخل نہ ہو جائے اور اس میں خاصا وقت لگ گیا۔

ابن الاشعث نے حجاج کو تمام واقعات اور فتح کی پوری تفصیل سے آگاہ کیا اور رتبیل اور اس کے فوجیوں کے ساتھ جو کاروائی ہونا تھی اس سے بھی حجاج کو اطلاع دی۔

بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حجاج نے ہمیان بن عدی السدوسی کو کرمان روانہ کیا تاکہ وہاں سے لوگوں کو مسلح کر کے بجستان اور سندھ کے حاکم کی مدد کے لیے روانہ کرے لیکن ہمیان نے اس کے حکم سے سرتابی کی اس پر حجاج نے ابن الاشعث کو ہمیان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا' جس نے اس کو شکست دی اسی دوران عبیداللہ بن ابی بکرہ کا انتقال ہو گیا' تو حجاج نے ابن الاشعث کو ابن ابی بکرہ کی جگہ بجستان کا امیر بھی بنا دیا اور اس کے پاس مزید لشکر بھیجا' جس پر تحفے تحائف کے علاوہ دو لاکھ دینار خرچ ہوئے یہ لشکر جیش الطواویس کے نام سے مشہور ہوا' اسی لشکر نے بعد کو رتبیل پر چڑھائی کی تھی۔

واقدی اور ابو معشر نے لکھا ہے کہ اس سال ابان بن عثمان نے لوگوں کو حج بھی کرایا لیکن دوسروں کا کہنا یہ ہے کہ یہ حج ابان بن عثمان نے نہیں بلکہ سلیمان بن عبدالملک نے کرایا تھا۔ اس سال صائفہ میں ولید بن عبدالملک امیر بنا تھا' مدینہ میں ابان عثمان گورنر تھا اور پورے شرقی علاقہ پر حجاج گورنر تھا' اس طرح کوفہ کی مسند قضا پر ابو بردہ بن ابی موسیٰ اور بصرہ کی مسند قضا پر موسیٰ بن انس بن مالک مامور تھے۔

وہ عمائد جن کا اس سنہ میں انتقال ہوا

عمر بن خطابؓ کے غلام اسلم

ان کا پورا نام زید بن اسلم تھا یہ عین النخر کے قیدیوں میں سے تھے' جب حضرت عمرؓ نے ۱۱ھ میں حج کیا تو ان کو مکہ میں خرید لیا تھا' جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی عمر ایک سو چودہ سال تھی انہوں نے حضرت عمرؓ سے متعدد احادیث روایت کی ہیں' بعض احادیث انہوں نے حضرت عمرؓ کے ہم نشینوں سے بھی روایت کی ہیں' ان کے بہت سے مناقب ہیں۔

جبیر بن نفیر

یہ ابن مالک حضرمی تھے ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل تھا اور کچھ احادیث بھی انہوں نے روایت کی ہیں' یہ اہل شام کے علماء میں تھے اور اپنی عبادت اور علم کے لیے شہرت رکھتے تھے ان کا انتقال شام میں ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوا۔ بعض لوگ اس سے بھی زیادہ عمر کے قائل تھے اور بعض کم کے۔

عبداللہؓ بن جعفر بن ابی طالب

یہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا' یہ بنی ہاشم کے خانوادہ کے آخری فرد تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' جب ان کے باپ ابوجعفر کی جنگ موتہ میں شہادت ہوئی تو نبی ﷺ ان کی ماں کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا میرے بھائی کے بیٹے کو میرے پاس لاؤ' وہ حضورؐ کے پاس لائے گئے تو چوزے کی مانند تھے آپ نے نائی کو بلوایا اور ان کا سر منڈوایا اور پھر دعا فرمائی اے اللہ جعفر کے گھر کو اس کے وارث سے رونق دے اور اس کی زندگی میں برکت عطا کر۔ ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ سے فرمانے لگیں ان کے پاس تو اب کچھ نہیں رہ گیا ہے' اس پر آپ نے فرمایا میں ان کے باپ کی جگہ ہوں' عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر نے سات برس کی عمر میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی جب کہ ایسا کسی اور کے ساتھ نہیں ہوا۔ عبداللہ بن جعفر نہایت سخی اور فیاض تھے وہ لوگوں کو بڑی فراخ دلی سے دینا دلانا رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک شخص کو دو لاکھ درہم دیئے اور ایک شخص کو ساٹھ ہزار درہم عطا کیے اور ایک اور سائل کو چار ہزار درہم دیئے۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص سرکہ لے کر مدینہ آیا جس کا کوئی خریدار نہ ملا' عبداللہ بن جعفر نے اپنے کسی منتظم کو حکم دیا کہ اس شخص کا سرکہ خرید کر لوگوں کو ہدیہ کر دیا جائے۔ یہ بھی منقول ہے کہ جب معاویہ حج کے لیے آئے اور مروان کے گھر مقیم ہوئے تو انہوں نے دربان سے کہا دیکھو اگر تمہیں حسن یا حسین یا ابن جعفر وغیرہ میں سے کوئی دروارہ پر ملے تو ان کو میرے پاس لاؤ' دربان باہر نکلا تو اس نے وہاں ان میں سے کسی کو نہیں پایا اور ان کو آ کر بتایا کہ سب لوگ عبداللہ بن جعفر کے یہاں صبح کے ناشتہ پر موجود ہیں' امیر معاویہؓ نے کہا ہم بھی انہی کی طرح ایک ہیں اور پھر لاٹھی ٹیکتے ہوئے جعفر کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ اور دروازہ پر پہنچ کر اجازت طلب کی اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے۔

عبداللہ بن جعفر نے ان کو احترام کے ساتھ صدر مقام پر بٹھایا امیر معاویہ نے کہا اے ابن جعفر تمہارے ناشتہ و کھانے کا سامان کہاں ہے؟ عبداللہ بن جعفر نے کہا آپ کیا کھانا چاہتے ہیں' جو خواہش ہو وہ منگواؤں' امیر معاویہ نے کہا ہمیں مغز (بھیجا) کھلواؤ' ابن جعفر نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ مغز لایا جائے چنانچہ تین پلیٹیں یکے بعد دیگرے مغز کی لائی گئیں' معاویہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگے تم لوگوں کو اتنی کثرت سے کھلاتے ہوئے تھکتے نہیں ہو؟ جب معاویہ وہاں سے نکلے' تو انہوں نے عبداللہ بن جعفر کے لیے پچاس ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ اب ابن جعفرؓ معاویہؓ کے دوست بن گئے تھے اور وہ ہر سال ان کو ایک لاکھ درہم عطیہ کے طور پر بھیجتے تھے اور ان کی ہر طرح کی ضرورت پوری کرتے تھے۔ جب حضرت امیر معاویہؓ مرنے لگے تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو بھی وصیت کی' چنانچہ جب عبداللہ بن جعفر یزید کے پاس پہنچے تو اس نے دریافت کیا' آپ کو امیر المومنین سالانہ کتنا دیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ایک لاکھ اس پر یزید نے کہا اب آپ کو دو لاکھ سالانہ ملیں گے' عبداللہ بن جعفر نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' یہ دعا نہ اس سے پہلے میں نے کسی کو دی ہے اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا' اس پر یزید نے جواباً کہا' نہ اتنا مجھ سے پہلے کسی کو کسی نے دیا ہے اور نہ آئندہ کوئی کسی کو دے گا۔ کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر کے پاس ایک کنیز تھی جو بہت عمدہ گاتی

Marfat.com

تھی اور جس سے وہ محبت بھی کرتا تھا اس کا نام عمارہ تھا' ایک مرتبہ یزید عبداللہ بن جعفر کے پاس آیا تو وہ کنیز گانا گا رہی تھی' یزید نے جب اس کا گانا سنا تو فریفتہ ہو گیا' لیکن عبداللہ بن جعفر سے اسے مانگنے کی ہمت نہ کر سکا۔ اس کے دل میں اس کنیز کو حاصل کرنے کی خواہش ہمیشہ باقی رہی' حتی کہ جب امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا تو اس نے ایک عراقی باشندہ کو اس کنیز کے حاصل کرنے پر مامور کیا۔ وہ عراقی باشندہ مدینہ پہنچ کر عبداللہ بن جعفر کے پڑوس میں مقیم ہو گیا اور بہت سے قیمتی تحائف عبداللہ بن جعفر کے پاس بھیجنے شروع کیے' حتی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور کنیز کو لے کر یزید کے دربار میں پہنچا۔

کہا جاتا ہے کہ حسن بصریؒ عبداللہ بن جعفر کو گانا سننے' لہو ولعب میں مبتلا ہونے اور کنیزوں کی خرید و فروخت پر بہت برا بھلا کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا عبداللہ بن جعفر کے لیے سماعت غنا کی برائی کافی نہ تھی جو بہت سی برائیوں کی حامل ہے' عبداللہ بن جعفر سے تیرہ احادیث کی روایت بھی منسوب کی جاتی ہے۔ یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہو گا کہ جب حجاج نے بنت جعفر سے نکاح کیا تو وہ اکثر کہا کرتا کہ میں نے یہ نکال آل ابی طالب کو ذلیل کرنے کے لیے کیا ہے اس پر عبدالملک نے اس سے طلاق دلوائی۔

ابوادریس الخولانی

ان کا نام عائذ اللہ بن عبداللہ تھا' ان کے بہت سے مناقب و احوال بیان کیے گے ہیں ان کا قول تھا کہ میلے کچیلے کپڑوں میں پاکیزہ دل صاف ستھرے کپڑوں میں گندے دل سے بہتر ہے' یہ دمشق میں عہدۂ قضا پر بھی مامور رہے' ہم نے ان کی سوانح اپنی کتاب تکمیل میں بیان کی ہے۔

معبد الجہنی القدری

ان کا نام دراصل معبد بن عبداللہ بن علیم تھا' وہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ ''مردار کی کھال اور گوشت سے نفع حاصل نہ کرو''۔ انہوں نے ابن عباس' ابن عمر' معاویہ اور عمران بن حصین وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی تھی' وہ تحکیم کے موقع پر بھی موجود تھے' انہوں نے اس سلسلہ میں ابوموسیٰ س بھی پوچھ گچھ کی تھی اور ان کو اور عمرو بن عاص کو اس کے متعلق کچھ نصیحت بھی کی تھی' اور بہت کچھ ان پر لے دے کی تھی اور اپنی گفتگو کے دوران عمرو بن عاص سے کہا تھا اے جہنہ کے مینڈھے تمہیں نہ ظاہر کا پتہ ہے نہ باطن کا اور نہ تمہیں اس سلسلہ میں نفع پہنچے گا اور نہ نقصان یہی وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے قدر کا مسئلہ چھیڑا تھا اور جس کو اس نے عراق کے ایک نصرانی سے' جسے سوس کہتے تھے' سیکھا تھا۔

مختصر یہ کہ قدر و جبر کا فتنہ معبد ہی کا پیدا کیا ہوا تھا' گو بظاہر معبد متقی و پرہیز گار تھا' جس کی توثیق ابن معین وغیرہ نے بھی کی ہے' لیکن حسن بصریؒ نے کہا تھا کہ لوگو معبد سے بچو کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے اور یہی وہ شخص ہے جس نے ابن الاشعث کے ساتھ خروج کیا تھا' جس پر حجاج نے اس کو سزا دی تھی اور طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا کیا تھا' اور پھر قتل کرا دیا تھا۔ لیکن سعید بن عفیر نے کہا کہ اس کو عبدالملک بن مروان نے ۸۰ھ میں دمشق میں پہلے پھانسی دی اور پھر قتل کرا دیا۔ مگر خلیفہ خیاط کا کہنا ہے کہ وہ ۹۰ھ سے قبل مرا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے قریب الفہم بات یہ ہے کہ اس کو عبدالملک نے ہی قتل کرایا تھا۔ واللہ سبحان وتعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

۸۱ ہجری

اور اس کے حادثات وواقعات

اس سال عبید اللہ بن عبد الملک بن مروان نے تالیقلا شہر فتح کیا اور اس فتح کے ساتھ مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اس سال کا دوسرا واقعہ بکیر بن وشاح کا قتل تھا جس کو بجیر بن ورقاء الصریمی نے قتل کیا تھا۔ بکیر بہادر شخص تھا لیکن ابن وشاح کا انتقام اسی کے ایک ہم قوم صعصعہ بن حرب العوفی الصریمی نے لے لیا' چنانچہ وہ بجیر بن ورقاء مارا گیا جس نے بکیر بن وشاح کو قتل کیا تھا اور یہ اس وقت قتل ہوا جب وہ مہلب کے پاس بیٹھا ہوا تھا' مارنے والے نے اس کو خنجر سے مارا تھا' مہلب نے اس کی جان کنی کی حالت میں اس کے گھر بھجوا دیا تھا اور صعصعہ کو بھی اس کے پاس بھجوا دیا چنانچہ جب بجیر بن ورقاء نے اس پر اچھی طرح قابو پا لیا تو اس نے حکم دیا کہ صعصعہ کا سر میرے پاؤں کے پاس رکھو اور اسکے بعد بجیر بن ورقاء نے اس کو اپنے نیزہ سے مار ڈالا جس کے بعد وہ مر گیا کہا جاتا ہے انس بن طارق نے بجیر سے کہا اس کو معاف کر دو' تم بکیر بن وشاح کو تو پہلے ہی قتل کر چکے ہو' اس نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک یہ زندہ رہے گا' پھر اس کو قتل کر دیا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ بجیر کے مرنے کے بعد اس کو قتل کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

ابن الاشعث کا فتنہ

ابو مخنف کا بیان ہے کہ اس فتنہ کی ابتداء ۸۱ھ میں ہوئی لیکن واقدی کہتا ہے ۸۲ھ میں یہ فتنہ شروع ہوا' لیکن ابن جریر اس کو ۸۱ھ کا فتنہ ہی تسلیم کرتا ہے اور اسی کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اس فتنہ کا سبب یہ تھا کہ حجاج ابن الاشعث سے سخت دشمنی رکھتا تھا' اور وہ بھی اس کی دشمنی کو خوب اچھی طرح جانتا تھا اور حجاج کی طرف سے اس کو اپنے دل میں لیے اس کے اقتدار کے زوال کا خواہش مند تھا' چنانچہ جب حجاج نے اس حبشی کو حکم دیا جس کا ذکر پچھلی سطور میں گزر چکا ہے اور اس کو رتبیل کے ملک میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا' جس کے مطابق ابن الاشعث نے رتبیل کے ملک کا کچھ حصہ لے بھی لیا تھا' لیکن اس کے بعد اس نے اپنی فوج کو آرام کرنے اور آئندہ سال کے لیے تیار رہنے کا حکم دے رکھا تھا۔ اور اس کے متعلق اس نے حجاج کو بھی لکھ دیا تھا' مگر حجاج ابن الاشعث کے پروگرام سے بالکل متفق نہ تھا۔

چنانچہ اس نے ابن الاشعث کی رائے کو ٹھکرا کر اس کی عقل کا ماتم کیا اور اس کو نہایت بزدل اور جنگ سے دل چرانے والا قرار دے کر حکم دیا کہ فوراً عظیم لشکر تیار کر کے رتبیل کے ملک میں داخل ہو جائے اور اس کے بعد پے در پے اس مضمون کے تین خط لکھ کر اپنے ہرکارہ کے حوالہ کیے اور ان سب خطوط میں ابن الاشعث کو غدار اور مرتد اور جولاہے کے بیٹے خفیف القاب سے خطاب کیا اور لکھا کہ میں تم کو بار بار لکھ چکا ہوں کہ فوراً دشمن کے ملک پر چڑھائی کر دو' اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم کو ایسی سزا دوں گا جو تم سے برداشت نہ ہو سکے گی۔ چونکہ حجاج ابن الاشعث سے سخت ناراض تھا اس لیے اس کو احمق' بھکاری اور حاسد کے ناموں سے یاد کرتا

تھا۔اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جس کے باپ نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے کپڑے چھینے اور ان کا قتل کیا اور عبیداللہ بن زیاد کو مسلم بن عقیل کا پتہ بتایا جس نے ان کو قتل کر دیا' اور حد یہ ہے کہ ابن الاشعث اسلام سے پھر مرتد ہو گیا ہے' میں جب اسے دیکھتا ہوں تو اس کے قتل کا ارادہ کر لیتا ہوں' جب حجاج نے ابن الاشعث کو یہ باتیں بار بار اپنے خطوں میں لکھیں تو وہ بھی غضبناک ہو گیا اور اس نے کہا جب حجاج میرے متعلق ایسی باتیں لکھتا ہے تو میرے نزدیک بھی وہ نہ میرے لشکر میں رہنے کے قابل ہے اور نہ میں اسے اپنے خادموں میں لینا پسند کروں گا' کیونکہ وہ طبیعت اور ارادہ کا کمزور ہے' کیا اسے میرا باپ یاد نہیں جس کی بیوی غزالہ نے جو شبیب کی منکوحہ تھی حجاج جیسے بزدل اور کمینہ آدمی کو اور اس کی فوج کو مار بھگایا تھا اور یہ عورت جب کوفہ میں داخل ہوئی تو حجاج اور اس حواری سارے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اس کے بعد ابن الاشعث نے اہل عراق کے تمام سرداروں اور امیروں کو جمع کیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ حجاج کا اصرار ہے کہ تم لوگ دشمن کے ملک میں گھس جاؤ اور یہ وہ ملک ہے جہاں گزشتہ دنوں تمہارے بھائی ہلاک ہو چکے ہیں اور وہ تمہیں اس سرد موسم میں تباہی کے گھڑے میں پھینک دینا چاہتا ہے اب تم اپنا اچھا برا سوچ لو جہاں میرا تعلق ہے میں تو حجاج کی اطاعت کر کے اپنے آپ کو مصیبت میں نہیں ڈالوں گا اور جو کچھ میں نے کل رائے قائم کر لی ہے آج اس کو پس پشت نہیں ڈالوں گا اور پھر اس نے ان سب سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور ان کے متعلق اپنی رائے اور مشورہ کا کھل کا اظہار کیا اور ان کی رائے بھی مفتوحہ علاقوں کے استحکام و اصلاح کے بارہ میں دریافت کی اور کہا کہ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ سردست اپنی طاقت کو بحال کیا جائے اور اچھی طرح تیاری کر کے اپنے اموال و متاع اور متوقع فصل کی آمدنی کو وصول کر کے دشمن پر حملہ کا پروگرام بنایا جائے اور ایک ایک شہر کو فتح کر کے رتبیل کے پورے علاقہ پر قبضہ کیا جائے۔ یہ سننا تھا کہ سب لوگوں نے بیک زبان ابن الاشعث کی رائے کی تائید کی اور حجاج سے بیزاری کا اعلان کیا اور کہا کہ ہم اس دشمن خدا کی کوئی بات نہ سنیں گے اور نہ مانیں گے۔

ابو مخنف کہتا ہے کہ مجھے مطرف بن عامر بن وائلہ عن الکنانی نے بتایا کہ اس کا باپ وہ پہلا شخص تھا جو اس موقع پر بولنے کے لیے کھڑا ہوا' وہ شاعر و خطیب بھی تھا جو کچھ اس نے کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس معاملہ میں حجاج کی اور ہماری مثال اس پہلے شخص کی مانند ہے جس نے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر دو اگر ہلاک ہو گیا تو ہو گیا اور اگر بچ گیا تو تم کو ہی ملے گا۔

اے لوگو! اگر تم اس معاملہ میں کامیاب اور سرخرو ہو گئے تو اس سے حجاج کے اقتدار میں اضافہ ہو گا اور تم ہلاک ہو گئے تو تم مبغوض اور بدترین دشمن ٹھہرو گے اور اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا اے لوگو! اللہ کے دشمن حجاج کی اطاعت سے نکل جاؤ اس موقع پر اس نے عبدالملک کی اطاعت سے نکل جانے کا کوئی ذکر نہیں کیا اور کہا کہ اپنے امیر عبدالرحمٰن ابن الاشعث کے ہاتھ پر بیعت کر لو' میں تم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ حجاج کے حلقہ اطاعت سے نکلنے والا میں پہلا آدمی ہوں گا' اس پر چاروں طرف سے لوگوں نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور کہا ہم بھی خدا کے دشمن کو چھوڑتے ہیں اور اس کے بعد سب لوگ عبدالرحمٰن بن الاشعث پر ٹوٹ پڑے اور حجاج کی بجائے اس کی بیعت کر ڈالی ان لوگوں نے بھی اس موقع پر عبدالملک کو چھوڑنے کا کوئی اعلان نہیں کیا۔

اس کے بعد ابن الاشعث نے اپنا قاصد رتبیل کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس سے صلح کا خواہش مند ہے اور اقرار کرتا

Marfat.com

ہے کہ اگر اس کو حجاج کے مقابلہ میں کامیابی ہوئی تو رتبیل سے بھی کبھی خراج وصول نہیں کیا جائے گا اور پھر ابن الاشعث اپنی فوجوں کے ساتھ حجاج کے مقابلہ کے لیے بجستان سے نکلا تا کہ جنگ کر کے حجاج سے عراق بھی چین لیا جائے' جب یہ لوگ عراقی راستہ کے وسط میں پہنچے تو ان لوگوں نے آپس میں کہا' جب ہم نے حجاج کو چھوڑا ہے تو یہ ایک طرح سے عبدالملک بن مروان کو بھی چھوڑ دینا ہے' چنانچہ سب سرداروں نے بالاتفاق اپنے لشکر کے دونوں کو چھوڑ دیا اور ابن الاشعث کے لیے سب نے بیعت کی تجدید کر لی' اور سب نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کے اختیار کرنے اور بے دین ائمہ اور ملحدین کے ساتھ جہاد کرنے پر بیعت کی' جب حجاج کو اس کا علم ہوا کہ ابن الاشعث اور اس کی فوجوں نے اس کو اور عبدالملک کو چھوڑ کر بغاوت کی راہ اختیار کر لی ہے تو اس نے عبدالملک بن مروان کو تمام حالات سے مطلع کیا اور جلد اس سے فوجیں بھیجنے کی درخواست کی' چنانچہ حجاج بصرہ پہنچ گیا اور اس کی اطلاع جب مہلب کو ہوئی اور ابن الاشعث کے اقدام کا بھی اس کو علم ہوا تو اس نے ابن الاشغث کو بلانے کا خط لکھا اور حجاج کو بھی ایک قاصد کے ذریعہ خط بھیجا' مہلب نے ابن الاشعث کو لکھا اے ابن الاشعث تو نے اپنا پاؤں لمبی رکاب میں پھنسا دیا ہے' امت محمدیہ کے دائرہ میں رہ اور اپنی ذات کا خیال کر' خود کو ہلاک نہ کر اور مسلمانوں کا خون بہانے سے باز رہ اور جماعت میں تفرقہ نہ ڈال اور بیعت کو نہ توڑ' اگر تو یہ کہتا ہے کہ تجھے لوگوں سے اپنے متعلق خوف ہے تو اللہ زیادہ اس کا حق دار ہے کہ تو اس سے خوف کرے' تو خون ریز کرا کر خدا کے لیے اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈال اور حرام کو حلال کرنے کی فکر میں نہ پڑو' السلام علیک' اس نے دوسرا خط جو حجاج کو لکھا اس کا مضمون یہ تھا:

''امابعد! اہل عراق تیری طرف اس طرح بڑھ کر آئے ہیں جس طرح بلندی سے سیلاب کا پانی نشیب کی طرف بہہ کر آتا ہے' کوئی چیز اس کو روک نہیں سکتی اور وہ اپنی جگہ پہنچ کر ہی ٹھہرتا ہے' اہل عراق شروع میں بڑا زور و شور دکھاتے ہیں' لیکن یہ اپنے بچوں اور بیویوں کے عاشق ہیں ان کو کوئی چیز اپنے بیوی بچوں تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی' یہ ان کو چھوڑ کر کہیں اور کسی حالت میں خوش نہیں رہ سکتے' آپ وہیں رہیں اللہ آپ کا حامی و مددگار ہو''۔

جب حجاج نے مہلب کا خط پڑھا تو کہا اللہ جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا' مجھے تو اس خط کے مضمون میں تامل ہے البتہ ابن عم کے لیے اس میں نصیحت ہے' اور جب حجاج کا قاصد یہ خط لے کر عبدالملک کے پاس پہنچا تو وہ سخت ہراساں ہو گیا اور اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور خالد بن یزید بن معاویہ کو بلا بھیجا اور اس کو حجاج کا خط پڑھوایا۔ اس نے خط پڑھ کر کہا' اے امیر المومنین اگر یہ واقعہ خراسان کی جانب سے ہوتا تو ڈرنے کی بات ہے اور اگر بجستان کی طرف سے ہے تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں اس کے بعد عبدالملک نے شام سے عراق کے لیے لشکر بھیجنے کی تیاری شروع کر دی تا کہ حجاج کی بھرپور مدد ہو سکے اور وہ ابن الاشعث کے مقابلہ کے لیے نکل سکے' اور اس نے مہلب کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا جس کا اشارہ اس نے حجاج کے خط میں کیا تھا' حالانکہ اس کے مشورہ میں نصیحت اور صدق و صفا کو دخل تھا اسی دوران حجاج نے عبدالملک کو ابن الاشعث کے متعلق برابر باخبر اور مطلع رکھا۔ اور صبح و شام کی خبریں اس کو پہنچاتا رہا کہ ابن الاشعث کہاں ہے' کس حال میں ہے اور کدھر کوچ کا ارادہ رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس مقصد کے لیے حجاج نے اپنے خاص آدمیوں کو ابن الاشعث کی نقل و حرکت کی خبر رکھنے کے لیے چاروں طرف متعین کر رکھا تھا' چنانچہ اسے معلوم ہوا کہ ابن الاشعث تینتیس ہزار فوج اور بیس ہزار پیادہ فوج لے کر چل پڑا ہے' حجاج بھی شامی فوجیں لے

کرابن الاشعث کی جانب چلا اور تستر میں پڑاؤ کیا اس نے اپنے لشکر کے مقدمہ کا امیر بنا کر مطہر بن حی الکعبی کو آگے روانہ کیا اور خود اس کے ساتھ عبداللہ بن زمیت اپنے لشکر کے ہمراہ موجود رہا' جب اس کا لشکر دجیل پہنچا تو ابن الاشعث کے مقدمۃ الجیش کی مڈبھیڑ عبداللہ بن ابان الحارثی کی قیادت میں حجاج کے لشکر سے ہوگئی عبداللہ بن ابان کے مقدمۃ الجیش میں تین سو سوار شامل تھے بہرحال دونوں طرف کی فوجیں یوم الاضحیٰ میں ایک دوسرے کے خلاف معرکہ آراء ہوئیں اور نتیجتاً حجاج کے مقدمۃ الجیش کو شکست ہوئی اور ابن الاشعث کے لوگوں نے مقدمہ کے تقریباً پندرہ سو آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور لشکر کا بہت سا مال واسباب اور گھوڑے وکپڑے وغیرہ ان کے ہاتھ لگے' حجاج کو جب اپنے آدمیوں کی شکست اور مال ومتاع کے لٹنے کی خبر ملی تو اس نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا اے لوگو! بصرہ واپس چلے جاؤ وہاں تم کو آرام ملے گا' لوگ یہ سن کر واپس لوٹے لیکن ابن الاشعث کے لوگوں نے ان کا پیچھا کر کے ان کو بھی مار ڈالا' یہ سن کر حجاج بھی اپنی جان بچا کر بھاگا اور اپنے ٹھکانہ پر پہنچ کر کہنے لگا خدا مہلب کو نیکی دے' جو تجربہ کار حربی اور صائب الرائے ہے اس نے ہم کو اشارۃً کچھ صحیح مشورہ دیا تھا' لیکن ہم نے اس کی بات نہ مانی' اس موقع پر حجاج نے اپنے لشکر کو بہت کچھ انعام واکرام دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی اور ایک لاکھ پچاس ہزار درہم لوگوں میں تقسیم کیے' اور ساتھ ہی اپنے لشکر کے گرد ایک خندق بھی کھدوائی' اہل عراق بھی واپس آ گئے اور بصرہ میں داخل ہو گئے' اور اپنے بال بچوں میں آ کر مشغول ہو گئے' اسی دوران ابن الاشعث بھی بصرہ میں داخل ہو گیا اور یہاں پہنچ کر اس نے لوگوں کو مخاطب کیا اور لوگوں نے اس کے ہاتھ پر عبدالملک اور اس کے نائب حجاج بن یوسف سے علیحدگی پر بیعت کی' ابن الاشعث نے لوگوں سے کہا کہ حجاج تو کسی شمار قطار ہی میں نہیں ہے آؤ چلو ہم عبدالملک سے جنگ کرتے چلتے ہیں' اس کی اس پکار پر بصرہ کے تمام فقہاء علماء ومشائخ اور بوڑھے جوان سب تیار ہو گئے۔ اس کے بعد ابن الاشعث نے بصرہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا جس پر عمل درآمد ہوا' اور یہ سب کچھ ۸۱ھ کے ذی الحجہ کے آخر میں ہوا۔ اس سال اسحاق بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا اور اسی سال موسیٰ بن نصیر بلاد مغرب کے امیر نے اندلس کے تمام شہروں کو فتح کیا' رقاق کی اراضی کو آباد کیا اور بلاد مغرب میں اندر تک گھستا چلا گیا۔ واللہ اعلم۔

اسی سال جبیر بن ورقاء الصریمی کا انتقال ہوا جو خراسان کے اشراف واعیان میں شمار ہوتا تھا اور ان قائدین اور امراء کا انتقال بھی ہو گیا جنہوں نے ابن حازم سے جنگ کر کے اس کو قتل کر دیا تھا اور اسی سال بکیر بن وشاح بھی قتل ہوا۔

سوید بن غفلہ بن عوسجہ

یہ امیہ الجعفی کوفی ہیں جنگ یرموک میں داد شجاعت دے چکے ہیں' صحابہ کی ایک جماعت سے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ کبار مخضرمین میں شمار ہوتے ہیں' کہا جاتا ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے' یہ اسی سن میں پیدا ہوئے جس میں رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ نماز بھی پڑھی' لیکن صحیح بات تو یہ ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا کہا جاتا ہے کہ یہ حضورؐ کی پیدائش کے دو سال بعد پیدا ہوا' ان کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی مگر کسی نے ان کو کمر جھکائے ہوئے اور کسی چیز کا سہارا لیتے ہوئے نہیں دیکھا۔

کہا جاتا ہے ان کا انتقال ۸۱ھ میں ہوا اور بعض لوگ کہتے ہیں ۸۲ھ میں ہوا واللہ اعلم۔

Marfat.com

عبداللہ بن شداد ابن الہاد

یہ عابد و زاہد شخص تھے اور عالموں میں شمار ہوتے تھے ان کی وصیتیں اور عمدہ نصیحت آمیز کلمات مشہور ہیں، بعض صحابہؓ سے احادیث بھی روایت کی ہیں اور تابعین سے بھی۔

محمد بن علی بن ابی طالب

یہ ابوالقاسم اور ابوعبداللہ بھی کہلاتے تھے اور کنیت کے اعتبار سے ابن الحنیفہ کہے جاتے تھے ان کی والدہ کا نام خولہ تھا، جن کا تعلق قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا، محمد بن علی حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے، یہ معاویہ اور عبدالملک بن مروان کے پاس بھی گئے، یہی مروان کو یوم جمل میں زمین پر پٹک کر اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے تھے اور اس کے قتل کا ارادہ کر چکے تھے کہ مروان نے خدا کی دہائی دی اور بہت عاجزی کی تو انہوں نے اس کو چھوڑا، لیکن یہ جب عبدالملک بن مروان کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے ان کو یہ واقعہ یاد دلایا، اس پر انہوں نے کہا یا امیر المومنین مجھے معاف کر دیجیے اس نے معاف کر دیا، اور ان کو بہت کچھ دیا۔ محمد بن علی سادات قریش سے تھے اور مشہور بہادروں میں شمار ہوتے تھے اور بہت طاقتور اور شہ زور سمجھے جاتے تھے۔ جب ابن الزبیر کی بیعت ہوئی تو انہوں نے بیعت نہیں کی اور دونوں میں بڑا جھگڑا بڑھ گیا حتیٰ کہ ابن الزبیر ان کے اور ان کے خاندان کے پیچھے پڑ گئے لیکن جب ابن الزبیر قتل ہو گئے اور عبدالملک کو استقرار حاصل ہو گیا اور اس کی ابن عمرؓ نے بیعت بھی کر لی تو ان کی تقلید میں انہوں نے بھی عبدالملک کی بیعت کر لی اور مدینہ آ گئے اور اسی سال مدینہ میں انتقال کر گئے کہا جاتا ہے کہ ۸۱ھ کے اول میں یا اس کے آخر میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے، لیکن روافض کا خیال ہے کہ یہ جبل رضوی میں مدفون ہیں اور وہ رزق میں زندہ ہیں، یہ لوگ ان کے خروج کے منتظر بھی ہیں، اس سلسلہ میں بہت سے اشعار کہے گئے ہیں، مثلاً مندرجہ ذیل اشعار:

الا ان الائمة من قریش ولاة الحق اربعة سواء

''آگاہ رہو قریش کے چاروں امام حق وصداقت کے یکساں داعی وحمایتی ہیں''

علی والثلاثة من بنیه هم الاسباط لیس بهم خفاء

''ایک علی ہیں اور تین ان کے بیٹے ہیں یہ سب ان کی اولاد ہیں جس میں کوئی شبہ نہیں''

نسبط سبط ایمان وبر وسبط غیبته کربلا

''ایک اولاد ایمان ونیکی کا پتلا تھی اور دوسری اولاد کو کربلا کا میدان نگل گیا''

وسبط لا تزال العین حتی یعرو الخیل یقدمها لداء

''تیسری اولاد کا آنکھیں انتظار کر رہی ہیں کہ کب وہ گھوڑ سواروں کے آگے جھنڈا لہرا کر آتا ہے''

جب ابن زبیر نے ابن حنفیہ کے پیچھے پڑنے کی ٹھان لی تو ابن حنفیہ نے کوفہ میں اپنے جتھے داروں کو خط لکھ کر مطلع کیا کہ ان میں ابی طفیل واثلہ بن الاسقع اور کوفہ کے المختار بن عبداللہ شامل تھے، ابن زبیر نے ان لوگوں کے دروازوں پر لکڑیاں جمع کرا دیں

Marfat.com

تاکہ ان کے گھروں میں آگ لگوائی جائے' جب ابن حنفیہ کا خط مختار کے پاس پہنچا' چونکہ مختار ابن حنفیہ کو بہت مانتا تھا اور ان کو مہدی کہتا تھا اس لیے مختار نے ابوعبداللہ الجدلی کو چار ہزار درہم بنی ہاشم کو ابن زبیر کے مظالم سے بچانے کے لیے دیئے ان کے ساتھ ابن عباس بھی نکلے مگر ان کا طائف میں انتقال ہوگیا' اب ابن حنفیہ ہی اپنے گروہ میں اکیلے رہ گئے تھے جن کو ابن زبیر نے حکم دیا کہ وہ وہاں سے نکل جائیں' چنانچہ ابن حنفیہ مجبور ہوکر اپنے لوگوں کے ساتھ لے کر جن کی تعداد سات ہزار تھی شام چلے گئے اور جب وہ ایلہ پہنچ گئے تو ان کو عبدالملک نے ایک خط لکھ کر تنبیہ کی کہ یا تو میری بیعت کرو ورنہ میرے ملک سے نکل جاؤ اس پر ابن حنفیہ نے جواباً لکھا' میں اس شرط پر تمہاری بیعت کرنے کو تیار ہوں کہ تم میرے ساتھیوں کو پناہ دو گے' عبدالملک نے جب اس کا جواب اثبات میں دیا تو ابن حنفیہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حمد وثنا کے بعد اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارا خون بچالیا اور تمہارے دین کی حفاظت کی پس جو کوئی تم میں سے چاہتا ہے کہ وہ اپنے محفوظ ٹھکانے پر پہنچ جائے اور اپنے شہر کو واپس چلا جائے تو وہ شوق سے ایسا کرسکتا ہے۔

چنانچہ بہت سے لوگ رخصت ہوکر اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور صرف سات سو آدمی ابن حنفیہ کے ساتھ باقی رہ گئے' چنانچہ ابن حنفیہ نے عمرہ کا احرام باندھا اور ہدی کی گردن میں قلاوہ ڈالا اور مکہ کو چل پڑے۔ جب انہوں نے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ابن زبیر نے اپنے گھوڑ سواروں کو ان کے پاس بھیجا اور ان کو مکہ میں داخلہ سے روک دیا۔ اس کے جواب میں ابن حنفیہ نے ابن زبیر کو خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ ہم لڑنے کو نہیں آئے ہیں' ہم سے تعرض نہ کرو اور ہمیں مناسک عمرہ ادا کرنے دو' پھر ہم خود نکل جائیں گے' جس کا ابن زبیر نے انکار کیا' جب کہ ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے' بہرحال ابن حنفیہ مدینہ واپس ہوگئے اور وہاں ایام حج تک بحالت احرام مقیم رہے اس درمیان میں ابن زبیر قتل ہوگئے اور جب حجاج عراق چلا گیا تو ابن حنفیہ مکہ کی طرف چل کھڑے ہوگئے اور مناسک حج ادا کئے اور ان کو اس کا موقع کئی سال کے بعد ملا تھا' کہا جاتا ہے کہ اس عرصہ میں جوئیں ان کے جسم سے جھڑ جھڑ کر گرتی رہیں اور جب وہ مناسک سے فارغ ہوئے تو مدینہ واپس آگئے اور وہیں مقیم رہے حتی کہ وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔

کہا جاتا ہے جب حجاج نے ابن زبیر کو قتل کردیا تو اس نے ابن حنفیہ کو لکھا' خدا کا دشمن قتل ہوگیا ہے اب تم بھی بیعت کرلو۔ اس کے جواب میں ابن حنفیہ نے حجاج کو لکھا کہ جب سب بیعت کرلیں گے تو میں بھی بیعت کرلوں گا' اس پر حجاج نے کہا قسم ہے خدا کی میں تمہیں قتل کردوں گا اس پر حنفیہ نے کہا اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ مرتبہ لوح محفوظ پر نظر ڈالتا ہے اور اس کی ہر نظر میں تین سو ساٹھ معاملات درپیش ہوتے ہیں' شاید ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مرحلہ میں مجھ کو بھی رکھ لے اور اسی میں تجھ کو لپیٹ لے یہ بات حجاج نے عبدالملک کو لکھ کر بھیجی اس کو یہ بات تعجب انگیز معلوم ہوئی اور اس نے حجاج کو لکھ کر بھیجا کہ ہمیں معلوم ہے کہ محمد بن حنفیہ کو ہم سے کوئی اختلاف نہیں ہے' تم اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو' وہ کسی وقت خود چلا آئے گا اور بیعت کرلے گا' لیکن جب عبدالملک نے بحر بن حنفیہ کے مذکورہ بالا جملے لکھ کر ملک الروم کو اپنے عظیم لشکر سے دھمکانا چاہا' تو خط پڑھ کر اس نے کہا عبدالملک ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا' ایسی عبارت تو خاندان نبوت کے کسی فرد سے ہی متوقع ہوسکتی ہے۔ بہرحال جب سب لوگ اجتماعی طور پر عبدالملک سے بیعت

کرنے لگے تو ابن عمر نے محمد بن حنفیہ سے کہا' اب کیا باقی رہ گیا ہے تم بیعت کرلو' چنانچہ انہوں نے بیعت کرلی' اور عبدالملک کو لکھ بھیجا اور اس کے بعد وہ عبدالملک سے ملنے بھی گئے۔

محمد بن حنفیہ کا محرم کے مہینہ میں مدینہ میں انتقال ہوگیا' اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی' انہوں نے اپنی اولاد میں مختلف بیویوں سے عبداللہ' حمزہ' علی' جعفر اکبر' حسن' ابراہیم' قاسم' عبدالرحمٰن' جعفر الاصغر' عون اور رقیہ کو چھوڑا۔ اہل تشیع میں سے کچھ لوگ جوان کی امامت کے قائل ہیں' آخری زمانہ میں ان کے دوبارہ خروج وظہور کے قائل ہیں' جب کہ بعض دوسرے شیعہ حضرات امام حسن بن محمد العسکری کی سامرا کی سرنگ سے نکلنے کے منتظر ہیں' اور یہ سب کچھ ان کا ہذیان' خرفات' جہالت ونادانی اور گمراہی ہے۔ اس کی مزید وضاحت ہم کسی مناسب موقع پر کریں گے۔ انشاءاللہ۔

۸۲ھ کا آغاز

اور دیر الجماجم کا واقعہ

۸۲ھ کے محرم میں زاویہ کا واقعہ حجاج اور ابن الاشعث کے مابین پیش آیا پہلے دن اہل عراق' اہل شام پر حاوی رہے لیکن دوسرے دن مقابلہ دگرگوں تھا اس دن سفیان بن الابرد نے جو شام کا ایک امیر تھا ابن الاشعث کے میمنہ پر زبردست حملہ کر کے شکست دے دی اور ابن الاشعث کے بہت سے لوگوں کو جن میں قراء بھی شامل تھے' مار ڈالا' حجاج اس فتح پر سجدہ ریز ہوگیا جب کہ اس سے قبل وہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا تھا' اس وقت اس کی تلوار سے خون بہہ رہا تھا اور وہ مصعب بن زبیر پر یہ کہتے ہوئے گویا ترس کھا رہا تھا کہ میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں اس لیے اپنے نفس کو ان کے قتل سے روکے رکھا' ابن الاشعث کے جو لوگ اس معرکہ میں مارے گئے تھے' ان میں ابوالطفیل بن عامر بن واثلہ اللیثی بھی شامل تھے' اور جب ابن الاشعث کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تو وہ اپنے بچے کھچے لوگوں کے ساتھ واپس آ گیا اور کوفہ میں داخل ہوگیا' اہل بصرہ کے لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عباش بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب پر بھرپور اعتماد کیا اور اس سے انہوں نے بیعت کرلی' اس پر حجاج کی اس سے پانچ راتیں سخت ترین جنگ ہوئی اور پھر عبدالرحمٰن بن عباش وہاں سے واپس آ گیا اور ابن الاشعث سے آملا' یہاں اس کے ساتھ بہت سے اہل بصرہ بھی شامل ہوگئے' بصرہ پر حجاج نے اپنا نائب ایوب بن الحکم بن ابی عقیل کو مقرر کر دیا تھا ادھر ابن الاشعث کوفہ میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگ اس کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے عبدالملک اور حجاج سے بیزاری کا اظہار کر کے دونوں سے یکسر علیحدگی کا اعلان کر دیا' جس کے نتیجہ میں حالات کا رخ عبدالملک اور حجاج سے تبدیل ہو کر ابن الاشعث کی طرف پھر گیا' غرض کہ بصرہ کے حالات نے بالکل نیا رخ اختیار کرلیا۔

چنانچہ واقدی کا بیان ہے کہ جب حجاج اور ابن الاشعث کی فوجیں زاویہ میں بالمقابل کھڑی ہوئیں تو حجاج نے پے در پے حملے شروع کر دیئے' تو اس پر قراء بھی خاموش نہ رہے' چنانچہ ان کا سردار جبلہ بن زجر نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اس مقام

سے فرار سب سے بڑی برائی ہے تم استقامت واستقلال سے اپنے دین کا دفاع کرو اور اپنی دنیا بھی بچاؤ' سعید بن جبیر نے بھی اسی قسم کے الفاظ کہے' اور شعبی نے بھی کہا ان سے ان کے ظلم کے خلاف لڑنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور اس کے لیے ان سے جنگ کرو کہ یہ تمہیں کمزور اور ضعیف سمجھتے ہیں اور انہوں نے نمازوں کو بھی خیر باد کہہ دیا ہے ان تقریروں کے بعد قراء اور علماء نے حجاج کی فوجوں پر حملہ کر دیا' اور اس میں انہیں غلبہ بھی حاصل ہوا۔ لیکن جب وہ میدان سے واپس آ رہے تھے تو انہوں نے مقدمۃ الجیش کے سردار جبلہ بن زجر کو مرا ہوا پایا' جس سے وہ خوف زدہ ہو گئے۔ اسی دوران حجاج کے لشکر نے بآواز بلند کہا: او خدا کے دشمنو! ہم نے تمہارے شیطان کو مار دیا ہے اور پھر حجاج کے لشکر کے میمنہ کے سردار سفیان بن الابرد نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا اور ابن الاشعث کے میسرہ کو اس نے خاص طور پر نشانہ بنایا جو ابرد بن برۃ التمیمی کے ماتحت تھا چنانچہ ابن الاشعث کی فوج شکست کھا گئی' اور پھر وہ اس مقام پر جم کر نہیں لڑ سکے' جس کو لوگوں نے بہت محسوس کیا' حالانکہ ابن الاشعث کا میسرہ کا سردار اور زبردست بہادر شخص تھا اور میدان سے بھاگنا نہیں جانتا تھا' لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ ناکام ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور وہ ایک دوسرے کو مطعون کرنے لگے' ابن الاشعث لوگوں کو اگرچہ جنگ پر برانگیختہ کر رہا تھا مگر کوئی سننے پر آمادہ نہ تھا اور لوگ کوفہ واپس چلے گئے۔

اس کے دیر الجماجم کا واقعہ اس سال کے ماہ شعبان میں پیش آتا ہے۔

واقعہ دیر الجماجم

واقدی لکھتا ہے جب ابن الاشعث نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو کوفہ کے باشندے اس کے استقبال کے لیے امڈ پڑے اور اس کے سامنے آ کر سب جمع ہو گئے۔ البتہ تھوڑے سے لوگوں نے اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا لیکن حجاج کے نائب مطر بن ناجیہ نے ان لوگوں کو ایسا کرنے سے باز رکھا۔ بہر حال جب ابن الاشعث کوفہ پہنچ گیا تو اس نے سیڑھیوں کا حکم دیا جو قصر امارت پر لگا دی گئیں اس نے مطرف بن ناجیہ کو نیچے آنے کو کہا اور اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو مطر بن ناجیہ نے کہا مجھے نہ مارو میں تمہارے بہت سے سواروں سے بہتر ہوں اس پر اس نے اس کو قید کر دیا لیکن اس کی منت سماجت پر اس کو رہا کر دیا' مطر بن ناجیہ نے اس کی بیعت کر لی اور کوفہ کے معاملات میں مدد کا وعدہ کیا' اور اہل بصرہ میں سے جوئی کوئی آیا اس کو اس نے ابن الاشعث سے ملاقات کرا دی' جو لوگ اس موقعہ پر ابن الاشعث سے ملنے آئے ان میں عبدالرحمٰن بن العباس بن ربیعہ بن عبدالمطلب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں' ہر طرف ناکہ بندی کر دی گئی' اور پلوں' شاہراہوں اور چوراہوں کی حفاظت کا بندوبست کیا گیا' پھر حجاج اہل شام کو بصرہ سے لے کر روانہ ہوئے اور جب وہ قادسیہ اور عذیب کے درمیان پہنچا تو ابن الاشعث نے رحمٰن بن العباس سے گھوڑ سواروں کے ایک بڑے دستہ کے ساتھ پیغام بھیجا کہ قادسیہ میں داخل نہ ہوں حجاج بہر حال چلتا رہا اور دیر قرہ میں داخل ہو گیا' یہ سن کر ابن الاشعث اہل بصرہ اور کوفیوں کی ایک بڑی فوج لے کر دیر الجماجم پہنچ گیا۔

اس وقت اس کی فوج میں قراء کے علاوہ صالحین وعلماء کی بھی ایک بڑی تعداد شامل تھی' حجاج نے اس جم غفیر کو دیکھ کر کہا' خدا

Marfat.com

ابن الاشعث کو ہلاک کرے اس نے پرندوں کو منع نہیں کیا جب اس نے مجھے دیر قرہ میں آتے ہوئے دیکھا اور وہ دیر الجماجم میں تھا ابن الاشعث کی فوجوں کی تعداد اس وقت ایک لاکھ تو ان لوگوں کی تھی جو بخششوں سے نوازے جاتے تھے اور اسی تعداد میں ان کے غلام بھی تھے' بہر حال دونوں طرف سخت کشیدگی تھی' چنانچہ دونوں نے اپنے اپنے لیے خندقیں کھود لیں تھیں' مگر پھر بھی لوگ جب اور جیسے ہی موقع ملتا ایک دوسرے پر حملے کر لیتے تھے' جس سے کافی لوگوں کو' جن میں قرشی اور غیر قرشی سب ہی شامل تھے' بڑا نقصان پہنچا' اور یہ کیفیت دونوں طرف فوجوں کے ہاتھوں ایک مدت تک باقی رہی' جس سے تنگ آ کر اہل الرائے امراء عبدالملک کے پاس پہنچے اور انہوں نے اس سے کہا اگر اہل عراق آپ سے اس امر پر متفق ہوں کہ ان کے امیر حجاج کو آپ معزول کر دیں اور حجاج کی معزولی لوگوں کا خون بہانے اور قتل و غارت گری کے مقابلہ میں ہزار درجہ بہتر ہے عبدالملک بن مروان نے اس وقت صلاح مشورہ کے لیے اپنے پاس اپنے بھائی محمد بن مروان کو اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو بھی طلب کر لیا تھا' اور ان دونوں کے ساتھ بھی کثیر فوجیں تھیں' چنانچہ عبدالملک نے ان دونوں کو ایک خط دے کر اہل عراق کے پاس بھیجا' جس میں تحریر تھا کہ اہل عراق اگر تم راضی ہو تو میں حجاج کو تمہاری خاطر معزول کرنے کو تیار ہوں اور اہل شام کی طرح تم کو بھی عطایا دینے کو تیار ہوں اور یہ بھی اختیار دیتا ہوں کہ ابن الاشعث جس جگہ وہ پسند کرے اس کو وہاں کا امیر و گورنر بنا دیا جائے اور جب تک اس کی اور میری زندگی ہے وہ امارت پر متمکن رہ سکتا ہے۔ اور عراق میں محمد بن مروان کو گورنر بنا دیا جائے گا اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا کہ اگر اہل عراق کو یہ پسند نہ ہو تو حجاج اپنی جگہ رہے گا اور امارت حرب بھی اسی کے پاس رہے گی اور محمد بن مروان اور عبداللہ بن عبدالملک اسی کے ماتحت رہیں گے اور جنگ و جدال کی صورت میں بھی اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکیں گے وغیرہ وغیرہ۔

جب حجاج کو یہ معلوم ہوا کہ عبدالملک بن مروان نے اہل عراق کو یہ پیش کش کی ہے اور اس کو معزول کرنے پر بھی آمادگی ظاہر کی ہے تو اس کو سخت ناگوار ہوا اور اس چیز کو بے حد اہمیت دی اور عبدالملک کو لکھا اے امیر المومنین اگر آپ نے اہل عراق کو میری معزولی کا اختیار بھی دے دیا تو وہ اسی پر بس نہیں کریں گے اور آپ کی مخالفت میں بڑھتے ہی چلے جائیں گے اور آپ پر بھی چڑھ دوڑیں گے' کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اہل عراق اشتر نخعی کے ساتھ عثمان بن عفان پر حملہ کرنے دار الخلافہ پہنچ گئے تھے اور جب انہوں نے سوال کیا کہ تم کیا چاہتے ہو تو ان کا جواب سعید بن العاص کی معزولی تھی اور جب ان کا یہ مطالبہ پورا ہو گیا تو وہ اس پر بھی قانع نہ ہوئے اور خلیفہ کی طرف چل پڑے اور ان کو قتل کر کے دم لیا' یاد رکھئے لوہا لوہے کو کاٹتا ہے اللہ آپ کی' جس شک و شبہ میں پڑ گئے ہیں' مدد کرے' والسلام علیک۔

بہر حال عبدالملک نے حجاج کے اجتماع کو در خود اعتنا نہ سمجھا اور اہل عراق کو اپنی پیش کش ان شرائط کے ساتھ برقرار رکھی' چنانچہ عبداللہ اور محمد اپنے مشن پر روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر عبداللہ نے کہا اے اہل عراق! میں عبداللہ ابن امیر المومنین عبدالملک بن مروان ہوں' اس نے تم کو یہ پیش کش کی ہے اور یہ خبر لے کر آیا ہوں اور جو کچھ اس کے باپ عبدالملک نے لکھا تھا' اس کا ذکر کیا' اس کے بعد محمد بن مروان نے کہا میں عبدالملک امیر المومنین کا بھائی ہوں اور تمہارے پاس یہ خبر اور اطلاع لے کر آیا ہوں' اس کے بعد اہل عراق نے کہا کل صبح ہم اس پر غور کریں گے اور کل شام تک اس کا جواب دے دیں گے' اس کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے۔

Marfat.com

اور تمام امراء ابن الاشعث کے پاس جمع ہوئے تو ابن الاشعث نے کھڑے ہو کر کہا کہ حجاج کی معزولی قبول کرتے ہوئے عبدالملک کی بیعت اور عطایا قبول کرلو' اور عراق پر محمد بن مروان کی امارت بھی حجاج کی جگہ قبول کر لینی چاہیے' اس پر ہر طرف سے انکار ونفرت کا اظہار ہوا اور انہوں نے یک زبان ہو کر کہا نہیں خدا کی قسم ہمیں یہ منظور نہیں' ہم تعداد میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں اور ان کا حال پتلا ہے اور وہ ہمارے سامنے عاجز ومغلوب ہیں' قسم ہے خدا کی ہم قیامت تک یہ پیش کش قبول نہ کریں گے اور بالاتفاق سب نے اس کو مسترد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو عبداللہ اور محمد دونوں نے حجاج سے کہا اب معاملہ آپ پر منحصر ہے جو چاہیں کریں' ہم آپ کی اطاعت کریں گے جیسا کہ امیر المومنین کا حکم ہے اور عبدالملک نے بھی حرب وجنگ کے تمام اختیارات حسب سابق حجاج کے سپرد کر دیئے ہیں اور اب ہر دو فریق جنگ کے لیے نکل کھڑے ہوئے' چنانچہ حجاج نے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیمان کو' میسرہ پر عمارہ بن تمیم اللخمی کو' سوار دستہ پر سفیان بن الابرد کو اور پیادوں پر عبدالرحمٰن بن حبیب الحکمی کو مقرر کیا اور اسی طرح حجاج کے مخالف ابن الاشعث نے میمنہ پر الحجاج بن حارثہ الخثیم کو' میسرہ پر الابرد بن مرہ التمیمی کو اور گھوڑ سواروں پر عبدالرحمٰن بن عباش بن ابی ربیعہ کو اور پیدل دستوں پر محمد بن سعد بن ابی وقاص الزہری کو تعینات کیا اور قاریوں کی جماعت پر جبلہ بن رخیر بن قیس الجعفی کو مقرر کیا گیا' اس جماعت میں سعید بن جبیر' عامر الشعبی' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور کمیل بن زیاد جو بڑھاپے کے باوجود بڑے شجاع اور بہادر تھے' نیز ابوالبختری الطائی وغیرہ جیسے لوگ شامل تھے۔

علاوہ بریں اہل عراق سامان خورد ونوش اور رسد کے اعتبار سے بھی' نیز گھوڑوں وغیرہ کے لیے چارے وغیرہ کے اعتبار سے بھی مطمئن ومسرور تھے' جب کہ حجاج اور اہل شام مذکورہ بالا اعتبارات سے کچھ اچھی حالت میں نہ تھے۔ ان تمام کیفیات کے باوجود لڑائی نے بہت طول کھینچا اور ۸۲ھ کا پورا سال اسی کی نذر ہو گیا اور اہل عراق اور اہل کوفہ روزانہ ایک دوسرے کو جانی ومالی نقصان پہنچاتے رہے' حتیٰ کہ حجاج کی فوج میں سے زیاد بن عمر اور بسطام بن مصقلہ چار ہزار لشکریوں کے ساتھ اس معرکہ میں ایک روز باہر نکل کر ابن الاشعث کے لوگوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کو بے حد نقصان پہنچانے کے ساتھ خود بھی کچھ کم نقصان میں نہیں رہے' اسی سال مہلب بن ابی صغرہ کا انتقال بھی ہوا جو عام الفتح میں پیدا ہوئے' اور جب ان کی قوم مرتد ہوئی تھی تو ان کی سرکوبی کے لیے عکرمہ بن ابی جہل کو بھیجا گیا تھا' مہلب جب بصرہ میں آئے تو معاویہ کے زمانہ میں سندھ کی سرزمین میں بھی یہ ۴۴ھ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھا چکے تھے یہ ابن زبیر کے عہد میں ۶۸ھ میں جزیرہ کے امیر بھی رہ چکے تھے' ان تمام باتوں کی وجہ سے حجاج ان کی بہت قدر کرتا تھا' ان کے عمدہ مقولے بھی لوگوں میں بہت مشہور تھے' مہلب کا انتقال مرورود میں چھہتر سال کی عمر میں ذی الحجہ ۸۲ھ میں ہوا' انہوں نے دس اولادیں اپنی یادگار چھوڑیں جن کے نام یہ ہیں' یزید' زیاد' المفضل' حبیب' المغیرہ' قبیصہ' محمد' ہند' فاطمہ' مدرک۔

مہلب کی مشہور جنگیں ترکوں ازارقہ اور خارجیوں سے ہوئی ہیں' ان کی خدمات کے اعتراف میں ان کے بیٹے یزید کو حجاج اور عبدالملک نے خراسان کا گورنر بنا دیا تھا۔

اسماء بن خارجہ الفزاری الکوفی

بے حد سخی الطبع اور فیاض انسان تھے۔ ایک دلچسپ حکایت اس سلسلہ میں ان کی بہت مشہور ہے۔ انہوں نے ایک روز ایک

Marfat.com

نوجوان کو اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا دیکھا' پوچھا بھائی یہاں کیسے بیٹھے ہو' نوجوان بولا: کہنے کی جرأت نہیں ہے انہوں نے اصرار کیا تو اس نے بتایا' اس گھر میں ایک لونڈی میں نے جاتے ہوئے دیکھی جس سے زیادہ حسین میں نے آج تک نہیں دیکھی' میرا دل اس کو دیکھ کر بے چین ہو گیا ہے' اسماء نے اس نوجوان کا ہاتھ پکڑا اور گھر کے اندر لے گئے اور تمام لونڈیاں اس کے سامنے پیش کر دیں اور جب وہ لونڈی اس کے سامنے سے گزری تو نوجوان بے اختیار بولا ''یہ لونڈی'' اسماء نے کہا اچھا چلو باہر دروازہ پر چل کر بیٹھو' نوجوان باہر نکل کر دروازہ پر حسب سابق جا بیٹھا' اسماء کچھ دیر بعد لونڈی کو عمدہ لباس پہنا کر اپنے ساتھ لے کر باہر نکلے اور بولے میں نے فوراً ہی یہ لونڈی اس واسطے حوالہ نہیں کی تھی کہ یہ میری بہن کی ہے جو اس کو یوں ہی دینا نہیں چاہتی تھی اس لیے میں اس کو تمہارے لیے تین ہزار میں خرید کر لایا ہوں' اور پھر اس کو یہ عمدہ کپڑے پہنائے ہیں' اب یہ تمہاری ہے' نوجوان نے لونڈی کا ہاتھ تھاما اور خوشی خوشی وہاں سے چل پڑا۔

المغیرہ بن المہلب

مغیر بن ابی صغرہ کے بیٹے تھے' بڑے سخی' بے حد فیاض اور بہادر انسان تھے' ان کی بہت سی باتیں مشہور ہیں۔

الحارث بن عبداللہ

ابن ربیعہ المخزومی کے بیٹے تھے اور قباع کے نام سے مشہور تھے' ابن الزبیر کے دور میں بصرہ کے امیر بھی تھے۔

محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ

تمام صحابہ کے سارے بیٹوں میں سب سے زیادہ عقل مند وزیرک سمجھے جاتے تھے' مدینہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

عبداللہ بن ابی طلحہ بن ابی الاسود

اسحاق فقیہ کے کے والد عبداللہ کی ماں جب حاملہ ہوئیں او ابوطلحہ کو یہ خوشخبری ملی تو اس کی اطلاع انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دی' آپ نے ابوطلحہ کو دعا دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ شب زقاف کو خوشیاں تم دونوں کو مبارک فرمائے' نومولود بچہ کے تالو میں تر چھوہاروں کا یہ آمیزہ لگایا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک

عبداللہ بن کعب بن مالک اپنے قبیلہ کے قائد وسردار ہوئے تو آپ نابینا تھے آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں' ۸۲ھ میں مدینہ میں انتقال ہوا۔

عفان بن وہب

یہ ابوالایمن خولانی المصری تھے' ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا' ان سے روایات بھی ثابتِ ہیں اور مغرب کی جنگوں میں بھی شرکت کی' مصر میں مقیم رہے اور وہیں فوت ہوئے۔

جمیل بن عبداللہ

ابن معمر بن صباح بن ظبیان بن الحسن بن ربیعہ بن حرام بن ضبہ بن عبید بن کثیر بن عدہ بن سعد بن ہذیم بن زید بن لیث بن سرہد بن اسلم بن اطاف بن قضاعہ ابوعمرو شاعر صاحب' بثینہ' جس نے بثینہ سے عقد کرنا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا تو جمیل نے اپنے جذبات کی تسکین کے لیے تغزل کا سہارا لیا اور اس میں اس کو کافی شہرت حاصل ہوگئی' وہ عرب کے مشہور عاشقوں میں سے تھا' وہ وادی القریٰ میں مقیم تھا اور کردار کے اعتبار سے نہایت عفیف اور پاکدامن تھا اور دینی و اسلامی شاعر تھا' اور اپنے زمانہ کا فصیح ترین شاعر تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس کے شعر و ادب کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔

ہدبہ بن خترم نے خطیئہ سے اور خطیئہ نے زہیر بن سلمی اور اس کے بیٹے کعب سے جمیل کے متعلق ادباء و شعراء کے حوالہ سے یہ بات کہی ہے کہ جمیل اشعر العرب تھا' جس کے ثبوت کے لیے انہوں نے اس کے کچھ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

واخبرنی تمانی ان تیماء منزل لیلیٰ اذا ما الصیف القی الراسیا

''مجھے بتایا گیا ہے کہ تیماء ہی لیلیٰ کی منزل ہے جب گرمیاں آجاتی ہیں''

وما زلت بی یایثن حتی لوانني من الشوق استبکی الحمام بکی لیا

''اے میری محبوبہ تیرا خیال مجھے ہر دم رہتا ہے حتی کہ اگر میں تیری محبت میں روؤں تو پیغام رساں کبوتر بھی میرے ساتھ روتا ہے''

ومازانی الوشوان الاصبابة ولا کثرة الناهین الا شادیا

''یہ چغل خور رقیب میری آتش شوق کو اور بھڑکاتے ہیں اور محبت سے منع کرنے والے بھی محبت میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں''

لقد خفت ان القی المنیة بغتة وفی النفس حاجات الیک کما هیا

''مجھے اندیشہ ہے کہ میں اچانک نہ مرجاؤں اور تیرے لیے دل میں جو خواہشیں ہیں وہ یوں ہی رہ جائیں''

الم تعلمی یا عزبة الریق اننی اظل اذا لم الق وجهک صادیا

''اے شیریں لبوں والی محبوبہ تجھے کیا معلوم ہے جب تک تجھے دیکھ نہیں لیتا ہوں پیاسا ہی رہتا ہوں''

فدنوت مختضیا الم بدیتها حتی ولجت الیٰ خفی المولج

''میں تیرے گھر کے قریب چھپ کر اور تکلیف سے پہنچتا ہوں اور ایک تنگ اور خفیہ جگہ میں پناہ لیتا ہوں''

کثیر نے بیان کیا ہے کہ جمیل مجھ سے ملا اور اس نے پوچھا تم کہاں سے آرہے ہو' میں نے جواب دیا اس محبوبہ (بثینہ) کے پاس سے' پھر اس نے کہا اب کہاں کا ارادہ ہے' اس نے کہا اسی محبوبہ کے پاس ان پر اس نے کہا میں نے تم کو قسم دی تھی کہ جب تم بثینہ سے ملو تو اس سے میری ملاقات کا وقت مانگنا' میں نے تو اسے موسم گرما کے ابتدائی دنوں سے نہیں دیکھا ہے میری اس سے آخری ملاقات وادی القریٰ میں ہوئی تھی' وہ اور اس کی ماں کپڑے دھو رہی تھیں تو ہم نے غروب آفتاب تک باتیں کی تھیں۔

کثیر کا بیان ہے کہ میں واپس آگیا اور اس کے گھر والوں سے ملا' اس کے یعنی بثینہ کے باپ نے دریافت کیا اے میرے

Marfat.com

بھتیجے تمہارا ردعمل کیا ہے؟ میں نے جواب کہا چند شعر ہیں جو میں تمہیں سنانا چاہتا ہوں' اس نے کہا وہ شعر کیا ہیں؟ میں نے ان اشعار کو سنایا جن کو پردہ کے پیچھے بثینہ بھی بغور سن رہی تھی۔

فقلت لها يا عز ارسل صاحبى اليک رسولا والرسول مؤكل

''میں نے اس سے کہا اے مہربان میرے دوست نے مجھے بھیجا ہے تیری طرف قاصد بنا کر اور قابل بھروسہ ہے''

وان تجعلى بينى وبينک موعدا وان تامرينى ماالذى فيه افعل

''تو میرے اور اپنے مابین ملاقات کا وقت بتا نیز یہ کہ مجھے اس سلسلہ میں کیا کرنا چاہیے؟

واخر عهدى منک يوم لقيتنى باسفل وادى الدوم والثوب يغسل

''تیری میری آخری ملاقات اس دن ہوئی تھی جس دن تو وادی دوم میں تھی اور کپڑے دھل رہے تھے''

جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو بثینہ کو لے کر اس جگہ گیا جہاں اس نے وعدہ کیا گیا تھا اسی دوران جمیل بھی وہاں آ گیا اور میں بھی وہاں موجود تھا' میں نے آج تک نہ ایسی عجیب رات دیکھی اور نہ ایسے حسین مذاکرات سنے یہ نشست گزر گئی مگر میں بالکل یہ نہ سمجھ سکا کہ دونوں میں سے کس نے دوسرے کے دل کی بات زیادہ سمجھی۔

زبیر بن بکار نے عباس بن سہل الساعدی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ وہ جمیل کے پاس پہنچا تو وہ مر رہا تھا' اس نے اس سے کہا ایسے شخص کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے جس نے نہ کبھی شراب پی ہے نہ زنا کا ارتکاب کیا ہے اور نہ کسی کا قتل کیا ہے اور وہ کلمہ شہادت بھی پڑھتا ہے' اس نے سن کر جواب دیا' میرے نزدیک تو ایسا شخص نجات پا گیا اور وہ جنتی ہے' ایسا شخص کون ہے؟ جمیل نے کہا وہ شخص میں ہوں' اس پر میں نے کہا' میں تو تمہارے متعلق نہیں سمجھتا تھا کہ تم نجات پاؤ گے تمہارے تو بیس سال بثینہ سے ہی عشق کرتے گزر گئے ہیں' جمیل نے کہا مجھے محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو آج میں ایام آخرت کے پہلے دن میں داخل ہو رہا ہوں اور ایام دنیا کے آخری دن میں گزر رہا ہوں' مجھ سے قسم لے لو' جو میں نے بثینہ کے جسم کو اس خیال سے کبھی ہاتھ بھی لگایا ہو' ہمارا اس کے ساتھ اسی طرح گزر رہا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا انتقال مصر میں ہوا تھا' کیونکہ وہ عبدالعزیز بن مروان کے پاس چلا گیا تھا جس نے اس کی بہت کچھ تعظیم و تکریم کی تھی' اور بثینہ کی محبت کے بارہ میں بھی جب اس سے پوچھا تھا تو اس نے جواب میں کہا تھا: ''بہت شدید'' اور اس کے بعد عبدالعزیز نے اس کے کچھ اشعار بھی اس کی زبانی سنے تھے' اور اس سے عبدالعزیز نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کی ملاقات اس کی محبوبہ سے ضرور کرائے گا' لیکن اس کی موت نے اس کا موقع نہیں دیا اور وہ ۸۲ھ ہی میں مصر میں انتقال کر گیا۔

اصمعی نے ایک شخص کے حوالے سے بتایا ہے کہ اس سے جمیل نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ تم میرا خط بثینہ کے گھر تک پہنچا سکتے ہو؟ اگر ایسا کر سکتے ہو تو جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب کچھ تمہارا ہے اس شخص نے کہا ہاں' میں کام کر دوں گا' اس پر جمیل نے کہا جب میں مر جاؤں تو میری اونٹنی پر سوار ہونا اور میرے کپڑے پہننا اور بثینہ کو میرے اشعار سنانا' جس کا ایک شعر یہ ہے۔

قومى ثبينة فانربى بعويل وابكى خليلا دون كل خليل

''اے بثینہ کھڑی ہو جااور بلند آواز سے ماتم کر اوراپنے دوست کو یاد کر کے رو''

جب وہ اس خاندان میں پہنچا اور تمام اشعار سنائے تو بثینہ اس طرح نکل کر آئی جیسے گویا وہ جنت کی درمکنون ہے۔ بثینہ نے اس سے کہا تجھ پر افسوس ہے اگر تو واقعی سچا ہے تو تو نے مجھے مار ڈالا ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تو نے مجھے رسوا کیا ہے۔ اس پر اس نے کہا قسم ہے خدا کی میں سچ کہہ رہا ہوں اور یہ اس کا حلیہ اور اس کی اونٹنی ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی تو بثینہ نے اشعار پڑھے جس میں اس کی مرثیہ خوانی کی گئی تھی اور صدمہ وافسوس کا اظہار کیا گیا تھا' اور یہ کہ اب اس کی زندگی میں عیش وراحت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی ہے اور نہ آئندہ کسی خیر کی اب اسے امید باقی ہے' پھر اسی وقت اس کا بھی انتقال ہوگیا' اس شخص نے کہا میں نے اپنی زندگی میں ایسا نہ کوئی مرد سوگوار دیکھا ہے اور نہ سوگوار عورت دیکھی۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے دمشق سے جمیل سے کہا تھا کاش تم شعر گوئی ترک کر کے قرآن پاک حفظ کرتے' اس پر اس نے جواب دیا' کہ مجھ سے انس بن مالک نے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ بعض شعر بھی علم وحکمت کا خزانہ ہوتے ہیں۔

عمر بن عبیداللہ

ابن عمر بن عثمان ابوحفص القرشی التمیمی نہایت فیاض' سخی الطبع اور شریف امراء میں تھے' ان کے ہاتھ پر بہت سے شہر فتح ہوئے' یہ بصرہ میں ابن زبیر کے نائب تھے انہوں نے عبداللہ بن حازم کے ساتھ کابل بھی فتح کیا تھا' اور عبداللہ بن حازم وہ شخص تھا جس نے قطری بن الفجاءۃ کو قتل کر دیا تھا' عمر بن عبیداللہ نے ابن عمر' جابر' عطاء بن ابی رباح اور ابن عون وغیرہ سے روایت کی ہے' موصوف عبدالملک کے پاس دمشق بھی گئے تھے اور وہیں ۸۲ھ میں ان کا انتقال بھی ہوا۔

مدائنی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی جو قرآن پاک نہایت عمدہ تلاوت کرتی تھی اور اشعار بھی اچھے پڑھتی تھی' وہ شخص اس کنیز سے بے حد محبت کرتا تھا اور اس نے اس پر اتنا پیسہ خرچ کر دیا تھا کہ اب مفلس وقلاش ہوگیا تھا' اور اس کے پاس اب اس کنیز کے سوا کچھ باقی نہیں رہا تھا' اس سے کنیز نے کہا مجھے معلوم ہے تیرے پاس اب کچھ باقی نہیں رہا ہے اگر تو مجھے فروخت کر دے اور اس سے تجھے نفع حاصل ہو جائے تو تیری معاشی حالت سدھر جائے' چنانچہ اس شخص نے اس کنیز کو عمر بن عبداللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا جو اس وقت بصرہ کا گورنر تھا چنانچہ اس نے اس کنیز کو ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا لیکن جب اس کے ہاتھ میں رقم آئی تو وہ خود بھی نادم ہوا اور کنیز بھی پچھتائی' چنانچہ وہ اپنے آقا کو مخاطب کر کے کہتی ہے:

هنئا لک المال الذی قد اخذته ولم یبق فی کفی الا تفکری

''تجھے وہ مال مبارک ہو جو تجھے میرے عوض ملا ہے اگرچہ میرے دامن میں بجز رنج وفکر کے کچھ نہیں ہے''

اقول لنفسی وهی فی کرب عیشة اقلی فقر بان الخلیط او اکثری

''میں اپنے نفس سے جو مضطرب ہے کہتی ہوں اپنا اضطراب کم کر یا بڑھا دوست تو جدا ہو گیا''

اذا لم یکن فی الامر عند حیلة ولم تجدی بلا من الصبر فاصبری

''اور جب تیرے لیے اس معاملہ میں کوئی چارہ کار نہیں ہے اور تیرے لیے بجز صبر کے اب اور کوئی طریقہ نہیں تو صبر کر''

جس کا جواب اس کے آقا نے یہ دیا:

ولو لا قعود الدهر بی عنک لم یکن لفر قلنا شيء سوی الموت فاصبری

''اگر زمانہ کے مصائب مجھے تجھ سے جدا نہ کرتے تو مجھے تجھ سے بجز موت کے کوئی چیز جدا نہ کر پاتی' بس صبر کر''

العب بحزن من فراقک موجع انـاجی بـه قلبـا طویل التذکر

''میں تیری اندوہناک جدائی کے غم میں مبتلا ہوں اسی کے متعلق دل سے سرگوشیاں کرتا رہتا ہوں''

عـلیک سـلام لا زیـارة بـنینـا ولا وصـل الا ان یشـاء ابن معمر

''تجھ پر سلامتی ہو اب تجھ کو دیکھنے اور ملاقات کا کوئی امکان نہیں الا یہ کہ ابن معمر ہی ایسا چاہے''

جب ابن معمر نے یہ بات سنی تو بے قرار ہو گیا اور کہنے لگا' ہائے میں نے دو عاشقوں میں جدائی ڈلوا دی' چنانچہ جب اس نے فریقین کو مضطرب و بے چین دیکھا تو اس نے ایک لاکھ درہم اس شخص کو دیئے اور وہ کنیز بھی اسے واپس کر دی اس آدمی نے وہ رقم اور کنیز لے کر خوشی خوشی اپنا راستہ لیا۔

کہتے ہیں عمر بن عبید اللہ کا طاعون کے مرض میں دمشق میں انتقال ہوا اور عبد الملک بن مروان نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے لیے دعائے خیر کی اور اس کی مدح بھی کی' عمر بن عبید اللہ بن معمر کا ایک لڑکا طلحہ تھا' عمر بن عبید اللہ سادات قریش سے تھا' انہوں نے فاطمہ بنت القاسم بن محمد بن جعفر سے چالیس ہزار دین مہر پر نکاح کیا تھا' جس سے ابراہیم اور رملہ میں پیدا ہوئے تھے رملہ کا نکاح اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے ایک لاکھ دینار دین مہر پر ہوا تھا۔ رحمہم اللہ

کمیل بن زیاد

یہ ابن نہیک بن خثیم الکوفی ہیں' انہوں نے عمر' عثمان' علی' ابن مسعود اور ابو ہریرہؓ سے روایات بیان کی ہیں' یہ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے بڑے زبردست بہادر اور عابد و زاہد انسان تھے ۸۲ھ میں ان کو حجاج نے قتل کرا دیا تھا' انہوں نے ایک سو برس کی عمر پائی' حجاج نے ان کو اپنے سامنے ایک تھپڑ کے قصاص میں مطالبہ میں قتل کرا دیا تھا' جو حضرت عثمانؓ نے کبھی ان کو مارا تھا' لیکن جب حضرت عثمانؓ نے ان کو اپنے اوپر قابو دلا کر اپنا قصاص لینے پر آمادگی ظاہر کی تھی تو انہوں نے معاف بھی کر دیا تھا' پھر بھی حجاج نے ان کو معاف نہیں کیا اور ان سے کہا کہ تمہاری یہ جرأت کہ تم نے حضرت عثمانؓ سے ایک تھپڑ کا قصاص لینا چاہا اور پھر ان کی گردن مار دینے کا اس نے حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ جب حجاج نے حضرت علی کا ذکر چھیڑا تو کمیل نے ان کی بہت تعریف کی اس پر حجاج نے کہا میں تمہارے پاس ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو علی سے اتنا ہی بغض رکھتا ہے جتنا تم ان سے محبت رکھتے ہو اور اس کے پاس اوم کو بھیجا جو حمص کا رہنے والا

Marfat.com

تھا' اور جوابوالجہم بن کنانہ کہلاتا تھا' چنانچہ اس نے ان کی گردن ماردی۔ کمیل سے تابعین کی ایک کثیر جماعت نے روایات بیان کی ہیں' وہ حضرت علیؓ کے بڑے دلدادہ اوران کے اقوال کے گرویدہ تھے' جن میں سے ایک مقولہ یہ ہے۔

''انسانی قلوب برتن کی مانند ہیں سب سے اچھا قلب وہ ہے جوسب رازوں کوسنبھالے''۔

یہ طویل القامت تھے۔ان سے ثقہ حفاظ نے بھی روایت بیان کی ہیں۔

ذاذان ابوعمروالکندی

یہ تابعین میں پہلے شراب خوراور طنبورہ بجانے والے شخص تھے' اللہ تعالیٰ نے جب ان کوتوبہ کی توفیق دی تو عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ پرتوبہ کی اورانابت الی اللہ اوررجوع الی الحق کی طرف بڑی تیزی سے مائل ہوگئے۔ان کے دل میں زبردست خوف خدا بھی پیدا ہوگیا تھا' خلیفہ کا کہنا ہے کہ اس سال زرین حبیش جوابن مسعود کے ہم نشین تھے' فوت ہوئے' ذاذان ابوعمروالکندی کی عمر ایک سوبیس برس کی ہوئی' ابوعبیدہ کہتے ہیں ان کا انتقال ۸۱ھ میں ہوا۔اورابووائل کے بقول انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بھی سات سال گزارے تھےاوررسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ایمان لے آئے تھے۔

ام الدرداء الصغری

آپ کا اصل نام ہجیمہ تھاان کولوگ جہمیۃ عابدہ فقیہہ' عالمہ' تبیعہ کہتے تھے' لوگ ان سے علم سیکھتے اوران کے پاس پڑھنے آتے تھےاور جامع دمشق کی شمالی دیوار کے قریب لوگ ان سے فقہی مسائل آ کرمعلوم کرتے تھے' حتیٰ کہ عبدالملک بھی ان کے حلقہ درس فقہ میں شامل ہوتے تھے۔(رضی اللہ عنہا)

۸۳ھ کا آغاز

اوراس کے واقعات

۸۳ ہجری شروع ہواتو اس کے ساتھ ہی لوگوں نے جنگ وجدال کی پھر تیاری شروع کردی۔حجاج اوراس کے ساتھی دیر قرہ میں اورابن الاشعث اوراس کے حواری دیرالجماجم میں آمادہ بجنگ نظرآتے تھے' حتیٰ کہ جنگ روزمرہ کا شغل بن گئی' بیشتر دنوں میں اہل عراق اہل شام پر کامیابی حاصل کرلیتے تھے' حتیٰ کہ ابن الاشعث نے جواہل عراق کے دستوں کا امیر تھا' اہل شام یعنی حجاج کے لشکریوں پراسی مرتبہ سے زیادہ حملہ کرکے سخت جانی نقصان پہنچاچکا تھا' اس کے باوجود حجاج ثابت قدم تھااوراثبات وعزم اور صبرواستقلال سے یہ سب کچھ برداشت کررہا تھا' اور پھر بھی اس کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ڈگمگائے' بلکہ جب کسی دن اس کی فوجوں کواہل عراق پرفتح حاصل ہوتی تھی تو مزید سخت حملے ان پر کرتا تھااوراپنی فوجوں کی کامیابی اورجنگی چالوں سے برابر باخبر رہتا تھا' وہ اس طریقہ پر برابرعمل پیرارہا' حتیٰ کہ ایک دن اس نے اپنے آدمیوں کوقاریوں کے دستہ پر ہلہ بول دینے کا حکم دے دیا' کیونکہ لوگ ان کے بڑے متبعین تھےاوروہ لوگوں کوقتال پرابھارتے رہتے تھے' قاریوں نے اس کے حملہ کوصبر سے برداشت کیااوراس

Marfat.com

کے بعد حجاج نے تمام تیراندازوں کو جمع کر کے ان سے ان پر حملہ کرادیا اور یہ حملہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ بہت سے قاریوں کو اس نے مروانہ ڈالا' اس کے بعد اس نے ابن الاشعث اور اس کے فوجیوں پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں ابن الاشعث کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور جدھر ان کا منہ اٹھا ادھر چل پڑے اور ابن الاشعث بھی ان کے سامنے ہی فرار ہوا۔ اس وقت اس کے ساتھ تھوڑے ہی لوگ تھے' اس وقت حجاج نے ایک بڑی فوج لے کر اس کا پیچھا کیا اس وقت حجاج کے ساتھ عمارہ بن غنم اللخمی اور محمد بن الحجاج بھی تھے۔ لیکن عمارہ کے ہاتھ میں تھی' یہ لوگ ابن الاشعث اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے لگ گئے تا کہ ان کو قتل کر کے یا قیدی بنا کر فتح و کامرانی حاصل کریں' چونکہ تعاقب کے دوران دوسرے علاقوں کو روندتے ہوئے اکثر گزرنا پڑتا ہی ہے' یہ لوگ بھی ابن الاشعث اور اس کے ساتھیوں کا پیچھا کرتے ہوئے کریان تک پہنچ گئے' اور ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں اہل عراق پہلے مقیم رہ چکے تھے' وہاں پہنچ کر انہوں نے ابی خلدہ ایشکری کے یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے:

یاالھفا ویاحزنا جمیعا ویاحراالفؤاد لما یقینا

''ہائے افسوس اور ہائے ہم سب کا حزن وغم دل میں کیسی ہوک اٹھتی ہے ہم کیوں لڑتے تھے''

ترکنا الدین والدنیا جمیعا واسلمنا الحلائل والبنینا

''ہم دین بھی چھوڑ بیٹھے اور دنیا بھی ہاتھ سے گئی اور ہم نے اپنے بچوں کو بھی دشمنوں کے حوالے کر دیا''

اس کے بعد اس علاقہ میں ابن الاشعث بھی بچے کھچے آدمیوں کے ساتھ ملک الترک رتبیل کے ملک میں داخل ہوا رتبیل نے اس کی بہت تعظیم وتکریم کی اور اس کے اپنے پاس ٹھہرایا اور پناہ دی۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابن الاشعث جب رتبیل کے کسی علاقہ سے گزر رہا تھا وہاں اس کو ایک افسر ملا' جس کو اس نے عراق جاتے ہوئے ایک خاص کام متعین کیا تھا' اس افسر یا عامل نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اپنے پاس ٹھہرایا اور ابن الاشعث کو تحفے بھی دیئے مگر یہ سب کچھ اس نے مکروفریب سے کیا تھا' اس نے ابن الاشعث سے کہا تم میرے پاس شہر میں آجاؤ میں تمہیں دشمن سے بچالوں گا لیکن اپنے کسی ساتھی کو شہر میں داخل نہ ہونے دینا' اس نے اس کو قبول کرلیا' لیکن اس میں بھی اس کا مکر شامل تھا' بہرحال ابن الاشعث نے اپنے آدمیوں کو روک دیا اور اس عامل کی بات کو مانتا رہا' نتیجتاً ابن الاشعث کے تمام آدمی منتشر ہو گئے اور جب ابن الاشعث شہر میں داخل ہوا تو وہ عامل اس پر جھپٹ پڑا اور اس کے ہتھکڑیاں ڈال دیں اور اس کو حجاج کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا لیکن رتبیل کو ابن الاشعث کی آمد کے راز کا علم تھا' جب اس کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اس وقت عامل شہر بست میں قیام پذیر تھا' رتبیل وہاں پہنچا اور اس نے شہر بست کو محاصرہ میں لے لیا اور وہاں کے مذکورہ عامل کو کہلا بھیجا' خدا کی قسم اگر تم نے ابن الاشعث کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی تو میں اس وقت تک دم نہیں لوں گا جب تک تمہارے پاس پہنچ کر تم سب کو یعنی ایک ایک شہری کو قتل نہ کردوں' وہ عامل یہ خط پڑھ کر کانپ اٹھا اور ابن الاشعث کو اس کے پاس پہنچا دیا' جس کی رتبیل نے بہت تعظیم وتکریم کی اس کے بعد ابن الاشعث نے رتبیل سے کہا یہ عامل تو میرا مقرر کردہ اور میری طرف سے تعینات تھا' اس نے غداری کی اور جو کچھ اس نے کیا وہ بھی میں نے دیکھ لیا ہے' اب مجھے اجازت دیں کہ میں اس کو قتل کردوں۔ رتبیل نے کہا میں اس کو پناہ دے چکا ہوں۔ اس

وقت ابن الاشعث کے ہمراہ عبدالرحمٰن بن عباش ابن ابی ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھا جو لوگوں کو رتبیل کے ملک میں نماز بھی پڑھاتا تھا۔ اس کے بعد وہ تمام لوگ جو حجاج کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے' پھر اکٹھے ہو گئے اور ابن الاشعث کی تلاش میں نکلے' یہ لوگ اس وقت تعداد میں ساٹھ ہزار تھے' جب یہ لوگ بجستان پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ابن الاشعث رتبیل کے پاس پہنچ چکا ہے' ان لوگوں نے بجستان پر غلبہ حاصل کر کے وہاں کے عامل عبداللہ بن عامر النعار اور اس کے عزیز و اقارب کو بہت اذیتیں پہنچائیں اور اس کی دولت وغیرہ پر بھی قابض ہو گئے' اس کے بعد وہ ملک کے دوسرے حصوں میں پھیل گئے' اور خوب لوٹ مار کی' اس کے بعد انہوں نے ابن الاشعث کو لکھا کہ ہمارے پاس آ جایئے تا کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر اپنے دشمن سے لڑیں اور خراسان کا ملک بھی چھین لیں' وہاں سنتے ہیں بہت سی فوجیں ہیں اور کافی دفاعی قوت رکھتے ہیں' اگر ہم وہاں پہنچ کر ان پر قابو پا سکیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعہ حجاج یا عبدالملک کو ہلاک کر دے گا اس کے بعد ہم آپس میں مناسب طور پر مشورہ کر لیں گے کہ آگے کیا کرنا ہے۔

یہ خط پڑھ کر ابن الاشعث چل کھڑا ہوا ابھی وہ خراسان کی طرف تھوڑا سا ہی بڑھا تھا کہ اہل عراق کے کچھ فوجیوں نے جن میں عبداللہ بن سمرہ بھی شامل تھا ابن الاشعث کو معزول کر دیا' یہ دیکھ کر ابن الاشعث کھڑا ہوا اور ان سے اس طرح مخاطب ہوا ''اے غدار اور جنگ سے جی چرانے والو مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے میں اپنے رتبیل کے پاس جا رہا ہوں اور اسی کے پاس رہوں گا' چنانچہ وہ ان کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا کچھ تھوڑے سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جب کہ ایک جم غفیر وہیں رہ گیا جب ابن الاشعث ان کو چھوڑ کر چلا گیا تو ان لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عباس بن ابی ربیعہ الہاشمی کی بیعت کر لی اور اس کے ہمراہ خراسان روانہ ہو گئے وہاں پہنچے تو ان کا امیر یزید بن المہلب بن ابی صفرہ ان کی طرف بڑھ کر آیا جس نے اس کو اپنے ملک میں داخل ہونے سے منع کیا اور اسی مضمون کا ایک خط عبدالرحمٰن بن عباش کو لکھا کہ یہ ملک بڑا وسیع ہے جدھر تمہارے لوگ اور تم جانا چاہو وہاں چلے جانا' جہاں کسی کی حکمرانی نہ ہو مجھے تمہارا قتال بالکل پسند نہیں ہے اگر تمہیں مال و دولت چاہیے تو وہ بھی تمہارے لیے بھیج دیتا ہوں' اس کا جواب عبدالرحمٰن بن عباش نے دیا کہ ہم تم سے لڑنے نہیں آئے ہیں یہاں ذرا دم لینے اور ستانے کے لیے آئے ہیں' ہم آرام کر کے خود چلے جائیں گے' ہمیں تمہارے مال و دولت کی بھی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے بعد عبدالرحمٰن نے آس پاس کے علاقوں سے خراج کی وصول یابی شروع کر دی اور خراسان کے بعض علاقوں کے اوپر اس طرح اپنا اقتدار جمانا چاہا' جس کے بندوبست کے لیے یزید بن المہلب نکلا اور اس کے ہمراہ اس کا بھائی المفضل بھی بہت سی فوج لے کر نکلا' جب ان سے ان لوگوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو خاصے آدمی مارے گئے اور عبدالرحمٰن بن عباش کے لوگ بھاگ گئے' یزید نے بھی ان کے بہت سے لوگ مار ڈالے اور جو کچھ ان کے پاس تھا وہ لے لیا اور لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ ان میں محمد بن سعد بن وقاص بھی تھے ان سب کو حجاج کے پاس بھیج دیا گیا' بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن سعد نے یزید بن المہلب سے کہا' میں تم سے اپنے باپ اور تمہارے باپ کے حوالہ سے درخواست کرتا ہوں مجھے تم کیوں بھیجتے ہو' یہ سن کر اس نے ان کو چھوڑ دیا۔

ابن جریر کا بیان ہے' اب یہ بات بڑی طویل ہے جب سارے قیدی حجاج کے پاس پہنچ گئے تو اس نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور بعض کو معاف کر دیا۔ حجاج کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ ابن الاشعث پر غالب آتا تھا تو لوگوں میں منادی کراتا تھا'

Marfat.com

جو واپس اس کے پاس آ جاتا تھا اس کو پناہ ملتی تھی' اور جو مسلم بن قتیبہ کے پاس رے میں جا کر اس کے ساتھ شامل ہو جاتا تھا' اس کو بھی پناہ ملتی تھی چنانچہ ابن الاشعث کے ساتھیوں میں اکثر مسلم بن قتیبہ کے پاس چلے گئے اور ان کو حجاج نے امان دے دی اور جو اس کے پاس نہیں پہنچا' اس کے پیچھے وہ ہاتھ دھو کر پڑ جاتا تھا' اسی طرح اس نے بہت سی مخلوق کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور سب سے آخر میں جس کو اس نے قتل کیا وہ سعید بن جبیر تھے جن کا ذکر آئندہ آئے گا' جو لوگ مسلم بن قتیبہ کے پاس پہنچے ان میں شعبی بھی تھے ایک دن ان کو بھی حجاج نے یاد کیا تو بتایا گیا کہ وہ مسلم بن قتیبہ کے کیمپ میں چلے گئے ہیں' اس پر حجاج نے مسلم بن قتیبہ کو لکھا کہ میرے پاس شعبی کو بھیج دو' شعبی نے بتایا جب میں حجاج کے پاس پہنچا تو اس کو امیر کہہ کر سلام کیا اور پھر کہا اے امیر لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں تجھ سے معذرت کر لوں بغیر اس کو جانے ہوئے کہ اللہ کے نزدیک اس میں حق کیا ہے اور قسم خدا کی میں حق ہی تیرے سامنے کہوں گا' خواہ اس کا انجام کچھ ہی ہو' قسم ہے اللہ کی ہم نے تجھ سے سرکشی کی اور تیرے خلاف خروج و جہاد کیا' نہ ہم فاجر قوی تھے اور نہ نیک و صالح اللہ نے تجھ کو ہم پر فتح نصیب کی اور ہم پر غلبہ عطا کیا اگر تو غالب آیا تو ہمارے گناہ کا ثمرہ تھا' اور ہماری کرتوتوں کا نتیجہ' اور اگر تو نے کسی کو معاف کیا تو یہ تیرا حلم تھا۔

بہر حال اب تیری ہم پر حجت قائم ہو گئی' یہ سن کر حجاج بولا اے شعبی تو مجھے ان سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہے جن کو میری تلوار سے بہنے والے خون نے مطیع کیا ہے اور پھر کہا اے شعبی جو کچھ تو نے کہا یا کیا اب تو میرے پاس مامون ہے' شعبی کہتا ہے کہ میں حجاج کے پاس سے چل پڑا اور ابھی تھوڑی دیر چلا ہوں گا کہ اس نے پھر کہا شعبی میرے پاس آؤ' یہ سن کر مجھے خوف پیدا ہوا پھر اس نے کہا تو نے مجھے اطمینان دلایا تھا' اور میں تیرے قول پر مطمئن بھی ہو گیا تھا تو اس نے کہا تو نے ہمارے بعد لوگوں کو کیسا پایا؟ میں نے جواب میں کہا اللہ امیر کو نیکی دے تو نے لوگوں کی نیندیں اڑا دیں' آسان کو مشکل بنا دیا' خوف کو دور کر دیا' غم والم کو خوشگوار بنا دیا' صالح نوجوان کو ہاتھ سے کھو دیا اور میں نے امیر جیسا کوئی جانشین نہیں پایا' اس کے بعد حجاج نے کہا شعبی تو واپس جا' میں واپس آ گیا۔ یہ باتیں ابن جریر وغیرہ نے بھی بیان کی ہیں اور ابو مخنف نے بھی اس کو اسماعیل بن عبدالرحمٰن السولی کے حوالے سے شعبی کے متعلق یہی باتیں بیان کی ہیں' بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اس سے فرائض کا ایک مسئلہ بھی دریافت کیا گیا تھا جو شوہر کی ماں اور بہن سے متعلق تھا اس کے متعلق شعبی نے ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کا قول نقل کر کے تفصیل سے اپنا خیال ظاہر کیا اور آخر میں اس نے حضرت علیؓ کے قول کو مستحسن قرار دیا' لیکن حکم حضرت عثمانؓ کے قول کے مطابق دیا۔

کہا جاتا ہے کہ یزید بن مہلب نے جو قیدی حجاج کے پاس بھیجے تھے ان میں سے پانچ ہزار کو حجاج نے قتل کروایا تھا اور پھر جب وہ کوفہ میں داخل ہوا تو اس نے اعلان کیا کہ وہ کسی ایسے شخص کی بیعت قبول نہیں کرے گا جو اپنے کفر کا اقرار نہ کرے' چنانچہ جو کوئی کہتا تھا کہ میں واقعی کفر کا مرتکب ہوا تھا اس کی بیعت قبول کر لیتا تھا اور جو کوئی اقرار کرتا تھا اور کفر کے ارتکاب سے منکر تھا اس کو قتل کروا دیتا تھا' چنانچہ جن لوگوں نے اپنے کفر کا اقرار نہیں کیا ان میں سے بہت سے لوگوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتروا دیا' چنانچہ اسی دار و گیر کے دوران وہ ایک شخص کے پاس آیا اور کہنے لگا' میرا خیال ہے یہ شخص اپنے کفر کا اقرار اپنے دین کی بقا و اصلاح کی خاطر نہیں کرے گا' گو کہ اس طرح وہ اس کو فریب دینا چاہتا تھا اس شخص نے حجاج کی بات سن کر جواب دیا کیا تو میرے نفس کے

Marfat.com

بارہ میں مجھ ہی کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے میں تو دنیا کا سب سے بڑا کافر ہوں' فرعون' ہامان اور نمرود سے بھی زیادہ' حجاج اس کا جواب سن کر ہنس پڑا اور اس کی گلوخلاصی کر دی۔

ابن جریر نے ابومخنف کے واسطہ سے لکھا کہ اعشی ہمدانی کو حجاج کے پاس لایا گیا اس نے حجاج اور عبدالملک کی ہمیشہ ہجو لکھی تھی' اور ابن الاشعث اور اس کے ساتھیوں کی مدح سرائی کرتا تھا' چنانچہ اس سے ایک قصیدہ پڑھوایا گیا تو اس میں عبدالملک اور اس کے گھر والوں کی بڑی تعریف بیان کی گئی تھی' اہل شام نے یہ قصیدہ سن کر بڑی تعریف کی' لیکن حجاج نے اس کو بناوٹ خیال کیا اور اس نے ایک اور قصیدہ کی فرمائش کی' اس نے پھر اسی قسم کا مدحیہ قصیدہ لکھا جس پر حجاج نے طیش میں آ کر اس کی گردن اڑا دی۔ اعشی ہمدانی کا پورا نام عبداللہ بن الحارث ابوالمصنع تھا' مگر وہ ہمدانی الکوفی عام طور پر کہلاتا تھا' یہ عرب کے مشہور اور فصیح و بلیغ شاعروں میں شمار ہوتا تھا' یہ حمص کے امیر نعمان بن بشیر کی مدح سرائی بھی کرتا تھا جس نے ایک مرتبہ اس کو چالیس ہزار دینار اپنی اور فوج کی طرف سے دلوائے تھے' یہ شعبی کی بہن کا شوہر اور شعبی اس کی بہن کا شوہر تھا' اس نے ابن الاشعث کے ساتھ مل کر حجاج کے خلاف خروج بھی کیا تھا جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے' اسی لیے حجاج نے اس کو قتل بھی کروا دیا تھا۔

ایک مرتبہ جب حجاج ابن الاشعث کی گھات میں لگا ہا تھا' اس نے ایک شخص کو ابن الاشعث کی فوج کا پتہ لگانے کے لیے بھیجا اس نے حجاج کو ابن الاشعث کی فوجوں کی پوزیشن کے متعلق تمام باتیں آ کر بتا دیں' کچھ دنوں کے بعد حجاج اور ابن الاشعث کی فوجوں میں پھر مقابلہ ہوا' حجاج اپنے آدمیوں اور سامان کے ساتھ میدان جنگ سے فرار ہو گیا' ابن الاشعث نے ان کا پیچھا کیا اور حجاج کی فوج کا محاصرہ کر لیا' چنانچہ دنوں فوجوں میں شدید جنگ ہوئی اور ابن الاشعث کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے لوگ دجلہ اور دجیل میں غرق ہو گئے اس کے بعد حجاج پھر ابن الاشعث کی فوج میں گھس آیا اور جس جس کو اس نے وہاں موجود پایا اس کو قتل کر دیا' ان مقتولوں کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی جن میں رؤسا اور اعیان بھی شامل تھے' ابن الاشعث تین سو آدمیوں کو بمشکل وہاں سے زندہ سلامت نکال کر اور کشتوں میں بٹھا کر دریائے دجیل کو عبور کر گیا اور بصرہ پہنچ گیا اور پھر وہاں سے یہ لوگ بلاد الترک میں داخل ہو گئے' حجاج نے یہاں بھی ان کا پیچھا کیا اور بہت سے لوگوں کو مار ڈالا' کہا جاتا ہے ان میں محمد بن سعید بن وقاص وغیرہ کے علاوہ بڑے بڑے زعماء' وصلحاء اور ابرار بھی شامل تھے' حتیٰ کہ سعید بن جبیر بھی انہی میں شامل تھے' جن کے متعلق ہم آئندہ ذکر کریں گے۔

واسط شہر کی تعمیر

ابن جریر نے لکھا ہے کہ ۸۳ھ میں حجاج نے واسط شہر کی بنیاد ڈالی اس کی تعمیر کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک راہب کو گدھی پر دجلہ کے قریب گزرتا ہوا دیکھا جب وہ واسط کے مقام پر پہنچا تو وہ اپنی سواری سے اتر گیا کیونکہ گدھی نے پیشاب کر لیا تھا اور وہ چل کر وہاں پہنچا جہاں گدھی نے پیشاب کیا تھا' اور اس نے اتنی جگہ کھود کر وہاں کی مٹی دجلہ میں پھینک دی' حجاج نے کہا اس راہب کو طلب کیا جائے وہ آیا تو اس سے حجاج نے دریافت کیا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا ہماری کتابوں میں لکھا ہے اس جگہ مسجد بنائی جائے گی اور جب تک یہ دنیا قائم ہے اس میں خدائے واحد کی عبادت کی جائے گی' یہ سن کر حجاج نے اس جگہ شہر کی تعمیر اور

Marfat.com

مسجد کے لیے نشان لگا دیا اور بعد کو شہر کی تعمیر کے بعد مسجد بھی بنوائی گئی۔ اسی ۸۳ھ میں عطاء بن رافع کی صقلیہ میں لڑائی ہوئی اور اسی سال بعض اعیان وامراء فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن حجیرہ

یہ الخولانی المصری ہیں' انہوں نے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کی ہے' عبدالعزیز بن مروان امیر مصر نے ان کو قضاء قصص' اور بیت المال کے محکمے دے رکھے تھے' ان کو سالانہ ایک ہزار دینار تنخواہ ملتی تھی' انہوں نے کبھی ایک حبہ بھی جمع کر کے نہیں رکھا۔

طارق بن شہاب

ابن عبدالشمس الاحمسی ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تھی' انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں غزوات میں حصہ لیا' ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔

عبیداللہ بن عدی

ابن الخیار نے رسول اللہ ﷺ کا مبارک زمانہ پایا' انہوں نے صحابہ سے احادیث روایت کی ہیں' عبداللہ بن قیس بن مخرمہ مدینہ کے قاضی تھے اور قریش کے عالموں اور فقیہوں میں شمار ہوتے تھے' ان کے باپ عدی یوم بدر میں بحالت کفر مارے گئے تھے۔

۸۳ھ میں ہی مرثد بن عبداللہ' ابوالخیر الیزنی نے انتقال کیا اور اسی سال ان قراء اور علماء کی ایک جماعت بھی دنیا سے اٹھ گئی جو اشعث کے ہمنواؤں میں تھے' ان میں سے کچھ میدان جنگ سے بھاگ گئے اور کچھ معرکہ میں کام آ گئے' اور کچھ ان میں سے جو حجاج کی قید میں پہنچ گئے' اس کی تلوار کی نذر ہو گئے' بعض لوگوں کو حجاج نے قتل کروایا ان کو زہر دلوایا' ان میں خلیفہ بن خباط' مسلم بن یسار المزنی شامل ہیں' مقتولین میں ابومرانہ العجلی' عقبہ بن عبدالغفار' عقبہ بن وشاح' عبداللہ بن خالد الجہنی' ابوالجوزاء الربعی' نصیر بن انس' ابی حمزہ الضبعی کے والد عمران' ابوالمنہال' سیار بن سلامۃ الریاحی' مالک بن دینار' مرہ بن زباب الہدادی' ابونجید الہضمی' ابو سبیح الخصائی' سعید بن ابی الحسن اور اس کے بھائی الحسن البصری شامل ہیں۔

ابوایوب کا بیان ہے کہ ابن الاشعث سے کہا گیا تھا' اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے اوپر اسی طرح مر کر فدا ہو جائیں جس طرح حضرت عائشہؓ کے کجاوہ کے اردگرد مارے گئے تھے' تو حسن کو اپنے ساتھ لو اور اہل کوفہ میں سے سعید بن جبیر' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ' عبداللہ بن شداد' شعبی' ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود' المعرور بن سوید' محمد بن سعد بن ابی وقاص' ابوالبختری' طلحہ بن مصرف' زبید بن الحارث الیامیان' اور عطاء بن السائب کو اپنے ساتھ رکھو ان میں سے جو کوئی بھی ابن الاشعث کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچا' خوشی سے نہیں پہنچا تھا اور جو کوئی ان میں سے بچ گیا اس نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا جن بزرگوں کو حجاج نے قتل کرایا ان میں عمران بن عصام الضبعی تھے' جو ابی مجرہ کے والد تھے' یہ علماء بصرہ میں شمار ہوتے تھے۔ اور عابد و صالح تھے' جب یہ قیدی بن کر حجاج کے پاس آئے تو ان سے حجاج نے کہا اگر اپنے ارتداد اور کفر کا اقرار کر لو تو چھوڑ دوں گا' انہوں نے جواب دیا' خدا کی قسم ہے جب سے

Marfat.com

ایمان لایا ہوں' کبھی کفر باللہ کا مرتکب نہیں ہوا' یہ جواب سن کر حجاج نے ان کی گردن اڑا دی' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بہت سے صحابہ سے روایات بیان کی ہیں' ان کے والد ابی لیلیٰ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا' عبدالرحمٰن نے حضرت علیؓ سے قرآن سیکھا تھا' وہ بھی اشعث کے ساتھ حجاج کے خلاف میدان جنگ میں لڑے تھے' ان کی گردن بھی حجاج نے بڑے ظلم کے ساتھ اڑائی۔

۸۴ھ کا آغاز

واقدی کا بیان ہے اس سال عبداللہ بن عبدالملک نے المصیصہ فتح کیا' اس سال محمد بن مروان نے آرمینہ میں جنگ کی اور وہاں کی بہت سی مخلوق کو مار ڈالا' گرجاؤں پر قبضہ کیا اور بہت کچھ توڑ پھوڑ کی' اس سال کو آگ کا سال بھی کہا جاتا ہے' اس سال میں حجاج نے فارس پر چڑھائی کے لیے محمد بن قاسم الثقفی کو مامور کیا اور اسے کردوں کو قتل کر دینے کا حکم دیا' اسی سال عبدالملک نے اسکندریہ کا حاکم عیاض بن غنم الجیبنی کو بنایا اور عبدالملک بن ابی الکنود کو' جس کو گزشتہ سال ہی وہاں کا حاکم بنایا گیا تھا معزول کر دیا' اسی سال موسیٰ بن نصیر نے مغرب کے کچھ علاقے جن میں اردمہ کا علاقہ بھی شامل تھا' فتح کر لیے اور وہاں بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور تقریباً ہزار آدمیوں کو قیدی بنالیا۔ اس سال حجاج نے ابن الاشعث کے کچھ ساتھیوں کو بھی قتل کرایا جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

ایوب بن القریہ

ایوب بن القریہ بہت فصیح و بلیغ شخص تھا' اس کو بھی حجاج نے بڑے ظلم اور سختی کے ساتھ قتل کرایا' لوگ کہتے ہیں کہ حجاج اس کے قتل پر بہت نادم تھا' اس کا پورا نام ایوب بن زید ابن قیس ابوسلیمان الہلالی المعروف ابن القریہ تھا' اس طرح حجاج کے کشتوں میں عبداللہ بن الحارث بن نوفل' سعد بن ایاس الشیبانی اور ابوغنیما الخولانی تھے' ان کو صحبت بھی حاصل ہوئی اور روایت بھی' حمص میں مقیم رہے تھے' ابن قتادہ وغیرہ کو بھی حجاج نے قتل کرایا تھا' جو لوگ قتل سے کسی طرح بچ گئے تھے ان میں ابوزرعہ الجذری الفلسطینی بھی ہیں' یہ اہل شام کے نزدیک ذی مرتبت لوگوں میں سے تھے' ان کے مرتبہ کی وجہ سے امیر معاویہ ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا' خود ابوزرعہ نے یہ بات محسوس کر لی تھی' اس لیے اس نے امیر معاویہ کو مخاطب کر کے کہا تھا اے امیر المومنین اپنے گھر کے بنیادی ستون کو کبھی نہ گرانا اور اپنے ساتھی کو کبھی دکھ نہ دینا اور جس دشمن کو تم نے ہلاک کرنا ہے اسے گالی نہ دینا۔ امیر معاویہ یہ باتیں خاموشی سے سنتا رہا اور ان کے قتل سے باز رہا۔ اس ۸۴ھ میں جن کا انتقال ہوا ان میں عقبہ بن منذر اسلمی بھی ہیں یہ جلیل القدر صحابی بھی ہیں اور اہل صفہ میں شمار ہوتے تھے' دوسرے عمران بن حطان الخارجی ہیں' یہ ابتداءً اہل السنت والجماعت میں تھے' انہوں نے ایک حسین و جمیل عورت سے نکاح کر لیا' جس کو یہ بہت چاہتے تھے' حالانکہ خود کریہہ المنظر تھے۔ انہوں نے بہت چاہا کہ اس کو راہ راست پر لے آئیں مگر جب وہ اہل سنت والجماعت میں داخل نہ ہوئی تو خود اس کے مذہب پر چل کر مرتد ہو گئے' یہ بھی ایسے شاعروں میں سے تھے جو طرفہ تر اور عجیب موضوع پر طبع آزمائی کرتے ہیں' حضرت علیؓ کے قتل اور ان کے قاتل کے بارہ میں کہتے ہیں:

یاضربة من تقی ما ارادبها الا لیبلغ من ذالعرش رضوانا

"یہ ایک نیک شخص کی ضرب تھی جس کا مقصد بجز صاحب عرش کی خوشنودی کے حصول کے کچھ نہ تھا"

افی لا ذکرہ یوماً فاحسبه اوفی البیرة عنداللہ میزانا

"میں جب کبھی اس کو یاد کرتا ہوں تو اس کو مخلوق میں عہد کا پکا اور خدا کے نزدیک بھرپور عمل کا حق دار سمجھتا ہوں"

دنیا کے زاہدوں اور زہد کے متعلق کہتے ہیں:

اری اشقیاء الناس لا یسأمونها علیٰ انهم فهاعراة وجوع

"میرے نزدیک یہ زہاد بدنصیب ترین لوگ ہیں' یہ عبادت وتقویٰ سے تھکتے نہیں حالانکہ بھوکے ننگے رہتے ہیں"

کوکب قضوا حاجاتهم وترحلوا طریقهم یادی العلایة مهیح

"یہ ایسے اونٹوں کے مسافر ہیں جو اپنی ضرورتیں پوری کر کے کوچ کر جاتے ہیں"

عمران بن حطان کا انتقال ۸۴ھ میں ہوا' بعض علماء نے ان کے حضرت علیؓ کے قتل کے بارہ میں اشعار کی اسی وزن اور قافیہ میں تردید بھی کی ہے۔

بل ضربة من شقی ما ارادبها الا لیبلغ من ذی العرش خسرانا

"یہ ضرب ایسے بدبخت نے لگائی جس کا مقصد صاحب عرش سے نقصان پہنچنے کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا"

انی لا ذکرہ یوماً فاحسبه اشقی البریة عنداللہ میزانا

"میں جب بھی اس کے متعلق سوچتا ہوں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ایسا بدنصیب خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ سزا کا مستحق ہے"

روح بن انباع الجذامی

شام کے امراء میں سے تھا' عبدالملک اپنے اہم کاموں میں اس سے مشورے لیتا تھا' ۸۴ ہجری میں ہی عبدالرحمٰن بن الاشعث الکندی ہلاک ہوا لیکن بعض لوگوں کے نزدیک اس کے بعد ہلاک ہوا واللہ اعلم۔

اور یہ اس طرح کہ حجاج نے ملک الترک رتبیل کو اس کے بارہ میں ایک خط لکھا' اسی کے پاس اس نے پناہ لی ہوئی تھی' خدا کی قسم اگر تم نے میرے حوالہ ابن الاشعث کو نہ کیا تو میں اسکے جواب میں تمہارے ملک پر ایک لاکھ مقاتلین کو چڑھائی کے لیے بھیج دوں گا اور ملک کو تہس نہس کر دوں گا۔ جب حجاج کی دھمکی کی توثیق ہوگئی' تو اس نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا جنہوں نے رتبیل کو مشورہ دیا کہ ابن الاشعث کو حجاج کے سپرد کر دیا جائے' ایسا نہ ہو کہ وقت گزرنے کے بعد حجاج اس کے شہروں پر قبضہ کر لے' اور عامۃ الناس کو نقصان پہنچائے' چنانچہ رتبیل نے بطور شرائط کے حجاج کو لکھا کہ وہ وعدہ کرے کہ اس کے ملک پر دس سال تک حملہ نہیں کرے گا' اور نیز یہ کہ وہ ان دس سالوں میں ہر سال ایک لاکھ سالانہ خراج سے زیادہ نہیں دے گا' حجاج نے رتبیل کی یہ شرائط منظور کر لیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ حجاج نے اس کو سات سال کا خراج معاف کر دیا تھا' چنانچہ یہ سب کچھ طے ہونے کے بعد رتبیل نے ابن الاشعث سے غداری کی' کہا جاتا ہے کہ رتبیل نے خود اپنے سامنے قتل کرا کر اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا۔

Marfat.com

اور بعض روایات کے مطابق یہ ہے کہ ابن الاشعث کو سخت مرض لاحق ہوا اور جب اس کی جان کنی کا وقت تھا تو اس کو قتل کر دیا گیا' اور یہ بھی مشہور ہے کہ ابن الاشعث اور اس کے تیس ساتھیوں کو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر پہلے قید کیا گیا اور پھر ان سب کو حجاج کے پاس بھیج دیا گیا تھا اور جب وہ دوران سفر مقام رخج میں پہنچے تو ابن الاشعث معہ اپنے ایک محافظ کے بیڑیاں پہنے ہوئے قلعہ کی چھت پر چڑھ گیا اور وہاں سے اپنے آپ کو گرا لیا اور اس کا محافظ بھی جو اس کی نگرانی پر مامور تھا' اسی طرح گر کر جان دینے پر مجبور ہوا' غرض کہ وہ دونوں اس طرح مر گئے اس کے بعد حجاج کے قاصد کے سپرد ابن الاشعث کا سر کر دیا گیا' جس نے اس کے سر کو اس کے دوسرے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سروں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیج دیا' حجاج نے اس کے سر کو عراق میں گھمانے کا حکم دیا اور پھر اس کو عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور وہاں بھی اس کا سر شام میں سر بازار گھمایا گیا اور پھر وہاں سے اس نے اپنے بھائی عبدالعزیز کے پاس مصر میں بھیج دیا' اور وہاں بھی اس ے سر کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا جس کے بعد اس کا سر مصر میں دفن کر دیا گیا اور اس کا جسم رخج میں دفن کیا گیا جس کے متعلق بعض شعراء نے لکھا۔

هیمات موضع جثه من رأسها راس بمصر وجثه بالرجع

''افسوس کہ ابن الاشعث کے جسم اور سر کا کیا حشر ہوا سر مصر میں باقی جسم رخج میں دفن ہوا''

ابن جریر کے مطابق ابن الاشعث ۸۵ھ میں قتل ہوا۔ واللہ اعلم۔

رہے عبدالرحمٰن تو یہ بظاہر ابومحمد بن الاشعث بن قیس ہیں اور بعض کے نزدیک عبدالرحمٰن بن قیس بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی الکوفی ہیں' جن کی ایک روایت ابوداؤد اور نسائی نے یہ بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے اور دادا نے ابن مسعودؓ کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے:

''کہ جب بائع اور مشتری میں اختلاف رونما ہو جائے اور متنازعہ مال یا سامان موجود ہو تو ایسی صورت میں بائع کا قول معتبر ہوگا یا دونوں اس میں شرکت کریں گے''۔

اور ان کے متعلق عمیس بھی یہی بات کہتا ہے' نیز یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج نے ان کو ۹۰ھ کے بعد قتل کرایا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور پھر سب سے عجیب بات تو یہ ہے کہ لوگوں نے غیر قریش ابن الاشعث کی بیعت کیسے کر لی جب کہ صحابہؓ نے یوم ثقیفہ پر طے کر دیا تھا کہ امارت غیر قریش کے سپرد نہیں کی جائے گی' اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسے لوگوں سے اس حدیث کے ساتھ حجت بھی قائم کی تھی اور انصار نے جب یہ کہا تھا کہ ایک امیر تم میں سے اور ایک امیر ہم میں سے ہوگا' تو ابوبکر صدیقؓ نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس بناء پر سعد بن عبادہؓ نے جو پہلے ''ایک امیر قریش میں سے اور ایک امیر انصار میں سے'' کے قائل تھے' اپنی بات سے رجوع کر لیا تھا' ایسی صورت میں لوگ ایسے خلیفہ کو کیسے تسلیم کر سکتے تھے' جس کی امارت کا ڈھونگ برسہا برس تک رچایا گیا اور ایک قریشی النسل کو چھوڑ کر ایک کندی کی بیعت کر سکتے تھے' غرض کہ یہ مسئلہ ایسا تھا' جس پر کبھی بھی اہل حل وعقد کا اتفاق نہیں ہوا اور یہی سب سے بڑا فتنہ وفساد کا سبب تھا' جس کے باعث ایک مدت تک خلق کثیر کو تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

Marfat.com

ایوب بن القریہ

یہ اس کی ماں ہے' اس کے باپ کا نام یزید بن قیس بن زرارہ بن سلم النمری الہلالی ہے' یہ اعرابی امی تھے' اور فصاحت وبلاغت اور بیان کے لیے ضرب المثل تھے' حجاج کے ساتھ رہے اور عبدالملک کے پاس بھی گئے تھے' جس نے ایک مرتبہ ان کو قاصد بنا کر ابن الاشعث کے پاس بھیجا تھا' تو ابن الاشعث نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تھا' اگر تم نے کھڑے ہو کر سب کے سامنے حجاج سے بیزاری اور علیحدگی کا اعلان نہ کیا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا' چنانچہ انہوں نے ابن الاشعث کا کہنا مانا اور اسی کے پاس ٹھہر گئے' جب حجاج کو فوقیت اور غلبہ حاصل ہو گیا تو اس نے ان کو طلب کیا اور ان سے بہت سے سوال وجواب ہوئے اور رد کد بھی ہوئی اور آخر کار ان کی گردن ماردی گئی' کہتے ہیں حجاج ان کے مروانے کے بعد نادم ہوا تھا' لیکن اب ندامت سے کیا حاصل تھا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابن خلکان نے وفیات میں تفصیل سے ان کے حالات لکھے ہیں اور ان کے متعلق بہت سی عجیب وغریب باتیں بھی لکھی ہیں' انہوں نے لکھا ہے قریہ بکسر قاف وتشدید یاء ان کی دادی تھیں' اور ان کا دوسرا اور اصل نام جماعۃ بنت جشیم تھا۔ ابن خلکان کا کہنا ہے کچھ لوگ ان کے وجود سے ایسا ہی انکار کرتے ہیں جیسے لوگ لیلیٰ مجنوں کے قصہ اور ابن ابی العقب صاحب الملحمہ' جو دراصل یحییٰ بن عبداللہ بن ابی العقب ہیں' کے وجود سے انکار کرتے ہیں' واللہ اعلم۔

روح بن انباع

سلامۃ جذامی کے بیٹے ابوزرعہ' جن کو ابوانباع الدمشقی بھی کہتے ہیں' کا گھر دمشق میں بروزئین کی جانب صاحب الملحمہ کے گھر کے قریب ہی تھا' یہ بزرگ تابعی تھے' انہوں نے اپنے والد سے روایت بھی کی ہے جن کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل رہا تھا' ان کے علاوہ تمیم الدارمی' عبادہ بن الصامت' معاویہ اور کعب الاحبار کو بھی یہ شرف حاصل تھا' روح' عبدالملک کی نظر میں ایک وزیر کی طرح تھے جو عبدالملک سے کبھی جدا نہیں ہوتے تھے' اور وہ عبدالملک کے باپ مروان کے ساتھ مرج راہط کی جنگ میں بھی شریک جنگ رہے تھے اور یزید بن معاویہ نے ان کی ڈیوٹی فلسطینی لشکر پر بھی لگا دی تھی' مسلم بن حجاج کا خیال ہے کہ ان کو شرف صحبت بھی حاصل تھا' لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ تابعی تھے صحابی نہیں تھے۔ ان کے مآثر میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ جب حمام سے نکلتے تھے' تو کوئی جانور آزاد کرتے تھے' ابن زید کا بیان ہے کہ ان کا انتقال ۸۴ ہجری میں اردن میں ہوا۔ بعض لوگوں کا گمان یہ ہے کہ وہ ہشام بن عبدالملک کے زمانہ تک زندہ رہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حج کیا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کے کنارے قیام کیا' انہوں نے یہاں پہنچ کر مختلف قسم کے کھانے پکوائے ابھی وہ کھانے ان کے سامنے ہی رکھے گئے تھے' کہ ایک چرواہا بھی وہاں آ گیا' روح نے اس کو کھانے پر بلا لیا وہ چرواہا آیا اور کھانے کو دیکھنے لگا اور کہنے لگا میں روزہ دار ہوں' روح نے کہا ایسی سخت گرمی اور طویل دن میں تم روزہ رکھتے ہو' چرواہے نے جواب دیا کیا میں ان کھانوں کی وجہ سے اپنا روزہ توڑ دوں گا؟ اور پھر وہ چرواہا کھانا چھوڑ کر ایک سمت کو چلا گیا اور روح بن زنباع سے رخصت ہو گیا۔ اور یہ شعر پڑھا۔

لقد ضننت بایامک یا راعی اذا جاوبھا روع بن زنباع

''اے چرواہے تو نے اپنے ایام کے ساتھ بڑا بخل کیا جب کہ روح بن زنباع نے ان کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیا تھا''

اس کے بعد روح بہت دیر تک روتے رہے اور اپنے سامنے سے کھانا بھی اٹھانے کا حکم دے دیا اور کہنے لگے جاؤ دیکھو اگر اس کھانے کے کھانے والے چرواہے یا اعرابی کہیں تم کو مل جائیں اور یہ کہہ کر وہاں سے چل پڑے اور اس چرواہے کا ادنیٰ غلام بن کر اور اس کو اپنے دل میں بسا کر اور ساتھ لے کر کسی طرف کو نکل گئے۔

۸۵ھ کا آغاز

جیسا کہ ابن جریر نے بیان کیا ہے اس سال عبدالرحمٰن بن اشعث کا قتل ہوا' اسی سال حجاج نے خراساں کی امارت سے یزید بن مہلب کو معزول کیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی المفضل بن المہلب کا تقرر کیا اس کا سبب یہ تھا کہ حجاج ایک مرتبہ عبدالملک کے پاس گیا جب وہاں سے لوٹا تو دیر سے گزرا' اس کو بتایا گیا کہ یہاں ایک اہل کتاب میں سے بڑا شیخ اور بزرگ رہتا ہے' اس کو طلب کیا گیا' حجاج نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں کوئی ایسی بات پاتے ہو جو یہ بتائے کہ تم کس حال میں ہو اور ہم کس مقام پر ہیں' اس بزرگ نے اس کا جواب اثبات میں دے کر کہا ہاں' حجاج نے پھر اس سے پوچھا' تم امیر المومنین کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے کہا ہم اسے ایسا شخص پاتے ہیں جو کسی کا مشورہ قبول نہیں کرتا اور جو شخص اس کے راستہ میں آتا ہے وہ منہ کی کھاتا ہے' حجاج نے کہا پھر کون؟ اس نے کہا ایک شخص ہے جس کا نام ولید ہے' حجاج نے پھر کہا اس کے بعد پھر کون؟ اس نے کہا' وہ ایک ایسا شخص ہوگا جس کے ذریعہ سے راز فاش ہوں گے' حجاج نے کہا تم مجھے اس کی نشاندہی کر سکتے ہو اس نے کہا اس کے بارہ میں تجھ کو بتا چکا ہوں۔ اس نے پھر پوچھا تم میرا انجام جانتے ہو اس نے کہا ہاں' اس نے پوچھا اس کی تعریف؟ اس نے کہا وہ کل کو تم سے غداری کرے گا' اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔

حجاج نے یہ سن کر اپنے دل میں کہا کہ اس بزرگ کی مراد یزید بن المہلب ہے' اور پھر وہاں سے چل پڑا درانحالیکہ اس بزرگ کی باتوں سے اس کے دل میں ایک طرح کا خوف پیدا ہو گیا تھا اور پھر اس نے عبدالملک کو خط لکھا اور اس سے عراق کی ولایت و حکمرانی سے استعفیٰ کے لیے درخواست کی تاکہ عبدالملک کے نزدیک اپنے مرتبہ کی جانچ کر سکے' عبدالملک نے اس کو جواب دیا' جس میں زجر و توبیخ کے ساتھ اپنا کام استقلال سے کرتے رہنے کی تاکید کی گئی تھی' اس کے بعد ایک دن حجاج کو لوگوں نے دیکھا کہ بڑے سوچ اور فکر میں غرق بیٹھا ہوا ہے اس نے عبید بن موہب کو اپنے پاس بلایا وہ آیا تو حجاج سر جھکائے زمین کرید رہا تھا' اس نے اپنا سر اوپر اٹھا کر دیکھا اور کہا' افسوس ہے تجھ پر اے عبید اہل کتاب بتاتے ہیں میرے ماتحت ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا اور مجھے صرف یزید بن ابی کبشہ' یزید ابن حصین بن نمیر اور یزید بن دینار کے نام ذہن میں آتے ہیں' ان کے علاوہ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ صرف یزید بن المہلب ہی ہو سکتا ہے۔

عبید نے سن کر کہا آپ نے اس کو بڑی عزت دے رکھی ہے اور اس سے کوتاہیاں بھی ہوتی رہی ہیں' آپ اس کو برطرف کر دیں' یہ سن کر حجاج نے یزید بن المہلب کو ہٹانے کا مصمم فیصلہ کر لیا اور عبدالملک کو بھی اس کی برائی اور غداری کے بارہ میں لکھا اور

Marfat.com

ان اندیشوں کا اظہار کیا جو اس بزرگ نے ظاہر کیے تھے' عبدالملک نے لکھا کہ اپنی پسند کا آدمی منتخب کرلو' جو خراسان کی اصلاح کرسکے' چنانچہ حجاج نے مفضل بن المہلب کو وہاں کی ولایت کے لیے منتخب کرلیا' اور اس کو کچھ کم نو ماہ تک وہاں کا حکمران بنائے رکھا' اس نے بلاد عبس وغیرہ فتح کیے اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا' اور شعراء نے اس کی مدح میں بہت سے اشعار بھی کہے' لیکن پھر اس کو بھی معزول کر کے حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو وہاں کا والی وحاکم مقرر کر دیا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ ۸۵ھ میں موسیٰ بن عبداللہ بن حازم ترمذ میں مقتول ہوا اس کے بعد اس نے اس کے سبب کا ذکر کیا ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ باپ کے قتل ہو جانے کے بعد اس کے پاس کوئی ایسا علاقہ باقی نہیں بچا تھا جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ امن وسکون سے رہ سکے وہ جہاں کہیں جاتا تھا' اس ملک کا بادشاہ اس سے لڑنے کے لیے نکل آتا تھا' غرض کہ وہ اسی پناہ کی تلاش میں چلتا رہا اور آخر کار ترمذ کے قریب اس نے پڑاؤ ڈالا یہاں کا بادشاہ کمزور تھا' چنانچہ وہ اس کے پاس تحفے تحائف بھیجتا رہا اور اس کی خاطر ومدارت کرتا رہا' یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے گرویدہ ہو گئے چنانچہ بادشاہ نے موسیٰ بن عبداللہ کے پاس ایک روز اپنا قاصد بھیجا کہ اپنے ایک سو آدمی لے کر تشریف لائیں' موسیٰ نے اپنے سو بہادر نوجوانوں کو اس کے پاس لے جانے کے لیے منتخب کیا' جب یہ لوگ شہر میں داخل ہوئے اور دعوت سے فراغت ہوئی تو موسیٰ بادشاہ کے گھر میں آرام کرنے کے لیے اطمینان کے ساتھ استراحت میں مشغول ہو گیا' یہ گھر اس کو اتنا پسند آیا کہ وہ کہنے لگا کہ اب یہی میری منزل ہوگی یا یہی گھر میری قبر ہوگا۔

اس صورت حال کے پیش نظر اہل قلعہ نے ان کو وہاں سے نکالنے کی کوشش شروع کر دی جس کے نتیجہ میں دونوں فریقوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ اہل ترمذ بہت سے مارے گئے اور کچھ خوف کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے ان میں سے بہت سے لوگوں نے موسیٰ کو قبضہ کر لینے کی دعوت دی چنانچہ موسیٰ شہر پر قابض ہو گیا اور پھر اس نے اس قلعہ سے اپنے دشمنوں کا دفاع کیا اور ہر طرح قلعہ کی حفاظت کی چنانچہ وہاں کا بادشاہ بھاگ کر اپنے ترک بھائیوں کے پاس چلا گیا اور ان سے مدد طلب کی انہوں نے کہا ان لوگوں نے جو تعداد میں سو سے زیادہ نہیں تھے تجھ کو نکال باہر کیا' ہم بھی ان سے کیا لڑیں گے' بہر حال ان سے مایوس ہو کر ترمذ کا بادشاہ دوسرے ترک قبائل کے پاس مدد کے لیے پہنچا' انہوں نے حالات معلوم کرنے کے لیے موسیٰ کے پاس کئی قاصد بھیجے' جب موسیٰ نے ان لوگوں کی آمد کا حال سنا اس وقت شدید گرمی پڑ رہی تھی مگر موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو آگ روشن کرنے اور سردی کے کپڑے پہننے کا حکم دیا۔

ان قاصدوں نے موسیٰ اور اس کے آدمیوں سے پوچھا تم لوگ کیا کر رہے ہو انہوں نے جواب دیا ہمیں گرمیوں میں سردی لگتی ہے اور سردیوں میں بڑی کرب ومصیبت سے گزارہ کرتے ہیں' یہ سن کر وہ لوگ لوٹ گئے اور واپس جا کر کہنے لگے' یہ لوگ انسان نہیں معلوم ہوتے بلکہ جنات معلوم ہوتے ہیں اور یہی بات انہوں نے جا کر اپنے بادشاہ سے بھی کہی' اور کہا ایسے لوگوں سے لڑنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے' ان لوگوں سے مایوس ہو کر ترمذ کا بادشاہ دوسرے لوگوں کی تلاش میں نکلا' وہ لوگ آئے اور انہوں نے ترمذ کا محاصرہ کر لیا اسی دوران خزاعی بھی وہاں پہنچ گیا اور اس نے بھی ان کا محاصرہ کر لیا۔ موسیٰ کو مجبوراً دونوں سے لڑنا پڑا صبح کو وہ خزاعی سے لڑتا تھا اور شام کو عجمیوں سے' غرض کہ ان کی موسیٰ سے نہایت زبردست لڑائی ہوئی اور دونوں طرف کے بہت سے

Marfat.com

لوگ مارے گئے' عمر خزاعی اب اس جدال وقتال سے عاجز آ چکا تھا اور خوف زدہ بھی تھا۔ ایک دن عمر خزاعی نے اس امیر سے مصالحت کر لی اور اس کے پاس تنہائی میں پہنچ گیا' اس وقت اس کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں تھا' خزاعی نے کہا اے امیر اللہ آپ کو نیکی دے آپ جیسے آدمی کو بلا ہتھیار کسی وقت نہیں رہنا چاہیے' اس نے کہا نہیں میرے پاس ہتھیار ہے اور بستر کے نیچے سے تلوار نکال کر خزاعی کو دکھائی' عمر نے اس کی تلوار پر قبضہ کیا اور اسی سے اس کو ٹھنڈا کر دیا اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد امیر موسیٰ کے لوگ بھی منتشر ہو گئے۔

ابن جریر نے لکھا ہے اسی سال عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو بھی معزول کر دیا اور دیار مصر سے اس کی امارت ختم کر دی' اس امر کی تحسین وتعریف روح بن زنباع الجذامی نے بھی کی' ابھی وہ اور عبدالملک یہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ قبیصہ بن ذؤیب بھی رات کو وہاں پہنچ گیا یہ شخص دن رات میں کبھی عبدالملک کے پاس سے غائب نہیں ہوتا تھا' عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز کے بارہ میں اپنے فیصلہ سے اس کو بھی آگاہ کیا' حالانکہ اپنے فیصلہ پر پچھتاتا بھی رہا' وہ صرف اس لیے اپنے فیصلہ پر آمادہ ہوا تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ اس کے بعد بادشاہت کا سلسلہ اسی کی اولاد ولید' سلیمان پھر یزید اور پھر ہشام تک چلے اور یہ سب کچھ اس نے حجاج کے مشورے اور اس کی رائے کے مطابق طے کیا تھا' حالانکہ اس کے باپ مروان کا حکم یہ تھا کہ پہلے عبدالملک بادشاہ بنے گا اور اس کے بعد عبدالعزیز' مگر عبدالملک نے عبدالعزیز کے خاندان کو بادشاہت سے کلیتاً محروم کرنے کے لیے یہ چال چلی اور اپنے بھائی اور اس کی اولاد کو ہٹا کر ہمیشہ کے لیے اپنی اولاد کے لیے راہ ہموار کر دی تا کہ خلافت ہمیشہ عبدالملک کی اولاد ہی میں باقی رہے۔

عبدالعزیز بن مروان

عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس ابوالاصبغ القرشی الاموی مدینہ میں پیدا ہوئے پھر اپنے باپ مروان کے ساتھ شام چلے گئے تھے' عبدالملک کے بعد یہی ولی عہد تھے' ان کے باپ مروان نے انہی کو ۶۵ھ میں دیار مصر کی امارت بخشی تھی' چنانچہ ۸۵ھ تک اسی عہدہ پر برقرار رہے' اور جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں یہ سعید بن عمرو بن العاص کے قتل کے وقت بھی موجود تھے ان کا دمشق میں گھر دارالصوفیہ کے نام سے مشہور ہے' جو خانقاہ سماطیہ کے معروف نام سے سب کو معلوم ہے بعد کو یہ خانقاہ ان کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو ملی جو بالآخر صوفیا کی خانقاہ میں تبدیل ہو گئی' عبدالعزیز بن مروان نے اپنے باپ عبداللہ بن زبیر' عقبہ بن عامر اور ابوہریرہؓ سے حدیث روایت کی ہے اور ان سے روایت کی ہوئی حدیث مسند احمد اور ابوداؤد میں موجود ہے' جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آدمی کی بدخصلتوں میں اس کی حد درجہ بزدلی اور حد سے بڑھا ہوا بخل ہے''۔

عبدالعزیز بن مروان سے ان کے بیٹے عمر نے' الزہری سے' علی بن رباح اور ایک جماعت نے احادیث بیان کی ہیں۔

محمد بن سعید کا کہنا ہے یہ ثقہ تھے اور حدیث کم بیان کرتے تھے۔ بعض دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان گفتگو میں غلطیاں کرتے تھے صحیح گفتگو نہیں کر پاتے تھے' اس کے بعد جب انہوں نے عربی زبان اچھی طرح سیکھی تو اچھی اور فصیح

گفتگو کر لیتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے پاس شخص آیا جو اپنے داماد کی شکایت لے کر آیا تھا' اس سے عبدالعزیز بن مروان سے پوچھا من ختنك جس کا مطلب ہے تمہارا ختنہ کس نے کیا ہے اس شخص نے جواب وہی دیا جو اسے دنیا چاہتا تھا' اس نے کہا میرا ختنہ اسی شخص نے کیا ہے جو سب کا ختنہ کرتا ہے۔

اس کے بعد عبدالعزیز نے اپنے منشی سے کہا دیکھو اس شخص نے مجھے کیسا بے ہودہ جواب دیا ہے۔ منشی نے کہا اے امیر المومنین آپ کو اس سے من ختنك نہیں بلکہ من ختنِك کہنا چاہیے تھے یعنی تمہارا داماد کون شخص ہے؟ یہ سن کر عبدالعزیز بن مروان اس وقت تک گھر سے نہیں نکلے جب تک وہ صحیح عربی بولنے کے قابل نہ ہوئے اور اس کے بعد وہ ان لوگوں کو انعام واکرام سے نوازتے تھے' جو فصیح عربی بولتے تھے اور جو لوگ عربی بولنے میں غلطیاں کرتے ان کو بہت کم دیتے تھے' چنانچہ ان کے زمانہ کے لوگوں کو عمدہ عربی بولنے اور لکھنے کا بڑا حوصلہ ملا۔

ایک روز عبدالعزیز نے ایک شخص سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں بنی عبدالدار قبیلہ سے ہوں' اس نے برجستہ کہا اس کا جواب تمہیں جائزہ میں ملے گا اور پھر اس کے جائزہ اور بخشش میں ایک ہزار دینار کی کمی کر دی۔

ابو یعلی الموصلی کا کہنا ہے ہمیں مجاہدین یوسف نے اور اسحاق بن یوسف نے سفیان محمد بن عجلان اور قعقاع بن حکیم کے حوالہ سے بتایا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن عمر کو لکھا' مجھے اپنی ضرورتوں سے آگاہ کیجیے اس کے جواب میں عبداللہ بن عمر نے ان کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

''اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر اور اچھا ہوتا ہے اور دینے کی ابتداء اس سے کرو جس کی کفالت تمہارے ذمہ ہے''۔

اور پھر ساتھ ہی یہ بھی ان کو لکھا:

''میں تم سے کچھ طلب نہیں کروں گا اور جو کچھ مجھے تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ دلائے گا اسے رد بھی نہیں کروں گا''۔

ابن وہب نے کہا ہے کہ مجھ سے یحییٰ بن ایوب نے انہوں نے یزید بن حبیب سے انہوں نے سوید بن قیس سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے ایک ہزار دینار دے کر عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن عمر کے پاس بھیجا' چنانچہ میں ابن عمر کے پاس پہنچا اور عبدالعزیز کا ان کو خط دیا' انہوں نے کہا دینار کہاں ہیں' میں نے کہا میں رات ہو جانے کے باعث ان کو اپنے ساتھ نہیں لایا۔ صبح کو لے آؤں گا اس پر ابن عمر نے کہا قسم ہے خدا کی ابن عمر کے پاس ہزار دینار ہوں اور وہ رات گزار دے' یہ نہیں ہو سکتا اور پھر خط مجھے واپس کر دیا اور جب میں نے وہ ہزار دینار ان کو لا کر دیئے تو انہوں نے اسی وقت سب لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔

عبدالعزیز مرحوم کہا کرتے تھے' اس مومن پر تعجب ہے جو خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اسے اس کا بھی یقین ہے کہ رزق دینے والا اللہ ہے اور پھر بھی مال چھوڑ جاتا ہے' انسان اس مال کو خیرات کرنے کی بجائے جمع کر کے کس طرح رکھتا ہے' جس کے خرچ کرنے سے ہی اجر ملتا ہے اور تعریف حاصل ہوتی ہے۔ لکھا ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو ان کی دولت ان کے سامنے لا کر رکھی گئی تو تین سو مد سونے کے مساوی تھی اس کو دیکھ کر کہتے تھے کاش میں نجد کے اونٹوں کا چرواہا ہوتا جو ان کی دیکھ بھال میں مشغول رہتا' پھر فرمانے لگے کاش میں قابل ذکر انسان نہ ہوتا اور کاش میں اس بہتے ہوئے پانی کی مانند ہوتا یا ارض حجاز کی گھاس پھونس

Marfat.com

ہوتا' انہوں نے لوگوں سے کہا مجھے وہ کفن دکھاؤ جس میں تم مجھے کفناؤ گے اور پھر کہنے لگ تف ہے تیرے اوپر تو چھوٹا ہونے کے باوجود لمبا ہے اور کم ہونے کے باوجود بہت ہے۔

یعقوب بن سفیان ابن بکیر سے وہ لیث بن سعد سے ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ان کی وفات جمادی الاول ۸۶ھ کی تیرھویں شب کو ہوئی۔ ابن عساکر کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی عبدالملک سے قبل وفات پائی اور عبدالملک کا انتقال ان کے ایک سال بعد ۸۶ھ میں ہوا' عبدالعزیز بن مروان کریم النفس' شریف اور سخی امیر تھے اور وہ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز کے والد تھے' عمر بن عبدالعزیز نے اپنے والد کے اخلاق اپنائے تھے' بلکہ بہت سے امور میں ان سے بھی بڑھے ہوئے تھے' عبدالعزیز بن مروانؒ کی اولاد میں عمر کے علاوہ عاصم' ابوبکر' محمد اور اصبغ بھی تھے' اصبغ کا انتقال ان کی موت سے کچھ دنوں قبل ہوگیا تھا' جس کا ان کو بہت صدمہ تھا' اس کے علاوہ سہیل بھی ان کے ایک لڑکے تھے' اور چند بیٹیاں بھی تھیں ام محمد و سہیل' ام عثمان' ام الحکم اور ام البنین' یہ سب اولادیں مختلف بیویوں سے تھیں' خود آپ کا انتقال مصر کے اس شہر میں ہوا تھا جو انہوں نے مصر کے قریب آباد کیا تھا' ان کی میت کو دریائے نیل کے قرب لے جایا گیا اور وہیں دفن کیا گیا' عبدالعزیز بن مروان نے بہت مال و دولت چھوڑی تھی جس میں تین سو مد سونا بھی شامل تھا' حالانکہ وہ بڑے فیاض اور جود و عطاء کے دھنی تھے۔ مگر پھر بھی بہت کچھ چھوڑ کر مرے تھے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو دیار مصر میں لکھ کر بھیجا کہ وہ اپنے منصب سے علیحدہ ہو جائیں جواب اس کے ولی عہد ولید کو ملنے والا ہے اور مجھے سب سے پیارا ہے' اس کے جواب میں عبدالعزیز نے لکھا جو تمہیں اپنے بیٹے ولید میں نظر آتا ہے مجھے بھی وہی ابوبکر میں نظر آتا ہے' اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو جواب دیا کہ مصر کا تمام خراج میرے پاس بھیج دیا جائے' اس سے قبل عبدالعزیز' خراج وغیرہ کچھ عبدالملک کو نہیں بھیجتے تھے' کیونکہ بلاد مصر اور اس کی ساری آمدنی عبدالعزیز کی تھی' اسی لیے عبدالعزیز نے عبدالملک کو جواب دیا: اے امیر المومنین ہم اور تم عمر کی اس حد کو پہنچ گئے ہیں جہاں تک کوئی اور نہیں پہنچا ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ ہم دونوں میں سے کس کو پہلے موت آئے گی' اگر تم میری بقیہ عمر میں مجھ پر تکلیف نہیں ڈالنا چاہتے ہو تو یہ بہتر ہے اس کے جواب میں عبدالملک نے کہا میں تمہاری زندگی میں تم پر کوئی تکلیف نہیں آنے دوں گا' اور عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید سے کہا اگر اللہ یہ تم کو عطا کرے گا تو کوئی شخص تم سے اس کو نہیں چھین سکتا۔

اور پھر اس کے بعد ولید اور سلیمان دونوں کو مخاطب کر کے کہا تم نے محرم اور حرام میں کبھی ذوق و امتیاز محسوس کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم کبھی نہیں' اس پر عبدالملک نے کہا اللہ اکبر' میں تم سے یہی امید رکھتا تھا' کہتے ہیں جب عبدالعزیز نے ولید کو ولی عہد بنانے کی تجویز سے اتفاق نہیں کیا تو عبدالملک نے اس کے لیے بددعا کی تھی ''اے خدا جس طرح عبدالعزیز نے مجھے قطع کیا ہے تو اس کو بھی قطع کر دے'' چنانچہ عبدالعزیز اسی سال مر گیا' بہرحال جب اس کی موت کی خبر عبدالملک کو ملی تو وہ اور اس کے گھر والے بہت روئے پیٹے اور دل ہی دل میں اس لیے خوش بھی ہوئے کہ ولید کا ولی عہدی کا مسئلہ حل ہوگیا' حجاج نے بھی اس موقع پر عبدالملک کو ولید کے ولی عہد بنائے جانے پر خوشی کا اظہار کیا اور اس سلسلہ میں ایک وفد بھی عمران بن عصام کی ماتحتی میں عبدالملک کے پاس بھیجا جس نے عبدالملک پر زور دیا کہ ولید کی ولی عہدی کے بارہ میں اعلان کیا جائے۔

Marfat.com

عبدالملک کی بیعت بطور ولی عہد ولید کے لیے پھر سلیمان کے لیے

گو یہ واقعہ اسی سال پیش آیا مگر عبدالعزیز کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوا' اس بیعت کا اہتمام وانصرام بظاہر دمشق ہی میں ہوا لیکن پھر ساری مملکت میں اس کو منایا گیا پہلے ولید کے لیے بیعت لی گئی اور اس کے بعد سلمان کے لیے' اس کے بعد جب بیعت اس کی مدینہ میں لی گئی تو سعید بن المسیب نے انکار کیا اور کہا کہ وہ عبدالملک کی زندگی میں کسی کے لیے بیعت نہیں کریں گے' اس پر مدینہ کے نائب گورنر ہشام بن اسماعیل کو حکم دیا گیا کہ سعید بن مسیّب کو ساتھ کوڑے لگائے جائیں بالوں کے کپڑے پہنائے جائیں اور اونٹ پر سارے شہر پر گھمایا جائے اس کے بعد ان کو مشہور گھاٹی ثنیہ ذباب لے جایا گیا' جب لوگ وہاں سے دوبارہ مدینہ واپس لائے اور انہوں نے ان کو جیل میں لا کر بند کر دیا تو سعید بن مسیّب نے کہا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ مجھے ثنیۃ الذباب قتل کرنے کے لیے نہیں لے جا رہے ہو تو میں یہ کپڑے نہ پہنتا' پھر ہشام بن اسماعیل المخزومی نے عبدالملک کو لکھا اور اس کو سعید بن مسیّب کی مخالف سے مطلع کیا تو اس نے ان پر سختی کرنے اور مدینے سے نکال دینے کو کہا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اس کو لکھا کہ سعید تم سے زیادہ صلہ رحمی کا حق دار ہے اور وہ اس سختی کا مستحق نہ تھا جو تم نے اس کے ساتھ روا رکھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس نے جواباً لکھا تھا کہ اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ بیعت کر لے اور اگر وہ بیعت نہ کرے تو یا اس کی گردن مار دو یا پھر اس کو چھوڑ دو۔

واقدی کا بیان یہ ہے کہ جب ولید کی بیعت کا وقت آیا تو سعید بن مسیّب بیعت سے باز رہے تو اس وقت مدینہ کے نائب نے ان کو کوڑ لگائے' نائب گورنر کا نام جابر بن الاسود بن عوف تھا اور سات کوڑے بھی اس نے لگوائے۔ واللہ اعلم۔

ابومخنف ابومعشر اور واقدی کا بیان ہے اس سال ہشام بن اسماعیل المخزومی نائب مدینہ نے لوگوں کو حج کرایا اور اس وقت پورے عراق اور کل مشرقی علاقوں پر حجاج حکمران تھا۔ اور ہمارے شیخ حافظ الذہبی نے لکھا ہے کہ اس سال ابان بن عثمان بن عفان امیر مدینہ کا انتقال ہوا۔ ابان بن عثمان کا شمار مدینہ کے ممتاز فقہاء میں سے تھا' یحییٰ بن قطان کا بیان ہے اور محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ابان بن عثمان بڑے ثقہ شخص تھے' آخر عمر میں وہ بہرے ہو گئے تھے' اور برص میں بھی مبتلا ہو گئے تھے اور موت سے پہلے فالج کا شکار بھی ہو گئے تھے۔

عبداللہ بن عامر

تبوک اور دمشق کے دوران موجود تھے۔ تمرلنگ کے فتنہ میں ان کی مسجد اتنی جلائی گئی تھی کہ کچھ باقی نہ بچا تھا' صرف کچھ اس کے آثار اور نشانات باقی رہ گئے تھے' ان کے گھر کے مشرقی دروازہ پر پانی کی سبیل لگی رہتی تھی۔

خالد بن یزید

خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ قریش میں سب سے زیادہ علوم وفنون کے ماہر سمجھے جاتے تھے' ان کو طب میں ید طولیٰ حاصل تھا' کیمیا میں بھی بہت درک رکھتے تھے جس کو انہوں نے ریانش راہب سے حاصل کیا تھا' خالد فصیح وبلیغ شاعر تھے اور اپنے باپ کی طرح بلیغ بھی تھے' ایک دن عبدالملک بن مروان کے دربار میں حاضر ہوئے وہاں حکم بن ابی العاص بھی

موجود تھے' ان کی موجودگی میں انہوں نے عبدالملک سے شکایت کی کہ ان کا بیٹا ولید ان کے بھائی عبداللہ بن یزید کی تحقیر کرتا ہے' عبدالملک نے قرآن پاک کی یہ آیت جواب میں پڑھی:

''بادشاہوں کا قاعدہ ہے جب وہ کسی بستی یا شہر میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں فساد پیدا کرتے ہیں اور اعیان واشراف کو ذلیل کرتے ہیں''۔

اس کے جواب میں خالد نے بھی برجستہ قرآن پاک کے الفاظ میں جواب دیا:

''جب ہم کسی شہر یا بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے امراء کو حکم دیتے ہیں کہ وہ وہاں فسق وفجور کا بازار گرم کریں تو پھر ان پر قول حق لاگو ہو جاتا ہے اور ہم اس بستی کو تباہ کر دیتے ہیں''۔

یہ جواب سن کر عبدالملک نے کہا خدا کی قسم تمہارا بھائی عبداللہ بن یزید میرے پاس آیا تھا وہ تو صحیح عربی بھی نہیں بول سکتا ہے' اس کے جواب میں خالد نے کہا ولید صحیح عربی نہیں بول سکتا ہے' اس پر عبدالملک نے کہا اس کا بھائی سلیمان کبھی عربی بولنے میں غلطی نہیں کرتا ہے' خالد نے کہا میں عبداللہ کا بھائی عربی بولنے میں کبھی غلطی نہیں کرتا ہوں اس موقعہ پر ولید بھی چونکہ وہاں موجود تھا اس نے خالد سے کہا خاموش رہو تمہارا شمار تو نہ عیر میں ہوتا ہے نہ نفیر میں یہ بات سن کر خالد کو طیش آ گیا اور وہ عبدالملک کی طرف بڑھا اور اس کو مخاطب کر کے بولا امیر المومنین افسوس ہے تم پر عیر ونفیر میرے اسلاف کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں' میرا دادا ابوسفیان صاحب عیر تھا اور میرا دادا عتبہ بن ربیعہ صاحب نفیر تھا' گر تم غنیمات' جبیلات' طائف اور اللہ رحم کرے عثمان کا حوالہ دیتے ہو تو مان لیتا ہوں' یعنی یہ کہ حکم طائف میں منفی تھا' بکریاں چراتا تھا اور جبلۃ الکرم میں پناہ لیتا تھا' حتیٰ کہ اس نے عثمان بن عفان کو پناہ دی تھی اس پر ولید خاموش ہو گیا اور اس باپ عبدالملک بھی چپ رہا اور دونوں جواب کے لیے ششدر وحیران رہ گئے' واللہ اعلم۔

۸۶ھ کا آغاز

اس ۸۶ھ میں حجاج کے نائب قتیبہ بن مسلم نے مرو اور خراسان پر چڑھائی کر دی اور ترکوں وغیرہ کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے قلعوں وغیرہ پر قبضہ کرنے کے علاوہ دشمن کے بہت سے آدمیوں کو قیدی بھی بنا لیا' اس کے بعد وہ رک گیا اور لشکر آگے بڑھ گیا' اس پر حجاج نے اس کو لکھا اور ملامت کی اس نے لکھا جب تم دشمن کے علاقہ پر یلغار کا ارادہ رکھتے ہو تو تم کو خود اس وقت مقدمۃ الجیش یعنی اگلے دستہ میں ہونا چاہیے اور جب واپس کا ارادہ کرو تو تم کو اس وقت ساقۃ الجیش یعنی فوج کے پچھلے دستہ میں ہونا چاہیے تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ کر کے فوج کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ یہی طریقہ عمدہ ہے اور پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ قیدیوں میں ایک برمکی کی بیوی بھی تھی (والد خالد بن برمک) اس کو قتیبہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن سلام کو تحفہ میں دے دیا تھا' جس سے اس نے مباشرت کی تو وہ حاملہ ہو گئی' پھر قتیبہ نے اس قیدی عورت پر احسان کیا اور اس کو اس کے شوہر کے حوالے کر دیا درانحالیکہ وہ عبداللہ بن مسلم سے حاملہ ہو چکی تھی اور بچہ انہی کے پاس تھا اور جب وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو وہ اس کو اپنے ساتھ لے گئے' یہ بنی عباس کے دور میں ہوا' جس کا ذکر آئندہ آئے گا' جب قتیبہ بن مسلم خراسان لوٹا تو بلغار کے دیہاتیوں نے بہت سے تحفوں کے ساتھ اس کا

Marfat.com

خیر مقدم کیا جس میں سونے کی ایک کنجی بھی تھی' ۸۶ھ میں شام بصرہ اور واسط میں زبردست طاؤن پھیلا' یہ عورتوں کا طاعون کہلایا' کیونکہ اس مرض کا پہلا شکار عورتیں ہی تھیں۔

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم میں جنگ کا آغاز کیا اور اس کے نتیجہ میں بہت سے لوگ قتل ہوئے اور بہت سے قیدی بنائے گئے' اور کافی مال غنیمت بھی ملا۔ اسی حملہ میں ارض روم میں واقعہ بولق اور اخرم کے قلعوں پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اسی سال عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کا حاکم بنایا اور یہ تقریب عبدالعزیز کے انتقال کے بعد منعقد ہوئی۔ چنانچہ عبداللہ مصر کی امارت کا چارج لینے جمادی الآخر ۸۶ھ میں پہنچا اس وقت اس کی عمر ستائیس سال تھی' ۸۶ھ میں روم کا بادشاہ الاخرم لوری کا انتقال ہوا' اسی سال حجاج نے یزید بن مہلب کو قید کیا اور ہشام بن اسماعیل المخزومی نے لوگوں کو حج کرایا' اسی سال امامہ الباہلی' عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور عبداللہ بن الحارث الزبیدی فوت ہوئے۔ ایک قول کے مطابق مؤخر الذکر مصر کی فتح کے وقت موجود تھے' اور وہ وہاں مقیم بھی رہے اور یہ مصر میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے' اور ۸۶ھ کے ماہ شوال میں امیر المومنین عبدالملک کا بھی انتقال ہو گیا۔

اموی خلفاء کے مورث اعلیٰ عبدالملک بن مروان

ان کا پورا نام مختصر شجرہ نسب کے ساتھ عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ ہے۔ ابوالولید امیر المومنین عبدالملک کو اموی خاندان کا مورث اعلیٰ کہا جاتا ہے' ان کی والدہ کا نام عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھا' حضرت عثمانؓ کی مجلس میں اس وقت شرکت وسماعت کے ساتھ ان کے گھر میں بھی اپنے باپ کے ساتھ حاضر ہو چکے تھے' جب ان کی عمر صرف دس برس کی تھی' یہ پہلے شخص تھے جو ۴۲ھ میں لوگوں کو اپنے ہمراہ لے کر بلاد روم کا چکر لگا کر آئے تھے' اور جب یہ مدینہ منورہ کے امیر مقرر ہوئے تو ان کی عمر صرف سولہ برس کی تھی' اس وقت ان کو معاویہؓ نے وہاں کا امیر بنایا تھا' یہ علماء وصلحاء اور فقہاء وعباد کی مجالس میں شرکت کرتے تھے' انہوں نے اپنے باپ کے علاوہ جابر' ابی سعید الخدری' ابو ہریرہ' معاویہ' ام سلمہ اور حضرت عائشہ کی کنیز بریرہ سے بھی احادیث سن کر بیان کی ہیں اور ایک جماعت نے ان سے بھی احادیث سن کر بیان کی ہیں' جن میں خالد بن معدان' عروۃ الزہری' عمرو بن الحارث' رجاء بن حیوۃ اور جریر بن عثمان شامل ہیں۔

محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ ان کے باپ نے ان کا نام قاسم رکھا تھا' اور اسی لیے یہ ابوالقاسم اپنی کنیت بیان کرتے تھے' پھر ان کے باپ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالملک رکھ دیا' جس کے متعلق مصعب بن زبیر کا کہنا تھا کہ اسلام میں عبدالملک کے نام سے موسوم ہونے والے یہ پہلے شخص ہیں' اسی طرح ابن ابی خیثمہ کا کہنا ہے کہ احمد کے نام سے موسوم ہونے والے پہلے شخص خلیل ابن احمد العروضی کے والد ہیں' ان کی خلافت کی بیعت ان کے باپ کی زندگی ہی میں ۶۵ھ میں ابن الزبیر کی خلافت میں لی گئی' ان کی خلافت شام ومصر میں سات برس تک رہی جبکہ ملک کے بقیہ حصوں میں ابن الزبیر کی خلافت قائم تھی' لیکن ابن الزبیر کے قتل ہو جانے کے بعد ساری مملکت اور اقالیم پر عبدالملک کی مستقل خلافت کا علم لہرانے لگا۔ اور یہ ۷۳ھ میں ہوا' جیسا کہ ہم گزشتہ سطور

میں لکھ چکے ہیں' ان کی اور یزید بن معاویہ کی پیدائش ۲۶ھ میں ہوئی تھی' عبدالملک خلافت سے قبل عابدوں اور زاہدوں میں شمار ہوتے تھے اور ہر دم مسجد میں بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت کرنے والوں میں شامل رہتے تھے' یہ قد وقامت کے اعتبار سے مردوں میں متوسط القامت تھے مگر پھر بھی کوتاہ قامت معلوم ہوتے تھے' ان کے سامنے کے دانتوں پر سونا چڑھا ہوا تھا' ان کا منہ ہر وقت کھلا رہتا تھا اور بسا اوقات غفلت کی صورت مکھیاں منہ میں گھس جاتی تھیں اسی لیے وہ ابوالذباب بھی کہلاتے تھے' جسامت کے لحاظ سے عبدالملک نہ نحیف ولاغر تھے اور نہ موٹے وفربہ' ان کی دونوں بھنویں ملی ہوئی تھیں آنکھیں قدرے نیلی مگر بڑی تھیں' ناک پتلی' چہرہ وجیہہ' سر اور داڑھی کے بال سفید' مگر خضاب کبھی نہیں لگایا۔

بعض لوگ کہتے ہیں بعد میں خضاب لگانے لگے تھے' نافع کہتے ہیں میں نے مدینہ میں ان سے زیادہ کسی کو چاق وچوبند اور سیر وسیاحت کرنے والا اور قرآن پڑھنے والا نہیں دیکھا' ابن الزناد کے بیان کے مطابق مدینہ کے فقہاء چار شخص تھے' سعید بن المسیب' عروہ' قبیصہ' اور امارت کے منصب سے پہلے عبدالملک بن مروان۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں لوگوں کے یہاں بیٹے پیدا ہوتے ہیں لیکن مروان کے یہاں باپ پیدا ہوا ہے' یعنی عبدالملک' لوگوں کا ان کی امارت کے بارہ میں اختلاف رائے دیکھا تو ابن عمرؓ نے کہا کاش کہ اس لڑکے پر سب کا اتفاق رائے ہو جاتا' عبدالملک کہتے ہیں میں ایک دن بریدہ بن الخصیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگے عبدالملک تمہارے اندر کچھ خصوصیات ہیں جن کی بنا پر تم اس قوم کی سربراہی کے قابل ہو' دیکھو خون ریزی سے اجتناب کرنا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے جنت سے ایک آدمی کو دھتکار دیا جائے گا جب اس کی تلوار سے ناحق خون مسلمان بہتا ہوا دیکھا جائے گا۔ داؤد زہیری کہتے ہیں ظہر اور عصر کے مابین عبدالملک اور چند نوجوان دوست اولاً نماز پڑھتے دیکھے گئے۔ اسی طرح سعید بن المسیب کہتے ہیں بکثرت روزہ اور نماز کا نام عبادت نہیں ہے بلکہ عبادت امور الٰہی میں غور وفکر کرنے اور محرمات سے بچنے کا نام ہے۔ شعبی کا بیان ہے میں نے کسی محفل میں اپنے سے زیادہ کسی کو فضیلت میں بڑھا ہوا نہیں پایا بجز عبدالملک کے جب میں کوئی بات بیان کرتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے اور جب کوئی شعر سناتا تھا تو وہ اسی نوعیت کے اشعار پڑھنے لگتے تھے۔

خلیفہ بن حیاط نے ذکر کیا ہے کہ معاویہ نے مروان کو خط لکھا' یہ خط ۵۰ھ میں معاویہ نے اس وقت لکھا تھا جب وہ مروان کا مدینہ میں نائب تھا اس نے مروان کو لکھا کہ عبدالملک کو مدینہ لے جانے والے اس وفد میں شرکت کے لیے بھیج دیں' جو معاویہ بن خدیج کی معیت میں بلاد مغرب کی طرف بھیجا جا رہا ہے اور اس میں عبدالملک کی مجاہدانہ صلاحیت واہلیت کا ذکر کیا گیا تھا' بہر حال عبدالملک اس مدت میں مدینہ ہی میں مقیم رہا' درانحالیکہ ابن الزبیر کا اس زمانہ میں تمام بلاد حجاز پر اقتدار قائم تھا۔ اور انہوں نے بنی امیہ کو وہاں سے نکال باہر کیا تھا' حتیٰ کہ حرہ کا مشہور واقعہ پیش آیا جس میں مسلم بن عقبہ نے تین بار مدینہ پر چڑھائی کی اور بنی امیہ کو اقتدار دلانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا' بہر حال عبدالملک اپنے باپ کے ہمراہ شام آئے اور تمام اہل شام نے ان کی بیعت کر لی اور عبدالملک کلیتاً امیر بن گئے اور تمام علاقوں پر ان کا اقتدار بحال ہو گیا' اور رمضان یا ربیع الاول ۵۶ھ میں عبدالملک

Marfat.com

مستقل طور پر امیر بنا دیئے گئے اور لوگوں نے متفقہ طور پر ان کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کر لیا اور ۷۳ھ کے جمادی الاول میں ابن الزبیر کے قتل کے بعد تو اموی حکومت کا علم ہر طرف لہرانے لگا نے' ابن الاعرابی کا بیان ہے جب عبدالملک کو پوری طرح اقتدار حاصل ہو گیا اور خلافت حاصل ہو گئی تو ان کے ہاتھ میں قرآن پاک موجود تھا اس کو ہاتھ میں اٹھا کر کہنے لگے آج میرے اور تیرے درمیان بعد پیدا ہو گیا ہے۔ بقول ابوالطفیل عبدالملک کے لیے ایوان امارت کو وسیع اور کشادہ کیا گیا اور اس میں تزئین و آرائش کی گئی' عبدالملک دنیاوی اعتبار سے بہت دانا ہوشیار و بیدار' اور سیاسی امور کو بخوبی سمجھنے والا امیر تھا' اور دنیاوی اور سیاسی امور کے لیے وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتا تھا' اس کی ماں جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں' عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص اس کی ماں کا نام تھا' عائشہ کے باپ کا نام حناویہ تھا' یہ وہی شخص تھا جس نے یوم احد میں عم رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ کی ناک کاٹ لی تھی۔

سعید بن عبدالعزیز کا بیان ہے' جب عبدالملک نے مصعب بن الزبیر سے جنگ کرنے کے لیے عراق کی طرف پیش قدمی کی تو اس کے ساتھ یزید بن الاسود الخرشی بھی تھے' جب دونوں فریقوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو یزید بن الاسود نے دعا کی اے اللہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دے اور ان میں سے جو تجھ کو زیادہ محبوب ہو اس کو حکمرانی عطا کر' عبدالملک کو کامیابی ہوئی' حالانکہ مصعب بن الزبیر عبدالملک کے لیے مشکل ترین انسان تھے' سعید بن عبدالعزیز نے مزید بیان کیا ہے جب عبدالملک کی بیعت کی تکمیل ہو گئی تو عبداللہ بن عمر نے ان کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط عبداللہ بن عمر کی جانب سے عبدالملک کے نام ہے۔ تم پر سلامتی ہو میں حمد الٰہی کے بعد جس کے سوا کوئی واحد انیت کا اہل نہیں' تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم ایک نوع کے راعی (چرواہے) ہو اور ہر راعی سے اس کی رعیت کے بارہ میں باز پرس ہو گی اور پھر قرآن پاک کی وہ آیت تحریر کی جس کا مطلب یہ ہے:

''خدا کے سوا کوئی نہیں وہی قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا اس قیامت کے وقوع میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے''۔

واقدی نے ابن کعب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبدالملک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اے مدینہ کے لوگو! مجھ پر سب سے زیادہ ایک امر کا التزام ضروری ہے' ہمارے پاس بہت سی احادیث ملک کے اس شرقی علاقہ سے پہنچی ہیں ہم ان میں سے قرأت قرآن کے علاوہ کسی چیز کو تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ تم لوگ بھی اپنے لیے اسی چیز کو لازم سمجھو جو تمہارے اس قرآن میں ہے' جو تمہیں امام مظلوم (حضرت عثمانؓ) نے پہنچایا ہے اور انہی فرائض پر عمل کو ضروری سمجھو جس پر تم کو امام مظلوم یعنی حضرت عثمانؓ نے لگا دیا ہے کیونکہ انہوں نے اس بارہ میں زید بن ثابت سے مشورہ حاصل کیا تھا اور وہ بہترین مشیر تھے رحمہ اللہ۔

چنانچہ تم لوگ اس پر سختی سے عمل کرو۔ عبدالملک بہت روئے اور ان کے غصہ کی انتہا نہ رہی اور پھر انہوں نے حجاج کو بڑا سخت خط لکھا' وہ خط حجاج کو ملا اور پڑھنے کے بعد اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور پھر خط لانے والے سے کہا ہمیں اس کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس کو راضی کر سکیں گے' ابوبکر بن دریہ کہتے ہیں کہ عبدالملک نے حجاج کو ابن الاشعث کے ایام میں لکھا' تم ضرورت سے

Marfat.com

زیادہ ہی اپنے آپ کو غالب وذی عزت سمجھنے لگے ہو اور خدا کی مخلوق کو ضرورت سے زیادہ تنگ اور عاجز سمجھنے لگے ہو تم اس کے لیے خدا سے معافی مانگو۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ایک شخص عبدالملک کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے آپ سے تخلیہ میں کچھ باتیں کرنی ہیں' عبدالملک نے اس سے کہا مگر تین باتوں کا خیال رکھنا اول یہ کہ میری مدح وثنامت کرنا۔ کیونکہ میں اپنے آپ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں' دوم یہ کہ مجھ سے جھوٹ نہ بولنا کیونکہ جھوٹے آدمی کی بات میں کوئی وزن نہیں ہوتا' سوم یہ کہ میری رعایا کے بارہ میں کسی کے خلاف کچھ نہ کہنا' کیونکہ میری رعایا میرے ظلم وستم سے زیادہ میرے عدل وانصاف کے زیادہ قریب ہے۔ اور اگر چاہو تو میں تمہیں معاف کرسکتا ہوں' اس نے کہا مجھے معاف کر دیجیے اس پر عبدالملک نے اس کو معاف کر دیا۔

اسی طرح ایک شخص عبدالملک کے پاس کہیں دور دراز سے چل کر آیا اور کہنے لگا چار باتوں کو چھوڑ کر جو کچھ چاہو کہہ سکتے ہو' اول میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا' دوم جس بات کو میں دریافت نہ کروں اس کا جواب نہ دینا' سوئم مجھ سے جھوٹ نہ بولنا' چہارم مجھے میری رعیت کے خلاف نہ بھڑکانا' کیونکہ وہ میرے انصاف اور معدلت ومعیت کی زیادہ مستحق ہے۔ اصمعی کے باپ نے بتایا ہے کہ ایک شخص عبدالملک کی خدمت میں حاضر کیا گیا' عبدالملک نے کہا اس کی گردن اڑا دو' اس شخص نے کہا یا امیر المومنین یہ تو میرا بدلہ کچھ صحیح نہ ہوا' عبدالملک نے پوچھا پھر تمہاری سزا اور کیا ہونا چاہیے' اس نے کہا میں نے آپ کے خلاف فلاں شخص کے ساتھ آپ کی خاطر خروج کیا' اور وہ یہ کہ میں ایک بدنصیب آدمی ہوں جس کسی کے ساتھ ہوتا ہوں وہ شکست کھا جاتا ہے' اور جو کچھ میں آپ کے بارہ میں کہتا ہوں وہ صحیح نکلتا ہے اور اس طرح میں ایک لاکھ رومیوں سے زیادہ آپ کے حق میں مفید ہوں' بہ نسبت ان لوگوں کے جو بظاہر آپ کے خیر خواہ بنے ہوئے ہیں' میں جن کے ساتھ ہوتا ہوں ان کی پوری جماعت کو آپ کے خلاف شکست وہزیمت ہوتی ہے اور وہ جماعت ٹوٹ پھوٹ کر منتشر ہو جاتی ہے' یہ باتیں سن کر عبدالملک کو ہنسی آ گئی اور اس کی گلو خلاصی کر دی گئی۔

عبدالملک سے لوگوں نے پوچھا' کون سا انسان افضل ہے؟ اس نے جواب میں کہا وہ شخص جو بڑا ہو کر بھی تواضع کرے اور باوجود قدرت اور توانائی کے تقویٰ اختیار کرے اور باوجود قدرت کے انتقام نہ لے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ آزمائش سے پہلے اطمینان نہیں ہوتا' کیونکہ آزمائش اور جانچ سے پہلے اطمینان کر لینا احتیاط کے منافی ہے۔ عبدالملک کا یہ قول بھی مشہور ہے' بہترین مال وہ ہے جو تعریف کا فائدہ پہنچائے اور شر کو دفع کرے' اور تم میں سے کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اپنے گھر والوں سے خبر گیری کی پہل کرو کیونکہ ساری مخلوق خدا کی عیال ہے اور اس کو اس پر محمول نہ کیا جائے' جو حدیث سے بظاہر ثابت ہوتا ہے۔ مدائنی کا کہنا ہے کہ عبدالملک نے اپنی اولاد کے اتالیق کو یہ ہدایات دیں' ان اتالیق کا نام اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المہاجر تھا' اے اسماعیل بن عبیداللہ میری اولاد کو صدق وراستی کی تعلیم اس طرح دو جس طرح قرآن کی تعلیم دیتے ہو' انہیں کمینہ لوگوں کی صحبت سے بچاؤ کیونکہ یہ لوگ خیر کی طرف کم رغبت کرتے ہیں' ان میں ادب وشائستگی بھی بہت کم ہوتی ہے' ان کو مغلوب الغضب ہونے سے بھی بچانا کیونکہ غیظ وغضب فساد کی جڑ ہے' ان کے شعور میں اضافہ کرانا اس سے ان کو تقویت ملے گی' ان کو گوشت خوری کی طرف مائل کرنا تاکہ وہ قوت وطاقت حاصل کریں' ان کو شعر وادب سکھانا تاکہ ان کو عظمت وتفاخر حاصل ہو اور غلبہ وفوقیت میسر آئے' اور پانی گھونٹ

Marfat.com

گھونٹ کر پئیں اور کسی کی پرواہ نہ کریں' ہیثم بن عدی کہتے ہیں عبدالملک نے لوگوں کو داخلہ کے لیے خاص اجازت دے رکھی تھی چنانچہ ایک شخص نے جونہایت خستہ حال تھا داخلہ کی اجازت چاہی لیکن دربان نے اسے اجازت نہیں دی' اس نے عبدالملک کے پاس ایک رقعہ پھینکا اور وہاں سے رخصت ہوگیا اور پھر پتہ نہ چلا کہ کہاں چلا گیا' اس کاغذ میں جو لکھا ہوا تھا وہ قرآن پاک کی آیات تھیں:

''اے انسان خدا نے تجھے اپنے اور بندوں کیے درمیان کھڑا کر دیا ہے' پس تو ان کے مابین انصاف سے فیصلہ کر اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر جو تجھے راستہ سے بھٹکا دے گی اور بے شک جو لوگ راہ خدا سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے بڑا عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے یوم حساب کو بھلا دیا ہے اور کیا وہ یقین نہیں کرتے کہ وہ ایک بڑے دن اٹھائے جائیں گے اس دن رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں' یہ حساب اور جزا کا دن ہوگا جس دن سب لوگ خدا کے سامنے جمع ہوں گے اور وہ حاضری کا دن ہوگا' اور ہم انسان کو ایک محدود مدت کے لیے مہلت دیتے ہیں' اور یہ ان کے ویران گھر ہوں گے بسبب ان کے ظلم کے جو انہوں نے کیے تھے۔ اور میں تجھے اس دن سے ڈراتا ہوں جس دن منادی کرنے والا پکار کر کہے گا جمع کرلو ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا اور ان کے جوڑوں کو' آگاہ رہو خدا کی لعنت ہے ظالموں پر''۔

لوگ بیان کرتے ہیں ان مختلف آیات کو جو کاغذ میں درج تھیں پڑھ کر عبدالملک کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور وہ حرم سرائے میں داخل ہوگیا اور اس کے بعد ہمیشہ اس کے چہرے پر پژمردگی چھائی رہی۔ زرین بن حبیش نے بھی عبدالملک کو خط لکھا جس کے اخیر میں اس نے لکھا اے امیر المومنین! کہیں تجھے طویل حیات اور درازی عمر کا اس لیے لالچ نہ پیدا ہو جائے کہ بظاہر تیری صحت اچھی ہے' تجھے تو اپنا حال خود ہی اچھی طرح معلوم ہے اور جو کچھ پہلے لوگ کہہ گئے ہیں اس کو کبھی نہ بھولنا۔

اذا الرجال ولدت اولادها وبليت من كبر اجسادها

''جب لوگوں کی اولادیں پیدا ہوں اور بڑھاپے کی وجہ سے ان کے جسم بوسیدہ اور کمزور ہو جائیں''

وجعلت اسقامها تعتادها تلک رزوع قد دنا حصارها

''اور بیماریاں ہر دم ان کو لگی رہیں تو سمجھ لو اب یہ ایسی کھیتیاں ہیں جن کی فصل کٹنے کا وقت آ گیا ہے''

عبدالملک نے جب اس خط کو پڑھا تو اتنا رویا کہ اس کے کپڑے تر ہوگئے اور پھر کہا زرنے سچ کہا ہے اگر وہ اسکے علاوہ کچھ اور بھی لکھتا تو کم ہی ہوتا اکثر عبدالملک اپنے مصاحبین سے حضرت عمر فاروق ؓ کی سیرت کے واقعات سنتا تھا تو کہتا تھا حضرت عمر کی نصیحتیں فاسد اور مفسد امیروں کے لیے بڑی کڑوی ہوتی ہیں یحییٰ قبانی مکی اپنی دادی کے حوالے سے کہتا ہے کہ عبدالملک ایک روز جامع دمشق میں ام الدرداء کے حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا ام الدرداء نے عبدالملک سے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو عبادت کے بعد شراب بھی پیتا ہے عبدالملک نے کہا ہاں قسم اللہ کی میں نے خون بھی پیا ہے۔ اس کے بعد ایک غلام آیا جس کو عبدالملک نے کسی کام سے بھیجا تھا اور چونکہ تاخیر سے آیا تھا اس کو مخاطب کرکے ..... عبدالملک نے کہا خدا تم پر لعنت کرے تجھے کس وجہ سے دیر ہوئی؟ ام الدرداء نے سن کر کہا امیر المومنین ایسا نہ کہہ میں نے ابوالدرداء سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لعنت کرنے والے جنت میں داخل نہ ہوں گے''۔

ابوبکر بن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ سعید بن مسیّب نے جب عبدالملک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نہ اچھا عمل کر کے مجھے خوشی ہوتی ہے اور نہ برے عمل سے مجھے غم ہوتا ہے۔ تو کہا اب اس کے قلب کی موت ہو چکی ہے اصمعی کے دادا نے بتایا کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے ایک بلیغ خطبہ دیا پھر اچانک اس کو ختم کر کے رونے لگا اور پھر کہنے لگا:

''اے رب میرے گناہ بہت ہیں اور تیرا کم سے کم عفو بھی میرے گناہوں سے بڑا ہے اے اللہ تو اپنے قلیل عفو سے میرے عظیم گناہوں کو بخش دے''۔

جب یہ خبر حسن کو ملی تو وہ بہت روئے اور کہنے لگے:

''اگر کسی کلام کو سونے سے لکھا جا سکتا ہے تو وہ یہ کلام ہے''۔

اور بعض دوسرے لوگوں سے بھی اس قسم کی باتیں سننے میں آئی ہیں' اور انہوں نے بھی حسن کی طرح عبدالملک کی دعا سن کر اس کی تحسین فرمائی ہے۔ مسہر الدمشقی کا بیان ہے کہ ایک دن جب عبدالملک کے سامنے دسترخوان لگایا گیا تو اس نے دربان سے کہا خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو بلاؤ' اس نے کہا امیر المومنین وہ تو مر چکے ہیں' اس پر عبدالملک نے کہا اس کے باپ عبداللہ بن خالد بن اسید کو بلاؤ' دربان نے کہا وہ بھی مر چکے ہیں' عبدالملک نے پھر کہا خالد بن یزید بن معاویہ کو بلاؤ' دربان نے کہا وہ بھی مر گئے ہیں' عبدالملک نے کہا فلاں فلاں کو بلاؤ اور بہت سے لوگوں کے نام لیے جو مر گئے تھے اور جن کے متعلق وہ خوب جانتا تھا' جب سب کے متعلق یہی ایک جواب اس نے سنا تو اس نے کہا دسترخوان اٹھالو اور یہ شعر پڑھا::

ذهبت لداتی وانقضت اياهم وغبرت بعدهم ولست بخالد

''میرے دشمن جا چکے اور ان کا عہد گزر گیا ان کے بعد میں بھی پا در ہوا ہوں اور ہمیشہ رہنے والا نہیں''

کہتے ہیں جب عبدالملک کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس اس کا بیٹا ولید آیا اور رونے لگا' اس پر عبدالملک نے اس سے کہا لونڈیوں اور کنیزوں کی طرح یہ رونا کیسا' دیکھو جب میں مر جاؤں تو اپنی کمر کس لینا' ہمت و حوصلہ سے کام لینا اور چیتے کی طرح ہر وقت ہوشیار' چوکنا اور حالات کے مطابق تغیر و تنکر پر آمادہ رہنا' حالات کا ہمیشہ احتیاط سے جائزہ لینا' قریش سے محتاط رہنا۔ عبدالملک نے اس کے بعد ولید سے کہا اے ولید جو کام تجھے میرا نائب و خلیفہ ہونے کی حیثیت سے سپرد ہے اس میں خدا سے ڈرتے رہنا' میری وصیت کی حفاظت کرنا' میرے بھائی معاویہ پر نظر کرم رکھنا اور میرے بھائی محمد پر بھی نظر عنایت رکھنا اور اس کو جزیرہ کا حاکم بنائے رکھنا اور اس کو وہاں سے معزول نہ کرنا اور میرے چچازاد بھائی علی ابن عباس پر بھی مہربانی کرتے رہنا اگرچہ اس نے محبت کا رشتہ ناطہ توڑ لیا ہے لیکن اس کا بہر حال ہمارے ساتھ نسبی تعلق ہے اور اس لحاظ سے کچھ حق رکھتا ہے' اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور اس کے حقوق کی پاسداری کرنا' اور حجاج بن یوسف پر بھی نظر عنایت کرنا اور اس کی عزت و توقیر کرنا کیونکہ اس نے تمہارے لیے دشمنوں کو دبایا ہے اور ان پر غلبہ حاصل کر کے ملک کو تمہارے لیے حاصل کیا ہے' انہوں نے خوارج کی بیخ کنی بھی کی ہے' تم سب بھائی تفرقہ و انتشار سے بچ کر ہمیشہ متحد و متفق رہنا اور اولاد آدم بن کر ہمیشہ ایک رہنا جنگ میں احرار کی طرح رہنا اور نیکی خیر و معرف کے لیے مینارہ بنے رہنا۔ کیونکہ جنگ بھی موت کو وقت سے قبل قریب نہیں لا سکتی' اور خیر و معروف کے لیے مینارہ

Marfat.com

بنے رہنا۔ کیونکہ جنگ بھی موت کو وقت سے قبل قریب نہیں لاسکتی' اور خیر و معروف انسان کے ذکر اور نام کو بلند کرتا ہے اور اس کو جلا بخشتا ہے۔ اور لوگوں کو رفعت و محبت کی طرف مائل کرتا ہے' اور نیکی ہی کسی انسان کے لیے ذکر جمیل کا سبب بنتی ہے۔

ایک روایت کے مطابق عبدالملک نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے طلب کرنا اور جو انکار کرے اس کو تلوار کے حوالہ کرنا اپنی بہنوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کی عزت کرنا' اور فاطمہ کی خصوصیت سے دلجوئی کرنا' عبدالملک نے اس کو قبطی ماریہ اور الدرہ التیمنیہ دو لونڈیاں عطا کی تھیں۔ اور اس کے بعد اس نے کہا اے اللہ اس کے بارہ میں میری حفاظت فرما۔ اس نے اس کی شادی اپنے چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز سے کر دی تھی۔

ایک روایت کے مطابق جب اس کی نزع کا وقت آیا اور اس نے غسال کے بارہ میں سنا کہ وہ کپڑے دھوتا ہے تو کہنے لگا کاش میں بھی غسال ہوتا اور روزانہ اپنی روزی اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا اور خلیفہ نہ بنتا' اور پھر یہ اشعار پڑھے:

لعمری لقد عمرت فی الملک برهة ودانت لی الدنیا بوقع البوائر

''قسم ہے میں نے حکمرانی کا طویل دور گزارا ہے جس میں دنیا میرے بہت قریب آ گئی تھی''

واعطیت حمو المال والحکم والنهی ولی سلمت کل المملوک الجبایر

''میں نے لوگوں کو عمدہ مال کے ساتھ مثبت و منفی احکام بھی دیئے اور تمام جابر بادشاہ میرے مطیع ہو گئے''

ناضحی الذی قد کان مما یسرنی کحلم مضی فی المزمنات الغوابر

''لیکن وہ تمام امور جن سے مجھے خوشی حاصل ہوئی ایک میٹھے اور شیریں خواب کی طرح گزر گئے''

فیالیتنی لم اعن بالملک لیلة ولم اسع فی لذات عیش نواضر

''کاش میں حکومت میں اتنی دلچسپی نہ لیتا اور کاش میں لذتوں سے بھری زندگی کو اتنی وسعت نہ بخشتا''

ابومسہر کا بیان ہے عبدالملک سے مرض الموت کے بارہ میں لوگوں نے پوچھا' کیا حال ہے' اس نے جواب دیا میرا وہ حال ہے جو قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ''اور تم ہمارے پاس فرداً فرداً آؤ گے جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا''۔

اور سعید بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ جب عبدالملک کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے محل کے تمام دروازے کھول دینے کا حکم دے دیا' اور جب سب دروازے کھل گئے تو اس نے ایک دھوبی کو وادی میں دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ دھوبی ہے' اس پر عبدالملک نے کہا کاش میں دھوبی ہوتا اور اپنے ہاتھ کی کمائی پر گزارہ کرتا' جب سعید بن مسیب کو عبدالملک یہ بات بتائی گئی تو انہوں نے برجستہ کہا خدا کا شکر ہے جس نے موت کے وقت ان جیسے لوگوں کو ہم لوگوں کی طرف بھاگ کر آنے کی توفیق دی اور ہمیں ان کی طرف بھاگنے سے بچالیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب عبدالملک کو موت آئی تو وہ بہت اظہار ندامت کر رہا تھا' اور اپنے ہاتھ سے اپنا سر پیٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا' مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں روزانہ اپنی روزی حاصل کروں اور اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہوں' ان کے علاوہ کسی شخص نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو اپنے پاس بلایا اور کچھ وصیتیں کیں اور کہا شکر ہے اس خدائے ذوالجلال کا کہ میں اپنی رعایا میں سے کسی جھوٹے یا

Marfat.com

برے شخص سے کبھی کسی نوع کا کوئی سوال نہیں کیا اور پھر یہ شعر پڑھا:

فهل من خالد اما هلكنا وهل للموت للباقين غار

''اگر ہم مر گئے تو پھر اور کون ہمیشہ رہنے والا ہے کیا باقی لوگ مر کر غار میں اتر جائیں گے''

ایک روایت یہ بھی ہے کہ عبدالملک نے اپنے لوگوں سے کہا ''مجھے اٹھاؤ'' انہوں نے اس کو اوپر اٹھایا اور جب اس کے دماغ میں ہوا کا جھونکا آیا تو اس نے کہا ''اے دنیا تو کیسی خوشبودار ہے' تیرا طویل قصیر ہے اور تیرا کثیر حقیر ہے اور ہم سب تجھ سے دھوکہ کھا رہے ہیں اور یہ اشعار پڑھے:

ان تناقش يكن نقاشك يارب عذابا لا طرق لى بالعذاب

''اے رب اگر تو مواخذہ کرے تو تیری گرفت میرے لے عذاب بن جائے گی جس سے رہائی مشکل ہے''

اوتجاوز فانت رب صفوح عن مسيء ذنوبه كالثراب

''اور اگر تو درگزر کرے گا تو درگزر کرنے والا رب ہے جو کثرت سے گنہگاروں کو معاف کر دیتا ہے''

کہتے ہیں کہ اس کی وفات جمعہ کے روز دمشق میں واقع ہوئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں بدھ کے دن اس کا انتقال ہوا' اور بعض کہتے ہیں کہ جمعرات کے دن ہوا تھا' جب کہ نصف شوال تھا' اور سن ۸۶ھ چھیاسی ہجری تھا' ان کی نماز جنازہ ان کے بیٹے ولید نے جو ولی عہد بھی تھا' پڑھائی' انتقال کے وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی' ابومعشر نے کہا جس کی تائید واقدی نے بھی کی ہے کہ عبدالملک کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی لیکن مدائنی کے بقول اٹھاون سال ہوئی' ان کو جابیہ الصغیر کے دروازہ دفن کیا گیا' ان کی اولاد اور ازواج میں' ولید' سلمان' مروان الاکبر' زوج' زور عائشہ اور ان کی ماں ولادۃ بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن یغیض کا نام تاریخ میں مذکور ہے' ان کے علاوہ دوسری بیویوں سے بھی اولادیں ہوئیں' ان سب کی کل تعداد انیس ہے اور وہ یہ ہیں یزید' مروان الاصغر' معاویہ' درج' ام کلثوم اور ان کی ماں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان' اور ہشام اور ان کی ماں ام ہشام' عائشہ' اور بقول مدائنی بنت ہشام بن اسماعیل المخزومی اور ابوبکر جس کا نام بکار بھی تھا' اور ان کی ماں عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی اور الحکم درج اور ان کی ماں ام ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان الاموی فہیر فاطمہ اور ان کی ماں المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن مغیرہ المخزومی اور عبداللہ ومسلمہ ومنذر' عنبسہ' محمد' سعید الخیر اور حجاج' عبدالملک کی مدت خلافت اکیس سال تھی' جس میں سے نو سال ابن الزبیر کی خلافت کے ساتھ کا مشترکہ زمانہ بھی گزرا' اور تیرہ سال اور ساڑھے تین ماہ ان کا مستقل اور خود اپنا دور خلافت قائم رہا۔ ان کے عہد کے قاضی کا نام ابوادریس الخولانی تھا' اور ان کے کاتب کا نام روح بن زنباع تھا' دربان کا نام یوسف تھا' جو ان کا غلام بھی تھا' بیت المال اور مہر کے انچارج قبیصہ بن ذویب تھے اور پولیس کے سربراہ کا نام ابوالزغیرہ تھا۔ عبدالملک کی بعض دوسری بیویاں شقراء بنت سلمہ بن حلیس الطائی اور علی بن ابی طالب کی ایک بیٹی تھیں جن کے باپ کی ماں بنت عبداللہ بن جعفر تھیں۔

ارطاۃ بن زفر

ابن عبداللہ بن مالک بن شداد بن ضمرہ بن غقعان بن ابی حارثہ بن مرہ بن شبہ بن لخیط بن مرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان الولید الحری جوابن شہید کی کنیت سے مشہور ہے۔اس عورت کی ماں بنت رامل بن مروان بن زھیر بن ثعلبہ بن خدیج بن جشم بن کعب بن عون بن عامر بن عوف یہ بنی کلب کی قیدی تھی اور ضرار بن الازور کے پاس رہی تھی اور پھر زفر کے پاس چلی آئی تھی' وہ حاملہ تھی۔ چنانچہ وہ ارطاۃ کو لے کر زفر کے پاس ہی رہی۔ارطاۃ کی ایک سو تیس برس سے زیادہ عمر ہوئی یہ شریف سردار تھا' سب لوگ اس کا کہنا مانتے.....اور اس کی تعریف کرتے تھے اور نہایت اچھا شاعر بھی تھا۔

اور مدائنی کا یہ بھی کہنا ہے کہ بنی غفقان بن حنظلہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن مرہ بن شبہ میں داخل ہو گئے تھے اور بنی غفقان بن حارثہ بن مرہ کہلانے لگے ابوالولید ارطاۃ بن زفر عبدالملک کے پاس پہنچے تو یہ اشعار ان کو سنائے۔

رأیت المرء تاکل اللیالی کاکل الارض ساقط الحدید

''لیل ونہار کی گردشیں آدمی کو اس طرح کھا جاتی ہیں جس طرح زمین برادے کو''

وما تبعتی المیتة حین تاتی علی نفس ابن ادم بن یزید

''موت جب آتی ہے تو انسانی جان کا تسمہ لگا نہیں چھوڑتی''

واعلم انما ستکر حتی توفی نذرھا بابی الولید

''یاد رکھ کہ موت جب دوبارہ آئے گی تو اس مرتبہ ابوالولید کو نذرانہ میں لے گی''

یہ اشعار سن کر عبدالملک خوف زدہ ہو گئے اور سمجھے کہ ارطاۃ بن زفر نے ان اشعار میں عبدالملک کو ہی مراد لیا ہے اس پر ابوالولید ارطاۃ بن زفر نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین ان اشعار میں میں نے خود اپنے آپ کو مراد لیا ہے' اس پر عبدالملک نے کہا اللہ کی قسم جو تم پر گزرا ہے وہ عنقریب مجھ پر بھی گزرنے والا ہے۔

مطرف بن عبداللہ بن الشخیر

یہ کبار اور بزرگ تابعین میں سے تھے اور عمران بن حصین کے اصحاب میں تھے اور مقبول الدعا بھی تھے۔کہا کرتے تھے' کسی انسان کو عقل سے بہتر کوئی فضیلت نہیں بخشی گئی' اور لوگوں کو ان کی فضیلتوں کے مطابق عقل دی گئی ہے۔وہ فرماتے تھے کہ جس انسان کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے' تو خدا کہتا ہے یہ واقعی میرا سچا بندہ ہے۔ان کا یہ کہنا بھی تھا کہ جب کسی کی عیادت کرنے جاؤ اور تم اس کو اپنے لیے بھی دعا کرتا پاؤ تو سمجھ لو اس کی دعا بارگاہ ایزدی میں ضرور مقبول ہو گی کیونکہ وہ ٹوٹ پھوٹ چکا ہوتا ہے اس لیے وہ جب دعا کرے گا تو رقت قلب سے کرے گا۔جو مقبول ہو گی۔

بانی جامع دمشق

ولید بن عبدالملک کی خلافت

ولید جب اپنے باپ عبدالملک کی تکفین وتجہیز سے فارغ ہوکر باب الجابیہ الصغیر سے واپس آیا تو یہ جمعرات کا دن تھا' اور بعض لوگوں کے کہنے کے مطابق جمعہ کا دن تھا' اور یہ ۸۶ھ شوال کی پندرہ تاریخ تھی۔

تجہیز وتکفین کے بعد ولید گھر میں داخل نہیں ہوا اور منبر پر چڑھ گیا' جامع دمشق کا منبر اس نے اپنے پہلے خطاب کے لیے منتخب کیا' اس نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ تھا' پہلے اس نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہا اور پھر کہا میں اللہ ہی سے امیرالمومنین کی وفات کے صدمات کے لیے استعانت طلب کرتا ہوں اور خلافت جیسی نعمت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں' لوگو! کھڑے ہو اور میری بیعت کرو' جو شخص سب سے پہلے بیعت کے لیے کھڑا ہوا اس کا نام عبداللہ بن ہمام السلولی تھا اور جو اشعار پڑھ رہا تھا۔

اللّٰہ اعطاک التی لا فوق لھا وقد اراد المحلدون عوقھا

''اللہ نے تجھے وہ شے عطا کی جس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں' اور ملحدوں نے تو نافرمانی کا ارادہ کیا ہوا ہے''

عنک ویابی اللہ الا سوقھا الیک حتیٰ قلدوک طوقھا

''یہ لوگ خواہ کچھ ہی کریں مگر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں تیری اطاعت کا طوق ڈلوادے گا''

بہرحال اس کی بیعت کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی۔ واقدی لکھتے ہیں کہ ولید نے خدا کی حمد وثنا کی اور کہا اے لوگو! اللہ نے جو موخر کر دیا ہے اسے کوئی مقدم نہیں کر سکتا اور جو مقدم کر دیا ہے اسے کوئی مؤخر نہیں کر سکتا' اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور موت کے فرشتے' اور مربیین اور متشککین کے ساتھ جو معاملات ہوں گے اور صدیقین وصالحین کے ساتھ جو حسن سلوک ہوگا' اور دشمنان خدا کے ملکوں پر جو عذاب نازل ہوتا ہے' سرحدوں پر جو جنگیں ہوتی ہیں اور دنیاوی امور جو لوگوں کو پیش آتے ہیں' ان سب میں قضائے الٰہی کے فیصلوں کو ہی دخل ہوتا ہے' وغیرہ وغیرہ کا تذکرہ کرنے کے بعد ولید نے لوگوں سے کہا اے لوگو! تم پر میری اطاعت فرض ہے اور جماعت کے ساتھ وابستگی بھی ضروری ہے کیونکہ اکیلے آدمی پر شیطان غالب آجاتا ہے' جس شخص نے ہماری اطاعت کی اس نے اپنی ذات کو بچالیا اور جس نے مخالفت اور سرکشی کی اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا' ولید سخت گیر اور جابر خلیفہ تھا' ولید بظاہر کم گو تھا لیکن کسی امر کے بارہ میں اپنی رائے قائم کرنے میں بہت احتیاط اور ہوشیاری اختیار کرتا تھا' ولید کی سیرت کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ تھی کہ جوانی کی لغزشیں' مثلاً عشق ومحبت کا خیال اس

Marfat.com

کو کبھی نہیں آیا ایک مرتبہ دینی مجلس میں اس نے کہا اگر اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں قوم لوط کا ذکر نہ کرتا تو شاید مردوں کی طرف لوگوں کو رغبت کا خیال بھی عورتوں کو چھوڑ کر نہ آتا' ولید بن عبدالملک دمشق کی مشہور عالم اور خوبصورت ترین مسجد کا بانی مبانی تھا جو دس سال میں بن کر تیار ہوئی اور یہی اس کی مدت خلافت بھی ہے' اس مسجد کی جگہ ایک گرجا بنا ہوا تھا جس کو کنشیاء یوحنا کہتے تھے' جب صحابہ نے دمشق فتح کیا تو اس کے انہوں نے دو برابر حصے کر دیئے ایک حصہ کنشیاء کا جو مشرقی جانب تھا' اس کو مسجد بنا لیا اور غربی جانب کے کنشیائی حصہ کو بحال رکھا' جو ۱۴ھ سے اب تک اسی حال پر تھا' اس کے بعد ولید نے کنشیۂ یوحنا کے بقیہ حصہ کو بھی لے کر مسجد میں شامل کر کے وسیع کرنے کا ارادہ کر لیا' اور اس کے عوض اس نے کنشیۂ مریم کو عیسائیوں کے حوالے کر دیا۔ غرض کہ اس طرح دمشق کی مشہور جامع مسجد تزئین و آرائش کے بعد اپنی تکمیل کو پہنچی۔

۸۷ھ کا آغاز

۸۷ھ میں ولید بن عبدالملک نے ہشام بن اسماعیل کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے چچازاد بھائی اور فاطمہ بنت عبدالملک کے شوہر عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا' عمر بن عبدالعزیز ربیع الاول ۸۷ھ میں تیس اونٹوں کے قافلہ کے ساتھ وارد ہوئے اور مروان کے گھر میں اترے' لوگ ان کے سلام کے لیے حاضر ہوئے' اس وقت عمر بن عبدالعزیز کی عمر پچیس برس تھی' جب وہ ظہر کی نماز پڑھا چکے تو مدینہ کے دس فقہاء کو طلب کیا جن کے نام یہ ہیں' عروہ بن الزبیر' عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ' ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام' ابوبکر بن سلیمان بن خیثمہ' سلیمان بن یسار' قاسم بن محمد' سالم بن عبداللہ بن عمر اور ان کے بھائی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن امر ربیعہ اور خارجہ بن یزید بن ثابت' یہ فقہاء عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امیر سے ان کی سلام علیک ہوئی اور انہوں نے خدا کی حمد و ثناء بیان کی اور عمر بن عبدالعزیز کی بھی مناسب تعریف و توصیف کی' انہوں نے فقہاء سے کہا' میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسے امر کے لیے بلایا ہے جس کا اللہ آپ کو اجر دے گا اور آپ ایک امر حق پر میری معاونت کریں گے' میں ایک معاملہ کو آپ لوگوں کی رائے پر ختم کر دینا چاہتا ہوں' اگر اب لوگوں میں سے کوئی کسی کے اوپر ظلم کرتا ہوا دیکھے یا میرے کسی عامل کو ایسا کرتا ہوا پائے تو مجھ تک اس کی شکایت پہنچائی جائے' تمام فقہاء اس کو دعائیں دیتے ہوئے وہاں سے نکل آئے' ولید بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ ہشام بن اسماعیل کو مروان کے قریب ہی رکھا جائے' ولید کی ہشام کے متعلق بہت بری رائے تھی' اس لیے کہ اس نے اپنی مدت ولایت میں اہل مدینہ کے ساتھ برے سلوک کیے تھے' اس کی مدت امارت چار سال تھی' اس کی یہ برائیاں سعید بن مسیب اور علی بن حسین کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ نمایاں تھیں' لیکن اس کے باوجود سعید بن مسیب نے اپنے بیٹے اور غلاموں سے کہہ دیا تھا' کہ میرے سلسلہ میں کوئی شخص اس کی بابت کچھ نہ کہے' البتہ جہاں تک اس سے بات چیت کا تعلق ہے وہ اس سے کبھی نہیں کروں گا۔ ایک دن علی بن حسینؒ راستہ سے گزر رہے تھے اور ہشام راستہ میں کھڑا ہوا تھا انہوں نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا اور اپنے آدمیوں کو بھی اس سے منع کر رکھا تھا' جب علی بن الحسینؒ ہشام کے قریب سے آگے گزر گئے تو ہشام نے انہیں پکار کر کہا اللہ ہی کو معلوم ہے کون آدمی کس منصب کا اہل ہے۔

Marfat.com

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم پر چڑھائی کر کے وہاں کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا بہت سے قلعے فتح کر لیے' اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسی سال بلاد روم میں جس شخص نے جنگ کی وہ ہشام بن عبدالملک تھا اس نے بولق کا قلعہ فتح کیا پھر اخرم کا قلعہ فتح کیا' خراسان کا دریا فتح کیا اور بولس وقمیقم کے قلعے فتح کیے' اور تقریباً ایک ہزار مستعربہ قتل کیے اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا' اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے بلاد ترک میں جنگ کی اور وہاں کے بادشاہ نیزک سے زرہ کثیرہ پر صلح کر لی' جس کے شرائط میں ایک شرط یہ تھی' کہ اس کے ملک میں جتنے مسلمان قیدی ہیں ان سب کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اسی سال قتیبہ نے بیکند میں جنگ کی لیکن یہاں اس کے مقابلہ میں ترک بڑی تعداد میں جمع ہو گئے اور انہوں نے زبردست ہنگامہ کھڑا کر دیا یہ سب اہل نجاری کی کرتوت تھی جب قتیبہ ان کی سرزمین میں داخل ہوا اہل نجاری نے اہل صغد سے مسلمان فوجوں اور قتیبہ کے خلاف مدد طلب کر لی اور ان کے علاوہ آس پاس کے تمام ترک بھی اس میں شامل ہو گئے' چنانچہ ان سب نے مل کر قتیبہ پر یورش کر دی اور اس کے نکلنے کے تمام راستے مسدود و تنگ کر دیئے جس کی وجہ سے قتیبہ تقریباً دو ماہ گھر کر وہیں رہ گیا' وہ نہ ان کے پاس اپنا سفیر بھیج سکا اور نہ ان کی طرف سے ہی کوئی قاصد قتیبہ کے پاس آیا' حجاج کو بھی قتیبہ اور اس کی فوجوں کی عرصہ تک کوئی خیر خبر نہیں ملی' جس سے اس کو سخت اندیشہ لاحق ہو گیا اور ترکوں کے انبوہ عظیم اور جم غفیر کے سبب مسلمانوں کی زندگی کو خطرہ میں ہونے کے خوف سے سخت تشویش میں مبتلا ہو گیا۔

چنانچہ اس نے مسلمانوں سے مساجد میں دعاء کی درخواست کی اور دوسرے شہروں کے مسلمانوں سے بھی یہی اپیل کی گئی' اس دوران قتیبہ مسلمان فوجوں کے ساتھ روزانہ ہی ترکوں سے معرکہ آرائی کرتا رہا۔ ایک عجمی شریف کو جو تندر کہلاتا تھا' اہل نجاری نے بہت سی دولت دی کہ وہ کسی طرح قتیبہ کے پاس جا کر اس کو ملک چھوڑ کر چلے جانے پر راضی کر لے۔ اس نے کہا یہ تمہارا گورنر جلدی تمہارے خلاف سخت اقدام کرنے والا ہے۔ اگر تم اپنی فوج کو لے کر مرو واپس چلے جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہو گا' قتیبہ نے یہ سن کر اپنے غلام کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا اور قتیبہ کے حکم پر اس کے غلام سیاہ نے اس کی گردن اڑا دی۔ اس سے پہلے تندر نے قتیبہ کے پاس آنے کے بعد تخلیہ کرا لیا تھا۔ اور اب کے اس کے پاس سوائے ضرار بن حصین کے اور کوئی نہ تھا' جب تندر کا ضرار کی موجودگی میں کام تمام ہو گیا تو قتیبہ نے ضرار کو بھی آگاہ کرتے ہوئے کہا دیکھو یہاں میرے اور تمہارے سوا کسی کے علم میں یہ بات نہیں ہے اور کسی نے اس کو قتل ہوتے ہوئے بھی نہیں دیکھا ہے' میں نے خدا سے عہد کیا ہے اگر تم نے اس واقعہ کو جنگ ختم ہونے تک کسی پر ظاہر کیا تو اچھا نہ ہو گا اور تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو اس کا ہوا ہے۔ لہٰذا اپنی زبان بند رکھنا کیونکہ اس راز کے افشاء ہونے سے لوگوں میں اضطراب پھیلے گا' اور اس سے ہمارے دشمن کو تقویت پہنچے گی۔

اس کے بعد قتیبہ کھڑا ہوا اور اس نے لوگوں کو جنگ کے لیے خوب آمادہ کیا اور علم برداروں کو بھی اس نے اسی قسم کی تلقین کی' چنانچہ ترکوں سے زبردست جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر واستقلال سے لڑنے کی ہمت دی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ٹوٹ کر لڑے اور قبل ظہر مسلمان فتح یاب ہو گئے' اور ترکوں کو زبردست شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب بھی کیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل بھی کیا اور بہت سے لوگوں کو جنگی قیدی بنالیا۔ جن کو شہر میں رکھا گیا قتیبہ نے ان کو جب پوری طرح

Marfat.com

سرنگوں کرنے کا ارادہ کیا تو ترکوں نے اس سے صلح کی درخواست کی جس کے عوض سب مال و دولت دینے کا وعدہ کیا' اس پر قتیبہ نے ان سے صلح کر لی اور ایک ایک آدمی انہی کا ان پر تعینات کر کے فوج کو واپسی کا حکم دیا' جب یہ قیدی قتیبہ کی فوج کے ساتھ واپس آ رہے تھے اور ابھی انہوں نے پانچ میل کا فاصلہ ہی طے کیا تھا' کہ انہوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور انہوں نے ان آدمیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا' جو ان پر نگرانی کے لیے مقرر تھے' حتیٰ کہ انہوں نے ان کی ناکیں بھی کاٹ دیں' چنانچہ قتیبہ پھر ان سب کو محاصرہ میں لے کر ان کی ایک ماہ تک اچھی طرح سرکوبی کرتا رہا اور اس نے ان کو سخت اذیتیں دیں حتیٰ کہ وہ پھر مصالحت پر آمادہ ہو گئے' اس مرتبہ ترکوں کی بدعہدی دیکھ کر قتیبہ نے صلح سے انکار کر دیا اور سخت خون ریزی کے بعد پورے علاقہ کو مکمل طور پر فتح کر لیا۔ بہت سو کو قیدی بنا لیا اور بہت کچھ مال و دولت بھی غنیمت میں حاصل ہوا' مسلمانوں کو یہاں مال غنیمت میں جو کچھ ملا اس میں سونے چاندی کے برتن اور سونے کی مورتیاں وغیرہ بھی شامل تھیں' اس میں ایک مورتی چاندی کی تھی' جب اس کو توڑا گیا تو اس میں سے ڈیڑھ لاکھ دینار نکلے' اس کے علاوہ ملک کے متعدد مال خانوں سے بھی بہت سا اسلحہ اور زر کثیر مسلمانوں کو حاصل ہوا' بہت سی قیمتی اشیاء بھی ملیں' یہ تمام واقعات اور فتح سے متعلق جملہ حالات' جب حجاج کو لکھ کر بھیجے گئے' تو اس نے حکم دیا کہ تمہارے لکھنے کے بموجب ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ جتنی دولت اس جنگ میں ہاتھ آئی ہے وہ سب مسلمان فوج میں تقسیم کر دی جائے۔

چنانچہ جب اس پر عمل ہوا تو مسلمان بڑے متمول ہو گئے اور دشمنوں سے لڑنے کے لیے ان کے حوصلے بہت زیادہ بلند ہو گئے' قتیبہ کے ساتھ اس جنگ میں جتنے آدمی تھے وہ سب مال و دولت کے علاوہ اسلحہ اور گھوڑے وغیرہ لے کر بے حد خوش ہوئے اور اس کو انعام خداوندی سمجھا' اس سال عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو بحیثیت امیر مدینہ حج کرایا' اس زمانہ میں مدینہ کے قاضی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم تھے' اور عراق کے علاوہ پورے مشرقی علاقہ پر حجاج بن یوسف گورنر تھے' اور ان کے نائب گورنر بصرہ میں الجراح بن عبداللہ الحکمی تھے اور یہاں کے قاضی عبیداللہ بن آذینہ تھے' کوفہ میں عامل حرب زیاد بن جریر بن عبداللہ البجلی تھے اور یہاں کے قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ الاشعری تھے' اور خراسان کے نائب گورنر قتیبہ بن مسلم تھے' ۸۷ھ میں جن اعیان و اشراف کا انتقال ہوا ان کے نام یہ ہیں:

عتبہ بن عبدالسلمی

جلیل القدر صحابی تھے' حمص میں آئے تھے' روایت ہے کہ وہ بنی قریضہ کے ساتھ معاملہ کے وقت موجود تھے' عرباض کہتے ہیں کہ مجھ سے عتبہ بتایا کرتے تھے کہ وہ مجھ سے بہتر ہیں اور یہ کہ وہ ان سے ایک سال قبل اسلام آئے تھے۔ واقدی وغیرہ نے کہا ہے کہ عتبہ ۸۷ھ میں وفات پا گئے تھے' جب کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا انتقال نوے ۹۰ھ کے بعد ہوا واللہ اعلم۔

ابوسعید بن الاعرابی نے کہا ہے کہ عتبہ بن عبدالسلمی اہل صفہ میں سے تھے' عتبہ بن عبدالسلمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر ایک شخص پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک گناہ کا ارتکاب کرتا رہا ہے تو اللہ اس کو قیامت کے دن ذلیل و رسوا کرے گا۔

عتبہ بن عبدالسلمی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سردی کی شکایت کی تو آپ نے مجھے دبیز کتان کی دو چادریں اڑھا دیں۔ آپ دیکھ رہے تھے کہ میں نے انہیں صحابہ کو اڑھا دیا۔

المقدام بن معدیکرب

جلیل القدر صحابی گزرے ہیں' ان سے احادیث بھی مروی ہیں اور ان سے متعدد تابعین نے بھی احادیث بیان کی ہیں' ابو جعد' الفلاس اور عبیدہ نے کہا ہے کہ ان کا انتقال ۸۷ھ میں ہوا ہے لیکن بعض دیگر صاحبان کا خیال ہے کہ ان کا انتقال ۹۰ھ کے بعد ہوا ہے واللہ اعلم۔

ابواسامہ الباہلی

ان کا اصلی نام صدی بن عجلان تھا' یہ بھی حمص آئے تھے' ان سے بھی احادیث مروی ہیں ''تلقین المیت بعد الدفن'' والی حدیث کے راوی ہیں' اس کو طبرانی نے دعا میں بیان کیا ہے' وفیات میں ان کا ذکر گزرا ہے۔

قبیصہ بن ذؤیب

یہ ابوسفیان الخزاعی المدنی ہیں' عام الفتح میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے پاس نبی ﷺ کو دعا کے لیے لایا گیا' انہوں نے صحابہ کی کثیر جماعت سے احادیث روایت کی ہیں' ان کی آنکھ یوم الحرہ میں ضائع ہوگئی تھی' یہ مدینہ کے فقہاء میں شمار ہوتے تھے' عبدالملک کے دربار میں ان کا مرتبہ تھا' اس کے پاس بلا اجازت پہنچ جاتے تھے' پہلے یہ باہر شہروں سے آئے ہوئے خطوط پڑھتے تھے اور اس کے بعد عبدالملک کے پاس جا کر ان خطوط کے مضامین سے عبدالملک کو باخبر کرتے تھے' یہ عبدالملک کے راز دان بھی تھے' ان کے گھر دمشق میں باب البرید میں تھا' دمشق میں ہی ان کا انتقال ہوا۔

عروہ بن مغیرہ بن شعبہ

یہ حجاج کے عہد میں امیر کوفہ تھے' بڑے شریف اور عقل مند تھے' لوگ ان کا کہنا مانتے تھے' آنکھوں سے بھینگے تھے' ان کا انتقال مکہ معظمہ میں ہوا تھا' مرو کے قاضی بھی تھے' یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن شریف میں نقطے لگائے' یہ عالم و فاضل شخص تھے' ان کے احوال و معاملات کا بہت چرچا تھا۔ ان سے روایتیں بھی منقول ہیں' یہ فصیح ادیب تھے انہوں نے ابوالاسود الدولی سے عربی ادب میں درک حاصل کیا تھا۔

شریح بن الحارث بن قیس القاضی

انہوں نے عہد جہالت بھی دیکھا تھا' حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ قاضی مقرر کیا تھا' جہاں انہوں نے پینسٹھ سال تک عہدۂ قضا کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے' یہ نہایت عالم و فاضل اور عادل باخبر تھے اور اخلاق حسنہ کے مالک تھے' ان میں خوشی مزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی' ان کی چگی داڑھی تھی یعنی رخسار پر بال نہ تھے' صرف ٹھوڑی پر داڑھی کے بال تھے۔ یہی کیفیت عبداللہ بن زبیر کی بھی تھی' اور الاحنف بن قیس اور قیس بن سعد بن عبادہ کی بھی داڑھیاں ایسی ہی تھیں' شریح کے نسب و سن پیدائش میں اختلاف ہے اور سال وفات میں بھی اختلاف ہے' مگر ابن خلکان نے ترجیحی طور پر ۸۷ھ کو سال وفات مانا ہے' مگر میرا کہنا ہے کہ

Marfat.com

قاضی شریح کی سوانح میں گزشتہ سطور کے مطابق جہاں قاضی شریح کے متعلق اور بہت سی باتیں بھی بیان کی گئی ہیں' ان کا سنہ وفات ۷۸ھ ہی درج ہے۔

۸۸ھ کا آغاز

۸۸ھ میں صائفہ کی جنگ ہوئی' جس میں مسلمہ بن عبدالملک اور اس کے بھتیجے العباس بن الولید بن عبدالملک نے حصہ لیا' ان دونوں نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر طوانہ کا قلعہ جمادی الاول ۸۸ھ میں فتح کیا' یہ قلعہ بڑا مضبوط تھا' اس کے قریب بڑی زبردست جنگ ہوئی جس میں بڑا قتل اور خون ریزی ہوئی اس میں مسلمانوں نے نصاریٰ پر زبردست حملہ کر کے شکست سے دوچار کیا اور ان کو گرجا میں گھس جانے پر مجبور کر دیا' اس کے بعد نصاریٰ وہاں سے برآمد ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں پر پلٹ کر ایسا کاری حملہ کر دیا کہ مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے' اور کوئی مسلمان اپنی جگہ کھڑا نہ رہا صرف عباس بن الولید اور ان کے ساتھی ابن محیریز الجمعی وہاں کھڑے رہ گئے' عباس نے ابن محیریز سے کہا یہ رضائے الٰہی کے خواہاں قرآن کے قاری کدھر چلے گئے' عباس نے کہا انہیں آواز دو' ابن محیریز نے کہا اے اہل قرآن واپس آ جاؤ' چنانچہ وہ لوگ واپس آئے اور پھر انہوں نے ایکبارگی ایسا ٹوٹ کر حملہ کیا اور ان کو قلعہ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اور مسلمانوں نے اس کا بھی محاصرہ کر کے بالآخر اس کو فتح کر لیا۔

ابن جریر نے ذکر کیا کہ ۸۸ھ کے ماہ ربیع الاول میں ولید بن عبدالملک کا خط عمر بن عبدالعزیز کے نام آیا جس میں اس نے مسجد نبوی ﷺ کو منہدم کر دینے کو لکھا تھا' اور ساتھ ہی ازواج مطہراتؓ کے حجروں کو بھی گرا دینے اور اس کے بعد مسجد کے قبلہ کی جانب سے نیز ہر چہار طرف سے وسیع کرنے کا حکم دیا گیا تھا' تاکہ مسجد کا رقبہ دو سو ضرب دو سو گز (۲۰۰×۲۰۰) ہو جائے' اور لکھا کہ جو شخص اپنی ملکیت فروخت کرنا چاہے اس سے خرید لی جائے اور اس کو منصفانہ طریقہ پر اس کی قیمت ادا کی جائے' اور پھر اس کو گرایا جائے' اس میں تم کو حضرات عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے سابقہ طریقہ و مثال سے مدد مل سکتی ہے۔

اس خط کے موصول ہونے کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بڑے بڑے صحابہ فقہاء عشرہ اور اہل مدینہ کو جمع کیا اور ان کو ولید کا خط سنایا اس پر اختلاف ہوا اور لوگوں کو یہ امر ناگوار گزرا انہوں نے کہا یہ حجرے نیچی چھتوں کے ہیں ان کی چھتیں کھجور کے تنوں اور شاخوں کی ہیں ان کی دیواریں کچی اینٹوں کی ہیں ان کے دروازے ٹاٹ کے پردے پڑے ہوئے ہیں ان کو بعینہ اور علیٰ حالہ چھوڑ دینا ہی مناسب ہے تاکہ حجاج و زائرین اور مسافران کو اور رسول اللہ (ﷺ) کے گھروں کو دیکھ کر فائدے کے ساتھ عبرت بھی پکڑیں تاکہ وہ دنیاوی زینت و آرائش کی طرف مائل نہ ہوں اور زہد و تقویٰ کی زندگی کی طرف رغبت رکھیں اور بقدر ضرورت سر چھپانے کو معمولی سے مکان میں زندگی بسر کرنے اور فراعنہ اور ان کا سرہ کی طرح اونچے اونچے اور عالی شان محلات و مکانات میں رہائش اختیار کرنے سے گریز کریں' یہ تمام باتیں عمر بن عبدالعزیز نے' جن پر فقہاء عشرہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا' ولید کو لکھ کر بھیج دیں' ولید نے عمر بن عبدالعزیز کا خط موصول ہوتے ہی مسجد کو منہدم کر کے از سر نو تعمیر کرنے کا حکم دے دیا' اور چھتیں اونچی رکھنے کی ہدایات دیں' اس حکم کے موصول ہونے کے بعد عمر بن عبدالعزیز کے لیے مسجد کے انہدام کے سوا کوئی چارہ نہ

Marfat.com

تھا' جب مسجد کا انہدام شروع ہوا تو اشراف واعیان وغیرہ نے چیخنا چلانا شروع کیا اور اسی طرح آہ وبکا لوگوں نے شروع کر دی جیسی رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے وقت کی گئی تھی' غرض کہ مسجد کے قریب جن لوگوں کے مکانات تھے ان کو خریدنا شروع کر دیا اور مسجد کی تعمیر زور شور سے شروع ہوگئی' ولید نے بہت سے کاریگر اور مزدور شام سے مدینہ بھیج دیئے' اور مسجد نبویؐ میں حجرہ نبوی کو شامل کر لیا (یعنی حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو) اور اس طرح قبر رسول اللہ ﷺ بھی مسجد میں داخل ہوگئی' گویا وہ قبر شرق کی جانب سے اور تمام امہات المومنین کی جانب سے آخری حد قرار دی گئی اور یہی حکم ولید کا بھی تھا۔

روایت ہے کہ جب حجرہ نبوی کی شرقی دیوار کو کھودا گیا تو لوگوں کو وہاں قدم نظر آیا' لوگوں کا خیال ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کا قدم مبارک ہے لیکن جب تحقیق کی گئی تو یہ حضرت عمرؓ کا قدم تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ سعید بن مسیبؒ حجرہ عائشہ کو مسجد میں شامل کرنے کے خلاف تھے انہیں اندیشہ تھا' کہ اس طرح قبر مسجد بن جائے گی' واللہ اعلم۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ ولید نے ملک الروم کو مسجد کی تعمیر کے لیے صناع اور کاریگروں کو بھیجنے کی درخواست کی تھی' جس پر اس نے ایک سو کاریگروں اور بہت سے نگینے مسجد نبویؐ کے لیے بھیجے تھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ یہ دمشق کی مسجد کے لیے کیا گیا تھا واللہ اعلم۔

ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ بھی لکھا کہ مدینہ میں فوارہ بھی تیار کیا جائے اور اس کے پانی کے نکاس اور اخراج کا بھی بندوبست کیا جائے' چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے حکم کی تعمیل کی اور نہریں کھدوانے کے علاوہ شاہراہیں وغیرہ بھی بنوائیں اور مدینہ کے باہر سے فوارہ میں پانی پہنچانے کا بندوبست کیا اور فوارہ مسجد کے باہر بنایا گیا' جو دیکھنے میں بہت اچھا لگتا تھا۔

۸۸ھ میں قتیبہ نے الملک الترک کو رنفانوں سے جنگ کی جو چین کے بادشاہ کا بھانجا تھا اس کے ساتھ دو لاکھ جنگ جو فوجی تھے جو تمام اہل صغد اور اہل فرغانہ وغیرہ سے تھے چنانچہ ان سے زبردست جنگ ہوئی اور قتیبہ کے ساتھ ملک الترک نیزک تھا' بہر حال جنگ ہوئی اور قتیبہ نے ان کو شکست دے کر بہت سا مال ودولت بھی غنیمت کے طور پر حاصل کیا اور دشمن کے بہت سے لوگوں کو قیدی بھی بنالیا' اس سال عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج بھی کرایا اور اس کے ساتھ بہت سے قریشی اشراف بھی حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے' جب عمر بن عبدالعزیز تنعیم میں تھے تو ان سے بہت سے لوگوں نے بارش نہ ہونے کے باعث پانی کی کمیابی کی شکایت کی' اس پر عمر بن عبدالعزیز نے صحابہ سے کہا کیا ہم بارش کی دعا نہ مانگیں' چنانچہ سب لوگوں نے بارش کے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں' ابھی وہ دعائیں مانگ ہی رہے تھے' کہ جل تھل ایک ہوگئے اور جب مکہ میں داخل ہوئے تو بارش اور باران رحمت لے کر داخل ہوئے' اتنی زبردست بارش ہوئی کہ سیلاب آ گیا اور اہل مکہ بکثرت بارش سے خوفزدہ ہوگئے' یہی حال مزدلفہ اور عرفات ومنا کا بھی ہوا' غرض کہ اس باران رحمت کے باعث سرزمین مکہ اور آس پاس کے اطراف میں ہر طرف شادابی اور سرسبزی کے آثار نظر آنے لگے' اور یہ سب کچھ عمر بن عبدالعزیز اور دوسرے صالحین صحابہ کی دعا کا اثر تھا۔ اس سال جو اعیان واشراف دنیا سے رخصت ہوئے ان میں عبداللہ بن بسر بن ابی بسر المازنی بھی تھے جو اپنے والد کی طرح صحابی تھے' حمص میں رہے تھے' ان سے تابعین کی ایک جماعت نے بھی روایت کی ہے۔

واقدی نے کہا ہے کہ یہ بزرگ ۸۸ھ ہی میں چورانوے سال کی عمر میں انتقال کر گئے' بعض لوگوں نے اس پر یہ اضافہ بھی

Marfat.com

کیا ہے کہ شام میں انتقال کرنے والے آخری صحابی تھے' حدیث میں ان کے متعلق آتا ہے کہ وہ ایک صدی زندہ رہیں گے' چنانچہ واقعی وہ سو برس زندہ رہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی

یہ لوگ علقمہ بن خالد بن الحارث الخزاعی ثم الاسلمی ہیں' جلیل القدر صحابی ہونے کے ساتھ کوفہ کے صحابہ میں آخری صحابی تھے۔ بخاری کے بقول ان کا سن وفات ۸۸ھ یا ۸۹ھ ہے' لیکن واقدی کے علاوہ متعدد مؤرخین نے ان کی سنہ وفات ۸۶ھ تسلیم کی ہے' یہ سو برس سے تجاوز کر گئے تھے' بعض لوگ کہتے ہیں سو کے قریب پہنچ گئے تھے۔ رحمہ اللہ

ہشام بن اسماعیل

ابن ہشام بن الولید المخزومی المدنی عبدالملک کے سسر اور مدینہ میں اس کے نائب تھے' جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزرا ہے' انہوں نے سعید بن مسیب کو مارا تھا' پھر یہ دمشق آ گئے تھے' اور وہیں ان کا انتقال ہوا' یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے دمشق میں درس قرآن شروع کیا ۸۸ھ ہی میں ان کا بھی انتقال ہوا۔

عمیر بن الحکیم

یہ العنسی الشامی ہیں' ان سے بھی روایت منسوب ہے' شام میں ان کے سوا کوئی شخص نہ تھا جو کھلم کھلا حجاج کی برائی بیان کر سکتا ہو' یہ ابن محیریز ابوالابیض کے متعلق بھی عیب جوئی کرتے تھے۔ ۸۸ھ میں بلاد روم میں طوانہ کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

۸۹ھ کا آغاز

اس سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک اور اس کے بھتیجے العباس نے بلاد روم میں جنگ کی جس میں انہوں نے بڑی زبردست جنگ کی اس میں بہت مخلوق ماری گئی' اور بہت سے قلعے بھی فتح ہوئے جن میں سوریہ' عموریہ اور قموریہ کے قلعے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں' اس جنگ میں مال غنیمت بھی مسلمانوں کو بہت ملا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بھی بنایا گیا تھا۔ اس سال قتیبہ نے صغد' نسف اور کش کے شہروں میں جنگ کر کے غلبہ حاصل کیا' ان شہروں میں ترکوں کے جم غفیر سے مسلمانوں کا واسطہ پڑا لیکن پھر بھی مسلمان ہی فتح یاب اور کامران ثابت ہوئے' لیکن اس جنگ میں کامیابی حاصل کر کے مسلمان وہاں سے رخصت ہوئے تو اہل نجاری سے ان کا سامنا ہو گیا اور ان سے شدید جنگ ہوئی' ان سے یہ لڑائی دو یوم تک شب و زور خرقان نامی مکان مکان کے قریب ہوتی رہی' بالآخر قتیبہ ہی اس جنگ میں کامیاب و کامران رہا جس کے بارہ میں سبار بن توسعہ کہتا ہے:

وباتت لهم منا بخرقان ليلة ۔ وليلتنا كانت بخرقان اطولا

''خرقان میں لڑتے ہوئے ساری رات گزر گئی اور ہماری یہ رات خرقان میں بڑی طویل ہو گئی''

اس کے بعد قتیبہ نے وردان کا رخ کیا جس کو ملک نجاری ذلیل و خوار کیا تھا' لیکن وردان نے قتیبہ کا سخت مقابلہ کیا جس

Marfat.com

کے باعث قتیبہ وردان کو زیر کرنے میں ناکام رہا اور مجبوراً مرو واپس آ گیا' جب حجاج کو اس امر کا پتہ چلا تو اس نے قتیبہ کو لکھا اور اس کو فرار ہونے اور دشمن اسلام کے مقابلہ میں ہزیمت اٹھانے پر نہایت سخت سست کہا اور لکھا کہ مجھے اس شہر کے فوٹو بھیجے جائیں' چنانچہ اس کے پاس اس شہر کے فوٹو بھجوائے گیے' جب فوٹو حجاج کو مل گئے' تو اس نے قتیبہ کو واپس جا کر دوبارہ لڑنے کا حکم دیا اور لکھا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا سے مغفرت طلب کرو۔ اور اس شہر میں فلاں فلاں پوائنٹ سے داخل ہو اور وردان کا مقابلہ کرو' مگر اس پوری کاروائی میں پوری طرح ہوشیار اور محتاط رہنا۔ اس سال ولید بن عبدالملک نے مکہ کی امارت خالد بن عبداللہ القسیری کے سپرد کی' جس نے ایک کنواں ولید کے حکم سے طویٰ کی اور حجون کی گھاٹی میں کھدوایا جس سے نہایت شیریں پانی نکلا' چنانچہ لوگ اس سے خوب سیراب ہونے لگے۔

واقدی نے روایت کیا ہے کہ مجھ سے بنی مخزوم کے غلام نافع نے بیان کیا ہے کہ میں نے خالد بن عبداللہ القسیری کو منبر پر مکہ میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے' اے لوگو! بتاؤ کون شخص بڑا ہے لوگوں کا' خلیفہ یا رسول جوان کی طرف مبعوث ہوا' خدا کی قسم تم خلیفہ اور ابراہیم خلیل اللہ کی فضیلت کا فرق اگر سمجھتے ہو' جنہوں نے ایک کنواں کھودا' تو لوگوں کو کھاری پانی پینے کو ملا اور ہمارے خلیفہ نے کنواں کھدوایا تو اس سے میٹھا پانی لوگوں کو ملا' یعنی وہ کنواں جو طویٰ اور حجون کی گھاٹیوں میں کھدوایا گیا ہے اس کا پانی وہاں سے ایک بڑے مشکیزے میں لا کر زمزم کے پانی کے قریب رکھا جاتا تا کہ لوگ دونوں پانیوں کا نمایاں فرق واضح طور پر محسوس کر لیں۔ اس کے بعد اس کنویں کا پانی زمین سے اتر گیا اور اب کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کنواں کہاں چلا گیا' یہ سند غریب ہے اور یہ کلام کفر کے مترادف ہے' اگر واقعی کہنے والے نے یہ بات کہی' میرے نزدیک عبداللہ کی طرف یہ کلام منسوب کرنا صحیح نہیں ہوتا ہے' اگر واقعی ہے تو وہ خدا کا دشمن قرار پائے گا' کہا جاتا ہے کہ اس قسم کا کلام حجاج بن یوسف کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے' بہر حال اس قسم کا کلام کسی کا بھی ہو کفریہ کلمات پر مشتمل ہے۔

۸۹ھ میں قتیبہ بن مسلم نے ترکوں سے جنگ کی اور وہ آذربائیجان کی طرف باب الابواب تک پہنچ گیا اور بہت سے شہر اور قلعے فتح اس نے فتح کر لیے۔ اس سال عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج بھی کرایا' ہمارے شیخ الذہبی بیان کرتے ہیں اسی سال صقلیہ اور مبروقہ یا مبرقہ بھی فتح ہوئے اور یہ دونوں مقامات جزیرہ صقلیہ اور بلاد اندلس کے مقام خوردہ کے مابین دریا کے کنارے واقع ہیں۔

اسی سال موسیٰ بن نصیر نے اپنے بیٹے کو نقرس کی فتح کے لیے روانہ کیا جہاں پہنچ کر اس نے مزید بہت سے شہر فتح کیے' اس سال جو اعیان و اشراف انتقال کر گئے' ان میں عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر بھی شامل ہیں' جو تابعی تھے اور شاعر تھے' لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زندگی میں دیکھا تھا' اور آپؐ نے ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا تھا' اور زہری نے اس بزرگ سے نسب کی بابت بہت کچھ سیکھا تھا' اس سال جو عمال مقرر تھے وہ وہی تھے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔

Marfat.com

۹۰ھ کا آغاز

اس سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک اور العباس بن الولید نے بلاد روم میں جنگ کی اور دونوں نے متعدد قلعے فتح کر لیے اور رومیوں کی کثیر تعداد موت کے گھاٹ اتار دی' اس جنگ میں انہیں بہت سا مال غنیمت بھی ملا اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قیدی بھی بنالیا' اس جنگ میں رومی خالد بن کیسان صاحب البحر کو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے' جس نے بہت سے تحفے ولید بن عبدالملک کے پاس بھیجے۔ اسی سال ولید نے اپنے بھائی عبداللہ بن عبدالملک کو مصر کی امارت سے معزول کیا اور اس کی جگہ قرۃ بن شریک کو وہاں کا امیر بنا دیا۔ اسی سال محمد بن قاسم نے سندھ کے راجہ داہر بن صعصعہ کو قتل کیا' اس جنگ میں محمد بن قاسم حجاج کی طرف سے اسلامی لشکر کا امیر و سردار بنا کر بھیجا گیا تھا' نیز اس سال قتیبہ نے نجاری شہر کو فتح کیا اور وہاں کی تمام ترک آبادی کو جو دشمن پر کمربستہ تھے' شکست پر مجبور کر دیا' جو واقعات یہاں پیش آئے ان کا ذکر بڑا طویل ہے جس کو ابن جریر نے بیان کیا ہے۔ اسی سال ملک الصفد طرخون نے نجاری کی فتح کے بعد قتیبہ سے سالانہ خراج ادا کرنے کے وعدہ پر صلح کرنا چاہی جس کا قتیبہ نے اثبات میں جواب دیا۔ اسی سال وردان حزاہ نے ترکوں کے ساتھ مل کر قتیبہ پر یورش کرنے کا ارادہ کیا اور قتیبہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا' چنانچہ وردان حزاہ نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا لیکن مسلمانوں نے پلٹ کر وردان خزاہ پر زبردست حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا' اس موقع پر ملک الصفد سے صلح کر کے نجاری اور اس کے قلعوں کو فتح کر لیا' اس کے بعد قتیبہ نے اپنے لشکر کو لے کر اس کے ملک کی طرف واپس چلا جس کی حجاج نے اس کو اجازت دے دی تھی جب وہاں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ صاحب الصفد نے ترکی بادشاہوں سے کہا ہے کہ عرب ڈاکوؤں اور چوروں کی طرح ہیں اگر تم انہیں کچھ دے دو گے تو یہ اسے لے کر واپس چلے جائیں گے' اور قتیبہ بھی اسی نیت سے ترک بادشاہوں کے پاس اپنی فوج لے کر آیا ہے اور اس کا مقصد بھی کچھ وصول کرنا ہے اگر ان سے اس کو کچھ مل جائے گا تو یہ اس کو لے کر واپس چلا جائے گا' اور قتیبہ نہ خود بادشاہ ہے اور نہ کسی بادشاہ پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے۔

قتیبہ کو ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے وہ صلح نامہ توڑ ڈالا جو صاحب الصفد اور قتیبہ کے مابین ہوا تھا' اس پر تمام بادشاہ صاحب الصفد کے ساتھ ہو گئے اور قتیبہ کے خلاف سب متحد اور انہوں نے طے کر لیا کہ آئندہ فصل ربیع قتیبہ سے کر جنگ کی جائے گی' چنانچہ موجودہ فصل ربیع کے موسم میں ان بادشاہوں کے ساتھ زبردست جنگ ہوئی' یہ جنگ اس قدر شدید تھی کہ اس کی مثال نہیں ملتی قتیبہ نے اس جنگ میں ان لوگوں کے ان گنت آدمی مار ڈالے اس فتح کے بعد تمام مفتوحہ علاقوں کو ایک نظام اور ضابطہ میں منسلک کر دیا گیا' جو چار فرسخ کے علاقہ پر مشتمل تھا' اس سے ان سب کی کمر ٹوٹ گئی' اور رہی سہی قوت مدافعت بھی جاتی رہی' غرض کہ ان کی جمعیت ہمیشہ کے لیے منتشر ہو گئی۔

اس سال یزید بن مہلب اور اس کے دونوں بھائی مفضل اور عبدالملک حجاج کی جیل سے فرار ہو گئے تھے' اور سلیمان بن عبدالملک کے پاس پہنچ گئے تھے' جس نے ان کو حجاج سے پناہ دی تھی' اس کی وجہ یہ تھی' کہ حجاج نے ان پر سخت پابندی لگا رکھی تھی اور

Marfat.com

سخت تکالیف میں مبتلا کر رکھا تھا اور ان میں سے اس نے ہر ایک سے چھ لاکھ جرمانہ بھی وصول کیا تھا' ان میں سب سے زیادہ عقوبت برداشت کرنے والا یزید بن مہلب تھا' اور حجاج چاہے کتنا اس پر ظلم کرے وہ اس کی ایک بات نہیں سنتا تھا' اس لیے حجاج مغلوب الغضب ہو جاتا تھا' کسی شخص نے حجاج سے کہا کہ یزید بن المہلب کی پنڈلی میں بھالے کا نشان زخم میں ہنوز باقی ہے اور جب اس میں کوئی چیز لگتی ہے تو وہ بے قرار ہو کر چیخنے پر مجبور ہو جاتا ہے' حجاج نے کہا اس جگہ مزید چرکے لگائے جائیں' اس پر یزید مزید چیخا اور چلایا اور جب اس کی بہن ہند بنت المہلب جو کہ حجاج کی بیوی تھی' نے سنا اور یزید کی چیخ و پکار کی آواز اس کے کانوں میں پہنچی تو وہ بہت روئی اور آہ و بکا کی' اس پر حجاج نے ہند کو طلاق دے دی' اس کے بعد ان سب کو جیل بھیج دیا' ایک روز حجاج رات کو لشکر کا معائنہ کرنے نکلا' کچھ کرد بھی اس کے ساتھ تھے' اس نے یہاں رکھے ہوئے قیدیوں پر کچھ نگران چوکیدار بھی مقرر کر رکھے تھے' جن کے لیے کھانا تیار ہو رہا تھا' رات کے وقت جب کھانا کھانے اور کھلانے کا بندوبست ہو رہا تھا' یزید بن مہلب باورچی کا روپ بھر کر اور سفید داڑھی لگا کر' اس کی دڑاھی کسی باورچی کی داڑھی سے ملتی تھی' اس لشکر گاہ سے باہر نکلنے پر کامیاب ہو گیا مگر وہاں سے نکلتے ہوئے کسی آدمی کو اس پر شبہ ہو گیا اس نے حجاج کو مطلع کیا' مگر اس دوران وہ اپنے دونوں بھائیوں مفضل اور عبدالملک کو اپنے ساتھ شام لے جانے اور ساحل تک پہنچ کر کشتیوں میں سوار ہو جانے میں کامیاب ہو گیا۔

جب حجاج کو ان باتوں کا علم ہوا اور ان تینوں کے فرار ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ اس سے بہت پریشان ہوا اور اس وہم میں مبتلا ہو گیا کہ شاید یہ لوگ خراسان چلے گئے ہیں اس لیے اس نے قتیبہ بن مسلم کو لکھا اور ان کی آمد سے محتاط رہنے اور ضروری نگرانی کرنے اور پیش بندیاں کرنے کی ہدایات دیں' اور سرحدی امراء کو بھی ان کی گرفتاری وغیرہ کے لیے احکامات جاری کیے' اور امیر المومنین کو بھی ان کے فرار ہونے کی اطلاع دی اور لکھا کہ وہ خراسان کے سوا اور کہیں نہیں گئے ہوں گے' اس کو خاص طور سے یزید ابن مہلب کے متعلق اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ بھی خروج کر کے ابن الاشعث کا کردار ادا نہ کرے اور لوگوں کو اپنے گرد جمع نہ کر لے' لیکن یزید بن مہلب وغیرہ سنگریزوں سے پر وادی سے گزر کر جہاں تک پہنچے تھے' وہاں گھوڑے ان کے لیے تیار تھے جو اس کے بھائی مروان بن مہلب نے بھیجے تھے' اور آج کے دن کے لیے تیار رکھے تھے' چنانچہ وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے' اور ایک شخص عبدالجبار بن یزید کی راہنمائی میں شام کی طرف چل پڑے' اس بات کی اطلاع حجاج کو دو دن کے بعد ملی کہ یزید بن مہلب شام کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔

چنانچہ اس نے ولید کو لکھا اور تمام حالات سے اس کو مطلع کیا' اس دوران یزید بن مہلب اپنے بھائیوں کے ہمراہ اپنے سفر پر گامزن رہا اور بالآخر اردن میں وہیب بن عبدالرحمٰن الازدی کے گھر جا پہنچا' وہیب سلیمان بن عبدالملک پر بڑا مہربان تھا چنانچہ وہ اس کے پاس پہنچا اور اس سے بولا کہ یزید اور اس کے دونوں بھائی میرے مکان میں ہیں وہ حجاج کے خلاف تمہاری پناہ میں آ رہے ہیں' سلیمان نے وہیب سے کہا جاؤ تم انہیں میرے پاس لے آؤ وہ میری پناہ میں ہوں گے اور اس وقت تک مامون و محفوظ رہیں گے جب تک میں زندہ ہوں' وہیب بن عبدالرحمٰن الازدی واپس چلا گیا اور ان تینوں کو سلیمان بن عبدالملک کے پاس لے آیا' سلیمان نے ان سب کو پناہ دے کر اپنے بھائی ولید کو لکھا کہ میں نے آل المہلب کو پناہ دی ہے اور ان کے پاس سے لیے ہوئے

Marfat.com

حجاج کے تین لاکھ میرے پاس موجود ہیں' اس خط کے جواب میں ولید نے سلیمان کو لکھا کہ خدا کی قسم میں یزید بن المہلب کو اس وقت تک پناہ نہیں دوں گا جب تک تم اسے میرے پاس بھیج نہ دو گے' سلیمان نے اس کا جواب دیا نہیں' خدا کی قسم میں نہیں بھیجوں گا تاوقتیکہ میں خود اس کو لے کر تمہارے پاس نہ پہنچوں' اور کہا اے امیر المومنین کیا آپ میرے جوار اور مہمان کے بارہ میں مجھے رسوا اور ذلیل کرنا چاہتے ہیں' اس پر ولید نے سلیمان کو لکھا' خدا کی قسم آپ ہرگز اس کے ساتھ نہ آئیں اور اس کو مجھ پر بھروسہ کر کے میرے پاس بھیج دیں' یزید نے اس موقع پر سلیمان سے کہا آپ مجھے ولید کے پاس بھیج دیں' میں آپ دونوں میں اپنی وجہ رنجش عداوت پیدا نہیں کرانا چاہتا' آپ مجھے اس کے پاس بھیج دیں اور اپنے بیٹوں کو بھی میرے ساتھ بھیج دیں اور ایک خط شگفتہ عبارت میں اس کو لکھیں۔

چنانچہ سلیمان نے ولید کے پاس یزید بن المہلب کو اپنے بیٹے ایوب کے ہمراہ بھیج دیا اور اپنے بیٹے کو روانہ کرتے وقت ہدایت کی کہ جب تم ولید کی دہلیز میں داخل ہو تو میرے خط کو زنجیر پہن کر ولید کو دینا' چنانچہ جب ولید نے بھتیجے کو اس حلیہ میں دیکھا تو کہا خدا کی قسم سلیمان نے تو حد کر دی اس کے بعد ایوب نے اپنے باپ کا خط ولید کو دیا اور کہا چچا جان میں آپ پر قربان ہو جاؤں میرے باپ کی ذمہ داری کو ٹھیس نہ لگنے دیجیے گا' اور مجھے بھی ان مہمانوں کی سلامتی وتحفظ کے بارہ میں مایوس نہ کیجیے گا' اس کے بعد ولید نے سلیمان کا خط پڑھا جس میں لکھا تھا:

''امابعد! یا امیر المومنین میں سمجھتا ہوں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو پناہ نہیں دی جو آپ کا مخالف اور دشمن ہو' بلکہ میں نے ایسے لوگوں کو پناہ دی ہے جو سمیع اور مطیع ہیں اور جن کے اندر اسلام کے لیے مصائب برداشت کرنے کا جذبہ وحوصلہ ہے' مجھے امید ہے کہ آپ ان کے لیے میری ذمہ داری اور پناہ دینے کی توہین وتذلیل نہیں کریں گے بلکہ اس کی قدر کریں گے' امیر المومنین! خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میری اور آپ کی بقاء کب تک ہے میں نے جو کچھ کیا ہے اس میں آپ کی خیر خواہی اور خیر سگالی کو مدنظر رکھا ہے اور رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھا ہے' مجھے پوری امید ہے آپ میری خاطر یزید سے درگزر کریں گے اور جو کچھ اس سلسلہ میں آپ سے طلب کیا ہے اس کا احسان بھی مجھ پر ہوگا''۔

جب ولید نے سلیمان کا خط پڑھا تو کہا سلیمان نے ہمیشہ ہمارے ساتھ شفقت کی ہے اور اس کے بعد اپنے بھتیجے کو اپنے قریب بلایا' اس موقع پر یزید بن المہلب نے بھی گفتگو کی اس نے کہا:

''اے امیر المومنین! آپ کی تکالیف وآلام کو ہم اپنی تکالیف وآلام سمجھتے ہیں آپ کا وقار اور عزت ہمیں دل وجان سے زیادہ عزیز ہے' ہم نے مشرق ومغرب' شمال وجنوب ہر جگہ آپ کی اور آپ کے خاندان کی خیر وبھلائی کے لیے مصائب وآلام کو انگیز کیا ہے اور آپ کے دشمنوں سے انتقام لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے' آپ کے احسانات ہم پر اتنے عظیم ہیں کہ ہم ان کے بوجھ سے کبھی اپنی گردن نہیں اٹھا سکتے''۔

ولید نے یزید کی زبان سے یہ کلمات سن کر اس کو بیٹھنے کا حکم دیا اور اس کو امن وسلامتی کا مژدہ سنایا اور اس کو سلیمان کے پاس واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی سلیمان کے لیے بہت سے قیمتی تحفے بھی بھیجے' اور حجاج کو بھی خط لکھا اور اس میں تاکید کی کہ یزید کے ساتھ

کوئی سختی نہ کی جائے' اور جو کچھ اس سے مال وغیرہ کا مطالبہ کیا جارہا ہے اس کو بھی معاف کیا جائے' اس پر حجاج نے یزید بن مہلب سے تعرض کرنا ہی چھوڑ دیا' اور رقم کے مطالبہ کو بھی نظر انداز کر دیا۔ حتیٰ ابی عیینہ بن المہلب پر ایک لاکھ درہم کی واجب الادا رقم بھی معاف کر دی' اس کے بعد یزید بن المہلب حجاج کی وفات تک سلیمان بن عبدالملک کے پاس ہی مقیم رہا' حجاج کا انتقال ۹۵ھ میں ہوا جس کے بعد ولید نے بلاد عراق کا والی وحکمران یزید بن المہلب کو بنا دیا' اس سنہ میں جن بزرگوں کا انتقال ہوا وہ یہ ہیں:

بتاذوق الطبیب

طبیب حاذق تھے' فن طبابت میں ان کی متعدد تصانیف ہیں' حجاج کے دربار میں ان کا بڑا مرتبہ تھا' ۹۰ھ کے قریب واسط میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اسی سنہ میں عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ ابوالعالیہ ریاحی اور سنان بن سلمہ بن المحبق جوان سب سے بہادر تھے' کا بھی انتقال ہوا' موخرالذکر یوم الفتح پر ایمان لائے تھے' غزوہ ہند میں شریک ہوئے تھے' اسی سنہ میں محمد بن یوسف ثقفی کا بھی انتقال ہوا جو حجاج بن یوسف ثقفی کا بھائی تھا' یہ یمن کا امیر تھا' اور منبر پر حضرت علیؓ پر لعنت بھیجتا تھا' کہا جاتا ہے اسی نے حجر المندری کو بھی حضرت علیؓ پر لعنت بھیجنے کا حکم دیا تھا' جس کے جواب میں اس نے کہا تھا' جو علیؓ پر لعنت بھیجے اس پر اللہ لعنت بھیجے اور جس پر اللہ لعنت بھیجے اس پر ہزار لعنت' کہا جاتا ہے اس کے پیٹ میں اس لعنت کے سبب زخم ہوگئے تھے۔

خالد بن یزید بن معاویہ

یہ ابوہاشم الاموی الدمشقی بھی کہلاتے ہیں' ان کا مکان دمشق میں دارالحجارۃ کے نزدیک تھا' یہ عالم وشاعر تھے علم کیمیا سے متعلق کئی چیزیں ان سے منسوب ہیں' علوم طبیعہ کا بھی ان کو علم تھا' انہوں نے اپنے باپ اور دحیہ الکلبی سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے الزہری وغیرہ نے۔ زہری کا کہنا ہے کہ خالد اکثر وبیشتر روزے رکھتے تھے' وہ جمعہ' سنیچر اور اتوار کو عام طور پر روزہ سے رہتے تھے' بالفاظ دیگر وہ نیر تہوار کے دنوں میں روزے رکھنے کے عادی تھے' مثلاً جمعہ کے دن کہ وہ مسلمانوں میں عید کا دن ہے' سنیچر کے دن کہ وہ یہودیوں میں عید کا دن ہے اور اتوار کے دن کے وہ عیسائیوں میں یوم العید ہے۔

ابوزرعہ الدمشقی نے کہا ہے خالد اور اس کا بھائی معاویہ قوم کے عمدہ لوگوں میں سے تھے اور خلافت کے لیے اپنے بھائی معاویہ بن یزید کے بعد انہی کا نام زبان پر آتا تھا' اور مروان کے بعد انہی کو ولی عہد مقرر کیا گیا تھا لیکن یہ اس کو راس نہ آیا اور مروان اس کی ماں کا شوہر تھا' اس کے چند اقوال یہ ہیں۔

سب سے قریب چیز موت ہے۔

اور سب سے بعید آرزو۔ اور سب سے اچھی خواہش عمل ہے' بعض شعراء نے اس کی تعریف میں اشعار کہے ہیں:

سألت الندا والجود حران انتما فردا وقالا اننا لعبید

''میں نے دولت وعطا سے جو کہا تم آزاد ہو' تو انہوں نے جواباً کہا ہم آزاد کہاں ہیں ہم تو غلام ہیں''

فقلت ومن مولا کما فتطاولا علی وقالا خالد بن یزید

Marfat.com

''میں نے کہا تمہارا آقا کون ہے تو دیر تک مصر رہے اور کہنے لگے وہ خالد بن یزید ہے''

اس پر خالد نے شاعر کو ایک لاکھ درہم عطا کئے خالد بن یزید بن معاویہ حمص کے امیر تھے اور یہی وہ شخص ہے جس نے حمص کی جامع مسجد بنوائی تھی' اس کے پاس چار سو غلام اس کام کے لیے مامور تھے' جب یہ کام ختم ہوا تو اس نے ان سب غلاموں کو آزاد کر دیا' خالد حجاج سے کبیدہ خاطر رہتا تھا' یہی وہ شخص تھا جس نے عبدالملک کو اس وقت اشارتاً کہا تھا' جب حجاج نے بنت جعفر سے نکاح کیا تھا' کہ وہ اس کو طلاق دے دے تو حجاج نے طلاق دے دی تھی' جب خالد کا انتقال ہوا تو ولید اس کے جنازہ میں شریک تھا اور اس نے اس کی نماز بھی پڑھی تھی' ایک زمانہ میں خالد کمزور ہو کر پیلا پڑ گیا تھا اس پر عبدالملک نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے اسے کچھ نہیں بتایا لیکن کچھ دنوں بعد عبدالملک کو معلوم ہو گیا کہ خالد مصعب بن زبیر کی بہن رملہ کی محبت میں گرفتار ہے' چنانچہ عبدالملک نے خالد کے لیے اس کا رشتہ طلب کیا تو رملہ نے کہا وہ پہلے اپنی بیویوں کو طلاق دے' اس پر خالد نے ان کو طلاق دے دی تو رملہ سے نکاح ہوا۔ اس نے اس کے متعلق بھی اشعار کہے تھے' اس کی وفات ۹۰ھ میں ہوئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۸۴ھ میں ہوئی ہے' لیکن پہلی تاریخ صحیح ہے۔

عبداللہ بن زبیر

ابن سلیم الاسدی الشاعر ابوکثیر جو ابوسعید بھی کہلاتا تھا' ایک روز عبداللہ بن زبیر کے پاس آیا اور ان کی تعریف و توصیف بیان کی مگر انہوں نے اس شاعر کو کچھ نہ دیا تو اس نے جل کر کہا خدا اس اونٹنی پر لعنت کرے جو مجھے تیرے پاس لے کر آئی ہے' اس پر ابن الزبیر نے کہا ہاں اور اس کے سوار پر۔ کہا جاتا ہے ان کا انتقال حجاج کے زمانہ میں ہوا۔

۹۱ھ کا آغاز

اور اس کے واقعات

۸۱ھ میں مسلمہ بن عبدالملک اور اس کے بھتیجے عبدالعزیز بن الولید نے جنگ کی تیاریاں شروع کیں' موسم گرما کی ان جنگی تیاریوں کے سلسلہ میں مسلمہ نے بلاد الترک کا رخ کیا اور مارچ کرتا ہوا آذربائیجان کی جانب سے الباب تک پہنچ گیا اور مدائن کے علاوہ بہت سے قلعے اس نے فتح کر لیے' ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو جزیرہ اور آذربائیجان کی گورنری سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو وہاں کا والی و حاکم بنا دیا۔

اس سنہ میں موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب پر چڑھائی کر کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا اور وہ ان ملکوں میں اندر تک گھستا چلا گیا' حتیٰ کہ وہ دور دراز کی آبادیوں اور بستیوں تک پہنچ گیا' جہاں ایسے محلات و مکانات تھے جو بالکل غیر آباد پڑے تھے وہاں اس نے اس ملک کی نعمتوں اور مال و دولت کے عظیم آثار و نشانات دیکھے جو ہر طرف نظر آ رہے تھے' جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کے باشندے کس قدر خوش حال و متمول تھے لیکن یہ سب ہلاک ہو چکے تھے' اور کوئی ان کے متعلق بتانے والا نہ تھا۔

Marfat.com

قتیبہ بن مسلم کے لیے یہ ملک ایک جولانگاہ تھا' جہاں کے ترک باشندوں نے پچھلے سال بدعہدی کر کے فصل ربیع میں لڑائی چھیڑ کر اپنے لیے مصائب پیدا کر لیے تھے اور قتیبہ کے مقابلہ میں انہوں نے سب نے مل کر یہ عہد کیا تھا کہ جب تک وہ قتیبہ کو اس خطہ سے نکال نہ دیں گے چین سے نہ بیٹھیں گے قتیبہ نے بھی ان کو کچل کر رکھ دیا اور ان کے تمام عزائم خاک میں ملا دیئے اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور جو کچھ صلح کرتے وقت ان لوگوں سے طے ہوا تھا اس کو بھی ختم کر دیا اور کفار سے جدال وقتال کے قتل ان کو ذلیل وخوار کر کے کیفر کردار کو پہنچایا گیا' اس کے بعد قتیبہ نے ملک الترک الاعظم نیزک خان کا تعاقب شروع کیا اور ایک اقلیم سے دوسری اقلیم تک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اور ایک کمین گاہ سے دوسری کمین گاہ تک اس کو چھان مارا' غرض کہ اسی طریقہ پر اس کا پیچھا جاری رہا حتیٰ کہ اس کو ایک قلعہ میں تلاش کر لیا گیا اور دو ماہ تک مسلسل اس کا محاصرہ جاری رہا یہاں تک کہ نیزک خان کے پاس خوراک کا جمع شدہ ذخیرہ ختم ہو گیا اور نیزک خان اور اس کے ساتھی بھوک سے ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور قتیبہ نے ان کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا' تو نیزک خان قتیبہ کے پاس ذلیل وخوار ہو کر امن وپناہ کی درخواست لے کر آیا' قتیبہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور حجاج کو اس کے بارہ میں مطلع کیا' چالیس دن کے بعد حجاج کا حکم آیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے' اس پر قتیبہ نے اپنے تمام امراء واعیان کو جمع کر کے ان سے مشورہ طلب کیا ان میں اس معاملہ میں اختلاف پیدا ہوا ایک نے کہا اس کو قتل کر دیا جائے دوسرے نے کہا قتل نہ کرو۔

بعض امراء نے کہا کہ تم نے خود سے عہد کیا تھا کہ اگر تم اس پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو اس کو قتل کر دو گے' اور اب تم کو اللہ نے اس پر قابو بخشا ہے' قتیبہ نے یہ سن کر جواب دیا اگر میری عمر کے تین لمحات کلمے کہنے کے لیے باقی ہیں تو میں کہتا ہوں اس کو قتل کر دو' اس کو قتل کر دو' اس کو قتل کر دو' چنانچہ نیزک خان اور اس کے سات سو ساتھی اگلے دن صبح کو قتل کر دیئے گئے اور قتیبہ نے اس کے تمام اسباب واموال' گھوڑے' بیٹے اور عورتیں اور دیگر بہت سی قیمتی اشیاء اپنے قبضہ میں لے لیں۔

اس کے علاوہ اس سال اور بہت سے شہر فتح ہوئے' اس کے بعد قتیبہ طائقان کی طرف بڑھا جو بہت بڑا شہر تھا اور اس میں متعدد قلعے اور علاقے بھی شامل تھے۔ اس جنگ میں اس نے بعض ایسے قلعوں پر بھی قبضہ کیا' جو عورتوں اور مال واسباب سے بھرے ہوئے تھے' جن میں سونے چاندی کے برتن بھی تھے' اس کے بعد قتیبہ بن مسلم نے فاریاب کی طرف کوچ کیا جس میں بہت سے شہر اور چھاؤنیاں موجود تھیں' قتیبہ کو داخل ہوتا دیکھ کر اس ملک کا بادشاہ قتیبہ کے پاس مطیع ہو کر حاضر ہوا' یہاں قتیبہ نے اپنا ایک عامل مقرر کر دیا اور خود جوزجان کی طرف بڑھا اور اس علاقہ کو بھی اس کے حکمران سے حاصل کر کے یہاں بھی اپنا عامل مقرر کیا اور پھر بلخ کی طرف کوچ کیا اور بلخ میں داخل ہونے کے بعد ایک دن وہاں قیام کیا اور وہاں سے نکل آیا اور بغلان کے نیزک خان کا قصد کیا۔

نیزک خان نے مقابلہ کا ارادہ کیا اور اپنے لشکر کے پڑاؤ کے لیے اس گھاٹی کے دھانہ کا انتخاب کیا جو اس کے ملک میں داخل ہونے کا راستہ تھا' اور اس گھاٹی کے دھانہ پر ایک زبردست قلعہ تھا جس کو شمسیہ کہتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی' کہ یہ قلعہ بہت بلند وبالا' مضبوط اور نہایت وسیع تھا' قتیبہ کے پاس الروب خان جو روسب خان اور سمنجان کا بادشاہ تھا آیا اور اس نے قتیبہ سے اس شرط پر امان چاہی کہ وہ قلعہ کا راستہ بتائے گا قتیبہ نے اس کو پناہ دے کر اپنے آدمیوں کو اس کے ہمراہ قلعہ تک بھیجا' وہ رات کو

Marfat.com

وہاں پہنچے گا اور وہاں جنگ وجدل کے بعد بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور باقی لوگ بھاگ گئے اور قتیبہ گھاٹی میں داخل ہو گیا' اور سمنجان میں بھی جو ایک بڑا شہر تھا داخل ہوا' قتیبہ نے یہیں قیام کیا اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو اس علاقہ کے بادشاہ نیزک خان کے تعاقب میں روانہ کیا اور ایک بڑا لشکر اس کے ساتھ کر دیا' چنانچہ عبدالرحمٰن اس کے پیچھے چلا اور اس کو بغلان میں جا کر گھیر لیا اور وہاں دو ماہ محاصرہ کیے رہا' حتیٰ کہ اس کے پاس کھانے پینے کی رسد ختم ہو گئی قتیبہ نے اپنے پاس سے ایک قاصد کو ترجمان بنا کر بھیجا اس ترجمان کا نام ناصح تھا اور اس سے کہا تم نیزک خان کو لے کر میرے پاس آؤ اور اگر تم اس کو نہ لا سکے تو تمہاری گردن اڑا دوں گا' قتیبہ نے اس ترجمان کے ساتھ بہت سے تحفے تحائف بھی اور عمدہ کھانے بھی بھیجے۔

چنانچہ ترجمان نیزک خان کے پاس پہنچا اور اس کو کھانے وغیرہ پہنچائے اس کھانے پر نیزک خان کے تمام آدمی ٹوٹ پڑے' یہ لوگ سخت بھوک میں تھے' نیزک خان کو ترجمان نے امان بخشی اور غداری نہ کرنے کا حلف اٹھایا اور نیزک خان اور اس کے سات سو ساتھیوں وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر قتیبہ کے پاس آیا اور یہاں پہنچ کر ان سب نے قتیبہ سے امان چاہی جو قتیبہ نے منظور کر لی اور ان کے ملکوں پر اعمال مقرر کر دیئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال امیر المومنین ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج بھی کرایا اور جب وہ مدینہ کے قریب پہنچا تو عمر بن عبدالعزیز نے اشراف واعیان مدینہ سے کہا کہ وہ امیر المومنین سے ملاقات کریں' چنانچہ جب وہ لوگ آئے تو ولید بن عبدالملک نے ان لوگوں کو خوش آمدید کہا اور ان کے ساتھ احسانات کئے' اور جب وہ مدینۃ النبیؐ کے اندر داخل ہوا تو اس کے لیے مسجد نبوی خالی کر دی گئی' اور وہاں کوئی شخص بجز سعید بن المسیب کے موجود نہ تھا' اور کسی کی جرأت بھی نہ تھی کہ ان کو وہاں سے نکال سکے۔ اس وقت ان کے جسم پر جو کپڑے تھے وہ پانچ درہم کے بھی نہ تھے' لوگوں نے ان سے کہا اے شیخ اب مسجد سے نکل جایئے' امیر المومنین آنے والے ہیں' انہوں نے جواب دیا خدا کی قسم میں نہیں نکلوں گا' اتنے میں ولید مسجد میں داخل ہوا اور مسجد میں گھوم پھر کر جگہ جگہ نماز پڑھنے لگا اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا عمر بن عبدالعزیز نے کہا میں نے کوشش کی کہ امیر المومنین کو سعید بن مسیب کی جگہ نہ لے جاؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر ان کی نظر پڑ جائے' مگر وہ قریب پہنچ ہی گئے' اور کہنے لگے کیا یہی سعید بن المسیب ہیں؟ میں نے کہا ہاں یا امیر المومنین یہ ضعیف البصر ہیں' یہ میں نے بطور معذرت کے سعید بن المسیب کے لیے کہہ دیا تھا' اس پر ولید نے کہا ہمارا حق ہے کہ ہم ان کے پاس جائیں' جب ولید ان کے پاس پہنچا اور سلام کیا تو سعید بن المسیب اس کے لیے کھڑے نہیں ہوئے۔ اس کے بعد ولید نے کہا' شیخ کیا حال ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا الحمد للہ خیر ہے' امیر المومنین کیسے ہیں؟ ولید نے جواب دیا ''بخیر والحمد للہ وحدہ'' اسکے بعد ولید وہاں سے واپس آ گیا اور عمر بن عبدالعزیز سے کہا یہ عوام کے فقیہہ ہیں؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہاں یا امیر المومنین' لوگ بیان کرتے ہیں۔

اس روز ولید نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیا اور پہلے خطبہ میں بیٹھا رہا دوسرے میں کھڑا ہوا گیا' اور پھر کہا حضرت عثمانؓ نے ایسے ہی خطبہ دیا' پھر اتر آیا اور اہل مدینہ میں بہت سا سونا تقسیم کیا اور مسجد نبوی پر اس طرح کا دبیز دیبا کا غلاف چڑھایا جیسا کہ کعبہ پر چڑھایا تھا اور جو اس کے ساتھ تھا۔

Marfat.com

اس سال جس شخص کا انتقال ہوا اس کا نام السائب بن یزید بن تمامہ ہے' ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا' اس وقت السائب کی عمر سات سال تھی' یہ بخاری کی روایت ہے اور اس کو واقدی نے بھی تسلیم کیا ہے' یہ ۳۶ھ میں پیدا ہوئے تھے' اور ۹۱ھ میں وفات پا گئے تھے' بعض لوگوں نے ۸۶ھ اور بعض نے ۸۸ھ مانا ہے واللہ اعلم۔

سہل بن الساعدی

جلیل القدر صحابی اور مدنی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ان کی عمر پندرہ برس تھی یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو حجاج نے بولنے اور پبلک میں زبان کھولنے سے منع کر رکھا تھا' تا کہ لوگ ان کی آراء اور مشورں سے مستفید نہ ہو سکیں' یہ لوگ سہل بن الساعدی کے علاوہ انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما تھے' واقدی کا بیان ہے یہ آخری شخص ہیں جن کا مدینہ میں سو برس کی عمر میں ۹۱ھ میں انتقال ہوا۔

محمد بن سعد نے کہا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور بخاری وغیرہ نے ان کا سنہ وفات ۸۸ھ بتایا ہے واللہ اعلم۔

۹۲ھ کا آغاز

اس سال سلمہ اور اس کے بھتیجے عمر بن الولید نے بلاد روم میں جنگ کا آغاز کیا اور بہت سے قلعے فتح کر لیے اور کافی مال غنیمت حاصل کیا اور رومی بھاگ کر اپنے ملک کی آخری سرحدوں پر چلے گئے' موسیٰ بن نصیر کے غلام طارق بن زیادہ نے اندلس کے شہروں میں بارہ ہزار فوج سے لڑائی کا آغاز کیا تو اس کے مقابلہ کے لیے وہاں کا بادشاہ آرذیقون نکل کر میدان میں آ گیا' اور بڑے تام جھام اور تزک واحتشام کے ساتھ آیا اس کی سواری کے ساتھ اس کا تخت بھی موجود تھا' اور سر پر تاج بھی' طارق نے اس کو شکست دے کر فرار ہونے پر مجبور کر دیا اور جو کچھ اس کے لشکر کے پاس تھا' وہ بھی بطور مال غنیمت ملا جس میں تخت وغیرہ بھی شامل تھا۔ غرض کہ اندلس کے بہت سے شہروں پر طارق کا قبضہ ہو گیا۔

ذہبی نے بیان کیا ہے کہ طارق بن زیاد طنجہ کا جو بلاد مغرب کا آخری حصہ ہے' امیر تھا' اور موسیٰ بن نصیر کا غلام تھا اور ساتھ ہی اس کا نائب بھی تھا۔ اس کو جزیرہ خضراء کے مالک نے خط لکھا اور اس سے اپنے دشمن کے خلاف مدد طلب کی' چنانچہ طارق اندلس کے جزیرہ میں زقاق کی سمت میں داخل ہو گیا لیکن فرنگیوں کے باہمی جدال وقتال کو بہت غنیمت سمجھ کر اندلس کے اندرونی علاقوں میں گھس گیا اور موسیٰ بن نصیر کو فتح کی خوشخبری سنائی' مگر موسیٰ کو اس کی اس انفرادی کامیابی سے حسد پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے ولید کو اس فتح کی خوشخبری تو سنائی لیکن اس فتح کو اس نے اپنی طرف منسوب کیا اور طارق بن زیاد کو دھمکی آمیز خط لکھا کہ اس نے اس کی اجازت کے بغیر ایسا قدم کیوں اٹھایا اور اس کو حکم دیا کہ وہ اس وقت تک آگے نہ بڑھے جب تک وہ وہاں خود نہ پہنچ جائے اور پھر تیزی کے ساتھ اپنی فوج لے کر اندلس میں داخل ہو گیا اس کے ساتھ حبیب بن ابی عبیدہ الفہری بھی تھا' موسیٰ کئی سال رہا اور بلاد اندلس کی فتوحات میں لگا رہا اور بہت سے شہر اور کثیر مال ودولت حاصل کرتا رہا' اس نے لوگوں کو قتل کرایا اور عورتوں اور بچوں کو

Marfat.com

قیدی بنالیا' اس کو غنیمت میں اتنا مال و دولت ملا جس کی کوئی حد نہ تھی' سونے چاندی کے برتن' اثاث البیت' اور نہایت قیمتی گھوڑے اور خچروں کے علاوہ بکثرت دیگر قیمتی اشیاء بھی اس کے ہاتھ آئیں' غرض کہ بچے کھچے تمام اندلسی علاقوں اور بڑے بڑے شہروں پر اس کا قبضہ ہوگیا۔ اس کے علاوہ بلاد روم کے شہروں اور قلعوں میں سوسند کا قلعہ بھی مسلمہ اور اس کے بھتیجے عمر بن الولید کے ہاتھ لگا اور یہ دونوں فتح کا جھنڈا لہراتے ہوئے خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گئے' اس سال قتیبہ بن مسلم نے شومان' کش اور نسف کو بھی فتح کیا اور جب اہل فریاب نے اس میں رکاوٹ ڈالی تو قتیبہ نے آگ لگوادی' قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو ساز و سامان سے آراستہ و تیار کر کے صغد کی طرف روانہ کیا اور وہاں کے بادشاہ طرخون پر چڑھائی کرنے کے لیے کہا۔ عبدالرحمٰن نے طرخون خان سے بہت سے مال کے عوض صلح کرلی اور اپنے بھائی قتیبہ کے پاس واپس آ گیا جو نجاری میں مقیم تھا۔ اور پھر مرو واپس آ گیا جب طرخون نے عبدالرحمٰن سے صلح کی اور وہاں سے چلا آیا تو اہل صغد جمع ہوئے اور انہوں نے طرخون خاں سے کہا تم نے بزدلی دکھائی ہے اور عبدالرحمٰن کو جزیہ دیا ہے تم بوڑھے ہوگئے ہو اب ہمیں تمہاری ضرورت نہیں اور اس کو معزول کر کے اس کے بھائی غورک خان کو اپنا سردار بنالیا اور پھر اہل صغد نے سرکشی کر کے عبدالرحمٰن سے کیا ہوا عہد و پیمان بھی توڑ دیا جس کا حال آگے آئے گا۔

اسی سال قتیبہ نے بجستان میں ملک الترک رتبیل سے جنگ کا آغاز کیا' چنانچہ جب قتیبہ رتبیل کے علاقہ میں داخل ہوا تو اِس کے قاصد صلح کرنے اور اس کے عوض بہت سا مال دینے کے لیے گفتگو کرنے کی نیت سے قتیبہ سے آ کر ملے' جو مال ان لوگوں نے صلح کی شرط کے بطور پیش کیا اس میں زر نقد کے علاوہ گھوڑے' غلام' عورتیں اور علاقہ کے بادشاہوں کی بیٹیاں بھی شامل تھیں' جب یہ سب چیزیں قتیبہ کے پاس پہنچ گئیں تو صلح ہوگئی۔

اس سال عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج بھی کرایا' جو اس وقت مدینہ کے نائب گورنر تھے۔

اس سال جو بزرگ وفات پاگئے' وہ مالک بن اوسؓ بن الجعدان النضیری اور ابوسعید المدنی ہیں۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے' بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ زمانہ جاہلیت میں گھوڑسواروں میں تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھا تھا' ان کے بارہ میں محمد بن سعد کہتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' لیکن ان کی حدیث یاد نہیں کی تھی' لیکن ابن معین اور بخاری اور ابوحاتم اس امر کے قطعی منکر ہیں' وہ کہتے ہیں ان کی صحبت رسولؐ صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

ان کا انتقال اسی ۹۲ھ میں ہوا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے قبل ہوا' واللہ اعلم۔

طویس المغنی

ان کا نام عیسیٰ بن عبداللہ ابوعبدالمنعم المدنی تھا۔ یہ بنی مخزوم کے غلام تھے۔ اپنے ہنر میں مہارت رکھتے تھے' دراز قد تھے اور سکہ ڈھالنے کا کام کرتے تھے' آنکھ سے بھینگے تھے' اور منحوس سمجھے جاتے تھے' کیونکہ جس دن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اس دن ان کی پیدائش ہوئی تھی اور ان کا دودھ جس دن چھڑایا گیا اس دن حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی۔ جس دن حضرت عمرؓ کا قتل ہوا اس دن یہ بالغ ہوئے اور جس دن حضرت عثمانؓ قتل ہوئے اس دن ان کی شادی ہوئی' جس دن حضرت حسین ابن علیؓ شہید ہوئے ان

Marfat.com

کے یہاں اس دن لڑکا پیدا ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس دن حضرت علیؓ شہید ہوئے اس دن ان کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔

ابن خلکان وغیرہ نے لکھا ہے ان کا انتقال ۹۲ھ میں بیاسی سال کی عمر میں سوید میں ہوا۔ جو مدینہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے۔

اخطل

شاعر تھے' ان کی شاعری میں آمد بہت تھی' یہ اپنے ہم عصر شعراء سے شعر گوئی میں سبقت لے گئے تھے۔

۹۳ ہجری

اس سن میں مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم کے اکثر و بیشتر قلعے فتح کر لیے' جن میں چند خاص قلعوں کے نام یہ ہیں:

حصن الحدید' قلعہ غزالہ اور قلعہ ماسہ وغیرہ' اسی سال عباس بن ولید نے سمطیہ فتح کر لیا اور اسی سال مروان بن ولید نے روم پر دھاوا بولا اور خجرہ تک پہنچ گیا۔ اور اسی سال خوارزم شاہ نے قتیبہ کو صلح کی دعوت دیتے ہوئے لکھا کہ وہ اس کو اپنا شہر مدائن دے دے گا۔ اور اس کے علاوہ بہت سا مال اور غلام بھی اس کو دے گا۔ بشرطیکہ وہ اس کے خوارزم بھائی سے لڑ کر اس کو شکست دے دے اور اس کو اس کے حوالہ کر دے' اس لیے کہ اس نے زمین میں فتنہ و فساد پھیلا دیا ہے اور لوگوں پر زیادتی کی ہے۔

خوارزم کے بھائی کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کسی کی بات نہیں سنتا تھا۔ اور جس کسی امیر کے پاس مال' غلام' عورتیں اور بچے دیکھتا تھا وہ اس سے طلب کر لیتا تھا۔ قتیبہ نے اپنی فوج بھیج کر خوارزم شاہ کی مدد کی۔ اور خوارزم شاہ نے بھی اپنی شرط کے مطابق جو اس نے طلب کیا وہ دے دیا۔ اور خوارزم شاہ کے بھائی کے خلاف قتیبہ نے اپنی فوج لڑنے کے لیے بھیج دی جس نے شدید قتال کے بعد خوارزم کے بھائی کو گرفتار کر لیا اور اس کے چار ہزار فوجیوں کو بھی قیدی بنا لیا۔ قتیبہ نے قیدیوں کے بارہ میں گردن زنی کا حکم دے دیا۔ جس کے مطابق ایک ہزار قیدی اس کے سامنے قتل کیے گئے۔ ایک ہزار سیدھے ہاتھ کی جانب' ایک ہزار بائیں ہاتھ کی جانب اور ایک ہزار اس کے پیچھے کی طرف قتل کر دیئے گئے۔ تاکہ اس سے ترک دشمنوں کو خوف زدہ اور مرعوب کیا جا سکے۔

فتح سمرقند

جب قتیبہ بن مسلم بلاد روم کی فتوحات سے فارغ ہوا تو اس نے وطن واپسی کا ارادہ کیا تو اس کے بعض امراء نے اس سے کہا اہل صغد نے اس سال تم کو امن کا موقع دیا ہے۔ تم ان پر اسی وقت کامیاب ہوتے جب ان کو تم بے خبری میں اچانک جا پکڑتے ہو' ورنہ مشکل ہے۔ قتیبہ نے اس امیر سے کہا' کبھی ایسی بات تم نے کسی اور سے بھی کہی ہے' اس نے کہا' اگر تم کسی اور سے ایسی بات کرو گے' تو تمہاری گردن اڑا دے گا۔ اس کے بعد قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم کو بیس ہزار فوج دے کر سمرقند کی طرف روانہ کیا اور بقیہ فوج قتیبہ خود لے کر اس سے جا ملا۔

جب ترکوں نے اس کی آمد کی خبر سنی تو انہوں نے اپنے بہترین صاحبان شکوہ امراء و ملوک کو جمع کر کے قتیبہ کے مقابلہ کے

Marfat.com

لیے رات کو نکلنے کے لیے کہا' تا کہ مسلمانوں پر رات ہی کو حملہ کر دیا جائے۔ جب یہ خبر قتیبہ کو ملی تو اس نے اپنے بھائی صالح کو چھ سو بہادر سورماؤں کا جتھہ دے کر حکم دیا کہ وہ ترکوں کو راستہ ہی میں جا پکڑے۔ چنانچہ وہ لوگ اسی مقصد کے پیش نظر چل پڑے اور راہ میں رک گئے۔ اور پھر تین ٹکڑیوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور جب شب کا اندھیرا اچھی طرح پھیل گیا تو قتیبہ کے بھائی کی فوج نے ترکوں کو للکارا اور ایک دم ان پر ٹوٹ پڑے اور ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ ترکوں میں سے صرف تھوڑے ہی آدمی زندہ بچ پائے۔ صالح کی فوج نے ترکی فوج کے بہت سوں کے سر کاٹ لیے اور ان کا سارا مال لوٹ لیا اور جو اسلحہ اور سونا اور قیمتی سامان ان کے ہمراہ تھا وہ بھی لوٹ لیا' ترک فوج کے بعض لوگ آپس میں یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ تمہارا مقابلہ اس مقام قتیبہ کی سوار فوج سے ہوا ہے۔ آج ان کے حملے کے سامنے ہمارے سورما اور بڑے بڑے بہادر ٹھہر نہ سکے۔ بہر حال قتیبہ نے وہ سارا مال غنیمت' جس میں سونا اور ہتھیار اور قیمتی اشیاء شامل تھیں' سب اپنے ان فوجیوں میں تقسیم کر دیا جنہوں نے اس حملہ میں حصہ لیا تھا۔ اور اسکے بعد وہ صغد کے سب سے بڑے شہر سمرقند کے قریب مارچ کرتا ہوا پہنچ گیا۔ شہر کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی منجنیقوں کا رخ سمرقند کی طرف پھیر دیا اور ان کے شہر پر گولہ باری کی۔ اور اسکے ساتھ اہل صغد سے سخت قتال بھی شروع ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر صغد کے بادشاہ غورک خاں نے قتیبہ کو کہلا بھیجا کہ تم مجھ سے لڑنے کے لیے میرے گھر والوں اور میرے لوگوں کو چڑھا کر لائے ہو۔ اگر ہمت ہے تو عربوں کو ساتھ لے کر لڑو۔

یہ سن کر قتیبہ آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے عجمیوں کو عربوں سے علیحدہ کر کے عرب بہادروں کو عمدہ اسلحہ سے لیس کر کے شہر پر چڑھائی کا حکم دیا' جنہوں نے شہر پر زبردست حملہ کیا اور منجنیقوں سے شہر پر گولہ باری جاری رکھی' جس کے باعث سب کچھ ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا اور غورک خاں کی ساری تدبیریں شہر کو بچانے کی ناکام ثابت ہوئیں۔ غورک خاں کی فوج کے ایک شخص نے بلندی پر کھڑے ہو کر قتیبہ کو گالیاں دینی شروع کیں تو ایک مسلمان فوجی نے ایک تیر اس کی آنکھ میں ایسا مارا کہ آر پار ہو گیا اور اس کی آنکھ کو پھوڑ کر تیر باہر نکل گیا۔ اور فوراً ہی وہ شخص مر گیا۔ قتیبہ نے اس تیر انداز کو دس ہزار دیئے۔ اتنے میں رات کی تاریکی پھیل گئی۔ اور جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے پھر منجنیقوں سے کام لیا جس سے سخت نقصان پہنچایا۔ مسلمان منجنیقوں پر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مسلسل اہل شہر کو بھی اپنے تیروں کا نشانہ بنایا۔ اس پر ترکوں نے قتیبہ سے کہا آج تم واپس چلے جاؤ۔ ہم کل تم سے صلح کر لیں گے۔ قتیبہ واپس آ گیا اور اگلے دن اس نے تین لاکھ سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس سال وہ اس کو تیس ہزار غلام دیں گے جن میں نہ کوئی بچہ ہو گا نہ بوڑھا نہ عیب دار۔

ایک روایت میں دس ہزار غلاموں کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے مورتیوں کے زیورات اور آتش کدوں کے قیمتی سامان حوالے کرنے کا بھی وعدہ کیا تھا۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ وہ شہر سے لڑنے والوں کو ہٹا لیں گے اور قتیبہ اگر چاہے تو وہاں مسجد بنا لے اور لوگوں سے خطاب کرنے کے لیے اس میں منبر بھی رکھوا لے۔ اور دن کا کھانا کھا کر باہر نکل جائے۔ ان سب باتوں کو قتیبہ نے قبول کر لیا۔ چنانچہ جب قتیبہ شہر میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ چار ہزار بہادر لوگ تھے۔ وہ شہر میں داخل ہوا اس نے وہاں مسجد بنوائی' اور اس میں ایک منبر بھی رکھوایا اور خطبہ دیا' کھانا کھایا اور پھر بتوں اور مورتیوں کے قریب آیا اور ان کو اس نے اپنے ہاتھ سے اوپر

Marfat.com

نیچے رکھا' جس نے ایک قلعہ کی شکل اختیار کرلی۔اس کے بعد قتیبہ نے ان سب مورتیوں اور بتوں کے ڈھیر میں آگ لگانے کا حکم دیا۔اس پر وہاں کھڑی ہوئی پبلک جس میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے' دھاڑیں مار مار رونے لگے۔اس دوران ایک مجوسی نے مورتیوں میں آگ لگنے کا منظر دیکھا تو اس نے کہا ان میں ایسے قدیم بت ہیں کہ جو کوئی ان کو جلائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔اور ملک غورک بھی نکل آیا اور اس نے قتیبہ کو اس فعل سے منع کیا اور قتیبہ کو مخاطب کر کے کہا۔میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔اس کے بعد قتیبہ کھڑا ہوا اور اس کے ہاتھ میں شعلہ نار تھا۔اس نے کہا دیکھو میں آگ لگاتا ہوں اور اپنے ہاتھ سے ان مورتیوں اور خاص بت کو نذر آتش کرتا ہوں' دیکھو تم سب مل کر میرا کیا بگاڑتے ہو۔اور پھر کھڑے ہو کر اس نے اللہ اکبر کہا اور اس بت کو آگ میں جھونک دیا۔اور جب وہ جل چکا تو اس میں سے تقریباً پچاس ہزار مثقال سونا برآمد ہوا۔اور جو مال غنیمت قتیبہ کو اس موقع پر ہاتھ لگا' اس میں ایک کنیز بھی تھی جو یزدجر کی بیٹی تھی۔اس نے اس کنیز کو بطور تحفہ ولید کے پاس بھیج دیا' جس سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔پھر قتیبہ نے اہل سمرقند کو مخاطب کرتے ہوئے کہا' میں تم لوگوں سے اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا جس پر میری تم سے صلح ہوئی ہے لیکن میری فوج کے کچھ حصہ کا یہاں رہنا ضروری ہے یہ سن کر غورک خاں وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔اور قتیبہ نے قرآن پاک کی وہ آیت تلاوت کی جس کا مطلب یہ ہے۔''اور اللہ نے عاد اولیٰ کو ہلاک کر دیا اور ثمود کو اور کسی کو باقی نہ چھوڑا'' اس کے بعد قتیبہ وہاں سے مرو کو کوچ کر گیا۔اور سمرقند میں اپنے بھائی عبداللہ بن مسلم کو اپنا نائب مقرر کر گیا اور اس کو نصیحت کر گیا کہ کسی مشرک کو سمرقند کے گیٹ میں بلا ہاتھ پر مہر لگائے اندر نہ آنے دینا اور اس کے ہاتھ پر صرف مہر کی مٹی ہی باقی رہنا چاہیے۔اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کو قتل کر دینا' اور اگر کسی کے ہاتھ میں تلوار' چھری یا اور کوئی لوہے کی دھار چیز دیکھو تو اس کو اسی سے قتل کر دینا اور دروازہ بند کرتے وقت اگر ان میں سے کسی کو وہاں کھڑے موجود پاؤ تو اس کو بھی قتل کر دینا۔

کعب الاشعری نے اس سلسلہ میں چند اشعار کہے ہیں:

کل یوم یحوی قتیبة نهباً وزید الاموال مالاً جدیداً

''قتیبہ ہر روز جبراً قبضہ کر لیتا ہے اور مال و دولت میں نیا اضافہ کرتا جاتا ہے''

روخ الصغر بالکتائب حتی ترک الصغر بالعراء قعوداً

''اس نے اہل صغد کو اپنے لشکر سے ذلیل کر دیا ہے حتیٰ کہ ان کو کھلے میدان میں یوں ہی بیٹھا چھوڑ دیا ہے''

تولید یبکی لفقر ابیه واب موجع یبکی الولیدا

''بیٹا باپ کے کھونے پر ماتم کرتا ہے اور باپ غمزدہ ہو کر بیٹے کو روتا ہے''

کلما حل بلدة او اتاها ترکت خلیله بها احذودا

''جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے گھوڑے وہاں کی سرزمین کو روند ڈالتے ہیں''

اس سال موسیٰ ابن نصیر نے اپنے غلام طارق کو اندلس کی امارت سے معزول کر دیا تھا حالانکہ اس نے ہی اس کو طلیطلہ شہر کو فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا' جہاں اس نے حضرت سلیمان بن داؤد کا مشہور دسترخوان یا کھانے کی میز دیکھی' جس پر انواع و اقسام

Marfat.com

کے سونے' چاندی کی بہت سی اشیاء تھیں' جن کو طارق نے ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ مگر اس کے اس تک پہنچنے سے پہلے اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اس کی جگہ اس کا بھائی سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہو چکا تھا۔ چنانچہ مائدہ سلیمان علیہ السلام سلمان بن عبدالملک کو ملا جس کا تذکرہ ہم آگے چل کر مناسب مقام پر کریں گے۔ اس میں ایسی ایسی چیزیں شامل تھیں جن کو دیکھ کر عقل حیران ہوتی تھی۔ موسیٰ بن نصیر نے اپنے غلام کی جگہ اپنے بیٹے عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کو اب عامل وحاکم بنا دیا تھا۔ اس سال موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب میں اپنی فوجیں بھیج کر ہر طرف پھیلا دیں اور بہت سے شہر جزیرۂ اندلس کے مثلاً قرطبہ اور طنجہ فتح کر لیے گئے۔ اس کے بعد موسیٰ بہ نفس نفیس اندلس کے مغرب میں روانہ ہوا اور اس نے ماجہ اور البیھاء کے علاوہ اور بہت سے شہر اور علاقے فتح کیے' اور کافی قصبات اور دیہات پر بھی قبضہ کر لیا۔

وہ جب کسی شہر یا علاقہ کا رخ کرتا' اس کو فتح کیے بغیر واپس نہیں کرتا تھا۔ اس نے بہت سے فوجی یونٹ اندلس کے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں پوری طرح تیار کر کے روانہ کیے۔ چنانچہ اس کے بھیجے ہوئے یہ فوجی یونٹ ایک ایک شہر اور ایک ایک علاقہ کو فتح کرتے جاتے تھے اور مال غنیمت حاصل کرتے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ عورتوں اور بچوں کو قیدی بھی بنا لیتے تھے۔ موسیٰ بن نصیر جب غربی اندلس سے واپس آیا تو اس کے پاس بے شمار مال غنیمت اور بے حساب تحفے تھے۔

اس سال افریقہ میں سخت قحط پڑا اور یہاں کے باشندے شدید خشک سالی اور قحط کا شکار ہو گئے تو موسیٰ بن نصیر ان کو نماز استسقاء پڑھانے کے لیے باہر نکلا اور نماز ودعا میں سب مشغول رہے حتیٰ کہ دن نکل آیا۔ اور موسیٰ بن نصیر نے منبر سے اترنا چاہا تو اس سے لوگوں نے کہا' کیا امیر المومنین کے لیے آپ دعا نہ مانگیں گے۔ اس نے جواب دیا اس کا یہ موقع نہیں ہے۔ ابھی وہ یہ کلمات زبان سے ادا کر ہی رہا تھا کہ باران رحمت جوش میں آئی اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی' جس سے لوگوں کی کھیتیاں لہلہا اٹھیں اور معاشی حالت بہتر ہو گئی۔

اس سال عمر بن عبدالعزیز نے خبیب بن عبداللہ بن زبیر کے پچاس کوڑے بھی ولید کے حکم سے لگوائے اور سخت سردی میں ان کے سر پر ٹھنڈا یخ پانی بھی ڈلوایا اور ان کو مسجد کے دروازہ پر کھڑا کرا دیا تھا۔ جہاں اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خبیب کی موت کے بعد عمر بن عبدالعزیز سخت خوف زدہ رہنے لگے تھے۔ اور جب کبھی کوئی شخص آخرت کی بشارت دیتا تھا تو وہ کہتے تھے کیا کہتے ہو' خبیب میرے راستہ میں ہیں اور پھر نامراد بیوہ عورت کی مانند گریہ وزاری کرنے لگتے تھے۔ اور جب لوگ ان کی تعریف وتوصیف میں کچھ کہتے تھے تو کہتے تھے اگر میں خبیب کی وجہ سے پکڑ میں نہ آؤں تو سمجھ لو خیر ہے ورنہ نہیں۔ وہ مدینہ کے حکمران تھے اور خبیب کے کوڑے لگنے کے واقعے تک رہے۔ مگر ہمیشہ ملول واداس اور غمگین رہے اور عبادت کے ساتھ گریہ وزاری میں زندگی گزاری لیکن اس حزن وملال اور سخت خوف نے ان کی زندگی کو یکسر بدل دیا تھا اور وہ پہلے سے زیادہ عدل وانصاف' صدقہ وخیرات' غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

اسی سن میں حجاج بن یوسف کے عم زاد بھائی محمد بن قاسم نے دیبل اور سندھ کے دوسرے شہر فتح کیے۔ حجاج نے جب محمد بن

قاسم کو ہندوستان کی مہم پر بھیجا تھا' اس وقت اس کی عمر صرف سترہ برس تھی چنانچہ وہ اپنی فوجوں کی قیادت کرتا ہوا راجہ داہر کے مقابلہ کے لیے میدان میں آ گیا۔ داہر کی فوج میں اس وقت بڑے جنگجو اور بہادر لوگ تھے۔ ستائیس منتخب اور چیدہ ہاتھی بھی تھے۔ بہر حال جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو گھمسان کا رن پڑا اور داہر اور اس کی فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اور مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے ہندوؤں کا تعاقب کر کے ان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد محمد بن قاسم کیرج اور برہا کو فتح کرنے کے لیے آگے بڑھا اور بہت سا مال غنیمت اور بے شمار دولت اور زر و جواہر لے کر لوٹا۔

اس عہد میں بنی امیہ کے سر میں جہاد کا سودا سمایا ہوا تھا۔ اور ان کا اس کے سوا کوئی شغل ہی نہ تھا وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مشرق و مغرب اور بحر و بر میں پھیل گئے تھے۔ ان کی فتوحات نے چار دانگ عالم میں کفار و مشرکین کے قلوب میں مسلمانوں کا رعب اور اسلام کی عظمت و سطوت کا سکہ رواں دواں کر دیا تھا۔ مسلمان اللہ کے فضل سے جدھر بھی رخ کرتے تھے' میدان پر میدان مارتے چلے جاتے تھے۔ دشمن ان کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر یا ہتھیار ڈال کر صلح کر لینے پر مجبور ہو جاتے تھے یا جنگ کرتے تھے تو شکست ان کا مقدر ہوتی تھی' اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ مسلمان اعلاء کلمۃ اللہ کے مقصد سے اور ظلم و جبر کے استیصال کے لیے نکلتے تھے' اور ان کی فوج میں اکثر و بیشتر صحابہ و تابعین اور صلحاء و متقین شامل ہوتے تھے' اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد فرماتا تھا اور کامیابی و فتح سے ہمکنار کرتا تھا۔

قتیبہ بن مسلم بلاد اتراک کو فتح کرتے ہوئے چین کی سرحد تک پہنچ گیا' جہاں پہنچ کر اس نے وہاں کے بادشاہ کو بلایا۔ وہ غریب خوف زدہ ہو گیا اور اس نے بہت سے تحفے تحائف اور بیش قیمت اشیاء بطور نذرانہ اس کے پاس بھیجیں۔ غرض کہ ہر ملک اور ہر علاقہ کے لوگ اس سے اس قدر خائف ہو گئے تھے کہ باوجود یکہ ان کے زبردست فوجیں تھیں' مگر قتیبہ بن مسلم کا نام ہی اس کے مقابلہ میں آتے ہوئے گھبراتے تھے اور خراج ادا کرنے پر راضی ہو جاتے تھے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر فتوحات کا سلسلہ جاری رہتا اور حجاج بھی کچھ دنوں زندہ رہتا تو مسلمانوں کی فوجیں چین سے واپس نہ آتیں۔ لیکن جب حجاج کا انتقال ہو گیا تو فوجیں چین کی سرحد سے واپس بلا لی گئیں اور پھر اس کے بعد قتیبہ بھی قتل ہو گیا۔ جس کو بعض مسلمانوں نے قتل کیا تھا۔ مختصر یہ کہ ایک طرف مسلمہ بن عبدالملک بن مروان' اور امیر المومنین کا بیٹا ولید اور اس کے دو بھائی بلاد روم کی فتوحات میں مشغول رہے اور شام کی فوجوں کے ساتھ ادھر ادھر کے معرکوں میں مصروف رہے' حتیٰ کہ وہ فتوحات کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک جا پہنچے' اور وہاں پہنچ کر انہوں نے ایک شاندار جامع مسجد کی بنیاد ڈالی' جس کو دیکھ کر فرنگیوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا اور مسلمانوں کی شجاعت اور بسالت کے کارناموں سے ان کے دل پر رعب و خوف بیٹھ گیا۔ اور دوسری طرف محمد بن قاسم ہند کے شہروں میں فتوحات کا غلغلہ بلند کر رہا تھا اور عراق کی فوجوں کا لوہا منوا رہا تھا۔ اور تیسری طرف موسیٰ بن نصیر بلاد مغرب میں اپنے مجاہدانہ کارناموں کے باعث اسلام کا نام روشن کر رہا تھا۔

اب ان تمام فتوحات کے باعث یہ تمام علاقے شرک و بت پرستی کے دائرہ سے نکل کر خدائے وحدہ لاشریک کے سچے دین کے آغوش میں آ چکے تھے' اور شام و مصر' عراق و یمن بلاد ترک' بلاد مغرب اور ماوراء النہر کے علاقے اب لا الہ الا اللہ کی پر کیف آواز

Marfat.com

سے گونج رہے تھے۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے دل میں ہجرت کے بعد ہی اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ بیدار ہو چکا تھا اور اسلامی فتوحات کی داغ بیل حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے دور ہی میں بڑھ چکی تھی اور ہجرت کے بعد ہی مسلمانوں نے اللہ کے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لیے جو جہاد شروع کیا تھا اس کو اولین عروج بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں ملا۔ لیکن رفتہ رفتہ اس میں اتار چڑھاؤ شروع ہوا اور جذبہ جہاد جب سرد پڑنا شروع ہوا تو بلادِ مغرب میں اولاً فرنگیوں نے پھر ابھرنا شروع کیا۔ اور انہی علاقوں میں جہاں مسلمان بڑے زور و شور سے آگے بڑھے تھے' اسلام کے نام لیواؤں کے تفرقہ و انتشار کے باعث دشمنان اسلام کو غلبہ و فوقیت کا ملنا شروع ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں بلاد مغرب میں مسلمانوں کا پہلے زوال شروع ہوا حتیٰ کہ فاطمین کی حکومت بھی دیار مصر و شام میں کمزور پڑ گئی' اور فرنگی وہاں غالب آ گئے اور انہوں نے شام اور فلسطین پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر مسلمانوں کو موقع عنایت کیا' اور بنی ایوب اور نور الدین زنگی کے ہاتھوں پھر اس علاقہ میں مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ اور انہوں نے پھر ان علاقوں میں اسلامی حکومت قائم کر لی' جس کا ہم آگے ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

اسی سال ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کی امارت سے علیحدہ کیا' جس کا سبب یہ تھا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کو لکھا کہ حجاج اہل عراق پر بڑے مظالم کر رہا ہے' اور وہاں کے باشندے اس کے ظلم و جور سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ یہ بات حجاج کے کانوں میں پڑ گئی' اس نے ولید کو لکھا کہ عمر بن عبدالعزیز کا ضبط و نظم بڑا کمزور ہے' اس لیے کسی سخت آدمی کو مدینہ کی گورنری پر مقرر کیا جائے جو حرمین شریفین کا معقول انتظام کر سکے۔ ولید نے عثمان بن حیان کو مدینہ کا اور خالد بن عبداللہ القسری کو مکہ کا والی مقرر کر دیا' اور وہی کیا جو حجاج چاہتا تھا۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز شوال میں مدینہ سے نکل آئے اور سویداء میں مقیم ہو گئے اور عثمان بن حیان نے ماہ شوال ختم ہونے سے دو یوم قبل مدینہ کا چارج لے لیا۔

اس سال عبدالعزیز بن ولید نے لوگوں کو حج کرایا جو بزرگ صحابہؓ وغیرہ اس سنت میں وفات پا گئے' ان کے نام یہ ہیں:

انس بن مالکؓ

ابن النضر بن ضمضم بن زید بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار' ابوحمزہ اور بعض کے نزدیک ابوتمامہ الانصاری خادم و صاحب رسول اللہ ﷺ تھے' ان کی والدہ کا نام ام حرام ملیکۃ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام تھا' جو ابی طلحہ زید بن سہل الانصاری کی زوجہ تھیں۔

انس بن مالکؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کافی حدیثیں بیان کیں ہیں اور وہ اہم علوم سے واقف تھے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور ابن مسعودؓ وغیرہ سے بھی انہوں نے روایات بیان کی ہیں' اور خود ان سے تابعین نے روایات بیان کی ہیں۔

انسؓ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میں دس برس کا تھا۔ اور جب آپ انتقال فرما گئے' تو میری عمر بیس سال تھی۔ ثمامہؓ کہتے ہیں' کسی نے انسؓ سے دریافت کیا' کیا آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے جواب میں کہا' میں جنگ بدر سے کہاں غائب ہو جاتا' تیری ماں نہ رہے' انصاری نے کہا' جنگ بدر میں یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کر رہے تھے۔

Marfat.com

ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج المتری نے بیان کیا ہے کہ یہ بات اصحاب المغازی میں سے کسی نے بیان نہیں کی ہے' میں نے کہا وجہ ظاہر ہے کہ انہوں نے بحیثیت غازی کے بعد کو ہی شرکت کی ہوگی۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ان کی ماں اور ایک روایت کے مطابق ان کے چچا ابوطلحہ جو ان کی ماں کے شوہر تھے' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو لے کر آئے تھے' ان کی ماں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو پیش کرتے ہوئے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ یہ سمجھ دار انس ہے' آپ کی خدمت کرے گا' میں نے انس کو آپ کو بخش دیا ہے۔ اور آپؐ نے قبول فرمالیا۔ میں نے آپؐ سے عرض کیا' یا رسول اللہؐ آپؐ اس کے لیے دعا کیجیے۔ تو آپؐ نے اس کے لیے دعا کی ''اے اللہ تو انس کو کثیر مال و اولاد دے اور جنت میں داخل کر''۔

حضرت انس بن مالکؓ سے یہ قول پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ ''میری کنیت حضور نے ہی رکھی تھی'' آپؐ مجھے منخلہ کہتے تھے' اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی بحرین میں کھجوریں صاف کرنے اور جمع کرنے والے عملہ کے لیے اسے استعمال کیا ہے۔ حضرت انسؓ حضورؐ کے انتقال کے بعد بصرہ منتقل ہو گئے تھے' وہاں ان کے چار مکانات تھے' ان کو حجاج کی طرف سے تکلیفیں پہنچیں اور یہ ابن الاشعث کے فتنہ کے باعث تھا جس کے باعث حجاج کو یہ وہم ہو گیا کہ شاید ان کا بھی اس معاملہ سے کچھ تعلق ہے۔ انس بن مالکؓ نے اس بارہ میں کوئی فتویٰ دیا تھا جس کی وجہ سے حجاج نے ان پر نہایت سختی کی' جس کی شکایت انہوں نے عبدالملک سے کر دی' عبدالملک نے اس سختی کے بارہ میں حجاج سے باز پرس کی' جس سے حجاج گھبرا گیا اور انس بن مالکؓ سے اس نے صلح مصالحت کر لی۔

انس بن مالکؓ ولید بن عبدالملک کے پاس اس کی ولایت کے زمانہ میں بھی ملنے گئے تھیں مکحول کہتے ہیں کہ ۹۲ھ میں جب دمشق کی جامع مسجد تعمیر ہو رہی تھی' میں نے انس بن مالکؓ کو مسجد میں چلتے ہوئے دیکھا تو میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور ان سے نماز جنازہ کے لیے وضو کی بابت دریافت کیا' اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ وضو کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ ابی مہاجر نے بتایا ہے کہ انسؓ جب ولید کے پاس پہنچے' تو اس نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے متعلق کیا سنا ہے انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''قیامت اور تم دو انگلیوں کے مابین شگاف کے مانند ہو''۔

الزہری کہتے ہیں' انس بن مالکؓ کے پاس حاضر ہوا تو وہ رو رہے تھے' میں نے کہا' کیوں رو رہے ہو؟ جواب دیا' میں رسول اللہ ﷺ اور اصحاب زمانہ کی اب کوئی بات بجز نماز کے نہیں دیکھتا ہوں اور اس میں بھی تم نے جو چاہا وہ کر لیا ہے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق انہوں نے کہا ''اور یہ نماز بھی ضائع کر دی گئی ہے''۔ یعنی نماز کو بھی خلفاء بنی امیہ تاخیر کر کے ادا کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتے'' یہ لوگ ہمیشہ تاخیر سے نماز پڑھتے تھے۔ سوائے عمر بن عبدالعزیز کہ وہ اپنی خلافت کے زمانہ میں نماز میں تاخیر نہ ہونے کا اہتمام رکھتے تھے۔

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ مجھے میری والدہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں' اس وقت میں لڑکا تھا' اس لیے انہوں نے مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔ ''یا رسول اللہؐ یہ آپ کا ادنیٰ خادم ہے' آپؐ اس کے لیے دعا

Marfat.com

کیجیے''۔تو آپؐ نے یہ دعا کی تھی ''اے اللہ تو اس کو کثیر مال واولاد دے اور اس کو جنت میں داخل کر''۔اس کے بعد انس بن مالکؓ نے کہا' دو تو ہو چکے ہیں اور تیسرے کی امید ہے۔ایک اور روایت کے مطابق انسؓ نے کہا' میرے پاس مال بھی بہت ہے۔حتیٰ کہ میرے کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو بار پھل دیتے ہیں۔اور میری اولاد کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے' میری صلبی اولاد ایک سو چھ ہے۔اس روایت کو مختلف طریقوں اور الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ایک روایت کے مطابق انس بن مالکؓ نے کہا ہے' مجھے میری بیٹی آمنہ نے کہا ہے کہ میری نسل کے ایک سو بیس افراد حجاج کی آمد تک مر چکے ہیں۔

ثابت نے انسؓ سے دریافت کیا' کیا کبھی تمہارا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے مس ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں۔انہوں نے کہا' ذرا مجھے اپنا ہاتھ دو' میں چوم لوں۔

سعید ذراء نے کہا ہے کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس دن شب کو میں اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھتا ہوں' اور پھر وہ رونے لگے تھے۔اسی طرح ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ کے نعلین کی حفاظت کرتے تھے اور ان کے سامان کی بھی۔

ابوداؤد نے ثابت کے حوالہ سے انسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی امید رکھتا ہوں۔اور جب یہ ملاقات ہوگی تو میں کہوں گا' یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کا ادنیٰ خادم۔

امام احمد نصر بن انس کے حوالہ سے حضرت انس بن مالکؓ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسؓ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن شفاعت کی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا' میں کروں گا۔اس پر انسؓ نے حضورؐ سے پوچھا' میں آپؐ کو کہاں تلاش کروں' فرمایا اولاً مجھے صراط پر تلاش کرنا۔انسؓ نے پوچھا' یا نبی اللہ اگر میں آپؐ سے وہاں نہ مل سکوں تو پھر؟ کہاں رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا پھر میزان کے پاس ملوں گا۔انسؓ کہتے ہیں اگر آپ مجھے وہاں بھی نہ ملے تو آپؐ نے فرمایا' تو تم بلا خطا مجھے حوض کوثر پر پاؤ گے۔قیامت کے دن ان تین مقامات کے سوا میں کہیں نہ ہوں گا۔ابو ہریرہؓ کے مطابق کسی شخص کو میں نے انس بن مالکؓ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ابن سیرین کہتے ہیں انس بن مالکؓ حضر اور سفر میں سب لوگوں سے اچھی نماز پڑھتے تھے۔انسؓ نے ایک مرتبہ کہا تھا' مجھ سے نماز کا طریقہ سیکھو' میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے سیکھا ہے اور حضور ﷺ کو وہ طریقہ خدا نے سکھایا ہے۔آخر کار تم کسی کو مجھ سے زیادہ قابل اعتماد نہیں پاؤ گے۔

سلیمان کے باپ بیان کرتے ہیں' میں نے انسؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے' میرے سوا اب کوئی قبلتین کی طرف نماز پڑھنے والا زندہ نہیں ہے۔ابو حباب نے حریری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انس بن مالک شروع ہی سے ایسے ہیں میں نے انہیں ذکر الٰہی کے سوا کبھی بات کرتے سنا ہی نہیں' تاوقتیکہ وہ احرام اتار نہ دیں۔اس پر انہوں نے مجھ سے کہا ہاں میرے بھتیجے حالت احرام میں ایسا ہی ہوتا ہے۔عبدالرحمٰن بن عوف کے پوتے صالح بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی بعض ازواج کے یہاں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ انس بن مالکؓ آئے اور انہوں نے کہا' باتیں بند کرو' چنانچہ جب نماز کھڑی ہوگئی تو انسؓ نے کہا مجھے

Marfat.com

اندیشہ ہے میں نے اپنا جمعہ آپ لوگوں کو خاموش رہنے کی تاکید میں ضائع کر دیا۔ جناب ثابت بیان کرتے ہیں کہ میں انس بن مالکؓ کے ہمراہ تھا۔ اتنے میں قہرمانہ آئیں اور انہوں نے کہا اے ابوحمزہ ہماری زمینیں خشک ہوگئی ہیں۔ اس پر انسؓ نے وضو کیا اور باہر کھلے میدان میں نکل گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا مانگی' میں نے دیکھا' پانی سے بھرے ہوئے بادل اڈے چلے آرہے ہیں اور پھر اچانک بارش شروع ہوگئی' خیال تھا کہ اس سے جل تھل ایک ہوگئے ہوں گے لیکن جب بارش رکی تو انہوں نے اپنے گھر کے کسی فرد کو یہ دیکھنے کے لیے بھیجا کہ بارش کہاں تک ہوئی ہے' اس نے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کے گھر تھوڑی ہی بارش ہوئی تھی۔

ابن عوف محمد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب انسؓ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو بعد کو یہ بھی کہتے تھے یا جیسا رسول اللہ نے کہا۔ ابن عوف محمد سے یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ انس بن مالکؓ نے کہا کہ کسی امیر نے ان کے پاس مال غنیمت میں سے کچھ بھیجا' انسؓ نے پوچھا۔ کیا خمس ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس جواب کو سن کر انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔

ایک مرتبہ انسؓ بیمار ہوئے' ان سے کسی نے کہا' کیا ہم کسی طبیب کو بلالیں؟ انہوں نے جواب میں کہا' کیا طبیب نے مجھے بیمار ڈالا ہے؟ علی بن یزید کہتے ہیں' میں ایک دن حجاج کے ساتھ محل میں تھا۔ اور ابن الاشعث کے واقعات لوگوں کو بتا رہا تھا۔ اتنے میں انسؓ بن مالک بھی وہاں آ گئے۔ حجاج نے کہا' یہی وہ خبیث فتنہ پرور ہے جو کبھی علی کے ساتھ ہوتا ہے' اور کبھی ابن الزبیر کے ساتھ مل جاتا ہے اور کبھی ابن الاشعث کا ہمنوا بن جاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی' جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس کو اس طرح اکھاڑ پھینکوں گا جس طرح گوند کو اکھاڑ لیا جاتا ہے' تکلے کی طرح اس کو سیدھا کر دوں گا۔ علی بن یزید نے بیان کیا' یہ سن کر انسؓ نے کہا' کیا میں یا امیر حجاج نے کہا' ہاں میری مراد بھی اسی سے ہے' اللہ تیری سماعت کھودے' حجاج نے کہا۔

چنانچہ انسؓ وہاں سے واپس آ گئے' اور حجاج اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ علی بن یزید کہتے ہیں' جب انسؓ وہاں سے چل پڑے اور ایک کھلی جگہ میں آئے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہوئے۔ کاش اگر آج مجھے چھوٹے بچے یاد نہ آئے ہوتے تو میں اس بات کی پرواہ نہ کرتا کہ میں کس کروٹ مارا جاتا ہوں یا میں کس کو مارتا ہوں۔ جو کلمات آج میں نے سنے ہیں اس سے زیادہ استحقاف کرنے والے کلمات شاید اس کے بعد کبھی نہ سنوں گا۔ چنانچہ ابوبکر بن عیاش لکھتے ہیں کہ انس بن مالکؓ نے عبدالملک کو حجاج کے خلاف سخت شکایت لکھ بھیجی' جس میں لکھا' اگر کسی شخص کو یہود و نصاریٰ اپنے نبی کی مذمت کرتا ہوا دیکھے تو وہ اس کی عزت و توقیر کرتے' جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیس سال خدمت کی' تو میرے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے۔ اس پر عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا کہ جیسے ہی تمہیں میرا خط ملے فوراً ابوحمزہ (انسؓ) کے پاس جاؤ' اور اس کو راضی کرو اور اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو۔ ورنہ تمہیں وہی سزا ملے گی جس کے تم مستحق ہو۔

جب یہ سخت خط حجاج کو ملا' اس نے انسؓ کے پاس خود جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المہاجر نے جو خط لایا تھا' اس نے انس کو مشورہ دیا کہ وہ حجاج کے پاس جائے اور مصالحت کے لیے سبقت کرے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسماعیل حجاج کا دوست تھا' چنانچہ انسؓ آئے اور حجاج نے کھڑے ہو کر ان سے ملاقات کی اور کہا' ہم اور تم ایک ہیں۔ اے میرے

Marfat.com

پڑوسی' میں چاہتا ہوں کہ اب آئندہ کسی کو کچھ کہنے کا موقع نہیں ملنا چاہیے۔

ابن قتیبہ نے کہا عبدالملک نے حجاج کو انس بن مالکؓ کے ساتھ گستاخی کرنے کے بعد لکھا اے بھرائے ہوئے نر اونٹ میں نے ارادہ کرلیا ہے' تجھے ایسی لات ماروں گا تو جہنم میں ہی جا کر گرے گا۔ اے چمگادڑ والی آنکھوں والے ہوش میں آجا' احمد بن صالح عجلی نے کہا ہے' جذام اور برص کی بیماری میں مبتلا صحابہؓ میں صرف دو ہی شخص اچھے ہوئے تھے۔ ایک معیقیب جن کو جذام کا مرض تھا۔ دوسرے انسؓ جن کو برص کی بیماری تھی۔ ابوجعفر کا کہنا ہے۔ میں نے انس کو بڑے بڑے لقمے کھاتے دیکھا' اور ان کو برص کی بیماری تھی۔ اور ایوب کہتے ہیں' انس بن مالکؓ بوجہ بڑھاپا یا کمزوری روزہ رکھنے سے معذور تھے اس لیے وہ کھانا پکا کر تیں مسکینوں کو کھلاتے تھے۔ موسیٰ سنبلاوی کہتے ہیں' میں نے انسؓ سے کہا' آپ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے باقی رہ جانے والے آخری صحابی ہیں۔ اس کا جواب وہ یہ دیتے تھے' یوں تو پوری قوم عرب باقی ہے البتہ صحابہؓ میں آخری زندہ رہنے والا ہوں۔ جب ان سے مرض کی شدت کے وقت طبیب کو بلانے کے لیے کہا گیا تو جواب میں کہا کیا طبیب نے مجھے بیمار کیا ہے۔ اور کہتے تھے۔ کہ مجھے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو' یہ مختصر حکم ہے' چنانچہ اسی کا ورد کرتے کرتے دم آخر ہو گیا۔ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک پٹکا تھا' جس کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تھا۔ عمر بن شبہ وغیرہ نے کہا' انسؓ کی عمر مرتے وقت ایک سو سات برس تھی۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں چورانوے سال لکھی ہے' ان کی سن وفات میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ۹۰ھ سے قبل وفات ہوئی۔ کسی نے ۹۱ھ کسی نے ۹۲ھ اور کسی نے ۹۳ھ بتائی ہے۔ اور یہی مشہور ہے واللہ اعلم۔

انس بن مالکؓ کا انتقال ہوا تو رمورق العجلی نے کہا' آج نصف علم اٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا' یہ کیسے اے ابوالمعتبر ؟ اس نے جواب دیا جب اہل الاہوا رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے بارہ میں ہماری مخالفت کرتے تھے تو ہم ان سے کہا کرتے تھے' آؤ اس شخص کے پاس چلیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حدیث سنی ہیں

عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم شاعر تھے۔ کہا جاتا ہے جس دن عمرؓ ابن خطاب کا انتقال ہوا تو یہ پیدا ہوئے تھے۔ اور جس دن ان کی ختنہ ہوئی' اس دن عثمان مقتول ہوئے تھے اور جس دن علیؓ قتل ہوئے اس دن ان کا نکاح ہوا' واللہ اعلم۔ یہ ملیح غزلیں کہتے تھے اور ایسی عورت کے متعلق غزلیں کہا کرتے تھے جس کا نام ثریا تھا اور علی بن عبداللہ الاموی کی بیٹی تھی' مگر اس کی شادی سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری سے ہوگئی تھی جس کے بارہ میں عمر بن ابی ربیعہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

ایھا النکح الثریا سھیلاً عمرک اللہ کیف یلتقیان

''یہ ثریا اور سہیل کا نکاح خدا خیر کرے کیسے نباہ ہوگا''

ھی شامیۃ اذا ما استقلت وتھل اذا استقل یمان

''ثریا جب کھڑی ہوتی ہے تو اس پر نحوست کا سایہ ہوتا ہے اور سہیل برکتوں میں گھرا رہتا ہے''

Marfat.com

بلال بن ابی الدرداء

پہلے ان کو دمشق کی امارت ملی' پھر وہاں عہدہ قضاء پر مامور ہوئے' اس کے بعد عبدالملک نے اس عہدہ سے ان کو معزول کر کے ابوالادریس الخولانی کا تقرر کر دیا۔ بلال عمدہ سیرت وکردار کے آدمی تھے اور کثیر العبادت تھے۔ اور بظاہر وہ قبر جو باب الصغیر کے پاس ہے' وہ انہی ابوالدرداء کی ہے یعنی بلال بن ابی الدرداء کی نہ کہ بلال بن حمامہ کی جو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن تھے' کیونکہ بلال مؤذن داریا میں دفن ہیں۔ واللہ اعلم۔

بشر بن سعید

المزنی السید فقیہہ اور عابد گزرے ہیں' ان کا شمار متقی اور نہایت عبادت گزاروں میں ہوتا تھا' مدینہ میں انتقال ہوا۔

زرارہ بن اوفی

یہ ابن حاجب عامری کہلاتے تھے' بصرہ کے قاضی تھے اور اہل بصرہ میں علماء کبار اور صالحین میں شمار ہوتے تھے۔ ان سے کثیر روایات منسوب ہیں۔ ایک دن صبح کی نماز میں سورۃ المدثر تلاوت کر رہے تھے۔ جب آیت:

﴿ فاذا نقر فی الناقور ﴾ .

''جب صور پھونکا جائے گا''

پر پہنچے تو گر پڑے اور خدا کو پیارے ہو گئے۔ ان کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔

خبیب بن عبداللہ

عبداللہ بن زبیر کے بیٹے تھے۔ ان کو ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے پٹوایا اور اس کے صدمہ سے یہ مر گئے تھے۔ اس کے چند دنوں بعد عمرؒ بھی جب معزول ہو گئے تو ان کے پٹوانے پر افسوس کر کے روتے تھے۔ خبیب بن عبداللہ کا مدینہ میں انتقال ہوا۔

حفص بن عاصم

یہ عمر بن خطاب المدنی کے بیٹے تھے۔ ان سے کثیر روایات منسوب ہیں۔ صالحین میں سے تھے۔ مدینہ میں انتقال ہوا۔

سعید بن عبدالرحمٰن

یہ عتاب بن اسید الاموی کے بیٹے تھے۔ بصرہ کے شرفاء میں سے تھے۔ نہایت سخی اور فیاض الطبع شخص تھے اور سخاوت وکرم کے لیے ان کی مثال دی جاتی تھی۔

فروہ بن مجاہد

کہا جاتا ہے کہ یہ ابدال میں سے تھے۔ ایک مرتبہ ایک غزوہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیدی بنا لیے گئے اور بادشاہ کے سامنے سب کے ساتھ یہ بھی پیش ہوئے۔ بادشاہ نے ان سب کو ایک مکان میں قید رکھنے اور صبح تک نگرانی کرنے کا اپنے لوگوں کو

Marfat.com

حکم دیا۔ جب صبح کو فروہ کو پیشی کے لیے بلایا گیا تو اس نے پوچھا' کیا کبھی تمہارا گزر ہمارے ملک میں ہوا ہے۔ اس کے جواب میں اس نے کہا تمہارے ملک میں ہمیں جانے کی کیا ضرورت پیش آئے گی۔ یہ سن کر فروہ نے تمام قیدیوں کی ہتھکڑیوں کو اپنا ہاتھ لگایا تو وہ ہاتھوں سے نکل چکیں تھیں۔ اس کے بعد وہ جیل کے دروازہ پر آئے۔ اور دروازہ کو ہاتھ لگایا تو دروازہ بھی کھل گیا۔ اس کے بعد یہ اور ان کے سب ساتھی جیل سے باہر نکل آئے اور چل پڑے اور اپنے لشکر میں آ کر شامل ہو گئے جو ابھی تک اپنے ملک پہنچا نہ تھا۔

ابوالشعثاء جابر بن یزید

ابوالشعثاء تین چیزوں میں قیمت کم کرانے اور گھٹانے کی کبھی کوشش نہیں کرتے تھے' مکہ کے لیے سواری کے کرایہ میں' غلام کو آزاد کرنے کے خیال سے خریدنے میں' اور قربانی کا جانور خریدنے میں۔ فرماتے تھے' اللہ کے لیے جو چیز خریدو' اس میں اس کی قیمت گرانے کی کوشش نہ کرو۔

ابن سیرین لکھتے ہیں۔ ابوالشعثاء درہم و دینار کے معاملہ میں سچے مسلمان تھے' کسی نے کہا:

انی ارأیت فلا تظنوا غیرہ ان التورع عند ھذا الدرھم

''میں نے آزما لیا ہے تم بھی غلط نہ سمجھنا کہ زہد و تقویٰ درہم و دینار کے قریب ہے''

فاذا قدرت علیہ ثم ترکتہ فاعلم بان تقاک تقوی المسلم

''جب تمہیں پیسہ ملے اور پھر تمہیں اسے چھوڑ دو تو سمجھ لو تمہارا یہ عمل مسلم کا تقویٰ ہے''

ابوالشعثاء کہتے تھے کسی یتیم و مسکین پر خرچ کیا ہوا ایک حبہ مجھے حج سے زیادہ محبوب ہے۔ ابوالشعثاء ان لوگوں میں سے تھے جو صاحب علم ہوتے ہیں' یہ بصرہ میں فتوے بھی دیا کرتے تھے۔ اور جابر بن عبداللہ جیسے صحابی سے جب لوگ کوئی مسئلہ دریافت کرتے تھے تو وہ کہتے تھے' جب تمہارے یہاں ابوالشعثاء جیسے لوگ موجود ہیں تو ہم سے مسئلہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ جابر بن عبداللہ ابوالشعثاء سے کہا کرتے تھے' اے ابن یزید آپ بصرہ کے فقیہہ ہیں۔ آپ سے لوگ فتوے پوچھتے ہیں۔ آپ قرآن ناطق اور سنت ماضیہ کے مطابق ہی فتویٰ دیا کریں۔ اگر آپ نے اس کے سوا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا تو آپ خود بھی ہلاک ہوں گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ عمر بن دینار نے کہا ہے میں نے یقیناً کسی شخص کو جابر بن زید سے زیادہ بہتر عالم اور مفتی نہیں دیکھا۔ جب جابر بن یزید دفن کئے جا رہے تھے تو قتادہ نے کہا تھا' آج اس سرزمین کا سب سے بڑا عالم دفن ہو گیا' اسی طرح عمرو بن دینار نے کہا کہ ابوالشعثاء کہا کرتے تھے۔ الحکم بن ایوب نے چند آدمیوں کو قضاء کے منصب کے لیے متعین کیا اور میں بھی ان میں سے ایک تھا۔ اگر مجھے موقع ملتا تو میں سواری پر سوار ہو کر اس سرزمین سے نکل جاتا اور یہ عہدہ قبول نہ کرتا۔

ابوالشعثاء کا یہ قول بھی تھا کہ نیکی اور تقویٰ کے اعمال پر میری نظر الٰہی ہے' نماز بدنی عبادت ہے مال سے اس کا کوئی سروکار

Marfat.com

نہیں۔ روزہ بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن حج بدنی اور مالی دونوں طرح کی عبادت ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں حج سب سے افضل عبادت ہے ابوالشعثاء کہتے ہیں' میں ایک جمعہ کو ایک مسجد میں پہنچ کر اس کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا' اور کہنے لگا۔ اے اللہ مجھے سب سے زیادہ اپنی طرف توجہ کرنے والا بنادے اور سب سے زیادہ مقرب بنادے۔ اور جو لوگ تجھ سے دعا مانگیں' اور کامران ہوں' ان سب سے زیادہ مجھے کامران و کامیاب اور مستجاب الدعاء بنادے۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ جابر بن یزید ہمارے پاس نماز پڑھنے کی جگہ میں ایسی حالت میں آئے کہ وہ بہت ہی پرانی جوتیاں پہنے ہوئے تھے' آ کر کہنے لگے' میری عمر ساٹھ سال کی ہوگئی ہے لیکن یہ جوتیاں مجھے ہر چند سے زیادہ پیاری اور عزیز تر ہیں' الا یہ کہ کوئی عمل خیر کروں۔

جابر بن یزید کو اگر کہیں سے کھوٹا سکہ مل جاتا تو وہ اس کو توڑ ڈالتے تھے تا کہ کوئی مسلمان اس کو دھوکہ میں نہ لے لے۔

امام احمد نے مالک بن دینار کے حوالہ سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک روز جابر بن یزید ان کے پاس آئے تو وہ قرآن پاک کی کتابت کر رہے تھے تو انہوں نے ابوالشعثاء سے پوچھا کہ یہ کام انہیں کیسا لگا' کہنے لگے' تم اللہ کے کتاب کی' اس کے ایک ورق اور ایک ایک آیت کی کتابت کر رہے ہو۔ یہ تمہارا فعل حلال ہی ہے' اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور مالک بن دینار نے کہا ہے' میں نے ابوالشعثاء سے اس قول خداوندی کے بارہ میں دریافت کیا:

﴿ اِذًا لَّاَذَقْنٰکَ ضِعْفَ الْحَیٰوۃِ وَضِعْفَ الْمَمَاۃِ ﴾ .

اس کے جواب میں انہوں نے کہا' اس سے عذاب دنیا کا ضعف اور عذاب آخرت کا نصف مراد ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ ثُمَّ لَا تَجِدُلَکَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا ﴾ .

''اور پھر تجھ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مدد پہنچانے والا نہ ملے گا''۔

سفیان کہتے ہیں' لوگوں نے بوقت مرگ جابر بن یزید سے پوچھا' اب تمہاری کیا خواہش ہے۔ کہنے لگے حسن کو ایک نظر دیکھنے کی آرزو ہے۔ ثابت کہتے ہیں حسن کو خبر کی گئی' اور جب وہ آئے تو سواری پر آئے' اتر کر اندر داخل ہوئے تو جابر بن یزید نے کہا' مجھے اٹھا کر بٹھا دو' جب بیٹھ گئے تو برابر زبان سے یہی کہتے رہے' اے اللہ میں تجھ سے عذاب نار اور سوء حساب سے تیری پناہ کی درخواست کرتا ہوں۔ ابی عیینہ کہتے ہیں۔ میں نے ہندہ بنت المہلب بن ابی صفرہ کی بابت سنا ہے کہ وہ سب عورتوں سے اچھی تھیں۔ اور جب لوگوں نے ان سے جابر بن یزید کی بابت ذکر کیا تو وہ بولیں' جابر بن یزید مجھ سے اور میری ماں سے ٹوٹ کر ملتے تھے' اب مجھے عرصہ سے ان کا کچھ پتہ نہیں' وہ ہر اس چیز کی مجھے تلقین کرتے تھے' جو خدا سے قریب کر دیتی' اور ہر اس چیز سے مجھے منع کرتے تھے جو خدا سے دور کر دیتی۔ انہوں نے کبھی مجھ ترک دنیا اور رہبانیت کی طرف راغب نہیں کیا۔ اور نہ کبھی اس کا حکم دیا کہ میں مصائب پر صبر کروں۔ اور وہ مجھے حکم دیتے کہ میرا دوپٹہ کہاں ہونا چاہیے۔ اور اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیا' جابر بن یزید نے صحابہ کی متعدبہ جماعت سے روایات بیان کی ہیں۔ اور ان کی اکثر و بیشتر روایات ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں۔

Marfat.com

۹۴ھ کی فتوحات

اس سن میں عباس بن ولید نے ارض روم میں جنگ کا آغاز کیا اور انطاکیہ فتح کیا اور ان کے بھائی عبدالعزیز بن ولید نے جنگ کا بیڑہ اٹھایا تو عزالہ پہنچ گیا۔ اور ولید بن ہشام معیطی نے میرج الحمام کی سرزمین پر دھاوا بول دیا۔ اور یزید بن ابی کشید شام کی سرزمین پر اتر گیا' جہاں زلزلہ آیا۔ اور اسی سن میں مسلمہ عبدالملک نے ارض روم میں پہنچ کر سندرہ کو فتح کرلیا۔ غرض کہ اسی مبارک سال میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں ولید بن عبدالملک کے عہد میں اور ان کی اولاد و اقرباء و امراء کے دور میں ایسی شاندار اور عظیم کامیابیاں عطا فرمائیں کہ عمر فاروق ؓ کا مبارک جہاد کا نقشہ نظروں کے سامنے آ گیا' اسی عہد میں محمد بن قاسم نے ارض ہند کو فتح کیا' جہاں اموال کثیرہ غنیمت میں اتنا مال ملا جو حد شمار سے باہر تھا۔ اس سال قتیبہ بن مسلم نے شاش اور فرغانہ کے علاقے فتح کیے' اور وہ فتح کرتا ہوا خجندہ اور کاشان تک پہنچ گیا۔ خجندہ اور کارشان دراصل فرغانہ صوبہ کے ہی دو مشہور شہر ہیں۔ اور یہ سب کچھ صنعد اور سمرقند کی فتوحات کے بعد کی فتوحات ہیں۔ قتیبہ بن مسلم ان فتوحات کے بعد کابل کی طرف بڑھا' اور اس کا محاصرہ کر کے اس نے اس کو بھی فتح کرلیا۔ یہاں اس کو بہت سے ایسے مشرکوں سے سابقہ پڑا جو نسلاً مشرک تھے۔ چنانچہ قتیبہ نے ان لوگوں سے خجندہ کے قریب دو دو ہاتھ کر کے ان کا صفایا کر دیا' اور ان کے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور جو باقی بچے' ان کو قیدی بنالیا۔

مقتل سعید بن جبیرؒ

ابن جریر لکھتا ہے ۹۴ھ میں حجاج نے سعید بن جبیرؒ کو قتل کرادیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب حجاج بن یوسف ثقفی نے ملک الترک رتبیل سے جنگ کرنے کے لیے ابن الاشعث کی سرکردگی میں فوج روانہ کی تو فوج کے خزانچی کے طور پر اس نے اشعث کے ساتھ سعید بن جبیرؒ کو بھی بھیجا تھا۔ لیکن جب ابن الاشعث حجاج کے خلاف ہو کر حجاج کی اطاعت سے نکل گیا تو ابن الاشعث کی پیروی میں سعید بن جبیرؒ نے بھی حجاج کو چھوڑ دیا۔ لیکن جب حجاج ابن الاشعث کے خلاف کامیاب ہو گیا تو سعید بن جبیرؒ بھاگ کر اصفہان چلے گئے۔ حجاج نے اپنے نائب کو لکھا کہ سعید کو میرے پاس بھیج دیا جائے۔ جب سعید بن جبیرؒ کو معلوم ہوا تو وہاں سے فرار ہو کر مکہ آ گئے' اور ہر سال عمرا اور حج میں مشغول رہنے لگے۔

مکہ کا گورنر اس زمانہ میں خالد بن عبداللہ القسری تھا۔ کسی نے سعید بن جبیرؒ کو اشارہ کیا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اس پر سعید بن جبیرؒ نے کہا' قسم ہے خدا کی اب مجھے بھاگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کیوں بھاگوں؟ اور تقدیر سے بھاگ کر کہاں جاؤں گا۔ اب عمر بن عبدالعزیز کی جگہ عثمان بن حبان مدینہ کا گورنر ہو گیا تھا۔ اور ابن الاشعث کے آدمیوں کو پکڑ پکڑ کر مدینہ سے حجاج کے پاس بھیج رہا تھا۔ اس نے خالد بن ولید القسری سے بھی معلومات حاصل کیں۔ اس نے ایسے مفرور لوگوں اور حجاج کے خلاف آدمیوں میں سے چند آدمیوں کے نام مکہ سے بھی بتلا دیئے جن میں سعید بن جبیرؒ' عطاء بن رباح' مجاہد بن جبیرؒ' عمرو ابن دینار اور طلق ابن

Marfat.com

حبیب شامل تھے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج نے ولید کو لکھ کر بھیجا تھا کہ مکہ میں کچھ اہل شقاق ونفاق جمع ہیں۔ اس پر خالد بن عبداللہ القسری نے عطاء اور عمرو بن دینار کو تو معاف کر دیا اور بقایا تین آدمیوں کے نام لکھ کر حجاج کو بھیج دیئے۔ اور ساتھ ہی ان تینوں کو اس کے پاس روانہ کر دیا۔ ان میں سے طلق تو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں فوت ہو گئے' اور مجاہد حجاج کی موت سے قبل ہی جیل میں مر گئے۔ اب صرف حجاج کے سامنے پیش ہونے کے لیے سعید بن جبیرؒ ہی رہ گئے تھے۔ یہ جب حجاج کے سامنے آئے تو اس نے کہا اے سعید! کیا میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تمہیں عامل بنا کر نہیں بھیجا تھا؟ کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا؟ کیا میں نے وہ نہیں کیا تھا۔ سعید ہر ایک کے جواب میں کہتے جاتے تھے' ہاں۔ سعید کہتے ہیں کہ میں سمجھتا تھا کہ حجاج شاید میری گلوخلاصی کر دے گا۔ حتیٰ کہ اس نے جب یہ پوچھا کہ سعید آخر کیا وجہ تھی کہ تم میرے خلاف ہو گئے۔ اور امیر المومنین ولید کی بیعت سے نکل گئے۔ اس پر سعید نے کہا اس پر مجھ سے ابن الاشعث نے بیعت لی تھی۔ یہ جواب سن کر حجاج غضب ناک ہو گیا اور غصہ سے کانپ گیا حتیٰ کہ چادر بھی اس کے کندھے سے گر گئی اور کہا' سعید افسوس ہے تجھ پر کیا تمہیں میرے مکہ کے اقدامات کا علم نہیں جہاں میں نے ابن الزبیر کو قتل کیا' اور اس کے اہل وعیال سے بیعت لی تھی۔ اور تم سے امیر المومنین عبدالملک کے لیے بیعت لی تھی' اس پر سعید نے کہا' ہاں صحیح ہے پھر تم کوفہ آئے اور وہاں والی عراق کے سامنے پھر امیر المومنین کے لیے بیعت کی تجدید کی' اور پھر میں نے تم سے دوبارہ امیر المومنین کی بیعت لی۔ سعید بن جبیرؒ نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا' اس پر پھر حجاج نے کہا' آخر تم نے دو مرتبہ امیر المومنین کی بیعت کیوں توڑی اور اس جولاہے کے بیٹے جولاہے کا ساتھ دیا۔ ''سنتری اس کی گردن اڑا دو''۔ چنانچہ سعید بن جبیرؒ کی گردن اڑا دی گئی۔

واقدی بھی اسی قسم کے واقعات لکھتے ہیں۔ البتہ اتنا اضافہ اور کرتے ہیں کہ حجاج نے سعید بن جبیرؒ سے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے ایک لاکھ روپیہ تمہیں دیا تھا اور کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا' وہ نہیں کیا تھا۔ مالک بن اسماعیل کا بیان ہے۔ جب حجاج نے سعید بن جبیرؒ کو قتل کرا دیا تو ان کا سر کھل گیا۔ اور انہوں نے تین دفعہ لا الہ الا اللہ کہا۔ ایک مرتبہ واضح طور پر اور دو مرتبہ غیر واضح طور پر یہ الفاظ سنے گئے۔ ابوبکر باہلی کہتے ہیں میں نے انس بن ابی شیخ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب حجاج سعید بن جبیرؒ کے پاس آیا تو اس نے کہا' خدا لعنت کرے اس نصرانی کے بچہ خالد القسری پر' جس نے سعید بن جبیرؒ کو مکہ سے حجاج کے پاس بھیج دیا' کیا میں سعید بن جبیرؒ اور اس کے گھر کو جو مکہ میں ہے' اچھی طرح نہیں جانتا ہوں۔ اس کے بعد وہ سعید بن جبیرؒ کے سامنے آ کر بالمشافہ کھڑا ہوا' اور کہنے لگا' اے سعید تمہیں میرے خلاف کس چیز نے خروج پر مجبور کیا؟ اس پر سعید نے کہا' خدا امیر کو نیکی دے' میں ایک مسلمان ہوں' کبھی صحیح کام کرتا ہوں اور کبھی غلط کام بھی ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر حجاج خوش ہو گیا اور اس کے چہرہ پر سے غصہ کے آثار جاتے رہے۔

ایک اور روایت کے مطابق سالم افطس بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیرؒ کے پاس حجاج نہیں پہنچا' تو سعید سواری پر کہیں جانے کا ارادہ کر رہے تھے' اور انہوں نے اپنا ایک پاؤں رکاب میں رکھ بھی لیا تھا کہ حجاج نے کہا' تم اس وقت تک سوار نہیں ہو سکو گے' جب تک میں تمہیں جہنم رسید نہیں کر دوں گا۔ پھر حکم دیا' ان کی گردن اڑا دو' اور گردن اڑا دی گئی۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے' ایسا معلوم ہوا تھا کہ حجاج سعید بن جبیرؓ کا مرتبہ نہیں پہچان سکا' گویا اس کی عقل ماری گئی تھی اور وہ بیڑیاں بیڑیاں کی آواز لگا رہا تھا۔ لوگوں نے اس سے یہ سمجھا کہ سعید بن جبیرؓ کی وہ بیڑیاں نہیں جوان کے پیروں میں ڈال دی گئیں تھیں اور آج کاٹ کر ان کی پنڈلیوں سے نکالی گئی تھیں۔ عبداللہ بن خباب کہتے ہیں کہ سعید بن جبیرؓ حجاج کے پاس لائے گئے اس نے کہا' تم نے کیا مصعب بن زبیر کو لکھا تھا' اس نے کہا' ہاں لکھا تھا۔ اور کہا خدا کی قسم میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ انہوں نے جواب دیا' میں جیسا کہ میری ماں نے میرا نام رکھا ہے' سعید بن جبیر ہوں۔

کہا جاتا ہے اس کے بعد حجاج نے سعید بن جبیرؓ کو قتل کرادیا مگر سعید کو قتل کرانے کے بعد حجاج بھی چالیس دن مرگیا۔ اور جب وہ سوتا تھا تو سعیدؓ اس کا دامن پکڑ کر کہتے تھے' تو نے آخر مجھے کیوں قتل کیا ہے؟ اے دشمن خدا' اس کے جواب میں حجاج کہتا تھا' مجھے اور سعید کو کیا ہوگیا ہے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے' سعید بن جبیر ہشام الاسدی بنی والیہ کے غلام تھے جو کوفہ کے اہم تابعین میں تھے' اور سیاہ رنگ کے تھے۔ کہا جاتا ہے سعید بن جبیرؓ کا قتل شعبان میں ہوا تھا اور حجاج کا انتقال رمضان میں ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں' اس سے چھ ماہ قبل ہوا تھا۔ امام احمد کہتے ہیں سعید بن جبیرؓ قتل ہوگئے' لیکن ان کی موجودگی میں اس سرزمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ان کے علم کا محتاج نہ ہو۔ کہا جاتا ہے ان کے بعد حجاج نے پھر کسی شخص پر اپنا تسلط نہیں جمالیا۔ ہم حجاج کے تذکرہ میں اس کے متعلق بیان کریں گے۔ ابن جریر نے کہا ہے اس سال کو فقہاء کا سال کہا جاتا کیونکہ ۹۴ھ میں بہت سے فقہاء مدینہ سے اٹھ گئے۔ اولاً علی بن الحسین بن زین العابدین کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد عروہ بن الزبیر کا' پھر سعید بن المسیب کا' پھر ابوبکر عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کا۔ اور اہل مکہ میں سے سعید بن جبیرؓ کا۔ ہم نے ان سب کا ذکر اپنی کتاب تکمیل میں تفصیل سے لکھا ہے اور کچھ یہاں سے بھی انشاء اللہ ذکر کریں گے۔ ابن جریر کے قول کے مطابق اس سن میں ولید نے ہشام بن سلیمان بن صرد کو قاضی بنالیا اور امسال عباس بن ولید نے لوگوں کو حج کرایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلمہ بن عبدالملک نے حج کرایا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلمہ بن عبدالملک نے حج کرایا تھا۔ مکہ کا نائب گورنر اس وقت خالد القسری تھا اور مدینہ کا عثمان بن حیان تھا اور پورے مشرقی علاقہ کا گورنر حجاج تھا۔ اور خراسان میں قتیبہ بن مسلم۔ اور کوفہ کا نائب گورنر حجاج کی طرف سے زیاد بن جریر مقرر تھا۔ یہاں عہدۂ قضا پر ابوبکر ابی موسیٰ تھے۔ اور بصرہ کی امارت پر حجاج کی طرف سے جراح بن عبداللہ الحکمی امیر مقرر تھے۔ اور یہاں کے عہدۂ قضا پر عبداللہ بن آذینہ مامور تھے۔ واللہ اعلم۔

جو مشاہیر واعیان ۹۴ھ میں وفات پاگئے

سعید بن جبیر الاسدی ابوالبی جن کے مولا و آقا ابومحمد تھے' کوفی اور مکی تھے۔ اصحاب ابن عباس کے اکابرین میں تھے۔ اور تفسیر وفقہہ اور مختلف علوم کے امام تھے۔ اللہ کے نہایت اور صالح بندے تھے رحمہ اللہ۔ انہوں نے کثیر صحابہؓ کو دیکھا تھا۔ اور ایک کثیر جماعت سے روایات بھی بیان کی ہیں۔ ان سے بھی تابعین کی معتدبہ جماعت نے احادیث روایت کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز میں پورا قرآن شریف ختم کرلیا کرتے تھے' وہ کعبہ میں بیٹھ کر قرآن پاک ختم کرلیتے تھے۔ انہوں

نے اکثر قرآن پاک خانہ کعبہ کے اندر وسط میں بیٹھ کر ختم کیا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے خانہ کعبہ میں ایک رات میں ڈھائی قرآن ختم کیے تھے۔ عمرو بن میمون اپنے باپ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ سعید بن جبیرؓ مر گئے مگر کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس نے ان سے اپنے علم کی پیاس نہ بجھائی ہو۔ انہوں نے ابن الاشعث کے ساتھ حجاج کے خلاف علم اختلاف بند کیا تھا اور جب حجاج ابن الاشعث پر غالب آ گیا تو سعید بن جبیرؓ بھاگ کر اصبہان چلے گئے مگر بہر حال عمرہ اور حج کے لیے مکہ آتے رہے۔ وہ جب کوفہ میں داخل ہوتے تھے لوگوں سے احادیث بیان کرتے ہیں' لیکن خراسان میں وہ احادیث نہ بیان کرتے تھے اور نہ کوئی ان سے دریافت کرتا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ لوگ علمی باتیں مجھ سے دریافت کریں۔ وہ تقریباً بارہ سال حجاج کے خوف سے اس کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔ اس کے بعد خالد قسری مکہ کے نائب امیر نے ان کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔ اور وہاں اس نے ان کے ساتھ نہایت ناروا اور ظالمانہ سلوک کیا۔

سالم بن ابی حفصہ بیان کرتے ہیں کہ جب سعید بن جبیرؓ کو حجاج کے پاس لایا گیا تو اس نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا' تم فاتر العقل کے بدبخت بیٹے ہو۔ انہوں نے جواب دیا نہیں' میں سعید بن جبیرؓ ہوں۔ اس نے کہا' میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا' تم بدبخت کہتے ہو اور میری ماں کو بھی بدبخت کہتے ہو۔ حالانکہ میرا نام سعید رکھا ہے۔ اس کے بعد حجاج نے ان کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا' مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ حجاج نے کہا' ان کا چہرہ نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو۔ انہوں نے جواب دیا اور قرآن کی آیت پڑھی جس کا مطلب ہے ''تم جدھر رخ کرو گے اللہ کا رخ بھی ادھر پاؤ گے''۔ پھر سعید بن جبیرؓ نے کہا' میں تجھ سے ٹھیک اسی طرح رحمٰن کی پناہ مانگتا ہوں جس طرح مریم نے مانگی تھی۔ اور قرآن کی یہ آیت پڑھی جس کا مطلب ہے۔ ''میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو نیک ہے''۔

سفیان کہتے ہیں' حجاج نے سعید بن جبیرؓ کے بعد صرف ایک آدمی اور مارا تھا۔ ایک روایت میں ہے حجاج نے جب سعید بن جبیرؓ سے کہا کہ تمہیں آگ کی دھکتی دنیا میں پھینک دوں گا۔ تو انہوں نے جواب دیا' اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تمہارے اختیار میں یہ بھی ہے تو میں تمہیں معبود بنا لیتا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ جب حجاج نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو کہا کہ ان کا منہ نصاریٰ کے قبلہ کی طرف پھیر دو' تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

﴿ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ﴾ .

پھر حجاج نے کہا' ان کو زمین پر گرا دو۔ اس پر سعید بن جبیرؓ نے آیت پڑھی:

﴿ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴾ .

''ہم نے مٹی ہی سے تم کو پیدا کیا ہے' اسی میں تم کو لوٹا دیں گے' اور اسی سے تم کو دوبارہ نکال لیں گے''۔

اور جب حجاج نے حکم دیا' ان کو ذبح کر دو تو سعید بن جبیرؓ نے کہا' اے اللہ! آج کے بعد اس کو کسی پر قابو نہ دینا۔ ابو نعیم نے سعید بن جبیرؓ کے قتل کے متعلق اور بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ کہتے ہیں۔ اس ہولناک قتل کے بعد حجاج زیادہ زندہ نہیں رہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا سے اٹھا لیا۔ کسی روایت کے مطابق پندرہ دن' اور کسی روایت کے مطابق چالیس دن بعد اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

سعید بن جبیرؒ کی عمر کے بارے میں قدرے اختلاف ہے' کسی کے نزدیک ان کی عمر بوقت قتل انچاس سال تھی۔ اور کسی کے نزدیک ستاون سال۔ ابوالقاسم الکلائی کہتے ہیں ان کا قتل ۹۵ھ میں ہوا' لیکن ابن جریر کہتے ہیں ۹۴ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

اس کے بعد ہم سعید بن جبیرؒ کے کچھ اچھے مقولے بیان کرتے ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے' بہترین خشیت وہ ہے کہ انسان اللہ سے ایسا خوف وخشیت رکھے جو اس کے اور معصیت کے درمیان حائل ہو جائے۔ اور بندہ کو طاعت الٰہی پر آمادہ کر دے' ایسی ہی خشیت نفع بخش ہوتی ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا' کہ اطاعت الٰہی کا نام ذکر ہے' جس نے اللہ کی اطاعت کر لی' اس نے اس کا ذکر کر لیا۔ اور جس نے اطاعت نہ کی' اس کا ذکر بے معنی ہے' خواہ کتنی ہی تسبیح وتہلیل کرتا رہے۔ ان لوگوں نے پوچھا' سب سے بڑا بندہ کون سا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا' جو گناہوں سے دور رہے۔ اور جب کبھی اس کے گناہ کے مقابلہ میں اس کے اعمال حسنہ کا ذکر کیا جائے تو اپنے اعمال کو بڑا نہ سمجھے' بلکہ حقیر جانے۔

حجاج نے جب ایک مرتبہ ان سے کہا کہ تم پر افسوس ہے' تو انہوں نے کہا افسوس اس پر ہے جو جنت سے دھتکارا جائے اور دوزخ داخل کیا جائے۔ اس پر حجاج نے کہا' ان کی گردن اڑا دی جائے' اس پر انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا' میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میری تمہاری ملاقات قیامت کے دن ہو۔ میں اللہ کے نزدیک تمہارا دشمن ہو۔ اس پر ان کو گردن کے پچھلے حصہ کی طرف ذبح کیا گیا۔ جب اس دردناک قتل کی اطلاع حسن کو ہوئی' تو انہوں نے کہا' جابروں اور ظالموں کا زور توڑنے والے خدا' تو حجاج کو ہلاک کر دے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ تین دن زندہ رہا اور پیٹ میں کیڑے پڑ جانے اور بدبو پھیل جانے کے بعد مر گیا۔

سعید بن المسیب

ابن حزن بن ابی ذہب بن عائذ بن عمران المخزوم القرشی ابو محمد المرتف سید التابعین گزرے ہیں۔ اور عمر فاروقؓ کی اختتام خلافت سے دو چار سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ الحاکم عبداللہ بیان کرتے ہیں انہوں نے عشرہ مبشرہ کا زمانہ پایا تھا۔ انہوں نے عمرؓ سے روایات بیان کی ہیں۔ کہا جاتا ہے' انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ اور سعید اور ابی ہریرہؓ سے حدیث کی سماعت کی تھی۔ اور مؤخر الذکر کے داماد بھی تھے اور ان کی باتوں سے واقف بھی تھے۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں' سعید بن المسیب بڑے متقی اور مطیع الٰہی تھے۔ الزہری بیان کرتے ہیں' میں ان کے ساتھ سات برس رہا ہوں' ان سے زیادہ کسی کے پاس میں نے علم نہیں دیکھا۔ اور مکحول بیان کرتے ہیں' میں نے طلب علم کے لیے دنیا بھر کا چکر لگایا' لیکن سعید سے زیادہ کسی کو عالم نہیں پایا۔ اوزاعی کہتے ہیں الزہری اور مکحول سے لوگوں نے پوچھا' ان کی نظر میں سب سے زیادہ فقیہہ کون ہے؟ دونوں نے بالاتفاق سعید بن المسیب کا نام لیا۔ لوگ ان کو فقیہہ الفقہاء کہتے تھے۔ یحییٰ بن سعید سعید بن المسیب کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کی تلاش میں شب وروز کا سفر کیا ہے۔

مالکؒ بیان کرتے ہیں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن عمرؓ سعید بن المسیب کے پاس آدمی بھیج کر حضرت عمرؓ کے قضایا احکام معلوم

Marfat.com

کیا کرتے تھے۔ ربیع نے امام شافعی کے حوالہ سے کہا ہے۔ کہ سعید بن المسیب سے منقول مرسل کا درجہ بھی حسن کے برابر ہے۔ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک صحیح کے برابر ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ سعید بن المسیب افضل التابعین ہیں۔ علی بن المدینی کا قول ہے' مجھے تابعین میں سعید بن المسیب سے زیادہ کوئی عالم نظر نہیں آتا ہے۔ احمد بن عبداللہ العجلی نے کہا ہے' سعید صالح اور فقیہ انسان تھے' وہ عطایا قبول نہیں کرتے تھے' ان کی کل پونجی چار سو دینار تھی۔ وہ زیتون کی تجارت کرتے تھے اور بھینگے تھے۔ ابوزرعہ نے کہا ہے' وہ مدنی اور ثقہ امام تھے۔ ابوحاتم نے کہا ہے' تابعین میں ان سے زیادہ نجیب وافضل کوئی نہ تھا اور وہ ابوہریرہؓ کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ واقدی نے کہا ہے' وہ فقہاء کے سال یعنی ۹۴ھ میں انتقال کر گئے' ان کی عمر پچھتر سال کی ہوئی' رحمہ اللہ۔

سعید بن المسیب نہایت متقی اور زاہد ومتورع انسان تھے' وہ کبھی فضول اور بیکار باتیں کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور حدیث بیان کرتے وقت ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس آیا اور یہ مریض تھے' اس نے ان سے کوئی حدیث پوچھی' سعید بیٹھ گئے' حدیث بیان کی اور پھر لیٹ گئے۔ اس شخص نے کہا' شاید آپ میری طرف توجہ نہیں کر رہے ہیں۔ سعید نے جواب دیا' یہ بات نہیں ہے بلکہ میں نے ایسی صورت میں حدیث بیان کرنا سوء ادب سمجھا' جب کہ میں لیٹا ہوا تھا۔ ان کے مولا برد کا بیان ہے کہ چالیس سال ہو گئے کہ مسجد میں اذان ہونے سے قبل سعید بن مسیب موجود ہوتے ہیں۔ ابن ادریس کہتے ہیں' عشاء کے وضو سے سعید بن مسیب نے پچاس سال صبح کی نماز پڑھی ہے۔ ان کا قول تھا' رات کی تاریکیوں کو اپنے اوپر قلب کی صفائی کی بدولت غالب نہ آنے دو۔ شیطان جب ہر طرح مایوس ہو جاتا ہے تو عورت کا حربہ استعمال کرتا ہے۔

سعید بن مسیب کے مقولات میں سے یہ بھی ہے کہ بندے اللہ کی اطاعت سے زیادہ کسی چیز سے عزت وتکریم نہیں پا سکتے۔ اور اسی طرح اللہ کی نافرمانی سے زیادہ کسی چیز سے اپنے نفس کو ذلیل وخوار نہیں کر سکتے۔ سعید بن مسیب کا یہ بھی کہنا تھا کہ بندہ کی مدد کے لیے اللہ کی طرف سے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا دشمن معصیت الٰہی میں گرفتار ہے۔ سعید بن مسیب کہا کرتے تھے' جس کو اللہ استغناء کی دولت بخش دے' پھر بندے اس کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ سعید بن مسیب کہتے تھے کہ کوئی شریف' کوئی عالم اور کوئی عقلمند عیب سے خالی نہیں ہوتا' مگر دوسروں کو بھی ان کے عیب تلاش نہیں کرنا چاہیے۔ نیز یہ کہ جس شخص کے فضائل زیادہ ہوں' اس کے نقائص پر پردہ ڈال دینا چاہیے۔ سعید ابن مسیب نے اپنی بیٹی کا نکاح دو درہم مہر پر کثیر بن ابی ودائمۃ سے کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ خوبصورت ترین عورت تھیں' اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی عالمہ تھیں اور نہایت شائستہ خاتون تھیں۔

سعید لوگوں کو حقوق شوہر بھی بتاتے تھے' یہ چونکہ فقیر تھے' ان کے پاس پانچ ہزار اور بعض لوگ کہتے ہیں بیس ہزار دینار بھجوائے گئے' اور ان سے کہا گیا کہ یہ خرچ کر لو۔ اس سلسلہ میں ان کا قصہ خاصا مشہور ہے۔ عبدالملک نے اپنے لڑکے ولید کے لیے سعید کی لڑکی مانگنی چاہی تھی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اور لڑکی اس کے نکاح میں دینے کے قطعی منکر ہو گئے۔ چنانچہ ان کے خلاف بادشاہ نے مکر وفریب کے داؤ چلے' حتیٰ کہ ان کے کوڑے بھی لگوائے گئے جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے۔ اور جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ولید عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ آیا تو اس کے نائب ہشام بن اسماعیل نے سعید کو پٹوایا اور شہر میں گھمایا پھرایا' اور ان کو مار ڈالنے کی دھمکی دی' لیکن انہوں نے ایک نہ مانی اور بیعت نہیں کی۔ جب ان کو واپس لے جا رہے تھے تو راستہ میں ایک

Marfat.com

عورت نے دیکھ کر کہا' سعید یہ کیا رسوائی ہے؟ سعید نے جواب دیا' ہم رسوائی سے تو نکل آئے ہیں' جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔ اگر ہم ان کا کہا مان لیتے تو بے شک دنیا و دین کی رسوائی میں گرفتار ہو جاتے۔ یہ اپنے جسم پر بکری کی کھال اوڑھے رہتے تھے' اور ان کے پاس کچھ سامان بھی ہوتا تھا' جس کو یہ بیچتے تھے اور کہتے جاتے تھے' اے اللہ! تو جانتا ہے نہ مجھے مال کا لالچ ہے اور نہ مجھے بخل ہے۔ اور نہ مجھے دنیا کی محبت ہے اور نہ دنیاوی ترغیبات کی خواہش۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ میں اس کے ذریعہ اپنا چہرہ بنی مروان سے چھپائے رکھوں' حتیٰ کہ تجھ سے آملوں۔ اور تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ اے اللہ! تو مجھے صلہ رحمی کی توفیق دے اور ادائے حقوق کی توفیق دے' تا کہ میں اس تھوڑی سی پونجی سے مسکینوں' غربا' فقراء' یتیموں اور پڑوسیوں کے کچھ کام آسکوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلق بن حبیب الفنزی

جلیل القدر تابعی تھے۔ انہوں نے انسؓ' جابرؓ' ابن الزبیرؓ' ابن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ سے روایات بیان کی ہیں۔ اور خود ان سے بھی حمید الطویل' الاعمش اور طاؤس نے' جو ان کے ہم عصر تھے' روایات بیان کی ہیں۔ عمرو بن دینار ان کی بہت تعریف کرتے تھے' لیکن لوگ ان کے فلسفہ رجائیت سے مطمئن نہیں تھے۔ اور ان سے سوالات کرتے رہتے تھے۔ جب لوگوں نے تقویٰ کی تعریف دریافت کی' تو انہوں نے کہا۔ تقویٰ اس اطاعت الٰہی کو کہتے ہیں جو نور الٰہی پر قائم ہو اور رحمت الٰہی کی امیدوار ہو۔ اسی طرح ترک معصیت بھی نور الٰہی کی بنیاد پر خوف عتاب پر مبنی ہو۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ حقوق اللہ اتنے عظیم و اعلیٰ ہیں کہ بندے ان کو ادا ہی نہیں کر سکتے۔ اور اللہ کی نعمتیں حد شمار سے باہر ہیں اور ان کا شکر بھی انسان ادا نہیں کر سکتا' اس لیے بندوں پر فرض ہے کہ صبح ہو تو توبہ کریں اور شام ہو تو توبہ کریں۔ طلق جب بھی نماز پڑھنے کے لیے نکلتے تھے تو ان کے پاس خیرات کرنے کے لیے کوئی چیز ضرور ہوتی تھی۔ اور اس کے لیے وہ قرآن کی یہ آیت پیش کرتے تھے۔

''اے ایمان والو! جب تم رسولؐ کے پاس صلاح مشورہ کے لیے جاؤ' تو اپنے ساتھ صدقہ لے جاؤ''۔

اور جب رسولؐ کے لیے یہ حکم ہے تو مناجات الٰہی سے پہلے صدقہ دینا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

مالک کہتے ہیں حجاج نے طلق کو اور قاریوں کی ایک جماعت کو' جن میں سعید بن جبیرؓ اور مجاہد بھی شامل تھے' مکہ سے بلا کر قتل کرا دینا چاہا تھا۔ چنانچہ عبداللہ القسری مکہ کے گورنر نے ان تینوں کا روانہ کیا تو طلق بن حبیب تو راستہ ہی میں فوت ہو گئے تھے' اور مجاہد جیل میں ختم ہو گئے تھے۔ اور سعید بن جبیرؓ پر جو گزری اس کا حال اوپر گزر ہی چکا ہے۔

عروہ بن الزبیر بن العوام

یہ بزرگ جو القرشی الاسدی ابو عبداللہ المدنی تھے۔ عروہ بن زبیر العوام کے نام سے مشہور و معروف تھے۔ جلیل القدر تابعی تھے۔ انہوں نے اپنے والد کے علاوہ عبادلہؓ' مساویہؓ' ابی ہریرہؓ اپنی والدہ اسماءؓ' ام سلمہؓ سے روایات بیان کی ہیں۔ اور تابعین کی ایک کثیر جماعت نے بھی ان سے بہت سی احادیث بیان کی ہیں۔ محمد بن سعد کا بیان ہے کہ عروہ ثقہ و کثیر الحدیث تھے' اور ایسے عالم

Marfat.com

تھے جن کے متعلق اطمینان کیا جاسکتا ہے۔ العجلی بیان کرتے ہیں' مدنی ایسے تابعی تھے جو کسی فتنہ میں نہیں پڑے۔ واقدی لکھتے ہیں۔ عروہ فقیہہ' عالم' حافظ' لائق حجت اور سیرتوں کے عالم تھے' وہ پہلے شخص تھے' جنہوں نے مغازی تصنیف کیں۔ اور مدینہ کے معدودے چند فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ انہی کے پاس مسائل پوچھنے آتے تھے' اشعار بھی خوب سناتے تھے۔ ان کے بیٹے ہشام کہتے تھے' علم تین قسم کے لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ صاحب حسب ونسب کے پاس' صاحب دین کے پاس اور صاحب حجت اخروی کے پاس' اور ان شرائط پر میرے نزدیک صرف عروہ بن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز پورے اترتے ہیں۔ عروہ روزانہ چوتھائی قرآن شب میں ختم کرلیا کرتے تھے کھجوروں کے دنوں میں اپنے باغ کا دروازہ لوگوں کے لئے کھلا رکھتے تھے تاکہ لوگ آئیں اور سیر ہوکر جائیں۔ عروہ کسی کے لیے نہ اپنے دل میں کدورت رکھتے تھے اور نہ کسی کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ عروہ بن عبدالعزیز کا بیان ہے' عروہ سے زیادہ کوئی شخص کسی شے سے باخبر اور واقف نہ تھا۔ وہ ان دس فقہاء میں سے تھے جن کی طرف عمر بن عبدالعزیز اپنی گورنری کے دوران مسائل کے لیے رجوع کیا کرتے تھے۔ کئی لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے' کہ وہ ولید کے پاس دمشق بھی گئے تھیں اور جب وہ وہاں سے واپس آئے تو ان کے پیر میں زخم ہوگیا تھا' جس کے لیے جب معالجوں نے آپریشن کرنا چاہا تو ان کو کوئی چیز پلانا چاہی جس سے ان کے ہوش وحواش جاتے رہے۔ ان کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے کہا' کوئی مومن ایسی کوئی چیز استعمال نہیں کرسکتا' جس کے بعد وہ اپنے آپ کو بھی نہ پہچان سکے۔ چنانچہ بلا دوا پلائے ان کا پیر کاٹ دیا گیا اور وہ خاموش رہے کچھ نہ بولے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ عمل نماز میں کیا گیا' اور نماز میں اتنا استغراق تھا کہ ان کو اس تکلیف دہ آپریشن کا احساس بھی نہ ہوا۔ اتفاق کی بات جس شب کو ان کا پیر کاٹا گیا' ان کے محبوب ترین بیٹے محمد کا انتقال بھی ہوگیا۔ اور جب لوگ ان کے پاس تعزیت کے لیے آئے تو انہوں نے کہا' اے اللہ! تو نے مجھے سات بیٹوں سے نوازا تھا جس میں سے ایک تو نے واپس لے لیا اور چھ باقی رکھے' میرے چار ہاتھ پاؤں تھے۔ تین تو نے باقی رکھے ایک لے لیا۔ جو کچھ تو نے دیا اور جو لے لیا' اس کے لیے تیرا ہزار شکر ادا کرتا ہوں یہی بات انہوں نے ولید کے سامنے بھی دہرائی تھی۔ جب ولید ان کی مزاج پرسی کے لیے آیا تھا۔

اوزاعی لکھتے ہیں عروہ جب اس آپریشن کے بعد صحت یاب ہوگئے تو خدا تعالیٰ سے کہتے تھے اے اللہ! تو خوب جانتا ہے' جب میرا پاؤں سلامت تھا' تب بھی میں نے کہیں غلط جگہ قدم نہیں اٹھایا۔ عروہ بن الزبیر نے ایک آدمی کو ہلکی پھلکی نماز پڑھتے دیکھا تو اس کو اپنے پاس بلا کر کہا' اے میرے بھائی' نماز میں خدا سے مانگنے کے لیے تیرے پاس کوئی حاجت نہیں ہے' میں تو خدا سے سب کچھ مانگتا ہوں حتیٰ کہ نمک تک بھی۔ عروہ کہتے تھے بعض اوقات جھوٹی بات کی بھی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور ذرا سی شے ذلت اور ذرا سی بات سے عزت نصیب ہوجاتی ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا' جب تم کسی کو اچھا کام کرتے دیکھو' تو سمجھ لو اس نیکی اور خیر کے پہلو میں نیکی وخیر کی دوسری اصناف بھی موجود ہیں۔ اور جب کسی کو برا کام کرتے دیکھو تو سمجھ لو' اس برے کام کے پہلو میں دوسرے بہت سے برے کام بھی چھپے ہوئے ہیں۔

عروہ جب اپنے باغ کی چاردیواری میں داخل ہوتے تھے یہ آیت پڑھتے ہوئے داخل ہوتے تھے:

﴿ وَإِذَا دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ ﴾.

اور جب تک باغ میں رہتے' اسی آیت کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ کہا جاتا ہے وہ حضرت عمرؓ کی زندگی میں پیدا ہوئے' لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ ۲۳ھ میں پیدا ہوئے تھے' ان کی وفات کے متعلق بھی مختلف روایات ہیں لیکن مشہور ۹۴ھ ہے۔ واللہ اعلم۔

علی بن الحسینؒ

یہ ہمارے جدامجد علی بن الحسین علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی ہیں جو زین العابدین کے نام سے مشہور ہیں' ان کی والدہ ام ولد تھیں' اور سلامۃ نام تھا۔ ان کے ایک بڑے بھائی بھی تھے جو باپ کے ساتھ ہی شہید ہو گئے تھے' ان کا نام بھی علی تھا۔ علی نے یہ بات اپنے والد' اپنے تایا الحسن بن علی' جابر' ابن عباس' المسور بن مخرمہ اور ابی ہریرہؓ نیز امہات المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اور خود ان سے ایک جماعت نے بیان کیا ہے' جن میں ان کے بیٹے زید' عبداللہ اور عمرؓ شامل تھے۔ ان کے علاوہ ابوجعفر' محمد بن علی بن باقر اور زید بن اسلم اور طاؤس نے جو ان کے ہم عصر تھے' بتائی ہے۔ اور الزہری' یحییٰ بن سعید انصاری اور ابوسلمہ وغیرہ نے بیان کی ہے۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ ام سلمہ فارس کے آخری بادشاہ یزدجر کی بیٹی تھیں۔ اور زمخشری نے ربیع الابرار میں بیان کیا ہے کہ یزدجر کے تین بیٹیاں تھیں جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قیدی بن کر آئی تھیں۔ ان میں سے ایک عبداللہ بن عمرؓ کے حصہ میں آئیں' جن سے سالم پیدا ہوئے' دوسری محمد بن ابی بکر الصدیقؓ کو ملیں' جن سے قاسم پیدا ہوئے۔ اور تیسری حسینؓ ابن علی کو ملیں' جن سے زین العابدین پیدا ہوئے' اس لیے یہ سب اس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ جب قتیبہ بن مسلم نے فیروز بن یزدجرد کو قتل کیا۔ تو اس نے فیروز کی دونوں بیٹیوں کو حجاج کے پاس بھیج دیا تھا' جب میں سے ایک نے خود رکھ لی اور اور دوسری ولید کے پاس بھیج دی' جس سے ولید ناقص پیدا ہوا۔

قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ زین العابدین کی ماں سندھی تھی جس کا نام سلامۃ تھا اور بعض روایت کے مطابق اس کا نام غزالہ تھا۔ اور زین العابدین اپنے باپ کے ساتھ کربلا میں تھے۔ کہا جاتا ہے' ان کو کم عمری کی وجہ سے' اور بعض کے نزدیک بیماری کی وجہ سے ان کو شہید کرنے سے چھوڑ دیا گیا تھا' اس وقت ان کی عمر صرف تئیس سال تھی' اور بعض لوگ کہتے ہیں' اس سے کچھ زیادہ تھی۔ زین العابدین کو عبیداللہ بن زیاد نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا' مگر بحکم الٰہی اس سے باز رہا۔

کہا جاتا ہے بعض فاسق و فاجر لوگوں نے یزید بن معاویہ کو زین العابدین کو قتل کر دینے کا اشارہ کیا تھا مگر بحکم الٰہی وہ بھی اس ارادہ سے باز رہا۔ اس کے بعد یزید زین العابدین کی عزت و تکریم کرنے لگا تھا اور اپنے پاس بٹھاتا تھا' اور اپنے پاس بٹھا کر کھانا بھی کھلاتا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان کو مدینہ بھیج دیا تھا' جہاں لوگ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ ابن عساکر لکھتے ہیں ان کے نام سے منسوب مسجد بھی ہے' جو دمشق میں بہت مشہور ہے' لیکن میرے خیال کے مطابق جامع دمشق کا مشرقی حصہ مشہد علی ہے' زہری کا کہنا ہے کہ میں نے علی سے زیادہ متورع اور صاحب تقویٰ آدمی نہیں دیکھا۔ جب یہ اپنے باپ کے ساتھ کربلا کی قتل گاہ میں تھے تو عمر ابن سعد نے ان کو دیکھ کر کہا تھا کہ اس مریض سے تعرض نہ کیا جائے۔

واقدی لکھتے ہیں کہ زین العابدین سب سے زیادہ متقی اور عبادت گزار اور خوف خدا رکھنے والے بندہ خدا تھے' وہ چلتے تو

Marfat.com

زمین پر عاجز بندے کی طرح چلتے تھے' ان کی چال میں فخر وغرور کا شائبہ تک نہ تھا۔ وہ سفید عمامہ باندھتے تھے' جس کو پیچھے کی طرف سے قدرے ڈھیلا چھوڑ دیتے تھے۔ ان کی کنیت ابوالحسن تھی' کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ابومحمد تھی' اور کچھ لوگ کہتے ہیں' ابوعبداللہ تھی۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ علی نہایت ثقہ' کثیر الحدیث' عالم اور متقی اور حد درجہ عابد تھے۔ بعد کو حسن کی ماں غزالہ نے اپنے مولا زبید سے نکاح کرلیا' جس سے عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے' جو علی اصغر کہلائے' لیکن اکبر باپ کے ساتھ ہی قتل ہوگئے تھے۔ سعید بن المسیب نے کہا ہے اور زید بن اسلم اور ابوحازم نے بھی ان کی تائید کی ہے کہ اہل بیت میں حسینؓ کی مانند کوئی شخص نہیں تھا۔

یحییٰ بن سعید الانصاری کہتے ہیں' میں نے علی ابن الحسین کو' جو افضل الہاشمین تھے' یہ کہتے ہوئے سنا ہے اے لوگو! تم ہم سے اسلام کی خاطر محبت کرتے ہو' اور تمہاری محبت سے ہمیں شرم بھی آتی ہے۔ بعض روایات کے مطابق تم لوگوں نے ہمیں آخر مبغوض بنادیا ہے۔ اصمعی نے لکھا ہے کہ امام حسینؓ کے بعد ان کی نسل میں علی بن الحسین کے سوا کوئی نہیں رہا۔ اور علی بن الحسین کے خاندان میں سوائے تائے حسن کی اولاد کے کوئی باقی نہیں ہے' اس لیے مروان بن الحکم نے علی بن الحسین سے کہا' کاش تم باندیاں رکھتے تو تمہارے یہاں بکثرت اولاد ہوتی۔ اس پر علی بن الحسین نے جواب دیا' میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں اس کے ذریعہ کنیزیں رکھ سکوں۔ اس پر مروان بن الحکم نے علی بن الحسین کو ایک لاکھ درہم کنیزوں کی خریداری کے لیے قرض دیئے۔

چنانچہ ان کے یہاں اولاد پیدا ہوئی' اور بکثرت پیدا ہوئی۔ اس کے بعد جب مروان بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ علی بن حسینؓ سے قرض واپس نہ مانگا جائے۔ بہرحال تمام حسینی انہی کی نسل سے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس مکان میں علی ابن الحسن نماز پڑھ رہے تھے' اس میں آگ لگ گئی' لوگوں نے ان سے پوچھا' آپ آگ سے نکل کر باہر کیوں نہیں آئے؟ کہنے لگے' میں آگ سے دوسری آگ کی مدافعت میں مشغول تھا' اس لیے کیسے نکل کر آتا۔ وہ جب وضو کرتے تو ان کا رنگ زرد ہوجاتا تھا' اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو ان کی پیشانی کانپنے لگتی تھی' وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے' کیا تم نہیں جانتے؟ میں کس کی جناب میں کھڑا ہوں اور کس سے مناجات کررہا ہوں۔ جب انہوں نے حج کیا اور لبیک کہنے کا ارادہ کیا تو میرے پاؤں تک کانپ گئے اور کہنے لگے' ڈرتا ہوں کس منہ سے لبیک کہوں' چنانچہ جب لبیک کہی تو غش کھا کر سواری سے گر پڑے۔ وہ چوبیس گھنٹہ میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

طاؤس کہتے ہیں' میں نے دیکھا' وہ حجر اسود کے پاس سجدے میں پڑے ہوئے کہہ رہے تھے۔ تیرا بندہ تیرے گھر میں پڑا ہوا ہے' تیرا بندہ سائل بنا ہوا ہے تیرے گھر کے احاطہ میں تجھ سے سوال کررہا ہے' تیرا فقیر تیرے گھر کی چوکھٹ پر پڑا ہوا تجھ سے بھیک مانگتا ہے۔ طاؤس کہتے ہیں' جب کبھی میں نے اس انداز سے دعا مانگی' میری مصیبت ضرور دور ہوگئی۔ لوگوں نے ذکر کیا کہ علی بن الحسین رات کو بہت صدقات' خیرات دیا کرتے تھے' وہ کہا کرتے تھے' رات کا صدقہ وخیرات رب کا غصہ ٹھنڈا کرتا ہے۔ قلب کو اور قبر کو منور کرتا ہے۔ اور قیامت کے دن بندہ کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے عوض بندہ کو دو مرتبہ عنایت کرتا ہے۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں' مدینہ کے لوگ عیش وآرام سے زندگی بسر کرتے تھے' لیکن جب علی ابن حسین انتقال کرگئے' جو ان کو رات میں گھروں میں جا کر گزر بسر کے لیے دے کر آتے تھے تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ کون شخص تھا جس کے اٹھ جانے سے ان پر

Marfat.com

زندگی اجیرن ہوگئی۔ جب ان کا انتقال ہوا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان کے کندھوں اور کمر پر اس بوجھ کو لاد کر لے جانے کے نشانات ہیں۔ جو وہ غریبوں اور ناداروں اور مسکینوں کے گھروں تک رات کی تاریکی میں پہنچاتے تھے' کہتے ہیں کہ وہ مدینہ کے ایک سو گھروں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ اور یہ راز ان کے مرنے کے بعد ہی کھلا۔ ایک روز علی بن الحسین' محمد بن اسامہ بن زید کے پاس ان کی عیادت کو گئے تو وہ رونے لگے۔ علی ابن حسین نے پوچھا' اے میرے بھائی' کیوں روتے ہو؟ کہنے لگے قرض کو سوچ کر روتا ہوں' انہوں نے پوچھا کتنا قرض ہے؟ ابن اسامہ کہنے لگے' پندرہ ہزار دینار۔ اور روایت کے مطابق ستر ہزار' علی بن الحسین نے سن کر کہا' ان کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔

علی بن الحسین کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا جو مرتبہ اور عزت و وقار رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ان کے نزدیک تھا۔ وہ ان کی وفات کے بعد بھی دونوں کے ساتھ قائم رہا۔ ایک دن علی بن حسین نے ایک شخص کو کچھ دیا' اور پھر اس سے نظریں پھیر لیں۔ اس آدمی نے سامنے آ کر کہا' میں تمہارے ہی پاس آیا ہوں۔ انہوں نے کہا' میں تم سے چشم پوشی کر رہا ہوں۔ یہ سن کر اس آدمی نے علی بن حسین کو گالیاں دیں تو لوگوں نے اس کو برا بھلا کہا' تو علی بن حسینؓ نے کہا' لوگو! اسے چھوڑ دو' کچھ نہ کہو۔ اور پھر اس کے پاس پہنچے اور کہا' اللہ نے تجھ سے جو ہمارے عیوب چھپا رکھے ہیں وہ تو بہت ہی ہیں۔ کیا تیری واقعی ایسی کوئی ضرورت ہے جس کے لیے تیری مدد کی سخت ضرورت ہے' وہ آدمی یہ سن کر بے حد شرمندہ ہوا اس کے بعد علی بن حسین نے ایک ہزار درہم اس کو دینے کے لیے حکم دیا اور ایک بہترین کپڑا بھی اس کے جسم پر اپنا اتار کر ڈال دیا۔ اس کے بعد جب بھی وہ شخص علی بن الحسین کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا' تم بے شک اولاد نبی ہو۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ علی بن الحسین اور حسن ابن حسن کا آپس میں جھگڑا ہوا جس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی بات پیدا ہوگئی تھی۔ حسن بن حسن کا اس میں پلہ بھاری رہا اور علی بن الحسین خاموش رہے۔ جب رات ہوگئی تو وہ حسن بن حسن کے گھر گئے اور کہا' یا ابن عم! اگر تم سچے ہو تو اللہ میری مغفرت کرے' اور مگر جھوٹے ہو تو اللہ تمہاری مغفرت کرے اور سلام کر کے واپس لوٹ آئے۔ اس پر خود حسن ابن حسن ان کے پاس آئے' اور ان سے مصالحت کی' لوگوں نے علی بن الحسین سے کہا' باعتبار نظر سب سے بڑا آدمی کون ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا جو اپنے نفس کے لیے دنیا کو کوئی اہمیت نہ دے' انہوں نے اس کے ساتھ یہ بھی کہا' انسانی فکر اس کا آئینہ ہے جس میں آدمی کو اپنی اچھائی اور برائی نظر آ جاتی ہے۔

ان کا یہ قول تھا کہ دوستوں کو کھو دینا غربت ہے۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے' جو لوگ خدا کی عبادت خوف سے کرتے ہیں' یہ عبادت غلاموں کی ہے۔ جو لوگ رغبت و لالچ کے خیال سے کرتے ہیں ان کی عبادت تاجروں کی سی ہے۔ اور جو لوگ خدا کی عبادت خدا کی محبت و شکر کے لیے کرتے ہیں ایسی عبادت کو احرار و اخیار کی عبادت کہیں گے۔

ایک مرتبہ وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے۔ انہوں نے اس سے کہا' اے میرے بیٹے کبھی فاسق سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ تھوڑے نفع کے لیے تجھے بیچ دے گا۔ اور نہ بخیل سے دوستی کرنا کیونکہ وہ ہر اپنے اس مال میں تجھ کو رسوا کرے گا جس کی تجھ کو اس سے زیادہ ضرورت ہوگی۔ اور نہ جھوٹے سے دوستی کرنا کیونکہ اس کی دوستی شراب کی مانند ہے جو دور سے قریب معلوم ہوتا ہے اور قریب سے دور۔ اور نہ احمق سے دوستی کرنا کیونکہ وہ تجھ کو نفع پہنچانا چاہے گا لیکن اس میں تیرا نقصان ہوگا۔

Marfat.com

علی بن الحسین جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کے اوپر سے پھلانگتے ہوئے زید بن اسلم کے حلقہ درس میں پہنچتے تھے۔لوگوں نے ان سے خصوصاً نافع بن جبیر نے کہا' اللہ تمہاری مغفرت کرے' تم سید الناس ہو۔اہل علم کے کندھوں کے اوپر سے گزرتے ہوئے اور قریش کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے اس حبشی غلام کے پاس پہنچتے ہو۔اس کے جواب میں علی بن الحسین نے کہا' آدمی وہیں بیٹھتا ہے جہاں اسے فائدہ پہنچتا ہے۔اور علم وہیں سے حاصل کیا جاتا ہے' جہاں ملتا ہے۔اعمش ابن مسعود بن مالک کا یہ قول نقل کرتے تھے کہ ان سے علی بن الحسین نے کہا تھا کیا تم مجھے اور سعید بن جبیرؒ کو ایک جگہ اکٹھا کر سکتے ہو۔اس پر میں نے کہا' تمہیں ان سے کیا لینا ہے۔علی بن الحسین نے جواب دیا تھا' میں ان سے ایسی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں جو ہمیں فائدہ دیں گی اور جس سے نقصان قطعاً نہیں ہوگا۔ بتا رہے تھے' ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو ہمیں ان تک لے جائے اور اس کے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا۔

امام احمد کہتے ہیں زر بن حبیش بیان کرتے تھے کہ میں ابن عباسؓ کے پاس موجود تھا کہ علی ابن الحسین وہاں آئے' ان کو دیکھ کر ابن عباس نے کہا' مرحبا بالحبیب ابن الحبیب' اسی طرح ابن الزبیر بیان کرتے ہیں کہ ہم جابر بن عبداللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ علی بن الحسین آئے اور انہوں نے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا اور وہاں حسین بن علی آئے۔ آنحضور ﷺ نے ان کو اپنے پہلو میں بٹھالیا اور ان کو پیار کیا اور کہا' میرے اس لڑکے کے ایک بیٹا پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ قیامت کے دن منادی پکار کر کہے گا کہ سید العابدین کھڑے ہو جائیں۔پس وہ کھڑے ہو جائیں گے۔یہ حدیث غریب ہے جس کو ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔الزہری کہتے ہیں' میری اکثر نشست و برخاست علی بن الحسین کے ساتھ رہتی تھی۔میں نے کسی کو ان سے زیادہ فقیہہ نہیں پایا۔وہ احادیث کم بیان کرتے تھے' وہ اہل بیت میں سب سے افضل اور طاعت الٰہی میں سب سے بہتر تھے اور مروان کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔اور اس کے بیٹے عبدالملک کو بھی ان سے بہت محبت تھی' ان کا نام زین العابدین عام طور پر لیا جاتا تھا جویریہ اسماء کہتی ہیں' علی بن الحسین نے رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے تعلق سے کسی سے ایک درہم کا فائدہ نہیں اٹھایا رحمہ اللہ۔

خالد المقبری کے حوالہ سے کہا ہے۔مختار علی بن الحسین کے پاس ایک لاکھ دینار بھیجے۔انہوں نے قبول کرنا بھی برا سمجھا اور رد کرنا بھی اچھا نہیں سمجھا' وہ ان کو اپنے پاس بطور امانت رکھے ہوئے تھے کہ مختار کا قتل ہوگیا۔چنانچہ علی بن الحسین نے عبدالملک بن مروان کو پوری کیفیت لکھ کر بھیج دی۔اس پر عبدالملک نے علی بن الحسین کو لکھا' اے ابن عم! آپ یہ رقم بلا خطر اپنے استعمال میں لائیں اور میری طرف سے بھی قبول کریں۔

علی بن الحسین کہا کرتے تھے' دنیا میں لوگوں کے سردار اتخیاء اور اتقیاء ہوتے ہیں۔اور آخرت میں اہل الدین' اہل الفضل اور اہل العلم ہوں گے' کیونکہ علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں اپنے کسی بھائی کو دیکھوں' اور اس کے لیے خدا سے جنت کی دعاء مانگوں اور دنیا میں اس کے لیے بخل کروں۔جس دن قیامت قائم ہوگی تو کہا جائے گا' جب تمہارے ہاتھ میں جنت تھی تو بخل سے کام لیتے تھے اور حد درجہ بخیل تھے حد درجہ بخیل تھے۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ علی بن الحسین اکثر روتے رہتے تھے' جب لوگ ان سے اس کی وجہ دریافت کرتے تھے تو وہ کہتے

Marfat.com

تھے' حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے۔ میرے خاندان کے بیسیوں آدمی ایک ایک دن میں ذبح کیے جاتے ہیں۔ کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو' میرے قلب پر ان کا کوئی غم نہیں۔ عبدالرزاق کہتے ہیں' ایک کنیز ان کے ہاتھ دھلا رہی تھی کہ لوٹا اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ علی بن الحسین نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو کنیز نے قرآن پاک کی آیت پڑھی' جس کا مطلب ہے ''اور غصہ کو ضبط کرنے والے'' اس پر علی بن الحسین نے کہا' میں نے اپنا غصہ ضبط کر لیا۔ پھر کنیز نے دوسری آیت پڑھی' جس کا مفہوم ہے۔ ''اور لوگوں کو معاف کرنے والے''۔ اس پر علی بن الحسین نے کہا۔ میں نے معاف کر دیا۔ اس کنیز نے آخری آیت پڑھی' جس کا مطلب ہے۔ ''اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔ اس پر علی بن الحسین نے کہا' تو خدا کے لیے آج سے آزاد ہے۔

ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک غلام کے ہاتھ سے گوشت بھوننے کی کڑھائی علی بن الحسین کے بچہ کے سر پر گری' جس سے وہ مر گیا۔ علی بن الحسین بھاگے ہوئے غلام کے پاس آئے اور اس سے صرف اتنا کہا تم نا قابل اعتماد ہو' جاؤ آج سے تم آزاد ہو۔ اور بچہ کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے۔ علی بن الحسین کہا کرتے تھے' میں سو سرخ اونٹ ذرا سی بھی ذلت گوارہ کر کے لینا ہرگز گوارہ نہیں کروں گا۔ ایک شخص کا لڑکا خود اس کی غفلت اور زیادتی سے ہلاک ہو گیا۔ وہ شخص سخت گھبرایا ہوا علی بن الحسین کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کو تسلی دی اور کہا' تمہارے بیٹے کے پیچھے تمہارے تین رفیق دوست ابھی تمہاری تسکین کے لیے موجود ہیں' ان سے تسلی اور ڈھارس لو' ان میں سے کتاب لا الہ الا اللہ کی شہادت' دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت' سوم اللہ عزوجل کی وسیع رحمت۔

مدینی کہتے ہیں' الزہری سے ایک گناہ سرزد ہو گیا' وہ بہت شرمندہ اور پریشان ہوئے اور بھاگے ہوئے علی بن الحسین کے پاس آئے' انہوں نے زہری سے کہا' تم خدا کی وسیع رحمت سے مایوس ہوتے ہو' جو ہر شے پر چھائی ہوئی ہے' اور تمہارے گناہوں سے بہت عظیم ہے۔ ایک روایت کے مطابق زہری سے ناحق خون ہو گیا تھا' علی بن الحسین نے ان کو توبہ و استغفار کی تلقین کی۔ اور مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرنے کی ہدایت بھی کی۔ چنانچہ زہری نے ایسا ہی کیا۔ زہری کہتے ہیں' علی بن الحسین کے مجھ پر زبردست احسانات ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ علی بن الحسین کہا کرتے تھے' ایک آدمی دوسرے آدمی کے متعلق خیر کی قطعی بات اس وقت تک نہیں کر سکتا' جب تک اس کو قطعی علم نہ ہو جائے۔ لیکن اگر شر کے متعلق اس سے پوچھا جائے تو وہ اس میں شک ظاہر کرے۔ تاوقتیکہ اس کے برعکس علم نہ ہو۔ لوگوں نے کہا کہ علی بن الحسین نے اپنے غلام کو آزاد کیا' اور اپنی ام ولد ماں کا نکاح اس اپنے غلام سے کر دیا جس کو انہوں نے آزاد کر دیا تھا۔ اس کا علم جب عبدالملک کو ہوا تو علی بن الحسین کو اس فعل پر ملامت کی تو اس کے جواب میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو پیش کر دیا۔ آپ نے حضرت صفیہ کو پہلے آزاد کیا' اور پھر ان سے نکاح کیا۔ اسی طرح اپنے غلام یزید بن حارثہ کو آزاد کر کے ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے کر دیا۔

یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ علی بن الحسین سردیوں کے موسم میں خیزران کی قیمتی واسکٹ جس کو خمیصہ کہا جاتا تھا' پہنتے تھے۔ لیکن جب گرمیوں کا موسم آتا تھا تو اس کو خیرات کر دیتے تھے۔ اور پیوند لگے معمولی کپڑے بھی پہن لیا کرتے تھے' اور قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کرتے جاتے تھے:

Marfat.com

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ﴾ .

''آپ کہہ دیجیے زینت وآرائش کی چیزیں' جنہیں اللہ نے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے کس نے حرام کی ہیں اور عمدہ رزق''۔

صولی اور حریری نے مختلف طریقوں سے تصدیق کر کے لکھا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے باپ اور اپنے بھائی ولید کے عہد میں حج کیے' جب وہ طواف کرتا اور اس کے بعد حجر اسود کو بوسہ دینا چاہتا تو دے نہ پاتا تھا' چنانچہ اس کے لیے منبر کھڑا کیا گیا اس نے بوسہ دیا۔ وہ منبر پر بیٹھ گیا تو اہل شام اس کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران علی بن الحسین بھی وہاں آ گئے۔ اور جب وہ حجر اسود کے قریب آئے تا کہ بوسہ دے لیں تو لوگ احتراماً ان کو دیکھ کر خود ہٹ گئے۔ یہ ملیح شکل وصورت وجیہہ کے انسان تھے۔ اہل شام نے جب ہشام سے پوچھا' یہ کون شخص ہے تو ہشام نے ازراہ حقارت اور تجاہل عارفانہ کے طور پر کہا' میں اس شخص کو نہیں پہچانتا' نہ معلوم یہ کون شخص ہے تا کہ اہل شام بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ مردزن مشہور شاعر وہاں موجود تھا' اس سے نہ رہا گیا اور اس نے کہا انہیں کون نہیں جانتا۔ جب لوگوں نے کہا یہ کون ہے تو شاعر نے کہا' لو سنو' یہ کون ہیں:

هذا لذى تعرف البطحاء وطاته والبيت يعرفه والحل والحرام

''یہ تو وہ شخص ہے جسے بطحاء کا سب علاقہ جانتا ہے اس کو خانہ کعبہ اور حرم اور غیر حرم سب پہچانتے ہیں''

هذا ابن خير عباد الله كلهم هذا التقى الظاهر العلم

''یہ تو اللہ کے بہترین بندہ کا بیٹا ہے یہ نہایت متقی' پرہیزگار' صاف اور پاکیزہ ہے''

اذا راته قريش قال قائلها الى مكارم هذا ينتهى الكرم

''جب اس کو اہل قریش دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اس شخص پر مکارم وفضائل ختم ہیں''

يغضى حياء ويغضى مهابته فما يكلم الا حين يتبسم

''وہ حیا سے آنکھیں نیچی رکھتا ہے لوگوں کی آنکھیں اس کے سامنے نیچی رہتی ہیں جب وہ ہنستا ہے تب ہی لوگ اس سے بات کرتے ہیں''

ينجاب نور الهدى من نور غرته كالشمس ينجاب عن اشراقها الغيم

''ہدایت کا نور اس کی پیشانی سے ہویدا ہوا ہے جس طرح سورج کی کرنیں بادلوں سے چھوٹ کر نکلتی ہیں''

حمال اثقال اقوام اذا فرحوا حلو الشمائل تحلو عند لغم

''قوموں کا بوجھ اٹھانے والا ہے جب وہ بوجھ سے دب جائیں گے اور حالات کو سازگار بنانے والا ہے''

هذا ابن فاطمه ان كنت جاهله بجده انبياء الله قد ختموا

''یہ فاطمہ کا لال ہے اگر تم ناواقف ہو تو سن لو ان کے جد امجد پر نبوت ختم ہو چکی ہے''

من جده وان فضل الانبياء له وفضل امته وانت لها الامم

''افضل انبیاء ہونے کے باعث فضیلت ان کے دادا کو ملی ہے اور خیر الامت کا لقب بھی انہی کی امت کو ملا ہے''

Marfat.com

عم البرية بالاحسان فانقشعت عنها الفواية والاملاق والظلم

''مخلوق پر ان کا عام احسان ہے اس لیے گمراہی و مفلسی و فاداری اور ظلم مٹ گیا ہے''۔

مكتا يديه غياث عم نفعهما يستو كفاف ولا يعروهما العدم

''ممدوح کے دونوں ہاتھوں کے فیضان سے ان کا نفع عام ہو گیا ہے ان کے دونوں ہاتھ کبھی خالی نہیں رہتے ہیں''

سهل الخليفة لا تخشى بوادره بزينه اثناتان الحلم والكرم

''موصوف نرم طبیعت کے انسان ہیں جن سے نقصان کا کوئی خوف نہیں ان کی ذات بردباری اور کرم سے مزید نکھر گئی ہے''

لا يخلف الوعد ميمون بغيبته رحب الفناء اريب حين يعتزم

''وہ وعدہ خلافی کبھی نہیں کرتے ان کی غیر حاضری بھی امن کی ضمانت ہے وہ کشادہ دست اور نہایت اولوالعزم ہیں''

من معشر حبهم دين وبغضهم كفر وقربهم منجى ومعتصم

''جماعت سے ان کی محبت دین اور ان کا بغض کفر سے اور ان کا قرب نجات و استحکام بخشنے والا ہے''

يستدفع السوء والبلوى بحبهم وليتزاد به الاحسان والنعم

''وہ لوگوں کی محبت سے بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹالتے ہیں اور اس پر مستزاد ان کا احسان و انعام ہوتا ہے''

مقدم بعد ذكر الله ذكرهم فى كل حكم ومختوم به الكلم

''اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ہی ذکر مقدم ہے ان کا ہر حکم سر بہ مہر ہوتا ہے''

ان عدا هل التقى كانوا ائمتهم او قيل من خير اهل الارض قيل لهم

''اگر اہل تقویٰ کا شمار کیا جائے تو ان کے پیشوا بھی وہیں نکلیں گے اور اگر اہل خیر کی تلاش ہو گی تو بھی انہی کا نام لیا جائے گا''

لا يستطيع جواد بعد غايتهم ولا يرانيهم قوم وان كرموا

''ان کی انتہاء کو پہنچنے کی کسی سخی میں ہمت نہیں' اگر وہ کرم پر مائل ہو جائیں تو کوئی قوم ان کی ہمسری نہیں کر سکتی''

هم الغيوث اذا ما ازمة اذمت والاسد اسد الشرىٰ والباس محترم

''وہ زبردست طاقت والے ہیں جب کسی کا ذمہ لیتے ہیں پہاڑی شیر لگتے ہیں اور خطرات کے وقت غضبناک ہو جاتے ہیں''

يابى لهم ان يحل الدم ساحتهم خيم كرام وايدى بالندىٰ هضم

''وہ برائی اور ذلت قبول نہیں کر سکتے ہیں ان کے خیمے کے مہمان نواز ہیں اور ان کے ہاتھ سخاوت کے عادی ہیں''

اى الخلائق ليست فى رقابهم لاولية هذا اذله لفحم

''کون سی مخلوق ان کے زیر بار احسان نہیں ہے اس کی ہدایت کے لیے ان کے انعام و اکرام کافی ہیں''

فليس قولك من هذا البصائر العرب تعرف من انكرت والعجم

''ان کے متعلق تجھے کچھ کہنا نہیں ہے' یہ ان کی بصیرت ہے جس کا تو منکر ہے اسے عرب و عجم خوب جانتے ہیں''

Marfat.com

من یعرف اللہ یعرف اولیة اذا فالدین من بیت ھذا نالہ الامم

''جوخدا کو پہچانتا ہے' وہ اس کو بھی سمجھتا ہے اور دین کا مفہوم تو قوموں نے اسی گھرانہ سے سیکھا ہے''

کہتے ہیں' جب ہشام نے علی بن الحسین کی شان میں فرزوق کے مدحیہ اشعار سنے تو وہ آگ بگولا ہوگیا' اور اس نے فرزوق کو عسفان کی جیل میں بند کرنے کا حکم دے دیا ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے جب علی بن الحسین کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے فرزوق کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے' لیکن اس نے قبول نہیں کیے' اور کہا میں نے جو کچھ کہا ہے اللہ عزوجل کے لیے اور حق کی نصرت وحمایت کے لیے کہا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی اولاد کے حق کے لیے کہا ہے۔ اس لیے مجھے اس کے لیے کسی معاوضہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر علی بن الحسین نے فرزوق کو کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری صدق نیت کا علم ہے' تم یہ میرا ہدیہ ضرور قبول کرو۔ چنانچہ اس نے اس رقم کو قبول کرلیا۔ اور پھر ہشام کی ہجو کی' جس کے اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

تحبسنی بین المدینة والتی ایھا قلوب الناس تھوی فیما

''تو نے مجھے مدینہ اور اس کے مقام مکہ' کے درمیان قید کر رکھا ہے جس کی طرف لوگوں کے دل راغب ہوتے ہیں''

یقلب راسا لم یکن راس سید وعینین حولا دین باد عیوبھا

''وہ اپنے سر کو اس طرح گھماتا ہے جس سے وہ کسی سردار کا سر نہیں لگتا اس کی دونوں آنکھیں بھینگی ہیں جو معیوب لگتی ہیں''

حافظ ابن عساکر نے مختلف طریقوں سے روایت کیا۔ الزہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علی بن الحسین سید العابدین اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنے رب سے اس طرح مناجات کیا کرتے تھے' ''اے نفس دنی! تو نے اپنے لیے دنیا کے سکون کو لازمی قرار دے رکھا ہے اور اسی کی آبادکاری کی طرف رجحان ہے۔ کیا تو نے کبھی ان کے بارے میں بھی سوچا ہے جو تیرے اسلاف میں سے گزر چکے ہیں۔ اور کبھی یہ بھی خیال کیا ہے کہ تیرے دوستوں اور عزیزوں میں سے کون اس زمین کا وارث ہوگا اور کتنوں کو تو اپنے بھائیوں میں سے نوحہ کناں چھوڑ جانے والا ہے' اور کتنے تیرے ہم عصر تیرے بعد مٹی میں جا چکے ہیں۔ اور پیدائش کے بعد زمین کے پیٹ میں چلے گئے ہیں۔ تو اب تو دیکھ کہ دنیا میں آ کر کیسا دنیا کا ہو کر رہ گیا ہے اور لذات دنیوی میں کھو گیا ہے' حالانکہ تیرے پاس ڈرانے والے اور تنبیہ کرنے والے آ چکے ہیں' لیکن ان کی تعلیم کو آج کی لذت اور لہو ولعب میں بھلا بیٹھا ہے۔

اہل تاریخ نے علی بن الحسین کی تاریخ وفات میں اگرچہ اختلاف کیا ہے' لیکن صحیح اور مشہور یہی ہے کہ ان کا انتقال ۹۴ھ ہی میں ہوا اور وہ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ابی المنہال الطائی کہتے ہیں کہ علی بن الحسین جب کسی مسکین کو کچھ دیتے تھے تو پہلے اس کو بوسہ دیتے تھے اور پھر اس کو جو کچھ دینا ہوتا وہ دیتے تھے۔ ایسے ہی عینی اپنے باپ کے حوالہ سے علی بن الحسین کے متعلق کہتے تھے کہ وہ بنی ہاشم کے بقیہ چار آدمیوں میں سب سے افضل تھے۔ اپنے بیٹے سے علی بن الحسین کا کہنا تھا' اے میرے بیٹے جو مصائب تجھ پر آئیں اس پر صبر کر اور حقوق سے تعرض نہ کر۔ اور اپنے بھائی کو کسی نفع بخش کام سے کبھی محروم نہ کر۔

طبرانی نے باسناد ذکر کیا ہے کہ ایک دن علی بن الحسین جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ گھر میں کوئی شور بلند ہوا' وہ اٹھ کر گھر میں گئے اور پھر مجلس میں واپس آ گئے۔ لوگوں نے پوچھا' کیا کوئی حادثہ پیش آ گیا تھا' جواب دیا' ہاں لیکن لوگوں کو ان کے صبر

واستقلال کو دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ جب لوگوں نے اصرار کیا تو صرف اتنا کہا' ہم اہل بیت ہیں' اللہ کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں خواہ ہمیں وہ چیز بھلی لگے یا بری۔

طبرانی لکھتے ہیں' علی بن الحسین کہا کرتے تھے' جس دن قیامت قائم ہوگی تو منادی پکار کر کہے گا جو اہل فضل ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ کچھ لوگ اس آواز پر نکل آئیں گے تو ان سے کہا جائے گا جنت کی طرف چلو' راستہ میں ان سے فرشتے پوچھیں گے' کہاں جا رہے ہو؟ وہ جواب دیں گے' جنت کی طرف' وہ کہیں گے' حساب سے قبل ہی؟ وہ جواب دیں گے' ہاں فرشتے کہیں گے' تم کون لوگ ہو' اس پر وہ جواب دیں گے' ہم اہل فضل ہیں' فرشتے کہیں گے' تمہارا فضل کیا تھا؟ وہ جواب دیں گے' جب ہم سے لوگ جہالت و نادانی کے ساتھ پیش آئے تو ہم نے برداشت کیا۔ اور جب ہم پر ظلم ہوا تو ہم نے صبر کیا۔ اور جب ہمارے ساتھ برائی کی گئی تو ہم نے معاف کر دیا۔ اس پر فرشتے کہیں گے۔ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عمل کرنے والوں کو اچھا ہی اجر ملتا ہے۔ پھر ایک اور منادی آئے گا اور کہے گا اہل صبر کھڑے ہو جائیں' تو کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان سے بھی کہا جائے گا جنت کی طرف چلو' ان سے بھی راستہ میں فرشتے ملاقات کریں گے اور وہی سوالات ان سے بھی پوچھیں گے جو دوسروں سے پوچھے گئے تھے' تو یہ کہیں گے ہم اہل صبر ہیں' فرشتے کہیں گے' تم نے کیسا صبر کا مظاہر کیا تھا' تو یہ جواب دیں گے' ہم نے طاعت الٰہی پر صبر کیا تھا۔ اس کے علاوہ ہم نے معصیت الٰہی سے گریز پر صبر کیا تھا اور مصائب و آلام پر صبر کیا تھا۔ ان سے فرشتے کہیں گے جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ''فنعم اجر العاملین'' پھر ایک اور منادی آئے گا' وہ کہے گا' اللہ کے گھر کے پڑوسی کھڑے ہو جائیں۔ اس مرتبہ کھڑے ہونے والے لوگ تھوڑے ہوں گے' ان سے بھی کہا جائے گا' جنت میں چلو' ان سے بھی فرشتوں کی راستہ میں ملاقات ہوگی اور سوال و جواب ہوں گے۔ فرشتے کہیں گے' تمہیں اللہ تعالیٰ کی مجاورت کا حق کیسے حاصل ہو گیا؟ وہ جواب دیں گے' ہم اللہ کے گھر کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اللہ کے لیے وہاں بیٹھ کر ذکر کیا کرتے تھے۔ اور جو توفیق ہوتی تھی اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا' جنت میں چلے جاؤ۔

علی بن الحسین کہتے تھے' اللہ تعالیٰ گنہگار توبہ کرنے والے مومن کو دوست رکھتا ہے' وہ فرمایا کرتے تھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا چھوڑ دینے والا قرآن پاک کو پس پشت ڈالنے والے کی مانند ہے بجز اس کے کہ وہ کوئی خوف و اندیشہ محسوس کرتا ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا' اندیشہ اور خوف کیسا؟ انہوں نے کہا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی میں اس کو کسی جابر و ظالم کے جبر و قہر کا سامنا ہو۔

ایک شخص نے سعید بن المسیب سے کہا' میں نے فلاں آدمی سے زیادہ کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں دیکھا' اس پر سعید نے اس شخص سے پوچھا' تم نے علی بن الحسین کو بھی دیکھا ہے؟ اس نے کہا' نہیں۔ سعید بن المسیب نے جواب دیا' میں نے علی بن الحسین سے زیادہ کسی کو متورع نہیں پایا۔ سفیان بن عیینہ زہری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز وہ علی بن الحسین کے پاس گئے تو انہوں نے پوچھا اے زہری! تم کس معاملہ میں گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا' ہم روزہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ اور میری اور سب کی رائے یہ تھی کہ رمضان کے روزوں کے سوا کوئی روزے فرض نہیں ہیں۔ اس پر علی بن الحسین نے کہا' جیسا تم کہہ رہے ہو'

ایسا نہیں ہے۔ روزے چالیس طرح کے ہیں جس میں سے دس واجب ہیں ٹھیک رمضان کے روزوں کی طرح' اور دس ان میں سے حرام ہیں' اور چودہ روزوں کا رکھنے والے کو اختیار ہے۔ چاہے رکھے چاہے افطار کرے۔ اور صوم النذر واجب ہے' صوم الاعتکاف واجب ہے۔ زہری نے کہا یا ابن رسول اللہؐ! اس کی تشریح کیجیے۔ فرمایا رمضان کے روزے واجب ہیں اور قتل خطاء کے پے در پے دو ماہ کے روزے اس کے لیے جو غلام آزاد نہ کر سکے' واجب ہیں۔ اور تین دن کے روزے کفارہ یمین کے لیے جو کھانا کھلانے کی سکت نہ رکھتا ہو۔ اور سر کے حلق کرانے کے روزے' اور دم تمتع کا روزہ' بشرطیکہ ہدی میسر نہ ہو۔ اور شکار کرنے کا روزہ۔ لیکن جس دن روزہ کو رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا ہے وہ دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ ہے۔ اس کے علاوہ ماہ شوال کے چھ روزے' عرفہ کا روزہ' اور یوم عاشورہ کا روزہ۔ ان روزوں کے رکھنے یا نہ رکھنے کا بھی اختیار ہے' لیکن صوم اذن' تو اس کے لیے یہ حکم ہے کہ عورت بلا اجازت شوہر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اور یہی حکم غلام اور باندی کے لیے بھی ہے۔

جو روزے حرام ہیں' وہ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے ہیں ایام تشریق تک۔ اور یوم الشک میں رمضان کا روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح یوم الوصال' یوم الصمت' اور معصیت کی نذر کا روزہ بھی حرام ہے اور صوم الدہر بھی۔ مہمان کو بھی نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے' البتہ میزبان کی اجازت سے رکھ سکتا ہے۔ روزہ میں اگر بھول کر کچھ کھا پی لے تو معاف ہے۔ جہاں تک مریض اور مسافر کے روزہ رکھنے کا سوال ہے' کچھ لوگ کہتے ہیں' اس کا رکھنا ہوگا' کچھ کہتے ہیں نہیں رکھنا ہوگا' کچھ لوگ کہتے ہیں' دونوں امر کی اجازت ہے چاہے رکھے نہ رکھے' لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر دو صورت میں روزہ نہیں رکھنا ہوگا۔ اگر سفر اور مرض کی حالت میں روزہ رکھا تو قضا واجب ہے۔ (یہ مصری اضافہ ہے)

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث

ابن الہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المدنی مدینہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک تھے' کہتے ہیں' پہلے ان کا نام محمد' اور بعض کے نزدیک ابوبکر تھا' ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ لیکن صحیح بات یہی ہے کہ ان کی کنیت اور نام ایک ہی ہے' ان کی اولاد اور بھائی بہت ہیں۔ یہ جلیل القدر تابعی گزرے ہیں۔ انہوں نے ابوہریرہؓ' اسماء بنت ابوبکرؓ' عائشہؓ اور ام سلمہؓ وغیرہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ اور خود ان سے بھی ایک جماعت نے' جن میں بنو سلمہ' عبداللہ' عبدالملک' عمر اور ان کے غلام سمی' عامر الشعبی' عمر بن عبدالعزیز' عمرو ابن دینار' مجاہد اور الزہری نے روایات بیان کی ہیں۔ یہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوران پیدا ہوئے تھے۔ ان کو لوگ قریش کا راہب بھی کہتے تھے' اس لیے کہ نمازیں کثرت سے پڑھتے تھے' نابینا تھے' اور صائم الدہر بھی تھے۔ ثقہ' امین' فقیہہ اور صحیح الروایت تھے۔

صحیح یہ ہے کہ ان کا انتقال ۹۴ھ میں ہوا' کچھ لوگ ان کی تاریخ و سن وفات آگے پیچھے بھی بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اسی سن میں فضل بن فریاد القرشی کا بھی انتقال ہوا' جو بڑے عابد و زاہد تھے۔ ان کے بڑے مناقب و فضائل ہیں' ان کا قول ہے' اے شخص تجھے دنیا والے بہکا کر تیرے نفس سے تجھے بیگانہ نہ بنا دیں' کیونکہ اس معاملہ کا تعلق خالصتاً تیری ذات سے ہے' اس

لیے تو اپنی صبح کسی کے کہنے سننے سے ضائع نہ کر۔ جو کچھ تو کرے گا یا کہے گا' وہ تیرے ہی لیے محفوظ رہے گا۔

ابوسلمہ ابوعبدالرحمٰن بن عوف الزہری بھی مدینہ کے فقہاء میں سے ایک تھے۔ اور امام اور عالم تھے۔ انہوں نے بھی بہت سی روایات صحابہؓ کی جماعت سے نقل کی ہیں۔ یہ وسیع العلم تھے' ان کا انتقال مدینہ میں ہو۔

عبدالرحمٰن بن عائذ الازدی بھی عالم تھے اور کثیر الروایات تھے' بہت سی کتابیں ان کی یادگار ہیں۔ صحابہؓ کی ایک جماعت سے انہوں نے روایات بیان کی ہیں۔ ابن الاشعث کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا' اس میں ان کو بھی حجاج نے قید کر دیا تھا' مگر پھر چھوڑ دیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ قاضی اور عالم و فاضل تھے۔ ان سے ایک جماعت نے احادیث بیان کی ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز بن مروان کے زمانہ میں قاضی اور پولیس کے سربراہ تھے۔

۹۵ھ کا آغاز

اس ۹۵ھ میں عباس بن ولید نے بلاد روم میں جنگ کا آغاز کیا اور بلاد روم کے بہت سے قلعے فتح کر لیے۔ اسی سن میں سلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم کا ایک شہر فتح کیا' اور پھر اس کو جلا ڈالا اور پھر اس کو بیس سال میں دوبارہ تعمیر و آباد کیا۔ اس سن میں محمد بن قاسم نے ملتان شہر کو فتح کیا' جہاں سے اس کو بہت سا مال اور دولت حاصل ہوئی' اور اسی سن میں موسیٰ بن نصیر نے بلاد اندلس سے آگے بڑھ کر افریقہ تک مارچ کیا جہاں سے اس کو بہت سا مال ملا۔ اور تقریباً تیس ہزار قیدی بھی وہاں سے اس کے ہاتھ آئے۔ اسی سال قتیبہ بن مسلم نے بلاد شاش فتح کر کے وہاں کے بہت سے شہروں اور علاقوں پر قبضہ کیا۔ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو حجاج بن یوسف ثقفی کی موت کی خبر آ گئی' جس نے سب چیزوں پر پانی پھیر دیا۔ اور لوگ شہر کی طرف جانا شروع ہو گئے' کسی شاعر نے اس موقع پر کہا ہے۔

فان یحیی لا املک حیاتی وان تمت فمافی حیات بعد موتک طائل

''اگر تو زندہ ہے تو تجھے اپنی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں اور اگر تو مر جائے تو تیرے بعد میری زندگی میں کیا رہ جاتا ہے''

اس سال ولید نے قتیبہ بن مسلم کو لکھا کہ حالات کو جوں کا توں رکھا جائے اور دشمنوں سے جنگ کی بجائے صلح کی بنیاد ڈالی جائے۔ ولید نے قتیبہ کے جنگی کارناموں اور فتوحات اور کامیابیوں کی تعریف کے ساتھ اس کو انعام و اکرام سے نوازنے کی خوشخبری بھی سنائی۔ حجاج نے نماز کے علاوہ کوفہ اور بصرہ کے شہروں پر اپنا نائب اپنے بیٹے عبداللہ کو بنا دیا تھا۔ ولید نے اس کی جگہ یزید بن کثیر کو یہ ذمہ داری سونپی اور خراج کی وصولیاں کا انچارج ان دونوں شہروں کے لیے یزید بن مسلم کو بنایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ انتظام حجاج خود کر گیا تھا' جس کو ولید نے برقرار رکھا' اور باقی شہروں میں بھی حجاج کے قائم کیے ہوئے نائبین علیٰ حالہ برقرار رکھے گئے۔ حجاج کی وفات ۲۵ یا ۲۷ رمضان ۹۵ھ کو ہوئی۔ اگرچہ بعض لوگ شوال ۹۵ھ بتاتے ہیں۔ ۹۵ھ میں بشر بن الولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابوبشر اور واقدی لکھتے ہیں کہ ۹۵ھ میں وضاحی ارض روم میں قتل ہوا' جب کہ اس کے ایک ہزار

Marfat.com

ساتھی اس کے ساتھ تھے' اور اسی سال ابو جعفر منصور' عبداللہ بن محمد ابن علی' ابن عبداللہ ابن عباس کی ولادت ہوئی۔

حجاج بن یوسف ثقفی کی سوانح وتذکرہ وفات

یہ ہیں حجاج بن یوسف بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب بن مالک بن نعب بن عمرو ابن سعد بن عوف بن ثقیف جو قسی بن عسہ بن بکر بن ہوازن ابو محمد ثقفی ہیں۔ حجاج نے ابن عباس کو سنا ہے اور انس' سمرہ بن جندب' عبدالملک بن مروان اور ابی بردہ بن ابو موسیٰ سے روایت کی ہے اور خود ان سے روایت کرنے والوں میں انس بن مالک' ثابت البنانی' حمید الطویل' مالک بن دینار' جواد بن مجالد' قتیبہ بن مسلم اور سعید بن عروبہ شامل ہیں۔ عساکر کہتے ہیں دمشق میں حجاج کے کئی مکانات تھے' جن میں سے ایک دارالروایہ تھا جو ابن ابی الحدیہ کے محل کے قریب تھا' عبدالملک نے حجاج کو حجاز کا گورنر بنا دیا تھا۔ لیکن جب انہوں نے ابن الزبیر کو قتل کر دیا تو حجاز کی گورنری سے معزول کر دیا گیا اور عراق کا گورنر بنا دیا گیا۔ پھر حجاج عبدالملک کے پاس وفد کی صورت میں دمشق آیا۔ مغیرہ بن مسلم کہتے ہیں' میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ حجاج قبر کا ذکر کرتے ہوئے کہتے تھے کہ وہ وحدت وغربت کا گھر ہے اور روتا تھا اور اتنا روتا تھا کہ اس کے پاس کھڑے ہونے والے بھی سن کر رونے لگتے تھے' اس کے بعد حجاج نے عبدالملک کے متعلق کہا' کہ میں نے امیر المومنین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مروان اپنے خطبہ میں حضرت عثمانؓ کے متعلق کہا کرتے تھے' اور رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نقل کرتے تھے کہ آپ جب کبھی بھی کسی قبر کو دیکھتے یا اس کا ذکر فرماتے تھے تو رویا کرتے تھے۔ اس حدیث کی شہادت سنن ابی داؤد وغیرہ سے بھی ملتی ہے۔ انہوں نے مالک بن دینار کے حوالہ سے حجاج سے سنی ہوئی ایک اور حدیث نقل کی ہے' مالک بن دینار کہتے ہیں' ایک روز میں حجاج کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے بتایا' اے ابا یحییٰ! کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حسن حدیث نہ سناؤں' میں نے کہا' ہاں ضرور سنایئے' تو حجاج بولے' مجھ سے ابو بردہ نے ابو موسیٰ کی سنی ہوئی یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو فرضوں کے بعد یہ دعا مانگے۔ اس حدیث کی شہادت فضالہ بن عبید وغیرہ کے حوالہ سے سنن اور مسانیہ میں موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

شافعی کا بیان ہے میں نے ایک آدمی کو مغیرہ بن شعبہ کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے سنا ہے کہ ایک روز وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچا' تو وہ خلال کر رہی تھی اور صبح کا وقت تھا۔ مغیرہ نے کہا' خدا کی قسم' اگر تو نے صبح ہی صبح کھا پی لیا ہے تو تو بڑی کمینی اور حقیر عورت ہے اور اگر تو رات کے کھانے کی خلال اس وقت کر رہی ہے تو تجھ سے اور کوئی غلیظ عورت نہیں۔ اس کی بیوی نے جواب دیا۔ تم جو کچھ سوچ رہے ہو' ایسی کوئی بات نہیں ہے' میں تو صبح کے وقت اپنا منہ صاف کرنے کی غرض سے حسب معمول مسواک کر رہی تھی کیونکہ اس کا کوئی ریشہ میرے دانت میں پھنس گیا تھا' اس کو نکالنے کے لیے خلال کر رہی تھی۔ مغیرہ نے حجاج سے کہا' یہ عورت کسی سردار کی بیوی بننے کے لائق ہے' میں اسے طلاق دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لو۔ حجاج نے اس سے نکاح کر لیا۔ شافعی کہتے ہیں' حجاج جب شب زفاف میں اس کے قریب گیا اور اس سے مباشرت کی تو خواب میں دیکھا تو نے پیونداری میں بڑی عجلت کی ہے۔

ابن خلکان نے کہا ہے' حجاج کی والدہ کا نام قارعہ تھا۔ یہ ہمام بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی تھیں' جن کے شوہر کا نام حارث

Marfat.com

ابن کلدۃ الثقفی تھا۔ جو طبیب عرب تھے۔ صاحب العقد نے ذکر کیا ہے کہ حجاج اور ان کا باپ دونوں ٹیچر تھے اور طائف میں معلّمی کا پیشہ کرتے تھے۔ پھر حجاج روح بن زنباع کے پاس دمشق آیا تو ان کے پاس عبدالملک موجود تھے۔ عبدالملک نے روح بن زنباع سے لشکریوں کی شکایت کی یہ لوگ آتے ہیں تو ان کی کوئی منزل نہیں ہوتی' اور کہیں جاتے ہیں تو ان کے پڑاؤ کا کوئی پروگرام وغیرہ نہیں ہوتا۔ روح نے کہا' میرے پاس ایک شخص ہے وہ اس کا بندوبست کرسکتا ہے۔

چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو لشکر کے امور کا انتظام سپرد کردیا۔ اور اب لشکر کے آمدورفت اور کوچ وغیرہ کی تاخیر کی شکایت باقی نہیں رہی حتیٰ کہ حجاج جب روح بن زنباع کے خیموں سے آگے گزر گیا' وہاں جا کر دیکھا تو یہ لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے۔ چنانچہ ان سب کی گوشمالی کی گئی' اور ان کے خیموں کو گھیر کر جلا ڈالا گیا۔ اس کی شکایت روح نے عبدالملک سے کی' اس نے حجاج سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا۔ میں ایسا کیوں نہ کرتا ان کے ساتھ تو یہ فعل آپ خود ہی کر چکے ہیں۔ اب میرا ہاتھ آپ کا ہاتھ ہے اور میرا کوڑا اب آپ کا کوڑا ہے۔ اور اس میں نقصان کیا ہوا۔ میں نے روح کو ایک خیمہ کی جگہ دو خیمے دے دیئے ہیں اور ایک غلام کی جگہ دو غلام دیئے ہیں۔ عبدالملک نے حجاج کے اس اقدام کو سراہا اور حجاج کو اپنا مقرب بنالیا۔

کہا جاتا ہے حجاج نے واسط شہر آباد کیا۔ اور اس کی آبادکاری ۸۶ھ میں مکمل ہوئی۔ حجاج کے زمانہ میں قرآن شریف میں نقطے لگائے گئے' حجاج کا نام شروع میں کلیم تھا' بعد کو حجاج رکھا گیا' یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حجاج جب پیدا ہوا تو اس کے براز کا راستہ بند تھا جس کو کھولا گیا۔ اور کئی دن اس نے دودھ بھی نہیں پیا۔ اس کے لیے ایک سالہ مینڈھی اور اونٹنی کے دودھ کا آمیزہ بنا کر اس کو پلایا گیا۔ اور اونٹ کا خون جسم و چہرہ پر ملا گیا' اس میں شامت و بصالت بے حد تھی' اور اس کی تلوار بڑی ظالم اور خون آشام تھی۔ اس نے قتل و خون ریزی کا بازار گرم کر رکھا تھا اور ادنیٰ سے شبہ پر بھی بے دریغ قتل کر دیتا تھا۔ جو جانیں اللہ کے نزدیک قتل و خون ریزی کے لیے حرام تھیں' اس کے نزدیک حلال تھی' اس میں جابر بادشاہوں کا ظلم اور غصہ بھرا ہوا تھا۔

ابن عساکر نے سلیم بن عنز التجیبی قاضی مصر کی سوانح کے سلسلہ میں تحریر کیا ہے کہ وہ کبار تابعین میں تھے اور حضرت عمر فاروقؓ نے جابیہ میں جو خطبہ دیا تھا' اس میں شریک ہوئے تھے۔ یہ بڑے عابد و زاہد تھے اور شب کی نماز میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ مقصود یہ ہے کہ حجاج جب اپنے باپ کے ساتھ مصر کی جامع مسجد میں پہنچا تو حجاج کے والد نے سلیم بن عنز سے سلام علیک کے بعد کہا' کہ وہ امیر المومنین سے ملنا چاہتا ہے۔ سلیم بن عنز التجیبی نے دریافت کیا' خیر تو ہے' کیا کوئی کام ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں میں امیر المومنین سے کہوں گا کہ مجھے عہدۂ قضاء سے سبکدوش کر دیں۔ سلیم بن عنز التجیبی نے کہا' سبحان اللہ مجھے تو آج تک آپ سے بہتر کوئی قاضی نظر نہیں آیا۔ اور اس کے بعد وہ اپنے بیٹے حجاج کی طرف کچھ اس سے بھی مشورہ لینے کے لیے متوجہ ہوئے تو حجاج نے کہا' بابا جان کیا آپ ایسے آدمی سے اس بارہ میں صلاح مشورہ لے رہے جو تجبی ہے اور آپ ثقفی' باپ نے جواب دیا' بیٹے میرا خیال ہے ایسے لوگوں کے ذریعے لوگوں کا کام بن جاتا ہے اور ان پر رحم کیا جاتا ہے۔ اس پر حجاج نے جواب دیا' میرے نزدیک تو ایسے لوگوں سے زیادہ امیر المومنین کا کوئی دشمن نہیں ہوسکتا۔ باپ نے پوچھا' بیٹا وہ کیسے؟ حجاج نے جواب دیا۔ ایسے ہی لوگ امیر المومنین کے پاس لوگوں کو لے جاتے ہیں اور ان کو ابوبکرؓ و عمرؓ کی سیرتوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور اس طرح لوگوں کی نظر میں

امیر المومنین کی حقارت اور تذلیل ہوتی ہے اور وہ امیر المومنین کو دونوں خلفاء سے کمتر پا کر ان کو نظروں سے گرا دیتے ہیں۔ اور امیر المومنین سے بغاوت کا جذبہ ان کے دلوں میں پرورش پاتا ہے۔ قسم خدا کی' اگر میرا بس چلے تو میں ایسے لوگوں کی گردنیں اڑا دوں۔ اس پر باپ نے کہا' اے میرے بیٹے' میرا خیال ہے' تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا شقی القلب پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج کا باپ خلیفہ کے نزدیک مقرب ومعزز تھا اور صاحب فراست تھا' اسی لیے باپ نے اپنی فراست سے بیٹے کے خیالات کو پہلے ہی سے سمجھ لیا تھا جو بالآخر بعد کو پیش آئے۔

لوگوں نے تحریر کیا ہے کہ حجاج کی پیدائش ۳۹ھ میں ہوئی۔ بعض لوگوں نے ۴۰ھ اور ۴۱ھ بھی لکھی ہے۔ یہ بڑا ہوا تو خاصا فصیح وبلیغ تھا اور حافظ قرآن بھی تھا۔ بعض اسلاف نے لکھا ہے کہ حجاج روزانہ رات کو قرآن پڑھتا تھا۔ ابو عمرو بن العلاء کہتے ہیں' میں نے حجاج اور حسنؒ بصری سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا' لیکن حسن' حجاج سے بھی زیادہ فصیح تھے۔

دار قطنی کا کہنا ہے کہ عقبہ بن عمرو کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کو عقلیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی پائی ہیں۔ مگر حجاج اور ایاس بن معاویہ اس سے مستثنیٰ ہیں' ان دونوں کو عقلی لحاظ سے سب لوگوں پر فوقیت ہے۔

پہلے گزر چکا ہے کہ جب عبدالملک بن زبیر کو ۷۳ھ میں قتل کرا دیا تو حجاج کو اپنے بھائی عبداللہ کے پاس مکہ بھیجا' اس نے وہاں پہنچ کر مکہ کا محاصرہ کیا اور حج کا بندوبست بھی کرایا لیکن خود اور اس کے ساتھی خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکے۔ اور نہ ہی ابن زبیر اور ان کے ساتھیوں کا طواف کا موقع ملا۔ بہر حال محاصرہ برقرار رہا اور بالآخر حالات پر قابو پانے میں اس کو کامیابی ہوئی اور جمادی ۷۳ھ میں اس کی تکمیل ہوگئی۔ اس کے بعد عبدالملک نے حجاج کو مکہ' مدینہ اور طائف اور یمن کا نائب مقرر کیا اور اپنے بھائی بشر کی موت کے بعد حجاج کو عراق بھیج دیا' جہاں سے وہ کوفہ میں داخل ہوا۔ ان مقامات میں اس کا عمل دخل بیس سال تک مکمل طور پر قائم رہا۔ یہاں بیٹھ کر اس نے زبردست فتوحات کیں۔ اور اسلامی فتوحات کا دائرہ سندھ اور ہند کے دوسرے علاقوں تک پھیل گیا' چاروں طرف مسلم فوجوں کی تاخت جاری رہی' حتیٰ کہ چین تک بھی مسلمان یلغار کرتے ہوئے پہنچ گئے۔

جعفر مدینی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف سعید بن المسیب کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا' انہوں نے دیکھا کہ حجاج امام سے قبل سجدہ میں چلا جاتا ہے اور امام سے قبل سر اٹھا لیتا ہے۔ جب حجاج نے سلام پھیرا تو سعید نے اس کی چادر کا کونہ پکڑ کر کہا کہ وہ اس سے کچھ بات کریں گے' اس پر حجاج ان سے جھگڑا کرنے لگا' مگر سعید نے اس معاملہ کو اس وقت رفع دفع کر دیا اور خاموش ہو گئے۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہ حجاج کے پاس آئے اور کہنے لگے' اے سارق وخائن! تو اس طرح نماز پڑھتا ہے' میں نے ارادہ کیا ہے' تیری اس جوتے سے خبر لوں گا اور تیرے منہ پر جوتا ماروں گا' مگر حجاج نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن حجاج حج کے دنوں میں واپس آ کر واپس چلا گیا۔ اور پھر شام سے حجاز کا نائب بن کر واپس آیا اور جب ابن الزبیر کا قتل ہو گیا تو مدینہ کا نائب بھی بن گیا' اور مسجد نبویؐ میں داخل ہوا۔ وہاں سعید بن المسیب بھی بیٹھے ہوئے تھے' لوگوں نے دیکھا کہ وہ سعید کی طرف بڑھا' اور سعید کے لیے خطرہ بھی محسوس کیا گیا' مگر حجاج سعید کے قریب آ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا' اور کہنے لگا' آپ صاحب الکلمات ہیں۔ اس پر سعید نے اپنے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا' ہاں' حجاج بولا' بحیثیت معلم ومؤدب کے اللہ آپ کو جزائے خیر دے' میں

Marfat.com

نے اس دن کے بعد سے کوئی نماز نہیں پڑھی ہے' مگر آپ کی نصیحت کے مطابق جو اس دن آپ نے مجھے کی تھی' ضرور یاد رکھی ہے اور پھر کھڑا ہو گیا اور وہاں سے چل دیا۔

ابی عمرو بن العلاء بیان کرتے ہیں' جب حجاج نے ابن الزبیر کو قتل کر دیا تو سارا مکہ چیخ پکار سے گونج اٹھا' تو حجاج نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا' اور پھر منبر پر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا:

''اے اہل مکہ! مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے بڑوں نے ابن الزبیر کو قتل کر ڈالا ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ زبیر اچھے لوگوں میں تھے' مگر انہوں نے خلافت حاصل کرنا چاہی اور اس کے لیے جھگڑا کیا اور ان لوگوں سے مقابلہ کیا جو اس کے اہل تھے' اور اس طرح طاعت الٰہی سے نکل گئے اور حرم وحدود اللہ کو توڑا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا' ان میں روح پھونکی۔ اور ان کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ اور ان کی عزت کرائی' اور ان کو جنت میں ٹھہرایا۔ لیکن جب انہوں نے قصور کیا' اور ان سے خطا سرزد ہوئی تو ان کو جنت سے نکال دیا' حالانکہ آدم اللہ کے لیے ابن الزبیر سے زیادہ مکرم ومعزز تھے اور جنت باعتبار حرمت کعبہ سے زیادہ محترم ہے۔ تم اللہ کو یاد کرو' اللہ تم کو یاد کرے گا''۔

امام احمد نے ابی الصدیق الناجی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حجاج اسماء بنت ابی بکرؓ کے پاس ان کے بیٹے عبداللہ کے قتل کے بعد آیا' اور کہنے لگا' تمہارے بیٹے نے خانہ خدا میں الحاد وبے دینی کا عمل اختیار کیا تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب الیم کا مزہ چکھا دیا ہے' انہوں نے کہا' تو جھوٹا ہے وہ تو والدین کا مطیع وفرمانبردار تھا' وہ روزہ دار اور قائم اللیل تھا۔ اللہ کی قسم ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ بنی ثقیف میں دو کذاب ومبیر پیدا ہوں گے' جن میں دوسرا پہلے سے زیادہ خبیث وشریر ہوگا۔ کذاب تو ابن ابی عبید ہے یعنی مختار' لیکن مبیر تو ہے۔

نافع نے بیان کیا ہے کہ ابن عمرؓ نے ابن زبیر اور حجاج کو جب ایک شب منیٰ میں لڑتے جھگڑتے دیکھا تو انہوں نے حجاج کے ساتھ نماز پڑھنا چھوڑ دی اور ثوری ابن جابر کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر جب حجاج کے پاس پہنچتے لیکن ان کو سلام نہیں کرتے تھے' اور حجاج کے ساتھ نماز بھی نہیں پڑھتے تھے چنانچہ ابن الصلت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حجاج نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا' کہ ابن الزبیر نے کتاب اللہ کو بدل ڈالا ہے۔ اس پر ابن عمرؓ نے کہا' اللہ ابن الزبیر کو اس پر قادر کرے گا اور نہ ان کے ساتھ تجھ کو' اور اگر میں چاہوں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے۔ چنانچہ حوشب وغیرہ کی روایت ہے کہ ایک دن جب حجاج نے خطبہ طویل کر دیا تو ابن عمرؓ نے کئی بار پکار پکار کر کہا' نماز' نماز' چنانچہ نماز کھڑی ہو گئی اور حجاج نے نماز پڑھائی۔ اور جب ابن عمر واپس آئے تو حجاج نے ان سے کہا' تم کو یہ کہنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے' انہوں نے جواب دیا' تم وقت پر نماز پڑھانے کے لیے آتے ہو تو نماز ہر وقت پڑھاؤ اور ادھر ادھر کی باتوں سے قوم کے وقت کو ضیاع اور تفرقہ سے بچاؤ۔

اصمعی کہتے ہیں میں نے اپنے چچا کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب حجاج ابن الزبیر کے قتل سے فارغ ہو گیا۔ اور وہ مدینہ سے باہر اس کو ایک شیخ ملا۔ اس شیخ سے حجاج نے مدینہ کا حال احوال دریافت کیا۔ شیخ نے کہا' بہت برا حال ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری قتل کر دیئے گئے ہیں' حجاج نے پوچھا' ان کو کس نے قتل کیا ہے؟ شیخ نے جواب دیا' ایک فاجر وفاسق اور لعین حجاج نے' اللہ

Marfat.com

اس کو ہلاک کرے' اور سب لعنت بھیجنے والے اس پر لعنت بھیجیں۔ یہ سن کر حجاج غضب آلود ہو گیا اور کہا' اے شیخ! اگر تم حجاج کو دیکھو' تو اس کو پہچان سکتے ہو' شیخ نے کہا' ہاں ضرور' اللہ اس کو کبھی خیر وفلاح سے ہمکنار نہ کرے۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے منہ پر پڑی ہوئی نقاب ہٹا دی۔ اے شیخ اب تم اسے خوب پہچان لو گے جب تمہارا خون بہے گا۔ جب شیخ کو پختہ یقین ہو گیا تو اس نے کہا' یہ تو بہت ہی تعجب خیز بات ہوئی ہے۔ اے حجاج! اگر تجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں کون ہوں تو یہ بات کبھی نہ کہتا' میں عباس ابن ابی داؤد ہوں اور دن میں پانچ مرتبہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ یہ سن کر حجاج نے کہا' جا چلا جا یہاں سے اللہ تجھے کبھی اس دورہ سے نجات نہ دے۔ خالد بن معاویہ نے عبدالملک سے کہا' کیا آپ مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہیں۔ عبدالملک نے کہا' کس شخص سے اور کیا خوف ہے تجھے' یزید بن عبدالملک نے جواب دیا' قسم ہے اللہ کی' اے امیر المومنین جب سے میں نے رملہ بنت زبیر سے نکاح کیا ہے آل زبیر کی طرف سے میرے دل میں جو غبار بھرا ہوا تھا وہ نکل گیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ ایک روز سویا ہوا تھا کہ اس کو اٹھا کر بیدار کیا گیا اور اس نے فیصلہ کر لیا اور اس نے حجاج کو لکھا کہ وہ رملہ کو طلاق دینے کا پختہ ارادہ کر چکا ہے۔ چنانچہ اس نے رملہ کو طلاق دے دی۔ سعید بن ابی عروبہ کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک بار حج کیا اور وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان سے گزر رہا تھا' اس نے اپنے دربان سے کہا' دیکھو کسی مہمان کو بلاؤ' ہم اس کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ دربان باہر نکلا تو اس کو ایک اعرابی نظر آیا' اس کو بلا کر اپنے امیر حجاج کے پاس لے آیا۔ جب وہ شخص حجاج کے سامنے آیا تو حجاج نے اس کو مخاطب کر کے کہا' ہاتھ دھولو اور ہمارے ساتھ ناشتہ کرو۔ اس اعرابی نے کہا مجھے اس نے پہلے ہی دعوت دے رکھی ہے جو آپ سے بہتر ہے' حجاج نے کہا' وہ کون ہے' اس نے کہا اللہ جس سے مجھے روزہ رکھنے کی دعوت دی ہے۔ اور میں نے اس کی دعوت قبول کر لی ہے۔ حجاج نے کہا' اس سخت گرمی اور تپش میں روزہ؟ اور کہا' آج کھانا کھالو' کل روزہ رکھ لینا۔ اس نے جواب دیا' آپ کل کی مجھے ضمانت دے سکتے ہیں؟ حجاج نے کہا نہیں۔ اعرابی نے کہا' تو آپ مجھ سے آج کے لیے اس کل کا کیوں سوال کرتے ہیں جس پر آج آپ کو قدرت نہیں۔ حجاج نے کہا' ہمارا کھانا عمدہ اور مزیدار ہے۔ اس نے جواب دیا مجھے لذت کی نہیں' بلکہ عافیت کی ضرورت ہے۔

فصل

ہم ۷۵ھ میں حجاج کے کوفہ میں داخلہ کی کیفیت اور وہاں پہنچ کر خطبہ دینے کا حال بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ حجاج نے وہاں پہنچ کر لوگوں کو کس طرح دھمکایا اور ڈرایا۔ نیز یہ کہ وہاں پہنچ کر اس نے عمیر بن ضابی کو قتل کر دیا تھا اور کمیل بن زیاد کو بھی بری طرح قتل کرا دیا تھا۔ اور اس کے بعد ابن الاشعث کے ساتھ قتال خون ریزی کا حال بھی ہم نے گزشتہ سطور میں بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کس طرح حجاج نے ابن الاشعث سے نمٹنے کے بعد اس کے ساتھی امراء' زہد وعباد اور قراء کو بے دردی سے قتل کرایا اور سعید بن جبیر جیسے فقیہہ وعالم اور عابد وزاہد بزرگ کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا۔

ابن عاصم کہتے ہیں حجاج نے دیر جماجم کے بعد اہل عراق کو مخاطب کر کے کہا:

Marfat.com

''اے اہل عراق' شیطان تمہارے گوشت پوست اور رگ پٹھوں میں گھس گیا ہے اور اس نے تمہارے اعضاء وجوارح پر قبضہ کرلیا ہے' جس کے باعث تمہارے سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں سلب ہوگئی ہیں' اس نے تمہارے دل ودماغ میں اپنی ذریت پھیلا دی ہے' جس کی وجہ سے تمہارے دلوں میں نفاق وشقاق پیدا ہوگیا ہے اور تم ایک دوسرے کے خلاف ہوگئے ہو' اور تم صراط مستقیم سے ہٹ کر ٹیڑھے راستے پر جارہے ہو۔ نہ کسی کی نصیحت سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے اور نہ کسی کا مشورہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ کیا تم .....اہواز میں میرے ساتھی اور ہمنوا نہ تھے۔ لیکن پھر تم نے پہلو بدلے اور غداری وبے وفائی کی طرف مائل ہوگئے اور اسلام سے ہٹ کر کفر پر مجتمع ہوگئے' اور تمہیں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو رسوا اور خوار کردے گا اور خلافت کو ذلیل کردے گا' حالانکہ خدا کی قسم میں تمہارے قریب ہی موجود ہوں۔ لیکن تمہاری حالت یہ ہے کہ تم چوروں کی طرح کھسکتے جارہے ہو اور جھوٹی پناہ کے لیے ادھر ادھر بھاگ رہے ہو اور پناہ کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ لیکن تمہاری ان حرکتوں سے تمہیں ذلیل ورسوا کردیا ہے' تم فتنہ وفساد کی نذر ہوگئے ہو تمہارے تفرقہ اور انتشار نے تمہاری ہوا اکھاڑ دی ہے اور تم دنیا کی نظر میں منتشر اور ذلیل وخوار ہوگئے ہو۔ اللہ نے بھی تمہاری مدد سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور تم کو بے یارومددگار چھوڑ دیا ہے اور تم سے بری الذمہ ہوگیا ہے۔ آج تمہارا حال یہ ہوگیا ہے کہ بڑوں کو اپنے چھوٹوں کی اور چھوٹوں کو اپنے بڑوں کی خبر نہیں ہے' سب ایک دوسرے کے حال سے بے خبر اور بے زار ہوگئے ہیں۔ تم کو دیر جماجم سے سبق لینا چاہیے۔ جہاں ایسی زبردست خوں ریزی ہوئی ہے جس نے دوست کو دوست سے اور بھائی کو بھائی سے جدا کردیا ہے اور تلواروں کی جھنکار اور تیر وتفنگ کی بارش سے لوگ خدا کی پناہ مانگتے تھے۔

اے اہل عراق اور اے اہل غدر اور بے وفا لوگو! اگر میں تمہیں سرحدوں پر بھیجتا ہوں تو تم بے وفائی اور غداری کرتے ہو۔ اگر تم کو کسی چیز کا امین بناتا ہوں' تو اس میں خیانت کرتے ہو۔ اور اگر تم مامون ومصئون ہوتے ہو' تب بھی مضطرب وبے قرار رہتے ہو۔ اور جب تم کو خوف لاحق ہوتا ہے تو چھپ کر اونٹ کی طرح پیر بچھا کر بیٹھ جاتے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد نہیں کرتے ہو' اور خدا کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتے ہو۔ تم بدعہدی کرتے ہو تو شرم نہیں کرتے ہو۔ کسی گمراہ کو تم راہ پر نہیں لاسکتے۔ نہ کوئی گنہگار تمہاری بدولت گناہوں سے بچ سکتا ہے تم کسی ظالم کے خلاف کسی فریادی کی مدد نہیں کرسکتے۔ نہ کوئی محروم آدمی تمہاری بدولت اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے بلکہ اس کے برعکس مظلوم کے خلاف ظالم کی حمایت کے لیے آمادہ رہتے ہو اور غاصب کی پکار پر لبیک کہتے ہو۔ اور اشرار اوباش قسم کے لوگوں کی مدد کے لیے بڑی سرعت سے بڑھ کر جاتے ہو' خواہ اس کے لیے تمہیں پیدل جانا پڑے خواہ سواری پر۔

اے اہل عراق! کوئی بھی شوریدہ سر تمہیں پکارے گا تو تم اس کی آواز پر لبیک کہو گے' اور کوئی بھی ہنگامہ کرنے والا اور راہ حق سے ہٹانے والا تمہیں آواز دے گا تو تم اس کی آواز پر لبیک کہو گے اور ایسے لوگوں کو نہ صرف خوش آمدید کہو گے' بلکہ ان کی اتباع اور پیروی کے لیے بھی دل وجان سے تیار ہوگے۔ اے اہل عراق! کیا میں نے تمہیں بار بار نصیحت نہیں کی ہے اور کیا تم نے تمام واقعات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کرلیا؟ اور کیا تم کو اللہ نے تمہارے اس رویہ کا مزہ نہیں

چکھایا کہ تم بار ہا روندے نہیں گئے ہو؟ کیا تم قدرت کی طرف سے خوف وخطرات میں بار ہا مبتلا نہیں کیے گئے ہو مگر پھر بھی تمہاری آنکھیں نہیں کھلتی ہیں''۔

اس کے بعد حجاج اہل شام کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا' اے اہل شام میں تمہارے لیے شہ سوار و تیر انداز کی طرح ہوں' جو اپنے ماتحتوں کی طرف سے پوری طرح ہر قسم کا دفاع کرتا ہے اور اپنے بچوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے۔ اور ان کو ہر طرح کی تکالیف اور خطرات سے بچا کر آرام و آسائش پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اے اہل شام! تم مملکت کی ڈھال اور ڈھارس ہو' تم نرم و گرم ہو' اور نرم خو اور شریر تقویٰ بھی ہو' تم اولیاء اور انصار ہو' تم مددگار و حمایتی ہو' تمہاری بدولت ہی دفاع اور حفاظت کا بھرم قائم ہے۔ اور تم ہی دشمنوں کی فوجوں کو شکست و ہزیمت پر مجبور کرتے ہو' اور وہ میدان جنگ سے فرار ہونے یا تم سے پناہ مانگنے میں مجبور ہو جاتے ہیں۔ قریش کا ایک شیخ جس کی کی کنیت ابو بکر التیمی تھی' کہتا ہے کہ حجاج اکثر اپنے خطبہ میں ذکر کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو' اور اس کی ذریت کو مٹی سے پیدا کیا' اور ان کو زمین کی پشت پر چلایا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کی اولاد نے زمین کے پھل اور مشروبات سے فیض اٹھایا' اور خوب سیر ہو کر کھایا پیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے جنگ و جدال اور قتل و خون ریزی کے ذریعہ پورے خطہ ارض کو خراب کر ڈالا' لیکن ایک وقت آیا کہ زمانہ بدلا' اور اللہ کے قانون فطرت کے مطابق حکومت و اقتدار ایک قوم سے چھن کر دوسری قوم کو ملا اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس تختہ زمین پر پچھلی قوم کا گوشت پوست اگلی قوم کے ہاتھوں کھایا گیا اور ان کو اس طرح انہوں نے بھی تباہ و برباد کر دیا جس طرح انہوں نے ان کو کیا تھا۔

متعدد آدمیوں نے لکھا ہے کہ حجاج نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ کے دوران کہا کہ ایک شخص یہاں ایسا بھی ہے جس پر تم کو اعتماد ہے۔ اس شخص نے اپنے آپ کو اس کا اہل بھی ثابت کیا ہے' اس نے نفس کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے اور اس کو اس نے اطاعت الٰہی کی طرف موڑ دیا ہے اور معاصی سے اور خدا کی نافرمانی سے اس کو بچائے رکھا ہے۔ اللہ اپنا رحم کرے اس شخص پر' اس نے اپنے نفس کو زیر کر لیا ہے۔ ایسا شخص جو اپنے ہی نفس کو متہم رکھتا ہے اور ایسا شخص جو دوسروں کا محاسبہ کرنے سے قبل اپنا محاسبہ کرتا ہے' جو اپنے اعمال و میزان پر نظر رکھتا ہے' جو اپنے ہر عمل اور حرکت کو تولتا رہتا ہے اور غور کرتا رہتا ہے کہ اس کا کون سا عمل ایسا ہے جو اسے اپنے نامہ اعمال میں نظر آ جائے گا۔ اور اس کو میزان عدل میں تلتا ہوا خود اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ نیز اس کا قلب ایسا ہے جو اس کو خضوع و خشوع کی طرف ہمیشہ مائل رکھتا ہے۔ ابھی اس شخص کی متعدد صفات کا ذکر حجاج کر ہی رہا تھا کہ مالک بن دینار نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔

مدائنی نے شعبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میں نے حجاج کو جس انداز پر گفتگو کرتے دیکھا کہ اس سے پہلے کسی کو ایسی گفتگو کرتے نہیں دیکھا ہے۔ خطبہ میں امابعد کے بعد ایک مرتبہ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا پر فنا کا حکم لکھ دیا ہے۔ اور آخرت کے لیے بقا لکھ دی ہے اس کے لیے فنا نہیں اور جس کے لیے اس نے فنا لکھ دی ہے وہ بقا نہیں پا سکتا۔ اس لیے اے لوگو! تمہیں یہ موجود دنیا اس دنیا کی طرف سے دھوکہ میں نہ ڈال دے جو تمہاری نظروں سے ابھی اوجھل ہے۔ اور تمہیں آج کی لمبی چوڑی آرزوئیں آخرت سے غافل نہ کر دیں۔

Marfat.com

مدائنی نے ابی عبداللہ الثقفی سے انہوں نے اپنے چچا سے حسن بصری کو حجاج کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کسی شخص کی عمر کا ایک لمحہ بھی ایسے کام میں گزرا' جو اس کے کرنے کا نہیں تھا' اس پر قیامت تک سوائے حسرت وافسوس کے کیا کیا جا سکتا ہے۔

ابن عمرؓ نے کہا ہے' ایک روز حجاج نے کہا' ہم نے ہر شخص کے ساتھ اس کی حیثیت کے مطابق سلوک کیا ہے۔ یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہو گیا' مجھے بھی کچھ انعام ملنا چاہیے' میں نے ہی حسین کو قتل کیا ہے۔ حجاج نے پوچھا' وہ کیسے؟ اس نے کہا' پہلے میں ان کو تیروں سے زخمی کیا۔ اور پھر تلوار سے ان کے ٹکڑے کر دیئے۔ اور میرے ساتھ اس میں کوئی شریک نہیں تھا۔ یہ کام میں نے اکیلے ہی انجام دیا ہے۔ اس پر حجاج نے اس سے کہا' جا تو اور وہ ایک جگہ جمع نہیں ہوں گے اور اس کو کچھ نہیں دیا۔

الہیثم بن عدی نے کہا ہے' ایک شخص حجاج کے پاس آیا کہ میرے بھائی نے ابن الاشعث کے ساتھ خروج کیا تھا' لیکن میرا نام بھی فہرست میں درج نہیں ہے' مجھے بخشش سے بھی منع کر دیا گیا ہے اور میرا گھر بھی منہدم کر دیا ہے' آخر ایسا کیوں ہے؟ اس پر حجاج نے جواب دیا۔ کیا تو نے یہ شعر نہیں سنا ہے:

ولرب ماخوذ بزنب قریبه ونجا المغارف صاحب الذنب

''بسا اوقات ساتھی کے جرم میں آدمی ماخوذ ہو جاتا ہے اور اصل مجرم وگنہگار بچ جاتا ہے''

یہ سن کر اس آدمی نے جواباً حجاج سے کہا' اے امیر اللہ تو کچھ اور کہتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کا قول سب سے سچا ہے۔ حجاج نے پوچھا' اللہ نے کیا کہا ہے؟ اس نے قرآن پاک کی سورہ یوسف کی وہ آیت پڑھی' جس کا مفہوم یہ ہے:

''اے عزیز مصر' ہمارا باپ بوڑھا ہے تو ہم سے کسی ایک کو اس کی جگہ روک لے' ہم تجھے بڑا نیکوکار سمجھتے ہیں''۔

اس پر یوسف علیہ السلام نے نے جواب دیا تھا:

''خدا کی پناہ اگر ہم اس کی جگہ کسی اور بے گناہ کو پکڑیں گے تو ہم ظالم ٹھہریں گے''۔

اس پر حجاج نے غلام کو حکم دیا کہ اس شخص کا نام فہرست میں درج کیا جائے اور اس کا گھر دوبارہ تعمیر کیا جائے اور اس کو انعام دینے کا بھی حکم دیا اور منادی کے ذریعہ اعلان کرایا کہ شاعر جھوٹ بولتا ہے۔ قرآن پاک میں جو کچھ ہے وہی سچ ہے:

الہیثم بن عدی ابن عباس کا قول نقل کرتے ہیں' کہ عبدالملک ہیں' کہ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ میرے پاس اسلم بن عبدالبکری کا سر قلم کر کے بھیج دیا جائے۔ جب عبدالملک کا مکتوب حجاج کو ملا تو اس نے حکم دیا کہ اسلم بن عبدالبکری کو حاضر کیا جائے۔ جب اس کو حاضر کیا گیا تو اس نے حجاج سے کہا' اے امیر تو تو یہاں خود موجود ہے اور عبدالملک یہاں موجود نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیا کرو' ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم پر جا چڑھو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ''۔

جو کچھ امیر کو اطلاع ملی ہے وہ غلط اور جھوٹ ہے۔ میں تو چوبیس عورتوں کا کفیل ہوں' جن کا کوئی کمانے والا اور کفیل نہیں ہے۔ حجاج نے ان سب عورتوں کو بلانے کا حکم دیا۔ اور جب وہ سب آ گئیں تو انہوں نے کہنا شروع کیا' میں اس کی خالہ ہوں اور یہ

Marfat.com

اس کی پھوپھی ہے اور میں اس کی بہن اور یہ میں اس کی بیوی ہوں اور یہ میں اس کی بیٹی ہوں۔ اس کے علاوہ اس کے سامنے ایک لڑکی آئی جس کی عمر دس سال سے کم ہوگی۔ اس سے حجاج نے پوچھا' تو کون ہے؟ لڑکی نے جواب دیا' میں اس کی بیٹی ہوں۔ اور کہا' اللہ امیر کو نیکی دے۔ حجاج سے اس نے گھٹنے کے بل بیٹھنے کی درخواست کی' اور پھر بیٹھنے کے بعد اس نے ان اشعار میں اپنی اور اپنے خاندان کی آپ بیتی سنائی:

أحجاج لم تشهد مقام بناته وعاته يندبنه الليل اجمعا

''اے حجاج تو اس آدمی کی بیٹیوں' پھوپھیوں کے صحیح مقام کو نہیں سمجھ سکا جو رات کو اکٹھے نوحہ کرتی ہیں''

أحجاج كم تقتل به ان قتلته ثماناً وعشراً واثنين واربعاً

''اے حجاج تو ان میں کتنوں کو مارے گا جو دس سال سے لے کر چوبیس سال کی ہیں''

أحجاج من هذا يقوم مقامه علينا فمهفلا ان تزدنا تضعها

''اے حجاج اس آدمی پر رحم کر' اس کے سوا ہماری خبر گیری کون کرے گا اور اگر ہمیں ذلیل ہی کرنا چاہتا ہے''

أحجاج اما ان تحود بنعة علينا واما ان تقلنا معاً

''تو اس کی دو صورتیں ہیں یا مہربانی کر کے اپنی سخاوت دکھایا پھر ہم سب کو اکٹھے ہی مار ڈال''

کہا جاتا ہے کہ یہ سن کر حجاج رو پڑا' اور کہا' قسم ہے خدا کی' میں تم پر نہ کوئی سختی کروں گا اور نہ تم کو ذلیل کروں گا۔ اور پھر اس نے عبدالملک کو وہ سب کچھ لکھ کر بھیج دیا جو اس آدمی نے اس کو بتایا تھا۔ اور جو کچھ اس کی دس سالہ بیٹی نے اپنی کہانی سنائی تھی۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ اس شخص کو رہا کر دیا جائے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور اس کی معصوم لڑکی کے ساتھ احسان کیا جائے اور اس کی دیکھ بھال کی جائے۔

کہتے ہیں' حجاج نے ایک دن خطبہ دیا' جس میں اس نے کہا' اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں پر صبر کرنا عذاب دوزخ پر صبر کرنے سے بہتر اور آسان ہے۔ یہ سن کر ایک شخص اس کے روبرو کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے حجاج افسوس ہے تجھ پر' کیسا مضطرب ہے تیرا چہرہ اور کتنا بے شرم ہے تو۔ کر ڈال جو کچھ تجھے کرنا ہے' باتیں تو خوب بناتا ہے اور جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے' تو خبیث' تیرا کلام گمراہ کن' حجاج نے یہ سن کر اپنے باڈی گارڈ سے کہا' پکڑ لو اس شخص کو۔ اور جب اپنے خطبہ سے فارغ ہوا تو اس نے پوچھا' تجھے ایسی بات کہنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ اس آدمی نے جواب دیا' افسوس ہے تجھ پر' حجاج تو بھی تو اللہ کے مقابلہ میں بہت جری ہے۔ میں تو صرف تیرے ہی مقابلہ میں جرأت دکھا رہا ہوں' تو کون ہے؟ میں یہ جان کر جری بنا ہوں کہ تو اللہ رب العالمین کے مقابلہ میں جرأت و بے باکی کا مظاہر کر رہا ہے۔ اس آدمی کا جواب سن کر حجاج نے اس کو چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا۔

مدائنی کہتا ہے کہ حجاج' ابن الاشعث کے قیدیوں کے پاس آیا اور ان دونوں کے قتل کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا' حجاج! میرا تیرے اوپر ایک احسان ہے۔ حجاج نے پوچھا' وہ کیا؟ اس نے کہا ایک روز ابن الاشعث نے تیری ماں کے بارے میں کچھ کہا۔ تو میں نے اس کی تردید کی تھی' حجاج نے کہا' اس کا کوئی گواہ؟ اس شخص نے کہا' یہ میرا ساتھی اس کا گواہ ہے۔ جب حجاج نے

Marfat.com

اس سے اس امر کی تصدیق چاہی تو اس شخص نے اس کی تصدیق کی۔ حجاج نے اس سے پوچھا' تم نے اس بارہ میں وہ عمل کیوں نہیں اختیار کیا جو تمہارے ساتھی نے کیا تھا۔ اس نے جواب دیا' اس کی وجہ تمہارے لیے میرا بغض تھا۔ حجاج نے حکم دیا' اس کو اس کی سچائی اور صاف گوئی پر چھوڑ دیا جائے اور اس کو اس کے عمل کی بنا پر۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں' ایک دفعہ ان کو معلوم ہوا کہ بنی حنیفہ کا ایک شخص جس کو حجد ابن مالک کہتے ہیں' یمامہ کی سرزمین کا بڑا بے باک اور بہادر اور نڈر انسان ہے۔ حجاج نے اپنے نائب کو لکھا کہ ایسے آدمی کو اب تک کیوں گرفت میں نہیں لیا گیا ہے اور اس کو کیوں آزاد چھوڑ رکھا ہے۔ حجاج کا نائب اس شخص کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگا' حتیٰ کہ اس نے اس کو پکڑ کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ حجاج کے پاس پہنچ گیا' تو حجاج نے اس سے پوچھا' تم یہ سب کچھ کیوں کرتے ہو کہ ہم تمہیں پکڑنے کے پر مجبور ہوئے ہیں' اس نے جواب دیا' بادشاہ کے ظلم اور زمانہ کے لوگوں کی حرکتوں کے باعث میں اس پر مجبور ہوا ہوں۔ حجاج نے اس سے کہا' میں تمہیں ایک بھوکے شیر کے پنجرے میں ڈال دوں گا۔ تو تم سے ہمیں نجات مل جائے گی' اور اگر تم نے شیر کو قتل کر دیا تو تمہیں چھوڑ دیں گے۔ اس کے بعد اس نے اسے ایک قید خانہ میں گردن میں اس کا ہاتھ باندھ کر قید کر دیا۔ اور حجاج نے اپنے نائب بکسکر کو لکھا' کہ ایک خونخوار شیر کو بھیجنے کا بندوبست کیا جائے۔ اس دوران حجد نے اپنی محبوب بیوی سلیمی ام عمرو کو قید خانہ کی تنہائی میں یاد کر کے چند اشعار لکھے' جن میں وہ فراق وہجر سے بھرپور جیل کی زندگی کے تاثرات ذیل کے اشعار میں بیان کرتا ہے:

الیس اللیل یجمع ام عمرو وایانا فذالک بنا ترانی

''کیا رات ام عمرو کو اور مجھے اکٹھا نہیں کر دے گی تو مجھ سے قریب ہو جائے''

بلیٰ وترمی الھلال کما نراہ ویعلوھا النھار اذا علانی

''ہاں کیوں نہیں اور تو بھی چاند کو ویسے ہی دیکھتی ہے جیسے میں دن میری محبوب پر بھی ویسا ہی نکلتا ہے جیسا مجھ پر''

اذا جاوزتا نخلان نجد واودیة الیمامة فالغیانی

''تم دنوں جب نجد کے نخلستان سے اور یمامہ کی وادیوں سے گزرو تو میری روداد غم سنا دینا''

وقولا لحجر امسیٰ رھینا یحاذر وقع مصقول یمانی

''اور میری محبوب سے کہا' حجد رقید ہو گیا ہے اور اب یمن کی چمکتی ہوئی تلوار کے وار سے بچنے کی کوشش میں ہے''

جب شیر حجاج کے پاس پہنچ گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کو تین دن بھوکا رکھا جائے۔ اور پھر مائیر کے باغ میں چھوڑ دیا جائے۔ اور اس کے بعد اس نے حجد کو جیل سے نکالنے اور ایسی حالت میں لانے کا حکم دیا کہ اس کا داہنا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا ہو۔ اور اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ تلوار حجد رکے بائیں ہاتھ میں دے کر اس کو شیر کے سامنے چھوڑ دیا جائے۔ اس منظور کو دیکھنے کے لیے حجاج اپنے درباریوں کے ساتھ سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ حجد رشیر کے سامنے آیا تو مندرجہ ذیل شعر اس کی زبان پر تھا:

لیث ولیث فی مجال ضنک کلاھما ذوانف ومحک

''دو شیر ایک دوسرے کے بالمقابل تنگ میدان میں ہیں دونوں ہی عزت اور مقابلہ پر ڈٹ جانے والے ہیں''

چنانچہ جب شیر نے حجدر کو دیکھا تو بڑے زور سے چنگھاڑا' اور حجدر کی طرف لپکا' اور جب ایک نیزہ کے برابر فاصلہ رہ گیا تو شیر نے حجدر پر جست لگائی اور اس پر حملہ آور ہوا۔ حجدر نے اس کا مقابلہ تلوار کے زبردست وار سے کیا۔ اس کا یہ حملہ اس قدر کاری تھا کہ تلوار کی دھار میں دندانے پڑ گئے۔ اور شیر زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بڑا سا خیمہ ہے' جسے ہوا نے گرا کر زمین پر اس کا ڈھیر لگا دیا ہے۔ حجدر بھی شیر کے وار سے نڈھال ہو کر زمین پر گر گیا۔ حجاج نے اس واقعہ کو بیحد اہم سمجھا اور اس کے ساتھیوں اور تماش بینوں نے بھی اس واقعہ کی عظمت سے انکار نہیں کیا اور حجاج اس شخص کی بہادری سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اس شخص کو اختیار دے دیا کہ چاہے تو وہ اپنے ملک کو واپس چلا جائے اور چاہے تو اس کے پاس مقیم رہے۔ حجدر نے حجاج کے پاس ہی رہنا منظور کر لیا۔ چنانچہ حجاج نے اس کو بہت کچھ انعام واکرام بھی دیا۔

ایک دن حجاج نے امام احسینؓ کو رسول اللہ ﷺ کی ذریت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن یعمر نے کہا حجاج تو جھوٹا ہے' وہ رسولؐ اللہ کی ذریت ہیں۔ حجاج نے کہا یا تو اس کا ثبوت دو' ورنہ تمہاری گردا اڑا دوں گا۔ یحییٰ بن عمرو نے قرآنی آیت:

﴿ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمَانَ ﴾ .

آخری قول:

﴿ وَذَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى ﴾ .

تک پڑھی۔ پس جس طرح عیسیٰ ابراہیم کی ذریت تھے' حالانکہ وہ اپنی ماں مریم کی طرف منسوب تھے' اسی طرح حسین بھی ابن بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس پر حجاج نے کہا' تم سچ کہتے ہو' اور ان کو خراسان کی طرف بھیج دیا۔ حجاج باوجود فصیح وبلیغ ہونے کے قرآن پاک پڑھنے میں غلطیاں کرتا تھا۔ یحییٰ بن یعمر نے اس کو بہت محسوس کیا۔ اس کی غلطیوں کی منجملہ دیگر مثالوں کے ایک یہ تھی کہ وہ ان مکسورہ کو ان مفتوحہ پڑھتا تھا' اسی طرح اس کے برعکس بھی پڑھتا تھا' مثلاً:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ ﴾

الی قولہ احب الیکم میں احب الیکم پیش کے ساتھ پڑھتا تھا۔

اصمعی وغیرہ نے لکھا ہے کہ عبدالملک نے حجاج سے امس الیوم اور غد کے متعلق دریافت کیا تو حجاج نے اس کا جواب دیا۔

''امس اجل ہے' الیوم عمل ہے اور غد امل ہے۔

معمر بن المثنیٰ نے کہا ہے۔ جب حجاج نے ابن الاشعث کو قتل کیا تو اہل عراق نے اس کی بہت تعریف وتوصیف کی۔ اس پر اس نے لوگوں کو دل کھول کر انعامات دینا شروع کیے' تو عبدالملک نے حجاج کو لکھا' تم ایک دن اتنا خرچ کر ڈالتے ہو' جتنا امیر المومنین ایک ہفتہ میں خرچ کرتے ہیں' اور جتنا وہ ایک مہینہ میں خرچ کرتے ہیں تم ایک ہفتہ میں خرچ کرتے ہو۔

اور پھر یہ اشعار لکھے:

علیک بتقوی اللہ فی الامر کلہ وکن یا عبیداللہ فخشی وتضرع

''تجھ پر تمام امور میں تقویٰ الٰہی ضروری ہے اور اے اللہ کے حقیر بندے خدا سے ڈرتا رہ''

Marfat.com

ووفر خراج المسلمين فيأهم وكن لهم جصنا تجير وتمنع

''مسلمانوں کے خراج اور مال غنیمت میں اضافہ نہ کر اور اس کا محافظ ومحاسب بن''

اس کے جواب میں حجاج نے یہ اشعار پڑھے:

لعمری لقد جاء الرسول بكتبكم قراطيس تملا ثم تطوى فتطبع

''میرے پاس آپ کا حکم نامہ آیا جو بہت سے صفحات پر مشتمل ہے''

كتاب اتانی فيه لين وغلظة وذكرت والذی لذالب تنفع

''آپ کا خط آیا اس میں نرم گرم سبھی باتیں تھیں اور آپ نے نصیحتیں لکھی ہیں جو عقلمند کو فائدہ دیتی ہیں''

اس کے جواب میں عبدالملک نے حجاج کو لکھا' جو مناسب سمجھو' اس پر عمل کرتے رہو۔ ایک روز ایک چور حجاج کے پاس لایا گیا۔ اس سے حجاج نے کہا' تو مالدار تھا پھر تو نے چوری کیوں کی؟ اس کی سزا میں تیرا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس آدمی نے جواب دیا' بے شک جب آدمی کا ہاتھ تنگ ہو تو نفس کی سختی کیسے برداشت ہو۔ اس پر حجاج نے کہا' تو سچ تو کہتا ہے' لیکن اگر جس معذرت سے شرعی حد ساقط ہو سکتی تو تو اس کا مستحق ہو سکتا تھا' مگر یہ عذر تیرا قابل قبول نہیں ہے' اور غلام سے کہا تلوار چلاؤ اور جلاد کا انتظام کیا جائے۔ جلاد آیا اور اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

کچھ قراء بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حجاج ولید بن عبدالملک کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ جب کھانا کھا لیا گیا تو ولید نے حجاج کو نبیذ[1] پینے کی دعوت دی حجاج نے کہا' اے امیر المومنین کیا آپ نے اس کو حلال کر رکھا ہے۔ میں نے تو اس کو اہل عراق اور اپنے گھر والوں کے لیے ممنوع قرار دے دیا ہے۔

عمر بن شبہ نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو لکھا' اور اسے بے جا مال اڑانے اور خون ناحق بہانے پر کو تنبیہ کی۔ اور لکھا کہ جہاں تک مال کا تعلق ہے' تو وہ اللہ کا ہم تو صرف اس کے خزانچی ہیں۔ حجاج کو جب یہ خط ملا' تو اس نے امیر المومنین کو جواب دیا:

''مجھے آپ کا خط ملا' جس میں بے جا مال صرف کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے اور ناحق خونریزی کے بارہ میں بھی تنبیہ کی گئی ہے۔ خدا کی قسم نہ میں نے اہل معصیت کی عقوبت میں حد سے تجاوز کیا ہے' اور نہ اہل طاعت کی خدمت سے گریز کیا ہے۔ اور اگر یہ اسراف ہے تو امیر المومنین اس کے لیے مجھ پر حد جاری کر سکتے ہیں''۔

حجاج کے جرأت مندانہ اقدامات اور گستاخانہ کلمات

عاصم کہتے ہیں میں نے حجاج کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور حتی الوسع اس کی خشیت رکھو۔ اور میری بات غور اور توجہ سے سنو' اس میں میں امیر المومنین کی تعریف وتوصیف نہیں کر رہا ہوں' قسم ہے اللہ کی' اگر میں لوگوں کو حکم دوں کہ

---

[1] اس زمانہ میں میں نبیذ خالص شراب کہا جاتا تھا لیکن بعد کے زمانہ میں نبیذ کھجوروں یا منقیٰ کے اوپر پانی ڈال کر رکھ دینے کے بعد اس کو فشردہ کو کہتے تھے خواہ اس میں سکر پیدا ہو یا نہ ہو۔

Marfat.com

مسجد کے اس دروازہ سے نکل جائیں تو وہ دوسرے دروازہ سے نکلیں گے' ایسی صورت میں میرے لیے ان کا خون اور مال حلال ہوجائے گا۔ اور اگر میں ربیعہ کو مصر میں پکڑ سکوں تو یہ میرے لیے جائز ہوگا۔ اور میرے لیے عبد ہزیل کے لیے معذرت خواہی کا کوئی جواز نہ ہوگا' جب کہ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا قرآن قرآن الٰہی ہے۔ قسم ہے اللہ کی' وہ اعراب میں فاش غلطیاں کرتا ہے جو اللہ کے نبیؐ پر اترے ہوئے قرآن میں نہیں ہیں۔ قسم ہے اللہ کی' میں اچھے طرح سبق پڑھا دوں گا۔ اعمش اور ابی النحوہ دونوں کا بیان ہے کہ خدا برا کرے حجاج کا' اس نے بے شک یہی کہا تھا جو اوپر گزرا ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ کوئی اس ام عبد کی قرأت پر قرآن پڑھے گا' اس کی گردن اڑا دوں گا۔ وہ ابن مسعودؓ کی قرأت قرآن پر عیب نکالتا تھا' کیونکہ ان کی قرأت اس کے نزدیک اس مصحف کے خلاف تھی' جو حضرت عثمانؓ نے جمع کیا تھا۔ حالانکہ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عثمانؓ کے قول کے موافق ہوگئے تھے۔ واللہ اعلم۔

مسلم بن ابراہیم بن بیان کرتے ہیں کہ صلت بن دینار نے حجاج کو شہر واسط میں منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عبداللہ بن مسعود منافقین کے سردار ہیں۔ اور اگر میں ان کو پکڑ لوں گا تو زمین ان کے خون سے بھر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حجاج کو واسط میں منبر پر یہ آیت پڑھتے ہوئے سنی ہے:

﴿ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ ﴾ .

''اے خدا مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو سرفراز نہ ہو''۔

اور یہ کہنے کے بعد اس نے کہا' واللہ اگر سلیمان بھی ہو تو وہ بھی حسد کرے۔ اور یہ ایسی سخت اور بے باکانہ جرأت تھی جو اس کو کفر تک پہنچاتی تھی۔ اللہ برا کرے حجاج کا اور اس کو رسوا کرے اور اس کو رحمت خداوندی سے دور کرے۔ رسول اللہ ﷺ انہی ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق جن کی قرأت کو حجاج برا سمجھتا تھا' فرمایا کرتے تھے جس شخص کو عمدہ قرآن پڑھنے اور اسی طرح پڑھنے کو دل چاہتا ہے جس طرح وہ نازل ہوا ہے' تو وہ عبداللہ بن مسعودؓ یعنی ابن ام عبداللہ کی قرأت پر قرآن پڑھے۔ یہ حدیث کئی طریقوں سے بیان کی گئی ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے' میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر اسی وقت ستر سورتیں یاد کی تھیں۔ جب زید بن ثابت لڑکوں میں شامل تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے ستر سورتیں زید بن ثابت کے مسلمان ہونے سے قبل جب کہ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے' یاد کر لی تھیں۔

طبرانی نے عبداللہ بن شداد بن الہاد سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین' تکیہ' مسواک اور دیگر ساز وسامان لے کر ہمراہ چلتے تھے۔ ایک شخص نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ میں جب شام آیا' اور ابوالدرداء کے پاس بیٹھا تھا' تو اس نے مجھ سے کہا' تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا' کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ اس پر اس نے کہا' کیا تم میں سے کوئی صاحب الوساۃ والسواک نہیں ہے ابووائل کہتے ہیں' میں نے حذیفہ کو کہتے ہوئے سنا ہے درآنحالیکہ ان کے قریب عبداللہ بن مسعودؓ کھڑے ہوئے تھے کہ اصحاب محمدؐ میں سے ثقہ لوگوں کو پوری طرح علم ہے کہ ان میں سے کون سے لوگ مرتبہ کے اعتبار سے مقربین

Marfat.com

میں ہیں۔

عبدالرحمٰن بن زید حذیفہ سے کہا کرتے تھے' ہمیں کسی ایسے آدمی کا پتہ بتاؤ' جو رسول اللہ ﷺ کے قریب رہ کر آپؐ کے طور طریقوں اور سیرت طیبہ سے اچھی طرح واقف ہو' تاکہ ہم بھی اسی طریق زندگی کو اپنے لیے مستقلاً نمونہ بنالیں۔ انہوں نے جواب میں کہا' میں نے کسی شخص کو اس بارہ میں ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ سے زیادہ بہتر و معتمد نہیں پایا' اور اصحاب نبیؐ میں سے اس نوع کی باتوں کو محفوظ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ درجہ اور تقرب کے اعتبار سے عبداللہ بن مسعودؓ ہی سب سے بڑھے ہوئے ہیں داؤد طیالسی کہتے ہیں' اس پر میں نے کہا' اس لحاظ سے تو حذیفہ بن یمان صاحب اسرار نبوی کا درجہ زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ مگر خود ان کا قول عبداللہ بن مسعودؓ کے بارہ میں وہ ہے جو ابھی اوپر بیان ہوا۔

غرض کہ اس طرح حجاج کے جھوٹ و بہتان کا پردہ فاش ہو جاتا ہے اور اس کا وہ فسق و فجور بھی کھل جاتا ہے جو وہ عبداللہ بن مسعودؓ کے بارہ میں کہتا رہا ہے اور ان کو منافق کہتا رہا ہے۔ اور ان کی قرأت کو ہذیل کے اشعار سے تشبیہ دے کر اور اس خیال کا اظہار کر کے وہ قرآن پڑھنے میں فاش غلطیاں کرتے تھے۔ اور اگر میں ان پر قابو پا جاؤں تو قتل کر ڈالوں' اس نے کسی اچھے کردار کا مظاہر نہیں کیا ہے۔

زرعن عبداللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اراک کی مسواک توڑ رہا تھا' ہوا بہت تیز چل رہی تھی' اس کی شاخ پکڑنے کی کوشش میں میری دونوں پنڈلیاں مٹی سے لتھڑ گئیں جس کو دیکھ کر لوگ ہنس پڑے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا تم لوگ آخر کس وجہ سے ہنس رہے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا۔ ان کے پاؤں مٹی میں بھرے ہوئے دیکھ کر ہنسی آ رہی ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' ان کے پاؤں کی مٹی میزان میں سب سے زیادہ وزنی ہوگی۔

ابی زعزہ ابی مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے' تم لوگ عبداللہ بن مسعودؓ کے احوال و اطوار کی پیروی کیا کرو۔ اس کو ترمذی اور طبرانی دونوں نے بیان کیا ہے۔ ابواسحاق کہتے ہیں میں نے ابی الحوص کی زبانی سنا ہے جو کہہ رہے تھے کہ میں ابوموسیٰ اور ابومسعود کے پاس اس وقت موجود تھا جب وہ دونوں ابن مسعودؓ کے انتقال کے وقت آپس میں اس طرح گفتگو کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے' تم کو اس آدمی کے انتقال کے بعد امید ہے کہ کسی ایسے ہی دوسرے آدمی سے مل سکو گے۔ دوسرے نے جواب دیا' تم اس شخص کے بارہ میں کہہ رہے ہو کہ جب اس کے پاس جانے کی لوگوں کو عام اجازت تھی تو ہما شما دور رہتے تھے۔ اور جب وہ سامنے موجود ہوتا تھا تو ہم غائب ہو جاتے تھے۔ یعنی عبداللہ بن مسعودؓ۔ ایک دن ابی عطیہ نے ابوموسیٰ اشعری کے حوالہ سے یہ بات سنائی کہ انہوں نے واضح طور پر لوگوں سے کہا' کہ جب تک اس جیسا متبحر عالم یعنی عبداللہ بن مسعودؓ تمہارے درمیان موجود ہے۔ ہمارے پاس کسی کو فقہی مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابوالبحری بیان کرتے ہیں' کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ سے..... آج ہم لوگ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے متعلق آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ اس پر حضرت علیؓ نے پوچھا' کن اصحاب رسولؐ کے بارہ میں باتیں ہو رہی تھیں؟ لوگوں نے بتایا' لوگ

Marfat.com

خاص طور پر عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق باتیں کر رہے تھے' اس پر حضرت علیؓ نے کہا' انہوں نے لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیم دی اور اسے حد تک پہنچا دیا ہے اور بطور معلم ان کا علم سیکھنے کے لیے بہت کافی ہے۔

حضرت علیؓ کا ایک اور قول عبداللہ بن مسعودؓ کی بابت بہت مشہور ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا تھا کہ انہوں نے قرآن بہت پڑھایا ہے' اور یہ کہہ کر رک گئے اور پھر کہا' اور وہ اس کے لیے بہت کافی ہیں۔ مختصر یہ کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق صحیح معلومات کے لیے ان صحابہ کے اقوال وآراء بہت کافی ہیں جو ابن مسعودؓ کے مرتبہ اور ان کے علم کے کما حقہ علم رکھتے تھے۔ لیکن ان لوگوں کے اقوال کو اس سلسلہ میں قابل اعتماد نہ سمجھا جائے گا جو عبداللہ بن مسعودؓ پر کذب وافتراء کی جرأت کر کے کفر والحاد کی حد کو پہنچ گئے ہیں خصوصاً حجاج اموی وعثمانی ہونے کے اعتبار سے بالکل اعتبار کے لائق نہیں۔ جو عبداللہ بن مسعودؓ پر کفر ونفاق کے الزامات لگا کر ہمیشہ ان کے قتل کے درپے رہتا تھا۔ اور اس سلسلہ میں کسی کی لعنت وملامت کی بھی پرواہ نہیں کرتا تھا۔

ابوداؤد نے بھی جو کچھ بیان کیا ہے' اس سے بھی کئی بری اور واہیات باتوں کا علم ہوا ہے۔ چنانچہ مزبع بن خالد الفہمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجاج کو اپنے خطبہ میں جب یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''تمہارا کوئی رسول اور قاصد اپنی ضرورت کو لے کر آئے تو وہ بہتر ہے یا اپنے کنبہ کا خلیفہ ہو تو وہ بہتر ہے''۔ تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اب اس شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔ اور اگر کسی قوم سے جنگ ہوئی تو اس کے ساتھ شریک جنگ بھی نہ ہوں گا۔ بلکہ فریق ثانی کے ساتھ مل کر اس سے جنگ کروں گا۔

اس روایت میں اسحاق نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ جماجم کی جنگ میں وہ شریک ہوئے اور مارے گئے۔ اگر واقعی جو کچھ حجاج نے کہا تھا' وہ صحیح ہے تو بظاہر یہ کفر ہے۔ کیونکہ اس کے ان الفاظ سے یا خلافت کی فضیلت رسالت پر ثابت کرنا مقصود تھی یا اس کا مقصد یہ تھا کہ بنی امیہ کا خلیفہ بھی رسول سے افضل ہے تو پھر ان الفاظ کے کفریہ ہونے میں کیا شک ہے؟

اصمعی نے الوالثقفی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک روز حجاج نے خطبہ دیا اور خطبہ کے دوران کبھی وہ دائیں جانب راغب ہوتا اور کبھی بائیں جانب' جب وہ ایک مرتبہ خطبہ دیتے وقت دائیں جانب راغب ہوا تو اس نے کہا' آگاہ رہو' اے لوگو حجاج کافر ہے۔ اور پھر جب وہ بائیں جانب متوجہ ہوا تو پھر اس نے یہ جملہ دہرایا کہ اے لوگو! آگاہ رہو کہ حجاج کافر ہے اور پھر آخر میں کہا' اے اہل عراق! حجاج لات وعزیٰ کا کافر ومنکر ہے۔

اسی طرح مالک بن دینار کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حجاج نے اپنے خطبہ کے دوران کہا کہ وہ کافر ہے' تو مالک بن دینار نے اپنے ہمراہیوں سے کہا' آج حجاج کو کیا ہو گیا ہے۔ اور یہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے؟ تو پھر تھوڑی دیر بعد حجاج بولا' اور اس نے کہا حجاج یوم الاربعاء اور بلغلقہ الشبہا کا کافر ومنکر ہے (یوم الاربعاء بدھ کو بلغلقہ الشبہاء حلبی خچری کو کہتے ہیں)

اصمعی کہتے ہیں' ایک دن عبدالملک نے حجاج سے کہا' کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو اپنے عیب نہ جانتا ہو۔ تم اپنے عیب تو بتاؤ' اس پر حجاج نے عبدالملک سے کہا' امیر المومنین مجھے اس سے اگر معاف رکھیں تو بہتر ہے' مگر عبدالملک نے اصرار کیا تو حجاج نے کہا۔ ''میں نہایت جھگڑالو' کینہ پرور اور حاسد ہوں''۔ عبدالملک نے کہا' شیطان میں بھی یہ برائیاں نہیں ہیں جو تم نے بیان کیں۔ ایک روایت میں ہے' اس نے کہا تھا تو پھر تمہارے اور ابلیس کے درمیان نسبی تعلق ہے۔ پھر حجاج کو اہل عراق سے ان کی بے وفائیوں

خروج اور ائمہ وخلفاء کے خلاف بغاوتوں کی وجہ سے خاص عناد تھا۔ شریح بن عبید نے اس شخص کے حوالہ سے جس نے اس کو یہ بات بتائی' کہا ہے کہ ایک شخص حضرت عمرؓ ابن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے اطلاع دی کہ اہل عراق نے اپنے امیر کے پتھر مارے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ غضب آلود ہو کر باہر نکلے' اور انہوں نے ہم کو نماز پڑھائی جس میں ان کو سہو ہو گیا تو لوگوں نے یاد دلانے کے لیے سبحان اللہ کہنا شروع کیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو انہوں نے کہا' یہاں اہل شام میں سے کون ہے؟ یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا پھر دوسرا کھڑا ہوا اور پھر میں کھڑا ہوا۔ پھر انہوں نے کہا' اے اہل شام اہل عراق کے لیے مستعد رہو' کیونکہ شیطان نے ان میں انڈے بچے دے لیے ہیں۔ ان کے حالات مشتبہ اور مشکوک ہو گئے ہیں۔ اے اللہ ان پر ثقفی نوجوان کو متعین کر دے جو ان پر جاہلیت کے انداز میں اپنا حکم چلائے اور اس زمانہ کی ان پر حکومت کرے' نہ ان کے محسنوں کو نظر انداز کرے اور نہ ان کے حد سے بڑھ جانے والوں کو معاف کرے۔ مسند میں بھی حضرت عمر سے منسوب یہ روایت مختلف طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ مالک بن دینار نے بھی حضرت حسن کے حوالہ سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اے اللہ جتنا میں نے ان عراقیوں پر اطمینان اور اعتماد کیا' اتنا ہی انہوں نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچا کر انہوں نے میرے ساتھ خیانت کی' جتنی میں نے ان کو نصیحت کی' اتنا ہی انہوں نے مجھے دھوکہ دیا۔ پس تو اے خدا ان پر کسی ثقفی جوان کو ذلیل ورسوا کرنے والا' مقرر کر دے جو ان کی شادابی وخوش حالی کو مفلسی وبدحالی سے بدل دے۔ اور ان پر جاہلان طور طریقوں سے حکومت کرے۔

حسن کہتے ہیں حجاج اس وقت تک پیدا نہیں ہوا تھا۔ اوس بن الحدثان نے حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ان مصریوں کا امیر ایسا نوجون ہوگا جو ان کو ذلیل کر کے رکھے گا۔ ان کی رعونت کے نشہ کو توڑ کر ان کی فقر وتنگ دستی میں مبتلا کر دے گا۔ اور ان میں اس کے باعث انتشار وافتراق کے ساتھ محکومی وبندگی میں اضافہ ہوگا۔ اور یہ لوگ فرقہ بندیوں اور گروہ بندیوں میں پڑ جائیں گے۔

حافظ بیہقی نے دلائل النبوت میں حبیب بن ابی ثابت کے حوالہ سے ایک شخص کے متعلق لکھا ہے کہ اس سے حضرت علیؓ نے کہا تھا کہ تو اس وقت تک نہیں مرے گا' جب تک بنی ثقیف کے نوجوان کا عہد نہ پالے گا۔ اس شخص نے جب حضرت علیؓ سے یہ سوال کیا کہ ثقیف کا یہ نوجوان کون ہوگا تو انہوں نے جواب دیا تھا۔ اس شخص کے متعلق قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اس نے دنیا کے ایک گوشہ کو جہنم کا خطہ بنا دیا تھا۔ اور یہ شخص تقریباً بیس سال یا کچھ زیادہ حکمران رہے گا۔ اور کوئی معصیت ایسی نہ ہوگی جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہوگا۔ اور جو اس کا مطیع وفرمانبردار ہوگا۔ یہ اپنی لاٹھی سے اسی کی خبر لے گا۔

اسی طرح طبرانی نے بھی قاسم بن ذکریا کی روایت کے سلسلہ میں ام حکیم بنت عمر بن سنان الحدلیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اشعث بن قیس نے باصرار حضرت علیؓ سے کچھ اس سلسلہ میں دریافت کرنا چاہا تو انہوں نے بڑے تامل کے بعد فرمایا کہ یہ ثقفی جوان اہل بیت عرب میں سے کسی کو ذلیل ورسوا کرنے سے نہیں چھوڑے گا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ شخص کتنے دنوں رہے گا تو آپ نے فرمایا' اگر پہنچ سکا تو بیس سال بیہقی نے لکھا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا تھا' اگر تمام قومیں خیانت کے مظاہرے میں ایک دوسرے کو چیلنج کریں تو ہم حجاج کی بدولت اس معاملہ میں دوسروں سے سبقت لے جائیں گے۔ اور یہ حدیث تو پہلے گزر ہی چکی

Marfat.com

ہے کہ بنی ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مبیر ہوگا۔ کذاب تو مختار تھا جو بظاہر روافض کا اظہار کرتا تھا اور بہ باطن کفر کا' لیکن مبیر حجاج بن یوسف ثقفی تھا۔ جو لوگوں کو سخت مشقت اور عتاب میں ڈالتا تھا' حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا۔ اور آل مروان بنی امیہ کا زبردست خیر خواہ تھا۔ اپنے وقت کا ایسا شقی القلب.....اور جابر وسفاک تھا کہ ذرا سے شبہ میں گردن اڑا دیتا تھا' اس سے ایسے الفاظ وکلمات منسوب ہیں جو نہایت سخت شنیع' معیوب وغیر اخلاقی اور کفریہ ہوتے تھے۔ لیکن اس کے متعلق بعض ایسی روایات بھی مذکور ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام تر برائیوں کے باوجود متدین اور شراب سے پرہیز کرنے والا اور حافظ قرآن بھی تھا۔ وہ قرآن کی تلاوت اکثر وبیشتر کیا کرتا تھا' وہ محارم سے اجتناب کرتا تھا۔ اس کے متعلق ایسے تاریخی شواہد نہیں ملتے' جن سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ شراب وکباب میں مبتلا ہو کر زنا اور بدکاریوں میں مبتلا رہا ہو۔ وہ جہاد کا دھنی' اور فتوحات کا حریص تھا۔ اس کے زمانہ میں فتوحات کا دائرہ بہت پھیل گیا تھا۔ اور اگر اس کو امیر المومنین کی طرف سے روکا نہ جاتا اور اس پر آگے بڑھنے پر قدغن عائد نہ ہوتی تو اس کے دور کے نامور مسلمان فاتحین قتیبہ بن مسلم اور موسیٰ بن نصیر وغیرہ نہ معلوم کتنا مزید علاقہ فتح کر چکے ہوتے۔ وہ قرآن پڑھنے والوں پر انعام واکرام کی بارش تھی کرتا تھا۔ اس کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ اس نے مرتے وقت صرف تین سو درہم چھوڑے تھے' غرض کہ وہ متضاد صفات کا انسان تھا۔

ابن طراز البغدادی لکھتے ہیں کہ انس بن مالک جب ایک روز حجاج کے پاس پہنچے' تو اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ حجاج نے کہا' اچھا انس' تمہارے ایام علی ابن الزبیر اور ابن الاشعث کے ساتھ بھی گزر چکے ہیں۔ اب بھول جاؤ' ان دنوں کو' میں تمہیں بیخ دین سے اکھاڑ کر پھینک دوں گا' اور تمہارا بھیجا نکال دوں گا۔ اس پر انسؓ نے کہا' اللہ نیکی دے امیر المومنین کو' اس پر حجاج نے کہا' ہاں تو اللہ تیرے کان بہرے کرے۔ اس پر انسؓ نے کہا' انا اللہ الخ خدا کی قسم اگر میرے چھوٹے چھوٹے بچے نہ ہوتے' تو مجھے پرواہ نہ تھی کہ میں کس طرح قتل کیا جاتا ہوں یا کیسی موت مارا جاتا ہو۔ اور یہ کہہ کر حجاج کے پاس سے نکل کر چلے گئے۔ اور عبدالملک بن مروان کو جا کر ایک خط شکایتوں سے بھرپور حجاج کے خلاف لکھا' اور اس میں وہ سب کچھ لکھ دیا' جو سخت دست حجاج نے ان کو کہا تھا۔ جب عبدالملک نے انس بن مالک کے اس خط کو پڑھا تو وہ غصہ میں بھر گیا' اور اس نے انسؓ کے متعلق اس نوع کے رویہ کو بہت عجیب اور عظیم سمجھا۔ انس نے جو مکتوب عبدالملک کو لکھا تھا وہ درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

انس بن مالک کی طرف سے امیر المومنین عبدالملک بن مروان کے نام!

امابعد! حجاج نے مجھے دور رہنے اور اپنی بات نہ سنانے کو کہا ہے۔ اور یہ کہ میں کسی بات کا اہل نہیں ہوں اور اس طرح اس نے مجھے اپنے ہاتھوں ذلیل ورسوا کیا ہے۔ حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دس سال رہ کر ان پر فدا ہو چکا ہوں۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ خط پڑھ کر عبدالملک نے اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المہاجر کو ایک خط دے کر حجاج کے پاس بھیجا' اور دوسرا انسؓ کے پاس بھیجا اور اس سے کہا' اس کے پاس میرا یہ خط پہنچا' اور اسے میرا اسلام بھی پہنچا' اور اس سے کہنا کہ ابوحمزہ میں نے حجاج ملعون کو ایسا

Marfat.com

خط لکھا ہے کہ اسے پڑھ کر وہ تیرا مطیع بن جائے گا۔ عبدالملک نے جو خط انس بن مالک کو جواباً لکھا' اس کا متن حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدالملک بن مروان کی جانب سے انس بن مالک خادم رسولؐ کے نام!

امابعد! میں نے تمہارا خط پڑھا جس میں حجاج کے خلاف تمہاری شکایتوں کا حال بھی پڑھا' میں نے اسے تم پر برائی کے لیے مسلط نہیں کیا ہے' اگر وہ دوبارہ تمہارے ساتھ اس طرح کا سلوک کرے' تو مجھے لکھنا میں اسے اسی کے مطابق سزا دوں گا۔ اب وہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر مجبور ہوگا۔ والسلام۔

جب انس بن مالکؓ نے عبدالملک کا یہ خط پڑھا تو انہوں نے عبدالملک کے لیے جزائے خیر کی دعا کی اور کہا کہ انہیں عبدالملک بن مروان سے یہی امید تھی' اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو جنت الفردوس میں جگہ دے لیکن اسماعیل بن عبیداللہ نے انسؓ سے کہا' اے ابوحمزہ حجاج امیر المومنین کی طرف سے' اس پورے علاقہ کا حاکم ہے اور تمہیں اس کے بغیر چارہ نہیں اور نہ تمہارے اہل بیت اس کی نظر عنایت کے بغیر آرام سے رہ سکتے ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم خود اس سے جا کر ملو اور دعا سلام کر کے اس سے ملاقات کرو۔ آگے تمہاری مرضی' اس کے بعد اسماعیل حجاج کے پاس پہنچا تو حجاج نے اس کو دیکھ کر مرحبا اور خوش آمدید کہا' اور کہا' تمہارا آنا میرے پاس ایک دوست اور خیر خواہ کا آنا ہے۔ اس پر اسماعیل نے کہا' میرا آنا خواہ کیسا ہی تمہیں محبوب سہی لیکن جو کچھ میں تمہارے لیے لے کر آیا ہوں' وہ تمہارے لیے خوش کن نہیں ہے۔ یہ سن کر حجاج کا رنگ فق ہو گیا اور خوفزدہ ہو کر اس سے پوچھنے لگا' بتاؤ کیا لائے ہو؟ اور یہ کہہ کر اس کے پاس بیٹھ گیا بے صبری سے اسماعیل کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ اسماعیل نے عبدالملک کا لمبا چھوڑا خط حجاج کے حوالہ کر دیا۔ حجاج اس کو پڑھتا جاتا اور پسینہ پسینہ ہوا جاتا تھا۔ اور گاہے گاہے اسماعیل پر بھی نظر ڈالتا جاتا تھا۔ جب حجاج خط پڑھ چکا تو اسماعیل سے کہنے لگا' چلو' اٹھو ہم خود چل کر انس بن مالکؓ سے معذرت چاہ لیتے ہیں اور اس کو راضی کیے لیتے ہیں۔ اس پر اسماعیل نے کہا' ایسی جلدی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ حجاج نے کہا' جلدی کیسے نہ کروں' یہ جو میرے پاس عبدالملک کا لمبا کھڑا عتاب نامہ لے کر آئے ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین عبدالملک بن مروان کی جانب سے حجاج بن یوسف کے نام

امابعد! تم ایسے انسان ہو جو کام کے کثرت اور بوجھ سے دب گئے ہو' اور اس میں بہت اونچا اڑنے لگے ہو' اور اپنی حدود اور اقدار سے تجاوز کرنے لگے ہو اور مصائب کو دعوت بے سوچے سمجھے دینے لگے ہو' تم کوئی کارنامہ مجھے دکھانا چاہتے ہو۔ اور اگر میں اس کو پسند نہ کروں تو الٹی جست لگاتے ہو۔ خدا تم پر کمزور بینائی والے اور کمزور ٹانگوں والے بندے کی طرف سے پھٹکار ڈالے' کیا تم اپنا آبائی پیشہ اتنی جلدی بھول گئے ہو جو طائف میں کیا کرتے تھے اور کنویں کھودنے اور کمر پر پتھر ڈھونے کا چشمہ کے دھانہ پر انجام دیتے تھے۔ اے دہشت گرد انسان قسم ہے خدا کی جس طرح شیر لومڑی کو کھلا کھلا کر مارتا ہے۔ اسی طرح تمہارا بھرکس نکال دوں گا۔ تم اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک شخص پر سخت زیادتی

Marfat.com

کی ہے اور اس کا احسان نہیں مانا ہے۔ اور نہ کبھی اس کو ستانے سے درگزر کیا ہے۔ یہ تمہاری اللہ رب العزت کی شان وجلال کے خلاف بے باکانہ جرأت اور استخفاف عہد کا بدترین مظاہر ہے۔ قسم ہے اللہ کی اگر یہود ونصاریٰ نے اپنے نبی عزیر بن عزری اور عیسیٰ ابن مریم کے خادم کو دیکھ پایا ہوتا وہ اس کا کتنا احترام واکرام کرتے' بلکہ اگر وہ عزیر کے گدھے یا مسیح ابن مریم کے حواریوں کے خادموں کو بھی کہیں پالیتے تو ان کی بھی عزت وتوقیر میں کسر نہ چھوڑتے۔ چہ جائیکہ انس بن مالکؓ جیسے خادم رسول اللہ ﷺ جنہوں نے دس سال تک شب ورز و رسول اللہ ﷺ کی خدمت ومعیت میں زندگی بسر کی ہو۔ اور آنحضور ﷺ کے اسرار ورموز سے واقف ہوں' ان کے ساتھ تمہارا یہ توہین آمیز سلوک۔ حجاج اس خط کو پڑھتے ہی ان کے قدموں میں جا گرو اور ان کی جوتیاں اپنے سر پر رکھ لو' ورنہ جو تم پر گزرے گی اور تمہارا جو حشر ہوگا' اس کو نہ صرف تم بلکہ ساری دنیا دیکھ لے گی۔

اس خط کے مضمون پر ابن طرار نے اور ابن قتیبہ وغیرہ ائمہ نے بڑی طویل بحثیں کی ہیں واللہ اعلم۔

امام احمد ابن عدی کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھ کئی آدمی انس بن مالکؓ کے پاس حجاج کے سلوک اور ناروا برتاؤ کی شکایت لے کر آئے تو انہوں نے کہا' صبر کرو کہ اب اس کے بعد جو زمانہ جو سال اور جو دن آئے گا وہ اس سے بھی بدتر آئے گا' حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جاملو گے۔ اور میں نے تمہارے نبیؐ سے یہ بات سنی ہے اور روایت کیا ہے اس کو بخاری نے محمد بن یوسف سے اور انہوں نے سفیان سے' سفیان نے ثوری سے' ثوری نے زبیر بن عدی سے اور انہوں نے انسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ اس کے بعد مگر اس سے بھی برا''۔

بعض لوگ اس حدیث کو بالمعنی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''ہر سال بدترین'' اس لفظ کی اصلیت اگرچہ نہیں ہے۔ مگر اس حدیث سے جو مطلب لوگوں نے اخذ کیا وہ وہ یہی ہے۔

سفیان ثوری نے شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ حجاج پر درود وسلام پڑھیں گے اور ابونعیم نے ابی اسفر کے حوالہ سے شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ خدا کی قسم تم حجاج کی تمنا کیا کرو گے۔ اور اصمعی نے کہا ہے کہ حسن سے کہا گیا کہ تم تو کہتے ہو کہ الآخر شر من الاول۔ آخری آدمی پہلے سے برا ہی ہوتا ہے۔ اور یہ جو عمر بن عبدالعزیز حجاج کے بعد امیر بن کر آئے ہیں' ان کے متعلق اب تم کیا کہو گے؟ حسن نے جواب دیا' لوگوں کی اپنی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔

میمون بن مہران نے کہا ہے' حجاج نے ایک روز حسن کو بلوا بھیجا' اور وہ حسن کے ساتھ برا سلوک کرنا چاہتا تھا۔ جب حسن آئے اور بالمقابل کھڑے ہوگئے تو حسن نے حجاج سے پوچھا' حجاج تمہارے اور آدم کے درمیان کتنے لوگ یا نسلیں گزر چکی ہیں۔ حجاج نے کہا' بکثرت۔ حسن نے کہا' وہ سب مرگئیں۔ اس پر حجاج نے اپنا سر جھکا لیا۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ حجاج نے کئی مرتبہ حسن کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا' لیکن بحکم الٰہی وہ ہر دفعہ بچ گئے۔ اور اس کے ساتھ کئی مناظرے بھی انہوں نے کئے ہیں' حالانکہ حسن ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کبھی حجاج کے خلاف خروج کا ارادہ نہیں کیا' بلکہ وہ اصحاب ابن الاشعث کو بھی اس سے باز رکھتے رہے۔ اور اصحاب ابن الاشعث بھی بادل ناخواستہ حجاج کے خلاف خروج وبغاوت کے لیے کھڑے ہوئے تھے' جیسا کہ ہم اوپر

Marfat.com

بیان کر چکے ہیں۔

چنانچہ حسن کہا کرتے تھے کہ حجاج سراپا انتقام ہے۔تم اللہ کے انتقام کا تلوار سے مقابلہ نہ کرو۔تم پر لازم ہے کہ صبر وسکینت اور تضرع سے کام لو۔ابن وریدنے ابن عائشہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص خوارج میں سے عبدالملک کے پاس آیا اور اس سے پوچھا گیا' تمہارا ابوبکرؓ وعمرؓ کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ اس نے دونوں کی تعریف کی۔پھر اس سے پوچھا گیا عثمانؓ کے بارہ میں کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا عثمانؓ بھی بہت اچھے تھے' اس کے بعد اس سے علیؓ کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو اس نے حضرت علیؓ کی بھی تعریف کی۔حتیٰ کہ اس سے ایک ایک کر کے تمام خلفاء کے بارہ میں اس کی رائے دریافت کی گئی' اس نے ہر ایک کی مناسب تعریف کی۔لیکن جب اس سے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے متعلق دریافت کیا گیا' تو اس نے کہا' ہاں اب سوال درپیش ہوتا ہے۔ میں حجاج کی بعض غلطیوں کو عبدالملک کی غلطی نہیں مانتا ہوں۔

اصمعی علی بن مسلم الباہلی کا قول نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حجاج ایک عورت کے پاس آیا' وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا' لیکن وہ عورت نہ اس کی طرف متوجہ ہوتی تھی اور نہ اس کی کسی بات کا جواب دیتی تھی' اس پر حجاج کے سکیورٹی افسر نے کہا کہ امیر تم سے بات کر رہے ہیں اور تم بے توجہی برت رہی ہو۔عورت نے جواب دیا' مجھے ایسے آدمی سے بات کرتے اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے حیا آتی ہے جس کی طرف خدا نظر نہیں اٹھاتا۔یہ سن کر حجاج نے اس عورت کے قتل کا حکم دے دیا۔

اس سے قبل ہم ۹۴ھ کے واقعات کے سلسلہ میں سعید بن جبیرؒ اور حجاج کے مابین قتل کے وقت جو گفتگو ہوئی ہے' اس کا حال پچھلے صفحات میں لکھ چکے ہیں۔ہشام بن حسان کے بقول حجاج کے انتہائی سفاکانہ مقتولین کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچتی ہے اور اس کے جیل خانوں میں ایک ایک دن میں اسی اسی ہزار تک قیدی بیک وقت رہے ہیں جن میں سے تیس ہزار عورتیں ہوتی تھیں۔

بسطام بن مسلم نے قتادہ کے حوالہ سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک روز انہوں نے تذکرۂ سعید بن جبیرؒ سے پوچھ لیا کہ لوگ کہتے ہیں تم نے حجاج کے خلاف خروج کیا تھا۔انہوں نے جواب دیا' میں نے حجاج کے کفر کے بعد ایسا کیا تھا۔کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد حجاج نے بجز ایک آدمی کے کسی کو قتل نہیں کیا۔اور اس کا نام ہامان تھا۔البتہ اس سے پہلے اس نے کثیر مخلوق کا خون کیا تھا۔

اوزاعی کہتے ہیں' میں نے قاسم بن مخیمرہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ حجاج تمام اسلامی امور کو توڑتا پھوڑتا جا رہا ہے۔اور پھر اس سلسلہ میں اس نے ایک واقعہ بھی بیان کیا۔اس طرح ابوبکر بن عباش نے عاصم کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حجاج نے کسی حرمت الٰہی کو توڑنے سے نہیں چھوڑا۔یحییٰ بن عیسیٰ الرملی نے الاعمش کے حوالہ سے کہا ہے کہ لوگوں کا حجاج کے بارہ میں اختلاف تھا۔پس انہوں نے اس کے بارہ میں مجاہد سے پوچھا تو انہوں نے کہا' کیا تم اس بڈھے کافر کے متعلق پوچھتے ہو۔

ابن عساکر نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ حجاج جبت وطاغوت پر ایمان رکھتا تھا اور اللہ جل شانہ کا منکر تھا واللہ اعلم۔ثوری نے ابن عوف سے روایت کیا ہے کہ حجاج کے بارہ میں ابا وائل سے جب یہ سوال کیا جاتا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ وہ جہنمی ہے' تو وہ کہتے' کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں خدا کیا مور اور فیصلوں میں دخل دوں۔ثوری منصور سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے حجاج اور بعض دوسرے ظالموں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا' کیا تمہیں یہ قول خداوندی معلوم نہیں ہے:

Marfat.com

﴿ اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾ .

زبیر کہتے ہیں میں نے ایک روز ابووائل کے سامنے حجاج کو بہت برا بھلا کہا' اس نے کہا' اس کو برا مت کہو' شاید اللہ تعالیٰ اس پر رحم کردے۔ جب کہ وہ اللہ سے رحم کی درخواست کرے۔

عوف کہتے ہیں' حجاج کا ذکر محمد بن سیرین کے سامنے ہوا۔ تو کہا' مسکین ابومحمد اگر اللہ اس کو عذاب دے گا تو اس کے گناہوں کی بدولت۔ اور اگر اس کو بخش دے گا تو بھی اس کے حق میں بہتر ہی ہوگا۔ اور اگر اس کو قلب سلیم عطا کردے گا تو وہ ہم سب سے بہتر ہو جائے گا۔ ان سے پوچھا گیا کہ قلب سلیم کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے جواباً کہا' اگر وہ یہ سمجھنے لگے کہ حیاء وایمان خدا ہی کی مدد سے ملتا ہے۔ اور یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی برحق ہے۔ اور یہ قیامت کا وقوع سچا ہے۔ اور نیز یہ کہ جو کچھ قبر میں ہے وہ ضرور اٹھے گا۔

سری بن یحییٰ کہتے ہیں' حجاج جمعہ کے دن راستہ سے گزر رہا تھا کہ اس نے چیخ وپکار سن کر لوگوں سے پوچھا' کیا بات ہے اور یہ کیسا شور ہے؟ لوگوں نے بتایا' یہ قیدی ہیں جو شور مچا رہے ہیں' اور کہہ رہے ہیں ہمیں ایک آزاد شخص نے مار ڈالا ہے۔ یہ سن کر حجاج نے کہا' ان سے کہہ دو' اندر دفع ہو جائیں اور بات نہ کریں۔ کہتے ہیں حجاج اس کے بعد ایک ہفتہ بھی زندہ نہیں رہا اور اللہ نے اس جابر کو بھی مار ڈالا' جو ہر جابر کو اسی طرح ہلاک کر دیتا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں' جب حجاج بیمار ہوا تو اس کی موت کے خیال سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا' اس نے اپنے خطبہ میں کہا' اہل شقاق ونفاق کا ایک گروہ شیطان جو شیطان کے بہکائے میں آیا ہوا ہے' کہہ رہا ہے۔ کہ حجاج مر گیا ہے یا مرنے والا ہے۔ کیا ان لوگوں کو حجاج کی موت سے کسی خیر کی اُمید ہے۔ قسم ہے خدائے پاک کی' میں اگر نہ مروں تو مجھے اس سے کوئی خوشی نہ ہوگی' اور نہ اس کے باعث جو مجھے دنیا میں حاصل ہے۔ میں نے زندگی کی دعا اللہ کے ان بندوں کو ٹھیک کرنے کے لیے مانگی تھی' جن پر شیطان سوار ہے۔ اور شیطان کو ایسے لوگوں کے لیے اپنے قول کے مطابق قیامت تک چھوٹ دے رکھی ہے۔ خدا سے اس کے ایک نیک بندے نے یہ دعا بھی کی تھی کہ اے خدا تو مجھے ایسی مملکت دے جو بعد میں پھر کسی کو نہ ملے۔ اور خدا نے اپنے اس بندے (سلیمان) کی وہ دعا بھی قبول کی' لیکن چونکہ بقاء کسی کو نہیں ہے' اس لیے وہ تو اس کو بھی نہیں مل سکی۔

لیکن اللہ نے اپنے بندے کو اس وقت اٹھالیا' جب اس کا کام پورا ہو گیا تھا۔ اور پھر بندے نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ تو مجھے اپنے پاس بلا لے (موت دے دے) اور مجھے صالحین میں شامل کر۔ کیا عجب ہے کہ تم میں سے ہر شخص ایسا بن جائے اور ہر شخص کی یہی خواہش ہو' کیونکہ موت تو برحق ہے' ہر شخص کو آنی ہے' اور ہر تر وسرسبز چیز پر پیوست اور خشکی طاری ہونا مقدر ہے۔ اس کے بعد یہ انسان تھوڑے سے کپڑے میں لپٹ کر تین گز زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے' جہاں کچھ دنوں بعد زمین اس کا گوشت پوست کھا لیتی ہے۔ اور خبیث آدمی دنیا سے ایسی حالت میں چلا جاتا ہے کہ کچھ چھوڑ کو نہیں جاتا' صرف اولاد رہ جاتی ہے جو اس کے چھوڑے ہوئے مال کے آپس میں حصے بخرے کرنے میں لگ جاتی ہے۔ تم میں سے جو لوگ عقل مند ہیں وہ ان باتوں کو خوب سمجھتے ہیں جو میں کہہ رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ منبر پر سے اتر آیا۔

Marfat.com

عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہے' میں نے اللہ کے دشمن حجاج سے کسی بات پر حسد نہیں کیا' بجز اس کے کہ جب قرآن اور اہل قرآن پر عطاء وسخاوت کے اور اس قول کے جو مرتے وقت اس نے کہے تھے' کہ اے اللہ تو میری مغفرت کر دے کیونکہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ تو ایسا نہیں کرے گا۔

محمد بن المنکدر سے بھی روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کو برا سمجھتے تھے' لیکن اس نے اپنی موت کے وقت جو کلمات کہے تھے' انہیں بھی ضرور دہراتے تھے جو یہ تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ فان الناس یزعمون انک لا تعفل .

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے' جب حسن کو حجاج کی موت کی خبر ملی' اور یہ معلوم ہوا' کہ مرتے وقت اس نے یہ کلمات کہے ہیں' تو حسن نے کہا شاید غلط نہیں کہا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں جب حجاج کی موت کا وقت آیا تو اس نے یہ اشعار پڑھے:

یارب قد حلف الاعداء واجتھدوا باننی رجل ومن ساکن النار

''اے رب میرے دشمنوں نے قسمیں کھائی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ میں ایک جہنمی آدمی ہوں''

ایحلفون علی عیاء ویحھم ماعلمھم بعظیم العفو غفار

''کیا یہ اپنی رعونت وجہالت پر قسمیں کھاتے ہیں افسوس ہے ان پر انہیں شاید خدائے بزرگ کی غفاری وعفو عظیم کا یقین نہیں ہے''

عبداللہ التمیمی کے حوالہ سے ابی الدنیا نے کہا ہے کہ جب حجاج کا دم آخر ہوا تو ایک کنیز کو سب سے پہلے اس کا علم ہوا۔ چنانچہ جب اس نے اندر جھانک کر دیکھا تو بے اختیار رو پڑی اور کہنے' آہ کہ آج کھانا کھلانے والے بچوں کو یتیم بنانے والے' اور عورتوں کے سہاگ اجاڑنے والے عظیم ودہشت ناک امور کو انجام دینے والے اہل شام کے سردار کو موت آ گئی۔ پھر اس نے مندرذیل شعر پڑھا:

الیوم یرحمنا من کان یبغضنا والیوم یأمننا من کان نجاتاً

''آج ہمیں اس پر رحم ہے جو ہمیں مبغوض تھا اور آج ہمیں اس سے پناہ ملی ہے جس سے ہم ڈرتے ہیں''

عبدالرزاق نے ابن طاؤس کے حوالہ سے یہ بات کہی ہے کہ جب اس کے باپ کو حجاج کی موت کو علم ہوا اور اس کی تصدیق ہوگئی تو اس نے قرآن پاک کی آیت:

﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﴾ .

''ان ظالم قوموں کی جڑ کاٹ دی گئی' جنہوں نے ظلم کیے ہیں۔ اور اللہ رب العالمین کا شکر ہے''

اور متعدد آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ جب حسن کو حجاج کو موت کی خوش خبری سنائی گئی' تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا' کیونکہ وہ چھپے چھپے پھرتے تھے' اب نمودار ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے کہا' اے اللہ! تو نے اسے موت دے دی' اب تو اس کے طور طریقے بھی ہمارے اندر سے مٹا دے۔

Marfat.com

کہا جاتا ہے' جب ابراہیم النخعی کو حجاج کی موت کی خبر ملی' تو وہ خوشی سے رو پڑے' کہتے ہیں حجاج کی موت رمضان کی ستائیسویں شب کو ہوئی تھی' بعض لوگ کہتے ہیں پچیسویں شب تھی' اور بعض لوگوں کے نزدیک اس کی موت اسی سن ہجری کے ماہ شوال میں ہوئی تھی۔ اور بوقت انتقال اس کی عمر پچپن سال تھی۔ اس کا انتقال واسط میں ہوا' اس کی قبر کے نشانات مٹا دیئے گئے اور اس پر پانی بہا دیا گیا تا کہ لوگ اس کی لاش کو باہر نکال کر جلا ڈالیں۔

اصمعی نے بیان کیا ہے کہ حجاج کا حال بھی کتنا تعجب انگیز اور حیرت ناک ہے۔ اس نے مرنے کے بعد صرف تین سو درہم ترکہ چھوڑے' اس کے علاوہ ایک قرآن پاک' ایک زین' ایک رحل اور ایک سو زرہیں بھی' یزید بن حوشب ابوجعفر المنصور کے دربار میں طلب کئے گئے تو ان سے ابوجعفر المنصور نے کہا' مجھے حجاج کی وصیت کے بارہ میں کچھ بتاؤ یزید بن حوشب نے کہا' اے امیر المومنین جو کچھ اس نے وصیت کی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے خدائے وحدہ لاشریک وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی عبدیت و رسالت کا اقرار کیا اور اس نے کہا کہ وہ بجز ولید بن عبدالملک کی اطاعت اور اس پر جینے مرنے کی یقین دہانی کرانے کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ اس نے نو سو آہنی زرہوں کی بھی وصیت کی' جن میں سے چھ سو منافقین عراق کے لیے اور تین سو ترکوں کے لیے تھیں۔ یہ سن کر ابوجعفر المنصور نے اپنا سر اٹھا کر ابوالعباس طوالسی کی طرف اشارہ کیا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا۔ اور کہا' قسم ہے خدا کی' ہم اسی کے مطابق عمل کریں گے۔ اصمعی نے اپنے باپ سے سن کر بیان کیا ہے کہ انہوں نے مرنے کے بعد حجاج کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا' خدا نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا' اس نے جواب دیا' کہ میں نے جتنے قتل کئے ان کے عوض مجھے بھی قتل کیا گیا۔

اصمعی کے باپ کہتے ہیں' میں نے ایک سال بعد حجاج کو خواب میں دیکھا تو پھر اس سے پوچھا' اے ابومحمد! اللہ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس نے جواب دیا' کیا تم نے یہی سوال پچھلے سال نہیں کیا تھا؟ قاضی یوسف کہتے ہیں' میں رشید کے پاس موجود تھا کہ وہاں ایک آدمی وارد ہوا اور اس نے آتے ہی کہا' اے امیر المومنین! رات خواب میں میں نے حجاج کو دیکھا ہے۔ امیر المومنین نے دریافت کیا' تم نے اس کو کیسے لباس میں دیکھا اس دمی نے جواب دیا' ہرے لباس میں۔ پھر میں نے اس سے پوچھا' اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس پر جواب دیا گیا' کیا تو نے اور اس شخص نے ایک ہی قسم کے سوالات نہیں کیے؟ ہارون رشید نے یہ سن کر کہا' خدا کی قسم سچ کہا اس نے' تو نے حجاج کو یقینی طور پر دیکھا ہے۔ ابومحمد کسی بھی صورت میں اپنی مستحکم رائے کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔

اشعث ضرار کہتے ہیں' میں نے بھی حجاج کو خواب میں مری حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا' خدا کا تمہارے ساتھ کیسا معاملہ رہا؟ اس نے کہا' جتنے میں نے قتل کرائے' تھے ان کے عوض میرے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اور پھر خدا نے مجھے دوزخ میں لے جانے کا حکم دے دیا۔ اس پر میں نے کہا' نرمی بھی ہوئی؟ اس کے جواب میں حجاج نے کہا' اب میں وہی امید رکھتا ہوں جو ہر لا الہ الا اللہ کہنے والا رکھتا ہے۔

ابوسلمان دارمی کہتے ہیں حسنؒ بصری جس مجلس میں بیٹھتے تھے' اس میں وہ حجاج کے لیے بددعا کرتے تھے۔ انہوں نے بھی حجاج کو خواب میں دیکھا تو یہی سوال کیا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ اس نے جواب دیا مجھے ہر قتل کے عوض قتل کیا گیا' اور

Marfat.com

پھر موحدین کے گروہ میں شامل کر دیا گیا۔ حسن کہتے ہیں مجھے بھی اس کے لیے بالآخر اللہ سے معافی کی امید ہے۔ اور اس کے بعد انہوں نے حجاج کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیا۔

ابن ابی الدنیا سفیان کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ حجاج وفد بنا کر معاویہ بن فرہ کے ہمراہ عبدالملک کے دربار میں پہنچا' عبدالملک نے معاویہ سے پوچھا' حجاج کے بارہ میں کچھ بتاؤ۔ معاویہ نے جواب دیا' اگر ہم سچ بولیں گے تو قتل کرا دیئے جائیں گے۔ اور اگر جھوٹ بولیں گے تو خدا کا خوف آتا ہے۔ یہ سن کر عبدالملک نے حجاج کو بیک نظر دیکھا' اور پھر اس کو سندھ کی طرف جلاوطن کر دیا' وہاں اس کے لیے حالات سازگار رہے۔

جو اعوان واشراف ۹۵ھ میں انتقال کر گئے

ابراہیم بن یزید نخعی کا کہنا ہے' وہ جب کبھی کسی جنازہ میں شریک ہوتے یا کسی کی موت کی بات سنتے تو کچھ دنوں اس کا آپس میں چرچا رہتا تھا' کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ مرنے والا شخص ایسی صورت حال سے دوچار ہوا ہے کہ اس کے بعد وہ یا جنت میں گیا ہوگا یا دوزخ اس کا مقدر ہوا ہوگا۔ عام طور پر ہم لوگ جو جنازہ میں شرکت کرنے والے ہیں' دنیاداری کی باتوں میں مشغول دیکھے جاتے ہیں۔ ابراہیم اس کے بعد مخاطب ہوئے' اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ بالعموم تکبیر اولیٰ کے معاملہ میں سستی اور غفلت کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کی فلاح کی طرف سے ہاتھ دھولو۔ اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ جب میں کسی شخص کو کسی عیب میں مبتلا دیکھتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ عیب مجھ میں نہ پیدا ہو جائے۔ ابراہیم نخعی ایک دن کسی کی موت پر رونے لگے تو لوگوں نے پوچھا' آپ کیوں روتے ہیں؟ کہنے لگے' ملک الموت کے انتظار نے رلا دیا ہے۔ پتہ نہیں کہ میرے پاس جنت کی بشارت لے کر آئے گا یا دوزخ کی۔

حسن بن محمد الحنفیہ

ان کی کنیت ابومحمد تھی' سب بھائیوں میں بڑے تھے' فقیہہ عالم تھے۔ اور فقہی اختلافات سے باخبر تھے۔ ہر چیز کا روشن پہلو دیکھتے تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسئلہ ارجاء پر گفتگو کی' اور اس کے متعلق ایک کتابچہ بھی لکھا اور اس پر نادم ہوئے۔ یہ عثمانؓ و علیؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ کے معاملہ میں توقف کے قائل تھے نہ ان کے ہمنوا و دوست تھے۔ اور نہ ان کی برائی کرتے تھے' جب اس کی اطلاع ان کے والد محمد بن حنفیہ کو ہوئی تو انہوں نے ان کو مارا اور نہایت برا بھلا کہا' اور کہا کہ افسوس ہے کہ تو اپنے باپ علیؓ کا بھی دوست نہیں۔ ابوعبید کے بقول ان کا انتقال ۹۵ھ میں ہوا۔ اور خلیفہ نے کہا ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری

ان کی والدہ ام کلثوم بنت عتبہ بن ابی معیط تھیں۔ اور عثمان بن عفان کی خالہ تھیں۔ حمید فقیہہ اور جید عالم تھے' ان سے بہت روایتیں منسوب ہیں۔

Marfat.com

مطرف بن عبداللہ الشخیر

ہم نے ان کی مفصل سوانح اپنی کتاب التکمیل میں بیان کی ہے' اس میں حجاج کی موت کا مفصل حال بھی درج ہے جو واسط میں واقع ہوئی تھی۔ اور کتاب التکمیل ہی میں سعید بن جبیرؓ کے اندوہناک قتل کا تفصیلی حال بھی درج ہے جس کو علی بن المدائنی وغیرہ کی زبانی سن کر مفصل طور پر لکھا گیا ہے جیسا کہ ابن جریر وغیرہ نے بھی لکھا ہے ۹۴ھ میں یہ حادثہ پیش آیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۹۶ھ

اس سن میں قتیبہ بن مسلم نے ارض چین کا مشہور شہر شغر فتح کیا۔ اور چین کے بادشاہ کو اس زمانہ میں ایک تہدیدی مراسلہ بھی بھیجا تھا۔ جس میں اس نے قسم کھا کر اس کو لکھا تھا کہ جب تک وہ اس کے ملک کو روند نہ ڈالے گا واپس نہیں جائے گا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ چین کے اشراف واعیان پر قبضہ کرنے کے ساتھ وہ بادشاہ سے بھی جزیہ وصول کرے گا' یا ان کو دائرہ اسلام میں داخل کر کے دم لے گا۔ جب قتیبہ کا قاصد چین میں داخل ہوا تو وہاں کا بادشاہ چین کے سب سے بڑے شہر میں دورہ پر تھا۔ اس شہر کی چار دیواری میں نوے دروازے تھے۔ اس شہر کا نام خان بالق تھا۔ یہاں ہر موسم کی فصلیں اور پھل میوے وغیرہ کثرت سے ہوتے تھے۔ چین اس زمانہ میں نہایت وسیع وعریض ملک تھا۔ جہاں بکثرت تجارتی مال واسباب کا لین دین ہوتا تھا۔ یہاں کے لوگ بہت کم اپنی ضروریات کے لیے دوسرے ملکوں کا سفر کرتے تھے' ان کی ضرورت کی ہر شے ان کے اپنے ملک میں دستیاب ہو جاتی تھی۔

دوسرے ممالک یہاں کے ساز وسامان کے محتاج ہوتے تھے' بہت سے لملک چین کے باجگزار تھے۔ ان کے پاس فوج بھی بکثرت تھی۔ غرض کہ جب اسلامی قاصد اس ملک کے بادشاہ کے دربار میں پہنچے' تو اس ملک کی شان وشوکت اور عظمت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

مختصر یہ کہ جب قتیبہ کے قاصدوں نے چین کے بادشاہ کے دربار میں داخل ہونے سے پہلے ملک چین کا جائزہ لیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ ملک چین عظیم نہروں' فلک بوس عمارتوں' اونچے اونچے پہاڑوں' سرسبز وادیوں' ہرے بھرے کھیتوں اور پررونق بازاروں کا ملک ہے۔ اور جب وہ چین کے بادشاہ کے دربار میں داخل ہوئے تو اس نے قاصدوں سے سوال کیا' تم لوگ تعداد میں کتنے ہو؟ یہ لوگ تعداد میں تین سو تھے۔ اور عبیدہ ان کا لیڈر تھا۔ بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا' ان سے پوچھو کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا' ہم قتیبہ بن مسلم کے قاصد اور ہم سفر ہیں' اس نے تجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔ اگر دعوت قبول نہیں ہے تو جزیہ قبول کرو اور اگر جزیہ دینا بھی منظور نہیں ہے تو جنگ کے لیے تیار ہو۔

یہ سن کر بادشاہ غضب آلود ہو گیا' اور اس نے ان کو ایک مکان میں لے جانے کا حکم دیا۔ اور جب صبح ہوئی تو بادشاہ نے ان سب کو طلب کر لیا۔ اور ان سے کہا' تم لوگ اپنے گھروں میں کس طرح رہتے ہو؟ یہ سن کر انہوں نے گھریلو لباس زیب تن کر لیا۔

Marfat.com

بادشاہ نے اس کے بعد انہیں واپس جانے کا حکم دیا اور جب اگلے دن صبح بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو بادشاہ نے ان سے پوچھا' تم لوگ بادشاہ کے سامنے کس لباس میں جاتے ہو۔ اس پر انہوں نے رنگین ونقیشن بہترین ریشمی کپڑے اور عمامے زیب تن کر لیے۔ اور بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ بادشاہ نے اس لباس میں ان کو دیکھ کر کہا' اچھا جاؤ' اور پھر اپنے درباریوں سے کہا' تم لوگوں نے ان کے بارے میں کیا رائے قائم کی ہے اور ان کو کیسا پایا ہے؟ اس مرتبہ یہ لوگ پہلی ہیئت کے مقابلہ میں زیادہ اچھے اور باوضع آدمی لگتے تھے۔ جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ نے ان کو دربار میں بلا کر پوچھا جب تم اپنے دشمن سے ملاقات کرتے ہو تو اس سے تمہارے ملنے کا انداز کیا ہوتا ہے؟ یہ سن کر انہوں نے اپنے جسم زرہ بکتر اور جوشن سے آراستہ کر لیے اور تلوایں حمائل کر لیں اور نیزے وبھالیے ہاتھوں میں سنبھال لیے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر فاتحانہ شہ سوارانہ انداز سے سامنے سے گزرے۔ اور ان کے ساتھ گھوڑوں کے پرے کے پرے ان کی نظروں کے سامنے سے گزرے۔ چین کے بادشاہ نے ایک طائرانہ نظر ڈالی تو اسے ایسے محسوس ہوا کہ پہاڑ اُمڈے چلے آرہے ہیں۔ اور جب یہ سوار بادشاہ کے قریب آئے تو انہوں نے اپنے نیزے زمین میں گاڑ دیئے۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر کہا' جاؤ' واپس جاؤ لیکن اس کا قلب خوف سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے اپنے درباریوں سے پوچھا' اب تمہیں یہ لوگ کیسے لگتے ہیں' انہوں نے بیک زبان ہو کر جواب دیا' ہم نے ان جیسا آج سے قبل کسی کو نہیں دیکھا۔ اور جب شام ہو گئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا' ہمارے پاس ان میں سے کسی بڑے لیڈر کو بھیجو۔ اس پر مسلمانوں کی طرف سے ہبیرہ کو بھیجا گیا۔

جب ہبیرہ بادشاہ کے دربار میں پہنچا تو بادشاہ نے ہبیرہ سے کہا' تم نے میرے ملک کی عظمت اور شان دیکھ لی' تم میں سے کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور تم خود میرے ہاتھ کی ہتھیلی میں انڈے کی مانند ہو۔ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں' اگر تم نے اس کا صحیح جواب دے دیا تو خیر' ورنہ میں تمہیں قتل کرا دوں گا۔ ہبیرہ نے کہا' آپ کو جو کچھ پوچھنا ہے وہ پوچھئے' بادشاہ نے کہا' تم نے پہلے دن وہ لباس کیوں پہنا تھا جو تم پہن کر میرے دربار میں آئے تھے۔ اور پھر دوسرے دن اور تیسرے دن تبدیل کرنے کی کیا وجہ تھی؟ ہبیرہ نے اس کے جواب میں کہا' پہلے دن کا لباس ہمارا گھریلو لباس ہے جو ہم اپنے بیوی بچوں میں رہتے ہوئے پہنتے ہیں۔ دوسرے دن کا ہمارا لباس بادشاہوں کے سامنے حاضر ہونے کا ہے۔ اور تیسرے دن کا لباس وہ ہے جو دشمن سے جنگ کرتے وقت ہم پہنتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا' تم نے اگرچہ میرے تینوں سوالات کے معقول جوابات دیئے ہیں لیکن اب تم اپنے کیمپ میں واپس جاؤ' اور اپنے لیڈر قتیبہ سے کہو کہ وہ میرے ملک سے واپس چلا جائے۔ مجھے اس کی حرص وطمع کا اندازہ ہو گیا ہے' اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ کتنے تھوڑے آدمی اس کے ساتھ ہیں' ورنہ میں تم پر ایسے لوگوں کو متعین کروں گا جو تمہارا آخری آدمی بھی ختم کر کے دم لیں گے۔

اس کو سن ہبیرہ نے کہا' اے بادشاہ تو قتیبہ سے یہ بات کہتا ہے' وہ آدمی قلیل الاصحاب کیسے ہو سکتا ہے جس کا ایک گھوڑ سوار تیرے ملک میں ہے اور دوسرا زیتون کے باغ میں۔ اور وہ آدمی حریص کیسے کہلا سکتا ہے جو دنیا کا خلیفہ بن کر آیا ہے اور اس پر اس کو قدرت حاصل ہے' رہا ہمیں قتل سے ڈرانے کا سوال' تو سن لے موت جب ہمارے پاس آتی ہے' تو ہم اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہیں۔ ہم نے جدال وقتال کو عزت بخشی ہے' اس لیے نہ ہم موت سے ڈرتے ہیں اور نہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔

ہبیرہ کا یہ جواب سن کر بادشاہ نے کہا' اچھا تو تمہارا لیڈر کس چیز پر راضی ہوگا؟ ہبیرہ نے کہا' اس نے قسم کھائی ہے کہ وہ اس وقت تک تمہارے ملک سے واپس نہیں جائے گا' جب تک تمہارے ملک کو روند نہ ڈالے گا اور تمہارے چھوٹے بڑے بادشاہوں کو ختم نہ کر لے گا۔ اور تمہارے ملک سے جزیہ وصول کر کے نہیں لے جائے گا۔ بادشاہ نے جواباً کہا' یہ کون سی بڑی بات ہے' میں اس کی قسم پوری کرنے کا بندوبست کئے دیتا ہوں' اور اس کو یہاں سے نکالنے کے لیے اپنی سرزمین کی تھوڑی سی مٹی اس کے پاس بھیج دیتا ہوں۔ اور اپنے بادشاہوں کے چند بیٹے بھی اس کے معہ سونے چاندی اور بہت سے مال و دولت اور قیمتی کپڑوں وغیرہ کے اس کے پاس بھیج دیتا ہوں۔ غرض کہ اس نے چار سو کی تعداد میں اپنی اور اپنے ماتحت بادشاہوں کی اولاد اور بہت سے سونے چاندی کے بھرے ہوئے طشت اور سرزمین چین کی مٹی قتیبہ کے روندنے کے لیے روانہ کر دی۔

کہا جاتا ہے کہ توقعات کے بالکل برعکس قتیبہ نے یہ سارا مال و دولت اور ساز و سامان اس لیے قبول بھی کر لیا کہ اس کے ساتھ ہی اس کے پاس امیر المومنین عبدالملک کی موت کی اچانک خبر بھی پہنچ گئی تھی' اور اس کی ہمت ٹوٹ چکی تھی' اور اس نے چین پر حملہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا' اور اس نے سلیمان بن عبدالملک کی بیعت ترک کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور چونکہ تمام عساکر اس کے ماتحت تھیں' اس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنی مطلق العنانی کا اعلان کر دے لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنائے' اسی سال قتیبہ کا قتل ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اپنے لیے اس کا دعوت دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اور وہ مرتے دم تک مجاہد فی سبیل اللہ ہی رہنا چاہتا تھا۔ اس سن میں مسلمہ بن عبدالملک نے الصائفہ میں جنگ شروع کی۔ اور عباس بن ولید نے روم پر چڑھائی کی۔ اور طولس اور مرزبانین کے علاقے فتح کر لیے۔

اسی سن میں دمشق کی جامع مسجد اموی امیر المومنین ولید بن عبدالملک کے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچی' رحمۃ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی جگہ قدیم زمانہ سے ایک عبادت خانہ کلدانیوں کا تعمیر شدہ موجود تھا جو دمشق میں مدت سے آباد تھے' یہ لوگ سات ممتاز ستاروں کو پوجتے تھے' وہ سات ستارے یہ ہیں' پہلا ستارہ آسمان دنیا کا چاند' اور دوسرے آسمان کا عطارد' تیسرے کا زہرا' چوتھے کا سورج' پانچویں کا مریخ' چھٹے کا مشتری اور ساتویں کا زحل۔

شہر دمشق کے دروازوں پر ان ساتوں ستاروں کی تصویریں ہیکلوں کی شکل میں نصب تھیں' شہر دمشق کے سات دروازے ان لوگوں نے اسی غرض سے بنائے تھے اور یہ کلدانی ساتوں دروازوں پر علیحدہ علیحدہ عید کا جشن بھی منایا کرتے تھے۔ ان کلدانیوں نے دروازوں کے ساتھ رصد گاہیں بھی بنا رکھی تھیں' جہاں کواکب کی حرکات وقرب واتصال کا مطالعہ کرتے' اور ان پر گفتگو کرتے تھے' انہی لوگوں نے دمشق کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے لیے اسی جگہ کا انتخاب کیا تھا' جو ان دو پہاڑوں کے درمیان پانی کی گزرگاہ تھی اور جس کا پانی نہروں کی صورت اونچی نیچی جگہوں پر پہنچایا جاتا تھا۔ اور ان نہروں کا پانی دمشق شہر کے مکانات میں پہنچانے کا بندوبست تھا۔ غرض کہ ان دنوں دمشق نہایت خوبصورت اور دلآویز شہروں میں شمار ہوتا تھا' اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں طرح طرح کے تصرفات کئے گئے تھے' کلدانیوں نے اس معبد کو' جس کی جگہ اب مسجد اموی بنی ہوئی ہے' قطب کی سمت بنایا تھا۔ وہ لوگ قطب شمالی کی طرف رخ کر کے اپنی عبادت کرتے تھے۔ ان کے اس معبد کی محرابیں بھی اسی سمت کو بنی ہوئی تھیں اور

Marfat.com

معبد کا صدر دروازہ بھی قبلہ رخ پر کھلتا تھا۔ جو آج کی مسجد کی محراب کے بالکل پیچھے ہے جیسا کہ ہم نے خود بھی واضح طور پر اس کو دیکھا ہے' ہم نے ان کی محرابیں بھی قطب کی سمت میں دیکھی ہیں اور وہ دروازہ بھی دیکھا ہے جو بہت خوب صورت اور نقشین پتھروں کا بنا ہوا ہے اور اس پر کچھ ان کے رسم الخط میں تحریر بھی ہے۔ اس دروارہ کے..... دائیں اور بائیں جانب دو اور دروازے بھی تھے جو نسبتاً بڑے دروازہ کے مقابلہ میں چھوٹے تھے۔

اس معبد کا غربی حصہ یقیناً بہت مضبوط اور بلند تھا' جو ان دوستوں پر قائم تھا جو باب البرید میں نصب ہیں اور معبد کا شرقی حصہ جرون بادشاہ کا محل کہلاتا تھا۔ اس محل کے قریب دو بڑے مکانات بھی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ میں یہ تینوں محل اور مکانات بادشاہوں کے لیے وقف تھے۔ اور ان مکانات' محل اور معبد کے چاروں طرف ایک چار دیواری بھی تھی' جو بہت بلند اور مضبوط تھی۔ اور جو بہت بڑے بڑے پتھروں کو کاٹ کر بنائی گئی تھی۔ یہاں زیر زمین قید خانے اور عقوبت خانے بھی تھے اور گھوڑوں کے اصطبل بھی تھے' جس کے متصل حصہ کو بعد میں معاویہ نے پائیں باغ میں تبدیل کر لیا تھا۔ اور عسا کر نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ اس شہر کو بنانے میں یونانی کلدانیوں نے بڑی محبت اور مشقت برداشت کی تھی جس میں تقریباً اٹھارہ برس صرف ہو گئے تھے۔ اور جب انہوں نے شہر کی فصیل کی چار دیواری کی تعمیر کی تھی' تو انہوں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ نہ اس کی عمارت کبھی بوسیدہ ہو گی اور نہ دیواریں کمزور ہوں گی۔ اور نہ یہ معبد کبھی عبادت سے خالی رہے گا۔ لیکن بقول کعب بن احبار یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ معبد کبھی عبادت سے خالی نہ رہے لیکن یہ مکان کبھی غیر آباد نہ ہو گا اور قیامت تک گرنے نہ پائے گا' صراحتاً غلط تھا۔ کیونکہ جس گھر کے متعلق غیر آباد ہونے اور منہدم نہ ہونے کا یقین ظاہر کیا گیا تھا' اس کو معاویہ نے ہی از سر نو تعمیر کر لیا تھا۔ اور پھر وہ ۴۶۱ھ میں جل بھی گیا تھا۔ اور اس کے بعد پھر ضعیفوں' ناداروں اور محتاجوں کا مسکن بن گیا تھا۔ چنانچہ ہمارے زمانہ تک وہ اسی حالت پر برقرار تھا۔

مقصود یہ ہے کہ یونانی اسی حالت پر عرصہ دراز سے چلے آ رہے تھے جس میں چار ہزار سال سے کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ چنانچہ یہ بھی مشہور تھا کہ اس معبد کی اولین دیواریں حضرت ہود علیہ السلام نے اٹھائی تھیں اور ہود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی مدتوں پہلے گزرے ہیں۔ حضرت ابراہیم دمشق کے شمال میں برزہ میں وارد ہوئے تھے' اور وہاں انہوں نے اپنی دشمن قوم سے سخت جنگ کر کے ان کو شکست دی تھی اور ان پر پوری طرح غالب آئے تھے۔ ان کے جنگ کا مقام بھی برزہ تھا اور قدیم کتابوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس مقام پر محاربین و معاندین کے سخت معرکے ہوتے رہے۔

یہی یونانی کلدانی جو مدت دراز سے دمشق میں آباد تھے' تعداد میں بے شمار تھے' اور ابراہیم علیہ السلام کے دشمن خاص تھے۔ ان سے ان کے صنم خانوں اور ستارہ پرستی کے مرکزوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہبی مناظرے ہوتے رہتے تھے' اس کی تشریح ہم اپنی تفسیر میں کر چکے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی حکایت تفصیلی طور پر ہم نے البدایہ والنہایۃ میں بھی اپنے مقام پر کر دی ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم کے تین سو برس بعد اہل شام نے قسطنیس بن قسطنیس کی کوششوں سے عیسائیت قبول کی۔ قسطنیس وہی شخص تھا جس نے بلاد روم کے مشہور شہر قسطنطنیہ کی بنیاد ڈالی تھی اور اسی شخص نے ان کے لیے قوانین بنائے تھے۔ اولاً قسطنیس اس کی

Marfat.com

قوم اور اس سرزمین کے اکثر باشادے یونانی کہلاتے تھے۔ قسطنیسن کے نصرانی رءوساء نے ایک نیا دین ایجاد کیا تھا جس میں نصرانیت اور بت پرستی کو ملا کر ایک نیا دین گھڑا گیا تھا۔ یہ لوگ مشرق کی سمت رخ کر کے نماز پڑھتے' اور روزے مسلمانوں سے کچھ زیادہ رکھتے تھے۔ ان کے یہاں سور کا گوشت حلال تھا' اور اپنی اولاد کو ادائے امانت کی تاکید کرتے تھے' لیکن یہ سب ان کا ڈھونگ تھا۔ یہ دراصل خیانت کی تعلیم دیتے تھے' اور گناہ کبیرہ کی طرف مائل کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ قسطنیسن بادشاہ نے نصاریٰ کے لیے دمشق اور اس کے قرب وجوار میں تقریباً بارہ ہزار گرجا بنا دیئے تھے' اور ان کے مصارف کے لیے بہت بڑا وقف بھی کر دیا تھا' انہی گرجاؤں میں سے بیت لحم اور قدس کا قمامہ بھی تھا' جس کو ام ہیلانہ غندتانیہ نے بنایا تھا۔ نصاریٰ نے دمشق میں سب سے بڑا گرجا یوحنا تعمیر کیا تھا جس کو یونان کلدانی بہت اہمیت دیتے تھے۔ اور اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا' بہت سے مزید گرجا بنائے گئے تھے۔ اور یہ سب ان لوگوں نے تین سو سال کی مدت میں تعمیر کئے تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی' اور آپؐ نے اپنے زمانہ میں ان کے اس وقت کے قیصر ہرقل کے پاس سفارت بھیجی' اور اس کو دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی' اور پھر اس کے دربار میں ابوسفیان بھی مکہ کے مشرکین کا نمائندہ بن کر پہنچا' اور آپؐ نے اس کے توڑ میں زید بن حارثہ' جعفر اور ابن رواحۃ کو روانہ کیا۔ اور جب یہ لوگ بلقاء پر' جو شام کی سرحد تھی' پہنچے تو ہرقل نے معاندانہ رویہ اختیار کیا اور مذکورہ بالا تینوں امراء اور اصحاب رسول ﷺ کو معہ ان کے ہمراہیوں کے قتل کرا دیا۔ اس پر مجبوراً رسول اللہ ﷺ نے ان ظالموں سے جنگ کا ارادہ کیا اور شام اور تبوک میں کچھ فوج اس ظالمانہ عمل کی مزاحمت کے لیے بھیجی۔ لیکن اس سال موسم بہت سخت اور نہایت گرم تھا۔ اس لیے کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ لیکن آپؐ کے انتقال کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے اس مشن کو نظر انداز نہیں کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے شروع کئے ہوئے کام کو تکمیل تک پہنچانے کی غرض سے ایک فوجی لشکر شام روانہ کیا اور بالآخر اس نے دمشق کا رخ کیا اور اس کو فتح کیا۔ جس کا ہم تفصیلی ذکر دمشق کی فتح کے سلسلہ میں کر چکے ہیں۔

غرض کہ جب اسلامی جھنڈا دمشق پر لہرانے لگا اور مسلمانوں کو استحکام حاصل ہو گیا تو امیر حرب ابوعبیدہ اور ان کے بعد خالد بن ولید نے شامیوں کو امن کا پروانہ اور اہل دمشق کو بھی امن وامان سے رہنے اور اپنے مذہبی ودینی شعائر بجالانے اور معاشرتی اطوار برقرار رکھنے کی اجازت دے دی۔ اور ساتھ ہی ان کو ان کے چودہ گرجا بھی ان کی اپنی تحویل وتصرف میں رکھنے کی اجازت دے دی۔ لیکن بعد کو یہ طے پایا کہ ان گرجاؤں میں سے وہ نصف گرجا مسلمان اپنے پاس رکھیں گے' جنہیں خالد بن ولید نے فتح کر کے حاصل کیا ہے۔ اور باقی نصف گرجا جن کو ابوعبیدہ بطور امان نصاریٰ کو واپس دینے کا وعدہ کر چکے ہیں' وہ ان ہی کے پاس رہیں گے۔ چنانچہ نصف حصہ شرقی کو مسلمانوں نے مسجد کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا اور اس میں نماز پڑھنے لگے۔ اور کنیسا یوحنا یعنی اس گرجا کا دوسرا نصف عیسائیوں کے پاس چھوڑ دیا گیا۔ گرجا کا وہ شرقی حصہ جو مسلمانوں نے مسجد بنا لیا تھا' اس میں سب سے پہلے ابوعبیدہ نے نماز ادا کی' ان کے بعد صحابہؓ نے یہاں نماز پڑھنا شروع کی' اور اس اعتبار سے اس کو محراب صحابہؓ کہا جانے لگا' لیکن مشرقی حصے میں' جسے محراب صحابہؓ کہا جاتا تھا کوئی محراب کی شکل کی بنی ہوئی جگہ نہ تھی' البتہ اس جگہ کی دیوار کو توڑ کر محراب بنا

Marfat.com

لیا گیا تھا۔ سب سے پہلے ولید نے نماز پڑھی' بعد میں لوگوں نے چاروں اماموں کے نام سے چار محرابیں بنا ڈالیں' اور ان کا نام محراب شافعیؒ' محراب حنفیؒ' محراب مالکیؒ اور محراب حنبلیؒ رکھ لیا' حالانکہ اس تفریق کو بہت سے اسلاف نے قطعاً غلط اور بدعت قرار دیا ہے۔ بہرحال اس مسجد و گرجا میں داخل ہونے کا صدر دروازہ ایک ہی تھا۔ نصاریٰ مغرب کی سمت مڑ جاتے تھے۔ اور مسلمان داخل ہونے کے بعد مسجد کے دائیں جانب مڑ جاتے تھے۔ نصاریٰ اپنے گرجا میں نہ بلند آواز سے بائبل پڑھ سکتے تھے اور نہ ناقوس بجا سکتے تھے' اور یہ ان صحابہؓ کے رعب و داب اور خوف کی وجہ سے تھا۔ علاوہ ازیں معاویہ نے شام میں اپنے ایام ولایت میں اس مسجد کے اس حصہ کے سامنے جو صحابہ کی آمد و رفت کا راستہ تھا' دارالامارت بھی بنا لیا تھا' اور اسی جگہ قبہ خضراء تعمیر کیا گیا تھا۔ جس میں معاویہ چالیس سال مقیم رہا' غرض کہ مذکورہ بالا کینسہ یوں ہی مسجد و گرجا کی صورت میں دو حصوں میں تقسیم ہو کر مدتوں چلتا رہا۔ یعنی ۱۴ھ سے لے ۸۶ھ ذی القعدہ تک' لیکن شوال ۸۶ھ میں جب خلافت ولید بن عبدالملک کو ملی' اس وقت اس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کینسہ کے بقیہ حصہ کو بھی مسجد میں شامل کر لیا جائے تا کہ تمام کا تمام حصہ ایک مسجد کی صورت میں نظر آنے لگے' اور اس کی خاص وجہ عیسائیوں کا بائبل بلند آواز سے پڑھنا تھا' جس سے مسلمانوں کی عبادت میں خلل واقع ہوتا تھا۔ اور ان کی نماز سے سکون نہیں پڑھی جا سکتی تھی۔

اس صورت حال کے پیش نظر کینسہ کے پیشواؤں کو طلب کیا گیا' تا کہ وہ کینسہ یا گرجا کا بقیہ حصہ بھی مسلمانوں کے حوالے کر دیں' اور اس کے عوض جتنا وسیع و عریض قطعات اراضی ان کو درکار ہو' وہ ان دے دیئے جائیں' اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر مسجد کی بھی توسیع کی جا سکے۔ ان وسیع قطعات کے علاوہ جو عیسائیوں کو پسند ہوں' ان کو یہ اختیار بھی دیا گیا کہ چار دیگر گرجا بھی' یعنی کینسہ مریم' کینسہ المصابہ' کینسہ تل الجبین اور کینسہ حمید بن درہ جو درب المشقل میں واقع ہے' اس معاہدہ میں شامل نہیں سمجھے جائیں گے' بلکہ ان پر بھی عیسائیوں کا بدستور کنٹرول باقی رہے گا' اور وہ ان میں بدستور اپنی عبادات جاری رکھ سکیں گے۔ لیکن عیسائیوں نے مسلمانوں کی اس پیشکش کو سختی سے رد کر دیا' اور کہا' ہمیں اس معاہدہ کے مطابق زندگی گزارنے اور اپنے گرجاؤں میں عبادت کا حق دو' جو صحابہؓ کے زمانہ سے ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے۔

چنانچہ اس معاہدہ کو لایا گیا اور ولید بن عبدالملک کی موجودگی میں اس کی عبارت پڑھی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس معاہدہ میں وہ گرجا شامل نہیں ہے جو کینسہ توما کہلاتا ہے اور باب توما سے باہر نہر کے کنارے واقع ہے' یہ گرجا کینسہ مریحنا سے بھی بہت بڑا تھا' چنانچہ ولید اس پر راضی ہو گیا کہ میں اس متنازعہ گرجا کی بجائے اس گرجا کو منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد بنا دوں گا' مگر اس پر بھی نصاریٰ راضی نہ ہوئے۔ اور کہنے لگے' اے امیر المومنین آپ اس گرجا ہاتھ نہ لگائیں' اس کو یوں ہی رہنے دیں ہم کینسہ مریحنا کے بقیہ حصہ سے دست بردار ہونے کو تیار ہیں چنانچہ ولید نے بھی دوسرے تمام گرجاؤں کو بدستور نصاریٰ کے حوالہ کر دیئے اور صرف کینسہ مریحنا کے لینے پر اکتفا قبول کر لیا' بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ولید نے کینسہ مریحنا کی بجائے ایک دوسرا باب الفرادیس میں حمام المقام کے نزدیک دے دیا تھا' اور نصاریٰ نے اس کو لے کر اس کو نام مریحنا رکھ لیا۔ واللہ اعلم۔

اس کے بعد ولید نے حکم دیا کہ آلات انہدام مثلاً بیلچہ' کدال اور پھاوڑے وغیرہ لائے جائیں۔ اور تمام امراء اور اعوان

واشراف مملکت کو جمع کیا جائے۔ اس اعلان اور حکمنامہ کو سن کو نصاریٰ کے السقف اور بڑے بڑے پادری بھی جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے امیر المومنین سے کہا' اے امیر المومنین! ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کوئی اس گرجا کو گرائے گا اس پر جنون طاری ہو جائے گا اور وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ ولید نے پادریوں کی یہ بات سن کر جواب دیا' میں تو اللہ کی راہ میں مدہوش ہو جانا چاہتا ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی انہدام کے اس فعل کو مجھ سے قبل نہ کسی نے انجام دیا ہے اور نہ دے سکتا ہے اور پھر کینسہ مریحنا کے مشرقی مینار پر چڑھ گیا جس میں متعدد زاویے بنے ہوئے تھے' جن کو ساعات کہا جاتا تھا۔ یہ گرجا بلاشبہ عظیم بلند و بالا اور مہیب دکھائی دیتا تھا' اسی میں ان کا راہب رہتا تھا۔ اس کو ولید نے نیچے اترنے کا حکم دیا' جس کو اس نے بہت برا منایا۔ مگر ولید نے اس کو گردن سے پکڑ کر باوجود اس کی مزاحمت کے نیچے اتار لیا۔

اس کے بعد ولید خود اس سب سے بڑے مقام پر پہنچ گیا' جس کو اس گرجا کے سب سے بالائی منزل پر مذبح اکبر کے نام سے تعبیر کیا گیا تھا۔ اور جس کو وہ شاہد کہتے تھے' یہ دراصل ان کا قوی ہیکل مجسمہ تھا۔ چنانچہ ولید کو اس پر چڑھتے ہوئے جب پادریوں نے دیکھا تو پکار کر کہا' اس کو ہاتھ نہ لگانا اور اس سے دور ہی رہنا' ورنہ غضب ہی ہو جائے گا' ولید نے کہا' اچھا' تو سب سے پہلے میں اسی سے اپنے کام کا آغاز کرتا ہوں۔ اور اس پر پہنچ کر پہلے اس نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور پھر اس پر کئی سخت ضربیں لگا کر اس کو منہدم کر دیا۔ اس وقت ولید کے جسم پر زرد رنگ کی عباء تھی۔ پھر اس کے بعد اس نے کدال سے وہاں لگے ہوئے سب سے بڑے پتھر کو نیچے گرا دیا۔ اس کے تمام امراء بھی اس انہدام میں شریک ہو گئے اور تمام مسلمانوں نے مل کر تین بار نعرۂ تکبیر لگایا اور نصاریٰ جیرون کی سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے واویلا مچاتے رہے۔ یہ لوگ وہاں بہت بڑی تعداد میں جمع ہو گئے تھے' ولید نے پولیس کو بلوا کر ان لوگوں کو وہاں سے ہٹوایا۔ ابو نائل غسانی پولیس کا چیف جب اس مجمع کو وہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تو ولید تمام موجود امراء اور ارکان حکومت کے ساتھ مل کر نصاریٰ کے تعمیر کئے ہوئے تمام مذبح' مکانات' محرابیں منہدم کر کے سارے گرجا کو چٹیل میدان کر دیا اور از سر نو اس خوبصورت جامع مسجد اموی کی داغ بیل ڈالی' جس کی نظر اس سے پہلے تاریخ میں نہیں ملی۔

ولید نے اس مسجد کی تعمیر میں بہت سے انجنیئر صناع اور کاریگر لگا کر اس کو مکمل کرایا۔ اس کے بعد اس کے ولی عہد اور بھائی سلیمان بن عبدالملک نے بھی اس مسجد کی تکمیل و تزئین میں بہت کچھ حصہ لیا۔ اس کے لیے سنگ مرمر کی تراش وخراش کے لیے ولید نے روم کے بادشاہ کو لکھا کہ وہ اپنے ملک کے صناع و کاریگر بھیجے' حتیٰ کہ اس نے اس کو یہ بھی لکھا کہ اگر سنگ تراش جلد نہ بھیجے گئے یا اس میں لیت ولعل کیا گیا تو میں تم سے اس کے لیے جنگ کروں گا۔ اور تمہارے ملک کے ان تمام گرجاؤں کو زمین بوس کر دوں گا۔ جن میں قدس کے گرجا قمامہ اور رہا بھی شامل ہیں۔ اور تمہارے تمام تہذیبی آثار و نقوش مٹا دوں گا۔ اس خط کے پڑھتے ہی روم کے بادشاہ نے دو سو صناع و کاریگر روانہ کئے' اور لکھا' جو کچھ تم کر رہے ہو اگر یہ سب کچھ پلاننگ تمہارے باپ کی ہے تو وہ تمہارے لیے باعث شرم و عار ہے۔ اور اگر یہ سب کچھ تمہارا اپنا سوچا سمجھا ہوا ہے تو تم ان کے لیے باعث ندامت ہو۔ جب یہ خط ولید کو ملا' وہاں فرزوق شاعر بھی موجود تھا' اس نے ولید سے کہا' اس خط کا جواب میں دیتا ہوں' ولید نے کہا' وہ کیا جواب ہے' فرزوق نے کہا' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے:

Marfat.com

''ہم نے سلیمان کو وہ بات سمجھادی' اور ہم نے ہر ایک کو عقل وعلم بخشا۔ سلیمان داؤد کے کم سن بیٹے تھے' مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے وہ بات سمجھادی' جو داؤد نہ سمجھے''۔

ولید کو فرزوق کا یہ جواب بہت پسند آیا اور اس کے اشعار ہی اس نے اس کے خط کے جواب میں لکھ بھیجے:

فرقت بین النصاریٰ فی کنا یسنھم والعابدین مع الاسحار والعنم

''تو نے گرجاؤں کے نصاریٰ میں ان مسلمان عبادت گزاروں میں فرق رکھا ہے جو علی الصبح عبادت کرتے ہیں''

وھم جمیعاً اذا صلوا واوحبھم شتیٰ اذا سجدوا للّٰہ الصنم

''وہ نماز پڑھتے ہیں اور خدا کو سجدہ کرتے ہیں تو ایک دل ہوتے ہیں جب کہ نصاریٰ بتوں کو پوج کر منتشر ہوتے ہیں''

وکیف یجتمع الناقوس یضربہ اھل الصلیب مع القراء لم تنم

''ناقوس کی آواز اہل صلیب اور شب بیدار قاریوں کو یکجا کر بھی کیسے سکتی ہے''

فھل اللہ تحویلا لبیعتھم عن مسجد فیہ یتلی طیب الکلم

''اللہ نے تجھے اس مسجد کے بارہ میں ان کی بات تسلیم کرنے سے باز رکھا ہے جس میں کلام پاک پڑھا جاتا ہے''

حافظ عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی کا بیان ہے کہ ولید نے مسجد کی اندرونی دیواریں تعمیر کیں۔ اور مچھلی نما دیواروں کا اس میں اضافہ کیا۔

حسن بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ہود علیہ السلام پہلے شخص جنہوں نے دمشق کی مسجد کی قبلہ کی سمت کی دیوار بنائی تھی۔ لیکن دوسروں کا کہنا یہ ہے کہ جب ولید نے اس قبہ کو بنانے کا ارادہ کیا جو دالانوں کے درمیان ہے اور جو قبہ النسر کہلاتا ہے' تو اس نے قبہ کے ستون اتنے گہرے کھدوائے کہ وہاں میٹھا پانی نکل آیا' جس کے آس پاس اس نے انگور کی بیلیں چڑھوا دیں اور اس کے بعد اس نے ان ستونوں پر قبہ کی تعمیر شروع کروائی' لیکن وہ گر گیا۔ چنانچہ ولید نے اپنے بعض انجنیروں سے کہا' میں چاہتا ہوں کہ اس جگہ ایک قابل یادگار قبہ بن جائے۔ اس پر ایک انجنیر نے کہا' اگر امیر المومنین مجھ سے وعدہ کریں کہ اس کا تعمیری ٹھیکہ میرے سوا کسی اور کو نہ دیا جائے گا تو میں امیر المومنین کی حسب خواہش قبہ تعمیر کر دوں گا۔ امیر نے اس کا اثبات میں جواب دیا۔

اس انجنیر نے ستون تعمیر کرائے اور ان کو لواری مچھلیوں سے پوری طرح ڈھک کر چلا گیا اور پھر ایک سال تک اس انجینئر کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ جب ایک سال بعد وہ واپس آیا تو بادشاہ بہت ناراض ہوا مگر اب اس انجینئر نے آ کر ستونوں پر سے مچھلیوں کو ہٹایا تو ستونوں کی بنیادیں ان سے پٹی ہوئی تھیں اس طرح جب بنیادیں مضبوط ہو گئیں تو ان ستونوں پر اس نے قبہ تعمیر کیا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ولید نے گنبد کی کلغی سونے کی بنوانی چاہی تا کہ مسجد کی شان نکل آئے۔ اس کو سن کر معمار نے کہا' آپ کے لیے خالص سونے کی کلغی بنوانا مشکل ہے۔ معمار کی بات سن کر ولید کو سخت غصہ آ گیا اور اس کے پچاس کوڑے لگانے کا حکم دیا اور کہا' افسوس ہے تیرے حال پر' تو مجھے یہ کلغی یا کلس بنانے سے عاجز سمجھتا ہے حالانکہ مجھے زمین وجائیداد اور مکانات ہی سے اتنا اتنا ٹیکس وصول ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا' یہ سب کچھ مجھے تسلیم ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں میری گزارش بھی تو سن لیجیے۔ ولید

Marfat.com

نے کہا' بیان کرو۔ معمار نے کہا' سونے کی ایک اینٹ جتنی جگہ میں لگے گی' اس کے حساب سے امیر المومنین کو ہزار ہا خالص سونے کی اینٹیں تیار کرانا ہوں گی' ولید نے کہا' بے شک میں اتنی اینٹیں سونے کی تیار کرا کر تم کو فراہم کر سکتا ہوں کہ میرے لیے یہ کچھ مشکل بھی نہیں ہے۔ لیکن بہر حال میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ گنبد کے کلس سونے کا بنوانے میں اسراف ہے اور اس مال کا ضیاع ہے جو مسکینوں اور فقیروں کے کام آ سکتا ہے اور جب اس کو معمار کی بات معقول معلوم ہوئی تو اس نے پچاس دینار انعام دیئے۔ اور جس طرح معمار نے مسجد کو بنانے کا مشورہ دیا اس پر عمل درآمد کیا جب مسجد کی چھتیں پڑنے کا وقت آیا تو معمار کے مشورہ کے مطابق مسجد اموی کی چھتیں پتھر کی بنائی گئیں' جنہیں اندرون سے سونے کی ملمع کاری سے مزین کیا گیا' اور اینٹوں وغیرہ کی چنائی کے لیے اور پتھروں کی تعمیر کے لیے مصالحہ کے طور پر سیسہ استعمال کیا گیا' جس کے لیے ولید نے اعلان کرا دیا کہ مملکت میں سیسہ جہاں جہاں دستیاب ہو' وہ سب مسجد کے تعمیر کے لیے جمع کیا جائے۔

چنانچہ سرکاری اہلکاروں نے شام اور قرب وجوار کے تمام علاقوں سے اس کی دستیابی کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ شام میں ایک اسرائیلی عورت کے پاس اس کا بہت بڑا ذخیر تھا' اس نے کہا' میں اس کو صرف چاندی کے بھاؤ پر فروخت کروں گی۔ یہ بات امیر المومنین ولید کو بتائی گئی' تو اس نے حکم دیا' اگر چاندی کے عوض سیسہ ملتا ہے تو بھی خرید لیا جائے۔ لیکن جب اس کو یہ معلوم ہوا تو اس نے کہا' میں فی سبیل اللہ یہ سارا سیسہ یوں ہی دینے کو تیار ہوں' بشرطیکہ مسجد کی چھت میں استعمال کیا جائے۔ چنانچہ اس کی تختیوں پر اللہ کے نام کے ساتھ یہ بھی لکھا گیا کہ یہ عطیہ ایک اسرائیلی عورت کا ہے۔

محمد بن عائذ کا بیان ہے کہ میں نے مشائخ سے سنا ہے کہ دمشق کی مسجد میں امانت کا پیسہ بھی لگا ہے۔ ایک شخص مسلسل امانت کی رقم سرکاری خزانہ میں اس غرض سے جمع کراتا رہتا تھا۔ بعض دمشقی مشائخ نے کہا ہے کہ جامع مسجد میں صرف دو رخام بلقیس کے تخت کے بھی لگے ہوئے ہیں اور باقی میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ بعض لوگوں کے مطابق ولید نے وہ دوستون جو باز کے دائیں بائیں پیروں کے نیچے استادہ ہیں۔ حرب بن خالد ابن خالد ابن یزید بن معاویہ سے پندرہ سو دینار میں خریدے تھے۔

دحیم نے ولید بن مسلم کے حوالہ سے بتایا ہے کہ دمشق کی مسجد میں بارہ ہزار سنگ رخام کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں اسی طرح ابن عمر ابن مہاجر انصاری کا بیان ہے کہ لوگوں کے حساب کے مطابق ولید نے مسجد کے سامنے کی طرف جو انگور کے باغات لگوائے ہیں' اس پر ستر ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔ ابوقصی کا کہنا ہے کہ دمشق کی مسجد کی تعمیر پر سونے کے چار سو صندوق خرچ ہوئے' جب کہ ہر صندوق میں چودہ ہزار دینار تھے۔ اور بعض روایات کے مطابق ہر صندوق اٹھائیس ہزار دینار سے پر تھا۔ ابوقصی کا یہ بھی کہنا ہے کہ ولید کے ہاڈی گارڈ نے آ کر ایک روز ولید سے کہا' کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے بیت المال کی رقم بے جا خرچ کی ہے۔ اس پر ولید نے لوگوں کو نماز کے وقت جمع کرنے کا حکم دیا' اور جب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے منبر پر بیٹھ کر کہا' مجھے معلوم ہوا ہے' تم لوگ کہتے ہو کہ ولید نے بیت المال کا بے جا صرف کیا ہے۔ اور پھر کہا اے عمرو بن مہاجر اٹھو اور بیت المال کی رقم یہاں لا کر حاضر کرو۔

چنانچہ بیت المال کا خزانہ خچروں پر لاد کر مسجد میں لایا گیا اور قبۃ النسر کے نیچے بڑی سی چادر بچھائی گئی۔ اور اس پر خالص سونا اور چاندی الٹ دیا گیا' جس کا ڈھیر لگ گیا۔ ڈھیر اتنا اونچا تھا کہ ہر ایک طرف کا آدمی کھڑا ہوا دوسری طرف کے کھڑے

Marfat.com

ہوئے آدمی کو نہیں دیکھ سکتا تھا اور یہ بہت بڑی بات تھی۔ اس کے بعد ولید نے کہا' خدا کی قسم میں نے اس مسجد کی تعمیر میں بیت المال کا ایک درہم بھی خرچ نہیں کیا ہے۔ اور جو کچھ اس پر خرچ ہوا ہے' وہ سب میں نے اپنے پاس سے خرچ کیا ہے۔ یہ سن کر سب لوگ خوش ہو گئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور خلیفہ کی جان کو دعا دیتے ہوئے واپس چلے گئے۔ ولید نے لوگوں کو واپس جانے سے قبل یہ بھی کہا کہ تم لوگ دمشق کی آب وہوا پھلوں میووں اور عیش وآرام پر فخر کرتے ہو میرے فخر کے لیے یہ مسجد ہی کافی ہے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے دمشق کی جامع مسجد میں تین سنہری تختیاں قبلہ کی رخ پر آویزاں تھیں' اور ہر ایک پر بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم' اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ولا نعبد الا ایاہ . ربنا اللہ وحدہ ودیننا الاسلام ونبینا محمدؐ۔ اس مسجد کی تعمیر کا' اور کینسہ کو گرانے کا حکم عبداللہ امیر المومنین ولید نے ۸۶ھ ذی قعد کے مہینہ میں دیا۔ دوسری تختیوں پر سورۃ فاتحہ' سورۃ نازعات' سورۃ عبس اور سورۃ کورت لکھی ہوئی تھیں جب مامون کی حکومت دمشق میں قائم ہوئی تو یہ ساری لوحیں مٹا دی گئیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ دمشق کی جامع مسجد میں درازیٔ قد تک چاندی اور سنگ خام لگا کر اس میں سنہرے' سبز' نیلے اور سفید نگینے جڑے گئے تھے۔ اور مشہور شہروں کے تصویری خاکے' محراب پر کعبہ کا خاکہ' اور خوبصورت اور سرسبز درختوں اور پھولوں کے تصویری خاکے چاروں طرف نظر آتے تھے۔ مسجد کی چھت اور دروازوں کی زنجیریں سونے چاندی کی پتریوں سے آراستہ تھیں' صحابہؓ کی محراب نہایت خوبصورت بلوروں سے مزین تھی' اور جب اس میں روشنی کی جاتی تھی تو وہ بقعہ نور بن جاتی تھی۔ چنانچہ جب امین بن رشید کا زمانہ آیا تو وہ چونکہ بلور کا بہت گرویدہ تھا۔ اس نے سلیمان کو لکھا کہ اس کے پاس شاہی خوبصورت بلور بھیجا جائے۔ سلیمان نے چوری چھپے وہ بلور امین کے پاس بھیج دیا۔ لیکن جب مامون خلیفہ ہوا تو اس نے اسے دمشق واپس بھیج دیا۔

ابن عساکر کا کہنا ہے کہ کچھ دنوں بعد اس بلور کی جگہ کانچ کا چراغ جلتا رہا۔ اور جب وہ ٹوٹ گیا تو اس کے بعد وہاں کچھ نہیں رکھا گیا۔ اس مسجد میں نہایت خوبصورت پردے بھی ڈالے گئے تھے' اور تمام دیواریں بھی خوشنما سنہرے غلافوں سے آراستہ کی گئی تھیں۔ ولید نے مینارہ شمالی کو خاص اہتمام سے آراستہ کیا تھا۔ اس کو ماذنۃ العروس کہا جاتا تھا۔ اس مسجد کے ہر کونہ میں نصاریٰ کی خانقاہ اور صومعہ بھی موجود تھا' جس کو یونان نے رصدگاہ کے طور پر استعمال کے لیے بنایا تھا۔ یہاں ایک مربع اونچا چبوترہ بھی تعمیر تھا جس کے متعلق لوگوں کا خیال تھا کہ عیسیٰ بن مریم آخری زمانہ خروج دجال کے بعد اس چبوترہ پر نازل ہوں گے۔

غرض کہ جب دمشق کی جامع مسجد پایہ تکمیل کو پہنچی' تو یہ اپنے حسن وخوبصورتی میں لاجواب تھی' اور جو کوئی اس کو دیکھتا تھا وہ تھوڑی دیر کے لیے سکتہ میں رہ جاتا تھا کہ ایسا عجوبہ عالم شاید ہی اس نے کہیں اور دیکھا ہو' اس مسجد میں کچھ طلسمات بھی لوگوں کو نظر آتے تھے۔ یہاں کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض سے نہ کوئی چیز نظر آتی تھی اور نہ کسی چرند پرند کا یہاں گزر ہوتا تھا۔ کہتے ہیں یونانی دور سے اس خطہ ارض میں یہ چیزیں ناپید ہو گئی تھیں۔ لیکن دولت فاطمیہ کے عہد میں' جس کا آگے ذکر آئے گا۔ جب اس مسجد میں ۱۴۶۱ھ میں آگ لگی' تو اس کے ساری طلسمات ختم ہو گئی۔ منجملہ ان دیگر طلسمات کے جو یہاں کے لیے مشہور تھیں' ایک ستون بھی تھا جس کے سرے پر گول لٹو کے قسم کی کوئی چیز ہوئی تھی اور یہ سوق شعر میں ام حکیم کے پل کے قریب قائم تھا' اس جگہ کو علبیس بھی

Marfat.com

کہتے تھے۔اہل دمشق کا بیان ہے کہ یونان نے جانوروں کے پیشاب میں بند ہو جانے کا علاج اسی سے دریافت کیا تھا۔ جب کسی جانور کا پیشاب بند ہو جاتا تھا تو اس کو اس ستون کے چاروں طرف تین بار گھمایا جاتا تھا اور اس کو پیشاب کھل کر ہو جاتا تھا۔اور یہ مجرب نسخہ عہد یونان سے مشہور چلا آ رہا تھا۔لیکن ابن تیمیہ نے اس ستون کے بارہ میں ایک روایت سنی ہے۔اور وہ یہ ہے کہ اس ستون کے نیچے کوئی کافر و جابر مدفون ہے جو سخت ترین عذاب میں مبتلا ہے۔ جب جانور اس ستون کے گرد چکر لگاتے ہیں' تو وہ اس عذاب کو سن کر ایسے بے تاب ہوتے ہیں کہ ان کا پاخانہ و پیشاب نکل جاتا ہے۔اس میں شک نہیں جو کوئی اس ستون کے بارہ میں ایسا لغو خیال رکھتا ہے' اس کے بے وقوف ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس ستون کے نیچے خزانہ اور صاحب خزانہ دونوں مدفن ہیں۔اور دنیا میں دوبارہ زندہ ہو کر واپسی کے امیدوار ہیں' اور کہتے ہیں۔''مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ''بس یہی ہماری دنیاوی زندگی ہے۔یہیں ہم زندہ رہتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں اور ہم کو مرنے کے بعد اٹھنا نہیں ہے۔واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

سلیمان بن عبدالملک بھی اپنی حکمرانی کے دوران اور بھائی کے مرنے کے بعد جامع اموی دمشق کی تکمیل وتعمیر سے کبھی غافل نہیں رہا' اور اس نے اس میں اپنے لیے ایک نماز کا کمرہ بھی بنوایا۔لیکن جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کمرہ کو سونے' خام اور دیگر قیمتی اشیاء سے پاک صاف کر دینے کا عزم کر لیا۔اور طے کر لیا کہ یہ سب سامان بیت المال میں جمع کرا دیا جائے گا۔ یہ بات اہل شہر کو بہت ناگوار گزری چنانچہ تمام اشراف واعیان جمع ہو کر عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچے' اور خالد بن عبداللہ القسری نے ان کا ترجمان بن کر کہا' میں تم سب کی طرف سے خلیفہ سے بات کرتا ہوں' چنانچہ عبداللہ القسری اس طرح گویا ہوئے کہ اے امیر المومنین! ہمیں ایسا ایسا معلوم ہوا ہے۔خلیفہ نے جواب دیا' جو کچھ تمہیں معلوم ہوا ہے وہ صحیح ہے۔ خالد بن عبداللہ القسری نے کہا' امیر المومنین' آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔امیر عمر بن عبدالعزیز نے کہا' کیوں نہیں اے کافرہ کی اولاد' چونکہ خالد بن عبداللہ القسری کی ماں نصرانی' رومی اور ام ولد تھی۔اس لیے اس نے جواباً کہا' ہاں اگرچہ وہ کافرہ تھی' لیکن اس نے جنم تو ایک مومن کو دیا ہے' عمر ابن عبدالعزیز نے کہا' تو سچ کہتا ہے۔اور وہ شرمندہ ہو گئے اور انہوں نے عبداللہ القسری سے سوال کیا' تم آخر ایسا کیوں کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا' امیر المومنین اس کی تعمیر میں لگا ہوا رخام اور قیمتی سامان مسلمان اپنے پیسہ سے خرید کر ساری دنیا سے لے کر آئے ہیں' اور بیت المال کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز بالکل خاموش ہو گئے' اس کے بعد وہاں موجود لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا' جب بلاد روم سے سفراء اور قاصد یہاں آتے ہیں اور باب البرید میں داخل ہو کر باب کبیر سے گزرنے کے لیے نسر کے نیچے سے گزرتے ہیں۔تو اس شان وشوکت اور حسن و جمال کو دیکھ کر ان کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں' اور ان کے بڑے بھی یہ ٹھاٹھ دیکھ کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔اور جو چیزیں یہاں آ کر دیکھتے ہیں' وہ ان کے خواب وخیال میں بھی نہیں ہوتی ہیں' اور جب یہ سماں وہ لوگ جا کر اپنے اہل وطن کو سناتے ہیں تو ان پر اسلامی جاہ وجلال اور اسلامی مملکت کے عظمت وجلال کا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز نے ان تمام باتوں کو خاموشی سے سنا۔اور چونکہ وہ عادل ومصنف مزاج تھے اس لیے انہوں نے تمام

Marfat.com

نصاریٰ کو بلایا اور ان سے کہا کہ جو گرجا شہر سے باہر تم لوگوں کے لیے گئے ہیں اور جو صحابہؓ کے اولین صلح نامہ میں شامل نہیں تھے' ان میں دیر مران کا گرجا' کینسہ راہب' کینسہ توما اور وہ تمام گرجا شامل ہیں جو اجز کے دیہات میں ہیں۔ چاہو تو یہ سب گرجا تم واپس لے لو اور مسلمانوں کو مسجد کا یہ خطہ دینے پر راضی ہو جاؤ' یا ان تمام گرجاؤں کی تخریب پر آمادہ ہو۔ نصاریٰ نے مسلمانوں کے ساتھ امن وامان سے رہنے پر' اور خلیفہ کے فیصلہ کے مطابق مذکورہ بالا گرجاؤں کے برقرار رکھنے پر رضامندی ہی کا اظہار کر کے مسلمانوں کے لیے مسجد کی جگہ بخوشی سپرد کر دینے کا اعلان کیا۔ اور اس طرح یہ معاہدہ ہمیشہ کے لیے خوش اسلوبی سے طے ہو گیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ دمشق کی جامع مسجد جو عہد بنی امیہ کی شاندار یادگار ہے' جب مکمل ہوئی تو حسن وجمال کا مرقع تھی۔ اور مشرقی فن صناعی اور آرٹ کا نادرۂ روزگار تھی۔ مسلم نے ثوبان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا کے کسی شخص کو جنت کو دیکھنے کا اتنا شوق نہ ہوگا' جتنا اہل دمشق کو اس جنت ارضی کو دیکھنے کا شوق ہے۔ جب وہ اس مسجد کے حسن بے پایاں کو دیکھتے ہیں تو حیرت واستعجاب میں غرق ہو جاتے ہیں۔

جب عباسیوں کا خلیفہ مہدی دمشق میں داخل ہوا تو اس کا ارادہ قدس کی زیارت کا بھی تھا' اس لیے اپنے میر منشی ابو عبداللہ الاشعری سے کہا' بنو امیہ ہم سے تین چیزوں میں سبقت لے گئے۔ ایک یہ مسجد جس کا ثانی مجھے اس دنیا میں نظر نہیں آتا' دوسرے امیوں کے فضل وعطاء کے سلسلہ میں' تیسرا عمر وابن عبدالعزیز کی شخصیت کی بنا پر۔ قسم ہے خدا کی' ان جیسا ہم میں کبھی پیدا نہ ہوگا۔

پھر مہدی بیت الاقدس میں داخل ہوا تو اس کی نظر صخرہ پر پڑی جس کو عبدالملک نے تعمیر کرایا تھا' اس نے اپنے میر منشی سے کہا' یہ چوتھی سبقت ہے جو بنو امیہ کو ہم پر حاصل ہے۔ اور جب وہ دمشق میں اپنے بھائی معتصم کے ہمراہ جامع اموی میں داخل ہوا تو اس نے کہا' کیسی خوبصورت اور عجوبہ ہے' اس وقت اس کے ہمراہ قاضی یحییٰ بن اکتم بھی تھا۔ اس کو سن کر اس کے بھائی معتصم نے کہا' یہ سب اس سونے کا کرشمہ ہے جو اس میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہ سیاہ پتھر اور عمدہ بناوٹ۔ مامون نے جواباً کہا' اس کے حسن تعمیر کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ اس کے بعد مامون نے کہا قاسم تمار سے کہا' مجھے کوئی اچھا سا نام بتاؤ' جو میں اس لونڈی کا رکھوں' اس نے کہا' اس کا نام مسجد دمشق رکھ دیجیے' کیونکہ یہ سب سے اچھی شے ہے۔

عبدالحکیم شافعی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ عجائب عالم پانچ ہیں۔ ایک تمہارا یہ منارہ یعنی ذی القرنین جو اسکندریہ میں ہے۔ دوم اصحاب الرقیم' اور وہ روم میں بارہ آدمی ہیں۔ اور تیسرے کہ آئنہ جو باب الاندلسی میں شہر کے دروازہ پر نصب ہے جس کے نیچے آدمی بیٹھ کر سو میل کے فاصلہ پر کسی انسان کو دیکھ سکتا ہے۔ چوتھا دمشق کی یہ مشہور ومعرف مسجد' پانچویں رخام فسیفساء وغیرہ۔

فصل

جامع دمشق کی خوبیوں اور اعیان واشراف کی رائے کے بارہ میں

فتادیٰ کی روایت ہے' کہ قرآن پاک میں (والتین) دمشق کی مسجد ہے (والزیتون) بیت المقدس کی مسجد ہے (وطور سینین) وہ جگہ جہاں' موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا۔ (وہذا البلد الامین) مکہ ہے' اس کو ابن عساکر نے بیان کیا ہے اپنے بیٹوں

Marfat.com

سے' کعب الاحبار کا کہنا یہاں منقول ہے' اس نے اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا' کہ دمشق کی جامع مسجد دنیا کی تباہی کے بعد بھی چالیس سال تک خراب نہ ہوگی۔ ابوعبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جبل قاسیون کو وحی کی کہ تو اپنا سایہ اور اپنی برکت بیت المقدس کے پہاڑ کی طرف ڈالتے رہنا' اور اس نے ایسا ہی کیا۔ اور جب اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی کی' اب جبکہ تو نے ایسا کرلیا ہے تو میں تیرے خطہ میں اپنی عبادت کے لیے ایسا گھر بناؤں گا جو دنیا کے فنا ہونے کے بعد بھی چالیس سال تک خراب وتباہ نہ ہوگا۔

دحیم وغیرہ کا کہنا ہے۔ مسجد کی چار دیواری میں سے دو دیواریں ہود علیہ السلام کی بنائی ہوئی ہیں۔ اور جو کچھ فسیفاء یعنی ٹائلوں وغیرہ سے اوپر کی تعمیر ہے وہ ولید بن عبدالملک کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ دحیم کے علاوہ بعض دوسروں کے قول کے مطابق ہود علیہ السلام نے صرف قبلہ کی رخ کی دیوار تعمیر کرائی تھی۔

ابن عاتکہ نے اہل علم سے نقل کیا ہے' کہ قرآن پاک میں والتین سے مراد دمشق کی جامع مسجد ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن ابی المہاجر کا بیان کیا ہے کہ باب الساعات کے باہر ایک چٹان تھی' جس پر قربانی کی اشیاء رکھی جاتی تھیں' جس کی قربانی قبول ہو جاتی تھی' آگ اس کو کھالیتی۔ اور جس کی قربانی قبول نہیں ہوتی تھی' وہ چیز علیٰ حالہ اسی صخرہ یعنی چٹان پر پڑی رہ جاتی تھی۔ میرے خیال میں یہ چٹان بعد کو باب الساعات کے اندر منتقل کر دی گئی' جو اب تک وہاں موجود ہے۔

بعض لوگ اس چٹان کے متعلق اب بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہی چٹان ہے جس پر آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے اپنی اپنی قربانی لاکر رکھی تھی' اور ایک کی قربانی قبول ہوگئی تھی' اور دوسرے کی مسترد ہوگئی تھی۔ واللہ اعلم۔

المغیرۃ المعتری اپنے باپ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رات کے وقت ولید بن عبدالملک نے اپنے چوکیداروں سے کہا' دیکھو' اس جامع مسجد میں آج رات کو میں نماز پڑھنے آؤں گا' تم کسی کو نماز کے لیے اندر نہ آنے دینا۔ چوکیدار نے کہا' امیر المومنین اس مسجد میں تو روز شب کو خضر نماز پڑھنے آتے ہیں۔ بہرحال ولید اپنے حکم کے مطابق نماز پڑھنے مسجد میں گیا اور اس نے باب الساعات کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ دروازہ کھولا گیا۔ اس نے دفعتاً دیکھا کہ باب الساعات اور باب الخضراء کے درمیان مقصورہ کے متصل کھڑا ہوا ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے' ولید نے چوکیداروں سے کہا' کیا میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ کسی کو نماز پڑھنے کے لیے اندر آنے کی اجازت نہ دینا۔ اس پر بعض چوکیداروں نے کہا' جناب یہ خضر ہیں اور روزانہ رات کو نماز پڑھتے ہیں۔ مؤلف کہتے ہیں' اس حکایت کی صحت میں میرے نزدیک شبہ ہے اور کسی طرح خضر کے وجود کا ثبوت ہی نہیں ملتا' اور نہ اس مسجد میں ان کی نماز کی تصدیق آج تک ہوسکی ہے۔

آخری ادوار میں مشہور تو بہت رہا کہ مسجد کا زاویہ قبلیہ جو ماذنہ غربیہ کے دروازہ کے قریب ہے وہی زاویہ الخضر کہلاتا ہے' لیکن معلوم نہیں اس کا کیا سبب تھا' لیکن تواتر اُجو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ صحابہؓ بالعموم اسی جگہ ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کی قدر ومنزلت کے لیے یہ بات کافی تھی۔ یہاں سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں جو عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں اور اس امت کے امین کہلاتے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے صحابہؓ نے مثلاً معاذ بن جبلؓ وغیرہ نے بھی یہاں نماز پڑھی

Marfat.com

ہے۔لیکن صحابہؓ نے یہاں نماز ولید کی یہاں کی کیفیت تبدیل کرنے کے بعد پڑھی ہیں۔ بجز انسؓ بن مالک کے' کہ وہ یہاں یعنی دمشق میں ۹۲ھ میں آ گئے تھے' انہوں نے ہی ولید کو یہاں نماز پڑھتے دیکھا تھا' اور نماز تاخیر سے پڑھنے پر اس کو ٹوکا بھی تھا۔

مشہور روایت ہے کہ عیسیٰ بن مریم جب آخری زمانہ میں نازل ہوں گے' تو وہ بھی اس مسجد میں نماز پڑھیں گے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب دجال نکلے گا۔ اور اس کے ڈر اور خوف کے باعث تمام لوگ دمشق میں پناہ لے لیں گے اس وقت مسیح ہدایت نمودار ہو کر مسیح گمراہی کو ہلاک کر دیں گے اور ان کا نزول دمشق میں مشرقی مینارہ پر فجر کی نماز کے وقت ہوگا۔ اور جب عین نماز کا وقت ہو جائے گا تو اس وقت لوگوں کے امام ایک شخص سے کہیں گے' اے روح اللہ! آگے بڑھیے' آج آپ کو ہی نماز پڑھانا ہے۔ کہا جاتا ہے یہی امام مہدی ہوں گے' واللہ اعلم' بالصواب۔

اس کے بعد عیسیٰ بن مریم لوگوں میں نمودار ہوں گے' اور دجال کو عقبہ رفیق کے پاس جا پکڑیں گے' اور کہا جاتا ہے کہ باب لد کے پاس پکڑیں گے' اور وہیں اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں گے۔

ہم نے اس کا تفصیلی ذکر قرآن پاک کی آیت ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ'' میں کر دیا ہے اور نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث ہے' جس میں آپؐ نے فرمایا ہے:

''قسم ہے خدا کی' جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگوں میں ابن مریم' امام عادل اور منصف بن کر نازل ہوں گے' وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ قائم کریں گے اور اسلام کے سوا کچھ قبول نہ کریں گے''۔

یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے سر کے متعلق گفتگو

ابن عساکر نے زید بن واقد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ مجھے ولید نے دمشق کی جامع مسجد کے کاریگروں اور عملہ کا نگران مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ان کا بیان ہے کہ ہمیں جامع مسجد دمشق کی تعمیر کے دوران ایک غار نظر آیا' ہم نے اسے ولید کو بھی دکھایا' اور جب رات ہوگئی تو ہم شمع ہاتھ میں لے کر غار میں داخل ہوئے۔ اچانک ایک چھوٹا سا تین مربع گز کا کنیسہ نظر آیا اور دفعتاً اس میں ایک صندوق نظر آیا' اور جب صندوق کو کھولا گیا تو اس میں ایک بڑا پیالہ نظر آیا' جس میں زکریا علیہ السلام کا سر رکھا ہوا تھا۔ پیالہ پر لکھا ہوا تھا ''یہ زکریا کا سر ہے'' ولید نے اس کو وہیں واپس رکھ دینے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ جو پتھر اس کے دہانہ پر رکھا ہوا تھا' اس کو ویسے ہی اس کے اوپر رکھ دیا جائے۔

زید بن واقد کی ایک روایت کے مطابق یہ جگہ قبہ کے ایک ستون کے نیچے تھی' اور سر پر بال تھے اور کھال بھی نظر آ رہی تھی۔ سفیان ثوری سے کچھ لوگوں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ دمشق کی جامع مسجد میں بھی ایک نماز کا ثواب تیس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ لیکن مؤلف کے نزدیک یہ روایت یقیناً غریب ہے۔ ایسی ہی بعض دوسری غیر معتبر روایات بھی منقول ہیں۔

ابن عساکر کی روایت کے مطابق ابن عمر مازنی نے بیان کیا ہے کہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں جب جامع مسجد دمشق کی تعمیر کے لیے کھدائی ہو رہی تھی' تو کھدائی کے دوران پتھر کا بند دروازہ نظر آیا۔ اس کو کھولنے سے پہلے ولید کو مطلع کیا گیا' جب وہ آیا

Marfat.com

اور اپنے سامنے اس دروازہ کو کھلوایا' اس میں سے انسانی ڈھانچہ برآمد ہوا جو پتھر کا بنا ہوا تھا اور یہ ڈھانچہ پتھر کے گھوڑے پر سوار تھا' اس کے ایک ہاتھ میں وہ موتی تھا' جو محراب میں لگا ہوا ہے اور دوسرا ہاتھ بند تھا جس کو توڑ کر کھولا گیا تو اس میں سے گیہوں اور جو کے دو دانے برآمد ہوئے' اس کے متعلق جب ولید نے دریافت کیا تو اس کو بتایا گیا' اگر تم اس کی ہتھیلی کو توڑ کر یہ دونوں دانے نہ نکالتے تو دمشق میں ان دو چیزوں کی افراط نہ ہوتی۔

ذکر اس گھڑی کا جو مسجد کے دروازہ پر نصب تھی

قاضی عبداللہ بن احمد بن زبیر کا بیان ہے کہ مسجد کے باب القبلی کا نام باب الساعات ہی اس لیے پڑ گیا کہ اسی جگہ پر گھنٹے بجنے کا عمل ظہور پذیر ہوتا تھا۔ اور دن کے ہر گھنٹہ گزرنے کے ساتھ یہ عمل یوں ہی جاری رہتا تھا' اس پر تانبے کی چڑیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور تانبے کا سانپ اور کوا بنا ہوا تھا۔ جب ایک گھنٹہ ختم ہوتا تھا تو سانپ اپنا پھن باہر نکالتا تھا' جس کو دیکھ کر چڑیاں چہچہانا شروع کر دیتی تھیں' اس پر کوا شور مچاتا تھا۔ اور اس کے بعد ایک کنکر نیچے رکھے تشت میں گرتی' جس کو سن لوگ معلوم کر لیتے تھے کہ اب دن کا کتنا وقت گزر چکا ہے۔ غرض کہ اس طریقہ پر گھنٹہ بجنے کا عمل جاری رہتا تھا اور لوگوں کو وقت کا پتہ چلتا رہتا تھا۔

کچھ قبوں کا بیان:

یہ جو قبہ جامع مسجد کے وسط صحن میں تھا' اور جس سے پانی جاری رہتا تھا۔ قبہ ابی نواس عام طور پر کہلاتا تھا۔ اور ۳۶۹ھ میں تعمیر ہوا تھا۔ لیکن قبہ غربیہ عالیہ جو مسجد کے صحن میں تھا' قبہ عائشہ کہلاتا تھا۔ اس کے متعلق شیخ ذہبی کا بیان ہے کہ اس کی تعمیر مہدی کے عہد میں ۱۶۰ھ کے لگ بھگ ہوئی تھی۔ اور قبہ شرقیہ جو باب علی پر بنا ہوا ہے' اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ حاکم العبیدی کے زمانہ میں ۴۰۱ھ میں تعمیر ہوا تھا۔ اور وہ فوارہ جو جیرون کے نیچے ہے' اس کو فخر الدولہ الشریف ابوعلی حمزہ بن الحسن بن العباس الحسنی نے بنوایا تھا۔

جامع مسجد اموی میں قرأت قرآن کی ابتداء

حسان بن عطیہ کا بیان ہے کہ قرآن کو باقاعدگی سے پڑھنے کا آغاز ہشام بن اسماعیل المخزومی نے شروع کیا تھا۔ اس سے پہلے خصوصاً عبدالملک کے قرآن پڑھنے اور سننے کی ابتداء سے قبل ہشام ہی نے اس کو رواج دیا تھا۔ اس کے بعد عبدالملک نے اس کو باقاعدگی سے شروع کر دیا۔ وہ روزانہ صبح کو بعد نماز دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھ کر قرآن پڑھتا تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا' یہ کیا ہے؟ اور کون پڑھ رہا ہے؟ تو لوگ بتاتے تھے کہ عبدالملک خضراء میں بیٹھے ہوئے قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ اس کو دیکھ کر ہشام نے بھی اپنے انداز میں قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ ہشام کی قرأت عبدالملک کو اچھی معلوم ہوئی۔ اس نے بھی ہشام کی قرأت میں قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ اور عبدالملک کی قرأت کو سن کو اس کے غلام نے بھی قرآن کی تلاوت اسی قرأت میں شروع کی حتیٰ کہ اس کو اہل مسجد میں سے جس جس نے سنا' سب اس قرأت میں قرآن پاک پڑھنے لگے۔ چنانچہ ہشام بن عمیاء خطیب دمشق کا بیان ہے کہ سب سے پہلے دمشق کی جامع مسجد میں جس نے قرآن کی قرأت شروع کی' اس کا سہرا ہشام بن اسماعیل بن

المغیرہ المخزومی کے سر ہے۔ اور جس نے سب سے پہلے فلسطین میں اس کو شروع کیا وہ ولید بن عبدالرحمٰن الحزنی ہیں۔

یاد رہے کہ ہشام بن اسماعیل وہی شخص ہیں جو مدینہ کے نائب امیر تھے' اور انہوں نے ہی سعید بن مسیّب کو پٹوایا تھا۔ جب انہوں نے ولید بن عبدالملک کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ اس کے بعد ان کو مدینہ کی نیابت سے معزول کر دیا گیا تھا۔ اور عمر بن عبدالعزیز مدینہ منورہ کے امیر مقرر ہوئے تھے' جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں ذکر کر چکے ہیں۔

ولید بن عبدالملک بانی جامع مسجد دمشق' اور اس کی وفات کے حالات

یہ ولید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد منان ابوالعباس اموی ہے اس کی خلافت کی بیعت اس کے باپ کے بعد شوال ۸۶ھ کو عمل میں آئی۔ یہ اپنے باپ کی سب سے بڑی اولاد میں تھا۔ اس لیے باپ کے بعد ولی عہد بنا۔ اس کی ماں ولادۃ بنت العباس بن حزن الحارث بن زہیر العبسی تھی ولید ۵۰ھ میں پیدا ہوا۔ باپ نے ناز و نعم میں پالا۔ اس لیے بلا تربیت وادب جلدی جوانی کو پہنچ گیا۔ اس کو اچھی عربی نہیں آتی تھی۔ طویل القامت' گندمی رنگ اور خفیف سا چیچک رو تھا' ناک معمولی چپٹی تھی' چلتا تھا تو اکڑ کر چلتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ مجموعی طور پر ولید خاصا قبیح المنظر تھا' کہا جاتا ہے' اس کو غلط عربی بولنے کی وجہ سے عبدالملک کو اسے ولی عہد بنانے میں تامل تھا۔ بہر حال اس کی تربیت وتعلیم کے لیے عبدالملک نے کچھ نحویوں کو مقرر کیا' جنہوں نے اس کو سال چھ مہینے میں تربیت دی۔ عبدالملک نے مرتے وقت اس کو جو نصیحتیں کیں وہ یہ تھیں:

''جب میں مر جاؤں تو صرف روتے دھوتے ہی نہ بیٹھ جانا' ہم امت کے غمگسار ہیں' اس کے لیے تیار رہ' مجھے کفنا دفنا کر امور سلطنت شایان شان طریقہ پر سنبھالنا۔ لوگوں کو بیعت کے لیے بلانا' جو کوئی جواب میں صرف سر ہلا دے' اس کا جواب بھی تلوار سے ایسا ہی دینا''۔

لیث کہتا ہے کہ ۹۸ھ میں ولید نے بلاد روم میں جنگ کا آغاز کر دیا' اور اسی سال اس نے لوگوں کو حج بھی کرایا' لیث کے علاوہ دوسروں کا بیان ہے کہ وہ اس سن کے قبل و بعد کئی جنگوں میں مصروف رہا' اس کی انگوٹھی پر جو نقش کندہ تھا وہ یہ تھا۔ اللہ پر خلوص سے ایمان لا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی انگوٹھی پر نقش تھا (اے ولید تو بھی مرے گا) لوگ کہتے ہیں اس کی گفتگو ان جملوں پر ختم ہوتی تھی (سبحان اللہ' الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر)

ابراہیم بن ابی عبلہ کہتے ہیں' مجھ سے ایک روز ولید بن عبدالملک نے کہا' تم کتنے دنوں میں قرآن ختم کر لیتے ہو؟ میں نے اس سے کہا' اتنے دنوں میں' اس نے کہا' میں تو اپنی مصروفیات کے باوجود تین دن میں اور کبھی سات دن میں ختم کر لیتا ہوں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ ولید رمضان میں سترہ قرآن ختم کر لیتا تھا۔ ابراہیمؒ نے کہا ہے' ولید جیسا شخص کہاں نصیب ہوگا؟ اس نے دمشق کی جامع مسجد بنوائی' وہ مجھے چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا' اور میں انہیں بیت المقدس کے قاریوں میں تقسیم کرتا تھا۔

عبداللہ الشعانی اپنے باپ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ولید بن عبدالملک نے ان سے کہا' اگر خدا قوم لوط کا

Marfat.com

ذکر قرآن میں نہ کرتا تھا میرا خیال ہے کہ مرد مرد کے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب نہ کرتا۔ اس پر مؤلف لکھتے ہیں کہ ولید نے اس خبیث ترین عادت اور فحش ترین خصلت سے نفرت کا اظہار بلاشبہ کیا ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ اس قبیح اور مذموم عادت اور لواطت کی گھناؤنی خصلت میں دنیا کی بہت سی قومیں اور افراد کی طرح عام مسلمان ہی نہیں' بلکہ ملوک وامراء اور فقہاء وقضاۃ اور حفاظ تک بھی مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے سایہ سے بھی قوم کو بچائے۔ دنیا میں اس سے زیادہ بدبخت عمل' اور قبیح ترین فعل انسانی تصور میں نہیں آسکتا کہ مرد اپنی شہوت رانی کے لیے مرد کا انتخاب کرے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جو اس میں مبتلا ہیں' اور فرمایا ہے:

''تم جس کسی کو قوم لوط کے عمل میں مبتلا دیکھو' تو فاعل ومفعول دونوں کو قتل کردو''۔

آپ ﷺ نے کسی گنہگار پر تین بار لعنت نہیں فرمائی' بجز لواطت میں مبتلا افراد کے' اعاذنا اللہ منہا۔

لوطی فطرت کو مسخ کرنے والا اور غلط راستہ پر چلنے والا ایسا گنہگار شخص ہوتا ہے کہ تاوقتیکہ وہ خدا کے سامنے نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ سچی توبہ' اور اس فعل بد سے توبۃ النصوح نہیں کرے گا اس کی مغفرت کی امید نہیں ہے۔ اس کے قلب کی سیاہی اور فطرت کا رنگ بارگاہ الٰہی میں سچی توبہ کرنے اور آئندہ کے لیے اس سے کلیتاً باز آنے' اور نیک اور صالح زندگی گزارنے کے عہد کرنے سے ہی دور ہوسکتا ہے۔ سورۂ توبہ کی ہدایات کے مطابق توبہ کرنے والے کے بارہ میں فرمایا گیا:

﴿ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ ﴾.

یعنی توبہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عبادت وذکر الٰہی میں مشغول ہوجائے' اور اعمال آخرت میں مصروف رہے۔ ورنہ انسان کا نفس اس کو ہمیشہ بے راہ رکھنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ اگر ایسا شخص اپنے آپ کو اعمال خیر میں مشغول نہیں رکھے گا تو لامحالہ وہ اعمال بد کی طرف مائل ہوجائے گا۔

ایک شخص نے جنیدؒ سے کہا۔ مجھے کچھ نصیحت کیجیے' انہوں نے کہا' توبہ کر' کہ توبہ اصرار گناہ سے چھٹکارا دلاتی ہے۔ خوف وخشیت الٰہی کو دل میں جگہ دے کہ اس سے عزت وغرور نفس کا ازالہ ہوتا ہے اور خدا سے امید رکھ کہ اس سے نیکی وخیر کی راہیں کھلتی ہیں۔ مراقبہ کر کہ اس سے قلوب کو طمانیت وسکینت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ تمام صفات توبہ کرنے والے کے لیے ضروری ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ولید غلط عربی بولتا تھا' اور الفاظ کا تلفظ صحیح ادا نہیں کرپاتا تھا۔ ایک روز اس نے خطبہ دیا اور ''یالیتھا کانت القاضیہ'' کی تلاوت میں لیتھا کی ''ت'' کو پیش سے پڑھا' اس پر عمر بن عبدالعزیز نے برجستہ کہا ''یالیتھا کانت علیك وارحنا اللّٰہ منك'' کاش وہ تیرے اوپر آجاتی' اور ہمیں تجھ سے نجات مل جاتی۔ عبدالملک نے ایک شخص سے کہا' جو قریشی تھا' کہ تو بھی آخر انسان ہے' تو کیوں عربی تلفظ میں غلطی نہیں کرتا' اس نے جواب دیا' تیرا یہ بیٹا عربی بولتا ہے' عبدالملک نے جواب دیا' لیکن میرا بیٹا سلیمان بھی تو ہے' وہ تو غلط نہیں بولتا۔ اس آدمی نے جواب دیا۔ میرا بھی فلاں بھائی غلط عربی نہیں بولتا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ ابن محمد المدائنی کا قول ہے کہ ولید بن عبدالملک شامیوں کے نزدیک افضل الخلائق تھا۔ اس نے دمشق کی جامع مسجد تعمیر کروائی' مینار بنوائے۔ وہ لوگوں کو بہت کچھ دیتا تھا اور مجبوروں کی خبر گیری کرتا تھا اور ان سے کہا کرتا تھا'

Marfat.com

لوگوں سے سوال نہ کیا کرو۔ وہ ہر اس خادم کی مدد کرتا تھا جو کسی وجہ سے مجبور ہو۔ اور نابیناؤں کی اعانت کرتا تھا۔ اس نے بہت سے ممالک فتح کیے۔ وہ اپنی اولاد کو بلاد روم کی لڑائیوں میں شرکت کے لیے برابر بھیجتا تھا۔ اس نے ہند اور سندھ' اندلس اور بلاد عجم کے اکثر شہر فتح کیے حتیٰ کہ اس کی فوجیں چین وغیرہ کی سرحد تک پہنچ گئیں۔ اس کے باوجود سبزی فروش کی دکان پر پہنچ کر سبزی کی گڈی ہاتھ میں لے کر کہتا تھا' یہ کتنے کی فروخت کرتے ہو' سبزی فروش جواب دیتا ایک فلس' تو ولید کہتا' اور دام بڑھاؤ' تمہیں فائدہ ہوگا۔ اس کے بارہ میں لوگوں کا بیان ہے کہ وہ حامل قرآن لوگوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آتا تھا اور ان کی عزت وتوقیر کرتا تھا۔ اور اگر وہ مقروض ہوتے تھے ان کے قرض ادا کرتا تھا۔

لوگوں کا بیان ہے' وہ تعمیرات کا بڑا حوصلہ اور شوق رکھتا تھا' وہ لوگوں سے ملتا تو ان سے پوچھتا تم نے کیا بنایا ہے' تم نے کیا تعمیر کیا ہے۔ اس کا بھائی سلیمان عورتوں کا شوقین تھا۔ وہ جب لوگوں سے ملاقات کرتا تو ان سے پوچھتا' تم نے کتنی شادیاں کی ہیں' تمہارے پاس کتنی مسہریاں ہیں۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست عمر بن عبدالعزیز لوگوں سے ملتے تو دریافت کرتے تھے' قرآن کتنا پڑھتے ہو' نماز اور عبادات کے متعلق لوگوں سے سوالات کرتے تھے۔ الناس علی دین ملوکھم۔ عوام اپنے حاکموں کے مذاق اور اطوار کی نقل کرتے ہیں۔ اگر حکمران شرابی کبابی ہوں تو اسی کا چرچا سارے معاشرہ میں ہوتا۔ اگر لوطی اور زانی ہوں تو معاشرہ بھی اسی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ اگر حکمران بخیل وحریص ہوتے ہیں تو عوام الناس بھی ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ شجاع اور سخی ہوتے ہیں تو لوگ بھی شجاع اور فیاض بن جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر حکمران دیندار اور متقی ہیں تو عوام الناس پر بھی یہی رنگ چڑھنے لگتا ہے۔

بہرحال ولید نے دمشق کی جامع مسجد بنائی' اور اس کی خوبصورتی وتزئین سے اس کو لاجواب اور بے نظیر بنا دیا' اس نے بیت المقدس میں صخرہ کی تعمیرہ کرائی اور اس پر گنبد تعمیر کرایا۔ اس کے علاوہ اس نے بہت سے باقیات الصالحات اور آثار چھوٹے ہیں' اس نے مسجد نبویؐ کی تعمیر وتوسیع کی۔ ولید کی وفات سنیچر کے دن ہوئی' مہینہ جمادی الآخر اور ۹۶ھ تھا۔

ابن جریر کا بیان ہے' ولید کی وفات دیر مران میں ہوئی' اور جنازہ لوگوں کے کندھوں پر اٹھایا گیا اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں باب الفرادیس کے قبرستان میں دفن ہوا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کی نماز جنازہ پڑھائی۔ کیونکہ اس کا بھائی اس وقت سلیمان قدس شریف میں تھا۔ بعض لوگوں نے سلیمان کے نماز پڑھانے کو بھی لکھا ہے' لیکن صحیح یہی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہی جنازہ کی نماز پڑھائی تھی' اور انہوں نے ہی اس کو قبر میں اتارا تھا۔ وہ یہ الفاظ بھی زبان سے کہتے جاتے تھے' ہم اس کو ایسی جگہ میں اتار رہے ہیں جہاں تکیہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اب تو نے احباب سے مفارقت اختیار کر لی' اور مٹی کو اپنا مسکن بنا لیا ہے' اور تجھے حساب کا سامنا ہے۔ تو جو آگے بھیج چکا ہے اس کا محتاج ہے' جو چھوڑ کر جا رہا ہے' اس سے بے نیاز ہے۔ ولید کی مدت خلافت نو سال آٹھ ماہ تھی۔ واللہ اعلم۔

عمر ابن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں' جب انہوں نے ولید کو لحد میں اتارا' تو ولید نے کفن میں حرکت کی' اور اپنے دونوں پیر گردن کی طرف سمیٹ لیے۔

الدائنی کا بیان ہے کہ ولید کے ۱۹ بیٹے تھے۔ عبدالعزیز' محمد عباس' ابراہیم' اعتصام' خالد' عبدالرحمٰن' مبشر' سرور' ابوعبیدہ'

Marfat.com

صدفۃ، منصور، مروان، عنبسہ، عمر، روح، بشر، یزید، یحییٰ، عبدالعزیز اور محمد کی ماں ام البنین ولید کی چچازاد بہن تھی۔ یعنی عبدالعزیز بن مروان کی بیٹی تھی۔ اور ابوعبیدہ کی ماں فرازیہ تھی۔ اور باقی مختلف ماؤں سے تھے، مدائنی کا بیان ہے کہ جریر نے مرثیہ لکھا تھا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

یاعین جودی بدمع حاجه الذکر فماله معک بعد الیوم مذخر

''اے ابر کرم تیری یاد تو رونے پر آمادہ کرتی ہے لیکن آج کے صدمہ سے آنسو باقی نہیں رہے''

ان الخلیفة قدوارت شمائله غیبراء ملحدة فی جولمها زور

''خلیفہ کی موت نے اس کے عمدہ اخلاق کو نظروں سے اوجھل کر دیا ہے''

اضحٰی بنوه وقد جلبت مصیبتهم مثل النجوم هویٰ من بیتها القمر

''اس کے سارے بیٹے بڑی مصیبت میں گھر گئے ہیں جب سے کہ اس گھر کا چاند ستاروں کی مانند گہنا گیا ہے''

کانوا جمیعا برفع منیته عبدالعزیز ولا روح ولا عمر

''اگرچہ سب موجود تھے لیکن موت کو کوئی روک نہ سکا عبدالعزیز نہ روح اور نہ ہی عمر''

عبداللہ بن عمر بن عثمان

ابومحمد مدینہ کا قاضی تھا، اور نہایت شریف، بے حد سخی اور محسن انسانیت تھا۔ واللہ اعلم۔

خلافت سلیمان بن عبدالملک

اس کی خلافت کی بیعت اس دن ہوئی جس دن اس کے بھائی ولید کی موت واقع ہوئی۔ یہ نصف جمادی الآخر ۹۶ھ کی سینچر تھی، عبدالملک کی وصیت کے مطابق یہ کاروائی عمل میں آئی تھی۔ ولید اپنی موت سے قبل بھی سلیمان سے علیحدہ ہونے کے لیے تیار تھا۔ اور اس پر آمادہ تھا کہ سلیمان کے بعد ولی عہد اس کے بیٹے عبدالعزیز بن ولید ہی کو ملے گی۔ اور حجاج نے بھی اس پر اطاعت ورضامندی کا اظہار کر دیا تھا۔ اور اسی طرح قتیبہ بن مسلم اور پوری جماعت نے اس کو تسلیم کر لیا تھا۔ اس معاملہ پر جریر وغیرہ نے اشعار بھی کہے تھے، بہرحال اسی دوران ولید کا انتقال ہو گیا، اور سلیمان کے لیے بیعت مکمل ہو گئی، مگر قتیبہ بن مسلم کو اس سے کچھ خوف لگا اور اس نے بیعت سے انکار کر دیا۔ اس پر سلیمان نے اس کو معزول کر کے پہلے عراق کا، اور پھر خراسان کا حاکم یزید بن مہلب ہی کو بنا دیا اور اس کو آل حجاج بن یوسف کو سزا دینے کا حکم دیا۔ حجاج نے اس سے قبل یزید کو خراسان سے معزول کر دیا تھا، اور رمضان کے سات دن باقی تھے کہ سلیمان نے مدینہ کی امارت سے عثمان بن حبان کو معزول کر کے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مقرر کر دیا، جو ایک عالم تھا۔

جب قتیبہ بن مسلم کو سلیمان کی خلافت کا علم ہوا۔ تو پہلے اس نے سلیمان سے ولید کی تعزیت کی اور اپنے ولایت کے زمانہ کی عظیم کارکردگی، جدال وقتال اور شاہان وقت کے دلوں میں اپنی ہیبت وعظمت کے چرچے سنائے۔ اور دوسرے خط میں اپنی

Marfat.com

فتوحات اور شاندار کارکردگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنی اطاعت وانقیاد کا بھی اظہار کیا' بشرطیکہ اسے خراسان کی گورنری پر علی حالہ بحال رکھا جائے۔ پہلے خط میں اس نے یزید بن مہلب کا سرسری تذکرہ سلیمان سے کیا' دوسرے خط میں اس نے مزید کھل کر کہا اور قسم کھا کر کہا کہ اگر اس نے اسے (قتیبہ) کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ یزید بن مہلب کو مقرر کر دیا تو سلیمان کو خلافت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اس کے بعد اس نے تیسرا خط لکھا' جس میں اس نے سلیمان کو کلیتًا بیعت سے خارج قرار دیا ہے۔ اور یہ خطوط ایک قاصد کے ہاتھ بھیجے' اور اس کو تاکید کی کہ پہلا خط سلیمان کو دے کر اس کا تاثر دیکھنا۔ اگر وہ خط کو پڑھ کر یزید بن مہلب کو دے دے تو دوسرا خط بھی اس کے حوالہ کر دینا۔ اور پھر دیکھنا اور انتظار کرنا اگر سلیمان اس خط کو پڑھ کر بھی یزید کو دے دے تو پھر تیسرا خط دینا۔

سلیمان نے جب پہلا خط پڑھا' تو یزید بالاتفاق سلیمان کے پاس موجود تھا۔ اور جب دوسرا خط پڑھا تو اس کو بھی پڑھ کر یزید کو دے دیا' لیکن جب تیسرا خط پڑھا تو سلیمان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور اس نے خط کو بند کر کے اور مہر لگا کر اپنے پاس رکھ لیا اور یزید کو نہیں دیا۔ اور حکم دیا کہ قاصد کو مہمان خانہ میں ٹھہرایا جائے۔ اور جب رات ہو گئی تو اس نے قاصد کو بلوایا' اور اس کو بہت کچھ انعام واکرام دیا۔ اور خط دیا جس میں قتیبہ کے لیے خراسان کی گورنری کا حکم تھا۔ اور اس کے ساتھ اس نے دوسرا اپنا قاصد بھیجا' اور جب یہ دونوں خراسان پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ قتیبہ بن مسلم سلیمان کی بیعت سے آزاد ہو گیا ہے۔ چنانچہ سلیمان کے قاصد نے وہ خط جو اس کے پاس تھا' قتیبہ کے قاصد کو دے دیا۔ اور قبل اس کے کہ سلیمان کا قاصد واپس لوٹے' دونوں کو قتیبہ کے قتل کی اطلاع مل چکی تھی۔

قتیبہ بن مسلم کا قتل

ایک دن قتیبہ نے بہت سے آدمیوں اور لشکر کو جمع کیا اور سلیمان بن عبدالملک کی بیعت واطاعت سے علیحدہ ہو جانے کا عزم کر لیا۔ اس نے اس سلسلہ میں اپنی ہمت وشجاعت اور فاتحانہ کارنامے بھی لوگوں کے سامنے بڑے فخریہ انداز میں دہرائے۔ جب وہ سب کہہ چکا' تو اس کے جواب میں کوئی شخص نہیں بولا۔ سب خاموش رہے' مگر سب لوگ اس کے طرز عمل سے نفرت کرنے لگے اور سخت ناراض ہوئے' مگر کوئی اس کے خلاف اقدام کے لیے نہیں اٹھا۔ وہاں سے جس طرح بہت سے لوگ نفرت اور انتقام کی آگ سینوں میں لے کر اٹھے تھے۔ ایک شخص وکیع بن ابی اسود بھی غصہ میں وہاں سے نکل کر باہر آیا' اس نے لوگوں کو جمع کیا' اور لوگوں کو اس کے خلاف کھڑے ہو جانے کے لیے نہایت زور وشور سے اصرار کیا اور خود قتیبہ کی فکر میں لگ گیا' حتیٰ کہ ۹۶ھ کی ذوالحجہ میں اس کو بالآخر قتل کر ہی ڈالا۔ اس نے نہ صرف اس کو' بلکہ اس کے ساتھ اس کے خاندان کے گیارہ دیگر آدمی بھی مار ڈالے اور ان میں سے کسی کو بجز ضرار بن مسلم کے نہیں چھوڑا۔

جو لوگ اس کے ہاتھ سے مارے گئے' ان میں قتیبہ کے بھائی بیٹے اور بھتیجے شامل ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں: عبدالرحمٰن' عبداللہ' عبیداللہ' صالح اور یسار' ان کے علاوہ چار قتیبہ کے پوتے بھی وکیع کے ہاتھوں مارے گئے۔ قتیبہ بن مسلم بن عمرو بن حصین

بن ربیعہ ابوحفص الباہلی' امراء سادات' اور کبار شامل تھا۔ وہ نہایت شجاع' بہادر' فتوحات کا بانی' بے باک مجاہد اور اسلام کا بہادر سپاہی تھا' جس نے اپنی فتوحات سے دنیا میں اسلامی عظمت وجلال کے جھنڈے لہرا دیئے' اور چار دانگ عالم میں مسلمانوں کی دھاک بٹھادی۔ اس کے ہاتھ پر بڑی مخلوق خدا کو ہدایت بھی ملی۔ لیکن اس نے اپنے عمل سے جو کردار کی لغزش دکھائی اور خلیفہ کی اطاعت سے نکل کر بغاوت کی راہ اختیار کی' تو اس کی سزا بھی قدرت کی طرف سے اس کو ملی' اور ایسی ملی جو دوسروں کے لیے بھی درس عبرت بن گئی۔ لیکن جو اعمال صالحہ اور اسلامی فتوحات کے سلسلہ میں جو شاندار کارنامے اس کے ہاتھوں انجام پائے' امید ہے کہ خدا اس کے حسنات کے عوض اس کے سیئات کو اپنی مہربانی سے معاف کردے گا' اور اس کی مغفرت فرمادے گا۔

قتیبہ بن مسلم کی وفات بلاد خراسان کے آخری سرے پر فرغانہ میں ہوئی۔ اس المناک موت ذی الحجہ ۹۶ھ میں واقع ہوئی۔ جب کہ اس کی عمر اڑتالیس سال تھی۔ اور خراسان میں اس کی ولایت کو دس سال گزرے تھے۔ جہاں اس دوران اس نے خلق اللہ کو بہت سے فائدے پہنچائے' خود بھی بہت کچھ استفادہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن جمانۃ الباہلی نے اس کا مرثیہ لکھا جو درج ذیل ہے:

کان اباحفص قتیبة لم یسر بجیش الیٰ جیش ولم یعل منبراً

''ابوحفص قتیبہ گزر گیا نہ اس نے کسی لشکر کی قیادت کی' اور نہ منبر پر بیٹھا''

ولم تحفق الرایات والقوم حوله وقوف ولم یشهد له الناس عسکرا

''نہ اس کے لیے جھنڈے سرنگوں ہوئے اور نہ قومی مظاہرہ ہوا اور نہ ہی فوج نے اس کو سلوٹ کیا''

وعته المنایا فاستجاب لربه وراح الی الجنات عفا مطهرا

''موت نے اس کو پکارا تو اس نے رب کی دعوت پر لبیک کہا اور وہ جنت کو پاک صاف ہو کر سدھار گیا''

فماوزی الاسلام بعد محمد بمثل ابی حفص فبکیه عبهرا

''محمد عربی کے بعد آج تک اسلام پر ایسی مصیبت نہیں آئی تھی جیسی ابوحفص کے مرنے کے بعد آئی ہے اس لیے اے عبہر تو خوب رونے''

آخری شعر میں شاعر نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ عبہر قتیبہ کے لڑکے کا نام تھا۔

ابن جریر نے لکھا ہے ۹۶ھ میں قرۃ بن شریک العبسی امیر مصر کا انتقال ہوا۔ اس کو ولید نے مصر کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس سال مدینہ کے امیر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو حج کرایا۔ مکہ کا امیر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن رشید تھا۔ اور عراق کی حرب وغیرہ کا انچارج یزید بن المہلب تھا' اور اس کے خراج وغیرہ کی وصولیابی کا کام صالح بن عبدالرحمٰن کے سپرد تھا۔ اور بصرہ کی نیابت سفیان بن عبداللہ الکندی کے سپرد تھی۔ اور بصرہ میں عہدۂ قضا پر ابوبکر بن ابی موسیٰ مقرر تھے' اور خراسان کی حرب کے انچارج وکیع بن سود تھے۔

Marfat.com

۹۷ھ

اس سن میں عبدالملک نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کے لیے فوج کو تیار کیا۔ اور اس میں اس نے اپنے بیٹے داؤد کو صائفہ پر حملہ کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے مرأۃ کا قلعہ فتح کرلیا۔ اس سن میں مسلمہ بن عبدالملک نے سرزمین وضاحیہ میں جنگ کا آغاز کیا' اور اس قلعہ کو فتح کرلیا جس کو صاحب الوضاحیہ وضاح نے بنایا تھا۔ اسی سن میں سلمہ نے رجمہ کو فتح کرنے کی غرض سے جنگ کی اور وہاں کے قلعے رجمہ' قلعہ حدید' قلعہ سرد اور ارض روم کے متعدد قلعے فتح کرلیے۔ اس سن میں عمر بن ہبیرہ الغزاری نے ارض روم کے دریاؤں میں جنگ کی اور اس کے متعدد علاقوں پر قبضہ کرلیا' اسی سن میں عبدالعزیز بن موسیٰ بن نضیر قتل ہوا اور اس کا سر سلیمان بن عبدالملک کے پاس بطور تحفہ پہنچا دیا گیا' اسی سن میں سلیمان نے خراسان کی نیابت کی اضافی ذمہ داریاں یزید بن مہلب کو سپرد کردیں جو پہلے ہی عراق کا امیر تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وکیع بن ابی سود نے جب قتیبہ بن مسلم وغیرہ کو قتل کیا تو اس کا سر سلیمان کے پاس بھیج کر خراسان کی امارت اس کے عوض طلب کی چنانچہ یزید بن مہلب نے عبدالرحمٰن ابن الاہتم کو سلیمان بن عبدالملک کے پاس اس غرض سے بھیجا تاکہ وہ سلیمان کے پاس جاکر یزید بن مہلب کی تعریف کرے اور اس کے لیے خراسان کی امیری کی راہ ہموار کردے اور ساتھ ہی وکیع بن سود کی برائی سلیمان کے سامنے بیان کرے۔ اس مشن کے ساتھ ابن الاہتم جو ایک چالاک وعیار آدمی تھا' روانہ ہوا اور سلیمان کے پاس پہنچ گیا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وکیع بن سود خراسان کی اجازت سے معزول ہوگیا' اور یزید کو اس کی جگہ خراسان کی امارت مل گئی اور یہ پیغام اور خوشخبری دے کر سلیمان نے ابن الاہتم کو یزید کے پاس بھیجا۔

یزید نے اس کام کے کرنے کے لیے ایک لاکھ کا وعدہ کیا تھا جس کو اس نے پورا نہیں کیا۔ اس کے بعد یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو خراسان روانہ کیا اور اس کو ایک خط امیر المومنین کی طرف سے لکھا ہوا اس مضمون کا دیا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قتیبہ بن مسلم کا ارادہ بیعت سے انکار اور اطاعت سے بغاوت کا نہ تھا۔ اگر وکیع نے یہ سمجھ کر اس سے انتقام لیا ہے کہ وہ ترک بیعت کا مرتکب ہورہا ہے تو اس کو چاہیے تھا کہ وہ اس کو قید کرکے ہمارے پاس بھیجتا۔

چنانچہ یہ خط لے کر مخلد خراسان سے پہلے پہنچ گیا اور اس نے وکیع کو پکڑ کر سزا دی اور قید کردیا اور اپنے باپ کے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا۔ اس طرح وکیع ۹' ۱۰ ماہ خراسان کا امیر رہنے کے بعد معزول ہوگیا اور یزید بن مہلب نے اس کے بعد خراسان کی امارت کا چارج لے لیا اور آس پاس کے علاقوں میں اپنے اپنے نائبین مقرر کیے جو لوگ ۹۷ھ میں انتقال کرگئے' ان کے نام یہ ہیں:

الحسن بن الحسن علی بن ابی طالب

ابومحمد القرشی الہاشمی نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ ''جو مسلمان بھی اہل بیت کی روزانہ معاشی دیکھ بھال کرے گا' اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے گا''۔ عبداللہ بن جعفر علی سے روایت کرتے ہیں' فاطمہ بنت الحسین اور ان کے بیٹے عبداللہ کا بیان ہے کہ الحسن ابن الحسن عبدالملک بن مروان کے پاس وفد کی شکل میں گئے تو اس نے ان کی بہت تعظیم وتکریم کی اور حجاج کے مقابلہ میں ان کی مدد کی اور ان کو علی کا واحد وارث قرار دیا اور ان کے ایسے آثار بیان کیے جو

Marfat.com

ان کی سیادت پر دلالت کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ولید بن عبدالملک نے اپنے مدینہ کے حاکم کو لکھا کہ الحسن بن الحسن اہل عراق کے کاتب ہیں۔ جب تمہیں یہ میرا خط ملے تو ان کو سو کوڑے لگانا۔ ان لوگوں کو سامنے کھڑا کرنا اور انہیں بغیر قتل کیے اپنی صورت مجھے نہ دکھانا اور اس کے بعد حسن بن حسن کو بھیج دیا جن کو علی بن الحسین نے کلمات الکرب سکھا دیئے۔ چنانچہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو وہ کلمات پڑھے جن کی برکت سے اللہ نے ان کو ظالموں سے نجات دلا دی۔ وہ کلمات یہ ہیں:

لا اله الله الحليم الكريم لا اله الله العلى العظيم لا اله الا الله رب السماوات السبع ورب الارض رب العرش العظيم .

الحسن بن الحسن کا مدینہ میں انتقال ہوا' ان کی والدہ خولہ منظور الفرازی کی بیٹی تھیں۔ ایک دن انہوں نے ایک رافضی شخص سے کہا' قسم ہے اللہ کی اگر مجھے قتل کر دیا جائے تو خدا کی قربت حاصل ہوگی' اس شخص نے کہا آپ مذاق کر رہے ہیں' الحسن بن الحسن نے جواب دیا میں مذاق نہیں کر رہا ہوں یہ تو دادا کا کہا ہوا ہے اور اس کے بعد ان میں سے ایک دوسرے آدمی نے کہا' کیا رسول اللہؐ نے یہ نہیں کہا ہے:

من كنت مولا فعلى مولاه .

''جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے''۔

انہوں نے جواب دیا' بے شک لیکن اگر رسول کا ارادہ اس سے خلافت کا ہوتا تو آپ صاف صاف لوگوں کو اس پر خطاب کر کے کہتے کہ اے لوگو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرے بعد اس کام کا ذمہ دار یہ شخص ہوگا اور یہ تم پر موجود رہے گا۔ چنانچہ تم اس بات کو دھیان سے سن لو اور اس پر کاربند رہنا۔ خدا کی قسم اگر اللہ اور اللہ کا رسولؐ علی کو اس کام کے لیے اختیار کر لیتے اور پھر علی اس کو چھوڑ دیتے تو وہ پہلے شخص ہوتے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حکم کو ترک کر دینے والے اور انہوں نے لوگوں سے یہ بھی کہا قسم ہے خدا کی اگر ہمیں اس معاملہ میں واقعی اختیار ہوتا تو ہم تمہارے ہاتھ پیر کاٹ دیتے اور تمہاری توبہ قبول نہ کرتے۔ افسوس ہے تم پر کہ تم ہمیں ہمارے نفسوں کے بارہ میں دھوکہ اور فریب میں مبتلا کر رہے ہو اور افسوس ہے اگر قرابت سے کسی کو بلا عمل نفع پہنچ سکتا تو اس کے ماں باپ کو نفع پہنچ سکتا تھا۔ کاش تم لوگ ہمارے بارہ میں حق بات کہتے۔ خدا کی قسم مجھے خوف ہے کہ ہم میں گنہگار کو دگنا عذاب ہوگا اور ہم میں سے جو نیکوکار ہیں امید ہے انہیں ثواب اور اجر بھی دگنا ملے گا۔ ہم سے محبت کرو اور اگر ہم خدا کے مطیع وفرمانبردار بندے ہوں اور ہم سے دشمنی رکھو اگر ہم اس کی نافرمانی کریں۔

موسیٰ بن نصیر ابوعبدالرحمٰن اللخمی

یہ غلام تھا اور ایک عورت کا غلام تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بنی امیہ کا غلام تھا۔ اس نے تمام بلاد مغرب کو فتح کر ڈالا اور وہاں سے اتنا مال غنیمت اس نے حاصل کیا جس کا شمار نہ تھا۔ اس سلسلہ میں بہت سے دہشت ناک مقامات سے بھی اس کا واسطہ

Marfat.com

پڑا۔ موسیٰ بن نصیر لنگڑا تھا۔ مشہور ہے کہ یہ ۱۹ھ میں پیدا ہوا تھا اور چین التمر کا باشندہ تھا۔ اس کا باپ ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں شام میں جبل خلیل کے قیدیوں میں تھا' اس کے باپ کا نام نضر تھا' جس کو اسم تصغیر میں تبدیل کرلیا گیا۔

تمیم الداری کے بیٹے عبدالعزیز اور یزید بن مسروق الحیصی نے روایت کیا ہے کہ شروع میں موسیٰ ابن نصیر معاویہ کے بحری بیڑہ میں بحری جنگوں میں حصہ لیتا رہا۔ چنانچہ اس نے قبرص کی جنگ لڑی اور وہاں اس نے الماغوسہ اور بانس میں قلعہ بندیاں کر لیں اور وہاں ۷ھ میں قبرص کے پورے علاقہ کو فتح کرنے کے سلسلہ میں امیر معاویہ کا نائب اور معاون بنا رہا اور جب مروان بلاد مصر میں داخل ہوا تو یہ اس کے ساتھ تھا چنانچہ وہ اس کو اپنے بیٹے عبدالعزیز کے پاس چھوڑ کر چلا گیا اور جب عبدالعزیز نے بلاد عراق فتح کرلیے تو اس نے موسیٰ بن نصیر کو اپنے بھائی بشر بن مروان کا وزیر بنا دیا۔

موسیٰ بن نصیر صاحب تدبیر' ہوشیار اور نہایت صائب الرائے تھا اور بڑا باخبر اور باتدبیر انسان تھا۔ بغوی کا بیان ہے کہ موسیٰ ابن نصیر کو بلاد افریقہ میں ۲۹ھ میں والی بنا دیا گیا تھا جس کے بعد اس نے تمام ممالک واقالیم فتح کرلیے۔ ہم نے بلاد اندلس کی فتوحات کے سلسلہ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ اندلس میں چھوٹے بڑے بہت سے شہر' قصبات' دیہات ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ ان سب پر اس نے بڑی حکمت اور عقل مندی سے کنٹرول حاصل کرلیا' اور وہاں کی کثیر مخلوق کو قیدی بنالیا' اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کرلیا اور سونے چاندی کی اتنی مقدار حاصل کی' جس کا اندازہ مشکل تھا۔ اس کے علاوہ آلات واسباب اور مال ومتاع کا اتنا ذخیرہ اس کے ہاتھ آیا تھا جس کا شمار وحساب لگانا بھی مشکل تھا۔ قیدیوں میں خوبصورت لڑکے اور حسین اور نوجوان عورتیں بھی کثرت میں تھیں۔ حتیٰ کہ یہ بات بھی بہت مشہور ہے کہ موسیٰ بن نصیر کے ہاتھوں جتنے قیدی اور جتنا مال واسباب مال غنیمت کے طور پر ملا شاید ہی کسی کو کسی زمانہ میں ملا ہوگا۔ اس کے ہاتھ پر بکثرت لوگوں نے دین اسلام قبول کیا اور اس نے ان میں بکثرت دین اسلام اور قرآن کی تبلیغ بھی کی۔ جب اس کی فتوحات کا مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا تھا تو اس کے ٹرانسپورٹ کے لیے گھوڑوں اور اونٹوں کی بجائے ٹرک اور بھاری گاڑیوں استعمال کی جاتی تھیں۔

قتیبہ بن مسلم اور موسیٰ بن نصیر اسلام کے جلیل القدر اور بہادر سپاہی گزرے ہیں۔ اول الذکر نے بلاد مشرق میں فتوحات کا جھنڈا لہرایا' جب کہ موسیٰ ابن نصیر نے بلاد مغرب کو اپنی تاخت وفتح کا جولانگاہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو جزائے خیر عطا کرے۔ لیکن موسیٰ بن نصیر نے اپنی فتوحات میں جو کامیابی اور عظیم دولت اور قیمتی اشیا حاصل کیں' ان تک قتیبہ کی رسائی نہیں ہوئی۔

کہا جاتا ہے جب موسیٰ نے اندلس فتح کیا تو اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا میرے ساتھ ایک آدمی کو بھیجو میں اس کو زبردست خزانہ کا پتا بتاؤں گا' چنانچہ موسیٰ نے اس کے ساتھ اپنے آدمی بھیجے جن کو اس نے ایک جگہ دکھائی اور کہا یہاں کھدائی کرو' چنانچہ کھدائی کی گئی تو ایک بہت بڑا وسیع وعریض قطہ ارضی نمودار ہوا جہاں دو خوبصورت جھنڈے لہرا رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر ان لوگوں کو یاقوت وجواہرت اور زبرجد کا اتنا بڑا ذخیرہ ملا کہ یہ حیران رہ گئے۔ سونا تو اتنا تھا جس کا کوئی حد وحساب ہی نہ تھا۔ اس مقام پر موسیٰ کے آدمیوں کو ایسا کپڑا بھی ملا جو سونے کے تاروں کا بنا ہوا تھا اور اس پر نہ صرف نہایت قیمتی موتی ٹکے ہوئے تھے بلکہ قیمتی جوہرات اور یاقوتوں سے بھی آراستہ تھا۔ کہا جاتا ہے اس روز وہاں کسی منادی کو جس کی شکل لوگوں نے نہیں دیکھی یہ اعلان

Marfat.com

کرتے سنا کہ اے لوگو! تم پر آج دوزخ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھل گیا ہے' اس سے بچو۔ کہا گیا ہے ان لوگوں نے اس خزانہ میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا وہ دسترخوان بھی پالیا تھا جس پر وہ بیٹھ کر وہ کھانا کھایا کرتے تھے۔

ان تمام واقعات اور حالات جنگ کو بنی امیہ کے خاندان کے ایک شخص نے جمع کیا اور لوگوں سے بیان کیا۔ اس کا نام ابومعاویہ مبارک بن مروان بن عبدالملک بن موسیٰ بن نصیر النصری تھا۔

حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے موسیٰ بن نصیر سے اس وقت جب کہ وہ ولید کے عہد میں دمشق آیا تھا' سوال کیا کہ اس نے کیا کیا عجوبہ اشیاء دیکھیں؟ اس پر موسیٰ بن نصیر نے ان کو جواب دیا کہ ایک مرتبہ ہم ایک ایسے جزیرہ پر پہنچے جہاں ہمیں سولہ لکڑی کے کٹہرے نما صندوق ملے جن پر سلیمان علیہ السلام کے نام کی مہر ثبت تھی۔ میں نے ان میں سے چار کو نکالنے کا حکم دیا اور ان میں سے جب ایک کو سوراخ کیا یا تو اس میں سے ایک شیطان نے اپنا سر نکالا جو کہہ رہا تھا۔ ''جس نے تجھے نبوت سے نوازا ہے میں اس کے بعد واپس نہیں آؤں گا اور میں فساد برپا کروں گا''۔ موسیٰ بن نصیر نے کہا اس شیطان نے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور پھر کہا' میں سلیمان اور اس کے ملک کی سی شان وشوکت اب کہیں نہیں دیکھتا ہوں اور یہ کہہ کر زمین میں گھس گیا اور غائب ہو گیا۔ اس کے بعد موسیٰ نے باقی صندوق نما کٹہروں کو واپس وہیں رکھ دیا جہاں سے وہ اٹھائے گئے تھے۔

سمانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ موسیٰ بن نصیر مدینۃ النحاس کی طرف چلا جو بلاد اقصائے مغرب میں بحرالاخضر کے قریب تھا اور جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے گھڑ سواروں کو وہاں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ بحر مذکور کے قریب نظر آنے والی اونچی دیوار کا جائزہ لیں کہ آیا اس میں اندر جانے کا کوئی راستہ ہے یا نہیں۔ چنانچہ موسیٰ کا ایک آدمی اس امر کا جائزہ لینے وہاں پہنچا اور اس نے ایک رات اور ایک دن دیوار کے چاروں طرف چکر لگا کر دیکھا مگر اس کو کہیں دیوار میں اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ نہ ملا۔

چنانچہ موسیٰ نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ لا کر اوپر نیچے رکھتا چلا جائے لیکن پھر بھی وہ اس دیوار کی اونچائی تک نہ پہنچ پائے تو اس نے سیڑھی بنانے کا حکم دیا اور اس طریقہ سے اس نے سیڑھی کے ذریعے ایک آدمی کو اوپر چڑھ کر خیر خبر لانے کا حکم دیا۔ مگر اس کی ہمت اندر اترنے کی نہ ہوئی۔ اسی طرح جو بھی چڑھتا رہا اس طرح خوف زدہ ہو کر ناکام واپس آتا رہا۔ غرض کہ اندر کا حال کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ چنانچہ موسیٰ اور اس کے آدمی یہ مہم چھوڑ کر اس دریائی علاقہ سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے چھوٹے سے بحیرہ کی طرف چل پڑے وہاں پہنچ کر انہوں نے ایک شخص کو کھڑا ہوا پایا تو اس نے پوچھا' تم کون ہو؟ اس نے کہا میں جن ہوں اور اس بحیرہ میں میرا باپ محبوس ہے اور اسے سلیمان بن داؤد نے یہاں قید کیا ہوا ہے اور میں یہاں ہر سال اس کی زیارت کے لیے ایک مرتبہ ضرور آتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا' تم نے کبھی کسی شخص کو اس شہر کے اندر یا باہر آتے جاتے دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں البتہ ایک شخص ضرور یہاں ہر سال آتا ہے اور اس بحیرہ میں عبادت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر پلٹ کر واپس نہیں آتا' واللہ اعلم وہ کون شخص ہے۔ موسیٰ کے اس کے بعد اپنے آدمیوں کے ساتھ افریقہ واپس آ گیا۔ ان واقعات کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔

موسیٰ بن نصیر نے ۹۳ھ میں افریقہ میں نماز استسقاء پڑھائی اور یہ وہ وقت تھا جب وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ نماز استسقاء سے پہلے اس نے حکم دیا کہ تین دن روزے بھی رکھے جائیں اور پھر وہ لوگوں میں نکلا اور اہل الذمہ سمیت لوگوں کو لے کر اس حال

Marfat.com

میں باہر نکلا کہ لوگوں کو چیخ وپکار آہ وزاری سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی اور موسیٰ خدا تعالیٰ کے حضور سب کے ساتھ دوپہر تک دعاء والحاح میں مشغول رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد سن لی اور اتنی بارش ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے پھر وہ منبر پر سے اتر آیا۔ کسی نے کہا آپ نے اپنی دعاء میں امیر المومنین کو یاد نہیں کیا۔ اس نے جواب دیا یہ وہ جگہ ہے جہاں خدا کے سوا کسی کو یاد نہیں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ دمشق میں داخل ہوا تو جمعہ کا دن تھا موسیٰ نے زرق برق کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ جب ایوان میں داخل ہوا تو اس کے جلو میں تیس وہ غلام تھے جو بادشاہوں اور امراء کے بیٹے اور پوتے تھے۔

ولید نے جب موسیٰ کو اس شان کے ساتھ ایوان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ منبر پر بیٹھا ہوا لوگوں سے خطاب کر رہا تھا۔ اس نے اپنے امراء اور فوجیوں کو ایک طرف کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ ولید یہ سب کچھ دیکھتا رہا اور جب موسیٰ آگے بڑھ کر آداب شاہی کے ساتھ ایک طرف کھڑا ہو گیا تو ولید نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ یہ سب کچھ اللہ کی مہربانی اور اس بہادر جرنیل کی بہادری اور حکمت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنے مال ودولت اور وسیع ملکوں اور ان دولتوں، خزانوں اور نوادرات سے نوازا ہے۔ اسی دوران جمعہ کی نماز کو بھی دیر ہو گئی۔ پھر وہ منبر سے اترا۔ اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز کے بعد موسیٰ بن نصیر سے اس نے اپنی فتوحات کا جائزہ پیش کرنے کو کہا۔ اس نے نہایت خوبی سے جائزہ پیش کیا۔ اس نے بہت کچھ اس کو انعام واکرام سے نوازا۔ اسی طرح موسیٰ نے بھی اس کے عوض بہت سے تحفے تحائف امیر المومنین کی خدمت میں پیش کئے منجملہ ان سب تحفوں کے سلیمان علیہ السلام کا وہ مائدہ (دسترخوان) بھی تھا جس پر وہ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے جو سونے چاندی کے دو غلطیوں کا بنا ہوا اور ہیروں اور جواہرات کا جڑا ہوا تھا۔

کہا جاتا ہے ولید نے اپنے بیٹے مروان کو ایک لشکر کا جرنیل بنا کر بھیجا تو اس کے ماتحت ایک لاکھ صرف غلام تھے جو سب قیدی بنا کر افریقہ وغیرہ لے لائے گئے تھے اور اپنے بھتیجے کو فوج دے کر بھیجا تو اس میں بھی ایک لاکھ برابر قیدی شامل تھے۔ جب ولید کے پاس مال غنیمت کا رجسٹر آیا تو اس میں بھی صرف اس کے حصہ میں پچاس ہزار نفری غلاموں کی آئی تھی۔ غرض کہ جو مال ودولت اور قیدی موسیٰ بن نصیر امیر مغرب کے زمانہ میں مسلمانوں کو ملے اسلامی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

موسیٰ بن نصیر کہا کرتا تھا، اگر مجھے مزید موقع ملتا تو رومی شہروں کو بھی فتح کر لیتا۔ لیکن ہر کمالے را زوالے ولید کے مرنے کے بعد اس کا بھائی باوجود ان تمام عظیم فتوحات، بے حد غنائم اور کثیر غلاموں کے سلیمان موسیٰ ابن نصیر سے سخت ناراض ہو گیا اور اس نے اپنے پاس اسے قید کر لیا اور جو کچھ اس کے پاس مال اور غلام تھے اس کا بھی مطالبہ کرنے لگا۔ موسیٰ بن نصیر اس طرح سلیمان کے قبضہ میں خاصے دنوں رہا یہاں تک کہ جب اس نے لوگوں کو اس سال حج کرایا تو موسیٰ کو بھی اپنے ساتھ رکھا۔

بالآخر موسیٰ بن نصیر کا مدینہ میں انتقال ہو گیا اور وہ وادی قریٰ میں دفن کر دیا گیا۔ اس کی عمر تقریباً اسی برس ہوئی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۹۳ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔ (رحمہ اللہ وعفا عنہ یمنہ وفضلہ آمین)

Marfat.com

۹۸ھ

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو قسطنطنیہ کی لڑائی کے لیے تیار کیا اور اس لشکر کے علاوہ جو اس کے پاس پہلے سے موجود تھا' مزید بہت سی فوج اس کے حوالہ کی۔ مسلمہ بن عبدالملک نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ خوردونوش کا جتنا سامان ہو سکے' اپنے اپنے ساتھ لے چلیں' چنانچہ سامان خوردونوش کا ایک انبار بھی اس کے ساتھ گیا۔ جب وہ اس شہر میں فتح کی نیت سے پہنچا تو اس نے حکم دیا' اپنا سامان خوردونوش علیٰ حالہ چھوڑے رکھو اور دشمن کے شہر سے رسد حاصل کر کے اپنے کام میں لاتے رہو اور جہاں تک ہو سکے وہاں کھیتی باڑی بھی کرو اور شہر میں داخل ہو کر لکڑی کے مکان بنا کر اس میں رہنے لگو کیونکہ ہم اس شہر کو فتح کر کے یہاں رہنے کے لیے آئے ہیں جانے کے لیے نہیں آئے ہیں اس وقت واپس جائیں گے جب اس کو پوری طرح فتح کر لیں گے۔ یہاں اس کو ایک شخص ملا جو عیسائی تھا اور قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا اس کا نام یون تھا' اس کو مسلمہ نے اپنے ساتھ ملا کر شہر کے حالات معلوم کرنے اور جاسوسی کا کام لینے کے لیے اپنے ساتھ ملا لیا مگر یہ آدمی بھی بڑا مکار تھا بظاہر وہ مسلمانوں کا ہمدرد بنا رہا۔ شہر کے لوگوں نے اس سے کہا اگر تم مسلمانوں کو کسی طرح یہاں سے ہٹا لے جاؤ تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔ چنانچہ یون نے اپنے مکر وفریب سے مسلمہ کو رام کرنا شروع کر دیا اور اس سے کہا اگر تمہاری سواریاں سامان رسد سے اسی طرح لدی کھڑی رہیں تو شہر کے لوگ یہ سمجھیں گے کہ تم لڑائی کو طول دینا چاہتے ہو۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ سواریوں کے سامان خوردونوش کو نذر آتش کرو تاکہ تمہارا عزم ان لوگوں پر ظاہر ہو جائے اور یہ مجبور ہو کر شہر کو تمہارے حوالہ کر دیں۔

مسلمہ نے یون کی باتوں میں آ کر کھانے پینے کا سارا سامان نذر آتش کرا دیا۔ اس کے بعد یون راتوں رات جتنا سامان اپنے ہمراہ کشتی میں لے جا سکا لے گیا اور صبح ہوتے ہوتے اس نے مسلمانوں کے مقابلہ کی تیاری مکمل کر لی اور اپنی عداوت میں کھل کر سامنے آ گیا۔ اب مسلمانوں کا حال پتلا تھا۔ طویل محاصرہ نے ان کی توانائی کو کمزور کر دیا تھا اس لیے انہوں نے اپنا بچا کھچا سامان اپنی بھوک مٹانے پر صرف کر دیا۔ اس دوران انہیں سلیمان بن عبدالملک کی وفات کی اطلاع ملی اور عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کی خبر پہنچی۔ اس لیے مسلمانوں نے شام کو واپسی کی فکر کی اور بہت سے فوجی واپس بھی چلے گئے لیکن مسلمہ واپس نہیں گیا۔ اس نے قسطنطنیہ میں رہ کر ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس کی تکمیل میں لگ گیا۔

واقدی کا بیان ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک والی بنا تو اس نے بیت المقدس میں قیام کا ارادہ کیا تاکہ وہاں سے قسطنطنیہ فوجوں کی کمک بھیجتا رہے۔ چنانچہ موسیٰ بن نصیر نے بھی اس کو یہی اشارہ دیا کہ قسطنطنیہ فتح کرنے سے پہلے آس پاس کے چھوٹے چھوٹے شہر اور قلعے فتح کرنا ضروری ہیں۔ اس طرح قسطنطنیہ کی فتح آسان ہو جائے گی اور قسطنطنیہ کے باشندے خود ہی شہر کو بآسانی حوالہ کر دیں گے۔ لیکن اس کی جب سلیمان نے اپنے بھائی مسلمہ سے مشورہ کیا تو اس نے دوسرا مشورہ دیا اور کہا قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا تو دوسرے شہروں پر خود ہی بآسانی قبضہ ہو جائے گا۔ سلیمان نے اس رویے کو مناسب سمجھ کر تیاری شروع کر دی اور شام اور جزیرہ سے فوجیں بھیجنا شروع کر دیں۔ چنانچہ جزیرہ سے ایک لاکھ بیس ہزار اور بحر سے ایک لاکھ بیس ہزار مقاتلین کو بہت

Marfat.com

ساساز وسامان اور تحفے تحائف دے کر بھیجا گیا اوان کو قسطنطنیہ فتح کرنے کی تاکید کی گئی۔ اس کے بعد سلیمان بیت المقدس سے چل کر دمشق آیا اور وہاں بھی اس نے بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ان سب کا کمانڈر مسلمہ کو بنایا اور فتح کی دعائیں دے کر روانہ کیا اور ساتھ ہی صبر واستقامت کی تلقین بھی کی اور مسلمہ کو یہ بھی مشورہ دیا کہ اپنے ساتھ مشورہ میں یون کو شامل رکھنا۔

چنانچہ یہ لوگ مع لشکر جرار کے قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ وہاں کے باشندوں نے مسلمہ سے جزیہ پر صلح کرنا چاہی مگر مسلمہ نے کہا میں اس کو بزور شمشیر فتح کروں گا۔ اس پر شہر کے مکینوں نے کہا اچھا تو ہمارے پاس یون رومی کو بھیجو جب وہ آیا تو انہوں نے کہا کہ تم بلطائف الحیل مسلمانوں کو یہاں سے ہٹا کر لے جاؤ' پھر ہم تم کو اپنا بادشاہ بنالیں گے۔ اس پر یون مسلمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا' شہر کے باشندوں کا کہنا ہے ہم مسلمہ کو شہر اس وقت حوالہ کریں گے جب وہ شہر سے باہر رہیں گے۔

اولاً مسلمہ کو یون کی غداری کا شبہ ہوا لیکن پھر اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر شہر پر حملہ کرنے سے رہا نتیجتاً یون اس مرتبہ بھی قسطنطنیہ کو مسلمانوں سے بچانے میں کامیاب ہوگیا اور سلیمان صرف قسطنطنیہ کے محاصرہ پر ہی اکتفا کرنے پر مجبور ہوگئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے مروان بن عبدالملک کی موت کے بعد ولی عہدی کا حق یزید بن عبدالملک کا تھا لیکن سلیمان بن عبدالملک کی نیت خراب ہوگئی اور اس نے یزید کی بجائے اپنے بیٹے ایوب کو ولی عہد قرار دے دیا لیکن ایوب اپنے باپ کی زندگی ہی میں فوت ہوگیا۔ اس لیے سلیمان نے اپنے چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز کے لیے بیعت کا اعلان کیا اور لوگوں سے کہا کہ اس کے بعد وہی خلیفہ ہوں گے اور بظاہر اس نے یہ اچھا ہی کیا۔ اس سال صقالید شہر فتح ہوا۔ واقدی کہتا ہے کہ اس سال جب جرجان نے دیکھا کہ مسلمہ کے پاس تھوڑی فوج رہ گئی ہے تو اس نے مسلمہ کی فوج پر شب خون مارا۔ اس لیے سلیمان نے مسلمہ کی مدد کے لیے کافی فوج بھیجی جس نے جرجان کی فوج کو شکست دی۔ اس سال یزید بن مہلب نے ارض چین کے علاقہ قہستان میں جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر کے سخت جنگ کی۔ یہ محاصرہ اس وقت تک جاری رہا جب تک وہاں کے لوگوں نے ہتھیار نہ ڈال دیئے۔ یہاں چار ہزار ترک باشندے قتل ہوئے۔ یہاں اسلامی فوجوں کو بہت سا مال غنیمت اور بکثرت مال واسباب اور قیمتی اشیاء ملیں۔ اس کے بعد یزید بن مہلب جرجان کی طرف بڑھا جس کے حکمران سے مسلمانوں کی دیلم میں زبردست جنگ ہوئی۔ اس موقع پر محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرۃ الجعفی شہ سوار نے بڑی بہادری دکھائی اور دیلم کے حکمران کو قتل کر دیا۔

اس معرکہ میں جب ابن ابی سبرہ کی معرکہ آرائی اور بہادری ترکوں نے دیکھی تو وہ حیران رہ گئے چنانچہ ایک ترک سپاہی نے ابن ابی کے خود پر وار کیا اور تلوار خود میں گھس گئی لیکن جب پلٹ کر اس نے اس پر وار کیا تو ترکی کو قتل کر کے چھوڑا۔ جب ابن ابی سبرہ مسلمانوں کے پاس وطن پلٹا تو اس کی تلوار خون آلود تھی اور اس کے خود میں ترک سپاہی کی تلوار دھنسی ہوئی تھی۔ اس منظر کو دیکھ کر یزید بن مہلب نے کہا میں نے آج تک ایسا دلکش منظر اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابن ابی سبرہ ہے کتنا اچھا آدمی ہے۔ کاش یہ اتنی شراب نہ پیتا اور پھر یزید بن مہلب نے جرجان کے محاصرہ کا پختہ ارادہ کر لیا اور وہاں کے حکمران کو محاصرہ سے اتنا تنگ کیا کہ وہ سات لاکھ درہم' چار لاکھ دینار' دو لاکھ کپڑوں' چار سو گدھے' زعفران' چار سو آدمی اور ہر آدمی کے سر پر زرہ بکتر اور زرہ بکتر کے ساتھ سبز چوغے نیز چاندی کے جام وغیرہ دینے اور صلح کرنے پر راضی ہوگیا۔ اس سے قبل

Marfat.com

اس شہر کے باشندوں نے سعید بن عاص سے جنہوں نے اس کو صلح سے فتح کیا تھا پہلے سال ایک لاکھ سالانہ جزیہ پر دوسرے سال دو لاکھ سالانہ جزیہ پر اور تیسرے سال تین لاکھ جزیہ پر صلح کی تھی لیکن بعد کو اس سے برگشتہ ہو گئے تھے جس کے نتیجہ میں آج ان کو یہ ذلت دوبارہ اٹھانا پڑی بہر حال یزید بن مہلب نے ان کو اس سابق سالانہ جزیہ پر صلح نامہ لکھ کر دیا جو آخری سال کے لیے سعید بن العاص نے دیا تھا۔ جرجان کی جنگ میں ایک نہایت قیمتی تاج بھی مال غنیمت میں ملا تھا جو یزید بن مہلب نے محمد بن واسع کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا تو اس کو بہت سارا مال دیا جو جرجان کی فتح میں یزید بن مہلب کو ایک لاکھ بیس ہزار نقد دینار بھی ملے تھے۔ اس کے بعد یزید نے خورستان فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے اس کے لیے ہراول کے طور پر اپنے چار ہزار سپاہی آگے بھیج دیئے تھے لیکن وہاں ان کی ان لوگوں سے سخت جنگ ہوئی اور چار ہزار مسلمان شہید ہو گئے اس کے بعد یزید نے اس علاقہ پر زبردست حملہ کر کے وہاں کے لوگوں کو ہتھیار ڈالنے اور صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں کا حکمران جس نے صلح کی درخواست کی تھی' الاصبید کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے سات لاکھ سالانہ دینار اور بہت سی قیمتی اشیاء پر صلح کی جو لوگ اعیان میں سے انتقال کر گئے ان کے نام یہ ہیں:

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ

امام حجت اور عمر بن عبدالعزیز کا مؤدب واتالیق تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر جماعت سے روایات بیان کی ہیں۔ دوسرے اعیان میں ابوالحفص النخعی اور عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ گزرے ہیں جن کا تذکرہ اور حالات ہم اپنی کتاب تکمیل میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۹۹ھ

اس سال سلیمان بن عبدالملک کا انتقال ہوا۔ بوقت انتقال اس کی عمر پینتالیس سال تھی۔ اس کی مدت بروایت صحیحہ خلافت دو سال آٹھ ماہ تھی' اس کا شجرہ نصب یہ ہے:

سلیمان بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن عبدالشمس القرشی الاموی' ابوایوب' اس کی پیدائش مدینہ میں بنی جذیلہ میں ہوئی تھی اور اپنے باپ کے پاس شام میں نشو ونما اور تربیت ہوئی۔ واقعہ افک کی روایت سلیمان نے اپنے باپ اور اپنے دادا سے سن کر روایت کی تھی۔

ابن عساکر لکھتا ہے اس نے دمشق میں بہت بڑا گھر باب الصغیر کے نزدیک بنایا تھا اور اس کو دارالامارت بنا دیا تھا اور اس میں قبۃ الخضراء کی مانند قبۃ الصغرا بھی بنوایا تھا۔ سلیمان فصیح اللسان شخص تھا اور عدل وانصاف کے لیے مشہور تھا۔ غزوات کا شوقین تھا۔ اس نے قسطنطنیہ کے محاصرہ کے لیے فوجیں تیار کر کے بھیجی تھیں اور بالآخر اس نے وہاں کے لوگوں سے اولاً جامع مسجد بنا لینے پر صلح کر لی تھی۔

ابوبکر الصولی کا بیان ہے کہ عبدالملک نے اپنے بیٹوں ولید' سلیمان اور مسلمہ کو اپنے پاس بلایا اور ان سے قرآن سنا' انہوں

نے قرآن پاک اچھی طرح پڑھ کر سنایا تو ان سے اشعار سنانے کو کہا۔ انہوں نے اشعار بھی اس کو اچھی طرح سنائے۔ البتہ اعشیٰ کے اشعار اس کی حسب منشا نہیں سنا سکے تو اس پر اس نے ان کو برا بھلا کہا اور پھر ان سے کہا تم میں سے ہر ایک مجھے ایک ایک شعر عمدہ سا عرب شاعر کا سنائے جو فحش بھی نہ ہو۔ ولید سب سے پہلے تم آؤ۔ اس پر ولید نے یہ شعر پڑھا:

ما مرکب ورہوک الخیل یعجبنی کمرکب بین وملوح وخلحال

''یوں تو ہر طرح کی سواریاں ہیں لیکن مجھے ایسی سواریاں اچھی لگتی ہیں جو کپڑے اور پازیب پہنتی ہیں''

ولید کا یہ شعر سن کر سلطان نے کہا کیا اس سے کوئی اچھا اور شعر ہے؟ آؤ سلیمان تم سناؤ' اس پر سلیمان نے:

جذا رجعنا یدیھا الینا فی یدی درعھا تحل الازارک

''کیا کہنے اس کے جواب کے اس کا ہاتھ تو اسی تک رہا میرے ہاتھ ہیں تو اس کا محرم آ گیا جس نے ستر کھول دیا''

سلیمان نے کہا' بات کچھ بنی نہیں اے مسلمہ! تو اور کوئی اچھا سا شعر سنا' اس نے باپ کو امرؤ القیس کا مشہور شعر سنا دیا:

وما ذرفت عیناک الا لتنصربی بسھمیل فی اعشار قلب مقتل

''اے محبوبہ تیرے رونے کا بجز اس کے کوئی مقصد نہیں کہ تو میرے بسمل دل کو اپنی آنکھوں کے تیروں سے چھلنی کر دینا چاہتی ہے''

سلیمان نے مسلمہ کی زبان یہ شعر سن کر کہا شاعر نے جھوٹ بولا ہے اور اس نے صحیح بات نہیں کہی ہے۔ جب عشق کی بدولت محبوبہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تو اب سوائے وصل کے باقی کیا رہ گیا ہے۔ عاشق تو وہی ہے جو اپنی پلکوں میں آنسوؤں کو چھپا لے اور محبت کا راز فاش نہ ہونے دے۔

اس کے بعد سلیمان نے کہا میں تم لوگوں کو اس گھر میں تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اس درمیان میں تم میں سے جو کوئی اس کو لے آئے گا وہ مراد پائے گا۔ یعنی جو کچھ وہ طلب کرے گا میں وہی دوں گا۔ چنانچہ باپ کی یہ بات سن کر تینوں بیٹے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ سلیمان اپنے موکب میں پہنچا ہی تھا کہ ایک اعرابی اپنا اونٹ لیے ہوئے اسکے سامنے آ موجود ہوا اور آ کر کہنے لگا:

لو ضربوا بالسیف واسی فی مودتھا لما یھوی سریغا نحوھا راسی

''اگر محبوبہ کی محبت کے جرم میں لوگ میری گردن بھی اڑا دیں گے تو بھی میرا سر فوراً اس کی طرف ڈھلک جائے گا''

یہ سن کر سلیمان نے اعرابی کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے اپنا اونٹ باندھ دیا اور بیٹا بھی باپ کے سامنے حاضر ہو کر بولا' جو کچھ آپ نے کہا تھا اسے میں نے حاضر کر دیا ہے۔ سلیمان نے کہا بولو کیا چاہتے ہو؟ اور اپنے ساتھی کو نہ بھولنا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین آپ نے اپنے بعد ولی عہد بنانے کا وعدہ کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد بنائیں۔ سلیمان نے اس کو مان لیا اور اس کو حج پر اکیاسی حجاج کا امیر بنا کر بھیج دیا اور ایک لاکھ درہم بھی اس کو دیئے جو سلیمان نے اس اعرابی کے لیے دیئے تھے جس نے ایسا عمدہ شعر کہا تھا۔

بہر حال اس کا باپ ۸۶ھ میں انتقال کر گیا اور خلافت اس کے بھائی ولید کو ملی اور وہ خود بطور وزیر ومشیر کام کرنے لگا اور جامع مسجد کی تکمیل وتعمیر میں مشغول ہو گیا۔ ۹۶ھ میں جب جمادی الآخر کا نصف مہینہ بھی گزر چکا تھا اور سنیچر کی صبح طلوع ہو چکی

Marfat.com

تھی تو سلیمان کا بھائی ولید وفات پا گیا۔ اس وقت سلیمان رملہ میں تھا۔ جب سلمان رملہ سے واپس آیا تو امراء واعیان حکومت اس سے آ کر ملے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لوگ بیت المقدس پہنچ کر اس سے ملے اور اس سے بیعت کی۔ اس کے بعد سلیمان نے قدس ہی میں مستقل قیام کا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ وہیں اس کے پاس سرکاری وفود وغیرہ آنے لگے۔ وہ مسجد کے صحن میں صخرہ کے قبہ اپنا دربار لگاتا تھا اور اکابرین اس کے اردگرد لسیون پر وہیں براجمان رہتے تھے اور یہ ان میں انعام واکرام کے طور پر اموال تقسیم کرتا تھا۔ اس کے کچھ دنوں بعد اس نے دمشق آنے کا ارادہ کر لیا اور وہاں پہنچ کر دمشق کی جامع مسجد کو تکمیل کو پہنچایا۔

سلیمان کے زمانہ ہی میں مقصورہ کی بھی تجدید ہوئی۔ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو اپنا مشیر وزیر بنالیا۔ وہ ان سے کہا کرتا تھا مجھے حکومت ضرور ملی ہے لیکن اس کو چلانے میں تمہاری تدبیر کی ضرورت ہے۔ اس لیے مصلحت عامہ کے متعلق جو ضروری سمجھا کرو وہ مجھے کرنے کہ کہا کرو اور خود بھی اس کا خیال رکھو۔ حجاج کے نائبین کی معزولی اور اہل سخن کو آزاد کرانا انہی کا کام تھا۔ اسی طرح قیدیوں کی رہائی اور اہل عراق کو انعام واکرام دلوانا بھی اور نمازوں کو اولین اوقات میں پڑھوانے کا اہتمام بھی عمر بن عبدالعزیز کے ہی کام شمار ہوتے ہیں۔ قسطنطنیہ کے محاذ پر ان کے ہی مشورہ سے سلیمان نے اہل شام جزیرہ اور موصل سے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی اور اہل مصر' افریقہ وغیرہ سے ایک لاکھ بھیجے گئے تھے۔

ابن ابی الدنیا کا بیان ہے کہ سلیمان نے عنان حکومت سنبھالتے ہی جو کلمات زبان سے نکالے وہ یہ تھے:

''تمام تعریفیں ہیں اس ذات بے ہمتا کے لیے جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے جس کو چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے' دنیا دھوکہ اور فریب کی جگہ ہے۔ یہاں رونے والا ہنستا ہے اور ہنسے والا روتا ہے۔ اے اللہ کے بندو! خدا سے ڈرتے رہو۔ اللہ کی کتاب منسوخ نہیں کر سکتی۔ اللہ کے بندو! قرآن نے شیطان کے مکر وفریب کا پردہ چاک کر دیا ہے''۔

حماد بن یزید نے یزید بن حازم کے حوالہ سے بیان کیا ہے سلیمان ہر جمعہ کو خطبہ میں کہا کرتا تھا کہ اہل دنیا کے کوچ کے لیے تیار رہیں۔ ابھی وہ ٹھیک طرح اطمینان کا سانس بھی نہ لینے پائیں گے کہ وعدۂ الٰہی کے پورا ہونے کا وقت آ جائے گا۔ سلیمان نے ۹۷ھ میں حج کیا اور عمر بن عبدالعزیز سے کہا تم دیکھ رہے ہو یہ اللہ کی بے حساب و بے شمار مخلوق یہاں موجود ہے۔ اللہ کے سوا اس کا شمار کسی کو نہیں معلوم ہے۔ اس کے سوا کوئی ان کو رزق وصحت عطا نہیں کر سکتا۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا اے امیر المومنین! آج یہ آپ کی رعایا ہیں کل کو یہ آپ کے دشمن بھی خدا کے سامنے ہو سکتے ہیں۔ یہ سن کر سلیمان بے حد روئے اور کہا میں اللہ کی استعانت طلب کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ سلیمان سفر میں تھا' بجلی کوندی اور بادل کڑکے اور تیز ہوائیں چلیں تو کہنے لگا' عمر! تم جانتے ہو' یہ اللہ کی رحمت کی نشانیاں ہیں' جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو اس کے آثار اور نشانیاں کیسی ہوں گی۔

سلیمان کے بعض معقول کلمات اور دلچسپ فقرے بہت مشہور ہیں وہ کہا کرتا تھا خاموشی عقل کے لیے میٹھی نیند ہے اور گویائی اس کی بیداری ہے اور دونوں کی تکمیل ایک دوسرے پر موقوف ہے' سلیمان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے گفتگو کی' سلیمان کو اس کی گفتگو بہت پسند آئی مگر اس نے جب اس کے بارہ میں تھوڑی جانچ پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ عقل سے کورا ہے تو اس

Marfat.com

کے بارہ میں اس نے کہا آدمی کی قوت گویائی کی فضیلت اس کی عقل کے لیے دھوکہ اور فریب ہے اور عقل کی گویائی پر فضیلت ایک عیب ہے اور بہترین ان کا امتزاج ہے۔ اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا' عقل مند اپنی طاقت لسانی کے ذریعہ طلب معاش میں مدد حال کرنے پر حریص رہتا ہے۔ نیز اس کا مقولہ تھا کہ جو شخص اچھا بول سکتا ہے اور خاموش رہنے کی بھی قدرت رکھتا ہے تو اس کو خاموش رہنا بہتر ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جو خاموش رہنے پر قادر ہے وہ اچھا بولنے پر بھی قدرت رکھتا ہو۔ ذیل میں سلیمان کا ایک شعر درج ہے جس میں وہ اپنے دوست کی موت پر دل کو تسلی دے کر کہتا ہے:

وھون وجدی فی شراحیل اننی　　متیٰ شئت لاقیت امراءً مات صاحبہ

''میرے دل کو شراجیل کے بارہ میں قرار آ گیا ہے　کہ میں اپنے دوست سے جب بھی چاہا ملاقات کرتا رہوں گا''

یہ اشعار بھی اسی کے ہیں۔

ومن شیمتی الا افارق صاحبی　　وان حلتی الا سألت لہ رشدا

''میری تو عادت ہی یہ ہے کہ اپنے دوست سے جدا نہیں ہوتا ہوں　اگر وہ تکلیف بھی پہنچائے تو بھی اس کا خیر خواہ رہتا ہوں''

وان وام لی بالود دمت ولم اکن　　کاخو لا یرعی ذماماً ولا عھداً

''اور اگر وہ دوستی نبھاتا ہے تو میں بھی ہمیشہ نبھاتا ہوں　اور کبھی اس کی دوستی اور عہد کو نہیں توڑتا ہوں''

ایک مرتبہ سلیمان نے اپنے لشکر میں گانے کی آواز سنی تو اس کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگا حتیٰ کہ کچھ لوگوں کے بارہ میں اس کو بتایا گیا تو سلیمان نے کہا گھوڑا جب ہنہناتا ہے تو گھوڑی کا طلب گار ہوتا ہے۔ اونٹ جب بلبلاتا ہے تو اونٹنی کا خواہش مند ہوتا ہے۔ مینڈھا جب بھیں بھیں کرتا ہے تو بکری کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جب مرد گانے گاتا ہے تو عورت کا مشتاق ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ اس کو خصی کر دیا جائے۔

اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا امیر المومنین یہ تو مثلہ ہوا۔ یہ سن کر سلیمان نے حکم دیا اچھا ان لوگوں کو جلاوطن کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔ سلیمان کے کھانے پینے کے متعلق بعض عجیب وغریب روایات مشہور ہیں کہا جاتا ہے ایک مرتبہ اس نے چالیس مرغیاں بھنوائیں اور پھر اسی پیالے چربی کے منگوا کر دسترخوان پر رکھے گئے اور سب لوگوں کے ساتھ خوب سیر ہو کر دوسرے لذیذ کھانوں کے ساتھ کھائی گئیں۔ وہ بہت خوش خوراک انسان تھا ایک مرتبہ بہت سے احباب کے ساتھ باغ میں گیا اور حکم دیا کہ پھل لائے جائیں جب پھل لا کر سامنے رکھے گئے تو سب لوگ تو کھا کر اٹھ گئے مگر سلیمان نے اس کے بعد دو مرغیاں بھنی ہوئی مزید طلب کیں۔ بیان کیا جاتا ہے اس دن کھانے کے بعد اس کو بخار ہو گیا اور یہی اس کی موت کا سبب بنا۔ واللہ اعلم۔ لیکن بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اس نے ایک روز چار سو انڈے اور دو ٹوکری انجیر کھائے تھے جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ سب غلط ہے سلیمان دبلا پتلا اور نحیف وجمیل انسان تھا اور یہ ساری باتیں جو اس کی طرف منسوب ہیں گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں جن سے اکثر شاہان عجم وعرب کے لوگوں نے بدنام کیا ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک کی وفات ارض قسرین میں وائق کے مقام پر ماہ صفر ۹۹ھ میں جمعہ کے دن

Marfat.com

ہوئی۔اس نے دو سال نو ماہ اور دس دن ولید کی وفات کے بعد حکومت کی۔ کہتے ہیں سلیمان کشیدہ قامت سرخ مفید نحیف اور ثکیل وجیہہ انسان تھا' اس کی دونوں بھنویں ملی ہوئی تھیں۔ وہ فصیح و بلیغ تھا اور نہایت عمدہ عربی بولتا تھا' ہمیشہ دین اور خیر کی طرف مائل رہتا تھا۔حق اور اہل حق کا معاون اور خیر خواہ تھا۔اتباع قرآن وسنت کا خاص خیال رکھتا تھا۔

جب قسطنطنیہ پہنچا تو قسم کھائی کہ جب تک اس کو فتح نہیں کرلوں گا یا موت نہ آجائے گی' یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روز سلیمان نے بڑے اہتمام سے سبز رنگ کا فرش بچھوایا' سبز عمامہ باندھا اور اپنے ماحول کو بھی سبز رنگ میں تبدیل کر کے اپنے دونوں بازوؤں کے پٹھوں کو بل دے کر کہنے لگا' میں جوان خلیفہ ہوں۔ کہتے ہیں اس نے آئینہ منگوا کر اس میں سر سے پاؤں تک اپنے اوپر ایک نظر ڈالی اور بولا میں تو جوان خلیفہ ہوں' محمد نبیؐ تھے' ابوبکر صدیقؓ تھے۔ عمرؓ فاروق تھے' عثمانؓ غنی تھے' علیؓ شجاع تھے' معاویہ رضی اللہ عنہ حلیم تھے' یزید صابر تھے۔ عبدالملک منتظم تھے' ولید جبار تھے اور میں ملک الشاب ہوں۔ کہتے ہیں اسی حالت پر ایک ماہ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک جمعہ گزرا ہوگا کہ انتقال کر گیا۔لوگوں کا بیان ہے کہ جب اسے بخار ہوا تو اس نے ایک لونڈی کو طلب کیا اور وضو کرنے کا ارادہ کیا' لونڈی اعضاء پر پانی ڈالتی جاتی تھی اور یہ شعر پڑھتی جاتی تھی:

انت نعم المتاع لو کنت تبقی غیر ان لا بقاء لا الانسان

''تو بڑا عمدہ سرمایا ہے' کاش تو زندہ رہتا مگر انسان کو بقاء کہاں ہے''

انت خلوا من العیوب ومما یکرہ الناس غیر انک فان

''تو تمام عیبوں سے پاک ہے اور ان تمام برائیوں سے بری ہے جن کو لوگ برا سمجھتے ہیں بجز اس کے کہ تو فانی ہے''

کہا جاتا ہے کہ سلیمان نے قسم کھائی تھی کہ وہ اس وقت تک مرج الموافق سے نہیں جائے جب تک قسطنطنیہ کی فتح کی خبر اس کے کانوں میں نہیں آجائے گی۔لیکن بتقائے الٰہی اس کو اس خبر سے پہلے ہی مرنا تھا' وہ مرض الموت میں تھا اور گلے سے آواز بھی صاف نہیں نکل رہی تھی مگر پھر بھی کہہ رہا تھا:

ان بنی صغار افلح من کان له کبار

''میرے بچے تو چھوٹے ہیں جس کے بچے بڑے ہیں وہی کامیاب ہے''

اس کے جواب میں عمر بن عبدالعزیز کہتے جاتے تھے''قد افلح المومنون ''مومن ہی کامیاب رہتے ہیں اے امیر المومنین اور پھر یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

ان بنی صبینة صیفون قد افلح من کان له ولعیون

''میرا بیٹا بیٹی پاکیزہ اخلاق ہیں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جن کے بچے افضل واعلیٰ ہوں''

سلیمان کے بارہ میں معلوم ہوا ہے آخری کلمات جو اس کی زبان سے ادا ہوئے وہ یہ تھے:

''اے رحیم وکریم تیرے در کا سوالی ہوں' تو میری حالت کو بدل دے''۔

اور اس کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔

Marfat.com

خلافت عمر بن عبدالعزیز

ابن جریر نے رجاء بن حیوہ کے متعلق جو بنی امیہ کا وزیر مشورہ بھی رہا ہے لکھا ہے کہ ایک دن سلیمان نے اپنی موت سے قبل اس سے اپنے کم سن لڑکے کو حکمران بنانے کے متعلق مشورہ طلب کیا تو ابن حیوہ نے اس سے کہا کہ امیر المومنین کو چاہیے کہ قبر میں آرام سے سونے سے پہلے وہ کسی نیک اور صالح انسان کے ہاتھوں میں حکومت کی باگ ڈور دے دیں لیکن جب اس نے اپنے بیٹے داؤد کے بارہ میں اس سے مشورہ طلب کیا تو وہ کہتا ہے میں نے امیر المومنین کو جواب دیا وہ قسطنطنیہ گیا ہوا ہے اور آپ کی نظروں سے غائب ہے۔ نہ معلوم زندہ بھی ہے یا نہیں۔ اس پر سلیمان نے کہا پھر تمہاری نظر میں کون ہے؟ میں نے جواباً کہا جو امیر المومنین کی رائے ہو۔ اس پر امیر المومنین نے کہا عمر بن عبدالعزیز کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا' میں ان میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھتا ہوں اور ہر طرح سے اہل سمجھتا ہوں۔ لیکن ان کے بارہ میں مجھے اندیشہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ آپ کے بھائی بندان کے لیے راضی نہ ہوں گے۔ اس پر امیر المومنین نے کہا قسم ہے خدا کی اس منصب کے لیے وہی بہت مناسب ہیں اور اسکے بعد امیر المومنین نے ولی عہدی کا یزید بن عبدالملک کے لیے بھی اشارہ دیا تا کہ بنی مروان اس پر راضی ہو جائیں اور پھر خط لکھایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط عبداللہ سلیمان بن عبدالملک کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کے لیے لکھا گیا ہے

امابعد! میں نے انہیں خلافت کے لیے اپنے بعد نامزد کیا ہے اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کو۔ اس لیے تم لوگ سنو اور اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اختلاف سے بچتے رہو تا کہ دشمن تم سے ڈرتا رہے"۔

اس خط کو بند کر کے اور مہر لگا کر کعب بن حامد العبس صاحب الشرط کے پاس اس ہدایت کے ساتھ بھیجا گیا کہ میرے اہل بیت کو جمع کرو اور ان کو حکم دو کہ وہ اس خط کے مطابق عمل کرتے ہوئے بیعت کریں اور جو کوئی انکار کرے اس کی گردن اڑا دو۔

اس خط کو سننے کے بعد بنو مروان میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے بارہ میں مخالفت ہوئی اور عمر بن عبدالعزیز بھی بخوشی اس کو قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے لیکن بہت سے لوگوں کے اصرار پر بمشکل راضی ہو گئے۔

بہر حال ۹۹ھ میں بروز جمعہ ماہ محرم اور بعض روایات کے مطابق ماہ صفر میں ان کی خلافت کی بیعت ہو گئی۔ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت ایک طرح سے خلافت راشدہ کا احیاء اور اسلامی تہذیب وثقافت اور قرآنی احکام اور سنت رسولؐ اور اسلامی تعلیمات کے نشاۃ ثانیہ کا دور کہلاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں عمر بن عبدالعزیز پانچویں خلیفہ راشد شمار ہوتے ہیں۔ ان کے دور میں امور دور کی بہت سی بدعنوانیاں ختم ہوئیں اور دینداری اور تقویٰ اور شعائر دین کا احترام عام طور پر لوگوں میں پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ جب بھی خطبہ دیتے تھے لوگوں کو تقویٰ کی زندگی اختیار اور فواحشات سے بچنے کی تلقین کرتے تھے۔ ایک روز خطبہ کے دوران انہوں نے کہا' اے لوگو! میرا نفس ہمیشہ اعلیٰ کی خواہش رکھتا ہوے مجھے خلافت ملی تو اب مجھے اس سے اعلیٰ کے حصول یعنی جنت حاصل کرنے کی خواہش ورغبت پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تم پر رحم کرے تم میری اس مقصد کے حصول میں مدد کرو۔

Marfat.com

جب عمر بن عبدالعزیز نے ارض روم قسطنطنیہ کے محاصرہ کے لیے مسلمہ بن عبدالملک وغیرہ کو بھیجا اور وہاں ان کو مشکل حالات پیش آئے اور سامان خوردونوش کی پریشانی لاحق ہوئی تو انہوں نے ان کو کچھ دنوں کے لیے ارض شام میں اپنے گھروں میں واپس آنے کی ہدایت کی اور ان کے لیے بہت سا سامان خوردونوش اور تقریباً پانچ سو گھوڑے بھیجے' جس سے لوگ بہت خوش ہوئے۔اس سال ترکوں نے آذربائیجان پر چڑھائی کر کے بڑا قتل وغارت کیا اور بہت سے مسلمان مار ڈالے جس کی طرف حاتم بن النعمان الباہلی نے خصوصی توجہ مبذول کی اور ان غارت گر ترکوں کو کیفر کردار کو پہنچا کر دم لیا۔چنانچہ ان میں سے بہت کم ہی لوگ اس کے ہاتھ سے بچ پائے۔ان کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا' اس وقت وہ خناظرہ میں مقیم تھے۔لوگ بنی امیہ کے دور میں نماز میں تاخیر کرنے اور دیر سے پڑھنے کے عادی ہو گئے تھے۔عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی عنان سنبھالتے ہی اس خرابی کی طرف توجہ دی اور مسلمانوں کو اول وقت نماز پڑھنے اور نماز کے متعلق غفلت اور سستی سے باز رہنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔اس کے لیے عمر بن عبدالعزیز کی مؤذنوں کے لیے خصوصی ہدایات تھیں۔چنانچہ عثمان الرحی الحمصی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کے ایک مؤذن کو نماز میں ان پر سلام پڑھتے ہوئے سنا جو کہہ رہے تھے السلام علیکم یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علی الصلوۃ حی علی الفلاح' الصلوۃ قد قاربت' اے امیرالمومنین آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں' نماز کے لیے آؤ' فلاح کے لیے آؤ' نماز کا وقت قریب آ گیا ہے۔

اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن مہلب کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا اور عدی بن ارطاۃ الفزاری کو بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور حسن بصری کو بصرہ کا قاضی بنا دیا اور جب انہوں نے ان سے استعفیٰ طلب کیا تو انہوں نے بلا پس وپیش استعفیٰ دے دیا اور ان کی جگہ ایاس بن معاویہ کو متعین کر دیا اور کوفہ کی امارت پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کو مامور کیا اور ان کے ساتھ ابوالزناد کاتب کو بھی بھیج دیا اور عامر الشعبی کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔واقدی نے لکھا ہے کہ وہ کوفہ میں عمر بن عبدالعزیز کی مدت خلافت تک قاضی رہے اور خراسان کی امارت کے لیے جراح بن عبداللہ الحکمی کو منتخب کیا گیا اور مکہ کا نائب عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن امیہ کو بنایا گیا اور مدینہ کی امارت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے سپرد ہوئی جنہوں نے اس سال لوگوں کو حج بھی کرایا اور عمر بن عبدالعزیز نے مصر کی گورنری سے عبدالملک بن وداعۃ کو رخصت کر کے اس کی جگہ ایوب بن شرحبیل کو مقرر کیا اور جعفر بن ربیعہ' یزید بن ابی حبیب اور عبیداللہ بن ابی جعفر کو بیلف مقرر کیا کیونکہ یہ تینوں آدمی لوگوں کو فتنوں میں مبتلا کرتے تھے اور افریقہ اور بلاد مغرب کے لیے اسماعیل بن عبداللہ المخزومی کو عامل مقرر کیا جو اچھے کردار کی شخصیت تھے چنانچہ ان کی ولایت کے دور میں بلاد مغرب کے بہت سے لوگ مسلمان بھی ہوئے۔

جو لوگ اس سال انتقال کر گئے

الحسن بن محمد حنفیہ:

یہ جلیل القدر تابعی تھے۔کہتے ہیں کہ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ارجاء کی بابت گفتگو کی۔پہلے گزر چکا ہے کہ ان کا انتقال ۹۵ھ میں ہوا۔خلیفہ نے ذکر کیا ہے کہ ان کا انتقال عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں ہوا۔لیکن ہمارے شیخ الذہبی نے الاعلام

Marfat.com

میں ذکر کیا ہے کہ وہ اسی سال فوت ہوئے۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن محریز بن خبادہ بن عبید

یہ بزرگ قرشی جمعی اور مکی گزرے ہیں۔ بیت المقدس بھی گئے تھے' جلیل القدر تابعی ہیں' انہوں نے ام ابی محذورہ مؤذن کے شوہر' عبادہ بن صامت' ابوسعید اور معاویہ سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے خالد بن معدان مکحول' حسان بن عطیہ' زہری اور دوسروں نے بیان کی ہیں۔ ان کے ثقہ ہونے کے متعدد لوگوں نے توثیق کی ہے اور آئمہ کی ایک جماعت نے ان کی تعریف و توصیف کی ہے۔ حتیٰ کہ رجاء بن حیوۃ نے کہا ہے اگر ہم پر اہل مدینہ ابن عمرؓ جیسے لوگوں کے ثنا خوان ہیں اور ان کے باعث ہم پر فخر کرتے ہیں تو ان پر ہم بھی عبداللہ بن محریز جیسے عابد کی وجہ سے فخر کرتے ہیں۔ ان کے کسی لڑکے نے بتایا کہ وہ ہر جمعہ کو قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے اور فراش ان کے لیے فرش بچھاتا تھا تو اس پر نہیں سوتے تھے۔ فتنہ وفساد سے بہت دور رہتے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی باز نہیں آتے تھے' اپنی اچھی باتیں اور عمدہ اخلاق کا کبھی تذکرہ تک بھی نہیں ہونے دیتے تھے۔ اگر کسی امیر یا گورنر کو ریشمی لباس پہنتے دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے تھے اور جب وہ کہتے تھے کہ ہم یہ امیر المومنین کی خاطر پہن کر آئے ہیں تو ابن محریز امیر المومنین سے مخاطب ہو کر کہتے تم بھی مخلوق کی طرح خدا کے خوف سے کبھی بے نیاز نہ رہو۔

اوزاعی کا بیان ہے جو کوئی مقتدی ہو اس کو اسی کی طرح اقتداء کرنا چاہیے اور ایسی قوم کبھی گمراہ نہیں ہو سکتی جو اس جیسی ہو۔ یہ ولید کے زمانہ میں وفات پا گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں ہوا۔ ذہبی نے الاعلام میں بیان کیا ہے کہ ان کا انتقال اسی سال ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

ایک مرتبہ محریز ایک بزاز کی دکان میں کپڑا خریدنے کی غرض سے داخل ہوئے' اس کے دام دکاندار نے بتا دیئے اس پر اس کے پڑوسی نے کہا افسوس ہے تجھ پر یہ محریز ہے۔ قیمت کم کر یہ سن کر محریز نے غلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا چلو ہم یہاں پیسہ دے کر خریداری کرنے آئے ہیں اپنا دین دے کر کچھ نہیں خریدنا ہے یہ کہہ کر دکان سے چلے گئے۔

محمود بن لبید بن عقبہ

ابونعیم الانصاری الاشہلی رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے آپؐ سے احادیث بھی روایت کی ہیں لیکن ان کا حکم ارسال کا ہے۔ بخاری نے کہا ہے ان کو صحبت رسولؐ کا شرف بھی حاصل ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا ہے وہ محمود بن ربیع سے اچھے ہیں۔ کہا جاتا ہے ان کا انتقال ۹۶ھ یا ۹۷ھ میں ہوا۔ اور ذہبی نے الاعلام میں لکھا ہے کہ ان کا انتقال اسی سال ہوا۔ واللہ اعلم بالیقین۔

نافع بن جبیر بن مطعم

ابن عدی بن نوفل القرشی النوفلی المدنی اپنے باپ' عثمانؓ' علیؓ' عباسؓ' ابوہریرہؓ اور عائشہؓ وغیرہ سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔ یہ ثقہ عابد تھے اور اکثر پیدل حج کرتے تھے اور کبھی سواری پر بھی حج

کر لیتے تھے۔ان کا انتقال مدینہ میں ۹۹ھ میں ہوا۔

کریب بن مسلم

یہ ابن عباس کے غلام تھے۔ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم دغیرہ کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں۔ ان کے پاس کتابوں کا ذخیرہ تھا۔ کارہائے خیر اور دیانت میں مشہور تھے اور ثقہ لوگوں میں تھے۔

محمد بن جبیر بن مطعم

اشراف اور علماء قریش میں شمار ہوتے تھے۔ان کی بھی بہت سی روایات ہیں۔ان کا مدینہ میں انتقال ہوا ان کی عمر ۹۳ سال ہوئی۔

مسلم بن یسار

یہ ابوعبداللہ البصری ہیں۔ اپنے زمانہ میں فقیہہ اور زاہد تھے۔انہوں نے بہت سی روایات بیان کی ہیں۔ان کے زمانہ میں ان پر کسی کو فضیلت حاصل نہ تھی۔ عالم وزاہد تھے اور خشوع وخضوع کے ساتھ بکثرت نمازیں پڑھتے تھے۔

کہا جاتا ہے ایک دن یہ اپنے گھر میں بہ حالت نماز جلے ہوئے پائے گئے اور کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ مرحوم کے مناقب وفضائل بہت ہیں۔ایک مرتبہ مسجد کا ایک حصہ گر گیا۔ بازار کے تمام لوگ اس کے انہدام سے دہشت زدہ ہو گئے' لیکن یہ اس حالت میں بھی اطمینان سے نماز میں مشغول رہے۔ان کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ان کو سجدہ میں کہتے ہوئے سنا ہے اے اللہ! میں تجھ سے کب ایسی حالت میں ملاقات کروں گا تو مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ کہہ کر پھر دعا میں مشغول ہو جاتے اور کہتے جاتے میں تجھ سے کب ملاقات کروں گا کہ تو مجھ سے راضی ہوگا۔ان کی حالت نماز نہ پڑھنے کی صورت میں بھی نمازی کی سی ہمیشہ معلوم ہوتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر وقت نماز کی حالت میں ہیں۔ان کا حال اور مختصر سوانح ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔

حنش بن عمرو الصنعانی

یہ افریقہ اور بلاد مغرب کے حکمران تھے اور بالآخر افریقہ میں ہی بحیثیت غازی وفات پا گئے۔ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہت سی روایات بیان کی ہیں۔

خارجہ بن زید

یہ ابن الضحاک الانصاری المدنی فقیہہ ہیں۔ یہ مدینہ کے مفتی تھے۔ مدینہ کے متعدد فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔ علم الفرائض کا بہت اچھا علم رکھتے تھے اور تقسیم الوراثت میں مہارت رکھتے تھے۔ان کا شمار سات فقہاء میں ہوتا تھا جن کے فتویٰ پر دارومدار سمجھا جاتا تھا۔

Marfat.com

۱۰۰ھ کا آغاز

امام احمد نے نعیم بن دجاجہ کی روایت کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن ابن مسعودؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا تم کہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ لوگوں پر سو سال نہیں گزریں گے کہ زمین پر مطمئن ہوں گے اور اس امت کو فراخی ووسعت سو سال بعد ہوگی۔ اس کو صرف احمد نے بیان کیا ہے۔ ایک روایت میں اپنے بیٹے عبداللہ سے حضرت علی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اے چوزے تو نے یہ بات کہی ہے کہ سو سال گزرنے نہیں پائیں گے اور اس سرزمین کا کوئی زندہ شخص آبدیدہ نظر نہیں آئے گا اور یہ کہ اس امت کو فراخی سو سال بعد حاصل ہوگی۔ ایسا ہی صحیحین میں ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ لوگوں نے اس کے مفہوم کی غلط تعبیر کی ہے' حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا مطلب ان الفاظ سے اپنے دور کی صدی کے گزرنے سے ہے۔ اس سال کچھ لوگ عراق حکومت کے حلقہ اطاعت سے نکل گئے تو عمر بن عبدالعزیز نے عراق کے نائب عبدالحمید کو لکھا کہ ایسے لوگوں کو نرمی اور بھائی چارگی سے دعوت الی الحق دو اور ان کے ساتھ لطف ومہربانی سے پیش آؤ اور جب تک وہ فتنہ وفساد برپا نہ کریں ان سے جنگ نہ کی جائے اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنے چچازاد بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو جزیرہ سے ان مفسد خارجیوں سے لڑنے کے لیے بھیجا اور اللہ نے اس کو ان پر غلبہ عنایت کیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے خارجی لیڈر بسطام کو کہلوایا کہ آخر کیوں وہ خرج پر مائل ہوا ہے۔ اگر تو غصہ اور عناد کی بناء پر بلاوجہ صرف حصول اقتدار کے لیے محاذ آرائی پر آمادہ ہوا ہے تو میں تجھ سے زیادہ حق دار ہوں اور اس بارہ میں تو مجھ سے زیادہ اہل بھی نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو میں تجھ سے اس موضوع پر مناظرہ کرنے کو بھی تیار ہوں۔ چنانچہ خارجی لیڈر نے اپنے کچھ لوگوں کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیجا جن میں سے عمر بن عبدالعزیز نے دو آدمیوں کو بات چیت کرنے کے لیے منتخب کرلیا اور ان سے سوال کیا آخر آپ لوگ کس بات کا انتقام چاہتے ہیں؟ ان دونوں نے جواب دیا' یزید بن عبدالملک کو تمہارے بعد خلیفہ کیوں نامزد کردیا گیا ہے؟ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا' میں نے اس کو خلیفہ نہیں بنایا' کسی اور نے بنایا ہے اس پر ان دنوں نے کہا تمہارے بعد امت اس کے امین بنانے پر کیسے رضامند ہوگی؟ عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا تم مجھے اس جواب کے لیے تین دن کی مہلت دو۔ کہا جاتا ہے بنی امیہ نے انہیں زہر دلوادیا تاکہ معاملہ ان کے ہاتھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکل نہ جائے۔ واللہ اعلم۔

اسی سن میں ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی نے اہل حمص سے جنگ کی۔ یہ جنگ صائفہ میں ہوئی تھی اور اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن ہبیرہ کو الجزیرہ کا حاکم بنایا اور اسی سال یزید بن مہلب کو عراق عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھجوادیا گیا اور ان کو بصرہ کے نائب عدی بن ارطاۃ نے موسیٰ بن وجیہہ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز یزید بن مہلب اور اس کے اہل بیت سے سخت کبیدہ خاطر تھے کیونکہ وہ ان کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ ظالم اور جابر ہیں اور اسی لیے مجھے سخت ناپسند ہیں۔ چنانچہ جب یزید بن مہلب عمر بن عبدالعزیز کے سامنے پہنچا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس رقم کا مطالبہ کیا جو اس نے اس سے قبل سلیمان کو بھیجنے کے لیے لکھا تھا۔ اس مطالبہ پر یزید نے عمر بن عبدالعزیز کو جواب دیا کہ میں نے وہ بات سلیمان کو صرف اپنے دشمنوں پر رعب

Marfat.com

ڈالنے کے لیے لکھ دی تھی ورنہ میرے اور سلیمان کے درمیان رقم کا کوئی سوال ہی نہیں تھا اور میں سلیمان کے نزدیک اپنے مقام ومرتبہ کو پہنچانتا تھا۔ یزید کا یہ جواب سن کر عمر بن عبدالعزیز نے کہا میں تم سے ادھر ادھر کی بات نہیں سنتا ہوں اور میں تم کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک مسلمانوں کا پیسہ جمع نہ کردو اور پھر اس کے جیل بھیجنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن مہلب کی جگہ خراسان کی امارت پر الجراح بن عبداللہ الحکمی کو بھیج دیا۔

تھوڑی دیر بعد یزید بن مہلب کا بیٹا مخلد بن یزید عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کا یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے آپ جیسے شخص کو اس امت کا امیر المومنین بنایا ہے' ہم آپ سے محروم ہو کر بد بخت نہیں ہوں گے۔ آپ نے کس جرم میں اس بوڑھے (باپ) کو جیل میں بھیج دیا ہے' میں اس کی طرف سے مصالحت کے لیے آیا ہوں۔ کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا میں تجھ سے اس وقت تک کوئی صلح کی بات نہیں کروں گا جب تک قوم کی امانت اور مطلوبہ رقم نہ مل جائے۔ مخلد نے کہا یا امیر المومنین! اگر آپ کے پاس اس کے ثبوت ہیں جو آپ کہتے ہیں' کوئی شہادت ہے تو خیر ورنہ اس کی قسم کا یقین کیجیے اور اس کی طرف سے مجھ سے صلح کی بات پر توجہ دیجیے۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا نہیں خدا کی قسم ہرگز نہیں' اس کے پاس جو کچھ مسلمانوں کا پیسہ ہے وہ میں سب لوں گا۔ یہ سن کر مخلد بن یزید عمر بن عبدالعزیز کے پاس چلا گیا اور کچھ دنوں کے بعد خبر آئی کہ وہ مر گیا۔ اس کی موت کی خبر سن کر عمر بن عبدالعزیز نے کہا بیٹا باپ سے بہر حال بہتر تھا اور پھر عمر بن عبدالعزیز نے حکم دیا کہ یزید بن مہلب کو بالوں کا جبہ پہنا کر اونٹ پر بٹھا کر اس جزیرہ تک لے جایا جائے جہاں فاسقوں کو جلاوطن کیا جاتا ہے۔ یہ سن کر کچھ لوگوں نے یزید بن مہلب کے لیے سفارش کی تو اس کو پھر دوبارہ قید خانہ بھیج دیا گیا ابھی وہ جیل ہی میں تھا کہ عمر بن عبدالعزیز مرض الموت میں مبتلا ہو کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ یہ سن کر یزید بن مہلب جب کہ وہ بیمار تھا جیل سے نکل بھاگا۔ اس سال عمر بن عبدالعزیز نے عبداللہ الحکمی کو خراسان کی امارت سے ہٹا دیا تھا اور صرف ڈیڑھ سال اس کو اس عہدہ پر برقرار رکھا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز نے عبداللہ الحکمی کو صرف اس لیے اس عہدہ سے معزول کیا تھا کہ وہ نو مسلم کفار سے بھی جزیہ وصول کرتا تھا اور عذر یہ کرتا تھا کہ وہ جزیہ کے ڈر سے مسلمان ہوئے ہیں چنانچہ وہ اس عمل سے بیزار ہو کر بدستور کفر پر قائم رہے اور انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ عبداللہ الحکمی کو معزول کرنے سے قبل عمر بن عبدالعزیز نے اس کو لکھا کہ اللہ نے اپنے نبی کو داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا تھا ظلم کرنے اور مال جمع کرنے کے لیے نہیں بھیجا تھا اور پھر اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن نعیم القشیری کو حرب کا' عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو خراج کا انچارج بنا دیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے فرمان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی اپنے تمام عمال کو ہدایات جاری کیں اور حق کی وضاحت اور شر سے بچنے' خوف خدا دل میں رکھنے اور بندگان خدا کے لیے احساس جواب دہی کے ساتھ خدمت کرنے کی تلقین کی۔

اس خط یا فرمان میں عبدالرحمٰن بن نعیم القشیری کے نام بھی عمر بن عبدالعزیز نے جو کچھ لکھا تھا وہ یہ ہے۔ اے عبدالرحمٰن پہلے خود اللہ کا بندہ بن اور اس کے بعد اس کے بندوں کا ناصح اور خیر خواہ رہ اور اس بارہ میں کسی کی ملامت کبھی پرواہ نہ کر کیونکہ اللہ ہم سب سے اور سارے انسانوں سے زیادہ اہم ہے اس کا حق بھی سب سے بڑا ہے۔ مسلمانوں کے کسی امر کا تجھے بجز خیر خواہی اور

Marfat.com

نصیحت کے کوئی حق نہیں پہنچتا ہے جو کچھ تیرے سپرد ہے اس میں ادائے امانت کا خاص طور سے خیال رکھے۔غیر حق اور گمراہی کے راستہ پر چلنے سے بہت دور رہ کیونکہ خدا سے کوئی شخص مخفی نہیں ہے۔اس سے بچ کر نکلنے اور کسی دوسرے کے پاس پناہ لینے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔غرض کہ اس قسم کی نصائح اور ہدایات عمر بن عبدالعزیز اپنے دور خلافت میں اپنے تمام عمال وحکام کو وقتاً فوقتاً بھیجتے رہتے تھے۔

امام بخاریؒ نے صحیح میں لکھا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن عدی کو ایک مرتبہ لکھا کہ ایمان کے کچھ فرائض کچھ قیود و شرائع اور کچھ طور طریقے ہیں۔جس شخص نے ان کی تکمیل کی اس نے ایمان کی تکمیل کی اور جس نے ان کی تکمیل نہیں کی اس نے ایمان کی تکمیل نہیں کی۔اگر میں زندہ رہا تو تم سے ان چیزوں کو بیان کرتا رہوں گا تا کہ تم ان پر عمل پیرا رہو اور اگر مر گیا تو میں تمہاری صحبت کا حریص نہیں۔

اس سال دعوت بنوالعباس کا آغاز ہوا

اور اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے جب وہ وہ اس سرزمین میں مقیم تھا جو اس نے خرید لی تھی، اپنی طرف سے ایک شخص میسرہ نامی کو عراق بھیجا اور اسی دوران اس نے ایک دوسرا گروہ خراسان بھیجا جہاں جراح بن عبداللہ الحکمی معزول ہونے سے پہلے حکمران تھا۔اس گروہ میں محمد بن خنیس، ابوبکر بن عکرمہ السراج، جہان العطاء جو ابراہیم بن مسلمہ کا ماموں تھا۔ان لوگوں کو محمد بن علی نے اپنے پاس آنے اور اہل بیت سے ملاقات کی دعوت دی۔چنانچہ ان میں سے کچھ آدمی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے آکر ملے۔جن سے مل کر وہ بے حد خوش ہوا اور ان لوگوں کو اپنا ہم راز بنالیا، یہ گویا ابتداء تھی بنوعباس کی حکومت کی داغ بیل پڑنے کی اور بنوعباس کی حکومت کی ابتدائی کامیابی کے آثار محمد بن علی بن عبداللہ وغیرہ کو اس لیے خصوصیت سے نظر آنے لگے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد بنوامیہ کی حکومت میں اضمحلال وانحطاط کے آثار پیدا ہونے لگے تھے جس کا حال آگے چل کر معلوم ہوگا۔اس موقع پر ابوعکرمہ السراج کے باپ ابومحمد الصادق نے موقع غنیمت سمجھ کر محمد بن علی بن عبداللہ کے بارہ نقیب ومحافظ مقرر کر دیئے جن کے نام یہ ہیں: سلیمان بن کثیر خزاعی، الاہنر بن قریظ التمیمی، قحطبہ بن شبیب الطائی، موسیٰ ابن کعب التمیمی، خالد بن ابراہیم، ابوداؤد بن بنی عمرو بن شیبان بن ذہل، القاسم بن مجاشع التمیمی، عمران بن اسماعیل ابوالنجم مولیٰ لال ابی مغیط، مالک بن الہیثم الخزاعی، طلحہ بن زریق الخزاعی، عمرو ابن اعین ابوہنرہ فزاعہ کا غلام، شبل بن طہان ابوعلی الہروی بنی حنیفہ کا غلام اور عیسیٰ ابن اعین فزاعہ کا غلام اس نے ستر مزید آدمی اس کے لیے بھرتی کر لیے اور ان سب کی بابت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو لکھ کر مطلع کر دیا اور ان کے کردار وسیرت اور جذبہ قربانی کا تذکرہ بھی اس کو لکھا۔اس سال ابوبکر بن محمد بن حزم نائب مدینہ نے لوگوں کو حج کرایا اور جو لوگ معزول ہوئے تھے ان کو چھوڑ کر دوسروں کو بھی حج کرایا۔اس سال عمر بن عبدالعزیز خلافت کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے حج نہیں کر سکے لیکن وہ مدینہ خطوط کے ذریعہ اپنے نائب کو حکم دیتے تھے کہ وہ ان کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک پر درود وسلام پڑھے۔اس کا ذکر بھی بعد میں آئے گا۔

Marfat.com

اس سال جولوگ انتقال کر گئے

سالم بن ابی الجعد الاشجعی:

زیاد عبداللہ' عبیداللہ' عمران اور مسلم کے بھائی تھے' یہ جلیل القدر تابعی گزرے ہیں انہوں نے ثوبان' جابر' عبداللہ بن عمر' نعمان بن بشیر وغیرہ سے روایات بیان کی ہیں اوران سے قتادہ' اعمش اور دوسرے لوگوں نے روایات بیان کی ہیں۔ یہ ثقہ اور سخی بزرگ تھے۔

ابوامامہ سہل بن حنیف:

یہ انصاری اوسی اور مدنی ہیں' رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کو دیکھا اور اپنے باپ' عمرؓ' عثمانؓ' زید بن ثابتؓ' معاویہ اور ابن عباسؓ سے حدیثیں بیان کی ہیں اور خود ان سے بھی زہری' ابن حازمؒ اور ایک جماعت نے احادیث بیان کی ہیں۔ زہری نے بیان کیا ہے یہ انصاریوں میں ذی مرتبت اور عالم تھے' ان کے بیٹے بدر کی جنگ میں شریک تھے یوسف بن الماجشون نے عتبہ بن مسلم کے حوالہ سے کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے مخالفین نے ان کو جمعہ کی نماز کے لیے جانے سے روک دیا تو ان کی جگہ جمعہ کی نماز ابوامامہ سہل بن حنیف ہی نے پڑھائی تھیں ان کا انتقال ۱۰۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ابوالزہراویہ حدیر بن کریب الحمصی:

جلیل القدر تابعی گزرے ہیں۔ انہوں نے ابوامامہ صدی بن عجلان اور عبداللہ بن بسیر کو سنا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابوالدرداء کا زمانہ بھی پایا ہے۔ لیکن صحیح بات تو یہ ہے کہ ان کی ابوالدرداء اور خذیفہ سے روایات مرسل ہیں۔ ان کے اہل بلد نے ان سے احادیث بیان کی ہیں۔ ابن معین وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ لیکن ان کی عجیب تر وہ روایت وہ ہے جو انہوں نے قتیبہ کے قول کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ ان سے ابی الزاہراویہ نے بیان کیا کہ میں غنودگی کی حالت میں بیت المقدس کے گنبد میں بیٹھا تھا کہ مسجد کے خادموں نے دروازہ بند کر دیا اور مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے فرشتوں کی تسبیح کی آوازیں سنیں اور میں دہشت زدہ ہو کر اچھل پڑا۔ اچانک فرشتوں نے صف بندی کر لی تو میں بھی ان کی صف میں شامل ہو گیا۔ ابوعبیدہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کا انتقال ۱۰۰ھ میں ہوا۔

ابوطفیل عامر بن واثلہ:

یہ ابن عبداللہ بن عمرو اللیثی الکنانی ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے آخری دیدار کرنے والوں میں ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت موجود تھے۔ کہتے تھے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں رکن کو چھڑی کی موٹھ سے بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ نبی ﷺ کی کیفیت بھی بیان کرتے تھے۔ انہوں نے ابوبکرؓ' عمرؓ' علیؓ' معاویہؓ' ابن مسعودؓ سے روایات بیان کی ہیں اور خود ان سے زہری' قتادہ' عمرو بن دینار' ابوالزبیر اور تابعین کی ایک جماعت نے احادیث بیان کی ہیں۔ یہ علی ابن ابی طالب کے انصار میں

Marfat.com

تھے اس لیے ان کے ساتھ ان کی تمام جنگوں میں شریک تھے' لیکن وہ بعض لوگوں کے انتقام کا شکار بھی ہوئے اس لیے کہ وہ مختار بن ابی عبیدہ کے ساتھ تھے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ جنگ میں حضرت علیؓ کے جھنڈے کے حامل بھی تھے اور انہی کو ان کے علمبردار ہونے کا شرف حاصل رہتا تھا۔ روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس آ کر کہتے تھے جس نے علیؓ کو کھو دیا اس نے سب کچھ کھو دیا۔ لوگ ان سے پوچھتے تم علیؓ سے کیسی محبت کرتے ہو تو جواب دیتے ایسی محبت کرتا ہوں جیسی موسیٰ کی ماں موسیٰ سے کرتی تھی اور اگر اس میں کوتاہی ہو تو اللہ سے شکایت کروں گا۔

کہا جاتا ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا مبارک زمانہ پایا تھا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی کے آخری ساٹھ سال ابوطفیل کی نظروں کے سامنے گزرے تھے۔ کہا جاتا ہے ۱۰۰ھ میں اور بعض لوگوں کے نزدیک ۱۰۷ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔ سلمہ بن حجاج کا بیان ہے یہ آخری صحابی رسولؐ تھے جن کا انتقال ۱۰۰ھ میں ہوا۔

ابوعثمان النہدی:

ان کا پورا نام عبدالرحمٰن بن مل البصری ہے' انہوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا تھا۔ دو مرتبہ ایام جاہلیت میں بھی حج کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایمان لے آئے تھے لیکن آپ کو دیکھ نہیں پائے تھے اور عمال نبی ﷺ کو تین بار زکوٰۃ بھی ادا کر چکے تھے' آئمہ حدیث ایسے لوگوں کو مخضرمی کہتے ہیں انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں مدینہ ہجرت کی تھی۔ چنانچہ ان سے علیؓ' ابن مسعودؓ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے احادیث سنی تھیں۔ یہ سلمان فارسی کی صحبت میں بارہ برس رہے۔ ان کی تجہیز وتکفین بھی اپنے ہاتھوں سے کی۔ ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں جن میں ایوب' حمید الطویل' سلیمان بن طرخان التیمی شامل ہیں۔

عاصم الاحول کا بیان ہے میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے زمانہ جاہلیت بھی پایا ہے جب سیسہ کے بنے ہوئے یغوث بت کو بلا بالوں والے اونٹ پر رکھ کر لوگ وادی میں لے جا کر کہتے تھے تمہارے رب نے تمہارے لیے یہ وادی پسند کر لی ہے اور میں نے نبی کریم ﷺ کا عہد مبارک بھی پایا ہے' ابوعثمان النہدی کہا کرتے تھے میں آنحضور ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لایا اور تین بار زکوٰۃ بھی ادا کر چکا ہوں اور جنگ یرموک' قادسیہ' جلولاء اور نہاوند کی جنگوں میں بھی شرکت کر چکا ہوں۔ ابوعثمان صائم الدہر اور قائم اللیل تھے اس قدر نمازیں پڑھتے تھے کہ بے ہوش ہو جاتے تھے انہوں نے ساٹھ بار حج کیا تھا۔

سلیمان التیمی بیان کرتے ہیں میں اس سے اس لیے محبت کرتا ہوں کہ وہ گناہ کے قریب نہیں جاتا۔ ثابت البنانی ابن عثمان کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں' ابوعثمان کہا کرتے تھے' مجھے معلوم ہے کہ میرا رب مجھے کب یاد کرتا ہے' میں بھی اسے اسی وقت یاد کرنے لگتا ہوں۔ ثابت نے کہا' تم کو کیسے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تم کو یاد کرتا ہے تو اس نے قرآن کی یہ آیت سنا دی:

﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ﴾

میں جب خدا کو یاد کروں گا وہ بھی مجھے یاد کرے گا۔ پھر قرآن میں خدا کہتا ہے:

Marfat.com

﴿ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ﴾.

کہا جاتا ہے ان کی عمر ایک سو تیس سال ہوئی' یہ ہشیم وغیرہ کا بیان ہے۔ لیکن مدائنی وغیرہ کا قول یہ ہے کہ ان کا انتقال ۱۰۰ھ ہجری میں ہوا۔ فلاش کہتا ہے ۹۵ ہجری میں ہوا۔ لیکن صحیح یہی ہے ان کا انتقال ۱۰۰ ہجری میں ہوا۔ اسی سال عمر بن عبدالعزیز کا انتقال بھی ہوا۔

۱۰۱ھ کا آغاز

اس سال یزید بن مہلب نے جیل سے اس وقت بھاگنے کا پروگرام بنایا جب اس کو معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز بستر مرگ پر ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ فلاں جگہ گھوڑے اور بعض روایات کے مطابق اونٹ لے کر پہنچ جائیں اور جب اس کو سواری پہنچنے کا یقین ہوگیا تو وہ جیل سے باہر نکلا اس کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے اور اس کی بیوی عاتکہ بنت الفرات العامریہ بھی تھی۔ یزید جب اپنی سواری پر وہاں سے چل نکلا تو اس نے عمر بن عبدالعزیز کو اس مضمون کا خط لکھا ہے کہ میں خدا کی قسم تمہاری بیماری کی اطلاع پانے کے باوجود جیل سے فرار نہ ہوتا لیکن مجھے اندیشہ تھا کہ یزید بن عبدالملک مجھے اپنے ارادہ کے مطابق جیل کرا دے گا اس لیے میں جیل سے باہر آ گیا۔

جب عمر بن عبدالعزیز کو یزید مہلب کے جیل سے فرار ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر یزید اس امت کو کوئی گزند یا نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی شرارت سے اس امت کو محفوظ رکھنا۔ اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کے مرض میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا اور وہ خناضرہ کے مقام پر جو حما اور حلب کے درمیان واقع ہے جمعہ کے دن انتقال کر گئے۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال سے کچھ متجاوز تھی۔ بعض لوگوں کے نزدیک ان کا انتقال ۱۰۰ھ میں ہوا اور بعض کے نزدیک ۱۰۱ھ میں ہوا۔ تاریخ وفات ۲۵ رجب ۱۰۱ھ اور بدھ کا دن تھا۔ ان کی مدت خلافت مشہور قول کے مطابق دو سال پانچ ماہ اور چار دن تھی۔ عمر بن عبدالعزیز امام عادل' انصاف پسند حاکم اور نہایت متقی و پرہیز گار' خلیفہ راشد گزرے ہیں جو عدل وانصاف کے تقاضوں اور اسلامی شریعت کے نفاذ میں کسی امر کی پرواہ نہیں کرتے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سوانح حضرت عمر بن عبدالعزیز المشہور رحمۃ اللہ علیہ

عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن الشمس بن عبد مناف ابو حفص القرشی الاموی المعروف ومشہور امیر المومنین ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ ام عاصم لیلیٰ بنت عاصم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں کہا جاتا ہے بنی مروان میں سب سے زیادہ غیر محتاط اور باعتبار ناقص عدل تھے۔ ان کے ناقص ہونے کا ذکر بعد میں آئے گا۔ عمر بن عبدالعزیز نہایت جلیل القدر تابعی تھے' انہوں نے انس بن مالک' سائب بن یزید' یوسف بن عبداللہ بن سلام' یوسف صحابی صغیر اور بہت سے دیگر تابعین سے روایات بیان کیں اور ان سے بھی تابعین وغیرہ کی جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کی بیعت خلافت ان کے ابن عم کے بعد عمل میں آئی تھی عمر بن عبدالعزیز کی پیدائش ۶۱ھ ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی ان کے بھائی تو بہت سے تھے لیکن ان کے حقیقی بھائی ابوبکر' عاصم اور محمد تھے۔ بکیر نے لیث کی روایت بیان کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ ایک آدمی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے خواب میں عمر بن عبدالعزیز کو پیدا ہوتے دیکھا کہ آسمان اور زمین کے درمیان کوئی منادی اعلان کر رہا ہے تمہارے پاس ایک نرم خو انسان آیا ہے جو دین اور عمل صالح کی نمازیوں کو تلقین لے کر آیا ہے۔ جب میں نے اس سے پوچھا وہ شخص کون ہے تو زمین پر تین حرف لکھ دیئے۔ ع۔ م۔ ر۔

عمر بن عبدالعزیز کے غلام ابوعلی مروان کا بیان ہے کہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز اپنے باپ کے اصطبل میں چلے گئے۔ وہاں گھوڑے نے ان کو لات ماردی جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ ان کے والد ان کا خون صاف کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے اگر تو بنی امیہ میں زخم خوردہ رہا تو سعید رہے گا۔ اسی طرح ضمام بن اسماعیل ابی قبیل کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن بچپن میں عمر بن عبدالعزیز رو رہے تھے ان کی ماں کو اس کی خبر ہوئی' انہوں نے ان کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا بیٹا کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا مجھے موت یاد آ رہی ہے' یہ سن کر ان کی ماں بھی رونے لگیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بچپن میں قرآن بھی جمع کیا تھا۔ ضحاک بن عثمان الخزامی کا بیان ہے ان کے باپ نے ان کی تربیت وتادیب کے لیے صالح بن کیسان کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ جب ان کے باپ نے حج کیا تو ان کو مدینہ لے گئے۔ وہاں ان سے ایک شخص نے کہا' اس لڑکے سے زیادہ کسی کے دل میں میں نے اللہ کی ایسی عظمت نہیں پائی جیسی اس کے دل میں ہے۔

یعقوب بن سفیان کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز کو باجماعت نماز میں تاخیر ہو گئی اس پر صالح بن کیسان نے ان سے جواب طلب کیا کہ تم کس کام میں مصروف تھے کہ نماز میں شریک نہیں ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کنگھی سے اپنے بال سنوار رہا تھا۔ انہوں نے کہا تم نے بالوں کی تزئین کو نماز سے مقدم سمجھا اور ان کے باپ کو مصر لکھا بھیجا' ان کے باپ نے کسی قاصد کو بھیجا اور جب تک اس نے آ کر ان کے بال مونڈ نہ دیئے کلام نہ کیا۔

ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز عبیداللہ بن عبداللہ سے کسی مسئلہ پر بحث کر رہے تھے۔ عبیداللہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید عمر بن عبدالعزیز علی کو تنقیص کر رہے ہیں' چنانچہ جب عمر بن عبدالعزیز ان کے پاس آئے تو عبداللہ سخت ناراض معلوم ہوتے تھے' انہوں نے ان سے کوئی بات نہیں کی اور نماز کے لیے نیت باندھ لی' عمر بن عبدالعزیز وہیں بیٹھے رہے اور عبداللہ کے نماز ختم کرنے کے منتظر رہے اور جب انہوں نے سلام پھیر لیا تو عمر بن عبدالعزیز سے مخاطب ہو کر کہا' تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر سے ناراض ہے اور ان کو معاف کر دینے کے بعد پھر ان سے ناراض ہو گیا ہے۔ یہ بات سن کر عمر بن عبدالعزیز نے عبداللہ سے دل سے معذرت چاہی اور کہا آئندہ مجھ سے ایسی کوتاہی نہیں ہو گی اور اس کے بعد انہوں نے کبھی علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بجز خیر کے نہیں کیا۔

داؤد بن ابی ہند نے کہا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز ہمارے پاس اس دروازہ سے داخل ہوئے اور پھر مسجد نبویؐ کے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا ہمارے اوپر ایک فاسق نے اپنا بیٹا مسلط کر دیا ہے جو فرائض وسنن کی تعلیم دیتا ہے اور اس کا یہ بھی گمان ہے کہ اسے موت نہیں آئے گی تاوقتیکہ وہ خلیفہ نہ بن جائے اور عمر کی طرح زندگی نہ گزارے۔ داؤد نے کہا قسم

ہے اللہ کی وہ شخص نہیں مراحتیٰ کہ ہم نے اس کو پایا ہے۔

زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی ذہانت اور شعور کا پتہ اسی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم کے حریص اور ادب کی طرب بہت مائل تھے۔ جب ان کے والد مصر کے والی تھے اور وہ کم سن تھے ان کے والد نے ان کو اپنے ساتھ مصر لے جانا چاہا تو انہوں نے بڑے ادب سے اپنے باپ سے کہا' آج جو کچھ سوچ رہے ہیں وہ ٹھیک ہی ہوگا۔ لیکن جو کچھ میرے ذہن میں ہے وہ میرے اور آپ کے لیے مفید ہے۔ آپ مجھے مدینہ بھیج دیجیے میں فقہاء علماء کی صحبت میں علوم کے حصول کے ساتھ آداب زندگی اور علمی مجلس سے متعلق بہت سی باتیں سیکھ لوں گا۔ باپ نے بیٹے کی اس عمدہ تجویز سے اتفاق کرلیا اور ان کو مدینہ بھیج دیا جہاں وہ بزرگوں، فقیہوں اور مشائخ قریش کی صحبت میں رہے اور نوجوانوں کی صحبت سے گریزاں رہے حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز مزرول بہت بہت مشہور ہوگیا اور جب ان کے باپ کا انتقال ہوا تو ان کے چچا امیر المومنین عبدالملک بن مروان نے ان کو اپنی اولاد کی طرح اپنے پاس رکھا اور بہت سی چیزوں میں ان کو آگے بڑھایا۔ حتیٰ کہ اپنی بیٹی فاطمہ ان کے نکاح میں دے دی۔ شاعر نے اسی موقع پر یہ شعر کہا:

بنت الخليفه والخليفه جدها　　اخت الخليفه والخليفه زوجها

''خلیفہ کی بیٹی اور خلیفہ کی پوتی　خلیفہ کی بہن اور خلیفہ کی زوجہ محترمہ''

شاعر کا بیان ہے۔ غالباً ان صفات کی کوئی عورت آج تک ان کی نظر سے نہیں گزری۔

علبتی کہتا عمر بن عبدالعزیز پر دو چیزوں پر رشک کیا جاسکتا ہے ایک ان کی دولت' دوسرے ان کے چلنے کے انوکھے انداز پر۔ انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مال ودولت' گھوڑے' اونٹ وغیرہ کے ساتھ اتنا کچھ باپ کے ترکہ میں سے حاصل کیا جو کم ہی لوگوں کو ملتا ہے۔ ایک دن ان کے چچا عبدالملک نے ان کی نرالی اور انوکھی چال ڈھال کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب میں کہا' میرے جسم میں ایک زخم' چچا نے پوچھا' وہ جسم کے کس حصہ میں ہے؟ اس کا جو جواب انہوں نے مجبوراً چچا کو دیا' اس کو سن کر ان کے چچا نے اپنے مصاحب سے کہا' اگر یہ سوال کسی اور عرب سے کیا جاتا تو یہ جواب سننے کو نہ ملتا۔ جب عبدالملک کا انتقال ہوا تو عمر بن عبدالعزیز نے ستر دن تک اپنے معمول کے لباس کے نیچے ٹاٹ پہنے رکھا' ولید نے ان کو انہی مقامات کا اپنے عہد میں حکمران بنایا جہاں ان کے والد حکمران تھے یعنی مکہ اور مدینہ اور طائف کی ولایت ان کے پاس ۸۶ھ سے ۹۳ھ تک رہی۔ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو اپنے عہد ولایت ۶۲ھ، ۹۳ھ میں حج بھی کرایا۔ انہوں نے اپنی مدت ولایت میں مسجد النبی کی ولید کے حکم سے تعمیر وتوسیع کرائی۔ اس دوران ان لوگوں کے ساتھ بہترین معاشرتی اور عادلانہ سلوک رہا۔ انہیں جب کوئی مشکل پیش آتی تو تمام مدینہ کے فقہاء کو جمع کرلیا کرتے تھے' ان کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ ان فقہاء کے نام یہ ہیں: عروہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ' ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام' ابوبکر بن سلیمان بن خثیمہ' سلیمان بن یشار' قاسم بن محمد بن حزم' سالم بن عبداللہ' عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور خارجہ بن زید بن ثابت۔ وہ سعید بن المسیب کے قول اور مشورہ کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے تھے۔ یاد رہے کہ سعید بن مسیب عمر بن عبدالعزیز کے سوا کسی خلیفہ کے پاس مدینہ میں چل کر نہیں جاتے تھے۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالکؓ سے ثابت ہے' وہ کہا کرتے تھے میں نے اس نوجوان کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز میں جو مشابہت رسول اللہ ﷺ کی نماز سے پائی ہے وہ مجھے کہیں اور نہیں ملی۔ عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ میں نماز پڑھاتے تھے تو قیام وقعود ہلکا اور رکوع وسجود طویل کرتے تھے اور ایک صحیح روایت کے مطابق وہ رکوع وسجود میں دس دس بار تسبیحات پڑھا کرتے تھے۔

لیث ابی النضر المدینی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلیمان کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس سے آتے ہوئے دیکھا تو سوال کیا۔ کیا عمر بن عبدالعزیز کے پاس آرہے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں' میں نے کہا کچھ تعلیم دے کر آئے ہو' اس کا جواب انہوں نے دیا' اللہ کی قسم وہ تم سب لوگوں سے زیادہ عالم اور واقف ہیں۔ میمون بن مہران کا کہنا ہے علماء عمر بن عبدالعزیز کے سامنے شاگرد معلوم ہوتے تھے۔

لیث نے بتایا مجھے ایک شخص نے جو ابن عمر اور ابن عباس کے زمانہ میں ان کا مصاحب اور الجزیرہ کا حاکم تھا' بتایا کہ ہم جو بھی مسئلہ عمر بن عبدالعزیز کے سامنے رکھتے ہیں اس کی اصل وفرع کا ان کو مفصل علم ہوتا اور علماء ان کے سامنے تلامذہ لگتے ہیں۔ عبداللہ بن طاؤس کہتے ہیں میں نے اپنے باپ اور عمر بن عبدالعزیز کو بعد نماز عشاء مسجد میں کسی گفتگو میں ایسا مشغول پایا کہ صبح ہوگئی اور جب دنوں بات چیت کر کے علیحدہ ہوئے تو میں نے بابا سے پوچھا یہ کون شخص ہے جس سے آپ بات کر رہے تھے انہوں نے جواب دیا یہ عمر بن عبدالعزیز اس گھرانہ یعنی اہل بیت میں بنی امیہ کے صالح ترین شخص ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں ہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس صرف اس لیے آتے تھے کہ آپ کے علم سے استفادہ کریں۔

امام مالک کا کہنا ہے جب عمر بن عبدالعزیز مدینہ کی حکمرانی سے معزول ہوئے تو یہ ۹۳ھ تھا تو آپ مدینہ سے نکل کر رونے لگے اور اپنے غلام سے کہا اے مزاحم ہمیں اندیشہ ہے مدینہ نے ہمیں اس طرح نکال باہر کیا ہے جس طرح لوہے کی بھٹی لوہے کے میل کو باہر نکال کر پھینک دیتی ہے اور اس کے بعد سویداء میں اپنے مکان میں کچھ دنوں کے لیے قیام پذیر رہے اور اپنے عم زاد بھائی ولید کے پاس دمشق چلے گئے۔

اسماعیل بن ابی حکیم کہتے ہیں میں نے عبدالعزیز کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں جب مدینہ میں تھا کوئی آدمی مجھ سے زیادہ علم وبصیرت نہیں رکھتا تھا اور جب سے شام آیا ہوں سب کچھ بھول گیا ہوں۔ عقیل زہری کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز نے کہا' مجھے ایک روز ولید نے دوپہر کے وقت بلوا بھیجا جب میں وہاں پہنچا تو وہ بڑے خواب موڈ میں تھا۔ اس نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ولید بولا تم اس شخص کے بارہ مین کیا کہتے ہو؟ جو خلفاء کو گالیاں دیتا ہے کیا اس کو قتل کر دیا جائے اس پر خاموش رہا۔ اس نے پھر یہی سوال کیا اور پھر میں خاموش رہا۔ پھر اس نے اپنی بات دہرائی تو میں نے کہا تو کیا امیر المومنین اس کو قتل کر دیا جائے گا؟ ولید نے کہا نہیں لیکن وہ گالیاں جو دیتا ہے اس پر میں نے کہا اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔ اس پر وہ غضب آلود ہوگیا اور اپنے اہل خانہ کے پاس چلا گیا۔

عثمان بن زبیر کا بیان ہے ایک روز سلیمان بن عبدالملک اپنی فوجوں کا جائزہ لینے کے لیے باہر نکلا' عمر بن عبدالعزیز بھی اس کے ساتھ تھے سلیمان بن عبدالعزیز سے مخاطب ہو کر کہنے لگا' دیکھو یہ ہمارے خدم وحشم جمال وبغال پیدل اور سواروں سے ہماری

Marfat.com

کیا شان ہے' عمر بن عبدالعزیز نے چھوٹتے ہی کہا یہ مادی دنیا کے ساز وسامان ہیں جو سب فنا ہو جانے والے ہیں لیکن ان کی جواب دہی سے آپ نہیں بچ سکیں گے' اس کا بھی ذرا خیال رکھیں تو بہتر ہوگا۔ عرفہ کے میدان میں سلیمان اور عمر بن عبدالعزیز کو ایک ساتھ قیام کا اتفاق ہوا تو عمر بن عبدالعزیز نے سلیمان سے کہا' آج یہ سب ہجوم عرفات کے میدان کا آپ کی رعایا ہے لیکن انہی کے متعلق آپ سے سوال ہوگا اور یہ آپ کے خلاف دعویدار بن کر کھڑے ہوں گے تو قیامت کے دن کیا جواب دو گے؟ عمر بن عبدالعزیز کے یہ الفاظ سن کر سلیمان رو پڑا اور کہا باللہ نستعین۔ ہم اللہ کی مدد چاہیں گے۔

عمر بن عبدالعزیز کے متعلق اخبار وآثار

عبداللہ بن دینار نے حضرت ابن عمرؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ کیسی عجیب بات ہے' لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک آل عمرؓ میں ایک ایسا شخص پیدا نہ ہوگا جو عمر کی سی زندگی گزارے گا لوگوں کا خیال ہے کہ ایسا شخص بلال بن عبداللہ بن عمر ہو سکتے ہیں اور اس کے بعد ابن عمرؓ نے کہا کہ اس کے چہرہ پر نشان بھی ہوگا لیکن ایسا کوئی شخص بھی بجز عمر بن عبدالعزیز کے اور کوئی نہیں ہے انہی کی والدہ عاصم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی بیٹی ہیں۔

اسماء نافع کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ہمیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہنچا ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے میری اولاد میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کے چہرہ پر کوئی علامت ہوگی' وہ دنیا کو عدل سے بھر دے گا۔ ریاح بن عبیدہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نماز کو نکلے تو ایک بوڑھا آدمی ان کے ہاتھ کے سہارے چل رہا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا بوڑھا عجیب انداز سے بچا بچا چل رہا ہے۔ جب عمر بن عبدالعزیز نماز پڑھ چکے اور اندر آئے تو میں نے ان سے پوچھا امیر المومنین یہ بوڑھا شخص کون تھا جس کو آپ اپنے ہاتھ کا سہارا دیئے ہوئے تھے؟ امیر المومنین نے جواب دیا۔ اے ریاح تم نے دیکھا نہیں یہ کون ہو سکتے ہیں؟ میں نے کہا بظاہر کوئی صالح آدمی معلوم ہوتے تھے۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا یہ میرے بھائی خضر تھے جو تعلیم دینے اور اس امت کی بھلائی کے متعلق مجھے کچھ بتانے آئے تھے تاکہ میں اس کو عدل وانصاف سے بھر دوں۔

علی بن خولہ نے ابی عنبس کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک نوجوان آیا جس کے جسم پر کپڑوں کے کچھ ٹکڑے تھے' اس نے خالد کا ہاتھ پکڑا اور کہا کیا ہمیں کوئی آنکھ دیکھ رہی ہے؟ میں نے کہا' تم پر تو دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے دو کان متعین ہیں' یہ سن کر اس نوجوان کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اس کے بعد وہ خالد کا ہاتھ چھوڑ کر تیزی سے واپس چلا گیا' میں نے کہا یہ کون تھا؟ خالد نے بتایا یہ عمر بن عبدالعزیز تھے اور اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو تم ایک روز دیکھ لو گے یہ شخص امام ہدیٰ نکلے گا۔ اور یہ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب سلیمان کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے وزیر رجاء بن حیوہ کو طلب کر کے اسے ولی عہد بنانے کے بارہ میں مشورہ کیا اور آخر کار اس نے ایک وصیت نامہ تیار کیا اور اس کو سربہ مہر کر دیا جس کا کسی کو علم نہ تھا اس میں اس نے اپنے بعد عمر بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اس چیز کا علم سوائے سلیمان اور اس کے وزیر رجاء کے کسی کو نہ تھا۔ اس کے بعد اس نے صاحب الشرطہ کو یہ حکم دیا کہ تمام امراء ورؤساء کو بنی مروان کے سامنے جمع کیا جائے۔

Marfat.com

چنانچہ سب لوگوں نے خط کو کھولنے سے پہلے اس شخص کے لیے بیعت کا عہد کیا' جس کا اس میں تذکرہ تھا اور اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور جب خلیفہ کا انتقال ہو گیا تو ان سب امراء رؤساء کو رجاء بن حیوہ نے پھر طلب کیا اور سلیمان کی موت کا حال بتانے سے قبل اس خط کو کھولا گیا اور سب کے سامنے پڑھا گیا اور پھر سب نے پہلے سے طے شدہ فیصلہ کے مطابق عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر بیعت کی اور وہ منبر پر بیعت لینے کے لیے بیٹھے۔ بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز دیگر ضروری امور سے فارغ ہو کر خلیفہ کے اصطبل میں گئے' وہاں ایک گھوڑے پر سواری کرنا چاہی۔ لوگوں نے آپ کو منع کر دیا کہ گھوڑے بہت سرکش ہیں مبادا آپ کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ یہ سن کر آپ نے ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا اور اپنا خچر منگوایا اور اس کے بعد حکم دیا کہ خلیفہ کے اصطبل میں جتنے قیمتی گھوڑے ہیں وہ سب فروخت کر دیئے جائیں اور ان کی قیمت بیت المال میں جمع کرا دی جائے۔ وہ اپنا سارا وقت امور مملکت اور مہمات خلافت میں گزارتے تھے حتیٰ کہ جو وقت ان کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ گزارنا چاہیے تھا اس کا بھی بیشتر وقت امور خلافت کی نذر ہو جاتا تھا۔ یہ امر ان کی اہلیہ فاطمہ کو بہت شاق تھا چنانچہ گھر میں وہ اکثر و بیشتر نہایت افسردہ رہنے لگیں' مگر عمر بن عبدالعزیز کا سب کے لیے ایک ہی جواب تھا کہ اب یہ وقت مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف ہے۔ فراغت وفرصت کا وقت اب کسی کے لیے میرے پاس نہیں ہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنی بیوی سے بھی کہہ دیا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو انہی مصروف اوقات کے ساتھ میرے ساتھ رہ سکتی ہو' ورنہ اپنے میکہ چلی جاؤ۔ اس پر ان کی بیوی فاطمہ بہت روئیں اور گھر میں گریہ وزاری کا افسردہ ماحول پیدا ہو گیا اگرچہ گھر ہی کے کسی فرد نے امیر المومنین سے اس سرد مہری اور گھر سے بے نیازی کی ان اشعار میں شکایت بھی کی ہے مگر عمر بن عبدالعزیز کی بیوی اسی ماحول میں زندگی گزارنے پر راضی ہو گئیں۔

قد جاء شغل شاغل وعدلت عن طریق السلامة

''مشغول رہنے والا کام ضرور آپ کو ملا ہے لیکن سلامتی کے راستہ سے آپ ہٹ گئے ہیں''

ذهبت الفراغ فلا فراغ لنا الیٰ یوم القیامة

''فراغت کا وقت تو چلا گیا اب ہمارے لیے قیامت تک فراغت وفرصت کہاں''

عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی بیعت کے بعد جو پہلا خطبہ دیا' اس میں لوگوں کو مخاطب کر کے آپ نے حمد ونعت ثنا کے بعد فرمایا:

''جو ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے اسے پانچ چیزوں کا عہد کرنا ہوگا۔ اول وہ ہمارے پاس سے اپنی ایسی ضرورت کا طلبگار ہوگا جو اس کے بس کی بات نہ ہو۔ دوسرے خیر میں اپنی کوشش سے ہمارے ساتھ تعاون کرے۔ تیسرے خیر سے ہماری رہنمائی ایسی چیزوں کی طرف کر سکے جس کی طرف ہماری نظر نہیں پہنچی ہے۔ چوتھے ہم میں سے کسی کو دھوکہ وفریب نہ دے۔ پانچویں لایعنی اور بے کار باتوں کی طرف ہم کو متوجہ نہ کرے''۔

یہ باتیں سن کر شعراء وخطباء کے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ لیکن فقہاء اور زہاد ان کی باتوں سے مطمئن ہو گئے اور انہوں نے

Marfat.com

کہا ہم ایسے انسان سے اس وقت تک علیحدہ نہیں ہوگے جب تک اس کا عمل اس کے قول کے خلاف نہ ہوگا۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں جب عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو انہوں نے محمد بن کعب' رجاء بن حیوہ' سالم بن عبداللہ سے کہا' آپ لوگوں کو معلوم ہے مجھ پر ناگہانی اور عظیم ذمہ داری آپڑی ہے اور ایک عظیم ابتلاء میں پڑ گیا ہوں۔ اب تم لوگ بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے اس پر محمد بن کعب نے کہا:

''بڑے بوڑھوں کو باپ' جوانوں کو بھائی اور چھوٹے بچوں کو اولاد سمجھو۔ باپ کے ساتھ نیکی و بھلائی سے پیش آؤ۔ بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور اولاد پر عطوفت وشفقت کرو''۔

رجاء بن حیوہ نے کہا:

''عام لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کرو' جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور جس چیز کو اپنے لیے ناپسند سمجھتے ہو عوام الناس کے لیے بھی اسے ناپسند سمجھو اور تم کو یہ بھی ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ تم پہلے خلیفہ ہو جو بالآخر ایک دن مروگے''۔

سالم نے اپنے جواب میں کہا:

''ایک بات گرہ میں باندھ لو' لذات وشہوات دنیا کی طرف سے کان بہرے کرلو اور موت کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ عمر بن عبدالعزیز نے ان لوگوں کے جوابات سن کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا''۔

عمر بن عبدالعزیز نے خطبہ دیا تو کہا:

''لوگو! قرآن کے بعد الہامی کوئی کتاب نہیں اور محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ میں قاضی نہیں ہوں' صرف فیصلوں کا نفاذ کرنے والا ہوں۔ میں مبتدع نہیں ہوں' میں تو صرف متبع ہوں' ظالم امام سے بھاگنے والا ظالم نہیں کہلائے گا۔ ظالم امام ہی دراصل عاصی وگنہگار ہے۔ لوگو! آگاہ رہو' خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی''۔

ایک روایت کے مطابق انہوں نے کہا:

''لوگو! میں تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں''۔

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا:

''لوگو! تم کو خدا نے عبث پیدا نہیں کیا ہے اور تم یوں ہی بلا حساب کتاب نہیں چھوڑ دیئے جاؤ گے' تمہارے لیے یوم میعاد برپا ہوگا جس میں خدا اپنے فیصلہ نافذ کرے گا اس دن جو اللہ کی رحمت سے نکل گیا وہ خاسر ونامراد ہوگیا اور اس جنت سے محروم رہا جس کی پہنائی آسمان اور زمین تک پھیلی ہوئی ہے۔ کیا تم جانتے ہو یوم آخرت سے وہی محفوظ رہے گا جو خوف خدا رکھتا ہوگا اور فانی دنیا کے عوض باقی رہنے والی آخرت کو خرید لے گا''۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہے ہیں:

''اے عمرؒ میرے قریب آؤ''۔

میں آپ کے قریب گیا اور اتنا قریب پہنچ گیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ آپ کے اوپر تک ہی نہ پہنچ جاؤں۔ اس کے بعد آپؐ

Marfat.com

نے فرمایا: ''عمرؓ ان دونوں کی طرح کا عمل کرو''۔

اور اچانک دو بوڑھے آپ کے دونوں پہلوؤں کے قریب کھڑے ہوئے نظر آئے' میں نے دریافت کیا یہ دونوں کون ہیں؟ آپؐ نے کہا یہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔

امام احمد نے عبدالرزاق کے حوالہ سے وہب بن امیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس امت میں اگر کوئی مہدی ہے تو وہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ سفیان ثوری کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ خلفاء پانچ ہیں۔ ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ اور عمر بن عبدالعزیز۔ ایسی ہی یک روایت ابی بکر بن عیاش اور الشافعی وغیرہ کی بھی ہے اور اس پر تو تمام ائمہ کا یقینی اور قطعی اتفاق ہے کہ عمر بن عبدالعزیز ائمہ دل خلفاء راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے ایک تھے اور ایک سے زیادہ لوگوں نے ان کو بارہ قریشی اماموں میں شمار کیا ہے جن کا صحیح حدیث میں ہے ان کی بیوی فاطمہ کا بیان ہے' ایک روز عمر بن عبدالعزیز کے کمرہ میں داخل ہوئیں تو وہ جائے نماز پر بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے رخسار اپنے ہاتھ پر رکھے رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا' امیر المومنین کیا ہوا؟ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے فاطمہ مجھے تو اس امت کے امور سپرد کر دیئے گئے ہیں اور میں ان کے بارہ میں سوچ سوچ کر پریشان ہوا جا رہا ہوں۔ بھوک سے پریشان حال فقیروں' لب مرگ مریضوں' بے کس ننگوں اور محتاجوں' بے نوا یتیموں اور نادار بیواؤں کا غم مجھے کھائے جا رہا ہے۔ ی طرح بوڑھے' نادارا' کثیر العیال' قلیل المال' مظلوم' مقہور' غریب واسیر لوگوں کا درد مجھے پریشان کیے ہوئے ہے۔ مجھے معلوم ہے اگر میں ان سب کا تسلی بخش مداوا نہ کر سکا تو کل قیامت میں خدا کو کیا جواب دوں گا۔ یہی تمام امور سوچ سوچ کر اپنی بے بسی پر ونا آ رہا ہے۔ اللہ میری مدد کرے کہ میں اس کی مخلوق کی پوری طرح خبر گیری کر سکوں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز نے عمال پر نگران بنا کر حکم دیا اگر تیرے پاس میرا کوئی نامناسب اور ناحق حکم پہنچے تو اسے زمین پر دے مارنا اور اس پر عمل درآمد نہ کرنا۔ انہوں نے اپنے بعض عمال کو لکھا اگر اللہ نے تمہیں کسی کام کی قدرت عطا کیا ہے تو اس خوف وخشیت الٰہی سے وہ کام انجام دینا کہ جس خدا نے تم کو اس کی قدرت دی ہے وہ اس کو چھیننے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

اسلام نے ہمارے لیے سنن وفرائض کے ساتھ شرائع بھی بتائے ہیں۔ جس شخص نے ان کی تکمیل کی اس نے دین کی تکمیل کی اور جس نے ان کی تکمیل نہیں کی' اس نے دین کو بھی ادھورا چھوڑ دیا۔ وہ اکثر اپنے عمال کو لکھتے تھے کہ تقویٰ کو ہمیشہ اپنا شعار بنائے رکھو۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں کرتا ہے۔ تقویٰ کے واعظ بہت ہیں اور اس پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔ کہا کرتے تھے جو شخص اپنی موت کو یاد رکھتا ہے وہ دنیا سے اس حالت میں جاتا ہے کہ گناہوں کا بوجھ اس پر سے ہلکا ہو جاتا ہے اور جو شخص باتوں سے زیادہ عمل کا خیال رکھتا ہے وہ نیکی کی راہ چلتا ہے۔

مالک بن دینار کہتے ہیں مالک زاہد ہے۔ یہ کس قسم کا زہد ہے' میرے نزدیک زہد کی اصل تصویر عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ انہیں یا ملی لیکن انہوں نے اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے اس دنیا سے کچھ نہیں لیا' بلکہ اس کو بالکل ہی چھوڑ دیا۔ ان کے پاس ایک قمیص کے دوسری قمیص نہ تھی۔ جب وہ اپنے مکان میں غسل کرتے تھے تو اس قمیص کو دھویا جاتا تھا اور سوکھ جانے پر اسی کو پہن

Marfat.com

لیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک راہب پر ان کا گزر ہوا۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا' مجھے کچھ نصیحت کر۔ راہب نے کہا شاعر کے اس قول پر عمل پیرا ہو:

تجیر ومن الدنیا فانک انما خرجت الی الدنیا وانت مجرد

''تارک الدنیا بن جا کیونکہ جب تو دنیا میں آیا تھا تو بھی خالی ہاتھ تھا''

لوگوں نے بیان کیا ہے' ایک روز عمر بن عبدالعزیز اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس سے انہوں نے کچھ فلوس انگور خریدنے کے لیے ادھار مانگے۔ ان کی بیوی نے کہا' کیا امیر المومنین کے خزانہ میں اتنے پیسے بھی نہیں ہیں جن سے اپنے لیے انگور بھی خرید سکیں۔ انہوں نے جواب دیا' آج کی تکلیف کل نار جہنم کے مقابلہ میں آسان معلوم ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ایک روز عمر بن عبدالعزیز نے اپنے غلام کو گوشت کا ایک ٹکڑا بھنوانے کے لیے بھیجا' غلام گیا اور جلد بھنوا کر لے آیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس سے دریافت کیا کہاں سے بھنوا کر لائے ہو؟ جواب ملا مطبخ سے' عمر بن عبدالعزیز نے کہا' مسلمانوں کے مطبخ سے؟ کہا ہاں جناب' عمر بن عبدالعزیز نے کہا' اچھا یہ تم ہی کھالو' میں نہیں کھاؤں گا یہ تمہارا رزق ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ان کے لیے جب عام مطبخ میں پانی گرم کیا گیا تو اس کے گرم کرنے کا معاوضہ بھی انہوں نے لکڑی کے لیے ایک درہم ادا کیا۔ ان کی بیوی فاطمہ کا بیان ہے۔ جب سے خلیفہ ہوئے ہیں انہوں نے جماع نہیں کیا ہے اور نہ محتلم ہوئے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ ثوبان کے حوالہ سے ابوسلام حدیث الحوض بیان کرتے ہیں' آپ نے ابوسلام کو آدمی بھیج کو بلوا بھیجا اور ان سے کہا میں نے آپ کو بلاوجہ تکلیف نہیں دی ہے' میں آپ بے بالمشافہ حدیث الحوض سننا چاہتا ہوں' ابوسلام نے کہا' میں نے ثوبان سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری حوض عدن سے عمان البلقاء تک پھیلی ہوئی ہوگی۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اس کے اوپر رکھے ہوئے آبخورے ستاروں کے برابر ہوں گے۔ جو کوئی اس کا ایک گھونٹ پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔ جو لوگ سب سے پہلے حوض کوثر پر آئیں گے وہ فقراء مہاجرین ہوں گے۔ جن کے بال ژولیدہ اور کپڑے میلے ہوں گے اور جو عیش پسند عورتوں سے نکاح نہیں کرتے ہیں اور نہ عزت وجاہ کے طلبگار ہوتے ہیں''۔

اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا' میں نے تو فاطمہ جیسی متنعمہ سے نکاح کیا ہے جو عبدالملک کی بیٹی ہے لیکن میں اس وقت تک غسل نہیں کرتا ہوں جب تک وہ غبار آلود نہ ہو جائیں اور اپنے کپڑے اس وقت تک تبدیل نہیں کرتا ہوں جب تک وہ میلے نہ ہو جائیں۔ کہتے ان کے گھر میں ایک چراغ جلتا تھا تو اس کی روشنی میں گھر کے ضروری اخراجات کا اندراج ہوتا تھا۔ دوسرا چراغ جلتا تھا تو اس کی روشنی میں بیت المال کا حساب کتاب لکھا جاتا تھا اور مسلمانوں کے معاملات اس کی روشنی میں اندراج ہوتے تھے۔ اس چراغ کی روشنی امیر المومنین اپنی ذات کے لیے کام میں نہیں لاتے تھے۔ وہ قرآن پاک اول النہار میں تلاوت کرتے تھے اور لمبی تلاوت نہیں کرتے تھے' ان کی ماتحتی میں تین سو پولیس کے نوجوان اور تین سو چوکیدار رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص

Marfat.com

آپ کے اہل بیت کی طرف سے کچھ سیب تحفہ میں امیر المومنین کے پاس لے کر آیا۔ انہوں نے ان کو سونگھا اور ان کو قاصد کے ساتھ ہی واپس کر دیا اور کہا ان سے کہہ دینا جو چیز جس کو بھیج گئی تھی اور جہاں بھیجی گئی تھی وہ پہنچ گئی ہے۔ اس پر اس آدمی نے امیر المومنین سے کہا' رسول اللہ ﷺ بھی تو تحفے قبول فرمایا کرتے تھے اور یہ تحفہ بھی آپ ے اہل بیت ہی میں سے ایک شخص لے کر آیا ہے اس پر آپ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے لیے ہدیہ ہدیہ ہوتا تھا لیکن یہ ہمارے لیے رشوت ہے۔ بہر حال جو کچھ سختی تھی وہ امیر المومنین اپنی ذات پر کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز اپنے عمال کو کھلے دل سے نفقہ دیا کرتے تھے اور ہر ماہ ہر ایک کو سو سو دو دو سو دینار دیا کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے حضرت علیؓ کی اولاد میں سے کسی سے کہا' میں اس وقت خدا سے شرمندہ ہوتا ہوں جب تم میرے دروازہ پر آتے ہوں اور دربان سے اجازت طلب کرنے کو کہتے ہو۔ ایک روز ان میں سے کسی سے انہوں نے کہا ہم اور ہمارے عم زاد بنو ہاشم باہم ایک دوسرے سے لگا کھاتے رہتے تھے' کبھی ہمارا پلہ بھاری ہوتا تھا اور کبھی ان کا۔ کبھی ہم ان کی طرف مائل ہو جاتے تھے اور کبھی وہ ہماری طرف راغب ہو جاتے تھے حتیٰ کہ آفتاب رسالتؐ طلوع ہو گیا تو ہر نفاق انداز کی بات کھوٹی ہو گئی' ہر منافق گونگا ہو گیا اور ہر بولنے والے کو چپ لگ گئی۔

موسیٰ بن ایمن راعی نے جو محمد بن عیینہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ لوگوں سے کہا' امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں حقیقتاً شیر اور بکریاں اور چھوٹے جانور ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے' عمر بن عبدالعزیز کی دعا کے چند بول بالعموم یہ ہوتے تھے' اے اللہ! لوگوں کو میں نے جس چیز کا حکم دیا' انہوں نے میری اطاعت کی اور وہ ہر اس چیز سے باز رہے جس سے میں نے تیرے حکم کے مطابق ان کو منع کیا۔ اے اللہ یہ سب تیری توفیق کا ہی نتیجہ ہے جو تو نے انہیں دی ہے اور مجھے دی ہے۔ اے اللہ! عمر تو تیری رحمتوں کے حاصل کرنے کا اہل نہیں ہے۔ یہ تیری رحمت ہی ہے جس نے ان کو اس قابل بنایا ہے۔

ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور کہنے لگا' آپ سے پہلے خلافت لوگوں کے لیے زینت اور تفاخر کا باعث تھی لیکن آپ کی ذات خود خلافت کے لیے باعث زینت ہے۔

واذا الدر زان حسن وجوہ کان للدر حسن وجھک زینا

''موتی بالعموم چہروں کو حسن بخشتے ہیں مگر تیرا خوبصورت چہرہ خود موتی کے لیے وجہ زینت ہے''

رجاء بن حیوہ بیان کرتے ہیں' ایک شب مجھے امیر المومنین کے پاس رہنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاق سے چراغ تیل ختم ہو جانے کے باعث گل ہو گیا۔ میں نے غلام کو آواز دینا چاہی تاکہ وہ تیل وغیرہ ڈال کر چراغ روشن کر دے مگر امیر المومنین نے منع کر دیا کہ غلام کو اٹھا کر اس کی نیند خراب نہ کرو ہم یہ کام خود کر لیں گے۔ چنانچہ وہ خود اٹھے اور چراغ میں تیل ڈال کر اور بتی کو درست کر کے چراغ جلا لیا۔

میمون بن مہران کہتے ہیں ایک دفعہ میں عمر بن عبدالعزیز کے ہمراہ قبرستان چلا گیا۔ وہاں جا کر کہنے لگے ابوایوب یہ میرے باپ دادا بنی امیہ کی قبریں ہیں جنہوں نے کبھی اپنے عیش و آرام میں دنیا کو شریک نہیں کیا۔ آج تم دیکھ رہے ہو یہ کسی کسمپرسی میں

Marfat.com

یہاں بے خبر پڑے ہیں اور خدا کی گرفت میں ہیں اور مصائب میں گھرے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز بے ہوش ہوگئے اور جب ہوش آیا تو کہنے لگے مجھے یہاں سے لے چلو نہیں سمجھتا ان میں سے کس کو چھٹکارا ملے گا۔

عمر بن عبدالعزیز کی بیوی فاطمہ کہتی ہیں میں نے عمر سے زیادہ کسی کو صوم صلوٰۃ اس پابندی اور کثرت سے پڑھتے نہیں دیکھا اور نہ کسی کو خدا سے اتنا خوف وخشیت میں مبتلا دیکھا جتنا عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا۔ جب سے ہماری شادی ہوئی ہے اور وہ خلیفہ ہوئے ہیں ہم تاہلی زندگی اور عیش وعشرت کی زندگی سے یکسر بے گانہ ہوگئے تھے۔ وہ عشاء کی نماز پڑھتے تو ان پر خشیت الٰہی کا اتنا غلبہ ہوتا کہ آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں۔

علی بن زید کہتے ہیں میں نے حسن اور عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ کسی کو روتے ہوئے اور خدا کے خوف میں مبتلا نہیں دیکھا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے جب وہ لیٹنے کے لیے فرش پر آتے تو یہ آیات پڑھتے:

﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ﴾.

پھر یہ آیت تلاوت کرتے:

﴿ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَائِمُوْنَ ﴾.

وہ لوگوں اور اپنے دوست احباب کو اپنے پاس جمع کرتے تو سوائے موت کے کسی چیز کا ذکر نہ کرتے۔

ابن ابی الدنیا بالسند فاطمہ بنت عبدالملک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا کہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز شب کو بیدار ہوئے اور انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے' فاطمہ نے کہا مجھے بتایئے۔ اسی دوران صبح ہوگئی اور جب عمر نماز پڑھا کر گھر میں داخل ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا رات کیا خواب دیکھا تھا؟ اس پر عمر کہنے لگے میں ایک سبزہ زار کی طرف چلا جا رہا ہوں اور اس میں مجھے ایک محل نظر آ رہا ہے جو گویا چاندی کا بنا ہوا ہے اس میں سے ایک منادی باہر آیا اور اس نے کہا محمد بن عبداللہ کہاں ہیں؟ اچانک رسول اللہ ﷺ نمودار ہو کر محل میں داخل ہو جاتے ہیں وہ آدمی پھر نکلتا ہے اور پھر کہتا ہے ابوبکر صدیقؓ کہاں ہیں؟ اس پر ابوبکر صدیقؓ نظر آتے ہیں اور محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اتنے میں وہ منادی پھر باہر نکل کر آتا ہے اور کہتا ہے عمر بن الخطاب کہاں ہیں؟ اور عمر بن الخطاب نمودار ہوتے ہیں اور محل میں داخل ہو جاتے ہیں اور منادی پھر نمودار ہو کر آواز لگاتا ہے' عثمان بن عفان کہاں ہیں؟ اور عثمان بن عفان سامنے نظر آتے ہیں اور پھر وہ بھی محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد منادی پھر باہر نکل کر آتا ہے اور آواز دیتا ہے علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ اور علی بن ابی طالب نمودار ہو کر محل میں داخل ہو جاتے ہیں اور آخر میں وہ منادی ایک بار پھر باہر نکل کر کہتا ہے عمر بن عبدالعزیز کہاں ہیں؟ تو میں اس آواز پر کھڑا ہو جاتا ہوں اور محل میں داخل ہو جاتا ہوں اور عمر بن الخطاب کی جانب بیٹھ جاتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب تھے اور ابوبکرؓ آپؐ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک شخص ہے میں اس کے بارہ میں اپنے والد سے پوچھتا ہوں یہ کون شخص ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک ہاتف کو کہتے ہوئے سنا' اے عمر بن عبدالعزیز تم جس پر قائم ہو اس پر مستحکم رہو اور جو کچھ کر رہے ہو اس پر ثابت قدم رہو۔ اس کے بعد مجھے وہاں سے آنے کی اجازت مل گئی اور

Marfat.com

میں چلا آیا تو محل سے باہر میری ملاقات عثمان بن عفان سے ہوئی جو کہہ رہے ہیں الحمدللہ میرے رب نے میری مدد فرمائی اور ان کے نقش قدم پر علیؓ نظر آئے جو کہہ رہے ہیں الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے میری مغفرت کی۔

الفضل بن عباس الجلبی کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز یہ شعر پڑھتے ہوئے کبھی تھکتے نہ تھے:

لا خیر فی عیش امرئ لم یکن له من اللہ فی دار القرار نصیب

''اس آدمی کی زندگی میں کوئی خیر نہیں جسے اللہ کی طرف سے آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے''

ہم نے دلائل النبوت میں وہ حدیث بیان کی ہے جس کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر ہر سو سالی بعد ایک شخص بھیجے گا جو دین کے امر کی تجدید کرے گا۔ چنانچہ اہل علم کی ایک جماعت نے کہا ہے جن میں احمد بن حنبل بھی جوذی کے بقول شامل ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز پہلی صدی کے خاتمہ پر ایسے شخص ہیں جو ہر طرح امامت دین، قیام شریعت، تنقید حق کے اعتبار سے حضرت عمرؓ بن الخطاب کی مانند ہیں اور ہر طرح اس منصب کے اہل ہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ ہر اس شخص کے لیے جو شہر وغیرہ کی جامع مسجد میں فقہ وحدیث اور قرآن کی تعلیم دیتا ہو ہر سال کم از کم سو دینار بیت المال سے دیتے تھے اور اپنے عمال کو حکم دیتے تھے کہ وہ احیاء سنت کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ وہ اپنے عمال میں حافظ قرآن کو بالعموم ملازم رکھتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کے بعد خلفاء بنی امیہ کے سب ٹھاٹھ باٹ یکقلم موقوف کر دیئے گئے۔ انہوں نے خود خلافت کے بعد ہر طرح کا عیش وآرام بالائے طاق رکھ دیا تھا جس میں ان کی بیوی فاطمہ نے ہر طرح سے ان کا ساتھ دیا اور انہوں نے اپنا تمام قیمتی اثاثہ کپڑے وغیرہ بیت المال میں جمع کرا دیئے تھے۔ خلافت سے قبل عمر بن عبدالعزیز کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی۔ اب سب کچھ چھوڑ کر سالانہ صرف چار سو دینار لیتے تھے غرض کہ خلافت کے بعد نہایت معمولی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ کپڑے نہایت معمولی اور موٹے قسم کے پہنتے تھے اور نہایت سادہ غذا کھاتے تھے۔ خلافت کے تمام عیش وتنعیم ان کے اور ان کے اہل وعیال کے لیے خواب وخیال ہو گئے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز نے تقریباً بارہ بیٹے چھوڑے، ان کے لیے مرتے وقت قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ﴾

اور کہا میں ان کے لیے کیا وصیت کروں وہ دو حال سے خالی نہیں ہوں گے یا صالح ہوں گے تو اللہ ان کا کفیل اور والی ہوگا یا غیر صالح ہوں گے تو مجھے کسی فاسق کی مدد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کی موت زہر سے ہوئی۔ کہا جاتا ہے ان کے ایک غلام نے کھانے میں زہر ملا کر ان کو دے دیا تھا اور وہ بھی اس نے صرف ایک ہزار دینار لے کر کام کیا تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا افسوس ہے تجھ پر آخر تو نے یہ کام کیوں کیا؟ غلام نے جواب دیا ایک ہزار دینار کے لیے اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا وہ ہزار دینار مگر ہیں تو

Marfat.com

لے آ۔ جب وہ لے آیا تو آپ نے بیت المال میں جمع کرا دیئے اور اس غلام سے کہا' یہاں سے بھاگ جا ایسا نہ ہو کہ تجھے کوئی دیکھ لے اور تو مارا جائے۔ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال دیر سمعان میں ہوا جو سرزمین حمص میں واقع ہے۔ کہا جاتا ہے جمعرات کا دن اور بعض لوگوں کے نزدیک جمعہ کا دن تھا۔ ۱۰۱ھ اور بعض کے نزدیک ۱۰۲ھ تھا۔ ان کی نماز جنازہ ان کے چچازاد بھائی مسلمہ بن عبدالملک نے پڑھائی' انتقال کے وقت ان کی عمر انتالیس سال اور چند ماہ تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں چالیس سال سے تجاوز کر گئے تھے۔ آپؒ رنگ کے گندم گوں' دبلے پتے چہرے والے' نحیف الجثہ انسان تھے' خوشنما داڑھی تھی' آنکھوں کے حلقے گہرے تھے' چہرے پر زخم کا نشان تھا' جوانی ہی میں خضاب لگانے لگے تھے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے عمر بن عبدالعزیز صرف بیس دن بیمار رہے اور جب نزع کا وقت قریب آیا تو فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ جب لوگوں نے اٹھا کر بٹھایا تو بولے اے اللہ! میں تیرا ایسا بندہ ہوں تو نے کسی کام کا حکم دیا تو کوتاہی ہوئی اور جس چیز سے تو نے منع کیا تو نافرمانی سرزد ہوئی اور پھر تین بار لا الہ الا اللہ کہا' اس کے بعد اپنا سر اٹھایا اور تیز نظروں سے دیکھا لوگوں نے کہا آپ تیز نظروں سے کیا دیکھ رہے ہیں کہنے لگے ایسی بارگاہ دیکھ رہا ہوں جہاں نہ انسان ہیں نہ جن' پھر فوراً ہی روح قبض ہو گئی۔

دوسری روایت میں ہے انہوں نے اپنے اہل وعیال سے کہا میرے پاس سے باہر چلے جاؤ وہ لوگ باہر چلے گئے اور دروازہ پر صرف مسلمہ بن عبدالملک اور ان کی بہن فاطمہ بیٹھی رہ گئیں۔ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ کہتے ہوئے سنا مرحبا ان ہستیوں کو جو نہ انسان ہیں اور نہ جن اور پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴾.

ذرا آواز مدھم ہوئی تو دونوں بہن بھائی اندر داخل ہوئے تو آنکھیں بند تھیں' قبلہ رو ہو چکے تھے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

خلافت یزید بن عبدالملک

چونکہ سلیمان بن عبدالملک نے طے کر دیا تھا کہ عمر بن عبدالملک کے بعد یزید بن عبدالملک کو خلافت ملے گی اس لیے عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد ۱۰۱ھ میں ہی یزید بن عبدالملک کے لیے خلافت کی بیعت لے لی گئی اس وقت اس کی عمر انتالیس سال تھی چنانچہ اس نے پہلا کام زمام خلافت سنبھالنے کے بعد یہ کیا کہ مدینہ کی گورنری سے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو معزول کر کے اس کی جگہ عبدالرحمان بن الضحاک بن قیس کو مدینہ کا گورنر مقرر کر دیا چنانچہ ان دونوں کے مابین عرصہ تک چپقلش چلتی رہی اسی سال خوارج کے ساتھ پھر تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ تنازعہ بسطام خارجی اور کوفہ کی فوج کے درمیان پیدا ہوا۔ کوفہ کی فوج کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی جب کہ خوارج تھوڑے ہی تھے پھر بھی لڑائی ہوئی تو خوارج نے سرکاری فوج کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کر کے ان کو پسپائی پر مجبور کر دیا' اسی سال یزید بن مہلب نے بھی عمر بن عبدالعزیز کے دور کی طرح یزید بن عبدالملک کی اطاعت سے بھی بغاوت پر اصرار کر کے بصرہ پر اپنا قبضہ جاری رکھا جس کے لیے اگرچہ اس کو سخت جنگ بھی کرنا پڑی اور سرکاری فوجوں کے محاصرہ

Marfat.com

کے باعث سخت پریشانی بھی اٹھانا پڑی مگر بہر حال وہی کامیاب رہا اور لوگوں کے دل جیتنے کے لیے یزید بن مہلب نے لوگوں میں بکثرت دولت بھی تقسیم کی اور عدل وانصاف قائم کیا حتیٰ کہ بالآخر اس نے بصرہ کے عامل عدی بن ارطاۃ کو بھی قید کرلیا۔ جب یزید بن مہلب کا بصرہ کے قصر امارت پر قبضہ مکمل ہوگیا تو عدی بن ارطاۃ اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہ یزید بن مہلب کے سامنے آتے ہی ہنسنے لگا تو یزید بن مہلب نے پوچھا آخر یہ تمہارے ہنسنے کا کیا موقع ہے۔ اس نے کہا میں اس لیے ہنس رہا ہوں کہ میری بقاء میں تیری بقاء ہے اور میرے پیچھے ایک میرا ایسا طلب گار لگا ہوا ہے جو مجھے تو کسی حال میں نہیں چھوڑے گا اور نہ تجھے چھوڑے گا اس نے پوچھا وہ کون ہے اس نے جواب دیا بنوامیہ کی شامی فوج۔ اس لیے اس کے آنے سے پہلے اپنا بندوبست جو کرسکتا ہے وہ کرے۔ بہر حال ان دونوں میں ردوکد ہوتی رہی اور یزید بن مہلب نے اس کو اور اس کے اہل خانہ کو قید خانہ میں ڈال دیا اور بصرہ پر اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے میں مشغول رہا۔ یزید نے نہ صرف بصرہ کے اطراف ومضافات پر اپنی گرفت مضبوط کی بلکہ اہواز پر بھی اپنا نائب مقرر کردیا اور اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو خراسان کا نائب امیر بنادیا اور اس کے ساتھ مقاتلین کی کچھ تعداد بھی روانہ کردی۔ جب یزید بن عبدالملک کو ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے اپنے بھائی عباس بن ولید بن عبدالملک کو چار ہزار فوج کے ساتھ تیار کر کے بطور ہراول دستہ کے روانہ کردیا تاکہ وہ مسلمہ بن عبدالملک کی سرکردگی میں شام سے روانہ ہونے والی فوج کی مدد کرسکے جو یزید بن مہلب کی سرکوبی کے لیے بھیجی گئی ہے۔

بہر حال جب یزید بن مہلب کو یہ اطلاع ملی کہ شام سے فوج چل پڑی ہے تو وہ بھی تیار ہوکر بصرہ سے باہر نکل گیا اور وہاں اپنا جانشین مروان بن مہلب کر کے واسط میں آ کر ٹھہر گیا اور اپنے مشیروں سے مشورہ طلب کرنے لگا کسی نے کہا اہواز چل کر پہاڑوں پر قلعہ بندی کرلی جائے جس کو یزید بن مہلب نے نامنظور کردیا اور اس نے مشورہ دیا کہ جزیرہ کے قلعے اس کے لیے زیادہ مناسب رہیں گے یہ رائے اہل عراق کی تھی۔ غرض کہ ۱۰۱ھ اسی لیت ولعل میں گزر گیا اور یزید بن مہلب ابھی واسط ہی میں قیام پذیر تھا اور شامی فوجیں مارچ کرتی ہوئی آہستہ آہستہ اس مقام کی طرف بڑھتی آ رہی تھیں۔ اس سال امیر مدینہ عبدالرحمٰن الضحاک نے لوگوں کو حج کرایا۔ مکہ میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید گورنر تھے جب کہ کوفہ کے امیر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب تھے اور یہاں کے قاضی عامر شعبی تھے۔ اسی سال ربعی بن مروش' ابوصالح السمان جو عابد وزاہد تھے اور جن کا حال ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں بھی لکھا ہے انتقال کیا۔

Marfat.com

۱۰۲ھ

۱۰۲ھ میں مسلمہ بن عبدالملک اور یزید بن مہلب کے غاصب گورنر کی فوجوں کے درمیان اس وقت زبردست مڈبھیڑ ہوئی جب یزید بن مہلب واسط میں اپنے بیٹے معاویہ کو اپنا جانشین بنا کر مسلمہ بن عبدالملک کی فوج سے لڑنے کے لیے عقر کے میدان میں پہنچ گیا جہاں دونوں طرف کی فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی اور دونوں طرف کی فوجوں نے زبردست لڑائی کا مظاہر کیا جس کے نتیجہ میں اہل بصرہ اہل شام پر حاوی ہو گئے لیکن اس کے بعد اہل الشام نے ثابت قدمی سے اہل بصرہ پر حملہ کیا تو ان کو ہزیمت پر مجبور کر دیا اور ان کے بہت سے بہادر اور جنگ آزمودہ دلیروں کو مار ڈالا جن میں سے ایک کا نام منتوف تھا جو نہایت مشہور شجاع تھا اور بکر بن وائل کے غلاموں میں سے تھا۔ اس کے لیے فرزدق کا یہ شعر مشہور ہے:

تبکی علی المنتوف بکر بن وائل وتنهی عن ابنی مسمع من بکاهما

''بکر بن وائل منتوف کو روتے ہیں لیکن مسمع کے دونوں بیٹوں کو رونے سے منع کرتے ہیں''

اس کا جواب جعد بن درہم نے دیا اور یہ وہ پہلا الجہمی ہے جس کو عین عید الاضحیٰ کے دن خالد بن عبداللہ القسری نے ذبح کر دیا تھا چنانچہ وہ کہتا ہے:

تبکی علی المنتوف فی نصر قومه ولستنا تکبی الشاهدین اباهما

''ہم منتوف کے لیے تو اس کے قومی جذبہ کے لیے روتے ہیں کاش ہم باپ کے دونوں مداحوں کے لیے بھی روتے''

جب مسلمہ اور اس کے بھتیجے عباس بن ولید کی فوجیں یزید بن مہلب کی فوجوں کے نزدیک پہنچ گئیں تو یزید نے اپنی فوجوں کا دل بڑھانے کے لیے اور اہل الشام پر حملہ آور ہونے کے لیے بہت کچھ لوگوں کو اشتعال دیا لایا یزید کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی جس نے یزید بن مہلب سے اطاعت وانقیاد اور فرمانبرداری کا عہد کر رکھا تھا اور یہ کہ کتاب وسنت کے خلاف کوئی کام یزید کی طرف سے نہ ہوگا نہ ہی ان کے ملک کو روندا جائے گا اور نہ حجاج جیسے فاسق انسان کی باتوں کو دہرایا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اسی زمانہ میں حسن بصریؒ عام لوگوں کو جنگ وجدل سے باز رہنے اور فتنہ وفساد میں پڑنے خصوصاً فتنہ خارجیت سے علیحدہ رہنے کے لیے وعظ وتلقین کرتے رہتے تھے اس بات کا علم جب یزید بن مہلب کے بیٹے اور بصرہ کے نائب عبدالملک بن مہلب کو ہوا تو اس نے حسن بصریؒ کا نام لیے بغیر بہت کچھ ان کے خلاف زہر اگلا' اس نے کہا یہ بڈھا اور گمراہ شخص جو دکھاوے کے لیے سب کچھ کہتا ہے اور کرتا پھرتا ہے اگر اپنے کام سے باز نہ آیا تو میں وہ سب کچھ کروں گا جو کر سکتا ہوں' حسن بصریؒ نے اس کی باتیں سن کر کہا اللہ اس کو ذلیل کرے مجھے اس کی بکواس کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ نے ان کو اس کے فتنہ سے محفوظ رکھا اور اس کی حکومت کے زوال کے آثار شروع ہو گئے اور وہ اس طرح کہ جیسے جیسے دونوں فوجیں آمنے سامنے آنا شروع ہوئیں تو مہلب کی فوج کے لوگ کھسکنا شروع ہو گئے اور گھمسان کی لڑائی

شروع ہوئی تو اس طرف سے کم ہی لوگوں نے مقابلہ کیا اور اس طرح اہل عراق جلد ہی پسپا ہو گئے' اس دوران ان کو یہ اطلاع ملی کہ جس پل کو وہ عبور کر کے آئے ہیں وہ جل گیا ہے اس لیے بددل ہو کر وہ زبردست شکست سے دوچار ہو گئے۔ اس پر یزید بن مہلب نے کہا آخر یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے خدا ان کا برا کرے ابھی وہ مجمع میں کھڑا ہوا لوگوں سے یہ باتیں کہہ رہا تھا کہ مزید لوگ اس کو چھوڑ کر چلے گئے اس دوران شامیوں نے یزید بن مہلب کے بھائی حبیب بن مہلب کو قتل کر دیا اس کو سن کر یزید بن مہلب کے غیظ وغضب کی کوئی حد نہ رہی اور وہ اپنے الشہب گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمہ بن عبدالملک کی طرف بڑھا اور جیسے ہی وہ اس کی طرف بڑھا شام کی فوجوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی محمد بن المہلب کو بھی قتل کر دیا شامیوں نے ساتھ ہی اسمید غ جیسے بہادر اور شجاع انسان کو بھی قتل کر دیا۔

یزید بن مہلب کو جس شخص نے قتل کیا اس کا نام فخل بن عیاش تھا اس کو قتل کرنے کے بعد اس کا سر اہل شام نے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور تین سو قیدی بھی اس کے سر کے ہمراہ شام روانہ کر دیئے جنہیں بعد میں کوفہ بھیج دیا گیا جہاں سب کو قتل کرا دیا گیا اس کے بعد مسلمہ وہاں سے روانہ ہو گیا اور حیرہ میں اس نے پڑاؤ کیا لیکن جب اس جدال وقتال اور شکست کی خبر یزید بن مہلب کے لڑکے معاویہ کو واسط میں ملی تو جتنے قیدی اس کے پاس تھے اور جو تعداد میں تقریباً تیس تھے اس نے بھی سب کو قتل کر دیا ان میں عمر بن عبدالعزیز کا نائب عدی بن ارطاۃ رحمہ اللہ اور اس کا بیٹا بھی شامل تھا' مالک اور عبدالملک یعنی مسمع کے دونوں بیٹے بھی اور ان کے علاوہ اشراف کی ایک جماعت کو بھی اس نے تہ تیغ کرا دیا اور پھر بصرہ آیا تو اس کے ساتھ بہت بڑا زبردست خزانہ تھا اس کے ساتھ اس کا چچا مفضل بن المہلب بھی آیا غرض کہ پورا آل مہلب بصرہ میں اپنے دھن دولت اور مال ومتاع کے ساتھ جمع ہو گیا اور یہاں سے ان سب نے بھاگ کر کہیں پہاڑوں وغیرہ میں پناہ لینے کا منصوبہ بنایا اور اس خیال سے یہ سارا قافلہ کرمان کے پہاڑوں کے دامن میں جا اترا' ان سب کی سرکوبی کے لیے مسلمہ نے جلال بن ماجور کی سرکردگی میں ایک دستہ روانہ کیا۔

کہا جاتا ہے ان لوگوں کو سزا دینے کے لیے مسلمہ نے ایک شخص مدرک بن ضعب الکلبی کو تعینات کیا تھا بہرحال یہ لوگ ان کے تعاقب میں وہاں یعنی کرمان کے پہاڑوں میں پہنچ گئے اور وہاں زبردست جنگ ہوئی جس میں اصحاب مفضل میں سے بہت سے لوگ مارے گئے' بہت سے ان کے اشراف واعیان قیدی بنا لیے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے اس کے بعد مسلمہ کے لوگوں نے مفضل کو بھی قتل کر دیا اور اس کا سر مسلمہ بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اس کے بعد یزید بن مہلب کے اصحاب نے امیر شام سے امان حاصل کی' امان حاصل کرنے والوں میں مالک بن ابراہیم الاشتر النخعی بھی شامل تھا پھر سارا مال ومتاع' عورتیں' بچے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس روانہ کر دیا گیا اور ساتھ مفضل اور عبدالملک بن مہلب کے سر بھی اس کے پاس بھیج دیئے گئے مسلمہ نے یہ سر اور نوخوبصورت بچے اپنے بھائی یزید کے پاس بھیج دیئے جس نے ان سب کی گردنیں اڑانے اور دمشق میں سرعام ان کے سر لٹکانے کا حکم جاری کر دیا لیکن بعد میں دمشق کی بجائے ان کو اسی غرض سے حلب بھیج دیا گیا جہاں ان کو لٹکا دیا گیا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے قسم کھائی تھی کہ وہ آل مہلب کی آل واولاد کو سر بازار فروخت کر دے گا چنانچہ وہی اس نے کر دکھایا بعض امراء نے اس خاندان کے لوگوں کو خرید لیا اور ان کی قیمت ایک لاکھ مقرر کی لیکن مسلمہ نے اس امیر سے کوئی

Marfat.com

قیمت نہ لی اور یوں ان کو اس کی غلامی میں دے دیا شعراء نے یزید بن المہلب کے بڑے دردناک مرثیے لکھے ہیں جن کا ابن جریر نے بھی ذکر کیا ہے۔

عراق وخراسان پر مسلمہ کی حکمرانی

جب یزید بن عبدالملک آل مہلب کی جنگ کے فتنوں سے فارغ ہوگیا تو اس نے مسلمہ کو کوفہ' بصرہ اور خراسان کی حکمرانی سونپ دی چنانچہ مسلمہ خود بصرہ اور کوفہ کا امیر بنا رہا اور خراسان کی امارت اس نے اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز الحارث بن الحکم بن ابی العاص ملقب بہ خذینہ کے سپرد کردی۔ اس نے خراسان کے باشندوں کو تو صبر واستقامت کی تلقین کی لیکن وہاں جو عمال آل مہلب کے دور کے چلے آرہے تھے ان کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیا اور ان سے اس نے بہت سا مال بھی وصول کیا اور اس کی سختیوں کے باعث ان میں سے کچھ لوگ مر بھی گئے۔

ملک الترک اور مسلمانوں کے مابین پیش آنے والا واقعہ

اس کا واقعہ یہ ہے کہ ملک الترک خاقان نے بہت بڑا لشکر مسلمانوں سے جنگ کے لیے صغہ بھیجا جس کا سردار کورصول نامی شخص کو بنایا گیا اس نے جاتے ہی قصر الباہلی کا محاصرہ کرلیا جہاں بہت سے مسلمان مقیم تھے یہ حالت دیکھ کر سمرقند کے نائب عثمان بن عبداللہ بن مطرف نے خاقان سے مصالحت کرلینا چاہی اور بطور نذرانہ کے چالیس ہزار دینار اس کے پاس بھیجے اور ساتھ ہی تقریباً سترہ تاجر بطور ضمانت کے اس کے پاس روانہ کیے اس کے ساتھ اس نے ایک سفیر بھی خاقان کے پاس بھیجنے کی تیاری کی جس کے لیے اس نے المسیب بن بشر الریاحی کو منتخب کیا اور اس کی ماتحتی میں چار ہزار آدمی دے دیئے المسیب ان چار ہزار آدمیوں کو لے کر ترکوں کی جانب بڑھا مگر قدم قدم پر ان کے جذبہ شوق شہادت کو بھی اپنی تقریروں سے ابھارتا جاتا تھا کچھ لوگ تو اس کی باتوں سے متاثر ہوئے تھے اور کچھ جام شہادت پینے کے اندیشہ سے راستہ ہی سے کٹ جاتے تھے۔

چنانچہ مختلف منزلوں پر لوگ کم ہوتے چلے گئے اور بالآخر کل سات سو مجاہد باقی رہ گئے انہی کو لے کر المسیب ترکوں سے مڈبھیڑ کرنے کے لیے آگے بڑھا جنہوں نے قصر باہلی کا محاصرہ کر رکھا تھا مسلمان محصورین نے بھی یہ حالت دیکھ کر قسم کھائی تھی کہ اپنے اہل وعیال کو اپنے ہاتھوں قتل کردیں گے لیکن ہتھیار نہیں ڈالیں گے جو مجاہد باہر تھے او جو محصورین اندر تھے اپنے قومی شعار کے طور پر یا محمد کے نعرے وقتاً فوقتاً لگاتے تھے غرض کہ دونوں طرف گھمسان کا رن پڑا اور بہت سے جانوروں کو بھی مار ڈالا گیا حتیٰ کہ مسیب کو بھی اپنی سواری سے محروم ہونا پڑا وہ اور اس کا ساتھی دونوں پاپیادہ ہوکر مسلمان مجاہدین کے ساتھ دشمنوں سے لڑے اس معرکہ میں ترکوں کی تعداد اگرچہ زیادہ تھی لیکن المسیب اور ان کے ساتھیوں نے استقلال اور پامردی سے ایسا مقابلہ کیا کہ ترکوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور مسلمان جب وہاں سے واپس ہوئے تو نہ صرف اپنے محصور مسلمانوں کو بچا کر لائے بلکہ ترکوں کا بہت سا بیش بہا سامان بھی ان کے ہاتھ لگا اور بچے کھچے ترکوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ کل جن مسلمانوں سے ہماری لڑائی ہوئی وہ یقیناً انسان نہیں جنات تھے۔ جو لوگ ۱۰۲ھ میں وفات پاگئے وہ یہ ہیں:

Marfat.com

الضحاک بن مزاحم الہلالی

یہ جلیل القدر تابعی ابوالقاسم، بعض کے نزدیک ابومحمد الخراسانی کہلاتے تھے بلخ، سمرقند اور نیشاپور میں رہے ہیں انہوں نے انسؓ، ابن عمرؓ، ابوہریرہؓ اور تابعین کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں کہا جاتا ہے انہوں نے کسی صحابی یا ابن عباس سے کسی حدیث کی سماعت کی ہو صحیح نہیں ہے گو کہ مؤخر الذکر کے پڑوس میں وہ سات برس رہے ہوں بلاشبہ ضحاک تفسیر کے امام تھے۔ ثوری کہتے ہیں چار آدمیوں سے تفسیر حاصل کرو، عکرمہ، مجاہد، سعید بن جبیر اور ضحاک سے امام احمد نے کہا ہے ضحاک ثقہ ہیں۔ شعبہ نے ابن عباس سے ان کی سماع کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سعید نے جو کچھ بھی لیا ہے ان سے لیا ہے، ابن سعید القطان نے ان کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے لیکن انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بالمشافہ ملاقات نہیں کی اور جس نے یہ کہا کہ وہ ابن عباس سے ملے تھے تو یہ اس کا وہم ہے یہ دو برس اپنی شکم مادر میں رہے اور جب پیدا ہوئے تو ان کے دانت تھے، بڑے ہوئے تو بچوں کو مفت تعلیم دیتے تھے ان کی وفات ۱۰۵ھ میں اور بعض کے نزدیک ۱۰۶ھ میں ہوئی، واللہ اعلم۔

ابوالمتوکل الناجی

ان کا نام علی بن البصری ہے، جلیل القدر تابعی ہیں، انتقال کے وقت ان کی عمر اسی برس تھی، رحمتہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰۳ھ

۱۰۳ھ میں امیر عراق عمر بن ہبیرہ نے سعید المقلب بہ خذینہ کو خراسان کی نیابت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ سعید بن عمرو الحریشی کو خراسان کا نائب بنا دیا۔ سعید ابطال اور مشہور بہادروں میں سے تھا جس سے ترک لرزہ براندام رہتے تھے حتیٰ کہ اس کے خوف سے بلاد صغہ سے پیچھے ہٹ گئے تھے اور بہت سے چینی علاقے بھی انہوں نے خالی کر دیئے تھے۔ اسی سال یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس کو مدینہ اور مکہ کی گورنری سونپ دی اور عبدالرحمان ابواحد بن عبداللہ النضری کو طائف کی نیابت سپرد کی اس سال عبدالرحمان ابن ضحاک بن قیس نے لوگوں کو حج بھی کرایا جو لوگ اس سال فوت ہوئے ان کے نام یہ ہیں:

یزید بن ابی مسلم

ابوالعلاء المدنی عطاء بن یسار الہلالی، ابومحمد القاص، مولیٰ میمونہ، سلیمان، عبداللہ اور عبدالملک کے بھائی تھے جو سب کے سب تابعی تھے۔ یزید بن مسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں، متعدد ائمہ نے ان کو ثقہ ہونے کی تصدیق کی ہے۔ کہتے ہیں ان کا انتقال ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں ہوا، یہ بھی کہا جاتا ہے ان کا انتقال اسکندریہ میں ہوا انتقال کے وقت ان کی عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ۔

مجاہد بن جبیر المکی

ابوالحجاج القرشی المخزومی، السائب بن ابی السائب المخزومی کے غلام تھے، ائمہ تابعین ومفسرین میں سے گزرے ہیں۔ اصحاب

Marfat.com

ابن عباس میں خصوصی مقام رکھتے تھے۔ اپنے زمانہ میں تفسیر کے سب سے زیادہ ماہر وعالم تھے کہا جاتا ہے کہ اس دور میں مجاہد اور طاؤس کے سوا کوئی شخص علم لوجہ اللہ کا متلاشی ان دونوں سے زیادہ کوئی نہ تھا مجاہد نے کہا ہے کہ میں ابن عمر کو اپنے باپ کی طرح مہربان سمجھتا ہوں اور انہوں نے کہا: ''میں اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ میرا بیٹا سالم اور غلام نافع میری طرح قرآن حفظ کریں'' بیان کیا جاتا ہے کہ مجاہد نے تین مرتبہ قرآن ابن عباس کو سنایا اور بعض کہتے ہیں دو مرتبہ سنایا انہوں نے ہر آیت کو ان سے پڑھ کر سمجھا پڑھا اور یاد کیا اور اس کے متعلق ان سے سوالات بھی کیے ان کی عمر اسی برس سے متجاوز تھی واللہ اعلم۔ مجاہد بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کرتے ہیں مثلاً ابن عمر' ابن عباس'' ابو ہریرہ' ابو سعید اور رافع بن خدیج وغیرہ سے اور ان سے بھی تابعین کی بڑی تعداد نے روایات بیان کی ہیں اور یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مجاہد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ سے ابن عباس نے کہا بغیر وضو ہرگز نہ سونا کیونکہ ارواح اسی حالت میں اٹھائی جائیں گی جس حالت میں وہ قبض ہوں گی۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص

جلیل القدر تابعی گزرے ہیں یہ موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی تھے' ان کا لقب مہدی تھا اس کی وجہ ان کی طبیعت میں اصلاح کا میلان ورجحان تھا۔ یہ مسلمانوں کے جلیل القدر اور عظیم بزرگ تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰۴ھ کا آغاز

اس سال سعید بن عمرو الحرشی نائب خراسان نے اہل صغد سے جنگ کی اور اہل خجندہ کا محاصرہ کیا اور وہاں بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنالیا اور اس کی اطلاع اس نے یزید بن عبدالملک کو بھی کر دی کیونکہ اسی نے اس کو وہاں کا حاکم بنایا تھا اور اس سال کے ماہ ربیع الاول میں یزید بن عبدالملک نے حرمین کی امارت سے عبدالرحمٰن ابن ضحاک بن قیس کو معزول کر دیا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ اس نے فاطمہ بنت الحسین سے نکاح کا پیغام بھجوایا تھا اور اس کے عدم قبول کرنے پر اس کو دھمکی بھی دی تھی جس کی شکایت فاطمہ نے یزید بن عبدالملک کے پاس بھجوائی اس کے نتیجہ میں یزید بن عبدالملک نے عبدالواحد بن عبداللہ النضری طائف کے نائب کو مدینہ کا امیر مقرر کر دیا چنانچہ حکم دیا گیا کہ عبدالرحمان بن ضحاک کے اتنے زوردار کوڑے لگائے جائیں کہ دمشق میں بیٹھا ہوا امیر المومنین اس کے چیخنے کی آواز سن سکے اور اس سے چالیس ہزار دینار بھی بطور جرمانہ وصول کیے جائیں۔ یہ سن کر عبدالرحمان بھاگ کر دمشق پہنچا اور مسلمہ بن عبدالملک سے پناہ چاہی مگر وہاں جانے کی بجائے پہلے اس کے بھائی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا مجھے آپ سے ضرورت آ پڑی ہے اس نے کہا تمہاری یہ ضرورت پوری ہوگی بجز ابن ضحاک ہونے کے۔ سائل نے جواب دیا وہی تو میری ضرورت ہے اس نے جواباً کہا قسم خدا کی نہ اس بات کو قبول کروں گا اور نہ معاف کروں گا۔

چنانچہ اس کو مدینہ واپس بھیج دیا اور عبدالواحد گورنر کے حوالہ کر دیا جس نے اس کے کوڑے لگوائے اور اس کا مال ضبط کیا اور اون کے جبہ میں لپیٹ کر اس کو چھوڑ دیا اس نے مدینہ کے لوگوں سے عرض معروض کی جہاں وہ ڈھائی سال تک گورنر رہا تھا البتہ الزہری نے مناسب مشورہ دینا پسند کیا اور تجویز کیا کہ اس بارہ میں علماء سے بھی مشورہ کر لیا جائے تو مناسب ہے لیکن عبدالواحد گورنر

Marfat.com

نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا اور اپنی رائے پر مصر رہا اس کو اگرچہ لوگوں نے برا بھی محسوس کیا اور شعرا نے بھی اس کی مذمت کی لیکن ہوا وہی جو اس نے اس بارہ میں فیصلہ کر لیا تھا۔

اسی سال عمر بن ہبیرہ نے سعید بن الحرشی کو معزول کر دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ سعید ابن ہبیرہ کے حکم کو کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا۔ چنانچہ جب ہبیرہ نے اس کو معزول کر دیا تو اس نے اپنے سامنے بلوایا' سزا دلوائی اور اس پر بہت سا جرمانہ بھی عائد کیا حتیٰ کہ اس کے قتل کا بھی حکم دے دیا مگر پھر معاف کر دیا اور خراسان پر مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ الکلابی کو حکمران بنایا گیا چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر وہ تمام ٹیکس وغیرہ وصول کر لئے جو سعید بن عمرو الحرشی کے زمانہ میں چھوڑ دیئے گئے تھے۔ اسی سال الجراح بن عبداللہ الحکمی آرمینہ کے نائب نے جو آذربائیجان کا بھی نائب تھا سرزمین ترک میں جنگ چھیڑ دی اور بلنجر کو فتح بھی کر لیا نتیجتاً ترک شکست کھا کر وہاں سے بھاگے مگر راستہ میں معہ اہل وعیال کے دریا میں غرق ہو گئے ان کے بہت سے لوگوں کو قیدی بھی بنا لیا گیا۔ اس کے بعد اس نے وہ تمام قلعے بھی فتح کر لیے جو بلنجر کے نزدیک تھے۔ وہاں کے عام لوگوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا گیا اس موقع پر الجراح بن عبداللہ اور خاقان الملک کے مابین پھر زبردست معرکہ ہوا اور خاقان شکست سے دوچار ہوا اور وہاں سے بھاگ نکلا مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا اور ایک بار اس سے اور اس کے لشکریوں سے پھر زبردست معرکہ آرائی ہوئی جس میں لاتعداد آدمی مارے گئے اس سال عبدالواحد بن عبداللہ النضری امیر الحرمین والطائف نے لوگوں کو حج بھی کرایا۔ عراق وخراسان کی نیابت عمر کو ملی اور اس کا نائب مسلم بن سعید خراسان کا نائب رہا اسی سال سفاح پیدا ہوا جو بنو عباس کا پہلا خلیفہ ہوا جو لوگ اعیان میں سے اس سال فوت ہوئے ان کے نام یہ ہیں:

۔ خالد بن سعدان الکلاعی

خالد نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک معتمد بہ جماعت سے روایات بیان کی ہیں۔ یہ جلیل القدر تابعی تھے اور معدودے چند مشہور علماء اور ائمہ میں شمار ہوتے تھے' جب یہ روزہ رکھتے تھے اس دن چالیس ہزار تسبیح پڑھتے تھے' یہ اہل حمص کے امام تھے اور ماہ رمضان میں تراویح پڑھاتے تھے اور ایک دن میں تہائی قرآن ختم کر لیتے تھے جوزجانی نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو کوئی حق کے حصول کے لیے ملامتوں کو انگیز کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو بھی اس کے حق میں محامد ومحاسن میں تبدیل کر دے گا۔ ابن ابی الدنیا نے انہی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ہر شخص کو اللہ نے چار آنکھیں دی ہیں وہ دو آنکھیں تو اس کے چہرے پر لگی ہیں جن سے وہ دنیا کو دیکھتا ہے اور دو آنکھیں اس کے دل میں ہیں جن سے وہ آخرت کے امور کا مشاہدہ کرتا ہے جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ خیر کا خواہاں ہوتا ہے تو اس کے دل کی آنکھیں کھول دیتا ہے تو وہ اس کے قلب کو اس کی طبعی حالت پر چھوڑ دیتا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ وہ سب کچھ دیکھتا ہے لیکن اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا ہے لیکن جب وہ قلب کی آنکھ سے دیکھتا ہے تو سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور فائدہ حاصل کرتا ہے انہوں نے یہ بھی کہا قلب کی بصارت کا تعلق آخرت سے ہے اور ان دونوں آنکھوں کی بصارت کا تعلق دنیا سے ہے۔ خالد بن سعدان کے بہت سے فضائل لوگوں نے بیان کئے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

عامر بن سعد بن ابی وقاص اللیثی

عامر بن سعد نے اپنے باپ وغیرہ سے بہت سی روایات بیان کی ہیں' یہ جلیل القدر تابعی گزرے ہیں اور ثقہ ہیں۔

عامر بن شراحیل الشعبی

ان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ اہل کوفہ کی شناخت وعلامت تھے اپنے زمانہ کے امام حافظ اور صاحب فنون بزرگ تھے' انہوں نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا جن سے انہوں نے روایات بیان کیں اور تابعین کی ایک جماعت سے بھی انہوں نے روایات بیان کی ہیں اور خود ان سے بھی تابعین نے روایات بیان کی ہیں ابومجاوز نے کہا ہے میں نے شعبی سے زیادہ بڑا فقیہہ نہیں دیکھا اور مکحول کا کہنا ہے میں نے ان سے زیادہ کسی کو ماضی کی سنت سے باخبر نہیں دیکھا اور داؤد الاودی کا کہنا ہے مجھ سے شعبی نے ایک مرتبہ کہا آؤ میں نفع بخش علم کی بات بتاتا ہوں بلکہ وہی راس العلم ہے میں نے کہا وہ کیا ہے' شعبی نے کہا جب تم سے کوئی شخص ایسی چیز کی بابت کچھ پوچھے جو تم نہیں جانتے ہو تو اس کے جواب میں کہہ دو ''اللہ اعلم'' کیونکہ یہی اچھے علم کی بات ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا اگر کوئی شخص اقصائے یمن سے محض ایک نفع بخش کلمہ کے حصول کے لیے سفر کرتا ہے جو اس کے مستقبل میں کام آئے تو سمجھ لو کہ اس کا یہ سفر ضائع نہیں گیا اور اگر کوئی شخص طلب دنیا یا لذات وشہوات دنیا کے لیے سفر کرتا ہے اور اس کے لیے اس مسجد سے اپنا قدم باہر نکالتا ہے تو سمجھ لو اس کا سفر سرمایا یہ عقوبت وضیاع ہے' نیز علم بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہے' چنانچہ ہر چیز کا بہترین حصہ حاصل کرنے پر قناعت کرو۔

ابوبردہ بن ابوموسیٰ الاشعری

یہ بزرگ کوفہ میں شعبی سے بھی قبل قاضی کے عہدہ پر مامور تھے کیونکہ شعبی تو عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں اس عہدہ پر مامور ہوئے تھے اور ابوبردہ حجاج کے عہدہ میں قاضی تھے لیکن بعد میں حجاج نے ان کو اس عہدہ سے معزول کر کے ان کے بھائی ابوبکر کو عہدۂ قضا تفویض کر دیا تھا۔ ابوبردہ عالم حافظ اور فقیہہ تھے اور ان سے بہت سی روایات مشہور ہیں۔

ابوقلادہ الجرمی

یہ ہیں عبداللہ بن یزید البصری' ان سے کثیر روایات مروی ہیں ان سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ تابعین نے بھی روایات بیان کی ہیں یہ کبار ائمہ فقہا میں سے تھے۔ عہدہ قضا کے لیے حکومت کے لیے طلب ہوئے تو فرار ہو گئے اور اس کے باعث جلاوطن ہونا پڑا اور شام آ گئے اور داریا میں مقیم رہے اور وہیں انتقال ہو گیا ابوقلابہ کا قول ہے جب خدا تجھے علم دے تو اس سے عبادت کا موقع نکال اور اگر تم اپنے حوصلہ کے مطابق لوگوں کو کچھ نہ دے سکو تو شاید دوسرے کو تو کچھ فائدہ پہنچ جائے لیکن تم تاریکی میں بھٹکتے رہو گے انہوں نے مزید کہا میں ان مجلسوں کو بے کاروں اور بے مصرف لوگوں کی کمین گاہیں سمجھتا ہوں اور جب تمہیں بھائی کی طرف سے کسی ناپسندیدہ شے کا سامنا ہو تو کوشش کر کے اس سے معذرت کر لیا کرو اور اگر اس سے عذر معذرت نہ کر سکو تو اس سے کہہ دو کہ

Marfat.com

شاید میرے بھائی کے پاس اس کی کوئی بہتر توجیہ ہوگی جس سے میں لاعلم ہوں۔

۱۰۵ھ

اس سن میں الجراح بن عبداللہ الحکمی نے بلادالان میں جنگ چھیڑی اور بہت سے قلعے فتح کر لیے اور بلنجر سے متصل چاروں طرف پھیلے ہوئے وسیع شہروں پر قبضہ کرلیا' یہاں اس کو مال غنیمت بھی بے حد ملا اور اولاد اتراک میں سے بہت سے لوگ قیدی بھی بنالئے گئے۔ اسی سن میں مسلم بن سعید نے بلادالترک پر قبضہ کیا اور صغد جیسے عظیم شہر کا محاصرہ کیا اسی سن میں سعید بن عبدالملک بن مروان نے بلادروم میں جنگ کا آغاز کیا اور اس کے لیے اس نے ایک ہزار فوجیوں کا ہراول دستہ پہلے سے روانہ کیا لیکن وہ سب کام آ گئے۔

ابھی شعبان کا مہینہ ختم ہونے میں پانچ یوم باقی تھے کہ سرزمین بلقاء کے شہر اربد میں امیر المومنین یزید بن عبدالملک بن مروان کا انتقال ہوگیا۔ اس کا انتقال جمعہ کے دن ہوا تھا۔ اس وقت اس کی عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان تھی۔

اس کی سوانح حیات

اس کا نام یزید بن عبدالملک بن مروان ابوخالد القرشی الاموی تھا۔ ماں کا نام عاتکہ بنت یزید بن معاویہ تھا۔ عاتکہ جہاں دفن ہوئی تھی اس نسبت سے اس محلّہ کا نام بھی یہی پڑ گیا تھا۔ یزید بن عبدالملک کی بیعت خلافت عمر بن عبدالعزیز کے بعد ۱۰۱ھ میں ماہ رجب میں ہوئی تھی۔ محمد بن یحییٰ الذہلی نے الزہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور نہ ابوبکر وعمر وعثمان وعلی کے عہد میں نہ مسلم کافر کا وارث ہوتا تھا اور نہ کافر مسلم کا۔ لیکن جب معاویہ خلافت پر متمکن ہوئے تو مسلم کافر کا وارث بنا لیکن کافر مسلم کا وارث نہیں بنا اور اس کے بعد بھی یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے طریقہ اور سنت اولیٰ کو پھر زندہ کر دیا اور اسی کا اتباع یزید بن عبدالملک کے دور میں بھی ہوا لیکن جب ہشام خلیفہ ہوا تو اس نے اموی خلفاء کا طریقہ کار پھر شروع کر دیا یعنی مسلم کافر کا وارث قرار پانے لگا ولید بن مسلم نے جابر یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم مکحول کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یزید بن عبدالملک آ گیا ہم نے سوچا اس کے لیے جگہ بنا دیں اس پر مکحول نے کہا اس کو چھوڑ دو جہاں جگہ پائے گا خود بیٹھ جائے گا اس طرح تواضع سیکھے گا۔ یزید خلافت سے قبل بھی علماء وصلحاء کی مجالس میں شرکت کرتا تھا اور جب وہ خلیفہ ہوا تو اس کا پختہ عزم تھا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر چلے گا لیکن اس کے برے ہم نشینوں نے اسے نہیں چھوڑا اور ہر برائی اور ظلم کو اس کے سامنے اچھائی اور خوبی بنا کر پیش کیا۔

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ جب یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس سے کہا گیا کہ عمر بن عبدالعزیز کی سیرت پر چلو چنانچہ وہ چالیس دن تک تو ایسا ہی رہا اس کے بعد اس کے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا کہ خلیفہ سے کوئی حساب یا باز پرس نہیں ہوتا غرض کہ بعد لوگوں نے اس پر بے دینی کے الزامات بھی عائد کیے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے البتہ اس کا بیٹا ولید بن یزید ضرور بہک گیا تھا۔ ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز نے اس کو نصیحت کی تھی کہ تم محمد ﷺ کی امت میں ہو اور کچھ دنوں بعد تم کو بھی دوسروں کی طرح دنیا

Marfat.com

چھوڑ کر چلے جانا ہے وغیرہ وغیرہ۔

یزید نے اپنے بھائی ہشام کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری موت کی تمنا کر رہے ہیں اور خلافت کی آرزو میں مبتلا ہیں اور پھر آخر میں لکھا:

تمنی رجال ان اموت وان امت فتلک سبیل لست فیها باوجد

''لوگ میری موت کی تمنا کر رہے ہیں اور اگر میں مر گیا تو یہ راستہ ایسا ہے جس پر چلنے والا صرف میں ہی نہیں ہوں''

وقد علموا لو ینفع العلم عندهم متیٰ مت ما الباغی علی بمخلد

''اگر انہیں علم سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے تو وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جب میں مر جاؤں گا تو میرا دشمن بھی ہمیشہ نہیں رہے گا''

منیته تجری لوقت وحتفه یصادفه یوماً علی غیر موعد

''اس کی موت کا وقت تو معین ہے وہ آئے گی لیکن دشمن کی موت کا بھی کوئی وقت مقرر نہیں ہے''

اس کے جواب میں ہشام نے لکھا تمہیں جو کچھ معلوم ہوا ہے غلط معلوم ہوا ہے۔ خدا مجھے تم سے پہلے موت دے دے اور میرے بیٹے کو تمہارے بیٹے سے پہلے موت آ جائے۔ تمہارے بعد میری زندگی میں پھر کیا خیر باقی رہ جاتا ہے۔ یزید بن عبدالملک جاریہ حبابہ نامی سے جو یقیناً بہت خوبصورت تھی بہت محبت کرتا تھا اس نے اس کو چار ہزار دینا میں عثمان بن سہل بن حنیف سے خریدا تھا۔ ایک دن اس کے بھائی سلیمان نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں تمہیں اس کنیز سے دور رکھوں یہ سن کر یزید بن عبدالملک نے سلیمان کو وہ باندی فروخت کر دی لیکن جب یزید خلیفہ ہوا تو اس کی بیوی سعدہ نے ایک روز اس سے پوچھا امیر المومنین کیا آپ کے دل میں کوئی دنیوی خواہش موجود ہے؟ یزید نے جواب دیا ہاں حبابہ کی' یہ سن کر سعدہ نے اس کنیز کو اپنے شوہر یعنی خلیفہ کے لیے پھر خرید لیا اور اس کو بنا سنوار کر امیر المومنین کے پاس پہنچا دیا اس کے بعد پھر سعدہ نے یزید بن عبدالملک سے پوچھا کیا اب بھی کوئی خواہش دل میں باقی ہے؟ یزید نے کہا ہاں دل چاہتا ہے کہ قصر میں ایک مدت کے لیے میں تنہا حبابہ کے ساتھ چھوڑ دیا جاؤں بس یہی ایک آرزو ہے۔

چنانچہ اس آرزو کی تکمیل کے لیے محل کو فرش فراش اور دیباو حریر کے پردوں سے آراستہ کیا گیا اور یزید بن عبدالملک پوری آسودگی کے ساتھ حبابہ کے ساتھ محل میں عیش کی زندگی گزارنے لگا ایک روز دونوں بیٹھے انگور کھا رہے تھے جب اس نے اچانک ایک انگور اس کے یعنی حبابہ کے کھلے منہ میں پھینک کر مارا اتفاق کی بات کہ انگور اس کے گلے میں پھنس گیا اور ہنسنے کے دوران گلے میں پھندہ لگ گیا جو بالآخر اس کی موت کا باعث بن گیا۔ حبابہ کی موت خود یزید کے لیے بھی زندگی کی راحتوں اور کامرانیوں کی نفی تھی حبابہ اگرچہ مر چکی تھی لیکن اس کے عشق نے اس کو ایسا دیوانہ کر دیا تھا کہ اس کو دفنانے کے لیے بھی اپنے پاس سے علیحدہ کرنے کو اس کا دل نہیں چاہتا تھا' بالآخر جب اس کی نعش میں تعفن پیدا ہونے لگا تو مجبوراً اس نے دفنانے کی اجازت دی اور پھر اس کی قبر پر کئی دن پڑا رہا اور جب اپنے محل میں آیا تو بار بار کبھی قبر پر جاتا تھا اور کبھی محل واپس آتا تھا بالآخر اسی غم میں مبتلا ہو کر مرض سل کا شکار ہو کر انتقال کر گیا اس کا انتقال ماہ شعبان میں ۱۰۵ھ بروز جمعہ ہوا مشہور ہے کہ اس کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ تھی یزید

Marfat.com

بن عبدالملک چھریرے بدن کا گوراچٹا گول چہرہ کا انسان تھا اس کے اوپر کے دانت نیچے کے دانتوں سے باہر نکلے رہتے تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا انتقال حولان یا بجوران میں ہوا اس کی نماز جنازہ اس کے پندرہ سالہ بیٹے ولید بن یزید نے پڑھائی بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کے بھائی ہشام بن عبدالملک نے نماز پڑھائی تھی اس کا جنازہ لوگوں کے کندھوں پر قبر تک لے جایا گیا اس کو باب الجابیہ اور باب الصغیر کے درمیان شہر دمشق میں دفن کیا گیا اس کے بعد خلافت کے لیے ہشام کی بیعت ہوئی۔

خلافت ہشام بن عبدالملک بن مروان

اپنے بھائی کی موت کے بعد جو ۱۰۵ھ کی ماہ شعبان کی پچیس تاریخ کو ہوئی تھی ہشام کی خلافت کے لیے بیعت لی گئی بیعت کے وقت ہشام کی عمر چونتیس سال کچھ ماہ تھی۔ جب اس کے باپ عبدالملک نے معصب بن زبیر کو ۷۲ھ میں قتل کر دیا تھا تو اس نے بیٹے کا نام بطور تغاول منصور رکھا لیکن اس کی ماں عائشہ بنت ہشام نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا جو آخر تک برقرار رہا۔ واقدی لکھتا ہے جب اس کی خلافت کا اعلان ہوا تو یہ دیشونہ میں تھا اور اپنے گھر میں مقیم تھا قاصد اس کے پاس عصاء اور مہر لے کر پہنچا اور اس نے خلافت کی مبارکباد دینے کے ساتھ یہ دنوں چیزیں اس کے حوالہ کیں چنانچہ ہشام رصافہ سے چل کر دمشق آیا اور اپنی خلافت کا باقاعدہ اعلان کیا اس نے شوال کے مہینہ میں ہبیرہ کو عراق خراسان کی امارت سے ہٹا کر اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو امیر مقرر کیا اس سال اس کے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل المخزومی نے لوگوں کو حج کرایا۔ عبدالملک کے یہاں ہشام کے سوا اس کی ماں سے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی کیونکہ عبدالملک نے ہشام کی ماں عائشہ بنت ہشام کو بیوقوف عورت ہونے کی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ اس سال عباس کی دعوت کو عراق میں آہستہ آہستہ پھیلنے میں کافی سہولت حاصل رہی جو بزرگ اس سن میں انتقال کر گئے وہ یہ ہیں:

ابان ابن عثمان بن عفان

پہلے ان کا ذکر ہو چکا ہے اس میں ان کا سن وفات پچاسی مذکور ہے' یہ بزرگ فقہاء تابعین میں سے گزرے ہیں اور اچھے عالم گزرے ہیں عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا حدیث وفقہ کا عالم نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں کہ مدینہ کے دس فقہاء میں سے ایک ابان بن عثمان بھی ہیں۔ یہ آخر میں بہرے ہو گئے تھے اور فالج کا بھی ان پر کچھ اثر تھا اور یہ بیماریاں ان کو مرنے سے ایک سال قبل یعنی ۱۰۵ھ میں لاحق ہو گئی تھیں۔

۱۰۶ھ

اس سن میں ہشام نے مدینہ' مکہ اور طائف کی امارت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو معزول کر کے ابن خالد ابراہیم بن ہشام المخزومی کو تینوں جگہ کا امیر مقرر کر دیا۔ اس سال سعید بن عبدالملک نے صائفہ میں جنگ کا آغاز کیا اور اسی سال مسلم بن سعید نے فرغانہ میں جنگ کی جہاں اس کی مڈبھیڑ ترکوں سے ہوئی چنانچہ ان کے سردار وخاقان وغیرہ کو زبردست لڑائی کے بعد مار

Marfat.com

ڈالا گیا اسی سال الجراح الحکمی سرزمین خزر میں گھس گیا اور وہاں کے لوگوں نے اس سے جزیہ اور خراج دے کر صلح کی۔ اسی سال حجاج بن عبدالملک نے الادن پر چڑھائی کی اور وہاں بہت سے لوگوں کو مار کر ان سے مال غنیمت وصول کیا اس سال خالد بن عبداللہ القسری نے خراسان کی امارت سے مسلم بن سعید کو معزول کیا اور اس کی جگہ اپنے بھائی اسد بن عبداللہ القسری کو مقرر کیا۔ اس سال ہشام بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اور ابوالزناد کو حکم دیا کہ اس کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے وہ اس سے مل لے اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دے۔ اس کی تعمیل کی گئی چنانچہ لوگوں نے مدینہ کے راستہ میں احکام حج سیکھے۔ ان سیکھنے والوں میں سعید بن عبداللہ ابن الولید بن عثمان بن عفان بھی تھے اس نے امیر المومنین سے کہا اے امیر المومنین آپ کے اہل خانہ پاک مقامات میں ابوتراب کے خاندان پر ہمیشہ لعنت بھیجتے آئے ہیں آپ بھی ان پر لعنت بھیجئے۔ ابوالزناد کا کہنا ہے جب یہ بات ہشام نے سنی تو اس کو بہت ناگوار گزری اور اس نے کہا ہم نے نہ کسی کو گالی دی ہے اور نہ کسی پر لعنت بھیجی ہے اور پھر اس نے منہ پھیر لیا اور گفتگو بند کر دی اور ابولزناد سے مصروف گفتگو ہو گیا۔

اور جب ہشام مکہ پہنچا تو اس کے سامنے ایک آدمی پیش ہوا جس کا نام ابراہیم بن طلحہ تھا اس سے ہشام نے پوچھا عبدالملک کے زمانہ میں تم پر کیا گزری اس نے کہا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اس نے کہا ولید کے بارہ میں کیا کہتے ہو اس نے کہا اس نے بھی مجھ پر ظلم کیا ہشام نے کہا اور سلیمان نے اس نے جواباً کہا اس نے بھی ظلم کیا ہے ہشام نے کہا عمر بن عبدالعزیز کا کیسا برتاؤ رہا اس نے کہا انہوں نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے۔ ہشام نے کہا یزید کے بارہ میں کیا رائے ہے؟ اس نے ظلم کو میرے ہاتھ سے چھین لیا ہے اور اب وہ تیرے ہاتھ میں ہے اس پر ہشام نے کچھ نہیں کہا اور اپنے ساتھی سے کہا میں نے اس سے فصیح تر آدمی نہیں دیکھا۔

جو لوگ اس سال فوت ہوئے ان میں سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ بھی ملتے ہیں ابوعمرو بڑے زبردست فقیہہ عالم تھے انہوں نے اپنے باپ سے بہت سی روایات بیان کی ہیں ان کا شمار عابدوں اور زاہدوں میں ہوتا تھا۔

جب ہشام نے حج کیا تو کعبہ میں داخل ہوا تو اچانک اس کا سامنا سالم بن عبداللہ سے ہو گیا تو سالم سے کہا مجھ سے کچھ سوال کیجیے سالم نے کہا مجھے خدا کے گھر میں کھڑے ہو کر کسی غیر سے سوال کرتے ہوئے شرم آتی ہے جب سالم حرم سے باہر نکل آئے تو ہشام بن عبدالملک بھی ان کے پیچھے باہر آ گئے اور کہا اب آپ بیت اللہ سے باہر آ گئے ہیں اب تو سوال کیجیے سالم نے جواب دیا۔ دنیا کی ضرورتوں کا سوال کروں یا آخرت کی ضرورتوں کا۔ ہشام نے کہا حوائج دنیا کا تو سالم نے کہا میں نے دنیا اس سے نہیں مانگی جو اس کا مالک ہے تو اس سے دنیا کیا مانگوں جو دنیا کا مالک نہیں ہے سالم بڑے درشت مزاج اور صاف گو انسان تھے وہ موٹے ٹاٹ کے کپڑے پہنا کرتے تھے اور اپنی زمین میں اپنے ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور دوسروں کی زمین میں کام کر لیا کرتے تھے۔ وہ کبھی خلفاء سے بھی کچھ نہیں لیتے تھے وہ نہایت متواضع ان کا رنگ مائل بہ سیاہی تھا۔ ان میں حد درجہ تقویٰ وتورع تھا۔

طاؤس بن کیسان الیمانی

یہ جلیل القدر اصحاب ابن عباس میں گزرے ہیں ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں ان کی سوانح حیات وغیرہ تفصیل سے لکھی ہے۔ طاؤس کا اصلی نام معہ کنیت ابوعبدالرحمان طاؤس بن کیسان الیمانی ہے۔ ان کا تعلق یمن کے اولین تابعین کے طبقہ سے

Marfat.com

ہے اور یہ ان ابناء فرس میں سے ہیں جن کو کسریٰ نے یمن اولاً روانہ کیا تھا۔ طاوؤس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا اوران سے روایات بیان کیں وہ بہت بڑے امام تھے ان کی ذات عبادت وزہد اور علم نافع اور عمل صالح کا مجموعہ تھی وہ تقریباً پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم سے مل چکے تھے ان کی اکثر روایات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ماخوذ ہیں۔ ان سے بڑے بڑے تابعین نے روایات بیان کی ہیں جن میں مجاہد' عطاء' عمرو بن دینار' ابراہیم' ابن میسرہ' ابوالزبیر محمد بن المنکدر' الزہری' حبیب بن ابی ثابت' لیث بن ابی سلیم ضحاک بن مزاحم' عبدالملک بن میسرہ' عبدالکریم بن المخارق' وہب بن منبہ المغیرہ بن الحکیم الصنعانی اور عبداللہ بن طاوؤس وغیرہ خصوصیت سے شامل ہیں طاوؤس کا مکہ میں حج کرتے ہوئے انتقال ہوا ان کی نماز ہشام بن عبدالملک نے پڑھائی اور مکہ ہی میں دفن ہوئے۔ امام احمد نے کہا ہے کہ ان کو عبدالرزاق نے اپنے باپ کے حوالہ سے بتایا کہ جب طاوؤس کا مکہ میں انتقال ہوگیا تو ان کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھی گئی جب تک ہشام نے آدمی بھیج کر اپنے بیٹے کو نہ بلوالیا انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن الحسن کو ان کا جنازہ اپنے کندھے پر آخر تک اٹھائے ہوئے دیکھا اور کثرت ہجوم کے باعث ان کی ٹوپی سر سے گر پڑی اور قمیص پھٹ کر جسم سے اتر گئی اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ: ''الایمان الایمان'' جن میں ابومسلم' ابوادریس' وہب' کعب اور طاوؤس یمانی وغیرہ جیسے بزرگ شامل ہیں یہ وہ یمنی جواہر ہیں جو یمن کی کان سے نکلے ہیں اور انہی کی طرف حدیث رسولؐ میں اشارہ ہے۔

عبدالرزاق کے باپ کہتے ہیں میں طاوؤس کے جنازہ میں شریک تھا جن کا انتقال مکہ میں ۱۰۵ھ میں ہوا۔ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے اللہ طاوؤس کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اس نے چالیس حج کیے ہیں وہ یہ بھی کہتے تھے کہ طاوؤس کا انتقال مزدلفہ یا منیٰ میں حج کے دوران ہوا ابن راشد بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ طاوؤس بن کیسان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مسلم بن قتیبہ بن مسلم صاحب خراسان وہاں آگئے اور انہوں نے طاوؤس سے کچھ سوالات کیے اس پر طاوؤس نے ان کو جھڑک دیا' میں نے کہا یہ صاحب خراسان مسلم بن قتیبہ بن مسلم ہیں اس پر طاوؤس کہنے لگے' یہ میرے لیے آسان ہے۔

ابن ابی داؤد بیان کرتے ہیں میں نے طاوؤس اور ان کے اصحاب کو دیکھا ہے جب وہ نماز عصر سے فارغ ہوجاتے تھے تو عصر کی نماز کے بعد قبلہ رو کھڑے ہوکر خدا سے انتہائی عجز وانکساری سے دعا کرتے تھے اور کسی سے باتیں نہ کرتے تھے۔ طاوؤس کہا کرتے تھے جس شخص نے بخل سے گریز کیا اور یتیم کے مال کو ہاتھ نہیں لگایا وہ کسی مصیبت میں نہیں پڑے گا' ایک دن وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کررہے تھے اے بیٹے عقل مندوں کی صحبت اختیار کر تیرا بھی انہیں لوگوں میں شمار ہوگا اور جہلاء سے بچ ورنہ تو بھی انہی میں شمار ہوگا خواہ تو جاہل نہ بھی ہو نیز یہ کہ ہر چیز کی ایک غرض اور غایت ہوتی ہے آدمی کی غایت حسن عقلی ہے طاوؤس سے کسی شخص نے کوئی سوال کیا انہوں نے اس کو جھڑک دیا اس نے کہا اے عبدالرحمان میں تیرا بھائی ہوں۔ طاوؤس نے جواباً کہا کیا سب کو چھوڑ کر صرف تجھی کو بھائی سمجھوں ایوب بن یحییٰ نے طاوؤس کے پاس سات سو دینار بھیجے اور لے جانے والے کو ہدایت کردی کہ اگر وہ یہ دینار قبول کرلے گا تو امیر تجھ کو انعام دے گا وہ شخص دینار لے کر طاوؤس کے پاس پہنچا اور اس نے کہا اے عبدالرحمان یہ رقم امیر نے تیرے خرچہ کے لیے بھیجی ہے طاوؤس نے جواب دیا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جب طاوؤس کسی طرح اس رقم کو لینے پر آمادہ نہ ہوا تو وہ رقم گھر کے کسی کونے میں ڈال کر چلا گیا اور وہاں جا کر کہہ دیا کہ اس نے وہ دینار قبول کر لیے ہیں کچھ دنوں کے بعد امیر کو طاوؤس کی کوئی بات ناگوار گزری اس پر امیر نے حکم دیا کہ طاوؤس کو بلوایا جائے اور وہ ہمارا مال واپس لائے قاصد جب طاوؤس کے پاس آیا اور اس نے وہ دینار طلب کیے تو اس نے جواب دیا کہ ان سے جا کر کہہ دو ہم نے ان کے کوئی دینار وغیرہ نہیں لیے ہیں چنانچہ اس کی تحقیقات ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ دینار کونے میں اب تک اس جگہ پڑے ہیں اور ان پر مکڑی نے جالا تن دیا ہے غرض کہ جو آدمی دینار لے کر آیا تھا اسی نے کہ دینار اسی جگہ سے اٹھا کر امیر واپس دے دیئے اسی طرح سب لوگ اپنے فعل پر شرمندہ ہوئے جب سلیمان بن عبدالملک نے حج کیا تو اس نے لوگوں سے کہا میرے پاس کسی فقیہہ کو لاؤ تا کہ میں اس سے مناسک حج کے کچھ مسائل دریافت کر سکوں چنانچہ فقیہہ کی تلاش میں حاجب نکلا تو اسے طاوؤس نظر آ گئے لوگوں نے بھی کہا یہ طاوؤس یمانی ہیں وہ ان کو لے کر سلیمان کے پاس آیا اور طاوؤس سے کہا کہ امیر المومنین کی باتوں کا جواب دیجیے طاوؤس نے کہا بابا مجھے معاف کر دو طاوؤس کے انکار پر حاجب کھڑا ہوا تو میں نے کہا یہ مقام تو وہ ہے جس کی بابت اللہ مجھ سے باز پرس کر سکتا ہے اور اس کے بعد کہا اے امیر المومنین اگر یہ پتھر جو جہنم کے کنارہ سے جہنم میں ستر سال تک نیچے گرتا چلا جائے گا تب جا کر اس کی تہہ میں پہنچے گا تو جانتا ہے کہ ایسی جہنم کس کے لیے تیار کی گئی ہے؟ امیر المومنین نے کہا نہیں طاوؤس نے جواب دیا تو سن یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کے حکم میں کسی کو شریک کریں اور ظلم کریں۔

اور دوسری روایت میں زہری نے بیان کیا ہے کہ سلیمان نے ایک شخص کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے اور وہ بڑا صاحب جمال وکمال ہے اس نے پوچھا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا یہ طاوؤس ہے جس نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے چنانچہ سلیمان نے ان کو اپنے پاس بلوایا اور کہا آپ ہم سے کوئی حدیث بیان نہ کریں گے؟ ابو موسیٰ نے بتایا ہے کہ طاوؤس نے اس کے جواب میں سلیمان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ کے لیے سب سے آسان گرفت اس شخص کی ہے جو مسلمانوں کا حکمران بنا اور پھر بھی اس نے ان میں عدل نہ کیا۔ یہ سن کر سلیمان بن عبدالملک کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اس کے بعد وہ دور تک خاموشی سے چلتا رہا اور پھر اس نے سر اٹھا کر کہا کیا کوئی اور حدیث سنائیں گے؟ طاوؤس نے کہا مجھ سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص نے کہا میرا خیال تھا یہ علی کا نام لیں گے اس کے بعد طاوؤس سے اس شخص نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی ایک مجلس طعام میں بلا کر کہا تمہارا قریش پر حق ہے اور ان کا بھی لوگوں پر حق ہے جب ان سے رحم وکرم کی درخواست کی جائے وہ رحم وکرم سے کام لیں گے اور جب حاکم بنائے جائیں تو عدل وانصاف کے تقاضے پورے کریں اور جب امین بنائے جائیں تو امانتوں کی ادائیگی کا خیال رکھیں لیکن جو کوئی ان میں سے ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ ان سے اس کے بدلہ کچھ اور قبول نہیں کرے گا اور یہ آدمی بیان کرتا ہے یہ حدیث سن کر سلیمان بن عبدالملک کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور کافی دور تک چلنے کے بعد اس نے پھر اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا کیا اور کوئی حدیث بھی سنائیں گے؟ اس پر طاوؤس نے جواب دیا کہ خدا کی کتاب کی آخری آیت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے سن لو وہ یہ ہے:

﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾.

''ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور پھر ہر نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور لوگوں پر ظلم نہ ہوگا''۔

ابوعبداللہ الشامی بیان کرتے ہیں میں طاوؤس کے پاس آیا اور ان کے دروازہ پر آیا اور ان کے دروازہ پر اندر آنے کی دستک دے کر اجازت طلب کی تو ایک بوڑھا شخص باہر نکل آیا میں نے کہا کیا آپ ہی طاوؤس ہیں؟ اس نے کہا نہیں میں ان کا بیٹا ہوں میں نے کہا اگر تو ان کا بیٹا اتنا بڈھا ہے تو تیرا باپ تو بڈھا پھونس ہوگا جس کے ہوش وحواس بھی غائب ہوں گے اس نے جواب دیا عالم کبھی اپنے ہوش وحواش نہیں کھوتا اس کے بعد میں طاوؤس کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا جو کچھ پوچھنا ہے مختصر پوچھو میں نے کہا اگر میں مختصراً پوچھوں گا تو اس کا جواب بھی مختصر ملے گا اس پر طاوؤس نے کہا تو کیا اس مجلس میں توراۃ' انجیل اور قرآن کی تشریحات جمع کردوں گا میں نے کہا جی ہاں میں تو یہ یہی چاہتا ہوں اس پر طاوؤس نے جواب دیا۔ اللہ کا اتنا خوف رکھو کہ اس سے زیادہ تجھے کسی کا خوف باقی نہ رہے اور دوسرے اس کی طرف اس قدر توجہ دو کہ تمہاری توجہ خدا کے خوف کے لیے ڈھال بن جائے۔ تیسرے لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کرو جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتے ہو۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ طاوؤس کے بیٹے نے ایک شخص معمر کو بتایا کہ میں نے اپنے باپ طاوؤس سے کہا کہ میں نے فلاں عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں' باپ نے کہا جاؤ اس کو ایک نظر دیکھ لو باپ کے کہنے پر میں گیا اور میں نے غسل کیا' اچھے عمدہ کپڑے پہنے اور تیل پھلیل بھی لگایا لیکن جب باپ نے مجھے اس حال میں دیکھا تو کہا بس بیٹھ جاؤ اب کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عبداللہ بن طاوؤس یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد طاوؤس جب مکہ جاتے تھے تو ایک مہینہ لگاتے اور جب وہاں سے واپس آتے تو بھی ان کو ایک مہینہ لگتا تھا میں نے باپ سے پوچھا بابا اس میں کیا مصلحت ہے فرمانے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بندہ جب اطاعت الٰہی کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو واپسی تک طاعت الٰہی میں ہی رہتا ہے۔

ہلال بن کعب کہتے ہیں طاوؤس جب یمن سے نکلے تھے یمن کے قدیم اور دور جاہلیت کے چشموں کا پانی پیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے کہا میرے لیے دعا کیجیے۔ اس پر طاوؤس نے کہا اپنے لیے خود دعا کرو اللہ تعالیٰ مضطر و بے تاب آدمی کی دعا جلد قبول کرتا ہے۔

ابن جریر طاوؤس کے بیٹے کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ان کے باپ طاوؤس نے ان کو بتایا کہ بخل انسان اپنے مال میں کرتا ہے لیکن شح یہ ہے کہ آدمی کی خواہش یہ ہو کہ لوگوں کے پاس جو حرام کا مال ہے وہ اسے مل جائے اور وہ قناعت کو چھوڑ بیٹھتا ہے' انہوں نے بتایا کہ شح دل کی بیماری ہے آدمی کو حتی الوسع اس سے بچنا چاہیے۔ انہوں نے بیٹے کو حدیث بھی سنائی جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے لوگو شح سے بچو کیونکہ اس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا ہے اور اس نے جب ان کو بخل کا حکم دیا تو لوگوں نے بخل کیا اور اس سے کبھی باز نہ آئے بلکہ ہمیشہ دنیا کے حریص بنے رہے اور اس کی محبت میں مبتلا رہے عمرو ابن دینار طاوؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کی قرأت قرآن سے دلوں میں رقت وسوز پیدا ہو۔

Marfat.com

۱۰۷ھ

اس سال یمن میں ایک شخص عباد الرعینی نے خوارج کا مذہب اختیار کیا اور اس کی اتباع میں اچھی خاصی تعداد میں لوگوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا ان لوگوں سے یوسف بن عمر نے قتال کیا جس کو ان لوگوں نے معہ اس کے ساتھیوں کے مار ڈالا۔ اسی سال شام میں سخت طاعون پھیلا' اسی سال معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ چھڑی اس نے میمون بن مہران کو اہل الشام کے لشکر میں برقرار رکھا چنانچہ اس کی ماتحتی میں شامیوں نے دریا کو قبرص تک عبور کر لیا اور مسلمہ نے دوسرے لشکر کو بری لڑائی میں جھونک دیا اسی سال اسد بن عبداللہ القسری واعیان بنوعباس کے ساتھ خراسان پر قابو پانے میں کامیاب ہوا اور اسی سال اسد القسری نے جبال نمرود کے حکمران ملک القرقیسان سے جنگ کی جبال نمرود کا علاقہ جبال الطالقان کے قریب ہے اس سے نمرود نے مصالحت کر لی اور اسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا' اسی سال اس نے اسد الغور یعنی جبال ہراۃ میں جنگ کی وہاں کے رہنے والوں نے اپنا مال ومتاع خوف کے باعث ایسے غار میں جمع کر دیا جہاں تک کسی کا پہنچنا آسان نہ تھا لیکن اسد نے پھر بھی ان پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا چنانچہ اسد کے فوجیوں نے تابوتوں کے ذریعہ حملہ کیا اور حکم دے دیا کہ جو کچھ وہاں موجود ہے وہ تابوتوں میں رکھ لیا جائے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور لوگوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اسی سال اسد نے بلخ کے اردگرد کے علاقہ پر خصوصی نظر رکھنے کے احکامات جاری کئے؟ یہاں اس نے خالد بن برمک کے باپ کو نائب بنایا اور یہاں مسلمانوں کے لیے مضبوط قلعے تعمیر کئے گئے اسی سال ابراہیم بن ہشام امیر الحرمین نے لوگوں کو حج کرایا اسی سال یہ لوگ انتقال کر گئے۔

سلیمان بن یسار تابعی

یہ عطاء بن یسار کے بھائی ہیں۔ ان سے بہت سی روایات منقول ہیں۔ عبادت میں مجتہدین میں شمار ہوتے تھے۔ وجیہہ وتشکیل انسان تھے' ان کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ ان کی عمر ۷۳ سال تھی کہ ایک حسین وجمیل عورت ان کے پاس آئی اور ان کو اس نے اپنے اوپر ہر طرح قابو پا لینے کی ترغیب دی مگر یہ منکر ہی رہے اور بالآخر اس کو اپنے گھر میں تنہا چھوڑ کر فرار ہو گئے اس کے بعد انہوں نے یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا انہوں نے ان سے پوچھا کیا تم یوسف ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا میں وہ یوسف ہوں جو تیار ہونے کو تھا اور تو وہ سلیمان ہے جو تیار بھی نہیں ہوا۔

عکرمہ مولیٰ ابن عباس

تابعی ہیں اور مفسر ومحدث ہونے کے علاوہ علماء ربانیین میں شمار ہوتے تھے نیز بڑے سیاح اور گھومنے پھرنے کے شوقین تھے ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ صحابہ کی کثیر تعداد سے انہوں نے روایات بیان کی ہیں' یہ بڑے صاحب علم وفن تھے اور اپنے آقا ابن عباس کی زندگی میں فتوے بھی دیتے تھے عکرمہ کہتے ہیں میں نے چالیس سال علم حاصل کیا' عکرمہ ملک در ملک گھومتے پھرتے چنانچہ اپنی سیاحت کے دوران یہ افریقہ' یمن' شام اور عراق وخراسان بھی پہنچے اور وہاں اپنا علم پھیلایا اور اس کے عوض تحفے تحائف

انعامات اور امراء کی خوشنودی کے پروانے بھی ان کو حاصل ہوئے۔ ابن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق کہتے تھے کہ انہوں نے ہی مجھے قرآن وسنت کی تعلیم دی ہے حبیب بن ثابت کہتے تھے میرے پاس پانچ ایسے لوگوں کا اجتماع ہوا جیسا اجتماع میرے پاس کبھی نہیں ہوا اور وہ ہیں عطاء' سعید بن جبیر' عکرمہ' مجاہد اور طاؤس' جب کبھی سید اور مجاہد عکرمہ کے پاس کسی تفسیر کے سلسلہ میں آتے تھے تو عکرمہ ان کی پوری طرح تفسیر کر کے ان کو مطمئن کر دیا کرتے تھے جابر بن زید کا بیان ہے کہ عکرمہ اعلم الناس ہیں۔ شعبی کا بیان ہے کہ عکرمہ سے زیادہ کتاب اللہ کا چاہنے والا کوئی نہیں جس دن عکرمہ کا انتقال ہوا لوگوں کی بڑی تعداد ان کے جنازہ میں شریک ہوئی لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا آج سب سے زیادہ باغیر اور سب سے بڑا فقیہ دنیا سے اٹھ گیا۔ سفیان عمرو کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب میں عکرمہ سے مغازی کا بیان سنتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس شخص نے خود ان معرکوں میں شرکت کی ہے اور لوگوں کو لڑتے اور قتال کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ایوب کو لوگوں نے کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں عکرمہ سے جا کر ملوں چنانچہ میں بصرہ کے بازار میں پہنچا وہاں جا کر دیکھا کہ ایک آدمی گدھے پر سوار ہے لوگوں نے استفسار پر بتایا کہ یہ عکرمہ ہیں میں ان سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن زبان یارائی نہیں کر رہی تھی' چنانچہ میں ایک طرف خاموشی سے کھڑا ہو گیا اور میرے دماغ سے سارے سوالات نکل گئے جب کہ دوسری طرف لوگ سوالات کی بوچھاڑ کر رہے تھے اور عکرمہ ان کے جوابات دیتے تھے میں ان کو یاد کرتا جاتا تھا۔ مشہور ہے کہ سفیان ثوری کا قول تھا کہ جو کچھ مناسک لینا ہیں وہ سعید بن جبیر' مجاہد اور عکرمہ سے لے لو نیز وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ تفسیر چار آدمیوں سے لو سعید بن جبیر' مجاہد' عکرمہ اور ضحاک سے۔

القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق

یہ بھی مشہور فقہاء میں سے تھے۔ ان سے بھی بہت سی روایات منقول ہیں صحابہ سے بھی اور غیر صحابہ سے بھی یہ اہالیان مدینہ میں افضل ترین شمار ہوتے تھے اپنے وقت کے بڑے عالم تھے جب ان کے باپ مصر میں قتل ہوئے تو ان کی عمر بہت چھوٹی تھی۔ اس لیے ان کی خالہ ان کو پرورش کے لیے اپنے پاس لے گئیں وہیں ان کی نشو ونما ہوئی اور سیادت ملی ان کے کافی مناقب وفضائل ہیں۔

مشہور شاعر کثیر کی وفات

اس سال مشہور معروف شاعر کثیر بن عبدالرحمان بن اسود بن عامر ابو صخر الخزاعی الحجازی المعروف ابن جمعہ کا انتقال ہوا' یہ شاعر تغزل کے لیے بہت مشہور تھا' اس نے اپنی غزلوں میں ام عمرہ بنت جمیل بن حفص کو اپنی محبت کا محور ومرکز تسلیم کیا ہے' یہ شخص مذموم الخلق اور قبیح العادت تھا اس کا قد تین چار فٹ سے زیادہ نہ تھا۔ ابن خلکان کے بقول یہ رب الدبان (بجو) کہلاتا اور لطف یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو قد آور شخصیت سمجھتا تھا وہ جب عبدالملک بن مروان کے پاس حاضر ہوتا تو وہ اس سے کہتا تھا دیکھنا ذرا خیال کر کے چلنا کہیں تمہارا سر ایوان کے چھت سے نہ ٹکرا جائے۔ دو وفد بنا کر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا وہ اشعر الاسلامیین کہلاتا تھا۔ اس کا رجحان شیعت کی طرف زیادہ تھا۔ بعض لوگ اس کو تناسخ کا قائل بھی سمجھتے تھے اور وہ اپنی جہالت اور کم عقلی کے باعث اس مسئلہ پر بحث بھی کرتا تھا اور قرآن پاک کی آیت:

Marfat.com

﴿ فِیْ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّاشَآءَ رَکَّبَکَ ﴾ .

سے استدلال بھی کرتا تھا۔ ایک دن اس نے عبدالملک کے دربار میں حاضری کی اجازت چاہی چنانچہ وہ عبدالملک کے سامنے پہنچا تو عبدالملک نے کہا تمہیں اجازت اس لیے دی گئی ہے کہ تمہاری ملاقات سے زیادہ تمہارا کلام سننے کو دل چاہا۔ اس نے جواباً کہا' ہاں بے شک امیر المومنین صحیح اور سچی بات تو یہی ہے کہ آدمی کی پہچان دو چھوٹی چیزوں سے ہو جاتی ہے ایک اس کی زبان دوسرے اس کا قلب اگر انسان بولے اور صحیح اور معقول بات کرتے تو اس کا جوہر کھلتا ہے اور اگر میدان جنگ میں لڑتا ہے اور بہادری دکھاتا ہے تو یہ کام بھی بغیر قلبی حوصلہ اور دلی عزم وثبات کے انجام پذیر نہیں ہوتا ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میں تو ان اشعار کا مصداق ہوں۔

وجربت الامور وجربتنی وقد بدت عریئتی الامور

''مجھے کاموں کا تجربہ ہے اور آپ بھی مجھے آزما چکے ہیں اور میری سخت جان پر یہ مرحلے گزر چکے ہیں''

ترا الرجال النحیف فتزور به وفی اثوابه اسد زئیر

''تو لوگوں کو کمزور پا کر ان کو حقیر سمجھتا ہے چاہے وہ کپڑے پہن کر شیر غراں لگتے ہوں''

شاعر کثیر عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں بھی ان سے ملنے پہنچا اس کا کہنا تھا کہ وہ احوص اور نصیب کو لے کر عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا تو خیال تھا کہ جس طرح خلیفہ ہونے سے پہلے بلا تکلف وہ دیر تک باتیں کیا کرتے تھے اب بھی کریں گے مگر اب خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد بیکار کا وقت ایسے لوگوں کے ماتحت گزارنے کا کیا موقع تھا اس لیے یہ لوگ ان کے پاس سے مایوس واپس آئے اسی طرح جب مسلمہ بن عبدالملک کا زمانہ آیا تو شاعر مذکور ان کے پاس بھی بہت کچھ امیدیں لے کر حاضر ہوا اس کا جواب مسلمہ نے جو دیا وہ یہ تھا کہ کثیر تم کو معلوم ہے کہ تمہارے خلیفہ کو نہ اشعار سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ وہ شعراء کو زیادہ پسند کرتا ہے البتہ اس نے کثیر اور دوسرے شعراء کو نان ونفقہ کے ساتھ دو چار ماہ اپنے دربار میں رہنے کی اجازت دے دی اور ان کی سواریوں کے چارہ وغیرہ کا بھی بندوبست کرتا رہا یہ شاعر کہتا ہے کہ جب میں مسلمہ کو خطبہ دینے کے لیے تیار ہوتا دیکھتا تو میں بھی اس کے ساتھ جاتا اور خاموشی سے اس کے خطبات سنتا جو اکثر ان کلمات پر مشتمل ہوتے تھے کہ ہر سفر کے لیے توشہ اور زاد راہ ضروری ہوتا ہے اے لوگو تم کو دنیا سے کوچ کرنا ہے اس سفر کے لیے بھی زاد راہ کا بندوبست کرو۔ سب سے اچھا زاد راہ تقویٰ ہے اے لوگو اللہ کے نیک بندے بن جاؤ اور اس عذاب سے بچنے کی ہر وقت کوشش کرو جو اللہ نے نافرمانوں کے لیے تیار کیا ہے اور اس ثواب اور جنت کے حصول کی ہمہ تن کوشش کرو جو اللہ نے مومنوں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے تیار کی ہے۔

Marfat.com

۱۰۸ھ

اس سال مسلمہ نے بلادروم میں سے قیساریہ کو فتح کیا اور ابراہیم بن ہشام بن عبدالملک نے ایک رومی قلعہ فتح کیا نیز اس سال اسعد بن عبداللہ القسری امیر خراسان نے جنگ کا بیڑا اٹھا کر ترکوں کو شکست پر شکست دے کر ان کی کمر توڑ ڈالی اس سال جب خاقان آذربائیجان کی طرف بڑھا اور اس نے شہر ورثان کا محاصرہ کرلیا اور اس پر منجنیقوں سے گولہ باری کی تو اس کی سرکوبی کے لیے اس علاقہ کا نائب امیر اور مسلمہ بن عبدالملک کا سردار الحارث بن عمرو آگے آ گیا اور اس کی مڈبھیڑ خاقان اور اس کی فوجوں سے ہوئی اور وہ شکست کھا گیا اس کے بہت سے لشکری الحارث بن عمرو نے مار ڈالے اور جب خاقان کے بہت سے لوگ مارے گئے تو وہ بھی میدان جنگ سے فرار ہوگیا لیکن اس جنگ میں الحارث بن عمرو بھی شہید ہوگیا اور جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس سال معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نے ارض روم میں جنگ کا سلسلہ جاری رکھا اور اس نے بڑے بڑے بہادروں کو بھی لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ خجرہ فتح ہوگیا اور بہت سا مال غنیمت بھی یہاں مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

کہا جاتا ہے اعیان میں سے اس سال ابوبکر بن عبداللہ البصری فوت ہوئے۔ یہ عالم وعابد زاہد اور متواضع انسان تھے' یہ قلیل الکلام مشہور تھے انہوں نے بہت سے صحابہ اور تابعین سے روایات بیان کی ہیں۔ بکر بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ جب تم کسی ایسے مسلمان سے ملو جو تم سے بڑا ہو تو کہو میں اس سے گناہوں میں سبقت لے گیا ہوں وہ مجھ سے بہتر ہے اور جب تم یہ دیکھو کہ تمہارے بھائی تمہاری توقیر کررہے ہیں تو کہو ھذا من فضل ربی اور اگر تم ان سے کوتاہی دیکھو تو کہا کرو یہ گناہ تو مجھ سے بھی سرزد ہو چکا ہے ان کا یہ بھی قول تھا کہ کوئی بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک وہ طمع اور غصہ سے نہ بچے بکر بن عبداللہ کہا کرتے تھے ان سے ابوبکر صوم صلوٰۃ میں سبقت نہیں لے جاسکے۔ لیکن وہ دل کے قرار اور طبعی سکون میں ضرور مجھ سے سبقت لے گئے تھے۔ ان بزرگ کے اسی طرح کے بہت سے عمدہ اقوال مشہور ہیں۔

راشد بن سعد المتوانی الحمصی

یہ طویل عرصہ زندہ رہے صحابہ کی کثیر جماعت کے راوی ہیں' یہ عابد وزاہد اور صالح انسان تھے ان کی سیرت بڑی طویل ہے۔

محمد بن کعب القرظی

ابوحمزہ کے قول کے مطابق ۱۰۸ھ ہجری میں ہی ان کا انتقال ہوا صحابہ کی متعدد بہ جماعت سے روایات کے ناقل ہیں' یہ عالم عابد اور صالح انسان تھے اور قرآن کریم کے اچھے مفسر تھے' اصمعی بیان کرتے ہیں کہ جب ہشام بن زیاد نے محمد بن کعب سے یہ سوال کیا کہ خذلان کی علامت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا آدمی اچھائی کو برائی کے طور پر پیش کرے اور برائی کو اچھائی بتا کر لوگوں کے سامنے ظاہر کرے سنا گیا ہے کہ ابن کعب کہا کرتے تھے اگر میں رات میں قرآن پڑھتا ہوں اور صبح ہو جاتی تو جب سورۃ زالزال اور سورۃ القارعہ پر پہنچتا ہوں تو اس کے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں پاتا ہوں انہی سورتوں کے معانی میں غور وفکر میں سارا

وقت گزر جاتا ہے اور چاہتا ہوں کہ انہی کو آہستہ آہستہ دہراتا ہی رہوں ابن کعب کہا کرتے تھے کہ کبائر تین قسم کے ہیں اول یہ کہ تو اللہ کی چالوں سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھے' دوئم یہ کہ اللہ کی رحمت سے تو مایوس ہو جائے' تیسرے یہ کہ اللہ کے فضل سے ناامید ہو جائے۔ ابن کعب کے متعلق موسیٰ بن عبیدہ نے بتایا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ جب کسی بندہ کے لیے خیر کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس میں تین خصلتیں پیدا کر دیتا ہے اولاً دین میں سمجھ بوجھ کی توفیق دے دیتا ہے دوئم دین کے لیے تقویٰ و پرہیز گاری کا جذبہ پیدا کرتا ہے سوئم اپنے نفس کے عیب اپنے اوپر ظاہر کر دیتا ہے' ابن کعب یہ بھی کہا کرتے تھے کہ دنیا دار القلق ہے نیک لوگ اس سے کنارہ کش رہتے ہیں اور لوگوں میں سب سے بدبخت وہ ہیں جو دنیا میں زیادہ ملوث رہتے ہیں اور سب سے متقی وہ لوگ ہیں جو دنیا کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ ان کو لوگوں نے یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ دنیا کچھ لوگوں پر روتی ہے اور کچھ لوگوں کے لیے روتی ہے روتی ان لوگوں کے لیے ہے جو دنیا میں اطاعت الٰہی میں اپنا وقت گزارتے ہیں اور روتی ان پر ہے جو معصیت الٰہی میں زندگی گزارتے ہیں اور پھر یہ آیت پڑھتے تھے:

﴿ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ ﴾ .

عمر بن عبدالعزیز نے ایک مرتبہ ابن کعب کو لکھا کہ ان کے پاس جو غلام ہے اور جس کا نام سالم ہے وہ ان کے (عمر بن عبدالعزیز) کے ہاتھ فروخ کر دیں ابن کعب نے کہا میں نے اس معاملہ میں خود بھی غور کیا ہے اور اس کو بھی موقع دیا ہے عمر بن عبدالعزیز نے کہا آپ بھی ضرور اس پر اچھی طرح غور و فکر کر لیں بہر حال غلام عمر بن عبدالعزیز کے سامنے آیا تو انہوں نے اس سے کہا میں تمہاری بابت آزمائش میں پڑ گیا ہوں اور عدم نجات سے ڈرتا بھی ہوں اس پر سالم نے کہا جیسا آپ نے سوچا ہے نجات کا تو یہی راستہ ہے ورنہ دوسرا راستہ خوف کا ہے۔ یہ جواب سن کر عبدالعزیز نے سالم سے کہا مجھے کچھ نصیحت کر سالم نے کہا آدم علیہ السلام نے ایک غلطی کی تھی تو اس کی پاداش میں جنت سے نکال دیئے گئے تھے اور آپ لوگ خطاؤں پر خطائیں کرتے ہیں اور پھر بھی جنت میں داخلہ کے امیدوار ہیں اور اس کے بعد خاموش ہو گئے۔ اس پر مؤلف نے لکھا ہے کہ یہ تبصرہ دراصل قرآن کریم کی ان آیات کے حوالہ جات پر مبنی ہے جن کے معنی یہ ہیں کہ لوگ برائیاں کرتے ہیں اور نیکی کی امید رکھتے ہیں' کانٹے بوتے ہیں اور انگور کی فصل کاٹنا چاہتے ہیں۔ شعر

تفصل الذنوب الی الذنوب وترجی درج الجنان وطیب عیش العابد

''گناہ پر گناہ کرتے جاتے ہو اور پھر بھی امید رکھتے ہو جنت میں اعلیٰ مقام اور عابد کی سی زندگی حاصل ہو گی''

ونسبت ان اللہ اخرج ادما منها الی الدنیا بذنب واحد

''اور ساتھ ہی یہ بھی بھول جاتے ہو کہ اللہ نے آدم کو ایک گناہ کی پاداش میں جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا تھا''

اسی سال ابونضرہ المنذر بن مالک بن قطعۃ العبدی انتقال کر گئے جن کا حال ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں لکھا ہے۔

Marfat.com

۱۰۹ھ

اس سال ہشام بن عبدالملک نے اسد بن عبداللہ القسری کو خراسان کی امارت سے معزول کر کے اس کو حکم دیا کہ وہ حج پر جائے چنانچہ وہ وہاں سے رمضان میں چل پڑا۔ اس کے بعد خراسان کی نیابت کے لیے ہشام نے الحکم بن عوانہ الکلبی کا انتخاب کیا اور اس کی ماتحتی کے لیے ہشام نے خراسان میں اشرس بن عبداللہ اسلمی کو موزوں قرار دیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ خالد بن عبداللہ القسری سے مراسلات کی تحریر کا کام لے اشرس فاضل وشعور مند آدمی تھا اس لیے اس کا نام فاضل پڑ گیا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے رابطہ وتعلقات کا دفتر قائم کیا اور بطور مرابط عبدالملک بن زیاد الباہلی کو مقرر کیا جو تمام امور کے انصرام وانتظام کا انچارج تھا اور انہی اختیارات کی بناء پر اس کے اہل وعیال بہت شاداں وفرحاں تھے۔ اسی سال امیر المومنین ابراہیم بن ہشام نے لوگوں کو حج بھی کرایا۔

۱۱۰ھ

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے ملک الترک الاعظم خاقان سے پھر جنگ کی چنانچہ وہ لشکر جرار لے کر مسلمہ کے لیے مقابلہ کے لیے نکلا اور ایک مہینہ تک برابر ایک دوسرے سے مڈبھیڑ ہوتی رہی پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ خاقان کو موسم سرما میں شکست ہوگئی اور مسلمہ بن عبدالملک کامیاب فتح مند ہو کر واپس آیا اور بہت سا مال غنیمت بھی ساتھ لایا اور اس نے شام کی طرف واپس آتے وقت ذوالقرنین کے طریقہ پر عمل کیا ان جنگوں کو تاریخ میں غزاۃ الطین کا نام دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جن راستوں سے فوجوں کو گزرنا پڑا وہاں سخت دلدل، کیچڑ اور گہری کھائیاں وغیرہ تھیں جن کی وجہ سے مویشی بھی بہت ضائع ہوئے اور لوگ بھی سخت مشکلات اور دشواریوں میں پھنس کر موت کے گھاٹ اتر گئے اور جو لوگ باقی بچے تھے وہ بڑے سخت مصائب اور ہولناک مشکلات کا مقابلہ کرنے کے بعد بچے تھے۔ اس سال اشرس بن عبداللہ اسلمی خراسان کے نائب امیر نے سمرقند کے ذمیوں کو اسلام کی دعوت دی اور ماوراء النہر کے لوگوں کو بھی اسلام کا پیغام پہنچایا اور ان کے جزیہ کو بھی معاف کر دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ ان میں سے بیشتر اسلام لے آئے لیکن بعد میں جب ان سے جزیہ کا پھر مطالبہ کیا گیا تو وہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے چنانچہ ان ترکوں اور اشرس بن عبداللہ کے درمیان عرصہ تک کے لیے پھر جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کا حال بہت تفصیل سے ابن جریر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے، اسی سال امیر المومنین نے ہشام بن عبیدہ کو افریقہ کا متولی بنا کر بھیجا اور جب وہ پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے اور بھائی کو بہت بڑا لشکر تیار کر کے دیا جس نے مشرکین سے بڑی سخت لڑائیاں لڑیں اور ان کے بہت سے آدمی موت کے گھاٹ اتار دیئے اور ان کے بطریق کو بھی گرفتار کر لیا اور باقی لوگ شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ مسلمانوں کو یہاں بھی بہت سا مال غنیمت ملا۔ اسی سال معاویہ بن ہشام نے بلاد روم کے کچھ قلعے فتح کیے اور مال غنیمت حاصل کیا ابراہیم بن ہشام نے اس سال حج بھی کرایا۔ اس وقت عراق میں خالد القسری حکمران تھا اور خراسان پر اشرس السلمی کی حکمرانی تھی۔

Marfat.com

شاعر جریر

یہ جریر بن الخطفی ہے اس کا نام معہ شجرہ نسب الخطفی خذیفہ بن بدر بن مسلمہ بن عوف بن کلب بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم بن مر بن طانجۃ بن الیاس بن مضمر بن بزار ہے' شاعر مذکور کئی بار دمشق آیا اور یزید بن معاویہ کی مدح سرائی کرتا رہا اور بعد کے خلفاء کی قصیدہ خوانی بھی کی' یہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھی بھیجا تھا۔ یہ فرزدق اور اخطل کا ہم عصر تھا اور ان سب میں شعور منداور باخبر مشہور تھا' کئی لوگوں نے اس کے متعلق کہا ہے کہ وہ اشعر الثلاثا تھا یعنی تینوں مشہور شعراء میں سب سے زیادہ قادر الکلام اور پرگو شاعر تھا ابن ورید نے جب عثمان النبی کے حوالہ سے کہا میں نے تسبیح کے لیے جریر کے ہونٹ ہلتے ہوئے نہیں دیکھے تو میں نے کہا تمہیں ان باتوں سے کیا حاصل تو اس پر اس نے کہا سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں ''الحسنات یذھبن السیات ''اس آیت میں خدا کا وعدہ برحق ہے۔ محمد الکلبی نے اپنے باپ کے حوالہ سے کہا کہ قبیلہ بنی عذرہ کا ایک اعرابی عبدالملک بن مروان کے پاس آیا اور اس کی شان میں اس نے قصیدہ پڑھا اس وقت عبدالملک کے پاس تین مشہور شاعر موجود تھے' جریر' فروزق اور اخطل لیکن وہ اعرابی ان میں سے کسی کو نہیں پہچانتا تھا۔ عبدالملک نے اعرابی سے کہا کیا تم کو کسی عرب کا اسلام میں ایسا شعر یاد ہے جو ہجو سے بھرا ہوا ہو اس نے کہا جریر کا یہ قول اس کا ثبات ہے:

فغض الطوف انک من نمیر فلا کعبا بلغت ولا کلابا

''اپنی نظریں نیچی رکھ کیونکہ تو نمیری قبیلہ کا ہے اور تیرا تعلق نہ قبیلہ کعب سے ہے اور نہ کلاب سے''

یہ شعر سن کر عبدالملک نے اعرابی کی تحسین کی اور کہا کیا تجھے کوئی اچھا شعر بھی یاد ہے اس نے کہا ہاں جریر کا یہ شعر ہے آپ بھی سن لیجیے:

الستم خیر من رکب المطایا واندی العالمین بطون راح

''کیا تم بہترین سوار نہیں ہو اور کیا تم سب لوگوں سے زیادہ سخی اور نرم خو نہیں ہو؟''

عبدالملک نے اس شعر کو سن کر بھی اعرابی کو داد دی اور کہا سب سے زیادہ خوبصورت اور لطیف شعر بھی کسی کا سنا سکتے ہو؟ اعرابی نے پھر جریر کے مندرجہ ذیل دو اشعار سنائے:

ان العیون التی فی طرفھا مرض قتلنا ثم لم یحیین قتلانا

''ان محبوبوں کی انکھڑیوں نے جن کو بیماری لاحق ہے ہمیں مار ڈالا ہے اور پھر ایک بار مارنے کے بعد جینے کا موقع نہیں دیا''

یصرعن ذالب حتی لا حراک بہ وھن اضعف خلق اللہ ارکانا

''بڑے بڑے صاحبان ہوش ایسے چت ہوئے کہ حس وحرکت باقی نہ رہی حالانکہ وہ اللہ کی ضعیف ترین مخلوق ہیں''

عبدالملک نے یہ اشعار سن کر اعرابی کی تحسین کی اور کہا کیا تم جریر کو پہچان سکتے ہو؟ اعرابی نے جواب دیا اگرچہ میں اس

Marfat.com

سے ملنے کا بے حد مشتاق ہوں لیکن آج تک اس سے نہیں ملا ہوں' بہر حال عبدالملک نے اعرابی کی زبانی جریر کے اشعار سن کر اس کو بہت کچھ انعام واکرام دے کر رخصت کرنا چاہا اس پر جریر نے عبدالمالک سے کہا آپ اس کو جو کچھ بھی دے رہے ہیں وہ آپ کا اس کے لیے بہت بڑا عطیہ ہے آپ مجھے جو دینا چاہتے ہیں میری طرف سے وہ بھی اسی اعرابی کو دے دیں حکایت ہے کہ ایک روز جریر بن بشر بن مروان کے پاس پہنچا تو وہاں اخطل بھی موجود تھا بشر نے جریر سے کہا کیا تم ان کو جانتے ہو جریر نے کہا نہیں اے امیر یہ کون شخص ہے امیر نے کہا یہ اخطل ہے اس پر اخطل نے کہا میں وہ ہوں جس نے تیری آبرو خاک میں ملا دی ہے اور تجھے راتوں کو جگایا ہے اور تیری قوم کو دکھ پہنچایا ہے اس کے جواب میں جریر نے جو کچھ کہا وہ یہ تھا جہاں آبرو کے متعلق تیری گالی دینے کا تعلق ہے تو اس نے کہا دریا میں ڈوبنے والا دریا کو گالی دے کر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے اور جہاں تک تیرے قول راتوں کو جگائی کرانے ہے متعلق ہے تو مجھے چھوڑ دے تا کہ میں سو سکوں تو یہی تیرے حق میں بہتر ہوگا اور جہاں تک تیرے قول کا تعلق قوم کی اذیت سے ہے تو اس کے متعلق بھی سن لے کہ تو ایسی قوم کو بھلا کیا ایذاء دے سکتا ہے جس کو تو جزیہ ادا کرتا ہے اخطل کا تعلق نصاریٰ عرب متصرہ سے تھا اللہ اس کا برا کرے جس نے بشر بن مروان کی قصیدہ گوئی کرتے یہ شعر پڑھا تھا:

قد استوی بشر علی العراق — من غیر سیف ودم مهراق

''بشر عراق پر قابض ہو گیا — بغیر تلوار چلائے اور خون بہائے''

یہاں لفظ استویٰ کا استعمال نہ صرف غلط ہے بلکہ گستاخانہ بھی ہے۔ عام طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے استویٰ علی العرش کا جو مطلب لیا گیا ہے وہی مطلب گستاخی سے اخطل نے بشر بن مروان کے لیے بھی لیا ہے' اللہ تعالیٰ جہمیوں کے اس ناشائستہ اور بیہودہ تحریف کلمہ سے منزہ و پاک ہے۔

الہیثم بن عدی نے عوانہ بن الحکم کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو ان کے پاس کئی شعراء وفد کی صورت میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہ دی کئی روز دروازہ پر حاضری کے بعد جب ان میں سے کسی کو باریابی کی اجازت نہ ملی تو یہ امر ان لوگوں کو بڑا شاق گزرا اور انہوں نے واپسی کا ارادہ کر لیا اتفاقاً اس طرف رجاء بن حیوہ کا گزر ہوا اس سے جریر نے کہا:

یاایها الرجل المرخی عمامته — هذا زمانک فاستاذن لنا عمراً

''اے ڈھیلے عمامہ والے مطمئن انسان آج کل تیرا دور دورہ ہے ہمارے لیے باریابی کی اجازت دلا دے''

رجاء بن حیوہ نے اندر جانے کے بعد خلیفہ سے ان لوگوں کا کوئی ذکر نہیں کیا لیکن جب عدی بن ارطاۃ کا ادھر سے گزر ہوا تو جریر نے اس سے بھی ان اشعار میں اپنے لیے امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے یہاں باریابی کی سفارش کی خواہش کی چنانچہ وہ کہتا ہے:

یاایها الراکب المرخی مطیته — هذا زمانک انی قد مضی زمنی

''اے آرام دہ مطیع سواری کے راکب — آج کل تیرا زمانہ ہے میرا زمانہ تو گزر چکا ہے''

ابلغ خلیفتنا ان کنت لاقیه — انی لدی الباب کالمصفوء فی قرن

Marfat.com

''ذرا خلیفہ سے ملاقات ہونے پر ہمارا پیغام بھی پہنچا دینا کہ میں بھی دروازہ پر بندھا پڑا ہوں''

لاتنس حاجتنا لاقیت مغفرة قد طال مثکی عن اهلی وعن وطنی

''ہماری بات بھول نہ جانا خدا تیری مغفرت کرے مجھے اپنے اہل وعیال اور وطن سے جدا ہوئے عرصہ گزر گیا ہے''

چنانچہ عدی نے عمر بن عبدالعزیز کے سامنے پہنچ کر کہا اے امیر المومنین تیرے دروازہ پر شعراء دستک دے رہے ہیں ان کے تیر بڑے زہریلے اور ان کی باتیں بڑی پراثر ہوتی ہیں خلیفہ نے عدی کی بات سن کر کہا' مجھے شعراء سے کیا لینا ہے اس پر عدی نے کہا امیر المومنین رسول اللہ ﷺ بھی شعر سنتے تھے اور انعام بھی دیتے تھے اور جب العباس بن مرداس نے حضور ﷺ کی تعریف کی تھی تو آپ نے خوش ہو کر اپنا حلہ مبارک اس کو عطا کر دیا تھا عمر بن عبدالعزیز نے کہا کیا تم ان میں سے کچھ اشعار مجھے سنا سکتے ہو؟ عدی نے کہا ہاں بے شک لیجیے سنئے:

رأیتک یاخیر البریة کلها!! نشرت کتابا جاء بالحق معلما

''ساری مخلوق میں سب سے افضل تجھے دیکھا ہے تو ایسی کتاب لایا ہے جو حق کی داعی ہے''

شرعت لنا دین الهدی بعد جورنا عن الحق لما اصبح الحق مظلما

''تو ہمارے لیے دین ہدایت کی اس وقت شریعت لایا جب ہم حق سے بھٹک گئے تھے اور حق چھپ گیا تھا''

ونورت بالبرهان امرا مدلساً واطفأت بالقران ناراً تضرماً

''تو نے دلائل کے نور سے فریب کا پردہ چاک کر دیا اور بھڑکتی ہوئی آگ کو قرآن سے بجھا دیا''

فمن مبلغ عنی النبی محمداً وکل امری یجزی بما کان قدما

''محمد عربی کا یہ پیغام عام کر دو کہ ہر آدمی کو گزشتہ عمل کی جزا ضرور ملے گی''

تعالیٰ علواً فوق عرش الٰهنا وکان مکان الله اعلیٰ واعظما

''ہمارا نبی عرش الٰہی سے بھی اوپر نکل گیا اور اللہ جل شانہ کا مرتبہ سب سے اعلیٰ وارفع ہے''

یہ اشعار سن کر عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا دروازہ پر کون کون شاعر ہیں جواب ملا' ایک عمر بن ابی ربیعہ ہے دوسرا ہمام بن غالب یعنی فرزدق ہے اور تیسرا جریر ہے عمر بن عبدالعزیز نے اول الذکر دونوں شاعروں کو ان کے لایعنی کلام اور غیر اسلامی خیالات کی بنا پر بلانے کی اجازت دینے سے انکار کرتے ہوئے جریر کو اندر آنے کا موقع دیا جس نے آتے ہی رسول اللہ ﷺ کی شان میں کچھ سنانے کے بعد خلیفہ کی مدح میں بھی اسی طرح گویا ہوا:

ان الذی بعث النبی محمداً جعل الخلافة الامام العادل

''یہ اللہ کی ذات ہے جس نے محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا اور جس نے خلافت امام عادل کے سپرد کی''

وسع الخلائق عدله ووفاءه حتیٰ ارعوی وانا میل المائل

''جس کا عدل وانصاف اور وفا سب کے شامل حال ہے اس نے کجرو لوگوں کو غلط اقدامات سے روک دیا ہے''

Marfat.com

انی لارجو منک خیراً عاجلاً والنفس مؤلعة بحب العاجل

''میں بھی تجھ سے خیر عاجل کی امید رکھتا ہوں اور نفس تو جلد محبت کا گرویدہ ہوتا ہی ہے''

فرزوق

اس کا پورا نام ہمام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم بن حنظلہ بن زید بن مناۃ بن مر بن ادبن طانجہ ابوفراس بن ابی خطل التمیمی البصری الشاعر المعروف بالفرزوق ہے' اس کا دادا صعصعہ بن ناجیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا اور ایام جاہلیت میں احیاء مودت والفت کا دعویدار تھا۔ فرزوق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بتاتا ہے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو میرے باپ نے ان کو بتایا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور شاعر ہے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے باپ سے کہا تھا کہ اس کو قرأت سکھلاؤ کہ یہ اس کے لیے شعر گوئی سے بہتر ہے فرزوق کے کلام کو حسینؓ نے بھی اس وقت سنا تھا جب وہ عراق کے لیے روانہ ہو رہے تھے ان کے علاوہ اس کے کلام کو ابو ہریرہ' ابوسعید خدری' عرفجہ بن سعید' زاراہ بن کعب اور طراح بن عدی شاعر نے بھی سنا تھا' فرزوق نے خالد الخذاء' مروان الاصغر اور حجاج بن حجاج الاحوال نے کچھ روایات بیان کی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ فرزوق معاویہ کے پاس بھی اپنے چچا الحباب کی میراث طلب کرنے کے سلسلہ میں گیا تھا اور ولید اور اسکے بھائی کے پاس بھی غالباً اسی غرض سے گیا تھا مگر غالباً یہ صحیح نہیں تھے' اشعث بن عبداللہ نے فرزوق کے حوالہ سے کہا ہے کہ ایک روز ابوہبیرہ رضی اللہ عنہ نے میرے قدموں کو دیکھ کر کہا کہ میں تیرے چھوٹے چھوٹے قدموں کے باعث تیرے لیے جنت طلب کروں گا۔ میں نے کہا میرے گناہ تو بہت ہیں اس نے جواب دیا کوئی حرج نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا جس تک سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور معاویہ بن عبدالکریم نے بھی اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ ایک روز میں فرزوق کے پاس پہنچا تو اچانک اس کے پیر میں بیڑی دیکھی میں نے اس سے پوچھا یہ کیا اس نے جواب دیا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک یہ بیڑی پیر سے نہیں نکالوں گا جب تک قرآن پاک حفظ نہ کرلوں گا۔

ابوعمرو بن غلاء کا بیان ہے کہ میں نے کسی بدوی کو نہیں دیکھا کہ اس نے شہر میں قیام کیا ہو اور اس کی زبان خراب نہ ہوگئی ہو مگر دو آدمی اس سے مستثنیٰ ہیں ان میں سے ایک اروبہ بن الحجاج ہے اور دوسرا فرزوق ہے ان لوگوں کی زبان تو شہر میں طویل قیام کے باوجود مزید نکھر گئی ہے ابوشنیل کا بیان ہے کہ فرزوق نے اپنی بیوی النوار کو تین طلاقیں دے دیں تو الحسن البصری کے پاس آیا اور ان کو اس امر پر گواہ بنایا اس کے بعد طلاق دینے پر بہت نادم ہوا اور حسن بصری کی شہادت پر بھی اس کو بہت افسوس ہوا چنانچہ وہ کہتا ہے:

فلو انی ملکت یدی وقلبی لکان علی للقدر الخیار

''کاش میرے ہاتھ اور میرا دل میرے قبضہ میں ہوتے اور تقدیر پر میرا اختیار ہوتا''

Marfat.com

ندمت ندامة اللسعی لما غدت منی مطلقة نوار

''میں اس وقت ندامت کرتا رہ گیا جب میری مطلقہ بیوی نوار میرے پاس سے چلی گئی''

وکانت جنتی فخرجت منها کآدم حین اخرجه الضرار

''وہ تو گویا میری جنت تھی مگر میں تو اس جنت سے خود نکل آیا آدم کی طرح جو مجبور ہو کر نکلے تھے''

اصمعی وغیرہ نے کہا ہے کہ جب نوار کا انتقال ہوا تو اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی نماز جنازہ حسن بصری پڑھائیں' غرض کہ اس کی نماز جنازہ پر بکثرت اشراف وعیان اہل بصرہ موجود تھے جن میں حسن بھی شامل تھے جو اپنے خچر پر سوار تھے اور فرزوق اپنے اونٹ پر سوار تھا جب جنازہ چل پڑا تو حسن نے فرزوق سے کہا لوگ کیا کہتے ہیں؟ اس نے جواب دیا لوگ کہہ رہے ہیں کہ آج کے جنازہ میں ایک بہترین انسان موجود ہے اور ایک بدترین انسان بھی حاضر ہے یعنی بہترین انسان آپ ہیں اور بدترین انسان میں ہوں اس پر حسن بصری نے جواب دیا اے ابوالفرس نہ میں بہترین انسان ہوں اور نہ تو بدترین انسان ہے اس کے بعد حسن نے کہا آج کے لیے تیری کیا تیاری ہے اس نے جواب دیا اسی برس سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دے رہا ہوں جب حسن بصری نے میت کی نماز پڑھا دی تو لوگ قبر کی طرف مائل ہوئے تو فرزوق نے یہ اشعار پڑھے:

افاف وراء القبر ان لم یعافنی اشد من القبر التهاباً واضیقا

''مجھے اگر معاف نہ کیا گیا تو قبر کی منزل کے بعد بھڑکتی ہوئی آگ اور تنگی قبر کا خوف لاحق ہے''

اذا جاء فی یوم القیامة قائد عنیف وسواق یسوق الفرزوقا

''اور جب قیامت قائم ہوگی تو ایک سخت گیر قائد اور ہانکنے والا فرزوق کو ہنکا کر لے جائے گا''

یساق الیٰ نار الجحیم مسربلاً سرابیل قطران لباساً مخرقا

''اور نار جہنم کی طرف گندھک کے کپڑے پہنا کر لے جایا جائے گا اور وہ کپڑے بھی تار تار ہو چکے ہوں گے''

کہتے ہیں ان اشعار کو سن کر حسن بصری رو پڑے اور فرزوق کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور کہنے لگے آج سے قبل تم سے زیادہ مجھے کوئی برا نہیں لگتا تھا لیکن آج تم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں ہے' بعض لوگوں نے فرزوق سے کہا تمہیں پاک باز عورتوں پر تہمت لگاتے کچھ خوف خدا نہیں آتا اس نے جواب دیا آج مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ذات ہے جو سب سے زیادہ دیکھتی ہے پھر وہ مجھے کیوں عذاب دے گی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں فرزوق ۱۱۰ھ میں جریر سے چالیس دن قبل فوت ہوا بعض لوگ کہتے ہیں ایک مہینہ قبل فوت ہوا' واللہ اعلم' البتہ حسن بصری اور ابن سیرین کا ذکر ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں بھی تفصیل سے کیا ہے۔

الحسن بن ابی الحسن

ان کے باپ کا نام یسار تھا ابوسعید البصری تھے جو زید بن ثابتؓ کے غلام تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جابر بن عبداللہ کے غلام تھے ان کی ماں کا خیرہ ام سلمہ کی کنیز تھیں اور ان کی ہی خدمت کیا کرتی تھیں لیکن جب کبھی وہ ان کو کسی کام کے لیے بھیج دیتی تھیں تو وہ اپنے لڑکے حسن سے غافل ہو جاتی تھیں اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی ان کو اپنی چھاتیوں کا دودھ پلا کر بہلاتی تھیں اس طرح حسن

دونوں کا دودھ پی کر نشو ونما پا رہے تھے لوگوں کا خیال ہے حسن کو حکمت وعلوم میں جو مقام حاصل ہوا وہ اسی دودھ پینے کی وجہ سے تھا جوان چھاتیوں کی برکت سے ان کو ملا تھا جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف تھی ان کی والدہ بچپن ہی میں ان کو صحابہ کے پاس بھیجتی تھیں جوان کو اپنی دعاؤں اور برکتوں سے نوازتے تھے۔ان دعا دینے والوں میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جوان کو دعا دیتے وقت کہا کرتے تھے اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا کر اور اس کو لوگوں کا محبوب بنا دے۔ایک مرتبہ لوگوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ دریافت کرنا چاہا تو انہوں نے کہا ہمارے مولا الحسن سے دریافت کرو انہوں نے بھی سنا ہے اور ہم نے بھی سنا ہے مگر ان کو سب کچھ یاد ہے اور ہم بھول گئے ہیں۔

انسؓ نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا میں اہل بصرہ میں سے دو آدمیوں پر رشک کرتا ہوں ایک حسن دوسرے ابن سیرین۔قتادہ کا قول ہے میں جس فقیہہ سے بھی ملا ہوں حسن کو ان سب سے افضل پایا' ایک مرتبہ انہوں نے ان کے بارہ میں یہ بھی کہا کہ میری آنکھوں نے حسن سے زیادہ کسی کو فقیہہ نہیں دیکھا ایوب نے کہا لوگ حسن سے سوال کرنے کے لیے تین تین سال توقف کرتے تھے پھر بھی ان کی ہیبت کے باعث ان سے کچھ نہیں پوچھ پاتے تھے' شعبی نے بصرہ جانے والے ایک شخص سے کہا جب تم بصرہ میں سب سے زیادہ خوبصورت اور بارعب آدمی کو دیکھو تو سمجھ لو یہی حسن ہیں پھر اس وقت ان سے میرا سلام کہنا' یونس بن عبید کا کہنا ہے جب کوئی شخص حسن کو دیکھ لیتا تھا تو اس سے اس کو فائدہ پہنچتا تھا خواہ اس نے ان کو عمل کرتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ ان کا کلام سنا ہو۔ اعمش کہا کرتے تھے حسن ہمیشہ حکمت ودانائی کی بات کرتے ہیں۔ابو جعفر جب حسن کا ذکر کرتے تھے تو کہا کرتے تھے یہ وہ شخص ہے جس کا کلام انبیاء کے کلام کی مانند ہے۔محمد بن سعد کا کہنا ہے حسن علم وعمل کے جامع ہیں وہ بلند مرتبہ عالم ہیں' عالی مقام فقیہہ ہیں عابد وزاہد اور سخت عبادت گزار ہیں وہ کثیر العلم والعمل ہیں اور فصیح وجمیل ہیں وہ جب مکہ آئے تو ایک مسند پر بٹھائے گئے اور تمام علماء وقت ان کے اطراف میں بیٹھے اور لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تو حسن نے ان سب کو مخاطب کر کے گفتگو کی۔اہل تاریخ کا کہنا ہے حسن جب اٹھاسی سال کے ہو گئے تو ۱۱۰ھ میں ان کا وصال ہو گیا یہ رجب کا مہینہ تھا ان کے اور ابن سیرین کے یوم وفات میں ایک سو دن کا فرق ہے۔

ابن سیرین

محمد بن سیرین ابو بکر بن ابی عمرو الانصاری' انس بن مالک النضری کے غلام تھے محمد کے باپ عین التمر کے قیدیوں میں شامل تھے۔خالد بن الولید نے منجملہ دیگر قیدیوں کے ان کو بھی غلام بنا لیا تھا جن کو بعد میں انس نے خرید کر اپنا مکاتب بنا لیا تھا ان کے یہاں اولاد اخیار پیدا ہوئی جن میں محمد انس بن سیرین معبد' یحییٰ حفصہ اور کریمہ شامل ہیں۔یہ سب تابعین ثقات میں شامل ہیں رحمہم اللہ' بخاری نے کہا ہے محمد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اختتام خلافت سے دو سال قبل پیدا ہوئے تھے ہشام بن حسان کا کہنا ہے جتنے آدمیوں سے میں ملا ہوں ان میں محمد سب سے زیادہ سچے تھے۔محمد بن سعد کا کہنا ہے کہ محمد ثقہ مامون بلند مرتبہ عالم فقیہہ امام کثیر العلم ورنہایت متقی وپرہیزگار تھے ان کو ثقل سماعت کا عارضہ لاحق تھا۔مؤرخ العجلی کا قول ہے میں نے کسی شخص کو ان سے زیادہ تقویٰ میں بڑھا ہوا نہیں پایا اور نہ ان سے زیادہ کسی کو فقیہہ دیکھا۔ابن عون کا قول ہے محمد بن سیرین اسی امت کے لیے سب سے زیادہ

Marfat.com

اچھی توقعات رکھنے والے اور اپنے نفس پر سب سے زیادہ سختی برداشت کرنے والے اور سب سے زیادہ امت کا خوف رکھنے وا
تھے۔ابن عون کا کہنا ہے دنیا میں تین آدمیوں سے زیادہ خشیت الٰہی سے روکنے والے نہیں ہیں ایک عراق کے محمد بن سیر ی
دوسرے حجاج کے قاسم بن محمد اور تیسرے شام کے رجاء بن حیوہ۔ یہ لوگ حرف بہ حرف احادیث سناتے تھے۔ شعبی کا قول ہے لو
اس اونچا سننے والے آدمی کے ساتھ لگے رہو۔ابن شودب کا قول ہے میں نے کسی کو محمد بن سرین سے زیادہ بے باک خواب کی تعبی
بتانے والا نہیں دیکھا' عثمان البتی کا کہنا ہے بصرہ میں محمد بن سیرین سے زیادہ قضاء اور شرعی محاکمہ کا عالم کوئی نہ تھا۔ان کا انتقال
۱۱۰ھ میں شوال کی نو تاریخ کو حسن کے انتقال کے سو دن بعد ہوا تھا۔

الحسن (مزید کوائف واقوال)

ابوسعید البصری فقہہ کے مشہور امام تھے کبار تابعین اور اجل علماء میں شامل تھے' علم وعمل اور اخلاص میں بے نظیر تھے ابن ابی
الدنیا نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے بیس سال اس طرح عبادت کی کہ ان کے پڑوسیوں کو بھی اس کا قطعاً کوئی علم نہ تھا۔
بعض اوقات ساری رات عبادت کرتے صبح کر دیتے تھے اور بعض اوقات کچھ رات سے عبادت کے لیے اٹھ کر صبح تک عبادت میں
مشغول رہتے تھے۔لوگ ان کے پاس مذاکرہ کے لیے آتے تھے اور وہ لوگوں کی ممکنہ حد تک تسلی کرتے تھے' حسن نے ایک بار لوگوں
سے کہا کہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کے پاس زور زور سے سانس لینے لگا آپ نے اس کے لات ماردی یا تھپڑ مار دیا اس کے بعد کہا
اس امر میں اس شخص کے لیے آزمائش تھی' طبرانی کی روایت کے مطابق ایک بار حسن نے کہا تھا کہ ایک قوم کے لوگوں کو مغفرت کی
امیدوں اور رحمت کی آرزوں نے دھوکہ میں اتنا مبتلا کر دیا ہے کہ وہ اسی حالت میں دنیا سے کوچ کر گئے اور اعمال صالحہ سے خالی
گئے۔ان میں سے ایک آدمی حسن کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے اللہ کے ساتھ حسن ظن ہے اور اس سے رحمت کی امید ہے' اس کو سن
کر حسن نے کہا یہ شخص جھوٹا ہے اگر اللہ کے ساتھ اس کو حسن ظن ہوتا تو اللہ کے لیے حسن عمل بھی کرتا۔اگر اللہ سے رحمت کا طلبگار ہے
تو اس کی رحمت کو اعمال صالحہ کے ذریعے طلب کرنا چاہیے جو شخص جنگل میں بغیر زاد راہ گھس جائے تو یقیناً بھوک اور پیاس سے
ہلاک ہو جائے گا۔

ابن ابی الدنیا نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ قلب کے حادثات سے بچے کیونکہ قلب بہت جلد ہلاکت میں
مبتلا ہو جاتا ہے۔مالک بن دینار کہتے ہیں میں نے حسن سے دریافت کیا اس وقت عقوبت عالم کا کیا حال ہوگا جب وہ دنیا کی محبت
میں گرفتار ہو جائے فرمایا اس وقت قلب کی موت واقع ہو جائے گی۔جب کوئی عالم دنیا کو عمل آخرت کے ذریعہ طلب کرے تو اس
سے علم کی برکتیں رخصت ہو جائیں گی اور صرف رسمی طور پر اس کا علم رہ جائے گا ایک شخص نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حسن
نے ایک شخص کو دیکھا جو بیمار ہو کر اچھا ہو گیا تھا اس پر حسن نے اس سے کہا اے شخص اللہ نے تجھے یاد کیا ہے تو بھی اس کو یاد کر اور اس
کا شکر ادا کر اور اس کے بعد حسن نے کہا مرض بھی اللہ کی طرف سے تازیانہ عبرت ہوتا ہے اس کے بعد مریض یا گھوڑے کا شہ سوار
بن جاتا ہے یا لنگڑے لولے گدھے کا سوار بن جاتا ہے عبتی نے اپنے باپ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حسن نے فرقد کو لکھا:

Marfat.com

امابعد! ''میں تجھے تقویٰ اور خشیت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ نے تجھے جو علم دیا ہے اس پر عمل کی تلقین کرتا ہوں' اللہ نے جو وعدہ کیا ہے اس کی تیاری کی وصیت کرتا ہوں۔ اس سے کوئی آدمی بچ نہیں سکتا جب اللہ کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آجائے گا تو اس وقت ندامت سے کچھ حاصل نہ ہوگا اپنے سر سے غافلین کا پردہ ہٹا دے اور جہلاء کی نیند سے بیدار ہو جا۔ اپنی کمر کس لے کیونکہ دنیا ایک میدان مسابقت ہے اور اس کی انتہا یا جنت ہے یا دوزخ میرے اور تیرے لیے اللہ کی طرف سے ایک مقام مقرر ہے اس میں ہر چھوٹی بڑی چیز کے متعلق سوال ہوگا اور ہر خفی اور جلی امر کے بارہ میں پوچھا جائے گا چنانچہ جو کچھ مجھ سے اور تجھ سے سوالات ہوں گے اس سے مطمئن نہ ہو جانا۔ اس میں دل کے وسوسے آنکھوں کی خیانتیں اور کانوں کی سماعتیں وغیرہ سب کچھ داخل ہے''۔

ابن ابی الدنیا نے حمزہ الاعمیٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ان کی والدہ ان کو حسن کے پاس لے گئیں تا کہ وہ ان کی صحبت سے فیض حاصل کریں ان کا بیان ہے کہ ان کی والدہ ان کو حسن کے پاس لے گئیں تا کہ وہ ان کی صحبت سے فیض حاصل کریں ان کا بیان ہے کہ میں روزانہ جب حسن کے مکان پر پہنچتا تھا تو ان کو روتا ہوا پاتا تھا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ میں نے حسن کو نماز میں روتے ہوئے دیکھا تو ایک دن ان سے پوچھ بیٹھا کہ آخر آپ اتنا کیوں روتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ بندہ اگر نہ روئے تو آخر کیا کرے۔

اے میرے بیٹے گریہ وزاری خدا کی رحمت کو دعوت دیتی ہے اگر تجھے زندگی بھر رونے کا موقع ملے تو ضرور رویا کرتا کہ اللہ کی رحمتیں تجھ پر نازل ہوں اور تجھ کو عذاب نار سے نجات مل جائے انہوں نے کہا مرنے کے بعد انسان کے لیے دو ہی منزلیں ہیں جنت یا دوزخ تیسری منزل کوئی نہیں ہے اور پھر کہا اللہ کی خشیت سے رونے والے کے قطرے بہنے نہیں پاتے ہیں کہ اس کو عذاب دوزخ سے نجات مل جاتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا اگر کوئی اللہ کی خشیت سے مجمع میں رو رہا ہے تو اس کے باعث اللہ کی رحمتیں سب کے شامل حال ہو جاتی ہیں۔ نیز یہ کہ انسانی اعمال میں سے کوئی عمل ایسا نہیں جس کا وزن نہ ہو مگر خوف الٰہی سے رونے والے آنسوؤں کے وزن کا علم صرف اللہ رب العالمین کو ہی ہے۔ ابن ابی الدنیا نے حسن کے حوالہ سے کتاب الیقین میں بیان کیا ہے' ایک مسلمان کی علامات دین کی قوت' نرمی میں احتیاط' یقین میں ایمان' علم کے ساتھ حکم' حق میں عطاء' غنی میں قصد' فقر وفاقہ میں تحمل بوقت قدرت۔ احسان ونصیحت' رغبت وخواہش میں تورع' شدت میں تعفف وصبر ہیں اور ایسی حالت میں انسان کی نہ زبان بہکے' نہ آنکھیں گمراہ ہوں نہ شرم گاہ قابو سے باہر ہو' نہ اس کو خواہشات بے قابو ہونے دیں' نہ اس کی زبان اس کو رسوا کرے نہ حرص وآز دینوی اس کو شرمسار کرے اور نہ اس کی نیت میں کسی قسم کا کھوٹ آئے۔ اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انسان کے ضعف یقین کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس کو وہ اس سے زیادہ پائیدار اور مستحکم جانے جو خدا کے پاس ہے۔ ابن ابی الدنیا نے غیبت کی برائی کے بارہ میں حسن کا قول نقل کیا ہے۔

خدا کی قسم مومن کے دین میں غیبت کی برائی غذا کے جسم میں سرایت کرنے سے زیادہ تیزی سے سرایت کرتا ہے نیز یہ کہ ابن آدم ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ اپنے نفس کے عیبوں تک نہیں پہنچ پاتا انہوں نے یہ بھی کہا کہ تین

Marfat.com

آدمیوں کی غیبت' غیبت نہیں کہلائے گی اوران کی غیبت کی برائی کا اعلان گناہ میں شامل نہیں ایک وہ فاسق وفاجر شخص جو کھلم کھلا اس کا ارتکاب کررہا ہے' دوئم ظالم وجابر حاکم' سوئم بدعتی۔ حسن نے ایک بار مجمع میں یہ بھی کہا لوگوں کے اعمال پر نظر رکھو ان کے اقوال پر نہ جاؤ اسی طرح حسن نے یہ بھی کہا ہے کہ جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی اللہ اس سے محبت کرے گا اوراس پر اپنی رحمت نازل کرے گا ایک وہ شخص جو والدین کے لیے رقیق القلب ہے' دوسرا وہ شخص جو غلام کا ہر طرح خیال رکھتا ہے تیسرے وہ جو کسی یتیم کا کفیل ہے چوتھے وہ ضعیف وکمزور کی اعانت کرتا ہے۔

محمد بن سیرین (مزید کوائف واقوال)

محمد بن سیرین کے سامنے جب کسی کی شخص کی برائی ہوتی تھی تو وہ اپنے علم کے مطابق اس کی خوبیاں بیان کرتے تھے محمد بن سیرین خشوع وخضوع اور خشیت الٰہی کا مرقع تھے۔ جب ان کو لوگ دیکھتے تھے تو اللہ کو یاد کرنے لگتے تھے جب انس بن مالک کا انتقال ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ ان کو محمد بن سیرین غسل دیں لیکن محمد بن سیرین اس وقت محبوس تھے جب لوگوں نے ان سے انس بن مالک کی وصیت کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا' میں تو محبوس ہوں اس پر لوگوں نے امیر سے ان کی رہائی کی درخواست کی تو انہوں نے جواب میں کہا مجھے امیر نے قید نہیں کیا ہے مجھے اس نے قید کیا ہے جس کا مجھ پر حق ہے چنانچہ اس شخص سے اجازت رہائی لے کر ان سے انس بن مالک کو غسل دلوایا گیا ان کا معمول تھا کہ وہ دوپہر کو بازار میں جا کر تکبیر وتہلیل اور تذکیر میں مشغول ہو جاتے اور کہتے تھے کہ یہ وقت لوگوں کی غفلت کا ہوتا ہے اس لیے میں ایسا کرتا ہوں وہ کہا کرتے تھے اللہ جب اپنے کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو واعظ بنا دیتا ہے جس سے وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام لیتا ہے' وہ کہا کرتے تھے کہ تیرا سب سے بڑا ظلم اپنے بھائی کے ساتھ یہ ہے کہ تو اس کی برائی کو سب سے کہتا پھرتا ہے اوراس کی اچھائیوں کو چھپاتا ہے۔

محمد بن سیرین کے بقول عزلت اور گوشہ نشینی بھی عبادت ہے جب وہ موت کا ذکر کرتے تھے تو ان کے جسم کا ہر عضو مردہ ہو جاتا تھا ایک اور روایت میں ہے کہ ان کی حالت اس وقت نہایت دگرگوں ہو جاتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ وہ محمد بن سیرین نہیں ہیں جو واقعتاً ہیں جب خواب کے بارہ میں ان سے سائل کوئی سوال کرتا تو کہا کرتے تھے خدا سے ڈرو اور جو کچھ خواب میں دیکھا ہے اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ ایک روز محمد بن سیرین سے ایک شخص نے آ کر اپنا خواب بیان کیا اور کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں زیتون میں تیل ملا رہا ہوں یہ سن کر انہوں نے کہا اپنی بیوی کے بارہ میں جا کر معلومات حاصل کر وہ تیری ماں ہے چنانچہ جب اس نے تفتیش کی تو وہ اس کی ماں نکلی اور یہ اس طرح ہوا کہ وہ خواب دیکھنے والا شخص بچپن میں قیدی بنا کر غلام کی صورت میں لایا گیا تھا اور عرصہ تک یعنی اپنے بلوغ تک بلاد اسلامی میں رہتا رہا تھا اس کے بعد اس کی ماں بھی قیدی اور کنیز بنا کر لائی گئی جس کو لاعلمی سے اس شخص نے خرید لیا تھا اس کے بعد جب اس نے یہ خواب دیکھا اور اس کی تعبیر محمد بن سیرین نے وہ بتائی جو اوپر ذکر کی گئی تو سارا راز کھلا۔ ایک اور شخص نے ابن سیرین سے خواب کی تعبیر دریافت کرنے کے لیے کہا کہ میں اپنی خوش دامن کے گلے میں موتی دیکھ رہا ہوں یہ سن کر ابن سیرین نے کہا تم نااہل شخص کو قرآن اور علم پڑھا رہے ہو جس سے وہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔

Marfat.com

ابن سیرین کے پاس ایک عورت آئی اوراس نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں ایک بلی دیکھی ہے جس نے اپنا سر میرے شوہر کے پیٹ میں داخل کر دیا ہے اوراس نے پیٹ میں سے کچھ نکال بھی لیا ہے اس پر ابن سیرین نے کہا تمہارے شوہر کے تین سو سولہ درہم چوری ہو گئے ہیں اس نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر یہ بتاؤ تم نے یہ کیسے معلوم کر لیا انہوں نے جواب دیا اس کے نام کے حروف یعنی حساب الجمل سے میں نے حساب لگا کر یہ سب کچھ بتایا ہے جس کی رو سے سین کے ساٹھ' نون کے پچاس واؤ کے چھ اور راء کے دوسو عدد ہوئے جن کا ٹوٹل تین سوسولہ ہوا اور چونکہ تم نے کالی بلی کا ذکر کیا۔ تمہارے پڑوس میں ایک حبشی غلام ہے اسی کو جا کر پکڑو چنانچہ اس کو پکڑا گیا تو اس نے چوری کا اقرار کر لیا' اسی طرح ایک شخص نے ابن سیرین سے آ کر بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے میری داڑھی لمبی ہوگئی ہے اور میں اس کو بغور دیکھ رہا ہوں۔ اس پر ابن سیرین نے کہا کیا تم مؤذن ہو؟ اس نے جواب دیا ہاں' اس پر ابن سیرین نے کہا خدا سے ڈر اور پڑوسیوں کے گھروں میں جھانکا نہ کر۔

ایک اور شخص نے ابن سیرین سے ذکر کیا کہ میری داڑھی لمبی ہوگئی ہے میں نے اس کو کاٹ لیا ہے' اس کی چادر بنا کر اس کو بازار میں بیچ ڈالا ہے اس کی بات سن کر محمد ابن سیرین بولے خدا سے ڈر تو جھوٹا گواہ ہے' ایک اور شخص نے اپنے خواب کی تعبیر دریافت کی اور کہا میں خواب میں اپنی انگلیاں کھاتا دیکھ رہا ہوں' یہ سن کر وہ بولے تم اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے ہو۔

وہب بن منبہ الیمانی

جلیل القدر تابعی ہیں۔ متقدمین کی کتابوں میں ان کا تذکرہ ملتا ہے ان کی اسناد ابن عباس جابر اور نعمان بن بشیر تک پہنچتی ہیں۔ انہوں نے معاذ بن جبل' ابو ہریرہ' طاؤس سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے بھی متعدد تابعین نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ کعب الاحبار سے بہت کچھ مشابہ تھے۔ ان کی عبادت اور جذبہ اصلاح بہت معروف تھا۔ ہم نے ان کی سوانح اپنی کتاب التکمیل میں تحریر کی ہے واقدی کا بیان ہے وہب کا صنعاء میں ۱۱۰ھ میں انتقال ہوا' بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس کے ایک سو سال بعد میں ہوا واللہ اعلم۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ ان کی قبر غربی بصرہ کے قریہ عصم میں ہے لیکن مجھے اس کی حقیقت کا پتہ نہیں چلا۔ واللہ اعلم۔

وہب کا قول ہے اس شخص کی مثال جو ایسا علم حاصل کرے جس پر اس کا عمل نہ ہو وہ اس طبیب کی مانند ہے جس کے ہاتھ میں شفاء ہے مگر وہ علاج نہیں کرتا ہے۔ فضل بن ابی عیاش کہتے ہیں میں وہب بن منبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ میں فلاں آدمی کے پاس سے گزرا تو وہ تم کو گالیاں دے رہا تھا اس کو سن کر وہ غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا شیطان کو تیرے سوا کوئی دوسرا قاصد نہیں ملا' تھوڑی دیر بعد وہ گالیاں دینے والا شخص وہاں آ گیا اس نے آ کر سلام کیا جس کا وہب نے جواب دیا اور اپنا ہاتھ مصافحہ کے لیے بڑھایا اور اس کو اپنے پہلو میں محبت سے بٹھا ابن طاؤس کہتا ہے میں نے وہب کو کہتے ہوئے سنا ہے: ''اے ابن آدم اپنے دین کی فکر تیرا رزق تجھے ملے گا''۔ طبرانی نے وہب کے حوالہ سے لکھا ہے اے ابن آدم اگر تو طاعت الٰہی پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اللہ کے لیے عمل کی سخت جدوجہد کر اور ساتھ ہی نصیحت بھی کیا کر کیونکہ جو شخص دوسرے کو نصیحت نہیں کرتا اس کا عمل مقبول نہیں ہوتا ہے اور نصیحت کی تکمیل بھی طاعت الٰہی کے بغیر نہیں ہوتی جس طرح خوشبودار پھل کا ذائقہ بھی

Marfat.com

اچھا ہوتا ہے اسی طرح طاعت الٰہی ہے نصیحت اس کی روح اور خوشبو ہے اور عمل اس کا ذائقہ ہے' اپنی طاعت کو حلم اور عقل سے زینت بخشو اور فقہ وعمل سے اس کو جلا بخشو۔

انہوں نے مزید کہا کہ اپنے نفس کو کمینوں کے اخلاق سے بلند رکھو اور دنیاداروں کے عادات واخلاق سے اپنا دامن بچائے رکھو' اس کے برخلاف اپنے نفس کو انبیاء اور علماء عاملین کے فضائل ومحاسن اخلاق سے آراستہ کرو' اپنے نفس کو حکماء' وعقلاء کے فعل کا عادی بناؤ' اس کو اشقیاء کے عمل سے دور رکھو بلکہ اس کو اتقیاء کی سیرت کا عادی بناؤ اور خبیثوں کے طریقوں اور اطوار سے بچاؤ اگر تمہیں خدا کا فضل حاصل ہے تو اس سے دوسرے کی بھی مدد کرو اگر کسی میں کوئی نقص دیکھو تو حتی الامکان اس کو دور کرنے کی کوشش کرو جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

ادریس نے اپنے باپ کے حوالہ سے وہب کو لقمان کی اپنے بیٹے کی نصیحت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''اہل ذکر وغفلت کی مثال نور وظلمت کی ہے اور یہ بھی کہا کہ میں نے تورات میں چار متواتر سطریں اس معنی کی پڑھی ہیں کہ جس شخص نے کتاب اللہ کو پڑھ کر یہ گمان کیا کہ اللہ اس کی مغفرت نہیں کرے گا۔ اس نے گویا آیات الٰہی کا مذاق اڑایا ہے اور جس شخص نے اپنی مصیبت کی شکایت کی اس نے گویا رب العزت کی شکایت کی اور جس شخص نے دنیا ہاتھ سے نکل جانے یا کسی نقصان پر اظہار افسوس کیا اس نے گویا قضاء الٰہی پر ناراضگی کا اظہار اور جس شخص نے کسی غنی یا مالدار کے سامنے اپنا سر جھکایا اس کا ایک تہائی دین جاتا رہا وہب نے کہا میں نے تورات میں یہ بھی پڑھا ہے کہ جو گھر کمزوریوں کے بل بوتہ پر بنے گا اس کا انجام بالآخر خراب ہوگا اور جو مال حرام طریقہ پر جمع کیا جائے گا وہ اس کے اہل کو جلد فقر وفاقہ میں مبتلا کر دے گا۔

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ انہوں نے معمر سے اور معمر نے محمد بن عمرو سے وہب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے جب بندہ میرا طاعت گزار بن جاتا ہے تو میں اس کی دعا کرنے سے قبل ہی قبول کر لیتا ہوں اور اس کو مانگنے سے پہلے دے دیتا ہوں اور جب بندہ میری اطاعت کرتا ہے اگر آسمان اور زمین کے بسنے والے سارے اس کے دشمن ہو جائیں تب بھی ان کی نجات اور ان کے چنگل سے رہائی کی صورت پیدا کر دیتا ہوں اور اگر بندہ میرا نافرمان ہے تو اس کے سارے راستے مسدود کر دیتا ہوں عبداللہ بن مبارک نے بکار بن عبداللہ کے حوالہ سے وہب بن منبہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احبار بنی اسرائیل کے عیوب ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے اے احبار تم غیر دین کی بابت علم سیکھتے سکھاتے ہو' تم غیر عمل کے لیے عمل سیکھتے ہو۔ تم عمل آخرت کے ذریعہ دنیا خریدتے ہو۔ تم مینڈھے کی کھال پہنتے ہو اگر بھیڑیوں کا نفس رکھتے ہو شراب تمہاری غذا ہے اور پہاڑ کی طرح حرام مال حلق کے نیچے اتارتے ہو تم دین کو لوگوں کے لیے مشکل بناتے رہتے ہو اور پھر بھی لوگوں کی مشکلات حل کرنے میں اپنی انگلی تک نہیں ہلاتے۔ تم لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہو اور سفید لباس پہنتے ہو اور اس کے ساتھ ہی یتیموں اور مسکینوں کا مال کھا جاتے ہو۔ مجھ اپنے عزت وجلال کی قسم ہے میں تمہیں ایسے فتنہ میں مبتلا کروں گا کہ اس کو دیکھ کر بڑے بڑے حکماء دنگ رہ جائیں گے۔

امام احمد نے عبدالمجید ابن خشک کے حوالہ سے وہب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب نوح کو حکم ملا کہ ہر جانور کا ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ کشتی میں لے جائیں تو انہوں نے کہا اے رب شیر اور گائے کو' بکری اور بھڑیئے کو اور کبوتر اور بلی کو ایک ساتھ کیسے رکھوں

Marfat.com

گا تو خدا نے کہا ان جانوروں میں دشمنی کس نے پیدا کی نوح نے کہا اے خدا تو نے' تو خدا نے کہا میں ان میں ایسی محبت پیدا کروں گا کہ یہ ایک دوسرے کو ضرر نہ پہنچائیں گے۔

عبدالرزاق نے عبدالصمد بن معقل کے حوالہ سے وہب کا یہ قول بھی نقل کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی مخلوق پر زمین پر چلتے پھرتے ایک نظر ڈالی تو کہا میں خدائے واحد ہوں جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور میں ہی تم کو اپنے حکم سے فنا کروں گا اور اپنا حکم تم میں دنیا میں جب تک تم رہو گے نافذ کرتا رہوں گا میں نے تم کو جس طرح پیدا کیا ہے اسی طرح واپس بھی بلاؤں گا اور تم سب کو فنا کردوں گا حتیٰ کہ صرف میری ذات باقی رہ جائے گی کیونکہ ملک اور دوام صرف میرے لیے زیبا ہے میں اپنی خلقت کو اپنے حکم سے جمع کروں گا اور وہ دن حشر کا ہوا۔ اس دن لوگوں کے قلوب میری ہیبت سے بھر جائیں گے اور میر سوا جن چھوٹے خداؤں کی پرستش کی گئی تھی وہ سب اعلان براءت کریں گے۔

ایک اور موقع پر وہب نے خدائے ذوالجلال کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے کہا جب اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن خلقت کی تخلیق سے فارغ ہوا اور سینچر کا دن آیا تو اس نے اپنی حمد بیان کی اور اپنی قدرت وعظمت' عصمت وربوبیت کا ذکر کیا اس وقت ہر طرف خاموشی طاری تھی تو خدائے ذوالجلال یوں گویا ہوا میں خدائے ذوالجلال وحدہ لاشریک ہوں' وسیع رحمت وقدرت کا مالک ہوں' میں صاحب عرش عظیم ہوں میں وہ ہوں جو کبریائی اور عظمت وجلال کا مستحق ہے میں بدیع السماوات والارض ہوں ہر شے میری عظمت سے بھری ہوئی ہے اور ہر شے میری ملکیت میں ہے اور میری قدرت نے ہر شے کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز میرے علم کے دائرہ میں ہے۔ میری رحمت تمام اور میری نعمت سب کے لیے عام ہے۔ اے معشر الخلائق میں تمہارا خدا ہوں مجھے پہچانو اور میرا مرتبہ سمجھو۔ آسمان اور زمین میں میرے سوا اقتدار کسی کے پاس نہیں ہے اور نہ میری مثل کوئی شے ہے۔ دنیا کی ساری مخلوق میرے حکم سے ہی قائم اور باقی ہے اور سب کچھ میرے قبضہ وقدرت میں ہے۔ لوگ اور دنیا کی ہر شے میرا دیا ہوا رزق کھاتی ہے اور اسی پر زندہ رہتی ہے ان کی بقا اور فنا سب کچھ میرے ہاتھ میں ہے اور میرے سوا ان کا کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ کوئی جائے پناہ۔

امام احمد بحوالہ ابوالہذیل کہتے ہیں کہ میں نے وہب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کی لوگوں کی قیل وقال سے ہمیشہ حفاظت کرتا ہے۔ ابوالہذیل نے وہب کے متعلق یہ بھی بتایا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی انسان شیطان سے دنیا میں بچا ہوا نہیں ہے شیطان کے ساتھ تو اس کا اکل شرب برابر جاری رہتا ہے وہ اس کے ساتھ فرش پر سوتا بھی ہے البتہ وہ مومن کی تاک میں رہتا ہے جیسے ہی اس کو غافل اور فریب میں مبتلا دیکھتا ہے اس پر حاوی ہونے کی فکر میں رہتا ہے بنی آدم میں شیطان کا سب سے محبوب وہ ہے جو بہت کھاتا ہے اور بہت سوتا ہے۔

داؤد بن ابی ہند نے وہب کے بارہ میں بتایا کہ وہب نے ایک مرتبہ کہا میں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تم کو معلوم ہے میں نے تمہیں کیوں دوست بنایا ہے؟ ابراہیمؑ نے جواب دیا مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے کہا نماز میں میرے سامنے تمہاری عاجزی اور خشوع وخضوع کے باعث تم کو دوست بنایا گیا ہے۔

ابوادریس الخولانی نے بلال کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے:

Marfat.com

''تم لوگ قیام اللیل کا لازماً اہتمام کرو یہ تم سے قبل بھی صالحین کا طریق کار رہا ہے نیز یہ کہ قیام اللیل قرب الٰہی کا موجب ہوتا ہے' اس سے گناہوں سے نجات ملتی ہے اور شیطان کو جسم پر غلبہ حاصل نہیں ہوتا''۔

عطاء خراسانی کہتے ہیں قیام اللیل بدن کو زندگی اور قلب کو نور بخشتا ہے' چہرہ کو ضیاء بخشتا اور بصارت اور دیگر اعضاء کو توانائی بخشتا ہے۔ عمر بن عبدالرحمان نے وہب بن منبہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ رب العزت سے پوچھا اے رب تجھے کون سا بندہ زیادہ محبوب لگتا ہے فرمایا وہ مومن جو حسن صورت کے ساتھ حسن عمل بھی ہو اس کے بعد داؤد علیہ السلام نے پوچھا اے رب! تیرے نزدیک مبغوض ترین بندہ کون ہے اللہ نے فرمایا وہ کافر جو حسن صورت ہو چاہے وہ کفر کرے یا شکر۔ دوسری روایت میں ہے خدا نے فرمایا میرے نزدیک مبغوض بندہ وہ ہے جو مجھ سے استخارہ کرتا ہے لیکن جب میں اس کے لیے سہولتیں مہیا کرتا ہوں تو بھی اس پر خوش نہیں ہوتا۔

مہاجر الاسدی نے وہب کا قول نقل کیا ہے جس میں انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن مریم معہ اپنے حواریوں کے ایک ایسے گاؤں کے قریب گزرے جس کے باشندے اور جانور اور پرندے عذاب الٰہی سے ہلاک ہو چکے تھے۔ عیسیٰ بن مریم تھوڑی دیر یہ منظر دیکھتے رہے اور پھر اپنے ہمراہیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے یہ سب عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے ہیں اگر عذاب الٰہی نہ آتا تو یہ لوگ اپنے اپنے وقتوں میں متفرق طور پر مرتے اجتماعی موت نہ مرتے اس کے بعد ان سب کو عیسیٰ علیہ السلام نے بآواز بلند پکارا اور کہا اے اہل قریہ اس پر ایک شخص نے سر اٹھا کر جواب دیا اے روح اللہ لبیک؟ عیسیٰ بن مریم نے دریافت کیا ان کی ہلاکت کا سبب کیا تھا؟ اس نے جواب دیا طاغوت کی عبادت اور دنیا کی محبت' اس پر عیسیٰ نے پوچھا انہیں دنیا کی کیسی محبت تھی۔ اس شخص نے جواب دیا ان کو دنیا کی محبت ایسی تھی جیسی بچہ کو اپنی ماں سے ہوتی ہے۔ جب دنیا ملتی تھی تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہتا تھا اور جب دنیا ان سے منہ موڑ لیتی تھی تو یہ غم میں ڈوب جاتے تھے اور بڑی بڑی آرزوئیں رکھتے تھے۔

نیز یہ لوگ طاعت الٰہی سے دور بھاگتے تھے اور اس کی ناراضگی کے داعیات پر جان دیتے تھے۔ عیسیٰ بن مریم نے دریافت کیا یہ ہلاک کس طرح ہوئے اس نے جواب میں کہا رات کو ہم لوگ شاداں وفرحاں سوئے اور صبح کو گڑھے میں گر گئے انہوں نے دریافت کیا ہاویہ (گڑھا) کیا اس نے جواب دیا سجین (قید خانہ) پھر انہوں نے دریافت کیا سجین سے کیا مراد ہے کہا آگ کا ایسا شعلہ جس میں ہم سب کی روحیں دفن ہو گئیں۔ اس کے بعد عیسیٰ بن مریم نے دریافت کیا تمہارے ساتھیوں کو کیا ہوا ہے کہ یہ بات نہیں کر پاتے ایسا آخر کیوں کر ہوا ہے جواب ملا ان کے منہ میں آگ کی لگادی گئی ہے اس پر عیسیٰ بن مریم نے کہا تم بات کرنے پر کس طرح قادر ہوئے۔ اس شخص نے جواب دیا جب عذاب الٰہی آیا تو میں بھی بہر حال ان میں شامل تھا لیکن میرے اعمال ان لوگوں کے جیسے نہیں تھے عذاب الٰہی چونکہ ہمہ گیر اور عام تھا میں بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ البتہ ایک بال کے ذریعے اس گڑھے میں معلق رہا' اب مجھے نہیں معلوم کہ میں بھی اس کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں گا یا نجات پا جاؤں گا۔ اس پر عیسیٰ بن مریم نے اپنے ہمراہیوں سے کہا میں سچ کہتا ہوں جو کی روٹی صاف اور میٹھا پانی اور گھورے پر آرام سے سونا دنیا اور آخرت کی عافیت کے لیے بس ہے۔

اسحاق بن راہویہ نے سعید بن رمانہ کے حوالہ سے ان کے باپ کے اس سوال کا جواب وہب کی زبانی سن کر یہاں نقل کیا

Marfat.com

ہے۔ان کے باپ نے جب وہب سے دریافت کیا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے تو وہب نے کہا ہاں بے شک مگر جس طرح ہر کنجی میں دندانے ہوتے ہیں لا الہ الا اللہ کے بھی دندانے ہیں جو اس کنجی کو ان دندانوں سمیت دروازہ پر لے کر آئے گا صرف اسی کا دروازہ اس کنجی سے کھلے گا۔

وہب بن منبہ الیمانی نے ایک بار کہا سب سے بڑی نعمتیں تین ہیں۔پہلی نعمت اسلام ہے کوئی نعمت اس نعمت کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچتی دوسری نعمت عافیت ہے زندگی کی راحت اسی سے میسر آتی ہے اور تیسری نعمت غنا ہے زندگی کی تکمیل اسی کے حصول پر موقوف ہے ایک شخص وہب کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے کوئی نفع بخش چیز سکھا وہب نے کہا اپنی موت کو اکثر یاد کیا کر۔اپنی آرزوؤں کو تاہ کر لیکن تیسری خصلت ایسی ہے اگر اس پر تیرا عمل رہا تو کامیابی کی حد کو پالے گا اس نے پوچھا وہ کیا جواب ملا توکل۔

سلیمان بن سعد

یہ بزرگ عربی کے عالم فصیح اور حسین وجمیل تھے' یہ لوگوں کو عربی سکھاتے تھے ان کے رفیق ومعلم صالح عبدالرحمٰن الکاتب تھے' صالح کا انتقال ان کے انتقال کے کچھ دن بعد ہوا صالح بھی فصیح وجمیل اور کتابت دیوان کے ماہر تھے۔ان کو سلیمان بن عبدالملک نے عراق کے خراج کا انچارج بنا دیا تھا۔

ام الہذیل

ان سے بھی بہت سی روایات مشہور ہیں۔بارہ سال کی عمر میں انہوں نے قرآن کریم پڑھ لیا تھا یہ اپنے وقت کی فقیہہ اور عالمہ تھیں۔محترم خواتین میں شمار ہوتی تھیں۔یہ ستر برس زندہ رہیں۔

عائشہ بنت طلحہ بن عبداللہ التمیمی

ان کی والدہ ماجدہ ام کلثوم تھیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے خالہ زاد بھائی عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر سے ہوا تھا۔بعد ازاں مصعب بن زبیر کے نکاح میں آئیں ان کا دین مہر ایک لاکھ دینار تھا یہ حسین وجمیل خاتون تھیں ان جیسی حسین عورت اس زمانہ میں اور کوئی نہ تھی۔ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔

عبداللہ بن سعد بن جبیر

ان سے بھی بہت سی روایات منسوب ہیں۔یہ اپنے زمانہ میں افضل لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

عبدالرحمان بن ابان

یہ ابن عثمانؓ بن عفان ہیں۔صحابہ کی معتد بہ جماعت سے انہوں نے روایات بیان کی ہیں۔

Marfat.com

۱۱۱ھ

اس سن میں معاویہ بن ہشام نے الصائفہ الیسری یعنی بلاد الاناضول میں جنگ کا آغاز کیا اور سعید بن ہشام نے الصائفہ الیمنیٰ یعنی بلاد الاناضول کے داخلی خشکی کے علاقوں میں جنگ شروع کی یہاں تک کہ وہ جنگ کرتا کرتا بلاد الروم کے شہر قیساریہ تک پہنچ گیا۔ اسی سال ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کی امارت سے معزول کر کے ان کی جگہ جنید بن عبدالرحمان کو وہاں کا امیر بنا دیا اور جب وہ خراسان پہنچا تو اس کی مڈبھیڑ ان ترک گھوڑ سواروں سے ہوگئی جو مسلمانوں سے شکست کھا کر آئے تھے۔ ان کی تعداد سات ہزار تھی۔ بہر حال ان سے سخت جنگ ہوئی اور مسلمانوں کی قلت تعداد کے پیش نظر مسلمانوں پر غالب آنے کی جدوجہد میں تھے ان کے ساتھ ان کا بادشاہ خاقان بھی تھا قریب تھا کہ جنید مقابلہ میں ہلاک ہو جائے مگر اللہ کی مدد شامل حال رہی اور جنید نے ان ترکوں کو شکست فاش دی اور ملک خاقان کے بھتیجے کو قیدی بنا لیا گیا جس کو خلیفہ کے پاس بھیج دیا گیا اس سال ابراہیم بن ہشام مخزومی نے لوگوں کو حج کرایا جو امیر الحرمین والطائف تھا۔ اس زمانہ میں امیر عراق خالد القسری تھا اور خراسان کا امیر الجنید عبدالرحمان المری تھا۔

۱۱۲ھ

اس سن میں معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ کا آغاز کیا اور ملاطیہ کے اطراف میں کئی قلعے فتح کیے۔ اس دوران ترک لان سے چلے تو ان کی مڈبھیڑ الجراح بن عبداللہ الحکمی کی فوج سے ہوگئی جس میں اہل شام وآذربائیجان شامل تھے۔ جنگ ہوئی جس میں الجراح شہید ہوگیا اور اس کے ساتھ اس کے کچھ فوجی بھی مرج اور اردبیل میں مارے گئے۔ نتیجتاً دشمن نے اردبیل پر قبضہ کرلیا جب اس امر کی اطلاع ہشام بن عبدالملک کو ہوئی تو اس نے معبد بن عمرو الجرشی کو لشکر دے کر بھیجا اور اس کو جلد اردبیل پہنچنے کی تاکید کی۔ چنانچہ وہ ترکوں سے جاملا جو مسلمانوں کو قیدی بنا کر اپنے بادشاہ خاقان کے پاس لے جا رہے تھے۔ معبد نے ان سب مسلمان قیدیوں کو جن میں کچھ عورتیں بھی شامل تھیں رہائی دلائی اور اہل الذمہ کو بھی چھڑایا اس مقام پر ترکوں سے سخت جنگ ہوئی اور ان کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا گیا اور بہت سوں کو قتل بھی کر دیا گیا اور خوب اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔

خلیفہ کو ابھی اس کی اطلاع نہیں ہونے پائی تھی اس لیے اس نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو بھی ترکوں کا پیچھا کرنے کے لیے روانہ کیا چنانچہ مسلمہ شدید سردی اور بادوباراں کی حالت میں اپنی فوج لے کر چل پڑا اور باب الابواب تک پہنچ گیا اور وہاں اپنا نائب چھوڑ کر ترکوں کے تعاقب میں نکلا۔ ادھر امیر خراسان بھی ملک خاقان اور ترکوں کی خبر لینے کے لیے بھاری لشکر لے کر نکلا اور بلخ کی نہر تک مارچ کرتا ہوا پہنچ گیا اور وہاں اس نے آٹھ ہزار نفری کا ایک دستہ متعین کر دیا اور دوسرا دستہ جو دس ہزار فوجیوں پر مشتمل تھا دشمن کے میمنہ اور میسرہ میں لگا دیا یہ گھیراؤ دیکھ کر ترک گھبرا کر باہر نکلے اور سمرقند کی طرف بڑھے وہاں کے امیر نے جنید کو لکھا کہ وہ ترکوں سے سمرقند کو بچانے کی پوزیشن میں نہیں ہے جب ان کا سردار خاقان بھی تیزی سے شعب سمرقند پہنچ گیا

Marfat.com

اب اس کی فوجوں اور دشمن کی فوجوں کے درمیان صرف چار میل کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ چنانچہ صبح ہی خاقان زبردست فوج لے کر جنید کی فوج پر حملہ آور ہوا اس نے خصوصیت سے جنید کے مقدمۃ الجیش کو اپنے حملہ کا نشانہ بنایا چنانچہ جنید کا لشکر ایک طرف پیچھے ہٹ گیا اور ترک ان کا تعاقب کرتے رہے اور مسلمان ایسے انتشار کا شکار ہوئے کہ ان کے ایک حصہ کے لشکر کو دوسری جانب کے حالات کا علم نہ ہوا نتیجتاً وہ پسپا ہو کر وسیع میدان میں پھیل گئے اس کے بعد ترکوں نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا جس میں بنو تمیم اور الازد کے لوگ شامل تھے اور ان سے ترکوں کی شدید جنگ ہوئی اور مسلمانوں کے بہت سے فوجی جام شہادت نوش کر گئے۔ اس موقع پر بعض شجاع مسلمان بہادر ترکوں کے مقابلہ میں بڑی بے جگری سے لڑے اور شہید ہو گئے اس پر ملک خاقان نے ایک مسلمان بہادر فوجی سے کہا اگر تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاتے تو تمہیں اپنے صنم اعظم کے سامنے رقص کا مظاہر کرنے کا عظیم الشان مرتبہ عطا کرتے یہ سن کر مسلمان سپاہی نے کہا افسوس ہے تم نے آج تک ہمارے مشن کو ہی نہیں سمجھا ہم تم سے خدائے وحدہ لاشریک لہ کی واحدانیت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے لڑتے آ رہے ہیں اور اس کے بعد وہ دشمنوں میں گھس گیا اور داد شجاعت دے کر جام شہادت نوش کر گیا۔ رحمہ اللہ

اس کے بعد مسلمان اکٹھے ہو گئے اور سب نے استقامت اور صبر کے ساتھ متحد ہو کر ترکوں پر حملہ کیا اور ترکوں کو شکست سے دوچار کیا لیکن اس کے بعد ترک پھر متحد ہو کر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو مار ڈالا حتیٰ کہ صرف دو ہزار مسلمان اس معرکہ میں زندہ بچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس جنگ میں نودہ بن ابجر بھی مارا گیا اور بہت سے مسلمان قیدی بن کر دشمن کی تحویل میں چلے گئے ترکوں نے ان مسلمان قیدیوں کو اپنے بادشاہ خاقان کے پاس بھیج دیا جس نے ان سب مسلمانوں کو قتل کرا دیا۔ یہ واقعہ تاریخ میں واقعہ شعب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کو تفصیل کے ساتھ ابن جریر نے قلم بند کیا ہے اس سال جو لوگ وفات پا گئے وہ یہ ہیں:

رجاء بن حیوہ

یہ ابو المقدم کہلاتے تھے اور بعض لوگ ان کو ابو نصر بھی کہتے تھے، جلیل القدر تابعی گزرے ہیں اپنے ہم عصروں میں ہی نہیں بلکہ عوام میں بھی عظیم المرتبت تھے ثقہ فاضل وعادل تھے۔ بنی امیہ کے خلفاء کے وزیر صدق رہ چکے ہیں۔ ان کی بابت مکحول کہا کرتے تھے ہمارے شیخ وسردار رجاء بن حیوہ سے جو پوچھنا ہے پوچھو۔ بہت سے ائمہ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کی روایات کی توثیق کی ہے ان سے بہت سی روایات اور عمدہ کلام بھی منسوب ہے۔ رحمہ اللہ

شمر بن حوشب الاشعری الحمصی

کہتے ہیں یہ دمشقی تھے، جلیل القدر تابعی گزرے ہیں انہوں نے اپنی آقا السماء بنت یزید السکن وغیرہا سے روایات کی ہیں۔ یہ عالم وعابد وپرہیزگار انسان تھے لوگ ان پر اس لیے معترض ہوئے کہ بغیر حاکم کی اجازت کے بیت المال سے اپنے لیے خریطہ لے لیتے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے ان کو اس لیے ملعون کیا اور ان کی احادیث لینا ترک کر دیں اور ان کے متعلق کچھ اشعار بھی

Marfat.com

کہے گئے' ان کہنے والوں میں شعبہ وغیرہ شامل تھے یہ بھی کہا جاتا ہے انہوں نے چوری بھی کی تھی لیکن اس کے باوجود ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو ان پر توثیق کرتا اور ان سے روایات منقول کرتا ہے اور ان کی عبادت' زہد ودینداری اور اجتہاد کے لیے ان کی تعریف وتوصیف بھی کرتا ہے واللہ اعلم' واقدی کا کہنا ہے ان کا انتقال ۱۱۴ھ کے شوال میں ہوا۔

۱۱۳ھ

اس سن میں معاویہ بن ہشام نے ارض روم میں مرعش کی جانب لڑائی کا آغاز کیا اس وقت اس علاقہ میں جو عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کام کر رہی تھی ان لوگوں نے ان کا ایک آدمی پکڑ کر قتل کر ڈالا جو ان کا امیر تھا اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی دھمکایا ڈرایا۔ اس سال مسلمہ بن عبدالملک بلاد الترک میں اندر تک گھستا چلا گیا اور اس نے بہت سے ترکوں کو نہ تیغ کر ڈالا اور بلنجر کے اطراف کے کچھ ممالک اس کے مطیع بھی ہو گئے اس سال ابراہیم بن ہشام المخزومی نے لوگوں کو حج بھی کرایا۔

الامیر عبدالوہاب بن بخت

عبداللہ جیسے بطل جلیل کی طرح یہ بھی ارض روم میں شہید ہوئے ان کا تذکرہ حیات مندرجہ ذیل ہے ان کا پورا نام عبدالوہاب بن بخت ابوعبدہ تھا بعض لوگوں کے نزدیک یہ ابوبکر بھی کہلاتے تھے۔ یہ آل مروان مکی کے غلام تھے۔ ابتدائی دنوں میں شام میں مقیم رہے پھر مدینہ آ گئے۔ انہوں نے ابن عمر' انس' ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے بہت سے لوگوں نے روایات بیان کی ہیں جن میں ایوب' مالک بن انس' یحییٰ بن سعید الانصاری اور عبیداللہ العمری شامل ہیں انہوں نے انس سے ایک حدیث مرفوعاً بیان کی ہے کہ اللہ اس شخص کو خوش رکھے جس نے میری یہ بات سنی پھر اس کو محفوظ رکھا اور دوسروں تک پہنچایا بعض آدمی دوسروں تک پیغام پہنچانے والے سے زیادہ افقہ اور شعور مند ہوتا ہے۔ تین چیزوں کے لیے مومن کا سینہ کبھی تنگ نہیں ہوتا۔ اخلاص العمل برائے خدا اولوالامر کے لیے نصیحت اور ان مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ملحق رہنا جن کی دعوت کا دائرہ غیر محیط ہے۔ عبدالوہاب نے ابوالزناد اور ابوہریرہ کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے اگر دونوں کے مابین درخت آ جائے اور پھر آمنا سامنا ہو تو پھر اس کو سلام کرے''۔

اس حدیث کی توثیق علماء کی ایک جماعت نے بھی کی ہے۔ مالک نے کہا ہے کہ عبدالوہاب نے بہت سے حج اور عمرے کیے اور بہت سے غزوات میں شریک ہوئے۔ حتیٰ کہ جنگ میں ہی شہید ہو گئے سفر میں اپنے ہمراہیوں سے کسی بات کے لیے دریغ نہیں کرتے تھے جو کچھ ان کے توشہ دان میں ہوتا تھا سب ان کی نذر کر دیتے تھے بڑے سخی اور فیاض تھے۔ بلاد روم کی لڑائی میں امیر محمد عبداللہ جیسے بہادر انسان کے ساتھ مرتبہ شہادت حاصل کیا اور وہیں دفن بھی ہوئے۔ خلیفہ وغیرہ کے بیان کے مطابق اسی سال

وفات پائی۔ایک مرتبہ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا تو کچھ مسلمان مقابلہ سے کترا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر یہ برابر اپنے گھوڑے پر دشمن کے تعاقب میں لگے رہے اور مسلمانوں کو پکار پکار واپس بلاتے رہے اور کہتے رہے افسوس ہے تم پر لوگو! آخر جنت سے کیوں اور کہاں بھاگ کر جارہے ہو افسوس ہے دنیا میں نہ تم کو ٹھکانہ ملے گا اور نہ بقاء حاصل ہوگی اس کے بعد بہادری کے ساتھ دشمنوں سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔رحمہ اللہ۔

مکحول الشامی

جلیل القدر تابعی تھے اپنے وقت میں اہل الشام کے امام تھے۔قبیلہ ہذیل کی ایک عورت کے غلام تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آل سعید بن العاص میں سے کسی خاتون کے غلام تھے اور چوکیدار تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کابل کے قیدیوں میں سے تھے نیز ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کسروی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ہم نے ان کا تفصیلی ذکر اپنی کتاب التکمیل میں کیا ہے محمد بن اسحاق کہتے ہیں میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے ساری دنیا کا چکر طلب علم میں لگایا ہے۔الزہری کا بیان ہے علماء چار ہیں۔ حجاز بن سعید المسیب بصرہ میں حسن بصری' کوفہ میں شعبی اور شام میں مکحول۔بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ قل کو کل کہتے تھے مگر لوگوں میں ان کی عزت بہت تھی جب وہ کسی امر کا حکم دیتے تھے تو لوگ اس کو بجالاتے تھے۔سعید بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ وہ شام میں سب سے بڑے فقیہہ تھے اور الزہری سے بھی زیادہ بڑے فقیہہ تھے' ایک سے زیادہ لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اس سال فوت ہوئے اور بعض کہتے ہیں بعد میں انتقال ہوا۔واللہ اعلم۔

ان کے متعلق ابن ابی الدنیا نے کہا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جس نے اپنے کپڑوں کی نظافت ونفاست کا خیال رکھا اس کی ہمت وحوصلہ کم ہوگیا اور جس نے روح کا خیال رکھا اس کی عقل میں اضافہ ہوا مکحول نے کہا قولہ تعالیٰ ''ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم ''میں ٹھنڈے مشروبات' عمدہ ومعتدل اخلاق گھروں کی عافیت وسایہ' پیٹ بھر کھانا اور نیند کی لذتیں شامل ہیں اور یہ بھی کہا کہ جب مجاہد میدان جہاد میں اپنی سواریوں پر سے اپنا سامان اتارتے تو فرشتے آکر ان کی ملائی دلائی کرتے تھے اور برکت کی دعا دیتے تھے بجز ایک جانور کے جس کے گلے میں گھنٹی ہوتی تھی۔

۱۱۴ھ

اس سن میں معاویہ بن ہشام نے الصائفہ کے نیسریٰ پر اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے یمنیٰ (میمنہ) پر حملے کیے اس سن میں عبداللہ البطال اور ملک الروم قسطنین کی ملاقات ہوئی جو ہرکل کا بیٹا تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے ایک خط لکھا تھا بطال نے اس مڈبھیڑ میں قسطنین کو قید کرلیا اور اس کو سلیمان بن ہشام کے پاس بھیج دیا لیکن ابن ہشام نے اس کو اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اس سال ہشام نے مکہ ومدینہ اور طائف کی امارت سے ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل کو معزول کردیا اور اس کی جگہ اپنے بھائی محمد بن ہشام کو متعین کردیا جس نے ایک قول کے مطابق لوگوں کو حج کرایا۔لیکن واقدی اور ابومعشر کا کہنا ہے کہ اس سال لوگوں کو خالد بن عبدالملک نے حج کرایا تھا۔واللہ اعلم اس سال جو لوگ فوت ہوئے وہ یہ ہیں۔

عطاء بن ابی رباح

ان کے آقا ابو محمد المکی تھے۔ یہ کبار تابعین میں نہایت ثقہ اور بلند مرتبہ بزرگ گزرے ہیں۔ کہا جاتا ہے ان کی دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی اور ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل علم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عطاء کانے' پھٹی ناک' گنجے اور لنگڑے تھے اور بعد میں اندھے بھی ہو گئے تھے۔ عطاء ثقہ عالم وفقیہہ اور کثیر الحدیث تھے ابو صغیر الباقر وغیرہ نے لکھا ہے ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ مناسک کا عالم کوئی نہ تھا۔ ان کی عمر سو سال کی ہوئی آخری عمر میں کبر وضعف کے باعث روزے نہیں رکھ پاتے اور اپنے روزوں کا فدیہ دیتے تھے اور علی الذین یطیقونہ فدیۃ مسکین کی یہی تاویل کرتے تھے۔ بنی امیہ کے زمانہ میں منادی اعلان کرتا تھا کہ عطاء بن ریاح کے سوا حج کے ایام میں کسی کو فتویٰ دینے کی اجازت نہیں۔

ابو صغیر الباقر کہتے ہیں میں نے عطاء سے زیادہ کسی کو فقیہہ نہیں پایا اوزاعی کا کہنا تھا عطاء جس دن مرے وہ دنیا کے محبوب ترین انسان تھے ابن جریج نے کہا ہے عطاء مسجد میں بیس سال جاروب کش رہے اور اس میں سب سے اچھی نماز پڑھنے والے تھے۔ قتادہ نے ان کی بابت کہا سعید بن المسیب اور الحسن اور ابراہیم اور عطاء یہ سب شہروں کے ائمہ تھے عطاء کہا کرتے تھے جب کوئی شخص حدیث بیان کرتا تھا تو میں اس کو اس طرح خاموشی سے سنتا تھا گویا میں اس حدیث کو پہلی بار سن رہا ہوں حالانکہ میں اس حدیث کو اس شخص کی پیدائش سے قبل سن چکا تھا ایک دوسری روایت کے مطابق عطاء نے کہا میں اس حدیث کا اس شخص سے زیادہ حافظ ہوتا تھا لیکن فخر نہیں کرتا تھا گویا میں نے اس حدیث کو اس سے قبل سنا ہی نہیں جمہور کی رائے کے مطابق عطاء ۱۱۴ھ میں ہی وفات پا گئے۔ رحمۃ اللہ' واللہ اعلم۔

ابو محمد عطاء بن ریاح اور ان کے باپ اسلم کا سلسلہ اسناد بہت سے صحابہ سے ملتا تھا جن میں ابن عمرو' عبداللہ بن زبیر' ابو ہریرہ' زید بن خالد الجہنی اور ابو سعید شامل ہیں' عطاء بن ریاح نے ابن عباس وغیرہ سے تفسیر کی سماعت کی۔ ریاح سے متعدد تابعین نے روایات بیان کی ہیں جن میں الزہری' عمرو بن دینار' ابوالزبیر' قتادہ' یحییٰ بن کثیر' مالک بن دینار' حبیب بن ابی ثابت اور الاعمش نے عطاء اور ایوب السختیانی وغیرہم شامل ہیں۔ ابو ہزان کا کہنا ہے کہ میں نے عطاء بن ریاح کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے مجلس ذکر میں شرکت کی اللہ تعالیٰ اس مجلس کی شرکت کو دس مجالس باطل کے کفارہ بنا دے گا ابو ہزان نے عطاء سے کہا مجلس الذکر سے تمہاری کیا مراد ہے انہوں نے کہا مجالس' الحلال والحرام میں نماز کیسے پڑی جائے' روزہ کیسے رکھا جائے نکاح وطلاق کے کیا مسائل ہیں۔ اور بیع وشراء کے کیا آداب ومسائل ہیں۔ طبرانی کا بیان ہے کہ ربیعہ النسائی نے باسناد بتایا ہے کہ میں نے عطاء بن ریاح کو "وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون" کی تفسیر وتشریح کرتے سنا ہے کہ یہ لوگ مدینہ میں لوگوں کو دراہم قرض دیا کرتے تھے اور پھر اس میں قطع وبرید اور کمی وبیشی کرتے رہتے تھے۔

ثوری نے عبداللہ بن ولید کے حوالہ سے نقل کیا ہے جنہوں نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کہ تمہاری اس صاحب قلم کے بارہ میں کیا رائے ہے اگر وہ اس کام میں مشغول رہتا ہے تو وہ اور اس کے اہل وعیال خوش حالی کی زندگی گزارتے ہیں اور اگر وہ یہ

Marfat.com

کام چھوڑ دیتا ہے تو سب فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس نے جواب دیا' یہ عین عزت وفخر کی بات ہے اور عطاء نے کہا انسان کو خدا کی طرف سے سب سے بہتر عطیہ دین کی سمجھ ہے عطاء نے یہ بھی کہا ہے بندہ رب کو تین بار اس لفظ سے پکارتا ہے اللہ رب العزت اس کی طرف مہربانی کی نظر سے دیکھتا ہے اور کہا جب میں نے یہ بات حسن سے کہی تو انہوں نے جواب میں کہا کیا تم قرآن کی یہ آیات نہیں پڑھتے:

﴿ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّئَاتِنَا.....﴾.

کی آخری آیات تک تلاوت کی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ ہم تک عبداللہ السلفی ضمرہ اور عمرو الورد کے ذریعہ یہ یات پہنچی ہے کہ عطاء بن ریاح نے کہا ہے اگر تو عرفہ میں تخلیہ کے لیے شب بیداری کر سکے تو ضرور کر۔ سعید بن سلام البصری کا قول ہے کہ میں نے ابوحنیفہ النعمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ایک بار عطاء سے مکہ میں ملا تو میں نے اس سے کچھ دریافت کیا اس پر اس نے پوچھا تم کون ہوں کہاں سے آئے ہو میں نے کہا میں کوفہ کا باشندہ ہوں اس پر انہوں نے کہا کیا تم ان اہل قریہ میں سے ہو جنہوں نے اپنے دین کو چھوڑا اور مختلف گروہ بن گئے میں نے کہا ہاں اس پر عطاء نے کہا تم کن لوگوں میں شامل ہو میں نے کہا ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اسلاف کو گالیاں دیتے ہیں اور ہم قضاء وقدر پر ایمان رکھتے ہیں اور اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر کے قائل نہیں ہیں خواہ وہ گناہ کرتا ہو۔ یہ سن کر عطاء نے کہا میں سمجھ گیا۔ اب تم میرے ساتھ رہو۔ عطاء نے کہا یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو ایمان میں کمی بیشی کے قائل نہیں ہیں حالانکہ قرآن میں صاف طور پر ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًی ﴾.

''جو لگ راہ یاب ہوئے اللہ نے انا کا ایمان بڑھا دیا''

پھر عطاء نے کہا کچھ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ نماز اور زکوٰۃ' دین الٰہی کا جز نہیں ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُاللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّکٰوةَ ﴾.

اسی طرح نماز اور زکوۃ دین ہی ہیں۔ یعلی بن عبید نے کہا ہم لوگ محمد بن سوقہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: ''کیا میں تم لوگوں کو ایسی بات نہ بتاؤں جو تم کو نفع بخشے مجھے تو اس سے بڑا نفع پہنچا ہے مجھے عطاء بن ریاح نے بتایا ہے اے میرے بھتیجے تم سے قبل یہاں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو فضول بات کو گناہ سمجھتے تھے اللہ کی کتاب کے سوا کچھ اور نہ پڑھتے تھے وہ امر بالمعروف بھی کرتے تھے اور ''وانا علیکم لحافظین کراما کاتبین '' پر پورا یقین رکھتے تھے اور اس پر بھی یقین رکھتے تھے کہ انسان کے دائیں بائیں دو فرشتے مقرر ہیں اور جو کچھ انسان منہ سے بولتا ہے اس کو نوٹ کرنے کے لیے اس کے نزدیک ایک فرشتہ تیار رہتا ہے ''عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول آخر ''تو انسان کو اس امر سے کیا شرم نہیں آئے گی کہ جب اعمال نامہ کھول کر دکھایا جائے گا تو اس سے اکثر وہ چیزیں نکلیں گی جو انسان کے دین کا حصہ نہیں ہیں۔ طبرانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ابن عباس کا مسجد الحرام میں حلقہ قائم تھا جب ان کا انتقال ہو گیا تو اس قسم کا حلقہ عطاء بن ریاح کے لیے بھی لگتا تھا۔

Marfat.com

سفیان نے مسلمہ بن کہیل کے حوالہ سے بتایا ہے کہ انہوں نے تین آدمیوں کے سوا کسی کو اپنے عمل کے بدلہ خدا سے کچھ مانگتے نہیں دیکھا۔ ایک عطاء' دوسرے طاؤس' تیسرے مجاہد عمر بن ذر کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو بھی عطاء کی طرح نہیں دیکھا۔ ان کے جسم پر کبھی قمیص نہیں دیکھی اور نہ میں نے ان کے جسم پر کوئی ایسا کپڑا دیکھا جو پانچ درہم سے زیادہ ہو۔ ابن جریر کہتے ہیں میں نے عطاء کو طواف کے دوران اپنے قائدے سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے ٹھہر و میری پانچ باتیں یاد رکھو۔

القدر یعنی خیر و شر اور تلخ و میٹھا سب کچھ خدا کی طرف سے ہوتا ہے' اس میں انسان کی مرضی کو قطعاً کوئی دخل نہیں' ہمارے اہل قبلہ سب مومن و مسلم ہیں ان کا خون اور ان کا مال بغیر حق کے قطعاً حرام ہے۔ باغی گروہوں سے ہر طرح لڑنا ضروری ہے' خوارج کی گمراہی کی گواہی لازمی ہے ابن عمر کہا کرتے تھے جب عطاء موجود ہیں تو میرے پاس مسائل جمع کر کے کیوں لے آتے ہو؟

معاذ بن سعد کہتے ہیں میں عطاء کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ کچھ بات کر رہے تھے کہ ایک شخص آ کر دخل در معقولات کرنے لگا اس پر عطاء بہت ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی کیا اخلاق ہے؟ آخر یہ کیا عادت ہے میں کسی کی کوئی بات سنتا ہوں اور اس سے بہتر اس بات کو سمجھتا ہوں پھر اس کی بات نہیں کاٹتا ہوں عطاء کہا کرتے تھے میرے گھر میں اگر شیطان ہو تو اس کو گوارہ کر لوں گا مگر سستی گوارہ نہیں کروں گا اس سے نیند کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

ابن جریر بیان کرتے ہیں عطاء باوجود اپنی کبرسنی اور ضعف کے نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سورہ بقرہ کی دو سو آیتیں پڑھتے تھے اور اس دوران ان کے جسم کو جنبش تک نہیں ہوتی تھی۔ ابن عیینہ نے ابن جریر سے کہا میں نے تم جیسا نمازی نہیں دیکھا ابن جریر نے جواب دیا کاش تم عطا کو نماز پڑھتے دیکھتے۔

۱۱۵ھ

اس سن میں شام میں طاعون پھیلا۔ اس سال محمد بن ہشام بن اسماعیل نائب حرمین والطائف نے لوگوں کو حج کرایا۔ باقی نائبین وہی رہے جن کا پہلے ذکر آ چکا ہے جو لوگ اس سال فوت ہوئے ان میں مندرجہ ذیل افراد شامل ہیں:

ابو جعفر الباقر

یہ محمد بن علی بن الحسین بن علی بن طالب القرشی الہاشمی ابو جعفر الباقر ہیں۔ ان کی والدہ محترمہ ام عبداللہ بنت الحسین بن علی تھیں۔ یہ جلیل القدر تابعی ہیں بڑے مرتبے والے بزرگ گزرے ہیں ان کا نام اس امت کے اشراف میں عملاً وعلماً اور سیادۃً ہمیشہ احترام سے لیا جاتا ہے۔ ان کے بارہ میں شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ وہ ان کے بارہ اماموں میں سے ایک ہیں۔ لیکن بزرگ مذکور نہ کبھی ان داعیان شیعیت کے طور طریقوں پر چلے اور نہ انہوں نے دین کا وہ راستہ اختیار کیا جو ان لوگوں کے اوہام اور اذہان کا تراشا ہوا تھا بلکہ وہ ابوبکر و عمرؓ کے راہ پر چلنے والے اور ان کا اتباع کرنے والے تھے اور ان کے متعلق صحیح بات تو یہی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنے اہل بیت میں سے کسی کو نہیں پایا کہ وہ ان دونوں حضرات رضی اللہ عنہما کی دوستی اور ولایت کا دم نہ بھرتا ہو۔

Marfat.com

ابوجعفر الباقر نے متعدد صحابہ سے روایات بیان کی ہیں اور کبار تابعین کی ایک معتمد بہ جماعت نے ان سے بھی احادیث بیان کی ہیں۔ جن لوگوں نے ان سے روایات نقل کی ہیں ان میں ان فرزند جعفر الصادق' الحکم بن عیینہ' ربیعہ' الاعمش' ابواسحاق السبعی' الاوزاعی' اور الاعرج بھی جو عمر میں ان سے بڑے تھے شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ابن جریج' عطاء بن ریاح' عمرو بن دینار اور الزہری بھی ان سے رویت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے جعفر الصادق کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے جو روئے زمین پر خیر محمد تھے حدیث بیان کی ہے۔

العجلی کا بیان ہے کہ وہ مدنی تھے اور ثقہ تابعی تھے۔ محمد بن سعد نے کہا ہے کہ ابوجعفر الباقر ثقہ کثیر الحدیث تھے۔ ان کی وفات ۱۱۵ھ ہی میں ہوئی اور کہا گیا ہے کہ اس سے قبل ہوئی واللہ اعلم' ان کی عمر ستر سال کے متجاوز تھی لیکن بعض نے کہا ہے کہ وہ ساٹھ سال سے زیادہ تھے۔ واللہ اعلم۔

ابوجعفر الباقر محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن طالب کے والد ماجد علی زین العابدین تھے اور ان کے جد بزرگوار حسین عراق میں میدان کربلاء میں شہید ہوئے۔ ان کا نام باقر اس لیے پڑا کہ یہ علوم کے کھولنے والے اور مسائل کا استباط کرنے والے تھے بڑے ذاکر' خاشع اور صابر تھے۔ خاندان نبوت کے چشم و چراغ تھے اس لیے رفیع النسب اور عالی الحسب تھے اور خطرات سے آگاہ رہتے تھے' بڑے گریہ وزاری کرنے والے اور آہ و بکا کرنے والے تھے اور لڑائی جھگڑوں سے ہمیشہ اجتناب کرتے تھے۔

ابو بلال اشعری نے کہا ہے کہ مروان بن ثابت کے بقول محمد بن علی بن الحسین نے قولہ تعالیٰ ''اولئك يحزون الفرقة بما صبروا'' کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ غرفہ یعنی جنت ان لوگوں کو ملے گی جو دنیاوی فقر کو برداشت کریں گے۔ اسی طرح عبدالسلام نے ابوجعفر کا قول نقل کیا ہے. بجلیاں مومن اور غیر مومن پر گرتی ہیں لیکن ذاکر پر نہیں گرتیں اور بتایا کہ اسی قسم کی بات ابن عباس سے بھی مروی ہے جنہوں نے کہا تھا اگر آسمان سے تارے بھی ٹوٹ کر گریں تو ذاکر اس سے محفوظ رہے گا' جعفر الجعفی نے کہا ہے کہ مجھ سے محمد بن علی نے بیان کیا ہے اے جابر میں غمگین ہوں اور میں مشتغل القلب ہوں اس پر میں نے کہا تمہارا حزن اور شغل قلب کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ جس شخص کا قلب دین الٰہی میں داخل ہو گیا اس کا قلب دوسری چیزوں سے خالی ہو جاتا ہے خالد بن یزید نے بتایا میں نے محمد بن علی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب کہا کرتے تھے جب تم کسی قاری کو اغنیاء سے محبت کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ دنیا دار ہے اور اگر کسی بادشاہ کے ساتھ اس کو وابستہ دیکھو تو سمجھ لو وہ چور ہے۔

ابوجعفر الباقر شب و روز نماز میں مشغول رہتے تھے۔ ابوالاحوص نے ان سے منسوب یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر شے کی ایک آفت ہوتی ہے اور علم کی آفت نسیان ہے وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے تھے بیٹا ہمیشہ سستی اور اکتاہٹ سے بچو کیونکہ یہ دونوں چیزیں محرومی کی کنجی ہیں۔ جب تم کسی کام میں سستی کرو گے تو اس کا حق ادا نہ کر سکو گے اور اگر اکتا جاؤ گے تو حق پر صبر نہ کر سکو گے۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ تین اعمال سب سے سخت ہیں۔ ہر حال میں ذکر الٰہی کرنا اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنا اور مال میں بھائی کے ساتھ مواخات کرنا۔ ابوجعفر الباقر نے کہا ہے بطن یا شرمگاہ کی عفت و حفاظت سے زیادہ افضل و بہتر کوئی عبادت نہیں اور اللہ کو سوالی کے سوال سے زیادہ کوئی شے محبوب تر نہیں اور قضاء قدر کو دعا ہی رد کر سکتی ہے کسی کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی

Marfat.com

کرنا باعتبار ثواب جلد خیر کو پہنچاتا ہے اور باعتبار عقوبت زنا سے زیادہ اور کوئی شے عذاب وغضب الٰہی کو جلد دعوت دینے والی نہیں۔ آدمی کے عیب کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ دوسروں کے عیب کھولتا پھرے جن کو اپنی ذات میں پا کر چشم پوشی کرتا ہے اور دوسروں کو ان کاموں کے کرنے کا حکم دے جن کو خود نہیں کر پاتا۔ ابو جعفر الباقر کہا کرتے تھے کہ ابلیس کو ہزار عابدوں کی موت سے زیادہ ایک عالم کی موت زیادہ محبوب ہے۔

۱۱۶ھ

اس سن میں معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ کا آغاز کیا اسی سال شام اور عراق میں طاعون پھیلا جس کا سب سے زیادہ اثر واسط میں ہوا اس سال محرم کے مہینہ میں جنید بن عبدالرحمٰن المزنی امیر خراسان کا مرض شکم میں انتقال ہوگیا۔ اس شخص نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے نکاح کرلیا تھا جس کی وجہ سے امیر المومنین اس سے سخت ناراض ہوگیا اور اس کو معزول کر کے اس کی جگہ عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا امیر مقرر کر دیا وہ اس سے بے حد ناراض تھا کہتا تھا کہ اگر موت سے پہلے اس کو اپنے سامنے دیکھ لوں تو اس کو جان سے مار ڈالوں۔ عاصم بن عبداللہ نے اس وقت تک اپنے عہدہ کا چارج نہیں لیا تھا جب تک جنید کا مرو میں انتقال نہ ہوگیا ابوالجریر عیسیٰ بن عصمہ نے اس کا مرثیہ لکھا جن کے اشعار یہ ہیں:

هلک الجود والجنید حمیداً　　فعلی الجود والجنید السلام

''جود وجنید اکٹھے ہی مر گئے　　اس لیے جود اور جنید دونوں کا ہمارا سلام''

اصبحا ثاویین فی بطن مرو　　ما تغنیٰ علی الحصون الحمام

''دونوں مرو کی سرزمین میں دفن ہوگئے　　اور پھر درختوں کی شاخوں پر قمریوں نے بھی گانا چھوڑ دیا''

جب عاصم نے خراسان کا چارج لیا تو اس نے جنید کے ماتحتوں پر طرح طرح کی سختیاں کرنا شروع کر دیں چنانچہ ان کے درمیان بہت سے واقعات نے طول کھینچا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حارث بن شریح نے بغاوت کر دی مگر عاصم نے بہر حال جلد اس پر قابو پا لیا۔ واقدی کے بقول اس سال ولید بن یزید نے لوگوں کو حج کرایا اور اپنے چچا ہشام بن عبدالملک کے بعد وہی ولی اور صاحب الامر بنا جس کا ذکر ہم عنقریب کریں گے۔

۱۱۷ھ

اس سن میں معاویہ بن ہشام نے الصائفہ الیسری میں اور سلیمان بن ہشام نے الصائفہ الیمنیٰ میں جنگ شروع کی یہ دونوں امیر المومنین ہشام کے بیٹے تھے اس سال مروان بن محمد کو جو مروان الحماء بھی کہلاتا تھا آرمینہ کی مہم پر بھیجا گیا اور اس نے بلاد اللان کے کچھ قلعے فتح بھی کر لیے اور وہاں کے کافی لوگ ایمان بھی لے آئے۔ اس سال ہشام نے عاصم بن عبداللہ الہلالی کو جس کو اس سے قبل جنید کی جگہ خراسان کا امیر بنایا گیا معزول کر دیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن خالد القسری کو خراسان کے ساتھ عراق کا

Marfat.com

بھی امیر بنادیا اس لیے کہ عبداللہ بن خالد القسری نے ہشام کو اس طرف متوجہ بھی کیا تھا اور کہا تھا کہ خراسان کی ولایت کے ساتھ عراق کی ولایت اور دیکھ بال بھی ایک ہی امارت کے تحت ہونا نہایت ضروری ہے اس سال جو لوگ وفات پا گئے وہ یہ ہیں:

قتادہ بن دعامہ السدوسی

ابوالخطاب البصری الاعمی علماء تابعین اور ائمہ العاملین میں سے تھے۔ انہوں نے انس بن مالک اور تابعین کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں جن میں سعید بن المسیب' البصری' ابوالعالیہ' زراہ بن اوفی' عطاء' مجاہد' محمد بن سیرین' مسروق اور ابومجلز وغیرہ شامل ہیں اور خود ان سے بھی کبار نے روایات بیان کی ہیں۔ مثلاً ایوب' حماد بن مسلمہ' حمید الطّویل' سعید بن ابی عروبہ' الاعمش' شعبہ' اوزاعی' مسعر' معمر' ہمام وغیرہ تھے۔ ابن مسیّب نے کہا کوئی عراقی ان سے بہتر میرے پاس ملنے نہیں آیا۔

محمد بن سیرین کا کہنا ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔ مطر کا قول تھا۔ قتادہ جب کسی حدیث کو سن لیتے تھے تو اس کو ہر پہلو اور حیثیت سے محفوظ کر لیتے تھے اور اچھی طرح یاد کر لیتے تھے۔ الزہری نے کہا وہ مکحول سے زیادہ عالم تھے' معمر کا قول تھا "میں نے الزہری' حماد اور قتادہ سے زیادہ افقہ کسی کو نہیں دیکھا۔ بقول قتادہ وہ کہتے تھے کہ میں کسی چیز کو نہیں سنتا ہوں مگر میرا قلب اس کو محفوظ کر لیتا ہے۔ احمد بن حنبل کا قول تھا کہ قتادہ اہل بصرہ میں سب سے بڑے حافظ ہیں جو چیز سنتے ہیں اس کو یاد رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کو جابر کا صحیفہ صرف ایک بار سنایا گیا تھا مگر انہوں نے اس کو ازبر کر لیا تھا۔ لوگ ان کے علم' فقہ اور ان کی تفسیری معرفت وعلم کے معترف تھے ابوحاتم نے کہا ہے ان کی وفات واسط میں ہوئی اور طاعون سے ہوئی۔ ان کی عمر ستاون سال یا ساٹھ برس کی ہوئی۔

قتادہ کہا کرتے تھے اللہ پر جو شخص بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے' انہوں نے یہ بھی کہا کہ جنت میں ایک روشن دان دوزخ کی طرف کھلا ہوگا تو یہ لوگ کہیں گے ان بدبختوں کو کیا ہوا کہ دوزخ میں داخل ہو گئے ہم تو ان لوگوں کی تلقین وتعلیم کی بدولت جنت میں ہیں' جواب ملے گا ہم لوگ بے شک تم لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیتے اور تلقین کیا کرتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے تم کو برے اعمال سے روکتے تھے لیکن خود نہیں رکتے تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا اگر علم کے ذریعہ انسان اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے دین کو سنوار لے تو یہ اس کی سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا اگر تھوڑا علم کافی ہوتا تو موسیٰ زیادہ کی طلب نہ کرتے لیکن انہوں نے علم میں اضافہ کی خواہش کی۔

اس سال مزید جو لوگ انتقال کر گئے ان میں ابوالحباب' سعید بن یسار' الاعرج' ابن ابی ملیکہ' عبداللہ بن ابی ذکریا الخزاعی اور میمون بن مہران بن موسیٰ بن مروان شامل ہیں۔ سعید بن یسار عابد وزاہد انسان تھے۔ انہوں نے صحابہ کی ایک معتمد بہ جماعت سے روایات بیان کی ہیں اور اسی طرح اعرج اور ابن ملیکہ نے بھی لیکن میمون بن مہران اجل علماء وتابعین میں شامل تھے اور سب سے زیادہ عابد وزاہد تھے اور اپنے ہم عصر علماء کے امام تھے۔ میمون خصوصیت سے اہل الجزیرہ کے امام مانے جاتے تھے۔ طبرانی نے ان کے بارہ میں بتایا ہے کہ لوگ اکثر ان سے پوچھتے تھے۔ میمون تمہارے ساتھ جو شخص بھی رہتا ہے وہ تم سے کسی وقت بھی

ناراض ہوکر الگ نہیں ہوتا ہے اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ میں نہ اس پر اپنا حکم چلاتا ہوں اور نہ ہی اس کو کوئی مشورہ دیتا ہوں۔
عمرو بن میمون نے ایک مرتبہ کہا میرے والد نماز روزہ اگرچہ کثرت سے نہیں رکھتے تھے لیکن اللہ کی نافرمانی اور گناہ کو بہت برا سمجھتے تھے' ابن عدی نے یونس کے حوالہ سے ان کے بارہ میں بتایا ہے کہ میمون کہا کرتے تھے کہ نہ کسی عالم پر حکم چلاؤ اور نہ کسی جاہل پر۔ اگر عالم پر حکم چلاؤ گے تو وہ اپنے علم کے باعث اس کو سخت ناگوار سمجھے گا اور اگر جاہل پر حکم چلاؤ گے تو تمہارے خلاف اس کے دل میں سخت بغض وکدورت پیدا ہوگی' عمرو بن میمون کہتے ہیں میں اپنے والد کو لے کر بصرہ کی بعض گلیوں میں نکلا اسی دوران ہم ایک ایسی نالی پر سے گزرے جس کو پار کرنا والد کے لیے مشکل ہوگیا میں نے ان کو اپنی کمر پر بٹھالیا اور اس طرح ان کو راستہ عبور کرایا پھر میں کھڑا ہوگیا اور والد کا ہاتھ پکڑ کر چلا اور ہم حسن کے مکان کی طرف چل کھڑے ہوئے وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک کنیز سداسیہ نامی باہر نکلی اس نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ میں نے جواب میں کہا یہ میمون بن مہران ہیں اور حسن کی ملاقات کے لیے آئے ہیں کنیز نے جواب دیا عمر بن عبدالعزیز کے کاتب سے اور ملاقات؟ یہ سن کر شیخ میمون رو پڑے حسن نے رونے کی آواز سنی تو باہر نکل کر آئے اور دونوں گرمجوشی سے گلے ملے۔ میمون نے کہا اے ابوسعید میں اپنے دل میں کچھ سختی اور درشتگی محسوس کرتا ہوں آپ اس میں ٹھہراؤ اور سکون پیدا کریں یہ سن کر حسن نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اَفَرَاَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِیْنَ ثُمَّ جَآءَ هُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ مَا اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَسْتَمِعُوْنَ ﴾.

یہ سن کر شیخ میمون بے ہوش ہوکر گر پڑے اور اس طرح ہاتھ پیر مارنے لگے جس طرح بکری ذبح ہونے کے بعد اپنے پیر پٹختی اور مارتی ہے۔ وہ دیر تک کھڑے رہے اس کے بعد کنیز باہر آئی اور اس نے شیخ کی یہ حالت دیکھ کر کہا تم نے شیخ کو مصیبت میں ڈال دیا ہے جاؤ چلے جاؤ یہاں سے عمر بن میمون کہتے ہیں میں نے اپنے والد کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے نکل آیا اور میں نے والد سے پوچھا کیا یہی حسن ہیں انہوں نے جواب دیا ہاں تو میں نے جواباً کہا میں تو اپنے دل میں حسن کو بڑا آدمی خیال کرتا تھا۔ باپ نے کہا میرے دل میں اس سے بڑا دھچکا لگا اور اور اے بیٹے جو آیت انہوں نے پڑھی ہے اگر تم اس کو دل سے سمجھ پاتے تو اس سے تمہارے دل میں بھی زخم پڑ جاتے۔ جعفر بن برقان نے میمون بن مہران کے حوالہ کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول نقل کیا ہے جب عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر چلنے لگا تو عمر نے لوگوں سے کہا۔ ''جب یہ اور اسی قسم کے لوگ دنیا سے اٹھ جائیں گے تو صرف کچرا باقی رہ جائے گا''۔

میمون نے ایک مرتبہ لوگوں سے کہا اپنے آپ کو تین قسم کے لوگوں کے پاس آنے جانے سے روکو ایک کسی بادشاہ کے پاس جانے سے خواہ تم کو اطاعت الٰہی کی تعلیم کے لیے جانا پڑے۔ دوئم عورت کے پاس خواہ وہ تم سے کتاب اللہ کا زیادہ علم رکھتی ہو۔ سوئم صاحب ہوس کے پاس کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہیں وہ اپنے کسی ہوس میں مبتلا کردے۔

جعفر بن برقان نے میمون کا یہ قول بھی نقل کیا ہے قرآن دنیا میں بہت سے لوگوں کے دلوں اور ذہنوں پر نقش ہے اس کے علاوہ جو کچھ تم کو طلب کرنا ہے وہ احادیث رسول سے لو۔ بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اللہ عزوجل کی اطاعت کرے۔ جس نے قرآن کا اتباع کیا قرآن اس کو جنت میں لے جائے گا اور جس نے قرآن کو ترک کردیا قرآن اس کو جہنم میں پھینک دے

Marfat.com

گا۔ خالد بن حیان نے میمون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے منہ پر وہ کہو جو تم کو ناپسند ہو کیونکہ آدمی اپنے دوست کا سچا ناصح نہیں جب تک اس کے سامنے وہ بات بیان نہ کردے جو اس کو ناپسند ہے' ابن ابی راشد القشری نے کہا جب میں نے الصائفہ جانے کا ارادہ کیا تو میمون بن مہران کے پاس رخصت طلب کرنے کے لیے گیا تو انہوں نے صرف دو کلموں میں مجھے نصیحت کی' خدا سے ڈرتے رہنا اور طمع اور غصہ سے بچنا' میمون نے لوگوں سے کہا تین چیزیں مومن و کافر کے لیے یکساں ہیں امانت کی ادائیگی خواہ مسلم کی ہو خواہ کافر کی۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک خواہ وہ کافر ہی ہوں اور ایفاء عہد خواہ مومن کے ساتھ ہو خواہ کافر کے ساتھ۔

جعفر کے بقول میمون بن مہران نے کہا مال کی تین آفتیں ہیں اگر صاحب مال ایک سے بچ گیا تو اندیشہ ہے وہ دوسری آفت سے نہیں بچ پائے گا اگر دو سے بچ گیا تو شاید تیسری آفت سے نہ بچ پائے گا ضروری ہے کہ مال حلال اور طیب ہو جو شخص مال کمائے اس کا خاص خیال رکھے اگر وہ اس پر قابو پا گیا تو اس کے لیے اب ضروری ہے کہ اس مال سے وہ حق ادا کرے جو اس کے باعث اس پر لازم آ گئے ہیں اور اگر وہ اس میں بھی کامیاب ہو گیا تو مال خرچ کرنے میں سخت احتیاط برتے نہ اسراف کرے اور نہ کنجوسی۔ میمون یہ بھی کہا کرتے تھے روزہ میں سب سے آسان شے ترک طعام وشراب ہے اور وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے دنیا بڑی شیریں اور سرسبز وشاداب ہے مگر شہوات سے گھیری ہوئی ہے اور شیطان موجود اور ہر وقت گھات میں لگا رہتا ہے اس لیے انسان اس کے فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے آخرت کا معاملہ تو ابھی بہت دور ہے لیکن دنیا اور دنیا کے فوائد تو سامنے ہیں۔ رحمۃ اللہ

نافع مولیٰ ابن عمرؓ

یہ ابوعبداللہ المدنی ہیں اصلاً بلاد مغرب کے باشندے تھے' یہ بھی کہا جاتا ہے نیشاپور کے رہنے والے تھے اور بعض کے نزدیک کابل کے باشندے تھے وغیرہ وغیرہ اپنے آقا عبداللہ بن عمر اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت بیان کی ہیں مثلاً رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ' ابوسعید رضی اللہ عنہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' عائشہ رضی اللہ عنہا' اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہم سے اور تابعین کی کثیر جماعت نے ان سے بھی روایات نقل کی ہیں' یہ ثقہ عظیم المرتبت اور جلیل القدر ائمہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ بخاری نے ان کی بابت کہا ہے اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر۔ کہا جاتا ہے عمر بن عبدالعزیز نے ان کو مصر کے اطراف میں سنن کی تعلیم کے لیے بھیجا تھا۔ ان کی تعریف وتوصیف بہت سے ائمہ نے کی ہے ان کا انتقال مشہور روایت کے مطابق ۱۱۷ھ میں ہوا۔

ذوالرمہ الشاعر

ان کا نام غیلان بن عتبہ بن یہیس تھا بنی عبید مناۃ بناد بن طانجہ بن الیاس بن مضران کا مختصر شجرہ نسب ہے بقول الحارث صاحب فضیلت اور زبردست شاعر تھا اس کا دیوان بھی مشہور ہے اور مئی بنت مقاتل محلیہ بن قیس ابن عاصم المنقری کے لیے غزل سرائی کرتا تھا جو بہت حسین وجمیل عورت تھی اور یہ شاعر بداخلاق اور بدشکل بھی تھا اور رنگ کا سیاہ تھا۔ ان کے درمیان کبھی بدکلامی اور بدگوئی کی نوبت بھی نہیں آئی تھی اور نہ انہوں نے ایک دوسرے کو کبھی دیکھا تھا صرف ایک دوسرے کی بابت سن رکھا تھا کہا جاتا ہے مئی اس امر سے خائف تھی کہ اگر اس نے شاعر کو دیکھنے کی کوشش کی تو ذبح کر دی جائے گی لیکن جب ایک دن اس نے شاعر کو

Marfat.com

اچانک دیکھ لیا تو بہت گھبرائی اور اس کو برا بھلا کہا لیکن اپنا چہرا بھی اس سے نہ کھولا لیکن ایک مرتبہ اس کا چہرہ کھلا دیکھا تو شاعر نے فی البدیہہ یہ شعر کہہ ڈالا:

علی وجه مئی لمحة من حلاوة وتحت الثیاب العارلو کان بادیاً

''مئی کے دلکش چہرہ پر حلاوت کی جھلک ہے اور کپڑوں کے نیچے حیا ہے اگر جسم کھل جائے تو''

کہا جاتا ہے یہ سن کر مئی نے کپڑے اتار پھینکے تو شاعر نے یہ شعر کہا:

الم تران الماء ینجث طعمه وان کان لون الماء ابیض صافیا

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ پانی کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے اگرچہ پانی کا رنگ کتنا ہی صاف سفید ہو''

میں نے یہ شعر سن کر کہا کیا ذائقہ چکھنا چاہتا ہے شاعر نے کہا ہاں خدا کی قسم اس کے جواب میں مئی نے کہا اس کا ذائقہ چکھنے سے قبل موت کا ذائقہ چکھ لو گے تو شاعر نے جواباً کہا:

فواضیعه الشعر الذی راح وانقضیٰ بمی ولم املک ضلال فوادیا

''برقع پوش خاتون مئی کی خدمت میں میرا شعر پہنچ گیا لیکن میرا دل گمراہی میں مبتلا نہ ہوا''

اذا هبت الاریاح من نحو جانب به اصل منی حاج شوقی صبوبها

''جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ ہوا جو مئی کے گھر والوں کی طرف چلتی ہے میرے ہودئے دل کو لے اڑتی ہے''

هوی تذرف العینان منه وانما هوی کل نفس این حل جیبها

''اس وقت میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں اور جہاں جس کا محبوب ہوتا ہے اس کے لیے دل امڈ ہی آتا ہے''

اور موت کے آخری لمحات میں اس نے یہ شعر کہا:

یاقابض الارواح فی جسمی اذا احتضرت وغافر الذنب زحزحنی عن النار

''اے روحوں کو قبض کرنے والے جب تو میرے پاس آئے مجھے دوزخ سے دور ہی رکھنا اور اے مغفرت کرنے والے''

۱۱۸ھ

اس سن میں امیر المومنین کے دونوں بیٹوں معاویہ وسلیمان نے بلاد روم میں جنگ چھیڑی اور اس سن میں ایک شخص عمار بن یزید نے جس کو بعض لوگ بخداش بھی کہتے تھے بلاد خراسان پہنچا اور اس نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خلافت کی دعوت دینا شروع کر دی جس پر خلق کثیر نے لبیک کہا اور جب لوگ اس شخص کی طرف رجوع ہونے لگے تو اس نے مذہب الحزمیہ الزنادتہ کی تعلیم دینا شروع کر دی جس کی رو سے ایک دوسرے کی بیویوں کا ردوبدل اور ان سے استمتاع روقرار دیا اور بظاہر یہ بھی لوگوں کو باور کرایا کہ محمد بن علی بھی اسی نظریہ کا قائل ہے اور اس کا حامی ہے یہ بہت بڑا جھوٹ تھا جو فتنہ کھڑا کرنے کے لیے کھڑا کیا گیا تھا مگر جلد اس جھوٹ کا پول حکومت پر کھل گیا اور اس شخص کو پکڑ کر امیر خراسان خالد بن عبداللہ القسری کے سامنے پیش کیا گیا جس نے

Marfat.com

اس کے ہاتھ اور زبان کٹوا کر اس کو پھانسی دے دی اس سال محمد بن ہشام بن اسماعیل امیر مدینہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مدینہ کی امارت خالد بن عبدالملک بن مروان کے سپرد تھی لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس کو معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ محمد بن ہشام بن اسماعیل بن اسماعیل کو مدینہ کا گورنہ وامیر بنا لیا گیا تھا اور عراق کا امیر بھی القسری تھا۔ اس سال جو لوگ فوت ہوئے وہ یہ ہیں:

علی بن عبداللہ بن عباس

یہ بزرگ ابن عبدالمطلب القرشی الہاشمی ابوالحسن ہیں ان کو لوگ ابومحمد بھی کہتے تھے ان کی والدہ کا نام زرعہ بنت سرح بن معدیکرب الکندی تھا جو ان چار بادشاہوں میں سے ایک تھا جن کا ذکر اس حدیث میں ہے جس کو احمد نے بیان کیا ہے اور وہ مسرح' حمل' مخولس اور البضعتہ ہیں اور ان کی بہن العمروۃ تھی۔

مذکورہ بالا علی کی اس دن پیدائش ہوئی جس روز علی بن ابی طالب قتل ہوئے تھے اس لیے ان کے باپ نے ان کا نام بھی علی بن طالب کے نام پر علی رکھ دیا تھا اور انہی کی کنیت پر ان کی کنیت بھی رکھ دی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ علی ابی طالب کی زندگی ہی میں پیدا ہو گئے تھے اس لیے کہ انہوں نے ان کا نام علی رکھا تھا اور ان کی کنیت ابوالاملاک رکھی تھی۔ جب یہ عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور ان سے ان کا نام اور کنیت دریافت کی اور جب انہوں نے اپنا نام اور کنیت عبدالملک بن مروان کو بتائی تو اس نے پوچھا کیا تمہارا کوئی لڑکا بھی ہے انہوں نے کہا میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام میں نے محمد رکھا ہے تو عبدالملک نے کہا تو آپ ابومحمد ہیں اس کے بعد اس کو اس نے اکرام وانعام سے نوازا اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا علی بن عبداللہ نہایت عابد وزاہد تھے اور اپنے علم وعمل عدالت وثقاہت کے ساتھ اپنی حسن وشکل ووجاہت کے لیے بھی مشہور تھے یہ روز وشب میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے' عمرو بن علی بن الفلاس نے بیان کیا ہے کہ یہ نیک لوگوں میں شمار ہوتے تھے ان کا انتقال بلقاء کی زمین میں واقعہ جمہ کے مقام پر ۱۱۸ھ میں ہوا اس وقت ان کی عمر تقریباً اسی سال تھی۔

ابن خلکان نے لکھا ہے انہوں نے لبابہ بنت عبداللہ بن جعفر سے نکاح کیا تھا جو عبدالملک بن مروان کی بیوی رہ چکی تھی اور جس نے اس کو طلاق دے دی تھی جس کا سبب یہ تھا کہ عبدالملک بن مروان نے ایک روز سیب منہ سے کاٹ کر لبابہ کی طرف پھینکا جس نے چھری لے کر سیب کے اس حصہ کو کاٹ کر پھینک دیا جس پر عبدالملک کا منہ لگا تھا اور جب اس نے پوچھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب دیا میں نے الفکش سے بچنے کے لیے ایسا کیا کیونکہ عبدالملک کے منہ سے بدبو آتی تھی بہر حال اس بات پر عبدالملک نے لبابہ کو طلاق دے دی تھی اور جب اس سے علی بن عبداللہ بن عباس نے نکاح کر لیا تو اس سے ولید بن عبدالملک نے اسی باعث انتقام لیا اور علی بن عبداللہ بن عباس کو کوڑوں سے پٹوایا اور یہ بھی کہا گیا کہ تم خلیفہ کی اولاد کو ذلیل کرنا چاہتے ہو؟ اور اس کو دوبارہ کوڑے لگوائے کیونکہ علی بن عبداللہ بن عباس کے متعلق مشہور ہو گیا تھا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ خلافت عنقریب ان کے گھرانہ میں آنے والی ہے بہر حال حالات اسی نہج پر گزرتے رہے' مبرد نے یہ لکھا ہے کہ ایک روز علی بن عبداللہ ہشام کے پاس گئے اور ان

کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے السفاح اور منصور بھی تھے یہ دونوں صغیرالسن تھے۔ ہشام نے علی کی آؤ بھگت کی اور ان کو اپنے قریب بٹھایا اور ان کو ایک سو تیس دینار بھی دیئے۔ اس دوران علی بن عبداللہ ہشام کو اپنے بیٹوں کے ساتھ جہیز کی وصیت کرتے رہے علی کی ان باتوں سے ہشام کو بڑا تعجب ہوا اور اس کو علی کی نفسیاتی کیفیت پر شک پیدا ہونے لگا اور اس کی باتوں کو اس نے احمقانہ سمجھا۔ حالات یوں ہی گزرتے رہے اور کوئی خاص واقعہ رونما نہ ہوا۔ کہا جاتا ہے علی بن عبداللہ بن العباس بہت حسین وجمیل انسان تھے اور نہایت دراز قد تھے۔ لوگوں میں چلتے وقت معلوم ہوتا تھا کہ کسی سواری پر جارہے ہیں ان کے باپ عبداللہ ان کے کاندھوں تک آتے تھے اور عبداللہ اپنے باپ عباس کے کاندھوں تک آتے تھے اور اسی طرح عباس اپنے باپ عبدالمطلب کے کندھوں تک آتے تھے خفیہ طور پر بہت سے لوگوں نے علی کے بیٹے محمد کے لیے خلافت کے لیے بیعت بھی کرلی تھی اور یہ سب کچھ علی کے انتقال سے کئی سال قبل سے ہورہا تھا لیکن ان کی موت تک عام طور پر اس کا اظہار نہیں ہوا تھا بہرحال اپنے باپ کے انتقال کے بعد عبداللہ ابوالعباس السفاح نے باقاعدہ اس تحریک کو جاری رکھا جس کا عام اظہار ۱۳۲ھ میں ہوا جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ انشاءاللہ

۱۱۹ھ

اس سن میں ولید بن قعقاع نے بلاد روم میں جنگ شروع کی اور اسد بن عبداللہ القسری نے ملک والترک خاقان کو قتل کرڈالا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اسد بن عبداللہ امیر خراسان جو اپنے بھائی خالد بن عبداللہ کی جگہ عراق کی امارت کے فرائض بطور نائب انجام دے رہا تھا اپنی فوجوں کو لے کر شہر ختل پر حملہ آور ہوا اور اس کو فتح کرلیا ملک الترک خاقان نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھ کر اسد کے لشکر کی طرف اس لیے تیزی سے بڑھا کہ اس کے جاسوسوں نے خاقان کو اطلاع دی تھی کہ اسد کی فوجیں اس وقت ختل شہر کے اطراف میں چاروں طرف پھیلی پڑی ہیں۔ چنانچہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاقان کثیر فوج اسلحہ اور زبردست سامان خوردونوش کے ساتھ شیر کی طرح بپھرتا ہوا اسد کی فوجوں کی طرف بڑھا لیکن بعض لوگوں نے شرارت سے اس بات کو مشہور کردیا کہ خاقان نے اپنی زبردست فوج کے ساتھ اسد کی فوج پر حملہ کرکے سب کو منتشر کردیا ہے اور اسد کو بھی قتل کردیا ہے بظاہر اس کا مقصد یہ تھا کہ اسد کی اس فوج میں ادھر ادھر ختل کے اطراف میں پھیلی ہوئی ہے وہ اس وحشت ناک خبر کو سن کر اسد کی مدد کو نہ پہنچ سکے گی لیکن اس شہرت کا اتنا اثر ہوا جب مسلمان فوجیوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے پوری حمیت وغیرت اسلامی کے ساتھ اپنے آپ کو متحد کرکے خاقان سے انتقال لینے کا تہیہ کرلیا چنانچہ وہ اس مقام کی طرف چل پڑے جہاں اسد اپنی فوجوں کو لئے ہوئے خاقان پر حملہ کی تیاری میں مصروف تھا جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو انہوں اسد کو زندہ پایا اب اسد نے سب کے ساتھ جبل اطلح کا رخ کیا اور نہر بلخ میں گھس پڑنے کا ارادہ کیا لیکن مجبوری یہ تھی کہ اسد کی فوجوں کے ساتھ بھیڑ بکریاں بھی بہت بڑی تعداد میں تھیں اور اسد ان کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا اس لیے اسد نے حکم دیا کہ ہر سوار ایک بکری اپنے آگے ساتھ میں رکھے گا اور ایک اپنے کندھے پر رکھ کر چلے گا اور جو ایسا نہیں کرے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے چنانچہ وہ خود بھی اسی طرح بکری ساتھ لے کر چلا اور اس کے ساتھ پوری فوج بھی اسی انداز سے اس کے ساتھ چل پڑی اور نہر میں داخل ہونے کے بعد اس کو پار کرکے ابھی پوری

Marfat.com

طرح باہر نہیں نکلی تھی کہ خاقان نے اچانک ان پر شدید حملہ کر کے ایسے لوگوں کو قتل بھی کر دیا جو ابھی نہر سے باہر نہیں آئے تھے یا کمزور تھے۔ لیکن جو مسلمان نہر کے دوسرے کنارے پہنچ چکے تھے اور ابھی پوری طرح تیار بھی نہ تھے کہ خاقان اور اس کی فوجوں نے جو نہر کے اس کنارے پر کھڑے ہو کر آپس میں حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کر رہے تھے اس امر پر متفق ہو گئے کہ مسلمانوں پر ایکبارگی حملہ کر دینا ہی اس وقت مناسب ہے ان کی تعداد پچاس ہزار تھی چنانچہ جب انہوں نے نہر کو پار کرنا چاہا تو نہر اس کثیر فوج کے باعث بھر گئی اور پھر انہوں نے اپنے طبل شدید طور پر بجانے شروع کر دیئے ادھر ان کے گھوڑوں نے بھی زور زور سے ہنہنانا شروع کیا غرض کہ اس حالت میں نکل کر ترک مسلمانوں کی طرف بڑھے جو اب اپنے کیمپ میں تھے اور پر سکون تھے مگر انہوں نے اپنے چاروں طرف خندق کھودنا شروع کر دی تھی تا کہ دشمن ان تک نہ پہنچ سکے اس طرح دونوں طرف کی فوجیں دور سے ایک دوسرے کو رات بھر یوں ہی دیکھتی رہیں لیکن صبح ہوئی تو خاقان مسلمان فوج کے ایک حصہ پر ٹوٹ پڑا اور ان میں سے کافی لوگوں کو اس نے مار ڈالا اور خاصے لوگ قیدی بھی بنا لئے۔

اسی دوران عید الفطر آ گئی اور اسد کو اندیشہ ہوا کہ نماز پڑھنے کے دوران خاقان کہیں حملہ نہ کر دے بہر حال خوف وخطر کی حالت میں مسلمانوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد اپنی فوجوں کو لے کر مرج بلخ چلا گیا حتیٰ کہ موسم سرما گزر گیا اور عید الاضحیٰ کا دن آیا تو اسد نے اپنے لوگوں کو جمع کر کے اس امر میں ان سے مشورہ طلب کیا کہ آیا مرو واپس چلا جائے یا خاقان کا مقابلہ کیا جائے یا بلخ میں قلعہ بند ہونے پر قناعت کر لی جائے اس پر بعض لوگوں نے بلخ میں قلعہ بند ہونے کا مشورہ دیا بعض لوگوں نے توکل علی اللہ خاقان کی فوجوں سے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اسد نے مؤخر الذکر مشورہ پسند کیا اور اس کی تائید کی چنانچہ اس نے اپنے لشکر کے ساتھ خاقان کی طرف بڑھنے کا ارادہ کر لیا اور دو رکعت نماز طویل ادا کی اور اس میں بہت طویل وقفہ تک بارگاہ الٰہی میں دست بدعا رہا اور پھر اس سے فارغ ہو کر اپنے فوجیوں سے کہا انشاء اللہ تم کو ہی فتح حاصل ہو گی۔ اس کے بعد اپنے لشکر کے مقدمہ کے ساتھ خاقان کے مقدمۃ الجیش کی طرف بڑھا۔

چنانچہ مسلمانوں نے خاقان کی فوج کی کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے امراء کو قید کرنے کے ساتھ ان کے کمانڈر کو بھی گرفتار کر لیا اس کے بعد اسد پھر اپنی مہم پر روانہ ہوا اور ان کے مویشی اور بکریوں کے ریوڑ کی طرف بڑھا جن کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی اس کے بعد خاقان کی طرف رخ کیا جس کے ساتھ چار ہزار سپاہی تھے اس کے ساتھ ایک عرب بھی تھا جو اس سے سازش کے ساتھ جا ملا تھا اور خفیہ ریشہ دوانیوں اور مکاریوں سے کام لے رہا تھا اس شخص کا نام الحارث بن شریح تھا وہ مسلمانوں کے راز اور خفیہ امور خاص طور پر خاقان کو پہنچاتا رہتا تھا غرض کہ جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو ترک تمام اطراف میں بھاگ کھڑے ہوئے اور خاقان اور اس کے ساتھ الحارث بن شریح بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگا اسد کو یہ بہت عمدہ موقع ملا چنانچہ اس نے خاقان اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کیا جب دوپہر ہوئی تو خاقان اپنے چار سو آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر سے کٹ کر بے یار و مددگار رہ گیا اس وقت ان کے جسموں پر ریشمی لباس تھے اور بڑے بڑے ڈھول تھے جب مسلمانوں نے اس پر قابو پا لیا تو اس نے زور زور سے ڈھول بجانے کا حکم دیا تا کہ فوجیں میدان جنگ سے واپس چلی آئیں لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکا

اور وہ لوگ واپس نہیں ہو سکے مسلمانوں نے آگے بڑھ کر ہر چیز پر قبضہ کرلیا جس میں بہت سا مال ومتاع سونے چاندی کے برتن عورتیں اور بچے شامل تھے اور محاصرہ کے وقت جتنے سپاہی اور لشکری کیمپ میں موجود تھے ان پر کنٹرول حاصل کیا اور اس سے قبل جو مسلمان خواتین ان کے پاس خیموں میں تھیں ان سب کو بھی آزاد کرالیا غرض کہ مسلمانوں کو اس محاصرہ سے اتنا قیمتی اور بے حدو بے حساب سامان ملا جس کی نہ تعداد بتائی جاسکتی ہے اور نہ اس کی قیمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ جب خاقان کو اپنی موت اور بھیانک انجام کا اندازہ ہوا تو اس نے اپنے خنجر سے پہلے اپنی بیوی کو ہلاک کرڈالا چنانچہ جب مسلمان اس کے کیمپ میں پہنچے تو اس عورت کی جان کندنی کا وقت تھا اس وقت چولہوں پر کھانے کی دیگیں بھی چڑھی ہوئی تھیں اس حالت میں خاقان بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر اپنی جان بچانے کی خاطر شہر میں قلعہ بند ہوگیا وہاں ابھی خاقان شطرنج کھیلنے میں مصروف تھا اور اس کے امراء اس کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ امیر اسد وہاں پہنچ گیا اس پر خاقان نے اسد کے ہاتھ دینے کی دھمکی دی مگر اسد اس پر غضبناک ہوکر ٹوٹ پڑا اور خاقان کو قتل کر کے ہی چھوڑا۔

اس کے بعد تمام اتراک ایک دوسرے کے پیچھے ایسے بھاگے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ ہوئی حتیٰ کہ ایک دوسرے کو لوٹنے میں لگ گئے' اسد نے اپنے بھائی خالد کو اس عظیم الشان کامیابی اور خاقان کی ہلاکت کی اطلاع دی اور اسکے ساتھ خاقان کے ڈھول نقارے بھی روانہ کیے جن کی مہیب آواز بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کی کڑک سے کم نہ تھی اور یہی نہیں بلکہ بہت سا قیمتی مال ومتاع اور بیش بہا سامان بھی اس کے پاس روانہ کیا خالد کو جب یہ خوشخبری ملی تو اس نے فوراً امیر المومنین ہشام کو اس سے مطلع کیا جس نے سن کر بے حد خوشی کا اظہار کیا قاصدوں کو انعام واکرام سے نوازا۔

شعراء نے اسد کی طرف مدحیہ قصائد لکھے جن میں چند یہ ہیں:

لوسرت فی الارض تقیس الارضا　　تقیس منها طولها والعرضا

''تم نے روئے زمین کا چکر لگالیا اور　　زمین کا طول وعرض بھی ناپ لیا''

لم تلق خبراً امرة ونقضا　　من الامیر اسد وامضیٰ

''پھر بھی تمہیں امیر اسد کی حکمرانی　　وغیرہ کی خیر خبر عرصہ تک نہ ملی''

افضیٰ الینا الخبر حتیٰ افضا　　وجمع الشمل وکان ارفضا

''مگر اب اس نے خوشخبری پہنچائی ہے　　اور اپنی فوجوں کو پھر مجتمع کرلیا ہے جو منتشر ہوگئی تھیں''

ما فاته خاقان الا رکضا　　قد فض من جموعه ما فضا

''اب اس سے خاقان بھی بچ کر نکل نہیں پایا ہے　　جو اپنی فوجوں سے پہلے ہی کٹ چکا تھا''

یاابن شریح قد لقیت حمضا　　حمضاً به تشفی صداع المرضیٰ

''اے عذرا ابن شریح تجھ کو بھی وہ کڑوا پھل کھانے کو مل گیا ہے جس سے بیمار کو آرام مل جاتا ہے''

اسی سن میں خالد بن عبداللہ القسری نے المغیرہ بن سعید اور اس کی جماعت کو جس نے باطل کا اتباع شروع کردیا تھا ٹھکانے

Marfat.com

لگا دیا۔ المغیرہ دراصل جادوگر اور فاسق وفاجر شیعہ تھا۔ ابن جریر نے لکھا ہے کہ الاعمش کے بقول المغیرہ بن سعید کہا کرتا تھا اگر وہ چاہے تو عاد وثمود اور ان دونوں کے درمیانی مدت میں جو قومیں دنیا میں آباد تھیں ان سب کو وہ زندہ کر سکتا' الاعمش کا یہ بھی کہنا تھا کہ المغیرہ بن سعید قبرستان میں پہنچ کر کچھ ایسے الفاظ زبان سے نکالتا تھا کہ اس کی آواز سن کر قبروں پر ٹڈیوں کی طرح کی مخلوق نظر آتی تھی غرض کہ اس قسم کے بعض دیگر امور بھی دیکھنے میں آئے جس سے اس کے سحر وجادو کے عمل کے اثر کا اندازہ ہوتا تھا۔ جب خالد کو اس کی ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے اس کو روبرو حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ اپنے چھ سات آدمیوں کے ساتھ خالد کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ اس کے بعد خالد نے اس کو حکم دیا تو اس کا تخت مسجد کے قریب پہنچا دیا گیا اور اس پر منبر بھی نصب ہو گیا اور خیمے وغیرہ بھی کھڑے ہو گئے اس کے بعد اس نے فرمائش کی کہ ایک خیمہ ان میں اس کے لیے خاص کر دیا جائے۔ چنانچہ بہت پس وپیش کے بعد اس کے لیے بھی علیحدہ سے ایک طنبو یا خیمہ نصب کیا گیا اس کے بعد اس نے اپنے سر پر پٹرول یا مٹی کا تیل ڈال دیا اور آگ لگا لی اور یہی عمل اس نے اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ بھی کیا۔

اس سن میں ایک شخص بہلول بن بشر نامی نے جس کا لقب کثارہ تھا خروج کیا اور ایک جماعت بھی اس کے اتباع میں خارجی بن گئی انہوں نے خالد کو مار ڈالنے کا بھی ارادہ کر لیا اس لیے خالد نے ان سب کی سرکوبی کے لیے فوج بھیجی لیکن اپنی بہادری اور بے دھڑک جان پر کھیل جانے کے باعث ان خوارج نے خالد کی فوجوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور سرکاری فوجوں کے ساتھ انہوں نے کئی بار یہ عمل دہرایا اور سرکاری فوجوں کو سخت نقصان پہنچایا حالانکہ ان لوگوں کی تعداد سو سے بھی کم تھی پھر بھی ہر بار یہی کامیاب ہوتے تھے اب ان کے حوصلے اتنے بڑھے کہ انہوں نے شام پہنچ کر خلیفہ ہشام کو بھی قتل کرنے کا منصوبہ بنا لیا اور اس مقصد سے وہ لوگ شام کی طرف چل پڑے لیکن ان کا سامنا جزیرہ کی سرزمین میں سرکاری فوج سے ہو گیا جنہوں نے بہلول خارجی کے اکثر آدمی موت کے گھاٹ اتار دیئے اس کے بعد جلد یہ قبیلہ کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوالموت تھی بہلول پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ وہ لڑکھڑا کر گر لیا اور اس کے گرتے ہی اس کے بقیہ آدمی بھی وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے جن کی تعداد ستر تھی ان کی مرثیہ خوانی میں ان کے بعض ساتھیوں نے چند اشعار لکھتے۔ اس مرثیہ گو شاعر کا نام بقول طبری الضحاک بن قیس تھا:

بدلت بعد ابی بشیر وصحبته قوما علی مع الاحزاب اعوانا

''میں نے ابی بشیر اور اس کی معیت وصحبت کے بعد دوسرے گروہ کو اپنا مددگار بنا لیا ہے''

بانوا کان لم یکونوا من صحابتنا ولم یکونوا النا بالامس خلانا

''میرے ساتھی تو ایسے جدا ہوئے گویا وہ ساتھی ہی نہ تھے اور کل تک ان سے کوئی دوستی ہی نہ تھی''

یاعین اذری دموعًا منک تهتاناً وابکی لنا صحبة بانوا وحیرانا

''اے میری آنکھ تو خوب آنسو بہا لے اور ان کی دوستی کا ماتم کر لے جو کبھی دوست یا پڑوسی تھے''

خلوا الناظاهر الدنیا وباطنها واصبحوا فی جنان الخلد جیرانا

''لیکن اب ان دوستوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور ہمارے جنت کے پڑوسی بن گئے ہیں''

Marfat.com

اس کے بعد کچھ بچے کھچے خوارج نے پھر سر اٹھایا اور بعض امراء سے ان کی جنگ وجدال ہوئی جس میں دونوں طرف سے خاصے لوگ مارے گئے حتیٰ کہ خالد کو ان کے خلاف پھر چڑھائی کرنا پڑی اور ان کے ٹھکانے تباہ و برباد کرنے پڑے حتیٰ کہ ان کا نام ونشان مٹ گیا اور کوئی خارجی باقی نہ رہا۔

اس سن میں اسد القسری نے بلاد الترک میں پھر جنگ کا آغاز کیا اور ملک الترحان نے اس کو لاکھوں کی رشوت کی پیش کی جس کو اس نے مسترد کر دیا اور اس پر چڑھائی کر کے اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور خود اس کو بہت بری طرح قتل کر ڈالا اس جنگ میں ملک الترحان کی بیویاں اور اس کا تمام قیمتی اثاثہ اسد کے ہاتھ لگا اس سال الصحاری بن شبیب الخارجی نے پھر سر اٹھایا جس کے ساتھ تقریباً تیس آدمی مزید شامل ہو گئے اسد نے اس کی سرکوبی کے لیے خالد القسری کو ایک لاکھ لشکر دے کر بھیجا جس نے الصحاری بن شبیب سمیت تمام خوارج کو قتل کر دیا اور ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑا اس سال لوگوں کو مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے حج کرایا اور اس کے ساتھ ابن شہاب نے بھی حج کیا جو ابو شاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کو مناسک حج کی تعلیم دیتا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں مکہ مدینہ اور طائف کا امیر محمد بن ہشام بن اسماعیل تھا اور عراق مشرق اور خراسان کا امیر خالد القسری تھا لیکن خراسان کا کلی نائب امیر اس کا بھائی اسد ابن عبداللہ القسری تھا۔ کہا جاتا ہے اسی سن اس کا انتقال ہو گیا لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۱۲۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم' آرمینہ اور آذربائیجان کا امیر مروان الحماء تھا۔ واللہ اعلم

۱۲۰ھ

اس سن میں سلمان بن ہشام نے بلاد الروم میں جنگ چھیڑی اور وہاں کے بہت سے قلعے فتح کر لیے اس سال میں اسحاق بن مسلم العقیلی نے تومان شاہ میں جنگ کا آغاز کیا اور وہاں کی سرزمین کو فتح کر کے وہاں کی آراضی کو تباہ و برباد کر ڈالا اور اسی سال مروان بن محمد نے بلاد الترک میں جنگ شروع کی اور اس سال اسد بن عبداللہ القسری امیر خراسان کا انتقال بھی ہوا اس کی موت کی وجہ اس کے پیٹ کا درد اور ورم تھا اس سال جب ایرانیوں کے سالانہ جشن مہرجان کا موقع آیا تو دہقانوں اور مزارعین نے اس کا زبردست اہتمام کیا یہ لوگ شہروں کے اور دیہات کے بڑے امیر وکبیر لوگ تھے' ان لوگوں نے تمام اطراف کے شہروں اور دیہات سے نہایت قیمتی تحفوں اور ہدیوں کا انتظام کیا جس میں سونے چاندی کے برتن سونے کے پیالے اور کٹورے اور بڑی بڑی قابیں تشتریاں وغیرہ شامل تھیں اور اس کے ساتھ حریر ودیبا کے قیمتی اور بیش بہا ملبوسات بھی ان تحفوں میں شامل تھے۔

ان سب چیزوں کو امیر خراسان شاہ نے اسد کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اسد کی عمدہ خصائل' اس کی عقل ودانشمندی اور عدل وانصاف کی بہت تعریف کی اور کہا کہ اس بہادر امیر نے اپنے دور اقتدار میں کسی پر نہ خود ظلم کیا اور نہ کسی اپنے ماتحت کو عوام کے استحصال اور ظلم کی اجازت دی یہی وہ بہادر اور عقل مند انسان تھا جس نے خاقان اعظم کے جبر وظلم اور اس کے خوف ودہشت سے لوگوں کو نجات دلائی اور اس کے اقتدار کے بت کو پاش پاش کر ڈالا اسی لیے آج اسد کی خدمات جلیلہ کے اعتراف کے طور پر جو کچھ یہاں پیش کیا جا رہا ہے وہ اس کی خدمات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اسد نے اس امیر دہقان کے جذبات کی بہت قدر

Marfat.com

کی اوران تمام تحف وہدایا کو بنظر استحسان دیکھا لیکن یہ بیش بہا سامان اور قیمتی اشیاء وہیں امراء اور اعیان واشراف میں تقسیم کردیں اور پھر اپنی بیماری کے باعث مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اس کے بعد اس کو اگرچہ اپنی پیٹ کی بیماری سے کچھ افاقہ بھی ہوا اور اس کے بعد اسد کو بہت سی ناشپاتیاں بھی بطور تحفہ پیش کی گئیں مگر اس نے ان کو بھی ایک ایک کر کے حاضرین میں تقسیم کرا دیا۔ ابھی وہ اس تقسیم میں مشغول تھا کہ اس کے پیٹ کا پھوڑا پھٹ گیا اور یہی اس کی موت کا سبب بنا۔ اسد نے اپنا جانشین اس موقع پر جعفر بن حنظلہ کو بنایا جو چار ماہ اس عہدہ پر رہا اس کے بعد اس کی جگہ نضر بن سیار رجب کے مہینہ میں مقرر ہوا غرض کہ ۱۲۰ھ کے ماہ صفر میں اسد کا انتقال ہوگیا۔ ابن عرس العبدی نے اس کا مرثیہ لکھا جس کے چند اشعار یہ ہیں:

نعی اسد بن عبداللہ ناع فریع القلب للملک المطاع

''موت کی خبر سنانے والے نے اسد بن عبداللہ کی خبر مرگ سنائی جو بہادر اور بادشاہ کا مطیع تھا''

ببلخ وانق المقدار یسری وما لقضاء ربک من دفاع

''اسے بلخ میں یہ حادثہ پیش آیا اور قضاء الٰہی کو کون روک سکتا ہے''

فجودی عین بالعبرات سحا الم یحزنک تفریق الجماع

''اے میری آنکھ تو خوب رولے کیا تجھے مجمع کی تفریق نے مغموم نہیں کر دیا ہے''

اتاہ حمامہ فی جوف ضیع وکم بالضیع من بطل شجاع

''اسد کو پیٹ کی بیماری سے موت آئی اور کتنے بہادر انسان اسی نوع کی بیماری کی نذر ہوگئے''

اسی سال ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو عراق کی نیابت سے معزول کر دیا' خالد خود مختار وخود سر ہوتا جا رہا ہے وہ ہشام کو ابن الحمقاء بھی کہتا تھا اس نے ہشام کو ایک سخت خط بھی لکھا جس کا ہشام نے اس کو نہایت سخت جواب دیا تھا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ ہشام کو خالد کی آمدنی اور مال ودولت پر حسد آنے لگا تھا سنا ہے اس کی سالانہ آمدنی مختلف محاصلات سے تیس لاکھ دینار سالانہ تک پہنچ گئی تھی اور اس کے لڑکے یزید بن خالد کی آمدنی بھی دس لاکھ دینار سالانہ تھی کہا جاتا ہے کہ ایک قریشی جس کا نام ابن عمرو تھا امیر المومنین ہشام کی طرف سے اس کے پاس پہنچا جس کی اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور نہ اس کی آؤ بھگت کی اس پر ہشام نے خالد کو سخت خط لکھا بہر حال اس معاملہ نے نہایت طول کھینچا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہشام نے خالد کو معزول کر دیا اور اس کو خفیہ رکھا اور ایک مراسلہ کے ذریعہ اس کے یمن کے نائب یوسف ابن عمرو کو عراق کا امیر بنا دیا اور اس کو حکم دیا کہ فوراً اپنے عہدہ کا چارج لے۔

چنانچہ یوسف ابن عمرو صبح طویرے ہی کوفہ پہنچ گیا اور جب مؤذن نے صبح کی اذان دی تو یوسف نے نماز پڑھانے کی نیت سے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا مؤذن نے امام یعنی خالد کے آنے کا انتظار کرنے کے لیے کہا اس پر یوسف نے اس کو جھڑک دیا اور پھر اقامت کا حکم دے کر مصلیٰ پر نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہوگیا اور دو رکعت پڑھائیں جس کی پہلی رکعت میں اس نے سورۃ واقعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ معارج پڑھی نماز کے بعد وہ واپس آ گیا اور خالد کو اس امر سے آگاہ کیا اور اس سے خزانہ کا چارج لیا۔ خالد نے یوسف ابن عمرو کو خزانہ سے ایک لاکھ درہم دیئے خالد کو شوال ۱۰۵ھ میں ولایت ملی تھی اور معزولی جمادی

Marfat.com

الاول ۱۲۰ھ میں ہوئی اور اس ۱۲۰ھ کے ماہ جمادی الاول میں یوسف بن عمرو نے عراق کی امارت کا چارج لیا اور چارج لے کر اپنا نائب خراسان کے لیے جدیع بن علی الکرمانی کو مقرر کیا اور جعفر بن حنظلہ کو جسے اس نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس عہدہ سے معزول کر دیا لیکن کچھ دنوں بعد یوسف بن عمرو نے جدیع کو خراسان کی نیابت سے ہٹا کر اس کی جگہ نضر بن سیار کو مقرر کر دیا۔ اس طرح خالد کے زمانہ میں جو کمائی جدیع نے کی تھی وہ بھی اس سے لے لی گئی غرض کہ اس طرح ہشام کی ناراضگی کے باعث خالد اور اس کے نائب جدیع کو عہدوں سے معزولی کے ساتھ اپنی دولت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا اور اب خالد کی جگہ یوسف بن عمرو اور جدیع کی جگہ نضر مستقل طور پر عراق وخراسان کے امیر مقرر ہو گئے جب ان لوگوں کی لوٹ مار اور ظلم وتشدد سے لوگوں کو نجات ملی اور امن وامان قائم ہوا تو سوار بن الاشعری کو اس کے اظہار کا موقع ملا۔

اصخت حواسان بعد الخوف امنه　　من ظلم کل غشوم الحکم الجبار

''خراسان کو خوف وہراس کے بعد امن نصیب ہوا اور ہر ظالم وغاصب کے جبر وظلم سے نجات ملی''

لما اتی یوسفا اخبار ما لقیت　　اختار نصراً لها نصر بن سیار

''جب یوسف بن عمرو کو امارت کا منصب ملا تو اس نے اپنا نائب نضر بن سیار کو بنالیا''

اس سن میں شیعیان آل عباس نے اس خط کے متن کو ظاہر کیا جو محمد بن علی نے ان کو لکھا تھا اور جس میں ان لوگوں کو اس لیے مطعون کیا گیا تھا کہ انہوں نے اس زندیق ملقب بہ خداش الخرمی کا اتباع کر لیا تھا جو منکرات کو مباح اور محارم سے جنسی تعلقات کو جائز اور حلال سمجھتا تھا اور جس کی وجہ سے خالد نے اس قتل بھی کرایا تھا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ ہم لوگ تم سے صرف اس لیے ناراض ہیں کہ تم نے ایک فاسق وفاجر خداش کی باتیں تسلیم کر لی تھیں۔ ابن جریر نے لکھا ہے کہ اس سال محمد بن ہشام نے لوگوں کو حج بھی کرایا جب کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے بیٹے یزید بن ہشام نے حج کرایا تھا واللہ اعلم سبحانہ تعالیٰ۔

۱۲۱ھ

اس سن میں مسلمہ بن ہشام نے بلاد روم میں جنگ کا آغاز کیا اور مطامیر کے قلعہ کو فتح کیا اور مروان بن محمد نے بلاد الذہب کو فتح کیا اور وہاں کی سرزمین کو بری طرح روند ڈالا۔ وہاں کے حکمران کی طرف سے ایک لاکھ مویشی سالانہ کے خراج پر صلح ہوگئی۔ اس سال کے ماہ صفر میں زید بن علی الحسین بن علی بن ابی طالب کو قتل کر دیا گیا۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کی نسبت سے لوگ خود کو زیدی کہتے ہیں یہ واقدی کا بیان ہے لیکن ہشام کہتا ہے کہ ان کا قتل صفر ۱۲۲ھ میں ہوا واللہ اعلم۔ ان کے قتل کا سبب بقول ان مؤرخین کے یہ ہوا کہ زید سے یوسف بن عمر نے دریافت کیا کہ کیا خالد القسری نے ان کے پاس مال بطور امانت رکھا ہے' اس کا جواب زید نے یہ دیا کہ وہ شخص میرے پاس مال کیسے رکھ سکتا ہے جو میرے اسلاف کو گالیاں دیتا اور برا بھلا کہتا تھا اور اس کا یہ شغل ہر جمعہ کو منبر پر جاری رہتا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان سے حلف اٹھوایا کہ ان کے پاس کوئی مال وغیر خالد کا دیا ہوا نہیں ہے اس کے بعد نہایت بری حالت میں یوسف بن عمرو نے خالد کو جیل سے نکلوایا اور اس سے پوچھا کیا تو نے زید کے پاس مال رکھا ہے تا کہ ہم

Marfat.com

اس کی گلوخلاصی کے متعلق کوئی فیصلہ کرسکیں اس نے جواب دیا میں کس طرح ایسا کرسکتا تھا جب کے ہر جمعہ کو میں اس کے آباء واجداد کو منبر پر گالیاں دیتا تھا اس کے بعد اس نے زید کو چھوڑا اور اس کی اطلاع امیر المومنین ہشام کو بھی کر دی جس نے زید کو معاف کر دیا کہا جاتا ہے کہ ہشام نے بھی ان کو حلف لے کر چھوڑا تھا اور اس کے بعد شیعوں کا ایک گروہ یزید کے پاس آیا یہ لوگ تقریباً چالیس ہزار تھے بعض لوگوں نے ان کو خروج سے منع کیا جن میں خصوصیت سے محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب شامل تھے ان کا اصرار تھا کہ خروج قطعاً مناسب نہیں چنانچہ انہوں نے کہا تمہارے دادا تم سے بہر حال یقیناً بہتر تھے اور ان کی اہل عراق نے جو تعداد میں اسی ہزار تھے بیعت بھی کر لی تھی، پھر انہوں نے دعا کی میں ان سب چیزوں کو سوچ سمجھ کر تمہیں سمجھاتا ہوں کہ اہل عراق سے ہوشیار رہو اور ان پر بھروسہ کرنے میں احتیاط سے کام لو لیکن زید بن علی نے ان کی بات کو نہ مانا اور خفیہ طور پر اہل کوفہ سے بیعت لیتے رہے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر بیعت کا سلسلہ خفیہ طور پر چلتا رہا کہ ۱۲۲ھ آ گیا اور اس میں ان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ ان کے قتل پر منتہی ہوا جس کا ہم آئندہ ذکر کریں گے اس سن میں نصر بن سیار نے جو خراسان کا امیر تھا ترکوں کے علاقہ میں جنگ کا آغاز کیا اور ان کے بادشاہ کورصول کو بعض جنگوں کے دوران قید بھی کر لیا۔ کورصول نصر بن یسار کو نہ پہچانتا تھا جب اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ امیر خراسان ہے تو اس نے نصر بن سیار سے ایک ہزار سالانہ نجاتی اور ایک ہزار برذون اونٹوں کے عوض صلح کر لی۔

یہ شخص بوڑھا تو یقیناً تھا اس لیے نصر بن سیار نے اس کے بارہ میں اپنے امراء سے مشورہ کیا کسی نے کہا اس کو رہا کر دیا جائے اور کسی نے مشورہ دیا اس کو قتل کر دیا جائے اس کے بعد نصر بن سیار نے کورصول سے پوچھا تم کتنی جنگیں لڑ چکے ہو اس نے جواب دیا ''ستر بہتر غزوات'' اس پر نصر بن سیار نے اس سے کہا تم جیسے آدمی کو چھوڑا تو نہیں جا سکتا اور پھر اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا جس کی تعمیل ہوئی اور اس کو پھانسی دے دی گی۔ جب یہ خبر اس کے لشکر کو ہوئی تو ساری رات لوگ اس کی موت پر ماتم کرتے رہے انہوں نے اپنی داڑھیاں بھی کاٹ ڈالیں اور اپنے کان بھی کاٹ لیے انہوں نے اپنے خیموں کو پھاڑ ڈالا اور بہت سے مویشی مار ڈالے اور جب صبح ہوئی تو نصر بن سیار نے کورصول کی لاش کو جلا ڈالنے کا حکم دیا تا کہ وہ لوگ اس کی لاش کو حاصل نہ کر سکیں لیکن اس کا جلنا ان لوگوں کو اس کی پھانسی سے بھی زیادہ شاق گزرا لیکن بہر حال وہ خاسر و ناکام اور ذلیل ہو کر واپس ہو گئے۔ اس کے بعد نصر بن سیار نے لوگوں پر پھر ایک بار حملہ کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا یہ قیدی بے شمار تھے۔ ان میں ایک بڑھیا بھی شامل تھی جو نصر بن سیار کے سامنے حاضر کی گئی۔ اس نے نصر بن سیار کو کچھ نصیحتیں کیں:

یہ کہ کوئی بادشاہ چھ چیزوں کے بغیر بادشاہ کہلانے کا لائق نہیں، ایک وزیر کا ہونا ضروری ہے جو مخلص ہونے کے ساتھ بادشاہ کو صلاح مشورہ دینے، خصومات کا تصفیہ کرنے اور نشیب و فراز سمجھانے کا اہل ہو، ایک باورچی جو بادشاہ کے لیے اس کی خواہش کے مطابق عمدہ کھانے تیار کر سکے اور حسین و جمیل بیوی ہو کہ جب بادشاہ محل میں داخل ہو تو اس کو دیکھتے ہی اس کے غم میں غلط اور تفکرات دور ہو جائیں ایک نہایت مضبوط قلعہ ہو تا کہ جب رعایا خوف و خطر میں مبتلا ہو تو اس میں پناہ لے سکے ایک ایسی تلوار بھی اس کے پاس ہونا چاہیے جس سے ہم عصر دشمن لرزہ براندام رہیں اور سامان خورد و نوش وغیرہ کا ایسا ذخیرہ اس کے پاس ہو جو عیش و آرام کی زندگی گزارنے کے لیے کافی ہو۔

Marfat.com

اس سال لوگوں کو محمد بن ہشام بن اسماعیل نے حج کرایا جو مکہ مدینہ اور طائف کا نائب امیر تھا۔ عراق کا نائب امیر یوسف بن عمر وتھا اور خراسان کا نائب امیر نصر بن سیار تھے اور آرمینیہ کا نائب امیر مروان محمد تھا' ان لوگوں کا ذکر جو اس سال فوت ہو گئے درج ذیل ہے:

اسد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب

مشہور تو یہ ہے کہ ان کو ۱۲۲ھ میں قتل کیا گیا بہر حال عنقریب ان کا حال بیان کیا جائے گا۔

مسلمہ بن عبدالملک

یہ ابن مروان القرشی الاموی ابوسعید وابوالاصبع الدمشقی ہیں۔ ابن عساکر کے بقول ان کا گھرانہ دمشق میں حجلۃ القباب میں باب الجامع القبلی کے قریب تھا اپنے بھائی الولید کے دور میں ان کو حکمرانی ملی انہوں نے روم میں کئی جنگیں لڑیں قسطنطنیہ بھی گئے تھے ان کو ان کے بھائی یزید نے عراق کی امارت سپرد کی لیکن پھر اس سے معزول کر کے آرمینہ کا حاکم وامیر بنا دیا انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے حدیث روایت کی ہے اور خود ان سے عبدالملک بن ابی عثمان عبیداللہ بن قزاعہ' عیینہ والد سفیان بن عیینہ' ابن ابی عمرو معاویہ بن خدیج اور یحییٰ بن یحییٰ الفسانی نے روایات بیان کی ہیں۔

الزبیر بن بکار کا بیان ہے کہ مسلمہ بنی امیہ کے آدمیوں میں معروف شخص تھا۔ ان کا لقب ''الجرادۃ الصغراء'' تھا' ان سے بہت سے آثار وروایات مشہور ہیں انہوں نے بہت سی جنگوں میں حصہ لیا ہے۔

جب یہ آرمینہ کے امیر بنائے گئے تو انہوں نے ترکوں سے مقابلہ کر کے باب الابواب تک مارچ کیا اور اس کو فتح کر کے اس کی اینٹ بجادی اس کے علاوہ بلاد روم کے اکثر وبیشتر قلعے فتح کر لیے ۹۸ھ میں انہوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور صقالیہ کا شہر فتح کر لیا اور وہاں کے بادشاہ ابرجان کو زبردست شکست دی اور پھر قسطنطنیہ کو بھی فتح کر لیا اور اوزاعی کا بیان ہے جب وہ روم میں لڑائی لڑ رہے تھے تو دردسر میں شدید طور پر مبتلا ہوئے ملک الروم نے اس کے علاج کے لیے ایک ٹوپی ان کے لیے بھیجی اور کہا اس ٹوپی کو پہن لو گے تو سر کا درد جاتا رہے گا انہوں نے اس کو ملک الروم کی چال سمجھ کر ٹوپی کے پہننے سے انکار کر دیا لیکن اس نے جب مجبوراً اس کو پہنا تو اس سے اس کو بہت فائدہ ہوا اور اس کو اس نے دوسروں کے سر پر بھی رکھ کر دیکھا تو بھی اس سے فائدہ ہی دیکھا۔ بہر حال اب مسلمہ نے اس ٹوپی کو مستقلاً استعمال کیا اور اس کا سر درد بالکل جاتا رہا لیکن جب اس ٹوپی کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو اس میں یہ آیت ستر بار لکھی ہوئی تھی:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ﴾

اس کے علاوہ اس میں کچھ نہ تھا' اس کو ابن عساکر وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

قسطنطنیہ کے محاصرہ میں ان کو بے حد مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمان بھی بھوک سے بے حد تکلیف میں تھے جب عمر بن عبدالعزیز کو ان تکالیف کا علم ہوا تو انہوں نے حکم بھیج دیا کہ محاصرہ چھوڑ کر واپس شام آ جائیں لیکن انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک

قسطنطنیہ میں جامع مسجد کی بنیاد ڈال کر اس کو مکمل نہیں کرلوں گا یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا چنانچہ وہ مسجد بنی اور آج تک مسلمان اس مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں۔ ولید بن مسلمہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کی وفات محرم کی سات تاریخ کو ۱۲۱ھ میں خانوت کے مقام پر ہوئی۔

نمیر بن قیس

الاشعری دمشق کے قاضی اور جلیل القدر تابعی گزرے ہیں۔ انہوں نے حذیفہ اور ابوموسیٰ وغیرہ سے مرسلاً روایات بیان کی ہیں اور ان سے بھی ایک معتد بہ جماعت نے احادیث بیان کی ہیں جن میں اوزاعی' سعید بن عبدالعزیز' یحییٰ بن الحارث الدخاری شامل ہیں۔ ان کو ہشام بن عبدالملک نے دمشق میں عہدہ قضاء پر مامور کیا تھا' اس سے پہلے وہاں کے قاضی عبدالرحمان الخشخاش العذری تھے لیکن انہوں نے اس منصب سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ نمیر بن قیس کا قاعدہ تھا کہ ایک شاہد کی قسم پر فیصلہ نہیں دیتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ادب آباء سکھاتے ہیں لیکن اصلاح من جانب اللہ ہوتی ہے متعدد لوگوں نے کہا ہے کہ ان کا انتقال ۱۲۱ھ میں ہوا اور بعض لوگوں کے نزدیک ۱۲۲ھ میں ہوا اور بعض کے نزدیک ۱۲۵ھ میں ہوا مگر یہ غریب ونادر روایت ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۲ھ

اس سال زید بن علی بن الحسین بن ابی طالب قتل ہوئے اس کا سبب یہ تھا کہ جن اہل کوفہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اب ان کا ان سے مطالبہ تھا کہ حکومت وقت کے خلاف خروج کرنے کی تیاری کریں اور اس کے لیے مستعد ہو جائیں یہ حالات دیکھ کر ایک شخص سلیمان بن سراقہ یوسف بن عمر وعراق کی نائب کے پاس پہنچا اور اس کو اس تمام تیاری اور خروج کے لیے سب کی آمادگی سے باخبر کیا۔

یوسف بن عمرو نے زید کو پکڑ کر حاضر کرنے کا حکم دیا جب شیعوں کو اس کا علم ہوا تو وہ سب مل کر زید بن علی کے پاس پہنچے اور ان سے کہا اللہ تم پر رحم کرے تمہارا ابوبکر وعمر کے بارہ میں کیا خیال ہے اور تم انہیں کیسا سمجھتے ہو؟ زید نے جواباً کہا اللہ ان دونوں کی مغفرت فرمائے میں نے اپنے اہل بیت میں سے کسی کو ان پر تبرا بھیجتے نہیں سنا ہے اور میں بھی ان کے لیے کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتا ہوں اس پر اہل کوفہ نے کہا پھر تم حرم اہل بیت کا مطالبہ کیوں کرتے ہو؟ زید نے جواب دیا ہم اس معاملہ میں دوسرے لوگوں سے زیادہ حق دار ہیں لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ لوگوں نے ان کو ہم پر ترجیح دے کر ان کو منتخب کرلیا ہے لیکن اس سے ہمارے نزدیک وہ کفر کے درجہ کو نہیں پہنچے ہیں اور جب یہ دونوں خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عدل وانصاف کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسولؐ پر بھی عامل رہے یہ جواب سن کر اہل کوفہ نے کہا تو پھر تم ان لوگوں سے قتال کے لیے کیوں تیاری کر رہے ہو زید بن علی نے جواب دیا اس لیے کہ یہ موجودہ لوگ ان جیسے نہیں ہیں۔ انہوں نے لوگوں پر ظلم کیا ہے اور خود اپنی جانوں پر بھی ظلم کیا ہے اور میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف سب کو بلاتا ہوں' سنن کا احیاء کرا رہا ہوں اور بدعات کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں اگر تم لوگ میری بات سنو گے تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا اور میرے حق میں بھی بہتر ہوگا اور اگر تم انکار کرتے ہو تو میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں زید کی یہ

Marfat.com

گفتگو سن کر وہ ان کو چھوڑ کر چلے گئے اور انہوں نے زید کی بیعت بھی توڑ ڈالی اور ان کو تنہا چھوڑ کر تقریباً سب لوگ واپس ہو گئے اس لیے اس دن سے وہ لوگ اہل کوفہ رافضی کہلانے لگے اور مکہ کی غالب اکثریت آج تک زیدی مذہب اور طریقہ پر ہیں۔ ان کے مذہب میں تعدیل الشیخین کی وجہ سے حق بھی ہے اور علی بن طالب کو مقدم سمجھنے کی بدولت اس مذہب میں بالکل کا عنصر بھی داخل ہے کیونکہ علی دراصل شیخین سے مقدم نہیں تھے بلکہ اہل السنّت کے اصح قول کے مطابق شیخین ہی نے عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور صحابہ کے صحیح آثار واقوال سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ اسکے بعد زید ابن علی نے خروج کے لیے اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ عزم یا الجزم کرلیا اور ۱۲۲ھ کی ماہ صفر کی پہلی تاریخ کو سب لوگوں سے انہوں نے وعدے وعید بھی لے لیے یہ بات یوسف بن عمرو تک بھی پہنچ گئی اس نے اپنے کوفہ کے نائب الحکم بن صلت کو حکم دیا کہ سب لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا جائے چنانچہ ماہ محرم کے اختتام پر سب لوگ پیر کے دن جامع مسجد میں جمع ہوئے یہ خروج سے ایک دن قبل کا واقعہ ہے زید نے بدھ کے روز سخت سردی اور شدید سرمائی کیفیت میں خروج کا آغاز کیا ان کے ساتھی روشنیاں اٹھائے ہوئے تھے اور یا منصور یا منصور کے نعرے لگا رہے تھے۔

چنانچہ جب صبح ہوئی تو زید بن علی کے ساتھ صرف دوسو اٹھارہ آدمی باقی رہ گئے تھے یہ دیکھ کر زید نے کہنا شروع کیا سبحان اللہ باقی لوگ کہاں ہیں اس پر جواب ملا وہ مسجد میں محصور ہیں۔ اسی دوران الحکم بن صلت یوسف بن عمرو کو زید کے خروج کی اطلاع دے چکے تھے چنانچہ یوسف بن عمرو نے ایک دستہ الحکم کی مدد کے لیے بھیج دیا تھا اور کوفہ کے نائب کے ساتھ ایک جم غفیر فوجی سپاہیوں کا میدان کی طرف چل پڑا تھا اور خود یوسف بن عمرو بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے ہمراہ آچکا تھا اور ان لوگوں کے ساتھ آملا تھا جن میں پانچ سو سوار فوجی بھی تھے پھر کناسہ کی طرف بڑھا اور شامیوں کے جتھے پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا اس کے بعد وہ یوسف بن عمرو کی طرف چلا جو ایک ٹیلہ پر کھڑا تھا اور وہاں زید بھی اپنے دوسو سواروں کے ساتھ موجود تھا اگر وہ یوسف بن عمرو کا ارادہ کرتا تو اس کو قتل کر دینے کی پوزیشن میں تھا لیکن اس نے دائیں طرف کا رخ کیا اور جب دونوں گروہوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اس کے ایک جتھے کو شکست بھی دی زید اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ کر پکار رہے تھے اور ان کو جنگ میں پورے جذبہ جہاد کے ساتھ آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے وہ کہہ تھے:

''اے اہل کوفہ دین کی طرف آؤ اور عزت اور دنیا کی طرف آؤ تم میں نہ دین ہے نہ عزت اور نہ دنیا''۔

بہر حال جب رات ہوگئی تو اہل کوفہ میں سے کچھ لوگ زید بن علی کے پاس آئے اور اگلے دن ان میں سے کچھ لوگوں نے قتال میں بھی حصہ لیا اور کچھ قتل بھی ہوئے اگلے دن زید اور شامیوں نے جنگ میں بھرپور حصہ لیا مگر فریق ثانی نے ستر آدمی مار ڈالے اور بقیہ لوگ زید کے پاس بری حالت میں واپس آئے۔ اگلے دن صبح کو زید کی جمعیت سے یوسف بن عمرو کے لوگوں کی پھر جنگ ہوئی زید نے ان لوگوں کو لڑ بھڑ کر دلدلی زمین کی طرف واپس جانے پر مجبور کر دیا اور ان پر اتنا دباؤ ڈالا کہ وہ بنی سلیم کے علاقہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اس کے بعد زید بن علی نے ان کا تعاقب کیا اور تھوڑا دور جانے کے بعد دونوں طرف کے لوگوں میں سخت مقابلہ ہوا حتیٰ کہ شام ہوتے ہوتے ایک تیر زید بن علی کی پیشانی کے بائیں حصہ میں لگا جو دماغ تک اتر گیا۔ اس کے بعد زید اور ان کی جماعت پیچھے ہٹ گئی اور زید ایک گھر میں لے جائے گئے جہاں طبیب کو بلا کر انہیں دکھایا گیا جس نے وہ تیر ان کی پیشانی سے

Marfat.com

نکالا لیکن تیران کی پیشانی سے نکلنے نہیں پایا کہ ان کی موت واقع ہوگئی۔ اناللہ ورحمۃ اللہ۔

ان کے ہمراہیوں میں ان کی تدفین کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا۔ کسی نے کہا ان کو زرہ پہنا کر پانی میں ڈال دو۔ کسی نے کہا ان کا سر کاٹ کر ان کے جسم کو مقتولوں میں چھوڑ دو۔ اس پر ان کے بیٹے نے کہا میں اپنے باپ کو کتوں کے کھانے کے لیے نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد لوگوں نے یہ رائے دی کہ ان کو عباسیہ میں دفن کر دیا جائے اور بعض نے مشورہ دیا ان کو اس گھڑے میں دفن کر دیا جائے جہاں سے مٹی نکالی جاتی ہے چنانچہ یہی کیا گیا اور ان کی قبر پر پانی ڈال دیا گیا تاکہ دشمن پہچان نہ پائیں۔ ان کے ساتھی بچھڑ گئے کیونکہ اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا تھا جس کی سرکردگی میں لڑائی جاری رکھتے چنانچہ جب صبح ہوئی تو یوسف بن عمرو نے زید بن علی کو تلاش کرنے کی تگ ودو کی چنانچہ وہ زید کے غلام سندی کے پاس پہنچ گیا جس نے زید بن علی کے دفن کی شہادت دی اور ان کی قبر کی نشاندہی کی اس کے بعد ان کو قبر سے نکالا گیا اور یوسف بن عمرو نے ان کو کوڑا کرکٹ کے مقام پر ایک لکڑی کے سہارے لٹکانے کا حکم دیا یوسف بن عمرو کے ساتھ اس وقت نصر بن خزیمہ' معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ انصاری اور زیاد النہدی بھی تھے کہا جاتا ہے زید اسی مصلوب حالت میں چالیس دن تک لٹکے رہے اس کے بعد ان کو اتار کر ان کی نعش کو جلا ڈالا گیا واللہ اعلم۔

ابوجعفر ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ یوسف بن عمرو کو اس بارہ میں کوئی علم نہ تھا حتیٰ کہ ہشام بن عبدالملک نے اس کو لکھا کہ تم غفلت میں ہو اور زید بن علی نے اپنے پاؤں کوفہ میں جما لیے ہیں اور وہ لوگ اس کی بیعت کر رہے ہیں اس کو اپنے سامنے بلاؤ اور اس کو امان دے دو اور اگر وہ اس کو قبول نہ کرے تو اس سے جنگ کرو چنانچہ یوسف بن عمرو نے اس روز سے ہشام بن عبدالملک کے حکم پر عملدرآمد شروع کر دیا اور پھر اس کا وہی انجام ہوا جو ابھی گزر چکا ہے اور اس نے جب زید کی قبر تلاش کر لی تو اس کا سر کاٹ کر ہشام کے پاس بھیج دیا اس کے بعد ولید بن یزید کو اقتدار ملا تو اس نے ان کی نعش کو اتروا کر جلوا دیا اللہ ولید بن یزید کا برا کرے لیکن ان کے بیٹے یحییٰ بن زید بن علی نے عبدالملک بن بشر سے پناہ مانگی جس کی اطلاع اس نے یوسف بن عمرو کو کر دی تھی جس نے اس کو سخت دھمکی دے کر اپنے پاس بھیج دینے کی ہدایت کی اس پر عبدالملک بن بشر نے یوسف بن عمرو کو لکھا کہ میں ایسے آدمی کو آپ کی اجازت کے بغیر کس طرح پناہ دے سکتا ہوں جو ہمارا دشمن ہے اور ہمارے دشمن کا بیٹا ہے یوسف بن عمرو نے اس بات کو صحیح سمجھا لیکن جب حالات ذرا درست ہوئے اور یحییٰ کے متعلق کسی کو تشویش نہ رہی تو عبدالملک بن بشر نے اس کو خراسان بھیج دیا اور وہاں پہنچ کر یحییٰ بن زید نے زیدیوں کی ایک جماعت کی بنیاد ڈالی اور ایک مدت تک وہاں قیام پذیر رہا۔

ابوالمخنف کا بیان ہے جب زید کا قتل ہوگیا تو یوسف بن عمرو نے اہل کوفہ کو خطاب کر کے ان سے دھمکیوں اور گالیوں کے ساتھ اس طرح مخاطب ہوا خدا کی قسم میں نے امیر المومنین سے تمہارے بہت سے لوگوں کو قتل کر دینے کی اجازت طلب کی ہے اگر مجھے اجازت مل گئی تو میں تمہارے مقاتلین کو قتل کر ڈالوں گا اور ان کے اہل وعیال کو قید کر دوں گا میں آج منبر پر اسی واسطے بیٹھا ہوں تاکہ تمہیں یہ ناگوار باتیں سنا سکوں۔

ابن جریر نے لکھا ہے اس سال عبداللہ البطال نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ سرزمین روم کے باشندوں سے جنگ کی' ابن جریر نے اس خبر پر مزید کچھ اضافہ نہیں کیا اس آدمی کا ذکر حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ الکبیر میں بھی کیا اور کہا ہے۔

Marfat.com

عبداللہ ابو یحییٰ المعروف بالمطال

عبداللہ المعروف بالبطال انطاکیہ کا باشندہ تھا اس کے بارہ میں ابومروان انطاکی نے بہت کچھ بتایا ہے اس نے بالاسناد بتایا کہ عبدالملک بن مروان نے جب اپنے بیٹے مسلمہ کو بلاد روم میں جنگ کے لیے بھیجنے کا ارادہ کیا تو اس نے رؤساء اہل جزیرہ اور شام میں بطال کو والی وحکمران بنایا اور اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ بطال کو اپنے ہراول دستے کا لیڈر بنانا اور اس کو حکم دینا کہ لشکر کو رات کو لے کر چلا کرے اور اس کا کہنا مانتے رہنا کیونکہ بطال نہایت شجاع' امین اور مقبر آدمی ہے جب مسلمہ کا لشکر اپنی مہم پر روانہ ہوا تو عبدالملک نے اس لشکر کی باب دمشق تک مشایعت کی۔ مسلمہ دس ہزار کا لشکر بطال کے پاس لے کر پہنچا۔ محمد بن عائذ الدمشقی نے شیخ انطاکیہ ابومروان کے حوالہ سے کہا ہے کہ میں نے بطال کے ساتھ اس وقت بڑی بڑی جنگوں میں حصہ لیا ہے۔

بلادالروم کو بطال نے روند ڈالا تھا بطال نے مجھے بتایا کہ بنی امیہ کے بعض حکمرانوں نے مجھ سے جنگ کے دوران عجیب ترین اور دلچسپ واقعات سنانے کی فرمائش کی تو میں نے ایک دلچسپ واقعہ سنایا کہ ایک رات میں ایک دستہ لے کر نکلا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اپنے گھوڑوں کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دو اور کسی پر اس وقت تک ہاتھ قتل کے لیے نہ اٹھانا جب تک تمہیں آبادی پر کنٹرول نہ ہو جائے۔ میرا حکم سن کر وہ لوگ بستی کی گلیوں میں پھیل گئے میں اپنے لوگوں سے بچھڑ کر ایک گھر کی طرف جا رہا تھا جس کا چراغ جل رہا تھا اور گھر کی خاتون اپنے روتے ہوئے بچے کو یہ کہہ کر خاموش کرا رہی تھی کہ چپ ہو جاو ورنہ تجھے بطال کو دے دوں گی اور یہ کہہ کر اس نے بچہ کو اپنے بستر سے نیچے ڈال دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا بطال اسے لے جا بطال کہتا ہے میں نے اسے اٹھالیا انطاکی نے بطال کی بابت ایک اور واقعہ یہ بتایا کہ بطال نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں اپنے لشکر سے بچھڑ گیا اور میرے ساتھ ایک بھی فوجی نہیں تھا میرے خریطہ میں کچھ جو اور رومال میں روٹی اور بھنا ہوا گوشت تھا اور میں اپنی راہ پر چلا جا رہا تھا اور اس امید میں تھا کہ شاید کسی سے تن تنہا ملاقات ہو جائے یا کوئی خبر کسی طرح مل جائے اتنے میں اچانک ایک باغ میں جا پہنچا جہاں تازہ بکثرت سبزیاں تھیں میں نے پڑاؤ ڈالا اور روٹی اور گوشت کے ساتھ سبزی وغیرہ خوب کھائی جس سے مجھے سخت دست لگ گئے دستوں سے کمزوری اور نقاہت اتنی ہوگئی تھی کہ مجھے اندیشہ لاحق ہوگیا کہ اگر میں نے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا سفر جاری رکھا تو شاید گھوڑے سے گر جاؤں گا اور کمزوری کے باعث پھر دوبارہ سوار نہ ہو سکوں گا۔

چنانچہ میں نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور گھوڑے پر سو گیا اب مجھے ہوش نہیں تھا کہ میرا گھوڑا مجھے کہاں لے جا رہا ہے البتہ سڑک پر چلتے وقت اس کی ٹاپوں کی آواز ضرور کان میں آ رہی تھی دفعتاً میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک گھر نظر آیا جس میں سے کچھ عورتیں باہر نکلیں جن کے ساتھ ایک حسین وجمیل خاتون بھی تھی جوان عورتوں سے اپنی زبان میں کچھ کہہ رہی تھی کہ ان کو اتار کر گھر میں لاؤ چنانچہ ان عورتوں نے مجھے گھوڑے سے اترنے کو کہا مجھے گھر میں لے گئیں' میرے کپڑے اور زین دی اور میرے گھوڑے کو بھی نہلایا اور مجھے ایک مسہری نما تخت پر بٹھایا اور میرے لیے کھانے پینے کا انتظام کیا میں نے وہاں ایک دن ایک رات مسلسل قیام کیا لیکن اس کے بعد بھی میں نے وہاں تین دن مزید قیام کیا اس دوران وہاں ایک بطریق وارد ہوا جو اس حسین خاتون

سے شادی کرنا چاہتا تھا' میرا گھوڑا دروازہ پر بندھا ہوا تھا اور میں روانہ ہونے کی تیاری میں مصروف تھا کہ اچانک ان کی بڑا بطریق بھی وہاں آ گیا جوان کا نکاح پڑھانے آیا تھا اس کو کسی نے اطلاع دی کہ ایک اجنبی سوار آیا ہے اور یہ گھوڑا اسی کا ہے۔ یہ سنتے ہی وہاں موجود کچھ لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا جس کو اس اس خاتون نے روکا اور کہا اگر میں نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا تو آخر کیا گناہ کیا ہے اور میں نے اس کو کیا دے دیا ہے وہ بطریق وہاں شام تک مقیم رہا اور ان کی دعوت میں شریک رہا اس کے بعد وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور اس کے ساتھ اس کے آدمی بھی وہاں سے چل پڑے بطال کہتا ہے میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا اس خاتون نے مجھے ایسا کرنے سے منع بھی کیا لیکن میں نے اس کی بات قبول نہیں کی اور آگے جا کر اس بطریق پر حملہ کر دیا یہ ماجرا دیکھ کر بطریق کے تمام ساتھی وہاں اس کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے بطریق کو پکڑ کر میں نے خوب اس کی پٹائی کی اور اس کو مار ڈالا اور اس کے بعد اسی راہب خانہ واپس آ گیا تمام عورتیں میرے سامنے آ کر بیٹھ گئیں میں نے ان سے کہا چلو تم سب لوگ سوار ہو جاؤ اور ہاں سے نکل چلو وہ سب خواتین اپنی سواریوں پر سوار ہو کر میرے ہمراہ چل پڑیں میں ان سب کو لے کر امیر الجیش کے پاس آیا اور ان سب کو اس کے حوالہ کر دیا ان میں سے اس نے مجھ سے کہا جو تمہیں پسند ہو وہ تم لے لو چنانچہ میں نے اس خوبصورت خاتون کا انتخاب کر لیا اور وہ اب میری ام الاولاد ہے بطریق رومی زبان میں امیر کبیر آدمی کو کہتے ہیں اور ان کا بطریق کبیر اس لڑکی کا باپ ہی تھا بہر حال بطال اس کے بعد اس کے باپ کے لیے ہدایت ورہنمائی کا بھی سبب بن گیا۔

عبدالملک بن مروان نے جب بطال کو المصیصہ کا حکمران بنایا تو اس نے ایک دستہ ارض روم کی طرف بھیجا لیکن اس کو وہاں کوئی اطلاع نہیں ملی اور یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہاں ان لوگوں پر کیا گزری ہے اس لیے وہ تن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور عموریہ پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو دربان نے کہا تم کون ہو بطال نے جواب دیا میں بادشاہ کی طرف سے خود مختار صاحب السیف نمائندہ اور بطریق کے پاس بطور سفیر کے آیا ہوں۔ چنانچہ وہ مجھے اس کے پاس لے گیا بنب میں اس کے پاس پہنچا تو بطریق ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا میں بھی اس کے ساتھ تخت پر ہی ایک جانب بیٹھ گیا پھر میں نے اس سے کہا میں تمہارے پاس فوجی دستہ کے ساتھ آیا ہوں اپنے ان لوگوں سے کہو یہاں جائیں چنانچہ بطریق اٹھا اور اس نے دروازہ بند کر دیا یہ صورت حال دیکھ کر میں نے تلوار سونت لی اور اس سے اس کے سر پر ضربیں لگائیں اور اس سے کہا میں بطال ہوں مجھے اس دستہ کا پتہ بتاؤ جو میں نے تمہارے علاقہ میں بھیجا تھا ورنہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا چنانچہ اس نے مجھے بتایا کہ وہ میرے علاقہ میں ہیں اور یہ خط میرے پاس آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس کس وادی میں ہیں اور جو کچھ تم نے ان کے بارہ میں تفصیلات بتائی ہیں وہ درست ہیں اس پر میں نے کہا مجھے امان دو اس کے بعد میں نے اس سے کہا میرے لیے کھانے کا بندوبست کیا جائے اس نے اپنے لوگوں کو حکم دیا جنہوں نے سب کچھ بندوبست کر دیا میں نے کھانا کھا کر وہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا تم لوگ جلد میرے سامنے سے بادشاہ کے سفیر اور قاصد کو لے جاؤ چنانچہ وہ لوگ میرے آگے آگے چلنے لگے اور میں چل کر اس وادی میں پہنچ گیا جس کا اس نے ذکر کیا تھا وہاں میں نے اپنے لوگوں کو پایا میں نے ان کو اپنے ساتھ لیا اور میصصہ واپس آ گیا۔ یہ بھی میری زندگی کا عجیب واقعہ ہے۔

Marfat.com

ولید نے بتایا کہ مجھے بعض شیوخ نے بتایا کہ انہوں نے بطال کو دیکھا کہ وہ حج سے واپس آ گیا ہے بطال ہمیشہ خدا سے دعا کرتا تھا کہ جہاد سے پہلے خدا اس کو حج کا موقع دے دے چنانچہ جس سال بطال کی شہادت ہوئی اس سال اس کو حج کی توفیق بھی ملی تھی اس کی شہادت کی وجہ یہ ہوئی کہ لیون الملک الروم قسطنطنیہ سے ایک لاکھ فوج لے کر نکلا اور اس نے بطال کے پاس اس بطریق کو بھیجا جس کی لڑکی سے بطال نے نکاح کیا تھا۔ بطریق نے بطال کو لیون کی فوجی طاقت سے باخبر کیا اس پر بطال نے امیر عساکر المسلمین مالک بن شبیب کو مطلع کیا اور کہا کہ ہمیں حالات کے پیش نظر سردست حران کے شہر میں قلعہ بند ہو کر اس وقت تک لڑائی سے گریز کرنا چاہیے جب تک ہمارے پاس امیر المومنین ہشام کی اسلامی عظیم لشکر نہ پہنچ جائے لیکن مالک بن شبیب نے بطال کی رائے سے اتفاق نہیں کیا اور لڑائی کا ارادہ کر لیا چنانچہ دونوں طرف سخت معرکہ کارزار گرم ہوا اور بڑے بڑے بہادر اس لڑائی میں کام آنے لگے اس دوران جب کسی طرف سے بطال کا نام لیا گیا تو یہ نام سن کر تمام رومی گھوڑ سوار فوجی بطال پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور انہوں نے اس کو گھوڑے سے گھسیٹ کر زمین پر گرا لیا بطال اپنی آنکھوں سے میدان جنگ میں شدید معرکہ آرائی دیکھ رہا تھا اس دوران امیر الجیش مالک بن شبیب بھی مارا گیا اور مسلمان تتر بتر ہو کر ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے اور بالآخر اسی شہر حران میں بخرابی بسیار پناہ گزیں ہو گئے لیون ملک الروم جو میدان جنگ میں کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا بطال کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کوئی آخری خواہش ہو تو بتاؤ اس پر بطال نے کہا آپ کے پاس جو مسلمان ہوں ان سے کہیں کہ میری نماز اور تدفین کا بندوبست کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ملک الروم نے مسلمان قیدیوں کو اس غرض سے رہا کر دیا جنہوں نے بطال کی تدفین کا بندوست کیا اور اس کے بعد لیون نے شہر جا کر مسلمان لشکر کا محاصرہ کر لیا اتنے میں اطلاع آئی کہ سلمان بن ہشام کا اسلامی لشکر پہنچ رہا ہے اس خبر کو سن کر لیون اپنی فوجوں کو لے کر وہاں سے چل دیا اور قسطنطنیہ پہنچ گیا۔

خلیفہ بن خیاط نے بطال کی وفات اور قتل ۱۲۱ھ میں ارض روم میں بتایا ہے اور ابن جریر نے سال وفات ۱۲۲ھ تحریر کی ہے۔

ایاس الذکی

ان کا نسب بقول خلیفہ بن خیاط ہے' ایاس بن معاویہ بن مرہ بن ایاس بن حلال بن رباب بن عبید بن وریدبن اوس بن سعراہ بن عمرو بن ساریہ بن ثعلبہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن اوس بن عثمان بن عمرو بن ادبن طانجہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہ بصرہ کے قاضی تھے تابعی تھے اور ان کے دادا کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔

ابو واثلہ المزنی اپنی ذہانت وذکاوت کے لیے اپنے ہم عصروں میں بہت مشہور تھے انہوں نے اپنے باپ سے کچھ روایات مرفوعا بیان کی ہیں اور انس' سفیہ بن جبیر' سعید بن المسیب' نافع اور ابی مجاز سے بھی روایت کی ہیں اور خود ان سے الحمادان' شعبہ اور الصمعی وغیرہ نے روایات بیان کی ہیں ان کے بارہ میں محمد بن سیرین کا کہنا تھا کہ یہ نہایت فہیم وعقیل ہیں۔ محمد بن سعد العجلی' ابن معین اور نسائی نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے ابن سعید نے اس پر اضافہ کر کے ان کو فطین وعاقل کہا ہے' العجلی نے ان کو فقیہ اور عفیف کہا ہے۔

ایاس عبدالملک بن مروان کے عہد میں دمشق آئے اور عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھی پہنچے اور ایک بار دوبارہ ان کے پاس

Marfat.com

اس وقت گئے جب ان کو عدی بن ارطاۃ نے بصرہ کے منصب قضاء سے معزول کر دیا تھا۔ ابوعبیدہ وغیرہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ایاس جب عنفوان شباب کی حالت میں تھے ان کا کسی شیخ سے جھگڑا ہو گیا اور یہ دونوں دمشق کے قاضی کے پاس محاکمہ کے لیے پہنچے تو قاضی نے ان سے کہا کہ یہ بوڑھا ہے اور تم جوان العمر ہو اس لیے گفتگو میں ان کے ساتھ برابری نہ کرو۔ ایاس نے جواب دیا اگر یہ بڑا ہے تو حق اس سے بھی بڑا ہے قاضی نے کہا خاموش رہو ایاس نے کہا اگر دلیل کے باوجود میں خاموش رہا تو پھر کون بولے گا؟ اس پر قاضی نے کہا میں نے نہیں سمجھتا تھا کہ تم میری اس مجلس میں حق کی ایسی بات کرو گے ایاس نے کہا اشہدان لا الہ الا اللہ۔ اس پر قاضی نے کہا میں تمہیں اب بوڑھے کے حق میں ظالم سمجھتا ہوں ایاس نے کہا میں قاضی کے خیال میں اپنے مرتبہ سے نیچے نہیں گرا ہوں۔ اس پر قاضی اٹھ کھڑا ہوا اور عبدالملک کے پاس پہنچا اس نے کہا اس کا کہنا پورا کر دو اور اس کو فوراً دمشق سے نکال دو ایسا نہ ہو کہ یہ دوسروں کو بھی خراب کرے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے ایاس کو عدی بن ارطاۃ نے عہدہ قضاء سے معزول کر دیا یہ بھاگ کر عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچے مگر ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ یہ دمشق کی جامع مسجد میں حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے تھے بنی امیہ کا ایک شخص کچھ گفتگو کرنے لگا اس کی ایاس نے تردید کی اس پر اس نے ایاس کو کچھ سخت سست کہا اس پر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے' کسی نے اس اموی سے کہا یہ ایاس بن معاویہ المزنی ہیں جب اگلے دن صبح کو اموی وہاں پھر آیا تو اس نے ایاس سے معافی مانگی اور کہا میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا آپ کا کلام تو شریفوں کا سا ہے مگر کپڑے بازاریوں کے پہنتے ہیں یہ کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

یعقوب بن سفیان نے ضمرہ بن ابی ثوب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ صدیوں میں ایک کامل العقل انسان پیدا ہوتا ہے اور لوگ ایاس بن معاویہ کو ایسے ہی کامل العقل لوگوں میں سمجھتے تھے' العجلی کا کہنا تھا تین عورتیں ایاس کے پاس آئیں جب اس نے ان تینوں کو دیکھا تو کہا ان میں سے ایک دودھ پلاتی ہے' دوسری کنواری ہے اور تیسری بیوہ ہے اس سے لوگوں نے پوچھا تم کو یہ کیسے پتہ چلا' ایاس نے جواب دیا اس لیے کہ مرضعہ اپنی پستان کو اپنے ہاتھ سے سنبھال رہی تھی لیکن کنواری جب اندر داخل ہوئی تو کسی طرف نگاہ جما کر نہیں دیکھتی تھی جب کہ بیوہ کی آنکھیں کمرہ کے اندر آتے ہوئے چاروں طرف چل رہی تھیں۔ یونس بن ثعلب نے حماد بن سلمہ کے حوالہ سے کہا ہے میں نے ایاس بن معاویہ کو یہ کہتے ہوئے ''مجھے وہ رات اچھی طرح یاد ہے جب میں پیدا ہوا تھا اس دن میری ماں نے میرے سر پر انگور کی بیل رکھی تھی'' المدائنی کہتا ہے ایک روز ایاس بن معاویہ نے اپنی والدہ سے کہا جب تم حاملہ تھیں تو میں نے زبردست شور کی آواز سنی تھی آخر وہ کیا چیز تھی ماں نے جواب دیا تانبے کا تسلہ دیوار کے اوپر سے نیچے گرا تھا جس کے شور اور آواز سے گھبرا گئی تھی اور اسی وقت تم پیدا ہو گئے تھے۔

ابوبکر الخزائطی نے عمر بن شبیہ النحری کے حوالہ سے بتایا ہے کہ میں نے ایاس کے متعلق سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے مجھے اس جھوٹ بولنے کوئی خوشی نہیں ہوتی جس کی میرے والد کو اطلاع ہو جائے وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے آج تک اہل الاہواء میں سے کسی سے بھی آج تک قدریہ سے زیادہ اپنی پوری ذہانت سے مخالفت نہیں کی' جب میں نے ان سے پوچھا کہ ظلم کسے کہتے ہیں ایاس نے جواب میں کہا انسان کا اپنے لیے وہ چیز حاصل کرنا جو اس کی نہیں ہے اس پر میں نے کہا ہر شے تو اللہ کی ہے بعض

لوگوں نے ایاس کے بارہ میں کہا ہے کہ وہ ایک دفعہ لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ میرے بچپن میں کچھ نصاریٰ مسلمانوں کا مذاق اڑا رہے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اہل جنت کو قضائے حاجت کی ضرورت نہیں پیش آئے گی تو میں نے اس کو نصاریٰ فقہیہ سے کہا کیا تم کو اس سے انکار ہے کہ غذاء کا کچھ حصہ جزو بدن ہو جاتا ہے اس نے کہا ہاں تو میں نے اس سے کہا اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی تمام غذا کو جزو بدن بنا دے اور ان کو قضائے حاجت کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔ اس پر اس کے معلم نے اس سے کہا تو یقیناً شیطان معلوم ہوتا ہے۔

یہ بات تو وہ تھی جو ایاس نے بچپن میں اپنی عقل سے کہی تھی مگر حدیث صحیح میں بھی وارد ہے کہ اہل جنت کا کھانا ڈکار اور پسینہ کے ذریعہ ہضم ہو جاتا ہے اور پیٹ خشک و ہلکا ہو جاتا ہے۔ ایک شخص نے ایاس بن معاویہ سے کہا اے ابو اثلہ دنیا کے لوگ کب تک باقی رہیں گے اور کب تک پیدا ہونے اور مرنے کا سلسلہ جاری رہے گا؟ ایاس نے مجلس کے شرکاء سے کہا جب تک دو گنتیاں پوری نہ ہو لیں گی اہل جنت کی گنتی اور اہل دوزخ کی گنتی۔

بعض لوگوں نے کہا ہے ایاس بن معاویہ نے کرایہ کی سواری لے کر شام جانے کا ارادہ کیا کرایہ کی اس گاڑی میں غیلان قدری بھی ایاس کے ہم سفر ہو گئے وہ دونوں ایک دوسرے سے متعارف نہیں تھے چنانچہ تین روز تک ہم سفر رہنے کے باوجود ایک دوسرے سے ہم کلام نہیں ہوئے' تین دن کے بعد جب ایک دوسرے سے متعارف ہوئے تو ایک دوسرے سے مختلف عقیدہ رکھنے کے خیال سے اور بھی زیادہ دونوں کو تعجب اور حیرت ہوئی غیلان سے ایاس بن معاویہ نے کہا اہل الجنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو یہ آیت ان کی زبان پر ہوگی:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ ﴾.

''خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اور ہم کبھی راہ یاب نہ ہوتے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا''۔

اس کے مقابلہ پر اہل نار کہیں گے:

﴿ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا ﴾.

''اے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی''۔

اور ملائکہ کہیں گے:

﴿ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ﴾.

''پاک ہے تیری ذات ہمیں صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں بخشا ہے''۔

اس کے بعد اشعار عرب اور امثال عجم غیلان کو سنائے جس میں قضاء وقدر کا اثبات تھا اس کے بعد ایک مرتبہ ایاس اور غیلان پھر عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں اکٹھے ہوئے جہاں دونوں میں مناظرہ ہوا جس میں ایاس بن معاویہ غیلان پر حاوی آ گیا اور اس کو اپنی گفتگو سے اتنا قائل کیا کہ غیلان نے اپنے عجز کا اعتراف کر کے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی' عمر بن عبدالعزیز نے اس کے لیے جھوٹا ہونے کی صورت میں بددعا کی اللہ نے ان کی دعا قبول کی عمر بن عبدالعزیز نے اس پر قابو پا کر اس کو قتل کر دیا اور پھر اسے

Marfat.com

پھانسی دے دی گئی۔

سفیان بن حسن نے لکھا ہے کہ میں نے ایک شخص کی بدگوئی ایاس بن معاویہ کے سامنے کی تو اس نے میری طرف غور سے دیکھا اور پھر بولا کیا تم نے روم میں جنگ لڑی ہے میں نے کہا نہیں پھر اس نے کہا تم نے سندھ ہند اور ترکوں سے کسی جنگ میں حصہ لیا ہے؟ میں نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا تو ایاس بن معاویہ نے کہا روم، ہند، سندھ وترک تو تم سے محفوظ رہے لیکن تم کسی مسلم کو یہاں بھی نہیں بخش سکتے؟

سفیان بن حسن کہتے ہیں اس پر میں بہت شرمندہ ہوا اور میں نے پھر کسی کی بدگوئی نہیں کی۔ اصمعی نے اپنے باپ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے ایاس بن معاویہ کو ثابت البنانی کے گھر میں دیکھا کہ وہ غلیظ سرخ قمیص لمبی آستینوں والی پہنے ہوئے تھا اور اس نے عمامہ بھی سرخ پہنا تھا بلاشبہ ایاس بکثرت باتیں کرتا تھا اور جس سے بات کرتا گفتگو میں اس پر حاوی آجاتا تھا اس کے بارہ میں بعض لوگوں نے جب یہ کہا کہ تم میں بجز کثرت کلام کے اور کوئی عیب نہیں تو اس کا جواب اس نے یہ دیا کہ میں غلط بات کہتا ہوں یا صحیح بات کہتا ہوں تو لوگوں نے کہا بات تو تمہاری صحیح ہوتی ہے تو اس کا جواب اس نے یہ دیا کہ کلمہ خیر اگر بکثرت بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

بعض لوگوں نے اس کو غلیظ کپڑوں کے بارہ میں ٹوکا تو اس کا جواب یہ تھا میں ایسا کپڑا پہنتا ہوں جو میرے کام آتا ہے ایسا کپڑا نہیں جس کی خدمت میں ہر وقت لگا رہوں۔ اصمعی سے ایاس نے کہا انسان کی عمدہ خصلتوں میں صدق مقال سب سے اچھی خصلت ہے جو شخص صادق القول نہ ہو وہ فضائل اخلاق کی بڑی خوبی سے محروم ہے عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا نائب امیر بنا کر بھیجا تو اس کو حکم دیا کہ ایاس بن معاویہ اور قاسم بن ربیعہ الجوشنی میں سے جو زیادہ فقیہ ہو اس کو بصرہ کا قاضی بنا دیا جائے اس پر عدی نے کہا میں ایاس کو قاضی بنانے کا ارادہ نہیں رکھتا بصرہ میں اگر کسی سے پوچھا جائے تو وہ الحسن اور ابن سیرین کا نام لے گا اور ایاس ان کے مقام کو نہیں پہنچتا اس سے قاسم نے یہ خیال کیا اگر ان دونوں سے اس بارہ میں دریافت کیا جائے گا تو وہ غالباً میرا ہی نام لیں گے۔

چنانچہ قاسم نے عدی سے کہا قسم ہے خدائے وحدہ لاشریک لہ کی کہ ایاس مجھ سے بہرحال بہتر ہیں وہ زیادہ افقہ اور قضاء کے متعلق زیادہ علم رکھتے ہیں اگر میں اس قول میں سچا ہوں تو ایاس کو قاضی بنا دیں اور اگر میں جھوٹا ہوں تو جھوٹے کو قاضی بنانا مناسب نہیں ہے۔ بہرحال عدی نے ایاس کو قاضی بنا دیا۔ وہ ایک سال تک اس منصب پر رہے لوگوں میں صلح ومصالحت کراتے تھے اور جب ان پر حق ظاہر ہو جاتا تھا تو پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ ایک سال بعد وہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس فرار ہو کر پہنچے اور اپنا استعفیٰ ان کے سامنے پیش کر دیا اس کے بعد عدی نے الحسن البصری کو بصرہ منصب قضاء پر مامور کر دیا۔ کہا جاتا ہے جب ایاس کو بصرہ کا قاضی بنایا گیا تو علماء بہت خوش ہوئے چنانچہ ایوب نے کہا حق بحقدار رسید، ایک روز الحسن البصری اور ابن سرین ایاس بن معاویہ کے پاس آئے اور سلام علیک کہہ کر بیٹھ گئے ایاس بیٹھ کر بہت روئے اور اس حدیث کا ذکر کیا جس میں کہا گیا ہے تین قسم کے قاضی ہوں گے جن میں سے دو جہنمی ہوں گے اور ایک صرف جنتی ہوگا اس پر حسن نے:

Marfat.com

﴿ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ اِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكُلًّا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ﴾ .

کی آیات تلاوت کیں۔لوگوں کا بیان ہے اس کے بعد ایاس مسجد میں بیٹھ گئے اور ستر مقدمات کا فیصلہ کر کے اٹھے۔لوگ ایاس کو قرضی شریح کی مانند قرار دیتے تھے' کہا جاتا ہے جب انہیں کسی مقدمہ میں مشکل پیش آتی تھی تو وہ ابن سیرین کی طرف رجوع کرتے تھے۔

ایاس نے لوگوں سے کہا میں اکثر لوگوں سے اپنے نصف عقل سے کام لے کر بات کرتا ہوں اور جب میرے پاس دو مدعی آتے ہیں اس وقت میں دونوں سے معاملہ نمٹانے کے لیے اپنی پوری عقل سے کام لیتا ہوں۔کسی شخص نے ایاس سے کہا آپ کو اپنی رائے پسند آتی ہے ایاس نے کہا اگر ایسا نہ ہو تو میں کوئی فیصلہ ہی نہ کر سکوں۔ایک شخص نے ایاس سے کہا مجھے تمہاری تین دعا تیں پسند نہیں ہیں ایک یہ کہ تم غور وحوض کرنے سے قبل ہی فیصلہ کر دیتے ہو اور ہر کسی کے ساتھ مجالست نہیں کرتے ہو اور غلیظ کپڑے پہنتے ہو ایاس نے جواب میں کہا تینوں میں سے کون سی بات زیادہ ناپسند ہوے یا دو زیادہ ناپسند ہیں جواب ملا تینوں ناپسند ہیں ایاس نے جواباً کہا جتنی جلدی میں کسی چیز کو سمجھ لیتا ہوں اتنی ہی جلدی اس کا فیصلہ سنا دیتا ہوں۔جہاں تک مجالست کا ذکر ہے اس شخص کے ساتھ مجالست اور گفتگو زیادہ پسند کرتا ہوں جو میری حیثیت اور قدر سے واقف ہے بہ نسبت اس شخص کے جو میری قدر سے واقف نہیں ہے اور میں وہی لباس زیب تن کرتا ہوں جو میری حفاظت اور خدمت کرتا ہے اور اس لباس کو نہیں پہنتا ہوں جس کی حفاظت مجھے زیادہ کرنی پڑے۔

کہا جاتا ہے ایاس بن معاویہ کے پاس دو مدعی آئے جن میں سے ہر ایک دعویٰ یہ تھا کہ میں نے اس کے پاس بطور امانت اپنا مال رکھا ہے جب کہ دوسرا اس سے منکر تھا۔ایاس نے امانت رکھنے والے سے کہا تم نے اپنی امانت کہاں اس شخص کے حوالہ کی تھی اس نے کہا باغ میں ایک درخت کے قریب ایاس نے کہا اچھا جاؤ اور اس درخت کو تلاش کرو شاید تمہیں یاد آ جائے اور اس دوران ایاس نے دوسرے شخص کو اپنے باپ بٹھائے رکھا اور بغور اس کو دیکھتا رہا۔کچھ دیر بعد اس نے اس شخص سے پوچھا کیا تمہارا ساتھی اس جگہ پہنچ گیا ہوگا اس نے جواب دیا ابھی نہیں پہنچا ہوگا اس پر ایاس نے اس سے کہا او خدا کے دشمن یہاں سے اٹھ اور اس کا مال اس کے حوالہ کر دے ورنہ تجھے سخت سزا دوں گا۔

اسی طرح ایک اور شخص ایاس کے پاس آیا اور اس نے ایاس کو بتایا میں نے فلاں شخص کے پاس مال بطور امانت رکھ دیا تھا مگر اب وہ انکار کرتا ہے ایاس نے اس شخص سے کہا اب جاؤ کل آنا اس کے بعد اس نے فوراً منکر کو بلایا اور اس سے کہا ہمارے پاس یہاں مال ہے جس کے لیے کسی امین کی تلاش ہے جو اس کو حفاظت سے اپنے پاس بطور امانت رکھ سکے تم ہمیں امین معلوم ہوتے ہو تم اس مال کو کہیں محفوظ جگہ میں لے جا کر رکھ لینا اس نے جواب دیا مجھے منظور ہے اس پر ایاس نے کہا اچھا اس وقت تم جاؤ اور کل آنا اس کے بعد صاحب حق ایاس کے پاس آیا تو ایاس نے اس سے کہا تم ابھی فوراً اس شخص کے پاس جاؤ اور اپنی امانت اس سے طلب کرو اور کہو کہ اگر تم نے امانت نہ دی تو میں قاضی کے پاس اس معاملہ کو لے جاؤں گا جب اس شخص نے جا کر اپنی امانت کا اس شخص سے مطالبہ کیا تو وہ شخص ڈر گیا کہ اگر قاضی کو اس کا پتہ چل گیا تو وہ میرے پاس اپنی امانت نہیں رکھوائے گا اس لیے اس نے فوراً اس

Marfat.com

کی کل رقم اس کو واپس کردی وہ شخص اپنی امانت لے کر ایاس کے پاس آیا اور اس کو سارا واقعہ سنایا اس کے بعد وہ شخص ایاس کے پاس آیا تا کہ وہ اپنی امانت اس کے پاس رکھنے کو دے دے ایاس نے ڈانٹ ڈپٹ کر اس کو اپنی عدالت سے نکلوا دیا اور کہا تو خائن ہے۔

ایاس بن معاویہ کہا کرتے تھے جو شخص اپنے عیب نہ پہچانے وہ بیوقوف ہے لوگوں نے کہا تمہارے اندر کیا عیب ہے جواب ملا ''کثرت کلام'' بیان کیا جاتا ہے جب ایاس بن معاویہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ بہت روئے اور کہنے لگے جنت کے دروازے میرے لیے کھلے تھے جن میں سے آج ایک بند ہو گیا ہے ایاس کے باپ کہا کرتے تھے لوگ بیٹے پیدا کرتے ہیں میرے یہاں باپ پیدا ہوا ہے' ابن خلکان نے ایاس بن معاویہ کے بارہ میں بہت سی مزید باتیں لکھی ہیں۔

۱۲۳ھ

المدائنی نے اپنے شیوخ کے حوالہ سے کہا ہے کہ جب ملک الترک خاقان اسد بن عبداللہ القسری کی خراسانی ولایت کے دور میں قتل ہو گیا تو ترکوں کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ ایک دوسرے کو غیرت وحمیت دلاتے رہے اور آپس میں ایک دوسرے کو انہوں نے قتل کرنا بھی شروع کر دیا اور پھر ملک کی تخریب کاری میں لگ گئے اور مسلمانوں کی طرف سے بھی لاپرواہ اور بے نیاز ہو گئے ان میں سے اہل الصغد نے امیر خراسان نصر بن سیار سے درخواست کی کہ ان کو ان کے ملک واپس بھیج دیا جائے اور ان سے بعض ایسی شرائط طے کرنا چاہئیں جو علماء کے نزدیک قابل قبول نہیں ہیں مثلاً یہ کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اس کو سزا نہ دی جائے اور ان کو جنگی قیدی نہ بنایا جائے وغیرہ وغیرہ نصر بن سیار نے مسلمانوں کی سخت شکایات اور تکالیف کے باعث ان شرائط کو قبول کرنا چاہا لیکن لوگوں نے اس پر مطعون کرنا شروع کر دیا اس لیے مجبوراً اس نے ہشام کو اس سے مطلع کیا اس نے اس پر تھوڑا غور کیا اور توقف کیا لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ اس طرح ان کی مسلمانوں سے کدورت اور دشمنی مزید بڑھتی جائے گی جس کا نتیجہ برا نکلے گا تو اس نے اہل الصغد کی درخواست کو قبول کر لیا' اس دوران یوسف بن عمرو امیر عراق نے امیر المومنین کو لکھا کہ خراسان کی نیابت بھی اسی کو دے دی جائے۔ چنانچہ دونوں کے مابین نصر بن سیار کی بابت کچھ بات چیت بھی ہوئی۔ اگرچہ نصر بن سیار شجاع اور بہادر انسان تھا مگر کبر سنی اور ضعف بصارت کی وجہ سے آدمی کو دور سے پہچان نہیں سکتا تھا بہر حال پھر بھی ہشام نے یوسف بن عمرو کی اس تجویز پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی اور معاملات کو یوں ہی چلنے دیا ابن جریر کہتا ہے اس سال یزید بن ہشام نے لوگوں کو حج کرایا اس سال ربیعہ بن یزید القصیر کا انتقال ہوا جو اہل دمشق میں معروف شخص تھے۔

اس کے علاوہ ابو یونس سلیمان بن جبیر' ضحاک بن حرب محمد بن واسع بن حیان کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔ جن کا ذکر ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں بھی کیا ہے۔

محمد بن واسع کا کہنا تھا قیامت کے دن سب سے پہلے قضاۃ کا حساب کتاب ہوگا۔ ان کے بقول پانچ چیزوں سے قلب مر جاتا ہے' ایک گناہ پر گناہ کرنے سے' دوئم مردوں کی ہم نشینی سے' جب ان سے پوچھا گیا کہ مردوں سے آپ کی کیا مراد ہے تو محمد بن

Marfat.com

واسع نے جواباً کہا ہر بے جا صرف کرنے والا امیر اور جابر بادشاہ سوئم بکثرت عورتوں سے اختلاط اور ان کی باتوں میں مشغول ہونا' چہارم ہر وقت اہل وعیال ہی میں پھنسا رہنا مالک بن دینار کا کہنا تھا میں اس آدمی پر رشک کرتا ہوں جس کی روزی اس کی قناعت کے لیے کافی ہو۔ محمد بن واسع کہا کرتے تھے مجھے اس شخص پر رشک آتا ہے جو صبح کو بھوکا اٹھے اور اللہ اس سے راضی ہو۔

محمد بن واسع جب بیمار ہوئے تو لوگ بکثرت ان کی عیادت کو پہنچے ایک شخص نے اس سلسلہ میں کہا جب میں محمد بن واسع کی عیادت کے لیے پہنچا تو وہ کبھی کھڑے ہوتے تھے اور کبھی بیٹھتے تھے اور کہنے لگے یہ اٹھنا بیٹھنا کل میرے کسی کام نہیں آئے گا جب میری پیشانی اور میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے' بعض خلفاء نے بہت سا مال بصرہ کے لوگوں میں تقسیم کرنے کے لیے بھیجا اور خاص طور پر محمد بن واسع کو یہ مال دینے کی ہدایت کی گئی تھی لیکن جب خلیفہ کے کارندے مال لے کر محمد بن واسع کے پاس پہنچے تو محمد بن واسع نے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس کے برخلاف مالک بن دینار نے اس کو قبول کر لیا محمد بن واسع کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے مالک بن دینار کو خلیفہ کا بھیجا ہوا مال قبول کرنے پر ملامت کی اس کا مالک بن دینار نے جواب دیا تم میرے ساتھیوں سے پوچھ سکتے ہو کہ میں نے خلیفہ کے بھیجے ہوئے مال کا کیا کیا ہے لوگوں نے محمد بن واسع کو بتایا کہ اس مال سے مالک نے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا ہے' اس پر محمد بن واسع نے کہا میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مال پہنچنے سے قبل تمہاری یہی حالت بنا دے یہ سن کر مالک اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنے سر مٹی ڈالی اور کہا خدا کو محمد نے ہی پہچانا ہے مالک تو محمد بن واسع کے مقابلہ میں بالکل گدھا ہے' گدھا۔ محمد بن واسع کی اسی نوع کی بہت سی باتیں بہت مشہور ہیں۔

۱۲۴ھ

اس سن میں سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے بلاد الروم میں غزوات کا سلسلہ پھر شروع کیا اور اس کی مڈبھیڑ ملک الروم الیون سے ہوئی اور سلیمان نے قتال کے ساتھ مال غنیمت بھی وہاں سے حاصل کیا اسی سن میں بنوعباس کے داعیوں کی ایک جماعت بھی نمودار ہوئی یہ لوگ مکہ کے ارادہ سے نکلے تھے مگر وہ کوفہ سے ہو کر گزرے تو انہیں معلوم ہوا کہ خالد القسری کے کچھ نائبین اور امراء وہاں کی جیل میں بند ہیں جن کو یوسف بن عمرو نے بند کر رکھا ہے چنانچہ ان داعیان نے جیل میں جا کر ان کو دعوت دی کہ بنوعباس کے لیے بیعت کر لیں۔ یہاں ان داعیوں کی ملاقات ابومسلم خراسانی سے ہوئی جو غلام تھا اور عیسیٰ بن مقبل العجلی کی خدمت میں لگا رہتا تھا یہ شخص اگرچہ یہاں محبوس تھا مگر لوگ اس کی شہامت حوصلوں اور اپنے آقا کے ساتھ وفاداری وغیرہ سے بہت متاثر تھے اسی بنا پر اس کو بکر بن ماہان نے چار سو درہم میں پہلے آقا سے خرید لیا تھا چنانچہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ ابومسلم خراسانی بھی جیل سے باہر آیا اور لوگوں نے اس کو دعوت و بیعت بنوعباس کے لیے رہنمائی کے لیے منتخب کر لیا واقدی کا بیان ہے اس سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال ہو گیا یہ شخص اس دعوت کا روح رواں تھا اور اس سلسلہ میں لوگ اسی کی طرف رجوع کرتے تھے لیکن محمد بن علی کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابوالعباس السفاح نے اس کی جگہ لی واقدی اور ابومعشر نے لکھا ہے اس سال عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اس کے ساتھ اس کی بیوی ام مسلم بن ہشام بن عبدالملک بھی تھی اس سال

Marfat.com

نائب الحجاز محمد بن ہشام بن اسماعیل تھا جوام مسلم کے دروازہ پر کھڑا رہتا تھا اورام مسلم کے پاس لوگوں کے پیغام اور تحفے پہنچایا کرتا تھا۔اس سال جولوگ انتقال کر گئے وہ یہ ہیں:

القاسم بن ابی برہ

ابوعبداللہ المکی القاری عبداللہ بن سائب کے غلام تھے اور جلیل القدر تابعی تھے انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے روایات بیان کی ہیں اور خود ان سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے' صحیح روایت کے مطابق ۱۲۴ھ میں ان کا انتقال ہوگیا واللہ اعلم۔

الزہری

محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ' ابوبکر القرشی الزہری ہمیشہ ائمہ السلام میں زبردست حیثیت کے مالک رہے ہیں یہ جلیل القدر تابعی تھے' ایک سے زیادہ لوگوں سے انہوں نے سماعت کی تھی۔ الحافظ ابن عساکر نے الزہری کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ الزہری نے ان کو بتایا کہ جب اہل مدینہ دشواریوں سے گزرنے لگے تو میں وہاں سے کوچ کر کے دمشق چلا گیا۔ میں کثیر العیال تھا اس لیے دمشق کی جامع مسجد میں ایک بڑے حلقہ میں بیٹھ گیا اچانک ایک شخص امیر المومنین عبدالملک کے پاس سے میرے پاس آیا اور کہنے لگا امیر المومنین کو ایک مشکل مسئلہ کا سامنا ہے انہوں نے سعید بن المسیب سے ایسی روایت سنی ہے جو امہات الاولاد کے سلسلہ میں عمرؓ بن الخطاب کی روایت کے خلاف ہے' میں نے اس شخص کو بتایا مجھے سعید بن المسیب کی وہ روایت یاد ہے جو انہوں نے عمرؓ بن الخطاب کے حوالہ سے بیان کی ہے چنانچہ وہ شخص مجھے عبدالملک کے پاس لے گیا' عبدالملک نے مجھ سے سوال کیا تم کون ہو اور کس سے نسبت اور تعلق رکھتے ہو میں نے اپنی نسبت کا حال عبدالملک کو بتایا اور ساتھ ہی میں نے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضرورت کا بھی ذکر کیا عبدالملک نے مجھ سے پوچھا کیا تم حافظ قرآن بھی ہو میں نے کہا ہاں یہی نہیں بلکہ الفرائض والسنن سے بھی واقف ہوں۔ چنانچہ امیر المومنین عبدالملک نے مجھ سے اس بارہ میں سب کچھ دریافت کر لیا اور اس نے میری حاجت روائی بھی کی اور مجھے انعام واکرام سے بھی نوازا اور اس نے مجھے ہدایت کی کہ میں مزید علم حاصل کروں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا میں تمہیں بہت ہوشیار اور ذکی القلب سمجھتا ہوں۔

میں مدینہ واپس آ گیا اور طلب علم میں مشغول ہوگیا اس دوران مجھے معلوم ہوا کہ قباء کی ایک عورت نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس عجیب وغریب خواب کی بابت دریافت کیا اس عورت نے کہا میرا شوہر کہیں چلا گیا ہے اور میرے لیے ایک خادم' پالتو جانور اور کھجور کے درخت چھوڑ گیا ہے ہم جانوروں کا دودھ پیتے اور کھجور کے پھل کھا کر گزارہ کرتے ہیں' ایک دن جب میں کچھ سو رہی تھی اور کچھ جاگ رہی تھی میں نے اپنے بڑے لڑکے کو دیکھا جو سخت مزاج تھا وہ آگے آیا اس نے ہاتھ میں چھری لی اور اونٹنی کے بچہ کو ذبح کر ڈالا اور کہنے لگا یہ بچہ تو ہمارے لیے اونٹنی کا دودھ حاصل کرنا دشوار کر دے گا۔ اس کے بعد اس نے چولہے پر ہانڈی چڑھائی اور اس میں اس نے اس ذبیحہ بچہ کے ٹکڑے ڈال دیئے اس کے بعد اس نے چھری سے اپنے

Marfat.com

چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا اس کے بعد میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئی اور اپنے بڑے بیٹے کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا اور آتے ہی اس نے کہا دودھ کہاں ہے میں نے اس کو بتایا اونٹنی کے بچہ نے دودھ پی لیا اس پر لڑکے نے کہا آخر اس نے ہمارے لیے دودھ کی تنگی کر دی ہے اور پھر اس نے چھری لے کر اس کو ذبح کیا اور اس کے ٹکڑے پکنے کے لیے اس نے ہانڈی میں ڈال دیئے۔ میں یہ سارا ماجرا دیکھ کر خوف زدہ ہوگئی اور میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو پڑوس میں لے جا کر چھپا دیا اور پھر گھر واپس آ گئی اور ان واقعات سے برابر ڈرتی رہی اس دوران میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے تجھے کیا ہو گیا ہے تو لکنت کے ساتھ کیوں بول رہی ہے اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں خوف زدہ ہوں اس نے کہا یا رویا یا رویا اس کے بعد ایک حسین وجمیل عورت سامنے نمودار ہوئی تو اس نے کہا اس نیک عورت کی بابت تمہارا کیا خیال ہے اس نے جواب دیا بجز خیر کے کچھ نہیں۔ پھر اس نے کہا یا احلام یا احلام اس کے بعد ایک اور عورت جو پہلی عورت سے کم خوبصورت تھی نمودار ہوئی تو اس نے کہا اس عورت کے بارہ میں تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس عور نے جواب دیا اس کے متعلق بھی میری نیک رائے ہے پھر اس نے یا اصغاث یا اصغاث کی آواز لگائی اس کے بعد ایک سیاہ عورت نمودار ہوئی جو بدصورت تھی' اس آدمی نے پوچھا اس کے بارہ میں تمہارا کیا خیال ہے اس کے جواب میں اس نے کہا یہ صالحہ عورت ہے اور میں چاہتی ہوں اسے کچھ سکھاؤں اس کے بعد میں بیدار ہوگئی اور میرا بیٹا گھر میں داخل ہوا اس نے میرے سامنے کھانا رکھا اور پوچھنے لگا میرا بھائی کہاں ہے میں نے کہا پڑوسی کے گھر میں ہے وہ اس کو لینے گیا گویا اس کو خود بخود اس گھر کا پتہ چل گیا وہ اس کو لے آیا اور اس کو بہت پیار کیا اور پھر ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔

زہری معاویہ کی خلافت کے دوران ۵۸ھ کے آخر میں پیدا ہوئے یہ پستہ قد تھے ان کی تھوڑی داڑھی تھی ان کے چہرہ پر لمبے بال تھے مگر رخسار پر بہت ہلکے اور تھوڑے بال تھے لوگوں کا بیان ہے یہ روزانہ اٹھاسی بار قرآن مجید پڑھا کرتے تھے یہ سعید بن المسیب کی صحبت میں آٹھ سال رہے اور ان کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھتے تھے عبید اللہ بن عبداللہ کی خدمت کرتے تھے اور ان کے لیے نمکین پانی بھر کر لاتے تھے یہ حدیث کے مشائخ کے اردگرد چکر لگاتے رہتے تھے ان کے ساتھ کچھ سختیاں رہتی تھی جن پر مشائخ الحدیث سے سنی ہوئی احادیث درج تھیں وہ جو کچھ بھی ان بزرگوں سے سنتے تھے ان پر تحریر کر لیتے تھے حتیٰ کہ یہ اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم اور اپنے زمانہ کے بہت بڑے علامہ بن گئے تھے اور اسی وجہ سے ان کے تمام اہل عصر ان کے علم کے محتاج رہتے تھے عبدالرزاق نے بتایا ہے کہ ہمیں معمر نے زہری کے بارہ میں بتایا ہے کہ زہری کہا کرتے تھے پہلے تو امراء ہم کو کتاب العلم پر مجبور کیا کرتے تھے اب ہم ان امراء کو اس لیے مجبور کرتے ہیں۔

ابواسحاق نے کہا ہے زہری عروہ کے پاس سے لوٹتے تو وہ اپنی لونڈی کو غلط عربی بولنے پر ٹوکتے تھے اور جب عروہ جلدی جلدی وہ الفاظ اپنی لونڈی کے سامنے دہراتے تھے تو لونڈی کہتی تھی قسم ہے اللہ کی جو کچھ آپ کہتے ہیں میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے تو عروہ لونڈی سے کہتے تھے بیوقوف خاموش رہ' اس سے میری مراد تو نہیں ہے میں اپنے آپ کو مراد لیتا ہوں۔ اس کے بعد زہری امیر المومنین عبدالملک کے پاس دمشق چلے گئے جیسا کہ اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں اس نے ان کی عزت اور توقیر بھی کی تھی اور

Marfat.com

ان کا قرض بھی ادا کر دیا تھا اور بیت المال سے ان کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا تھا اور اس کے بعد زہری امیر المومنین عبدالملک کے مصاحبوں اور ہم نشینوں میں داخل ہو گئے تھے اور عبدالملک کے بعد اس کی اولاد ولید وسلیمان کے مقربین میں داخل ہو گئے تھے اور یہی مرتبہ ان کو عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن عبدالملک کے دربار میں بھی ملا۔ یزید نے ان کو سلیمان بن حبیب کے ساتھ جوائنٹ قاضی کا عہدہ بھی عطا کیا تھا۔ پھر ہشام کے خطیب بھی بن گئے تھے اور اس کے ساتھ انہوں نے حج بھی کیا تھا اس نے ان کو اپنی اولاد کا معلم واتالیق بھی بنا دیا تھا۔ کہا جاتا ہے اس سال ہشام سے ایک سال قبل ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

ابن وہب کا بیان ہے میں نے لیث کو کہتے ہوئے سنا ہے ابن شہاب کہتے تھے میں نے آج تک جو چیز یاد کی ہے وہ بھولا نہیں ہوں۔ ابن شہاب یعنی زہری کہا کرتے تھے وہ سیب اور چوہے کا جوٹھا کھانا ناپسند کرتے ہیں وہ کہا کرتے تھے وہ بھولتے تھے لیکن جب سے انہوں نے شہد کا استعمال شروع کیا ہے ان کا قلب وذہن تیز ہو گیا ہے۔ ابن شہاب کے بارہ میں قائدین اخرم کہتا ہے: ؎

زروا واثن علی الکریم محمد واذکر فواضله علی الاصحاب

''محمد جیسے کریم کی زیارت کو جاؤ اور ان کی تعریف بیان کرو ان کے ہم عصروں پر ان کی فضیلت وترجیحات کا ذکر کرو''

واذا یقال من الجواد بماله قیل الجواد محمد بن شهاب

''جب یہ پوچھا جائے گا کہ سخی کون شخص ہے تو محمد بن شہاب کا نام بطور سخی لیا جائے گا''

اهل المدائن یعرفون مکانه وربیع نادیه علی الاعراب

''اہل مدائن ان کے مقام ومرتبہ کو جانتے ہیں ان کی مجلس کے ہم نشینوں کو اعراب پر فوقیت حاصل ہے''

ابن مہدی کا قول ہے میں نے مالک کو کہتے ہوئے سنا ہے زہری نے ایک روز حدیث بیان کی جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے ان کی سواری کی لگام پکڑ لی اور ان سے مسئلہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کی اس پر زہری نے کہا کیا تم مجھ سے استفہام چاہتے ہو میں نے کسی عالم سے سمجھانے کی فرمائش نہیں کی اور نہ آج تک کسی عالم کی بات کو رد کیا ہے ابن عبدالعزیز نے روایت کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے زہری سے کہا کہ کچھ احادیث اس کے بیٹے کے لیے نوٹ کرا دے اس پر زہری نے ہشام بن عبدالملک کے منشی کو چار سو احادیث لکھا دیں پھر انہوں نے اہل الحدیث سے ان کے متعلق بحثیں کیں اور ان سے تمام احادیث بیان کیں۔ ایک دن ہشام نے زہری سے کہا تمہاری تحریر کردہ احادیث ضائع ہو گئی ہیں۔ زہری نے جواب دیا آپ کے لیے یہ احادیث ضائع نہیں ہوئیں اور انہوں نے دوبارہ وہ احادیث لکھا دیں اس پر ہشام نے سابقہ تحریر نوٹ نکلوا کر دیکھے تو پہلے املاء کرائے ہوئے یادداشتوں اور موجودہ تحریروں میں ذرا فرق بھی نہ تھا ہشام نے صرف زہری کے قوت حافظہ کا امتحان لیا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہے میں نے کسی کو زہری سے زیادہ بہتر احادیث کا حافظ نہیں دیکھا۔ سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار کے حوالہ سے کہا میں نے زہری سے زیادہ کسی کو بہتر طریقہ پر احادیث کو سند سے بیان کرنے والا نہیں دیکھا' میں نے ان سے

Marfat.com

زیادہ کسی کو درہم ودینار کی ناقدری کرنے والا نہیں دیکھا۔ درہم ودینار ان کے نزدیک اونٹ کی مینگنیوں کے برابر تھے۔ عمرو بن دینار کا بیان ہے میں نے جابر' ابن عباس' ابن عمر اور ابن الزبیر کی مصاحبت اختیار کی ہے مگر کسی کو زہری سے زیادہ احادیث کو بہتر تسلسل کے ساتھ بیان کرتے نہیں دیکھا۔

امام احمد نے بیان کیا ہے زہری حدیث کے اعتبار سے سب سے بہتر اور اسناد کے اعتبار سے سب سے اجود اور عمدہ ہیں۔ نسائی کا کہنا ہے کہ اصح الاسانید الزہری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ عن علی عن رسول اللہؐ ہے' سعید نے زہری کے بارہ میں خود ان کا یہ قول نقل کیا ہے میرے پینتالیس سال تک حجاز سے شام اور شام سے حجاز تک چکروں میں گزرے ہیں جو حدیث سنتا تھا اس کی چھان بین میں لگ جاتا تھا۔ لیث نے کہا میں نے کسی شخص کو زہری سے زیادہ عالم نہیں دیکھا جب میں ان کے پاس بیٹھتا تھا تو وہ ترغیب وترہیب کی احادیث مجھے سناتے تھے اور اگر وہ انبیاء اہل کتاب کے بارہ میں کچھ کہتے تھے تو میں ان سے کہا کرتا تھا ان باتوں میں آپ کی فلاں بات صحیح ہے اور اگر اعراب کے بارہ میں کچھ کہتے تھے تو بھی یہی کہتا تھا لیکن جب وہ قرآن وسنت کے متعلق کچھ بیان کرتے تھے تو ان کی باتیں نہایت جامع ہوتی تھیں وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جو تیرے علم کے احاطہ میں ہے اور ہر اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تیرا علم محیط ہے' لیث نے کہا زہری ان سب لوگوں سے زیادہ ثقہ ہیں جن سے میں ملا ہوں۔ جو شخص ان کے پاس آتا تھا اسے وہ کچھ نہ کچھ ضرور دیتے تھے اور جب ان کے پاس سائل کو دینے کے لیے کچھ نہ ہوتا تھا تو بھی اس کو بطور قرض حسنہ کچھ دے دیتے تھے وہ لوگوں کو کھانے میں ثرید اور شہد ضرور کھلاتے تھے۔ وہ شہد اس طرح مداومت سے استعمال کرتے تھے جس طرح شرابی شراب استعمال کرتے ہیں ان کا تکیہ کلام تھا ہمیں مشروبات پلاؤ اور احادیث سناؤ جب کوئی شخص ان کی مجلس میں اونگھنے لگتا تھا تو کہتے تھے میں قریش کا قصہ گو تو نہیں ہوں۔ ان کے خیمہ کا رنگ زرد ہوتا تھا اس پر جو کپڑا پڑا ہوتا تھا وہ بھی رنگا ہوا ہوتا تھا اور ان کے فرش اور گدے کا رنگ بھی بالعموم زرد ہوتا تھا لیث سے یحییٰ بن سعید نے بتایا جو علم زہری کے پاس سے کسی کو حاصل نہیں ہوتا تھا وہ پھر کسی دوسرے کے پاس بھی نہیں ملتا تھا۔

علی بن المدائنی نے ابن عیینہ کے حوالے سے کہا ہے اہل حجاز کے تین محدث تھے الزہری' یحییٰ بن سعید اور ابن جریج' الزہری کہا کرتے تھے اگر کسی قاضی میں تین باتیں ہوں تو وہ قاضی کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو قاضی لعنت وملامت کو ناپسند کرے اور تعریف کو پسند کرے اور معزول ہونے کو برا جانے۔

محمد بن الحسین نے یونس کے حوالہ سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے اعتصام بالسنت سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ الولید نے اوزاعی کے حوالہ سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا حکم دو۔ محمد بن اسحاق نے الزہری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ علم کا نقصان اور زوال یہ ہے کہ عالم اپنے علم پر عمل کرنا چھوڑ دے اور رفتہ رفتہ اس کا علم ختم ہو جائے اور عالم کی گمراہی یہ ہے کہ اس پر نسیان طاری ہو جائے اور وہ جھوٹ بولنے لگے اور یہی اس کی سب سے بڑی گمراہی ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے زہری ۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴ھ میں اپنے اثاثہ کے ساتھ شعب زہد آئے وہاں مقیم رہے

Marfat.com

اور وہیں انتقال بھی ہوا انہوں نے وصیت بھی کی تھی کہ ان کو عام شاہراہ پر دفن کیا جائے تا کہ ہر آنے جانے والا ان کی مغفرت کی دعا کرے۔ ان کی وفات رمضان کی دس تاریخ کو ہوئی ان کا سال وفات صحیح روایات کے مطابق ۱۲۴ھ ہی ہے ان کی عمر پچھتر سال کی ہوئی یہ نہایت ثقہ کثیر الحدیث اور صاحب علم وروایات تھے اور جامع فقیہ تھے۔ اوزاعی ایک روز ان کی قبر پر کھڑے ہوئے تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے' اے قبر تیرے اندر کتنا علم اور حلم ہے اور کتنا کرم ہے۔

اوزاعی بیان کرتے ہیں زہری کہا کرتے تھے ہم جب کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو اس کے علم سے زیادہ ہمیں اس کا ادب زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ علم ایک خزانہ کی مانند ہے جس کو مسائل کی کنجی کھولتی ہے الزہری یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر تم علم کو مکابرۃ اور کٹ حجتی اور کج بحثی سے حاصل کرنا چاہو گے تو یہ چیزیں تم پر غالب آجائیں گی اور تم علم حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو گے۔ علم کو ہمیشہ نرم خوئی اور رفق وملاطفت سے حاصل کرو۔ اصمعی نے مالک بن انس کے حوالہ سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے میں ایک دن ثعلبہ بن معین کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا ثعلبہ بولے میں دیکھتا ہوں تمہیں علم سے لگاؤ اور بڑی محبت ہے میں نے کہا ہاں اس پر انہوں نے کہا پھر لازم ہے اس شیخ یعنی سعید بن المسیب کے ساتھ ہمیشہ لگے رہو۔ زہری کہتے ہیں اس کے بعد میں سات سال تک ان کے ساتھ رہا اور پھر عروۃ کے پاس چلا گیا اور ان کے دریا سے موتی نکالے مکی بن عیدان کا بیان ہے کہ ہم سے مالک بن انس نے زہری کی بابت بیان کیا کہ ان سے بعض بنی مروان نے سعید بن المسیب کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے سعید بن المسیب کے علم کے بارہ میں خیر کے الفاظ کہے لیکن ساتھ ہی ان کا حال بھی بتایا۔ یہ بات سعید بن المسیب کے کانوں تک بھی پہنچ گئی چنانچہ جب ابن شہاب یعنی زہری سعید بن المسیب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو سلام کیا تو سعید نے اس کا جواب نہیں دیا اور نہ ان سے ہم کلام ہوئے۔ جب سعید وہاں سے چلنے لگے تو زہری بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے تو زہری نے کہا کیا قصور ہوا آج میں نے آپ کو سلام کیا نہ آپ نے اس کا جواب دیا اور نہ کوئی بات کی آپ کو میرے متعلق کیا کسی نے کوئی غلط بات پہنچائی ہے میں نے تو خیر کے سوا کچھ بھی زبان سے نہیں نکالا تھا اس پر سعید بن المسیب نے جواب دیا یہی کیا کم ہے کہ تم نے میرا ذکر بنو مروان سے کیا۔ ابن عساکر کے بیان کے مطابق جو لوگ ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت میں انتقال کر گئے وہ یہ ہیں:

بلال بن سعد

ابن تمیم السکونی ابوعمرو کبار زہاد میں سے تھے' نہایت عبادت گزار اور صائم الدہر تھے انہوں نے اپنے باپ سے روایات بیان کی ہیں جن کو شرف صحبت بھی حاصل رہا تھا۔ اس کے علاوہ ابن عمر وابی الدرداء وغیرہ سے بھی روایات بیان کی ہیں اور خود ان سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں جن میں ابوعمرو اور اوزاعی جیسے لوگ شامل ہیں اوزاعی نے ان کے مواعظ وقصص کی بعض مفید باتیں نقل کی ہیں۔ اوزاعی کا بیان ہے میں نے آج تک ان جیسا واعظ کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ رات

دن میں نماز کی ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے جب ان کو موسم سرما میں نماز پڑھنے میں اونگھ آ جاتی تھی تو یہ کپڑوں سمیت اپنے آپ کو حوض میں گرا لیتے تھے اس پر ان کے بعض احباب ان کو برا بھلا بھی کہتے تھے تو یہ جواب میں کہتے تھے حوض کا پانی میرے لیے نار جہنم سے زیادہ قابل برداشت ہے' ابوزرعۃ الدمشقی کہتے تھے بلال بن سعد بہترین قصہ گو عالم تھے رجاء بن حیوۃ نے ان پر قدریہ ہونے کا الزام لگایا تھا حتیٰ کہ بلال نے ایک روز اپنے وعظ میں کہا تھا اکثر جو لوگ مسرور و مغرور ہوتے ہیں اور اکثر مغرور بے خبر ہوتے ہیں پس بتاہی ہے اس کے لیے جو بے خبر ہے' وہ کھاتا پیتا ہے اور ہنستا رہتا ہے حالانکہ وہ قضائے الٰہی میں دوزخی ہے' افسوس اور تباہی ہے اے انسان تیری روح کے لیے اور تیرے جسم کے لیے لوگوں کو تیری بتاہی و بربادی پر روتے رہنا چاہیے ہمیشہ ہمیشہ۔

ابن عساکر نے کچھ نمونے بلال کے تبلیغ کلمات اور مواعظ حسنہ سے نقل کیے ہیں ہم ذیل میں کچھ کلمات نقل کرتے ہیں' اللہ بندے کے گناہ کی مغفرت کے لیے کافی ہے' اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ہم دنیا سے متنفر اور بے رغبت ہو جائیں مگر ہم دنیا میں اتنے ہی راغب ہوتے جاتے ہیں۔ تمہارا زاہد راغب ہے' تمہارا عالم جاہل اور تمہارا مجتہد کوتاہ اور مقصر ہے' تمہارا اصل دوست اور بھائی وہ ہے جو اللہ کے یہاں تمہارے نصیب کی تمہیں یاددہانی کرائے۔ ایک مرتبہ وعظ میں انہوں نے فرمایا اللہ کا علانیہ دوست اور باطنی طور پر دشمن نہ بنو' اس طرح بباطن شیطان کے دوست اور اپنے نفس اور خواہشات کے غلام اور بہ ظاہر ان کے دشمن نہ بنو' انہوں نے ایک وعظ کے دوران یہ بھی کہا تم دو چیزوں' دو زبانوں والے نہ بنو لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ تم خدا سے ڈرتے ہو تا کہ لوگ تمہاری تعریف کریں اور تمہارے دلوں میں پاپ بھرا ہو۔ لوگو! تم فنا ہونے کے لیے نہیں بلکہ باقی رہنے کے لیے پیدا کیے گئے ہو البتہ تمہیں ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہونا ہے جس طرح تم لوگ اپنے باپ کے صلبوں سے ماں کے رحم میں منتقل ہوئے ہو اور ارحام سے دنیا میں منتقل ہوتے ہو اور دنیا سے قبور میں منتقل ہوتے اور قبور سے مؤلف میں منتقل ہوتے ہو اور پھر وہاں سے جنت یا دوزخ میں منتقل ہوتے ہو۔ ایک وعظ میں انہوں نے کہا اے لوگو! تم دنیا کی تھوڑی سے زندگی میں آخرت کی طویل زندگی کے لیے عمل کرتے ہو اور دار زوال میں رہ کر دار البقاء کی تیاری کرتے ہو اور اس دار الحزن وملال میں دار الخلود والنعم کے لیے عمل کرتے ہو۔ پس جو شخص یقین کی بنا پر عمل نہیں کرتا وہ کوئی نفع حاصل نہیں کرتا ہے اے لوگو! کیا تمہیں کسی مخبر نے خبر دی ہے کہ تمہارا فلاں عمل خدا کے یہاں مقبول ہو گیا ہے یا تمہاری فلاں خطاء اس نے معاف کر دی ہے۔ انہوں نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا کہ ذکر کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک ذکر اللہ کا زبانی ہوتا ہے جو اچھا ہے لیکن جو ذکر حلال وحرام کے وقت اس کا کیا جائے وہ افضل ذکر ہے۔ انہوں نے ایک وعظ کے دوران کہا لوگو! عمل کرنے سے قبل سوچ لیا کرو تمہارا اس عمل سے منشا وارادہ کیا ہے اگر تمہارا عمل خالصتاً لوجہ اللہ ہے تو اس پر وہی عمل قبول کرتے ہیں جو خالصاً اس کی رضا کے لیے کیا جاتا ہے ''اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ'' اس کے بعد انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دینے میں جلد بازی نہیں کرتا وہ اپنی طرف رجوع کرنے والے کی بات قبول کرتا ہے اور اپنے سے پشت پھیرنے والے کو مہلت دیتا رہتا ہے۔

Marfat.com

الجعد بن درہم

یہ پہلا شخص تھا جو خلق قرآن کا قائل تھا۔ بنی امیہ کا آخری فرمانروا مروان الجعدی جو مروان الحمار بھی کہلاتا تھا اسی شخص کی طرف منسوب تھا۔ اس کا شیخ یہی الجعد بن درہم تھا جو اصلاً خراسان کا رہنے والا تھا جس کی بابت مشہور ہے کہ یہ بنی مروان کے غلاموں میں سے تھا' جعد بالعموم دمشق میں رہتا تھا اس کا گھر قلاسین کے قریب گرجا کے جانب واقع تھا۔ ابن عساکر کا بیان ہے جعد نے یہ بدعت بیان ابن سمعان سے سیکھی تھی اور بیان نے اس خیال کو طالوت ابن اخت بن لبید بن اعصم سے اخذ کیا تھا اور بسد نے اس عقیدہ کو اس یمنی یہودی جادوگر سے اخذ کیا تھا جس نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا جعد نے اس خیال کو الجہم بن صفوان الحزری سے لیا تھا جو بلخ میں رہتا تھا اور اکثر مقاتل بن سلیمان کے ساتھ اس کی مسجد میں نماز بھی بڑھتا تھا لیکن اس موضوع پر اس سے مناظرہ بھی کرتا تھا اس کے عقیدہ کی بنا پر اولاً اس کو ترمذ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اس کے بعد جہم کو اصبہان یا مروس مسلم بن اخوز نے قتل کر دیا تھا۔ خلق قرآن کے خیال کو بشر بن المریسی نے جہم سے ہی اخذ کیا تھا اور جہم سے احمد بن ابی داؤد نے لیا تھا۔

جعد نے دمشق میں جہاں وہ مقیم تھا اس خیال کی خوب لوگوں میں اشاعت کی جس کی بنا پر اس کو بنی امیہ نے طلب بھی کیا تھا مگر وہ ان کے خوف سے بھاگ کر کوفہ چلا گیا تھا یہاں اس کی ملاقات جہم بن صفوان سے ہوئی جس نے جعد کے کہنے پر اس کا خیال قبول کر لیا اس کے بعد خالد القسری نے عین عید الاضحیٰ کے دن جعد کو ذبح کر ڈالا جس کی مختصر روداد یہ ہے خالد نے بحیثیت امیر کوفہ جامع مسجد میں خطبہ دیا اور لوگوں سے کہا تم لوگ قربانی کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیاں قبول کرے گا لیکن آج میں جعد کی قربانی کروں گا جس کا خیال یہ ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے اور نہ ان سے ہم کلام ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس مردود کی بکواس سے نہایت بلند و بالا ہے یہ کہہ کر وہ منبر سے اترا اور منبر کے قریب ہی جعد کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ ایک سے زیادہ حفاظ نے کیا ہے جن میں بخاری' ابن ابی حاتم' البیہقی اور عبداللہ بن احمد شامل ہیں۔

اس امر کا ذکر ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بھی کیا ہے اس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جعد بن درہم بار بار وہب بن منبہ کے پاس جاتا تھا اور جب وہ شام کو وہب بن منبہ کے پاس جاتا تھا تو غسل کرتا تھا اور صفات باری تعالیٰ کے متعلق اکثر و بیشتر سوالات کرتا تھا ایک دن وہب نے اس سے کہا اے جعد تیرے اوپر افسوس ہے' ایسے سوالات نہ کیا کر۔ میں تجھے برباد اور ہلاک ہونے والوں میں سمجھتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں یہ خبر نہ دیتا کہ اس کے ہاتھ ہے تو ہم اس کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالتے اسی طرح اگر وہ اپنے لیے سماعت' علم اور کلام وغیرہ کے الفاظ نہ لاتا تو ہم ان امور کے بارہ میں خاموش ہی رہتے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان الفاظ سے اس کی کیا مراد ہے۔ بظاہر یہ الفاظ مجاز کے طور پر استعمال ہوئے ہیں جن سے اس کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوتا

Marfat.com

ہے بہر حال کچھ دنوں بعد ہی جعد کو پھانسی دے دی گئی اور وہ قتل ہو کر کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

۱۲۵ھ

الحافظ ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ ایک حدیث جس کو عبدالملک بن زید نے مصعب بن مصعب سے اور انہوں نے زہری سے اور زہری نے ابی مسلمہ بن عبدالرحمان سے انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے ۱۲۵ھ میں دنیا کی زیب وزینت عروج پر ہوگی' یہی روایت ابویعلی نے اپنی مسند میں ابی کریب سے انہوں نے ابی قدیک سے انہوں نے عبدالملک بن سعید بن زید بن نفیل سے انہوں نے مصعب بن مصعب سے اور انہوں نے الزہری سے بیان کی ہے' لیکن میں کہتا ہوں یہ حدیث غریب اور منکر ہے اور مصعب بن مصعب بن عبدالرحمٰن ابن عوف الزہری نے اس میں کلام کیا ہے اور علی بن الحسین بن الجنید نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے' اس سال النعمان بن یزید بن عبدالملک نے بلاد روم میں الصائفہ کے مقام پر جنگ کا آغاز کیا اور اس سن کے ماہ ربیع الآخر میں امیر المومنین ہشام بن عبدالملک بن مروان کا انتقال ہوا۔

ہشام بن عبدالملک کی سوانح اور وفات کا ذکر

یہ ہشام بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس ہیں یہ ابوالولید القرشی الاموی الدمشقی امیر المومنین ہیں۔ ان کی والدہ ام ہشام بنت ہشام بن اسماعیل المخزومی تھیں۔ دمشق میں ہشام بن عبدالملک کا مکان باب الخواصین کے قریب تھا۔ ان کی خلافت کی بیعت ان کے بھائی یزید بن عبدالملک کے انتقال کے بعد ۱۰۵ھ میں ماہ شعبان میں جمعہ کے دن عمل میں آئی تھی۔ اس وقت ان کی عمر چونتیس سال تھی۔ یہ سرخ سفید رنگ کے خوبصورت آدمی تھے مگر بھینگے تھے' داڑھی پر سیاہ خضاب لگاتے تھے یہ عبدالملک کے چوتھے لڑکے تھے جو خلافت پر متمکن ہوئے' عبدالملک نے خواب میں محراب میں خود کو چار دفعہ پیشاب کرتے دیکھا تو انہوں نے اس کی تعبیر سعید بن المسیب سے دریافت کی تو انہوں نے اس کی تعبیر بتائی کہ ان کی پشت سے چار لڑکے خلافت پر متمکن ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہشام عبدالملک کے لڑکوں میں آخری خلیفہ ہوئے۔

ہشام اپنی خلافت کے دوران بڑے ہوشیار اور محتاط رہے' مال جمع کرنے اور بخل سے کام لینے میں بھی خاص طور مشہور تھے یہ ذکی وذہین شخصیت کے مالک تھے ہر چیز کے حسن وقبح کو پرکھنے کی مہارت رکھتے تھے۔ ان میں بردباری اور وقارت وتمکنت بھی بھی تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک شریف آدمی کو گالی دی اس نے جواب میں خلیفہ سے کہا آپ گالی دیتے ہیں حالانکہ آپ خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہشام بہت شرمندہ ہوا اور کہا تم مجھ سے اسی قسم کی کوئی بات کہہ کر مجھ سے انتقام لے لو۔ اس شخص نے جواب دیا کیا میں بھی تمہاری طرح نادان اور جاہل بن جاؤں۔ اس پر ہشام نے کہا تو پھر اس کا معاوضہ لے لو اس شخص نے جواب دیا میں کوئی معاوضہ بھی نہیں لوں گا اس پر ہشام نے کہا تو خدا کے لیے معاف کر دو' اس شخص نے کہا میں نے تمہیں خدا کے لیے معاف کیا' اس کے بعد ہشام نے عہد کیا کہ آئندہ وہ کبھی' ایسا نہیں کرے گا۔

اصمعی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے ہشام سے ہونے والی گفتگو کو اس طرح سنوایا' ہشام نے ایک شخص سے کہا تم مجھ سے اس
رح گفتگو کرتے ہو حالانکہ میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ ایک مرتبہ ہشام کو ایک شخص پر غصہ آیا تو اس نے اس سے صرف اتنا کہا خاموش
جاؤ ورنہ میں تمہاری کوڑے سے خبر لوں گا۔ علی بن الحسین مروان کے چار ہزار دینار کے مقروض تھے لیکن بنو مروان میں سے کسی
نے علی بن الحسین سے اس کی بابت پوچھ گچھ نہیں کی جب ہشام خلیفہ ہوا تو اس نے ان سے پوچھا مجھ سے قبل تم پر کتنا باقی تھا علی بن
سین نے جواب دیا بہت کچھ جس کا ہم پر احسان ہے ہشام نے جواب دیا جو کچھ بھی تم پر باقی ہے وہ ہم نے چھوڑا لیکن مؤلف کہتا
ے مجھے اس معاملہ میں کچھ کہنا ہے۔ علی بن الحسین کا انتقال ۹۴ھ میں ہو گیا تھا اور وہ ہشام کی خلافت سے گیارہ سال قبل دنیا سے
گئے تھے لہٰذا اس سول وجواب اور قرض کی معافی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے' ہشام خون ریزی کو نہایت برا سمجھتا تھا۔ ہشام کو
بن علی اور ان کے بیٹے یحییٰ کا قتل نہایت ناگوار ہوا تھا اس نے کہا تھا اگر ان دونوں کے قتل کے عوض مجھے اپنی ساری دولت
یت بھی دینا پڑے تو مجھے اس سے بھی دریغ نہیں ہوگا۔ ایک آدمی نے ہشام کے پاس دو پرندے بطور تحفہ بھیجے اس وقت ہشام
پنے تخت کے وسط میں بیٹھا ہوا تھا ہشام نے جب حکم دیا کہ دونوں پرندے گھر میں بھیج دیجیے جائیں تو اس شخص نے کہا مجھے بھی
نے کا کچھ انعام ملنا چاہیے ہشام نے کہا دو پرندوں پر انعام مانگتے ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو اس میں سے ایک پرندہ تم لے لو۔
ل بن شیبہ بیان کرتے ہیں میں ہشام کے پاس پہنچا تو وہ گہرے سبز رنگ کی قبا پہنے ہوئے تھے انہوں نے مجھے خراسان جانے
ہدایت کی لیکن میری نظر ان کی قبا پر ہی تھی۔ ہشام میرا مقصد سمجھ گئے کہنے لگے تمہیں کیا ہوا ہے آخر ٹکٹکی باندھے کیا دیکھ رہے
عقال کہتے ہیں میں نے کہا آپ کی یہ سبز قبا بہت اچھی لگتی ہے' میں نے خلافت سے قبل بھی اس طرح کی قبا آپ کے جسم پر
ی ہے۔ ہشام نے کہا خدا کی قسم میرے پاس اس کے سوا کوئی دوسری قباء نہیں ہے میرے پاس جو کچھ مال ہے وہ تم سب
ں کا ہے عقال کہتے ہیں یہ اگرچہ سچ ہے مگر ہشام کے بخیل ہونے میں بھی شک نہیں۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے ہشام کے میر منشی سالم کے حوالہ سے لکھا ہے جنہوں نے بتایا کہ ایک روز ہشام ایوان خلافت میں آیا
ت مغموم تھا اس موقع پر اس نے ابرش بن الولید کو اپنے پاس بلانے کے لیے کہا اور جب وہ آ گیا تو اس نے کہا امیر المومنین یہ
کیا حال ہو گیا ہے' ہشام نے کہا مجھے پریشانی کیوں نہ ہو اہل نجوم نے کہا ہے میں آج سے تینتیسویں دن ختم ہو جاؤں گا ابرش بن
ید نے کہا ہم نے یہ بات نوٹ کر لی ہے چنانچہ جب اس مدت کی آخری رات آئی تو ہشام کہہ رہا تھا میری دوا لاؤ حالانکہ دوا
سے پہلے ہی اس کے پاس پہنچ چکی تھی بہر حال وہ دوا اس نے کھائی مگر اس کو درد کی سخت تکلیف تھی جو ساری رات رہی' پھر ہشام
حکم دیا سالم تم اپنے گھر جاؤ مجھے اب پہلے سے افاقہ ہے اور دوا بھی میرے پاس موجود ہے' سالم کہتے ہیں وہاں سے چل پڑا اور
گھر پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ لوگوں کی چیخ وپکار کی آواز کانوں میں آئی چنانچہ میں جب پہنچا تو ہشام انتقال کر چکے تھے۔ بعض لوگوں
بیان کیا ہے ہشام نے اپنے بیٹوں پر ایک نظر ڈالی جو اس کے گرد جمع تھے اور رو رہے تھے اس وقت ہشام نے ان سے کہا میں
تمہارے لیے دنیوی راہ ہموار کر دی ہے مگر تم ہو کہ رو رہے ہو میں نے تمہارے لیے بہت کچھ دولت چھوڑی ہے اور جو کچھ حاصل
ہے تمہارے ہی لیے ہے۔ اگر اللہ نے ہشام کو نہ بخشا تو بہت برا انجام ہوگا۔ جب ہشام کا انتقال ہو گیا تو اس کے خزانے سر بمہر

Marfat.com

کر دیئے گئے لیکن جب اس کے نہانے کے لیے پانی گرم کرنے کے لیے کوئلوں کی ضرورت ہوئی تو اس کے لیے پیسے نہ تھے حتیٰ کہ وہ عاریتاً مانگنے گئے۔

ہشام کی وفات اضافہ میں ربیع الآخر ۱۲۵ھ کی پچیس تاریخ کو بدھ کے دن ہوئی اس وقت اس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں ساٹھ سال سے متجاوز ہوگئی تھی ان کی نماز الولید بن یزید نے پڑھائی جو ہشام کے بعد خلیفہ ہوا۔ ہشام کی مدت خلافت ۲۵ سال ایک ماہ تھی۔

مؤلف کہتا ہے جب ہشام بن عبدالملک کا انتقال ہوگیا تو بنی امیہ کی حکومت کا بھی گویا جنازہ نکل گیا اور جہاد وقتال کے معاملات بھی ٹھنڈے پڑ گئے اور بنی امیہ کے معاملات میں ایک گونہ اضطراب وخرابی پیدا ہونے لگی اور اگرچہ ان کی خلافت سات سال تک مزید چلتی رہی مگر اختلافات اور اضطراب بڑھتا ہی رہا حتیٰ کہ بنوعباس نے ان پر خروج کیا اور بنوامیہ کو اقتدار سے بالآخر محروم کر کے ان کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور خلافت پر کلیتاً قابض ہوگئے جس کا تفصیل حال مناسب موقع پر بیان ہوگا۔ انشاء اللہ۔

خدا کا شکر ہے البدایہ والنہایہ جزء نہم کی تکمیل ہوئی اس کے بعد جزء دہم شروع ہوگا جس کا آغاز ولید بن یزید عبدالملک کی خلافت سے ہوگا۔

جلد نہم ختم شد

Marfat.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

اَلبِدَایَۃ وَالنِّھَایَۃ

کا اردو ترجمہ

جلد دہم

۱۲۶ھ سے ۲۴۸ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے جس میں شاہان اسلام کی فتوحات اور سیرت وکردار کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے علاوہ ازیں مشاہیر اسلام میں حضرت امام ابوحنیفہؒ سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ تک کے بے نظیر واقعات ہیں جس سے انسان کی روح جھوم جھوم جاتی ہے۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

Marfat.com

البِدَایۃ والنَھَایۃ

مصنفہ علامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر کے حصہ سوم، چہارم کے اردو ترجمے کے

جملہ حقوق اشاعت وطباعت، تصحیح وترتیب وتبویب قانونی بحق

طارق اقبال گاہندری

مالک نفیس اکیڈیمی کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	تاریخ ابنِ کثیر (جلد دہم)
مصنف	.....	علامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر
ترجمہ	.....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	.....	نفیس اکیڈیمی۔کراچی
طبع اوّل	.....	جون ۱۹۸۸ء
ایڈیشن	.....	آفسٹ
ضخامت	.....	۴۳۲ صفحات
ٹیلیفون	.....	۰۲۱۔۷۷۲۲۰۸۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف

(جلد دہم)

اس وقت ہم قارئین کرام کی خدمت میں ''**البدایہ والنہایہ**'' کی جلد دوم کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں' یہ جلد ۱۲۶ھ سے لے کر ۲۴۸ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے جس میں شاہان اسلام میں سے ولید بن یزید بن عبدالملک' یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان' مروان الحمار' ابوالعباس سفاح' ابوجعفر منصور' مہدی بن منصور' موسیٰ ہادی' ہارون الرشید' امین الرشید' معتصم باللہ' واثق باللہ' متوکل علی اللہ اور محمد المنتصر کے حالات اور ان کے زمانوں کی فتوحات اور ان کی سیرت و کردار کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ابومسلم خراسانی' ابومسلمہ' بابک خرمی' ابن کرمانی' ابوحمزہ خارجی' محمد بن عبداللہ' ابراہیم بن عبداللہ' ابراہیم بن مہدی' امۃ العزیز زبیدہ اور دیگر اہم شخصیات کے حالات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

اور مشاہیر اسلام میں سے حضرت امام ابوحنیفہ' حضرت امام محمد بن حسن' حضرت امام شافعی' حضرت امام مالک' حضرت قاضی ابویوسف' حضرت امام اوزاعی' حضرت ابراہیم بن ادہم' حضرت عبداللہ بن المبارک' حضرت رابعہ عدویہ' حضرت فضیل بن عیاض' حضرت بشر حافی' حضرت ابوسلیمان الدارانی' حضرت ذوالنون مصری' حضرت احمد بن داؤد اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے تعلق باللہ' تقویٰ وطہارت' جوانمردی واستقامت کے ایسے بے نظیر واقعات پیش کیے گئے ہیں کہ جس سے انسان کی روح جھوم جھوم جاتی ہے' اس کے علاوہ ان بزرگوں کے اقوال کو بھی مؤلف نے بڑی دیدہ دری کے ساتھ جمع کیا ہے جن کے مطالعہ سے قلب ونگاہ میں ایک جلاء پیدا ہو جاتی ہے۔

مؤلف نے اس جلد میں ان احادیث کا بھی جائزہ لیا ہے جنہیں بنوامیہ کی حکومت کے خاتمہ اور بنوعباس کی حکومت کے آغاز کے سلسلہ میں پیش کیا جاتا رہا ہے نیز اس میں بغداد کے آثار واخبار' رصافہ' الرافقہ اور قصر خلد کی تعمیر وغیرہ کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں غرض کہ یہ جلد اسلام کے سنہری دور کے حالات پر مشتمل ہے جہاں اس کے مطالعہ سے مسلمان قوم کی قوت وسطوت اور شان وشوکت کا علم حاصل ہوتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے اس قوم پر زوال کے سایے کیسے دراز ہوئے اور وہ کون

Marfat.com

سے عوامل واسباب تھے جنہوں نے اس قوم کو ثریہ سے ثریٰ پر دے مارا۔

نفیس اکیڈمی کے مالک جناب چوہدری طارق اقبال صاحب گاہندری ملت اسلامیہ کے وہ مایہ ناز سپوت ہیں جنہوں نے ''**البدایہ والنہایہ**'' جیسی کتاب جو چودہ جلدوں پر مشتمل ہے کے ترجمہ واشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے اور اسلام کے اس ورثہ کو جو مدتوں سے نگاہوں سے اوجھل تھا' مسلمان قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے' حقیقت میں یہ ملت اسلامیہ پر ایک بہت بڑا احسان ہے' اس کی صحیح معنوں میں قدر ہونی چاہیے اور اہل علم حضرات کو ان سے بھرپور تعاون کرنا چاہیے تا کہ وہ ورثہ اسلام کو آپ کی زبان میں آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کا حامی وناصر اور معین ومددگار ہو۔ (آمین)

والسلام

اختر فتح پوری

۲۷/۱۰/۸۷

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت	۹
2	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۱۲
3	محمد بن علی	۱۲
4	یحییٰ بن زید	۱۳
5	ولید بن یزید بن عبدالملک کا قتل اور اسکے حالات	۱۳
6	اس کا قتل اور اس کی حکومت کا زوال	۱۴
7	یزید بن ولید ناقص کا' ولید بن یزید کو قتل کرنا	۱۶
8	یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کی خلافت	۲۰
9	یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان	۲۵
10	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۷
11	خالد بن عبداللہ بن یزید	۲۷
12	مروان الحمار دمشق آنا اور خلافت سنبھالنا	۳۳
13	ابو مسلم خراسانی کے ظہور کا آغاز	۴۲
14	ابن کرمانی کا قتل	۴۴
15	شیبان بن سلمہ حروری کا قتل	۴۷
16	ابوحمزہ خارجی کے مدینہ نبویہ میں داخل ہونے اور اس پر قابض ہو جانے کا بیان	۴۷
17	امام ابراہیم بن محمد کے قتل کا بیان	۵۳
18	ابوالعباس سفاح کے حالات	۵۴
19	مروان بن محمد کا قتل	۵۶
20	مروان کے قتل کا بیان	۵۸
21	مروان الحمار کے مختصر حالات	۶۱
22	بنوامیہ کی حکومت کے خاتمہ اور بنوعباس کی حکومت کے آغاز کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث نبویہ	۶۳
23	ابوالعباس سفاح کی خلافت کا استحکام اور اپنے دور خلافت میں اس کی سیرت حسنہ	۶۸
24	اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر	۷۲
25	مروان بن محمد بن مروان الحکم	۷۲
26	ابوسلمہ حفص بن سلیمان	۷۲
27	بنوعباس کے پہلے خلیفہ ابوالعباس سفاح کے حالات	۷۵
28	ابوجعفر منصور کی خلافت	۷۹
29	عبداللہ بن علی کی اپنے بھتیجے منصور کے خلاف بغاوت	۸۰
30	ابو مسلم خراسانی کا قتل	۸۱
31	ابو مسلم خراسانی کے حالات	۸۶
32	محمد بن عبداللہ بن حسن کا قتل	۱۱۰
33	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا خروج	۱۱۱
34	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے بصرہ میں خروج کرنے کا بیان	۱۱۶
35	اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر	۱۲۰
36	اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر و اعیان	۱۲۱
37	بغداد کے آثار و اخبار کا بیان	۱۲۷
38	بغداد کی خوبیاں اور برائیاں اور اس بارے میں ائمہ کی روایات	۱۲۸
39	حضرت امام ابوحنیفہؒ کے حالات	۱۳۳
40	رصافہ کی تعمیر	۱۳۶
41	اشعب الطامع	۱۳۹
42	الرافقہ کی تعمیر	۱۴۱
43	حمادالراویہ	۱۴۲

Marfat.com

44	امام اوزاعی کے حالات	۱۴۴
45	منصور کے حالات	۱۵۱
46	منصور کی اولاد	۱۵۹
47	مہدی بن منصور کی خلافت	۱۵۹
48	موسیٰ ہادی کی بیعت	۱۶۲
49	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۱۶۶
50	ابودلامہ	۱۶۶
51	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۱۶۷
52	حضرت ابراہیم بن ادہم	۱۶۷
53	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۱۸۴
54	مہدی کے حالات	۱۸۷
55	موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت	۱۹۳
56	ہادی کے کچھ حالات	۱۹۶
57	اس کے اقوال	۱۹۶
58	ہارون الرشید بن مہدی کی خلافت	۱۹۷
59	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۱۹۹
60	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۰۴
61	شعوانہ عابدہ وزاہدہ	۲۰۴
62	لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفہمی	۲۰۴
63	المنذر بن عبداللہ المنذر القرشی	۲۰۵
64	اسماعیل بن محمد	۲۱۳
65	حماد بن زید	۲۱۳
66	حضرت امام مالک	۲۱۳
67	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۱۵
68	اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری	۲۱۵
69	حسان بن ابی سنان	۲۱۵
70	عافیہ بن یزید	۲۱۶
71	سیبویہ	۲۱۶
72	عفیرہ عابدہ	۲۱۷
73	حسن بن قحطبہ	۲۱۸
74	حضرت عبداللہ بن المبارک	۲۱۸
75	مفضل بن فضالہ	۲۱۹
76	یعقوب تائب	۲۲۰
77	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۲۱
78	معن بن زائدہ	۲۲۱
79	قاضی ابو یوسف یعقوب بن داؤد بن طہمان	۲۲۱
80	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۲۵
81	علی بن الفضیل بن عیاض	۲۲۵
82	محمد بن صبیح	۲۲۵
83	موسیٰ بن جعفر	۲۲۵
84	ہاشم بن بشیر بن ابی حازم	۲۲۶
85	یحییٰ بن زکریا	۲۲۶
86	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۲۷
87	احمد بن الرشید	۲۲۷
88	عبداللہ بن مصعب	۲۲۸
89	عبداللہ بن عبدالعزیز العمری	۲۲۸
90	محمد بن یوسف بن معدان	۲۲۸
91	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۲۹
92	عبدالصمد بن علی	۲۲۹
93	حضرت رابعہ عدویہ	۲۳۰
94	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۳۱
95	سلم الخاسر شاعر	۲۳۱
96	عباس بن محمد	۲۳۲
97	یقطین بن موسیٰ	۲۳۲
98	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۳۹
99	جعفر بن یحییٰ	۲۳۹
100	ایک عجیب واقعہ	۲۴۳
101	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۴۴

Marfat.com

102	حضرت فضیل بن عیاض	۲۴۴
103	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۴۷
104	ابواسحاق فزاری	۲۴۷
105	ابراہیم موصلی	۲۴۷
106	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۴۸
107	علی بن حمزہ کسائی	۲۴۸
108	حضرت محمد بن حسن بن زفر	۲۴۹
109	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۵۰
110	سعدون مجنون	۲۵۰
111	عبیدہ بن حمید	۲۵۱
112	یحییٰ بن خالد بن برمک	۲۵۱
113	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۵۴
114	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۵۵
115	اسماعیل بن جامع	۲۵۵
116	بکر بن النطاح	۲۵۶
117	عبداللہ بن ادریس	۲۵۶
118	صعصعہ بن سلام	۲۵۷
119	علی بن ظبیان	۲۵۷
120	عباس بن احنف	۲۵۸
121	عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور	۲۵۹
122	فضل بن یحییٰ	۲۵۹
123	محمد بن امیہ	۲۶۱
124	منصور بن الزبرقان	۲۶۱
125	یوسف بن قاضی ابو یوسف	۲۶۲
126	رشید کی وفات	۲۶۲
127	اس کے حالات	۲۶۳
128	اس کی بیویوں، بیٹوں اور بیٹیوں کا حال	۲۷۳
129	محمد امین کی خلافت	۲۷۳
130	امین اور مامون کا اختلاف	۲۷۴
131	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۷۵
132	اسماعیل بن علیہ	۲۷۵
133	محمد بن جعفر	۲۷۵
134	ابوبکر بن العیاش	۲۷۵
135	سالم بن سالم ابو بحر بلخی	۲۷۷
136	عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی	۲۷۷
137	ابوالنصر الجہنی، نیم پاگل	۲۷۷
138	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۲۷۹
139	اسحاق بن یوسف ازرق	۲۷۹
140	بکار بن عبداللہ	۲۷۹
141	ابونواس شاعر	۲۷۹
142	امین کی معزولی کا سبب، نیز اس کے بھائی مامون کو خلافت کیسے ملی؟	۲۸۹
143	قاضی حفص بن غیاث	۲۹۱
144	ابوشیص شاعر	۲۹۱
145	اس کے قتل کا حال	۲۹۴
146	اس کے مختصر حالات	۲۹۵
147	عبداللہ مامون الرشید کی خلافت	۲۹۸
148	اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا	۳۰۲
149	اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کو معزول کرنا	۳۰۵
150	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۳۰۵
151	علی بن موسیٰ	۳۰۵
152	آپ کے اشعار	۳۰۵
153	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۳۰۷
154	امام ابوعبداللہ، محمد بن ادریس شافعی	۳۰۷
155	ابوسلیمان الدرانی	۳۱۱
156	یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور	۳۱۹
157	سیدہ نفیسہ کی وفات	۳۲۰
158	فضل بن ربیع	۳۲۱

Marfat.com

159	دلہن بوران	۳۲۳
160	مشہور شاعر ابوالعتاصیہ کی وفات	۳۲۴
161	العکوک شاعر	۳۲۶
162	احمد بن یوسف بن القاسم بن صبیح	۳۲۸
163	ابومحمد عبداللہ بن اعین بن لیث بن رافع مصری	۳۲۸
164	ابوزید انصاری	۳۲۹
165	رشید کی عم زادی اور بیوی زبیدہ	۳۳۲
166	پہلی آزمائش اور فتنہ کا بیان	۳۳۲
	باب	۳۳۵
167	عبداللہ مامون	۳۳۶
168	معتصم باللہ ابواسحاق بن ہارون کی خلافت	۳۴۳
169	اس سال میں وفات پانے والے اعیان	۳۴۴
170	بشر المریسی	۳۴۴
171	ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب مغافری	۳۴۴
172	بابک کی گرفتاری کا بیان	۳۴۶
173	معتصم کے ہاتھوں عموریہ کی فتح	۳۴۹
174	عباس بن مامون کا قتل	۳۵۲
175	ابراہیم بن مہدی بن منصور	۳۵۵
176	حضرت ابوعبید القاسم بن سلام بغدادی	۳۵۶
177	سعید بن مسعدہ	۳۵۸
178	الجرمی نحوی	۳۵۸
179	ابودلف عجلی	۳۵۹
180	معتصم باللہ کے حالات	۳۶۱
181	ہارون الواثق بن المعتصم کی خلافت	۳۶۳
182	مشہور درویش حضرت بشر حافی کی وفات	۳۶۳
183	آپ کے اقوال	۳۶۳
184	ابوتمام طائی شاعر	۳۶۵
185	عبداللہ بن طاہر بن حسین کی وفات	۳۶۹
186	خلیفہ واثق بن محمد المعتصم کی وفات	۳۷۶
187	متوکل علی اللہ جعفر بن معتصم کی خلافت	۳۷۹
188	اسحاق بن ماہان	۳۸۴
189	احمد بن عاصم انطاکی	۳۸۷
190	آپ کے بہترین اقوال	۳۸۸
191	احمد بن ابی داؤد کے حالات	۳۸۹
192	سحنون مالکی مؤلف المدونہ	۳۹۳
193	حضرت امام احمد بن حنبل	۳۹۶
194	آپ کا تقویٰ اور زہد وتقشف	۳۹۹
195	ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان	۴۰۳
196	ائمہ اہل سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا ملخص	۴۰۴
197	معتصم کے سامنے آپ کو مارنے کا بیان	۴۰۵
198	ائمہ کا حضرت امام احمد بن حنبل کی تعریف کرنا	۴۱۰
199	آزمائش کے بعد حضرت امام احمد کا حال	۴۱۲
200	حضرت امام احمد بن حنبل کی وفات	۴۱۶
201	آپ کے متعلق دیکھے جانے والے خوابوں کا بیان	۴۱۹
202	ابوحسان الزیادی	۴۲۰
203	ابراہیم بن عباس	۴۲۱
204	نجاح بن مسلمہ	۴۲۳
205	ابن الراوندی	۴۲۴
206	حضرت ذوالنون مصری	۴۲۴
207	دعبل بن علی	۴۲۵
208	احمد بن الحواری	۴۲۵
209	آپ کے اقوال	۴۲۶
210	متوکل علی اللہ کے حالات	۴۲۷
211	محمد المنتصر بن المتوکل کی خلافت	۴۲۹
212	ابوعثمان مازنی نحوی	۴۳۰
213	اس کے بہترین اقوال	۴۳۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

البداية والنهاية (جلد دہم)

ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت

واقدی کا بیان ہے کہ ولید کی بیعت خلافت اس کے چچا ہشام بن عبدالملک کی وفات کے روز ۶ ربیع الاول ۱۲۵ھ کو بدھ کے روز ہوئی اور ہشام الکلبی کا بیان ہے کہ اس کی بیعت ربیع الآخر میں ہفتہ کے روز ہوئی اور اس وقت اس کی عمر ۳۴ سال تھی اور اس کے حکمران بننے کا سبب یہ تھا کہ اس کے باپ یزید بن عبدالملک نے اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو امیر مقرر کیا تھا۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے ولید کو مقرر کیا تھا۔ پس جب ہشام حکمران بنا تو اس نے اپنے اس بھتیجے ولید کی عزت افزائی کی حتیٰ کہ اس پر شراب نوشی برے ہم نشینوں اور لہو ولعب کی مجالس نے غلبہ پالیا۔ ہشام نے اسے ان باتوں سے روکنا چاہا اور اس نے ۱۱۶ھ میں اسے امیر حج مقرر کر دیا اور وہ اپنے چچا سے خفیہ طور پر شکاری کتے بھی اپنے ساتھ لے گیا' کہتے ہیں کہ وہ انہیں صندوقوں میں ڈال کر لے گیا اور ان میں سے ایک صندوق جس میں کتا تھا گر پڑا اور اس نے اس کی آواز سنی تو انہوں نے اسے اونٹوں پر لاد دیا تو اس نے اس سے روک دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ولید نے کعبہ کی مقدار کے برابر ایک خیمہ بنایا اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس خیمہ کو کعبہ کی سطح کے اوپر نصب کرے گا اور وہ اور اس کے احباب وہاں بیٹھیں گے اور وہ اپنے ساتھ شراب اور لہو ولعب کے آلات اور دیگر ناپسندیدہ چیزیں بھی لے گیا اور جب وہ مکہ پہنچا تو وہ کعبہ کی چھت پر بیٹھنے اور لوگوں کے اعتراضات کے خوف کے باعث اپنے ارادے پر عمل کرنے سے ڈر گیا اور جب اس کے چچا کو اس کے بارے میں ان باتوں کا یقین ہو گیا تو اس نے اسے کئی بار منع کیا مگر وہ باز نہ آیا اور اپنی بری حالت اور برے افعال پر قائم رہا پس اس کے چچا نے اسے خلافت سے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا اور کاش وہ ایسا کرتا اور یہ کہ وہ اس کے بعد مسلمہ بن ہشام کو حکمران بنا دے اور امراء کی ایک جماعت اور اس کے ماموؤں اور اہل مدینہ اور دیگر لوگوں نے اس کی اس بات کو قبول کر لیا اور کاش یہ بات تکمیل کو پہنچتی لیکن وہ اس کام کو ٹھیک طور پر نہ کر سکا حتیٰ کہ ہشام نے ایک روز ولید سے کہا تو ہلاک ہو جائے خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ تو اسلام پر قائم بھی ہے یا نہیں' بلاشبہ اس نے بے خوف اور بے پرواہ ہو کر ہر برائی کا ارتکاب کیا تو ولید نے اسے لکھا:

''اے وہ شخص جو ہمارے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے' میرا دین ابو شاکر کے دین پر ہے ہم اسے کبھی خالص اور گرم پانی کے ساتھ اور کبھی نیم گرم پانی کے ساتھ پیتے ہیں''

پس ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر غضب ناک ہوگیا اور وہ وہ ابوشاکر کے نام سے موسوم تھا اور اسے کہنے لگا تو یزید بن ولید کی مانند بنتا ہے اور میں تجھے خلافت تک لے جانا چاہتا ہوں اور اس نے اسے ۱۱۹ھ میں امیر حج بنا کر بھیجا اور اس نے زہد و وقار کا اظہار کیا اور مکہ اور مدینہ میں اموال تقسیم کیے تو اہل مدینہ کے غلام نے کہا:

''اے وہ شخص جو ہمارے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے ہم ابوشاکر کے دین پر ہیں جو کم سو گھوڑوں کو رسوں سمیت بخش دیتا ہے اور وہ زندیق اور کافر نہیں ہے''۔

اور ولید کے فواحش و منکرات کے ارتکاب کے باعث ہشام اور ولید بن یزید کے درمیان سخت رنجش پیدا ہوگئی اور ہشام ان سے بگڑ گیا اور اس نے اسے معزول کرنے اور اپنے بیٹے مسلمہ کو ولی عہد بنانے کا عزم کرلیا۔ پس ولید اسے چھوڑ کر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ نازیبا مراسلت کرنے لگے اور ہشام اسے سخت ڈرانے دھمکانے لگا اور اس کی مسلسل یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ ہشام فوت ہوگیا اور ولید صحرا ہی میں تھا اور جس رات کی صبح کو وہ آیا وہ ردائے خلافت زیب تن کیے ہوئے تھا اور اس شب کو ولید کو بہت اضطراب تھا اور اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو ہلاک ہو جائے آج شب میں بہت مضطرب ہوں سوار ہو جا' شاید ہم خوش ہو جائیں' پس وہ دو میل تک ہشام کے متعلق اور جو اس سے تہدید و عہد کے خطوط اسے لکھے تھے ان کے بارے میں گفتگو کرتے چلے گئے پھر انہوں نے دور سے شور و شغب اور گرد و غبار کو دیکھا پھر ایلچیوں سے اس بات کا پتہ چلا کہ وہ اسے حکمران بنانا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا تو ہلاک ہو جائے یہ ہشام کے ایلچی ہیں' اے اللہ! ہمیں ان سے بھلائی عطا کر اور جب ایلچی اس کے نزدیک آئے اور انہوں نے اسے دیکھا تو وہ زمین پر پاپیادہ چلنے لگے اور انہوں نے آ کر اسے سلام خلافت کیا تو وہ حیران ہو کر کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ کیا ہشام فوت ہوگیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' اس نے پوچھا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا دیوان الرسائل کے افسر سالم بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے اسے خط دیا جسے اس نے پڑھا پھر اس نے ان سے لوگوں کے حالات دریافت کیے اور یہ کہ اس کے چچا ہشام نے کیسے وفات پائی ہے انہوں نے اسے بتایا تو اس نے فوری طور پر ہشام کے ان اموال و ذخائر کی حفاظت کے متعلق خط لکھا جو رصافہ میں تھے اور کہنے لگا:

''کاش میں زندہ رہتا حتیٰ کہ وہ اپنے پیمانے کو بھرا ہوا دیکھتا۔ ہم نے اسے اسی صاع کے ساتھ ماپ کر دیا ہے جس سے اس نے ماپا ہے اور ہم نے اسے ایک انگلی بھی کم نہیں دیا اور ہم نے یہ کوئی نیا کام نہیں کیا اور قرآن نے یہ سب کچھ میرے لیے جائز قرار دیا ہے''۔

اور زہری ہشام کو ولید کی معزولی کی ترغیب دیا کرتا تھا اور اس معاملے میں اسے برانگیختہ کیا کرتا تھا اور ہشام لوگوں میں رسوائی کے خوف سے اس بات سے رکتا تھا نیز اس لیے کہ اس کی وجہ سے فوجوں کے دلوں میں بگاڑ نہ پیدا ہو جائے اور ولید زہری کی اس حرکت کو سمجھتا تھا اور اس سے بغض رکھتا تھا اور اسے ڈراتا دھمکاتا رہتا تھا اور زہری اسے کہتا تھا اے فاسق خدا تجھے مجھ پر مسلط نہیں کرے گا۔ پھر زہری ولید کی حکومت سے قبل ہی فوت ہوگیا پھر ولید اپنے چچا کو چھوڑ کر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور وہیں رہا حتیٰ کہ وہ فوت ہوگیا۔ پس اس نے اپنے چچا کے اموال کی محافظت کی' پھر جلدی سے صحرا سے سوار ہو کر دمشق گیا اور عمال کو مقرر کیا

Marfat.com

اور آفاق سے اس کے پاس لوگوں کی بیعت آ گئی اور وفود بھی اس کے پاس آئے اور مروان بن محمد جو اس وقت آرمینیا کا نائب تھا نے اسے خط لکھا جس میں اسے اس بات کی مبارکباد دی کہ اللہ نے اسے اپنے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے اور اپنے ممالک پر اسے اختیار دیا ہے اس نے اسے ہشام کی موت پر اور اس پر کامیابی حاصل کرنے اور اس کے اموال وذخائر پر متصرف ہونے پر بھی مبارکباد دی اور اس نے اسے یہ بھی بتایا کہ اس نے اپنے علاقے میں اس کے لیے ازسرنو بیعت لی ہے اور لوگ اس سے بہت خوش ہوئے ہیں اور اگر سرحد کے بارے میں اسے خدشہ نہ ہوتا تو وہ اس پر نائب مقرر کر کے اور سوار ہو کر اس کے دیدار سے شاد کام ہوتا۔ پھر ولید نے بظاہر لوگوں میں اچھی روش اختیار کی اور ہر اپاہج' مجذوم اور اندھے کو ایک خادم دینے کا حکم دیا اور اس نے مسلمانوں کے عیال کے لیے بیت المال سے خوشبوئیں اور تحائف نکالے اور لوگوں کے عطیات میں اضافہ کر دیا خصوصاً اہل شام اور وفود کے عطیات میں اضافہ کیا اور وہ قابل تعریف سخی اور بہت اچھا شاعر تھا' اس نے کبھی بھی سوال کرنے پر ''نہ'' نہیں کہا۔

وہ اپنے اشعار میں اپنی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اگر مجھے رکاوٹیں نہ روکیں تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ عنقریب تم سے دور ہو جائیں گی اور عنقریب تمہیں دوسرا پھل اور اضافہ بھی اکٹھا مل جائے گا اور میری طرف سے عطیات بھی ملیں گے تمہارا رجسٹر اور عطیہ محفوظ ہے جسے کاتب ایک ماہ تک لکھتے اور طبع کرتے رہتے ہیں''۔

اور اسی سال ولید نے اپنے بیٹے الحکم اور پھر عثمان کے لیے بیعت لی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہوں گے اور اس نے عراق وخراسان کے امیر یوسف بن عمر کی طرف بیعت کا پیغام بھیجا اور اس نے اسے خراسان کا نائب نصر بن سیار کے پاس بھیج دیا اور اس کے متعلق نصر نے ایک زبردست لمبی تقریر کی جسے مکمل طور پر ابن جریر نے بیان کیا ہے اور مشارق ومغارب کے ممالک میں ولید کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے بعد اس کے دونوں بیٹوں کی اطراف میں بیعت لی گئی اور ولید نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ خراسان کا باختیار امیر ہے پھر یوسف بن عمر ولید کے پاس آیا تو اس سے مطالبہ کیا کہ وہ خراسان کی حکومت کو اسے واپس دے دے تو اس نے اسے واپس کر دیا اور اس کی پوزیشن وہی ہو گئی جو ہشام کے زمانے میں تھی اور یہ کہ نصر بن سیار اور اس کے نائبین اس کے ماتحت ہوں گے۔ اس موقع پر یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ اپنے اہل وعیال کا ایک وفد امیر المومنین کے پاس بھیجے اور بکثرت ہدایا اور تحائف بھی اپنے ساتھ لے جائے۔

پس نصر بن سیار نے ایک ہزار غلاموں اور ایک ہزار لونڈیوں اور بہت سے سونے چاندی کے لوٹوں اور دیگر تحائف کو گھوڑوں پر لادا اور ولید نے اسے لکھا کہ وہ جلدی سے جائے اور اس سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ستار' بربط' گلوکارائیں اور سبک رفتار ترکی گھوڑے اور دیگر آلات طرب وعیش بھی لے جائے۔ پس لوگوں نے اس کی اس بات کو ناپسند کیا اور اسے بھی ناپسند کیا اور نجومیوں نے نصر بن سیار سے کہا بلاشبہ عنقریب شام میں فتنہ برپا ہونے والا ہے' پس وہ چلنے میں دیر کرنے لگا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ ایلچیوں نے اسے آ کر بتایا کہ خلیفہ ولید قتل ہو گیا ہے اور شام میں لوگوں کے درمیان بڑا فتنہ پیدا ہو گیا ہے تو وہ تمام سامان سمیت ایک شہر میں جا کر اقامت پذیر ہو گیا اور اسے اطلاع ملی کہ یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے اور حالات

Marfat.com

خراب ہو گئے ہیں اور یہ سب کچھ خلیفہ کے قتل ہونے کے باعث ہوا تھا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اسی سال ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو مکہ' مدینہ اور طائف کا گورنر بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہ ہشام بن اسماعیل مخزومی کے بیٹوں ابراہیم اور محمد کو ذلیل کر کے مدینہ میں ٹھہرائے کیونکہ وہ ہشام کے ماموں ہیں پھر وہ ان دونوں کو عراق کے نائب یوسف بن عمر کے پاس بھیج دے۔ سو اس نے اس دونوں کو اس کے پاس بھیج دیا اور وہ مسلسل انہیں عذاب دیتا رہا حتیٰ کہ وہ مر گئے اور اس نے ان دونوں سے بہت سے اموال لے لیے اور اسی سال میں اس نے یوسف بن محمد بن یحییٰ بن سعید انصاری کو مدینہ کا قاضی بنایا اور اسی سال میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی کے ساتھ اہل قبرص کی طرف فوج روانہ کی اور کہا انہیں اختیار دے دو جو چاہے شام کی طرف چلا جائے اور جو چاہے روم کی طرف چلا جائے۔ پس ان میں سے کچھ لوگوں نے شام میں مسلمانوں کی ہمسائیگی اختیار کر لی اور کچھ لوگ بلاد روم کی طرف چلے گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل سیر کے قول کے مطابق اس سال میں سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم' لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب نے محمد بن علی سے ملاقات کی اور اسے ابو مسلم کا واقعہ سنایا۔ اس نے پوچھا کیا وہ آزاد ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا اس کا اپنا خیال ہے کہ وہ آزاد ہے اور اس کے آقا کا خیال ہے کہ وہ اس کا غلام ہے' پس انہوں نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اور محمد بن علی کو انہوں نے دو لاکھ درہم اور تیس ہزار کی پوشاکیں دیں اور اس نے کہا شاید تم اس سال کے بعد مجھے نہیں ملو گے پس اگر میں مر جاؤں تو ابراہیم بن محمد یعنی اس کا بیٹا تمہارا آقا ہو گا بلاشبہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اور محمد بن علی اس سال کے ماہ ذوالقعدہ میں اپنے باپ کے سات سال بعد فوت ہو گیا اور اسی سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل ہو گیا اور اس سال مکہ مدینہ اور طائف کے امیر یوسف بن محمد ثقفی نے لوگوں کو جمع کروایا اور عراق کا یوسف بن عمر تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا اور وہ وفود کے ساتھ امیر المومنین ولید بن یزید کی جانب ہدایا و تحائف کے ساتھ جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا مگر ولید اس کی ملاقات سے پہلے ہی قتل ہو گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے عیان

محمد بن علی:

ابن عبداللہ بن عباس ابو عبداللہ المدنی جو سفاح اور منصور کا باپ تھا اس نے اپنے باپ اور دادا حضرت سعید بن جبیر اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اس نے ایک جماعت سے روایت کی جس میں اس کے دونوں بیٹے جو خلیفہ ہیں یعنی ابوالعباس عبداللہ السفاح اور ابو جعفر عبداللہ المنصور بھی شامل ہیں اور حضرت محمد بن الحنیفہ نے اپنے بعد اس کے لیے امارت کی وصیت کی تھی اور آپ کے پاس اخبار کا علم بھی تھا پس آپ نے اسے بشارت دی کہ عنقریب تیرے بیٹوں کو خلافت ملے گی اور اس نے ۸۷ھ میں اپنی طرف دعوت دی اور دن بدن اس کا معاملہ بڑھتا گیا حتیٰ کہ اس سال میں اس کی وفات ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد والے سال میں ۳۳ سال کی عمر میں ہوئی اور وہ بڑا خوبصورت تھا اور اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کے لیے امارت کی وصیت کی مگر اس کے بیٹے سفاح کے لیے حکومت مضبوط ہو گئی پس اس نے ۱۳۲ھ

Marfat.com

میں بنی امیہ سے حکومت چھین لی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

یحییٰ بن زید:

ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب جب ۱۲۱ھ میں اس کا باپ زید قتل ہوگیا تو یحییٰ بلخ میں الحریش بن عمرو بن داؤد کے پاس مسلسل روپوش رہا یہاں تک کہ ہشام فوت ہوگیا اس موقع پر یوسف بن عمرو نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ اسے یحییٰ بن زید کے بارے میں اطلاع دے تو نصر بن سیار نے عقیل بن معقل العجلی کے ہاتھ بلخ کے نائب کو خط لکھا جس نے الحریش کو بلا کر اسے چھ سو کوڑوں کی سزا دی مگر اس نے اس کے متعلق کچھ نہ بتایا اور الحریش کے بیٹوں نے آ کر انہیں اس کے متعلق بتا دیا تو وہ بیٹھ گیا اور نصر بن سیار نے یہ بات یوسف کو لکھ بھیجی اور اس نے یزید بن ولید کو اس کی اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیج دیا اور ولید نے نصر بن سیار کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ اسے قید خانے سے رہا کر دے اور اسے اس کے اصحاب کے ساتھ اس کے پاس بھیج دے۔ پس اس نے انہیں رہا کر دیا اور انہیں دمشق کی طرف بھجوا دیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ نصر نے اس سے خیانت محسوس کی اور اس نے اس کی طرف دس ہزار کا لشکر بھیجا اور یحییٰ بن یزید سے انہیں شکست دی حالانکہ اس کے ساتھ صرف ستر جوان تھے اور اس نے ان کے امیر کو قتل کر دیا اور ان سے بہت سے اموال چھین لیے پھر اس کے پاس ایک اور لشکر آیا جس نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اس کے سب اصحاب کو بھی قتل کر دیا۔

۱۲۶ھ

ولید بن یزید بن عبدالملک کا قتل اور اس کے حالات

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم' ابوالعباس اموی دمشقی' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کی بیعت خلافت اس کے چچا ہشام کے بعد گزشتہ سال ہوئی کیونکہ اس کے باپ نے اس کا عہد کیا ہوا تھا اور اس کی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف ثقفی تھی اور اس کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۹۲ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۸۷ھ میں ہوئی ہے اور یہ جمعرات کے روز جب کہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کی دو راتیں باقی تھیں' قتل ہوگیا اور اس کے قتل کے باعث لوگوں میں بڑا فتنہ پیدا ہوا اور یہ اپنے فسق وفجور کی وجہ سے قتل ہوا اور بعض کا قول ہے کہ اپنی بداعتقادی کی وجہ سے قتل ہوا اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابوالمغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ابن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی وغیرہ نے عن الزہری عن سعید بن المسیب عن عمر بن الخطاب نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا حضرت نبی کریم ﷺ کی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ولید رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم نے فراعین کے نام پر اس کا نام رکھا ہے اور وہ ایسا ہی ہوگا۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جسے ولید کہا جائے اور جس قدر فرعون اپنی قوم کے لیے مفسد تھا وہ اس کی نسبت کہیں بڑھ کر اس امت کے لیے مفسد ہوگا''۔

Marfat.com

حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اسے ولید بن مسلم، معقل بن زیاد، محمد بن کثیر اور بشر بن بکر نے بحوالہ اوزاعی روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کے اسناد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور اسے مرسل بیان کیا ہے اور ابن کثیر نے حضرت سعید بن المسیب کا ذکر نہیں کیا، پھر اس نے اس کے تمام طرق کو اس کے اسانید والفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور بیہقی سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسے مرسل حسن کہا ہے پھر انہوں نے محمد کے طریق سے عن محمد بن عمر بن عطاء عن زینب بنت ام سلمہ عن امہا بیان کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میرے پاس آل مغیرہ کا ایک لڑکا ولید نام موجود تھا۔ آپؐ نے دریافت کیا اے ام سلمہ یہ کون ہے؟ حضرت ام سلمہؓ نے کہا یہ ولید ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ولید کو اچھا بنا لیا ہے اس کے نام کو تبدیل کر دو بلاشبہ عنقریب اس امت میں ایک فرعون ہوگا جسے ولید کہا جائے گا۔

اور ابن عساکر نے عبداللہ بن محمد مسلم کی حدیث سے روایت کی ہے کہ محمد بن غالب انطاکی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلیمان بن ابی داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ صدقہ نے عن ہشام بن الغفار عن مکحول عن ابی ثعلبہ الخشنی عن ابی عبیدۃ بن الجراح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''یہ حکومت مسلسل انصاف پر قائم رہے گی حتی کہ بنی امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا''۔

اس کا قتل اور اس کی حکومت کا زوال:

یہ شخص اعلانیہ فواحش کا ارتکاب کرتا تھا اور ان پر مصر تھا اور محارم الٰہیہ کی بے حرمتی کرنے والا تھا، کسی معصیت سے نہیں رکتا تھا اور بسا اوقات بعض نے اس پر زندقت اور بے دینی کی تہمت بھی لگائی ہے واللہ اعلم۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاعر، بے حیا اور معاصی کا مرتکب تھا۔ وہ کسی گناہ سے باز نہیں رہتا تھا اور نہ خلافت سے قبل اور نہ اس کے بعد کسی سے شرم محسوس کرتا تھا۔

روایت ہے کہ اس کا بھائی مہران بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس کے قتل کے بارے میں چغلی کی تھی اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بہت شراب نوش اور بے حیا فاسق تھا اور اس نے میرے نافرمان نفس کو برانگیختہ کیا اور المعانی بن زکریا نے عن ابن وردید عن ابی حاتم المعتمی نے بیان کیا ہے کہ ولید نے ایک خوبصورت نصرانی عورت کو دیکھا جس کا نام سفری تھا اور اس نے اسے پسند کر لیا اور اس نے اسے گناہ کی ترغیب دینے کے لیے آدمی بھیجا مگر اس نے اس کی بات نہ مانی پس اس نے اس سے اصرار کیا اور اس سے عشق کرنے لگا مگر وہ رام نہ ہوئی۔ اتفاق سے نصاریٰ اپنی ایک عید کے لیے اپنے ایک گرجا میں جمع ہوئے تو ولید بھی وہاں ایک باغ میں چلا گیا اور بھیس بدل لیا اور ظاہر کیا کہ وہ پاگل ہے۔ پس عورتیں اس گرجا سے نکل کر اس باغ کی طرف آئیں اور انہوں نے اسے دیکھ کر اسے گھیر لیا اور وہ سفری سے گفتگو کرنے لگا اور اس سے ہنسی کرنے لگا وہ اسے پہچانتی نہ تھی حتیٰ کہ اس نے اس کی طرف دیکھ کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا اور جب وہ واپس ہوئی تو اس سے پوچھا گیا تو ہلاک ہو جائے کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا نہیں اسے بتایا گیا یہ ولید ہے اور جب اسے یقین ہو گیا تو اسکے بعد وہ اس پر مہربان ہو گئی اور وہ اس کے مہربان ہونے سے قبل ہی اس پر بڑا مہربان تھا اور ولید نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

Marfat.com

''اے ولید اپنے غمزدہ دل کو خوش کر جو قدیم سے خوبصورت عورتوں کا شکاری ہے۔ اس خوبصورت رخسار اور نرم ونازک عورت کی محبت کے بارے میں دل کو خوش کر جو عید کے روز ہمارے لیے گرجا سے نمودار ہوئی' میں ہمیشہ اسے عاشق کی آنکھوں سے دیکھتا رہا' حتیٰ کہ میں نے اسے لکڑی کو بوسہ دیتے دیکھا یعنی صلیب کی لکڑی کو' میری جان ہلاک ہو تم میں سے کس نے صلیب کی مانند معبود دیکھا ہے' پس میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں اس کی جگر ہو جاؤں اور میں جہنم کے شعلوں میں ایندھن بن جاؤں''۔

اور جب لوگوں کو اس کے حال کا علم ہو گیا اور اس کا معاملہ نمایاں ہو گیا تو اس نے اس عورت کے بارے میں کہا اور بعض کا قول ہے کہ یہ اس کے خلیفہ بننے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

''اے سفری تیری شراب کے کیا کہنے' خواہ یہ بات کہی جائے کہ میں نصرانی ہو گیا ہوں اور ہمارے لیے یہ معمولی بات ہے کہ ہم دن بھر رات تک اکٹھے رہیں اور ظہر وعصر نہ پڑھیں''۔

قاضی ابوالفرج المعانی بن زکریا الجریری نے جو ابن طراز النہروانی کے نام سے مشہور ہیں ان باتوں کے بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ ولید کی اس قسم کی بے حیائی' عیاشی اور دینی کمزوری کی باتیں ہیں جن کا بیان طویل ہے اور ہم نے اس کے منظوم اشعار میں جو کفر وضلال کی رکیک باتیں آئی ہیں' ان کی مخالفت کی ہے اور ابن عساکر نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ولید نے سنا کہ حیرہ میں ڈینگیں مارنے والا شراب فروش ہے تو وہ اس کے پاس گیا اور اس سے تین رطل شراب لے کر پی گیا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے دو ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے اور جب وہ واپس ہوا تو اس نے شراب فروش کو پانچ سو دینار دینے کا حکم دیا اور قاضی ابوالفرج نے بیان کیا ہے کہ ولید کے بہت سے واقعات ہیں جنہیں مورخین نے ایک مجموعہ میں اکٹھا کر دیا ہے اور میں نے بھی اس کی سیرت وحالات کے کچھ واقعات اور اس کے اشعار کو جن سے اس کی جرأت' حماقت وسفاہت' بیہودگی' بے حیائی اور دینی کمزوری واضح ہوتی ہے جمع کیا ہے اور اس نے قرآن کے عیوب کی جو صراحت کی ہے اور جس نے اسے اتارا ہے اور جس پر اتارا ہے اس کے کفر کی جو وضاحت کی ہے اسے بھی جمع کیا ہے اور میں نے اسے کے کمزور اشعار کا مضبوط اشعار کے ساتھ معارضہ کیا ہے اور اس کے باطل کا حق کے ساتھ مقابلہ کیا ہے اور میں نے رضائے الٰہی اور اس کی مغفرت کی امید کی ہے۔

اور ابوبکر بن خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ابی شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن یزید نے حج کا ارادہ کیا اور کہنے لگا میں کعبے کی چھت کے اوپر شراب نوش کروں گا اور لوگوں نے ارادہ کیا کہ جب وہ نکلے تو اسے قتل کر دیں پس انہوں نے خالد بن عبداللہ القسری کے پاس آ کر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ ہو تو اس نے انکار کر دیا انہوں نے اسے کہا ہماری یہ بات پوشیدہ رکھنا' اس نے کہا بہت اچھا یہ بات پوشیدہ رہے گی اس نے ولید کے پاس آ کر کہا باہر نہ نکلنا مجھے تمہارے بارے میں خدشہ ہے اس نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کے متعلق تجھے میرے بارے خدشہ ہے اس نے کہا میں ان کے بارے میں تجھے نہیں بتاؤں گا۔ اس نے کہا اگر تو نے مجھے ان کے متعلق نہ بتایا تو میں تجھے یوسف بن عمر کے پاس بھجوا دوں گا اس نے کہا خواہ تو مجھے یوسف بن عمر کے پاس بھیج دے میں نہیں بتاؤں گا۔ پس اس نے اسے یوسف کے پاس بھیج دیا اور

Marfat.com

اس نے اسے سزا دی حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ جب اس نے اسے ان کے متعلق بتانے سے انکار کر دیا تو اس نے اسے قید کر دیا پھر اسے یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا کہ وہ اس سے عراق کے اموال واپس لے لیں۔ اس نے اسے قتل کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف ولید کے پاس گیا تو اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو اس سے پچاس لاکھ میں خرید لیا تا کہ وہ اس سے اموال لے لے پس وہ مسلسل اسے سزا دیتا رہا اور اس سے اموال لیتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ پس اہل یمن اس کے قتل سے برافروختہ ہو گئے اور انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں مہدی کے پاس تھا کہ اس نے ولید کا ذکر کیا تو مجلس میں سے ایک شخص نے کہا وہ زندیق تھا' مہدی نے کہا اس کے پاس اللہ کی جو خلافت تھی وہ اس امر سے بہت بڑی ہے کہ اسے زندیق بنا دے۔

اور احمد بن عمیر بن حوصاء دمشقی نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ وہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ حصین بن ولید نے بحوالہ زہری بن ولید ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام الدرداء کو کہتے سنا کہ جب عراق اور شام کے درمیان بنی امیہ کا نوجوان خلیفہ مظلومانہ طور پر قتل ہو گا تو ہمیشہ اس کی اطاعت پوشیدہ رہے گی اور سطح ارض پر ناحق خون بہایا جائے گا یہ قول ابو جعفر جریر طبری کا ہے۔

یزید بن ولید ناقص کا' ولید بن یزید کو قتل کرنا:

ہم نے ولید بن یزید کی بے حیائی اور فسق وعیاشی کے چند واقعات بیان کئے ہیں اور خلافت سے قبل اور بعد اس کے نمازوں میں سستی کرنے اور دین کے احکام کا استخفاف کرنے کے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ بلاشبہ خلافت میں اس کے شر اور لہو ولذت اور شکار کے لیے سوار ہونے اور نشہ آور چیزوں کے پینے اور فساق کے ساتھ شراب نوشی کرنے میں اضافہ ہوا ہے اور خلافت نے اسے پہلے بھی زیادہ سرکش اور مغرور بنا دیا اور یہ بات امراء رعیت اور افواج پر گراں گزری اور انہوں نے اسے شدید ناپسند کیا اور اس نے سب سے زیادہ ظلم اپنی جان پر کیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا اور اس نے یمانیہ کے خراب کرنے کے ساتھ ساتھ جو خراسان کی سب سے بڑی فوج تھی اپنے چچا کے بیٹوں ہشام اور ولید بن عبدالملک کو بھی اپنے خلاف کر لیا اور اس لیے ہوا کہ جب اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو قتل کیا اور اسے اس کے قرض خواہ یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا جو اس وقت عراق کا نائب تھا تو وہ اسے مسلسل سزائیں دیتا رہا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا تو لوگ اس سے بگڑ گئے اور اس کے قتل نے انہیں تکلیف دی جیسا کہ ہم ابھی اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

پھر ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ولید بن یزید نے اپنے عم زاد سلیمان بن ہشام کو سو کوڑے مارے اور اس کا سر اور داڑھی مونڈھ دی اور اسے عمان کی طرف جلاوطن کر کے وہاں اسے قید کر دیا اور ولید کے قتل تک وہیں رہا اور اس نے اپنے چچا ولید بن عبدالملک کی آل کی لونڈی کو قابو کر لیا اور اس کے بارے میں عمر بن ولید نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا میں اسے واپس نہیں کروں گا اس نے کہا تب تمہاری فوج کے اردگرد ہنہنانے والے زیادہ ہو جائیں گے اور اس نے یزید بن ہشام کو قید کر دیا اور

Marfat.com

اس کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کی بیعت کر لی حالانکہ وہ دونوں نابالغ تھے۔ پس یہ بات بھی لوگوں کو گراں گزری اور انہوں نے اسے نصیحت کی مگر اس نے نصیحت نہ پکڑی اور انہوں نے اسے روکا اور وہ باز نہ آیا اور نہ بات قبول کی۔

المدائنی نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ یہ بات لوگوں کو گراں گزری اور بنو ہاشم اور بنو ولید نے اس پر کفر وزندقت اور اپنے باپ کے بیٹوں کی امہات سے خلوت کرنے اور لواطت وغیرہ کی تہمت لگائی اور انہوں نے کہا اس نے ایک سو طوق بنائے ہیں اور ہر طوق پر بنی ہاشم کے کسی شخص کا نام ہے تاکہ وہ اسے اس کے ذریعے قتل کر دے اور انہوں نے اس پر زندقت کی تہمت لگائی اور ان میں سب سے زیادہ سخت کلامی کرنے والا یزید بن ولید بن عبدالملک تھا اور لوگ اس کے قول کی طرف بڑا جھکاؤ رکھتے تھے کیونکہ وہ زہد اور تواضع کا اظہار کرتا تھا اور کہتا تھا ہم ولید سے راضی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ لوگ حملہ کر کے اسے قتل کر دیں۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کی نگرانی کے لیے فضاعہ اور یمانیہ کی ایک جماعت اور بہت سے بڑے بڑے امراء اور ولید بن عبدالملک کی آل کو مقرر کیا اور اس تمام بوجھ کا ذمہ دار اور اس کی طرف دعوت دینے والا یزید بن عبدالملک تھا جو بنی امیہ کے سادات میں سے تھا اور وہ دین وتقویٰ اور بھلائی کی طرف منسوب تھا' پس لوگوں نے اس امر پر اس کی بیعت کر لی اور اس کے بھائی عباس بن ولید نے اسے منع کیا مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور کہنے لگا خدا کی قسم اگر مجھے تیرے بارے میں خدشہ نہ ہوتا تو میں تجھے بیڑیاں ڈال کر اس کے پاس بھیج دیتا اور اتفاق سے دمشق سے لوگوں کا خروج اس وبا کی وجہ سے ہوا جو وہاں پڑی ہوئی تھی اور نکلنے والوں میں امیر المومنین ولید بن یزید بھی اپنے اصحاب کی ایک پارٹی کے ساتھ جو دو سو آدمیوں پر مشتمل تھی دمشق کے بلند مقامات کی طرف نکلا اور یزید بن ولید کا کام بھی درست ہو گیا اور اس کا بھائی عباس اسے سختی سے اس کام سے روکتا رہا مگر وہ مانتا نہیں تھا اور اس بارے میں عباس نے کہا: میں تم کو ان فتنوں سے جو پہاڑوں کی مانند اڈے آتے ہیں پھر تیز ہو جاتے ہیں' اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں بلاشبہ لوگ تمہاری سیاست سے اکتا چکے ہیں۔ سو تم دین کے ستون کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باز آ جاؤ تم بھیڑیئے قسم کے لوگوں کو اپنا گوشت نہ کھلاؤ اور بھیڑیوں کو جب گوشت کھلایا جائے تو وہ خوش حال ہو جاتے ہیں اور تم اپنے ہاتھوں سے اپنے پیٹ نہ پھاڑو' پھر وہاں حسرت اور گھبراہٹ کوئی فائدہ نہ دے گی۔

اور جب یزید بن ولید کا معاملہ قوت پکڑ گیا اور بیعت کرنے والے لوگوں نے اس کی بیع کر لی تو اس نے دمشق کا قصد کیا اور ولید کی غیر حاضری میں اس میں داخل ہو گیا اور رات کو اس کے اکثر باشندوں نے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ پیادہ پا اس کے پاس گیا اور راستے میں انہیں شدید خطرہ لاحق ہوا۔ پس وہ اس کے پاس آئے اور رات کو اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پھر اندر داخل ہو گئے اور یزید نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی تو معاویہ بن مصار نے اس کی بیعت کر لی۔ پھر یزید اسی شب کو القسناۃ کے راستے واپس دمشق آ گیا اور وہ سیاہ گدھے پر سوار تھا اور اس کے اصحاب نے قسم دی کہ وہ ہتھیاروں کے بغیر دمشق میں داخل نہ ہو۔ سو وہ اپنے کپڑوں کے نیچے ہتھیار پہن کر دمشق میں داخل ہو گیا اور ولید نے اپنی غیر حاضری میں دمشق پر عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف ثقفی کو اپنا نائب مقرر کیا اور ابوالعاج کثیر بن عبداللہ سلمی کو سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کیا اور جب جمعہ کی رات آئی تو یزید کے اصحاب مغرب وعشاء کے درمیان باب الفرادیس کے پاس جمع ہوئے اور جب عشاء کی اذان ہوئی تو وہ مسجد میں داخل ہو گئے

Marfat.com

اور جب مسجد میں ان کے سوا اور کوئی شخص باقی نہ رہا تو انہوں نے یزید بن ولید کو پیغام بھیجا وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے حجرے کا قصد کیا اور خادم نے ان کے لیے اسے کھول دیا وہ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے ابوالعاج کو مدہوش پایا۔ پس انہوں نے بیت المال کے خزائن اور ذخائر کو قابو کر لیا اور اسلحہ سے طاقتور ہو گئے اور یزید نے شہر کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دے دیا اور یہ کہ انہیں واقف آدمی کے سوا کسی کے لیے کھولا نہ جائے سو جب لوگوں نے صبح کی تو قبائل کے لوگ ہر جانب سے آئے اور شہر کے دیگر دروازوں سے داخل ہو گئے اور ہر محلّہ کے لوگ اپنے نزدیکی دروازے پاس آ گئے اور یزید بن عبدالملک کی نصرت کے لیے فوج جمع ہو گئی اور ان سب نے اس کی بیعت خلافت کی اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

''جب سردار گھرانوں کے سکاسک نے صبح کی تو ان کے مددگار ان کے پاس آ گئے اور بنو کلب' ان کے پاس گھوڑوں اور سامان جنگ کے ساتھ آئے جو تلواروں' زرہوں اور بازو بندوں پر مشتمل تھا اور وہاں پر سنٹ کے مددگار قبائل کی عزت کی جنہوں نے ہر منکر کو اس کی حرکات سے روکا ہے اور شیبان اور ازد اور عبس اور لخم' حمایت اور دفاع کرنے والوں کے درمیان نیزے بلند کئے ہوئے ان کے پاس آئے اور غسان اور قیس اور تغلب کے دونوں قبیلے آئے اور ہر سست رو اور بے رغبت آدمی ان سے رکا رہا اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ وہ حکومت والے بن گئے اور انہوں نے ہر سرکش اور اکڑ باز سے عہد و پیمان لے لیا''۔

اور یزید بن ولید نے عبدالرحمٰن بن مصادر کو دو سو سواروں کے ساتھ قطنا کی طرف بھیجا کہ وہ اسے دمشق کے نائب عبدالملک بن الحجاج کے پاس لے آئیں اور اسے امان حاصل ہوئی اور وہاں قلعہ بند ہو چکا تھا وہ اس کے پاس گئے تو انہوں نے اس کے پاس دو توڑے پائے جن میں سے ہر ایک میں تیس ہزار دینار تھے پس وہ المزہ کے پاس سے گزرے تو ابن مصادر کے اصحاب نے کہا اس مال کو لے لے جو یزید بن ولید سے بہتر ہے اس نے کہا نہیں خدا کی قسم' عرب یہ بیان نہیں کریں گے کہ میں پہلا خائن ہوں پھر وہ اسے یزید بن ولید کے پاس لائے تو اس نے اس مال سے جنگ کے لیے تقریباً دو ہزار سواروں کی فوج بنائی اور اسے اپنے بھائی عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک کے ساتھ ولید بن یزید کے پیچھے بھیجا کہ وہ اسے لے کر آئے اور ولید کا ایک غلام ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے چلا کر اپنے آقا کے پاس رات کو لے گیا اور گھوڑا چلانے کے باعث مر گیا اور اس نے اسے اطلاع دی تو اس نے اس کی تصدیق نہ کی اور اسے مارنے کا حکم دے دیا۔ پھر متواتر اس کے پاس اطلاعات آنے لگیں اور اس کے ایک ساتھی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے اس مقام کو چھوڑ کر حمص کی طرف منتقل ہو جائے کیونکہ وہ مضبوط و محفوظ مقام ہے۔

اور ابرش سعید بن ولید کلبی نے کہا تدمر میں میری قوم کے ہاں اتر جایئے مگر اس نے کسی بات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اپنے دو سو سواروں کے ساتھ سوار ہو گیا اور یزید کے اصحاب نے اس کا قصد کیا اور راستے کے دوران ثقلہ مقام پر اسے ملے اور اسے پکڑ لیا اور ولید آ کر البجرا کے قلعے میں فروکش ہو گیا جو نعمان بن بشیر کا تھا اور عباس کا ایلچی اس کے پاس آیا کہ میں تیرے پاس آ رہا ہوں اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس ولید نے اپنا تخت نکالنے کا حکم دیا اور اس پر بیٹھ کر کہنے لگا کیا لوگ مجھ پر حملہ کریں گے' حالانکہ میں شیر پر حملہ کرتا ہوں اور سانپوں کی پٹی بنا لیتا ہوں اور عبدالعزیز بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا

Marfat.com

اور دو ہزار سواروں میں سے اس کے ساتھ صرف آٹھ سو سوار آئے تھے پس انہوں نے صف بندی کی اور باہم شدید جنگ کی اور عباس کے اصحاب کی ایک جماعت قتل ہوگئی اور ان کے سر ولید کے پاس لے جائے گئے حالانکہ عباس بن ولید' ولید بن یزید کی مدد کے لیے آیا تھا' پس اس کے بھائی عبدالعزیز نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے زبردستی لایا گیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی یزید بن ولید کی بیعت کرلی اور انہوں نے ولید بن یزید کے ساتھ جنگ کرنے پر اتفاق کرلیا اور جب لوگوں نے ان کے اجتماع کو دیکھا تو وہ ولید کے پاس سے بھاگ کر ان کے پاس چلے گئے اور ولید تھوڑے سے لوگوں میں ذلیل ہو کر رہ گیا اور اس نے قلعے کی پناہ لے لی اور انہوں نے اس کے پاس آ کر ہر جانب سے اس کا محاصرہ کرلیا اور ولید نے قلعے کے دروازے کے پاس آ کر پکارا' مجھ سے کوئی شریف آدمی گفتگو کرے تو یزید بن عنبسہ سکسکی نے اس سے گفتگو کی تو ولید نے کہا کیا میں نے موت کو تم سے دور نہیں کیا؟ کیا میں نے تمہارے محتاجوں کو نہیں دیا؟ کیا میں نے تمہاری عورتوں کی خدمت نہیں کی؟ یزید نے کہا ہم محارم کی بے حرمتی کرنے' شراب نوشی کرنے اور اپنے باپ کے بیٹوں کی ماؤں سے نکاح کرنے اور احکام الٰہیہ کے استخفاف کرنے کی وجہ سے تجھے ملامت کرتے ہیں اس نے کہا اے سکاسک کے بھائی تیرے لیے یہی کافی ہے تو نے بہت کچھ کہہ دیا ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے اور جو کچھ تو نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے میرے لیے حلال کردہ چیزوں میں وسعت رکھی ہے۔

پھر اس نے کہا خدا کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا نہ تمہارا فتنہ بند ہوگا اور نہ تمہاری پراگندگی درست ہوگی اور نہ تم میں اتحاد ہوگا اور محل کی طرف واپس آ گیا اور بیٹھ گیا اور اپنے سامنے قرآن کریم رکھ لیا اور اسے کھول کر اس میں پڑھنے لگا اور کہنے لگا حضرت عثمانؓ کے دن کی طرح دن ہے اور اس نے تابعداری اختیار کرلی اور وہ لوگ دیوار پھاند کر اس کے پاس آ گئے اور سب سے پہلے یزید بن عنبسہ اس کے پاس آیا اور اپنے پہلو میں تلوار لگائے اس کی طرف بڑھا اور کہنے لگا ایک طرف ہو جاؤ' ولید نے کہا اگر تو نے جنگ کا ارادہ کیا ہے تو وہ کسی اور جگہ ہوگی' پس اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے قید کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے یزید بن ولید کے پاس بھیج دیئے اور دس امراء جلدی سے ولید کی طرف بڑھے اور اس کے سر اور چہرے پر تلواریں مارنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

پھر انہوں نے اسے پاؤں سے پکڑ کر باہر نکالنے کے لیے گھسیٹا تو عورتیں چلا اٹھیں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور ابوعلاقہ قضاعی نے اس کا سر کاٹ لیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا انہوں نے اس کی حفاظت کی اور دس آدمیوں کے ساتھ یزید کے پاس بھیج دیا جن میں منصور بن جمہور' روح بن عقیل' بنی کلب کے کنانہ کا غلام بشر اور عبدالرحمٰن جس کا لقب وجہ الفلس تھا شامل تھے اور جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اسے ولید کے قتل کی خوشخبری دی اور اسے اسلام خلافت کہا تو اس نے ان دس آدمیوں میں سے ہر ایک کو دس دس لاکھ درہم دیئے اور روح بن بشیر بن عقیل نے اسے کہا اے امیر المومنین فاسق ولید کے قتل سے خوش ہو جایئے تو اس نے اللہ کے حضور سجدۂ شکر کیا اور فوجیں یزید کے پاس واپس آ گئیں اور سب سے پہلے یزید بن عنبسہ نے بیت کے لیے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے اے اللہ! اگر یہ تیری رضامندی کے لیے ہے تو اس پر میری مدد کرنا اور اس نے ولید کا سر لانے والے کے لیے ایک لاکھ درہم کا انعام مقرر کیا ہوا تھا اور جب سر اس کے پاس لایا گیا اور یہ جمعہ کی شب تھی اور بعض بدھ کا دن بیان کرتے ہیں تو اس وقت جمادی الآخرۃ ۱۲۶ھ کی دو راتیں باقی تھیں یزید نے حکم دیا کہ اس کے سر کو نیزے پر

Marfat.com

چڑھا کر شہر میں پھرایا جائے اسے کہا گیا کہ صرف خارجی کے سر کو نیزے پر چڑھایا جاتا ہے' اس نے کہا قسم بخدا میں اسے ضرور نیزے پر چڑھاؤں گا۔ پس اس نے اسے شہر میں نیزے پر چڑھایا۔ پھر ایک ماہ تک ایک شخص کے پاس رکھ دیا پھر اسے اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس بھیج دیا اور اس کے بھائی نے اس کے لیے ہلاکت کی بددعا کرتے ہوئے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو شراب نوش' بے حیا اور فاسق تھا اور اس فاسق نے مجھے میرے نفس کے خلاف برانگیختہ کرنا چاہا حالانکہ میں اس کا بھائی ہوں اور اس نے اسے برا نہیں سمجھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سر جامع دمشق کی مشرقی دیوار پر جو صحن کے ساتھ ہے مسلسل معلق رہا حتیٰ کہ بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس کے خون کا نشان تھا اور قتل کے روز اس کی عمر ۳۶ سال تھی اور بعض ۳۸ اور بعض ۳۱ اور بعض ۳۲ اور بعض ۳۵ اور بعض نے ۴۶ سال بھی بیان کی ہے اور اس کی مدت حکومت مشہور قول کے مطابق ڈیڑھ سال تھی اور بعض نے ایک سال تین ماہ بیان کی ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ وہ سخت گرفت کرنے والا تھا اور اس کے پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں اس کے لیے زمین میں لوہے کی کیل لگائی جاتی اور اس کے ساتھ دھاگہ باندھ کر اسے اس کے پاؤں کے ساتھ باندھ دیا جاتا' پھر وہ چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور گھوڑے کو مس تک نہ کرتا اور اس کے چھلانگ لگانے کے ساتھ ہی یہ کیل زمین سے اکھڑ جاتا۔

یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کی خلافت

ولید بن یزید نے لوگوں کے عطیات میں جو اضافہ کیا تھا اسے کم کر دینے کی وجہ سے اس کو ناقص کا لقب دیا گیا ہے اور وہ دس دس عطیات تھے اور یہ انہیں ان عطیات پر واپس لے آیا جو انہیں ہشام کے زمانے میں ملتے تھے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ لقب اسے مروان بن محمد نے دیا اور ولید بن یزید کے قتل کے بعد اس کی بیعت خلافت ہوئی اور یہ جمعہ کی رات کا واقعہ ہے جب کہ اس سال کے جمادی الاخرۃ کی دو راتیں باقی تھیں حتیٰ کہ بیعت ۱۲۶ھ تک ہوتی رہی اور اس سے قبل اس میں صلاح وتقویٰ پایا جاتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے فوج کی اس رسد کو کم کیا جو ولید انہیں زائد دیتا تھا اور یہ ہر سال دس دس عطیے تھے' اس وجہ سے اس کا نام ناقص رکھا گیا اور کہاوت میں بیان کیا جاتا ہے کہ زخمی سر والا اور ناقص بنی مروان کے دو انصاف پسند خلیفے ہیں یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز اور یہ۔ لیکن اس کی زندگی لمبی نہیں ہوئی اور یہ اس سال کے آخر میں فوت ہو گیا اور حالات خراب ہو گئے اور فتنے پھیل گئے اور بنی مروان کا اتحاد جاتا رہا۔

پس سلیمان بن ہشام جو عمان میں ولید کے قید خانے میں تھا اٹھا اور اس نے اس کے اموال وذخائر پر قبضہ کر لیا اور دمشق آیا اور ولید پر لعنت کرنے لگا اور اس پر عیب لگانے لگا اور اس پر کفر کی تہمت لگانے لگا۔ پس یزید نے اس کی عزت کی اور اس کے وہ اموال اسے واپس کر دیئے جو اس نے ولید سے لیے تھے اور یزید نے سلیمان کی بہن سے نکاح کر لیا اور وہ ام ہشام بنت ہشام تھی اور اہل حمص نے عباس بن ولید کے گھر پر جو ان کے ہاں تھا تیزی سے حملہ کر کے اسے گرا دیا اور اسکے اہل اور بیٹوں کو قید کر دیا اور وہ خود حمص سے بھاگ کر یزید بن ولید کے پاس دمشق پہنچ گیا اور اہل حمص نے ولید بن یزید کے خون کا بدلہ لینے کا اظہار کیا اور انہوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے اور ولید پر نوحہ اور گریہ کرنے والی عورتیں کھڑی کیں اور فوجوں سے بدلہ لینے کے بارے

Marfat.com

میں خط وکتابت کی اور فوج کی اکثریت نے اس شرط پر ان کی بات کو قبول کیا کہ الحکم بن ولید بن یزید خلیفہ ہو جس کے لیے اس نے عہد لیا ہوا ہے اور انہوں نے اپنے نائب مروان بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو معزول کر دیا پھر اسے اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور معاویہ بن یزید بن حصین کو اپنا امیر بنا لیا اور جب یزید بن ولید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے یعقوب بن ہانی کے ہاتھ انہیں خط لکھا اور خط کا مضمون یہ تھا کہ وہ دعوت دیتا ہے کہ امارت کا معاملہ شوریٰ سے طے ہو' عمرو بن قیس نے کہا جب یہ معاملہ یونہی ہے تو ہم اپنے ولی عہد الحکم بن ولید سے راضی ہیں پس یعقوب نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے اگر یہ شخص جس کی طرف تو دعوت دیتا ہے یتیم ہوتا اور تیری حفاظت میں ہوتا تو بھی تیرے لیے جائز نہ ہوتا کہ اس کا مال اسے دیتا' پس امت کے معاملہ کو تو اس کے سپرد کیسے کرتا ہے؟ اور اہل حمص یزید بن ولید کے ایلچیوں پر پل پڑے اور انہوں نے انہیں اپنے درمیان سے نکال باہر کیا اور ابو محمد سفیان نے ان سے کہا اگر میں دمشق آتا تو وہ شخص بھی میرے بارے میں اختلاف نہ کرتے۔

پس وہ اس کے ساتھ سوار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہو گئے اور انہوں نے سفیان کو اپنا امیر بنا لیا اور سلیمان بن ہشام انہیں ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ملا جسے یزید نے اس کے ساتھ تیار کیا تھا اور اسی طرح اس نے عبدالعزیز بن ولید کو تین ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا جو ثنیۃ العقاب کے پاس تھی اور اس نے ہشام بن مصاد کو پندرہ سو فوج کے ساتھ تیار کیا تا کہ وہ سلمیہ کی گھاٹی پر رہے' پس اہل حمص روانہ ہو گئے اور انہوں نے سلیمان بن ہشام کی فوج کی بائیں جانب چھوڑا اور اس سے آگے بڑھ گئے اور جب سلیمان نے ان کے متعلق سنا تو وہ ان کی تلاش میں ان کے پیچھے گیا اور سلیمانیہ کے پاس انہیں جا ملا اور انہوں نے زیتون کو اپنی دائیں جانب اور جبل کو اپنی بائیں جانب اور الحبات کو اپنے پیچھے رکھا اور اب ان کے پاس آنے کے لیے ایک ہی جانب باقی رہ گئی تھی اور انہوں نے وہاں پر گرمی میں باہم شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اسی دوران میں اچانک عبدالعزیز بن ولید اپنی فوج کے ساتھ آ گیا اور اس نے اہل حمص پر حملہ کر دیا اور ان کی فوج بکھر گئی حتیٰ کہ وہ اس ٹیلے پر چڑھ گیا جو ان کے وسط میں تھا اور انہیں شکست ہو گئی اور اہل حمص بھاگ گئے اور منتشر ہو گئے اور لوگوں نے انہیں قیدی بناتے اور قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ اس شرط پر ان سے ہاتھ روکا جائے کہ وہ یزید بن ولید کی بیعت کریں اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو قیدی بنا لیا جس میں ابو محمد سفیانی اور یزید بن خالد بن معاویہ بھی شامل تھے۔

پھر سلیمان اور عبدالعزیز کوچ کر گئے اور غدراء میں اترے اور ان کے ساتھ فوجیں اور سرکردہ لوگ اور اہل حمص کے قیدیوں کے سرکردہ آدمی بھی تھے نیز تین سو آدمیوں کے قتل ہو جانے کے بعد جن لوگوں نے قید ہوئے بغیر ان کی بات کو قبول کیا وہ بھی ان کے ساتھ تھے' وہ ان کے ساتھ یزید بن ولید کے پاس گئے تو اس نے ان کی طرف توجہ کی اور ان سے حسن سلوک کیا اور ان سے درگزر کیا اور انہیں عطیات دیئے خصوصاً ان کے اشراف کو اور جس شخص کو انہوں نے ناپسند کیا اسے ان پر امیر مقرر کر دیا اور وہ معاویہ بن یزید بن الحصین تھا اور وہ اس سے خوش ہو گئے اور وہ دمشق میں اس کے پاس اس کی سمع واطاعت کرتے ہوئے اقامت پذیر ہو گئے۔

اور اسی سال میں اہل فلسطین نے یزید بن سلیمان بن عبدالملک کی بیعت کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہاں بنو سلیمان کی

Marfat.com

املاک تھیں اور وہ انہیں چھوڑے رکھے تھے اور انہیں ان کے لیے خرچ کرتے تھے اور اہل فلسطین ان کی ہمسائیگی کو پسند کرتے تھے اور جب ولید بن یزید قتل ہو گیا تو اس جانب کے رئیس سعید بن روح بن زنباع نے یزید بن سلیمان بن عبدالملک کو لکھا کہ وہ انہیں اپنی بیعت کی دعوت دے پس انہوں نے اس کی بیعت مان لی اور جب اہل اردن کو ان کے بارے میں اطلاع ملی تو انہوں نے بھی محمد بن عبدالملک بن مروان کی بیعت کر لی اور اسے اپنا امیر بنا لیا اور جب امیر المومنین یزید بن ولید کو ان کے متعلق اطلاع پہنچی تو اس نے سلیمان بن ہشام کے ساتھ اہل حمص اور دمشقہ کی افواج ان کی طرف بھیجیں جو سفیانی کے ساتھ تھیں سو پہلے پہل اہل اردن نے ان سے مصالحت کر لی اور اطاعت کی طرف واپس آ گئے اور اسی طرح فلسطین نے کیا اور یزید بن ولید نے رملہ اور ان افواج کی امارت اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کو لکھ بھیجی اور وہاں بادشاہت قائم ہو گئی اور امیر المومنین یزید بن ولید نے دمشق میں لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا:

اے لوگو! خدا کی قسم میں دنیا کی حرص وطمع اور بادشاہت کی رغبت کی وجہ سے باہر نہیں نکلا اور نہ مجھے اپنی تعریف کا شوق ہے میں اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا ہوں۔ اگر میرے رب نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں ہلاک ہونے والا ہوں لیکن میں خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کے دین کے لیے غصہ کھا کر نکلا ہوں اور اللہ کی طرف اور اس کی کتاب کی طرف اور اس کے نبی محمد ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دینے والا ہوں کیونکہ دین کی علامات کو منہدم کر دیا گیا ہے اور اہل تقویٰ کے نور کو بجھا دیا گیا ہے اور ہر حرمت کو جائز قرار دینے والا سرکش، مخالف اور ہر بدعت کا ارتکاب کرنے والا ظاہر ہو گیا ہے۔ حالانکہ قسم بخدا وہ نہ کتاب کا مصدق ہے اور نہ یوم حساب کو ماننے والا ہے اور بلاشبہ وہ نسب میں میرا عمزاد اور حسب میں میرا ہمسر ہے اور جب میں نے ان باتوں کو دیکھا تو میں نے اس کے بارے میں اللہ سے استخارہ کیا اور میں نے اس سے دعا کی کہ وہ مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرے اور میں نے اپنی حکومت کے ان لوگوں کو جنہوں نے میری بات کو قبول کیا، دعوت دی اور میں نے اس کے بارے میں کوشش کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بلاد وعباد کو راحت دی اور یہ سب کچھ اللہ کی قوت سے ہوا نہ کہ میری قوت سے۔

اے لوگو! مجھ پر تمہاری طرف سے یہ فرض ہے کہ میں پتھر پر پتھر نہ رکھوں اور نہ اینٹ پر اینٹ رکھوں اور نہ نہر کھودوں اور نہ زیادہ مال جمع کروں اور نہ اسے بیوی کو دوں اور نہ بیٹے کو دوں اور ایک شہر سے دوسرے شہر کو مال لے جاؤں، حتیٰ کہ اس ملک کی سرحد کو بند کر دوں اور اس کے باشندوں کی بھوک کو ایسی چیز سے دور کر دوں جو انہیں غنی کر دے اور اگر اس سے کچھ مال بچ رہے تو میں اسے ساتھ والے شہر میں لے جاؤں گا جو اس کا زیادہ محتاج ہے اور نہ میں تمہیں تمہاری سرحدوں میں اکٹھا کروں گا کہ تم کو اور تمہارے اہل کو فتنہ میں ڈالوں اور نہ میں تمہارے آگے اپنا دروازہ بند کروں گا کہ تمہارا طاقتور تمہارے کمزور کو ہڑپ کر جائے اور نہ تمہارے اہل جزیہ پر ایسا بوجھ ڈالوں گا جو انہیں ان کے ملک سے جلاوطن کر دے اور ان کے راستے قطع کر دے اور بلاشبہ میرے پاس تمہارے ہر سال کے عطیات ہیں اور تمہارے ہر مہینے کی رسد ہے، حتیٰ کہ مسلمانوں کی معیشت فراواں ہو جائے اور ان کا دور کا شخص بھی ان کے نزدیک کے شخص کی طرح

Marfat.com

ہو جائے اور جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں اگر میں انہیں پورا کروں تو تم پر سمع واطاعت کرنا اور اچھی طرح مدد کرنا فرض ہے اور اگر میں انہیں پورا نہ کروں تو تمہیں مجھے معزول کر دینے کا اختیار ہے سوائے اس کے کہ تم مجھ سے توبہ کا مطالبہ کرو' پس اگر میں توبہ کروں تو تم میری توبہ قبول کرنا اور اگر تم کسی بھلے اور دیندار آدمی کو جانتے ہو جو تمہیں اپنی طرف سے میری طرح دے اور تم اس کی بیعت کرنا چاہو تو میں سب سے پہلے اس کی بیعت کروں گا اور اس کی اطاعت میں داخل ہوگا۔

اے لوگو! خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں' اطاعت صرف اللہ کی ہے' پس جو اللہ کی اطاعت کرے' اس کی اس وقت تک اطاعت کرو جب تک وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے ہے اور جب وہ نافرمانی کرے اور معصیت کی طرف دعوت دے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے اور اس کی اطاعت نہ کی جائے بلکہ اسے قتل کیا جائے اور ذلیل کیا جائے۔ میں یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے بخشش طلب کرتا ہوں۔

اور اسی سال یزید بن ولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا کیونکہ اس نے یمانیہ پر ناراضگی ظاہر کی تھی' اور وہ لوگ خالد بن عبداللہ القسری کی قوم ہیں' حتیٰ کہ ولید بن یزید قتل ہو گیا اور اس نے اس قوم کی اکثریت کو قید کر دیا تھا اور خلیفہ کی فوج کے خوف سے اس نے سرحدوں پر نگران مقرر کئے تھے پس امیر المومنین یزید بن ولید نے اسے عراق سے معزول کر دیا اور منصور بن جمہور کو عراق اور اس کے ساتھ سندھ بجستان اور خراسان کے شہروں کا بھی امیر مقرر کر دیا اور منصور بن جمہور اکھڑ بدو تھا جو غیلانیہ قدریہ کا مذہب رکھتا تھا لیکن اس نے اچھے کارنامے کئے تھے اور ولید بن یزید کے قتل میں بڑی مشقت اٹھائی تھی جس کی وجہ سے یزید بن ولید کے ہاں اسے رتبہ حاصل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ یزید سے فارغ ہوئے تو وہ فوراً عراق گیا اور اس نے وہاں کے باشندوں کی بیعت لے کر یزید کے پاس بھیج دی اور صوبوں میں نائبین اور کارندے مقرر کیے اور رمضان کے آخر میں واپس دمشق آ گیا اور اس وجہ سے خلیفہ نے اسے جس جگہ کا امیر بنانا تھا امیر بنا دیا۔ واللہ اعلم۔

اور یوسف بن عمر' عراق سے بھاگ کر بلاد بلقاء میں چلا گیا' امیر المومنین یزید نے اس کے پاس آدمی بھیجا جو اسے اس کے پاس لے آیا اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور وہ بہت بڑی داڑھی والا تھا جو بسا اوقات اس کی ناف سے بھی تجاوز کر جاتی تھی اور وہ کوتاہ قامت تھا اور اسے زجر دنے توبیخ کی' پھر اسے قید کر دیا اور اس سے حقوق واپس لینے کا حکم دے دیا اور جب منصور بن جمہور عراق پہنچا تو اس نے انہیں وہ خط پڑھ کر سنایا جو امیر المومنین نے ولید کے قتل کے بارے میں ان کی طرف لکھا تھا کہ اللہ نے اس پر غالب مقتدر کی طرح گرفت کی ہے اور یہ کہ اس نے منصور بن جمہور کو ان کا امیر مقرر کیا ہے کیونکہ وہ اس کی شجاعت اور حربی مہارت کو جانتا ہے۔ پس اہل عراق نے یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور اسی طرح سندھ اور بجستان کے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

اور خراسان کے نائب نصر بن سیار نے منصور بن جمہور کی سمع واطاعت کرنے اور اس کے احکام کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس نصر نے ولید بن یزید کے بڑے تحائف تیار کئے تھے جو ہمیشہ اسے ملتے رہتے تھے اور اسی سال میں مروان نے جس کا لقب حمار

تھا' ولید بن یزید کے بھائی عمر بن یزید کو خط لکھا اور اسے اپنے بھائی ولید کے خون کا بدلہ لینے پر برآنگیختہ کیا' ان دنوں مروان آذربائیجان اور آرمینیا کا امیر تھا' پھر یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا اور اسے کہا بلاشبہ اہل عراق تیرے باپ کو پسند کرتے ہیں اور میں نے تجھے اس کا امیر مقرر کیا ہے یہ شوال کا واقعہ ہے اور اس نے ان امرائے شام کو جو عراق میں تھے اس کے متعلق اس خوف کے پیش نظر تاکیدی حکم لکھا کہ منصور بن جمہور حکومت کو اس کے سپرد کرنے سے انکار کرے گا پس اس نے حکومت کو اس کے سپرد کر دیا اور سمع واطاعت کی اور صلح اور خلیفہ نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ خراسان کی امارت پر باختیار ہو کر قائم رہے' پس کرمانی نام ایک شخص نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اسے کرمانی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اور وہ ابوعلی جدیع بن علی بن شبیب المغنی تھا اور بے شمار لوگوں نے اس کی اتباع کی کیونکہ وہ پندرہ سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہوا کرتا تھا اور وہ نصر بن سیار کو سلام کہا کرتا تھا اور اس کے بعد بیٹھتا تھا۔

پس نصر بن سیار اور اس کے امراء اس کے اس فعل سے حیران ہوئے اور بڑی کوشش کے بعد اس کے قید کرنے پر ان کا اتفاق رائے ہوا تقریباً ایک ماہ تک وہ قید رہا پھر اس نے اسے رہا کر دیا اور بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے ساتھ سوار ہو گئے' نصر نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آدمی بھیجے تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان پر غالب آ گیا اور انہیں شکست دی اور اہل خراسان کی کچھ جماعتوں نے نصر بن سیار کو حقیر سمجھا اور اس کی امارت اور حرمت کا خاتمہ کر دیا اور اپنے عطیات کے بارے میں اس سے اصرار کیا اور اسلم بن اخوز کی سفارت سے انہوں نے اسے سخت ناپسندیدہ باتیں سنائیں حالانکہ وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے خطبہ کے دوران خریدار جامع مسجد سے باہر نکل گئے اور بہت سے لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ نصر نے ان سے کہا خدا کی قسم! میں نے تمہیں پھیلایا اور سمیٹا ہے اور سمیٹا ہے۔ میرے نزدیک تم میں سے دس شخص دین پر قائم نہیں' اللہ سے ڈرو' خدا کی قسم اگر تم میں دو تلواریں چلیں تو تم میں سے ایک شخص یہ ضرور تمنا کرے گا کہ وہ اپنے اہل و مال اور بیٹوں سے الگ ہو جائے مگر اس نے یہ منظر ابھی نہیں دیکھا' پھر اس نے نابغہ کے شعر کو بطور مثال پڑھا:

اگر تمہاری بدبختی تم پر غالب آ گئی ہے تو میں نے تمہاری بھلائی کی کوشش کی ہے

اور حارث بن عبداللہ بن الحشرج بن الورد بن المغیرۃ الجعدی نے کہا ہے:

''میں کہنی پر ٹیک لگا کر ستاروں کو دیکھتا ہوں رات گزارتا ہوں جب ان کے اوائل میری طرف چلتے ہیں یعنی اس فتنہ کی وجہ سے جو بڑھ گیا ہے اور وہ سب نمازیوں پر حاوی ہو گیا ہے۔ خراسان' عراق اور شام کے سب لوگ اس کے غم میں مشغول ہیں۔ وہ بیوقوف جو جہالت سے ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے' اس میں وہ اور عقل مند برابر چلتے ہیں۔ پس لوگ اس کی وجہ سے سیاہ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ لوگ مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں قریب ہے کہ اس کی وجہ سے حاملہ عورتیں اپنے بچوں کو پھینک دیں وہ اس کے باعث غیر معروف حالات میں صبح کرتے ہیں اور اس کی ہلاکتیں ان کی تمنا کئے ہوئے ہیں اور لوگ اس کے ان عواقب کو دیکھتے ہیں' جسے کہنے والا واضح نہیں کر سکتا' وہ اونٹ کے بلبلانے یا اس

حاملہ عورت کی چیخ وپکار کی طرح ہیں جس کے اردگرد رات کے وقت دائیاں آئی ہوئی ہوں' پس ہم میں وہ بات ہے جو اس کے چہرے کو عیب دار کرتی ہے جس میں مصائب ہیں جن کے زلازل سرخ ہیں''

اور اسی سال میں خلیفہ نے امراء وغیرہ سے اپنے بعد اپنے بھائی ابراہیم بن ولید بن عبدالملک اور ابراہیم کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک بن مروان کی ولی عہدی کی بیعت لی اور یہ کاروائی اس نے اس مرض کے باعث کی جس میں اس کی وفات ہوئی اور یہ ماہ ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور تمام امراء' اکابر اور وزراء نے اسے اس امر کی ترغیب دی تھی اور اسی سال میں یزید نے حجاز کی امارت سے یوسف بن محمد ثقفی کو معزول کر دیا اور عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کو اس کا امیر مقرر کیا جو اس سال کے ذوالقعدہ میں وہاں آیا اور اسی سال میں مروان الحمار نے یزید بن ولید کی مخالفت کا اظہار کیا اور بلاد آرمینیا سے چلا گیا' معلوم ہوتا تھا کہ وہ ولید بن یزید کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کرے گا اور جب وہ حران پہنچا تو اس نے موافقت کا اظہار کیا اور امیر المومنین یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور اسی سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ابو ہاشم بکر بن ہامان کو خراسان کے علاقے کی طرف بھیجا اور اس نے مرو میں ایک خراسانی جماعت سے ملاقات کی اور انہیں ابراہیم بن محمد کا خط سنایا جو اس کی طرف اور ان کی طرف تھا اور اس کی وصیت بھی سنائی۔ انہوں نے اسے قبول کیا اور جو اخراجات ان کے پاس تھے انہوں نے وہ اس کے ساتھ بھیج دیئے اور ذوالقعدہ کے آخر میں اور بعض کا قول ہے کہ ذوالحجہ کے آخر میں اور بعض کا قول ہے کہ ذوالحجہ کے دس دن گزنے پر اور بعض کہتے ہیں کہ اس ماہ عیدالاضحیٰ کے بعد امیر المومنین کی وفات ہوگئی۔

یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان

امیر المومنین یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی' ابو خالد اموی سب سے پہلے اس کی بیعت خلافت دمشق کی ایک بستی المزہ میں ہوئی' پھر یہ دمشق آ کر اس پر غالب آ گیا۔ پھر اس نے اپنے عم زاد ولیدین یزید کی طرف فوجیں بھیجیں اور اسے قتل کر دیا اور اس سال کے جمادی الآخرۃ کے آخر میں خلافت پر قابض ہوگیا اور اسے لوگوں کے ان دس عطیات کو جو ولید بن یزید نے انہیں زائد دیئے تھے کم کرنے کی وجہ سے ناقص کا لقب دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ یہ نام اسے مروان الحمار نے دیا ہے اور وہ کہا کرتا تھا الناقص ابن البد۔ اس کی ماں شاہ فرند بنت یزدگرد بن کسریٰ تھی اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ تھی اور وہ کہتا تھا:

''میں کسریٰ کا بیٹا ہوں اور مروان میرا باپ ہے اور قیصر اور خاقان میرے نانا ہیں''۔

اس نے یہ بات اس لیے کہی کہ اس کا نانا فیروز اور اس کی نانی قیصر کی بیٹی تھی اور اس کی ماں شیرویہ ترکوں کے بادشاہ خاقان کی بیٹی تھی' مسلم بن قتیبہ نے اسے اور اس کی بہن کو قیدی بنا کر حجاج کے پاس بھیجا اور اس نے اسے ولید کے پاس بھیج دیا اور دوسری اس کے پاس رہی اور اس نے ولید بن یزید ناقص کو جنم دیا اور دوسری کو حجاج نے لے لیا اور وہ عراق میں اس کے پاس رہی اور اس کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۹۶ھ میں ہوئی۔ اوزاعی نے اس مسئلہ سلم کو روایت کیا ہے اور اس کی

Marfat.com

حکومت کی کیفیت کو ہم اس سال کے گزشتہ واقعات میں بیان کر چکے ہیں اور یہ ایک عادل' دیندار' نیکی کو پسند کرنے والا اور ہر برائی سے نفرت رکھنے والا اور حق کا متلاشی تھا اور یہ اس سال کی عید الفطر کے روز گھڑ سواروں کی دو صفوں کے درمیان نماز عید کے لیے نکلا اور اس کے دائیں بائیں سونتی ہوئی تلواریں تھیں اور ایسے ہی مصلیٰ سے سرسبز جگہ کی طرف واپس آ گیا یہ صالح آدمی تھا اور کہاوت میں بیان کیا جاتا ہے کہ زخمی سر والا اور ناقص بنی مروان کے انصاف پسند خلیفے ہیں' یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز اور یہ۔

اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد المروزی نے مجھ سے بحوالہ ابوعثمان اللیثی بیان کیا کہ یزید بن ولید الناقص نے کہا اے بنوامیہ راگ سے بچو' بلاشبہ یہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت کو بڑھاتا اور جوانمردی کو تباہ کر دیتا ہے اور یہ گدھوں کا قائم مقام ہے اور جو کچھ نشہ آور چیز کرتی ہے وہی کچھ یہ کرتا ہے اور اگر تم نے ضرور یہ کام کرنا ہے تو عورتوں کو اس سے بچا کر رکھو' یہ زنا کی دعوت دینے والا ہے۔

اور ابن عبدالحکم نے بحوالہ حضرت امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ جب یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان جسے ناقص کہتے ہیں حکمران بنا تو اس نے لوگوں کو مساوات کی دعوت دی اور انہیں اس پر آمادہ کیا اور غیلان کو قریب کیا اور ابن عساکر کا قول ہے کہ اس نے اصحاب غیلان کو قریب کیا کیونکہ غیلان کو ہشام بن عبدالملک نے قتل کیا تھا اور محمد بن المبارک نے بیان کیا ہے کہ یزید بن ولید الناقص نے آخری بات یہ کی' ہائے غم اور ہائے بدبختی اور اس کی انگوٹھی کا نقش ''العظمۃ اللہ'' تھا اور اس کی وفات الخضراء میں طاعون کے باعث ہوئی اور یہ ۷ ذوالحجہ ہفتے کے روز کا واقعہ ہے اور بعض عیدالاضحیٰ کے روز کا بیان کرتے ہیں اور بعض عیدالاضحیٰ کے کئی روز بعد کا بیان کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ذوالحجہ کے دس دن باقی تھے کہ اس کی وفات ہوئی اور بعض اس کے آخر میں بیان کرتے ہیں اور بعض اس سال کے ذوالقعدہ کے آخر میں بیان کرتے ہیں اور اس کی عمر کے بارہ میں زیادہ یہی بات کہی گئی ہے کہ وہ چھیالیس سال کا تھا اور بعض تیس سال اور بعض کچھ اور بھی بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور اس کی مدت حکومت مشہور قول کے مطابق چھ ماہ تھی اور بعض پانچ ماہ کچھ دن بیان کرتے ہیں اور اس کے بھائی ابراہیم بن ولید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ اس کے بعد ولی عہد تھا اور سعید بن کثیر بن عفیر نے بیان کیا ہے کہ اسے باب الجابیہ اور باب الصغیرہ کے درمیان دفن کیا گیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اسے باب الفرادیس میں دفن کیا گیا ہے اور وہ گندم گوں' دبلے اور خوبصورت جسم اور خوبصورت چہرے والا تھا اور علی بن محمد المدائنی نے بیان کیا ہے کہ یزید گندم گوں' طویل قد' چھوٹے سر والا اور اس کے چہرے پر تل تھا اور خوبصورت تھا اور اس کا منہ کچھ بڑا تھا لیکن بہت زیادہ بڑا نہیں تھا اور اس سال نائب حجاز عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کروایا اور اس کا بھائی عبداللہ عراق کا نائب تھا اور نصر بن سیار خراسان کی نیابت پر تھا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

Marfat.com

اس سال وفات پانے والے اعیان

خالد بن عبداللہ بن یزید:

ابن سعد بن کرز بن عامر بن عبقری' ابوالہیثم البجلی القسری الدمشقی جو ولید کی طرف سے مکہ وحجاز کا میر رہا پھر سلیمان کی طرف سے بھی امیر رہا اور ہشام کی طرف سے پندرہ سال تک عراقین کا امیر رہا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے دمشق میں اس کا گھر مربقہ القز میں تھا جو آج کل شریف یزیدی کے گھر کے نام سے مشہور ہے اور اسی کی طرف وہ حمام منسوب ہوتا ہے جو باب توما کے اندر ہے۔ اس نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' اے اسد[1] کیا تو جنت کو پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے اسے مسلمانوں کے لیے بھی پسند کر' اسے ابویعلی نے عثمان بن شیبہ نے عن ہیثم بن سیار ابوالحکم سے روایت کیا ہے کہ اسد نے اسے منبر پر یہ بات بیان کرتے سنا اور اس سے اسماعیل بن اوسط' اسماعیل بن ابی خالد' حبیب بن ابی حبیب اور حمید الطویل نے روایت کی ہے اور روایت ہے کہ اس نے اپنے دادا سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ مرض کے گناہوں کے کفارہ ہونے کے بارے میں روایت کی ہے اور اس کی ماں نصرانیہ تھی اور ابوبکر بن عیاش نے اشراف میں اس کا ذکر کیا ہے جن میں اس کی نصرانیہ ماں بھی شامل ہے۔

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ اس کی سرداری کی پہلی بات یہ مشہور ہوگئی کہ اس نے دمشق میں اپنے گھوڑ تلے ایک بچے کو روند دیا' پس اس نے اسے اٹھایا اور لوگوں کی ایک جماعت کو گواہ بنایا کہ اس نے اسے روندا ہے اور اگر یہ مرگیا تو اس کی دیت اس کے ذمے ہوگی اور ولید نے ۸۹ھ میں اسے حجاز پر نائب مقرر کیا یہاں تک کہ ولید فوت ہوگیا اور ۱۰۶ھ میں ہشامؒ نے اسے عراق پر ۱۲۰ھ تک نائب مقرر کیا اور اسے یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا جسے اس نے اس کی جگہ نائب مقرر کیا تھا پس اس نے اسے سزا دی اور اس سے اموال لے لیے پھر اسے رہا کر دیا اور یہ اس سال کے محرم تک دمشق میں قیام پذیر رہا۔ پس ولید بن یزید نے اسے یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا کہ وہ اس سے پچاس کروڑ وصول کرے اور یہ زبردست سزا سے ہی فوت ہوگیا۔ اس نے اس کے دونوں پاؤں توڑ دیئے پھر اس کی دونوں پنڈلیاں توڑ دیں پھر اس کا سینہ توڑ دیا' پس یہ کوئی بات کئے بغیر مرگیا۔

لیثی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک روز خالد القسری نے تقریر کی اور اس پر لرزہ طاری ہوگیا اور کہنے لگا اے لوگو! بلاشبہ یہ کلام کبھی آتا ہے اور کبھی غائب ہو جاتا ہے اور اس کی آمد پر اس کا سبب بن جاتا ہے اور اس کے غائب ہونے پر اس کا مطلب مشکل ہو جاتا ہے اور اس کا بیان خوش بیان شخص کی طرف جاتا ہے اور اس کا کلام گفتگو سے رکنے والے کی طرف واپس آجاتا ہے اور جو تم پسند کرتے ہو عنقریب وہ ہماری طرف لوٹ آئے گا اور تمہاری پسند کے مطابق ہم تمہاری طرف مائل ہوں گے۔

اور اصمعی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز خالد القسری نے واسط میں تقریر کی اور کہا اے لوگو! اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے رغبت کرو اور سخاوت سے تعریف حاصل کرو اور ٹال مٹول سے ذلت نہ کماؤ اور جس نیکی کو تم نے جلدی نہیں اسے اہمیت

---

[1] تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۶۷ پر ''یا یزید بن اسد'' کے الفاظ آئے ہیں۔

Marfat.com

نہ دو اور جس شخص نے کسی پر احسان کیا ہے اور وہ اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکا تو اللہ اسے اس کی بہتر جزا دے گا اور زیادہ عطا کرے گا اور یاد رکھو لوگوں کی ضروریات تمہارے پاس احسانات ہیں پس انہیں اکتاؤ نہیں کہ وہ ناراضگی بن جائیں' بلاشبہ افضل مال وہی ہے جو اجر کمائے اور شہرت دے اور اگر تم نیکی کو دیکھتے تو تم اسے حسین وجمیل شخص کی صورت میں دیکھتے اور جب لوگ اس کی طرف دیکھتے تو وہ انہیں خوش کرتا اور عالمین سے بڑھ جاتا اور اگر تم بخل کو دیکھتے تو تم اسے بدشکل قبیح شخص کی صورت میں دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے اور آنکھیں اس کے آگے نیچی ہو جاتیں۔ بلاشبہ جو اچھا کرتا ہے سردار بن جاتا ہے اور جو بخل کرتا ہے ذلیل ہو جاتا ہے اور سب سے معزز وہ شخص ہے جو اسے دے جو اس سے امید نہیں رکھتا اور طاقت رکھتے ہوئے معاف کر دے اور سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرے اور جس کی کھیتی اچھی نہ ہو اس کے پودے نہیں بڑھتے اور شاخیں بونے کے وقت ہی نشوونما پاتی ہیں اور اپنے تنوں کے ساتھ بڑھتی ہیں اور اصمعی نے بحوالہ عمر ابن الہیثم روایت کی ہے کہ ایک بدو خالد کے پاس آیا اور اس نے اسے مدحیہ قصہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے:

''اے بہترین شخص ابن کرز' میں تیرے پاس رغبت سے آیا ہوں تا کہ تو میری پریشان حالی کی اصلاح کر دے' اس جامع الفضائل' عقل مند' سخی اور اصل وفرع کے لحاظ سے سب مخلوق سے بہتر شخص کے پاس آیا ہوں جب لوگ اپنے کارناموں میں کوتاہی کرتے ہیں تو تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور تو وہاں کوئی گمشدہ چیز نہیں پاتا۔ اے سمندر جس کی موجیں لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہیں اور جب اس سے نیکی کا سوال ہو تو وہ جوش مارتا اور جھاگ نکالتا ہے میں نے ابن عبداللہ کو ہر جگہ آزمایا ہے اور میں نے اسے دل کے لحاظ سے بہترین اور شاندار آدمی پایا ہے اور اگر دنیا میں کوئی شخص نیکی کی وجہ سے ہمیشہ رہتا تو تو ہمیشہ رہتا۔ میں نے تجھ سے جو امید کی ہے اس سے مجھے محروم نہ کرنا' میرا چہرہ تیوری چڑھا خاکستری رنگ ہو جائے گا''۔

راوی بیان کرتا ہے خالد نے اس قصیدہ کو حفظ کر لیا اور جب لوگ خالد کے پاس جمع ہوئے تو بدو کھڑا ہو کر اسے پڑھنے لگا تو خالد نے سبقت کر کے اسے اس سے پہلے سنا دیا اور کہنے لگا اے شیخ! یہ اشعار ہم آپ سے پہلے کہہ چکے ہیں پس شیخ اٹھا اور پشت پھیر کر جانے لگا تو خالد نے ایک آدمی بھیجا جو اس کی بات کو سنے اور وہ یہ اشعار پڑھتا جاتا تھا:

''آگاہ رہو' میں اس سے فی سبیل اللہ امید رکھتا تھا اور مجھے سخت مشقت برداشت نہیں کرنی پڑی میں ایک سمندر کے پاس گیا جو اپنے مال کی سخاوت کرتا ہے اور تعریف کی جستجو میں بہت مال دیتا ہے' میری بدبختی کی وجہ سے میرے منحوس نصیبے نے میری مخالفت کی اور میرا منحوس ستارہ میرے قریب ہو گیا ہے اور میرا سعد ستارہ مجھے چھوڑ گیا اور اگر میرا رزق اس کے پاس ہوتا تو میں اسے حاصل کرتا لیکن یہ واحد ویگانہ خدا کا حکم ہے''۔

پس وہ اسے خالد کے پاس لے آیا اور جو وہ کہہ رہا تھا اسے اس کے متعلق بتایا تو اس نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بدو نے خالد القسری سے سوال کیا کہ وہ اس کے تھیلے کو آٹے سے بھر دے تو اس نے اسے دراہم سے بھرنے کا حکم دے دیا اور جب وہ بدو باہر نکلا تو اس سے پوچھا گیا اس نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے

Marfat.com

اس سے اپنی پسند کا سوال کیا اور اس نے میرے لیے اپنی پسند کا حکم دے دیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ خالد اپنے دستے کے ساتھ جارہا تھا کہ اچانک اسے ایک بدو ملا اور کہنے لگا مجھے قتل کردو اس نے پوچھا تو ہلاک ہو جائے کیوں؟ کیا تو نے رہزنی کی ہے یا اطاعت سے دستکش ہو گیا ہے؟ وہ سب باتوں کے جواب میں کہنے لگا نہیں' اس نے پوچھا پھر کس وجہ سے تجھے قتل کردوں؟ اس نے کہا فقر وفاقہ کی وجہ سے' اس نے کہا اپنی ضرورت کا سوال کرو' اس نے کہا تیس ہزار خالد نے کہا آج جتنا میں نے نفع حاصل کیا ہے کسی نے نہیں کیا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ ایک لاکھ کا مجھ سے سوال کرے گا اور اس نے تیس ہزار کا سوال کیا ہے' پس میں نے ستر ہزار کا نفع حاصل کیا ہے۔ آج ہمارے ساتھ واپس چلو اور اس نے اسے تیس ہزار دینے کا حکم دے دیا اور جب وہ بیٹھا کرتا تو مال اس کے سامنے رکھ دیا جاتا اور وہ کہتا یہ اموال امانت ہیں ان کا تقسیم کرنا ضروری ہے اور اس کی لونڈی رابعہ کی انگوٹھی گھر کی گندی نالی میں گر پڑی جو تیس ہزار کے مساوی تھی اس نے کہا جو اسے نکالے اسے دے دو اس نے کہا تیرا ہاتھ میرے نزدیک اس سے زیادہ معزز ہے کہ تو اسے اس گندی جگہ پر گرنے کے بعد پہنے اور اس نے اس کے عوض میں اسے پانچ ہزار دینے کا حکم دیا اور اس رابعہ کے زیورات میں بڑی بڑی چیزیں تھیں جن میں ایک یاقوت اور موتی تھا اور ان میں سے ہر ایک ۷۳ ہزار دینار کا تھا۔

اور بخاری نے کتاب افعال العباد میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب السنۃ میں اور کئی لوگوں نے جنہوں نے سنت کے بارے میں کتابیں تصنیف کی ہیں بیان کیا ہے کہ خالد بن عبداللہ القسری نے عید الاضحیٰ کے روز لوگوں سے خطاب کیا اور کہا:

اے لوگو! قربانیاں کرو' اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کو قبول کرے گا اور میں جعد بن درہم کو ذبح کروں گا۔ اس کا خیال ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کی ہیں' جعد بن درہم جو بیان کرتا ہے اللہ اس سے بہت بلند ہے۔ پھر اس نے اتر کر اسے منبر کے نیچے ذبح کر دیا اور کئی ائمہ نے بیان کیا ہے کہ جعد بن درہم شامی تھا اور مروان الحمار کا مؤدب تھا اس لیے اسے مروان الجعدی کہا جاتا تھا پس وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور وہ اس جہم بن صفوان کا شیخ ہے جس کی طرف جہمیہ فرقہ منسوب ہوتا ہے جس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ بذتہ ہر جگہ موجود ہوتا ہے جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اللہ اس سے بہت بلند ہے اور جعد بن درہم نے اس خبیث مذہب کو ایک شخص سے حاصل کیا جسے ابان بن سمعان کہا جاتا ہے اور ابان نے اسے طالوت سے حاصل کیا جو لبید بن عاصم کا بھانجا تھا اور اس نے اسے اپنے ماموں لبید بن اعصم یہودی سے حاصل کیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کنگھی اور کھجور کے کھوکھلے شگوفے میں جادو کر دیا تھا اور اسے ذی اروان کے کنوئیں کے اس پتھر کے نیچے رکھ دیا جس پر لوگ کھڑے ہو کر پانی نکالتے ہیں اور اس کنوئیں کا پانی بھگوئی ہوئی مہندی کی طرح تھا اور اس باڑے میں صحیحین وغیرہ میں حدیث بیان ہوئی ہے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے باعث معوذتین کی دو سورتیں نازل فرمائیں ہیں۔

اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یزید زفاعی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو کہتے سنا کہ میں نے خالد القسری کو اس وقت دیکھا جب مغیرہ اور اس کے اصحاب کو لایا گیا اور مسجد میں اس کے لیے تخت رکھا گیا تو وہ اس پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اس کے اصحاب میں سے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا جسے قتل کر دیا گیا تو اس نے مغیرہ سے کہا اسے زندہ کرو' مغیرہ کا خیال تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اس نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے میں مردوں کو زندہ نہیں کرتا' اس نے کہا تو اسے ضرور

Marfat.com

زندہ کریگا یا میں تجھے قتل کردوں گا' اس نے کہا قسم بخدا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا پھر اس نے سرکنڈے کی نالی میں آگ جلانے کا حکم دیا تو انہوں نے اس میں آگ جلائی۔ پھر مغیرہ سے کہنے لگا اسے گلے لگاؤ' اس نے انکار کیا تو اس کے اصحاب میں سے ایک شخص نے سبقت کر کے اسے گلے کے ساتھ لگا لیا' ابوبکر بیان کرتا ہے کہ میں نے آگ کو اسے کھاتے دیکھا اور وہ سبابہ (انگشت شہادت) سے اشارہ کر رہا تھا' خالد نے کہا' خدا کی قسم یہ تجھ سے سرداری کا زیادہ حق دار ہے۔ پھر اس نے اسے اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ خالد کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے کوفہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا' اس سے دریافت کیا گیا تمہاری نبوت کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا **انا اعطینک الکماھر' فصل لربک ولا تجاھر' ولا تطع کل کافر وفاجر** پس اس کے حکم سے اسے صلیب دیا گیا اور اس نے صلیب دیئے جانے کی حالت میں کہا' **انا اعطیناک العمود' فصل لربک علیٰ عود' فانا ضامن لک الا تعود۔**

اور المبرد نے بیان کیا ہے کہ خالد کے پاس ایک نوجوان لایا گیا جسے کچھ لوگوں کے گھر میں پایا گیا اور اس پر سرقہ کا دعویٰ کیا گیا۔ اس نے اس سے پوچھا تو اس نے اعتراف کیا اور اس نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تو ایک خوبصورت عورت آگے بڑھ کر کہنے لگی:

''اے خالد! خدا کی قسم! تو نے جنگ کو پامال کر دیا ہے اور مسکین عاشق ہم میں چور نہیں ہے' اس نے اس گناہ کا اعتراف کیا ہے جس کا اس نے ارتکاب نہیں کیا لیکن اس نے عاشق کی رسوائی سے ہاتھ کٹنے کو بہتر سمجھا ہے''۔

خالد نے اس عورت کے باپ کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس نوجوان سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کی جانب سے اسے دس ہزار درہم مہر دیا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بدو خالد کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے دو شعروں میں آپ کی مدح کی ہے لیکن میں انہیں دس ہزار درہم اور خادم کے بغیر نہیں سناؤں گا اس نے کہا بہت اچھا تو وہ کہنے لگا:

تو ''ہاں'' کے ساتھ لازم رہتا ہے' گویا تو نے ''ہاں'' کے سوا کوئی بات ہی نہیں سنی اور تو نے ''نہیں'' سے انکار کیا ہے گویا تو نے اسے گزشتہ زمانوں اور امتوں سے سنا ہی ''نہیں'' ہے''۔

اصمعی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے دس ہزار درہم اور ایک خادم انہیں اٹھانے کے لیے دینے کا حکم دیا' راوی کا بیان ہے کہ ایک بدو اس کے پاس آیا تو اس نے اسے کہا اپنی ضرورت کا سوال کرو اس نے کہا ایک لاکھ' اس نے کہا تو نے زیادہ مانگا ہے اس سے کچھ کم کرو' اس نے کہا میں نوے ہزار کم کرتا ہوں تو خالد اس سے متعجب ہوا اس نے کہا اے امیر میں نے آپ سے آپ کی قدر کے مطابق سوال کیا ہے اور میں نے اپنی قدر کے مطابق اسے کم کر دیا ہے اس نے اسے کہا تو کبھی مجھ پر غالب نہیں آئے گا اور اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دے دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک بدو اس کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے آپ کے متعلق اشعار کہے ہیں اور میں انہیں آپ کی شان سے کم سمجھتا ہوں اس نے کہا کہو وہ کہنے لگا:

''تو مجھے سخاوت کے ساتھ ملا حتیٰ کہ تو نے مجھے دولت مند بنا دیا اور تو نے مجھے دیا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ تو مجھ سے

Marfat.com

کھیل کرتا ہے۔ پس تو سخاوت اور سخاوت کا بھائی اور سخاوت کا بیٹا ہے اور سخاوت کا حلیف ہے اور سخاوت کے لیے تجھے چھوڑ کر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے''۔

اس نے پوچھا اپنی ضرورت کا سوال کرو' اس نے کہا میرے ذمے پچاس ہزار دینار ہیں' اس نے کہا میں نے تیرے لیے ان کا حکم دیا اور میں تجھے ان سے دگنے دوں گا پس اس نے اسے ایک لاکھ دینار دیئے۔ ابوالطیب محمد بن اسحاق یحییٰ الوساوی کا بیان ہے کہ ایک بدو خالد القسری کے پاس آیا اور اس نے اسے یہ شعر سنائے:

''میں نے تیرے دروازے پر ''ہاں'' کا لفظ لکھ دیا ہے جو لوگوں کو بے نقاب ہو کر تیری طرف دعوت دیتا ہے اور میں نے ''نہیں'' کے لفظ سے کہا ہے کہ تو میرے دروازے کے سوا کسی اور کے دروازے پر جا' بلاشبہ تو کبھی بھی میرے دروازے کو نہ دیکھ سکے گا''۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے اسے ہر شعر پر پچاس ہزار درہم دیئے اور ابن معین نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ایک برا شخص تھا جو حضرت علی بن ابی طالب کو گالیاں دیتا تھا اور اصمعی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ خالد نے مکہ میں ایک کنواں کھودا اور زمزم پر اس کی فضیلت کا دعویٰ کیا۔

اور اسی کی کی ایک روایت میں خلیفہ کو رسول پر فضیلت دی گئی ہے اور یہ کفر ہے سوائے اس کے کہ اس کلام کے ظاہری مفہوم کے سوا کوئی اور مفہوم ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اس کے بارے میں درست نہیں بلاشبہ وہ گمراہی اور بدعت کو ختم کرنے کے لیے کھڑا ہوا تھا جیسا کہ قبل ازیں ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس نے جعد بن درہم اور دیگر ملحدین کو قتل کیا تھا اور صاحب العقد نے اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں جو درست نہیں کیونکہ صاحب العقد میں شنیع تشیع اور اہل بیت کے بارے میں غلو پایا جاتا تھا اور بسا اوقات کوئی شخص اس کے کلام کو نہ سمجھ سکتا تھا کیونکہ اس کے کلام میں تشیع پایا جاتا ہے اور ہمارے شیخ ذہبی نے بھی دھوکہ کھا کر اس کے حفظ وغیرہ کی تعریف کی ہے۔ ❶

اور ابن جریر اور ابن عساکر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ولید بن یزید نے اپنی امارت میں حج کا ارادہ کیا اور اس کی نیت یہ تھی کہ وہ کعبہ کی چھت پر شراب نوشی کرے گا اور جب امراء کی جماعت کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کے قتل کرنے اور جماعت میں سے کسی اور کو حکمران بنانے پر اتفاق کر لیا' پس خالد نے امیر المومنین کو اس سے متنبہ کیا اور اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے نام بتائے تو اس نے انکار کیا پس اس نے اسے سخت سزا دی۔ پھر اسے یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے سزا دی جس سے وہ بری حالت میں مر گیا اور یہ محرم ۱۲۶ھ کا واقعہ ہے اور قاضی ابن خلکان نے الوفیات میں اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اپنے دین کے بارے میں مبہم تھا اور اس نے اپنے گھر میں اپنی ماں کے لیے گرجا بنایا تھا اور اس کے بارے میں بعض شعراء اور

---

❶ میں نے یہ عبارت استنبول کے دوسرے نسخہ میں پائی ہے۔

Marfat.com

صاحب الاعیان نے بیان کیا ہے کہ اس کے نسب میں یہودی بھی تھے پس وہ القرب کی طرف منسوب ہوئے جو شق اور سطیح کے قریب تھا۔

قاضی ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ میری خالہ کے دو بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک چھ سو سال زندہ رہا اور وہ دونوں ایک ہی روز پیدا ہوئے اور یہ طریقہ بنت الحر کی وفات کے روز کا واقعہ ہے۔ وفات سے قبل اس نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے منہ میں تھوکا اور کہا بلاشبہ عنقریب یہ کہانت میں میرے قائم مقام ہوں گے پھر وہ اسی روز فوت ہوگئی۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں ایک قول کے مطابق جبلہ بن سحیم' دراج ابوالسمع اور سعید بن مسر و اور دمشق کے قاضی سلیمان ابن حبیب محاربی' عبدالرحمٰن بن قاسم شیخ مالک' عبیداللہ بن ابی یزید اور عمرو بن دینار شامل ہیں۔

۱۲۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو ابراہیم بن ولید بن عبدالملک اپنے بھائی یزید الناقص کی وصیت کے مطابق خلیفہ بنا اور امراء اور سب اہل شام نے اہل حمص کے سوا اس کی بیعت کی' انہوں نے اس کی بیعت نہیں کی اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مروان الحمار' آذربائیجان اور آرمینیا کا نائب تھا اور اس سے قبل اس کا باپ ان مقامات پر نائب تھا اور وہ یزید بن ولید' ولید بن یزید کے قتل کرنے کی وجہ سے ناراض تھا اور وہ ولید کے خون کا بدلہ لینے آیا اور جب وہ حران پہنچا تو اس نے رجوع کر لیا اور یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور ابھی وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا تھا کہ اسے اس کی موت کی اطلاع مل گئی' پس وہ اہل جزیرہ کی پاس آیا حتیٰ کہ قنسرین پہنچ گیا اور اس نے اس کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر وہ حمص آیا جہاں پر عبدالعزیز بن الحجاج' امیر المومنین ابراہیم بن ولید کی جانب سے نائب تھا' پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا تا کہ وہ ابراہیم بن ولید کی بیعت کریں اور انہوں نے اس کی بیعت نہ کرنے پر اصرار کیا اور جب عبدالعزیز کو مروان بن محمد کے قریب آنے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے کوچ کر گیا اور مروان حمص آ گیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے ساتھ دمشق گئے اور ان کے ساتھ جزیرہ اور قنسرین کی فوجیں بھی تھیں۔

پس مروان ۸۰ ہزار فوج کے ساتھ دمشق گیا اور اس نے ابراہیم بن ولید بن ہشام بن عبدالملک کو جو ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور البقاع کے چشمہ الجر کے نزدیک دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی' پس مروان نے انہیں جنگ سے رکنے اور ولید بن یزید کے دونوں بیٹوں سے الگ ہو جانے کی دعوت دی اور وہ الحکم اور عثمان تھے جن کے بارے میں اس نے عہد لیا تھا اور یزید نے ان دونوں کو دمشق میں قید کیا ہوا تھا مگر انہوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور انہوں نے دن کے بلند ہونے کے وقت سے لے کر عصر تک باہم شدید جنگ کی اور مروان نے ایک دستہ بھیجا جو ابن ہشام کی فوج کے پیچھے سے آئے پس ان کا ارادہ پورا ہو گیا اور وہ ان کے پیچھے سے تکبیر کہتے ہوئے آئے اور دوسروں نے ان کے سامنے سے ان پر حملہ کر دیا اور سلیمان کے اصحاب کو شکست ہوئی اور اہل حمص نے ان سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کی فوج کی بیخ کنی ہو گئی اور اس روز اہل دمشق میں سے تقریباً ۱۷ یا ۱۸ ہزار

آدمی قتل ہوئے اور اسی قدر قیدی بنائے گئے اور مروان نے ولید کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کی بیعت کرنے پر ان کا مواخذہ کیا اور دو آدمیوں یزید بن العفار اور ولید بن مصار جو کلب قبیلے سے تعلق رکھتے تھے کے سوا سب کو رہا کر دیا' اس نے ان دونوں کو اپنے سامنے کوڑوں سے مارا اور انہیں قید کر دیا اور وہ دونوں قید خانے میں مر گئے۔ اس لیے کہ یہ دونوں ولید بن یزید کے قتل کے وقت قاتلین میں شامل تھے۔

اور سلیمان اور اس کے باقی ماندہ اصحاب مسلسل شکست خوردہ رہے اور انہیں صبح دمشق ہی میں ہوئی پس انہوں نے امیر المومنین ابراہیم بن ولید کو جو کچھ ہوا تھا اس کے متعلق اطلاع دی اور اس وقت سرکردہ امراء عبدالعزیز بن الحجاج' یزید خالد بن عبداللہ القسری' ابوعلاقہ سکسکی' اصبغ بن ذوالہ کلبی اور ان کے ہمسروں نے ان کے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ ولید کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کو اس خدشہ کے پیش نظر قتل کر دیں کہ وہ خلافت حاصل کر کے اپنے دشمنوں اور اپنے باپ کے قاتلوں کو ہلاک کر دیں گے۔ سو انہوں نے ان دونوں کی طرف یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھیجا وہ قید خانے میں گیا اور اس میں ولید کے بیٹے الحکم اور عثمان موجود تھے جو بالغ ہو چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کے سر کو اس نے عمداً کچل دیا اور اس نے یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا جو ان دونوں کے ساتھ قید تھا۔ اسی طرح ان کے قید خانے میں ابومحمد سفیانی بھی تھا جو بھاگ گیا اور قید خانے کے اندر ایک کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازے کے پیچھے پتھر چن دیئے' انہوں نے اس کا محاصرہ کیا تو اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا پس وہ دروازے کو جلانے کے لیے آگ لے آئے۔ پھر مروان بن محمد اور اس کے اصحاب کے شکست خوردوں کی تلاش میں دمشق آنے کے باعث اس بات سے غافل ہو گئے۔

مروان الحمار کا دمشق آنا اور خلافت سنبھالنا

جب مروان اپنی فوجوں کے ساتھ چشمہ الجر سے آیا اور دمشق کے نزدیک ہوا اور اس کے باشندے گزشتہ کل کو اس سے شکست کھا چکے تھے اور ابراہیم بن ولید بھاگ گیا اور سلیمان بن ہشام نے بیت المال کی طرف سے آ کر اسے کھولا اور جو کچھ اس میں تھا اسے اپنے اصحاب اور اپنی تابع افواج پر خرچ کر دیا اور ولید بن یزید کے غلاموں نے عبدالعزیز بن الحجاج کے گھر پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اسے گھر میں قتل کر دیا اور اسے لوٹ لیا اور یزید بن ولید کی قبر کو اکھیڑ دیا اور اسے باب الجابیہ پر صلیب دے دیا اور مروان بن محمد دمشق آیا اور اس کے بالائی علاقے میں اترا اور دو مقتول نوجوان الحکم اور عثمان کو لایا گیا اور اسی طرح یوسف بن عمر کو بھی لایا گیا پس انہوں نے اسے دفن کیا اور ابومحمد سفیانی کو رسیوں سے جکڑ کر لایا گیا تو اس نے مروان کو سلام خلافت کیا' مروان نے کہا رک جا۔ اس نے کہا ان دونوں نوجوانوں نے اپنے بعد تیرے لیے خلافت مقرر کی تھی پھر اس نے ایک قصیدہ سنایا جسے الحکم نے قید خانے میں کہا تھا جس میں اس کے یہ اشعار بھی ہیں:

ارے کون میری طرف سے مروان کو اور میرے ناواقف چچا کو یہ بات پہنچائے کہ ہمارا غم طویل ہو گیا ہے اور مجھ پر ظلم ہوا ہے اور میری قوم ولید کے قتل پر متفق ہو گئی ہے۔ پس اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو میرے ولی عہد امیر المومنین مروان ہو گا۔

پھر ابومحمد سفیانی نے مروان سے کہا' اپنا ہاتھ بڑھایئے اور سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر نے اس کی

Marfat.com

بیعت خلاف کی۔

پھر اہل شام، دمشق اور اہل حمص وغیرہ کے سرکردہ لوگوں نے اس کی بیعت کی، پھر مروان نے انہیں کہا، امراء کو منتخب کرو، ہم انہیں تم پر امیر مقرر کریں۔ پس ہر شہر کے باشندوں نے امیر چنا اور اس نے اسے ان پر امیر بنا دیا اور زامل بن عمرو الجیرانی دمشق کا اور عبداللہ بن شجرہ کندی حمص کا اور ولید بن معاویہ بن مروان اردن کا اور ثابت بن نعیم جذامی فلسطین کا امیر بنا اور جب مروان بن محمد کے لیے شام ہموار ہو گیا تو وہ حران واپس آ گیا اور اس موقع پر خلیفہ ابراہیم بن ولید اور اس کے عم زاد سلیمان بن ہشام نے ان سے امان طلب کی اور اس نے ان دونوں کو امان دی اور سلیمان بن ہشام اہل تدمر کے ساتھ اس کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی پھر جب مروان نے حران میں تین ماہ قیام کیا تو اہل شام نے اس کی جو بیعت تھی اسے توڑ دیا اور اہل حمص وغیرہ نے بھی بیعت توڑ دی تو اس نے اہل حمص کی طرف فوج روانہ کی جو اس سال کی عیدالفطر کی شب کو ان کے پاس اچانک پہنچ گئی اور مروان عیدالفطر کے دو دن بعد حمص آیا اور مروان نے بہت سی فوجوں کے ساتھ حمص سے جنگ کی اور اس روز ابراہیم بن ولید مخلوع اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے اور وہ اس کے ہاں خاص عزت رکھتے تھے اور وہ صبح اور شام کے وقت ان دونوں سے مجالست کرتا تھا۔

اور جب اس نے حمص کا محاصرہ کیا تو انہوں نے اسے پکارا کہ ہم تیری اطاعت میں ہیں اس نے کہا شہر کے دروازہ کو کھول دو تو انہوں نے اسے کھول دیا پھر ان کی طرف سے تھوڑی سی جنگ ہوئی اور اس نے ان میں سے تقریباً پانچ سو آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کے حکم سے انہیں شہر کے اردگرد صلیب دیا گیا اور اس نے شہر پناہ کے کچھ حصے کو گرانے کا حکم دیا اور اہل دمشق اور اہل غوطہ نے اپنے امیر زامل بن عمرو کا محاصرہ کر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنا لیا اور شہر کا نائب ڈٹا رہا اور امیر المومنین مروان نے حمص سے اس کی طرف تقریباً دس ہزار فوج روانہ کی اور جب وہ فوج دمشق کے نزدیک پہنچی تو نائب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور وہ فوج اہل غوطہ سے مل گئے اور انہوں نے انہیں شکست دی اور المزہ اور اس کے ساتھ دوسری بستیوں کو جلا دیا اور یزید بن خالد القسری اور ابوعلاقہ کلبی نے المزہ کے باشندوں میں سے لخم کے ایک شخص سے پناہ طلب کی اور زامل بن عمرو نے ان کے متعلق بتا دیا تو اس نے ان دونوں کو قتل کر کے ان کے امیر المومنین مروان کو حمص میں بھیج دیئے۔

اور ثابت بن نعیم نے اہل فلسطین کے ساتھ خلیفہ کے خلاف بغاوت کی اور خلیفہ نے ان کی طرف فوج روانہ کی جس نے انہیں وہاں سے جلاوطن کر دیا اور ان کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور ثابت بن نعیم فلسطین کی طرف فرار کر گیا اور امیر ابوالورد نے اس کا تعاقب کر کے اسے دوبارہ شکست دی اور اس کے اصحاب اس سے الگ ہو گئے اور ابوالورد نے اس کے تین لڑکوں کو قید کر لیا اور انہیں زخمی حالت میں خلیفہ کے پاس بھیج دیا، اس نے ان کے علاج کا حکم دیا، پھر امیر المومنین نے فلسطین کے نائب رماحس بن عبدالعزیز کنانی کو حکم دیا کہ وہ ثابت بن نعیم کو جہاں بھی وہ ہے تلاش کرے، پس وہ ہمیشہ اس سے ملاطفت کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا اور یہ دو ماہ بعد کا واقعہ ہے اور اس نے اسے خلیفہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور جو جماعت اس کے ساتھ تھی اس کے متعلق بھی اس نے یہی حکم دیا اور اس نے انہیں دمشق بھجوا دیا اور انہیں دمشق

Marfat.com

کی مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا گیا اس لیے کہ اہل دمشق نے یہ افواہ اڑائی تھی کہ ثابت بن نعیم دیار مصر کی طرف چلا گیا ہے اور وہاں اس نے متغلب ہو کر مروان کے نائب کو قتل کر دیا ہے' پس اس نے کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں کے ساتھ انہیں ان کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی افواہ کے جھوٹا ہونے کو معلوم کر لیں اور خلیفہ مروان نے دیر ایوب علیہ السلام میں ایک عرصہ تک قیام کیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ اور پھر عبیداللہ کے لیے بیعت لی اور ہشام کی دونوں بیٹیوں سے ان کے نکاح کر دیئے اور وہ ام ہشام اور عائشہ تھیں اور یہ ایک بھرپور مجمع اور خوفناک حکومت اور عام بیعت تھی لیکن حقیقت میں مکمل نہ تھی اور خلیفہ دمشق آیا اور ثابت اور اس کے اصحاب کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے بعد ان کے متعلق حکم دیا کہ انہیں شہر کے دروازوں پر صلیب دی جائے اور ان میں سے ایک شخص عمرو بن الحارث الکلبی کے سوا کسی نے سبقت نہ کی اور جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس ان امانات کا علم تھا جو ثابت بن نعیم نے لوگوں کے پاس رکھی ہوئی تھیں اور مروان کے لیے تدمر کے سوا شام کا معاملہ مرتب ہو گیا' پس وہ دمشق سے روانہ ہوا اور حمص کے علاقے القسطل مقام پر اترا اور اسے اطلاع ملی کہ اہل تدمر ان پانیوں میں اتر گئے ہیں جو اس کے اور ان کے درمیان ہیں۔

پس ان پر اس کا غصہ بھڑک اٹھا اور اس کے ساتھ جرار لشکر تھے۔ اس نے ابرش بن ولید سے گفتگو کی اور وہ اس کی قوم تھے اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ سب سے پہلے ان کے پاس معذرت کرنے کے لیے آدمی بھیجے۔ اس نے ابرش کے بھائی عمرو بن ولید کو بھیجا اور جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اس کی بات سنی اور وہ واپس چلا گیا۔ پس خلیفہ نے فوج بھیجنے کا ارادہ کیا تو ابرش نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ بنفس نفیس ان کے پاس جائے گا تو اس نے اسے بھیج دیا اور جب ابرش ان کے پاس آیا تو اس نے ان سے گفتگو کی اور انہیں سمع واطاعت اختیار کرنے کی طرف مائل کیا تو اکثریت نے اس کی بات مان لی اور بعض نے انکار کیا اس نے خلیفہ کو صورت حال سے آگاہ کرنے کے لیے خط لکھا تو خلیفہ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی ایک فصیل کو گرا دے اور جو اس کی اطاعت کرے وہ اس کی اطاعت قبول کرے' سو اس نے ایسا ہی کیا اور جب وہ اس کے پاس آئے تو وہ اپنی ساتھی فوجوں کے ساتھ البریہ کے راستے اصافہ کی طرف روانہ ہو گیا اور سرداروں میں سے ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام بھی تھے اور ولید' یزید اور سلیمان کے لڑکوں کی ایک جماعت بھی تھی' اس نے کئی روز تک اصافہ میں قیام کیا' پھر البریہ کی طرف گیا تو سلیمان بن ہشام نے اس سے کچھ دن آرام کرنے اور اپنی کمر کو آرام دینے کے لیے وہاں ٹھہرنے کی اجازت طلب کی اور اس نے اسے اجازت دے دی۔

پس مروان تیزی سے چلا اور واسط کے نزدیک فرات کے کنارے پر اترا اور تین دن ٹھہرا' پھر قرقیسیا کی طرف روانہ ہو گیا جہاں ابن ہبیرہ مقیم تھا تاکہ وہ اسے ضحاک بن قیس شیبانی خارجی حروری سے جنگ کرنے کے لیے بھیجے اور مروان اس کام میں مشغول ہو گیا اور دس ہزار سوار جن کو مروان نے بعض سرایا میں بھیجا ہوا تھا آ گئے اور اصافہ سے گزرے اور وہاں پر سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی موجود تھا جس نے وہاں ٹھہر کر آرام کرنے کے لیے خلیفہ سے اجازت لی ہوئی تھی انہوں نے اسے اپنی بیعت لینے اور مروان بن محمد کو معزول کرنے اور اس سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ پس شیطان نے اس سے لغزش کروائی اور اس نے ان کی

Marfat.com

بات کو مان لیا اور اس نے مروان کو معزول کر دیا اور فوجوں کے ساتھ قنسرین کی طرف روانہ ہو گیا۔ نیز اس نے اہل شام سے خط وکتابت کی تو وہ بھی ہر جانب سے اس کے پاس آ گئے اور سلیمان نے ابن ہبیرہ کی طرف خط لکھا جسے مروان نے ضحاک بن قیس خارجی کے ساتھ جنگ کے لیے جانے کا حکم دیا تھا تو وہ بھی تقریباً ستر ہزار فوج کے ساتھ اس کی طرف سمٹ آیا اور مروان نے ستر ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن مسلم کو ان کے ساتھ مقابلہ میں بھیجا اور ارض قنسرین میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور مروان اور لوگ جنگ میں آئے اور اس نے ان سے شدید جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ابراہیم بن سلیمان بن ہشام اس روز قتل ہوا اور وہ اس کا بڑا بیٹا تھا اور ان میں سے تیس ہزار سے زیادہ آدمی قتل ہو گئے اور سلیمان مغلوب ہو کر حمص گیا اور شکست خوردہ فوج اس کے گرد جمع ہو گئی اور اس نے ان کے ساتھ وہیں پڑاؤ کر لیا اور مروان نے اس کی جس فصیل کو گرا دیا تھا اسے تعمیر کیا اور مروان کے وہاں آ کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر سے زیادہ مجانیق نصب کی اور آٹھ ماہ تک دن رات ان پر سنگباری کرتا رہا۔ وہ ہر روز اس کے مقابلہ میں نکلتے اور جنگ کرتے اور واپس چلے جاتے اور سلیمان فوج کے ایک دستے کے ساتھ تدمر کی جانب گیا اور راستے میں انہیں مروان کی فوج ملی اور انہوں نے اس پر حملہ کرنے اور اسے لوٹنے کا ارادہ کیا مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور مروان نے ان کے لیے تیاری کی اور ان سے جنگ کی اور اس کی فوج کے چھ ہزار آدمی قتل ہو گئے حالانکہ وہ نو سو تھے اور وہ تدمر کی طرف واپس آ گئے اور مروان نے پورے دس ماہ تک حمص کا محاصرہ کیے رکھا اور جب مسلسل ان پر مصائب آئے اور ذلت ان کے شامل حال ہوئی تو انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں امان دے دے مگر اس نے انکار کیا اور کہا جب تک تم میرے حکم کو تسلیم نہیں کرو گے امان نہیں ملے گی۔

پھر انہوں نے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اسے سعید بن ہشام [1] اور اس کے دونوں بیٹوں مروان اور عثمان اور اس کی سکسکی پر قابو دلا دیتے ہیں جو اس کے ساتھ قید تھا اور اس حبشی پر بھی جو اس پر افتراء کرتا اور اسے گالیاں دیتا تھا' پس اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور انہیں امان دے دی اور اس نے ان لوگوں کو قتل کر دیا پھر ضحاک کی طرف روانہ ہو گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نائب عراق نے ضحاک خارجی سے کوفہ اور اس کے مضافات پر جو اس کے قبضے میں تھے مصالحت کر لی اور مروان کے سوار کوفہ آئے اور ضحاک کی جانب سے اس کے نائب ملحان شیبانی نے ان سے ملاقات کی اور اس نے ان سے جنگ کی اور ملحان قتل ہو گیا اور ضحاک نے بنی عائذہ کے المثنیٰ بن عمران کوفہ کا نائب مقرر کیا اور ضحاک ذوالقعدہ میں موصل کی طرف گیا اور ابن ہبیرہ کوفہ کی طرف گیا اور اس نے خوارج کے ہاتھوں سے اسے چھین لیا اور ضحاک نے کوفہ کی طرف فوج روانہ کی تو اسے وہاں کچھ بھی نہ ملا۔

اور اس سال ضحاک بن قیس شیبانی نے خروج کیا اور اس کے خروج کا باعث یہ تھا کہ ایک شخص سعید بن بہدل نے جو خارجی تھا لوگوں کی غفلت اور ان کے ولید بن یزید کے قتل میں اشتغال سے فائدہ اٹھایا اور اس نے عراق میں خوارج کی ایک جماعت کے ساتھ بغاوت کر دی اور چار ہزار آدمی اس کے گرد جمع ہو گئے اور فوجوں نے ان کا قصد کیا اور انہوں نے ان کے ساتھ

---

[1] یہ اضافہ مصری نسخے میں ہے۔

Marfat.com

جنگ کی' پس کبھی وہ شکست دیتے اور کبھی شکست کھاتے۔ پھر سعید بن بہدل طاعون کی بیماری سے مرگیا اور اس نے اپنے بعد اس ضحاک بن قیس کو اپنا جانشین بنایا اور اس کے اصحاب اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس کی اور بہت سی فوج کی مڈبھیڑ ہوئی اور خوارج غالب آ گئے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا جن میں عاصم بن عمر بن عبدالعزیز بھی شامل تھا جو امیر عراق عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا بھائی تھا۔ پس اس نے اشعار میں اس کا مرثیہ کہا' پھر ضحاک نے اپنے اصحاب کے ایک دستے کے ساتھ مروان کا قصد کیا اور کوفہ سے گزرا تو وہاں کے باشندوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے انہیں شکست دی اور کوفہ میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے ایک شخص حسان نام کو وہاں کا نائب مقرر کیا پھر اس سال کے شعبان میں ملحان شیبانی کو نائب مقرر کیا اور خود وہ نائب عراق عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی تلاش میں روانہ ہو گیا ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور ان کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں جن کا بیان اور تفصیل طویل ہے۔

اور اس سال بنوعباس کے داعیوں کی ایک جماعت امام ابراہیم بن محمد کے پاس جمع ہوئی اور ان کے ساتھ ابومسلم خراسانی بھی تھا' انہوں نے اسے بہت سے اخراجات دیئے اور اسے اپنے اموال کا خمس بھی دیا اور لوگوں کے درمیان بکثرت فتنہ وفساد کی وجہ سے اس سال ان کا معاملہ مرتب نہ ہوا اور اس سال معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں خروج کیا اور اپنی طرف دعوت دی اور امیر عراق عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے جنگ کرنے گیا' اور ان دونوں کے درمیان طویل جنگیں ہوئی جن کا بیان طویل ہے پھر اس نے اسے وہاں سے جلاوطن کر دیا اور وہ جبال جا کر وہاں متغلب ہو گیا۔

اور اس سال اس حارث بن سریج نے خروج کیا جو بلاد ترک میں چلا گیا تھا اور اس نے انہیں مسلمانوں کے خلاف مدد دی' پس اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت سے سرفراز کیا حتیٰ کہ وہ بلاد شام کی طرف چلا گیا اور یہ کام یزید بن ولید کے اسلام اور مسلمانوں کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دینے سے ہوا اور اس نے اس کی یہ دعوت قبول کر لی اور وہ خراسان کی طرف چلا اور سورۃ[1] کے نائب نصر بن سیار نے اس کا عزم واکرام کیا اور حارث بن سریج مسلسل کتاب وسنت اور اطاعت امام کی دعوت دیتا رہا اور اس کے پاس نصر بن سیار کے بعض دشمن بھی تھے۔

واقدی اور ابوبشر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حجاز' مکہ' مدینہ اور طائف کے امیر عبدالعزیز بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کروایا اور نضر بن سعید الحرشی عراق کا امیر تھا اور ضحاک حروری اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور امیر خراسان نصر بن سیار نے اس کے خلاف بغاوت کی اور کرمانی اور حارث بن سریج نے بھی اس کے خلاف بغاوت کی۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن الاشج' سعد بن ابراہیم' عبداللہ بن دینار' عبدالملک بن مالک الجزری' عمیر بن ہانی' مالک بن دینار' وہب بن کیسان اور ابواسحاق السبیعی شامل ہیں۔

---

[1] شاید اس میں تحریف ہوئی ہے اور صحیح نائب خراسان ہے۔

Marfat.com

۱۲۸ھ

اس سال حارث بن سریج قتل ہوا اور اس کا باعث یہ تھا کہ یزید بن ولید الناقص نے اس کی طرف پروانہ امان لکھا تھا حتیٰ کہ وہ بلاد ترک سے نکل کر مسلمانوں کی طرف آ گیا اور مشرکین کی دوستی چھوڑ کر اسلام اور مسلمانوں کی نصرت کی طرف آ گیا' خراسان کے نائب نصر بن سیار اور اس کے درمیان خوف اور بہت سے مقابلے پائے جاتے تھے جن کا ذکر طویل ہے۔ پس جب مروان بن محمد کو خلافت ملی تو حارث بن سریج نے اس سے خوف محسوس کیا اور ابن ہبیرہ نے عراق کی نیابت سنبھال لی اور مروان کی بیعت آئی تو حارث نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مروان کے بارے میں اعتراضات کئے اور پولیس سپرنٹنڈنٹ مسلمہ بن احوز اور فوجوں کے امراء اور سالار اس کے پاس آئے اور اس سے اپیل کی کہ وہ اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے اور مسلمانوں کی جماعت کو منتشر نہ کرے' اس نے انکار کیا اور لوگوں سے ایک طرف ہو گیا اور اس نے اپنے طریق کے مطابق نصر بن سیار کو کتاب وسنت کی طرف دعوت دی تو نصر نے اس کی موافقت سے انکار کر دیا اور وہ اسلام کے خلاف خروج پر قائم رہا اور اس نے بنی راسب کے غلام جہم بن صفوان کو جس کی کنیت ابو محرز تھی حکم دیا اور اس کی طرف فرقہ جہمیہ منسوب ہے کہ وہ لوگوں کو ایک تحریر سنائے جس میں حارث کی سیرت کا بیان ہو اور حارث کہا کرتا تھا کہ میں سیاہ جھنڈوں والا ہوں' نصر نے اس کی طرف پیغام بھیجا وہ اگر تو وہی ہے تو میری زندگی کی قسم تو تم وہی لوگ ہو جو دمشق کی فصیل کو تباہ کرو گے اور بنی امیہ کا خاتمہ کرو گے' پس مجھ سے پانچ سو سر اور ایک سو اونٹ لے لو اور اگر تو کوئی اور ہے تو تو نے اپنے خاندان کو ہلاک کر دیا۔

حارث نے اسے پیغام بھیجا میری زندگی کی قسم یہ ضرور ہو کر رہے گا تو نصر نے اسے کہا تو سب سے پہلے کرمانی سے آغاز کر پھر ری کی طرف جا اور جب تو وہاں پہنچے گا تو میں تیری اطاعت میں ہوں گا پھر نصر اور حارث نے مناظرہ کیا اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ مقاتل بن حبان اور جہم بن صفوان' دونوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ ان دونوں نے نصر کو معزول کرنے اور شوریٰ سے معاملات طے کرنے کا فیصلہ کیا تو نصر نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جہم بن صفوان اپنی بات پر قائم رہا اور اس نے جامع مسجد اور راستوں میں حارث کی سیرت کو بدل کر لوگوں کو سنانا شروع کر دیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اس موقع پر نصر بن سیار کے حکم سے فوجوں کے دستوں نے اس سے جنگ کرنے کی دعوت کا جواب دیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا اور اس کے اصحاب نے اس کی حفاظت میں جنگ کی اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے جن میں جہم بن صفوان بھی شامل تھا۔ ایک شخص نے اس کے منہ میں نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جہم کو قید کر کے سلم بن احوز کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے کہا مجھے تمہارے باپ کی طرف سے امان حاصل ہے اس نے کہا وہ مجھے امان نہیں دے سکتا اور اگر اس نے ایسا کیا ہے تو میں نے تجھے امان نہیں دی اور اگر تو اس چادر کو ستاروں سے بھر دے اور عیسیٰ بن مریم کو اتار دے تو تو نجات پائے اور قسم بخدا اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اپنے پیٹ کو شق کر دیتا اور اس کے حکم سے ابن میسرہ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر حارث بن سریج اور کرمانی نے نصر

اور اس کی مخالفت کرنے اور کتاب وسنت کی طرف دعوت دینے اور ائمہ ہدیٰ کی اتباع کرنے اور منکرات وغیرہ کی تحریم کرنے پر جو شریعت نے بیان کی ہے پر اتفاق کرلیا پھر دونوں کا آپس میں اختلاف ہوگیا اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور کرمانی غالب آ گیا اور حارث کے اصحاب کو شکست ہوئی اور وہ ایک خچر پر سوار تھا' وہ ایک گھوڑے کی طرف گیا تو وہ چلنے سے اڑ گیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان میں سے صرف ایک سو آدمی اس کے ساتھ رہ گئے پس کرمانی کے اصحاب نے اسے پکڑ کر زیتون کے درخت تلے قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ عبیرہ کے درخت تلے قتل کیا اور یہ واقعہ اس سال کے ۲۴ رجب کو بروز ہفتہ ہوا اور اس کے ساتھ اس کے ایک سو اصحاب بھی قتل ہوگئے اور کرمانی نے اس کے ذخائر واموال کی حفاظت کی اور اسی طرح جو لوگ اس کے ساتھ نکلے تھے اس نے ان کے اموال بھی لے لیے اور اس نے باب مرو پر حارث کو سر کے بغیر صلیب دینے کا حکم دیا اور نصر بن سیار کو حارث کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا:

''اے اپنی قوم کو ذلت سے دوچار کرنے والے اور اے ہلاک ہونے والے تجھ پر لعنت ہو' تیری نحوست نے سارے مصر کو ہلاک کر دیا ہے اور تو نے اپنی قوم کی قدر گھٹا دی ہے' از داور اس کے پیروکار عمرو اور مالک میں کوئی طمع نہ رکھتے تھے اور نہ ہی بنی سہم میں اس وقت طمع رکھتے تھے جب وہ سیاہ گھوڑوں کو لگا دیتے تھے''۔

اور عباد بن حارث بن سریج نے اسے جواب دیا:

''اے نصر' پوشیدگی جاتی رہی ہے اور امید بھی لمبی ہوگئی ہے اور مزدن' مرو کے علاقے میں جو چاہتے ہیں فیصلہ کرتے ہیں اور مضرہ کے بارے میں ان کا فیصلہ جائز ہوتا ہے خواہ فیصلہ ظالمانہ ہی ہو اور حمیر اپنی جگہوں پر بیٹھتے ہیں اور ان کی گردنوں سے خون ٹپکتا ہے اور اگر مضر اس سے راضی اور رام ہوگیا ہے تو اس کی ذلت اور بدبختی طویل ہوگئی اور اگر اس نے اس میں ناراضگی دور کرلی تو فبہا ورنہ اس کی فوجوں پر ہلاکت نازل ہوگی''۔

اور اس سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ابومسلم خراسانی کو خراسان کی طرف بھیجا اور اسے اپنے پیروکاروں کی طرف خط بھی لکھ کر دیئے جو وہاں موجود تھے کہ یہ ابومسلم ہے اس کی سمع واطاعت کرو اور ارض خراسان کے جس علاقے پر اس نے غلبہ پایا ہے میں نے اسے وہاں کا امیر مقرر کیا ہے۔ پس جب ابومسلم خرسان آیا اور اس نے اپنے اصحاب کو یہ خط سنایا تو انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اس پر عمل کیا اور اس سے اعراض کیا اور اسے اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک دیا' پس وہ ایام حج میں ابراہیم بن محمد کی طرف واپس آ گیا اور آپ کے پاس ان کی شکایت کی اور انہوں نے اس کی جو مخالفت کی تھی اس کے متعلق آپ کو بتایا۔ آپ نے اسے کہا اے عبدالرحمٰن! بلاشبہ تو ہمارے اہل بیت کا آدمی ہے ان کی طرف واپس جا اور تجھ پر یمن کے اس قبیلے کا خیال رکھنا لازم ہے ان کی عزت کر اور ان کے درمیان اتر بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کو انہی کے ذریعے پورا کرے گا۔ پھر آپ نے اسے بقیہ قبائل سے متنبہ کیا اور اسے کہا اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ ان علاقوں میں عربی زبان کو نہ رہنے دے تو ایسا کرے اور ان کے بیٹوں میں جو بچہ پانچ بالشت کو پہنچ چکا ہے اور وہ اس پر تہمت لگاتے ہیں تو تو اسے قتل کر دے اور تجھ پر اس شیخ یعنی سلیمان بن کثیر کا خیال رکھنا لازم ہے اسے دور نہ کرنا اور ابھی ابومسلم خراسانی کے حالات بیان ہوں گے انشاء اللہ۔

اور ابو مخنف کے قول کے مطابق اس سال ضحاک بن قیس خارجی قتل ہوگیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے اسے خط لکھا کہ میرے محاصرے میں تجھے فائدہ نہ ہوگا بلکہ تجھ پر مروان بن محمد سے نپٹنا لازم ہے پس اس کی طرف روانہ ہو جا اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو میں تیری پیروی کروں گا۔ پس دونوں نے امیر المومنین مروان بن محمد کی مخالفت پر مصالحت کر لی اور جب ضحاک موصل سے گزرا تو وہاں کے باشندوں نے اس سے خط وکتابت کی اور وہ ان کی طرف مائل ہوگیا اور موصل میں داخل ہوگیا اور اس کے نائب کو قتل کر کے اس پر قابض ہوگیا اور مروان کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اس کے باشندوں اور ان کے اس کی بیعت نہ کرنے کے معاملہ میں مشغول تھا پس اس نے اپنے بیٹے مروان بن عبداللہ کو خط لکھا اور ضحاک کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جمع ہو چکے تھے جنہوں نے نصیبین کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور مروان اس کی تلاش میں گیا اور وہاں دونوں کی مڈبھیڑ ہوگئی اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور ضحاک میدان کارزار میں قتل ہوگیا اور رات فریقین کے درمیان حائل ہوگئی اور ضحاک کے اصحاب نے ضحاک کو کھو دیا اور اس کے بارے میں شکایت کی حتیٰ کہ اسے دیکھنے والے نے انہیں بتایا کہ وہ قتل ہو چکا ہے پس وہ اس پر گریہ کناں ہوئے اور نوحہ کیا اور مروان کو اطلاع ملی تو اس نے میدان کارزار میں مشعلوں کے ساتھ آدمی بھیجے اور ان لوگوں کو بھی بھیجا جو مقتولین کے درمیان اس کی جگہ کو جانتے تھے۔

اور مروان کو اطلاع ملی کہ وہ قتل ہو چکا ہے اور اس کے سر اور چہرے پر تقریباً بیس ضربات لگی ہیں' پس ان کے حکم سے اس کو سر کو جزیرہ کے شہروں میں گھمایا گیا اور ضحاک نے اپنے بعد اپنی فوج پر ایک شخص کو قائمقام مقرر کیا جسے الجبیری کہا جاتا تھا اور ضحاک کی بقیہ فوج اس کی کے پاس جمع ہوگئی اور الجبیری کے ساتھ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے اہل بیت اور موالی جمع ہو گئے اور ان لوگوں کی فوج بھی جنہوں نے گزشتہ سال اس کی بیعت خلافت کی تھی اور اس کی وجہ سے مروان بن محمد کو خلافت سے معزول کر دیا تھا پس جب صبح ہوئی تو انہوں نے مروان کے ساتھ جنگ کی اور الجبیری نے اپنے اصحاب کے چار سو بہادروں کے ساتھ مروان پر حملہ کیا اس وقت وہ قلب لشکر میں تھا اور وہ شکست کھا کر پلٹا اور انہوں نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے فوج سے باہر نکال دیا اور اس کی فوج میں داخل ہوگئے اور الجبیری اپنے قالین پر بیٹھ گیا اور مروان کا میمنہ ثابت قدم تھا اور اس کا بیٹا عبداللہ تھا اور اسی طرح اس کا میمنہ بھی ثابت قدم تھا جس کا سالار اسحاق العقیلی تھا اور جب عبداللہ نے فوج کو الجبیری کے ساتھ بھاگتے دیکھا اور ان کی جانب سے میمنہ اور میسرہ قائم تھے تو انہوں نے اس کا لالچ کیا اور وہ خیموں کی لاٹھیاں لے کر اس کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اسے قتل کر دیا اور مروان کو اس کے قتل کی اطلاع ملی اور وہ فوج سے پانچ یا چھ میل کے فاصلہ پر تھا پس وہ خوش خوش واپس آیا اور ضحاک کے اصحاب شکست کھا گئے اور انہوں نے شیشان کو اپنا امیر بنا لیا اور اس کے بعد مروان نے اکراد لیس مقام پر ان کا قصد کیا اور انہیں شکست دی۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن سوادۃ' جابر الجعفی اور جہم بن صفوان قتل ہو کر مرے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حارث بن سریج بڑے امراء میں سے ایک تھا' اس کے کچھ حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں اور عاصم بن عبدلہ' ابو حصین عثمان بن عاصم' یزید بن ابی حبیب' ابوالتیاح یزید بن حمید' ابوحمزہ النخعی ابوالزبیر مکی' ابوعمران الجونی اور ابوقبیل المغافری بھی وفات پانے والوں میں شامل ہیں اور ہم نے ان کے حالات التکمیل میں بیان کئے ہیں۔

Marfat.com

۱۲۹ھ

الجبیری کے بعد خوارج نے شیبان بن عبدالعزیز الحلیس ایشکری الخارجی پر اتفاق کرلیا اور سلیمان بن ہشام نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ موصل میں قلعہ بند ہو جائیں اور اسے اپنی فرودگاہ بنالیں پس وہ اس کی طرف چلے گئے اور امیر المومنین مروان بن محمد نے ان کا پیچھا کیا اور انہوں نے اس کے باہر پڑاؤ کرلیا اور مروان کی فوج کے نزدیک خندق کھودی اور مروان نے بھی ان کی جانب سے اپنی فوج کے پاس خندق کھودلی اور وہ ایک سال تک ان کا محاصرہ کیے رہا اور وہ ہر روز صبح وشام آپس میں جنگ کرتے اور مروان نے سلیمان بن ہشام کے بھتیجے امیہ بن معاویہ بن ہشام پر فتح پائی اور اس کی فوج کے ایک دستے نے اسے قید کرلیا اور اس کے حکم سے اس کے ہاتھ کاٹے گئے پھر اسے قتل کردیا گیا اور اس کا چچا سلیمان اور اس کی فوج اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور مروان نے اپنے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ اس کے ملک میں جو خوارج موجود ہیں وہ ان سے جنگ کرے اور اس کے ان کے ساتھ کئی معرکے ہوئے اور ابن ہبیرہ نے ان پر فتح پائی اور اس نے ان کے ایک بڑے حصے کو تباہ کردیا اور عراق میں ان کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی اور اس نے کوفہ کو خوارج کے ہاتھوں سے بچالیا۔

اور اس سال رمضان میں قریش کے عائذہ قبیلہ کا المثنیٰ بن عمران العائذی اس کا امیر تھا اور جب ابن ہبیرہ خوارج سے فارغ ہوگیا تو مروان نے اسے لکھا کہ وہ عمار بن صبارہ جو ایک بہادر شخص تھا سے اسے مدد دے پس اس نے سات یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ اسے اس کے پاس بھیجا اور خوارج نے چار ہزار کا دستہ اس کی طرف بھیجا جس نے اسے راستے میں روکا تو ابن صبارہ نے اسے شکست دی اور اس کا امیر الجون الکلاب شیبانی خارجی قتل ہوگیا اور وہ موصل کی طرف آیا اور خوارج کی فوج ان کی طرف لوٹ آئی اور سلیمان بن ہشام نے انہیں موصل سے کوچ کر جانے کا مشورہ دیا۔ بلاشبہ ان کے لیے وہاں قیام کرنا ممکن نہ تھا اور مروان ان کے آگے اور ابن صبارہ ان کے پیچھے تھا اور اس نے ان کا غلہ روک دیا حتیٰ کہ انہیں کھانے کو کوئی چیز نہ ملی تو وہ وہاں سے کوچ کر گئے اور حلوان سے چلتے چلاتے اہواز چلے گئے اور مروان نے ابن صبارہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے پیچھے بھیجا۔

پس اس نے ان میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہیں قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور میدان کارزار میں ان سے مل کر ان سے جنگ کرتا اور وہ مسلسل ان کے تعاقب میں رہا حتیٰ کہ ان کی جمعیت مختلف سمتوں میں بکھر گئی اور ان کا امیر شیبان بن عبدالعزیز ایشکری آئندہ سال اہواز میں ہلاک ہوگیا اسے خالد بن مسعود بن جعفر بن خلید ازدی نے قتل کیا اور سلیمان بن ہشام اپنے اموال اور اہل بیت کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہوا اور وہ سندھ کی طرف چلے گئے اور مروان موصل سے واپس آ گیا اور اپنے مقام حران پر قیام پذیر ہوگیا اور اسے خوارج کے زوال سے خوشی ہوئی مگر اس کی خوشی پوری نہ ہوئی اور اسے قضاوقدر نے پیچھے سے آلیا' جو بڑی طاقت وشوکت والی اور بڑے پیروکاروں والی اور خوارج سے بڑھ کر جنگ کرنے والی ہے اور وہ ابومسلم خراسانی کا ظہور ہے جو بنوعباس کی حکومت کا داعی تھا۔

Marfat.com

ابو مسلم خراسانی کے ظہور کا آغاز

نقبا اس سال امام ابراہیم بن محمد عباسی کی جانب سے خط آیا۔ انہوں نے ابو مسلم کو خراسان سے طلب کیا پس وہ ستر نقباء کے ساتھ آپ کے پاس آیا اور وہ جس شہر سے بھی گزرے لوگ انہیں پوچھتے کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ ابو مسلم کہتا ہم حج کو جا رہے ہیں اور جب ابو مسلم ان میں سے بعض کے میلان کو اپنی طرف دیکھتا تو وہ انہیں اپنے مقصد کی دعوت دیتا اور وہ اس بات کو قبول کر لیتے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ ابو مسلم کی طرف امام ابراہیم کا دوسرا خط آیا کہ میں نے تیری طرف فتح کا جھنڈا بھیجا ہے' خراسان کی طرف واپس چلا جا اور دعوت کا اظہار کر اور اس نے قحطبہ بن شبیب کو حکم دیا کہ اس کے پاس جو اموال اور تحائف ہیں وہ انہیں امام ابراہیم کے پاس لے جائے اور حج کے اجتماع میں ان سے ملاقات کرے' ابو مسلم خط لے کر واپس آ گیا اور یکم رمضان کو خراسان میں داخل ہوا اور اس نے سلیمان بن کثیر کو خط پہنچایا جس میں لکھا اپنی دعوت کو ظاہر کر اور انتظار نہ کر۔ پس انہوں نے ابو مسلم خراسانی کو بنو عباس کا داعی بنا کر اپنے آگے کیا اور ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو بلاد خراسان میں بھیجا' اور خراسان کا امیر نصر بن سیار کرمانی اور شیبان بن سلمہ حروری سے جنگ کرنے میں مشغول تھا اور وہ اپنے معاملے میں یہاں تک پہنچ چکا کہ اس کے اصحاب خوارج کے بہت سے گروہوں میں اسے سلام خلافت کہتے تھے پس ابو مسلم کا معاملہ نمایاں ہو گیا اور ہر جانب سے لوگوں نے اس کا قصد کیا اور جن لوگوں نے ایک دن میں اس کا قصد کیا ان میں ساٹھ بستیوں کے باشندے شامل ہیں اور اس نے ۴۲ دن وہاں قیام کیا اور اس کے ہاتھوں بہت سے صوبے فتح ہوئے اور جب اس سال ۲۵ رمضان کو جمعرات کی رات آئی تو ابو مسلم نے اس جھنڈے کو باندھا جسے امام نے اسے بھیجا تھا اسے انطل کہا جاتا تھا اسے ۱۴ گز لمبے نیزے پر باندھا گیا اور اس نے اس جھنڈے کو بھی باندھا جسے امام نے بھیجا تھا اسے السحاب کہا جاتا تھا اسے ۱۳ گز لمبے نیزے پر باندھا گیا اور وہ دونوں جھنڈے سیاہ تھے اور یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴾.

اور ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر اور ان کی دعوت کو قبول کرنے والوں نے سیاہ لباس پہنا اور یہ ان کا شعار ہو گیا اور انہوں نے اس شب عظیم آگ جلائی جس سے وہ ان نواح کے باشندوں کو دعوت دیتے تھے اور یہ ان کے درمیان علامت تھی پس وہ اکٹھے ہو گئے اور ایک جھنڈے کو السحاب نام دیتے' مفہوم یہ تھا کہ جس طرح سحاب تمام زمین کو ڈھانپ لیتا ہے اسی طرح بنو عباس کی دعوت اہل زمین کو ڈھانپ لے گی اور دوسرے کا نام انطل رکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح زمین سائے سے خالی نہیں ہوتی اسی طرح بنو عباس کے قیام سے زمین خالی نہیں ہو گی اور ہر جانب سے ابو مسلم کے پاس لوگ آئے اور اس کی فوج بکثرت ہو گئی۔

اور جب عید الفطر کا دن آیا تو ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور اس نے اس کے لیے منبر نصب کیا اور یہ کہ وہ بنی امیہ کی مخالفت کرے اور سنت پر عمل کرے۔ پس نماز کے لیے الصلوٰۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور ان کے برخلاف نہ اذان دی اور نہ اقامت کہی اور خطبہ سے قبل نماز شروع کی اور پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے چھ تکبیریں کہیں' نہ چار اور

Marfat.com

دوسری میں پانچ کہیں نہ تین' اور ذکر' تکبیر سے خطبہ کا آغاز کیا اور اسے قرأت پر ختم کیا اور لوگ عید کی نماز سے واپس چلے گئے تو ابو مسلم نے ان کے لیے کھانا تیار کیا جسے اس نے لوگوں کے آگے رکھا اور اس نے نصر بن سیار کی طرف خط لکھا جس میں اس نے اپنے آپ سے آغاز کیا پھر اس نے کہا نصر بن سیار کی طرف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام بعد! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اقوام کی کی برائی بیان کی ہے اور فرمایا ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى اِلَّا ۔الی قولہ تَحْوِيْلًا ۔نصر کو یہ بات گراں گزری کہ اس نے اپنے نام کو اس کے نام سے مقدم کیا ہے اور اس نے طویل سوچ بچار کی اور کہنے لگا اس خط کا جواب ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ پھر نصر بن سیار نے ابو مسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بہت سے سوار بھیجے اور یہ اس کے ظہور کے ۱۸ ماہ بعد کا واقعہ ہے اور ابو مسلم نے ان کے مقابلہ میں مالک بن الہیثم خزاعی کو بھیجا' ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو مالک نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی آل سے رضامندی کی دعوت دی' انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور انہوں نے دن کے آغاز سے عصر تک صف بندی کی اور مالک کے پاس فوج آ گئی جس سے طاقتور ہو گیا اور مالک نے ان پر فتح پائی اور یہ پہلا کارزار ہے جس میں بنو عباس اور بنو امیہ کی فوجوں نے باہم جنگ کی۔

اور اس سال خازم بن خزیمہ نے مرو الروز پر غلبہ پا لیا اور اس کے عالم کو جو نصر بن سیار کی جانب سے مقرر تھا قتل کر دیا جس کا نام بشر بن جعفر السعدی تھا اور اس نے ابو مسلم کو فتح کی اطلاع لکھ بھیجی اور اس وقت ابو مسلم تو خیر جوان تھا جسے ابراہیم نے اس کی تیز فہمی' بہادری اور جودت ذہنی کی وجہ سے اپنی دعوت کے لیے منتخب کیا تھا اور اس کی اصل کوفہ کے مضافات سے تعلق رکھتی تھی اور وہ ادریس بن معقل العجلی کا غلام تھا جسے بنو عباس کے ایک داعی نے چار سو درہم میں خرید لیا۔ پھر محمد بن علی نے اسے لے لیا پھر اس کی دوستی آل عباس سے ہو گئی اور امام ابراہیم نے ابو النجم اسماعیل بن عمران کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کی جانب سے اسے مہر دیا اور اپنے عراق وخراسان کے داعیوں کی طرف خط لکھا کہ وہ اس کی بات سنیں تو انہوں نے اس کے حکم پر عمل کیا حالانکہ گزشتہ سال انہوں نے اس کے حکم کو رد کر دیا تھا کیونکہ وہ ان میں چھوٹا تھا۔

پس جب یہ سال آیا تو امام نے ان کی طرف تاکیدی خط لکھا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اسی میں ان کی اور اس کی بھلائی تھی (اور اللہ کا حکم طے شدہ ہوتا ہے) اور جب خراسان میں ابو مسلم کا معاملہ مشتہر ہو گیا تو ان عرب گروہوں نے جو وہاں موجود تھے اس کے ساتھ جنگ وقتال کے لیے باہم معاہدہ کیا اور اس نے کرمانی اور شیبان کو مجبور نہ کیا کیونکہ وہ دونوں نصر کے باغی تھے اور ابو مسلم بھی ان دونوں کی طرح نصر کا مخالف تھا اس کے باوجود وہ مروان الحمار کی معزولی کی دعوت دیتا تھا اور نصر نے شیبان سے اپیل کی کہ وہ ابو مسلم کے ساتھ جنگ کرنے میں اس کا ساتھ دے یا اس سے رکا رہے تاکہ وہ اس کے ساتھ جنگ میں پوری طاقت لگا دے اور جب وہ ابو مسلم کو قتل کر دے تو وہ دونوں دوبارہ اپنی عداوت پر قائم ہو جائیں اس نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا اور اس نے ابو مسلم کو بھی اس کی اطلاع دی تو اس نے کرمانی کو یہ بات بتانے کے لیے اس کے پاس ایک آدمی بھیجا تو کرمانی نے

شیبان کو اس بات پر ملامت کی اور اسے اس بات سے موڑ دیا اور ابو مسلم نے نصر بن نعیم کو ہرات کی طرف بھیجا جس نے اس کے عامل عیسیٰ بن عقیل اللیثی سے اسے چھین لیا اور ابو مسلم کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی اور اس کا عامل بھاگ کر نصر کے پاس آیا۔ پھر شیبان نے نصر بن سیار سے ایک سال تک باہمی جنگ کے ترک کرنے پر مصالحت کر لی اور یہ کرمانی کی ناپسندیدگی کے باوجود ہوا اور کرمانی کے بیٹے نے ابو مسلم کو اطلاع بھیجی کہ میں نصر کے ساتھ جنگ کرنے میں تیرے ساتھ ہوں اور ابو مسلم سوار ہو کر کرمانی کی خدمت میں گیا اور دونوں نے نصر سے جنگ کرنے اور اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کر لیا اور ابو مسلم ایک کھلی جگہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس کی فوج بہت زیادہ ہو گئی اور اس نے محافظین، پولیس، رسائل اور دیوان وغیرہ پر جن کی بادشاہ کو ضرورت ہوتی ہے عمال مقرر کئے اور قاسم بن مجاشع تمیمی کو جو ایک نقیب تھا قاضی مقرر کیا اور وہ ابو مسلم کو نماز پڑھاتا تھا اور بعض واقعات بیان کرتا تھا اور بنو ہاشم کے محاسن بیان کرتا تھا اور بنو امیہ کی خدمت کرتا تھا۔ پھر ابو مسلم بالین نامی بستی میں منتقل ہو گیا جو نشیبی جگہ پر تھی۔ پس اسے خدشہ ہوا کہ نصر بن سیار اس کا پانی بند کر دے گا اور یہ اس سال کے ۶ ذوالحجہ کی بات ہے اور قاضی بن مجاشع نے عیدالاضحیٰ کے روز انہیں نماز پڑھائی اور نصر بن سیار بادل کی مانند افواج کے ساتھ ابو مسلم سے جنگ کرنے چلا اور اس نے شہر پر نائب مقرر کئے اور ان دونوں کے واقعات کو ہم آئندہ سال میں بیان کریں گے۔

ابن کرمانی کا قتل:

نصر بن سیار اور کرمانی یعنی جدیع بن علی کرمانی کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ابو مسلم دونوں پارٹیوں سے خط وکتابت کرنے لگا اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے لگا وہ نصر اور ابن کرمانی کو لکھتا ہے مجھے امام نے تمہارے متعلق بھلائی کی وصیت کی ہے اور میں تمہارے بارے میں اس کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا اور اس نے جماعت کو بنو عباس کی طرف دعوت دیتے ہوئے خط لکھا تو بہت سے لوگوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ابو مسلم آ کر نصر کی خندق اور ابن کرمانی کی خندق کے درمیان اتر پڑا اور دونوں فریق اس سے ڈر گئے اور نصر بن سیار نے مروان کو ابو مسلم کے معاملے کی اور اس کے ساتھ جو بے شمار لوگ تھے ان کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا نیز یہ کہ وہ ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا:

''میں راکھ کے درمیان چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں جو بھڑک اٹھنے کے لائق ہے بلاشبہ آگ لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے اور جنگ کا آغاز باتوں سے ہوتا ہے اور میں نے تعجب سے کہا کاش مجھے معلوم ہو کہ بنو امیہ سوئے ہوئے ہیں یا بیدار ہیں''۔

مروان نے اسے لکھا جو کچھ حاضر شخص دیکھتا ہے اسے غائب نہیں دیکھتا، نصر نے کہا تمہارے ساتھی نے تمہیں خبر دی ہے کہ نصر اس کے پاس نہیں ہے اور بعض ان اشعار کو بالفاظ دیگر بیان کرتے ہیں:

''میں راکھ کے درمیان آگ کی چمک دیکھ رہا ہوں، ہو سکتا ہے کہ وہ بھڑک اٹھے اور بلاشبہ آگ لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے اور جنگ کا آغاز باتوں سے ہوتا ہے اور اگر قوم کے عقل مند اسے نہ بجھائیں تو اجسام اور کھوپڑیاں اس کا ایندھن بنتی

Marfat.com

ہیں۔ میں متعجب ہو کر کہتا ہوں کاش مجھے معلوم ہوتا کہ بنوامیہ سوئے ہوئے ہیں یا بیدار ہیں اور اگر وہ اس وقت سوئے ہوئے ہیں تو انہیں کہو کہ اٹھ کھڑے ہوں کہ کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے''۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ اشعار تو اسی طرح کے ہیں جو بعض علویوں نے اس وقت کہے تھے جب عبداللہ بن الحسین کے دونوں بیٹوں محمد اور ابراہیم نے سفاح کے بھائی منصور کے خلاف بغاوت کی تھی۔

''میں میدانوں میں آگ کو بھڑکتے دیکھ رہا ہوں جس کی شعاعیں ہر جانب جا رہی ہیں اور بنوعباس اس سے غافل ہو چکے ہیں اور آسودگی اور امن کے ساتھ سوئے ہوئے ہیں جیسے بنوامیہ سو گئے تھے پھر وہ اس وقت دفاع کو اٹھے جب دفاع فائدہ بخش نہ تھا''۔

اور اسی طرح نصر بن سیار نے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ سے امداد طلب کرتے ہوئے اسے خط لکھا:

یزید کو اطلاع دو کہ سچی بات ہی بہترین بات ہوتی ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جھوٹ میں کوئی بھلائی نہیں اور تو نے خراسان کے علاقے میں انڈے دیکھے ہیں جب وہ بچے دیں گے تو مجھے عجیب باتیں بتائی جائیں گی اور وہ دو دن کے بچے ہیں مگر بڑے ہو گئے اور جوان نہیں ہوئے ہیں اور انہوں نے پروں کے روئیں پہن لئے ہیں پس اگر وہ جوان ہو جائیں اور ان کے لیے کوئی حیلہ نہ کیا گیا تو وہ جنگ کی آگ کو خوب بھڑکا دیں گے۔

ابن ہبیرہ نے نصر کے خط کو مروان کے پاس بھیج دیا اور اتفاق سے جب خط اس ے پاس پہنچا تو انہوں نے امام ابراہیم کی جانب سے ایک ایلچی دیکھا جس کے پاس ابراہیم کا ایک خط تھا جو آپ نے ابومسلم کی طرف بھیجا تھا اس میں انہوں نے ابومسلم کو برا بھلا کہا اور اسے حکم دیا کہ وہ نصر بن سیار اور ابن کرمانی کے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے اور وہاں کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑے جو اچھی طرح عربی بول سکتا ہوں اس موقع پر مروان نے جو حران میں مقیم تھا' اپنے دمشق کے نائب ولید بن معاویہ بن عبدالملک کی طرف خط لکھا جس میں اسے حکم دیا کہ وہ حمیمہ کی طرف جائے۔ یہ وہ شہر ہے جس میں امام ابراہیم بن محمد مقیم تھے اور انہیں بیڑیاں ڈال کر اس کے پاس بھیج دے۔

پس دمشق کے نائب نے بلقاء کے نائب کو پیغام بھیجا اور وہ مذکورہ شہر کی مسجد میں گیا اور اس نے امام ابراہیم کو بیٹھے دیکھا اور اس نے آپ کو بیڑیاں ڈال کر دمشق کی طرف بھیج دیا اور دمشق کے نائب نے فوراً آپ کو مروان کے پاس بھیج دیا اور اس کے حکم سے آپ کو قید کر دیا گیا اور پھر آپ قتل کر دیئے گئے جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

اور جب ابومسلم' نصر اور ابن کرمانی کی فوج کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے ابن کرمانی کے ساتھ خط و کتابت کی کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا تو نصر نے اسے خط لکھا تو ہلاک ہو جائے دھوکہ نہ کھانا بلاشبہ وہ تجھے اور تیرے اصحاب کو قتل کرنا چاہتا ہے آؤ تا کہ ہم اپنے درمیان مصالحت کی تحریر لکھیں پس ابن کرمانی اپنے گھر میں آیا' پھر ایک سو سواروں کے ساتھ رحبہ کی طرف گیا اور اس نے نصر کو بھی پیغام بھیجا کہ آؤ تا کہ ہم باہم تحریر کر لیں اور نصر نے ابن کرمانی کی دھوکہ دہی کو معلوم کر لیا اور اس نے بہت سے لوگوں کے ساتھ تیزی سے حملہ کیا اور انہوں نے حملہ کر کے اسے اور اسکی فوج میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا

Marfat.com

اور کرمانی میدان کارزار میں مارا گیا۔ ایک شخص نے اس کے پہلو پر نیزہ مارا تو وہ اپنی سواری کے نیچے گر پڑا پھر نصر نے اسے صلیب دینے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ ایک جماعت کو بھی صلیب دیا گیا اور اس کے ساتھ سمکہ کو بھی صلیب دیا گیا اور اس کے بیٹے ابومسلم خراسانی کے ساتھ مل گئے اور ابن کرمانی کے اصحاب میں سے لوگوں کی کئی پارٹیاں اس کے ساتھ تھیں اور وہ نصر کے خلاف متحد ہو گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر جنگ کے بعد جس کا بیان طوالت کا باعث ہوگا' ایران اور اسکے صوبہ جات اور حلوان اور قومس اور اصبہان اور مری پر متغلب ہو گیا۔ پھر عامر بن ضبارہ نے اصطخر میں اس سے مڈبھیڑ کی اور ابن ضبارہ نے اسے شکست دی اور اس کے اصحاب میں سے چالیس ہزار آدمیوں کو قیدی بنالیا جس میں عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی شامل تھے' ابن ضبارہ نے اسے کہا مجھ پر فرض تھا جس میں میں آیا ہوں۔ پس حرب بن قطن بن وہب الہلالی اس کے پاس گیا اور اس سے ہبہ طلب کیا اور کہا وہ ہمارا بھانجا ہے تو اس نے اسے بخش دیا اور کہنے لگا میں قریش کے کسی شخص پر دلیری نہیں کروں گا پھر ابن ضبارہ نے اس سے ابن معاویہ کے حالات معلوم کئے تو اس نے اس کی مذمت کی اور اس نے اور اس کے اصحاب نے اس پر لواطت کی تہمت لگائی اور قیدیوں میں سے ایک سو غلام رنگ دار کپڑوں کے ساتھ لائے گئے اور وہ ان کے ساتھ بے حیائی کرتا تھا اور ابن ضبارہ نے عبداللہ بن علی کو ابن ہبیرہ کا ایلچی بننے پر آمادہ کیا تا کہ وہ اسے کچھ بتائے جو اس نے ابن معاویہ کے بارے میں ابن ضبارہ کو بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ بنی امیہ کی حکومت کا زوال اس شخص یعنی عبداللہ بن علی بن عبدالرحمٰن بن عباس کے ہاتھوں ہوگا اور اس بات کا ان میں سے کسی کو بھی علم نہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اور اس سال کے حج کے اجتماع کا منتظم ابوحمزہ خارجی تھا جس نے مروان کے متعلق تحکم مخالفت اور بیزاری کا اظہار کیا۔ پس مکہ' مدینہ اور طائف کے امیر عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک نے ان سے خط وکتابت کی اور اس سال حجاج کا معاملہ اسی کے سپرد تھا پھر اس نے ۱۲ ذوالحجہ کے روز امان کی شرط پر ان سے مصالحت کر لی اور وہ عرفات میں لوگوں سے علیحدہ ٹھہرے' پھر ان سے ہٹ گئے اور جب منیٰ سے مکہ جانے کا پہلا دن آیا تو عبدالواحد نے جلدی کی اور مکہ کو چھوڑ دیا اور خارجی جنگ کے بغیر اس میں داخل ہو گیا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا:

''حجاج نے ایک گروہ کی ملاقات کی جس نے اللہ کے دین کی مخالفت کی اور عبدالواحد بھاگ گیا اور وہ بھاگتے ہوئے بیویوں اور امارت کو چھوڑ گیا اور بدکے ہوئے اونٹ کی طرح ٹامک ٹوئیاں مارتا چلا گیا اور اگر اس کا والد اس کے پسینے کو پسند کرتا تو آنے والے کے پسینے سے اس کے گھاٹ صاف ہو جاتے''۔

اور جب عبدالواحد مدینہ واپس آیا تو وہ خارجی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے دستے بھیجنے لگ گیا اور اس نے اخراجات کیے اور فوجوں کے عطیات میں اضافہ کر دیا اور ان کو جلدی سے روانہ کیا اور عراق کا امیر یزید بن ہبیرہ تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا جس کے بعض شہروں پر ابومسلم خراسانی قابض ہو گیا تھا۔ اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں علی بن زید بن جدعان ایک قول کے مطابق اور یحییٰ بن ابی کثیر شامل ہیں اور ہم نے ان کے حالات کو التکمیل میں بیان کیا ہے۔ وللہ الحمد۔

Marfat.com

۱۳۰ھ

اس سال کی ۹ جمادی الاول کو جمعرات کے روز ابو مسلم خراسانی مرو آیا اور اس کے دارالامارۃ میں اترا اور اس نے اسے نصر بن سیار کے ہاتھ سے چھین لیا اور یہ علی بن کرمانی کی مدد سے ہوا اور نصر بن سیار لوگوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جو تقریباً تین ہزار تھی بھاگ گیا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی المرزبانہ بھی تھی حتیٰ کہ وہ سرخس پہنچ گیا اور اس نے اپنی بیوی کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور خود بچ گیا اور ابو مسلم کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور فوجیں اس کے گرد جمع ہو گئیں۔

شیبان بن سلمہ حروری کا قتل:

جب نصر بن سیار بھاگ گیا تو شیبان باقی رہ گیا اور وہ ابو مسلم کے خلاف اس کا مددگار تھا پس ابو مسلم نے اس کی طرف ایلچی بھیجے تو اس نے انہیں قید کر دیا۔ ابو مسلم نے بنی لیث کے غلام بسام بن ابراہیم کو حکم بھیجا کہ وہ شیبان کی طرف جا کر اس سے جنگ کرے وہ اس کی طرف گیا اور دونوں نے باہم جنگ کی اور بسام نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اصحاب نے قتل کرنے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ پھر ابو مسلم کرمانی کے دونوں بیٹوں علی اور عثمان کو قتل کر دیا۔ پھر ابو مسلم نے ابوداؤد کو بلخ کی طرف روانہ کیا اور اس نے اسے زیاد بن عبدالرحمٰن قشیری سے چھین لیا اور ان سے بہت سے اموال بھی چھین لیے۔ پھر ایک روز ابو مسلم نے ابوداؤد کے ساتھ کرمانی کے بیٹے عثمان کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا اور بعینہ اسی روز ابو مسلم علی بن جدیع کرمانی کو قتل کر دے گا اور یہ اسی طرح وقوع میں آیا۔

اور اس سال ابو مسلم نے قحطبہ بن شبیب کو نصر بن سیار سے جنگ کرنے کے لیے نیشاپور بھیجا اور قحطبہ کے ساتھ کبار امراء کی ایک جماعت بھی تھی جن میں خالد بن برمک بھی شامل تھا اور انہوں نے تمیم بن نصر بن سیار کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور اس کے باپ نے اسے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا، قحطبہ نے نصر کے اصحاب میں سے تقریباً ۱۷ ہزار آدمیوں کو میدان کارزار میں قتل کر دیا اور ابو مسلم نے علی بن معقل کی سرکردگی میں دس ہزار سواروں کی فوج قحطبہ کی طرف بھیجی اور انہوں نے جنگ کی اور نصر کے اصحاب میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ نیز انہوں نے تمیم بن نصر کو بھی قتل کر دیا اور بے شمار اموال حاصل کیے۔ پھر عراق کے مروانی نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نصر بن سیار کی مدد کے لیے ایک فوج بھیجی اور قحطبہ نے ماہ ذوالحجہ کے آغاز میں ان سے مڈبھیڑ کی اور یہ جمعہ کا روز تھا پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور بنی امیہ کی فوج نے شکست کھائی اور اہل شام وغیرہ کے دس ہزار آدمی قتل ہو گئے جن میں جرجان کا عامل نباتہ بن حنظلہ بھی شامل تھا، قحطبہ نے اس کا سر ابو مسلم کو بھجوا دیا۔

ابوحمزہ خارجی کے مدینہ نبویہ میں داخل ہونے اور اس پر قابض ہو جانے کا بیان

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال قدید میں ابوحمزہ خارجی کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی جو ایام حج کے سال کے آغاز میں آیا اور اہل مدینہ میں سے قریش کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا پھر وہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور اس کا نائب عبدالواحد بن سلیمان بھاگ گیا اور خارجی نے اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا یہ اس سال کے ۱۹ صفر کا واقعہ ہے۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ

کے منبر پر چڑھ کر خطاب کیا اور اہل مدینہ کو زجر وتوبیخ کی اور کہا اے اہل مدینہ میں احول یعنی ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں تمہارے پاس سے گزرا تھا اور تمہارے پھلوں پر آفت پڑی تھی تو تم نے اس سے اپیل کرتے ہوئے اسے لکھا تھا کہ وہ اندازے کو ساقط کردے تو اس نے اسے ساقط کر دیا تو تمہارا والدار مالداری میں اور تمہارا فقیر فقر میں بڑھ گیا اور تم نے اسے لکھا کہ اللہ تم کو جزائے خیر دے پس اللہ نے اسے جزائے خیر دی اور اس نے طویل گفتگو میں یہ بات کہی اور اس نے ان کے پاس تین ماہ صفر کے بقیہ دن اور ربیع کے دو ماہ اور جمادی الاول کے کچھ دین قیام کیا جیسا کہ واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ابوحمزہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھا پھر کہنے لگا اے اہل مدینہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم اپنے ملک سے غرور وتکبر کے لیے نہیں نکلے اور نہ ہم حکومت چاہتے ہیں کہ اس کی آگ میں داخل ہوں۔ ہمیں اپنے گھروں سے اس بات نے نکالا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ حق کے چراغ بجھ گئے ہیں اور حق کہنے والے کمزور ہو گئے ہیں اور انصاف پر قائم رہنے والے قتل ہو گئے ہیں اور جب ہم نے یہ بات دیکھی تو زمین اپنی وسعت کے باوصف ہم پر تنگ ہو گئی اور ہم نے ایک داعی کو رحمان کی اطاعت اور قرآن کے فیصلے کی طرف دعوت دیتے دیکھا تو ہم نے اللہ کے داعی کو جواب دیا (اور جو اللہ کے داعی کو جواب نہ دے وہ زمین میں عاجز کرنے والا نہیں) ہم مختلف قبائل سے آئے ہیں ہم میں سے ایک جماعت ایک اونٹ پر آئی ہے اسی پر آپ اور آپ کا زادراہ تھا' وہ باری باری ایک لحاف اوڑھتے تھے اور وہ زمین میں قلیل اور کمزور تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں پناہ دی اور اپنی مدد سے ہماری تائید کی اور ہم اللہ کے احسان سے بھائی بھائی ہو گئے۔ پھر ہم نے قدید میں تمہارے جوانوں سے جنگ کی اور ہم نے انہیں رحمان کی اطاعت اور قرآن کے فیصلے کی طرف دعوت دی اور انہوں نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنو مروان کے فیصلے کی طرف دعوت دی۔ اللہ کی قسم' ہدایت اور گمراہی کے درمیان بڑا فرق ہے۔ پھر وہ ہماری جانب دوڑتے ہوئے آئے اور شیطان نے ان میں اپنے قدم جما لیے اور اس کی ہنڈیاں ان کے خون سے ابلنے لگیں اور اس کا ظن ان کے بارے میں صحیح نکلا اور انہوں نے اس کی پیروی کی اور انصار اللہ بھی ہندی تلواروں کے ساتھ زیب وزینت کے ساتھ آئے اور چکیاں چکر لگانے لگیں اور ان کی چکی نے بھی چکر لگایا اور انہوں ایسی شمشیر زنی کی جس سے باطل کام کرنے والے شک میں پڑ جاتے ہیں۔

اور اے اہل مدینہ اگر تم نے مروان کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنے عذاب سے یا ہمارے ہاتھوں سے ہلاک کر دے گا اور مومنین کے دل کو ٹھنڈا کرے گا۔ اے اہل مدینہ تمہارا آغاز بہترین آغاز ہے اور تمہارا انجام برا ہے۔ اے اہل مدینہ لوگ ہم سے ہیں اور ہم ان میں سے ہیں سوائے اس کے کہ کوئی مشرک' بت پرست یا اہل کتاب یا ظالم امام ہو۔ اے اہل مدینہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف کرتا ہے یا اس سے اس چیز کا مطالبہ کرتا ہے جو اس نے اسے نہیں دی تو وہ اللہ کا دشمن ہے اور میں اس سے جنگ کروں گا۔ اے اہل مدینہ مجھے آٹھ حصوں کے متعلق بتاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قوی وضعیف پر فرض کیا ہے' پس نواں آیا اور اس کے لیے ان میں سے ایک حصہ بھی نہ تھا۔ پس اس نے انہیں مخالفت اور اپنے رب سے محاربت کرتے ہوئے لے لیا۔

اے اہل مدینہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے اصحاب کی تنقیص کرتے ہو تم کہتے ہو وہ نوخیز جوان اور اجڈ اور اکھڑ بدو ہیں تم

ہلاک ہو جاؤ کیا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نوخیز جوان نہ تھے۔ خدا کی قسم وہ نوجوان اپنی نوجوانی ہی میں ادھیڑ عمر تھے اور شر سے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں اور باطل کاموں میں کوشش کرنے سے ان کے پاؤں سست تھے' انہوں نے خدا کی خاطر جانوں کو بیچ دیا تھا جو مرنے سے بھی نہیں مرتی تھیں۔ انہوں نے ان کے کلالہ کو اپنے کلالہ سے اور ان کے قیام شب کو اپنے دن کے روزوں سے ملا لیا تھا' قرآن کے سیپاروں پر ان کی کمریں جھکی ہوئی ہیں اور جب کبھی وہ کسی خوف کی آیت سے گزرتے ہیں تو آگ کے خوف سے چیخیں مارتے ہیں اور جب شوق کی آیت سے گزرتے ہیں تو جنت کے شوق سے آواز بلند کرتے ہیں اور جب وہ سونتی ہوئی تلواروں اور اٹھے ہوئے نیزوں اور سوفار لگے تیروں اور موت کی بجلیوں سے لرزتے لشکروں کو دیکھتے ہیں تو قسم بخدا قرآن کریم میں جو اللہ کی وعید آئی ہے اس کے مقابلہ میں انہوں نے فوج کی وعید کو ہلکا سمجھا اور فوج کی وعید سے اللہ کی وعید کو ہلکا نہیں سمجھا۔ پس انہیں اچھا انجام مبارک ہو اور پرندوں کی چونچوں میں کتنی ہی آنکھیں ہیں جو نصف شب کو بہت دفعہ خوف الٰہی سے روئیں اور بہت دفعہ خوف خدا سے خالی ہو کر روئیں اور کتنے ہی ہاتھ ہیں جو اپنے جوڑوں سے الگ ہو گئے جنہوں نے بہت دفعہ راہ خدا میں شمشیر زنی کی اور دشمنان خدا سے جہاد کیا اور بہت دفعہ اطاعت الٰہی میں ہاتھ والے نے اس پر ٹیک نہ لگائی میں یہ بات کہتا ہوں اور میں اپنی تقصیر کے بارے میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

پھر مدائنی نے عن عباس عن ہارون عن جدہ' روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ابوحمزہ خارجی نے اہل مدینہ کے ساتھ حسن سلوک کیا تو وہ اس کی طرف مائل ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اسے کہتے سنا پوشیدگی جاتی رہی ہے ہم تیرے دروازوے سے کہاں جائیں پھر اس نے کہا جس نے زنا کیا وہ کافر ہے جس نے چوری کی وہ کافر ہے اس موقع پر لوگوں نے اس سے نفرت کی اور اس کی محبت کو چھوڑ دیا اور اس نے مدینہ میں قیام کیا حتیٰ کہ مروان الحمار نے بنی سعد کے ایک شخص عبدالملک بن عطیہ کو چار ہزار شامی فوجوں کے ساتھ بھیجا جن میں مروان نے اپنی فوج سے منتخب کیا تھا اور اس نے ان میں سے ہر شخص کو ایک سو دینار اور ایک عربی گھوڑا اور ایک خچر اس کا بوجھ اٹھانے کے لیے دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس سے جنگ کرے اور اسے چھوڑے نہیں اور اگر وہ اسے یمن میں ملے تو وہ اس تک اس کا تعاقب کرے اور صنعاء کے نائب عبداللہ بن یحییٰ سے جنگ کرے۔

پس ابن عطیہ روانہ ہو کر وادی القریٰ تک پہنچ گیا تو ابوحمزہ خارجی اسے شام میں مروان سے جنگ کرنے کے لیے آتے ملا پس انہوں نے رات تک وہاں جنگ کی تو اس نے اسے کہا اے ابن عطیہ! تو ہلاک ہو جائے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون کے لیے بنایا ہے۔ جنگ کو کل تک مؤخر کر دو۔ اس نے اس کے ساتھ جنگ بند کرنے سے انکار کر دیا۔ پس وہ مسلسل ان سے جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے انہیں شکست دے دی اور وہ پیٹھ پھیر گئے اور ان کی فوج مدینہ واپس آ گئی اور اہل مدینہ نے تیزی کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور انہوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ابن عطیہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور ابوحمزہ کی فوج نے شکست کھائی۔

کہتے ہیں کہ اس نے وہاں ایک ماہ قیام کیا پھر اس پر نائب مقرر کیا پھر مکہ پر نائب مقرر کیا اور یمن کی طرف روانہ ہو گیا اور نائب صنعا عبداللہ بن یحییٰ اس کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے باہم جنگ کی اور ابن عطیہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر مروان کو بھیج دیا اور مروان کا خط اس کے پاس آیا جس میں اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس سال لوگوں کو حج کروائے اور جلدی سے مکہ کی

طرف چلا جائے۔ پس وہ صنعاء سے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور اس نے اپنی فوج کو صنعاء میں چھوڑا اور اس کے ساتھ چالیس ہزار دینار خراج بھی تھا اور راستے میں وہ ایک منزل پر اترا تو اچانک اس کے پاس دو امیر آ گئے جنہیں جمانہ کے بیٹے کہا جاتا ہے اور وہ اس جانب کے سادات میں سے تھا انہوں نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم چور ہو اس نے کہا میں ابن عطیہ ہوں اور یہ میرے نام امیر المومنین کا خط امارت حج کے بارے میں ہے ہم اس لیے تیزی سے چل رہے ہیں کہ حج کے اجتماع میں شامل ہو جائیں۔ انہوں نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ پھر انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ابن عطیہ اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور ان میں سے صرف ایک شخص بچا اور جو مال ان کے پاس تھا انہوں نے قبضہ میں کر لیا۔

ابو معشر کا بیان ہے کہ اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ' مدینہ اور طائف کی امارت اس کے پاس تھی اور عراق کا نائب ابن ہبیرہ تھا اور خراسان کی امارت نصر بن سیار کے پاس تھی ہاں ابو مسلم نے خراسان کے بہت سے شہروں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا اور نصر نے ابن ہبیرہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے دس ہزار فوج سے مدد دے' قبل اس کے کہ اسے ایک لاکھ کافی نہ ہو اسی طرح اس نے مروان کو بھی استمداد کے لیے خط لکھا اور مروان نے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ اس کی مرضی کے مطابق اسے دے گا۔

اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں شعیب بن الحجاب' عبدالعزیز بن صہیب' عبدالعزیز بن رفیع' کعب بن علقمہ اور محمد بن المنکدر شامل ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

۱۳۱ھ

اس سال کے محرم میں قحطبہ بن شبیب نے اپنے بیٹے حسن کو' نصر بن سیار سے جنگ کرنے کے لیے قومیس کی طرف روانہ کیا اور اس کے پیچھے فوج بھی بھیجی پس اس نے کچھ فوج کو نصر کے ساتھ ملا دیا اور نصر کوچ کے ری میں اترا اور اس نے وہاں دو دن قیام کیا پھر وہ بیمار ہو گیا تو وہاں سے ہمدان چلا گیا اور جب وہ ہمدان کے قریب آیا تو اس سال کی ۱۲ ربیع الاول ۸۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور جب نصر مر گیا تو ابو مسلم اور اس کے اصحاب بلاد خراسان طاقتور ہو گئے اور ان کی طاقت بہت بڑھ گئی اور قحطبہ' جرجان سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارہ قشیری کو بھیجا اور وہ ابو مسلم کی اتباع پر نادم تھا' پس اس نے فوج کو چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ ایک جماعت کو لے کر اصبہان کے راستے چلا تا کہ ابن ضبارہ کے پاس آئے اور قحطبہ نے اس کے پیچھے ایک فوج روانہ کی جس نے اس کے اکثر اصحاب کو قتل کر دیا اور قحطبہ اس کے پیچھے پیچھے قومس آیا اور اسے اس کے بیٹے حسن نے فتح کر لیا تھا۔ پس اس نے وہاں قیام کیا اور اس نے اپنے بیٹے کو اپنے آگے ری کی طرف بھیجا' پھر خود اسکے پیچھے پیچھے گیا تو اس نے دیکھا کہ اس نے اسے فتح کر لیا ہے پس اس نے وہاں قیام کیا اور ابو مسلم کو یہ بات لکھ بھیجی اور ابو مسلم مروان سے کوچ کر کے نیشاپور اترا اور اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اور قحطبہ نے ری میں داخل ہونے کے بعد اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے ہمدان کی طرف بھیجا اور جب وہ اس کے نزدیک آیا تو مالک بن ادہم اور شام وخراسان کی فوجوں کا ایک دستہ وہاں سے نکل گیا اور نہاوند میں جا اترا اور حسن نے ہمدان کو فتح

Marfat.com

کرلیا پھر وہ ان کے پیچھے نہاوند روانہ ہوگئے اور اس کے باپ نے اس کی طرف فوج بھیجی اور اس نے ان کا محاصرہ کرلیا حتیٰ کہ اس نے نہاوند کو فتح کرلیا۔

اور اسی سال عامر بن ضبارہ نے وفات پائی اور اس کا باعث یہ ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اسے لکھا کہ وہ قحطبہ کی طرف جائے اور اس نے اسے فوجوں سے مدد دی' پس ابن ضبارہ روانہ ہوگیا حتیٰ کہ اس نے قحطبہ کے ساتھ بیس ہزار فوج سے مڈبھیڑ کی اور جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو قحطبہ اور اس کے صحاب نے مصاحف بلند کئے اور منادی نے اعلان کیا اے اہل شام ہم تمہیں اس مصحف کی تعلیم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے منادی اور قحطبہ کو گالیاں دیں۔ پس قحطبہ نے اپنے اصحاب کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اور ابھی ان کے درمیان بڑی جنگ نہیں ہوئی تھی کہ ابن ضبارہ کے اصحاب شکست کھا گئے اور قحطبہ کے اصحاب نے ان کا تعاقب کیا اور ان سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے ابن ضبارہ کو فوج میں قتل کر دیا اور انہوں نے ان کی فوج سے اس قدر مال حاصل کیا جو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اور اس سال قحطبہ نے نہاوند کا سخت محاصرہ کیا حتیٰ کہ ان شامیوں نے جو وہاں موجود تھے اس سے اپیل کی کہ وہ اس کے باشندوں کو مہلت دے تا کہ وہ اس کے لیے دروازہ کھول دیں پس انہوں نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا اور ان سے ان کے لیے امان لے لی اس نے وہاں جو خراسانی موجود تھے انہیں کہا تم نے کیا کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لیے امان حاصل کی ہے پس وہ اس خیال سے باہر نکلے کہ وہ امان میں ہیں۔ قحطبہ نے اپنے ساتھی امراء سے کہا جس کے پاس کوئی خراسانی قیدی ہے وہ اسے قتل کر کے اس کا سر ہمارے پاس لے آئے تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور جو لوگ ابو مسلم سے بھاگ گئے تھے ان میں سے ایک بھی باقی نہ بچا اور اس نے شامیوں کو رہا کر دیا اور ان کے عہد کو پورا کیا اور ان سے عہد لیا کہ وہ اس کے خلاف دشمن کی مدد نہ کریں' پھر قحطبہ نے ابو عون کو ابو مسلم کے حکم سے تیس ہزار فوج کے ساتھ شہرزور کی طرف روانہ کیا اور اس نے اسے فتح کرلیا اور اس کے نائب عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ قتل نہیں ہوا بلکہ وہ موصل اور جزیرہ کی طرف چلا گیا اور اس نے قحطبہ کو اس کی اطلاع بھیجی اور جب مروان کو قحطبہ اور ابو مسلم اور ان کے درمیان ہونے والے واقعہ کی اطلاع ملی تو مروان حران سے منتقل ہو کر ایک جگہ اترا جسے الزاب الاکبر کہا جاتا ہے۔

اور اس سال قحطبہ نے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ کا بہت بڑی فوج کے ساتھ قصد کیا اور جب وہ اس کے نزدیک ہوا تو ابن ہبیرہ الٹے پاؤں پیچھے آ گیا اور وہ مسلسل پسپا ہوتا ہوا فرات پار کر گیا اور قحطبہ نے آ کر اس کے پیچھے اسے پار کیا اور ان دونوں کے واقعہ کو ہم عنقریب آئندہ سال میں بیان کریں گے انشاء اللہ۔

Marfat.com

۱۳۲ھ

اس سال کے محرم میں قحطبہ بن شبیب نے فرات کو پار کیا اور اس کے ساتھ فوجیں اور سوار بھی تھے اور ابن ہبیرہ فلوجہ کے نزدیک فرات کے دہانے پر بہت بڑی فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا اور مروان نے بھی اسے بہت سی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور ابن ضبارہ کی فوج سے شکست کھانے والے سب لوگ بھی اس کے ساتھ آملے۔ پھر ابن قحطبہ کو کوفہ پر قبضہ کرنے کے لیے اس کی طرف لوٹ گیا تو ابن ہبیرہ نے اس کا تعاقب کیا اور جب ۸ محرم کو بدھ کی رات آئی تو انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر شامی شکست کھا کر پیٹھ پھیر گئے اور خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا اور قحطبہ لوگوں سے گم ہو گیا تو ایک شخص نے انہیں بتایا کہ وہ قتل ہو گیا ہے اور اس نے وصیت کی کہ اس کے بعد اس کا بیٹا حسن لوگوں کا امیر ہو اور حسن موجود نہ تھا پس انہوں نے حمید بن قحطبہ کے ہاتھ پر اس کے بھائی حسن کی بیعت کی اور ایلچی حسن کو لانے کے لیے گیا اور اس شب کو امراء کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور قحطبہ کو معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حصین نے قتل کیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے اس شخص نے جو اس کے ساتھ تھا نصر بن سیار کے بیٹوں کے بدلہ میں قتل کیا ہے واللہ اعلم۔

اور قحطبہ مقتولین میں پایا گیا اور وہیں اسے دفن کر دیا گیا اور حسن بن قحطبہ آیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھجوایا گیا تھا اس نے بنوعباس کی طرف دعوت دی اور سیاہ لباس پہنا اور اس نے اس سال دس محرم کی شب کو خروج کیا اور ابن ہبیرہ کی طرف جو عامل وہاں مقرر تھا اسے نکال دیا' اس کا نام زید بن صالح حارثی تھا اور محمد بن خالد قصر امارت میں منتقل ہو گیا اور ابن ہبیرہ کی جانب سے بیس ہزار فوج کے ساتھ حوثرہ نے اس کا قصد کیا اور جب حوثرہ کے اصحاب کوفہ کے نزدیک آئے تو وہ محمد بن خالد کے پاس جا کر بنوعباس کے لیے اس کی بیعت کرنے لگے اور جب حوثرہ نے یہ بات دیکھی تو وہ واسط کی طرف چلا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسن بن قحطبہ کوفہ میں داخل ہوا اور قحطبہ نے اپنی وصیت میں بیان کیا تھا کہ خلافت کی وزارت السبیع الکوفی الخلال کے غلام حفص بن سلیمان کے لیے ہو جو کوفہ میں موجود تھا اور جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے اشارہ کیا کہ حسن بن قحطبہ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے واسط جائے اور اس کا بھائی حمید مدائن کی طرف جائے اور اس نے ہر جانب فوجیں بھیجیں جنہوں نے انہیں فتح کر لیا اور بصرہ کو بھی فتح کر لیا اسے مسلم بن قتیبہ نے ابن ہبیرہ کے لیے فتح کیا اور جب ابن ہبیرہ قتل ہو گیا تو ابو مالک عبداللہ بن اسید خزاعی نے ابو مسلم خراسانی کے لیے بصرہ کو حاصل کر لیا۔

اور اس سال ۱۲ ربیع الاول جمعہ کی شب کو ابوالعباس سفاح کی بیعت ہوئی جس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہے۔ یہ قول ابو معشر اور ہشام بن الکلبی کا ہے اور واقدی نے اس سال کے جمادی الاول میں بیعت کا ہونا بیان کیا ہے۔

Marfat.com

امام ابراہیم بن محمد کے قتل کا بیان:

ہم نے ۱۲۹ھ میں بیان کیا ہے کہ مروان کو یہ خبر اس خط کے متعلق ملی جو امام ابراہیم نے مسلم خراسانی کی طرف لکھا تھا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ خراسان جو لوگ عربی بولتے ہیں انہیں تباہ و برباد کر دے جب مروان کو اس کا علم ہوا تو اس نے ابراہیم کے متعلق دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ بلقاء میں ہے اس نے دمشق کے نائب کو خط لکھا کہ وہ اسے حاضر کرے۔ دمشق کے نائب نے ایلچی بھیجا جس کے پاس اس کی صفت ونعت بھی تھی' ایلچی گیا تو اس نے اس کے بھائی ابوالعباس سفاح کو دیکھا اور خیال کیا کہ یہ وہی ہے پس اس نے اسے پکڑ لیا' اسے بتایا گیا کہ یہ وہ نہیں ہے یہ اس کا بھائی ہے اس نے ابراہیم کے متعلق بتایا تو اس نے اسے پکڑ لیا اور وہ اپنے ساتھ اپنی ام ولد کو بھی لے گیا جس سے وہ محبت کرتا تھا اور اس نے اپنے اہل کو وصیت کی کہ اس کے بعد اس کا بھائی ابوالعباس سفاح خلیفہ ہوگا اور اس نے انہیں کوفہ کی طرف روانگی کا حکم دیا پس وہ اسی روز کوفہ کی طرف کوچ کر گئے جن میں اسکے چھ چچا تھے جو عبداللہ' داؤد' عیسیٰ' اسماعیل اور عبدالصمد تھے جو علی کے بیٹے تھے اور اس کے بھائی ابوالعباس سفاح اور محمد بھی تھے جو محمد بن علی کے بیٹے تھے اور گرفتار امام ابراہیم کے بیٹے محمد اور عبدالوہاب بھی تھے اور ان کے سوا اور بھی بہت سے آدمی تھے۔

اور جب یہ کوفہ آئے تو ابوسلمۃ الخلال نے انہیں ولید بن سعد کے گھر میں اتارا جو بنو ہاشم کا غلام تھا اور اس نے سالاروں اور امراء سے تقریباً چالیس راتوں تک ان کے معاملے کو چھپائے رکھا پھر وہ انہیں ایک اور جگہ لے گیا اور پھر انہیں مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ شہر فتح ہو گئے اور پھر سفاح کی بیعت ہو گئی اور امام ابراہیم بن محمد کو اس دوران میں امیر المومنین مروان بن محمد کے پاس حران لے جایا گیا اس نے آپ کو قید کر دیا اور وہ اس سال قید خانے ہی میں رہے۔ اور اس سال کے صفر میں ۴۸ سال کی عمر میں قید خانے ہی میں وفات پا گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چہرے پر کپڑا رکھ کر ڈھانک دیا گیا حتیٰ کہ آپ ۵۱ سال کی عمر میں فوت ہو گئے اور بہلول بن صفوان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ پر مکان گر پڑا حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے آپ کو زہر ملا دودھ پلایا اور آپ مر گئے' کہتے ہیں کہ امام ابراہیم ۱۳۱ھ کے حج کے اجتماع میں شامل ہوئے اور وہاں آپ کا معاملہ مشتہر ہو گیا کیونکہ آپ بڑی نخوت' بڑی شرافت اور بڑی عزت کے ساتھ کھڑے تھے' مروان تک آپ کا معاملہ پہنچا تو اسے بتایا گیا ابومسلم لوگوں کو اس شخص کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ اسے خلیفہ کہتے ہیں۔ پس اس نے ۱۳۲ھ میں آپ کی طرف آدمی بھیجا اور آپ اس سال کے صفر میں قتل ہو گئے اور یہ پہلے بیانات سے زیادہ صحیح ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے آپ کو جمیمۃ البلقاء سے نہیں بلکہ کوفہ سے گرفتار کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور یہ ابراہیم بڑے کریم اور سخی تھے آپ فضائل اور خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ نے اپنے باپ اور دادا سے اور ابوہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سے روایت کی ہے اور آپ سے آپ کے بھائیوں عبداللہ سفاح' ابوجعفر عبداللہ منصور' ابوسلمہ عبدالرحمٰن بن مسلم الخراسانی اور مالک بن ہاشم نے روایت کی ہے۔

Marfat.com

اور آپ کے شاندار کلام میں یہ بھی ہے کہ کامل جوانمرد وہ ہے جو اپنے دین کو بچائے اور صلہ رحمی کرے اور ایسی باتوں سے اجتناب کرے جن پر ملامت کی جاتی ہے۔

ابوالعباس سفاح کی خلافت:

جب اہل کوفہ کو ابراہیم بن محمد کے قتل کی اطلاع ملی تو ابوسلمۃ الخلال نے چاہا وہ خلافت کو آل علی بن ابی طالب کی طرف منتقل کردے پس بقیہ نقباء اور امراء اس پر غالب آ گئے اور انہوں نے ابوالعباس سفاح کو بلا کر اسے سلام خلافت کہا اور یہ کوفہ کا واقعہ ہے۔ یہ اس سال کے ۱۳ ربیع الآخر جمعہ کی شب کا واقعہ ہے۔ پس جب نماز جمعہ کا وقت آیا تو سفاح ایک سیاہ ترکی گھوڑے پر نکلا اور فوجیں بھی اس کے ساتھ تھیں حتیٰ کہ وہ دارالامارۃ میں داخل ہو گیا پھر وہ جامع مسجد کی طرف گیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر وہ منبر پر چڑھ گیا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور وہ منبر کے بالائی حصے پر تھا اور اس کا چچا داؤد بن علی اس سے تین زینے نیچے کھڑا تھا اور سفاح نے بولنا شروع کیا اور سب سے پہلے اس نے کہا: سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے اور اسے شرف وعظمت دی ہے اور اسے ہمارے لیے بھی پسند کیا ہے اور ہمارے ذریعے اسے مدد دی ہے اور ہمیں اس کا اہل اور پناہ گاہ اور اس کے منتظم اور اس کا دفاع کرنے والے اور مددگار بنایا ہے اور اس نے تقویٰ کی بات کو ہمارے لازم حال کیا ہے اور ہمیں اس کا اہل اور سزاوار بنایا ہے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابتداری اور رشتہ داری کے لیے مخصوص کیا ہے اور ہمیں اسلام اور اہل اسلام میں بلند مقام دیا ہے اور اس نے اس بارے میں اہل اسلام پر ایک کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾.

اور فرماتا ہے:

﴿ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ﴾.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾.

اور فرماتا ہے:

﴿ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ ﴾.

پس اللہ نے ان کو ہماری فضیلت بتائی ہے اور ان پر ہمارا حق اور مودت واجب کی ہے اور نے اپنی مہربانی سے ہماری عزت افزائی کے لیے غنیمت میں ہمیں زیادہ حصہ دیا ہے اور اللہ بہت فضل والا ہے۔

اور سبائی گمراہوں نے خیال کیا ہے کہ ہمارے غیر ہم سے ریاست' سیاست اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو گمراہی کے بعد ہمارے ذریعے ہدایت دی ہے اور ان کی جہالت کے بعد ان کی مدد کی ہے اور انہیں ہلاکت کے بعد بچایا ہے اور ہمارے ذریعے حق کو غالب اور باطل کو غلط ثابت کیا ہے اور ان میں سے جو بگڑا ہوا تھا

Marfat.com

ہمارے ذریعے اس کی اصلاح کی ہے اور ذلت کو ہمارے لیے رفعت دی ہے اور کمی کو پورا کیا ہے اور پراگندگی کو مجتمع کیا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ عداوت کے بعد اپنی دنیا میں نیکی اور ہمدردی کی طرف لوٹ آئے اور اپنی آخرت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھنے والے بھائی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان محمد ﷺ کے ذریعے کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی تو آپؐ کے بعد آپؐ کے اصحاب نے اس کام کو سنبھالا اور ان کے معاملات باہم شوریٰ سے طے ہوتے تھے پس انہوں نے امتوں کے ترکہ کو اکٹھا کیا اور اس میں عدل کیا اور اسے اپنی اپنی جگہ پر رکھا اور اسے اس کے اہل کو دیا اور خود اس سے خالی پیٹ باہر نکل گئے۔ پھر بنو حرب اور بنو مروان نے اسے زبردستی اپنے لیے چھین لیا اور اسے باری باری حاصل کرتے رہے اور انہوں نے اس پر ظلم سے کام لیا اور اس کے حاصل کرنے میں اپنے آپ کو ترجیح دی اور اس کے اہل پر ظلم کیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے کچھ وقت انہیں مہلت دی (اور جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا) اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اسے ہمارے ہاتھوں کے ذریعے ان سے چھین لیا اور اللہ نے ہمارا حق ہمیں واپس دیا اور ہمارے ذریعے ہماری قوم کی تلافی کی اور وہ ہماری مدد اور ہمارے معاملے کا متولی ہو گیا تا کہ ہمارے ذریعے ان لوگوں پر مہربانی کرے جنہیں زمین میں کمزور سمجھا گیا ہے اور جس طرح اس نے ہم سے آغاز کیا تھا اسی طرح ہم پر خاتمہ کیا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جہاں سے تمہارے لیے بھلائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لیے ظلم اور جہاں سے تمہارے لیے اچھائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لیے خرابی نہیں آئے گی۔ اور ہم اہل بیت اللہ کو اللہ کی توفیق حاصل ہے۔

اے اہل کوفہ! تم ہماری محبت ومودت کا محل ہو اور تم ہمارے لیے سب لوگوں سے زیادہ خوش نصیب ہو اور ان سے بڑھ کر ہماری تعظیم کرنے والے ہو میں نے تمہارے عطیات میں ایک سو درہم کا اضافہ کر دیا ہے پس تیار ہو جاؤ میں خونریز جنگجو اور تباہ کر دینے والا حملہ آور ہوں اور اسے بخار تھا جو بڑھ گیا یہاں تک کہ وہ منبر پر بیٹھ گیا اور اس کے چچا داؤد نے اٹھ کر کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا ہے اور ہمارے گھرانے کی میراث ہمیں دی ہے۔ اے لوگو! سخت تاریکیاں چھٹ گئی ہیں اور ان کے پردے دور ہو گئے ہیں اور ان کے زمین وآسمان روشن ہو چکے ہیں اور آفتاب خلافت اپنے مطلع سے طلوع ہو چکا ہے اور حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا ہے یعنی تمہارے نبیؐ کے اہل کی طرف جو تم پر مہربانی وشفقت کرنے والے ہیں۔

اے لوگو! قسم بخدا ہم اس لیے باہر نہیں نکلے کہ ہم سونا چاندی جمع کریں اور نہر کھودیں اور محل بنائیں بلکہ ہمیں ہمارے حق چھن جانے کی غیرت نے اور اپنے عم زادوں پر غضب نے اور بنو امیہ نے تم میں جو بدسیرت اختیار کی ہے اور ان کے تمہیں ذلیل کرنے اور تمہاری غنیمت اور صدقات میں اپنے آپ کو ترجیح دینے نے باہر نکالا ہے' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہم پر تمہاری ذمہ داری ہے کہ ہم تم میں اس کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ نے اتارا ہے اور کتاب الٰہی پر عمل کریں اور عوام وخواص میں سیرت رسولؐ کے مطابق چلیں۔ بنو امیہ اور بنو مروان کے لیے ہلاکت ہو انہوں نے دنیا کو آخرت پر اور دار الفنا کو دار البقاء پر ترجیح دی ہے اور گناہوں کا ارتکاب کیا ہے اور لوگوں پر ظلم کیا ہے اور محارم کا ارتکاب کیا ہے اور جرائم کئے ہیں اور انہوں نے بندوں کے ساتھ اپنی روش میں زیادتی کی ہے اور جن علاقوں میں وہ لذت یاب ہوئے ہیں ان میں ان کا

Marfat.com

طریق گناہوں کا ارتکاب ہے اور وہ معاصی کی لگاموں میں اکڑ گئے ہیں اور اللہ کی مہلت سے ناواقفیت اور اس کی گرفت سے اندھے ہو کر اس کی تدبیر سے بے خوف ہو کر وہ گمراہی کے میدانوں میں دوڑے پس اللہ کا عذاب شب کو ان پر آیا اور وہ سوئے ہوئے تھے اور مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور ظالم قوم کے لیے ہلاکت ہو اور اللہ تعالیٰ نے مروان کو ذلیل کر دیا اور اللہ کے بارے میں دنیا نے اسے دھوکہ دیا اور اللہ کے دشمن کی لگام ڈھیلی کر دی گئی حتیٰ کہ زائد لگام کی وجہ سے اس کا گھوڑا پھسل گیا' کیا اللہ کے دشمن نے خیال کیا کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا؟ پس اس نے اپنی پارٹی کو بلایا اور اپنی فوج کو جمع کیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ تیر اندازی کی اور اس نے اللہ کی تدبیر اور عذاب اور ناراضگی کو آگے پیچھے' دائیں بائیں اور اوپر نیچے پایا جس نے اس کے باطل کا خاتمہ کر دیا اور اس کی گمراہی کو تباہ کر دیا اور اسے برے حلقہ میں اتارا اور اس کی خطاؤں نے اس کا احاطہ کر لیا اور ہمارا حق ہمیں واپس کیا اور ہمیں پناہ دی۔

اے لوگو! بلاشبہ امیر المومنین ایدہ اللّٰہ بنصرہ العزیز نماز جمعہ کے بعد منبر پر واپس آئیں گے کیونکہ انہوں نے جمعہ کی گفتگو کے ساتھ کسی اور گفتگو کو ملانا پسند نہیں کیا اور شدت بخار کی وجہ سے اپنی گفتگو کو مکمل نہیں کر سکے پس امیر المومنین کے لیے صحت کی دعا کیجیے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو دشمن رحمان' خلیفہ شیطان مروان کے بدلہ میں دیا ہے جو زمین میں فساد کرنے والوں اور اصلاح نہ کرنے والے کمینوں کا متبع تھا۔ امیر المومنین اللہ پر توکل کرنے والے اور ان ابرار واخیار کی اقتداء کرنے والے ہیں جنہوں نے ہدایت کے نشانات اور تقویٰ کے راستوں کے ذریعے خرابی کے بعد زمین کی اصلاح کی۔

راوی بیان کرتا ہے لوگوں نے چلا چلا کر اس کے لیے دعا کی پھر اس نے کہا اے اہل کوفہ! یاد رکھو رسول اللہ ﷺ کے بعد تمہارے اس منبر پر امیر المومنین علی بن ابی طالب اور اس امیر المومنین اور اس نے اپنے ہاتھ سے سفاح کی طرف اشارہ کیا کے سوا کوئی خلیفہ نہیں چڑھا اور یاد رکھو یہ امارت ہم میں ہے ہم سے باہر نہیں حتیٰ کہ ہم حضرت عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس امتحان میں ڈالا ہے اور جو کچھ ہمیں دیا ہے اس پر اس کا شکر ہے پھر ابوالعباس اور داؤد منبر سے اتر کر محل میں داخل ہو گئے پھر لوگ آ کر عصر تک اور پھر عصر کے بعد رات تک بیعت کرتے رہے۔

پھر ابوالعباس نے نکل کر کوفہ کے باہر پڑاؤ کر لیا اور کوفہ پر اپنے چچا داؤد کو نائب مقرر کیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو ابوعون بن یزید کی طرف بھیجا اور اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی طرف بھیجا' ان دنوں وہ واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کی طرف مدائن بھیجا اور ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کی طرف اہواز بھیجا اور سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن الطواف کی طرف بھیجا اور خود وہ کئی ماہ تک فوج کے ساتھ ٹھہرا رہا پھر وہ کوچ کر گیا اور قصر امارت میں مدینہ ہاشمیہ میں اترا اور ابوسلمہ خلال کے لیے اجنبی بن گیا اور یہ اس وقت ہوا جب اسے اس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ ابن عباس سے خلافت کو آل علی بن ابی طالب کی طرف منتقل کر رہا ہے۔

مروان بن محمد کا قتل:

یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اور بنوعباس کی طرف خلافت کا منتقل ہونا اس آیت (اللہ جسے چاہتا ہے اپنی حکومت دیتا ہے)

Marfat.com

اوراس آیت (کہہ دیجیے اے اللہ جو حکومت کا مالک ہے آلایۃ) سے ماخوذ ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب مروان کو ابو مسلم اور اس کے پیروکاروں اور جو کچھ خراسان کے علاقوں میں ماجرا ہوا تھا اس کی اطلاع ملی تو وہ حران سے آ کر موصل کے قریب ایک دریا پر اترا جسے الزاب کہا جاتا ہے اور یہ جزیرہ کے علاقے میں ہے اور جب اسے اطلاع ملی کہ کوفہ میں سفاح کی بیعت ہوئی ہے اور فوجیں اس کے اردگرد جمع ہوگئی ہیں اور اس کی حکومت مجتمع ہوگئی ہے تو اسے یہ بات بہت گراں گزری اور اس نے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور ابوعون بن ابی یزید بہت سی فوج کے ساتھ اس کی طرف بڑھا' یہ سفاح کا امیر تھا اور اس نے الزاب میں اس سے جنگ کی اور سفاح کی طرف سے اس کے پاس کمک آ گئی۔ پھر سفاح نے ان لوگوں کو آواز دی جو اس کے اہل بیت میں سے جنگ کے منتظم تھے تو عبداللہ بن علی نے اسے جواب دیا اور کہا اللہ کی برکت سے چلو۔

پس وہ بہت سی افواج کے ساتھ چلا اور ابوعون کے پاس آیا تو ابوعون اپنے خیمے سے کسی اور طرف پھر گیا اور اسے جو کچھ اس میں موجود تھا اس کے لیے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب طائی اور نصیر بن المحتضر کو اپنی پولیس کا افسر مقرر کیا اور ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ایلچی بنا کر عبداللہ بن علی کی طرف بھیجا کہ وہ اسے قبل اس کے کہ کچھ امور پیدا ہو جائیں اور جنگ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے مروان سے جنگ کرنے پر آمادہ کرے پس عبداللہ بن علی اپنی فوج کے ساتھ آگے بڑھا حتیٰ کہ اس نے مروان کی فوج کا سامنا کیا اور مروان بھی اپنی افواج کے ساتھ اٹھا اور دن کے پہلے حصے میں فریقین نے صف بندی کر لی۔

کہتے ہیں کہ اس روز مروان کے ساتھ ایک لاکھ پچاس ہزار فوج تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار تھی اور عبداللہ بن علی بیس ہزار فوج کے ساتھ تھا۔ مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا اگر اس روز زوال آفتاب ہو گیا اور انہوں نے ہم سے جنگ نہ کی تو ہم وہ لوگ ہیں جو انہیں عیسیٰ بن مریم تک پہنچا دیں گے اور اگر انہوں نے زوال آفتاب سے قبل ہم سے جنگ کی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پھر مروان نے عبداللہ بن علی کی طرف مصالحت کا پیغام بھیجا تو عبداللہ نے کہا ابن زریق نے جھوٹ بولا ہے' آفتاب کو زوال نہیں ہوگا کہ گھوڑے اسے روند دیں گے انشاء اللہ۔

اور یہ اس سال کے ۱۱ جمادی الآخرہ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے مروان نے کہا ٹھہرو جنگ میں پہل نہ کرنا اور وہ آفتاب کی طرف دیکھنے لگا اور ولید بن معاویہ بن مروان نے اس کی مخالفت کی جو مروان کا داماد تھا۔ پس اس نے حملہ کر دیا اور مروان سے ناراض ہو کر اسے گالیاں دیں اور اس نے میمنہ والوں سے جنگ کی اور ابوعون عبداللہ بن علی کی طرف سمٹ آیا اور موسیٰ بن کعب نے عبداللہ بن علی کی خاطر جنگ کی اور یہ لوگ اس کے حکم سے اتر پڑے اور زمین زمین کی آواز دی گئی تو وہ اتر پڑے اور انہوں نے نیزے بلند کیے اور گھٹنوں کے بل ہو گئے اور ان سے جنگ کی اور اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا انہیں ہٹایا جا رہا ہے اور عبداللہ پیادہ پا چلنے لگا اور کہنے لگا اے میرے رب! ہم کب تک تیری وجہ سے قتل ہوں گے اور اس نے پکارا' اے اہل خراسان' اے امام ابراہیم کے خوش منظر لباس' اے محمد' اے منصور' اور لوگوں کے درمیان جنگ شدت اختیار کر گئی اور صرف پیتل پر لوہے کی سلاخوں کے پڑنے

کی آواز سنائی دیتی، تھی مروان نے قضاعہ کو اتر جانے کا حکم بھیجا تو انہوں نے کہا بنو سلیم کو کہو کہ اتر جائیں اور اس نے سکاسک کو حملہ کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا بنو عامر کو کہو کہ حملہ کریں۔ اس نے سکون کو حملے کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا غطفان کو کہو حملہ کریں اس نے اپنے پولیس افسر سے کہا اترو اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو نشانہ نہیں بناؤں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں ضرور تجھ سے بدسلوکی کروں گا اس نے کہا خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کاش تو اس کی قدرت رکھتا۔

کہتے ہیں کہ اس نے یہ بات ابن ہبیرہ کو کہی، مورخین نے بیان کیا ہے پھر اہل شام شکست کھا گئے اور اہل خراسان نے قتل کرتے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور اہل شام کے مقتولین سے زیادہ آدمی غرق ہو گئے اور غرق ہونے والوں میں ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کو مخلوع بھی شامل تھا اور عبداللہ بن علی نے پل باندھنے اور غرق ہونے والوں کو پانی سے نکالنے کا حکم دیا اور وہ اس قول الٰہی کی تلاوت کرنے لگا (اور جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا اور تم کو نجات دی اور ہم نے تمہارے دیکھتے دیکھتے آل فرعون کو غرق کر دیا) اور عبداللہ بن علی نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا اور سعید بن العاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے اس روز مروان اور اسکے فرار کے متعلق کہا:

''مروان نے دوڑ لگائی تو میں نے اسے کہا ظالم مظلوم بن گیا ہے جس کا ارادہ بھاگنے کا ہے، بھاگنا اور حکومت کا چھوڑنا کہاں، جب تجھ سے نرمی رخصت ہو گئی تو نہ دین ہے نہ حسب ہے۔ عقل کا اوچھاپن، دشوار راستے کا فرغون ہے اور اگر تو اس کی بخشش کو طلب کرے تو کتے کے آگے کتا ہے''۔

اور مروان کے پڑاؤ میں جو مال ومتاع اور ذخائر تھے عبداللہ نے اکٹھے کر لیے اور اس نے اس میں عبداللہ بن مروان کی لونڈی کے سوا کوئی عورت نہ پائی پس سفاح نے شکرانہ کی دو رکعت پڑھیں اور جو آدمی معرکے میں حاضر تھے ان میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ سو درہم دیئے اور ان کی رسد کو ۸۰ درہم تک زیادہ کر دیا اور (فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ) کی آپ تلاوت کرنے لگا۔

مروان کے قتل کا بیان:

جب مروان نے شکست کھائی تو وہ کسی کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اور عبداللہ بن علی نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا پھر اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پیچھے روانہ کیا اور اس بات کا حکم اسے سفاح نے دیا تھا اور جب مروان حران کے پاس سے گزرا تو اس سے آگے گزر گیا اور ابو محمد سفیانی کو اس کے قید خانے سے نکال دیا اور ابان بن یزید کو وہاں کا نائب مقرر کیا۔ وہ اس کا بھانجا اور اس کی بیٹی ام عثمان کا خاوند تھا۔ اور جب عبداللہ حران آیا تو ابان بن یزید سیاہ لباس پہنے اس کے پاس آیا تو عبداللہ بن علی نے اسے امان دی اور اسے اس کی عمل داری پر برقرار رکھا اور جس گھر میں امام ابراہیم قید تھے اسے گرا دیا اور مروان محض جانے کے ارادے سے قنسرین سے گزرا اور جب وہ حمص آیا تو اس کے باشندے بازاروں اور سامان معیشت کے ساتھ اس کے پاس آئے، اس نے وہاں دو یا تین دن قیام کیا، پھر وہاں سے کوچ کر گیا اور جب اہل حمص نے اس کے ساتھ تھوڑے لوگوں کو دیکھا تو

انہوں نے اسے قتل کرنے اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے لوٹنے کے لیے اس کا تعاقب کیا اور کہنے لگے خوفزدہ اور شکست خوردہ ہے اور انہوں نے حمص کے نزدیک ایک وادی میں اسے پکڑ لیا تو اس نے ان کے لیے دو امیروں کو پوشیدہ کر دیا اور جب وہ مروان سے ملے تو اس نے ان پر مہربانی کی اور اسے اپیل کی کہ وہ واپس چلے جائیں مگر انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانی پس ان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھی اور دونوں گھات میں بیٹھے ہوئے امیروں نے ان کے پیچھے سے حملہ کر دیا اور اہل حمص نے شکست کھائی اور مروان دمشق آیا اور اس کی جانب سے اس کی بیٹی کا خاوند ولید بن معاویہ دمشق کا نائب تھا' اس نے اسے وہاں چھوڑا اور خود وہاں سے دیار مصر کو چلا گیا اور عبداللہ بن علی جس شہر سے گزرتا وہ سیاہ لباس پہنے ہوتے اور اس کی بیعت کرنے لگتے اور وہ انہیں امان دینے لگا اور جب وہ قنسرین پہنچا تو اس کا بھائی عبدالصمد بن علی بن چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا' اس فوج کو سفاح نے اس کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ پھر عبداللہ روانہ ہو کر حمص آیا۔ پھر وہاں سے بعلبک چلا گیا پھر وہاں سے المزہ کی جانب سے دمشق آیا اور دو تین دن وہاں قیام کیا پھر اس کا بھائی صالح بن علی بن سفاح کی طرف سے آٹھ ہزار کی کمک کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا اور صالح نے مرج عذرا میں پڑاؤ کیا اور جب عبداللہ بن علی دمشق آیا تو اس نے مشرقی دروازے پر پڑاؤ کیا اور اس کے بھائی صالح نے باب الجابیہ پر پڑاؤ کیا اور ابوعون نے باب کیسان پر پڑاؤ کیا' اور بسام نے باب صغیر پر پڑاؤ کیا اور عبدالصمد یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید نے باب الفرادیس پر پڑاؤ کیا پس اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے اسے اس سال کی دس رمضان کو بدھ کے روز اسے فتح کر لیا اور اس نے وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور تین گھنٹے تک اسے مباح کر دیا اور اس کی فصیل کو گرا دیا۔

کہتے ہیں جب عبداللہ نے اہل دمشق کا محاصرہ کیا تو ان کے مابین عباسی اور اموی کا اختلاف پیدا ہو گیا اور انہوں نے باہم جنگ کی اور ایک دوسرے کو قتل کیا اور اپنے نائب کو بھی قتل کر دیا پھر انہوں نے شہر کو سپرد کر دیا اور سب سے پہلے جو شخص مشرقی دروازے کی جانب سے فصیل پر چڑھا اسے عبداللہ بن طائی اور باب صغیر کی جانب سے فصیل پر چڑھنے والے کو بسام بن ابراہیم کہا جاتا ہے۔ پھر دمشق کو تین گھنٹے تک مباح کر دیا گیا' کہتے ہیں کہ اس مدت میں وہاں پچاس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔

اور ابن عساکر نے جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں سے عبید بن الحسن الاعرج کے حالات میں بیان کیا ہے اور وہ عبداللہ بن علی کے ساتھ دمشق کے محاصرہ میں پانچ ہزار فوج کا امیر تھا' انہوں نے پانچ ماہ تک دمشق کا محاصرہ جاری رکھا اور بعض ایک سو دن اور بعض ڈیڑھ ماہ بیان کرتے ہیں اور مروان کے نائب نے شہر کو بہت مضبوط بنایا تھا لیکن اس کے باشندوں نے یمانیہ اور مضریہ کے باعث باہم اختلاف کیا اور یہی بات فتح کا باعث بنی' حتیٰ کہ انہوں نے ہر مسجد میں دو قبلوں کے لیے دو محرابیں بنائیں اور جامع مسجد میں بھی دو منبر بنائے اور جمعہ کے روز دو منبروں پر دو امام خطبہ دیتے تھے اور یہ ایک عجیب وغریب واقعہ اور فتنہ' خواہش اور عصبیت کے باعث ہونے والا ایک بڑا حادثہ تھا' ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

اور ابن عساکر نے مذکورہ سوانح میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس نے محمد بن سلیمان بن عبداللہ نوفلی کے حالات میں بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب عبداللہ بن علی سب سے پہلے دمشق میں داخل ہوا تو میں اس کے ساتھ تھا وہ تلوار

کے ساتھ اس میں داخل ہوا اور اس نے اس میں تین گھنٹے تک قتل کو مباح قرار دیا اور اس کی جامع مسجد کو ستر دن تک اپنی سواریوں اور اونٹوں کے اصطبل بنائے رکھا پھر اس نے بنوامیہ کی قبور کو اکھیڑا اور اس نے معاویہ کی قبر میں غبار کی مانند صرف ایک سیاہ دھاگا پایا اور اس نے عبدالملک بن مروان کی قبر کو بھی اکھیڑا اور ایک کھوپڑی پائی اور وہ قبروں میں ایک ایک عضو پاتا تھا۔ ہاں ہشام بن عبدالملک کو اس نے صحیح سالم پایا' اس کی ناک کے سرے کے سوا اور کوئی چیز بوسیدہ نہیں ہوئی تھی' اس نے اسے کوڑوں سے مارا حالانکہ وہ مردہ تھا اور اسے کئی دن تک صلیب دیئے رکھا پھر اسے جلا دیا اور اس کی راکھ کو کوٹ کر ہوا میں بکھیر دیا اور اس نے یہ اس وجہ سے کیا کہ ہشام نے اس کے بھائی محمد علی کو جب اس پر اس کے چھوٹے لڑکے کے قتل کی تہمت لگائی گئی تھی سات سو کوڑے مارے تھے اور پھر اسے بلقاء میں حمیمہ مقام کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔

ابن عساکر کا بیان ہے کہ پھر عبداللہ بن علی نے بنی امیہ کے خلفاء کے لڑکوں وغیرہ کی تلاش کی اور دریائے رملہ کے پاس ایک روز میں ان سے ۹۲ ہزار کو قتل کر دیا اور ان پر چمڑے کے فرش بچھا کر اور ان پر دسترخوان لگا کر کھانا کھایا اور وہ اس کے نیچے پھڑک رہے تھے اور یہ ایک ظلم ہے جس کا اللہ اسے بدلہ دے گا اور وہ چلتا بنا اور اس کی امید اور مراد پوری نہ ہوئی جیسا کہ ابھی اس کے حالات میں بیان ہوگا اور اس نے ہشام بن عبدالملک کی بیوی عبدہ بنت عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو جو خال والی تھی خراسانیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ننگے پاؤں اور ننگے جسم پیادہ پا جنگل کی طرف بھیجا۔ کوفیوں نے اسے قتل کر دیا پھر اس نے ان کے مردوں کی جو ہڈی پائی اسے جلا دیا اور عبداللہ نے وہاں پندرہ روز قیام کیا اور اس نے اوزاعی کو بلایا اور آپ کو اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے آپ سے پوچھا اے ابوعمرو! ہم نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اوزاعی کا بیان ہے میں نے اسے کہا مجھے معلوم نہیں ہاں مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے عن محمد بن ابراہیم عن علقمہ عن عمر بن الخطاب بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے''۔ اوزاعی کا بیان ہے کہ میں انتظار کرنے لگا کہ میرا سر میرے دونوں پاؤں کے درمیان گر پڑے گا پھر مجھے باہر نکال دیا گیا اور اس نے مجھے ایک سو دینار بھیجے پھر وہ مروان کے پیچھے روانہ ہوا اور الکسوہ کے دریا پر اترا اور یحییٰ بن جعفر ہاشمی کو دمشق کا نائب بنا بھیجا پھر روانہ ہو کر مرج الروم میں اترا۔ پھر دریائے ابی خطرس پر آیا اور اس نے دیکھا کہ مروان بھاگ گیا ہے پس مصر میں داخل ہو گیا اور سفاح کا خط اس کے پاس آیا کہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجو اور خود شام میں اس کے نائب بن کر قیام کرو۔ سو صالح اس سال کے ذوالقعدہ میں مروان کی تلاش میں گیا اور اس کے ساتھ ابوعمر اور عامر بن اسماعیل بھی تھے اور وہ ساحل سمندر پر اترا اور وہاں جو کشتیاں تھیں اس نے انہیں جمع کیا اور اسے اطلاع ملی کہ مروان ''الفرما'' میں اور بعض کا قول ہے کہ الفیوم میں اترا ہے اور وہ ساحل پر چلنے لگا اور کشتیاں سمندر میں اس کے ساتھ ساتھ چلتی تھیں حتیٰ کہ وہ العریش آ گیا پھر چل کر نیل پر اترا پھر الصعید کی طرف گیا اور مروان نے نیل کو عبور کیا اور پل کو قطع کر دیا اور اس کے اردگرد جو چارا اور کھانا تھا' اسے جلا دیا اور صالح اس کی تلاش میں چلا گیا پس اس نے مروان کے سواروں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی۔ پھر جب کبھی مروان کے سواروں کے ساتھ ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ انہوں نے انہیں شکست دی حتیٰ کہ انہوں نے بعض قیدیوں سے مروان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کے متعلق انہیں بتایا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ

ابوصیر کے کلیسا میں ہے۔ سورت کے آخری حصے میں انہوں نے اسے آلیا اور اس کے ساتھ جو فوج تھی وہ شکست کھا گئی اور مروان تھوڑی سی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر کے اسے قتل کر دیا۔ بصرہ کے ایک شخص محمود نام نے اسے نیزہ مارا اور اسے جانتا نہیں تھا حتیٰ کہ ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین قتل ہو گئے ہیں اور کوفہ کے ایک انار فروش نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے اس دستہ کے امیر عامر بن اسماعیل نے ابوعون کے پاس بھیج دیا۔ ابوعون نے اسے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا اور صالح نے اپنے پولیس افسر خزیمہ بن یزید بن ہانی کے ہاتھ امیر المومنین سفاح کو بھیج دیا۔

مروان ۷ ذوالحجہ کو اتوار کے روز قتل ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ۶ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو جمعرات کے روز قتل ہوا اور مشہور قول کے مطابق اس کی خلافت ۵ سال ۱۰ ماہ ۱۰ دن رہی اور اس کی عمر کے بارے میں مورخین نے اختلاف کیا ہے بعض نے چالیس سال بعض نے ۴۶ سال بعض نے ۵۸ سال، بعض نے ۶۰ سال، بعض نے ۶۲ سال، بعض نے ۶۳ سال، بعض نے ۶۹ سال اور بعض نے ۸۰ سال بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر صالح بن علی شام کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے مصر پر ابوعون بن ابو یزید کو نائب مقرر کیا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

مروان الحمار کے مختصر حالات

امیر المومنین مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ، قرشی اموی، ابوعبدالملک بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اس کی ماں کرد لونڈی تھی جسے لبابہ کہا جاتا ہے جو ابراہیم بن اشتر کے پاس تھی جسے محمد بن مروان نے اس کے قتل کے روز قابو کر لیا جس سے یہ مروان پیدا ہوا۔

اور بعض کا قول ہے کہ یہ پہلے مصعب بن زبیر کے پاس تھی اور اس مروان کا گھر پالان بنانے والوں کے بازار میں تھا یہ قول ابن عساکر کا ہے، ولید بن یزید کے قتل کے بعد اور یزید بن ولید کی موت کے بعد اس کی بیعت لی گئی، پھر یہ دمشق آیا اور اس نے ابراہیم بن ولید کو معزول کر دیا اور ۱۵ صفر ۱۲۷ھ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اور ابومعشر کا بیان ہے کہ ربیع الاول ۱۲۹ھ میں اس کی بیعت ہوئی۔ اسے الجعد بن درہم کی رائے کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے مروان الجعدی کہا جاتا ہے، اس کا لقب الحمار ہے اور یہ بنی امیہ کا آخری بادشاہ ہے اور اس کی خلافت ۵ سال ۱۰ ماہ ۱۰ دن رہی اور بعض کا قول ہے کہ ۵ سال ایک ماہ رہی اور سفاح کی بیعت کے بعد یہ نو ماہ زندہ رہا اور یہ سرخ وسفید، نیلی آنکھوں، بڑی داڑھی، موئے سر اور میانے قد والا تھا اور خضاب نہیں لگاتا تھا، ہشام نے اسے ۱۱۴ھ میں آذربائیجان، آرمینیا اور جزیرہ کا نائب مقرر کیا اور اس نے بہت سے شہر اور متعدد قلعے فتح کئے اور یہ مسلسل راہ خدا میں جنگ کرتا تھا اور اس نے کفار، ترکوں، خزریوں اور لانیوں وغیرہ سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور مغلوب کیا اور یہ شجاع، بہادر، جری اور دانشمند تھا۔ اگر تقدیر الٰہی سے اس کی فوج اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑتی تو اس میں اس قدر دانائی تھی کہ یہ اپنی شجاعت اور مستقل مزاجی سے خلافت چھین لیتا، لیکن جسے اللہ بے یار و مددگار چھوڑ دے وہ ذلیل ہو جاتا ہے اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہوتا۔

زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ بنوامیہ کا خیال تھا کہ جب وہ شخص خلیفہ ہوگا جس کی ماں لونڈی ہوگی تو خلافت ان سے جاتی رہے گی اور جب اس مروان نے خلافت سنبھالی تو ۱۳۲ھ میں ان سے خلافت چھین لی گئی۔ اور

حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابو محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی الحسین نے ہمیں بتایا کہ سہل بن بشر نے ہمیں خبر دی کہ عباس بن ولید بن صبح نے بتایا کہ عباس بن یحییٰ ابوالحارث نے ہم سے بیان کیا کہ الہیثم بن حمید نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ راشد بن داؤد نے اسماء سے بحوالہ ثوبان مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''بوامیہ مسلسل خلافت کو اس طرح جلد جلد حاصل کریں گے جیسے لڑکے گیند کو جلدی سے لیتے ہیں اور جب وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی تو زندگی میں کچھ بھلائی نہ ہوگی''۔

ابن عساکر نے اسے ایسے بھی بیان کیا ہے لیکن یہ بہت منکر حدیث ہے اور ہارون الرشید نے ابوبکر بن عیاش سے دریافت کیا کون اچھے خلفاء ہیں ہم یا بنوامیہ؟ اس نے کہا وہ لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ بخش تھے اور تم نماز کے زیادہ پابند ہو تو اس نے اسے چھ ہزار درہم دیئے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ مروان بڑا جوانمرد، بڑا خوش باش تھا اور لہو ولعب کو پسند کرتا تھا لیکن اس کی وجہ سے جنگ سے غافل ہو جاتا تھا۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے میں نے ابوالحسین علی بن مقلد بن نصر بن منقذ بن الامیر کے خطوط کے مجموعہ میں پڑھا ہے کہ مروان بن محمد نے اپنی ایک لونڈی کو جس نے اسے شکست کھا کر مصر کی طرف جانے کے وقت رملہ میں چھوڑا تھا لکھا:

''میرا خیال مجھے ہمیشہ صبر کی دعوت دیتا رہا اور میں انکار کرتا رہا اور وہ مجھے اس بات کے قریب کرتا رہا جو میرے متعلق میرے سینے میں ہے اور یہ بات مجھے عزیز ہے کہ تو رات گزارے اور ہمارے درمیان پردہ ہو مگر اب تو تو مجھ سے دس دن کے فاصلے پر ہے اور قسم بخدا ان دونوں باتوں نے دل کو زخمی کر دیا ہے اور جب تو ان پر اضافہ کرے گی تو یاد رکھ تو ایک ماہ کے فاصلے پر چلی جائے گی اور خدا کی قسم ان دونوں باتوں سے بڑھ کر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ہم کبھی نہ مل سکیں گے میں تجھ پر روؤں گا اور اشک بہانا نہیں چھوڑوں گا اور نہ صبر کے بعد صبر کی جستجو کروں گا''۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ مروان بھاگتے ہوئے ایک راہب کے پاس سے گزرا، راہب نے اس سے مطلع ہو کر اسے سلام کیا تو اس نے اسے کہا:

اے راہب تیرے پاس کچھ زمانے کا علم ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس اس کے کئی رنگ ہیں اس نے کہا کیا دنیا اس انسان تک پہنچے گی کہ اسے مالک ہونے کے بعد مملوک بنا دے اس نے کہا ہاں اس نے کہا کیسے؟ اس نے کہا اس کے دنیا سے محبت کرنے اور اس کی مرغوب چیزوں کو حاصل کرنے کی خواہش کرنے اور مستقل مزاجی کے ضائع کرنے اور مواقع سے فائدہ نہ اٹھانے کے باعث اگر تو اس سے محبت کرتا ہے تو جو اس سے محبت کرتا ہے وہ اس کا غلام ہوتا ہے۔ اس نے پوچھا پھر آزادی کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا اس سے بغض رکھنا اور اس سے الگ رہنا اس نے کہا یہ نہیں ہوگا۔ راہب نے کہا یہ عنقریب ہو جائے گا پس قبل اس کے کہ یہ تجھ سے چھن جائے اس سے بھاگنے میں جلدی کر، اس نے کہا کیا تو مجھے جانتا ہے؟ اس نے کہا ہاں تو عربوں کا بادشاہ مروان ہے۔ تو سوڈان کے ملک میں قتل ہوگا اور بغیر کفن کے دفن ہوگا اور اگر موت تیری تلاش میں نہ ہوتی تو میں تجھے تیرے بھاگنے کی جگہ بھی بتاتا، بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس زمانے میں ع بن ع بن ع م بن م بن م کہا جاتا تھا اور اس سے ان کی مراد تھی کہ عبداللہ بن علی بن عباس مروان بن محمد بن مروان قتل ہوگا۔

Marfat.com

اور بعض کا بیان ہے کہ ایک روز مروان بیٹھا تو اس کا گھیراؤ ہو گیا اور اس کے سر پر اس کا ایک غلام کھڑا ہو گیا تو مروان نے ایک شخص سے جو اس سے مخاطب تھا کہا کیا تو ہماری حالت کو نہیں دیکھتا؟ ان احسانات پر افسوس جن کا ذکر نہیں کیا گیا اور ان نعمتوں پر افسوس جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا اور اس حکومت پر افسوس جس کی مدد نہیں کی گئی' خادم نے اسے کہا یا امیر المومنین جو تھوڑے کو چھوڑ دے کہ زیادہ ہو جائے اور چھوٹے کو چھوڑ دے کہ بڑا ہو جائے اور پوشیدہ کو چھوڑ دے کہ ظاہر ہو جائے اور آج کے کام کو کل کے لیے مؤخر کر دے اس پر اس سے بھی زیادہ مصیبت نازل ہو گی۔ مروان نے کہا یہ قول خلافت کے کھونے سے بھی مجھ پر گراں ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروان ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو سوموار کے روز قتل ہوا تھا اور اس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہو کر ۸۰ تک پہنچ گئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ صرف اسی سال زندہ رہا اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور وہ بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اس پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بنوامیہ کی حکومت کے خاتمے اور بنوعباس کی حکومت کے آغاز کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث نبویہ

العلاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب بنوالعباس چالیس آدمیوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو خرابی اور اللہ کے جندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو غلبہ کا ذریعہ بنالیں گے''۔

اور اعمش نے اسے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید مرفوع روایت کیا ہے اور ابن لہیعہ نے ابوقبیل سے بحوالہ ابن وہب روایت کی ہے کہ وہ حضرت معاویہ کے پاس موجود تھا کہ مروان بن الحکم ان کے پاس آیا اور کسی ضرورت کے متعلق بات کی اور کہا میری ضرورت کو پورا کرو میں دس کا باپ' دس کا بھائی اور دس کا چچا ہوں۔ اور جب مروان نے پیٹھ پھیری تو حضرت معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو آپ کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جب بنوالحکم تیس آدمیوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ آپس میں اللہ کے مال کو غلبہ اور اللہ کے بندوں کو غلام اور کتاب اللہ کو خرابی کا ذریعہ بنالیں گے اور جب وہ ۴۹۷ تک پہنچیں گے تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے بھی زیادہ تیزی سے ہو گی''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' بے شک اور جب مروان نے پیٹھ پھیری تو حضرت معاویہؓ نے کہا' اے ابن عباس میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیان کی اور فرمایا: ''چار سرکشوں کا باپ'' حضرت ابن عباسؓ نے کہا بے شک اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ قاسم بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن ماذن راسبی نے ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت حسین بن علی کے پاس جا کر کہا اے امیر المومنین کے چہروں کو سیاہ کرنے

Marfat.com

والے حضرت حسین نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے مجھے ڈانٹ ڈپٹ نہ کر بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بنوامیہ کے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ دیتے دیکھا تو آپ کو اس بات نے تکلیف دی تو ''انا اعطیناك الکوثر'' اتری۔ یہ جنت میں ایک نہر ہے اور ''انا انزلناہ فی لیلة القدر ..... خیر من الف شهر'' تک اتری یہ بنوامیہ کی حکومت ہے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم نے اس کا حساب کیا تو وہ بلا کم وبیش آپ کے قول کے مطابق تھا اور ترمذی نے اسے محمود بن غیلان سے بحوالہ ابوداؤد طیالسی روایت کیا ہے' پھر بیان کیا ہے کہ یہ غریب ہے ہم اسے صرف قاسم بن فضل کی حدیث سے یہ جانتے ہیں اور وہ ثقہ ہے اسے یحییٰ القطان اور ابن مہدی نے ثقہ قرار دیا ہے نیز بیان کیا ہے اس کا شیخ یوسف بن سعد جسے یوسف بن مازن بھی کہا جاتا ہے وہ ایک مجہول شخص ہے اور یہ الفاظ کے ساتھ اسی طریق سے مشہور ہے۔ اور حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں قاسم بن فضل حدانی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کی نکارت کے متعلق میں نے تفسیر میں مفصل بحث کی ہے اور جب کہا جائے کہ ان کی حکومت ہزار ماہ رہے گی تو اس کی توجیہہ یہ ہوگی کہ ہم اس سے حضرت ابن زبیر کے زمانہ کو ساقط کر دیں' اس لیے کہ حضرت معاویہؓ کے باختیار بادشاہ ہونے کی بیعت ۴۰ھ میں لی گئی ہے اور یہی عام الجماعۃ ہے۔ جب حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ کے قتل کے چھ ماہ بعد انہیں امارت سپرد کر دی اور یہ ۹۲ سال بنتے ہیں اور جب ان سے حضرت ابن زبیر کی خلافت کے نو سال ساقط کر دیئے جائیں تو ۸۳ سال باقی رہ جاتے ہیں اور جو کچھ اس حدیث میں بیان ہوا یہ اس کے مبائن ہے لیکن یہ حدیث حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع نہیں۔ اس نے اس آیت کی اس عدد کے ساتھ تفسیر کی ہے اور یہ کسی راوی کا قول ہے اور ہم نے تفسیر میں اس پر طویل گفتگو کی ہے اور قبل ازیں دلائل میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور علی بن المدائنی نے عن یحییٰ بن سعید عن سفیان ثوری عن علی بن زید عن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں نے بنوامیہ کو اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو مجھے یہ بات گراں گزری تو انا انزلناہ فی لیلة القدر کا نزول ہوا''۔

اس میں ضعف اور ارسال پایا جاتا ہے اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حسین نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن نمیر نے عن سفیان ثوری عن علی بن یزید عن سعید بن المسیب' اللہ تعالیٰ کے قول ''وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس'' کے بارے میں ہم سے بیان کیا کہ آپ نے بنوامیہ کے کچھ آدمیوں کو منابر پر دیکھا تو آپ کو اس بات نے غمگین کر دیا تو آپ سے دریافت کیا گیا یہ صرف دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ جاتی رہے گی تو آپ کا غم دور ہو گیا۔

ابوجعفر رازی نے بحوالہ ربیع بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اسراء ہوا تو آپ نے منبر پر بنوامیہ کے فلاں شخص کو خطبہ دیتے دیکھا تو آپ کو یہ بات گراں گزری تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''وان ادری لعله فتنة لکم ومتاع الی حین'' اتاری۔ اور مالک بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے ابوالجوزاء کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم' اللہ تعالیٰ بنوامیہ کی حکومت کو بالضرور ایسے ہی عزت دے گا جیسے اس نے لوگوں کو حکومت کی عزت دی تھی جو ان سے پہلے تھے' پھر وہ بالضرور ان کی حکومت کو ایسے ہی ذلیل کرے گا جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو حکومت میں ذلیل کیا تھا' پھر اس نے یہ آیت ''وتلك الایام نداولها بین

Marfat.com

الناس ''پڑھی اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ عمر بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عفان کے غلام عمر بن سیف نے مجھے بتایا کہ میں نے سعید بن المسیب کو ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ سے بیان کرتے سنا اور انہوں نے بنوامیہ کا ذکر کیا کہ ان کی ہلاکت آپس ہی میں ہوگی انہوں نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا ان کے خلفاء ہلاک ہو جائیں گے اور ان کے شرارتی باقی رہ جائیں گے اور وہ خلافت کے بارے میں آپس میں مقابلہ کریں گے پھر لوگ ان پر پل پڑیں گے اور انہیں ہلاک کر دیں گے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ارزقی نے بتایا کہ زنجی نے عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ' ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں نے خواب میں بنوالحکم یا بنوابوالعاص کو بندروں کی طرح اپنے منبر پر چھلانگیں مارتے دیکھا راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے بعد وفات تک اچھی طرح مسکراتے نہیں دیکھا گیا''۔

ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن زید حماد زید کے بھائی نے عن علی بن الحکم البنانی عن ابی الحسن الحمصی عن عمرو بن مرہ جسے صحبت حاصل تھی ہم سے بیان کیا کہ الحکم بن العاص' رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے آیا تو آپ نے اس کی گفتگو سے پہچان لیا اور فرمایا اسے اجازت دے دو' اس پر اور جو اس کی صلب سے پیدا ہوا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی سوائے مومنین کے اور وہ تھوڑے ہی ہیں جو دنیا میں سربلند اور آخرت میں سرنگوں ہوں گے وہ مکار اور حیلہ باز ہوں گے۔ انہیں دنیا میں دیا جائے گا اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔

ابوبکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد بن محمد نے بتایا کہ حافظ محمد بن مظفر نے بتایا کہ ابوالقاسم تمام بن خزیم بن محمد بن مروان دمشقی نے بتایا کہ احمد بن ابراہیم بن ہشام بن ملابس نے بتایا کہ ام الحکم بنت عبدالعزیز کے غلام ابوالنصر اسحاق بن ابراہیم بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ربیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاشعث صنعانی نے بحوالہ ثوبان ہم سے بیان کیا کہ:

''رسول اللہ ﷺ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی ران پر سر رکھے سوئے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ بلند آواز سے روئے' پھر مسکرائے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو روتے اور مسکراتے دیکھا ہے آپؐ نے فرمایا' میں نے بنوامیہ کو باری باری اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو اس بات نے مجھ کو غمگین کر دیا' پھر میں نے بنوعباس کو باری باری اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو اس بات نے مجھے خوش کر دیا''۔

اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ محمد بن خالد بن عباس نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبداللہ نے عن ولید بن ہشام المعیطی عن ابان بن ولید عن عقبہ بن ابی معیط سے بیان کیا کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں بھی موجود تھا' حضرت معاویہ نے آپ کو بہت اچھا عطیہ دیا' پھر کہا اے ابن عباس کیا تمہیں حکومت حاصل ہوگی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یا امیر المومنین مجھے معاف فرمایئے آپ نے فرمایا' ہاں حضرت معاویہ نے کہا آپ کے مددگار کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا' اہل خراسان اور

بنوامیہ کا ہاشم سے ٹکراؤ تھا۔

اور منہال بن عمرو نے بحوالہ سعید بن جبیرؒ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ:

''ہم میں سے تین اہل بیت' سفاح' منصور اور مہدی ہوں گے''۔

اسے بیہقی نے اور طریق سے بیان کیا ہے اور اعمش نے اسے ضحاک سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ مرفوع روایت کیا ہے اور ابن ابی خثیم نے عن ابی معین عن سفیان عن عیینہ عن عمرو بن دینار عن ابی معبد عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

''جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے آدمی سے اس کا آغاز کیا ہے مجھے امید ہے کہ وہ اس کا خاتمہ بھی ہم پر کرے گا''۔

یہ اسناد آپ کی طرف صحیح ہے اور ایسے ہی واقع ہوا اور مہدی کے لیے بھی انشاء اللہ واقع ہوگا اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن ابی معاویہ عن اعمش عن عطیہ عن ابی سعید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''زمانے کے انقطاع اور فتنوں کے ظہور کے وقت میرے اہل بیت سے ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا جو کف بھر بھر کر مال دے گا''۔

اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ثوری نے عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ عن ابی اسماء عن ثوبان ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''تمہاری اس سیاہ پتھروں والی زمین کے پاس تین آدمی باہم جنگ کریں گے جو سب کے سب خلیفہ کے بیٹے ہوں گے اور وہ ان میں سے ایک کو بھی نہیں ملے گی' پھر خراسان سے جھنڈے آئیں گے وہ تم سے ایسی جنگ کریں گے جس کی مثال نہیں دیکھی گئی۔ پھر آپؐ نے کچھ باتوں کا ذکر کیا جب ایسا ہوگا تو وہ اس کے پاس آئیں گے خواہ انہیں برف پر گھٹنوں کے بل آنا پڑے بلاشبہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے''۔

اور بعض نے اسے ثوبان سے روایت کیا ہے اور اسے موقوف قرار دیا ہے اور یہ اس کی مثل ہے واللہ اعلم۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن غیلان اور قتیبہ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ راشد بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن یزید نے عن ابن شہاب عن قبیصہ عن ذویب عن ابی ہریرہ عن رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ:

''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے اور انہیں کوئی چیز نہ روکے گی حتیٰ کہ انہیں ایلیاء میں نصب کر دیا جائے گا''۔

اور بیہقی نے اسے الدلائل میں راشد بن سعد مصری کی حدیث سے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ پھر امام احمد نے بیان کیا ہے کہ اس کے قریب قریب کعب الاحبار سے روایت کی گئی ہے جو اس کی مانند ہے پھر اس نے اس طرح کعب سے بھی روایت کی ہے کہ:

''بنوعباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ وہ شام میں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں تمام سرکشوں اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا''۔

اور ابراہیم بن الحسین نے عن ابی اویس عن ابن ابی ذویب عن محمد بن عبدالرحمٰن عن عامری عن سہل عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ

Marfat.com

روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا تم میں نبوت اور حکومت ہوگی اور عبداللہ بن احمد نے عن ابن معین عن عبید بن ابی قرۃ عن اللیث عن ابی قبیل عن ابی میسرہ مولیٰ عباس روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں ایک شب حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپؐ نے فرمایا:

''دیکھو کیا تم آسمان میں کوئی چیز دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں' آپؐ نے فرمایا کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ثریا' آپ نے فرمایا آپ کی صلب سے عنقریب اسی تعداد کے مطابق اس امت کے بادشاہ بنیں گے''۔

امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ عبید بن ابی قرۃ اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اور ابن عدی نے سوید بن سعید کے طریق سے عن حجاج بن تمیم عن میمون بن مہران عن ابن عباس روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ:

''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور جبریل علیہ السلام بھی آپؐ کے ساتھ تھے اور میں انہیں دحیہ کلبی خیال کرتا رہا۔ جبریل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا' بلاشبہ یہ میلے کپڑوں والا ہے اور عنقریب ان کے بیٹے ان کے بعد سیاہ لباس پہنیں گے''۔

یہ حدیث اس طریق سے منکر ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ سیاہ رنگ بنوعباس کے شعار میں سے تھا انہوں نے اسے اختیار کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے روز سر پر سیاہ عمامہ پہنے مکہ میں داخل ہوئے' پس انہوں نے اسے اعیاد' محافل اور مجامع میں اسے اپنا اشعار بنالیا اور اسی طرح ان کے ہر سپاہی پر کوئی نہ کوئی سیاہ چیز ہوتی تھی اور ان میں سے وہ ٹوپی بھی ہے جسے امراء اس وقت پہنتے ہیں جب انہیں خلعت دی جاتی ہے اسی طرح عبداللہ بن علی جس روز دمشق آیا تو وہ سیاہ لباس پہنے تھا پس عورتیں اور بچے اس کے لباس سے تعجب کرنے لگے اور وہ باب کیسان سے داخل ہوا اور اس نے سیاہ لباس پہنے جمعہ کے روز لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔

اور ابن عساکر نے ایک خراسانی سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن علی نے جمعہ کے روز لوگوں کو نماز پڑھائی تو میرے پہلو میں ایک شخص نے نماز پڑھی اور اس نے کہا ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ'' عبداللہ بن علی کی طرف دیکھو اس کا چہرہ کتنا قبیح اور اس کا سیاہ لباس کتنا برا ہے اور آج تک ان کا یہی شعار ہے جیسا کہ آپ اسے جمعہ اور عیدوں میں خطباء پر دیکھتے ہیں۔

Marfat.com

ابوالعباس سفاح کی خلافت کا استحکام اور اپنے دور خلافت میں اس کی سیرت حسنہ

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ سب سے کوفہ میں ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کے روز اس کی بیعت ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۳۲ھ کے آغاز میں ہوئی پھر اس نے فوجوں کو مروان کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے اسے مملکت سے باہر کیا اور انہوں نے مسلسل اس کا پیچھا کیا' حتیٰ کہ سرزمین مصر میں الصعید کے علاقے میں بوصیر مقام پر اس سال کے ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں اسے قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس وقت سفاح باختیار خلیفہ بن گیا اور بلاد اندلس کے سوا بلاد عراق وخراسان اور حجاز وشام اور دیار مصر پر اس کا ہاتھ مضبوط ہو گیا بلاشبہ اس نے اندلس پر حکومت نہیں کی اور نہ اس کے اقتدار کی وہاں تک رسائی ہوئی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنوامیہ کا ایک شخص اندلس میں داخل ہو کر اس پر اور اس کی حکومت پر قابض ہو چکا تھا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ اور اس سال کئی پارٹیوں نے سفاح کے خلاف بغاوت کر دی جن میں اہل قنسرین بھی شامل تھے جنہوں نے قبل ازیں اس کے چچا عبداللہ بن علی کی بیعت کی تھی اور اس نے ان کے امیر مجزأۃ بن الکوثر بن زفر بن الحارث کلابی کو ان کا امیر مقرر کیا جو مروان کے اصحاب اور امراء میں سے تھا اس نے سفاح کو معزول کر دیا اور سفید لباس پہنا اور اہل شہر کو اس امر پر آمادہ کیا اور انہوں نے اس سے موافقت کی۔ ان دنوں سفاح حیرہ میں تھا اور عبداللہ بن علی بلقاء میں حبیب بن مرہ المزنی سے جنگ میں مشغول تھا اور سفاح کے معزول کرنے میں اہل بلقاء بشینہ اور حوران کے کچھ باشندوں نے اس سے اتفاق کر لیا۔

اور جب سفاح کو اہل قنسرین کے کرتوت کی اطلاع ملی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر لی اور قنسرین کی جانب روانہ ہو گیا اور جب وہ دمشق سے گزرا جہاں اس کے اہل وعیال اور نفیس سامان تھا تو اس نے وہاں ابوغانم عبدالحمید بن ربعی کنانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ نائب مقرر کیا اور جب وہ شہر سے گزر کر دمشق پہنچا تو اہل دمشق نے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقہ کے ساتھ اٹھ کر سفاح کو معزول کر دیا اور سفید لباس پہنا اور امیر ابوغانم کو قتل کر دیا اور انہوں نے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا اور عبداللہ کے نفیس سامان اور ذخائر کو لوٹ لیا اور اس کے اہل سے معترض نہ ہوئے اور ابوعبداللہ کا معاملہ بگڑ گیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اہل قنسرین نے اہل حمص کے ساتھ خط وکتابت کی اور ابومحمد سفیانی پر اتفاق کر لیا اور وہ ابومحمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا' انہوں نے اس کی بیعت خلافت کی اور تقریباً چالیس ہزار آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔

اور عبداللہ بن علی نے اس کا قصد کیا اور مرج اخرم میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے سفیان کے ہراول دستہ سے جنگ کی جس کا امیر ابوالورد تھا' پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور عبدالصمد کو شکست دی اور فریقین کے ہزاروں آدمی بیچ کھیت رہے اور عبداللہ بن علی' حمید بن قحطبہ کے ساتھ ان کی طرف بڑھا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور عبداللہ کے ساتھی بھاگنے لگے اور حمید ثابت قدم رہے اور مسلسل ثابت قدم رہے حتیٰ کہ انہوں نے ابوالورد کے اصحاب کو شکست دے دی اور ابوالورد اپنے اہل بیت اور اپنی قوم کے پانچ سو سواروں کے ساتھ ڈٹا رہا حتیٰ کہ وہ سب کے سب قتل ہو گئے۔ اور ابومحمد سفیانی اور اس کے ساتھی بھاگ کر تدمر آ گئے اور عبداللہ نے اہل قنسرین کو امان دی اور انہوں نے سیاہ لباس پہنا اور اس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت کی

Marfat.com

طرف واپس آ گئے۔ پھر عبداللہ واپس دمشق آیا اور اسے ان کے کرتوت کی اطلاع مل چکی تھی اور جب وہ دمشق کے نزدیک آیا تو وہاں سے منتشر ہو گئے اور انہوں نے جنگ نہ کی' پس اس نے انہیں امان دی اور وہ اطاعت میں داخل ہو گئے اور ابو محمد سفانی ہمیشہ بدحال اور پریشان رہا حتیٰ کہ وہ حجاز کے علاقے میں چلا گیا اور منصور کے زمانے میں ابو جعفر منصور کے نائب نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے سر اور اسکے دو بیٹوں کو جسے اس نے قیدی بنا کر پکڑ لیا تھا بھجوا دیا تو منصور نے ان دونوں کو اپنے زمانے میں رہا کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سفیان کی جنگ ۳۰ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو سوموار کے روز ہوئی' واللہ اعلم۔

اور سفاح کے معزول کرنے والوں میں اہل جزیرہ بھی شامل تھے جب انہیں اطلاع ملی کہ اہل قنسرین نے اسے معزول کر دیا ہے تو انہوں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اور سیاہ لباس پہنا اور سفاح کی طرف سے حران کے نائب موسیٰ بن کعب کی طرف گئے جس نے تین ہزار آدمیوں کے ساتھ شہر میں پناہ لے لی' پس انہوں نے تقریباً دو ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا' پھر سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو ان لوگوں کے ساتھ جو واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے بھیجا وہ حران جاتے ہوئے قرقیسیا کے پاس سے گزرا تو وہ سفید لباس پہنے ہوئے تھے انہوں نے شہر کے دروازوں کو اس کے آگے بند کر دیا پھر وہ رقہ کے پاس سے گزرا جس کا امیر بکار بن مسلم تھا' ان کا بھی یہی حال تھا' پھر وہ حاجر کے پاس سے گزرا جہاں اسحاق بن مسلم اپنے ساتھی اہل جزیرہ کے ساتھ امیر تھا وہ اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

پس اسحاق وہاں سے الرہا کی طرف کوچ کر گیا اور موسیٰ بن کعب اپنی حرانی فوج کے ساتھ باہر نکلا تو منصور اسے ملا اور وہ اس کی فوج میں شامل ہو گئے اور بکار بن مسلم اپنے بھائی اسحاق بن مسلم کے پاس الرہا آیا تو اس نے اسے دارا اور ماروین کی ربیعہ کی جماعت کی طرف بھیجا اور ان کا سردار بریکہ حروری تھا پس وہ دونوں ایک جماعت بن گئے اور ابو جعفر نے ان کا قصد کیا اور ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور بریکہ میدان کارزار میں مارا گیا اور بکار اپنے بھائی کے پاس الرہا بھاگ گیا اور اس نے وہاں کا نائب مقرر کیا اور فوج کے بڑے حصے کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ سمیساط میں اترا اور اپنی فوج کے اردگرد خندق کھودی اور ابو جعفر نے آ کر الرہا میں بکار کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ اس کے کئی معرکے ہوئے اور سفاح نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو لکھا کہ وہ سمیساط کی طرف روانہ ہو جائے اور اسحاق بن مسلم پر ساٹھ ہزار اہل جزیرہ نے اتفاق کر لیا اور عبداللہ ان کی طرف گیا اور ابو جعفر منصور بھی اس سے آ ملا اور اسحاق نے ان سے خط و کتابت کی اور ان سے امان طلب کی تو انہوں نے امیر المومنین کی اجازت سے اسے امان دے دی اور سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو جزیرہ' آذربائیجان اور آرمینیا کا امیر مقرر کیا اور وہ مسلسل وہاں کا امیر رہا حتیٰ کہ اپنے بھائی کے بعد اسے خلافت مل گئی۔ کہتے ہیں کہ اسحاق بن مسلم عقیلی نے اس وقت امان طلب کی جب اسے یقین ہو گیا کہ مروان قتل ہو گیا ہے اور یہ واقعہ سات ماہ گزرنے کے بعد ہوا جب کہ وہ محاصرہ کئے ہوئے تھا اور ابو جعفر منصور کا ساتھی تھا پس اس نے اسے امان دے دی۔

اور اس سال ابو جعفر منصور اپنے بھائی سفاح کے حکم سے امیر خراسان ابو مسلم خراسانی کے پاس گیا تا کہ ابو سلمہ کے قتل کے بارے میں اس کی رائے معلوم کرے کیونکہ وہ ان سے خلافت کہ ہٹانا چاہتا تھا اور اس سے پوچھے کہ کیا اس بارے میں ابو سلمہ کو

Marfat.com

ابو مسلم کی مدد حاصل تھی یا نہیں؟ لوگوں نے سکوت اختیار کیا تو سفاح نے کہا اگر یہ بات اس کی رائے سے ہوئی ہے تو ہم ایک عظیم مصیبت میں پڑے ہیں سوائے اس کے اللہ اسے ہم سے دور کر دے۔

ابو جعفر کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے مجھے کہا تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا آپ کی رائے میری رائے ہے۔ اس نے کہا ابو مسلم کو تجھ سے بڑھ کر کاٹنے والا کوئی نہیں پس اس کی طرف جا اور مجھے اس کی حقیقت سے آگاہ کر اگر یہ بات اس کی رائے سے ہوئی ہے تو ہم اس کے لیے حیلہ کریں گے اور اگر یہ اس کی رائے سے نہیں ہوا تو ہمارے دل خوش ہو جائیں گے۔ ابو جعفر منصور کا بیان ہے کہ میں ڈرتے ڈرتے اس کے پاس گیا اور جب میں ری پہنچا تو اچانک ابو مسلم کا خط ری کے نائب کے پاس پہنچا کہ وہ مجھے جلد اس کے پاس پہنچنے پر آمادہ کرے پس میرے خوف میں اضافہ ہو گیا اور جب میں نیشاپور پہنچا تو اچانک اس کے پاس بھی خط آیا کہ وہ مجھے جلد پہنچنے پر آمادہ کرے اور اس نے اس کے نائب سے کہا کہ اسے ایک گھنٹہ بھی نہ ٹھہرنے دینا' بلاشبہ تیرے علاقے میں خوارج ہیں تو مجھے اس سے انشراح ہو گیا اور جب میں مرو سے دو فرسخ پر تھا تو وہ لوگوں کے ساتھ میری ملاقات کو باہر نکلا اور جب وہ میرے سامنے آیا تو پیادہ پا ہو گیا اور اس نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا' پس میرے حکم سے وہ سوار ہو گیا اور جب میں مرو میں داخل ہوا تو میں اس کے گھر میں اترا تو اس نے تین دن تک کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھا جو میں لے کر آیا تھا اور جب چوتھا دن ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کیسے آنا ہوا؟ میں نے اسے اس بات کے متعلق بتایا تو اس نے کہا یہ ابو سلمہ نے کہا ہے؟ میں تمہیں اس کے بارے میں کفایت کروں گا۔ اس نے مرار بن انس ضبی کو بلا کر کہا کوفہ جاؤ اور جہاں تم ابو سلمہ سے ملو اسے قتل کر دو اور اس بارے میں امام کی رائے تک پہنچو پس مرار کوفہ ہاشمیہ میں آیا اور ابو سلمہ سفاح کے ہاں رات کو باتیں کیا کرتا تھا اور جب وہ باہر نکلا تو مرار نے اسے قتل کر دیا اور مشہور کر دیا کہ خوارج نے اسے قتل کر دیا ہے اور شہر کو بند کر دیا گیا' پھر امیر المومنین کے بھائی یحییٰ بن حمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے ہاشمیہ میں دفن کیا گیا۔ اسے آل محمد کا وزیر کہا جاتا تھا اور ابو مسلم کو آل محمد کا امیر کہا جاتا تھا۔ ایک شاعر نے کہا ہے:

''بلاشبہ محمد کا وزیر ہی وزیر ہے' وہ ہلاک ہو گیا پس کون وزیر تجھ سے دشمنی رکھتا ہے''۔

کہتے ہیں ابو جعفر' ابو سلمہ کے قتل کے بعد ابو مسلم کے پاس گیا اور اس کے ساتھ تیس آدمی تھے جن میں حجاج بن ارطاۃ' اسحاق بن فضل ہاشمی اور سادات کی ایک جماعت بھی شامل تھی اور جب ابو جعفر خراسان سے واپس آیا تو اس نے اپنے بھائی سے کہا جب تک ابو مسلم زندہ رہے تو خلیفہ نہیں حتیٰ کہ تو اسے قتل کر دے کیونکہ اس نے دیکھا کہ افواج اس کی اطاعت کرتی ہیں سفاح نے اسے کہا اس بات کو چھپائے رکھو تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو واسط میں ابن ہبیرہ کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا جب وہ حسن بن قحطبہ کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے اپنے ساتھ لے لیا اور جب ابن ہبیرہ کا گھیراؤ ہو گیا تو اس نے محمد بن عبداللہ بن حسن کو لکھا کہ وہ اس کی بیعت خلافت کرے۔ اس نے اس کے جواب میں دیر کی تو وہ ابو جعفر سے مصالحت کرنے کی طرف مائل ہو گیا' ابو جعفر نے اس بارے میں اپنے بھائی سفاح سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے مصالحت کرنے کی اجازت دے دی۔

پس ابوجعفر نے اسے صلح کا خط لکھا اور ابن ہبیرہ اس بارے میں چالیس روز تک علماء سے مشورہ کرتا رہا پھر یزید بن عمر بن ہبیرہ ۱۳۰۰ انجاریوں کے ساتھ ابوجعفر کے پاس گیا اور جب وہ ابوجعفر کے خیموں کے نزدیک آیا تو اس نے اپنے گھوڑے سمیت داخل ہونا چاہا تو حاجب سلام نے کہا ابوخالد اتریئے تو وہ اتر پڑا اور خیموں کے اردگرد دس ہزار خراسانی تھے پھر اس نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو اس نے کہا میں اور میرے ساتھی بھی آئیں اس نے کہا نہیں بلکہ تم اکیلے آؤ تو وہ اندر داخل ہو گیا اور اس کے لیے تکیہ لگایا گیا تو وہ اس پر بیٹھ گیا اور ابوجعفر نے ایک گھنٹہ تک اس سے گفتگو کی پھر وہ اس کے پاس چلا گیا تو ابوجعفر کی آنکھوں نے اس کا تعاقب کیا پھر وہ روز بروز اس کے پاس پانچ سو سواروں اور تین پیادوں کے ساتھ آنے لگا' لوگوں نے ابوجعفر کے پاس اس کی شکایت کی تو ابوجعفر نے حاجب سے کہا اسے حکم دو کہ وہ اپنے خواص کے ساتھ آیا کرے' پس وہ تیس آدمیوں کے ساتھ آنے لگا' حاجب نے کہا گویا تو تیاری کے ساتھ آتا ہے۔ اس نے کہا اگر تم مجھے پیادہ پا آنے کا حکم دیتے تو میں پیادہ پا تمہارے پاس آتا پھر وہ تین آدمیوں کے ساتھ آنے لگا۔

اور ایک روز ابن ہبیرہ نے ابوجعفر سے خطاب کیا اور اپنی گفتگو کے دوران اسے کہنے لگا اے شخص پھر اس نے اس کے پاس معذرت کی کہ سبقت لسانی سے ایسا ہو گیا ہے تو اس نے اس کی معذرت کو قبول کیا اور سفاح نے ابومسلم کو خط لکھ کر ابن ہبیرہ سے مصالحت کرنے کے بارے میں اس سے مشورہ لیا تو اس نے اسے اس بات سے روک دیا اور سفاح اس کے بغیر کسی کام کا فیصلہ نہ کرتا تھا اور جب ابوجعفر کے ہاتھ پر صلح ہو گئی تو سفاح نے اسے پسند نہ کیا اور اسے اچھا نہ سمجھا اور اس نے ابوجعفر کو خط لکھا جس میں اسے اس کے قتل کا حکم دیا اور ابوجعفر نے کئی بار اس سے بات چیت کی کہ یہ بات اسے کچھ فائدہ بخش نہ ہو گی حتیٰ کہ سفاح کا خط آیا کہ اس کو لامحالہ قتل کرو' لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس نے کیسے امان دی اور کیسے عہد شکنی کی؟ یہ سرکشوں کا فعل ہے اور اس نے اس بارے میں قسم کھائی' پس ابوجعفر نے اس کی طرف خراسانیوں کی ایک پارٹی بھیجی وہ اس کے پاس گئی تو اس کے پاس اس کا بیٹا داؤد بھی موجود تھا اور اس کی گود میں ایک چھوٹا بچہ بھی تھا اور اسکے غلام اور حاجب اس کے اردگرد تھے' اس کے بیٹے نے اس کا دفاع کیا حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے غلام بھی مارے گئے اور وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے بچے کو اپنی گود سے پھینک دیا اور سجدے میں گر پڑا اور سجدہ کی حالت میں ہی اسے قتل کر دیا گیا اور لوگوں نے ایک دوسرے کو مارا اور ابوجعفر نے اعلان کیا کہ عبدالملک بن بشر' خالد بن سلمہ مخزومی اور عمرو بن ذر کے سوا سب لوگوں کو امان حاصل ہے پس لوگ پرسکون ہو گئے پھر ان میں سے بعض کو امان دی گئی اور بعض کو قتل کر دیا گیا۔

اور اس سال ابومسلم خراسانی نے محمد بن اشعث کو ایران کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابوسلمہ خلال کے عمال کو پکڑ کر قتل کر دے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اسی سال سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کیا اور اپنے چچا داؤد کو مکہ' مدینہ' یمن اور دمامہ کا امیر مقرر کیا اور اسے کوفہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو امیر مقرر کیا اور ابن ابی لیلیٰ کو اس کا قاضی مقرر کیا اور سلیمان بن معاویہ مہلبی بصرہ کا نائب تھا اور اس کا قاضی حجاج بن ارطاۃ تھا اور سندھ کا نائب منصور بن جمہور اور ایران کا نائب محمد بن اشعث اور آذربائیجان جزیرہ اور آرمینیا کا نائب ابوجعفر منصور اور شام اور اس کے مصافات کا امیر

Marfat.com

سفاح کا چچا عبداللہ بن علی اور مصر کا نائب ابوعون عبدالملک بن یزید اور خراسان اور اس کے مضافات کا امیر ابومسلم خراسانی اور دیوان خراج کا افسر خالد بن برمک تھا اور اس سال داؤد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

مروان بن محمد بن الحکم:

ابوعبدالملک اموی بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا اس سال کے ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں قتل ہوا جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے اور اس کا وزیر عبدالحمید بن یحییٰ بن سعد' بنی عامر بن لوی کا غلام ایساز بردست کاتب تھا جس کی مثال بیان کی جاتی تھی کہتے ہیں کہ پیغامبری کا آغاز عبدالحمید سے ہوا اور اس کا خاتمہ ابن الحمید پر ہوا وہ کتابت اور اس کے تمام فنون میں امام تھا اور وہ اس میں مقتداء تھا اس کے رسائل ایک ہزار ورق میں ہیں اور اصل میں وہ قاریۃ کا تھا پھر شام میں سکونت پذیر ہو گیا اور اس نے یہ کام ہشام بن عبدالملک کے غلام سالم سے سیکھا اور یعقوب بن داؤد جو مہدی کا وزیر تھا اس کے سامنے بیٹھ کر لکھتا تھا اور اس کا بیٹا اسماعیل بن عبدالحمید بھی اسی طرح کتابت کا ماہر تھا اور شروع شروع میں وہ بچوں کو تعلیم دیتا تھا پھر اس کے احوال بدل گئے اور وہ مروان کا وزیر بن گیا اور سفاح نے اسے قتل کر کے اس کا مثلہ کیا حالانکہ اس قسم کا شخص عفو کے لائق تھا اور اس کے شاندار قول میں سے یہ بھی ہے کہ علم ایک درخت ہے اور الفاظ اس کا پھل ہیں اور سوچ ایک سمندر ہے جس کا موتی حکمت ہے اور اس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے ایک شخص کو ردی خط میں لکھتے دیکھا تو کہا اپنے قلم کے تراشے ہوئے حصے کو لمبا کر اور اسے موٹا کر اور اپنے خط کو ٹیڑھا کر اور دائیں طرف لے جا' وہ شخص[1] کہتا ہے میں نے ایسا کیا تو میرا خط اچھا ہو گیا اور ایک شخص نے اسے کہا کہ وہ اسے ایک بڑے آدمی کی طرف وصیت کا خط لکھ دے تو اس نے اسے لکھا میرے خط کا تیرے پاس پہنچنا ایسا ہی حق ہے جیسے اس کا مجھ پر حق ہے جب کہ وہ تجھے اپنی امید گاہ سمجھتا ہے اور مجھے اس نے اپنے کام کا اہل سمجھا ہے پس میں نے تو اس کا کام کر دیا ہے اور تو بھی اس کی امید کو سچا کر دے اور وہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

''جب کاتب نکلتے ہیں تو ان کی گونج سخت ہوتی ہے اور کمانوں کے قلموں کے تیر ہوتے ہیں''۔

ابوسلمہ حفص بن سلیمان:

یہ پہلا شخص تھا جو آل عباس کا وزیر بنا اسے ابومسلم نے سفاح کے حکم سے اس کی حکومت کے چار ماہ بعد رجب کے مہینے میں انبار میں قتل کیا۔ یہ بڑا خوش شکل اور خوش طبع آدمی تھا اور سفاح اس سے محبت کرتا تھا اور اس کی اچھی گفتگو کی وجہ سے اس سے رات کو بات چیت کرنا پسند کرتا تھا لیکن اسے وہم ہو گیا کہ اس کا میلان آل علیؓ کی طرف ہے اور ابومسلم نے اس کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور سفاح نے اس کے قتل ہونے پر یہ شعر پڑھا:

''وہ اور اس جیسے شخص کو دوزخ کی طرف جانا چاہیے اور چیز ہم سے کھو گئی ہے ہمیں اس پر افسوس ہے''۔

---

[1] یہ شخص ابراہیم بن جبلہ تھا۔

Marfat.com

اور اسے وزیر آل محمد کہا جاتا تھا اور وہ کوفہ میں سرکہ فروشوں کے محلے میں رہنے کی وجہ سے خلال کے نام سے مشہور تھا اور وہ پہلا شخص ہے جسے وزیر کا نام دیا گیا اور ابن خلکان نے ابن قتیبہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وزیر کا اشتقاق وزر سے ہے جس کے معنی بوجھ کے ہیں اور بادشاہ نے اس کی رائے پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اس پر بوجھ لاد دیا تھا جیسے خوفزدہ شخص پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہے۔

۱۳۳ھ

اس سال سفاح نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ اور اس کے مضافات اور دجلہ، بحرین اور عمان کے صوبوں کا امیر مقرر کیا اور اپنے چچا اسماعیل کو اہواز کی طرف بھیجا اور اسی سال داؤد بن علی نے مکہ اور مدینہ میں رہنے والے بنوامیہ کو قتل کیا اور اسی سال داؤد بن علی نے ماہ ربیع الاول میں مدینہ میں وفات پائی اور اپنے بیٹے عیسیٰ کو اپنی عملداری پر اپنا نائب مقرر کیا اور حجاز پر اس کی حکومت چھ ماہ تک رہی اور جب سفاح کو اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے حجاز پر اپنے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبدالدار حارثی کو نائب مقرر کیا اور اپنے ماموں کے بیٹے محمد بن یزید بن عبیداللہ بن عبدالدار کو یمن کا امیر مقرر کیا اور شام کی امارت پر اپنے دو چچاؤں عبداللہ اور صالح بن علی کو مقرر کیا اور ابوعون کو دیار مصر پر نائب مقرر کیا اور اسی سال میں محمد بن اشعث افریقہ گیا اور اس نے ان سے شدید جنگ کر کے اسے فتح کر لیا اور اسی سال میں بخارا میں شریک بن شیخ المہری نے ابومسلم کے خلاف بغاوت کی اور کہا ہم نے آل محمد کو خونریزی کرنے اور نفوس کے قتل کرنے پر بیعت نہیں کی اور تقریباً بیس ہزار آدمیوں نے اس امر پر اس سے اتفاق کیا۔ پس ابومسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو اس کے مقابلے میں بھیجا جس نے اس سے جنگ کر کے اسے قتل کر دیا۔

اور اسی سال میں سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل سے معزول کر دیا اور اپنے چچا اسماعیل کو اس کا امیر مقرر کیا اور اسی سال میں اس نے موسم گرما کی جنگ پر اپنی طرف سے صالح بن علی بن سعید بن عبیداللہ کو مقرر کیا اور اس نے الدروب کے علاقے تک جنگ کی اور سفاح کے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبدالدار حارثی نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائبین معزول ہونے والوں کے سوا وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے۔

۱۳۴ھ

اس سال میں بسام بن ابراہیم بن بسام نے اطاعت چھوڑ دی اور سفاح کے خلاف بغاوت کر دی۔ سفاح نے اس کے مقابلہ میں خازم بن خزیمہ کو بھیجا جس نے اس سے جنگ کی اور اس کے اکثر اصحاب کو قتل کر دیا اور اس کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور اسی پر سفاح کے ماموؤں بنی عبدالدار کے اشراف کے پاس سے گزرا تو اس نے ان سے خلیفہ کی مدد کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں تو انہوں نے اسے جواب نہ دیا اور اس کی تحقیر کی تو اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور وہ تقریباً بیس آدمی تھے اور ان کے پاس قدر ان کے اموال بھی تھے۔ پس بنوعبدالدار نے خازم بن خزیمہ کے خلاف سفاح سے مدد طلب کی اور کہنے لگے اس نے ان

Marfat.com

لوگوں کو بے گناہ قتل کیا ہے' سفاح نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو بعض امراء نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے قتل نہ کرے بلکہ اسے کسی مشکل کام پر بھیج دے اگر وہ بچ گیا تو اس کی قسمت اور اگر مارا گیا تو اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ سو اس نے اسے عمان کی طرف بھیج دیا جہاں خوارج کی ایک پارٹی نے سرکشی اختیار کر لی تھی اور اس نے اس کے ساتھ سات سو آدمی بھی تیار کیے اور بصرہ میں اپنے چچا سلیمان کو لکھا کہ وہ انہیں عمان جانے کے لیے کشتیوں میں سوار کر دے سو اس نے ایسے ہی کیا اس نے خوارج سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور وہاں کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور صغریہ خوارج کا امیر الجلندی قتل ہو گیا اور اس کے اصحاب وانصار میں سے تقریباً دس ہزار آدمی مارے گئے اور اس نے ان کے سروں کو بصرہ بھیج دیا اور بصرہ کے نائب نے انہیں خلیفہ کے پاس بھیج دیا' پھر کچھ مہینوں کے بعد سفاح نے اسے لکھا کہ وہ واپس آ جائے تو وہ سالم وغانم اور مظفر ومنصور واپس آ گیا۔

اور اسی سال میں ابو مسلم نے بلاد الصفد سے جنگ کی اور ابو مسلم کے ایک نائب ابوداؤد نے بلاد کش سے جنگ کی اور اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور سونے سے منقش بہت سے چینی کے برتنوں کو غنیمت میں حاصل کیا اور اسی سال میں سفاح نے موسیٰ بن کعب کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ ہندوستان میں منصور بن جمہور کے مقابلہ میں بھیجا تو موسیٰ بن کعب نے تین ہزار فوج کے ساتھ اس سے مڈبھیڑ کی اور اسے شکست دی اور اس کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور اسی سال میں یمن کے عامل محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالدار نے وفات پائی اور سفاح نے اس کے چچا کو جو خلیفہ کا ماموں تھا اس کا نائب مقرر کیا اور اسی سال میں سفاح حیرہ سے انبار آیا اور کوفہ کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا اور صوبوں کے نائب وہی تھے اور اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں ابو ہارون العبدی' عمارہ بن جوبن اور یزید بن یزید جابر دمشقی شامل ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۳۵ھ

اس سال ماوراء النہر کے علاقے سے زیادہ بن صالح نے ابو مسلم کے خلاف بغاوت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر فتح دی اور اس نے ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دیا اور ان نواح میں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس سال بصرہ کے نائب سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور نائبین وہی لوگ تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں یزید بن سنان' ابو عقیل زہرۃ بن معبد اور عطا خراسانی شامل ہیں۔

۱۳۶ھ

اس سال ابو مسلم' خراسان سے سفاح کے پاس آیا اور اس سے قبل اس نے خلیفہ سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے لکھا کہ وہ پانچ صد سپاہیوں کے ساتھ آئے اور اس نے اس کی طرف لکھا کہ میں نے لوگوں کو ستایا ہوا ہے اور مجھے پانچ سو کی قلت سے خدشہ ہے تو اس نے اسے لکھا کہ وہ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ آئے تو وہ آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا اس نے انہیں متفرق کر دیا اور اپنے ساتھ بہت سے اموال اور ہدایا وتحائف بھی لایا اور جب وہ آیا تو اس کے ساتھ صرف ایک

ہزار سپاہی تھے اور سالاروں اور امراء نے بعید مسافت پر اس کا استقبال کیا اور جب وہ سفاح کے پاس آیا تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اسے اپنے قریب اتارا اور وہ ہر روز خلیفہ کے پاس آتا اور اس نے خلیفہ سے حج کے بارے میں اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور کہا اگر میں نے اپنے بھائی ابو جعفر کو امیر حج مقرر نہ کیا ہوتا تو میں تجھے امیر حج مقرر کرتا اور ابو جعفر اور ابو مسلم کے درمیان حالات خراب تھے اور وہ اس سے اس وجہ سے بغض رکھتا تھا کہ جب وہ سفاح اور اس کے بعد منصور کی بیعت کے لیے نیشاپور آیا تو اس نے اس کی ہیبت کو دیکھا تھا اور وہ اس کے معاملے میں انگشت بدنداں ہو گیا اور منصو نے اس سے بغض رکھا اور سفاح کو اس کے قتل کا مشورہ دیا تو اس نے اسے اس بات کے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا اور جس وقت وہ آیا تو اس نے پھر اسے اس کے قتل کرنے کا مشورہ دیا اور اسے اس بات پر برانگیختہ کیا تو سفاح نے اسے کہا تجھے معلوم ہے کہ یہ ہمارے ساتھ آزمائش میں پڑا ہے اور اس نے ہماری خدمت کی ہے ابو جعفر نے کہا اے امیر المومنین! یہ سب ہماری حکومت کی بدولت ہوا ہے۔ خدا کی قسم! اگر آپ ایک بلی کو بھی بھیجتے تو لوگ اس کی سمع واطاعت کرتے اور اگر آپ نے اسے رات کو نہ کھایا تو یہ صبح کو آپ کو کھا جائے گا۔ اس نے کہا اس کام کی سبیل کیا ہوگی؟ اس نے کہا جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اس سے گفتگو کریں پھر میں اس کے پیچھے پیچھے آ کر اسے تلوار ماروں گا اس نے کہا اس کے ساتھیوں کا کیا ہوگا؟ اس نے کہا وہ بہت ذلیل اور قلیل ہیں تو اس نے اسے اس کے قتل کی اجازت دے دی اور جب ابو مسلم سفاح کے پاس آیا تو وہ اس کام کے بارے میں اپنے بھائی کو اجازت دینے پر شرمندہ ہوا اور اس نے اس کی طرف خادم کو روانہ کیا کہ وہ اسے کہے کہ تیرے اور اس کے درمیان جو بات ہوئی ہے وہ اس پر شرمندہ ہے اور تو وہ کام نہ کرنا اور جب خادم اس کے پاس آیا تو اس نے اسے تلوار کو چادر میں لپٹے دیکھا اور وہ ابو مسلم کے قتل کے لیے تیار ہو چکا تھا اور جب اس نے اسے اس بات سے روکا تو ابو جعفر کو شدید غصہ آیا اور اس سال ابو جعفر منصور نے سفاح کے امیر بنانے کی وجہ سے لوگوں کو حج کروایا اور خلیفہ کے حکم سے ابو مسلم خراسانی اس کے ساتھ حجاز گیا اور اس نے اسے حج کی اجازت دے دی اور جب وہ دونوں حج سے واپسی پر ذات عرق مقام پر تھے تو ابو جعفر کو جو ابو مسلم سے ایک دن کی مسافت پر آگے تھا اپنے بھائی سفاح کے مرنے کی اطلاع ملی تو اس نے ابو مسلم کو خط لکھا کہ ایک امر کا وقوع ہو گیا ہے جلدی جلدی چلو اور جب ابو مسلم نے خبر معلوم کی تو وہ اس کے پیچھے جلدی جلدی چلا اور کوفہ میں اس سے جا ملا اور منصور کی بیعت کا حال اور تفصیل ابھی بیان ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

بنو عباس کے پہلے خلیفہ ابو العباس سفاح کے حالات:

عبداللہ سفاح اسے مرتضیٰ اور قاسم بھی کہا جاتا ہے۔ ابن محمد ابن الامام ابن علی السجاد ابن عبداللہ الحبر ابن عباس بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی امیر المومنین' اس کی ماں کا نام ریطہ تھا جسے ریطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالدار الحارثی بھی کہا جاتا ہے۔ سفاح کی پیدائش بلقائے شام میں الشراہ کے علاقے میں حمیمہ مقام پر ہوئی اور وہیں اس نے نشو ونما پائی حتیٰ کے مروان اپنے بھائی امام ابراہیم کو لے کر کوفہ منتقل ہو گئے اور اس کی بیعت خلافت اس کے بھائی کے قتل کے بعد مروان کی زندگی میں کوفہ میں ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کے روز ہوئی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس کی وفات ۱۱ ذوالحجہ کو اتوار کے روز چیچک سے ہوئی اور بعض نے ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶ھ کو وفات پانا بیان کیا جاتا ہے اور اس کی عمر ۳۳ سال تھی اور بعض نے ۳۲ سال اور بعض نے ۲۸ سال بیان کی ہے۔

Marfat.com

یہ کئی لوگوں کا قول ہے اور اس کی خلافت چار سال نو ماہ رہی اور وہ سفید رنگ' خوبصورت' طویل' بلند بینی' گھنگھریالے بالوں والا' خوبصورت داڑھی والا' فصیح الکلام' اچھی رائے والا اور بہت اچھا بدیہہ گو تھا۔ اس کی خلافت کے آغاز میں عبداللہ بن حسن بن حسن علی مصحف لیے اس کے پاس آئے تو بنو ہاشم کے سردار جو سفاح کے اہل بیت وغیرہ سے تھے اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے عبداللہ نے اسے کہا امیر المومنین ہمیں ہمارا وہ حق عطا فرمایئے جو اللہ تعالیٰ نے اس مصحف میں ہمارے لیے مقرر کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حاضرین ڈرے کہ سفاح اسے جلدی سے کوئی بات نہ کہہ دے یا اس کا جواب ہی نہ دے تو یہ بات اس کے لیے اور ان کے لیے عار بن جائے گی۔ سفاح نے بغیر کسی گھبراہٹ اور غصے کے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا بلاشبہ آپ کے دادا حضرت علیؓ مجھ سے بہتر اور زیادہ عادل تھے وہ اس کام کے متصرف ہوئے تو انہوں نے تمہارے دادا حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو جو کچھ دیا تھا وہ میں نے تجھے دے دیا ہے اور اس سے زیادہ بھی دیا ہے اور وہ دونوں مجھ سے بہتر تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن حسن نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور لوگ اس کے جواب کی سرعت' جدت اور شاندار بدیہہ گوئی پر حیران رہ گئے۔

اور امام احمد نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن اعمش عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید خدری ہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انقطاع زمانہ اور ظہور فتن کے وقت ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا وہ مال کو مٹھیاں بھر بھر کر دے گا اور اسی طرح اسے زائدہ اور ابو معاویہ نے اعمش سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے اسناد میں عطیۃ العوفی بھی ہے جس کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور یہ کہ اس حدیث سے مراد یہ سفاح ہے اس بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے واللہ اعلم۔

اور قبل ازیں ہم بنو امیہ کی حکومت کے زوال کے موقع پر اس مفہوم کے اخبار و آثار کو بیان کر چکے ہیں اور زبیر بن نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلمہ بن محمد بن ہشام نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی نے مجھے بتایا کہ داؤد بن عیسیٰ نے اپنے باپ سے بحوالہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس جو سفاح کے والد تھے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا تو آپ کے پاس ایک عیسائی بیٹھا تھا حضرت عمرؒ نے اسے کہا سلیمان کے بعد تم کسے خلیفہ پاتے ہو اس نے ان سے کہا آپ کو تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہا مجھے کچھ تفصیل سے بتایئے اس نے کہا پھر وہ دوسرا خلیفہ ہوگا یہاں تک کہ اس نے بنو امیہ کی خلافت کے آخر تک کا ذکر کیا۔

محمد بن علی کا بیان ہے کہ اس کے بعد اس عیسائی کو دل میں یاد رکھا اور ایک روز میں نے اسے دیکھا تو میں نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ کر میرے پاس لائے اور میں اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور میں نے اس سے بنو امیہ کے خلفاء کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے ایک ایک کر کے ان کا ذکر کیا اور مروان بن محمد سے چشم پوشی کر گیا میں نے کہا پھر کون خلیفہ ہوگا؟ کہنے لگا ابن الحارثیہ اور وہ تیرا بیٹا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس وقت میرا بیٹا ابن الحارثیہ جمل میں تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اہل مدینہ سفاح کے پاس آئے تو انہوں نے عمران بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع عدوی کے سوا اس کے ہاتھ کے چومنے کی جلدی کی اس نے اس

کے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا اس نے صرف اسے سلام خلافت کیا۔ نیز اس نے کہا اے امیر المومنین! قسم بخدا اگر اس ہاتھ کا چومنا آپ کی رفعت میں اضافہ کرتا اور آپ کے ہاں میرے قرب میں اضافہ کرتا تو ان لوگوں میں سے کوئی بھی اس کی طرف مجھ سے سبقت نہ لے جاتا اور جس کام میں کوئی اجر نہیں میں اس سے بے نیاز ہوں اور بسا اوقات اس کا کرنا ہمیں گناہ کی طرف لے گیا ہے پھر وہ بیٹھ گیا اس نے کہا خدا کی قسم اس بات نے اس کے ہاں اس کے اصحاب کے حصے میں اس کے حصے کو کم نہیں کیا بلکہ اس نے انہیں پسند کیا اور اسے زیادہ دیا۔

اور قاضی معافی بن زکریا نے بیان کیا ہے کہ سفاح نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ مروان کی فوج میں یہ دو شعر پڑھے' پھر واپس آجائے۔

''اے آل مروان بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو ہلاک کرنے والا ہے اور تمہارے امن کو ڈر اور خوف سے بدلنے والا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے کسی شخص کو زندہ نہ رکھے اور تمہیں دھتکار کر خوفزدہ شہر میں منتشر کر دے''۔

اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز سفاح نے آئینہ دیکھا اور وہ بہت خوبصورت شخص تھا اور کہنے لگا اے اللہ! میں سلیمان بن عبدالملک کی طرح نہیں کہتا کہ میں نوجوان خلیفہ ہوں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اے اللہ مجھے اپنی اطاعت میں اور عافیت سے شادکام کر کے طویل عمر دے اور ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اس نے ایک غلام کو دوسرے غلام سے کہتے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو ماہ پانچ دن کی مدت ہے تو وہ اس کی بات سے ڈر گیا اور کہنے لگا ''حسبی اللہ لاقوۃ الا باللہ علیہ توکلت وبہ استعین'' اور دو ماہ پانچ دن بعد مر گیا۔

اور محمد بن عبداللہ بن مالک خزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اسحاق بن عیسیٰ سے وہ باتیں سنے جو وہ سفاح کے واقعہ کے بارے میں اپنے باپ سے بیان کرتا ہے تو اس نے اسے اپنے باپ عیسیٰ کی روایت سے بتایا کہ وہ یوم عرفہ کو صبح صبح سفاح کے ہاں گیا تو اس نے اسے خاموش پایا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس دن کے بارے میں گفتگو کرے اور اس کے روزہ افطار کرنے کے وقت اس گفتگو کو ختم کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے گفتگو کی حتیٰ کہ اسے نیند نے آلیا تو میں اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا میں اپنے گھر میں قیلولہ کروں گا پھر اس کے بعد آجاؤں گا۔ پس میں جا کر تھوڑی دیر سویا' پھر اٹھ کر اس کے گھر آ گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے دروازے پر ایک بشارت دینے والا سندھ کی فتح کی اور اہل سندھ کے خلیفہ کی بیعت کر لینے کی اور معاملات کو اس کے نائبین کے سپرد کر دینے کی خوشخبری دے رہا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس بشارت کے ساتھ اس کے ہاں داخل ہونے کی توفیق دی۔ میں گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور بشارت دینے والا افریقہ کی فتح کی خوش خبری لیے موجود ہے سو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور میں نے اسے اس کی بشارت دی اور وہ وضو کے لیے اپنی داڑھی میں کنگھی کر رہا تھا' پس کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وہ کہنے لگا سبحان اللہ اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے قسم بخدا مجھے اپنی موت کی اطلاع دی گئی ہے۔

Marfat.com

امام ابراہیم نے عن ابی ہشام عن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا میرے اس شہر میں دو آنے والے ایک سندھ سے اور دوسرا افریقہ سے ان کی سمع واطاعت اور بیعت لے کر آئیں گے اور اس کے بعد تین دن نہیں گزریں گے کہ میں فوت ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا میرے پاس دو آنے والے آ گئے ہیں۔ اے چچا اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بھتیجے کے بارے میں زیادہ اجر دے میں نے کہا ہرگز نہیں یا امیر المومنین انشاء اللہ اس نے کہا بے شک انشاء اللہ اگر دنیا مجھے محبوب ہے تو آخرت مجھے زیادہ محبوب ہے اور میرے رب کی ملاقات میرے لیے بہتر ہے اور رسول کریم ﷺ سے اس روایت کا صحیح ہونا مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہے خدا کی قسم نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے اور نہ میں نے جھوٹ بولا ہے پھر وہ اٹھ کر اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور اس نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا اور جب مؤذن اسے ظہر کے وقت کی اطلاع دینے آیا تو خادم مجھے باہر بتانے آیا کہ میں اس کی طرف سے نماز پڑھا دوں اور عصر' مغرب اور عشاء میں بھی ایسے ہی ہوا اور میں نے رات وہاں گزاری اور جب سحر کا وقت ہوا تو خادم میرے پاس اس کا خط لایا جس میں اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی طرف سے صبح اور عید کی نماز پڑھاؤں پھر میں اس کے گھر واپس چلا جاؤں اور اس خط میں اس نے کہا اے چچا! جب میں مر جاؤں تو لوگوں کو اس خط کے سنانے تک میری موت کی خبر نہ دینا اور جس شخص کا اس میں ذکر ہے وہ اس کی بیعت کر لیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر میں اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسے کوئی تکلیف نہیں ہے پھر میں دن کے آخر میں اس کے پاس گیا تو وہ اسی حالت میں تھا ہاں اس کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے دانے نکل آئے تھے پھر وہ بڑے ہو گئے پھر اس کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے سفید دانے ہو گئے' کہتے ہیں کہ وہ چیچک تھی' پھر میں دوسرے روز صبح صبح اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسے ہذیان ہو گیا ہے اور وہ مجھے اور کسی دوسرے کو پہچان نہیں سکتا پھر میں شام کو اس کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پھول کر مشکیزے کی مانند ہو گیا ہے اور ایام تشریق کے تیسرے روز فوت ہو گیا اور میں نے اس کے حکم کے مطابق اس پر چادر ڈال دی اور میں نے لوگوں کے پاس جا کر اس کا خط سنایا اس میں لکھا تھا:

امیر المومنین عبداللہ کی طرف سے دوستوں اور جماعت مسلمین کی طرف تم پر سلامتی ہو۔ امابعد! امیر المومنین نے اپنی وفات کے بعد اپنے بھائی کو خلافت سپرد کی ہے' پس سمع واطاعت کرو اگر اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ زندہ رہا تو انہوں نے خلافت کو اس کے سپرد کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے سفاح کے قول ''وقد قلدها من بعد عیسیٰ بن موسیٰ ان کان'' ۔ان کان کے بارے میں اختلاف کیا اور کہا کہ ان کان کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ اس کا اہل ہو تو خلافت اس کے سپرد کرنا اور دوسروں نے کہا ان کان کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ زندہ ہو تو اس کے سپرد کرنا اور یہ دوسرا قول ہی درست ہے' خطیب اور ابن عساکر نے اسے طوالت سے بیان کیا ہے اور یہ اس کا ملخص ہے اور اس میں مرفوع حدیث کا ذکر ہے حالانکہ وہ نہایت ہی منکر ہے اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ طبیب اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑا تو وہ کہنے لگا۔

حرکت کی کمزوری اور سکون کے بعد اس کی حالت کو دیکھ' تجھے اسکا بیان بتائے گا کہ یہ موت کا پیش خیمہ ہے' طبیب نے اسے کہا تو ٹھیک ہے تو وہ کہنے لگا۔

Marfat.com

وہ مجھے بشارت دیتا ہے کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں' مجھ اور اس پر وہ بیماری ظاہر ہے جو پوشیدہ ہونے کے بعد ظاہر ہو کر خرابی پیدا کرتی ہے مجھے یقین ہو چکا ہے کہ میں زندہ نہیں رہوں گا اور جب واضح یقین ہو جائے تو کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ سفاح نے جو آخری بات کی وہ تھی ''الملك الحی القیوم'' ملک الملوک وجبار الجبابرۃ' کہ بادشاہت حی القیوم خدا کے لیے ہے' وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور سرکشوں کو درست کرنے والا ہے اور اس کی انگوٹھی کا نقش ''ثقہ عبداللہ'' تھا اور اس کی موت ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶ھ کو اتوار کے روز قدیم انبار میں ۳۳ سال کی عمر میں ہوئی اور مشہور قول کے مطابق اس کی خلافت چار سال نو ماہ رہی اور اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے انبار کے قصر امارت میں دفن کیا گیا اور اس نے نو جبے' چار قمیصیں' پانچ شلواریں' چار سبز چادریں اور تین ریشمی منقش چادریں چھوڑیں۔ اور ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں اور بعض نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو ہم نے بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں سفاح شامل ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اشعث بن سوار' جعفر بن ابی ربیعہ' حصین بن عبدالرحمٰن' ربیعۃ الرائی' زید بن اسلم' عبدالملک بن عمیر' عبداللہ بن ابی جعفر اور عطاء بن السائب نے بھی اس سال میں وفات پائی اور ہم نے ان کے حالات التکمیل میں بیان کئے ہیں۔ وللہ الحمد۔

ابو جعفر منصور کی خلافت

اس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب سفاح کی وفات ہوئی تو یہ حجاز میں تھا اور اس کی موت کی اطلاع اسے حج سے واپسی پر ذات عرق میں ملی اور ابو مسلم خراسانی بھی اس کے ساتھ تھا۔ پس یہ تیزی سے چلا اور ابو مسلم نے اس سے اس کے بھائی کی تعزیت کی' اس موقع پر منصور رو پڑا تو اس نے اسے کہا کیا تو روتا ہے حالانکہ تجھے خلافت ملی ہے؟ میں تجھے اس کے بارے میں کفایت کروں گا انشاء اللہ تو اس کا غم دور ہو گیا اور اس نے زیاد بن عبیداللہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ کا والی بن کر اس کی طرف واپس چلا جائے اور سفاح نے اسے عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس کے ذریعے مکہ سے معزول کر دیا تھا' پس اس نے اسے وہاں مقرر کیا اور نائبین اپنی اپنی عملداریوں میں تھے' حتیٰ کہ یہ سال گزر گیا اور عبداللہ بن علی اپنے بھتیجے سفاح کے پاس انبار آیا تو اس نے اسے الصائفہ کا امیر مقرر کر دیا اور وہ بڑی فوجوں کے ساتھ بلاد روم کی طرف گیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اسے سفاح کی موت کی اطلاع ملی تو وہ حران واپس آ گیا اور اس نے اپنی طرف دعوت دی اور اس نے خیال کیا کہ جب سفاح نے اسے شام کی طرف بھیجا تو اسے وصیت کی تھی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہو گا۔ پس اس کے اردگرد بڑی فوجیں جمع ہو گئیں اور اس کا حال ہم آئندہ سال میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

Marfat.com

۱۳۷ھ

عبداللہ بن علی کی اپنے بھتیجے منصور کے خلاف بغاوت

جب ابوجعفر منصور اپنے بھائی سفاح کی موت کے بعد واپس آیا تو کوفہ گیا اور اس نے جمعہ کے روز اہل کوفہ سے خطاب کیا اور انہیں نماز پڑھائی' پھر وہاں سے انبار کی طرف کوچ کر گیا اور شام کے سوا عراق' خراسان اور دیگر شہروں کے باشندوں سے اس کی بیعت لی گئی اور عیسیٰ بن علی نے بیوت الاموال اور ذخائر کو منصور کے لیے قابو کر لیا حتیٰ کہ وہ آ گیا اور اس نے امارت کو اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو سفاح کی موت کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا اور جب اسے اطلاع مل گئی تو اس نے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا اور امراء اور لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے انہیں سفاح کی وفات کی خبر سنائی پھر کھڑے ہو کر ان میں تقریر کی اور بتایا کہ سفاح نے اسے مروان کی طرف بھیجتے وقت وصیت کی تھی کہ اگر اس نے اسے شکست دے دی تو اس کے بعد امارت اسے ملے گی اور بعض امرائے عراق نے اس کی گواہی دی اور انہوں نے تیزی سے اٹھ کر اس کی بیعت کر لی اور وہ حران واپس آ گیا اور چالیس روز کے محاصرہ کے بعد اسے منصور کے نائب سے لے لیا اور اس کے نائب مقاتل العکی کو قتل کر دیا۔

اور جب منصور کو اپنے چچا کی کاروائی کی اطلاع ملی تو اس نے ابومسلم خراسانی کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور عبداللہ بن علی' حران میں قلعہ بند ہو گیا اور اپنے پاس ضرورت کے مطابق بہت سے کھانے اور ہتھیار مہیا کر لیے' ابومسلم خراسانی اس کے مقابلہ میں روانہ ہوا تو اس کے ہراول کا امیر مالک بن ہیثم خزاعی تھا اور جب عبداللہ کو اپنی طرف سے ابومسلم کی آمد کا یقین ہو گیا تو اسے عراقی فوج کے بارے میں خدشہ پیدا ہو گیا کہ وہ اس کی خیر خواہی نہیں کرے گی اور اس نے ان میں سے سترہ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس نے حمید بن قحطبہ کو بھی قتل کرنا چاہا اور وہ اس سے بھاگ کر ابومسلم کے پاس آ گیا اور عبداللہ بن علی چل کر نصیبین میں اترا اور اپنی فوج کے اردگرد خندق کھود لی اور ابومسلم آ کر ایک طرف اتر گیا اور اس نے عبداللہ کو خط لکھا مجھے تمہارے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے امیر المومنین نے صرف شام کا والی بنا کر بھیجا ہے اور میں شام جانا چاہتا ہوں۔

شامی سپاہی اس بات سے خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے ہمیں اپنی اولاد اور اموال و دیار کے متعلق خدشہ ہے ہم ان کی طرف جاتے ہیں اور انہیں اس سے محفوظ کرتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ خدا کی قسم' وہ صرف ہم سے جنگ کرنے آیا ہے مگر انہوں نے شام جانے کے سوا اس کی کوئی بات نہ مانی اور عبداللہ نے اپنی فرودگاہ بدل لی اور شام کا قصد کیا اور ابومسلم نے اٹھ کر اس کی جگہ پڑاؤ کیا اور اس کے اردگرد کے پانی زمین میں جذب ہو گئے اور جس جگہ سے عبداللہ منتقل ہوا تھا وہ بہت اچھی جگہ تھی اور عبداللہ اور اس کے اصحاب نے ضرورت پڑنے پر ابومسلم کی جگہ پر پڑاؤ کیا تو انہوں نے اسے ناکارہ جگہ پایا' پھر ابومسلم نے جنگ کا

آغاز کیا اور پانچ ماہ ان سے جنگ کی اور عبداللہ کے سولروں کا سالار اس کا بھائی عبدالصمد بن علی اور اس کے میمنہ کا سالار بکار بن مسلم عقیلی اور اس کے میسرہ کا سالار حبیب بن سوید اسدی تھا اور ابو مسلم کے میمنہ کا سالار حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ کا سالار حبیب بن سوید اسدی تھا اور ابو مسلم کے میمنہ کا سالار حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ کا سالار ابونصر خازم بن خزیم تھا اور ان کے درمیان کئی معرکے ہوئے اور منحوس دنوں میں ان کی کئی جماعتیں قتل ہوگئیں اور ابو مسلم جب حملہ کرتا تو رجز پڑھتے ہوئے کہتا:

جو اپنے اہل کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہے واپس نہیں جائے گا' وہ موت سے بھاگتا ہے اور موت ہی میں گرے گا۔

اور اس کے لیے ایک خیمہ بنایا گیا اور جب دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو وہ اس میں رہتا اور اپنی فوج میں جو رخنہ دیکھتا اس کی درستگی کر دیتا اور جب ۷ جمادی الآخرۃ کو منگل یا بدھ کا دن تھا تو انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور ابو مسلم نے انہیں دھوکہ دیا' اس نے میمنہ کے سالار حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ وہ تھوڑے سے آدمیوں کو چھوڑ کر باقیوں کے ساتھ میسرہ کی طرف منتقل ہو جائے۔ جب اہل شام نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ میسرہ کے بالمقابل جو پر ہو چکا تھا میمنہ کی طرف سمٹ آئے۔ اس وقت ابو مسلم نے قلب کو حکم دیا کہ وہ میمنہ کے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ اہل شام کے میسرہ پر حملہ کر دے۔ پس انہوں نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور شامیوں کے قلب اور میمنہ والوں نے چکر لگایا تو خراسانیوں نے شامیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست ہوگئی اور عبداللہ بن علی نے تھوڑی دیر بعد شکست کھائی اور جو کچھ ان کی چھاؤنی میں تھا ابو مسلم نے اس پر قبضہ کر لیا اور بقیہ لوگوں کو ابو مسلم نے امان دے دی اور ان میں سے کسی کو قتل نہ کیا اور اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی تو منصور نے اپنے غلام ابوالخصیب کو بھیجا کہ وہ ان چیزوں کو شمار کرے جو عبداللہ کی چھاؤنی سے ملی ہیں۔ اس بات سے ابو مسلم برافروختہ ہوگیا اور ابو جعفر منصور کے لیے ممالک مرتب و منظم ہوگئے اور عبداللہ بن علی اور اس کا بھائی عبدالصمد جدھر سے آئے ادھر چلے گئے اور جب وہ رصافہ کے پاس سے گزرے تو عبدالصمد وہاں ٹھہر گیا اور جب ابوالخصیب واپس آیا تو اس نے اسے وہاں پایا تو وہ اسے بیڑیاں ڈال کر اپنے ساتھ منصور کے پاس لے گیا' اس نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا تو منصور نے اس کے لیے امان طلب کی۔

اور بعض کا قول ہے کہ اسماعیل بن علی نے اس کے لیے امان طلب کی اور عبداللہ بن علی اپنے بھائی سلیمان کے پاس بصرہ چلا گیا اور اس کے پاس چھپا رہا' پھر منصور کو اس کا علم ہوا تو اس نے اس کی طرف حکم بھیجا تو اس نے اسے بنی اسامہ کے گھر میں جو نمک کے اوپر تھا قید کر دیا اور پھر اس پر پانی چھوڑ دیا جس سے نمک پگھل گیا اور گھر عبداللہ پر گر پڑا اور وہ مر گیا اور یہ منصور کی بعض سخت مصیبتیں ہیں۔ واللہ اعلم سبحانہ۔ اور وہ سات سال قید خانے میں رہا۔ پھر وہ جس گھر میں تھا وہ اس پر گر پڑا اور مر گیا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر بیان ہوگی انشاء اللہ۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل:

اسی طرح جب اس سال ابو مسلم حج سے فارغ ہوا تو لوگوں سے ایک دن کی مسافت پر آگے چلا گیا اور راستے میں ہی اسے سفاح کی خبر ملی تو اس نے ابو جعفر کو اس کے بھائی کے بارے میں تعزیتی خط لکھا اور اسے خلافت کی مبارکباد نہ دی اور نہ اس کی طرف واپس گیا' منصور کو اس بات پر غصہ آ گیا اور وہ اپنے دل میں یہ بات چھپائے ہوئے تھا کہ جب اسے خلافت ملے گی تو وہ اس سے

Marfat.com

براسلوک کرے گا اور بعض کا قول ہے کہ جو شخص حج سے ایک دن کی مسافت پر آگے تھا وہ منصور تھا اور یہ کہ جب اس کے پاس اپنے بھائی وفات کی خبر آئی تو اس نے ابو مسلم کو لکھا کہ وہ جلدی سے چلے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے ابوایوب سے کہا اسے ایک سخت خط لکھو اور جب اسے خط ملا تو اس نے اسے خلافت کی مبارکباد دی اور اس سے علیحدہ ہو گیا اور بعض امراء نے منصور سے کہا' ہماری رائے میں آپ راستے میں اس سے ملاقات نہ کریں بلاشبہ اس کے پاس وہ افواج ہیں جو اس کی مخالفت نہیں کرتیں اور اس سے بہت ڈرتی ہیں اور اس کی اطاعت کی بڑی حریص ہیں اور آپ کے ساتھ ایک سپاہی بھی نہیں ہے۔ منصور نے اس شخص کی رائے کو اختیار کر لیا۔ پھر اس نے ابو جعفر کی بیعت کرنے میں جو کچھ کہا ہم اسے بیان کر چکے ہیں پھر اس نے اسے اپنے چچا عبداللہ کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے اسے شکست دی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس دوران میں اس نے حسن بن قحطبہ کو ابوایوب کے پاس بھیجا جو منصور کے خطوط کا کاتب تھا کہ وہ اسے بالمشافہ بتائے کہ ابو مسلم' ابو جعفر کے نزدیک متہم ہے اور جب اس کے پاس اس کا خط آتا ہے تو وہ اسے پڑھتا ہے' پھر اپنی باچھوں کو مروڑتا ہے اور خط کو ابو جعفر کی طرف پھینک دیتا ہے اور دونوں استہزاء کرتے ہوئے ہنستے ہیں۔

ابوایوب نے کہا' بلاشبہ ہمارے نزدیک ابو مسلم کی تہمت اس سے بھی اظہر ہے اور جب ابو جعفر نے اپنے غلام ابوالخصیب یقطین کو بھیجا کہ وہ ان اموال اور قیمتی جواہرات وغیرہ کی حفاظت کرے جو عبداللہ کی چھاؤنی سے حاصل ہوئے ہیں تو ابو مسلم نے ناراض ہو کر ابو جعفر کو گالیاں دیں اور اس نے ابوالخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ کیا حتیٰ کہ اسے کہا گیا کہ وہ ایلچی ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ واپس آ گیا اور جب اس نے واپس آ کر جو کچھ ہوا تھا اور ابو مسلم نے اس کے قتل کا جو ارادہ کیا تھا اس کے متعلق منصور کو اطلاع دی تو منصور برافروختہ ہو گیا اور اسے خدشہ ہوا کہ ابو مسلم خراسان کی طرف چلا جائے گا اور اس کے بعد اس کا حاصل کرنا اسے دشوار ہو جائے گا' اور حوادث رونما ہوں گے۔ اس نے یقطین کے ہاتھ اس کی طرف خط لکھا کہ میں نے تجھے شام اور مصر کا امیر مقرر کیا ہے اور یہ دونوں خراسان سے بہتر ہے' پس جسے چاہو مصر کی طرف بھیج دو اور خود شام میں رہو تا کہ تم امیر المومنین کے زیادہ نزدیک رہو اور جب وہ تم سے ملنا چاہیں تو تم ان کے نزدیک ہو۔ ابو مسلم نے برافروختہ ہو کر کہا اس نے مجھے مصر و شام کا امیر بنایا ہے حالانکہ میرے لیے خراسان کی حکومت ہے' میں اب خراسان جاؤں گا اور مصر و شام پر نائب مقرر کروں گا' اس نے منصور کو یہ بات لکھی تو منصور کو بہت قلق ہوا۔

اور ابو مسلم' شام سے خراسان جانے کے ارادے سے واپس آ گیا اور وہ منصور کی مخالفت کا عزم کیے ہوئے تھا اور منصور انبار سے مدائن کی طرف گیا اور اس نے ابو مسلم کو بھی مدائن آنے کا خط لکھا تو ابو مسلم نے اسے لکھا کہ وہ الزاب پر خراسان جانے کا عزم کیے کھڑا تھا بلاشبہ امیر المومنین کا جو دشمن بھی باقی رہ گیا تھا اللہ نے اسے اس پر قابو دے دیا ہے اور ہم آل سامان کے ملوک سے روایت کیا کرتے تھے کہ جب ہنڈیا پر سکون ہو جائے تو سب سے زیادہ خوفناک وزراء ہوتے ہیں' ہم آپ کے قرب سے نفور ہیں اور جب تک آپ اپنے عہد کو پورا کریں گے ہم بھی اسے پورا کریں گے اور ہم سمع واطاعت کے حریص ہیں' ہاں یہ سمع واطاعت دور سے اس وقت تک ہو گی جب تک اس کے ساتھ سلامتی ملی ہو گی۔ اگر آپ کو یہ بات پسند آئے تو میں آپ کا بہترین غلام ہوں گا اور

Marfat.com

اگر آپ صرف اپنے دلی ارادے کو پورا کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانیں تو میں بھی آپ کے اس عہد کو جسے میں نے اپنے نفس کو ذلت اور اہانت کے مقام سے بچانے کے لیے آپ سے پختہ کیا تھا توڑ دوں گا۔

اور جب منصور کو یہ خط ملا تو اس نے ابو مسلم کو لکھا میں نے آپ کے خط کو سمجھ لیا ہے' آپ کا حال ان دھوکے باز وزراء کا نہیں جو اپنے ان بادشاہوں سے دھوکہ کرتے ہیں جو اپنے کثرت جرائم کے باعث حکومت کی رسی کے اضطراب کے متمنی ہوتے ہیں اور انہیں نظام جماعت کے درہم برہم ہونے سے راحت حاصل ہوتی ہے' آپ نے اپنے آپ کو ان سے کیوں برابر قرار دیا ہے' حالانکہ آپ اپنی اطاعت اور خیر خواہی پر قائم ہیں اور آپ اس امر کے بوجھ برداشت کرنے کی قوت رکھتے ہیں جیسا کہ آپ کا حال ہے اور میں نے جو شرط آپ پر لازم کی ہے اس کے ساتھ سمع واطاعت کی شرط نہیں اور امیر المومنین نے عیسیٰ بن موسیٰ کو خط دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے اگر آپ اس کی طرف کان دھریں گے تو آپ کو سکون قلب حاصل ہوگا اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کے اور شیطان کے درمیان اور اس کے وسوسوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ بلاشبہ اس نے آپ کی نیت کو خراب کرنے کے لیے اس سے بڑھ کر مضبوط اور اپنی طبیعت کے نزدیک دروازہ کوئی نہیں پایا جسے اس نے آپ پر کھول دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ ابو مسلم نے منصور کو لکھا: امابعد! میں نے اس شخص کو اپنا امام اور رہنما بنایا ہے جسے اللہ نے اپنی مخلوق پر امام بنایا ہے اور وہ علم کے اترنے کی جگہ میں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے قریب ہے اس نے مجھے قرآن سے ناآشنا سمجھا تو اس نے اسے دنیا کی طمع میں محرف کر دیا۔ حالانکہ اللہ نے اسے اپنی مخلوق کے لیے ناپسند کیا ہے اور وہ دھوکہ خوردہ شخص کی طرح ہو گیا اور اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار سونت لوں اور مہربانی کو اٹھا دوں اور معذرت نہ کروں اور نہ لغزش کو معاف کروں۔ پس میں نے تمہاری بادشاہت کو مضبوط کرنے کے لیے یہ کام کیا حتیٰ کہ اللہ نے تم کو اس سے متعارف کرا دیا تو تم سے ناآشنا تھا اور جو تمہارا دشمن تھا' اس نے تمہاری اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہیں اخفاء' حقارت اور ذلت کے بعد غالب کیا۔ پھر اللہ نے مجھے توبہ سے بچایا۔ پس اگر وہ مجھے معاف کرے تو قدیم سے وہ معاف کرنے میں مشہور ہے اور عفو اسی کی طرف منسوب ہے اور اگر وہ مجھے اس بات پر سزا دے جو میرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے تو اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

المدائنی نے اسے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے۔

اور منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن بعد اللہ البجلی کو جو اپنے زمانے کا یکتا آدمی تھا۔ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابو مسلم کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرے جس سے اس پر قابو پا لے اور جو باتیں اس سے کرے اس میں یہ بات بھی کرے کہ وہ تیری قدر و منزلت کو بلند کرنا چاہتا ہے پس اگر وہ اس بات پر آ جائے تو فبہا اور اگر وہ انکار کرے تو کہہ دینا کہ وہ عباس سے بری ہے اور اگر تو نے جماعت میں افتراق پیدا کیا اور اپنی روش پر چلتا رہا تو وہ خود تجھے پکڑے گا اور دوسروں کو چھوڑ کر خود تجھ سے لڑے گا اور اگر تو بڑے سمندر میں گھس جائے تو وہ تیرے پیچھے اس میں گھس جائے گا حتیٰ کہ وہ پکڑ کر قتل کر دے گا یا اس سے پہلے وہ مر جائے گا اور اسے یہ بات اس وقت کہنا جب تو اس کی واپسی سے جو ایک اچھی بات ہے مایوس ہو جائے۔ اور جب حلوان میں منصور کے امراء اس کے پاس آئے تو انہوں نے اسبات پر جو وہ امیر المومنین کی مخالفت و مقابلہ کا

Marfat.com

ارادہ کئے ہوئے تھا' اسے ملامت کی اور اطاعت کی طرف رجوع کرنے کی رغبت دلائی۔ پس اس نے اپنے صاحب الرائے امراء سے مشورہ کیا تو ان سب نے اسے اس کے پاس واپس جانے سے روکا اور اسے مشورہ دیا کہ ری میں مقیم رہے اور خراسان اور اس کی فوجیں اس کے حکم کے ماتحت رہیں' پس اگر خلیفہ اس سے سیدھا رہے تو فبہا ورنہ وہ فوج کی حفاظت میں ہوگا' اس موقع پر ابو مسلم نے منصور کے امراء کی طرف سے پیغام بھیجا اور انہیں کہا اپنے آقا کی طرف چلے جاؤ میں اس سے ملنے کا نہیں اور جب وہ اس سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اسے وہ بات کہی جو منصور نے انہیں کہی تھی اور اس نے یہ بات سنی تو اس نے اسے نہایت شکستہ کر دیا اور اس نے کہا اسی وقت میرے پاس سے چلے جاؤ۔

ابو مسلم نے ابوداؤد ابراہیم بن خالد کو خراسان پر نائب مقرر کیا اور منصور نے اسے ابو مسلم کی غیر حاضری میں جب وہ متہم ہوا خط لکھا کہ جب تک میں زندہ ہوں خراسان کی حکومت تیرے لیے ہے میں نے تجھے اس کا امیر مقرر کیا اور ابو مسلم کو اس سے معزول کیا۔

اس موقع پر ابوداؤد نے ابو مسلم کو جب کہ وہ خلیفہ کے مقابلہ پر قائم تھا لکھا ہمارے لیے خلفائے اہل بیت رسولؐ سے مقابلہ کرنا مناسب نہیں' اپنے امام کی طرف سمع واطاعت کرتے ہوئے واپس آ جایئے والسلام۔

اس بات نے اسے مزید شکستہ کر دیا تو ابو مسلم نے انہیں پیغام بھیجا کہ میں عنقریب اپنے قابل اعتماد شخص ابو اسحاق کو اس کے پاس بھیجوں گا اور اس نے ابو اسحاق کو منصور کی طرف بھیجا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اسے واپس لائے تو اسے عراق کی نیابت دی جائے گی اور جب ابو اسحاق واپس اس کے پاس گیا تو اس نے اس سے پوچھا تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں آپ کی تعظیم کرتے اور آپ کی قدر پہچانتے پایا ہے۔ پس اس بات نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم کرتے اور آپ کی قدر پہچانتے پایا ہے۔ پس اس بات نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم کر لیا اور اس نے امیر نیزک سے مشورہ کیا تو اس نے اسے روکا پس اس نے جانے کا مصمم ارادہ کر لیا اور جب نیزک نے اسے روانگی کا عزم کئے دیکھا تو شاعر کے قول کو بطور مثال پڑھا:

آدمیوں کو قضا وقدر کے ساتھ ضرور چلنا پڑتا ہے اور قضاء وقدر لوگوں کی تدبیر کے ساتھ لے جاتی ہے۔

پھر اس نے اسے کہا میری ایک بات یاد رکھ اس نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا جب تو اس کے پاس جائے تو اسے قتل کر دینا' پھر جس کی چاہے بیعت خلافت کر لینا' بلاشبہ لوگ تمہاری مخالفت نہیں کریں گے اور ابو مسلم نے منصور کو لکھا کہ وہ اس کے پاس آ رہا ہے۔

ابو ایوب کاتب الرسائل کا بیان ہے کہ میں منصور کے پاس گیا اور وہ بالوں کے ایک خیمے میں عصر کے بعد اپنے مصلیٰ پر بیٹھا تھا اور اس کے آگے ایک خط پڑا تھا اس نے اسے میری طرف پھینک دیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابو مسلم کا خط ہے اور وہ اسے اپنی آمد کے متعلق بتا رہا ہے پھر خلیفہ نے کہا خدا کی قسم اگر میں اسے آنکھ بھر کر دیکھوں تو میں اسے قتل کر دوں گا' ابو ایوب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور میں نے یہ رات گزاری' اور مجھے نیند نہ آتی تھی میں اس واقعہ کے بارے میں سوچتا رہا اور میں نے کہا اگر ابو مسلم

Marfat.com

ڈرتے ڈرتے آیا تو اس سے خلیفہ کے بارے میں شر بھی ظاہر ہوسکتا ہے اور مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ پرسکون حالت میں آئے تاکہ خلیفہ اس سے قوت حاصل کرے اور جب صبح ہوئی تو میں نے ایک امیر کو طلب کر کے اسے کہا کیا تو کسکر شہر کا امیر بن سکتا ہے وہ اس سال بہت غلے والا ہے اس نے کہا مجھے کون اس کا امیر بنائے گا میں نے اسے کہا ابو مسلم کے پاس جا اور راستے میں مل کر اس سے مطالبہ کر کہ وہ تجھے اس شہر کا امیر بنا دے۔ بلاشبہ امیر المومنین اسے اس کا امیر بنانا چاہتے ہیں جو اس کا دروازہ بند کر دے اور خود آرام کرے اور میں نے منصور سے اس کے ابو مسلم کے پاس جانے کے لیے اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اسے کہا' اسے سلام کہنا نیز یہ بھی کہ ہم اس کی ملاقات کے شائق ہیں یہ شخص یعنی سلمہ بن فلاں [1] ابو مسلم کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ خلیفہ اس کا مشتاق ہے تو اس بات نے اسے خوش وخرم کر دیا حالانکہ یہ اس کے ساتھ ایک مکر وفریب تھا۔

اور جب ابو مسلم نے یہ بات سنی تو وہ جلدی سے اپنی موت کی طرف روانہ ہو گیا اور جب وہ مدائن کے نزدیک پہنچا تو خلیفہ نے امراء اور سالاروں کو اس کے استقبال کرنے کا حکم دیا اور وہ اس دن کے آخری حصے میں منصور کے پاس آیا اور ابو ایوب نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اس کے قتل کو اس ساعت سے کل تک مؤخر کر دے تو اس نے اس کی بات مان لی اور جب ابو مسلم شام کو منصور کے پاس گیا تو اس نے اس کے اعزاز واکرام کا اظہار کیا پھر کہنے لگا جاؤ اور آرام کرو اور حمام میں داخل ہو جاؤ اور کل کو میرے پاس آؤ وہ اس کے ہاں سے نکلا تو لوگ آ کر اسے سلام کرنے لگے اور جب دوسرا دن ہوا تو خلیفہ نے ایک امیر کو بلایا اور اسے کہا تو میری آزمائش میں کیسا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا اگر آپ مجھے خودکشی کا حکم دیں تو میں خودکشی کر لوں گا' اس نے کہا اگر میں تجھے ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو تیری کیا کیفیت ہوگی؟

راوی کہتا ہے اس نے ناپسندیدگی سے ایک لمحہ سر جھکایا' پھر ابو ایوب نے اسے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے تو بات کیوں نہیں کرتا؟ تو اس نے مشکل سے کہا میں اسے قتل کر دوں گا۔ پھر اس نے اس کے لیے چار سرکردہ محافظوں کو چنا اور انہیں اس کے قتل پر آمادہ کیا اور انہیں کہا تم پردے کے پیچھے ہو جانا اور جب میں تالی بجاؤں تو نکل کر اسے قتل کر دینا۔ پھر منصور نے ابو مسلم کے پاس پے در پے ایلچی بھیجے' پس ابو مسلم آیا اور دار الخلافت میں داخل ہو گیا' پھر وہ خلیفہ کے پاس آیا تو وہ مسکرا رہا تھا اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور اس کے ایک ایک کرتوت پر اسے ملامت کرنے لگا اور وہ ان سب کرتوتوں پر معذرت کرنے لگا۔ پھر اس نے کہا امیر المومنین! مجھے امید ہے کہ آپ کا دل مجھ پر خوش ہو گیا ہوگا' منصور نے کہا' قسم بخدا مجھے اس بات نے تجھ پر زیادہ غصے کر دیا ہے' پھر اس نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا تو عثمان اور اس کے اصحاب نے باہر نکل کر اسے تلواریں مار مار کر قتل کر دیا اور اسے چوغے میں لپیٹ دیا پھر اس نے اسے دریائے دجلہ میں ڈال دینے کا حکم دیا اور یہ اس سے آخری ملاقات تھی۔

اور وہ ۲۶ شعبان ۱۳۷ھ کو بدھ کے روز قتل ہوا اور جن باتوں پر منصور نے اسے ملامت کی ان میں یہ بات بھی اس نے کہی کہ تو نے کئی بار مجھے خط لکھا ہے اور تو خط کا آغاز اپنے نام سے کرتا ہوں اور تو نے میری پھوپھی امینہ کو منگنی کا پیغام بھیجا ہے اور تو اپنے

---

[1] طبری میں سلمہ بن سعید بن جابر ہے۔

آپ کو ابن سلیط بن عبداللہ بن عباس وغیرہ خیال کرتا ہے' ابو مسلم نے کہا یا امیر المومنین! مجھے یہ بات نہیں کہی جا سکتی' میں نے آپ لوگوں کی حکومت کے لیے جو تگ ودو کی ہے اسے ہر کوئی جانتا ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر اس کا کام کو ایک سیاہ فام لونڈی بھی شروع کرتی تو ہماری قسمت اور شرافت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کام کی تکمیل کر دیتا۔ پھر اس نے کہا خدا کی قسم! میں تجھے ضرور قتل کروں گا اس نے کہا اے امیر المومنین مجھے اپنے دشمنوں کے لیے زندہ رہنے دیجیے' اس نے کہا تجھ سے بڑھ کر میرا کون شخص ہے؟ پھر اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' بعض امراء نے اسے کہا اے امیر المومنین اب آپ خلیفہ بنے ہیں کہتے ہیں کہ منصور نے اس موقع پر یہ شعر پڑھا:

''اس نے اپنا عصا پھینک دیا اور اس کی جدائی ٹھہر گئی جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے''۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جب منصور نے ابو مسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ اس کے معاملے میں متحیر ہو گیا کہ وہ اس بارے میں کسی سے مشورہ کرے یا خود اپنی رائے سے یہ کام سرانجام دے تا کہ یہ بات مشہور نہ ہو جائے پھر اس نے اپنے ایک خیر خواہ سے مشورہ کیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' اگر زمین وآسمان میں بہت سے الٰہ ہوتے ہیں زمین وآسمان دونوں بگڑ جاتے تو اس نے اسے کہا:

میں نے اسے یاد رکھنے والے کانوں کے پاس امانت رکھ دیا ہے پھر اس نے اس کے قتل کا عزم کیا۔

ابو مسلم خراسانی کے حالات:

عبدالرحمٰن بن مسلم' ابو مسلم بنو عباس کی حکومت کا ساتھی اور اسے اہل بیت رسول کا امیر بھی کہا جاتا ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ اسے عبدالرحمٰن بن شیرون بن اسفندیار ابو مسلم المروزی عباسی حکومت کا ساتھی بھی کہا جاتا ہے' وہ ابوالزبیر ثابت البنانی' محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے دونوں بیٹوں' ابراہیم اور عبداللہ سے روایت کرتا ہے اور ابن عساکر نے اس کے شیوخ میں محمد بن علی' عبدالرحمٰن بن حرملہ اور حضرت ابن عباس کے نام عکرمہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ ابن عساکر کا بیان ہے کہ اس سے ابراہیم بن میمون الصائغ اور مصعب بن بشیر کے والد بشر اور عبداللہ بن شبرمہ اور عبداللہ ابن المبارک اور عبداللہ بن منیب المروزی اور ابو مسلم کے داماد قدیر بن منیع نے روایت کی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابو مسلم دلیر' عقل مند' دانا اور صاحب تدبیر شخص تھا' ابو جعفر منصور نے اسے مدائن میں قتل کیا اور ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں بیان کیا ہے کہ اس کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن یسار تھا' کہتے ہیں کہ اس کی پیدائش اصبہان میں ہوئی تھی اور السدی وغیرہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ اس کا نالم ابراہیم بن عثمان بن یسار بن سندوس ابن حوذون تھا' جو بزرجمہر کی اولاد میں سے تھا اور اس کی کنیت ابو اسحاق تھی اس نے کوفہ میں نشو ونما پائی اور اس کے باپ نے اس کے بارے میں عیسیٰ بن موسیٰ السراج کو وصیت کی تھی پس وہ اسے سات سال کی عمر میں کوفہ لے آیا اور جب امام ابراہیم بن محمد نے اسے خراسان بھیجا تو اسے کہا اپنا نام اور اپنی کنیت تبدیل کر دو تو اس نے عبدالرحمٰن بن مسلم نام رکھ لیا اور ابو مسلم کنیت اختیار کر لی اور وہ ۱۷ سال کی عمر میں پالان دار گدھے پر سوار ہو کر خراسان کی طرف روانہ ہو گیا اور ابراہیم بن محمد نے اسے اخراجات دیئے اور وہ اسی حالت میں

Marfat.com

خراسان میں داخل ہوگیا اور پھر اس کی یہ حالت ہوگئی کہ تمام خراسان اس کا مطیع ہوگیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ خراسان جارہا تھا تو ایک شراب فروش کی دوکان سے ایک شخص نے دوڑ کر اس کے گدھے کی دم کاٹ دی' اور جب ابو مسلم کو قوت حاصل ہوگئی تو اس نے اس جگہ کو ہموار کرادیا اور اس کے بعد وہ ویران ہوگئی اور بعض نے بیان کیا کہ وہ صغرسنی میں قید ہوگیا اور اسے بنوعباس کے ایک داعی نے چار سو درہم میں خرید لیا' پھر امام ابراہیم بن محمد نے اسے ہبتہً مانگ لیا اور اسے خرید لیا تو وہ آپ کی طرف منسوب ہوگیا اور ابراہیم نے ابوالنجم اسماعیل طائی کی لڑکی سے خراسان بھیجتے وقت اس کا نکاح کردیا' ابوالنجم آپ کا داعی تھا اور امام ابراہیم نے اپنی جانب سے چار سو درہم اس کا مہر دیا اور ابو مسلم کے ہاں دو بیٹیاں ہوئی ایک اسماء جس کے ہاں اولاد ہوئی اور دوسری فاطمہ جس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اور قبل ازیں خراسان میں ۱۲۹ھ میں ابو مسلم کے باختیار امیر ہونے کا حال بیان ہوچکا ہے اور یہ کہ اس نے بنوعباس کی دعوت کو کیسے پھیلایا اور وہ بڑا پر ہیبت' دلیر' جری اور تیز روی سے کام کرنے والا تھا۔

اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ ابو مسلم خطبہ دے رہا تھا کہ ایک شخص نے اس کے پاس جا کر کہا یہ سیاہ لباس جو میں آپ پر دیکھ رہا ہوں کیسا ہے؟ اس نے کہا ابوالزبیر نے بحوالہ جابر بن عبداللہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو آپ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے اور یہ حکومتی لباس ہے اے غلام اسے قتل کردو اور عبداللہ بن منیب کی حدیث سے اس سے عن محمد بن علی عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قریش کی ذلت کا خواہاں ہوگا اللہ اسے ذلیل کردے گا اور دعوت کے دور میں ابراہیم بن میمون الصائغ اس کے اصحاب اور ہم نشینوں میں سے تھے اور اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ غالب آجائیگا تو وہ حدود کو قائم کیا کرے گا۔ پس جب ابو مسلم نے غلبہ پالیا تو ابراہیم بن میمون نے اس سے اس وعدہ کے مطابق جو اس نے اس سے قیام حدود کے متعلق کیا تھا' اصرار کیا' حتیٰ کہ اسے مجبور کردیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس سے کہا تو نصر بن سیار کو کیوں ملامت نہیں کرتا جو شراب کے سنہری برتن بنا کر بنوامیہ کو بھیجتا ہے' اس نے اسے کہا' انہوں نے مجھے اپنے قریب نہیں کیا اور وہ مجھے ان لوگوں میں شمار کرتے ہیں جن سے تو نے وعدہ کیا ہے اور بعض نے مستقل مزاجی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی وجہ سے ابراہیم بن میمون کے لیے جنت میں بلند مقامات کو دیکھا ہے' بلاشبہ وہ استقلال کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا تھا اور ابو مسلم نے اسے قتل کردیا۔ رحمہ اللہ

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ ابو مسلم' سفاح کے احکام وفرامین کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا تھا اور جب منصور کے پاس حکومت آئی تو اس نے اسے حقیر سمجھا' اس کے باوجود منصور نے اسے اپنے چچا عبداللہ کے مقابلہ میں شام بھیجا' تو اس نے اسے شکست دی اور اس سے شام کو چھین کر منصور کی حکومت کو واپس کردیا' پھر اس نے منصور پر تکبر کیا اور اس کے قتل کا ارادہ کیا تو منصور اس کے ارادے کو بھانپ گیا حالانکہ اندرونی طور پر بھی اس سے بغض رکھتا تھا اور اس نے کئی اپنے بھائی سفاح سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے قتل کردے' جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ مگر اس نے اس کی بات نہ مانی۔ پس جب منصور خلیفہ بنا تو وہ مسلسل اس سے مکروفریب کرتا رہا' حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قتل کردیا۔

Marfat.com

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ منصور نے ابو مسلم کو لکھا:

امابعد' بلاشبہ دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے اور گناہ ان پر مہر لگا دیتے ہیں اے اوچھے' غصے سے جھاگ نکال اور اے مدہوش' ہوش میں آ اور اے سونے والے! بیدار ہو' بلاشبہ تو پراگندہ جھوٹے خوابوں سے دھوکہ کھا گیا ہے اور برزخ دنیا میں تجھ سے پہلے لوگوں نے بھی دھوکہ کھایا ہے اور اس نے گزرے ہوئے لوگوں کے نام بھی لئے (کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا یا ان کی آہٹ سنتا ہے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو بھاگنے سے عاجز نہیں کیا جا سکتا' اور نہ تلاش وجستجو میں اس سے سبقت کی جا سکتی ہے اور میرے پیروکاروں اور داعیوں میں سے جو لوگ تیرے ساتھ ہیں ان سے دھوکہ نہ کھا وہ تیرے ساتھ حملہ کرنے کے بعد تجھ پر حملہ کریں گے اور اگر تو نے اطاعت چھوڑ دی اور جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور جو بات تیرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی وہ تیرے سامنے آ گئی ہے تو آہستہ روی اختیار کر' اے ابو مسلم بغاوت سے اجتناب کر' بلاشبہ جو شخص بغاوت اور تعدی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ دیتا ہے اور جو شخص دونوں ہاتھوں اور منہ سے اسے پچھاڑتا ہے اسے اس پر فتح دے دیتا ہے اور اپنے سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے طریق کو اختیار کرنے اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لیے عبرت بننے سے اجتناب کر' اب حجت قائم ہو چکی ہے اور میں اور میرے اطاعت کنندگان نے تیرے بارے میں کوتاہی سے کام لیا ہے اور (انہیں اس شخص کی خبر سنا دے' جسے ہم نے اپنے نشانات دیئے تو وہ ان سے علیحدہ ہو گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

ابو مسلم نے اسے جواب دیا:

امابعد! میں نے آپ کا خط پڑھا' اور میں نے اسمیں آپ کو حق وصواب سے پہلو تہی کرنے والا پایا جب کہ اس میں بے موقع مثالیں بیان کی گئی ہیں اور آپ نے میری طرف وہ آیات لکھی ہیں جو کافروں کے بارے میں نازل کی گئی ہیں اور جاننے نہ جاننے والے لوگ برابر نہیں ہوتے اور قسم بخدا میں نشانات الٰہیہ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ لیکن اے عبداللہ بن محمد' میں وہ شخص ہوں جو قرآن کریم سے تمہارے بارے میں آیات کی تاویلات کرتا رہا ہوں اور ان کی وجہ سے میں نے تمہاری محبت اور اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور میں نے تم سے پہلے تمہارے دو بھائیوں اور پھر ان دونوں کے بعد تمہارے ساتھ پوری محبت کی ہے اور میں ان دونوں کا دیندار اور پیروکار تھا اور اس نے مجھے اچھا ہادی اور ہدایت یافتہ خیال کیا اور میں نے تاویل میں غلطی کی ہے اور پہلے بھی تاویل کرنے والے غلطی کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (جب ہماری آیات پر ایمان لانے والے تیرے پاس آئیں تو کہو تم پر سلام ہو تمہارے رب اپنے رحمت کو فرض قرار دیا ہے اور یہ کہ تم میں سے جو شخص ناواقفیت سے برے کام کرے گا پھر اس کے بعد توبہ کرے گا اور اصلاح کرے گا تو بلاشبہ وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے) اور تیرا بھائی سفاح مہدی کی صورت میں ظاہر ہو حالانکہ وہ گمراہ تھا اور اس نے مجھے تلوار سونتنے اور تہمت پر قتل کرنے اور شبہ کو مقدم کرنے اور رحم کو چھوڑ دینے اور لغزش کو معاف نہ کرنے کا حکم دیا' پس میں نے اہل دنیا کو تمہاری اطاعت کرنے اور تمہاری بادشاہت کے لیے ہموار کرنے کے لیے ستایا' حتیٰ کہ اللہ نے ان لوگوں سے بھی تمہارا تعارف کروایا جو تم سے ناواقف تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ندامت سے میری تلافی کی اور توبہ سے مجھے بچایا' پس اگر وہ مجھ سے عفو ودرگزر کرے تو بلاشبہ وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور اگر وہ مجھے سزا دے تو وہ میرے گناہوں

کی وجہ سے ہوگی اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

منصور نے اسے لکھا:

امابعد! اے نافرمان مجرم' بلاشبہ میرا بھائی امام ہدایت تھا جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہو کر دعوت الی اللہ کرتا تھا' سو اس نے تیرے لیے راستے کو واضح کیا اور تجھے سیدھے راستے پر ڈالا اور اگر تو میرے بھائی کی اقتداء کرتا تو تو حق سے پہلو تہی نہ کرتا اور شیطان اور اس کے اوامر کی طرف واپس نہ جاتا لیکن تجھے دو کام تبھی سوجھ سکتے ہیں کہ تو ان دونوں میں سے زیادہ راست کام کا تارک ہو اور ان دونوں میں سے زیادہ گمراہ کام کا مرتکب ہو تو فراعنہ کی طرح قتل کرتا اور جابروں کی طرح گرفت کرتا اور تو مفسدین کی طرح ظالمانہ فیصلے کرتا ہے اور مالی فضول خرچی کرتا ہے اور اسے فضول خرچ لوگوں کی طرح بے جا خرچ کرتا ہے۔ پھر اے فاسق مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ تو نے موسیٰ بن کعب کو خراسان کا امیر مقرر کیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ نیشاپور میں قیام کرے اور اگر تو نے خراسان کا ارادہ کیا تو وہ تجھے میرے ان جرنیلوں اور پیروکاروں کے ساتھ آملے گا جو اس کے ساتھ ہیں اور میں تجھ سے تیرے ہمسروں کے ساتھ جنگ کرنے جا رہا ہوں اچھی طرح سے اپنی تدابیر کر لے اور امیر المومنین اور اس کے اتباع کو اللہ نعم الوکیل کافی ہے۔

اور منصور لگاتار اس سے کبھی رغبت سے اور کبھی خوف سے خط وکتابت کرتا رہا اور اس کے اردگرد جو امراء اور ایلچی تھے جنہیں ابومسلم' منصور کے پاس بھیجتا تھا ان کو کم عقل قرار دیتا رہا اور ان سے وعدے کرتا رہا' حتیٰ کہ انہوں نے منصور کے پاس جانے کے بارے میں ابومسلم کی رائے کی تحسین کی۔ صرف امیر نیزک نے اس سے اتفاق نہ کیا اور جب اس نے ابومسلم کو ان کا فرمانبردار دیکھا تو اس نے متقدم الذکر شعر پڑھا کہ:

آدمیوں کو قضاء وقدر کے ساتھ ضرور چلنا پڑتا ہے اور قضاوقدر لوگوں کی تدبیر سے لے جاتی ہے۔

اور اس نے اسے منصور کو قتل کرنے اور اس کی بجائے خلیفہ بن جانے کا مشورہ دیا مگر اس سے یہ نہ ہو سکا اور جب وہ مدائن آیا تو خلیفہ کے حکم سے امراء نے اس کا استقبال کیا اور دن کے آخری حصے میں ابوایوب کاتب الرسائل نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے آج کا دن قتل نہ کرے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب وہ خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی تعظیم وتکریم کی اور اس کے احترام کا اظہار کیا اور کہا آج شب چلے جاؤ تم سے سفر کی تھکان دور ہو جائے گی پھر کل میرے پاس آنا اور جب دوسرا دن آیا تو اس نے اس کے قتل کے لیے کچھ امراء کو مقرر کیا جن میں عثمان بن نہیک اور شبیب بن واج شامل تھے سو انہوں نے اسے قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے کئی دن تک قیام کیا اور منصور اس کے اکرام واحترام کا اظہار کرتا رہا پھر اس نے خوف محسوس کیا اور ابومسلم خوفزدہ ہو گیا اور اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کی سفارش چاہی اور اس سے پناہ مانگی اور کہا مجھے اس سے اپنی جان کا خوف ہے اس نے کہا تم پر کوئی خوف نہیں' چلئے میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں اور میرے آنے تک آپ میری پناہ میں ہیں اور عیسیٰ کو خلیفہ کے ارادے کا کچھ علم نہ تھا۔ ابومسلم آ کر منصور سے اجازت مانگنے لگا تو لوگوں نے اسے کہا یہیں بیٹھ جاؤ امیر المومنین وضو کر

Marfat.com

رہے ہیں' وہ بیٹھ گیا اور وہ اپنی بیٹھک کو طول دینا چاہتا تھا تا کہ عیسیٰ بن موسیٰ آ جائے مگر اس نے دیر کر دی اور خلیفہ نے اسے اجازت دے دی تو وہ اس کے پاس بیٹھ گیا تو وہ اسے کچھ باتوں پر جو اس سے صادر ہوئی تھیں' ملامت کرنے لگا اور وہ ان کے بارے میں اچھی طرح معذرت کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے کہا تو نے سلیمان بن کثیر' ابراہیم بن میمون اور فلاں فلاں شخص کو کیوں قتل کیا ہے؟ اس نے کہا اس لیے کہ انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور میرے حکم کی مخالفت کی ہے۔ اس موقع پر منصور نے غضبناک ہو کر کہا تو ہلاک ہو جائے۔ جب تیری نافرمانی ہو تو تو قتل کر دیتا ہے اور میں تجھے اپنی نافرمانی کرنے کی وجہ سے قتل نہ کروں؟ اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجاؤ۔ یہ اس کے اور گھات میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان اس کے قتل کے لیے اشارہ تھا۔ پس وہ اسے قتل کرنے کے لیے دوڑ پڑے اور ان میں سے ایک نے اسے تلوار مار کر اس کی تلوار پر تلہ کاٹ دیا تو اس نے کہا اے امیر المومنین مجھے اپنے دشمنوں کے لیے زندہ رکھئے' اس نے کہا تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہے؟ پھر منصور نے انہیں ڈانٹا تو انہوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ایک چوغے میں لپیٹ دیا اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ آیا اور کہنے یا امیر المومنین یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ابو مسلم ہے' اس نے کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

منصور نے اسے کہا میں اس خدا کا شکر گزار ہوں کہ اچانک میرے پاس نعمت آئی ہے اور اچانک میرے پاس ناراضگی نہیں آئی اور اس بارے میں ابو دلامہ کہتا ہے:

اے ابو مسلم' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو نعمت کی ہے' جب تک بندہ اسے نہ بدلے وہ اسے نہیں بدلتا' اے ابو مسلم تو نے مجھے قتل سے خوفزدہ کیا اور جس بات سے تو نے مجھے خوفزدہ کیا' اسی سے سرخ شیر نے تجھے ڈرایا۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور' عثمان بن نہیک' شبیب بن داج' ابو حنیفہ' حرب بن قیس اور دیگر محافظوں کے پاس آیا کہ اور وہ اس کے نزدیک رہیں اور جب ابو مسلم اس کے پاس آئے اور وہ اس سے خطاب کرے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارے تو وہ اسے قتل کر دیں اور جب ابو مسلم اس کے پاس آیا تو منصور نے اسے کہا عبداللہ بن علی سے تمہیں جو دو تلواریں ملی تھیں ان کا کیا بنا؟ اس نے کہا ان دونوں میں سے ایک یہ ہے۔ اس نے کہا مجھے دکھاؤ پس اس نے تلوار لے کر اپنے گھٹنے کے نیچے رکھ لی پھر اسے کہنے لگا تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا تھا؟ کہ تو ابو عبداللہ سفاح کو لکھے کہ تم مردہ زمینوں سے رک جاؤ تو ہمیں دین سکھانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میرا خیال تھا کہ اس کا لینا جائز نہیں اور جب امیر المومنین کا خط میرے پاس آیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ اور ان کے اہل بیت علم کی کان ہیں۔ اس نے نے کہا حج کے راستے میں تم مجھ سے آگے کیوں بڑھے؟ اس نے کہا میں نے پانی پر اپنے اجتماع کو ناپسند کیا اس سے لوگوں کو تکلیف ہو گی پس میں آسائش کے حصول کے لیے آگے بڑھ گیا۔ اس نے کہا جب تیرے پاس ابو العباس کی موت کی اطلاع آئی تو میرے پاس واپس کیوں نہ آیا؟ اس نے کہا میں نے حج کے راستے میں لوگوں کو تنگی میں ڈالنا پسند نہ کیا اور مجھے معلوم تھا کہ ہم عنقریب کوفہ میں اکٹھے ہوں گے اور میں نے آپ کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی اس نے کہا تو عبداللہ بن علی کی لونڈی کو اپنے لیے مخصوص کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا نہیں مجھے اس کے ضیاع کا خدشہ ہوا تو میں اسے اٹھا کر خیمہ میں لے گیا اور وہاں میں نے اسے محافظوں کی حفاظت میں دے دیا۔ پھر اس نے اسے کہا کیا تو میری طرف اپنے نام سے ابتداء

کرنے اور آمنہ بنت علی کی طرف منگنی کا پیغام لکھنے والا نہیں؟ اور تو اپنے آپ کو سلیط بن عبداللہ بن عباس خیال کرتا ہے یہ سب باتیں ہوئیں اور منصور کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے مل رہا تھا اور اسے الٹ پلٹ کر رہا تھا اور وہ معذرت کر رہا تھا۔ پھر اس نے کہا تجھے کس نے میری ذلت کرنے اور خراسان جانے پر آمادہ کیا تھا؟ اس نے کہا مجھے خوف ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ میرے بارے میں آپ کو کوئی شک ہو جائے میں نے چاہا کہ خراسان جا کر آپ کی طرف اپنا عذر لکھوں۔ اس نے کہا تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا؟ حالانکہ وہ تجھ سے پہلے ہمارے نقیبوں اور داعیوں میں تھا' اس نے کہا اس نے میری مخالفت کا ارادہ کیا تھا' اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے میری مخالفت اور نافرمانی کا ارادہ کیا ہے۔ اور اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کر دے۔ پھر اس نے اسے خیمے کی لکڑی ماری اور وہ لوگ اس کے پاس آ گئے اور عثمان نے تلوار مار کر اس کی تلوار کا پرتلہ کاٹ دیا اور شبیب نے تلوار مار کر اس کا پاؤں کاٹ دیا اور بقیہ لوگوں نے بھی تلواروں کے ساتھ حملہ کر دیا اور منصور چلاتا رہا تم ہلاک ہو جاؤ اللہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹ دے اسے مارو پھر انہوں نے اسے ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر اسے دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا اور روایت ہے کہ جب منصور نے اسے قتل کر دیا تو اس کے پاس کھڑے ہو کر کہا اے ابو مسلم اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے ہم سے معاہدہ کیا ہم نے تجھ سے عہد کیا تھا تو نے ہم سے وفا کی اور ہم نے تجھ سے وفا کی اور ہم نے تجھ سے معاہدہ کیا تھا کہ جس نے ان ایام میں ہمارے خلاف بغاوت کی ہم اسے قتل کر دیں گے پس تو نے ہمارے خلاف بغاوت کی اور ہم نے تجھے قتل کر دیا اور ہم نے تیرے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے جو تو نے ہمارے متعلق فیصلہ کیا ہے کہتے ہیں کہ منصور نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے اے دشمن خدا ہمیں تیرا یہ دن دکھایا ہے یہ ابن جریر کا قول ہے اور منصور نے اس موقع پر کہا:

تو نے خیال کیا کہ قرض کا مطالبہ نہیں ہوگا مجرم کے باپ سے پورا ماپ لو' تجھے وہی پیالہ پلایا گیا ہے جو تو پلایا کرتا تھا۔ جو حلق میں ایلوے سے بھی زیادہ تلخ ہے۔

پھر منصور نے ابو مسلم کے قتل کے بعد لوگوں سے خطاب کیا اور کہا اے لوگو! پرندہائے نعمت کو ترک شکر سے نہ بھگاؤ ورنہ تم پر ناراضگی کا نزول ہوگا اور ائمہ کی خیانت کو نہ چھپاؤ بلاشبہ تم میں سے جو شخص کسی بات کو چھپاتا ہے وہ اس کی زبان کی لغزشوں اور چہرے کی اطراف اور اس کی نظر کے زاویوں سے ظاہر ہو جاتی ہے اور جب تک تم ہمارے حق کو پہچانو گے ہم تمہارے حق سے ہرگز ناواقف نہیں رہیں گے اور جب تک تم ہمارے احسان کو یاد کرتے رہو گے ہم تم سے حسن سلوک کرنا نہیں بھولیں گے۔ اور جس کے اس قمیص کے بارے میں ہم سے کشاکش کی ہم اس کی کھوپڑی کچل دیں گے حتیٰ کہ تمہارے آدمی درست ہو جائیں گے اور تمہارے عمال باز آ جائیں گے اور اس جاہل ابو مسلم نے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ جس نے ہماری بیعت توڑ دی اور ہم سے فریب کاری کی ہم اس کے خون کو مباح کر دیں گے' پس اس نے عہد شکنی اور خیانت کی اور فجور و کفر کا ارتکاب کیا' پس ہم نے اس کے لیے وہی فیصلہ کیا جو ہمارے لیے دوسروں کے متعلق کرتا تھا۔

بلاشبہ ابو مسلم کا آغاز اچھا اور انجام برا ہے اور اس نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس سے زیادہ ہمارے ذریعے لوگوں سے حاصل کیا ہے اور اس نے باطن کی قباحت کو اپنے ظاہر کے حسن پر ترجیح دی ہے اور ہم نے اس کی اندرونی خباثت اور فساد نیت کو جان لیا

Marfat.com

ہے اور اگر ہمیں ملامت کرنے والے کو اس کا علم ہو جاتا تو وہ ملامت نہ کرتا اور جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے اگر اسے معلوم ہوتا تو وہ ہمیں اس کے قتل میں معذور سمجھتا اور اس کے مہلت دینے پر ہمیں عتاب کرتا اور وہ مسلسل اپنے بیعت اور عہد کو توڑتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی سزا کو ہمارے لیے جائز کر دیا اور اپنے خون کو ہمارے لیے مباح کر دیا۔ پس ہم نے اس کے بارے میں حق کے نفاذ سے نہیں روکا اور نابغہ ذبیانی نے نعمان بن المنذر کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

''جس نے تیری اطاعت کی ہے اسے اس کی اطاعت کے مطابق نفع دے، قسم بخدا وہ راہ راست پر ہے اور جو تیری نافرمانی کرے اسے ایسی سزا دے جو ظالم کو روک دے اور ظلم پر نہ بیٹھ''۔

اور بیہقی نے حاکم سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے ابو مسلم کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ اچھا تھا یا حجاج؟ تو آپ نے فرمایا میں نہیں کہتا کہ ابو مسلم کسی سے اچھا تھا لیکن حجاج اس سے برا تھا اور بعض نے اسے اسلام پر متہم کیا ہے اور اس پر بے دینی کی تہمت لگائی ہے لیکن انہوں نے جو باتیں ابو مسلم کے متعلق بیان کی ہیں میں نے ان پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہیں دیکھی بلکہ یہ دیکھا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو اپنے گناہوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے ہیں اور عباسی حکومت کے قیام میں اس سے جو خونریزی ہوئی تھی اس سے اس نے توبہ کا ادعاء کیا ہے اور اللہ اس کے حال کو بہتر جانتا ہے۔

اور خطیب نے اس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں نے صبر کی چادر اوڑھ لی ہے اور گزارے کے مطابق روزی کو ترجیح دی ہے اور غموں سے معاہدہ کیا ہے اور تقدیرات واحکام سے بلندی میں مقابلہ کیا ہے حتیٰ کہ میں اپنے ارادے کی انتہاء کو پہنچ گیا اور میں نے اپنی خواہش کی انتہا کو پالیا پھر وہ کہنے لگا:

اور تو نے عزم اور پوشیدگی سے وہ بات حاصل کر لی ہے جس سے بنو مروان کے بادشاہ اکٹھے ہو کر بھی عاجز رہے ہیں
اور میں مسلسل انہیں تلوار سے مارتا رہا تو وہ ایسی نیند سے بیدار ہو گئے جو نیند ان سے پہلے لوگوں میں سے کسی نے نہیں لی تھی اور میں ان کے دیار میں ڈرتا ہوا چکر لگاتا رہا اور قوم اپنے ملک شام میں سوئی ہوئی تھی اور جو شخص درندوں کی زمین میں بکریاں چرائے اور ان سے غافل ہو جائے ان کے چرانے کی ذمہ داری شیر لے لیتا ہے۔

اور ابو مسلم ۷ شعبان ۱۳۷ھ کو بروز بدھ مدائن میں قتل ہوا اور بعض نے ۲۷ شعبان اور بعض ۲۶ شعبان اور بعض ۲۸ شعبان بیان کرتے ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے ظہور کی ابتداء رمضان ۱۲۸ھ میں ہوئی اور بعض نے ۱۲۷ھ بیان کی ہے اور بعض کا خیال ہے وہ بغداد میں ۱۴۰ھ میں قتل ہوا اور قائل کا یہ قول غلط ہے۔ بلاشبہ بغداد ابھی تک تعمیر ہی نہ ہوا تھا' جیسا کہ خطیب نے تاریخ بغداد میں بیان کیا ہے اور اس قول کو رد کیا ہے۔

پھر منصور' ابو مسلم کے اصحاب کی عطیات رغبت' خوف اور امارتوں سے دلجوئی کرنے لگا اور اس نے ابو اسحاق کو بلایا جو ابو مسلم کے معزز اصحاب میں سے تھا اور ابو مسلم کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور اس نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین خدا کی قسم میں آج کے سوا کبھی پرسکون نہیں ہوا اور جس روز بھی میں آپ کے پاس آیا خوشبو لگا کر اور اپنا کفن پہن کر آیا' پھر اس کے جسم کے ساتھ جو کپڑے تھے اس نے ہٹائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے اور کفن کی چادریں پہنے ہوئے

Marfat.com

ہے۔ پس منصور کو ترس آ گیا اور اس نے اسے رہا کر دیا۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابو مسلم نے اپنی جنگوں میں اور جو کچھ وہ بنو عباس کی حکومت کی خدمت کے لیے کرتا تھا اس میں چھ لاکھ آدمیوں کو باندھ کر قتل کیا اور اس کے علاوہ جو آدمی اس نے قتل کیے وہ اس سے الگ ہیں اور اس نے منصور سے جب کہ وہ اسے اس کے کاموں پر ملامت کر رہا تھا کہا یا امیر المومنین میری اس آزمائش کے بعد میں نے جو کچھ کہا ہے مجھ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا تو اس نے اسے کہا اے خبیث عورت کے [illegible] اگر تیری جگہ کوئی لونڈی ہوتی تو وہ اس کی ایک جانب کو کافی ہوتی تو نے جو کچھ کیا ہے ہماری حکومت اور ہماری قوت سے کیا ہے اگر یہ بات تیری طرف سے ہوتی تو تو چراغ کی بتی تک بھی نہ پہنچتا اور جب منصور نے اسے قتل کیا تو اسے ایک چادر میں لپیٹ دیا اور اس کا عضو عضو کٹا ہوا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے آ کر پوچھا یا امیر المومنین ابو مسلم کہاں ہے' اس نے کہا ابھی وہ یہیں تھا اس نے کہا یا امیر المومنین آپ اس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اس کے بارے میں امام ابراہیم کی رائے کو جانتے ہیں اس نے کہا اے بیوقوف خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ زمین میں اس سے بڑھ کر میرا دشمن ہو' دیکھو وہ اس بچھونے میں پڑا ہے اس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر منصور نے اسے کہا اللہ تیرے دل کو آزاد کرے کیا تمہیں ابو مسلم کے ساتھ کوئی مقام یا اقتدار یا امر و نہی حاصل تھا۔ پھر منصور نے سرکردہ امراء کو بلایا اور قبل اس کے کہ انہیں اس کے قتل کا علم' ان سے ابو مسلم کے قتل کے بارے میں مشورہ کرنے لگا' پس سب نے اس کے قتل کا مشورہ دیا اور ان میں سے جب کوئی بات کرتا وہ ابو مسلم کے خوف سے آہستہ کلام کرتا کہ اس تک بات نہ پہنچ پائے اور جب اس نے انہیں ان کے قتل کی اطلاع دی تو اس بات نے انہیں گھبرا دیا اور انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا پھر منصور نے لوگوں سے اس کے متعلق خطاب کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' پھر منصور نے ابو مسلم کی زبان سے ابو مسلم کے اموال وذخائر کے نائب کو خط لکھا کہ اس کے پاس جو اموال وذخائر اور جواہر موجود ہیں انہیں لے کر آ جائے اور خط پر ابو مسلم کی مکمل مہر لگا دی جو انگوٹھی کے نگینے پر مطبوع تھی' جب خازن نے اسے دیکھا تو اسے اس بارے میں شک ہوا اور ابو مسلم پہلے اپنے خازن کو کہہ چکا تھا کہ جب تیرے پاس میرا خط آئے تو اس پر نص نگینے کی مہر دیکھے تو جو کچھ اس میں لکھا ہو اس پر عمل کرنا اور میں اپنے خطوط پر اس کے نصف نگینے سے مہر لگاتا ہوں اور جب تیرے پاس مکمل مہر والا خط آئے تو اسے قبول نہ کرنا اور نہ اس پر عمل کرنا۔ پس اس موقع پر اس کے خازن نے منصور کے بھیجے ہوئے خط پر عمل نہ کیا تو منصور نے اس کے بعد اس کی طرف اس شخص کو بھیجا جس نے اس سے سب کچھ لے لیا اور خازن کو قتل کر دیا اور منصور نے ابو داؤد بن ابراہیم بن خالد کو خراسان کی امارت کا خط لکھ دیا جیسا کہ اس نے ابو مسلم کے عوض اس سے اس کا وعدہ کیا تھا۔

اور اس سال سنباز' ابو مسلم کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہوئے نکلا اور یہ سنباز مجوسی تھا جو قومس اور اصبہان پر متغلب ہو گیا تھا اور فیروز اصبہند کے نام سے موسوم تھا' ابو جعفر منصور نے اس کے مقابلہ میں جمہور بن مرار العجلی کی سرکردگی میں دس ہزار سواروں کا جیش بھیجا اور ہمدان اور ری کے درمیان جنگل میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی پس جمہور نے سنباذ کو شکست دی اور اس کے ساٹھ ہزار اصحاب کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اس کے ستر دن بعد اس نے سنباذ کو بھی قتل کر دیا اور ری میں ابو مسلم

کے جن اموال پر وہ قابض تھا انہیں لے لیا اور اسی طرح اسی سال ملبد بن حرملہ شیبانی نام ایک شخص نے جزیرہ میں ایک ہزار خوارج کے ساتھ بغاوت کی اور منصور نے اس کی طرف متعدد بڑے بڑے جیوش بھیجے جن سب نے اس سے شکست کھائی اور بھاگ اٹھے۔ پھر جزیرہ کے نائب حمید بن قحطبہ نے اس سے جنگ کی تو ملبد نے اسے بھی شکست دی اور حمید نے ایک قلعے میں قلعہ بند ہو کر اس سے اپنا بچاؤ کیا پھر حمید بن قحطبہ نے ایک لاکھ درہم پر اس سے مصالحت کر لی اور دراہم اسے دے دیئے اور ملبد نے انہیں قبول کر لیا اور اسے چھوڑ دیا۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا' یہ واقدی کا قول ہے اور منصور کا چچا موصل کا نائب تھا اور کوفہ کی نیابت پر عیسیٰ بن موسیٰ اور بصرہ کی نیابت پر سلیمان بن علی اور جزیرہ کی نیابت پر حمید بن قحطبہ اور مصر کی نیابت پر صالح بن علی اور خراسان کی نیابت پر ابوداؤد ابراہیم بن خالد اور حجاز کی نیابت پر زیاد بن عبداللہ مقرر تھے اور اس سال خلیفہ کے سنباذ کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے لوگوں کے لیے موسم گرما کی خوراک نہ رہی۔

اور اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر میں سے ابومسلم خراسانی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یزید بن ابی زیاد واحد شخص ہے جس نے اس کے بارے میں گفتگو کی جیسا کہ ہم نے التکمیل میں اس کا ذکر کیا ہے' واللہ سبحانہ اعلم۔

۱۳۸ھ

اس سال شام روم قسطنطین ملطیہ میں زبردستی داخل ہو گیا اور اس نے اس کی فصیل کو گرا دیا اور اس کے جن جانبازوں پر اس نے قابو پایا انہیں معاف کر دیا اور اس سال نائب مصر صالح بن علی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور شاہ روم نے ملطیہ کی جو فصیل بنائی تھی اسے گرا دیا اور اپنے بھائی عیسیٰ بن علی کو چالیس ہزار دینار دیئے اور اسی طرح اپنے بھتیجے عباس بن محمد بن علی کو چالیس ہزار دینار دیئے اور اس سال عبداللہ بن علی نے بیعت کی جسے ابومسلم نے شکست دی تھی اور وہ بصرہ بھاگ گیا تھا اور اپنے بھائی سلیمان بن علی کی پناہ لے لی تھی حتیٰ کہ اس نے اس سال خلیفہ کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا لیکن اسے بغداد کے قید خانے میں محبوس کر دیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور اس سال جمہور بن مرار العجلی نے خلیفہ منصور کو سنباذ کو شکست دینے اور ابومسلم کے اموال وذخائر پر قابض ہونے کے بعد معزول کر دیا اور اس کے دل میں یہ خیال پختہ ہو گیا کہ وہ اس پر قابو نہیں پا سکتا سو خلیفہ نے محمد اشعث خزاعی کو بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور اس نے جمہور کو شکست دی اور اس کے پاس جو اموال وذخائر تھے چھین لیے پھر انہوں نے اس کو مل کر قتل کر دیا اور اس سال ملبد خارجی خازم بن خزیمہ کے ہاتھوں آٹھ ہزار فوج میں مارا گیا اور ملبد کے اصحاب میں سے ایک ہزار سے زائد آدمی مارے گئے اور بقیہ شکست کھا گئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال فضل بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں وہی لوگ نائب تھے جو اس سال سے پہلے تھے۔

ایک قول کے مطابق اس سال وفات پانے والے اعیان میں زید بن واقد' العلاء بن عبدالرحمٰن اور لیث بن ابی سلیم شامل ہیں۔

Marfat.com

اور اس سال بنوامیہ میں سے الداخل کی خلافت بلاد اندلس میں قائم ہوئی اور وہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان ہاشمی ہے۔

میں کہتا ہوں وہ ہاشمی نہیں ہے' وہ بنوامیہ میں سے ہے اور اموی کے نام سے موسوم ہے۔ وہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے مقابلہ میں فرار ہو کر بلاد مغرب کو چلا گیا اور وہ اپنے بھگوڑے ساتھیوں کے ساتھ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو باہم یمانی اور مضری عصبیت پر جنگ کر رہے تھے اس نے اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں ان کی طرف مائل کر دیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور وہ ان کے ساتھ داخل ہو گیا اور اس نے بلاد اندلس کو فتح کیا اور ان پر قابض ہو گیا اور انہیں یوسف بن عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع فہری سے جو ان کا نائب تھا چھین لیا اور اسے قتل کر دیا اور عبدالرحمٰن نے قرطبہ میں سکونت اختیار کر لی اور ان شہروں میں اس کی خلافت اس سال سے لے کر ۱۷۲ھ تک قائم رہی اور اس سال میں اس نے وفات پائی اور اس کی حکومت ۳۴ سال چند ماہ رہی۔ پھر اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے چھ سال چند ماہ حکومت کی' پھر وہ مر گیا تو اس کے بعد الحکم بن ہشام نے ۲۶ سال حکومت کی' پھر وہ مر گیا' پھر اس کے بعد اس کے بیٹے عبدالرحمٰن بن الحکم نے ۳۳ سال حکومت کی اور مر گیا۔ پھر اس کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن بن الحکم نے ۲۶ سال حکومت کی۔ پھر اس کے بیٹے المنذر بن محمد' پھر اس کے بھائی عبدالرحمٰن بن محمد بن المنذر نے حکومت کی اور اس کا زمانہ حکومت ۳۰۰ھ کے بعد بھی رہا ہے۔ پھر اس حکومت کو زوال آ گیا' جیسا کہ ہم ابھی ان سالوں میں اور اس کے باشندوں کے زوال میں اس کا ذکر کریں گے انہوں نے بافراغت نعمتوں اور حسین و جمیل عورتوں میں کیسے زندگی گزاری' پھر یہ سال اور ان کے باشندے گویا وعدے کے وقت کے پابند تھے' گزر گئے پھر وہ خشک پتوں کی طرح ہو گئے جنہیں کمزور یا ور صبا خشک کر دیتی ہے۔

۱۳۹ھ

اس سال صالح بن علی نے ملطیہ کی تعمیر مکمل کی' پھر نئے طریق سے موسم گرم کی جنگ کی اور وہ بلاد روم میں دور تک چلا گیا اور اس کے ساتھ اس کی دونوں بہنوں ام عیسیٰ اور لبابہ نے بھی جنگ کی جو علی کی بیٹیاں تھیں اور ان دونوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنوامیہ کی حکومت جاتی رہی تو وہ خدا کی راہ میں جہاد کریں گی اور اس سال منصور اور شام روم کے درمیان قیدیوں کے چھڑانے کا معاہدہ ہوا اور اس نے بعض مسلمان قیدیوں کو چھڑایا پھر اس سال ۱۴۶ھ تک لوگوں کے لیے موسم گرما کی جنگ نہیں ہوئی' اس لیے کہ منصور' عبدالرحمٰن بن حسن کے دونوں بیٹوں کے معاملے میں مشغول تھا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حسن بن قحطبہ نے عبدالوہاب بن امام ابراہیم کے ساتھ ۱۴۰ھ میں موسم گرما کی جنگ کی۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال منصور نے مسجد الحرام کو وسیع کیا اور یہ سال نہایت سرسبز و شاداب تھا اور بعض کا قول ہے کہ یہ کام ۱۴۰ھ میں ہوا تھا اور اس سال منصور نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن علی اور اس کے اصحاب اپنی جانوں کے خوف سے روپوش ہو گئے اور منصور نے اپنے بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ کو پیغام بھیجا جس میں اسے عبداللہ بن علی کو اس

Marfat.com

کے پاس حاضر کرنے کی ترغیب دی۔ پس اس نے اسے اس کے اصحاب کے ساتھ بھیجا تو اس نے بعض کو قتل کر دیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو قید کر دیا اور اس کے بقیہ اصحاب کو خراسان کے نائب ابوداؤد کے پاس بھیج دیا' جس نے انہیں وہاں پر قتل کر دیا۔

اور اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال میں عمرو بن مجاہد یزید بن عبداللہ بن الہاد اور یونس بن عبید نے وفات پائی جو ایک عبادت گزار اور حسن بصری کا دوست تھا۔

۱۴۰ھ

اس سال فوج کے ایک دستے نے خراسان کے نائب ابوداؤد کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے انہیں دیکھا تو وہ اپنے سپاہیوں سے مدد مانگنے لگا کہ اس کے پاس آ جائیں اور اس نے دیوار کی ایک اینٹ کے ساتھ ٹیک لگائی جو ٹوٹ گئی تو وہ گر پڑا اور اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا اور اس نے پولیس سپرنٹنڈنٹ عاصم کو خراسان کا نائب بنایا حتیٰ کہ خلیفہ کی طرف سے اس کا امیر آ گیا اور وہ عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ازدی تھا اس نے بلاد خراسان کو قابو کر لیا اور امراء کی ایک جماعت کو قتل کر دیا کیونکہ اسے ان کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ آل علی بن ابی طالب کی خلافت کی دعوت دیتے ہیں اور دوسروں کو اس نے قیدی کر دیا اور ابوداؤد کے نائبین نے شکستہ اموال کا ان سے ٹیکس لیا۔

اور اس سال خلیفہ منصور نے ان لوگوں کو حج کروایا اس نے حیرہ سے احرام باندھا اور حج کے اختتام پر مدینہ واپس آ گیا۔ پھر بیت المقدس جا کر اس کی زیارت کی پھر شام کے راستے کوفہ گیا' پھر ہاشمیہ ہاشمیۃ الکوفہ گیا اور صوبوں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے۔ ہاں خراسان کا نائب وہ نہ تھا اس کا نائب ابوداؤد فوت ہو گیا تھا اور اس کا قائمقام عبدالجبار ازدی تھا۔

اور اس سال داؤد بن ابی ہند' ابوحازم سلمہ بن دینار' سہیل بن ابی صالح اور عمارہ بن غزیہ قیس اسکونی نے وفات پائی۔

۱۴۱ھ

اس سال رواندیہ پارٹی نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی' ابن جریر نے بحوالہ المدائنی بیان کیا ہے کہ وہ اصل میں خراسانی تھے اور وہ ابومسلم خراسانی کی رائے پر تھے اور وہ تناسخ کے قائل تھے اور ان کا خیال تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح عثمان بن نہیک کی طرف منتقل ہوئی ہے اور ان کا وہ رب جو انہیں کھلاتا پلاتا ابوجعفر منصور ہے اور الہیثم بن معاویہ جبریل ہے' اللہ ان کا بھلا کرے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ ایک روز وہ منصور کے محل میں آئے اور وہ اس کا طواف کرنے لگے اور کہنے لگے یہ ہمارے رب کا محل ہے' منصور نے ان کے رؤساء کو پیغام بھیجا اور اس نے ان میں سے دو سو آدمیوں کو قید کر لیا تو وہ اس بات پر غضبناک ہو گئے اور کہنے لگے تو انہیں کیوں قید کرتا ہے؟ پھر وہ اس چارپائی کی طرف گئے جس پر بادشاہ کو بیمار ہونے کے بعد اٹھاتے ہیں اور اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور اس پر کوئی شخص نہ تھا اور اس کے اردگرد جمع ہو گئے گویا وہ جنازہ کی مشایعت کر رہے ہیں اور وہ قید خانے کے دروازے کے پاس سے گزرے اور انہوں نے چارپائی کو پھینک دیا اور زبردستی قید خانے میں داخل ہو گئے اور ان کے اصحاب قید خانے میں تھے' انہیں باہر نکال لیا اور انہوں نے منصور کا قصد کیا اور وہ چھ سو کی تعداد میں تھے اور لوگوں نے ایک دوسرے کو

Marfat.com

آوازیں دیں اور شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے اور منصور محل سے پاپیادہ باہر نکلا' اس لیے کہ اسے سواری کے لیے کوئی جانور نہ ملا۔ پھر جانور لایا گیا تو اس پر سوار ہوا اور راوندیہ کی طرف گیا اور ہر جانب سے لوگ آئے اور معن بن زائدہ بھی آ گیا اور جب اس نے منصور کو دیکھا تو پاپیادہ ہو گیا اور منصور کے سواری کے جانور کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگا اے امیر المومنین! واپس ہو جایئے ہم آپ کو ان کے بارے میں کفایت کریں گے' مگر منصور نے انکار کیا اور اہل بازار نے ان کے پاس جا کر ان سے جنگ کی اور فوجیں ہر جانب سے آ کر ان کے گرد جمع ہو گئیں اور انہوں نے ان سب کا قلع قمع کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا اور انہوں نے عثمان بن نہیک کو دونوں کندھوں کے درمیان تیر مار کر زخمی کر دیا اور وہ کئی روز بیمار رہا پھر مر گیا اور خلیفہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کی قبر پر دفن ہونے تک کھڑا رہا اور اس کے لیے دعا کی اور اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو محافظوں کا امیر مقرر کیا اور یہ سب کچھ کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں ہوا۔

اور جب منصور اس روز راوندیہ کی جنگ سے فارغ ہو گیا تو اس نے آخر وقت میں لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی' پھر کھانا لایا گیا تو اس نے پوچھا معن بن زائدہ کہاں ہے؟ اور وہ کھانا کھانے سے رک گیا حتیٰ کہ معن بن زائدہ آ گیا اور اس نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا' پھر وہ ان لوگوں کے سامنے جو اس کے پاس موجود تھے اس کی اس تیز فہمی کی تعریف کرنے لگا جس کا نظارہ اس نے اس روز دیکھا تھا معن نے کہا یا امیر المومنین میں آیا تو میں خوفزدہ تھا اور جب میں نے آپ کو ان کی تحقیر کرتے اور ان پر دلیری کرتے دیکھا تو میرا دل مضبوط اور مطمئن ہو گیا اور میرا خیال بھی نہ تھا کہ کوئی شخص جنگ میں ایسے ہو سکتا ہے۔ یا امیر المومنین اس بات نے میرا حوصلہ بڑھا دیا' پس منصور نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس سے راضی ہوا اور اسے یمن کا امیر مقرر کر دیا اور اس سے قبل معن بن زائدہ گمنام تھا' اس لیے اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ المسوذہ سے جنگ کی تھی اور اسی دن وہ نمایاں ہوا اور جب خلیفہ نے اس کی سخت جنگ کو دیکھا تو اس سے راضی ہوا کہتے ہیں کہ منصور نے اپنے بارے میں کہا کہ میں نے تین باتوں میں غلطی کی ہے۔ میں نے ابو مسلم کو قتل کیا اور میں چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھا اور جب میں شام گیا تو اگر عراق میں دو تلواریں چل جاتیں تو خلافت جاتی رہتی اور راوَندیہ کی جنگ کے روز اگر مجھے کسی نامعلوم شخص کا تیر آ لگتا تو میں ضائع ہو جاتا اور یہ اس کی بہادری اور دانائی کی بات ہے۔

اور اس سال منصور نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد مقرر کیا' اور اسے مہدی کے نام سے پکارا اور اُسے خراسان کا امیر مقرر کیا' اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو وہاں سے معزول کر دیا' اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے خلیفہ کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا تھا' پس منصور نے ابوایوب کاتب الرسائل کے پاس اس کا ذکر کیا' تو اس نے کہا' یا امیر المؤمنین! اُسے لکھیے کہ وہ خراسان سے ایک بہت بڑی فوج' رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیج دے' اور جب وہ لوگ چلے جائیں تو آپ جس کو مناسب سمجھیں' اس کے مقابلہ میں بھیج دیں۔ پس انھوں نے بلادِ خراسان سے اُسے ذلیل کر کے نکال دیا۔ اور منصور نے اسے یہ بات لکھ بھیجی' تو اس نے واپسی جواب دیا کہ بلادِ خراسان میں ترکوں نے فساد مچایا ہوا ہے' اور جب یہاں سے فوج باہر جائے گی تو اس کے بارے میں خوف پیدا ہو جائے گا اور اس کا معاملہ بگڑ جائے گا۔

Marfat.com

منصور نے ابوایوب سے کہا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اسے لکھئے' بلاشبہ بلاد خراسان دوسروں کی نسبت مسلمانوں کی سرحدوں کے لیے کمک کے زیادہ حق دار ہیں اور میں نے تیری طرف افواج کو روانہ کر دیا ہے تو اس نے منصور کو لکھا بلاشبہ اس سال خراسان کو خوراک کی تنگی ہے اور جب یہاں فوج آئے گی تو وہ بلاد خراسان کو خراب کر دے گی' خلیفہ نے ابوایوب سے کہا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا' یا امیر المومنین اس شخص نے اپنا پہلو واضح کر دیا ہے اور بے حیا ہو گیا ہے' آپ اس سے بحث نہ کریں اس وقت منصور نے اپنے بیٹے محمد مہدی کو ری میں قیام کرنے کے لیے بھیجا اور مہدی نے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے ہراول کے طور پر عبدالجبار کے پاس بھیجا اور وہ مسلسل اسے اور اس کے ساتھیوں کو فریب دیتا رہا حتیٰ کہ اس کے ساتھی بھاگ گئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اونٹ پر بٹھا دیا اور اس کا منہ اس کی دم کی طرف کر دیا اور وہ اسی طرح اسے شہر میں پھراتے رہے حتیٰ کہ اسے منصور کے پاس لے آئے اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور اس کے اہل کی ایک جماعت بھی تھی' پس منصور نے اسے قتل کر دیا اور اسکے بیٹے اور اس کے ساتھیوں کو یمن کی حد پر جزیرہ کی طرف بھجوا دیا' اسکے بعد ہنود نے انہیں قیدی بنا لیا۔ پھر ان میں سے بعض مر گئے اور مہدی خراسان کا نائب مقرر ہو گیا اور اس کے باپ نے اسے طبرستان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ نیز یہ کہ وہ اصبہذ کے ساتھ اپنی فوجوں کے ساتھ جنگ کرے' اور اس نے اسے ایک فوج سے مدد دی جس کا سالار عمر بن العلاء جو سب لوگوں سے بڑھ کر طبرستان سے جنگ کرنے کا ماہر تھا اور اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے:

متہم شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اور اگر تو خلیفہ کے پاس اس کا خیر خواہ بن کر جائے تو اسے کہنا جب دشمنوں کی جنگیں تجھے بیدار کریں تو عمر کو ان کے لیے بیدار کر دے پھر سوچا وہ ایسا جوان ہے جو گھوڑے پر نہیں سوتا اور خون کا پانی پیتا ہے۔

اور جب طبرستان میں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے کھڑی ہوئیں تو انہوں نے اسے فتح کر لیا اور اصبہذ کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے اس کے قلعہ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا تو اس نے جو کچھ بھی اس میں ذخائر تھے اس پر ان سے مصالحت کر لی اور مہدی نے یہ بات اپنے باپ کو لکھ بھیجی اور اصبہذ بلاد دیلم میں چلا گیا اور وہیں مر گیا اور اسی طرح انہوں نے ترکوں کے بادشاہ المضمغان کو بھی شکست دی اور بہت سے بچوں کو قیدی بنا لیا۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح ہے۔

اور اسی سال جبریل بن یحییٰ خراسانی کے ہاتھوں المصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی اور اسی سال محمد بن امام ابراہیم نے بلاد ملطیہ میں پڑاؤ کیا اور اسی سال میں منصور نے زیاد بن عبیداللہ کو حجاز کی امارت سے معزول کیا اور محمد بن خالد القسری کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور وہ جب مدینہ آیا تو الہیثم بن معاویہ العکی کو مکہ اور طائف کا امیر مقرر کیا اور اسی سال میں منصور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس موسیٰ بن کعب نے وفات پائی اور مصر کا امیر وہی تھا جو اس سے پہلے سال تھا۔ پھر اس نے محمد بن اشعث کو مصر کا امیر مقرر کیا' پھر اسے وہاں سے معزول کر دیا اور نوفل بن انفراث کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال قنسرین' حمص اور دمشق کے نائب صالح بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور بقیہ بلاد میں وہی امیر تھے جن کا ہم نے اس سے پہلے سال میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال ایک قول کے مطابق ابان بن تغلب' موسیٰ بن عقبہ صاحب المغازی اور ابواسحاق شیبانی نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

۱۴۲ھ

اس سال سندھ کے نائب عیینہ بن موسیٰ بن کعب نے خلیفہ کو معزول کر دیا تو خلیفہ نے عمر بن حفص بن ابی صغرہ کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے فوج روانہ کی اور اسے ہند اور سندھ کا امیر مقرر کیا۔ پس عمر بن حفص نے اس سے جنگ کی اور اسی سرزمین میں اسے مغلوب کر کے اس سے سندھ کو حاصل کر لیا اور اسی سال میں اصبہذ نے طبرستان کا وہ عہد توڑ دیا جو اس کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا' اور طبرستان میں جو لوگ موجود تھے ان کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا' خلیفہ نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کے ساتھ اس کے مقابلہ میں فوج روانہ کی اور منصور کا غلام مرزوق ابوالخصیب بھی ان کے ساتھ تھا' پس انہوں نے طویل مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اور جب اس قلعہ کی فتح نے جس میں وہ موجود تھا نہیں درماندہ کر دیا تو انہوں نے اس کے خلاف تدبیر کی اور وہ یہ کہ ابوالخصیب نے کہا مجھے مارو اور میرا سر اور داڑھی مونڈ دو' انہوں نے ایسے ہی کیا تو وہ مسلمانوں سے ناراض ہو کر اس کے پاس گیا کہ انہوں نے اسے مارا ہے اور اس کی داڑھی مونڈھی ہے' وہ قلعے میں داخل ہوا تو اصبہذ اس کی آمد سے خوش ہوا اور اس کا اعزاز واکرام کیا اور اسے اپنے قریب کیا اور ابوالخصیب اس کی خیر خواہی اور خدمت کا اظہار کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے فریب دے دیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کر لیا اور اس نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جو قلعہ کے کھولنے اور بند کرنے کے منتظم تھے اور جب اس نے یہ کامیابی حاصل کر لی تو اس نے مسلمانوں سے خط وکتابت کی اور انہیں بتایا کہ فلاں رات کو وہ ان کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دے گا۔ پس تم دروازے کے نزدیک آ جانا حتیٰ کہ میں اسے تمہارے لیے کھول دوں گا اور جب وہ رات آئی تو اس نے ان کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دیا تو وہ اندر داخل ہو گئے اور اس میں جو جانباز موجود تھے انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اصبہذ زہر آلود انگوٹھی چوس کر مر گیا اور اس روز جو لوگ قیدی بنائے گئے ان میں ام منصور بن المہدی اور ام ابراہیم المہدی بھی شامل تھیں جو بادشاہوں کی خوبصورت بیٹیوں میں سے تھیں۔

اور اس سال منصور نے اہل بصرہ کے لیے ان کا وہ قبلہ تعمیر کیا جس کے پاس جبان میں وہ نماز پڑھتے تھے اور اس کی تعمیر کا منتظم' فرات اور ابلہ کا نائب سلمہ بن سعید بن جابر تھا اور منصور نے ماہ رمضان کے روزے بصرہ میں رکھے اور لوگوں کو اسی عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھائی اور اسی سال میں منصور نے نوفل بن الفرات کو مصر کی امارت سے معزول کر دیا اور حمید بن قحطبہ کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال اسماعیل بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا اور بصرہ کے نائب سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ۲۳ جمادی الآخرہ کو ہفتہ کے روز ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے بھائی عبدالصمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس نے اپنے باپ اور عکرمہ اور ابو بردہ بن ابوموسیٰ سے روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے' جس میں اس کے بیٹے جعفر اور محمد اور زینب اور اصمعی بھی شامل ہیں' روایت کی ہے اور بیس سال کی عمر میں اس کے بال سفید ہو گئے تھے اور وہ اس عمر میں سفیدی کی وجہ سے اپنی داڑھی کو خضاب لگاتا تھا اور وہ بڑا شریف' سخی اور قابل تعریف آدمی تھا اور وہ ہر سال عرفہ کی شام کو ایک سو جانوں کو آزاد کرتا تھا اور وہ بنو ہاشم اور دیگر

Marfat.com

قریش اور انصار کو پانچ کروڑ تک عطیات دیتا تھا۔

ایک روز اس نے اپنے محل سے دیکھا کہ عورتیں بصرہ کے ایک گھر میں سوت کات رہی ہیں جونہی اس نے ان کی طرف دیکھا تو اتفاق سے ان میں سے ایک عورت نے کہا اگر امیر ہماری طرف دیکھے اور ہمارے حال سے مطلع ہو تو ہمیں سوت کاتنے سے بے نیاز کر دے۔ پس وہ جلدی سے اٹھ کر اپنے محل میں گھومنے لگا اور اپنی بیویوں کے زیورات جو سونے اور جواہرات وغیرہ سے بنے ہوئے تھے اکٹھے کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے ان سے ایک بہت بڑا رومال بھر لیا' پھر اس نے ان عورتوں کی طرف لٹکا دیا اور ان پر بہت سے دراہم ودنانیر بھی نچھاور کئے اور ان میں سے ایک عورت خوشی کی شدت سے مر گئی تو اس نے اس کی دیت دی اور اس نے ان زیورات اور دراہم ودنانیر کا جو تر کہ چھوڑا وہ اس کے وارثوں کو دیا اور سفاح کے زمانے میں اس نے حج کی امارت کی اور منصور کے زمانے میں بصرہ کا امیر بنا اور وہ بنو عباس کے نیک لوگوں میں سے تھا اور وہ اسماعیل' داؤد' صالح' عبدالصمد' عبداللہ' عیسیٰ اور محمد کا بھائی تھا اور سفاح اور منصور کا چچا تھا۔

اور ایک قول کے مطابق اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں خالد الحذاء' عاصم احول اور عمرو بن عبید القدری شامل ہیں اور وہ عمرو بن عبید بن ثوبان ہے جسے ابن کیسان بھی کہا جاتا ہے یہ التیمی ہے اور ان کا آقا ابوعثمان بصری تھا جو اصل میں ایرانی تھا اور قدریہ اور معتزلہ کا شیخ تھا' اس نے حسن بصری' عبیداللہ بن انس' ابوالعالیہ اور ابوقلابہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور اس سے الحمادان اور سفیان بن عیینہ اور اعمش اور یہ اس کے ہمسروں میں سے تھا اور عبدالوارث اور ہارون بن موسیٰ اور یحییٰ القطان اور یزید بن زریع نے روایت کی ہے' حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ یہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت کی جائے۔

اور علی بن المدینی اور یحییٰ ابن معین نے کہا ہے کہ یہ کچھ چیز نہیں اور ابن معین نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہ ایک برا شخص تھا اور ان دہریوں میں سے تھا جو کہتے ہیں کہ لوگ کھیتی کی مانند ہیں اور الفلاس نے اسے متروک اور بدعتی کہا ہے اور یحییٰ القطان ہمارے پاس اس سے روایت کرتا تھا پھر اس نے اسے ترک کر دیا اور ابن مہدی اس سے روایت نہیں کرتا تھا اور ابوحاتم نے اسے متروک کہا ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں۔

اور شعبہ نے بحوالہ یونس بن عبید بیان کیا ہے کہ عمرو بن عبید حدیث کے بیان میں کذب بیانی کرتا تھا اور حماد بن سلمہ نے کہا ہے کہ مجھے حمید نے بتایا ہے اس سے روایت نقل نہ کرو وہ حضرت حسن بصری پر جھوٹ بولا کرتا تھا اور یہی کچھ ایوب' عوف اور ابن عون نے بیان کیا ہے اور ایوب نے بیان کیا ہے کہ میں عقلی طور پر اسے عادل قرار نہیں دیتا اور مطر الوراق نے کہا ہے خدا کی قسم میں اسے کسی بات پر سچا نہیں سمجھتا اور ابن المبارک نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس کی حدیث کو اس لیے چھوڑا ہے کہ وہ قدر کی دعوت دیا کرتا تھا اور کئی آئمہ جرح وتعدیل نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور دوسروں نے اس کی عبادت اور زہد وتقشف کی تعریف کی ہے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا ہے جب تک بدعت نہ کرے یہ نوجوان قراء کا سردار ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے خدا کی قسم یہ سخت بدعتی تھا اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ متقی اور عبادت گزار تھا یہاں تک کہ اس نے بدعتیں ایجاد کیں اور وہ اور اس کے ساتھی جماعت حضرت حسن کی مجلس سے الگ ہو گئے تو انہوں نے ان کا نام معتزلہ رکھ دیا اور

Marfat.com

وہ صحابہؓ کو گالیاں دیتا تھا اور حدیث کے بیان میں وہماً نہ کہ عمداً جھوٹ بولتا تھا اور اس سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ اگر آج لوح محفوظ ہیں ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے ہیں تو اس سے ابن آدم پر حجت نہیں ہو سکتی اور اس کے سامنے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ صادق ومصدوق نے ہم سے بیان کیا کہ بلاشبہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز اکٹھی رہتی ہے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے اس کے رزق' اجل' عمل اور شقی اور سعید ہونے کا' اس نے کہا اگر میں اعمش کو اسے روایت کرتے سنتا تو میں اس کی تکذیب کرتا اور اگر میں اسے زید بن وہب سے سنتا تو میں اسے پسند نہ کرتا اور اگر میں اسے حضرت ابن مسعودؓ سے سنتا تو اسے قبول نہ کرتا۔ اور اگر میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تو اسے رد کر دیتا۔ اور اگر میں اسے اللہ کو بیان کرتے سنتا تو میں کہتا تو نے ہم سے اس پر میثاق نہیں لیا اور یہ بہت بڑا کفرے اور اگر اس نے یہ بات کہی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اگر اس کے متعلق جھوٹ بولا گیا ہے تو جس شخص نے اس پر افتراء کیا ہے اسے وہ سزا ملے جس کا وہ مستحق ہے اور حضرت عبداللہ بن المبارک نے کہا ہے:

اے علم کے طلبگار! حماد بن زید کے پاس آیا اور بردباری بے علم حاصل کر' پھر اسے بیڑیاں ڈال اور بدعت کو چھوڑ دے

اور جو عمرو بن عبید کے آثار میں سے ہے۔

اور ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ عمرو اپنے تقشف سے لوگوں کو فریب دیتا تھا اور وہ مذموم اور نہایت ضعیف الحدیث اور اعلانیہ بدعتی تھا۔

اور دار قطنی نے بیان کیا ہے کہ وہ ضعیف الحدیث تھا اور خطیب بغدادی نے کہا ہے اس نے حضرت حسن بصری کی ہم نشینی کی اور آپ کی صحبت کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔ پھر واصل بن عطاء نے اسے اہل سنت کے مذہب سے ہٹا دیا اور اس نے قدر کی بات کی اور اس کی دعوت دی اور اصحاب الحدیث سے الگ ہو گیا اور اس کا ایک راستہ تھا اور وہ زہد کا اظہار کرتا تھا۔

کہتے ہیں کہ وہ اور واصل بن عطاء ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے اور بخاری نے بیان کیا ہے کہ عمرو نے ۱۴۲ھ یا ۱۴۳ھ میں مکہ کے راستے میں وفات پائی ہے اور عمرو کو ابو جعفر منصور کے ہاں مرتبہ حاصل تھا اور منصور اس بات سے محبت کرتا تھا اور اس کی تعظیم کرتا تھا کیونکہ وہ منصور کے پاس قراء کے ساتھ جاتا تھا اور منصور انہیں عطیات دیتا تو وہ لے لیتے اور عمرو اس سے کچھ نہ لیتا اور وہ اس سے مطالبہ کرتا کہ وہ بھی اپنے اصحاب کی طرح عطیے کو قبول کرے مگر وہ اس سے قبول نہ کرتا اور وہ یہ بات تھی جس سے وہ منصور کو دھوکہ دیتا اور اس سے اپنے حال کو چھپاتا تھا کیونکہ منصور بخیل تھا اور اسے اس کی یہ بات پسند آتی تھی اور وہ شعر پڑھتا:

''تم سب آہستگی سے چلتے ہو اور عمرو بن عبید کے سوا سب شکار کے طالب ہو''۔

اور اگر منصور غور کرتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ ان قراء میں سے ہر ایک روئے زمین کے لوگوں سے بہتر تھا عمرو بن عبید جیسے شخص کا زہد' نیکی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلاشبہ ایک راہب کے پاس اس قدر زہد ہوتا ہے کہ جس کی عمرو طاقت ہی نہیں رکھتا اور نہ اس کے زمانے کے بہت سے مسلمانوں کو اس کی طاقت تھی۔

اور ہم نے بحوالہ اسماعیل بن خالد القعنبی روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حسن بن جعفر کو عبادان میں وفات

Marfat.com

پانے کے بعد خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے کہا ایوب' یونس اور ابن عون جنت میں ہیں۔ میں نے پوچھا اور عمرو بن عبید؟ اس نے کہا دوزخ میں ہے۔ پھر اس نے اسے دوبارہ دیکھا اور وہ تیسری بار روایت کرتا ہے کہ وہ اس سے پوچھتا اور وہ اسے اسی طرح جواب دیتا اور اس کے متعلق بہت برے خواب دیکھے گئے ہیں اور ہمارے شیخ نے اپنی کتاب التہذیب میں اس کے حالات کو طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ہم نے اس کے مفہوم کا خلاصہ اپنی کتاب ''کتاب التکمیل'' میں بیان کیا ہے اور ہم نے یہاں پر اس کے کچھ حالات کی طرف اشارہ کیا ہے تاکہ حقیقت معلوم ہو جائے اور کوئی اس سے دھوکہ نہ کھائے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۳ھ

اس سال منصور نے لوگوں کو دیلم کے ساتھ جنگ پر برانگیختہ کیا کیونکہ انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا اور اس نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو حکم دیا کہ ان میں سے جو شخص دس ہزار یا اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہے وہ فوج کے ساتھ دیلم کے مقابلہ میں چلا جائے تو اس پکار کا بے شمار لوگوں نے جواب دیا اور اور اس سال کوفہ اور اس کے مضافات کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حجاج الصواف' حمید بن رویۃ الطویل اور سلیمان بن طرخان تیمی نے وفات پائی اور ہم نے اس سے پہلے سال میں اس کا ذکر کیا ہے اور ایک قول کے مطابق عمرو بن عبید نے بھی وفات پائی اور صحیح قول کے مطابق لیث بن ابی سلیم اور یحییٰ بن سعید نے وفات پائی ہے۔

۱۴۴ھ

اس سال محمد بن ابوالعباس سفاح اپنے چچا منصور کے حکم سے کوفہ' بصرہ' واسط' موصل اور جزیرہ کی افواج کے ساتھ دیلم کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال میں محمد مہدی بن جعفر منصور بلاد خراسان سے اپنے باپ کے پاس آیا اور اپنی عم زادی رابطہ بنت سفاح کو حیرہ لایا اور اس سال ابوجعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور حیرہ اور عسکر پر خازم بن خزیمہ کو نائب مقرر کیا اور رباح بن عثمان مزنی کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور محمد بن خالد القسری کو وہاں سے معزول کر دیا اور ۱۴۴ھ کے حج میں لوگوں نے کعبہ کے راستے میں ابوجعفر منصور کا استقبال کیا اور استقبال کرنے والوں میں عبداللہ بن محمد بن حسین ابی طالب بھی شامل تھے۔ منصور نے انہیں اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا پھر ان کے ساتھ بڑی توجہ سے گفتگو کرنے لگا حتیٰ کہ منصور کو اپنا صبح کا عمومی ناشتہ بھی یاد نہ رہا اور اس نے اس سے اس کے دونوں بیٹوں ابراہیم اور محمد کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دونوں لوگوں کے ساتھ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ جو عبداللہ بن حسن نے اسے حلفاً بتایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ دونوں خدا کی زمین میں کہاں چلے گئے ہیں اور اس نے یہ سچ کہا تھا اور یہ معاملہ اس وجہ سے ہوا کہ مروان الحمار کی حکومت کے آخر میں اہل حجاز کی ایک جماعت نے محمد بن عبداللہ بن حسن کی بیعت خلافت کر لی تھی اور اس نے مروان کو معزول کر دیا تھا اور اس کی بیعت خلافت کرنے والوں میں ابوجعفر منصور بھی شامل تھا اور یہ بات بنوعباس کی طرف خلافت کے منتقل ہونے سے پہلے کی ہے' پس ابوجعفر منصور خلیفہ بن گیا تو محمد بن عبداللہ بن حسن اور اس کا بھائی

ابراہیم اس سے بہت خوفزدہ ہوگئے اس لیے کہ منصور کو ان دونوں کے متعلق وہم ہوگیا تھا کہ وہ اس کے خلاف اسی طرح بغاوت کریں گے جیسے انہوں نے مروان کے خلاف بغاوت کا ارادہ کیا تھا اور منصور نے جو وہم کیا تھا اس میں پھنس گیا اور وہ دونوں دور دراز علاقوں میں بھاگ کر یمن کی طرف چلے گئے' پھر ہند میں آ کر روپوش ہوگئے تو حسن بن یزید نے ان کی جگہ کے متعلق بتا دیا تو وہ کسی دوسری جگہ بھاگ گئے' حسن بن یزید نے اس کا پتہ کر کے ان دونوں کے متعلق بتایا تو پھر ایسے ہی ہوا اور وہ منصور کے ہاں ان دونوں کی عداوت پر قائم رہا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ ان دونوں کے پیروکاروں میں سے تھا اور منصور نے ہر طریق سے ان کو حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اسے اس کا اتفاق نہ ہوا اور اب تک ایسا اتفاق نہیں ہوا اور جب اس نے ان کے باپ سے ان کے متعلق پوچھا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ اسے معلوم نہیں کہ وہ خدا کی زمین میں کس جگہ پر ہیں۔ پھر منصور نے عبداللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کی تلاش کے بارے میں اصرار کیا تو عبداللہ کو اس سے غصہ آ گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم! اگر وہ دونوں میرے پاؤں کے نیچے ہوں تو بھی میں تجھے ان کے متعلق نہیں بتاؤں گا۔

منصور نے غصے ہو کر اس کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ نیز اس کے غلاموں اور اموال کو بھی فروخت کرنے کا حکم دے دیا اور وہ تین سال قید خانے میں رہا اور لوگوں نے منصور کو مشورہ دیا کہ وہ سب بنو حسن کو قید کر دے تو اس نے انہیں قید کر دیا اور اس نے محمد اور ابراہیم کی تلاش میں بڑی تگ ودو کی اور یہ اور وہ دونوں اکثر سالوں میں حج میں حاضر ہوتے رہے اور وہ دونوں اکثر اوقات مدینہ میں چھپے رہتے اور ان دونوں کے متعلق چغل خوروں میں سے کسی کو پتہ نہ چلا۔ وللہ الحمد' اور منصور مدینہ کے نائب کو معزول کرتا اور دوسرے کو اس کی جگہ نائب مقرر کرتا اور اسے ان دونوں کے پکڑنے اور تلاش کرنے کی ترغیب دیتا اور اس نے ان دونوں کی تلاش میں اموال کو خرچ کیا اور جو وہ چاہتا تھا تقدیر الٰہی نے اس کو اس سے عاجز کر دیا۔

اور منصور کے امراء میں سے ایک امیر کو ابوالعساکر خالد بن حسان نے ان دونوں سے ان کے مقابلہ میں اتفاق کیا اور انہوں نے ایک حج میں صفا اور مروہ کے درمیان منصور کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن حسن نے انہیں اس قطعہ زمین کے شرف کی وجہ سے روک دیا اور منصور کو اس کی اطلاع ملی اور اس امیر نے ان دونوں کی جو مدد کی تھی اس کا بھی پتہ چل گیا تو اس نے اسے سزا دی حتیٰ کہ اس نے اعتراف کیا کہ انہوں نے اسے اچانک قتل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی تھی' اس نے پوچھا تمہیں کس نے اس بات سے روکا؟ تو اس نے کہا عبداللہ بن حسن نے ہمیں اس بات سے روکا تھا۔ خلیفہ نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ زمین میں روپوش ہوگیا اور ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔

اور منصور نے اپنے ان صاحب الرائے امراء اور وزراء سے مشورہ لیا جو عبداللہ بن حسن کے دونوں بیٹوں کے معاملے کو جانتے تھے اور اس نے جاسوسوں اور متلاشیوں کو شہروں میں بھیجا' مگر انہیں ان دونوں کے متعلق کوئی خبر نہ ملی اور ان کا کوئی نام ونشان نہ ملا اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے اور محمد بن عبداللہ بن حسن نے اپنی ماں کے پاس آ کر کہا اے میری ماں مجھے اپنے باپ اور چچاؤں پر رحم آ گیا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنا ہاتھ ان لوگوں کے ہاتھ پر رکھ دوں تا کہ اپنے اہل کو آرام دوں۔ سو اس کی ماں قید خانے کی طرف گئی اور ان کے سامنے وہ بات پیش کی جو اس کے بیٹے نے کہی تھی وہ کہنے لگے نہیں یہ کوئی عزت کی بات

Marfat.com

نہیں بلکہ ہم اس کے معاملہ میں صبر کریں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں بھلائی کا دروازہ کھول دے اور ہم صبر کریں گے اور ہم اللہ کے فضل سے کشادگی حاصل کریں گے چاہے وہ ہم پر کشادگی کرے یا تنگی کرے اور اس معاملے میں سب نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ رحمہم اللہ۔

اور اسی سال میں آل حسن کو مدینہ کے قید خانے سے عراق کے قید خانے میں منتقل کیا گیا اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں اور گردنوں میں طوق پڑے ہوئے تھے اور ابو جعفر منصور کے حکم سے انہیں بیڑیاں ڈالنے کی ابتداء ربذہ سے ہوئی اور اس نے ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ عثمانی کو بھی تکلیف دی اور وہ عبداللہ بن حسن کا ماں جایا بھائی تھا اور اس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے ساتھ شادی شدہ تھی اور وہ تھوڑے دنوں سے حاملہ تھی' خلیفہ نے اسے بلا کر کہا اگر تو مجھ سے فریب نہ کرے تو میں نے طلاق وعتاق کی قسم کھائی ہے اور یہ تیری بیٹی حاملہ ہے' اور اگر وہ اپنے خاوند سے حاملہ ہوئی ہے تو تجھے اس کے متعلق علم ہے اور اگر وہ کسی اور سے حاملہ ہے تو تو دیوث ہے۔ عثمان نے اسے ایسا جواب دیا جس نے اسے برافروختہ کر دیا' پس اس کے حکم سے اس کے کپڑے اتارے گئے تو اس کا جسم صاف چاندی کی طرح تھا۔ پھر اس نے اسے اپنے سامنے ڈیڑھ سو کوڑا مارا۔ جن میں سے تیس کوڑے اس کے سر پر مارے جن میں سے ایک اس کی آنکھ پر لگا جس سے وہ پھوٹ گئی۔ پھر اس نے قید خانے میں واپس بھیج دیا اور وہ مار کی نیلاہٹ اور جلد کے اوپر خون کے جم جانے کے باعث ایک سیاہ غلام کی مانند ہو گیا اور اس نے اسے اس کے ماں جائے بھائی عبداللہ بن حسن کے پہلو میں بٹھا دیا اور اس نے پانی مانگا تو کسی نے اسے پانی پلانے کی جسارت نہ کی حتیٰ کہ خراسانی نے اسے پانی پلایا جو ان جلادوں میں سے جو ان پر مقرر کئے گئے تھے۔ پھر منصور اپنے ہودج پر سوار ہوا اور انہیں تنگ محملوں میں سوار کیا گیا اور یہ بیڑیاں اور طوق بھی پہنے ہوئے تھے۔

منصور اپنے ہودج میں ان کے پاس سے گزرا تو عبداللہ بن حسن نے اسے آواز دی' اے ابو جعفر قسم بخدا ہم نے معرکہ بدر کے روز تمہارے قیدیوں سے یہ سلوک نہیں کیا تھا' اس نے اس بات سے منصور کو ذلیل کر دیا اور اسے یہ بات گراں گزری اور اس نے ان سے اعراض کیا اور جب وہ عراق پہنچے تو انہیں ہاشمیہ میں قید کر دیا گیا اور ان میں محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بھی تھا۔ اور وہ خوبصورت جوان تھا اور لوگ اس کے حسن وجمال کو دیکھتے جاتے تھے اور اسے زرد دیباج کہا جاتا تھا۔ منصور نے اسے اپنے سامنے بلایا اور اسے کہا میں تجھے ایسے قتل کروں گا کہ میں نے کسی کو اس طرح قتل نہ کیا ہوگا۔ پھر اس نے اسے دو ستونوں کے درمیان لٹکا دیا اور اسے بند کر دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا' پس منصور پر اللہ کا وہ عذاب اور لعنت ہو جس کا وہ مستحق ہے اور ان میں سے بہت سے آدمی قید خانے میں ہلاک ہو گئے' حتیٰ کہ منصور کے مرنے کے بعد انہیں رہائی ملی' جیسا کہ ہم ابھی اسے بیان کریں گے اور قید خانے میں ہلاک ہونے والوں میں سے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب اور زیادہ مشہور بات یہ ہے کہ انہیں باندھ کر قتل کیا گیا ہے اور ان کے بھائی ابراہیم بن حسن وغیرہ شامل ہیں اور ان میں سے کم ہی قید خانے سے باہر نکلے اور منصور نے انہیں ایسے قید خانے میں رکھا جس میں وہ اذان نہیں سنتے تھے اور انہیں صرف تلاوت سے نماز کا وقت معلوم ہوتا تھا۔

پھر اہل خراسان نے محمد بن عبداللہ عثمانی کے بارے میں سفارش بھیجا تو اس نے ان کے متعلق حکم دیا اور اسے قتل کر کے اس کا

سراہل خراسان کے پاس بھیج دیا' اللہ اسے جزائے خیر دے اور محمد بن عبداللہ عثمانی پر رحم فرمائے۔

اور وہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان اموی' ابوعبداللہ المدنی تھا جو اپنی خوبروئی کے باعث دیباج کے نام سے مشہور تھا اور اس کی ماں فاطمہ بنت حسین بن علی تھا اس نے اپنے باپ اور ماں اور خارجہ بن زید اور طاؤس اور ابوالزناد اور زہری اور نافع وغیرہ سے حدیث روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور نسائی اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور وہ عبداللہ بن حسن کا ماں جایا بھائی تھا اور اس کی بیٹی رقیہ اس کے بھتیجے ابراہیم بن عبداللہ کی بیوی تھی اور وہ خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھی اور اس کی وجہ سے ابوجعفر منصور نے اس سال اسے قتل کیا اور وہ شریف' سخی اور قابل تعریف آدمی تھا' زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عباس السعدی نے مجھے ابوزجرۃ السعدی کے اشعار سنائے وہ اس کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے:

''ہم نے قریش میں سے ایک نوجوان کو خلیفہ اور رسول کے درمیان خالص سفید پایا' بزرگی یہاں اور وہاں سے تیرے پاس آئی ہے اور تو اس کے لیے سیلابوں کے ٹکرانے کی جگہ پر ہے' بزرگی کے لیے تیرے سوا کوئی شبستان نہیں اور نہ اس کے لیے تیرے سوا کوئی قیلولہ کرنے کی جگہ ہے اور وہ تیرے پیچھے اسے تلاش کرنے نہیں جائے گی اور نہ وہ تیرا بدل قبول کرنے والی ہے''۔

۱۴۵ھ

اس سال جو واقعات ہوئے ان میں محمد بن عبداللہ بن حسن کا مدینہ میں اور اس کے بھائی ابراہیم کا بصرہ میں خروج کرنا ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے انشاء اللہ۔

محمد نے ابوجعفر منصور کے اپنے اہل نبی حسن کو مدینہ سے عراق لے جانے کے بعد اس حالت میں خروج کیا کہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس نے انہیں ایک بڑے مقام پر قید کر دیا جس میں وہ اذان نہ سنتے تھے اور نہ ہی انہیں اذکار و تلاوت کے بغیر اوقات نماز کا پتہ چلتا تھا اور ان کے اکثر اکابر نے وہیں وفات پائی رحمہم اللہ۔

اور وہ محمد جسے وہ تلاش کرتا تھا مدینہ میں روپوش تھا حتیٰ کہ بعض اوقات وہ کنویں میں چھپ جاتا اور اپنے سر کے سوا پورے کا پورا اس کے پانی میں اتر جاتا اور اس کا باقی جسم پانی میں ڈوبا رہتا اور اس نے اور اس کے بھائی نے باہم ایک معین وقت پر ظاہر ہونے کا وعدہ کیا۔ وہ مدینہ میں تھا اور ابراہیم بصرہ میں تھا اور لوگ ہمیشہ ہی اہل مدینہ وغیرہ محمد بن عبداللہ کو اس کی روپوشی اور عدم ظہور کی وجہ سے ملامت کرتے رہے' حتیٰ کہ اس نے خروج کا ارادہ کر لیا اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ جب روپوشی کی شدت اور نائب مدینہ زباح کے لگاتار دن رات اس کی تلاش میں لگا رہنے نے اسے تکلیف دی اور اس کا حال تنگ ہو گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا کہ وہ فلاں شب کو ظاہر ہو جائے گا اور جب وہ رات آئی تو ایک چغل خور نے مدینہ کے منتظم کے پاس آ کر اسے اس امر کے متعلق بتایا تو وہ سخت گھبرا گیا اور اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ اور مروان کے گھر کے اردگرد چکر لگایا اور وہاں پر اکٹھے ہو چکے تھے' پس اسے ان کے متعلق پتہ نہ چلا اور وہ اپنے گھر کی طرف واپس آیا تو اس نے بنو حسین بن علی کے پاس پیغام بھیجا اور انہیں اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ سادات قریش کے سرکردہ لوگ بھی تھے۔ پس اس نے انہیں نصیحت و ملامت کی اور کہا اے

Marfat.com

اہل مدینہ کے گروہ' امیر المومنین نے اس شخص کو مشارق ومغارب میں تلاش کیا ہے اور وہ تمہارے درمیان موجود ہے۔ پھر تم نے اسی پر بس نہیں کی' حتیٰ کہ تم نے سمع واطاعت پر اس کی بیعت کی ہے؟ خدا کی قسم! تم میں سے مجھے جس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ اس کے ساتھ ہو گیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا' پس جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا کہ انہیں اس بارے میں کچھ علم نہیں ہے اور کہنے لگے اگر اس قسم کی کوئی بات ہو تو ہم تیرے پاس مسلح جوان لے آئیں گے جو تیرے آگے لڑیں گے اور وہ اٹھ کر اس کے پاس ایک مسلح جماعت کو لے آئے اور انہوں نے اس سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے کہا انہیں اجازت نہیں ہے' مجھے خدشہ ہے کہ یہ فریب نہ ہو' پس دروازے پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی امیر کے اردگرد بیٹھے رہے اور وہ غم کے باعث سر جھکائے ہوئے تھا اور بہت کم بات کرتا تھا حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ پھر اچانک لوگوں کو پتہ چلا کہ محمد بن عبداللہ کے اصحاب ظاہر ہو گئے ہیں اور انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور لوگ نصف شب کو گھبرا گئے اور بعض لوگوں نے امیر کو مشورہ دیا کہ وہ بنی حسین کو قتل کر دے تو ان میں سے ایک نے کہا کیوں ہم نے اطاعت کا اقرار کیا ہے اور اچانک معاملہ ہونے کی وجہ سے امیر ان سے غافل ہو گیا تو انہوں نے غفلت سے فائدہ اٹھایا اور جلدی سے اٹھ کر گھر کی دیوار پر چڑھ گئے اور اپنے آپ کو کوڑا کرکٹ پھینک دیا۔

اور محمد بن عبداللہ بن حسن ۲۵۰ آدمیوں کے ساتھ آیا اور قید خانے کے پاس سے گزرا اور جو لوگ اس میں موجود تھے انہیں نکالا اور آ کر دارالامارۃ کا محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر لیا اور مدینہ کے نائب رباح بن عثمان کو پکڑ کر مروان کے گھر میں قید کر دیا اور اس کے ساتھ مسلم بن عقبہ کے بیٹے کو بھی قید کر دیا اور اسی نے اس شب کے آغاز میں بنی حسین کے قتل کا مشورہ دیا تھا' پس وہ بچ گئے اور اس کا گھیراؤ ہو گیا اور محمد بن عبداللہ بن حسن صبح کو مدینہ پر غالب آ گیا اور اہل مدینہ نے اس کی اطاعت کر لی اور اس نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور اسی میں سورۃ انا فتحنا لك فتحا مبينا پڑھی اور اس شب نے اس سال کے رجب کے چاند کو واضح کر دیا اور اس دن محمد بن عبداللہ نے اہل مدینہ سے خطاب کیا اور بنو عباس پر اعتراضات کئے گئے اور ان کی قابل مذمت باتوں کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ وہ جس شہر میں بھی گیا ہے لوگوں نے سمع واطاعت پر اس کی بیعت کی ہے اور تھوڑے سے آدمیوں کے سوا سب اہل مدینہ نے اس کی بیعت کر لی۔

اور ابن جریر نے بحوالہ امام مالکؒ روایت کی ہے کہ آپ نے محمد بن عبداللہ کی وسعت کرنے کا فتویٰ دیا' اس سے دریافت کیا گیا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت ہے۔ اس نے فرمایا تمہیں مجبور کیا گیا ہے اور مجبور کی کوئی بیعت نہیں ہوتی۔ پس لوگوں نے حضرت امام مالکؒ کے قول کی وجہ سے اس کی بیعت کر لی اور حضرت امام مالکؒ اپنے گھر کے ہو رہے اور جب اس نے اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کو اپنی بیعت کی دعوت دی تو اس نے اسے کہا اے میرے بھتیجے بلاشبہ تو مقتول ہے تو بعض لوگ اس کی بیعت سے باز رہے اور ان کی اکثریت اس کے ساتھ رہی۔ اور اس نے عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کو ان پر نائب مقرر کیا اور عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ مخزومی مدینہ کا قاضی مقرر کیا اور عثمان بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ بنایا اور عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن مسور بن مخرمہ کو عطیات کے دفتر کا امیر مقرر کیا اور اس پر طمع پر مہدی کا لقب اختیار کیا کہ وہ احادیث میں مذکور مہدی ہے مگر وہ مہدی نہ تھا اور نہ ہی اس کی امید اور تمنا پوری ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

اور اس کی آمد کے روز اہل مدینہ کا ایک شخص وہاں سے کوچ کر گیا اور اس نے منصور کی طرف سات راتوں میں مراحل ...دہ کو طے کیا اور جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے رات کو سوتے پایا تو اس نے ربیع حاجب سے کہا خلیفہ سے اجازت ...ب کرو اس نے کہا وہ اس گھڑی میں اسے جگا نہیں سکتا۔ اس نے کہا اسے جگانا ضروری ہے' اس نے خلیفہ کو خبر دی تو وہ باہر نکلا ...کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے' تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا' ابن حسن نے مدینہ میں خروج کیا ہے۔ پس منصور نے اس بات کی ...واہ نہ کی اور نہ گھبراہٹ کا اظہار کیا اور اسے پوچھا تو نے اسے دیکھا ہے اس نے کہا ہاں اس نے کہا خدا قسم وہ ہلاک ہو گیا ہے اور ...نے پیروکار ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ پھر اس نے اس شخص کے قید کرنے کا حکم دے دیا تو اسے قید کر دیا گیا۔ پھر اس ...ے میں متواتر خبریں آنے لگیں تو منصور نے اسے رہا کر دیا اور ہر رات کے عوض اسے ایک ہزار درہم دیا اور اس نے اسے ...ت ہزار درہم دیئے۔

اور جب منصور کو اس کے خروج کا یقین ہو گیا تو اس کا دل گھبرا گیا اور بعض منجموں نے اسے کہا اے امیر المومنین اس کی ...ف سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی اور قسم بخدا اگر وہ تمام زمین کا بھی بادشاہ بن جائے تو وہ ستر دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکے گا۔ پھر ...صور نے تمام سرکردہ امراء کا حکم دیا کہ وہ قید خانے کی طرف جائیں اور محمد کے والد عبداللہ بن حسن سے ملاقات کریں اور اسے ...ں کے بیٹے کے خروج کے واقعہ کے متعلق بتائیں اور اس کی بات کو سنیں تو وہ انہیں کیا کہتا ہے اور جب انہوں نے اس کے پاس جا ...یہ بات بتائی تو اس نے کہا تم ابن سلامۃ یعنی منصور کو کیا کرتے دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں اس نے کہا خدا کی قسم ...ے بخل نے مار دیا ہے' اسے اموال خرچ کرنے چاہئیں اور جوانوں سے کام لینا چاہیے اگر وہ غالب آ گیا تو خرچ کردہ اموال کی ...پسی سہل ہو گی۔ بصورت دیگر تمہارے آقا کے خزائن میں کچھ نہیں رہے گا اور اس نے دوسروں کے لیے کچھ جمع ہی نہیں کیا' ...وں نے واپس آ کر خلیفہ کو اس بات کی اطلاع دی اور لوگوں نے خلیفہ کو اس سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ ...بلایا تو اس نے اس کے بلاوے کا جواب دیا۔ پھر کہنے لگا میں ابھی اسے خط لکھتا ہوں جس میں اس نے اسے جنگ کرنے سے قبل ...اہ کیا اور اسے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین عبداللہ بن عبداللہ کی طرف سے محمد بن عبداللہ کی طرف

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ﴾ الیٰ قولہ ﴿ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾.

پھر لکھا مجھے اللہ کا عہد و میثاق اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت حاصل ہو گی اگر تو اطاعت کی طرف واپس آیا تو میں تجھے اور تیرے پیروکاروں کو ضرور امان دوں گا اور تجھے ایک لاکھ درہم بھی ضرور عطا کروں گا اور تو اپنی پسند کے جس شہر میں رہنا چاہے میں تجھے اس کی اجازت دوں گا اور میں تیری تمام ضروریات کو بھی ضرور پورا کروں گا۔

محمد بن عبداللہ نے اس کے خط کے جواب میں اسے لکھا:

Marfat.com

عبداللہ مہدی بن محمد عبداللہ بن حسن کی طرف سے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ طٰسٓمٓ تِلْکَ اٰیَاتُ الْکِتَابِ الْمُبِیْنِ . نَتْلُوْا عَلَیْکَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ . اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَ هُمْ وَیَسْتَحْیٖ نِسَآءَ هُمْ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ . وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ ﴾ .

پھر اس نے لکھا میں تجھ پر اسی طرح امان کو پیش کرتا ہوں جس طرح تو نے مجھ پر پیش کی ہے اور میں تم سے اس امارت کا زیادہ حق دار ہوں اور تم صرف ہمارے ذریعے اس تک پہنچے ہو بلاشبہ حضرت علی، وصی اور امام تھے تم اس کے بچوں کے زندہ ہوتے ہوئے اس کی حکومت کے کس طرح وارث بن گئے ہو؟ اور ہم نسبی لحاظ سے روئے زمین کے باشندوں سے اشرف ہیں اور رسول اللہ ﷺ جو سب لوگوں سے بہتر تھے ہمارے نانا ہیں اور حضرت خدیجہ جو آپ کی سب سے افضل بیوی ہیں ہماری نانی ہیں اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہماری ماں ہے اور وہ آپ کی بیٹیوں میں سب سے زیادہ معزز ہے اور ہاشم نے دو دفعہ علی کو جنم دیا اور حسن کو عبدالمطلب نے دو دفعہ جنم دیا اور وہ اس کا بھائی حسن رضی اللہ عنہما نوجوانان بہشت کے سردار ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے میرے باپ کو دو دفعہ جنم دیا ہے۔ اور میں بنی ہاشم کا سب سے زیادہ شریف النسب اور باپ کے لحاظ سے سب سے زیادہ خالص ہوں، مجھ میں عجم کی ملاوٹ نہیں اور نہ میرے بارے میں امہات الاولاد کی کشاکش پائی جاتی ہے۔ اور میں اس کا بیٹا ہوں جو جنت میں سب لوگوں سے بلند درجہ ہوگا اور سب سے کم عذاب والا ہوگا اور میں تجھ سے حکومت کا زیادہ حق دار اور زیادہ عہد والا اور اسے تجھ سے زیادہ پورا کرنے والا ہوں، بلاشبہ تو عہد کرتا ہے پھر توڑ دیتا ہے اور اسے پورا نہیں کرتا جیسا کہ تو نے ابن ہبیرہ سے کیا ہے تو نے اسے عہد دیا، پھر تو نے اس سے خیانت کی اور خائن امام سے بڑھ کر کسی کو سخت عذاب نہ ہوگا۔ اور اسی طرح تو نے اپنے چچا عبداللہ بن علی اور ابو مسلم خراسانی سے خیانت کی اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو سچ بولتا ہے تو جس طرف تو نے مجھے دعوت دی ہے میں تجھے اس کا جواب دیتا۔ لیکن تیرے جیسے شخص کا مجھ جیسے شخص سے وفائے عہد کرنا دور کی بات ہے۔ والسلام۔

ابو جعفر نے اسے اس خط کے جواب میں ایک طویل خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

امابعد، میں نے آپ کا خط پڑھا، آپ کا سارا فخر و ناز، عورتوں کی قرابت پر ہے تاکہ آپ اجڈ اور کمینے لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں اور آبا کی طرح نہیں بنایا اور نہ عصبیت اور اولیاء کی طرح بنایا ہے اور اللہ نے (وانذر عشیرتك الاقربین) کی آیت نازل کی ہے اور اس وقت آپ کے چار چچا تھے جن میں سے دو نے آپ کو قبول کیا جن میں ایک ہمارا دادا تھا۔ اور دو نے انکار کیا جن میں ایک تمہارا باپ تھا۔ یعنی اس کا دادا ابو طالب۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی محبت کو آپ سے قطع کر دیا اور نہ ان دونوں کے درمیان کوئی قرابت اور عہد رہا اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے عدم اسلام کے بارے میں

Marfat.com

آیت (انك لا تهدی من احببت ولكن الله يهدی من يشاء) اتاری اور آپ نے اس پر فخر کیا کہ وہ دوزخیوں میں سے کم عذاب والا ہوگا اور شر میں افضلیت نہیں ہوتی اور مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دوزخیوں پر فخر کرے اور آپؐ نے فخر کیا ہے کہ علی کو ہاشم نے دو دفعہ جنم دیا ہے اور حسن کو عبدالمطلب نے دو دفعہ جنم دیا ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ ہیں' آپ ﷺ کو عبداللہ نے ایک دفعہ جنم دیا ہے اور آپ کا کہنا کہ آپ کو امہات الاولاد نے جنم نہیں دیا دیکھئے یہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم ہیں جو حضرت ماریہ سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ آپ سے بہتر ہیں اور حضرت علی بن حسن ام ولد سے ہیں اور وہ آپ سے بہتر ہیں۔ اسی طرح ان کے بیٹے محمد بن علی اور ان کے بیٹے جعفر بن محمد کا حال ہے۔ ان کی نانیاں امہات الاولاد ہیں اور وہ دونوں آپ سے بہتر ہیں۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (محمد ﷺ' تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں) اور سنت میں ہے جس کے متعلق مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ نانا یعنی ماں کا باپ اور ماموں اور خالہ وارث نہیں ہوں گے اور نص حدیث کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ سے میراث نہیں ملی اور رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کا باپ وہاں موجود تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا بلکہ دوسرے آدمی کو دیا اور جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو لوگوں نے کسی شخص کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برابر قرار نہیں دیا' پھر انہوں نے شوریٰ اور خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس پر مقدم کیا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل پر متہم کیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات پر ان سے جنگ کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا' پھر اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا' پھر آپ کے باپ نے بیعت کا مطالبہ کیا اور اس پر لوگوں سے جنگ کی' پھر اس پر اتفاق کیا اور اسے بھی پورا نہ کیا۔ پھر خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور انہوں نے اسے دراہم اور کپڑوں کے عوض فروخت کر دیا اور ناجائز طور پر مال لینے کے لیے حجاز میں قیام کیا اور نااہلوں کو حکومت دے دی اور اپنے پیروکاروں کو بنوامیہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور اگر خلافت تمہارے لیے تھی تو تم نے اسے چھوڑ دیا ہے اور نہ سے اس کی قیمت کے عوض فروخت کر دیا ہے۔

پھر آپ کے چچا حضرت حسین نے ابن مرجانہ کے خلاف خروج کیا اور لوگ اس کے ساتھ تھے حتیٰ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم نے بنوامیہ کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے تمہیں قتل کیا اور تم کو کھجور کے تنوں پر صلیب دی اور تمہیں آگ سے جلایا اور تمہاری عورتوں کو قیدیوں کی طرح اونٹوں پر سوار کر کے شام لے گئے حتیٰ کہ ہم نے ان کے خلاف خروج کیا اور ہم نے تمہارے خون کا بدلہ لیا اور ان کے ارض و دیار کا تمہیں وارث بنایا اور ہم نے تمہارے سلف کی فضیلت کا ذکر کیا اور آپ نے اس بات کو ہم پر حجت بنا دیا اور آپ نے خیال کیا ہے کہ ہم نے اس کی امثال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ پر اس کی فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات یوں نہیں جیسے آپ نے خیال کیا ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ گزر گئے ہیں اور انہوں نے فتنوں میں شمولیت نہیں کی اور دنیا سے چھٹکارا پا گئے اور انہیں کسی چیز کی کمی نہیں رہی اور انہوں نے اپنا پورا ثواب حاصل کیا اور آپ کا باپ اس آزمائش میں پڑ گیا اور بنوامیہ فرض نمازوں میں اس پر اس طرح لعنت کرتے تھے جیسے کفار کو لعنت کی

Marfat.com

جاتی ہے' پس ہم نے اس کے ذکر کو زندہ کیا اور اس کی فضیلت بیان کی اور ہم نے اسے گالیاں دینے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ جاہلیت میں حجاج کو پانی پلانے اور زمزم کی خدمت کی وجہ سے ہمیں بڑی عزت حاصل تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہمارے حق میں فیصلہ کیا تھا۔

اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط زدہ ہو گئے تو انہوں نے ہمارے باپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش طلب کی اور آپ کے باپ کی موجودگی میں ان کے ذریعے اپنے رب کے حضور توسل کیا اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی باقی رہ گئے تھے پس سقایہ ان کا تھا' وراثت ان کی تھی اور خلافت ان کی اولاد کی ہوئی اور جاہلیت اور اسلام کا جو شرف بھی باقی رہ گیا تھا حضرت عباسؓ اس کے وارث اور مورث تھے۔ اس کے طویل کلام میں بحث ومناظرہ اور فصاحت پائی جاتی ہے اور ابن جریر نے پوری طوالت کے ساتھ اسے انتہا تک بیان کیا ہے۔

باب

محمد بن عبداللہ بن حسن کا قتل

اس دوران میں محمد بن عبداللہ بن حسن نے اہل شام کی طرف ایک ایلچی بھیجا کہ وہ انہیں اس کی بیعت اور خلافت کی طرف دعوت دے مگر انہوں نے اس کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے ہم جنگ وقتال سے اکتا گئے ہیں اور وہ اہل شہر کے سرداروں کی مہربانی کا طالب ہوا تو کچھ نے اسے جواب دیا اور کچھ نے انکار کر دیا اور بعض نے اسے کہا ہم تمہاری بیعت کیسے کریں جب کہ تم نے ایسے شہر میں ظہور کیا ہے جس میں مال ہی نہیں جس سے تو لوگوں سے کام لینے کے لیے مدد لے سکتا ہے؟ اور بعض اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور اس وقت باہر نکلے جب محمد قتل ہو گئے اور اس محمد نے حسین بن معاویہ کو ستر پیادوں اور تقریباً دس سواروں کے ساتھ مکہ کی طرف نائب بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مکہ میں داخل ہو جائے تو وہ بھی مکہ چلے جائیں۔

اور جب اہالیان مکہ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ ہزاروں جانبازوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلے تو حسین بن معاویہ نے ان سے کہا ابو جعفر فوت ہو چکا ہے تم کیوں لڑتے ہو؟ اہل مکہ کے سردار السری بن عبداللہ نے کہا ان کی ڈاک چار راتوں میں ہمارے پاس آتی ہے اور میں نے اس کی طرف خط روانہ کیا ہے اور میں چار راتوں تک اس کے جواب کا انتظار کروں گا۔ پس اگر تمہاری بات سچ ہوئی تو میں شہر کو تمہارے سپرد کر دوں گا اور تمہارے جوانوں اور گھوڑوں کا خرچ میرے ذمے ہوگا مگر حسن بن معاویہ نے انتظار کرنے سے انکار کیا اور جنگ کے سوا ہر بات کا انکار کر دیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ میں رات بسر نہیں کرے گا سوائے اس کے وہ مر جائے اور اس نے السری کو پیغام بھیجا کہ حرم سے نکل کر حل کی طرف آ جاؤ تا کہ حرم میں خونریزی نہ ہو مگر وہ حل کی طرف نہ گیا تو یہ ان کی طرف بڑھے اور ان کے مقابلہ میں صف بندی کی اور حسن اور اس کے اصحاب نے یکبارگی ان پر حملہ

Marfat.com

کر دیا اور انہیں شکست دی اور ان کے ساتھ آدمی مارے گئے اور یہ مکہ میں داخل ہو گئے اور جب صبح ہوئی تو حسن بن معاویہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں ابو جعفر کے خلاف برانگیختہ کیا اور انہیں محمد مہدی بن عبداللہ بن حسن کی طرف دعوت دی۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا خروج:

اور اسی طرح ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے بصرہ میں ظہور کیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس رات کے وقت ایلچی پہنچا اور اسے بتایا گیا کہ وہ مروان کے گھر میں ہے تو اس نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے کہا اے اللہ میں تجھ سے رات اور دن کے مصائب کے شر سے پناہ مانگتا ہوں سوائے اس رات کے آنے والے کے جو اے رحمان بھلائی کے ساتھ آتا ہے' پھر وہ باہر نکلا تو اس نے اس کے اصحاب کو اس کے بھائی کے بارے میں خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور وہ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد لوگوں سے کہا کرتا تھا تم اللہ تعالیٰ سے اپنے بھری بھائیوں اور حسین بن معاویہ کے لیے جو مکہ میں ہے دعا کرو اور اپنے دشمنوں کے خلاف اس سے مدد مانگو۔

اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ دس ہزار چنندہ بہادر سواروں کا جیش' محمد بن عبداللہ بن حسن کے مقابلے کے لیے روانہ کیا جن میں محمد بن ابی العباس سفاح' جعفر بن حنظلہ البہرانی اور حمید بن قحطبہ بھی شامل تھے اور منصور نے اس سے اس بارے میں مشورہ لیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین اپنے قابل اعتماد غلاموں میں سے جسے چاہیں بلا لیں اور انہیں وادی القریٰ کی طرف بھیج دیں۔ وہ ان سے شام کے غلہ کو روک دیں گے اور وہ اور اس کے ساتھی بھوک سے مر جائیں گے' بلاشبہ وہ ایسے شہر میں ہے جس میں نہ مال ہے نہ جوان ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ ہتھیار ہیں اور اس نے کثیر بن الحصین العبدی کو اپنے آگے آگے بھیجا اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو الوداع کرتے وقت کہا' اے عیسیٰ میں تجھے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف بھیج رہا ہوں اگر تو اس شخص پر فتح پا لے تو اپنی تلوار کو نیام میں کر لینا اور لوگوں میں امان کا اعلان کر دینا اور اگر وہ غائب ہو جائے تو انہیں اس کا ذمہ دار بنا۔ حتیٰ کہ وہ اسے تیرے پاس لے آئیں۔ بلاشبہ وہ اس کے راستوں کو بہتر جانتے ہیں نیز اس نے اس کے ہاتھ اہل مدینہ کے قریش وانصار کے سرداروں کے نام خطوط لکھے کہ وہ انہیں خفیہ طور پر ان کے پاس پہنچا دے اور انہیں اطاعت کی طرف واپس آنے کی دعوت دے۔

پس جب عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے نزدیک آیا تو اس نے ایک شخص کے ہاتھ خطوط بھیجے جسے محمد بن عبداللہ بن حسن کے محافظوں نے پکڑ لیا اور انہوں نے اس کے پاس یہ خطوط بھی پائے' انہوں نے وہ خطوط محمد کے پاس پہنچا دیئے تو اس نے ان لوگوں کو بلا کر سزا دی اور سخت زدوکوب کیا اور انہیں بھاری بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر محمد نے اپنے اصحاب سے مدینہ میں ٹھہرنے کے بارے میں مشورہ لیا تا کہ عیسیٰ بن موسیٰ آ کر مدینہ میں ان کا محاصرہ کر لے یا یہ کہ وہ اپنے ساتھیوں سے باہر چلا جائے اور اہل عراق سے جنگ کرے۔ کچھ لوگوں نے اس بات کا مشورہ دیا اور کچھ لوگوں نے اس بات کا مشورہ دیا۔ پھر مدینہ میں قیام کرنے پر اتفاق رائے ہو گیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے روز مدینہ سے باہر نکلنے پر نادم ہوئے تھے پھر انہوں نے مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے پر اتفاق کیا جیسے کہ جنگ احزاب کے روز رسول اللہ ﷺ نے کہا پس سب لوگوں نے اس بات کو قبول کیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں لوگوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے خندق کھودی اور انہیں اس خندق

سے جسے رسول اللہ ﷺ نے کھودا تھا ایک اینٹ نظر آئی تو وہ خوش ہو گئے اور انہوں نے تکبیر کہی اور اسے فتح کی بشارت دی اور محمد بھی سفید قبا پہنے جسے وسط میں پیٹی تھی موجود تھا اور وہ سرخ وسفید فربہ' گندم گوں اور بڑے سر والا تھا۔

اور جب عیسیٰ بن موسیٰ احوص میں اترا اور مدینہ کے نزدیک ہوا تو محمد بن عبداللہ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور وہ تقریباً ایک لاکھ آدمی تھے اس نے جو باتیں ان سے کیں ان میں ایک یہ بات بھی تھی کہ میں نے تمہیں اپنی بیعت کے بارے میں آزادی دی ہے تم میں سے جو چاہے بیعت پر قائم رہے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے' پس ان میں سے بہت سے آدمی یا ان کی اکثریت اس سے الگ ہو گئی اور ایک چھوٹی سی جماعت اس کے ساتھ رہ گئی اور اہل مدینہ کی کثرت اپنے اہل سمیت وہاں سے باہر چلی گئی تا کہ وہاں پر جنگ میں شامل نہ ہوں۔ اور وہ اطراف اور پہاڑوں پر چوٹیوں پر چلے گئے اور محمد نے اسے باہر جانے سے روکنے کے لیے ابوالیث کو بھیجا مگر وہ ان کی اکثریت کو واپس لانے میں کامیاب نہ ہوا اور وہ مسلسل باہر جاتے رہے اور محمد نے ایک شخص سے کہا کیا تو تلوار اور نیزہ پکڑ کر ان لوگوں کو جو مدینہ سے باہر نکل گئے ہیں واپس لاؤں گا' اس نے کہا ہاں اگر آپ نے مجھے نیزہ دیا تو میں انہیں اطراف میں نیزہ ماروں گا اور اگر آپ نے مجھے تلوار دی تو میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر ماروں گا' پس محمد خاموش ہو گیا۔

پھر اس نے مجھے کہا تو ہلاک ہو جائے شامیوں' عراقیوں اور خراسانیوں نے میری موافقت میں سفید لباس پہنا ہے اور سیاہ لباس کو اتار دیا ہے' اس نے کہا اگر دنیا سفید جھاگ کی طرح باقی رہے تو وہ مجھے کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ جب کہ میں دوات کی صوف کی مانند لباس میں ہوں۔ اور دیکھو یہ عیسیٰ بن موسیٰ احوص میں اترنے والا ہے۔ پھر عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے ایک میل نزدیک آ کر اتر گیا اور اس کے راہنما ابن الاصم نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ جب تم ان کے سامنے ہو گے تو قبل اس کے کہ سوار انہیں پکڑیں وہ جلدی سے اپنے پڑاؤ کی طرف لوٹ جائیں گے۔ پھر وہ اس کے ساتھ کوچ کر گیا اور اس نے اسے الجرف میں سلیمان بن عبدالملک کے حوض پر مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر اتارا۔ اور یہ واقعہ اس سال کی ۱۲ رمضان کی صبح کو ہفتہ کے روز ہوا اور اس نے کہا جب پیادہ بھاگتا ہے تو وہ دو یا تین میل سے زیادہ بھاگنے کی طاقت نہیں رکھتا اور سوار اسے پکڑ لیتے ہیں۔

اور عیسیٰ بن موسیٰ نے پانچ سو سواروں کو بھیجا اور وہ مکہ کے راستے میں درخت کے پاس اترے اور اس نے انہیں کہا اگر یہ شخص بھاگ جائے تو مکہ کے سوا اس کی کوئی پناہ گاہ نہیں پس اس کے اور اس کے درمیان حائل ہو جاؤ۔ پھر عیسیٰ نے محمد کو امیر المومنین منصور کی سمع واطاعت اختیار کرنے کا پیغام بھیجا' نیز یہ کہ اگر اس نے اس کی بات مان لی تو اس نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دے دی ہے۔ محمد نے ایلچی سے کہا اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا کوئی اصول نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ پھر اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو پیغام بھیجا میں تجھے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تو انکار سے بچ' ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا اور تو بڑا مقتول ہو گا اور یا تو مجھے قتل کر دے گا اور تو اس شخص کا قاتل ہو گا جس نے تجھے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دی ہے۔

پھر ان دونوں کے درمیان تین دن تک ایلچی آتے جاتے رہے اور وہ اسے دعوت دیتا اور وہ اسے دعوت دیتا اور عیسیٰ بن

Marfat.com

موسیٰ ان تینوں دنوں میں ہر روز سلع کی نزدیکی گھاٹی پر کھڑے ہو کر اعلان کرتا۔ اے اہل مدینہ تمہارے خون ہم پر حرام ہیں۔ پس جو شخص ہمارے پاس آ کر ہمارے جھنڈے تلے کھڑا ہو جائے گا اسے امن حاصل ہوگا اور جو مدینہ سے باہر چلا جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو اپنے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو اپنے ہتھیار پھینک دے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ ہمیں تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں صرف محمد کی ضرورت ہے کہ ہم اسے خلیفہ کے پاس لے جائیں، پس وہ اسے اور اس کی ماں کو دشنام دینے لگے اور اس سے بری مکالمت ومخاطبت کرنے لگے اور اسے کہنے لگے ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ہے اور ہم اس کے ساتھ ہیں اور ہم اس کی حفاظت میں جنگ کریں گے۔

اور جب تیسرا دن ہوا تو وہ سواروں، پیادوں، ہتھیاروں اور نیزوں کے ساتھ ان کے پاس آیا جن کی مثل کبھی دیکھی نہیں گئی اس نے پکار کر کہا اے محمد، امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اطاعت کی دعوت دیئے بغیر تجھے جنگ نہ کروں۔ اگر تو نے اطاعت کر لی تو وہ تجھے امان دے گا اور تیرا قرض ادا کرے گا اور تجھے اموال اور اراضی دے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو میں تجھ سے جنگ کروں گا، میں نے متعدد بار تجھے دعوت دی ہے اور اس نے پکار کر کہا اے محمد، میرے پاس تمہارے لیے جنگ کے سوا کچھ نہیں، پس اسی وقت ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج چار ہزار سے اوپر تھی اور اس کے ہراول پر حمید بن قحطبہ اور میمنہ پر محمد بن السفاح اور میسرہ پر داؤد بن کرار اور ساقہ پر الہیثم بن شعبہ امیر تھے اور ان کے پاس ایسا سامان جنگ تھا جس کی مثل کبھی نہیں دیکھی۔

اور عیسیٰ نے اپنے اصحاب کو تقسیم کر کے ہر جانب ایک دستہ بھیج دیا اور محمد اور اس کے اصحاب اہل بدر کی تعداد کے مطابق تھے، فریقین نے باہم شدید قتال کیا اور محمد زمین پر پاپیادہ ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج کے ستر بہادروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور اہل عراق نے ان کا گھیراؤ کر کے محمد بن عبداللہ کے اصحاب کے ایک دستے کو قتل کر دیا اور جو خندق انہوں نے کھودی ہوئی تھی وہ اس میں ان پر پل پڑے اور انہوں نے اس کے مطابق دروازے بھی بنائے ہوئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اسے اونٹوں کے بوجھوں سے بند کر دیا اور ان کے لیے اس سے گزرنا ممکن ہو گیا اور انہوں نے یہ کام ایک جگہ پر کیا تھا اور یہ دوسری جگہ پر تھا۔ واللہ اعلم۔

اور ان کے درمیان مسلسل گھمسان کا رن پڑا حتیٰ کہ عصر کی نماز پڑھی گئی اور جب محمد نے عصر کی نماز پڑھی تو وہ سلع میں وادی کے پانی بہنے کی جگہ کی طرف چلے گئے اور اس نے اپنی تلوار کا میان توڑ دیا اور اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور اس کے اصحاب نے بھی اسی طرح کیا اور اپنے دلوں کو جنگ کے لیے مضبوط کیا اور اس وقت جنگ بہت تیز ہو گئی اور اہل عراق غالب آ گئے اور انہوں نے سلع کے اوپر سیاہ جھنڈا بلند کر دیا اور پھر وہ مدینہ کے نزدیک آ کر اس میں داخل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے اوپر سیاہ جھنڈا نصب کر دیا۔

اور جب محمد کے اصحاب نے اسے دیکھا تو وہ ایک دوسرے کو آواز دے کر کہنے لگے، مدینہ چھن گیا ہے اور وہ بھاگ گئے اور محمد کے ساتھ ایک نہایت ہی چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی پھر وہ اکیلا ہی باقی رہ گیا اور اس کے ساتھ کوئی شخص نہ تھا اور اس کے ہاتھ

Marfat.com

میں سونتی ہوئی تلوار تھی اور جو شخص اس کی طرف بڑھتا تھا وہ اسے اس سے مارتا تھا اور جو شخص بھی اس کا سامنا کرتا وہ اسے موت کی نیند سلا دیتا حتیٰ کہ اس نے اہل عراق کے بہت سے بہادروں کو قتل کر دیا۔

کہتے ہیں کہ اس روز اس کے ہاتھ میں ذوالفقار تھی پھر لوگوں نے اس پر ہجوم کر دیا اور ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کے دائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری اور وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اپنے آپ کو بچانے لگا اور کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ تمہارے نبی کا بیٹا مجروح اور مظلوم ہے اور حمید بن قحطبہ کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ اسے چھوڑ دو' اسے قتل نہ کرو' تو لوگ اس سے رک گئے اور حمید بن قحطبہ نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے گیا اور اسے اس کے سامنے رکھ دیا اور حمید نے قسم کھائی تھی کہ وہ جب بھی اسے دیکھے گا اسے قتل کر دے گا اور اس نے اسے اسی حالت میں پایا اور اگر وہ اپنی حالت اور قوت پر قائم ہوتا تو نہ ہی حمید اور نہ ہی فوج میں سے کوئی دوسرا شخص اس کے قتل کی استطاعت پاتا۔

اور محمد بن عبداللہ ۱۴ رمضان ۱۴۵ھ کو سوموار کے روز عصر کے بعد احجار الزیت کے پاس قتل ہوا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے جب اس کے سر کو اپنے سامنے رکھا تو اپنے اصحاب سے کہا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ تو کئی لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور اس پر اعتراضات کئے تو ایک شخص نے کہا قسم بخدا تم نے ایک جھوٹ بولا ہے' وہ روزہ دار شب زندہ دار تھا لیکن اس نے امیر المومنین کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی وحدت کو پارا پارا کیا تو اس وجہ سے ہم نے اسے قتل کر دیا ہے پس اسی وقت وہ خاموش ہو گئے۔

اور اس کی تلوار' ذوالفقار بنو عباس کے پاس چلی گئی اور وہ یکے بعد دیگرے اس کے وارث ہوتے رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے اس کا تجربہ کیا اور اسے ایک کتے کو مارا وہ کٹ گیا' یہ بیان ابن جریر وغیرہ کا ہے۔ اس دوران میں منصور کو اطلاع ملی کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا ہے تو اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا ہم اہل بیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن راشد نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ابوالحجاج نے مجھ سے بیان کیا کہ میں منصور کے سر پر کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے نکلنے کی جگہ کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ اچانک اسے اطلاع ملی کہ عیسیٰ بن موسیٰ شکست کھا گیا ہے اور وہ ٹیک لگائے ہوئے تھا پس اس نے بیٹھ کر اپنی چھڑی کو اپنے مصلیٰ پر مارا اور کہنے لگا ہرگز نہیں' کہاں ہمارے بچوں کا منبر پر اس سے کھیلنا اور کہاں عورتوں کے مشورے؟ اور عیسیٰ بن موسیٰ قاسم بن حسن کے ہاتھ فتح کی بشارت اور سر کو ابن ابی الکرام کے ہاتھ بھیجا اور جسم کو دفن کرنے کا حکم دیا اور اسے بقیع میں دفن کر دیا گیا اور اس کے جو اصحاب اس کے ساتھ قتل ہوئے انہیں مدینہ سے باہر تین دن تک دو صفوں میں صلیب دیا گیا۔ پھر انہیں سلع کے پاس یہود کے قبرستان میں پھینک دیا گیا' پھر انہیں وہاں ایک خندق میں منتقل کر دیا گیا اور اس نے بنو حسن کے سب اموال پر قبضہ کر لیا اور منصور نے انہیں اس کے لیے مخصوص کر دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ازاں اس نے یہ اموال انہیں واپس کر دیئے۔ یہ بیان ابن جریر کا ہے اور اہل مدینہ میں امان کا اعلان کر دیا گیا اور لوگوں نے اپنے بازاروں میں صبح کی اور عیسیٰ بن موسیٰ فوج کے ساتھ الجرف کی طرف چڑھ گیا کیونکہ جس روز محمد قتل ہوا اس دن لوگوں پر بارش ہوئی تھی اور وہ الجرف سے مسجد آتا اور اس نے ۱۹ رمضان تک مدینہ میں قیام کیا پھر وہاں سے نکل کر مکہ چلا گیا جہاں پر محمد کی طرف سے حسن بن معاویہ نائب مقرر تھا اور محمد نے اسے لکھا تھا کہ وہ اس کے پاس آئے۔ پس جب

Marfat.com

وہ مکہ سے نکلا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا تو اسے محمد کے قتل کی اطلاعات ملیں تو وہ مسلسل بھاگتے ہوئے محمد کے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ پہنچ گیا جس نے وہاں خروج کیا ہوا تھا پھر وہ بھی اسی سال میں اپنے بھائی کے بعد قتل ہو گیا جیسا کہ ہم ابھی اسے بیان کریں گے۔

اور جب منصور کے پاس محمد بن عبداللہ کا سر لایا گیا تو اس نے اسے اپنے سامنے رکھا اور حکم دیا کہ ایک سفید طشتری میں رکھ کر اسے گھمایا جائے پس اسے گھمایا گیا پھر بعد ازاں سے صوبوں میں گھمایا گیا' پھر منصور نے اہل مدینہ کے ان اشراف کو بلانا شروع کیا جنہوں نے محمد کے ساتھ خروج کیا تھا۔ ان میں سے بعض کو اس نے قتل کر دیا اور بعض کو شدید دکھ دہ مار دی اور بعض کو معاف کر دیا اور جب عیسیٰ مکہ گیا تو اس نے کثیر بن حصین کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور وہ مسلسل ایک ماہ تک نائب رہا۔ تا آنکہ منصور نے عبداللہ بن ربیع کو اس کا نائب بنا کر بھیجا اور اس کے سپاہیوں سے مدینہ میں فساد پیدا کر دیا ور جب وہ لوگوں سے کوئی چیز خریدتے تو انہیں اس کی قیمت ادا نہ کرتے اور اگر ان سے مطالبہ کیا جاتا تو وہ مطالبہ کرنے والے کو مارتے اور اسے قتل سے ڈراتے' پس حبشیوں کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اپنا بگل بجایا اور اس کی آواز پر مدینہ کے سب حبشی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ان پر یکبارگی حملہ کر دیا جب کہ وہ اس سال کی ۲۳ ذوالحجہ کو جمعہ پڑھنے جا رہے تھے۔

اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کی ۲۵ شوال کو جا رہے تھے سو انہوں نے سپاہیوں کی ایک بڑی جماعت کو برچھیوں وغیر سے قتل کر دیا اور امیر عبداللہ بن ربیع بھاگ گیا اور اس نے جمعہ کی نماز بھی چھوڑ دی اور حبشیوں کے لیڈر وثیق' یعقل' رمقہ' حدیا' عنقود' مسعر اور ابوالنار تھے اور جب عبداللہ بن ربیع واپس آیا تو اس نے اپنے فوجیوں کے ساتھ حبشیوں سے مڈبھیڑ کی تو انہوں نے اسے پھر شکست دی اور اسے بقیع میں آ ملے تو اس نے ان کے لیے اپنی چادر پھینک دی تا کہ انہیں اس میں مشغول کر دے حتیٰ کہ وہ اور اس کے پیروکار بچ نکلے اور وہ مدینہ سے دو راتوں کے فاصلہ پر بطن نخل میں چلا گیا اور حبشیوں نے منصور کے اس کھانے پر حملہ کر دیا جو مروان کے گھر میں سٹور کیا ہوا تھا اور اس نے اسے سمندر میں لانے کا حکم دیا تھا۔

پس انہوں نے اسے لوٹ لیا اور وہ آٹا اور ستو بھی لوٹ لئے جو مدینہ کے سپاہیوں کے لیے سٹور کئے ہوئے تھے اور انہوں نے انہی ارزاں ترقیمت پر فروخت کر دیا اور منصور کو حبشیوں کے معاملے کی اطلاع ملی اور اہل مدینہ اس رسوائی سے ڈر گئے۔ پس وہ اکٹھے ہوئے اور ابن سبرہ نے جو قید میں تھا ان سے خطاب کیا۔ وہ پاؤں میں بیڑیوں سمیت منبر پر چڑھ گیا اور اس نے انہیں منصور کو سمع واطاعت کرنے کی ترغیب دی اور جو کچھ ان کے غلاموں نے کیا تھا ان کی کاروائی کے شر سے انہیں خوفزدہ کیا۔ پس اس امر پر ان کا اتفاق رائے ہو گیا کہ وہ اپنے غلاموں کو روکیں اور انہیں پراگندہ کر دیں اور اپنے امیر کے پاس جائیں اور اسے اپنی عملداری پر واپس کر دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور حالات اطمینان بخش ہو گئے اور لوگ پرسکون ہو گئے اور شرور کی آگ سرد ہو گئی اور عبداللہ بن ربیع مدینہ واپس آ گیا اور اس نے وثیق' ابوالنار' یعقل اور مسعر کے ہاتھ کاٹ دیئے۔

Marfat.com

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے بصرہ میں خروج کرنے کا بیان

ابراہیم بصرہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور اہل بصرہ میں سے بنی ضبیعہ کے ہاں حارث بن عیسیٰ کے گھر اترا تھا اور دن کو دکھائی نہ دیتا تھا اور وہ بہت سے شہروں کا چکر لگانے کے بعد بصرہ آیا تھا اور اس پر اور اس کے بھائی پر شدید خوفناک مصائب آئے اور متعدد اوقات میں ان دونوں کی ہلاکت کے سامان اکٹھے ہوئے پھر بالآخر ۱۴۳ھ میں حاجیوں کی واپسی کے بعد بصرہ میں اس کی حکومت قائم ہوگئی۔

اور بعض کا قول ہے کہ ۱۴۵ھ کے رمضان کے آغاز میں بصرہ میں اس کی آمد ہوئی اس کے بھائی نے مدینہ میں اپنے ظہور کے بعد اسے بصرہ بھیجا تھا' یہ قول واقدی کا ہے' راوی کا بیان ہے کہ وہ خفیہ طور پر اپنے بھائی کی دعوت دیتا تھا اور جب اس کا بھائی قتل ہوگیا تو اس نے اس سال کے شوال میں اعلانیہ طور پر اپنی طرف دعوت دی اور مشہور یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کی زندگی میں بصرہ آیا اور اپنی طرف دعوت دی جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور جب وہ بصرہ آیا تو یحییٰ بن زیاد بن حسان النبطی کے ہاں اترا اور اس تمام مدت میں اس کے ہاں روپوش رہا حتیٰ کہ اس سال میں ابوفردہ کے گھر میں ظاہر ہوگیا اور سب سے پہلے نمیلہ بن مرہ' عبداللہ بن سفیان' عبدالواحد بن زیاد' عمر بن سلمہ الجہیمی اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اس کی بیعت کی اور انہوں نے لوگوں کو اس طرف بلایا تو بہت سے لوگوں نے اسے قبول کرلیا اور وہ بصرہ کے وسط میں ابومروان کے گھر میں منتقل ہوگیا اور اس کا معاملہ بڑھ گیا اور لوگوں کی کئی جماعتوں نے اس کی بیعت کرلی اور اس کے مصائب بڑھ گئے اور منصور کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے بھائی محمد کے غم کے ساتھ اس کے غم میں بھی اضافہ ہوگیا۔ اس لیے کہ یہ اپنے بھائی کے قتل سے قبل ظاہر ہوگیا تھا۔ اور اس کے جلد ظاہر ہونے کا سبب اس کے بھائی کا وہ خط تھا جو اس نے اسے لکھا تھا۔ پس اس نے اس کے حکم کو مانا اور اپنی طرف دعوت دی' پس بصرہ میں اس کی امارت مرتب ہوگئی اور منصور کی جانب سے اس کا نائب سفیان بن معاویہ تھا جو درپردہ اس ابراہیم کا مددگار تھا۔ اسے اس کے متعلق اطلاعات پہنچیں ی تو وہ ان کی پرواہ نہ کرتا اور جو اسے اس کی خبر دیتا وہ اس کی تکذیب کرتا اور چاہتا کہ ابراہیم کا معاملہ واضح ہو جائے اور منصور نے اہل خراسان کے دو امیروں سے اسے مدد دی جن کے ساتھ دو ہزار سوار اور پیادے تھے اور اس نے ان دونوں کو اس کے ہاں اتارا تا کہ وہ ابراہیم کے ساتھ جنگ کرنے میں ان سے قوت حاصل کرے اور منصور بغداد سے وہ اس کی تعمیر میں مصروف تھا کوفہ منتقل ہوگیا اور جب کوئی کوفہ کا رہنے والا ابراہیم کے معاملے میں متہم ہوتا تو یہ رات کو اس کے گھر میں اسے قتل کرنے کے لیے آدمی بھیج دیتا۔

اور فرافصہ عجلی نے کوفہ پر حملہ کرنا چاہا مگر منصور کو وہاں جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اس کے لیے یہ کام ممکن نہ ہوسکا اور ہر راستے سے لوگ ابراہیم کی بیعت کے لیے بصرہ آنے لگے اور انفرادی اور اجتماعی طور پر آنے لگے اور منصور نے ان کی گھات میں مسلح لوگ بٹھا دیئے جو انہیں راستے میں قتل کر دیتے اور ان کے سروں کو اس کے پاس لے آتے اور وہ کوفہ میں انہیں صلب دے

Marfat.com

دیتا تا کہ لوگ ان سے نصیحت پکڑیں۔ اور منصور نے حرب الراوندی کو اپنے پاس کوفہ آنے کا پیغام بھیجا۔ یہ دو ہزار سواروں کے ساتھ خوارج سے جنگ کرنے کے لیے جزیرہ میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا اور ایک شہر کے پاس سے گزرا جہاں ابراہیم کے انصار موجود تھے انہوں نے اسے کہا ہم تجھے گزرنے نہیں دیں گے کیونکہ منصور نے تجھے ابراہیم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بلایا ہے' اس نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ مجھے چھوڑ دو' انہوں نے انکار کیا تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان کے پانچ سو آدمی قتل کر دیئے اور ان کے سروں کو منصور کے پاس بھیج دیا تو اس نے کہا یہ فتح کا آغاز ہے۔

اور جب اس سال کے رمضان کے آغاز میں سوموار کی شب آئی تو ابراہیم رات کے وقت دس پندرہ سواروں کے ساتھ بنی یشکر کے قبرستان کی طرف گیا اور اسی شب کو ابوحماد ابرص دو ہزار سواروں کے ساتھ سفیان بن معاویہ کی مدد کو آیا اور امیر نے انہیں محل میں اتارا اور ابراہیم اور اس کے اصحاب نے اس فوج کی سواریوں اور ان کے ہتھیاروں پر حملہ کر دیا اور ان سب کو لوٹ کر لے گئے اور ان سے طاقتور ہو گئے یہ پہلا مال تھا جو اس نے حاصل کیا اور جب صبح ہوئی تو اسے زیادہ غلبہ حاصل ہو گیا اور اس نے جامع مسجد میں لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور دیکھنے والے اور مدد کرنے والے لوگ اس کے گرد و پیش میں جمع ہو گئے اور خلیفہ کا نائب سفیان بن معاویہ قصر امارت میں قلعہ بند ہو گیا اور اس نے سپاہیوں کو بھی اپنے پاس روک لیا۔ پس ابراہیم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور سفیان بن معاویہ نے ابراہیم سے امان طلب کر لی تو اس نے اسے امان دے دی اور ابراہیم قصر امارت میں داخل ہوا تو اس کے لیے ایک چٹائی بچھائی گئی تا کہ اسے وہ محل کے اگلے حصے میں بیٹھ جائے' ہوا چلی تو چٹائی الٹ گئی اور لوگوں نے اس سے بدشگون لیا تو ابراہیم نے کہا ہم بدشگون نہیں لیتے اور وہ چٹائی کی پشت پر بیٹھ گیا اور اس نے سفیان بن معاویہ کو بیڑیاں ڈال کر قید کرنے کا حکم دیا اور بیت المال میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں چھ لاکھ اور بعض کا قول ہے کہ دو کروڑ درہم ہیں۔ پس وہ ان سے بہت طاقتور ہو گیا۔

اور بصرہ میں سلیمان بن علی کے دو بیٹے جعفر اور محمد بھی تھے جو خلیفہ منصور کے عم زاد تھے۔ وہ دونوں چھ سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں گئے تو اس نے دونوں کو شکست دی اور ابراہیم بن المضاء بن القاسم کو اٹھارہ سواروں اور تیس پیادوں کے ساتھ بھیجا تو اس نے جعفر اور محمد کے چھ سو سواروں کو شکست دی اور جو ان میں سے باقی بچ گئے ان کو امان دے دی اور ابراہیم نے اہل اہواز کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی اطاعت اور بیعت کر لی اور اس نے اس کے نائب کے مقابلہ میں مغیرہ کی سرکردگی میں دو سو سوار بھیجے تو محمد بن الحصین جو ان شہروں کا نائب تھا چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا تو مغیرہ نے اسے شکست دی اور شہروں پر قابض ہو گیا اور ابراہیم نے اسے بلاد فارس کی طرف بھیجا تو اس نے ان پر قابو پا لیا اور یہی حال واسط' مدائن اور سواد کا ہوا اور اس کا معاملہ بہت قوت اختیار کر گیا لیکن جب اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بہت شکستہ خاطر ہو گیا اور اس نے اسی دل شکستگی میں لوگوں کو عید کے روز نماز پڑھائی۔

اور ایک شخص کا بیان ہے کہ قسم بخدا جب وہ لوگوں سے خطاب کر رہا تھا تو میں نے اس کے چہرے پر موت کے آثار دیکھے اور اس نے لوگوں کو اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع دی تو منصور پر لوگوں کا غصہ بڑھ گیا اور صبح کو اس نے لوگوں کے ساتھ پڑاؤ کیا

Marfat.com

اور نمیلہ کو بصرہ کا نائب مقرر کیا اور اپنے بیٹے حسن کو اس کے پاس پیچھے چھوڑا۔

اور جب منصور کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اس کے معاملے میں ششدر رہ گیا اور ممالک میں اس کی جو فوج پھیلی ہوئی تھی اس پر افسوس کرنے لگا اور اس نے اپنے بیٹے مہدی کے ساتھ تیس ہزار فوج ری کی طرف بھیجی ہوئی تھی اور چالیس ہزار فوج محمد بن اشعث کے ساتھ افریقہ بھیجی ہوئی تھی اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ حجاز میں تھی اور منصور کے پاس صرف دو ہزار سوار باقی رہ گئے تھے اور وہ بہت سی آگ جلانے کا حکم دیتا جنہیں رات کو جلایا جاتا تو ان کی طرف دیکھنے والا خیال کرتا کہ وہاں بہت فوج ہے۔ پھر منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ:

جب تو میرا یہ خط پڑھے تو فوراً آ جانا اور جس کام میں تو مصروف ہے اسے بالکل چھوڑ دینا۔ اس نے دیر نہ لگائی اور فوراً اس کے پاس آ گیا تو اس نے اسے کہا' بصرہ میں ابراہیم کے مقابلہ میں روانہ ہو جا اور اس کے ساتھ جو لوگوں کی کثرت ہے وہ تجھے خوفزدہ نہ کرے' بلاشبہ وہ بنی ہاشم کے دو اونٹ ہیں جو اکٹھے قتل ہونے والے ہیں' اپنا ہاتھ بڑھاؤ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس پر بھروسہ کرو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم عنقریب اسے یاد کرو گے' پس جیسے منصور نے کہا ویسے ہی ہوا اور منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو لکھا کہ وہ خازم بن خزیمہ کو چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کر دے۔ وہ اہواز گیا تو اس نے وہاں سے ابراہیم کے نائب مغیرہ کو نکال باہر کیا اور تین دن تک اسے مباح کر دیا اور مغیرہ واپس بصرہ آ گیا اور اسی طرح اس نے ہر ضلع میں جس نے اس کی بیعت توڑ دی تھی فوج بھیجی اور وہ اس کے باشندوں کو اطاعت الٰہی کی طرف واپس لے آئی تھی۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ منصور اپنے مصلیٰ کی جگہ پر بیٹھ گیا اور وہ گھٹیا سے لباس میں جو پیلا ہو چکا تھا' دن رات اسی جگہ بیٹھا رہا اور وہ پچاس ساٹھ روز تک اسی جگہ بیٹھا رہا حتیٰ کہ اللہ نے اسے فتح دے دی' اس دوران میں اسے یہ بات کہی گئی کہ تیری غیر حاضری کی وجہ سے تیری بیویوں کے دل خراب ہو گئے ہیں تو اس نے کہنے والے کو ڈانٹ کر کہا تو ہلاک ہو جائے یہ عورتوں کے دن نہیں ہیں حتیٰ کہ میں ابراہیم کے سر کو اپنے سامنے دیکھوں یا میرے سر کو اس کے پاس لے جایا جائے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں منصور کے پاس گیا تو کثرت شرور کے باعث مغموم تھا اور کثرت غم اور آفات کے باعث وہ مسلسل بات نہ کر سکتا تھا اس کے باوجود اس نے ہر امر کے لیے ایسی تیاری کی جو اس کے خلل کو پر کر سکے اور بصرہ' اہواز' ارض فارس' مدائن اور ارض السواد اس کے ہاتھ سے نکل چکے تھے اور کوفہ میں اس کے پاس ایک لاکھ جوان تلواریں نیام میں کئے ہوئے تھے جو اس کی اولاد کے منتظر تھے اور وہ ابراہیم کے ساتھ لڑ پڑے۔ اس کے باوجود وہ مصائب سے مزاحمت کرتا اور اس کے دل نے اسے رکاوٹ نہیں کی جیسے ایک شاعر کہتا ہے:

عصام کے نفس نے عصا کو سیاہ کر دیا اور اسے حملہ اور اقدام کرنا سکھایا اور اسے بلند ہمت بادشاہ بنا دیا اور ابراہیم ایک لاکھ بصری جانبازوں کی فوج کے ساتھ کوفہ آیا اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو پندرہ ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور حمید بن قحطبہ تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے ہراول میں تھا اور ابراہیم عظیم افواج کے ساتھ آ کر باخمری میں اتر گیا تو ایک امیر نے اسے کہا آپ منصور کے نزدیک آ گئے ہیں اور اگر آپ اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس کے مقابلہ میں جاتے تو آپ اسے گدی سے

Marfat.com

پکڑ لیتے۔ بلاشبہ اس کے پاس اس کا دفاع کرنے والی کوئی فوج موجود نہیں اور دوسرے امراء نے کہا بہتر یہ ہے کہ ہم ان لوگوں سے جنگ کریں جو ہمارے بالمقابل کھڑے ہیں' پھر وہ ہماری مٹھی میں ہوگا تو اس بات نے انہیں پہلی رائے سے موڑ دیا اور اگر وہ ایسا کرتا تو ان کی امارت مکمل ہو جاتی۔ پھر بعض نے کہا فوج کے اردگرد خندق کھود لیجیے اور دوسرے کہنے لگے یہ فوج اپنے اردگرد خندق کھودنے کی محتاج نہیں' تو اس نے اس بات کو بھی ترک کر دیا پھر بعض نے مشورہ دیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج پر شبخون مارے تو ابراہیم نے کہا میری یہ رائے نہیں ہے اور اس نے اسے بھی چھوڑ دیا پھر دوسروں نے مشورہ دیا کہ وہ اپنی فوج کو دستہ دستہ کر دے۔ اور اگر ایک دستہ مغلوب ہو جائے تو دوسرا ثابت قدم رہے اور دوسرے نے کہا بہتر یہ ہے کہ ہم صف باندھ کر لڑیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں) اور امر اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اگر وہ کوفہ کی طرف جاتے اور فوج پر شبخون مارتے یا وہ اپنی فوج کو دستہ دستہ بنا دیتا تو تقدیر الٰہی کے ساتھ اس کی امارت مکمل ہو جاتی۔

اور دونوں فوجوں نے آ کر باخمری میں ایک دوسرے کے مقابل صف بندی کر لی' یہ جگہ کوفہ سے سولہ فرسخ پر ہے' پس وہاں انہوں نے شدید جنگ کی اور حمید بن قحطبہ نے اپنے ہراول دستے سمیت شکست کھائی اور عیسیٰ ان سے اللہ کے نام پر واپس آنے اور حملہ کرنے کی اپیل کرنے لگا مگر کوئی اس کی طرف نہ مڑتا اور عیسیٰ بن موسیٰ اپنے اہل کے ایک سو اشخاص کے ساتھ ثابت قدم رہا' اسے کہا گیا کاش تو اس مقام سے ایک طرف ہو جائے تا کہ ابراہیم کی فوج تجھے تباہ نہ کر دے اس نے کہا خدا کی قسم جب تک مجھے اللہ تعالیٰ فتح نہ دے یا میں اس جگہ پر قتل نہ ہو جاؤں میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا اور منصور نے اسے قبل ازیں یہ بات بتا دی تھی جو اسے بعض منجمین نے بتائی تھی کہ ایک دفعہ اگر عیسیٰ بن موسیٰ سے ہٹ جائیں گے پھر اس کے پاس آ جائیں گے اور انجام کار اسے فتح ہوگی اور شکست خوردہ لوگ مسلسل بھاگتے ہوئے اس دریا تک پہنچ گئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے مگر وہ اس میں گھس نہ سکے اور سب کے سب واپس پلٹ آئے اور سب سے پہلے واپس آنے والا حمید بن قحطبہ تھا جس نے سب سے پہلے شکست کھائی تھی۔ پھر وہ ابراہیم کے اصحاب آپس میں لڑ پڑے اور انہوں نے شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے' پھر ابراہیم کے اصحاب نے شکست کھائی اور خود ابراہیم پانچ سو اور بعض کے قول کے مطابق چار سو اور بعض کے قول کے مطابق نوے آدمیوں کے ساتھ ثابت قدم رہا۔

اور عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے اصحاب غالب آ گئے اور ابراہیم بھی مقتولین کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس کا سر اس کے اصحاب کے سروں کے ساتھ مل جل گیا اور حمید سروں کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھجوانے لگا حتیٰ کہ انہوں نے ابراہیم کے سر کو پہچان لیا اور اسے بشارت دینے کے ساتھ منصور کے پاس بھیج دیا اور منجم سر کی آمد سے قبل منصور کے پاس آیا اور اس نے اسے بتایا کہ ابراہیم قتل ہو چکا ہے' مگر اس نے اس کی تصدیق نہ کی تو اس نے کہا یا امیر المومنین! اگر آپ مجھے سچا نہیں سمجھتے تو مجھے قید کر دیجیے اور اگر یہ بات ایسے نہ ہوئی جیسے میں نے بیان کی ہے تو مجھے قتل کر دینا۔

اور ابھی وہ اس کے پاس ہی تھا کہ اچانک ابراہیم کی فوج کی شکست کی بشارت دینے والا آ گیا اور جب سر لایا گیا تو منصور

Marfat.com

نے معقر بن اوس حمار البارقی کا شعر بطور مثال پڑھا:

''اس نے اپنا عصا پھینک دیا اور جدائی ٹھہر گئی جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے''۔

کہتے ہیں کہ جب منصور نے سر کو دیکھا تو رو پڑا حتیٰ کہ اس کے آنسو سر پر گرنے لگے اور وہ کہنے لگا خدا کی قسم! میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں لیکن تو میرے ذریعے آزمائش میں پڑا' پھر اس کے حکم سے سر کو بازار میں نصب کیا گیا اور اس نے کتاب منجم کو دو ہزار جریب جاگیر دی۔

اگرچہ اس منجم نے ایک قضیہ میں درست بات کی ہے مگر بہت سی غلط باتوں میں غلطی کی ہے۔ اسکا کذب اسکے کفر سے کیا جاسکتا ہے اور منصور اس منجم کے ساتھ گمراہی میں تھا اور بادشاہ منجمین کے اقوال کے وارثتاً معتقد ہوئے ہیں اور یہ گمراہی جائز نہیں۔

اور منصور کے غلام صالح نے بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم کا سر لایا گیا تو منصور نے عام نشست کی اور لوگ آ کر اسے مبارک دینے لگے اور ابراہیم کو گالیاں دینے لگے اور منصور کی خوشی کے لیے اس کے بارے میں بری باتیں کرنے لگے اور منصور کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ خاموش تھا حتیٰ کہ جعفر بن حنظلۃ البہرانی آ کر کھڑا ہو گیا اور سلام کر کے کہنے لگا:

اے امیر المومنین! آپ کے عم زاد کے بارے میں اللہ آپ کے اجر کو زیادہ کرے اور اس نے آپ کے حق میں جو کوتاہی کی ہے اسے بخشے۔

راوی بیان کرتا ہے منصور کا رنگ زرد پڑ گیا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہنے لگا اے ابو خالد' خوش آمدید' یہاں بیٹھ جاؤ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کام اس سے اچھے موقع پر ہوا ہے تو ہر کوئی وہی بات کہنے لگا جو جعفر بن حنظلہ نے کہی تھی' ابو نعیم الفضل بن دکین نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم اس سال ۲۵ ذوالحجہ کو جمعرات کے روز قتل ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر:

اہل بیت کے اعیان میں سے عبداللہ بن حسن اور اس کے دونوں بیٹے محمد اور ابراہیم اور اس کا بھائی حسن بن حسن اور اس کا ماں جایا بھائی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان المقلب بالدیباج بھی تھے اور اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

اور اس کا بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی تابعی تھا' اس نے اپنے باپ اور ماں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے اور وہ جلیل القدر صحابی تھے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں سفیان ثوری' الدراوردی اور مالک شامل ہیں اور وہ علماء کے ہاں معظم ہے اور عالی قدر عابد ہے۔

اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ وہ ثقہ اور صدوق تھا اور وہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا آپ نے اس کی عزت کی اور وہ سفاح کے پاس گیا اور اس نے اس کی تعظیم کی اور اسے ایک روڑ درہم دیا اور جب اس نے منصور کو اپنا عامل مقرر کیا تو وہ اس کے الٹ ثابت ہوا اور اسی طرح اس کے اہل واولاد تھے اور وہ سب کے سب گزر گئے اور اللہ کے ہاں ایک دوسرے سے جا ملے اور منصور اسے اور اس کے اہل کو بیت کو طوق اور بیڑیاں ڈال کر ذلیل کر کے مدینہ سے ہاشمیہ لے گیا اور انہیں تنگ قید خانے میں ڈال دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے قید خانے میں اسے عمداً قتل کر دیا اور ان کی اکثریت اسی

قید خانے میں مرگئی اور عبداللہ بن حسن پہلا شخص تھا جو اپنے بیٹے محمد کے خروج کے بعد مدینہ میں فوت ہوا اور اس کی عمر ۷۵ سال تھی اور اس کے ماں جائے بھائی حسن بن حسن بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر ان دونوں کے بعد یہ بھی قتل ہوگیا اور اس کے سر کو خراسان لے جایا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور اس کے بیٹے محمد جس نے مدینہ میں خروج کیا تھا اس نے اپنے باپ نافع اور ابوالزناد سے عن اعرج ابی ہریرہ سجدے میں گرنے کے بارے میں روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور نسائی اور ابن حیان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور بخاری نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں چار سال اسے حمل میں لیے رہی اور وہ طویل، فربہ، گندم گوں، موٹہ، بلند ہمت، عالی سطوت اور بڑی شجاعت والا تھا اور وہ ۱۵ رمضان ۱۴۵ھ کو قتل ہوا اس کی عمر ۴۵ سال تھی اور وہ اسکے سر کو اٹھا کر منصور کے پاس لے گئے اور اسے صوبوں میں پھرایا گیا۔

اور اس کے بھائی ابراہیم کا اپنے بھائی کے مدینہ میں ظہور کرنے کے بعد بصرہ میں ظہور ہوا اور اس کا قتل اپنے بھائی کے قتل کے بعد اس سال کے ذوالحجہ میں ہوا اور اس کے کتب ستہ میں اس کی کوئی روایت موجود نہیں اور ابوداؤد سجستانی نے بحوالہ ابوعوانہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم اور اس کا بھائی باغی تھے اور داؤد نے کہا ہے کہ وہ ایسے نہ تھے جیسے اس نے بیان کیا ہے یہ زیدیہ کی رائے ہے میں کہتا ہوں علماء اور آئمہ کی ایک جماعت سے روایت بیان کی گئی ہے کہ وہ ان دونوں کے ظہور سے رغبت رکھتے تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر واعیان

ایک قول کے مطابق اجلح بن عبداللہ اور اسماعیل بن خالد نے وفات پائی اور حبیب بن الشہید، عبدالملک بن ابی سلیمان اور عفرہ کے غلام عمرو، یحییٰ بن حارث الزمازی، یحییٰ بن سعید، ابوحیان تیمی، روبۃ بن الحجاج، الحجاج لقب ہے اور اس کا نام ابوالشعثاء عبداللہ بن روبۃ ہے، ابومحمد تمیمی بصری، راجز بن راجز، ان دونوں میں سے ایک کا رجز دیوان ہے ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے فن کا ماہر ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور نحو کا عالم ہے، عبداللہ بن المقفع عمدہ کاتب جس نے سفاح اور منصور کے چچا عیسیٰ بن علی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اس کا کاتب بنا اور اس کے رسائل والفاظ صحیح ہیں اور اس پر بے دینی کی تہمت تھی اور اسی نے کتاب کلیلہ ودمنہ تصنیف کی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مجوسیہ سے اسے عربی میں ترجمہ کیا ہے، مہدی کا بیان ہے کہ جو بھی بے دینی کی کتاب موجود ہے اس کی اصل ابن المقفع، مطیع بن ایاس اور یحییٰ بن زیاد ہیں، مؤرخین سے بیان کیا ہے کہ وہ جاحظ کا نام بھول گیا ہے جو ان کا چوتھا آدمی ہے اور اس کے باوجود فاضل وفصیح اور ماہر آدمی تھا، اصمعی کا بیان ہے کہ ابن المقفع سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کس نے ادب سکھایا ہے؟ اس نے کہا میرے نفس نے جب میں دوسرے شخص میں کوئی بری بات دیکھتا تو میں اسے قبول کرنے سے انکار کرتا اور جب اچھی بات دیکھتا تو اس پر عمل کرتا اور اس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ میں نے سیر ہو کر تقاریر کو پیا ہے اور میں نے انہیں روایت کے لیے اچھی طرح ضبط نہیں کیا پس وہ تقاریر خشک ہوگئیں پھر بہہ پڑیں اور وہ موتیوں کی لڑی کا دھاگا نہ تھیں اور میں ان کے سوا کسی کلام کو نہیں بھولا۔

Marfat.com

ابن المقفع بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب بن ابی صفرۃ کے ہاتھوں اس وجہ سے قتل ہوا کہ یہ اس کی توہین کرتا تھا اور اس کی ماں کو گالیاں دیتا تھا اور یہ اسے ابن المعلم کہتا تھا اور اس کی ناک بڑی تھی اور جب یہ اس کے پاس جاتا تو اسے تمسخرانہ رنگ میں السلام علیکما کہتا اور اس نے ایک دفعہ سفیان بن معاویہ سے کہا میں سکوت پر کبھی نادم نہیں ہوا' اس نے کہا تیرے کلام کرنے سے تیرا گونگا پن اچھا ہے۔ پھر اتفاق سے منصور' ابن المقفع پر ناراض ہوا تو اس نے اپنے نائب سفیان بن معاویہ کو لکھا کہ اسے قتل کر دو سو اس نے اسے پکڑ لیا اور اس کے لیے ایک تنور گرم کیا اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر اسے اس تنور میں ڈالنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے مکمل طور پر جلا دیا اور وہ اپنے اطراف بدن کو دیکھ رہا تھا کہ انہیں کیسے قطع کیا جاتا ہے اور کیسے جلایا جاتا ہے اور اس کے قتل کے بارے اور اور باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابن المقفع' القفاع کی خرید وفروخت کی طرف منسوب ہے اور القفاع' کھجور کی شاخ سے زنبیل کی طرح بنی ہوئی چیز کو کہتے ہیں جس کے کان نہیں ہوتے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ المع کا بیٹا ہے جس کا نام ابودارویہ ہے جسے حجاج نے خراج پر عامل مقرر کیا تو اس نے خیانت کی اور اس نے اسے سزا دی حتیٰ کہ اس کے دونوں ہاتھ اکڑ گئے اور اسی سال میں ترکوں اور خزایوں نے باب الابواب سے نکل کر آرمینا میں مسلمانوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس سال نائب مدینہ عبداللہ بن ربیع حارثی نے لوگوں کو حج کروایا اور عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور مسلم بن قتیبہ بصرہ کا اور یزید بن حاتم مصر کا امیر مقرر تھا۔

۱۴۶ھ

اس سال میں مدینۃ السلام بغداد کی تعمیر مکمل ہوئی اور منصور نے اس سال کے صفر میں وہاں سکونت اختیار کی اور اس سے قبل وہ حاشمیہ میں مقیم تھا جس کی حد کوفہ سے ملی ہوئی ہے اور اس نے اس کی تعمیر خوارج کے سال میں شروع کی تھی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۴۴ھ میں شروع کی تھی۔ واللہ اعلم۔

اور جس بات نے اسے اس کی تعمیر پر آمادہ کیا تھا وہ یہ تھی کہ جب راندیہ نے کوفہ میں اس پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے شر سے بچایا اور ان کے لیے شہر کی تعمیر کے واسطے جگہ تلاش کرنے نکلا اور وہ علاقے میں چلتا چلتا جزیرہ پہنچ گیا اور اس نے شہر بنانے کے لیے بغداد کی جگہ سے جس جگہ پر آج کل بغداد ہے بہتر جگہ نہ دیکھی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں صبح وشام اردگرد سے بر و بحر کی بہترین چیزیں لائی جاتی ہیں اور وہ ادھر ادھر سے دجلہ اور فرات سے محفوظ ہے اور پل کے بغیر کوئی شخص خلیفہ کی جگہ تک رسائی حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کی تعمیر سے قبل منصور نے یہاں کئی راتیں بسر کیں اور اس نے ہواؤں کو دیکھا کہ وہ یہاں دن رات غبار اور بو کے بغیر چلتی ہیں اور اس نے اس قلعہ ارض کی اچھائی اور اس کی ہوا کی خوشگواری کو بھی دیکھا اور اس جگہ پر نصاریٰ وغیرہ کے عابدین کی بستیاں اور خانقاہیں تھیں۔ ابوجعفر ابن جریر نے اس کے السماء اور تعداد کو مفصل بیان کیا ہے۔ پس اس وقت منصور نے اس کی حد بندی کا حکم دے دیا اور انہوں نے راکو کے ساتھ اس کے نشان لگا دیئے

Marfat.com

اور وہ اس کے راستوں اور پگڈنڈیوں پر چلا تو اس بات نے اسے بہت خوش کیا پھر اس نے اس کے ہر محلے کی تعمیر ایک ایک امیر کی نگرانی میں دے دی اور اس نے تمام شہروں سے کاریگر اور انجنیئر بلوائے اور ہزاروں کاریگر اور انجنیئر اس کے پاس جمع ہو گئے پھر سب سے پہلے اس نے اپنے ہاتھ سے اس میں اینٹ رکھی اور کہا بسم اللہ والحمدللہ والارض اللہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ اللمتقین پھر کہنے لگا اللہ کی برکت سے بناؤ اور اس نے اسے گولائی میں بنانے کا حکم دیا اس کی فصیلوں کی لوٹائی نیچے سے پچاس ہاتھ اور اوپر سے بیس ہاتھ تھی اور اس نے اس کی البرانی فصل میں آٹھ دروازے بنائے اور اتنے ہی الجوانی دیوار میں بنائے اور ہر دروازہ دوسرے کے سامنے نہ تھا بلکہ اس نے اسے ساتھ والے دورازے سے کچھ ٹیڑھا بنایا اسی لیے بغداد کو اس کے دروازوں کے ٹیڑھا ہونے کی وجہ بے بغداد الزدراء کا نام دیا گیا ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ اس وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے کہ دریائے دجلہ اس کے پاس آ کر منحرف ہو جاتا ہے اور اس نے شہر کے وسط میں قصر امارت بنایا تا کہ لوگ اس سے برابر حد پر رہیں اور محل کے پہلو میں جامع مسجد کی حد بندی کی اور حجاج بن ارطاۃ نے اس کا قبلہ بنایا' ابن جریر کا بیان ہے کہتے ہیں کہ اس کے قبلہ میں انحراف پایا جاتا ہے جس میں نمازی کو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ باب البصرۃ کی طرف منحرف ہو جائے نیز اس نے بیان کیا ہے کہ مسجد الرصافہ اس کی نسبت زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ وہ محل سے پہلے بنی ہے اور شہر کی جامع مسجد محل پر بنائی گئی ہے جس کی وجہ سے اس کا قبلہ خراب ہو گیا ہے اور ابن جریر نے بحوالہ سلیمان بن مجالد بیان کیا ہے کہ منصور نے امام ابوحنیفہ ثابت بن نعمان کو بغداد کا قاضی بنانا چاہا تو آپ نے انکار کیا تو منصور نے قسم کھائی کہ انہیں قضاء کی ذمہ داری لینی پڑے گی اور امام ابوحنیفہ نے قسم کھائی کہ وہ اس کی ذمہ داری نہیں لیں گے تو اس نے شہر کے کاموں اور اینٹیں بنانے اور لوگوں کو کام پر لانے کی ذمہ داری آپ کو دے دی' پس آپ نے یہ ذمہ داری لے لی حتیٰ کہ آپ خندق کے قریب شہر کے فصیل کی تکمیل سے فارغ ہو گئے اور اس کی تکمیل میں ۱۴۴ھ میں ہوئی۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ الہثیم بن عدی سے روایت ہے کہ منصور نے حضرت امام ابوحنیفہ پر قضا اور بے انصافی کو پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ یہ کام نہیں کریں گے وہ انہیں نہیں چھوڑے گا' حضرت امام ابوحنیفہ کو قصبہ میں اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ابوجعفر کی قسم کو پورا کرنے کے لیے اینٹیں تیار کیں اور اس کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ بغداد میں فوت ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن برمک نے منصور کو بغداد کی تعمیر کا مشورہ دیا تھا اور وہی کاریگروں کو اس کی ترغیب دیتا تھا اور منصور نے قصر ابیض کو مدائن سے بغداد منتقل کرنے کے بارے میں امراء سے مشورہ کیا تا کہ وہاں سب سے بڑا قصر امارت ہو تو انہوں نے کہا ایسا نہ کیجیے بلاشبہ یہ دنیا میں ایک نشان ہے اور اس میں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کا مصلیٰ ہے' پس اس نے ان کی مخالفت کی اور اس سے بہت سی چیزیں اٹھالیں اور جو چیزیں اس نے اس سے حاصل کیں وہ اس اجرت کو بھی پورا نہ کر سکیں جو اس کے اٹھانے میں صرف ہوئی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ قصر واسط کے دروازوں کو بغداد کے قصر امارت کے دروازوں کی جگہ لے گیا اور وہاں پر حضرت سلیمان بن داؤد کا ایک تعمیر شدہ شہر تھا جس کے پتھروں کو حجاج لے گیا اور ان دروازوں کو جنات نے تعمیر کیا تھا اور وہ خوفناک پتھر تھے اور قصر امارت سے بازاروں کے شور وغل کو سنا جاتا تھا اور صحنوں کی آوازیں اور بازاروں کا

Marfat.com

اضطراب وفساد بھی سنا جاتا تھا' نصاریٰ کے بعض قدیم جرنیلوں نے رومیوں کے بعض خطوط میں اس بات کو برا قرار دیا ہے پس منصور نے حکم دیا کہ بازاروں کو یہاں سے کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے نیز اس نے راستوں کو ۴۰×۴۰ ہاتھ وسیع کرنے کا حکم دے دیا اور جس کسی نے اس جگہ پر کچھ بنایا تھا اسے گرا دیا۔

ابن جریر نے بحوالہ عیسیٰ بن منصور بیان کیا ہے کہ میں نے منصور کے خزائن میں کتابوں میں دیکھا کہ اس نے مدینۃ السلام اور اس کی جامع مسجد اور اس کے سنہری محل اور بازاروں وغیرہ پر چار کروڑ آٹھ لاکھ تراسی ہزار درہم خرچ کئے اور معماروں کے استاد کی ہر روز کی اجرت چاندی کا ایک قیراط تھا اور کاریگر کی اجرت دو سے تین حصے تک تھی' خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ میں نے بھی یہ بات بعض کتب میں دیکھی ہے اور ایک شخص سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ اس شخص نے اس پر اٹھارہ کروڑ درہم خرچ کئے۔ واللہ اعلم۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور نے ایک انجنیئر کو جس نے قصر امارت میں اس کے لیے ایک خوبصورت گھر تعمیر کیا تھا طے شدہ اجرت سے ایک درہم کم کر دیا اور اس نے برانگیختہ کرنے والے کے مال کی جانچ پڑتال کی تو اس کے پاس پندرہ درہم زائد بچ گئے تو اس نے اسے قید کر دیا حتیٰ کہ اس نے انہیں لا کر پیش کر دیا اور منصور بخیل آدمی تھا' خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس نے بغداد کو گول بنایا اور اس کے سوا دنیا میں کوئی شہر گول نہیں ہے اور اس کی بنیاد اس نے اس وقت رکھی جسے نوبخت منجم نے اس کے لیے انتخاب کیا تھا پھر اس نے ایک منجم کے حوالے سے بتایا ہے وہ کہتا ہے کہ جب منصور بغداد کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس نے مجھے کہا اس کا زائچہ بناؤ تو میں نے اس کے زائچہ میں دیکھا تو مشتری قوس میں تھا تو میں نے اسے وہ بات بتائی جس پر ستارے دلالت کرتے تھے یعنی اس کے زمانے کی طوالت اور آبادی کی کثرت اور دنیا کے اس کی طرف آنے اور لوگوں کو اس کا محتاج ہونے کے حالات بتائے راوی کہتا ہے پھر میں نے اسے کہا اے امیر المومنین میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ خلفاء میں سے کوئی خلیفہ کبھی اس میں نہیں رہے گا' راوی کہتا ہے کہ میں نے اسے مسکراتے دیکھا پھر اس نے کہا الحمد ذالك فضل اللّٰه يوتيه من يشآء واللّٰه ذو الفضل العظيم اور ایک شاعر نے اس بارے میں شعر کہا ہے کہ:

بغداد کے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ اس میں کوئی خلیفہ نہیں رہے گا اور وہ اپنی مخلوق کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے

اور خطیب نے اس غلطی کا اس سے اعتراف کروایا اور وہ اس سے بچ گیا اور اس نے اس کی کچھ مخالفت نہ کی بلکہ اس کی اطلاع ومعرفت کے ساتھ اس کا اقرار کیا' راوی کا بیان ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امین کو بغداد کے بڑے دروازے پر قتل کیا گیا تھا میں نے حسن تنوخی کے حوالے سے قاضی ابوالقاسم کے پاس اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا محمد امین شہر میں قتل نہیں ہوا اور وہ ایک کشتی میں بیٹھ کر دجلہ کی سیر کو گیا تو دجلہ کے وسط میں اسے پکڑ کر وہیں قتل کر دیا گیا' الصولی وغیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اور بغداد کے ایک شیخ سے روایت ہے کہ اس نے بیان کیا کہ بغداد کی وسعت ایک سو تیس جریب تھی اور یہ ۲+۲ میل کے برابر ہوتی ہے اور امام احمد نے بیان کیا ہے بغداد' الصراۃ سے باب التبین تک ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس کے آٹھوں دروازوں میں سے ہر دروازہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے کم ہے اور خطیب نے قصر امارت کا

Marfat.com

ں بیان کیا ہے کہ اس میں ایک سبز گنبد ہے جس کا طول ۸۰ ہاتھ ہے اور اس کی چوٹی پر گھوڑے کی تمثال ہے جس پر ایک سوار بیٹھا ہے جس کے ہاتھ میں نیزہ ہے جو جہت اس کے سامنے آئے وہ اس میں گھماتا ہے اور مسلسل سامنے کی طرف منہ کئے رہتا ہے' طان کو معلوم ہوا کہ اس کی طرف جونہی کوئی واقعہ ہوگا خلیفہ کو اس کی خبر مل جائے گی اور یہ گنبد عدالت کے محل کے اگلے حصے کی ست گاہ کے اوپر ہے اور اس کا طول ۳۰ ہاتھ اور عرض ۲۰ ہاتھ ہے اور یہ گنبد ایک سرد اور برق وباراں والی شب کو گر پڑا تھا اور یہ جمادی الآخرۃ ۱۲۹ھ کے منگل کی رات تھی۔

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ منصور کے زمانے میں بغداد میں مینڈھا اور بکری ایک درہم اور اونٹ چار دوانق[1] میں وخت ہوتا تھا اور اعلان ہوتا تھا کہ بکری کا گوشت ایک درہم کا ساٹھ رطل[2] اور گائے کا گوشت ایک درہم کا نوے رطل اور کھجور ب درہم کی ساٹھ رطل اور تیل ایک درہم کا سولہ رطل اور گھی ایک درہم کا آٹھ رطل اور شہد ایک درہم کا دس رطل ملے گا اس امن رارزانی کی وجہ سے اس کے باشندوں کی تعداد بڑھ گئی اور اس کے بازاروں اور کوچوں میں غبار زیادہ ہوگیا حتیٰ کہ گزرنے والا ں کے باشندوں کی بھیڑ کی وجہ سے اس کے بازاروں میں سے گزر نہیں سکتا تھا ایک امیر نے بازار سے واپس آ کر کہا خدا کی قسم ت دفعہ میں اس جگہ خرگوش کے پیچھے بھاگا ہوں۔

اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ منصور ایک روز اپنے محل میں بیٹھا تھا کہ اس نے ایک عظیم چیخ پکار سنی۔ پھر ایک اور چیخ سنی تو ں نے ربیع بن حاجب سے کہا یہ کیا ہے؟ اس نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ایک گائے اپنے گلے سے بدک کر بازاروں میں دوڑ رہی ہے رومی نے کہا یا امیر المومنین آپ نے ایسا محل بنایا ہے کہ آپ سے قبل کسی نے ایسا محل نہیں بنایا اور اس میں تین عیب ہیں یہ پانی سے دور ہے اور بازاروں کے قریب ہے اور اس کے نزدیک کوئی سبزہ نہیں اور آنکھ سبز ہے اور سبزے کو پسند کرتی ہے اور منصور نے ھی سر کو اٹھایا تھا کہ حکم دے دیا کہ اسے تبدیل کر دیا جائے پھر اس کے بعد وہ اس کے پاس پانی لایا اور اس کے نزدیک باغات ئے اور بازاروں کو وہاں سے کرخ کی طرف منتقل کر دیا۔

یعقوب بن سفیان کا بیان ہے' بغداد کی تعمیر ۱۴۶ھ میں مکمل ہوئی اور ۱۵۷ھ میں بازاروں کو باب الکرخ باب الشعیر اور ب المحول کی طرف منتقل کیا گیا اور اس نے بازاروں کو چالیس ہزار تک وسیع کرنے کا حکم دے دیا اور اس کے دو ماہ بعد اس نے پنے قصر خلد کی تعمیر شروع کی اور وہ ۱۵۸ھ میں مکمل ہوگیا۔

اور اس نے اس کی تعمیر کا کام الوناح نام ایک شخص کے سپرد کیا اور اس نے عوام کے لیے نماز اور جمعہ کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کی تا کہ وہ جامع منصور میں نہ آئیں اور بغداد کا دارالخلافت اس کے بعد تعمیر ہوا وہ حسن بن سہل کے لیے تھا پھر اس کے بعد ہ مامون کی زوجہ بوران کو منتقل ہوگیا اور اس سے معتضد نے مانگ لیا اور بعض کا قول ہے کہ متہمد نے مانگ لیا اور اس نے اسے

---

[1] دوانق فارسی زبان کا لفظ ہے اور دوانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے۔ مترجم۔

[2] رطل ایک پیمانہ ہے جو شام میں پانچ پونڈ کا اور مصر میں سولہ اونس کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

Marfat.com

مہلت دے دی اور اس نے ان دونوں میں اس کی ترمیم وتحسین اور تبیض کا کام شروع کر دیا پھر اس نے اس میں انواع واقسام کے قالین بچھائے اور انواع واقسام کے پردے لٹکائے اور اس میں خلافت کے خادموں اور لونڈیوں کے مناسب حال چیزیں تیار کیں اور انہیں انواع واقسام کے لباس پہنائے اور خزائن میں انواع واقسام میں کھانے رکھے اور اس کے بعض کمروں میں کئی قسم کے اموال وذخائر رکھے پھر اس کی چابیاں اس کے پاس بھیج دیں پھر وہ اس میں داخل ہوا تو اس نے جو کچھ اس کے لیے تیار کیا تھا دیکھا تو اس بات نے اسے حیران کر دیا اور اس نے اسے بڑی بات خیال کیا اور یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے اس میں رہائش اختیار کی اور اس کے اردگرد فصیل بنائی خطیب نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اور تاج کو مکتفی نے دجلہ کے کنارے بنایا اور اس کے اردگرد گنبد نشست گاہیں' میدان' ثریا اور چڑیا گھر بنائے اور خطیب نے اس دارالشجرہ کا حال بیان کیا جو مقتدر باللہ کے زمانے میں تھا اور اس میں جو قالین' پردے' خادم' غلام اور ظاہری جاہ وحشمت تھی اسے بیان کیا ہے اور یہ کہ وہاں گیارہ ہزار خصی سات سو دربان اور ہزاروں غلام تھے جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں ہو سکتا اور عنقریب اس کا مفصل حال ان کے زمانے اور حکومت میں بیان ہوگا جو ختم ہو چکی ہے گو یہ وہ ۳۰۰ھ کے بعد نیند کا خواب تھی۔ اور خطیب نے المحرم کے دارالملک کا بھی ذکر کیا ہے اور ان مساجد کا بھی ذکر کیا ہے جن میں جمعہ ہوتا تھا اور وہاں کی نہروں اور پلوں کا بھی ذکر کیا ہے اور جو کچھ منصور کے زمانے میں تھا اور جو کچھ اس کے بعد' اس کے زمانے تک بنا ہے اس کا بھی ذکر کیا ہے اور اس نے بغداد کے ان پلوں کے متعلق جو دجلہ پر واقع ہیں ایک شاعر کے شعر بھی بیان کئے ہیں۔

اس روز جس میں ہم نے دجلہ کے صحن کی یکتا مجلس میں تھوڑی دیر کے لیے عیش کو چوری کیا ہوا نرمی کے ساتھ چلی اور میں خوش بخت زمانے کا غلام بن گیا گویا دجلہ ایک سفید چادر تھی اور پل اس پر سیاہ دھاری تھے اور دوسرے شاعر نے کہا ہے۔

دریائے دجلہ کی سطح پر مضبوط بنیاد اور خوبصورت پل کے کیا کہنے وہ عراق کے لیے حسن وجمال اور سیر وتفریح کا مقام ہے اور جسے عشق کی زیادتی نے کمزور کر دیا ہو اس کے لیے تسلی کی جگہ ہے اور جب تو اس کے پاس آ کر غور سے اسے دیکھے گا تو تو اسے بڑی سطر کی طرح پائے گا جسے سفید ریشم میں کھینچا گیا ہے یا وہ ہاتھی دانت ہے جس میں آبنوس سجایا گیا ہے جیسے ہاتھیوں کے نیچے پارے کی زمین ہو۔

اور الصولی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ابی طاہر نے کتاب بغداد میں بیان کیا ہے کہ بغداد جانبین سے ۵۳ ہزار جریب اور شرقی جانب سے ۲۶ ہزار جریب اور سات سو پچاس جریب تھا اور اس کے حماموں کی تعداد ایک ہزار تھی اور ہر حمام میں کم از کم پانچ آدمی ہوتے تھے' حمام والا' نگران' اٹھائی گیر آگ جلانے والا اور ماشکی اور حمام کے سامنے پانچ مساجد ہوتی تھیں اور یہ تین ہزار مساجد تھیں اور ہر مسجد میں کم از کم پانچ آدمی ہوتے تھے امام' نگران' مؤذن اور دو مقتدی' پھر اس کے بعد اس میں کمی آتی گئی پھر اس کے بعد یہ مٹ مٹا گیا اور وہ صورۃً اور معناً ایک ویرانہ بن گیا جیسا کہ اپنے مقام پر اس کا ذکر آئے گا۔

حافظ ابوبکر بغدادی نے بیان کیا ہے کہ جلالت قدر' عظمت شان' کثرت علماء واعلام اور عوام وخواص کی تمیز اور اطراف کی بڑائی اور در کناروں کی وسعت اور گھروں اور کوچوں اور منازل اور سڑکوں اور مساجد اور حماموں اور سراؤں کی کثرت اور ہوا کی

Marfat.com

وشگواری اور پانی کی مٹھاس اور سائے کی ٹھنڈک اور موسم گرما اور سرما کے اعتدال اور ربیع وخریف کی صحت میں دنیا بھر میں بغداد کی کوئی نظیر موجود نہ تھی اور ہارون الرشید کے زمانے میں اس کی آبادی اور باشندوں کی تعداد بہت بڑھ گئی پھر اس نے اس کی شان کی کمی کو بیان کیا ہے اور وہ اس کے زمانے تک مسلسل کم ہوتی گئی میں کہتا ہوں کہ اس کے بعد ہمارے زمانے تک وہی صورت حال چلی آ رہی ہے خصوصاً ہلاکو بن تولی بن چنگیز خاں ترکی کے زمانے میں جس نے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور اس کے خلیفہ اور علماء کو قتل کر دیا اور اس کے گھروں اور محلات کو گرا دیا اور اس سال اس کے عوام وخواص کو تباہ وبرباد کر دیا اور اموال وذخائر کو چھین لیا اور بچوں اور اولاد کو لوٹ لیا اور اسے اس قدر غم دیئے جنہیں صبح وشام شمار کیا جاتا تھا اور اس نے اسے دنیا میں ہر صاحب علم عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت اور ہر صحیح العقل شخص کے لیے یادداشت بنا دیا اور تلاوت وقرآن کی بجائے نغمے اور اشعار پڑھے جانے لگے اور احادیث نبویہ کی بجائے یونانی فلسفہ اور مناہج کلامیہ اور تاویلات قرمطیہ کے درس دیئے جانے لگے اور علماء کی بجائے اطباء آ گئے اور عباسی خلیفہ کی بجائے لوگوں کے بدترین حکمران آ گئے اور ریاست وشرافت کی بجائے کمینگی اور سفاہت آ گئی اور طالب علموں کی بجائے ظالم اور عیار آ گئے اور علم فقہ حدیث اور تعبیر الرویاء کی بجائے اشعار اور دوہے آ گئے اور یہ سب کچھ ان کے بعض گناہوں کے باعث ہوا (اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں) اور اس زمانے تک اس میں بے شمار حسی اور معنوی برائیاں اور بھنگ نوشی کی بیماری آ گئی ہے اور وہاں سے بلاد شام کو منتقل ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ اس کے باشندوں کی اچھی طرح کفالت کرے اور امام احمد نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک برپا نہ ہو گی جب تک اہل عراق کے نیک لوگ شام منتقل نہ ہوں اور اہل شام کے بڑے لوگ عراق منتقل نہ ہوں۔

بغداد کے آثار واخبار کا بیان

اس کے بارے میں چار لغات بیان ہوئی ہیں بغداذ، بغذاذ، بغذان اور مغدان یہ ایک عجمی لفظ ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ بغ اور داد سے مرکب ہے اور بغ باغ کو کہتے ہیں اور داد ایک شخص کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ بغ ایک بت کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شیطان کا نام ہے اور داد عطیہ کو کہتے ہیں یعنی بت کا عطیہ، اس وجہ سے حضرت عبداللہ بن المبارک اور اصمعی وغیرہ نے اس کے بغداد نام رکھنے کو ناپسند کیا ہے اور اسے مدینۃ السلام بھی کہا جاتا ہے اور اس کے بانی ابوجعفر منصور نے اسے یہی نام دیا ہے کیونکہ دجلہ کو وادی السلام کہا جاتا ہے اور بعض اس کا نام الزوراء رکھتے ہیں۔ خطیب بغدادی نے عمار بن سیف جو متہم ہے کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے عاصم احول کو عن سفیان ثوری عن ابی عثمان عن جریر بن عبداللہ بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''دجلہ، دجیل، قطربل اور الصراۃ کے درمیان ایک شہر تعمیر کیا جائے گا جس کی طرف زمین کے خزائن لائے جائیں گے، اس کے بادشاہ سرکش ہوں گے اور وہ لوہے کی کیل کے نرم زمین میں گھسنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین میں گھس جائے گا''۔

Marfat.com

خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس نے اسے سفیان ثوری کے بھانجے عاصم احول سیف سے روایت کی ہے اور جو عمار بن سیف کا بھائی ہے' میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں ضعیف ہیں اور متہم ہیں ان پر جھوٹ کی تہمت ہے اور محمد بن عمار یمانی بھی ضعیف ہے اور ابوشہاب الخساطی بھی ضعیف ہے اور سفیان ثوری سے بحوالہ عاصم کئی طرف سے روایت کی گئی ہے۔ پھر اس نے ان سب کا اسناد کیا ہے اور اس نے یحییٰ بن معین کے طریق سے عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عمار بن سیف عن ثوری عن عاصم عن ابی عثمان عن جریر عن النبی ﷺ بیان کیا ہے اور احمد اور یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور امام احمد نے بیان کیا ہے اسے کسی ثقہ انسان نے بیان نہیں کیا اور خطیب نے اسے اس کے تمام طرق سے معلل قرار دیا ہے اور اسے اسی طرح عمار بن سیف کے طریق سے عن ابی عبیدہ حمید الطویل عن انس بن مالک بیان کیا ہے اور یہ بھی صحیح نہیں ہے اور کئی طریق سے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابن مسعود اور حضرت ثوبان اور حضرت ابن عباس سے بیان کیا گیا ہے اور بعض طرق میں اس نے سفیان کا بھی ذکر کیا ہے اور وہ انہیں خراب کرتا ہے اور ان احادیث کے اسناد میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے اور خطیب نے انہیں ان کے الفاظ واسانید کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان سب میں نکارت پائی جاتی ہے اور سب میں سے قریب تر کعب الاحبار کی روایت ہے کہ یعلی کتب میں بیان ہوا ہے کہ اس کے بانی کو اس کے بخل کی وجہ سے مقلاص اور ذوالدوانیق کہا جائے گا۔

بغداد کی خوبیاں اور برائیاں اور اس بارے میں آئمہ کی روایات

یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے بغداد دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں' تو آپ نے فرمایا تو نے دنیا نہیں دیکھی اور امام شافعی نے فرمایا کہ میں جس شہر میں بھی گیا ہوں میں نے اسے سفر شمار کیا ہے مگر بغداد کو میں نے سفر شمار نہیں کیا میں جب اس میں داخل ہوا تو میں نے اسے وطن شمار کیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ دنیا جنگل ہے اور بغداد اس کا شہر ہے اور عن علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے طلب حدیث میں اہل بغداد سے زیادہ عقل مند نہیں دیکھا اور نہ ان سے اچھا آرام والا دیکھا ہے اور ابن مجاہد نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں ابوعمرو بن العلاء کو دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ تو اس نے مجھے کہا اس بات کو چھوڑو جو بغداد میں سنت اور جماعت پر قائم رہا اور مر گیا تو وہ جنت میں منتقل ہو گیا اور ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ اسلام بغداد میں ہے اور یہ ایک شکاری ہے جو آدمیوں کا شکار کرتا ہے اور جس نے اسے نہیں دیکھا اس نے دنیا نہیں دیکھی اور ابومعاویہ نے بیان کیا ہے کہ بغداد دنیا وآخرت کا گھر ہے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اسلام کی خوبیوں میں سے بغداد میں جمعہ کا دن اور مکہ کی نماز تراویح اور طرسوس کا عید کا دن بھی ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ جو شخص مدینۃ السلام میں جمعہ کے روز حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسلام کی عظمت کو بڑھا دے گا کیونکہ ہمارے مشائخ کا قول ہے کہ بغداد میں جمعہ کا دن اور دوشرے شہروں میں عید کے دن کی طرح ہے۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں مواظبت سے جامع منصور میں جمعہ پڑھتا تھا' مجھے ایک پیش آ گیا تو میں نے دوسری مسجد میں نماز پڑھ لی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو کہتے دیکھا تو نے شہر کی جامع مسجد میں نماز پڑھی اور بلاشبہ اس میں ہر جمعہ کو ستر

Marfat.com

ولی نماز پڑھتے ہیں اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے بغداد سے منتقل ہونا چاہا تو میں خواب میں ایک شخص کو کہتے دیکھا کیا تو ایسے شہر سے منتقل ہونا چاہتا ہے جس میں اللہ کے دس ہزار ولی ہیں اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا گویا دو فرشتے بغداد میں آئے ہیں اور ایک نے دوسرے سے کہا ہے اسے الٹ دے اس پر فرد جرم لگ چکی ہے تو دوسرے نے کہا میں ایسے شہر کو کیسے الٹ دوں جس میں ہر شب پانچ ہزار قرآن کا ختم ہوتا ہے! ابو مسہر نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بن سلیمان بن موسیٰ بیان کیا ہے کہ جب کسی شخص کا علم حجاز، پیدائش عراقی اور نماز شامی ہو تو وہ کامل ہو جاتا ہے اور زبیدہ نے منصور النمری سے کہا ایسے اشعار کہو جو بغداد کو مجھے محبوب بنا دیں اور الرافقہ نے اسے منتخب شعر سنائے۔

بغداد کی خوشبو کے کیا کہنے اور کون دین و دنیا کے لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہاں جب ہوائیں چلتی ہیں تو بیماروں کو زندگی بخش دیتی ہیں اور رات بھر خوشبودار پودوں کے درمیان چلتی رہتی ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ زبیدہ نے اسے دو ہزار دینار دیئے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے طاہر بن مظفر بن طاہر خازن کی کتاب میں اس کی تحریر میں اس کے اشعار پڑھے ہیں۔

صبح کے برسنے والے بادل بغداد کے اس محلّہ کو سیراب کریں جو کرخ، خلد اور پل کے درمیان ہے وہ ایک خوبصورت شہر ہے جس کے اہل کے لیے کچھ چیزوں کو مخصوص کیا گیا ہے اور جب وہ کسی شہر میں تھیں تو وہ اکٹھی نہیں ہوتی تھیں اس کی ہوا نرم، معتدل اور صحت والی ہے اور اس کے پانی کا مزا شراب سے زیادہ لذیذ ہے اور اس کے دجلہ کے دونوں کناروں نے ہمارے لیے تاج سے تاج تک اور محل سے محل تک مرتب کیا ہے اس کی مٹی کستوری کی طرح ہے اور اس کے سنگریزے یاقوت اور موتیوں کی طرح ہیں۔

اور خطیب نے اس بارے میں بہت سے اشعار بیان کئے ہیں اور جن کو ہم نے بیان کیا ہے وہی کافی ہیں اور ۱۴۶ھ میں بغداد کی تعمیر سے فراغت ہوگئی اور بعض نے ۱۴۸ھ میں فارغ ہونا بیان کیا ہے، کہتے ہیں کہ اس کی خندق اور فصیل ۱۴۷ھ میں مکمل ہوئی تھیں اور منصور مسلسل اس میں اضافہ کرتا رہا اور اس کی تعمیر میں خوبصورتی پیدا کرتا رہا حتیٰ کہ آخر میں اس نے قصر خلد تعمیر کیا اور اس نے خیال کیا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یا کہ وہ ہمیشہ رہے گا اور برباد نہ ہوگا اور وہ اس کی تکمیل کے وقت فوت ہوگیا اور بغداد کئی بار تباہ ہوا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال منصور نے مسلم بن قتیبہ کو بصرہ سے معزول کر دیا اور محمد بن سلیمان بن علی کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے مسلم کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے گھروں کو مسمار کر دے جنہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیعت کی ہے تو اس نے اس بارے میں سہل نگاری سے کام لیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کے عم زاد محمد بن سلیمان کو روانہ کیا جس نے وہاں بہت فساد برپا کیا اور بہت گھروں کو مسمار کر دیا اور اس نے عبداللہ بن ربیع کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور جعفر بن سلیمان کو اس کا امیر مقرر کیا اور السری بن عبداللہ کو مکہ سے معزول کر کے عبدالصمد بن علی کو اس کا امیر بنا دیا، راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا یہ قول واقدی وغیرہ کا ہے راوی کہتا ہے کہ اس

Marfat.com

سال بلاد روم میں موسم گرما کی جنگ جعفر بن حنظلۃ البہرائی نے لڑی اور اس میں فوت ہونے والے اعیان میں اشعث بن عبدالملک' ہشام بن السائب کلبی' ہشام بن عروہ اور ایک قول کے مطابق یزید بن ابی عبید شامل ہیں۔

۱۴۷ھ

اس سال اشتر خاں خوارزمی نے ترک فوج پر جو آرمینیا کی جانب تھی غارت گری کی اور انہوں نے نفیس میں داخل ہو کر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے مسلمانوں اور ذمیوں کو قیدی بنا لیا اور اس روز قتل ہونے والوں میں حرب بن عبداللہ الرادندی بھی شامل ہے جس کی طرف بغداد کی حربیہ منسوب ہوتی ہے وہ موصل میں خوارج کے مقابلہ کے لیے دو ہزار فوج کے ساتھ مقیم تھا تو منصور نے اسے بلاد آرمینیا کے مسلمانوں کی مدد کے لیے بھیج دیا اور فوج جبریل بن یحییٰ بھی تھا اور حرب قتل ہو گیا رحمہ اللہ اور اس سال منصور کا چچا عبداللہ بن علی بھی فوت ہو گیا اسی نے بنو امیہ کے ہاتھوں سے شام کو چھینا تھا اور وہ سفاح کے مرنے تک شام کا والی رہا اور جب سفاح مر گیا تو اس نے اپنی طرف دعوت دی تو منصور نے ابو مسلم خراسانی کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور ابو مسلم نے اسے شکست دی اور عبداللہ اپنے بھائی سلیمان بن علی والی بصرہ کے پاس بھاگ گیا اور ایک مدت تک اس کے ہاں روپوش رہا پھر منصور نے اس کے بارے میں اطلاع پا کر اسے بلا کر قید کر دیا اور اس سال منصور نے حج کا عزم کیا اور اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو طلب کیا جو سفاح کی وصیت کے مطابق منصور کے بعد ولی عہد تھا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کر دیا اور اسے کہا یہ میرا اور تیرا دشمن ہے' میری غیر حاضری میں اسے قتل کر دینا اور سستی سے کام نہ لینا۔

پس منصور حج کو روانہ ہو گیا اور راستے سے اسے خط لکھنے لگا اور اس بات پر اسے آمادہ کرنے لگا اور اس سے پوچھنے لگا کہ جو بات میں نے راز درانہ پر تجھے کہی تھی تو نے اس کے بارے میں کیا کیا ہے۔ یہ بات اس نے بار بار پوچھی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے جب اس کے چچا کی سپرد داری لی تو اس کے معاملے میں حیران رہ گیا اور اس نے اپنے اہل کے بعض لوگوں سے مشورہ کیا اور بعض اہل الرائے نے اسے مشورہ دیا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ تو اسے قتل نہ کر اور اسے اپنے پاس رکھ اور مشہور کر دے کہ تو نے اسے قتل کر دیا ہے ہمیں خدشہ ہے کہ وہ اعلانیہ تجھ سے اس کا مطالبہ کرے گا اور تو کہہ دینا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے وہ قصاص کا مطالبہ کرے گا تو تو دعویٰ کرنا کہ اس نے تجھے خفیہ طور پر اس کے قتل کا حکم دیا تھا اور یہ اس کے اور تیرے درمیان ایک راز تھا پس تو اس کے ثابت کرنے سے عاجز آ جائے گا اور وہ تجھے اس کے بدلے میں قتل کر دے گا اور منصور تجھے اور اسے دونوں کو قتل کرنا چاہتا ہے تاکہ تم دونوں سے اکٹھے ہی راحت حاصل کرے۔

اس موقع پر موسیٰ بن عیسیٰ کا ارادہ بدل گیا اور اس نے اپنے چچا کو چھپا دیا اور مشہور کر دیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے اور جب منصور حج سے واپس آیا تو اس نے اپنے اہل کو حکم دیا کہ اس کے پاس آئیں اور اس کے چچا عبداللہ بن علی کے بارے میں سفارش کریں اور انہوں نے اس بارے میں اصرار کیا تو اس نے ان کی بات مان لی اور عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا ان لوگوں نے عبداللہ بن علی کے بارے میں سفارش کی ہے اور میں نے ان کی بات مان لی ہے اسے ان کے سپرد کر دو' عیسیٰ نے کہا عبداللہ کہاں

ہے؟ جب سے آپ نے مجھے حکم دیا ہے میں نے اسے قتل کر دیا ہے' منصور نے کہا میں نے تجھے یہ حکم نہیں دیا اور اس سے انکار کیا کہ اس کی طرف سے اس کے پاس کوئی ایسا حکم آیا ہو عیسیٰ نے وہ خط پیش کر دیئے جو منصور نے اس کے بارے میں اسے یکے بعد دیگرے لکھے تھے اس نے اس قسم کے ارادے سے انکار کر دیا اور انکار پر اصرار کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اصرار کیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے اس موقع پر منصور نے عبداللہ کے قصاص میں عیسیٰ بن موسیٰ کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور بنو ہاشم اسے قتل کرنے کو نکلے اور جب وہ تلوار لائے تو اس نے کہا مجھے خلیفہ کے پاس واپس لے جاؤ تو وہ اسے واپس اس کے پاس لے گئے تو اس نے اسے کہا تیرا چچا موجود ہے میں نے اسے قتل نہیں کیا اس نے کہا اسے لاؤ تو اس نے اسے حاضر کر دیا اور وہ خلیفہ کے ہاتھ پر نادم ہوا اور اس نے اسے ایسے گھر میں قید کرنے کا حکم دیا جس کی دیواریں نمک پر بنی ہوئی تھیں اور جب رات ہوئی تو اس نے اس کی دیواروں پر پانی چھوڑ دیا اور مکان اس کے اوپر گر پڑا اور وہ مر گیا۔

پھر منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے الگ کر دیا اور اپنے بیٹے مہدی کو اس پر مقدم کیا اور وہ اسے اپنی دائیں جانب عیسیٰ بن موسیٰ سے اوپر بٹھاتا تھا پھر وہ عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف التفات نہ کرتا اور اجازت دینے' مشورہ کرنے اور آمد و رفت کے بارے میں اس کی توہین کرتا پھر ہمیشہ ہی وہ اسے دور کرتا رہا اور ڈراتا دھمکاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس سے اپنی جان چھڑا لی اور محمد بن منصور کے لیے بیعت لی اور منصور نے اسے اس کے بارہ کروڑ درہم دیئے اور منصور کے ہاں عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے بیٹوں کا معاملہ درست ہو گیا اور وہ اس سے اعراض کرنے کے بعد اس کے پاس آیا اور اس سے قبل دونوں کے درمیان اس بارے میں بہت خط و کتابت ہو چکی تھی اور اس کے بیٹے مہدی کی بیعت کی تیاری کے لیے ترغیبات ہو چکی تھیں۔ اور عیسیٰ بن موسیٰ نے خود کو معزول کر دیا اور عوام کسی کو مہدی کے برابر نہ قرار دیتے تھے اور یہی حال خواص اور امراء کا تھا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ اس نے بادل نخواستہ یہ بات قبول کر لی تو اس کے عوض اس نے اسے وہ کچھ دیا جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور دور و نزدیک اور مشرق و مغرب میں مہدی کی بیعت ہو گئی اور منصور کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور ہمارے اس زمانے تک خلافت اسی کی اولاد میں قائم ہے اور بنو عباس میں جو بھی خلیفہ ہوا اسی کی نسل سے ہے (یہ عزیز و علیم خدا کی تقدیر ہے) اور اس سال عبیداللہ بن عمر العمری' ہاشم بن ہاشم اور خواجہ حسن بصری کے دوست ہشام بن حسان نے وفات پائی۔

۱۴۸ھ

اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو ان ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا جنہوں نے گزشتہ سال بلاد تقلیس میں فساد برپا کیا تھا پس اس نے ان میں سے کسی کو نہ پایا وہ اپنے ملک کو چلے گئے تھے اور اس سال جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائب وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اس سال حضرت جعفر بن محمد الصادق نے وفات پائی جن کی طرف کتاب اختلاج الاعضاء منسوب ہے اور یہ کتاب جھوٹی طور پر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور اس سال ماہ ربیع الاول میں شیخ الحدیث سلیمان بن مہران الاعمش نے وفات پائی اور عمرو بن حارث' العوام بن حوشب' محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ اور محمد بن

Marfat.com

عجلان نے بھی وفات پائی۔

۱۴۹ھ

اس سال منصور بغداد کی فصیل اور خندق کی تعمیر سے فارغ ہوا اور عباس بن محمد نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بلاد روم میں داخل ہوگیا اور حسین بن قحطبہ اور محمد بن اشعث بھی اس کے ساتھ تھے اور محمد بن اشعث راستے میں فوت ہوگیا اور اس سال محمد بن ابراہیم بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور منصور نے اسے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کے بدلے میں مکہ اور حجاز کا امیر مقرر کیا اور شہروں کے عمال وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے اور اس میں زکریا بن ابی زائدہ، کہمس بن حسن، المثنیٰ بن الصباح، عیسیٰ بن عمر ابوعمرو ثقفی بصری نحوی نے وفات پائی جو سیبویہ کا شیخ تھا کہتے ہیں کہ وہ حضرت خالد بن ولید کے غلاموں میں سے تھا وہ ثقیف کے ہاں اترا تو انہی کی طرف منسوب ہوگیا، وہ لغت، نحو اور قرآت کا جلیل القدر امام تھا، اس نے یہ علوم عبیداللہ بن کثیر، ابن المحیص اور عبداللہ بن ابی اسحاق سے سیکھے اور حضرت حسن بصری وغیرہ سے سماع کیا اور اس سے خلیل بن احمد، اصمعی اور سیبویہ نے علم حاصل کیا اور سیبویہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے ذریعے مشہور ہوا اور اس سے فائدہ حاصل کیا اور اس کی وہ کتاب لے لی جس کا نام اس نے الجامع رکھا ہے اور اس پر اضافہ کیا اور اس کی تفصیل کی اور وہی آج کل سیبویہ کی کتاب ہے حالانکہ وہ اس کے شیخ کی کتاب ہے اور سیبویہ کو جو اس میں مشکل پیش آتی تھی وہ اسے اپنے شیخ خلیل بن احمد سے پوچھتا تھا اور خلیل نے بھی اسی طرح اس سے عیسیٰ بن عمر کی تصنیفات کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اس نے ستر پچھتر کتابیں جمع کی تھیں اور کتاب الاکمال کے سوا سب ضائع ہوگئی ہیں اور وہ ایران کے علاقے میں تھا اور اسی میں مشغول ہوں اور میں اس کے مشکل مقامات کے متعلق آپ سے پوچھتا ہوں تو خلیل نے کچھ دیر سر جھکایا پھر یہ شعر پڑھے: ؎

سب علم ونحو ختم ہوگیا ہے سوائے اس کے جسے عیسیٰ بن عمر نے زندہ کیا ہے وہ اکمال ہے اور یہ جامع ہے اور یہ دونوں کتابیں لوگوں کے لیے شمس وقمر ہیں۔

اور عیسیٰ اپنی عبارت میں پیچیدہ اور نہایت گہرا چلا جاتا تھا اور جوہری نے الصحاح میں اس سے روایت کی ہے کہ ایک روز اپنے گدھے سے نیچے گر پڑا تو لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے اور اس نے کہا تمہیں کیا ہوگیا ہے تم میرے پاس ایسے جمع ہوئے ہو جیسے تم مجنون کے پاس جمع ہوتے ہو، میرے پاس سے چلے جاؤ اور ایک اور شخص نے کہا کے اسے ضیق النفس کی بیماری تھی جس کے باعث وہ گر پڑا تو لوگوں نے خیال کیا کہ اسے مرگی پڑ گئی ہے پس وہ اس کی تیمارداری کرنے لگے اور اس پر پڑھنے لگے اور جب اسے اپنی غشی سے ہوش آیا تو اس نے وہ بات بیان کی جو بیان ہوچکی ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے خیال کیا کہ وہ فارسی بول رہا ہے اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ وہ ابوعمرو بن العلاء کا دوست تھا اور عیسیٰ بن عمر نے ایک روز ابوعمرو بن العلاء سے کہا میں معد بن عدنان سے زیادہ فصیح ہوں تو ابوعمرو نے اسے کہا تو اس شعر کو کیسے پڑھتا ہے: ؎

قد کن یحبأن الوجوہ تسترا فالیوم حین یدأن للنظار

"وہ چہروں کو حیاء کی وجہ سے چھپاتی تھیں . اور آج انہوں نے دیکھنے والوں کے لیے پہل کی ہے"

اس نے پوچھا یہ لفظ بدان ہے یا بدین؟ تو اس نے کہا بدین ہے ابو عمرو نے کہا تو نے غلطی کی ہے اور اگر وہ بدأن کہتا تب بھی غلطی کرتا اور ابو عمرو نے صرف اس کی تغلیط کرنا چاہی ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ لفظ بدا یبدو نہیں جس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں بلکہ بدأ یبدأ ہے جس کے معنی کسی بات میں پہل کرنے کے ہیں۔

۱۵۰ھ

اس سال کفار میں سے ایک شخص استاذسیس نے بلاد خراسان میں خروج کیا اور خراسان کے اکثر علاقے پر قبضہ کرلیا اور تین لاکھ کے قریب آدمی اس کے پاس جمع ہوگئے اور انہوں نے وہاں پر بہت سے مسلمانوں کو قتل کردیا اور ان شہروں میں جو افواج تھیں انہیں شکست دی اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنالیا اور ان کے باعث فساد کی حکمرانی ہوگئی اور حالات بگڑ گئے۔ پس منصور نے خازم خزیمہ کو اپنے بیٹے مہدی کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ان علاقوں سے جنگ کا امیر مقرر کرے اور اس کے ساتھ وہ افواج بھی کردے جو ان لوگوں کا مقابلہ کریں سو اس دوران میں مہدی بھی ہاشمی قابلیت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے خازم بن خزیمہ کو یکجائی کے طور پر ان علاقوں اور افواج کی امارت دے اور اس کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا پس وہ ان کے مقابلہ میں روانہ ہوگیا اور وہ مسلسل ان سے مکر وفریب کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اچانک ان سے جنگ شروع کردی اور شمشیر زنی اور نیزہ زنی سے ان کا مقابلہ کیا اور ان میں سے تقریباً ستر ہزار آدمیوں کو قتل کردیا اور چودہ ہزار آدمیوں کو قیدی بنالیا اور ان کا بادشاہ استاذسیس بھاگ گیا اور پہاڑ میں محفوظ ہوگیا اور خازم بھی پہاڑ کے دامن میں آ گیا اور اس نے سب قیدیوں کو قتل کردیا اور وہ مسلسل اس کا محاصرہ کئے رہا حتیٰ کہ اس نے ایک امیر کے حکم کو تسلیم کرلیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے اور اس کے اہل بیت کو بیڑیاں ڈال دی جائیں اور اس کے ساتھ جو سپاہی ہیں انہیں آزاد کردیا جائے اور وہ تیس سپاہی تھے۔ خازم نے یہ سب کچھ کیا اور استاذسیس کے ساتھ جو سپاہی تھے ان میں سے ہر ایک کو دو دو کپڑے دیئے اور جو فتح ہوئی اس کے بارے میں مہدی کو خط لکھا اور مہدی نے فتح کی اطلاع اپنے باپ منصور کو لکھ دی اور اسی طرح خلیفہ نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی امارت سے معزول کردیا اور حسن بن زید بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال خلیفہ کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں امیر المومنین منصور کے بیٹے جعفر نے وفات پائی اور سب سے پہلے اسے بغداد میں بنو ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا پھر اسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کردیا اور اسی سال میں عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے جو اہل حجاز کے ایک امام تھے وفات پائی کہتے ہیں کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سنن کو جمع کیا اور عثمان بن اسود اور عمر بن محمد بن زید نے وفات پائی اور اسی میں امام ابوحنیفہ کی وفات ہوئی۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے حالات

آپ کا نام نعمان بن ثابت تیمی ہے آپ عراق کے فقہیہ اور آئمہ اسلام اور سادات' علام اور شریف علماء اور مذاہب اربعہ

Marfat.com

کے آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں اور آپ ان سے پہلے وفات پانے والے ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہیا اور بعض کا قول ہے کہ کسی اور صحابی کو دیکھا ہے اور بعض نے بیان کیا کہ آپ نے سات صحابہ سے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور تابعین کی ایک جماعت سے بھی روایت کی ہے جس میں الحکم حماد بن ابی سلیمان' سلمہ بن کہیل' عامر الشعبی' عکرمہ' عطاء' قتادہ' زہری' حضرت ابن عمر کے غلام نافع' یحییٰ بن سعید انصاری اور ابواسحاق السبیعی شامل ہیں۔

اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں آپ کا بیٹا حماد اور ابراہیم بن طہمان' اسحاق بن یوسف ازرق قاضی اسد بن عمرو' حسن بن زیادہ لؤلؤی' حمزہ زیات' داؤد طائی' زفر' عبدالرزاق' ابونعیم' محمد بن حسن شیبانی' وکیع اور قاضی ابو یوسف شامل ہیں۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ اور راست باز تھے اور کذب سے متہم نہ تھے اور ابن ہبیرہ نے قضاء کے بارے میں آپ کو مارا مگر آپ نے قاضی بننے سے انکار کر دیا اور یحییٰ بن سعید' فتویٰ میں آپ کے قول کو پسند کرتے تھے اور یحییٰ کہا کرتے تھے ہم اللہ کی تکذیب کرتے ہیں ہم نے امام ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی اور ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو اپنایا ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی بقیہ لوگوں کی طرح ہوتا اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تجھ سے اس ستون کے بارے میں گفتگو کرے تو وہ اسے اپنی حجت سے سونا ثابت کر دے نیز حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے جو علم فقہ حاصل کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ کا محتاج ہے اور جو سیرت حاصل کرنا چاہے وہ محمد بن اسحاق کا محتاج ہے اور جو علم حدیث حاصل کرنا چاہے وہ حضرت امام مالک کا محتاج ہے اور جو علم تفسیر حاصل کرنا چاہے وہ مقاتل بن سلیمان کا محتاج ہے۔

اور عبداللہ بن داؤد الحربی نے بیان کیا ہے' لوگوں کو چاہیے کہ وہ ہر نماز میں حضرت امام ابوحنیفہ کے لیے ان کے حفظ' فقہ' سنن کی وجہ دعا کریں اور سفیان ثوری اور ابن المبارک نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ اپنے زمانے کے لوگوں سے سب سے بڑے فقیہ تھے اور ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ آپ مسائل کی تہ تک پہنچنے والے تھے اور مکی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ آپ اہل ارض کے سب سے بڑے عالم تھے اور خطیب نے اپنی سند سے بحوالہ اسد بن عمر روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رات کو نماز پڑھتے تھے اور ہر شب کو قرآن پڑھتے تھے اور روتے تھے حتیٰ کہ آپکے پڑوسیوں کو آپ پر رحم آ جاتا تھا' آپ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے اور جس جگہ آپ نے وفات پائی آپ نے اس میں ستر ہزار دفعہ قرآن ختم کیا اور آپ کی وفات اس سال یعنی ۱۵۰ھ کے ماہ رجب میں ہوئی اور ابن معین نے ۱۵۱ھ اور دوسروں نے ۱۵۳ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول صحیح ہے اور آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی اور آپ کی مکمل عمر ستر سال ہوئی اور بھیڑ کی کثرت کی وجہ سے بغداد میں آپ کی نماز جنازہ چھ بار پڑھی گئی اور آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

۱۵۱ھ

اس سال منصور نے عمر بن حفص کو سندھ سے معزول کر دیا اور ہشام بن عمرو تغلبی کو اس کا امیر مقرر کیا اور سندھ سے اس کی معزولی کا سبب یہ ہوا کہ جب محمد بن عبداللہ نے ظہور کیا تو اس نے اس کے بیٹے عبداللہ اشتر کو ایک جماعت کے ساتھ ہدایا اور اصیل گھوڑوں کے ساتھ عمر بن حفص کے پاس سندھ بھیجا اور اس نے ان ہدایا کو قبول کر لیا۔ پس انہوں نے خفیہ طور سے اس کے باپ محمد بن عبداللہ بن حسن کی طرف دعوت دی تو اس نے ان کی بات قبول کر لی اور انہوں نے سفید لباس پہن لیا اور جب محمد بن عبداللہ کے مدینہ میں قتل ہونے کی اطلاع آئی تو وہ شرمندہ ہوئے اور عبداللہ بن محمد کے پاس معذرت کرنے لگے تو عبداللہ نے اسے کہا' مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ اس نے کہا میں عنقریب تجھے مشرکین کے بادشاہ کے پاس بھیج دوں گا جو ہمارے علاقے کے پڑوس میں رہتا ہے اور وہ رسول کریم ﷺ کی بہت تعظیم کرنے والا ہے اور جب اسے تیرے متعلق یہ پتہ چلا کہ تو ان کی اولاد میں سے ہے تو وہ تجھ سے محبت کرے گا تو اس نے اس کی بات مان لی اور عبداللہ بن محمد اس بادشاہ کے پاس چلا گیا اور وہ اس کے ہاں امن سے رہا اور عبداللہ' زید کی ایک جماعت میں منتقل ہو گیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ شکار کرنے لگا اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ مل گئے اور زیدیہ کی جماعتیں اس کے پاس آنے لگیں۔

منصور نے سندھ کے نائب عمر بن حفص کو ناراضگی کا پیغام بھیجا تو امراء میں سے ایک شخص نے کہا مجھے اس کی طرف بھیجو اور معاملہ کو میرے سپرد کر دو میں اس کے پاس اس بارے میں معذرت کروں گا اور اگر میں بچ گیا تو فبہا ورنہ میں تیرا اور تیرے پاس جو امراء ہیں ان کا فدیہ بن جاؤں گا پس اس نے اس معاملہ میں اسے سفیر بنا کر منصور کے پاس بھیجا اور جب وہ منصور کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور عمر بن حفص کو سندھ سے معزولی کا خط لکھا اور سندھ کی امارت کے عوض اسے بلاد افریقہ کا امیر بنا دیا اور جب منصور نے ہشام بن عمرو کو سندھ کی طرف بھیجا تو اسے حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن محمد کے حاصل کرنے میں پوری کوشش کرے اور وہ اس میں سستی کرنے لگا تو منصور نے اس امر کی ترغیب دیتے ہوئے اسے پیغام بھیجا پھر اتفاق سے ہشام بن عمرو کا بھائی سیف' عبداللہ بن محمد کو ایک جگہ ملا تو انہوں نے باہم جنگ کی تو عبداللہ اور اس کے سب ساتھی قتل ہو گئے اور انہیں مقتولین میں اس کی جگہ کا پتہ نہ چلا اور نہ وہ اس کی جگہ کو معلوم کر سکے۔

ہشام بن عمرو نے منصور کو اس کے قتل کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اسے شکریہ کا پیغام بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ بادشاہ سے جنگ کرے جس نے اسے پناہ دی تھی' نیز اسے بتایا کہ عبداللہ نے وہاں ایک لڑکی کو لونڈی بنایا تھا اور اس نے ایک بچہ جنا ہے جس کا نام اس نے محمد رکھا ہے پس جب تو بادشاہ پر فتح پائے تو اس بچے کو یاد رکھنا' پس ہشام بن عمرو نے اس بادشاہ پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کر کے اسے مغلوب کر لیا اور اموال وذخائر اور بلاد پر قبضہ کر لیا اور اس بادشاہ اور اس بچے اور خمس اور فتح کی

Marfat.com

بشارت کو منصور کے پاس بھیجا جس سے منصور خوش ہوا اور اس بچے کو مدینہ بھجوا دیا اور منصور نے مدینہ کے نائب کو اس کی صحت نسب کے متعلق لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے اس کے اہل کے پاس پہنچا دے اور وہ ان کے پاس رہے تا کہ اس کا نسب ضائع نہ ہو اور یہی وہ بچہ ہے جسے ابوالحسن بن الاثیر کہتے ہیں اور اس سال مہدی بن منصور، خراسان سے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس کے باپ اور امراء اور اکابر نے راستے میں اس کا استقبال کیا اور اس کے بعد بلاد کے نائبین اور شام وغیرہ کے نائب اس کو سلام کرنے اور فتح وسلامتی کی مبارکباد دینے آئے اور وہ اس کے پاس اس قدر تحائف لایا جو شمار وبیان میں نہیں آسکتے۔

رصافہ کی تعمیر

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے اس کے خراسان سے آنے کے بعد رصافہ کی تعمیر کا آغاز کیا اور یہ بغداد سے مشرق کی جانب ہے اور اس نے اس کے لیے فصیل اور خندق بنائی اور اس کے پاس میدان اور باغ بنایا اور نہر مہدی سے اس کی طرف پانی جاری کیا اور اس سال منصور نے اپنے لیے اور پھر اپنے بعد اپنے بیٹے مہدی کے لیے اور پھر ان دونوں کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے از سر نو بیعت لی اور امرا اور خواص نے آکر بیعت کی اور وہ منصور کے ہاتھ اور اس کے بیٹے کے ہاتھ کو بوسہ دینے لگے اور عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو چومنے لگے اور وہ اسے چومتے نہ تھے، واقدی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے معن بن زائدہ کو بجستان کا امیر مقرر کیا۔

اور اس سال مکہ اور طائف کے نائب محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور حسن بن زید مدینہ کا اور محمد بن سلیمان کوفہ کا اور جابر بن زید کلابی بصرہ کا اور یزید بن حاتم مصر کا اور رحید بن قحطبہ خراسان کا اور معن بن زائدہ بجستان کا امیر تھا اور اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد نے موسم سرما کی جنگ کی۔

اور اس سال حنظلہ بن ابی سفیان، عبداللہ بن عون اور محمد بن اسحاق بن یسار مؤلف سیرۃ نبویہ نے وفات پائی، محمد بن اسحاق نے سیرت نبویہ کو جمع کر کے ایک راہنما نشان بنا دیا ہے جس پر فخر کا اظہار کیا جاتا ہے اور سب لوگ اس بارے میں اس کے محتاج ہیں۔ جیسا کہ امام شافعی وغیرہ آئمہ نے بیان کیا ہے۔

۱۵۲ھ

اس سال منصور نے زید بن حاتم کو مصر کی امارت سے معزول کر دیا اور محمد بن سعید کو اس کا امیر بنایا اور افریقہ کے نائب کی طرف فوج بھیجی اس کے متعلق اسے اطلاع ملی تھی کہ وہ نافرمان اور مخالف ہو گیا ہے اور جب اسے اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور بصرہ سے جابر بن زید کلابی کو معزول کر دیا اور یزید بن منصور کو اس کا امیر بنا دیا اور اس سال خوارج نے معن بن زائدہ کو بجستان میں قتل کر دیا اور اس سال میں عباد بن منصور اور یونس بن یزید الایلی نے وفات پائی۔

Marfat.com

۱۵۳ھ

اس سال منصور اپنے کاتب ابوایوب الموریانی سے ناراض ہوگیا اور اسے اس کے بھائی خالد اور اس کے چاروں بھتیجوں سعید' مسعود' مخلط اور محمد کو قید کرلیا اور ان سے بہت سے اموال کا مطالبہ کیا اور ابن عساکر نے ابوجعفر منصور کے حالات میں اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنی جوانی کے ایام میں موصل آیا اور وہ ایک محتاج آدمی تھا جس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی تو اس نے کسی ملاح کے پاس مزدوری شروع کردی حتیٰ کہ انہوں نے کچھ مال کمالیا جس سے اس نے ایک عورت سے نکاح کرلیا پھر وہ اس سے وعدے کرنے لگا اور اسے آرزوئیں دلانے لگا کہ وہ بڑے گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور عنقریب جلد ہی انہیں بادشاہت ملنے والی ہے' اتفاق سے وہ اس سے حاملہ ہوگئی پھر ابوامیہ نے اسے تلاش کیا تو وہ بھاگ گیا اور اسے حمل کی حالت میں چھوڑ گیا اور اس کے پاس ایک رقعہ رکھ گیا جس میں اس کا نسب لکھا تھا کہ وہ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے اور اس نے اسے حکم دیا کہ جب اسے اس کا حکم ملے تو وہ اس کے پاس آجائے اور جب اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام جعفر رکھے اس نے ایک بچے کو جنم دیا اور اس کا نام جعفر رکھا اور بچے نے پروان چڑھ کر کتابت سیکھی اور عربی اور ادب میں شاندار مہارت پیدا کرلی۔

پھر بنوعباس کے پاس حکومت آگئی تو اس عورت نے سفاح کے بارے میں پوچھا تو وہ اس کا آقا نہیں تھا پھر منصور خلیفہ بنا تو بچہ بغداد چلا گیا اور رسائل کے کاتبوں میں مل جل گیا اور منصور کے دیوان انشاء کا افسر ابوایوب الموریانی اس سے بہت خوش ہوا اور اس نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کرلیا اور اس نے اسے دوسروں پر مقدم کیا' اتفاق سے یہ اس کے ساتھ خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا تو خلیفہ اسے دیکھنے لگا پھر اس نے ایک روز خادم کو بھیجا کہ وہ کاتب کو لے کر آئے پس وہ آیا اور یہ نوجوان بھی اس کے ساتھ تھا اور اس نے منصور کے سامنے خط لکھا اور منصور اسے دیکھنے لگے اور غور وفکر کرنے لگا پھر اس نے اس کے نام کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا اس کا نام جعفر ہے اس نے پوچھا کس کے بیٹے ہو تو نوجوان خاموش ہوگیا' اس نے پوچھا تو بولتے کیوں نہیں؟ اس نے کہا اے امیرالمومنین میرے حالات ایسے ایسے ہیں پس خلیفہ کا چہرہ متغیر ہوگیا پھر اس نے اس سے اس کی ماں کے متعلق دریافت کیا تو اس نے اسے بتایا پھر اس نے موصل شہر کے حالات کے بارے میں اس سے پوچھا تو وہ اسے بتانے لگا اور نوجوان متعجب ہونے لگا پھر خلیفہ نے اس کے پاس آکر اسے گود میں لے لیا اور کہنے لگا تو میرا بیٹا ہے پھر اس نے اسے قیمتی ہار اور بہت سا مال اور اس کی ماں کی طرف خط دے کر بھیجا جس میں اسے اصل حقیقت اور بچے کا حال بتایا۔

اور وہ نوجوان اس مال کے ساتھ خلیفہ کے خفیہ دروازے سے باہر نکلا اور اسے محفوظ کرکے پھر ابوایوب کے پاس آیا تو اس نے پوچھا خلیفہ کے ہاں تجھے کس وجہ سے دیر ہوئی ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بہت سے خطوط لکھنے کو کہا پھر ان دونوں نے باہم گفتگو کی پھر نوجوان نے ناراض ہوکر اسے چھوڑ دیا اور فوراً اٹھ کر موصل جانے کے لیے کرایہ پر مزدور لیا تاکہ اپنی ماں کو بتائے اور اسے اور اس کے اہل کو اپنے خلیفہ باپ کے پاس لے آئے۔ پس وہ کئی دن چلتا رہا پھر ابوایوب نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ سفر پر چلا گیا ہے اور ابوایوب نے خیال کیا کہ اس نے خلیفہ کے پاس کوئی راز افشا کردیا ہے اور اس کو چھوڑ

Marfat.com

کر بھاگ گیا ہے پس اس نے اس کی تلاش شروع کی ایلچی بھیجا اور اسے کہا تو اسے جہاں بھی پائے اسے میرے پاس لے آنا' ایلچی اس کی تلاش میں روانہ ہو گیا اور اس نے اسے ایک منزل پر پایا تو اس نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے کنوئیں میں پھینک دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے لے کر ابوایوب کے پاس آ گیا اور جب ابوایوب خط پر مطلع ہوا تو شرمندہ ہو گیا اور اسے اس کے پیچھے بھیجنے پر بھی شرمندہ ہوا اور خلیفہ نے اپنے بیٹے کی واپسی کا انتظار کیا اور اس نے دیر کر دی تو اس نے اس کا حال معلوم کیا تو اچانک اسے پتہ چلا کہ ابوایوب کے ایلچی نے پیچھے سے مل کر اسے قتل کر دیا ہے اس موقع پر اس نے ابوایوب کو طلب کیا اور اموال عظیمہ کو اس کے ذمے واجب کیا اور وہ مسلسل سزا پاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنے سب اموال وذخائر حاصل کر لیے اور پھر اسے قتل کر دیا اور کہنے لگا اس نے میرے حبیب کو قتل کیا ہے اور منصور جب کبھی اپنے بیٹے کو یاد کرتا سخت غمگین ہو جاتا۔

اور اس سال صفریہ خوارج وغیرہ نے بلاد افریقہ میں خروج کیا اور ان میں سے ساڑھے تین لاکھ سوار اور پیادے ابوحاتم انماطی اور ابوعباد کی سرکردگی میں اکٹھے ہو گئے اور ابوقرۃ صفری بھی چالیس ہزار جوانوں کے ساتھ ان سے آملا اور انہوں نے افریقہ کے نائب سے جنگ کی اور اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور وہ عمر بن عثمان بن ابی صفرۃ تھا جو سندھ کا نائب تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان خوارج نے اسے قتل کر دیا رحمہ اللہ اور خوارج نے اپنے شہروں میں بہت فساد برپا کیا اور بیوی بچوں کو قتل کر دیا اور اس سال منصور نے لوگوں پر بہت طویل سیاہ ٹوپیاں پہننا لازم قرار دیا حتیٰ کہ وہ انہیں اٹھانے کے لیے سرکنڈوں کی مدد لینے لگے اور ابودلامہ شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

اور ہم امام سے اضافہ کی امید رکھتے تھے اور امید گاہ امام نے ٹوپیوں میں اضافہ کر دیا ہے تو انہیں مردوں کے سروں پر دیکھے گا گویا وہ یہود کے لٹکے ہیں جو برانس[1] سے ڈھانکے گئے ہیں۔

اور اس سال معیون بن یحییٰ الجوری نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بہت سے رومیوں کو جو چھ ہزار سے بھی زائد تھے' قیدی بنا لیا اور بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کیے اور مہدی بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا اور حسن بن زید مدینہ کا اور محمد بن سلیمان کوفہ کا اور یزید بن منصور بصرہ کا اور محمد بن سعید مصر کا نائب تھا اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے اس سال یزید بن منصور کو یمن کا نائب مقرر کیا تھا اور اس سال ابان بن صمعۃ' اسامہ بن زید لیثی' ثور بن یزید حمصی' حسن بن عمارۃ' قطر بن خلیفہ اور ہشام بن الغازی نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

۱۵۴ھ

اس سال منصور بلاد روم میں آیا اور بیت المقدس کی زیارت کی اور یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا اور اسے بلاد افریقہ کا امیر مقرر کیا اور اسے خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس فوج پر تقریباً تریسٹھ ہزار درہم خرچ

---

[1] برنس ہر اس لباس کو کہتے ہیں جس کے ایک حصے سے سر کو ڈھک لیا جائے۔ مترجم۔

کئے اور ظفر بن عاصم ہلالی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

اور اس سال محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کروایا اور بصرہ کے سوا شہروں اور صوبوں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے' بصرہ کا نائب عبدالملک بن ایوب بن ظبیان تھا۔

اور اس سال ابوایوب کاتب اور اسکے بھائی خالد نے وفات پائی اور منصور نے اس کے بھتیجوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں پھر اس کے بعد انہیں قتل کیا جائے اور اس نے ان کے ساتھ یہی سلوک کیا۔

اشعب الطامع

اور اس سال اشعب الطامع نے وفات پائی جو اشعب بن جبیر ابوالعلاء تھا اور اسے ابواسحاق المدینی اور ابوحمیدہ بھی کہا جاتا ہے اس کا باپ آل زبیر کا غلام تھے جسے مختار نے قتل کر دیا تھا اور وہ واقدی کا ماموں تھا عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور ابان بن عثمان' سالم اور عکرمہ سے بھی یہی روایت ہے اور وہ خوش شکل اور بے حیا تھا اور اس کے زمانے کے لوگ اس کی بے حیائی اور اس کے طمع کی وجہ سے اسے پسند نہ کرتے تھے اور وہ بڑا اچھا گویا تھا اور وہ یزید بن ولید کے پاس دمشق گیا اور ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں جن میں اس کے بارے مضحک باتیں بیان کی ہیں اور اس سے دو حدیثوں کا اسناد کیا ہے اور اسی سے روایت کی گئی ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ وہ حدیث بیان کرے تو اس نے کہا کہ عکرمہ نے بحوالہ ابن عباس مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دو باتوں پر عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر وہ خاموش ہوگیا اس سے دریافت کیا گیا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ اس نے کہا ایک عکرمہ کو بھول گئی تھی اور ایک مجھے بھول گئی ہے اور سالم بن عبداللہ بن عمر اسے جاہل سمجھتے تھے اور اسے شیریں خیال کرتے تھے اور اس سے ہنسی کرتے تھے اور اسے اپنے ساتھ منگل کی طرف لے جاتے تھے اور اسی طرح دوسرے اکابر بھی کرتے تھے۔

اور امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز بچوں نے اشعب سے مذاق کیا تو اس نے انہیں کہا یہاں پر وہ لوگ موجود ہیں جو اخروٹ تقسیم کر رہے ہیں تاکہ انہیں اپنے پاس سے دور کر دے۔ پس بچے جلدی اس طرف چلے گئے اور جب اس نے دوڑتے دیکھا تو کہنے لگا شاید یہ بات سچ ہی ہو تو خود بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا' ایک شخص نے اسے کہا تیرا طمع کہاں تک پہنچا ہے اس نے کہا کہ مدینہ میں جو بھی دلہن آئی ہے میں نے چاہا ہے کہ وہ میرے پاس آئے اور میں اپنی حویلی کو صاف کر دوں اور اپنے دروازے کو صاف کر دوں اور اپنے گھر میں جھاڑو دوں ایک روز وہ ایک شخص کے پاس سے گزرا جو ردی کھجوروں سے ایک طشتری بھر رہا تھا اس نے اسے کہا اس میں ایک یا دو پھیروں کا اضافہ کر دینا شاید کسی روز کوئی اس میں ہمارے ہاں ہدیہ بھیجے۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ایک روز اشعب نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو ایک شاعر کے اشعار گا کر سنائے:

وہ اسے لے کر چلتے بنے ماہ کامل اس کے چہرے کی مانند تھا اور صاف لباس میں بڑی دیندار تھی اس کا حسب پاکیزہ اور عزت پاک ہے اور ہر ناپسندیدہ بات سے اسے روکنے والا ہے اور وہ حیادار خوبصورت عورتوں میں سے ہے جو کسی تہمت سے دوچار نہیں ہوئی اور خوف خدا سے کسی شاعر نے اس کی نوازش نہیں چاہی۔

Marfat.com

سالم نے اسے کہا بہت اچھا ہمیں کچھ اور سناؤ تو اس نے گا کر اسے یہ شعر سنائے: ؎

وہ ہمارے پاس تاریک شب میں آئی گویا وہ کوے کا پر ہے اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے تو میں نے کہا کیا کوئی عطار ہمارے گھروں میں ٹھہر گیا ہے اور لیلیٰ کو پتہ نہ چلا اس کی خوشبو ہی عطر کے برابر تھی۔

سالم نے اسے کہا بہت اچھا اگر لوگوں کی باتوں کا خدشہ نہ ہوتا تو میں تجھے بہت انعام دیتا اور تجھے اس معاملے میں ایک مقام حاصل ہے۔

- اور اس سال جعفر بن برقان' الحکم بن ربان' عبدالرحمٰن بن زید بن جابر' حرۃ بن خالد اور ابوعمرو بن العلاء نے وفات پائی جو ائمۃ القراء میں سے ایک تھا اور اس کا نام ہی اس کی کنیت تھی اور بعض کا قول ہے کہ اس کا نام ریان تھا اور پہلا قول صحیح ہے اور وہ ابوعمرو بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحصین تمیمی مازلی بصری ہے اور اس کے نسب کے بارے میں اور باتیں بھی بیان کی گئی ہیں اور وہ اپنے زمانے میں فقہ' نحو اور علم القرات کا نشان تھا اور وہ بڑے بڑے علماء عاملین میں سے تھا' کہتے ہیں کہ اس نے کلام عرب میں سے ایک گھر بھر کے برابر لکھا پھر درویشی اختیار کر لی اور وہ سارا لکھا لکھایا جلا دیا پھر اس نے پہلے کلام کی مراجعت کی تو اس کے پاس وہی کچھ رہ گیا جو کلام عرب سے اسے حفظ تھا اور اس نے بہت سے جاہلی بدوؤں سے ملاقات کی اور وہ حسن بصری کے زمانے میں اور آپ کے بعد بھی مقدم تھا اور عربی زبان میں اس کے منتخب کلام میں سے اس کا یہ قول بھی ہے جو اس نے الغرۃ فی الجنین کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہ اس میں سفیدی کے سوا کسی بات کو قبول نہیں کرتی خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اس نے یہ بات حضور ﷺ کے اس قول غرۃ عبد وامہ سے سمجھی ہے اور اگر آپ کی مراد غلام یا لونڈی ہوتی تو میں آپ سے عزۃ سے مقید نہ کرتے اور الغرۃ صرف سفیدی کو کہتے ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ غریب قول ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آئمہ مجتہدین میں سے کسی نے اس سے اتفاق کیا ہے یا نہیں؟ اور اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے جب ماہ رمضان آجاتا تو وہ اس کے گزر جانے تک شعر نہ پڑھتا اور وہ صرف قرآن مجید پڑھتا رہتا اور وہ ہر روز ایک نیا کوزہ اور تازہ خوشبو خریدتا تھا اور اصمعی نے تقریباً دس سال اس کی صحبت اٹھائی ہے۔

اس کی وفات اس سال ہوئی اور بعض ۱۵۶ھ اور بعض ۱۵۹ھ میں بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم اور اس کی عمر نوے سال کے قریب تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نوے سال سے متجاوز تھا واللہ اعلم اور اس کی قبر شام میں ہے اور بعض نے کوفہ میں بیان کی ہے واللہ اعلم اور ابن عساکر نے صالح بن علی بن عبداللہ بن العباس کے حالات میں اس کے باپ سے بحوالہ اس کے دادا عبداللہ بن عباس مرفوعاً روایت کی ہے کہ اگر ۱۵۴ سال بعد تم میں سے کوئی کتے کے پلے کو پرورش کرے تو یہ اس کے لیے اپنی صلب کے بیٹے کو پرورش کرنے سے بہتر ہے اور یہ بہت ہی منکر ہے اور اسکے اسناد میں اعتراض پایا جاتا ہے' اس نے اسے تمام کے طریق سے عن خثیمہ بن سلیمان عن محمد بن عوف حمصی عن ابی المغیرہ عبداللہ بن السحط عن صالح بیان کیا ہے اور اس عبداللہ بن السحط کو میں نہیں جانتا اور ہمارے شیخ ذہبی نے اپنی کتاب المیزان میں اس کا ذکر کیا ہے ہے اور بیان کیا ہے کہ صالح بن علی سے موضوع حدیث روایت کی گئی ہے۔

Marfat.com

۱۵۵ھ

اس سال یزید بن حاتم' بلاد افریقہ میں داخل ہوا اور انہیں دوبارہ شروع سے فتح کیا اور جو خوارج وہاں پر متغلب ہو گئے تھے انہیں قتل کر دیا اور ان کے امراء کو قتل کر دیا اور ان کے اکابر کو قیدی بنا لیا اور ان کے اشراف کو ذلیل کیا اور ان شہروں کے باشندوں کو خوف کے بدلے امن وسلامتی اور ذلت کے بدلے عزت دی اور ان کے مقتول امراء میں سے ابو حاتم اور ابو عباد بھی تھے جو دونوں خارجی تھے اور جب شہروں کے حالات درست ہو گئے تو اس کے بعد وہ بلاد قیرون میں داخل ہو گیا اور انہیں ٹھیک ٹھاک کیا اور ان کے باشندوں کو سکون دیا اور ان کے معاملات کو درست کیا اور ان کے خوف کو دور کیا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

الرافقہ کی تعمیر

اس سال منصور نے بغداد کی طرز پر الرافقہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اس میں فصیل بنانے کا بھی حکم دیا اور کوفہ کے اردگرد خندق بنائی اور اس کے باشندوں کے اموال پر جو ٹیکس لگایا تھا اسے وصول کیا ہر آسودہ حال سے چالیس درہم وصول کئے اور پہلے اس نے پانچ پانچ درہم مقرر کئے تھے پھر اس نے چالیس چالیس درہم ٹیکس لگا دیا اور اس بارے میں ایک شخص نے کہا ہے۔

اے میری قوم ہم نے امیر المومنین کے بارے میں یہ دیکھا ہے اس نے پانچ پانچ درہم لگائے اور چالیس چالیس اکٹھے کئے اور اس سال یزید بن اسید سلمی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور اسی سال میں شاہ روم نے منصور سے اس شرط پر مصالحت کا مطالبہ کیا کہ وہ اسے جزیہ دے گا اور اسی سال میں منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ سے معزول کر دیا اور اسے بہت سے اموال کا تاوان ڈالا اور اسی سال میں اس نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی امارت سے معزول کر دیا' کہتے ہیں کہ اس نے اسے اس وجہ سے معزول کیا کہ اسے اس کے متعلق خبر ملی کہ وہ برے کاموں کا ارتکاب کرتا ہے نیز ایسے کام بھی کرتا ہے جو عمال کی شان کے مناسب نہیں ہوتے اور بعض کا قول ہے کہ محمد بن ابی العوجاء کے قتل کی وجہ سے اسے معزول کیا گیا۔ اور یہ ابو العوجاء زندیق تھا۔

کہتے ہیں کہ جب اس نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اس نے چار ہزار احادیث کے وضع کرنے کا اعتراف کیا جن میں اس نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا اور وہ عید الفطر کے روز لوگوں سے روزہ رکھواتا اور روزوں کے دنوں میں انہیں افطار کرواتا اور منصور نے چاہا کہ اس کے قتل کو اس کا گناہ بنا دے پس اس نے اس کی وجہ سے اسے معزول کر دیا اور اس نے اس سے قصاص لینے کا بھی ارادہ کیا تو عیسیٰ بن موسیٰ نے اسے کہا اے امیر المومنین اس وجہ سے نہ اسے معزول کرو اور نہ اسے قتل کرو اور اس نے اسے زندقت (بے دینی) کی وجہ سے قتل کر دیا اور جب اس وجہ سے آپ اسے معزول کریں گے تو عوام اس کی تعریف کریں گے اور آپ کو مذمت کریں گے' پس اس نے ایک وقت تک اسے چھوڑ دیا پھر اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ کوفہ پر عمر بن زہیر کو امیر مقرر کیا اور اسی سال میں اس نے حسن بن زید کو مدینہ سے معزول کر دیا اور وہ اپنے چچا عبد الصمد بن علی کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ فلیح بن سلیمان کو اس کا نگران مقرر کیا اور محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ پر اور الہیثم بن معاویہ بصرہ پر اور محمد بن سعید مصر پر اور یزید بن

Marfat.com

حاتم افریقہ پر امیر مقرر تھا اور اس سال صفوان بن عمرو اور عثمان بن الصائکہ یہ دونوں دمشق کے رہنے والے تھے اور عثمان بن عطاء اور مسعر بن کدام نے وفات پائی۔

حماد الزاویہ

ابن ابی یعلی میسرہ اسے سابور بھی کہا جاتا ہے۔ بن المبارک بن عبید الا یلمی الکوفی بکیر بن زید الخیل طائی کا غلام تھا جو عرب کی جنگوں' اخبار واشعار اور لغات کا سب لوگوں سے زیادہ عالم تھا اور اسی نے سبع معلقات طوال کو جمع کیا اور عربوں سے بکثرت شعر کی روایت کی وجہ سے اس کا نام الراویہ رکھا ہے' ولید بن یزید بن عبدالملک نے اس بارے میں اس کا امتحان لیا تو اس نے اسے حروف تہجی کے مطابق ۲۹ قصیدے سنائے' ہر قصدہ تقریباً ایک سو اشعار کا تھا اور اس کا خیال تھا کہ شعرائے عرب میں سے جس شاعر کا بھی نام لیا جائے وہ اس کے اشعار سنا دیتا تھا جو دوسروں کو یاد نہیں ہوتے تھے' پس اس نے اسے ایک لاکھ درہم دیا اور ابو محمد شریری نے اپنی کتاب درۃ الغواص میں بیان کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے اسے اپنے نائب یوسف بن عمر کے ذریعے عراق سے بلایا اور جب وہ اس کے پاس آیا تو وہ ایک کشادہ گھر میں جو سنگ مرمر اور سونے سے مرصع تھا موجود تھا اور اس کے پاس دو نہایت خوبصورت لڑکیاں تھیں تو اس نے اسے کچھ سنانے کو کہا تو اس نے اسے شعر سنائے تو اس نے اسے کہا اپنی ضرورت کا سوال کرو' اس نے کہا یا امیر المومنین ایک بات ہے جو نہیں ہوگی' اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو میری خاطر طلاق دے دو اس نے کہا' یہ دونوں اور جو کچھ ان دونوں کے اوپر ہے تمہارا ہوا اور اس نے اپنے گھر میں اسے علیحدہ جگہ دے دی اور ایک لاکھ درہم اسے دیا یہ کہانی ملخص ہے ظاہر ہے کہ یہ خلیفہ ولید بن یزید تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کے ساتھ شراب نوشی کی حالانکہ ہشام شراب نہیں پیتا تھا اور نہ ہی یوسف بن عمر اس کا نائب تھا' اس کا نائب خالد بن عبداللہ القسری تھا اور اس کے بعد یوسف بن عمر بن عبدالعزیز تھا اور اس سال حماد نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس نے ۱۵۸ھ میں مہدی کی خلافت کے آغاز کا زمانہ پایا ہے اور اس سال میں حماد عجرد کو زندقت کی وجہ سے قتل کیا گیا اور یہ حماد بن عمر بن یوسف بن کلیب کوفی ہے اور اسے واسطی بھی کہا جاتا ہے' یہ بنی سواد کا غلام تھا اور بیہودہ گو شاعر' ذہین' زندیق اور اسلام کے بارے میں متہم تھا اور اس نے اموی اور عباسی دونوں حکومتوں کا زمانہ پایا اور صرف بنو عباس کے زمانے میں مشہور ہوا اور اس کے اور بشار بن برد کے درمیان بہت سی ہجو گوئی ہوئی اور اس بشار کو زندقت کی وجہ سے قتل کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور حماد کی قبر میں اسکے ساتھ دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ حماد عجرد نے ۱۵۸ھ میں وفات پائی اور بعض نے ۱۶۱ھ میں اس کی وفات بیان کی ہے واللہ اعلم۔

Marfat.com

۱۵۶ھ

اس سال الہثیم بن معاویہ نے جو بصرہ پر منصور کا نائب تھا عمرو بن شداد پر فتح پائی جو ابراہیم بن محمد بن علی کی طرف سے ایران کا عامل تھا کہتے ہیں کہ اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور اسے قتل کر کے صلیب دیا گیا اور اسی سال میں منصور نے الہثیم بن معاویہ کو جس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا بصرہ سے معزول کر دیا اور سوار بن عبداللہ کو اس کا قاضی مقرر کر دیا اور اس نے اسے قضاء اور نماز دونوں کی امارت دے دی اور اس کی پولیس اور جوانوں پر سعید بن دنلج کو افسر مقرر کر دیا اور عمرو بن شداد کا قاتل الہثیم بن معاویہ بغداد واپس آ گیا اور اس سال میں اچانک وفات پا گیا اور وہ اپنی ایک لونڈی کے پیٹ پر لپٹا ہوا تھا منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے بنو ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا کہتے ہیں کہ اسے عمرو بن شداد کی بددعا لگی جس کو اس نے قتل کیا تھا پس بندے کو ظلم سے بچنا چاہیے۔

اور منصور کے بھائی عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے' ایران' اہواز اور دجلہ کے صوبہ پر عمارہ بن حمزہ اور سندھ اور کرمان پر ہشام بن عمرو امیر تھے اور ایک قول کے مطابق اس سال حمزہ زیات نے وفات پائی جو مشہور قراء اور عابدین میں سے ہے اور قرأت میں طویل روایت اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں جو اسی کی اصلاح ہے اور بعض آئمہ نے ان کے سبب اس پر اعتراضات کئے ہیں اور اس پر عیب لگائے ہیں اور سعید بن عروبہ ایک قول کے مطابق پہلا شخص ہے جس نے سنن کو جمع کیا اور عبداللہ بن شوذب عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی اور عمرو بن ذر نے بھی اسی سال میں وفات پائی۔

۱۵۷ھ

اس سال منصور نے بغداد میں اپنا قصر خلد اس نیک شگون پر تعمیر کیا کہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہے گا اور وہ اس کی تکمیل کے وقت مر گیا اور اس کے بعد محل برباد ہو گیا اور اس کی تعمیر کی ترغیب دینے والا ابان بن صدقہ اور منصور کا غلام ربیع تھے اور وہ اس کا حاجب بھی تھا اور اسی سال میں منصور نے دارالامارۃ کے قریب سے بازاروں کو کرخ کی طرف منتقل کر دیا اور اس سے قبل ہم اس کے سبب کو بیان کر چکے ہیں اور اسی سال میں اس نے راستوں کی کشادگی کا حکم دیا اور اسی میں باب الشعیر کے پاس پل بنانے کا حکم دیا اور اسی سال میں منصور نے اپنے سپاہیوں کی نمائش کی اور وہ ہتھیار بند تھے اور وہ خود بھی ہتھیار بند تھا اور یہ نمائش دجلہ کے پاس ہوئی اور اسی سال میں اس نے سندھ سے ہشام بن عمرو کو معزول کر دیا اور سعید بن الخلیل کو اس کا امیر مقرر کیا اور یزید بن اسید السلمی نے اس سال موسم گرما کی جنگ لڑی اور وہ بلاد روم میں دور تک چلا گیا اور اس نے البطال کے غلام سنان کو اپنے آگے بطور ہراول بھیجا اور اس نے قلعوں کو فتح کیا اور قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی اور اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اسی میں حسین بن واقد اور جلیل القدر امام علامہ زماں ابوعمرو عبدالرحمٰن

بن عمرو بن محمد ابوعمرو اوزاعی نے وفات پائی جو شامیوں کا فقیہ اور امام تھا اور اہل دمشق اور اس کے اردگرد کے شہروں کے لوگ تقریباً ۲۲۰ھ تک اس کے مذہب پر قائم رہے۔

امام اوزاعی کے حالات:

عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد ابوعمرو اوزاعی' اوزاع' حمیر کا ایک بطن ہے اور وہ انہی میں سے ہے یہ قول محمد بن سعد کا ہے اور دوسروں کا بیان ہے کہ یہ بطن ان میں سے نہیں ہے' آپ اوزاع کے محلہ میں اترے اور یہ باب الفرادیس سے باہر دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے اور آپ یحییٰ بن عمرو سیبانی کے عم زاد ہیں' ابوزرعۃ نے بیان کیا ہے کہ اصل میں یہ سندھ کے قیدی ہیں اور یہ اوزاع میں اترے تو اس کی نسبت ان پر غالب آ گئی اور دوسروں کا بیان ہے کہ آپ بعلبک میں پیدا ہوئے اور آپ نے یتیمی کی حالت میں بقاع میں اپنی ماں کی گود میں پرورش پائی اور وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتی رہتی تھی اور آپ نے خود ہی اچھی پرورش پائی اور بادشاہوں اور وزراء اور تجاروں کے بیٹوں میں سے کوئی آپ سے بڑھ کر عقل مند' متقی' عالم' فصیح' باوقار' حلیم اور زیادہ خوش طبع نہ تھا اور آپ نے جو بات بھی کی آپ کے ہم نشینوں میں سے جس نے بھی اسے سنا اس نے اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے لکھنے پر متعین کر لیا اور آپ رسائل و کتابت میں بڑی مشقت برداشت کرتے تھے اور ایک بار آپ نے یمامہ کی طرف فوج بھجوانے کے بارے میں املا کروائی اور یحییٰ بن ابی کثیر سے حدیث سنی اور اسی کی صحبت اختیار کر لی تو اس نے حضرت حسن اور حضرت ابن سیرین سے سماع کے لیے آپ کو بصرہ جانے کی راہ دکھائی تو آپ بصرہ چلے گئے آپ بصرہ گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسن تو دو ماہ ہوئے فوت ہو چکے ہیں اور حضرت ابن سیرین بیمار ہیں' پس آپ ان کی عیادت کے لیے گئے اور ان کا مرض شدت اختیار کر گیا اور وہ فوت ہو گئے اور امام اوزاعی نے ان سے کوئی بات نہ سنی' پھر آپ آ کر دمشق کے محلہ اوزاع میں باب الفرادیس کے باہر فروکش ہو گئے اور فقہ' حدیث' مغازی اور دیگر علوم اسلامیہ میں اپنے زمانے میں اہل دمشق اور دیگر شہروں کے لوگوں کے سردار بن گئے اور آپ نے بہت سے تابعین وغیرہ سے ملاقات کی اور بڑے بڑے مسلمانوں کی جماعتوں نے آپ سے روایت کی ہے جیسے حضرت امام مالک بن انس' ثوری اور زہری آپ ان کے شیوخ میں سے ہیں اور کئی آئمہ نے آپ کی تعریف کی ہے اور مسلمانوں نے آپ کی امامت وعدالت پر اتفاق کیا ہے۔

امام مالک نے فرمایا ہے اوزاعی ایسے امام ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے اور سفیان بن عیینہ وغیرہ نے فرمایا ہے اوزاعی اپنے اہل زمانہ کے امام تھے' ایک دفعہ آپ نے حج کیا اور مکہ آئے تو سفیان ثوری آپ کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور مالک بن انس اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے اور ثوری کہہ رہے تھے شیخ کے لیے کشادگی کرو حتیٰ کہ ان دونوں نے آپ کو کعبہ کے پاس بٹھا دیا اور دونوں آپ کے سامنے آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے بیٹھ گئے اور ایک دفعہ امام مالک اور اوزاعی نے ظہر سے لے کر عصر کے پڑھنے تک باہم مدینہ میں گفتگو کی اور عصر سے مغرب کے پڑھنے تک پس اوزاعی' مغازی میں ان پر غالب آ گئے اور مالک' فقہ میں ان پر غالب آ گئے یا فقہ کے بعض مسائل میں ان پر غالب آ گئے اور امام اوزاعی اور ثوری نے مسجد الخیف میں رکوع اور رکوع سے اٹھنے پر مسئلہ رفع یدین کے بارے میں مناظرہ کیا اور اوزاعی نے رفع یدین کے بارے میں اس روایت سے حجت

Marfat.com

پکڑی جسے اس نے زہری سے عن سالم عن ابیہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں اور رکوع سے اٹھنے پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور ثوری نے اس بارے میں یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے حجت پکڑی تو اوزاعی نے غضب ناک ہو کر کہا تو یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے زہری کی حدیث کا مقابلہ کرتا ہے حالانکہ وہ ضعیف آدمی ہے؟ تو ثوری کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اوزاعی نے کہا جو بات میں نے کہی ہے شاید آپ نے اسے ناپسند کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں' تو اوزاعی نے کہا ہمارے ساتھ آؤ تا کہ ہم رکن کے پاس ایک دوسرے پر لعنت کریں کہ ہم میں سے حق پر کون ہے تو ثوری نے سکوت اختیار کر لیا اور ہقل بن زیاد نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی نے ستر ہزار مسائل کے بارے میں فتویٰ دیا ہے اور ابوزرعہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۱۱۳ھ میں فتویٰ دیا اور اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی پھر آپ ہمیشہ فتویٰ دیتے رہے حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور آپ کی عقل ٹھیک ٹھاک تھی اور یحییٰ القطان نے بحوالہ مالک بیان کیا ہے کہ میرے ہاں اوزاعی' ثوری اور ابوحنیفہ اکٹھے ہوئے ہیں میں نے پوچھا ان میں سے کون زیادہ غالب تھا؟ اس نے کہا اوزاعی اور محمد بن عجلان نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر مسلمانوں کا خیر خواہ کوئی نہیں دیکھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے اوزاعی کو کبھی قہقہے مار کر ہنستے نہیں دیکھا گیا آپ لوگوں کو وعظ کرتے تھے اور آپ کی مجلس میں ہر شخص اپنی آنکھ یا دل سے گریہ کناں ہوتا تھا اور ہم نے آپ کو کبھی اپنی مجلس میں روتے نہیں دیکھا اور جب آپ خلوت میں ہوتے تو روتے حتیٰ کہ آپ پر رحم آ جاتا اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ علماء چار ہیں' ثوری' ابوحنیفہ' مالک اور اوزاعی ابوحاتم نے بیان کیا ہے کہ جب سے سنا ہے آپ ثقہ اور قابل اتباع ہیں۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنی گفتگو میں اعرابی غلطی نہیں کرتے تھے اور آپ کے خطوط منصور کے پاس جاتے تھے اور وہ ان میں غور و فکر کرتا تھا اور ان کی مضاحت اور عبارت کی حلاوت سے حیران ہوتا تھا' ایک روز منصور نے اپنے سب سے بلند مرتبہ کاتب سلیمان بن مجالد کو کہا' ہمیں اوزاعی کو ہمیشہ جواب دینا چاہیے تا کہ ہم آفاق میں جو کچھ ان لوگوں کی طرف لکھتے ہیں جو اوزاعی کے کلام کو نہیں جانتے اس میں ان کے کلام سے مدد لیں' اس نے کہا امیر المومنین قسم بخدا' روئے زمین کا کوئی شخص ان کے کلام کی مثل پر قدرت نہیں رکھتا اور نہ اسکے کچھ حصے پر پر قدرت رکھتا ہے اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی جب صبح کو نماز پڑھتے تو طلوع آفتاب تک بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے اور آپ سلف سے اسے نقل کرتے تھے' راوی کا بیان ہے پھر وہ کھڑے ہو جاتے اور فقہ و حدیث کے بارے میں باہم تذکرہ کرتے اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا تو اس نے فرمایا تو ہی ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے میں نے عرض کیا اے میرے رب آپ کے فضل سے کرتا ہوں پھر میں نے کہا اے میرے رب مجھے اسلام پر موت دینا تو اس نے فرمایا اور سنت پر' اور محمد بن شعیب بن شابور نے بیان کیا ہے کہ جامع دمشق میں ایک شیخ نے مجھے کہا میں فلاں دن مرنے والا ہوں اور جب وہ دن آیا تو میں نے اسے جامع دمشق کے صحن میں جوئیں نکالتے دیکھا اس نے مجھے کہا قبل اس کے کہ تجھ سے قبل کوئی شخص مردوں کے ٹپڑے کی طرف سبقت کرے اس کی طرف جا کر اسے میرے لیے اپنے پاس محفوظ کر لو میں نے کہا آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا وہی ہے جو میں آپ کو کہہ رہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ گویا کوئی کہنے والا کہہ رہے کہ فلاں قدری ہے اور فلاں ایسا ہے اور عثمان بن العاتکہ کیا ہی اچھا آدمی ہے اور ابوعمرو اوزاعی زمین پر چلنے

Marfat.com

والے لوگوں سے بہتر ہے اور تو فلاں فلاں دن کو مرنے والا ہے۔

محمد بن شعیب نے بیان کیا ہے کہ جب ظہر کا وقت آیا تو وہ شخص مر گیا اور ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کا جنازہ نکالا گیا یہ بات ابن عساکر نے بیان کی ہے۔

اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ بہت عبادت گزار' خوبصورت نماز پڑھنے والے' متقی' زاہد اور بڑے خاموش طبع تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص رات کی نماز میں قیام کو طویل کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز طول قیام کو آسان کر دے گا' آپ نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول

﴿ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا . إِنَّ هٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴾.

سے اخذ کی ہے اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر عبادت میں سخت کوشش کرنے والا نہیں دیکھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حج کیا اور آپ اونٹنی پر نہیں سوئے' آپ صرف نماز میں مشغول رہے اور جب آپ کو اونگھ آتی تو پالان سے ٹیک لگا لیتے اور شدت خشوع سے آپ اندھے کی طرح معلوم ہوتے تھے' ایک عورت اوزاعی کی بیوی کے پاس آئی تو اس نے اس چٹائی کو جس پر آپ نماز پڑھتے تھے بھیگا ہوا دیکھا تو اس نے اوزاعی کی بیوی سے کہا شاید بچے نے پیشاب کر دیا ہے تو وہ کہنے لگی یہ شیخ کے ان آنسوؤں کا نشان ہے جو وہ اپنے سجدوں میں روتے ہیں آپ ہر روز اسی طرح صبح کرتے ہیں اور اوزاعی نے بیان کیا ہے خواہ لوگ تجھے چھوڑ دیں تجھ پر سلف کی سنت پر قائم رہنا لازم ہے اور لوگوں کے اقوال سے اجتناب کرنا خواہ وہ انہیں خوبصورت کر کے بیان کریں بلاشبہ معاملہ واضح ہو جائے گا اور تو صراط مستقیم پر ہوگا نیز فرمایا سنت پر استقلال سے قائم رہا اور وہاں کھڑا رہ جہاں لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور وہی کہہ جو انہوں نے کہا ہے اور اس سے رک جس سے وہ رکے ہیں اور وہ تجھے وسعت دے گا جو اس نے انہیں دی ہے۔

اور آپ نے فرمایا علم وہ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے آیا ہے اور جو علم ان سے نہیں آیا وہ علم نہیں ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی محبت صرف مومن کے دل میں اکٹھی ہو سکتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان پر جھگڑے کا دروازہ کھول دیتا ہے اور علم وعمل کا دروازہ ان پر بند کر دیتا ہے' مورخین نے بیان کیا ہے اوزاعی سب لوگوں سے بڑھ کر شریف اور سخی تھے اور بیت المال میں خلفاء کے ذمے موٹی چادریں تھیں جو بنی امیہ کی طرف سے آپ کو ملی تھیں نیز خلفائے بنی امیہ اور ان کے اقارب اور بنی عباس کی طرف سے بھی آپ کو تقریباً ستر ہزار دینار کی چادریں ملی تھیں مگر آپ نے ان سے کچھ بھی نہیں لیا اور نہ عمدہ سامان وغیرہ حاصل کیا اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ نے اسے سات دنانیر کے سوا کچھ باقی نہیں چھوڑا اور انہیں سے آپ کی تیاری کا سامان ہوا' آپ سب کچھ فی سبیل اللہ فقرا اور مساکین پر خرچ کر دیا کرتے تھے اور جب سفاح کا چچا عبداللہ بن علی' جس نے بنی امیہ کو شام سے جلاوطن کر دیا اور اللہ نے اس کے ہاتھ سے ان کی حکومت کا خاتمہ کیا دمشق آیا تو اس نے اوزاعی کو طلب کیا تو وہ تین دن اس سے غائب رہے پھر اس کے سامنے حاضر ہو گئے۔

اوزاعی بیان کرتے ہیں میں اس کے پاس گیا تو وہ تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی اور المسودہ اس کے

Marfat.com

دائیں بائیں تلواریں سونتے کھڑے تھے میں نے اسے سلام کیا تو اس نے جواب نہ دیا اور اپنے ہاتھ کی چھری سے زمین کو کریدنے لگا پھر کہنے لگا اے اوزاعی ہم نے عباد و بلاد سے ان ظالموں کے ہاتھوں کا جواز الہ کیا ہے اس کے بارے میں آپ کا خیال ہے کیا وہ جہاد و رباط ہے؟ میں نے کہا اے امیر میں نے یحییٰ بن سعید انصاری کو بیان کرتے سنا ہے کہ محمد بن ابراہیم تیمی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں علقمہ بن وقاص کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے اعمال کا دارومدار نیات پر ہے اور ہر انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی ہے پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول کے لیے ہوگی یا عورت کے حصول کے لیے ہوگی کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے چھری کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ زمین کو کریدنا شروع کر دیا اور اس کے اردگرد جو لوگ کھڑے تھے وہ اپنے ہاتھ اپنی تلواروں کے قبضوں میں رکھنے لگے پھر اس نے پوچھا اے اوزاعی' بنوامیہ کے خون کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون تین باتوں کے سوا جائز نہیں ہوتا' جان کے بدلے جان' شادی شدہ زانی' دین کو ترک کرنے والا جماعت کو چھوڑنے والا' پس اس نے پہلے سے بھی بڑھ کر زمین کو کریدا پھر اس نے پوچھا ان کے اموال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا اگر ان کے ہاتھ میں حرام مال تھے تو وہ آپ پر بھی حرام ہوں گے اور اگر وہ ان کے لیے حلال تھے تو وہ شرعی طریق کے مطابق ہی آپ کے لیے حلال ہوں گے تو اس نے پہلے سے بھی بڑھ کر زمین کو کریدا پھر کہنے لگا کیا ہم آپ کو قاضی نہ مقرر کر دیں؟ میں نے کہا آپ کے اسلاف نے مجھ پر یہ مشقت نہیں ڈالی اور میں چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر جس احسان کی ابتداء کی ہے وہ مکمل ہو' اس نے کہا گویا آپ باز رہنے کو پسند کرتے ہیں؟ میں نے کہا میرے پیچھے بیویاں ہیں جو نگرانی اور پردے کی محتاج ہیں اور میرے باعث ان کے دل مشغول ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے اور میں انتظار کرنے لگا کہ میرا سر میرے آگے آ گرے گا پس اس نے مجھے واپس جانے کا حکم دیا اور جب میں باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا ایلچی میرے پیچھے ہے اور اس کے پاس دو سو دینار ہیں اس نے کہا امیر آپ کو کہتا ہے کہ ان دنانیر کو خرچ کر دو' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے انہیں صدقہ کر دیا اور میں نے خوف کے باعث انہیں لیا تھا راوی بیان کرتا ہے اور میں ان تین دنوں میں روزے سے تھا' کہتے ہیں کہ جب امیر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے آپ نے سامنے افطاری پیش کی تو آپ نے اس کے ہاں روزہ افطار کرنے سے انکار کر دیا۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ پھر اوزاعی' دمشق سے کوچ کر گئے اور اپنے اہل و اولاد کے ساتھ بیروت اترے اوزاعی کا بیان ہے کہ بیروت میں مجھے اس بات نے حیرت زدہ کر دیا کہ میں اس کے قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے قبرستان میں ایک سیاہ فام عورت دیکھی میں نے اس سے پوچھا آبادی کہاں ہے؟ اس نے کہا اگر آبادی میں جانا چاہتا ہے تو وہ یہی ہے اور اس نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اور اگر تو ویرانے میں جانا چاہتا ہے تو وہ تیرے سامنے ہے اور اس نے شہر کی طرف اشارہ کیا۔ پس میں نے وہیں پر قیام کرنے کا ارادہ کر لیا۔

Marfat.com

محمد بن کثیر کا بیان ہے کہ میں نے اوزاعی کو بیان کرتے سنا کہ ایک روز میں صحرا کی طرف گیا تو میں نے رسالے کے ایک آدمی کو دیکھا اور ایک شخص کو رسالے کے ایک گھوڑے پر سوار دیکھا اور وہ لوہے کے ہتھیار لگائے ہوئے تھا اور جب کبھی وہ اپنے ہاتھ سے ایک جیت کی طرف اشارہ کرتا تو اس کے ہاتھ کے ساتھ ہی رسالہ اس طرف مائل ہو جاتا اور وہ کہتا دنیا باطل ہے باطل ہے باطل ہے اور جو کچھ اس میں موجود ہے وہ بھی باطل ہے۔ باطل ہے باطل ہے اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ہاں ایک آدمی تھا جو جمعہ کے روز شکار کو نکل جاتا تھا اور جمعہ کا انتظار نہیں کرتا تھا پس وہ اپنے خچر سمیت زمین میں دھنس گیا اور خچر کے صرف دو کان ہی باہر رہے اور ایک روز اوزاعی بیروت کی مسجد کے دروازے سے باہر نکلے تو وہاں ایک دوکان تھی جس میں ایک شخص صاف پانی فروخت کرتا تھا اور اس کے پہلو میں ایک شخص پیاز فروخت کرتا تھا اور وہ کہتا تھا شہد سے شیریں پیاز یا کہتا تھا پانی سے شیریں پیاز' اوزاعی نے کہا سبحان اللہ کیا یہ شخص خیال کرتا ہے کہ جھوٹ میں سے بھی کچھ مباح ہوگا؟ گویا یہ شخص جھوٹ بولنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی نے فرمایا ہے کہ ہم آج کے دن سے قبل ہنستے اور کھیلتے تھے اور جب ہم قابل اقتداء امام بن گئے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے مناسب نہیں اور ہمیں بچنا چاہیے اور آپ نے اپنے ایک بھائی کو لکھا:

امابعد' ہر جانب سے آپ کا گھیراؤ ہو گیا ہے اور ہر روز و شب آپ کو چلائے لیے جاتا ہے' اللہ سے ڈرو اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے بھی ڈرو' ہو سکتا ہے یہ آپ کے لیے آخری ملاقات ہو۔ والسلام۔

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ادریس نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں نے لیث کے کاتب ابوصالح کو الہقل بن زیاد سے بحوالہ اوزاعی بیان کرتے سنا کہ آپ نے وعظ کیا اور اپنے وعظ میں فرمایا اے لوگو جن نعمتوں سے تم شاد کام ہو ان کے ذریعے اس جلنے والی آگ سے جو دلوں پر بھڑکتی ہے فرار اختیار کرنے میں قوت حاصل کرو بلاشبہ تم ایسے گھر میں ہو جس میں قیام کرنے کا عرصہ کم ہے اور تم تھوڑے عرصے بعد یہاں سے کوچ کرنے والے ہو تم ان گزشتہ لوگوں کے جانشین ہو جو دنیا کی زیب وزینت سے دوچار ہوئے اور وہ تم سے زیادہ عمر بڑے اجسام بڑی عقل اور زیادہ اموال واولاد والے تھے اور انہوں نے پہاڑوں کو کھودا اور وادی میں چٹانوں کو توڑا اور شہروں میں گھومے اور وہ سخت گرفت سے مؤید تھے اور ان کے جسم ستونوں کی طرح تھے اور چند ہی دنوں میں ان کی صف لپیٹ دی گئی اور ان کے گھر بار ویران ہو گئے اور ان کی یاد بھلا دی گئی۔

پس کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے یا ان میں سے کسی کی آہٹ سنتا ہے؟ اور وہ امیدوں کی غفلت میں پرسکون تھے اور اپنی موت کے مقررہ وقت سے غافل تھے اور وہ متندم لوگوں کی طرح واپس لوٹ گئے اور تمہیں اس عذاب الٰہی کے متعلق علم ہی ہے جو رات کو ان کے صحن میں اترا اور ان میں سے بہت سے لوگ اپنے گھروں میں دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور باقی ماندہ لوگ اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنے لگے اور اس کی سزا کے آثار اور ان سے پہلے جو لوگ ہلاک ہو چکے تھے ان کے زوال نعمتوں کے بارے سوچ بچار کرنے لگے وہ ویران اور خالی گھروں میں غور وفکر کرتے حالانکہ وہ عزت سے گرے ہوئے تھے اور آسائش سے مشہور تھے اور دل ان کی طرف متوجہ تھے اور آنکھیں ان کی طرف محو نظارہ تھیں اور وہ عذاب الیم سے ڈرنے والے لوگوں کے لیے ایک نشان

بن گئے اور خشیت اختیار کرنے والوں کے لیے عبرت بن گئے اور ان کے بعد تم نے منقوص میعاد اور منقوص دنیا میں ایک ایسے وقت میں صبح کی جس کی عمدگی آسودگی اور بھلائی اور صفائی رخصت ہو چکی ہے اور اس میں سے بڑے شر اور گدلاہٹ کے بقیہ حصے اور عبرتوں کے خوف اور بدلنے والی سزاؤں اور فتنوں کے بھیجنے اور زلزلوں کے پے در پے آنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہا بحر و بر میں خرابی نمایاں ہو چکی ہے وہ گھروں کو تنگ کرتے ہیں اور بھاؤ کو گراں کرتے ہیں جس سے وہ عار اور بے عزتی کا ارتکاب کرتے ہیں پس ان کی مانند نہ ہو جنہیں امل اور طول اجل نے دھوکہ دیا ہے اور جھوٹی خواہشات نے ان سے مذاق کیا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں سے بنا دے کہ جب وہ بلائے جائیں تو جلدی کریں اور جب روکے جائیں تو رک جائیں اور اپنے ٹھکانے کو سمجھ لیں اور اپنے لیے کام کریں۔

جب منصور شام آیا تو امام اوزاعی نے اس سے ملاقات کی اور اسے نصیحتیں کیں اور منصور نے آپ کو پسند کیا اور آپ کی تعظیم کی اور جب آپ نے اس کے سامنے سے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے سیاہ لباس نہ پہننے کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی تو اس نے آپ کو اجازت دے دی اور جب آپ باہر چلے گئے تو منصور نے ربیع حاجب سے کہا انہیں مل کر پوچھو کہ انہوں نے سیاہ لباس کو کیوں ناپسند کیا ہے اور انہیں یہ نہ بتانا کہ میں نے تجھے یہ بات کہی ربیع نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے کسی کو محرم کو اس کا احرام باندھے نہیں دیکھا اور نہ کسی مردے کو اس میں کفن دیئے دیکھا ہے اور نہ کسی دلہن کو اس میں آراستہ ہوتے دیکھا ہے اس وجہ میں سے اسے ناپسند کرتا ہوں' اوزاعی شام میں بڑے معزز اور مکرم تھے اور آپ کا حکم ان کے ہاں بادشاہ سے بھی زیادہ بڑا تھا اور ایک امیر نے ایک دفعہ آپ کے متعلق برا ارادہ کیا تو اس کے اصحاب نے اسے کہا اس سے دشمنی نہ رکھو اگر اس نے اہل شام کو تیرے قتل کرنے کا حکم دے دیا تو وہ تجھے قتل کر دیں گے اور جب آپ فوت ہو گئے تو ایک امیر نے آپ کی قبر پر بیٹھ کر کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے خدا کی قسم میں آپ سے اس کی نسبت زیادہ ڈرتا تھا جس نے مجھے امیر بنایا ہے یعنی منصور کی نسبت اور ابن ابی العشرین نے بیان کیا ہے اوزاعی اس وقت فوت ہوئے جب آپ اکیلے بیٹھے اور اپنے کانوں سے گالیاں سنیں۔

ابوبکر بن ابی خثیمہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبید طنافسی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں ثوری کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے اس کے پاس آ کر کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا پھولوں کا گلدستہ اکھڑ گیا ہے اس نے کہا اگر تیرا خواب سچا ہے تو اوزاعی فوت ہو چکا ہے' پس انہوں نے یہ خواب لکھ لیا تو اسی روز اوزاعی کی موت کی خبر آ گئی اور ابو مسہر نے بیان کیا ہے کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کی موت کا باعث یہ ہوا کہ آپ کی بیوی نے آپ پر حمام کا دروازہ بند کر دیا اور آپ اس میں فوت ہو گئے اور اس نے یہ کام ارادۃً نہیں کیا تھا پس سعید بن عبدالعزیز نے اسے ایک گردن آزاد کرنے کا حکم دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اپنے پیچھے نہ سونا چھوڑا نہ چاندی نہ جاگیر اور نہ سامان صرف چھیاسی درہم چھوڑے جو آپ کے عطیہ سے بچ گئے تھے اور آپ نے دیوان الساحل میں لکھوائے تھے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ جس نے آپ پر حمام کا دروازہ بند کیا وہ حمام کا مالک تھا وہ اسے بند کر کے اپنے کسی کام سے چلا گیا پھر اس نے آ کر حمام کھولا تو اس نے آپ کو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھے قبلہ کی طرف منہ کئے مردہ پایا رحمہ اللہ۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ آپ نے بیروت میں پڑاؤ کیے وفات پائی ہے اور آپ کی وفات اور آپ کی عمر کے بارے میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے' یعقوب بن سفیان نے بحوالہ سلمہ بیان کیا ہے کہ احمد نے بیان کیا ہے کہ احمد نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی کو دیکھا ہے آپ نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور عباس بن ولید البیروتی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۲۸ صفر ۱۵۷ھ کو اتوار کے روز پہلے پہر وفات پائی اور جمہور کا یہی خیال ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ ابو مسہر اور ہشام بن عمار اور ولید بن مسلم کا قول ہے۔ آپ سے صحیح ترین روایات میں اور یحییٰ بن معین اور دحیم اور خلیفہ بن خیاط اور ابو عبید اور سعید بن عبدالعزیز اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ عباس بن ولید نے کہا ہے کہ آپ ستر سال کو نہیں پہنچے تھے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ ستر سال سے متجاوز تھے اور صحیح یہ ہے کہ آپ ساٹھ سال کے تھے کیونکہ صحیح قول کے مطابق آپ کی پیدائش ۸۸ھ میں ہوئی ہے اور بعض نے آپ کی پیدائش ۷۳ھ میں بیان کی ہے اور یہ قول ضعیف ہے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ سے پوچھا مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے اللہ کے قریب کر دے آپ نے فرمایا میں نے جنت میں باعمل علماء کے درجہ سے بلند تر درجہ کوئی نہیں دیکھا پھر محزونین کے درجہ کو دیکھا ہے۔

۱۵۸ھ

اس سال منصور کے خلد کی تعمیر مکمل ہوئی اور وہ چند دن اس میں ٹھہرا پھر اسے چھوڑ کر مر گیا اور اسی سال میں طاغیۃ الروم نے وفات پائی اور اس میں منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقہ کی طرف بھیجا اور اسے کعب بن موسیٰ کو موصل سے معزول کرنے اور خالد بن برمک کو وہاں کا امیر بنانے کا حکم دیا اور یہ واقعہ یحییٰ بن خالد کو ایک عجیب لطیفہ پیش آنے کے بعد ہوا اور وہ یہ کہ منصور خالد بن برمک سے ناراض ہو گیا اور اس نے اسے تین کروڑ کا تاوان ڈال دیا جس سے اس کا دل تنگ ہو گیا اور اس کے پاس کوئی مال نہ رہا اور نہ اس کی کوئی حالت رہی اور وہ اکثر رقم کے جمع کرنے سے عاجز آ گیا اور اس کی مدت تین دن تھی کہ وہ ان تین دنوں میں یہ رقم لے کر آئے بصورت دیگر اس کا خون رائیگاں جائے گا اور وہ اپنے بیٹے یحییٰ کو امراء کے پاس قرض طلب کرنے کے لیے بھیجنے لگا' ان میں سے کسی نے اسے ایک لاکھ درہم دیا اور کسی نے اس سے کم وبیش دیا۔

یحییٰ بن خالد کا بیان ہے کہ ان تین ایام میں سے ایک روز میں بغداد کے پل پر اس رقم کے حصول کے لیے جس کی ادائیگی کی ہمیں طاقت نہیں تھی، غمگین کھڑا تھا کہ اچانک ان لوگوں میں سے ایک شخص جو پل کے پاس راستہ چلنے والوں کو ہٹانے پر مامور ہوتے ہیں میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا خوش ہو جا میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو اس نے آگے بڑھ کر میرے گھوڑے کی لگام پکڑ لی پھر مجھے کہنے لگا تو غمگین ہے اللہ تعالیٰ ضرور تیرے غم کو دور کر دے گا اور کل ضرور تو اس جگہ سے گزرے گا اور جھنڈا تیرے آگے آگے ہو گا اور جو بات میں نے تجھے کہی ہے اگر یہ سچ ہوئی تو آپ کے ذمے میرے پانچ ہزار درہم ہوں گے میں نے کہا بہت اچھا اور اگر وہ پچاس ہزار بھی کہتا تو میں ہاں کہہ دیتا کیونکہ میرے نزدیک یہ بات ناممکن تھی اور میں اپنے کام کو چلا گیا اور تین کروڑ کا تاوان ہمارے ذمے تھا' منصور کو موصل کی بغاوت اور اس میں کردوں کے پھیل جانے کی اطلاع ملی تو اس نے امراء سے مشورہ کیا

Marfat.com

کہ موصل کے لیے کون شخص مناسب رہے گا تو ایک امیر نے کہا خالد بن برمک' منصور نے اسے کہا ہم نے اس سے جو سلوک کیا ہے کیا اس کے بعد بھی وہ اس کے مناسب ہے؟ اس نے کہا ہاں' اور میں اس بات کا ضامن ہوں کہ وہ اس کے لیے مناسب رہے گا' پس اس نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس نے اسے موصل کا امیر بنا دیا اور جو بقیہ رقم اس کے ذمے تھی وہ اس سے ساقط کر دی اور اس کے لیے جھنڈا باندھا اور اس کے بیٹے یحییٰ کو آذربائیجان کا امیر مقرر کر دیا اور لوگ ان دونوں کی خدمت میں نکلے' یحییٰ کا بیان ہے کہ ہم پل پر سے گزرے تو وہ راستہ سے ہٹانے والا کود کر میرے پاس آیا اور میں نے جو وعدہ کیا تھا اس کا اس نے مجھ سے مطالبہ کیا تو میں نے اسے اس کے دینے کا حکم دیا اور اس نے پانچ ہزار درہم لیے اور اس سال منصور حج کو گیا اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے گیا اور جب وہ کوفہ سے کچھ مراحل آگے گیا تو اسے اس درد نے آلیا جس سے وہ مر گیا اور اسے سوء مزاج کا مرض تھا جو گرمی کی شدت اور دوپہر کو سفر کرنے کی وجہ سے بڑھ گیا اور اسے اسہال مفرط نے آلیا اور اس کا مرض بڑھ گیا اور وہ مکہ میں آیا اور وہیں ۶ ذوالحجہ کو ہفتہ کی شب کو فوت ہو گیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور مکہ کے بالائی حصے میں باب المعلاۃ کی گھاٹی کے پاس کداء میں دفن ہوا اور اس وقت اس کی عمر ۶۳ سال تھی اور بعض نے چونسٹھ اور بعض نے پینسٹھ بیان کی ہے اور بعض نے ۶۸ سال بیان کی ہے واللہ اعلم۔

اور ربیع حاجب نے اس کی موت کی خبر کو چھپائے رکھا حتیٰ کہ اس نے جرنیلوں اور بنو ہاشم کے سرداروں سے مہدی کی بیعت لے لی پھر اسے دفن کر دیا گیا اور ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسی نے اس سال لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی۔

منصور کے حالات:

عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ابو جعفر المنصور اور یہ اپنے بھائی ابوالعباس سفاح سے بڑا تھا اور اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سلامہ تھا اس نے اپنے دادا حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے ابن عساکر نے اسے محمد بن ابراہیم سلمی کے طریق سے عن المامون عن الرشید عن المہدی عن ابیہ المنصور بیان کیا ہے اس کے بھائی کے بعد ذوالحجہ ۱۳۶ھ میں اس کی بیعت ہوئی اس وقت اس کی عمر ۴۱ سال تھی اس لیے کہ مشہور قول کے مطابق اس کی پیدائش صفر ۹۵ھ میں بلقاء کے شہر حمیمہ میں ہوئی ہے اور اس کی خلافت چند دن کم بائیس سال رہی ہے اور منصور کا رنگ گندم گوں' بال بڑے' داڑھی ہلکی' پیشانی چوڑی' ناک اونچی اور آنکھیں بڑی تھیں' گویا اس کی آنکھیں دو بولتی زبانیں ہیں اسکے ساتھ شاہانہ نخوت بھی ملی ہوئی تھی اور دل اسے قبول کرتے تھے اور آنکھیں اس کا پیچھا کرتی تھیں' شرف اس کی محبت سے اور سختی اس کی صورت سے معلوم ہوتی تھی اور وہ اپنی چال میں شیر تھا' اسے ایک دیکھنے والے نے ایسے ہی بیان کیا ہے اور حضرت ابن عباس سے صحیح روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سفاح اور منصور ہم میں سے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حتی کہ ہم اسے حضرت عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے اور اسے مرفوع روایت کیا گیا ہے اور یہ صحیح نہیں اور نہ شکی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں کہتی ہے کہ جب مجھے اس کا حمل ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے ایک شیر

Marfat.com

باہر نکلا ہے اور وہ اپنے اگلے ہاتھوں پر کھڑا ہوا دھاڑتا ہے اور سب شیر آ کر اسے سجدہ کرتے ہیں اور منصور نے بھی اپنی صغر سنی میں ایک عجیب خواب دیکھا وہ کہا کرتا تھا کہ اسے سنہری تختیوں پر لکھا جانا چاہیے اور بچوں کی گردنوں میں لٹکانا چاہیے اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں مسجد الحرام میں ہوں اور رسول اللہ ﷺ کعبہ میں ہیں اور لوگ اس کے گرد جمع ہیں تو آپ کے پاس منادی کرنے والا نکلا اور کہنے لگا عبداللہ کہاں ہے؟ تو میرا بھائی سفاح کھڑا ہوا اور آدمیوں کو پھاندتا ہوا کعبہ کے دروازے کے پاس آ گیا اور اس نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ لیا تو آپ نے اسے کعبہ میں داخل کر لیا پھر جونہی وہ باہر نکلا تو اس کے پاس سیاہ جھنڈا تھا پھر اعلان کیا گیا عبداللہ کہاں ہے؟ تو میں اور میرا چچا عبداللہ بن علی ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور میں کعبہ کے دروازے کی طرف اس سے سبقت کر گیا اور کعبہ میں داخل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں پس آپ نے میرے لیے جھنڈا باندھا اور مجھے اپنی امت کے متعلق وصیت کی اور آپ نے مجھے عمامہ باندھا جس کے ۲۳ پیچ تھے اور آپ نے فرمایا اے قیامت کے دن تک ہونے والے خلفاء کے باپ اسے لے لو۔

اتفاق سے بنوامیہ کے دور میں منصور قید ہو گیا تو نوبخت منجم نے اس سے ملاقات کی اور اس میں سرداری کی علامات دیکھیں اور اس سے پوچھا تم کس خاندان سے ہو؟ اس نے کہا بنوعباس سے اور جب اس نے اس کا نسب اور کنیت معلوم کر لی تو کہنے لگا تو وہ خلیفہ ہے جو زمین کا والی ہو گا اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا وہی جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں میرے لیے اپنا خط اس کپڑے میں رکھ دیجیے کہ جب آپ امیر بنیں گے تو مجھے کچھ دیں گے تو اس نے اسے خط لکھ دیا اور جب وہ امیر بنا تو منصور نے اس کی عزت کی اور اسے عطیہ دیا اور نوبخت اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس سے قبل وہ مجوسی تھا پھر وہ منصور کے خاص اصحاب میں ہو گیا اور منصور نے ۱۴۰ھ میں لوگوں کو حج کروایا اور حیرہ سے احرام باندھا اور ۱۴۴ھ، ۱۴۷ھ، ۱۴۲ھ میں بھی حج کیا پھر اس سال میں بھی جس میں اس کی وفات ہوئی اور اس نے بغداد، رصافہ، رافقہ اور اپنے قصر خلد کو تعمیر کیا۔

اور ربیع بن یونس حاجب نے بیان کیا ہے کہ میں نے منصور کو بیان کرتے سنا کہ خلفاء چار ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بادشاہ بھی چار ہیں حضرت معاویہ، عبدالملک بن مران، ہشام بن عبدالملک اور میں، اور مالک کا بیان ہے کہ منصور نے مجھے کہا رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ میں نے کہا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما، اس نے کہا تو نے ٹھیک کہا ہے اور یہی رائے امیر المومنین کی ہے اور اسماعیل البہری کی روایت ہے کہ میں نے منصور کو عرفہ کے روز عرفہ کے منبر پر بیان کرتے سنا اے لوگو میں اللہ کی زمین میں اس کا بادشاہ ہوں اور میں اس کی توفیق اور راہنمائی سے تمہاری دیکھ بھال کروں گا اور اس کے مال کا خازن ہوں جسے میں اس کی مرضی اور اجازت سے تقسیم کروں گا اور اللہ نے مجھے اس مال کا قفل بنایا ہے اور جب وہ مجھے تمہارے عطیات کے لیے کھولنا چاہے تو مجھے کھول دے گا اور جب اس پر قفل لگانا چاہے گا تو مجھے قفل بنا دے گا، اے لوگو اللہ کی طرف رغبت کرو اور اس شرف والے دن سے اس سے مانگو جس میں اس نے تم کو اپنے قفل سے نوازا ہے جس کے متعلق اس نے تمہیں اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ .

وہ مجھے صحیح کام کی توفیق دے اور تم سے نرمی اور احسان کرنا میرے دل میں ڈالے اور عدل وانصاف سے تمہارے عطیات اور رسد کے لیے میرے دل کو کھول دے بلاشبہ وہ سمیع ومجیب ہے۔

اور ایک روز اس نے خطبہ دیا تو ایک شخص اسے ملا وہ اللہ عزوجل کی ثنا کر رہا تھا اس نے کہا یا امیر المومنین اسے یاد کیجیے جسے آپ یاد کر رہے ہیں اور جو کام آپ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ان میں اللہ سے ڈریئے' منصور خاموش رہا حتیٰ کہ اس شخص کی بات ختم ہوگئی تو اس نے کہا میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں وہ شخص بن جاؤں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو غیرت اسے گناہ میں لگا دیتی ہے) یا یہ کہ سرکش نافرمان بن جاؤں اے لوگو' نصیحت ہم پر اتری ہے اور ہمارے ہاں پیدا ہوئی ہے پھر اس نے اس شخص سے کہا میرے خیال میں تو نے یہ بات اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر نہیں کی تو نے یہ بات صرف اس لیے کی ہے کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ تو نے امیر المومنین کو نصیحت کی ہے اے لوگو یہ بات تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تم بھی اس کی مانند کام کرنے لگو پھر اس نے اس کے متعلق حکم دیا اور اس نے اسے یاد کر لیا اور اس نے دوبارہ اپنے خطبہ کو شروع کر کے اسے مکمل کر دیا پھر اس نے ایک شخص سے جو اس کے پاس موجود تھا کہا اس پر دنیا کو پیش کرو پس اگر وہ اسے قبول کرے تو مجھے بتانا اور اگر اسے رد کر دے تو پھر بھی مجھے بتانا۔ پس وہ شخص جو اس کے پاس تھا مسلسل اس کے سامنے دنیا کو پیش کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے مال لے لیا اور دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے اسے جانچ پڑتال اور بے انصافی کے معاملات سپرد کر دیئے اور اسے خوبصورت اور باریک لباس دنیوی ہیئت میں خلیفہ کے پاس لے گیا تو خلیفہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر تو اس بات میں جو تو نے لوگوں کے سامنے کہی تھی راست باز اور رضائے الٰہی کا طالب ہوتا تو تو ان چیزوں میں سے جنہیں میں دیکھ رہا ہوں کچھ بھی قبول نہ کرتا لیکن تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں کہیں کہ تو نے امیر المومنین کو نصیحت کی ہے اور اس کی بغاوت کی ہے پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

اور منصور نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا خلیفہ کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے اور سلطان کی اصلاح' اطاعت سے ہوتی ہے اور رعیت کی اصلاح عدل سے ہوتی ہے اور سب لوگوں سے بڑھ کر عفو کرنے کا حقدار وہ ہے جو ان سب سے بڑھ کر سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے اور سب سے کم عقل وہ شخص ہے جو اپنے سے کم تر پر ظلم کرے اور اسی طرح اس نے یہ بھی کہا اے میرے بیٹے شکر کے ذریعے نعمت کو اور عفو کے ذریعے قدرت کو اور تالیف کے ذریعے اطاعت کو اور تواضع اور لوگوں سے مہربانی کرنے کے ذریعے مدد کو ہمیشہ طلب کرتا رہ اور اپنے دنیا کے حصے کو اور اپنے رحمت الٰہی کے حصے کو فراموش نہ کر۔

ایک روز مبارک بن فضالہ اس کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے ایک شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا اور چمڑے کا فرش اور تلوار بھی حاضر تھی مبارک نے اسے کہا میں نے حضرت حسین کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے تو وہی شخص ہوگا جس نے معاف کیا ہوگا تو اس نے اس شخص کو معاف کرنے کا حکم دے دیا پھر وہ اس شخص کے عظیم جرائم اور اس کے کرتوتوں کو اپنے ہم نشینوں کے

سامنے شمار کرنے لگا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ منصور کے پاس ایک شخص کو سزا کے لیے لایا گیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین' انتقام عدل ہے اور عفو احسان ہے اور امیر المومنین نے اپنے لیے دو حصوں میں سے کم حصے کو اور دو درجوں میں سے کم درجے کو پسند کرنے سے اللہ کی پناہ مانگی راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اس شخص کو معاف کر دیا۔

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے شام کے ایک شخص سے کہا اے بدو' اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے ہماری حکومت کے ذریعے تم سے طاعون کو دور کیا ہے' اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ردی کھجور اور کم ناپ اور تمہاری حکومت اور طاعون کو ہم پر جمع نہیں کرے گا' اس کی بردباری اور عفو کے واقعات بہت سے ہیں۔

ایک درویش کے پاس آ کر کہنے لگا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا عطا کر دی ہے اس کے پاس کچھ حصے کو اپنے لیے خرید لو اور اس رات کو یاد کرو جو آپ قبر میں گزاریں گے اس سے قبل آپ نے ایسی رات نہیں گزاری اور اس رات کو بھی یاد کریئے جو دن سے الگ ہوگی اور اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی۔

راوی بیان کرتا ہے اس کی بات نے منصور کا منہ بند کر دیا اور اس نے اسے مال دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا اگر میں تیرے مال کا محتاج ہوتا تو میں تجھے نصیحت کرتا اور عمر بن عبید القدری' منصور کے پاس آیا تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اسے اپنے قریب کیا اور اس سے اس کے اہل وعیال کے بارے میں دریافت کیا پھر اسے کہنے لگا مجھے نصیحت کیجیے تو اس نے اسے سورہ فجر (بلاشبہ تیرا رب گھات میں ہے) تک سنائی تو منصور شدت کے ساتھ رویا گویا اس نے اس سے قبل ان آیات کو سنا ہی نہ تھا پھر اسے کہنے لگا مجھے مزید نصیحت فرمایئے اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا عطا کی ہے اس کے کچھ حصہ کو اپنے لیے خرید لو' اور یہ حکومت تجھ سے پہلے ان لوگوں کے پاس تھی جو تجھ سے پہلے تھے پھر وہ تیرے پاس آ گئی پھر وہ ان لوگوں کے پاس چلی جائے گی جو تیرے بعد آئیں گے اور اس رات کو یاد کر جو قیامت کے دن کو روشن کر دے گی تو منصور پہلے سے بڑھ کر شدت کے ساتھ رویا حتیٰ کہ اس کی پلکیں حرکت کرنے لگیں۔

اور سفیان بن مجالد نے اسے کہا امیر المومنین سے نرمی کیجیے تو عمرو نے کہا اور امیر المومنین پر خوف الٰہی کے باعث رونے سے کوئی حرج نہیں پھر منصور نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے' منصور نے کہا خدا کی قسم آپ کو یہ ضرور لینے پڑیں گے اس نے کہا خدا کی قسم میں انہیں نہیں لوں گا تو مہدی نے جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا اور اس کی تلوار اس کے باپ کے پہلو میں تھی اسے کہا امیر المومنین بھی قسم کھاتے ہیں اور تو بھی قسم کھاتا ہے؟ اس نے منصور کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ میرا بیٹا محمد ہے جو میرے بعد ولی عہد ہوگا عمرو نے کہا تو نے اسے جو نام دیا ہے یہ اپنے عمل سے اس کا استحقاق نہیں رکھتا اور تو نے اسے جو لباس پہنایا ہے وہ نیک لوگوں کا لباس نہیں ہے اور تو نے اس کے لیے حکومت کو ہموار کر دیا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی نسبت اس سے زیادہ غافل ہوگا پھر اس نے مہدی کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے میرے بھتیجے جب تیرا باپ بھی حلف اٹھائے اور تیرا چچا بھی حلف اٹھائے تو تیرے باپ کا حلف توڑنا تیرے چچا کے حلف توڑنے کی نسبت زیادہ آسان ہے کیونکہ تیرا باپ تیرے چچا کی نسبت کفارہ دینے کی زیادہ قدرت رکھتا ہے پھر منصور نے کہا اے ابوعثمان کوئی ضرورت ہے؟ اس

Marfat.com

کہا ہاں' اس نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے کہا میری طرف پیغام نہ بھیجئے کہ مجھے آپ کے پاس آنا پڑے اور مجھے عطاء نہ کیجیے کہ مجھے آپ سے سوال کرنا پڑے۔ منصور نے کہا تب تو قسم بخدا ہم نہیں ملیں گے؟ عمرو نے کہا آپ نے میری ضرورت کے مطابق دریافت کیا ہے پس اس نے اسے الوداع کہا اور واپس آ گیا اور جب وہ پیٹھ پھیر گیا تو منصور کی نگاہیں دور تک اس کا تعاقب کرتی رہیں اور وہ کہہ رہا تھا:

تم میں سے ہر کوئی آہستگی سے چلتا ہے اور شکار کو تلاش کرتا ہے مگر عمر بن عبید ایسا نہیں ہے کہتے ہیں کہ عمرو بن عبید نے منصور کو پناہ وہ قصیدہ سنایا جو اس نے اس کی نصیحت کے لیے کہا تھا اور وہ یہ ہے:

اے وہ شخص جسے آرزوؤں نے فریب دیا ہے اور اس کی آرزوؤں کے ذریعے زندگی کو مکدر کرنے والی چیزیں اور موت بھی کیا تو دیکھتا نہیں کہ دنیا اور اس کے زینت قافلے کی فرودگاہ کی طرح ہے جہاں وہ اترتے ہیں اور پھر وہیں سے کوچ کر جاتے ہیں کی موتیں گھات میں ہیں اور اس کی زندگی تنگ گزران والی ہے اور اس کا خلوص' گدلا ہے اور اس کی حکومت بدلنے والی ہے اور کے باشندے کو خوف زخم لگاتے رہتے ہیں اور اسے نرمی اور خوشی راس نہیں آتی گویا وہ موتوں اور ہلاکتوں کا نشانہ ہے جس میں ث زمانہ آتے جاتے رہتے ہیں اس کی مصیبتیں اسے گھماتی رہتی ہیں جن میں سے بعض اسے لاحق ہو جاتی ہیں اور بعض خطا جاتی ہیں' نفس بھاگنے والا ہے اور موت اس کی تلاش میں ہے اور آدمی کی ہر تنگی اس کے نزدیک معمولی ہے اور آدمی جو کوشش کرتا ہے اپنے وارث کے لیے کرتا ہے اور آدمی جو کوشش بھی کرتا ہے قبر اس کی وارث ہو جاتی ہے۔

اور ابن وریدنے ریاشی سے بحوالہ محمد بن سلام بیان کیا ہے کہ ایک لونڈی نے منصور کو پیوند والے کپڑوں میں دیکھا تو کہنے لگی خلیفہ اور پیوند والی قمیص؟ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تو نے ابن ہرمہ کا شعر نہیں سنا:

نوجوان' شرف کو حاصل کر لیتا ہے اور اس کی چادر بوسیدہ ہوتی ہے اور اس کی قمیص کا کچھ حصہ پیوند والا ہوتا ہے اور ایک ش نے منصور سے کہا اس رات کو یاد کر جو تو قبر میں گزارے گا تو نے اس سے قبل ایسی رات نہیں گزاری اور اس رات کو بھی یاد گا جو قیامت کے دن سے الگ ہوگی اور اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی اس نے اپنی بات سے منصور کا منہ بند کر دیا تو اس نے اسے دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا اگر میں تیرے مال کا محتاج ہوتا تو میں تجھے نصیحت نہ کرتا اور جب اس نے ابو مسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے یہ اشعار کہے:

اور جب تو صاحب الرائے ہو تو پختہ ارادے والا بن' بلاشبہ رائے کی خرابی یہ ہے کہ وہ بار بار ہو اور دشمنوں کو خیانت کے ایک دن کی بھی مہلت نہ دے اور انہیں جلدی سے آلے کہ وہ کل اس کی مانند خیانت کا اختیار رکھیں۔

اور جب اس نے اسے قتل کر دیا اور اسے اپنے سامنے پھینکا تو کہنے لگا:

تجھے تین عادتوں نے گھیر رکھا تھا جو تجھ پر قطعی موت کو لے آئیں' ایک میری مخالفت کرنا اور دوسرے میرے عہد سے رکنا سرے جمہور عوام کو تیرا آگے سے پکڑ کر چلانا اور اسی طرح اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

آدمی چاہتا ہے کہ وہ زندہ رہے اور اس کی طوالت عمر اسے نقصان دیتی ہے اس کی خندہ پیشانی بوسیدہ ہو جاتی ہے اور خوش

عیش ہونے کے بعد تلخی باقی رہ جاتی ہے اور زمانہ اس سے خیانت کرتا ہے حتیٰ کہ وہ خوشی کی کوئی چیز نہیں دیکھتا اور اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو کتنے ہی لوگ مجھ پر ہنسی کرنے والے ہیں اور کتنے ہی لوگ شاباش کہنے والے ہیں۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ منصور دن کے پہلے حصے میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے امیر بنانے اور معزول کرنے اور امت کے معاذ میں غور وفکر کرنے میں متوجہ رہتا تھا اور جب ظہر کی نماز پڑھ لیتا تو اپنے گھر میں چلا جاتا اور عصر تک آرام کرتا اور جب عصر پڑھ لیتا تو اپنے اہل بیت کے ساتھ نشست کرتا اور ان کے خاص مفادات کے بارے میں سوچ بچار کرتا اور جب عشاء کی نماز پڑھ لیتا تو اطراف سے آنے والے خطوط میں غور وفکر کرتا اور اس کے پاس وہ شخص بیٹھ جاتا جو تہائی رات تک اس سے بات چیت کرتا پھر وہ اٹھ کر اپنے اہل کے پاس چلا جاتا اور دوسری تہائی تک اپنے بستر پر سوتا پھر وضو اور نماز کے لیے چلا جاتا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی پھر وہ باہر آ کر لوگوں کو نماز پڑھاتا پھر اندر آ کر اپنے محل میں بیٹھ جاتا اور اس نے ایک شخص کو ایک شہر پر گورنر مقرر کیا تو اسے اطلاع ملی کہ وہ شکار کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس نے اس کام کے لیے کتے اور باز تیار رکھے ہیں اس نے اسے لکھا کہ تیری ماں اور تیرا خاندان تجھے کھو دے تو ہلاک ہو جائے ہم نے تجھے مسلمانوں کے امور پر عامل مقرر کیا ہے ہم نے تجھے جنگلات کے وحشی جانوروں پر عامل مقرر نہیں کیا تو ہمارے جس کام کا منتظم تھا اسے فلاں شخص کے سپرد کر دے اور قابل ملامت اور دھتکارے ہونے کی حالت میں اپنے اہل کے پاس چلا جا۔

ایک روز ایک خارجی کو لایا گیا جس نے کئی دفعہ منصور کی فوجوں کی شکست دی تھی اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور نے اسے کہا اے ابن فاعلہ تو ہلاک ہو جائے تیرے جیسا شخص فوجوں کو شکست دیتا ہے؟ خارجی نے کہا تیرا برا ہو گزشتہ کل میرے اور تیرے درمیان تلوار اور قتل کا بازار گرم تھا اور آج دشنام طرازی اور تہمت تراشی ہو رہی ہے اور تجھے کس بات نے یقین دلایا ہے کہ مجھے تیرے پاس لوٹا دیا جائے حالانکہ میں زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں اور میں کبھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے منصور نے اس سے شرمندہ ہو کر اسے رہا کر دیا اور ایک سال تک اس کا منہ نہ دیکھا اور جب اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا تو اسے کہا:

اے میرے بیٹے شکر کے ذریعے نعمت کو اور عفو کے ذریعے قدرت کو اور تواضع کے ذریعے مدد کو اور تابعداری کے ذریعے دوستی کو ہمیشہ قائم رکھ اور دنیا سے اپنے حصے کو رحمت الٰہی سے اپنے حصے کو فراموش نہ کر۔

نیز اس نے کہا اے میرے بیٹے عقلمند وہ نہیں جو اس کام کے لیے تدبیر کرتا ہے جس میں وہ پڑا ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے باہر نکل جاتا ہے بلکہ عقلمند وہ ہے جو اس کام کے بارے میں تدبیر کرتا ہے جو اس کے پاس آتا ہے حتیٰ کہ وہ اس میں نہیں پھنستا اور منصور نے کہا اے میرے بیٹے کسی مجلس میں اس وقت بیٹھ جا جب تیرے پاس اہلحدیث ہوں جو تجھے احادیث بتائیں' زہری نے بیان کیا ہے کہ علم حدیث مرد ہے جسے مرد ہی پسند کرتے ہیں اور ان کے مؤنث اسے ناپسند کرتے ہیں اور زہرہ کے بھائی نے سچ کہا ہے اور منصور اپنی جوانی میں اپنے خیال کے مطابق علم' حدیث اور فقہ حاصل کرتا تھا اور اس نے اس میں دسترس حاصل کر لی تھی ایک روز اس سے دریافت کیا گیا کیا کوئی ایسی لذت باقی رہ گئی ہے جسے تو نے حاصل نہیں کیا؟ اس نے کہا ایک چیز باقی رہ گئی ہے انہوں نے

Marfat.com

چھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا جس شیخ کا میں نے ذکر کیا ہے اسے محدث کار حمک اللہ کہا' پس اس کے وزراء اور کاتب اکٹھے ہو کر اس ے اردگرد بیٹھ گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ہمیں کوئی حدیث لکھوایئے اس نے کہا تم ان سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے ان لوگوں ے کپڑے میلے کچیلے اور پاؤں پھٹے ہوئے اور بال طویل ہوتے ہیں وہ آفاق میں آنے جانے والے اور مسافتوں کے طے کرنے لے ہوتے ہیں وہ کبھی عراق' کبھی حجاز میں' کبھی شام میں اور کبھی یمن میں ہوتے ہیں یہ لوگ ناقلین حدیث ہیں۔

ایک روز اس نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا' تمہارے پاس سواری کے کتنے جانور ہیں اس نے کہا مجھے معلوم نہیں' اس نے کہا یک کوتاہی ہے تو تو میرا امر خلافت کو بہت زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا اے میرے بیٹے اللہ سے ڈر اور مہدی کی ایک چہیتی لونڈی صہ نے کہا کہ ایک روز میں منصور کے پاس گئی تو اس کی داڑھ درد کر رہی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی دونوں کنپٹیوں پر تھے' ں نے مجھے اے خالصہ تیرے پاس کتنا مال ہے؟ میں نے کہا ایک ہزار درہم اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر قسم کھا' میں نے ہا میرے پاس دس ہزار درہم دینار ہیں اس نے کہا جا انہیں میرے پاس لے آ وہ بیان کرتی ہے میں آ کر اپنے آقا مہدی کے ں گئی اور وہ اپنی بیوی خیزران کے پاس تھا میں نے اس کے پاس اس امر کی شکایت کی تو اس نے مجھے اپنا پاؤں مارا اور کہنے لگا تو ک ہو جائے اسے درد نہیں ہے میں نے گزشتہ کل اس سے مال مانگا تو وہ جان بوجھ کر بیمار بن گیا اور اب جو اس نے تجھے حکم دیا ہے اس پر عمل کیے بغیر تجھے کوئی چارا نہیں ہوگا' پس خالصہ دس ہزار دینار لے کر اس کے پاس گئی تو اس نے مہدی کو بلا کر اسے کہا تو ں ضرورت کی شکایت کرتا ہے اور یہ سب خالصہ کے پاس ہے؟ اور منصور نے اپنے خزانچی سے کہا جب تجھے مہدی کی آمد کا علم ہو تو ں کی آمد سے قبل میرے پاس دو بوسیدہ کپڑے لے آنا اس نے انہیں لا کر اس کے سامنے رکھ دیا اتنے میں مہدی آ گیا اور منصور یں الٹ پلٹ رہا تھا' پس مہدی ہنسنے لگا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے جس کے پاس بوسیدہ کپڑے نہیں اس کے لیے نئے بھی نہیں ر سردی کا موسم آ گیا ہے اور ہمیں اہل وعیال کی مدد کی ضرورت ہے مہدی نے کہا امیر المومنین اور ان کے عیال کے لباس کی ذمہ ری مجھ پر ہے اس نے کہا اس کام کو کرو۔

اور ابن جریر نے بحوالہ الہیثم بیان کیا ہے کہ منصور نے ایک دن میں اپنے بعض چچاؤں کو ایک ایک ہزار درہم دیا اور اسی ں اپنے گھر میں دس ہزار درہم تقسیم کیے اور کسی خلیفہ کے متعلق معلوم نہیں کہ اس نے ایک دن میں اس قدر رقم تقسیم کی ہو اور ایک وز ایک قاری نے منصور کے پاس یہ آیت (جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں) پڑھی تو اس نے کہا دا کی قسم اگر بادشاہ کے لیے مال قلعہ نہ ہوتا اور دین ودنیا کے لیے ستون نہ ہوتا اور ان دونوں کی عزت نہ ہوتا تو میں ایک رات بھی ینار و درہم جمع کرتے نہ گزارتا' صاحب عزت کو مال خرچ کرنے سے لذت حاصل ہوتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کے عطاء رنے میں بڑا ثواب ہے اور ایک اور قاری نے اس کے پاس یہ آیت (اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ باندھ اور نہ اسے ری طرح پھیلا) پڑھی تو اس نے کہا ہمارے رب نے ہمیں کیا اچھا ادب سکھایا ہے نیز منصور نے کہا میں نے اپنے باپ کو بیان رتے سنا ہے کہ میں نے علی بن عبداللہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ دنیا میں اہل دنیا کے سردار سخی ہیں اور آخرت میں اہل آخرت کے ردار متقی ہیں۔

Marfat.com

اور جب منصور نے اس سال حج کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے مہدی کو بلا کر اسے خاص طور پر اس کے متعلق اور اس کے اہل کے متعلق اور اس کے اہل بیت اور دیگر مسلمانوں کے متعلق بھلائی کی وصیت کی اور اسے بتایا کہ کام کیسے کئے جاتے ہیں اور سرحدوں کو کیسے بند کیا جاتا ہے اور اسے ایسی وصایا کیں جن کی تفصیل طویل ہے اور اس پر حرام قرار دیا کہ وہ مسلمانوں کے خزائن میں سے کسی چیز کو نہ کھولے حتیٰ کہ اسے اس کی وفات کا یقین ہو جائے بلاشبہ ان خزائن میں اس قدر اموال ہیں جو مسلمانوں کے لیے کافی ہیں خواہ دس سال تک ٹیکس کا ایک درہم بھی ان کی طرف نہ آئے اور اس نے اسے وصیت کی کہ اس کے ذمے جو قرض ہے وہ اسے ادا کرے اور وہ قرض تین لاکھ دینار ہے اور وہ بیت المال سے اس کی ادائیگی کو مناسب نہیں سمجھتا' مہدی نے پوری طرح اس پر عملدرآمد کیا اور منصور نے رصافہ سے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور اپنا اونٹ بھی لے گیا اور کہنے لگا اے میرے بیٹے میں ذوالحجہ میں پیدا ہوا ہوں اور مجھے ذوالحجہ ہی میں موت کا حادثہ پیش آئے گا اور اسی بات نے اس سال مجھے حج کی جرأت دلائی ہے اور اس نے اسے الوداع کیا اور چل پڑا اور راستے ہی میں اسے مرض الموت نے آلیا اور وہ مکہ میں بہت بوجھل ہو کر داخل ہوا اور جب وہ آخری منزل پر پہنچا تو مکہ سے درے ہی اتر پڑا کیا دیکھتا ہے کہ اس کی منزل کے سامنے لکھا ہوا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے ابوجعفر تیری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور تیرے سال ختم ہو چکے ہیں اور امر الٰہی ضرور واقع ہو کر رہے گا اے ابوجعفر کیا کوئی کاہن اور منجم آج موت کی مصیبت کو تجھ سے روکنے والا ہے۔

اس نے خارجیوں کو بلا کر یہ تحریر پڑھائی تو انہیں کچھ نظر نہ آیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی اجل نے اسے موت کی اطلاع دی ہے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ منصور نے خواب میں دیکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے ہاتف نے آواز دی اور وہ کہہ رہا تھا۔

حرکت وسکون کے رب کی قسم' موتوں کے بہت سے جال ہیں' اے نفس اگر تو نے برائی یا بھلائی کی ہے تو اس کی ذمہ داری تجھ پر ہوگی دن اور رات کا آنا جانا اور فلک میں ستاروں کا گردش کرنا اس وقت ہوتا ہے جب بادشاہ بادشاہت کو چھوڑتا ہے اور اس کی بادشاہت ختم ہو کر کسی دوسرے بادشاہ کے پاس چلی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ بدل کر بادشاہ کے پاس چلی جاتی ہے اور اس کی بادشاہت کی عزت' مشترک نہیں ہوتی یہ کام زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے اور پہاڑوں کے استوار کرنے والے اور فلک کو مسخر کرنے والے کا ہے۔

منصور نے کہا یہ میری موت کی آمد اور میری عمر کے خاتمے کا وقت ہے اور اس سے قبل اس نے اپنے قصر خلد میں جسے اس نے تعمیر کیا تھا اور اسے احتیاط وحکمت سرانجام دیا تھا خواب دیکھا جس نے اسے خوف زدہ کر دیا تو اس نے ربیع سے کہا اے ربیع تو ہلاک ہو جائے' میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے میں نے اس محل کے دروازے میں ایک شخص کو کھڑے ہوئے دیکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اس محل کے رہنے والے تباہ ہو گئے ہیں اور اس کے اہل اور منازل اجڑ گئے ہیں اور محل کا سردار خوشی کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر چٹانوں سے تعمیر کی جائے گی۔

اور وہ قصر خلد میں ایک سال سے بھی کم عرصہ ٹھہرا حتیٰ کہ حج کے راستے میں بیمار ہو گیا اور مکہ میں مرض کی شدت سے قریب

Marfat.com

الرگ اور بوجھل ہو کر داخل ہوا اور اس کی وفات ۶ یا ۷ ذوالحجہ کو ہفتہ کی شب کو ہوئی اور اس نے آخری بات یہ کی کہ اے اللہ اپنی ملاقات میں مجھے برکت دے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے کہا اے میرے رب اگر میں نے بہت سے احکام میں تیری نافرمانی کی تو میں نے اس بات میں جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تیری اطاعت بھی کی ہے اور وہ محبوب بات اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے پھر وہ مر گیا اور اس کی انگوٹھی کا نقش اللہ ثقة عبدالله و به یومن تھا اور مشہور قول کے مطابق بروز وفات اس کی عمر ساٹھ سال تھی جن میں سے ۲۲ سال وہ خلیفہ رہا اور اسے باب المملات میں دفن کیا گیا رحمہ اللہ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کے جو مرثیے کئے گئے ہیں ان میں سلم الخاسر کا مرثیہ بھی ہے جو شاعر تھا:

اس شخص پر تعجب ہے جسے موت کی خبر دینے والوں نے خبر دی' اس کی موت کو دونوں ہونٹوں نے کیسے بیان کیا وہ ایسا بادشاہ تھا اگر کسی روزہ وہ زمانے پر حملہ کرتا تو زمانہ گردن کے بل گر پڑتا وہ ہتھیلی جس نے اس پر مٹی ڈالی کاش وہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو شمار نہ کرتی' اس وقت ممالک بالجبر اس کے مطیع ہو گئے اور جن وانس نے اس کے خوف سے نگاہیں جھکا لیں' الزدراء کا مالک کہاں ہے جس نے اسے ۲۲ سال تک بادشاہت دے رکھی جب آدمی کی آگ کی رگڑ پکڑ لیتی ہے تو وہ چمقاق کی طرح ہو جاتا ہے اور کوئی ڈانٹ اس کی خواہش کو نہیں موڑتی اور نہ ذہین آدمی اسکی ذمہ داری میں قدح کرتے ہیں تو نے اسے حکومت کی باگ ڈور دی حتیٰ کہ وہ باگ ڈور کے بغیر اپنے دشمنوں کا سردار بن گیا اس کے آگے نگاہیں جھک جاتی ہیں اور اس کے خوف سے تو ہاتھوں کو تھوڑیوں پر دیکھے گا اس نے اپنی حکومت کی اطراف کو اکٹھا کیا پھر ان کے انتہائی آدمی تک کا جانشین بن گیا اور قریبیوں کے آگے ہو گیا وہ ہاشمی ارادے والا ہے اور وہ بدکے ہوئے ست دو انٹوں پر بوجھ نہیں لادتا' وہ بردبار ہے جس سے خائف اپنے خوف کو بھول جاتا ہے اور ایسے ارادے والا ہے کہ پورے دل کے ساتھ عزم کرتا ہے اس کے خوف سے جانیں نکل جاتی ہیں حالانکہ ارواح' ابدان میں ہوتی ہیں۔

اسے مکہ میں باب المملاۃ کے پاس دفن کیا گیا لیکن اس کی قبر کسی کو معلوم نہیں کیونکہ اس کی قبر کو پوشیدہ رکھا گیا ہے' زبیع نے ایک سو قبر میں کھودی تھیں اور اسے کسی دوسری جگہ دفن کر دیا تا کہ اس کا پتہ نہ چلے۔

منصور کی اولاد:

محمد مہدی یہ اس کا ولی عہد اور جعفر اکبر یہ اس کی زندگی میں ہی مر گیا اور ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور تھی اور عیسیٰ' یعقوب اور سلیمان کی ماں فاطمہ بنت محمد تھی جو حضرت طلحہ بن عبیداللہ کی اولاد میں سے تھا اور جعفر اصغر' کرویہ ام ولد سے تھا۔ اور صالح المسکین رومیہ ام ولد سے تھا۔ قالی الفراشہ کہا جاتا ہے اسی طرح قاسم بھی ام ولد سے تھا اور عالیہ' بنی امیہ کی ایک عورت سے تھی۔

مہدی بن منصور کی خلافت:

جب ۶ یا ۷ ذوالحجہ ۱۵۸ھ کو اس کا باپ مکہ میں مر گیا تو اس کے دفن ہونے سے قبل بنو ہاشم کے سرداروں اور جرنیلوں سے جو منصور کے ساتھ حج میں شامل تھے مہدی کی بیعت لی گئی اور ربیع حاجب نے ایلچیوں کے ذریعے بیعت کو مہدی کے پاس بغداد بھیجا

Marfat.com

اور ایلچی ۱۵ ذوالحجہ کو منگل کے روز بیعت لے کر اس کے پاس پہنچا اور اس نے اسے سلام خلافت کہا اور اسے بیعت کے خطوط دیئے اور اہل بغداد نے اس کی بیعت کی اور دیگر آفاق میں بھی اس کی بیعت چلی گئی اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور نے اپنی وفات سے ایک قبل مشقت برداشت کی اور نہار الیا اور امراء کو بلایا اور از سر نو اپنے بیٹے مہدی کے لیے بیعت لی تو انہوں نے جلدی سے اس کی طرف سبقت کی اور اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے چچا منصور کی وصیت کے مطابق لوگوں کو حج کروایا اور اسی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے جو مہدی کے بعد ولی عہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پہلا قول صحیح ہے اس لیے کہ وہ مکہ اور طائف کا نائب تھا اور عبدالصمد بن علی' مدینہ کا اور عمرو بن زہیر ضبی کوفہ کا نائب تھا جو خلیفہ کی پولیس کے امیر المسیب بن زہیر کا بھائی تھا اور حمید بن قحطبہ خراسان کا نائب تھا اور بصرہ اور اس کی زمین کے ٹیکس کا امیر عمارہ بن حمزہ تھا اور اس کی نمازوں اور قضاء کا امیر عبداللہ بن حسن عنبری تھا اور اس کے نئے کاموں کا امیر سعید بن دعلج تھا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال لوگوں کو ایک سخت وباء نے آلیا جس سے بہت سے لوگ مر گئے جن میں افلح بن حمید' حیوۃ بن شریح اور معاویہ بن صالح نے مکہ میں وفات پائی اور زفر بن ہذیل بن سلیم نے بھی وفات پائی پھر اس نے اس کے نسب کو معد بن عدنان تک بیان کیا ہے اور اسے تمیمی' عنبری کوفی اور حنفی فقیہ کہا جاتا ہے جو حضرت امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے سب سے پہلے وفات پانے والا اور قیاس کا سب سے زیادہ استعمال کرنے والا ہے اور یہ ایک عابد آدمی تھا' شروع شروع میں یہ علم حدیث میں مشغول ہوا پھر اس پر فقہ اور قیاس غالب آ گیا اس کی پیدائش ۱۱۶ھ اور وفات ۱۵۸ھ میں ۴۲ سال کی عمر میں ہوئی۔ رحمہ اللہ وایانا۔

۱۵۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو عبیداللہ محمد مہدی بن منصور لوگوں کا خلیفہ تھا اس نے اس سال کے شروع میں عباس بن محمد کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بلاد روم کی طرف بھیجا اور خود بھی ان کی مشایعت کے لیے ان کے ساتھ سوار ہوا اور انہوں نے وہاں جا کر رومیوں کے ایک عظیم شہر کو فتح کر لیا اور بہت سی غنائم حاصل کر کے خیریت کے ساتھ واپس آ گئے اور ان میں سے ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا اور اس سال خراسان کے نائب حمید بن قحطبہ نے وفات پائی اور مہدی نے اس کی جگہ ابوعون عبدالملک بن یزید کو امیر مقرر کیا اور حمزہ بن مالک کو بجستان کا امیر بنایا اور جبریل بن یحییٰ کو سمرقند کا امیر بنایا اور اسی سال میں مہدی نے رصافہ کی مسجد اور خندق تعمیر کی اور اسی سال میں اس نے ایک بہت بڑی فوج بلاد ہند کی طرف روانہ کی جو آئندہ سال وہاں پہنچی اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور اس سال سندھ کے نائب معبد بن خلیل نے وفات پائی اور مہدی نے اس کی جگہ اپنے وزیر ابوعبداللہ کے مشورے سے روح بن حاتم کو نائب مقرر کیا اور اس سال مہدی نے قاتلوں' مفسدہ پردازوں یا جن کے ذمے کسی کا حق تھا ان کے سوا قید خانوں میں جو لوگ بھی تھے ان کو رہا کر دیا اور جن لوگوں کو اس نے زمین دوز قید خانے سے نکالا ان میں یعقوب بن داؤد

مولی بن سلیم اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسین بھی شامل تھے اور اس نے اس حسن کو خادم نصیر کے پاس لے جانے کا حکم دیا تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے اور حسن نے قید خانے سے نکلنے سے قبل وہاں سے بھاگ جانے کا عزم کیا ہوا تھا اور جب یعقوب بن داؤد باہر نکلا تو اس نے خلیفہ کو جو وہ عزم کئے ہوئے تھا اس کے بارے میں نصیحت کی تو اس نے اسے قید خانے سے نکال کر خادم نصیر کے پاس رکھ دیا تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے اور یعقوب بن داؤد نے مہدی کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کرلیا حتیٰ کہ وہ رات کو بلا اجازت اس کے پاس آجاتا اور اس نے اسے بہت سے امور کا منتظم مقرر کردیا اور اسے ایک لاکھ دراہم دیئے اور مسلسل اس کے پاس اس کی یہی پوزیشن رہی حتیٰ کہ مہدی نے حسن بن ابراہیم پر کامیابی حاصل کرلی اور اس کے ہاں یعقوب کا مقام گر گیا اور مہدی نے بہت سے نائبین کو معزول کردیا اور ان کی جگہ دوسروں کو نائب مقرر کیا۔

اور اس سال مہدی نے اپنے چچا کی بیٹی ام عبداللہ بنت صالح بن علی سے نکاح کیا اور اسی طرح اپنی لونڈی خیزران کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلیا اور یہی ہارون الرشید کی ماں ہے اور اس سال دجلہ بغداد میں جو کشتیاں تھیں ان میں بڑی آگ لگ گئی اور جب مہدی خلیفہ بنا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ سے جو اس کے بعد ولی عہد تھا کہا کہ وہ امر خلافت سے دستبردار ہو جائے تو اس نے مہدی کی بات کو تسلیم نہ کیا اور اس نے مہدی سے اپنی کوفہ کی جاگیر میں اقامت اختیار کرنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسے اجازت دے دی اور کوفہ کی امارت پر روح بن حاتم مقرر تھا اس نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ سال کے مہینوں کے سوا لوگوں کے ساتھ جمعہ اور نماز میں حاضر نہیں ہوتا اور جب وہ آتا ہے تو اپنی سواری سمیت مسجد کے دروازے کے اندر آجاتا ہے اور اس کی سواری کا جانور وہاں لید کردیتا ہے جہاں لوگ نماز پڑھتے ہیں مہدی نے اسے لکھا کہ وہ گلیوں کے دہانوں پر لکڑیاں لگادے تاکہ لوگ پیدل چل کر مسجد میں آئیں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا تو اس نے جمعہ سے قبل، مختار بن ابی عبید کے مکان کو اس کے وارثوں سے خرید لیا اور وہ مسجد سے ملحق تھا اور وہ جمعرات کے روز اس مکان میں آجاتا اور جب جمعہ کا دن آتا تو گدھے پر سوار ہو کر مسجد کے دروازے تک جاتا اور وہاں اتر کر تو لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتا اور اس نے اپنے اہل سمیت کوفہ میں کلیتہً اقامت اختیار کرلی پھر مہدی نے اس سے دستبردار ہونے کے متعلق اصرار کیا اور دستبردار نہ ہونے کی صورت میں اسے دھمکی دی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اس کی بات مان لے گا تو وہ اسے بڑی بڑی جاگیریں اور دس کروڑ درہم دے گا اور بعض نے بیس کروڑ درہم بیان کئے ہیں اور مہدی نے اپنے بعد اپنے دونوں بیٹوں موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید کے لیے بیعت لی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور مہدی کے ماموں یزید بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ یمن کا نائب تھا اس نے اسے حج کے اجتماع کا امیر مقرر کیا اور وہ شوق سے اس کی طرف آیا اور مہدی نے شہروں کے اکثر نائبین کو معزول کردیا اور وہاں افریقہ پذیر بن حاتم کے پاس تھا اور مصر پر محمد بن سلیمان ابوضمرہ اور خراسان پر ابوعون اور سندھ پر بطام بن عمرو اور اعمواز فارس پر عمارہ بن حمزہ اور یمن پر رجاء بن روح اور یمامہ پر بشر بن المنذر اور جزیرہ پر فضل بن صالح اور مدینہ پر عبیداللہ بن صفوان اور مکہ اور طائف پر ابراہیم بن یحییٰ اور کوفہ کے نئے کاموں پر اسحاق بن صباح کندی اور اس کے اخراج پر ثابت بن موسیٰ اور اس کی قضا پر شریک بن عبداللہ نخعی اور بصرہ

کے نئے کاموں پر عمارہ بن حمزہ اور اس کی نماز پر عبدالملک بن ایوب بن طبیان نمیری اور اس کی قضا پر عبیداللہ بن حسن عنبری نائب مقرر تھے۔

اور اس سال عبدالعزیز بن ابوداؤد' عکرمہ بن عمار' مالک بن مغول' محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذیب المدنی نے وفات پائی جو فقہ میں مالک بن انس کی نظیر تھے اور بسا اوقات انہوں نے حضرت امام مالک کی بعض باتوں پر اعتراضات کئے ہیں جن میں انہوں نے بعض احادیث سے حجت پکڑ کر ترک کیا ہے' حضرت امام مالک انہیں اہل مدینہ کے اجماع کے نقطہ نظر سے دیکھتے تھے اور اس قسم کے اور بھی مسائل ہیں۔

۱۶۰ھ

اس سال خراسان میں ایک شخص نے مہدی کے خلاف بغاوت کی اور اس کے احوال وسیرت اور اس کے کاموں پر عیب لگائے اس شخص کو یوسف البرم کہا جاتا تھا اور بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور حالات بگڑ گئے اور اس سے بڑی مصیبت پڑی' پس یزید بن مزید اس کے مقابلہ میں گیا اور دونوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ دونوں نے گھوڑوں سے اتر کر مقابلہ کیا اور ایک دوسرے سے گتھ گئے اور یزید بن مزید نے اس یوسف کو قید کر لیا اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو بھی قید کر لیا اور اس نے انہیں مہدی کے پاس بھیج دیا اور انہیں مہدی کے پاس بھیج دیا اور انہیں اس کے حضور پیش کیا گیا اور انہیں اونٹوں پر ان کی دموں کی طرف منہ پھیر کر سوار کرایا گیا اور خلیفہ نے ہرثمہ کو یوسف کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے دجلہ کے بڑے پل پر جو مہدی کی فوج کے قریب تھا صلیب دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بغاوت کو ٹھنڈا کر دیا اور ان کے شر کو کافی ہو گیا۔

موسیٰ ہادی کی بیعت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے دستبردار ہونے کے متعلق اصرار کیا تو اس نے اس سے مکمل انکار کر دیا اور وہ کوفہ میں مقیم تھا پس مہدی نے اس کی طرف ایک بڑے جنرل ابو ہریرہ محمد بن فروغ کو اس کے ایک ہزار اصحاب کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس حاضر کرے اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو ڈھول اٹھانے کا حکم دیا پس جب وہ فجر کے روشن ہو جانے کے وقت کوفہ کے سامنے آئے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے ڈھول پر ضرب لگائی جس سے کوفہ لرز اٹھا اور عیسیٰ بن موسیٰ خوفزدہ ہو گیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اسے خلیفہ کے پاس حاضر ہونے کی دعوت دی تو اس نے بیماری کا اظہار کیا مگر انہوں نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے اور اسے اس سال کی ۳ محرم کو جمعرات کے روز خلیفہ کے سامنے پیش کر دیا' پس بنو ہاشم کے سرداروں' قضاۃ اور اعیان نے اکٹھے ہو کر اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے ان کا انکار کر دیا اور لوگ مسلسل اسے ڈراتے اور امیدیں دلاتے رہے حتیٰ کہ اس نے ۴ محرم کو عصر کے بعد جمعہ کے روز ان کی بات مان لی اور مہدی کے دونوں بیٹوں موسیٰ اور ہارون الرشید کی ۲۷ محرم کو جمعرات کی صبح کو ایوان خلافت میں ایک عظیم خیمہ میں بیعت ہوئی اور

Marfat.com

امراء نے آ کر بیعت کی پھر مہدی اٹھ کر منبر پر چڑھا اور اس کا بیٹا ہادی اس کے نیچے بیٹھا اور عیسیٰ بن موسیٰ پہلی سیڑھی پر کھڑا ہوا اور مہدی نے تقریر کی اور لوگوں کو بتایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے خود کو دستبردار کر دیا ہے اور لوگوں کو اس عہد سے جو ان کی گردنوں میں تھا حلال کر دیا ہے اور اسے موسیٰ ہادی کے سپرد کر دیا ہے اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی تصدیق کی اور مہدی کی بیعت کر لی پھر لوگوں نے اپنے اپنے مراتب اور عمر کے مطابق اٹھ کر خلیفہ کی بیعت کر لی اور اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کے متعلق طلاق وعتاق تک پہنچی ہوئی مؤکد قسموں سے ایک تحریر لکھی اور امراء، وزراء اور بنو ہاشم کے اعیان کی ایک جماعت وغیرہ نے اس پر گواہی ڈالی اور اس نے اسے وہ اموال وغیرہ دے دیئے جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

اور اسی سال عبدالملک بن شہاب المسمعی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ہندوستان کے شہر باربد میں آیا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر مجانیق نصب کر دیں اور ان کے ذریعے مٹی کا تیل پھینکا اور اس شہر کا ایک حصہ جلا دیا اور اس کے بہت سے باشندے ہلاک ہو گئے اور انہوں نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور واپس جانے کا ارادہ کیا تو سمندر کے چڑھ جانے کی وجہ سے وہ واپس نہ جا سکے، پس انہوں نے وہاں قیام کیا تو ان کے مونہوں کو ایک بیماری لگ گئی جسے حمام فر کہا جاتا ہے جس سے ان میں سے ایک ہزار آدمی مر گئے جن میں ربیع بن صبیح بھی شامل تھا اور جب ان کے لیے چلنا ممکن ہوا تو انہوں نے سمندر میں سفر کیا اور ہوا نے ان پر حملہ کر دیا تو ایک جماعت ان میں سے غرق ہو گئی اور باقی ماندہ لوگ بصرہ پہنچ گئے اور ان کے ساتھ بہت سے قیدی بھی تھے جن میں ان کے ایک بادشاہ کی بیٹی بھی تھی اور اسی سال مہدی نے ابوبکرہ ثقفی کے بیٹوں کو رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے ملا دینے کا حکم دیا اور ان کے نسب کو ثقیف سے منقطع کر دیا اور اسی طرح کا ایک خط والی بصرہ کو لکھا اور زیاد اور نافع سے اس کے نسب کو قطع کر دیا اور اس بارے میں ایک شاعر خالد النجار کہتا ہے: ؎

بلاشبہ زیاد، نافع اور ابوبکرہ میرے نزدیک ایک عجیب تر چیز ہیں وہ اپنے قول کے مطابق قرشی ہے اور وہ غلام ہے اور یہ اپنے خیال میں عربی ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بصرہ کے نائب نے اس حکم کو پورا نہیں کیا۔

اور اس سال مہدی نے لوگوں کو حج کروایا اور بغداد پر اپنے بیٹے موسیٰ ہادی کو نائب مقرر کیا اور اپنے بیٹے ہارون الرشید اور بہت سے امراء کو اپنے ساتھ لے گیا جن میں یعقوب بن داؤد اپنے مقام ومرتبہ پر تھا اور حسن بن ابراہیم خادم سے بھاگ کر ارض حجاز میں چلا گیا اور یعقوب بن داؤد نے اس کے لیے امان طلب کی تو مہدی نے اس کے عطیہ کو بہتر کر دیا اور اس کے انعام کو بڑھا دیا اور مہدی نے اہل مکہ میں بہت سا مال تقسیم کیا اور وہ اپنے ساتھ ۳۰ کروڑ درہم اور ایک لاکھ کپڑے لایا تھا اور مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے دو لاکھ دینار آئے تو اس نے یہ سب مکہ اور مدینہ کے باشندوں کو دے دیئے اور حاجیوں نے مہدی کے پاس شکایت کی کہ انہیں خدشہ ہے کہ کعبہ غلافوں کی کثرت کے باعث گر پڑے گا تو اس نے کعبہ سے غلافوں کے اتارنے کا حکم دے دیا اور جب وہ ہشام بن عبدالملک کے غلافوں تک پہنچے تو انہوں نے ان کو نہایت موٹے ریشم کا پایا تو اس نے ان کو ہٹانے کا حکم دے دیا اور اس سے قبل وبعد کے خلفاء کے غلاف باقی رہنے دیئے اور جب اس نے کعبہ سے غلاف اتارے تو اسے خوشبو کا لیپ کیا اور

Marfat.com

اسے نہایت خوبصورت غلاف پہنایا' کہتے ہیں کہ اس نے حضرت امام مالک سے کعبہ کو حضرت ابن زبیر کی بنیاد پر دوبارہ تعمیر کے بارے میں فتویٰ پوچھا تو حضرت امام مالک نے فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ بادشاہ اسے کھیل بنالیں گے تو اس نے اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا۔

اور بصرہ کا نائب محمد بن سلیمان اس کے لیے برف کو اٹھا کر مکہ لایا اور یہ پہلا خلیفہ تھا جس کے لیے برف اٹھا کر مکہ لائی گئی اور جب وہ مدینہ آیا تو اس نے مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اس میں ایک کمرہ تھا جسے اس نے گرا دیا اور اس نے منبر کے اس حصے کو بھی کر کرنا چاہا جسے حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے بڑھایا تھا تو حضرت امام مالک نے اسے کہا' انہیں خدشہ ہے جب اسے ہلایا گیا تو اس کی پرانی لکڑی ٹوٹ جائے گی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے مدینہ میں نکاح کیا اور اس نے اہل مدینہ کے پانچ سو اعیان کو منتخب کیا کہ وہ عراق میں اس کے اردگرد محافظ وانصار بن کر رہیں اور اس نے عطیات کے علاوہ ان کی رسد جاری کی اور ان کی جاگیریں بھی دیں جو انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

اور اس سال ربیع بن صبیح' سفیان بن حسین جو زہری کے اصحاب میں سے تھا اور شعبہ بن حجاج بن الورد العتکی الازدی ابو بسطام واسطی نے وفات پائی پھر وہ بصرہ منتقل ہو گیا اور شعبہ نے حسن اور ابن سرین کو دیکھا اور تابعین کی کئی جماعتوں سے روایت کی اور اس سے اس کے بہت سے مشائخ' ساتھیوں اور آئمہ اسلام نے روایت کی ہے اور وہ شیخ المحدثین ہے جسے ان میں امیر المومنین کا لقب دیا گیا ہے یہ قول ثوری کا ہے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ وہ امام المتقین ہے اور بڑا درویش' متقی' تنگ حال حافظ اور اچھی سیرت والا تھا اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو عراق میں حدیث کا پتہ نہ ہوتا اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ وہ اس کام میں اکیلا ہی ایک جماعت تھا اور اس کے زمانے میں اس کی نظیر موجود نہ تھی اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے وہ ثقہ' مامون' حجت اور صاحب حدیث تھا اور وکیع نے بیان کیا ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث رسول کے دفاع کی وجہ سے شعبہ کے درجات کو جنت میں بلند کرے گا۔

اور صالح بن محمد بن حرزہ نے بیان کیا ہے کہ شعبہ پہلا شخص ہے جس نے رجال کے بارے میں گفتگو کی ہے اور یحییٰ القطان نے اس کی پیروی کی ہے پھر احمد اور ابن معین نے اس کی پیروی کی ہے اور ابن مہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام مالک سے زیادہ عقلمند اور شعبہ سے زیادہ تنگ حال اور ابن المبارک سے زیادہ امت کا خیر خواہ اور ثوری سے زیادہ حافظ حدیث نہیں دیکھا اور مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ جب بھی میں نماز کے وقت شعبہ کے پاس گیا میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا اور وہ فقراء کا باپ اور ان کی ماں تھا اور نضر بن شمیل نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے بڑھ کر مسکین پر رحم کرنے والا نہیں دیکھا' جب وہ مسکین کو دیکھتا تو مسلسل اسے دیکھتا رہتا حتیٰ کہ وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ عبادت گزار شخص نہیں دیکھا اس نے اللہ کی اس طرح عبادت کی کہ اس کی کھال اس کی ہڈیوں کے ساتھ چپک گئی اور یحییٰ القطان نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے بڑھ کر مسکین پر ترس کھانے والا نہیں دیکھا وہ مسکین کو اپنے گھر لے جاتا اور جو کچھ اس کے لیے ممکن ہوتا اسے دیتا اور محمد بن سعد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۷۸ سال کی عمر میں ۱۶۰ھ کے آغاز میں بصرہ میں

Marfat.com

وفات پائی ہے۔

۱۶۱ھ

اس سال ثمامہ بن ولید نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور دابق میں اترا اور رومی بھی اس کے خلاف جوش میں آ گئے اس وجہ سے مسلمان اس میں داخل نہ ہو سکے اور اس سال مہدی نے کنوئیں کھودنے' کارخانے بنانے اور مکہ کے راستے میں محلات تعمیر کرنے کا حکم دیا اور یقطین بن موسیٰ کو اس کام کا منتظم مقرر کیا اور وہ دس سال یعنی ۱۷۱ھ تک مسلسل کام کرتا رہا حتیٰ کہ عراق سے حجاز کا راستہ تمام راستوں سے زیادہ پر آسائش' پرامن اور خوشگوار ہو گیا اور اسی سال میں مہدی نے بصرہ کی جامع مسجد کو اس کے قبلہ اور مغرب کی جانب سے وسیع کیا اور اسی سال اطراف کو خطوط لکھے کہ مسجد جماعت میں کمرہ باقی نہ رہے نیز منابر کو رسول اللہ ﷺ کے منبر کی مقدار کے برابر چھوٹا کر دیا جائے اور اس نے سب شہروں میں ایسے ہی کیا اور اسی سال مہدی کے وزیر ابوعبداللہ کا مقام گر گیا اور اس کی خیانت اس پر واضح ہو گئی' پس مہدی نے اس کی نگرانی کے لیے کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لگا لیا اور جن آدمیوں کو اس نے اپنے ساتھ لگایا ان میں اسماعیل بن علیہ بھی تھا پھر اس نے اسے دور کر دیا اور اسے اپنی چھاؤنی سے دیا اور اسی سال اس نے عافیہ بن یزید ازدی کو قاضی مقرر کیا اور رصافہ میں مہدی کی فوج میں یہ اور ابن علاثہ فیصلے کیا کرتے تھے اور اسی سال خراسان کی بستیوں میں سے ایک مرو کی ایک بستی میں ایک شخص نے جسے مقنع کہا جاتا تھا خروج کیا اور وہ تناسخ کا قائل تھا اور بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع اختیار کر لی اور مہدی نے اس کی طرف اپنے کئی امراء کو بھیجا اور بہت سی افواج بھی روانہ کیں جن میں امیر خراسان معاذ بن مسلم بھی شامل تھا' مقنع اور ان کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔

اس سال موسیٰ ہادی بن مہدی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اسرائیل بن یونس بن اسحاق السبیعی زائدہ بن قدامہ اور سفیان بن سعید بن مسروق ثوری ابوعبداللہ کوفی نے وفات پائی جو اسلام کے ایک امام' عابد اور مقتدا تھے' آپ نے کئی تابعین سے روایت کی ہے اور آپ سے بے شمار آئمہ اور دیگر لوگوں نے روایت کی ہے شعبہ' ابوعاصم' سفیان بن عیینہ' یحییٰ بن معین اور کئی لوگوں نے روایت کی ہے کہ آپ حدیث میں امیر المومنین تھے اور ابن المبارک نے بیان کیا ہے کہ میں نے گیارہ سو شیخ سے لکھا ہے وہ ان سب سے افضل تھے اوایوب نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی کوفی کو نہیں دیکھا جسے میں آپ پر ترجیح دوں اور یونس بن عبید نے بیان کیا ہے میں نے آپ سے افضل آدمی نہیں دیکھا اور عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ثوری سے بڑا فقیہہ نہیں دیکھا اور شعبہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے علم تقویٰ سے لوگوں کی سیادت کی ہے اور اصحاب مذاہب ثلاثہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس اپنے زمانے میں اور شعبی اپنے زمانے میں اور ثوری اپنے زمانے میں امام تھے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ میرے دل میں ان سے کسی کو تقدم حاصل نہیں نیز فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ امام کون ہے؟ سفیان ثوری امام ہے اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ میں نے ثوری کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے جو چیز بھی اپنے دل میں امانت رکھی ہے اس نے مجھ سے خیانت نہیں کی حتیٰ کہ میں ملامت کرنے سے گانا گاتے شخص کے پاس سے گزرتا ہوں تو اس خوف سے اپنے کان بند کر لیتا ہوں کہ وہ جو کہہ رہا ہے مجھے یاد نہ

ہو جائے۔

اور آپ نے فرمایا مجھے لوگوں کے محتاج ہونے کی نسبت' دس ہزار دینار چھوڑنا زیادہ پسند ہے جن کے متعلق اللہ مجھ سے محاسبہ کرے گا۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ آپ نے ۱۶۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی ہے' وفات کے روز آپ کی عمر ۶۴ سال تھی اور بعض نے خواب میں آپ کو جنت میں ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت تک اور ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑتے دیکھا ہے اور آپ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ) پڑھ رہے تھے اور آپ نے فرمایا ہے جب انسان جلدی سردار بن جاتا ہے تو بہت سے علم کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابودلامہ:

زید بن الجون' مزاحیہ شاعر اور دانشمند' اس کی اصل کوفی ہے اور اس نے بغداد میں اقامت اختیار کر لی اور منصور کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کر لیا اس لیے کہ یہ اسے ہنساتا تھا اور اسے اشعار سناتا تھا اور اس کی مدح کرتا تھا ایک روز منصور کی بیوی کے جنازہ میں شامل ہوا اور وہ اس کی عم زادی تھی جسے حمادہ بنت عیسیٰ کہا جاتا تھا اور منصور کو اس کا غم تھا اور جب لوگوں نے اس پر مٹی ڈال دی تو ابودلامہ بھی موجود تھا' منصور نے اسے کہا اے ابودلامہ تو ہلاک ہو جائے آج کے دن کے لیے تو نے کیا تیار کیا ہے اس نے امیر المومنین کی عم زادی کو تیار کیا ہے تو منصور ہنس ہنس کر لیٹ گیا پھر کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے تو نے ہمیں رسوا کر دیا ہے او ایک روز مہدی کے پاس اس کی سفر کی واپسی پر مبارکباد دینے گیا تو اس نے یہ شعر سنائے:

میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے عراق کی بستیوں میں تجھے صحیح سلامت دیکھا اور تو وافر مال والا ہوا تو ضرور محمد ﷺ پر درود پڑھے گا اور میری جھولی کو دراہم سے بھر دے گا۔

مہدی نے کہا پہلا مصرعہ تو ٹھیک ہے ہم محمد ﷺ پر درود پڑھیں گے اور دوسرا مصرا ٹھیک نہیں' اس نے کہا یا امیر المومنین یہ دو باتیں ہیں ان کے درمیان فرق نہ کیجیے اس نے حکم دیا کہ اس کی جھولی کو دراہم سے بھر دیا جائے پھر اس نے اسے کہا اٹھ کھڑا ہو تو وہ کہنے لگا ان دراہم سے میری قمیص پھٹ جائے گی اور اس نے جھولی سے انہیں تھیلوں میں ڈال دیا اور انہیں اٹھا کر چلتا بنا۔

اور ابن خلکان نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس کا بیٹا بیمار ہو گیا تو طبیب نے اس کا علاج کیا اور جب وہ صحتمند ہو گیا تو اس نے اسے کہا ہمارے پاس تجھے دینے کو کچھ نہیں لیکن تو فلاں یہودی پر اتنی رقم کا دعویٰ کر دے جتنی رقم تو ہم سے لینے کا استحقاق رکھتا ہے اور میں اور میرا بیٹا مذکورہ رقم کے بارے میں اس پر گواہی دیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے طبیب نے کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور بعض کا قول ہے کہ ابن شبرمہ کے پاس جا کر اس پر دعویٰ کر دیا اور یہودی نے انکار کر دیا پس ابودلامہ اور اس کے بیٹے نے اس کے خلاف گواہی دی اور قاضی ان دونوں کی شہادت کو رد نہ کر سکا اور صفائی کے گواہوں کے طلب کرنے سے ڈر گیا' پس اس نے مدعی طبیب کو اپنے پاس سے مال دے دیا اور

Marfat.com

یہودی کو چھوڑ دیا اور قاضی نے مصالح میں موافقت کر دی ابو دلامہ نے اسی سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے ۱۷۰ھ میں ہارون الرشید کی خلافت کا زمانہ پایا ہے واللہ اعلم۔

۱۶۲ھ

اس سال ارض قسرین میں عبدالسلام بن ہاشم یشکری نے بغاوت کی اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور امراء کی ایک جماعت نے اس سے جنگ کی مگر اس پر قابو نہ پا سکے اور مہدی نے اس کے مقابلہ میں فوجیں روانہ کیں اور ان میں اموال خرچ کئے تو اس نے کئی بار انہیں شکست دی پھر انجام کار اس کے بعد وہ قتل ہو گیا۔

اور اس سال حسن بن قحطبہ نے رضا کاروں کے بغیر ۸۰ ہزار رسد پانے والی فوج کے ساتھ موسم گرما کی جنگ لڑی اور رومیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور بہت سے شہروں کو جلایا اور جگہوں کو ویران کر دیا اور بہت بچوں کو قیدی بنا لیا اور اسی طرح یزید بن ابی اسید سلمی نے باب قالیقلا سے بلاد روم سے جنگ کی اور غنیمت حاصل کی اور بچ گیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا۔

اور اس سال جریان میں ایک جماعت نے خروج کیا اور انہوں نے ایک شخص عبدالقہار کے ساتھ سرخ لباس پہنا اور عمر بن العلاء نے طبرستان سے اس کے ساتھ جنگ کی اور اس نے عبدالقہار کو مغلوب کر لیا اور اسے اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور اس سال مہدی نے دوسرے صوبوں کے ٹنڈوں اور قیدیوں کی رسد جاری کی اور یہ ایک بڑی خوبی ہے اور اس سال ابراہیم بن جعفر بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت ابراہیم بن ادھم:

آپ ایک مشہور عابد اور بڑے درویش تھے اور اس بارے میں آپ بڑے بلند ہمت تھے ابراہیم بن ادھم بن منصور بن یزید بن عامر بن عامر اسحاق تیمی' آپ کو عجلی بھی کہا جاتا ہے آپ اصلاً بلخی ہیں پھر آپ نے شام میں سکونت اختیار کر لی اور دمشق آ گئے اور آپ اپنے باپ اور اعمش اور حضرت ابو ہریرہ کے ساتھی محمد بن زیاد' ابو اسحاق سبیعی اور بہت سے لوگوں سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے جن میں بقیہ ثوری ابو اسحاق خزاری اور محمد بن حمید شامل ہیں اور اوزاعی نے بھی ان سے روایت کی ہے اور ابن عساکر نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجزری کے طریق سے عن ابراہیم بن ادھم عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں آپ کو کیا تکلیف ہے آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ بھوک نے تکلیف دی ہے راوی بیان کرتا ہے میں رو پڑا تو آپ نے فرمایا مت رو جب بھوکا دار دنیا میں قناعت اختیار کرے گا تو قیامت کے روز کی شدت اسے تکلیف نہیں دے گی اور بقیہ کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن ادہم بیان ہوا ہے کہ ابو اسحاق ہمدانی نے عمارہ بن غزیہ سے بحوالہ ابو ہریرہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ایک فتنہ آئے گا جو بندوں کو تباہ کر دے گا اور عالم اپنے علم کے ذریعے اس سے نجات پائے گا۔

Marfat.com

نسائی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم ثقہ مامون اور ایک درویش آدمی ہیں اور ابونعیم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ملوک خراسان میں سے ایک بادشاہ کے بیٹے تھے اور شکار کے بہت دلدادہ تھے' آپ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں باہر نکلا اور ایک لومڑ کے پیچھے لگ گیا تو ہاتف نے مجھے میری زین کے پچھلے حصے سے آواز دی تجھے اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے راوی بیان کرتا ہے میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا میں رک گیا میں رک گیا میرے پاس رب العالمین کا قاصد آ گیا ہے پس میں اپنے اہل کے پاس واپس آ گیا اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ کے ایک چرواہے کے پاس آ کر اس سے جبہ اور چادر لے لی پھر میں نے اپنے کپڑے اسے دے دیئے پھر میں عراق آ گیا اور کئی روز وہاں کام کرتا رہا لیکن وہاں مجھے خالص حلال رزق نہ ملا تو میں نے ایک شیخ سے حلال کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بلاد شام کی طرف میری راہنمائی کی تو میں طرسوس آ گیا اور میں نے کئی روز وہاں کام کیا میں باغات کی دیکھ بھال کرتا اور فصلیں کاٹتا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے مجھے صرف بلاد شام میں خوشگوار زندگی ملی' میں اپنے دین کو لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی کی طرف اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف بھاگتا اور جو شخص مجھے دیکھتا وہ کہتا اس کی عقل خراب ہے پھر آپ مکہ آ گئے اور ثوری اور فضیل بن عیاض کی صحبت اختیار کی اور شام آئے اور یہیں فوت ہو گئے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی مثلاً کٹائی' مزدوری اور باغات کی حفاظت وغیرہ کر کے کھانا کھاتے تھے اور آپ سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ نے جنگل میں ایک شخص کو دیکھا تو آپ نے اسے اللہ کا اسم اعظم سکھا دیا اور وہ اس نام سے اسے پکارتا تھا حتیٰ کہ اس نے خضر کو دیکھا تو اس نے اسے کہا میرے بھائی داؤد نے تجھے اللہ کا اسم اعظم سکھایا ہے' قشیری اور ابن عساکر نے آپ سے ایسے ایسے اسناد سے بیان کیا ہے جو صحیح نہیں ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اسے کہا کہ الیاس نے مجھے اللہ کا اسم اعظم سکھایا ہے اور ابراہیم نے بیان کیا ہے اپنے کھانے کو حلال کر اور اگر تو رات کو قیام نہ کرے اور دن کو روزہ نہ رکھے تو تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

اور ابونعیم نے آپ سے بیان کیا ہے کہ آپ اکثر دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ مجھے اپنی نافرمانی کی ذلت سے اپنی اطاعت کی عزت کی طرف لے جا' آپ سے کہا گیا گوشت گراں ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اسے سستا کر دو یعنی اسے نہ خریدو بلاشبہ وہ سستا ہو جائے گا اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک ہاتف نے آپ کو اوپر سے آواز دی اے ابراہیم یہ کیا بیہودگی ہے (کیا تم نے خیال کیا ہے کہ ہم نے تم کو لغو طور پر پیدا کیا ہے اور تم کو ہماری طرف نہیں لوٹایا جائے گا) اللہ سے ڈر اور قیامت کے دن کے لیے توشہ تیار کرو تو آپ اپنی سواری کے نیچے اتر پڑے اور دنیا ترک کر دی اور آخرت کے اعمال میں مشغول ہو گئے اور ابن عساکر نے ایک اسناد سے جس کے آغاز سے اعتراض پایا جاتا ہے' روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں بلخ میں اپنی ایک خوشنما جگہ پر بیٹھا تھا کہ اچانک ایک خوش منظر اور خوبصورت داڑھی والا شیخ اس کا سایہ لینے آ گیا اور اس کی محبت میرے دل کے ریشے ریشے میں سما گئی میں نے ایک غلام کو حکم دیا تو اس نے اسے بلایا وہ آیا تو میں نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا تو اس نے انکار کر دیا میں نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے کہا ماوراء النہر کے علاقے سے آیا ہوں میں نے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں' اس نے کہا حج کو جاتا ہوں میں نے کہا اسی وقت؟ اور وہ ذوالحجہ کا پہلا یا دوسرا دن تھا۔ اس نے کہا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' میں نے

کہا میں آپ کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا اگر آپ کو یہ بات پسند ہے تو تمہاری وعدہ گاہ رات ہے اور جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کے نام سے اٹھ کھڑے ہو تو میں نے اپنے سفر کے کپڑے لے لیے اور ہم چلنے لگے گویا زمین ہمارے نیچے سکڑتی جاتی ہے اور ہم شہروں کے پاس سے گزرنے لگے اور ہم کہنے لگے یہ فلاں شہر ہے اور یہ فلاں شہر ہے اور جب صبح ہوئی تو وہ مجھ سے جدا ہو گیا اور کہنے لگا تمہاری وعدہ گاہ رات ہے اور جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس آیا اور ہم نے اسی طرح کیا اور ہم مدینۃ النبی ﷺ میں پہنچ گئے پھر ہم مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور رات کو وہاں پہنچ گئے اور ہم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا پھر ہم شام کی طرف واپس آ گئے اور ہم نے بیت المقدس کی زیارت کی اور اس نے کہا میں شام میں قیام کا ارادہ کئے ہوئے ہوں پھر میں دیگر ضعفا کی طرح اپنے شہر بلخ کو واپس آ گیا حتیٰ کہ ہم اس کی طرف لوٹ آئے اور میں نے اسے اس کے نام کے بارے میں دریافت نہ کیا اور یہ میرے معاملے کا آغاز تھا۔

اور ایک طریق سے جس میں اعتراض پایا جاتا ہے روایت کی گئی ہے اور ابو حاتم رازی نے ابو نعیم سے بحوالہ سفیان ثوری بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم، حضرت ابراہیم خلیل کی مانند تھے اور اگر آپ صحابہ میں ہوتے تو آپ ایک فاضل آدمی ہوتے اور آپ کے راز دار ہوتے اور زمین میں آپ کو ظاہراً تسبیح کرتے اور کوئی کام کرتے نہیں دیکھا اور جب آپ کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو آخر میں اپنا ہاتھ اٹھاتے۔

اور عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم ایک فاضل شخص تھے ان کے اور اللہ کے درمیان کچھ راز اور معاملات ہیں اور میں نے آپ کو ظاہراً تسبیح کرتے اور کوئی کام کرتے نہیں دیکھا اور جب آپ کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو آخر میں اپنا ہاتھ اٹھاتے اور حضرت بشر بن حارث بن حافی نے بیان کیا ہے چار آدمیوں کو اللہ تعالیٰ ان کے رزق حلال کی وجہ سے بلند کرے گا، ابراہیم بن ادھم، سلیمان بن الخواص، وہیب بن الورد اور یوسف بن اسباط اور ابن عساکر نے معاویہ بن حفص کے طریق سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم نے صرف ایک حدیث سنی ہے اور اس سے آپ نے اپنے زمانے کے باشندوں کی خرابی کو پکڑ لیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ منصور نے ہم سے بحوالہ ربیع بن خراش بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے اللہ مجھے پسند کرے اور لوگ بھی مجھے پسند کریں آپ نے فرمایا جب تو چاہے کہ اللہ تجھ سے محبت کرے تو دنیا سے بغض رکھ اور جب تو چاہے کہ لوگ تجھ سے محبت کریں تو جو کچھ تیرے پاس زائد ہے اسے ان کی طرف پھینک دے۔ اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابو الربیع نے بحوالہ ادریس ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بعض علماء کے پاس بیٹھے تو وہ باہم حدیث کا تذکرہ کرنے لگے اور ابراہیم خاموش بیٹھے رہے پھر کہنے لگے منصور نے ہم سے بیان کیا پھر خاموش ہو گئے اور ایک حرف بھی نہ بولے حتیٰ کہ اس مجلس سے اٹھ گئے تو آپ کے بعض اصحاب نے اس بارے میں آپ کو ملامت کی تو آپ نے فرمایا میرے دل میں آج تک اس مجلس کی مضرت کا خوف پایا جاتا ہے اور رشدین بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم، اوزاعی کے پاس سے گزرے اور ان کے اردگرد لوگ حلقہ کئے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا اگر یہ حلقہ ابو ہریرہ کے گرد ہوتا تو آپ ان سے

Marfat.com

عاجز آ جاتے' پس اوزاعی کھڑے ہو گئے اور انہیں چھوڑ دیا اور ابراہیم بن بشار نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ادہم سے پوچھا گیا آپ نے حدیث کی روایت کو کیوں ترک کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے تین باتوں کی وجہ سے اسے ترک کیا ہے نعمتوں پر شکر کرتے گناہ سے بخشش مانگنے اور موت کے لیے تیاری کرنے کی وجہ سے' پھر آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور لوگوں نے ہاتف کو کہتے سنا میرے اور میرے اولیاء کے درمیان دخل نہ دو۔

اور ایک روز حضرت امام ابوحنیفہ نے ابراہیم بن ادہم سے کہا آپ کو عبادت سے اچھا حصہ ملا ہے چاہیے کہ علم تمہارے دل میں ہو بلاشبہ وہ عبادت کی چوٹی اور دین کا حسن ہے اور ابراہیم نے ان سے کہا آپ کو دل سے علم سے عمل وعبادت کرنی چاہیے وگرنہ آپ ہلاک ہو جائیں گے' ابراہیم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فقراء پر احسان فرمایا ہے قیامت کے روز ان سے نہ زکوۃ نہ حج نہ جہاد اور نہ صلہ رحمی کے متعلق پوچھے گا صرف مساکین اغنیاء سے سوال ومحاسبہ ہوگا' شفیق بن ابراہیم نے بیان کیا ہے میں شام میں ابن ادہم سے ملا اور میں نے آپ کو عراق میں بھی دیکھا ہے اور آپ کے آگے تیس نوکر تھے میں نے آپ سے کہا آپ نے خراسان کی بادشاہت چھوڑی ہے اور اپنی آسائش سے باہر آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا خاموش رہ' مجھے یہاں خوشگوار زندگی ملی ہے میں اپنے دین کے ساتھ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک بھاگتا رہا اور جو مجھے دیکھتا وہ کہتا اس کی عقل کی خرابی ہے یا قلی یا ملاح ہے۔

پھر آپ نے فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک فقیر کو قیامت کے دن لا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو وہ اس سے پوچھے گا اے میرے بندے تو نے حج نہیں کیا؟ وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے کوئی چیز نہیں دی تھی جس سے میں حج کرتا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے سچ کہا ہے اسے جنت کی طرف لے جاؤ اور آپ نے فرمایا میں نے ۲۴ سال شام میں قیام کیا اور وہاں پر میری اقامت' جہاد ورباط کے لیے نہ تھی میں صرف وہاں اس لیے فروکش ہوا کہ حلال کی روٹی سے سیر ہو جاؤں اور آپ نے فرمایا غم دو ہیں ایک فائدہ مند دوسرا نقصان دہ' آخرت کے متعلق تیرا غم کرنا فائدہ مند ہے اور دنیا اور اس کی زینت کے لیے تیرا غم کرنا تیرے لیے نقصان دہ ہے اور آپ نے فرمایا زہد تین واجب مستحب اور سلامتی کا زہد واجب زہد' حرام کو ترک کرنا اور حلال خواہشات کو ترک کرنا مستحب زہد ہے اور شبہات کو ترک کرنا زہد سلامت ہے اور آپ اور آپ کے اصحاب اپنے آپ کو حمام اور ٹھنڈے پانی اور جوتیوں سے روکتے تھے اور نہ اپنے نمک میں مصالحہ ڈالتے تھے اور آپ جب توشہ دان پر بیٹھتے اور اس میں اچھا کھانا ہوتا تو آپ اچھا کھانا اپنے اصحاب کو دے دیتے اور خود روٹی اور زیتون کھاتے۔

اور آپ نے فرمایا ہے حرص طمع کی کمی صدق اور تقویٰ پیدا کرتی ہے اور حرص طمع کی کثرت غم اور گھبراہٹ پیدا کرتی ہے اور ایک شخص نے آپ سے کہا یہ جبہ ہے اسے آپ مجھ سے قبول کر لیں' آپ نے فرمایا اگر تو تونگر ہے تو میں اسے قبول کر لیتا ہوں اور اگر تو فقیر ہے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا اس نے کہا میں تونگر ہوں آپ نے فرمایا تیرے پاس کتنا مال ہے اس نے کہا دو ہزار آپ نے فرمایا تو چاہتا ہوگا کہ چار ہزار ہو جائے اس نے کہا آپ نے فرمایا پھر تو فقیر ہے میں تجھ سے اس جبہ کو قبول نہیں کروں گا آپ سے کہا گیا کہ کاش آپ نکاح کر لیتے آپ نے فرمایا اگر وہ مجھے اپنے نفس کو طلاق دینے کی طاقت دیتا تو میں اسے طلاق دے

Marfat.com

دیتا اور آپ مکہ میں پندرہ روز ٹھہرے آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی اور پانی والی ریت کے سوا آپ کا کوئی توشہ نہ تھا اور آپ نے یک وضو سے پندرہ نمازیں پڑھیں اور ایک روز آپ نے گھاٹ کے کنارے پر پانی میں بھگوئے ہوئے ٹکڑے کھائے۔

انہیں یوسف الغولی نے آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے ان ٹکڑوں میں کچھ ٹکڑے کھائے پھر کھڑے ہو گئے اور گھاٹ سے پانی پیا پھر آ کر اپنی گدی کے بل لیٹ گئے اور کہنے لگے اے ابو یوسف اگر بادشاہوں اور بادشاہوں کے بیٹوں کو ہماری آسودہ حالت کا علم ہو جاتا تو وہ زندگی بھر ہماری لذت عیش پر ہم سے تلواروں کے ساتھ جنگ کرتے ابو یوسف نے آپ سے کہا ان لوگوں نے راحت و آرام کو طلب کیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہیں ابراہیم نے مسکرا کر فرمایا آپ نے یہ بات کہاں سے سیکھی ہے اسی دوران میں آپ مصیصہ میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک سوار نے آ کر پوچھا تم میں ابراہیم ادہم کون ہے؟ اس کی راہنمائی کی گئی تو اس نے کہا اے میرے آقا میں آپ کا غلام ہوں آپ کے والد وفات پا چکے ہیں اور مال چھوڑ گئے ہیں جو قاضی کے پاس ہے اور میں آپ کے پاس دس ہزار درہم لایا ہوں تا کہ آپ انہیں بلخ تک اپنے پر خرچ کریں اور ایک گھوڑا اور خچر بھی لایا ہوں' ابراہیم دیر تک خاموش رہے پھر اپنا سر اٹھا کر فرمایا اگر تو سچا ہے تو دراہم' گھوڑا اور خچر تیرے ہوئے اور کسی کو اس کے متعلق نہ بتانا' کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ بلخ گئے اور حاکم سے آپ نے مال حاصل کیا اور سب کا سب راہ خدا میں دے دیا۔

اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے اور وہ دو ماہ تک ٹھہرے رہے انہیں کوئی چیز کھانے کو نہ ملی' ابراہیم نے ان سے کہا اس جنگل میں داخل ہو جاؤ اور یہ ایک سرد دن تھا وہ بیان کرتا ہے میں جنگل میں داخل ہوا تو آپ نے ایک درخت دیکھا جس پر بہت سے آڑو لگے ہوئے تھے' میں نے ان سے اپنا تھیلا بھر لیا پھر میں باہر نکل آیا آپ نے پوچھا تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا آڑو ہیں آپ نے فرمایا اے کمزور یقین' اگر تو صبر کرتا تو پکی ہوئی تر کھجوریں پاتا جیسے مریم بنت عمران کو ملی تھیں اور آپ کے ایک ساتھی نے آپ کے پاس بھوک کی شکایت کی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے اردگرد بہت سے دینار ہیں آپ نے اپنے ساتھی سے کہا ان میں سے ایک دینار لے لو' اس نے لے کر اس سے ان کے لیے کھانا خریدا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کام کرتے تھے پھر جا کر انڈے اور مکھن خریدتے تھے اور کبھی بھنا ہوا گوشت' اخروٹ اور حلوہ خریدتے اور اسے اپنے اصحاب کو کھلا دیتے اور خود روزہ رکھتے اور جب افطار کرتے تو ناکارہ سا کھانا کھاتے اور اپنے آپ کو اچھا کھانے سے محروم رکھتے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں سے ان کی محبت و الفت کے لیے حسن سلوک کریں۔

اور اوزاعی نے ابراہیم ادہم کی مہمانی کی تو ابراہیم نے کم کھایا اس نے کہا آپ نے کم کیوں کھایا ہے؟ ابراہیم نے کہا اس لیے کہ آپ نے کھانے میں کمی کی ہے پھر ابراہیم نے بہت سا کھانا تیار کیا اور اوزاعی کو بلایا تو اوزاعی نے کہا کیا آپ اسراف سے نہیں ڈرتے ابراہیم نے کہا نہیں اسراف وہ ہے جو معصیت الٰہی میں ہو جو کچھ آدمی اپنے بھائیوں پر خرچ کرتا ہے وہ دین کا حصہ ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ بیس دینار کے عوض کٹائی کی اور ایک دفعہ آپ اور آپ کا ایک ساتھی ایک حجام کے پاس سر منڈانے اور پچھنے لگوانے کے لیے بیٹھے تو وہ ان سے زچ ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر دوسرے لوگوں میں مشغول رہا تو آپ

Marfat.com

کے ساتھی کو اس سے اذیت پہنچی پھر حجام ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو؟ ابراہیم نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرا سر مونڈ دیں اور پچھنے لگا دیں' اس نے ایسے ہی کیا تو ابراہیم نے اسے بیس دینار دے دیئے اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس کے بعد تو کسی فقیر کی حقارت نہ کرے اور مضامین عیسیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم اور آپ کے اصحاب نے صوم وصلوٰۃ سے فوقیت نہیں پائی بلکہ صدق وسخاوت سے پائی ہے۔

اور ابراہیم فرمایا کرتے تھے لوگوں سے اس طرح بھاگو جیسے تم پھاڑنے والے شیر سے بھاگتے ہو اور جمعہ اور جماعت سے پیچھے نہ رہو اور جب آپ اپنے کسی ساتھی کے ساتھ سفر کرتے تو ابراہیم اس سے حدیث بیان کرتے اور جب آپ کسی مجلس میں حاضر ہوتے تو گویا ان کے سروں پر آپ کے ہیبت وجلال کی وجہ سے پرندے بیٹھے ہیں اور بسا اوقات آپ اور سفیان ثوری سرد رات میں صبح تک گفتگو کرتے رہتے اور ثوری آپ کے ساتھ گفتگو کرنے سے بچتے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے ماموں کا قاتل ہے تو آپ نے اس کے پاس جا کر اسے سلام کہا اور اسے تحفہ دیا اور فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ آدمی اس وقت یقین کے درجہ پر پہنچتا ہے جب اس کا دشمن اس سے امن میں ہو اور ایک شخص نے آپ سے کہا آپ کو مبارک ہو آپ نے اپنی عمر عبادت میں فنا کر دی ہے اور دنیا اور بیویوں کو ترک کر دیا ہے آپ نے فرمایا بعض اوقات انسان کا اپنے عیال کے فاقہ سے ڈرنا فلاں فلاں سالانہ عبادت سے بہتر ہے اور اوزاعی نے آپ کو بیروت میں گردن پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے دیکھا تو فرمایا اے ابواسحاق آپ کے بھائی آپ کو اس میں کفایت کریں گے تو آپ نے انہیں فرمایا' اے ابوعمرو خاموش رہ' مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب کوئی شخص طلب حلال میں ذلت کے مقام پر کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اور ابن ادہم بیت المقدس سے باہر نکل کر ایک راستے سے گزرے تو پہریداروں نے آپ کو پکڑ لیا اور پوچھنے لگے تو غلام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں' انہوں نے پوچھا بھگوڑا؟ آپ نے فرمایا ہاں' تو انہوں نے آپ کو قید کر لیا بیت المقدس کے باشندوں کو آپ کی اطلاع ملی تو وہ سب طبریہ کے نائب کے پاس آئے اور کہنے لگے تو نے ابراہیم ادہم کو کیوں قید کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں قید نہیں کیا انہوں نے کہا وہ تیرے قید خانے میں ہیں تو اس نے آپ کو بلا کر پوچھا آپ کو کیوں قید کیا گیا ہے آپ نے فرمایا پہریداروں سے پوچھئے' انہوں نے پوچھا بھگوڑا؟ میں نے کہا ہاں میں اپنے گناہوں سے بھاگنے والا غلام ہوں تو اس نے آپ کو رہا کر دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ گزرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ راستے میں شیر کھڑا ہے حضرت ابراہیم ادہم نے اس کی طرف بڑھ کر اسے کہا اے شیر اگر تجھے ہمارے متعلق حکم دیا گیا ہے تو اسے کر گزر' وگرنہ جدھر سے آیا ہے ادھر واپس چلا جا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ درندہ اپنی دم مارتا ہوا واپس چلا گیا پھر ابراہیم نے ہمارے پاس کر کہا کہو اے اللہ اپنی نہ سونے والی آنکھ سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں اپنی اس پناہ میں لے لے جس کا قصد نہیں کیا جاتا اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم کر' اے اللہ اے اللہ اے اللہ ہم ہلاک نہ ہوں جب کہ تو ہماری امید ہو' خلف بن تمیم نے بیان کیا ہے کہ جب سے میں نے یہ دعا سنی ہے مسلسل اسے کر رہا ہوں اور مجھے کوئی چور وغیرہ نہیں ملا۔

اور اس کے اور طریقوں سے بھی شواہد روایت کئے گئے ہیں' روایت ہے کہ ایک شب آپ نماز ادا کر رہے تھے تو آپ کے

Marfat.com

پاس تین شیر آ گئے ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے کپڑوں کو سونگھا پھر چلا گیا اور آپ کے قریب ہی بیٹھ گیا' دوسرے نے بھی آ کر ایسا ہی کیا اور تیسرے نے بھی آ کر ایسے ہی کیا اور حضرت ابراہیم مسلسل نماز پڑھتے رہے اور جب سحر کا وقت ہوا تو آپ نے ان سے کہا اگر تمہیں کوئی حکم دیا گیا ہے تو آؤ' وگرنہ واپس چلے جاؤ تو وہ واپس چلے گئے اور ایک دفعہ آپ مکہ میں ایک پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی آپ نے ان سے فرمایا اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی ولی پہاڑ سے کہے کہ ہل جاؤ تو وہ ہل جائے' پس پہاڑ آپ کے نیچے حرکت کرنے لگا تو آپ نے اس پر پاؤں مار کر فرمایا ٹھہر جا' میں نے تجھے اپنے اصحاب کی عبرت کے لیے مارا ہے اور وہ پہاڑ ابوقبیس تھا اور ایک دفعہ آپ کشتی پر سوار ہوئے تو ہر طرف سے موجوں نے انہیں آلیا تو حضرت ابراہیم نے اپنی چادر سے اپنے سر کو لپیٹا اور پہلو کے بل لیٹ گئے اور کشتی والوں نے چیخوں اور دعاؤں سے شور مچا دیا اور انہوں نے آپ کو جگا کر کہا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ مصیبت نہیں' مصیبت تو لوگوں کی محتاجی ہے' پھر آپ نے فرمایا اے اللہ تو نے ہمیں اپنی قدرت دکھائی ہے اب ہمیں اپنا عفو بھی دکھا تو سمندر تیل کے پیالے کی طرح ہو گیا اور کشتی والے نے آپ سے آپ کے بوجھ کی اجرت دو دینار طلب کی آپ نے فرمایا میرے ساتھ چل' تاکہ میں تجھے تیرے دو دینار دوں' پس اسے سمندر میں ایک جزیرہ میں لے آئے اور حضرت ابراہیم نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی تو آپ کا اردگرد دیناروں سے بھر گیا آپ نے اسے کہا اپنا حق لے لو اور زیادہ نہ لینا اور اس کا کسی سے ذکر بھی نہ کرنا۔ اور حذیفہ المرعشی کا بیان ہے کہ میں اور ابراہیم کوفہ کی ایک ویران مسجد میں پہنچے اور ہم پر کئی دن گزر چکے تھے اور ہم نے کچھ کھایا پایا نہیں تھا آپ نے مجھے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھوکے ہیں' میں نے کہا ہاں' آپ نے ایک کاغذ کا ایک ٹکڑا لیا اور اس میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو ہی ہر حال میں مقصود اور ہر معنی میں مشار الیہ ہے۔

میں تعریف کرنے والا' ذکر کرنے والا اور شکر کرنے والا ہوں میں بھوکا ننگا اور بے لباس ہوں' یہ چھ باتیں ہیں اور میں ان میں سے نصف کا ضامن ہوتا ہوں اور تو اسے پیدا کرنے والے ان میں سے نصف کا ضامن بن جا میرا' تیرے غیر کی مدح کرنا آگ کی تپش ہے جس میں میں گھسا ہوں اپنے بندوں کو آگ میں داخل ہونے سے بچا۔

پھر آپ نے مجھے فرمایا اس رقعہ کو نکالو اور اپنے دل کو غیر اللہ کے ساتھ نہ لگاؤ اور یہ رقعہ اس شخص کو دے دو جو سب سے پہلے ملے' میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص خچر پر سوار ہے میں نے رقعہ اس شخص کو دے دیا اور جب اس نے اسے پڑھا تو رو پڑا اور اس نے مجھے چھ سو دینار دیئے اور واپس چلا گیا' میں نے پوچھا وہ کون شخص تھا جو خچر پر سوار تھا' انہوں نے بیان کیا وہ ایک نصرانی آدمی تھا' میں نے آ کر حضرت ابراہیم کو بتایا تو آپ نے فرمایا ابھی وہ آ کر اسلام قبول کرے گا' کچھ دیر بعد وہ آ کر حضرت ابراہیم کے سر پر جھک گیا اور مسلمان ہو گیا اور حضرت ابراہیم فرمایا کرتے تھے ہمارا گھر ہمارے سامنے ہے اور ہماری زندگی ہماری وفات کے بعد ہے خواہ جنت کی طرف چلی جائے یا دوزخ کی طرف چلی جائے اپنی آنکھ کو بتا کہ ملک الموت اور اس کے مددگار تیری روح کو قبض کرنے آئے ہیں اور دیکھ اس وقت تیری کیا حالت ہو گی اور اسے لیٹنے کی جگہ کے خوف اور منکر ونکیر کے سوالات کے متعلق بتا'

اور دیکھ تیرا کیا حال ہوگا اور اسے قیامت اور اس کے خوف اور گھبراہٹ اور پیشی اور حساب کے متعلق بتا اور دیکھ تیرا کیا حال ہوگا پھر آپ نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو ہنستے دیکھا تو اسے فرمایا اس چیز کی طمع نہ کر جو نہیں ہوگی اور اس کو نہ بھول جو ہوگی' آپ سے دریافت کیا گیا اے ابواسحاق یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا بقا کی طمع نہ کر' موت تجھے تلاش کرے گی پس وہ شخص کیسے ہنس سکتا ہے جو مرنے والا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ اسے جنت کی طرف لے جایا جائے گا یا دوزخ کی طرف' اور موت کو نہ بھول اور صبح ومسا تیرے پاس آنے والی ہے پھر آپ نے آہ آہ کہا اور غش کھا کر گر پڑے اور آپ فرمایا کرتے تھے ہمیں کیا ہوگیا ہے کہ ہم اپنے فقر کی شکایت اپنے جیسے لوگوں کے پاس کرتے ہیں اور ہم اپنے رب سے اس کے دور کرنے کی دعا نہیں کرتے پھر فرمانے لگے اس بندے کو اس کی ماں کھودے جس نے دنیا کو پسند کیا اور جو کچھ اس کے مولیٰ کے خزانوں میں ہے اسے بھول گیا اور آپ نے فرمایا جب تو رات کو سوئے اور دن کو دیوانہ ہو جائے اور ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہے تو اپنے امور کے ذمہ دار کو کیسے راضی کرے گا اور آپ کے ایک ساتھی نے آپ کو بیروت کی مسجد میں روتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر پر مارتے دیکھا تو اس نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے اس دن کو یاد کیا ہے جس میں دل اور آنکھیں الٹ پلٹ جائیں گی اور آپ نے فرمایا جب بھی تو توبہ کے آئینے کو غور سے دیکھے گا تو تجھ پر معصیت کی برائی قباحت واضح ہو جائے گی۔

اور آپ نے ثوری کو لکھا جو اپنے مطلوب کو پہچان لیتا ہے اس پر جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے ہیچ ہو جاتا ہے اور جو اپنی نظر کو کھلا چھوڑ دیتا ہے اس کا غم طویل ہو جاتا ہے اور جو اپنی امید کو کھلا چھوڑ دیتا ہے اس کا عمل برا ہو جاتا ہے اور جو اپنی زبان کو کھلا چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے آپ کو قتل کر دیتا ہے اور ایک والی نے آپ سے دریافت کیا آپ کی معیشت کا سامان کہاں سے آتا ہے تو آپ یہ شعر پڑھنے لگے: ؎

ہم اپنے دین کے ٹکڑے کر کے اپنی دنیا کو پیوند لگاتے ہیں' پس نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ وہ جسے ہم پیوند لگاتے ہیں۔

اور آپ اکثر ان اشعار کو بطور ضرب المثل پڑھا کرتے تھے: ؎

دنیا اسے اپنے شرور سے کیوں بچاتی ہے جس گھڑی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ روتا ہے اور وہ صرف اس لیے روتا ہے کہ وہ جس دنیا میں تھا اس سے یہ زیادہ آرام دہ اور وسیع دنیا ہے اور جب وہ دنیا کو دیکھتا ہے تو رو پڑتا ہے گویا وہ دنیا کی ان تکالیف کو دیکھتا سنتا ہے جس سے عنقریب اس نے دوچار ہونا ہوتا ہے۔

اور آپ ان اشعار کو بھی ضرب المثل پڑھا کرتے تھے: ؎

میں نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مار دیتے ہیں اور ان پر ہمیشگی اختیار کرنا دلوں کو ذلت عطا کرتا ہے اور گناہوں کا ترک کرنا' دلوں کی زندگی ہے اور گناہوں کی نافرمانی کرنا تیرے لیے بہتر ہے اور دین کو بادشاہوں اور برے عالموں اور راہبوں نے خراب کیا ہے اور انہوں نے دلوں کو فروخت کر دیا ہے مگر انہیں نفع حاصل نہیں ہوا اور نہ فروخت کرنے سے ان کی قیمتیں بڑھی ہیں اور لوگ مردار ہیں آسودگی محسوس کرتے ہیں اور عقل مند پر ان کی بدبو واضح ہو جاتی ہے۔

نیز فرمایا تقویٰ تیرے دل میں حسن اخلاق کے راسخ ہو جانے اور لوگوں کے عیوب سے غافل ہو کر اپنے گناہوں میں مشتغل ہونے کے باعث مکمل ہوتا ہے تجھ پر لازم ہے کہ تو ایسے دل سے جو رب جلیل کا مطیع ہو' اچھے الفاظ کو اختیار کرے اپنے گناہوں کے بارے میں غور وفکر کر اور اپنے رب کے حضور توبہ کر وہ تیرے دل میں تقویٰ پیدا کر دے گا اور اپنے رب کے سوا کسی سے امید نہ رکھ اور یہ محبت کی علامت نہیں کہ تو اس بات کو پسند کرے جس سے تیرا محبوب نفرت کرتا ہے ہمارے آقا نے دنیا کی مذمت کی ہے اور ہم نے اس کی مدح کی ہے اور اس نے اس سے نفرت کی ہے اور ہم نے اسے پسند کیا ہے اور ہم نے اسے چھوڑ کر اسے ترجیح دی ہے اور اس کی طلب میں دلچسپی لی ہے اور اس نے تم سے دنیا کی بربادی کا وعدہ کیا ہے اور تم نے اسے محفوظ کر لیا ہے اور اس نے تمہیں خزانوں سے ڈرایا ہے اور تم نے انہیں جمع کر لیا ہے اور اس جنگلی نرگس کی طرف اس کے اس باب نے تمہیں دعوت دی ہے اور تم نے اس کے منادی کو جلدی جواب دیا ہے اس نے اپنے فریب سے تمہیں دھوکہ دیا ہے اور اس نے تمہیں امیدیں دلائی ہیں اور تم اس کی امیدوں کے مطیع ہو گئے ہو اور تم اس کے حسن اور چمک میں لوٹتے ہو اور تم اس کی لذات میں آسودہ زندگی گزارتے ہو اور اس کی شہوات میں لوٹتے ہو اور اس کے تاوانوں میں لتھڑے ہو اور حرص کے تیجوں سے اس کے خزانوں کو ظاہر کرتے ہو اور طمع کی کدالوں سے اس کی کانوں کو کھودتے ہو اور ایک شخص نے آپ کے پاس کثرت عیال کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ان میں سے اس شخص کو میرے پاس بھیج دو جس کا رزق اللہ کے ذمے نہیں ہے تو وہ شخص خاموش ہو گیا اور فرمایا کہ میں ایک پہاڑ کے پاس سے گزرا تو ایک پتھر پر عربی زبان میں لکھا تھا:

ہر زندہ خواہ باقی رہے وہ زندگی سے پانی مانگتا ہے پس آج کام کر اور کوشش کر اور اسے بدبخت موت سے خوف کھا۔

اور فرمایا: میں کھڑا ہو کر پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک بالوں والا اور غبار آلود شخص جو بالوں کی قمیص پہنے ہوئے تھا آیا اور اس نے سلام کہا اور پوچھا تو کیوں روتا ہے میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اور زیادہ دور نہ گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ قلعے کی مانند ایک بہت بڑی چٹان ہے اس نے کہا پڑھ' رو اور کوتاہی نہ کر اور خود وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا تو اس کے بالائی حصے میں واضح عربی زبان میں لکھا تھا:

جاہ وحشمت کا طالب نہ بن تیری جاہ حشمت بادشاہ کے نزدیک ساقط ہونے والی ہے اور تو اپنی جاہ وحشمت کی اصلاح کرنے والا بن۔

اور دوسری جانب واضح زبان میں لکھا تھا:

جو قضاء قدر پھر بھروسہ نہیں کرتا وہ بہت نقصان دو غموں سے دوچار ہوتا ہے۔

اور اس کی بائیں جانب واضح عربی میں لکھا تھا:

تقویٰ کیا ہی خوب صورت اور فحش کیا ہی برا ہے اور ہر کوئی اپنے گناہ میں ماخوذ ہوگا اور اللہ کے پاس جزا ہے۔

اور قلعے نیچے زمین سے ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ اوپر لکھا تھا:

کامیابی اور تونگری اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور عمل کرنے میں ہے۔

Marfat.com

راوی کا بیان ہے کہ جب میں پڑھنے سے فارغ ہوا تو میں متوجہ ہوا تو وہ شخص وہاں نہیں تھا' مجھے معلوم نہیں وہ واپس چلا گیا یا مجھ سے پوشیدہ ہو گیا اور آپ نے فرمایا ترازو میں سب سے زیادہ بوجھل وہ اعمال ہوں گے جو اجسام پر سب سے زیادہ بوجھل ہوں گے اور جس نے عمل کو پورا کیا اسے پورا اجر ملے گا اور جس نے عمل نہ کیا وہ قلیل وکثیر عمل کے بغیر دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کر گیا' نیز فرمایا ہر وہ بادشاہ جو عادل نہیں اس کا اور چور کا ایک ہی مقام ہے اور ہر وہ عالم جو پرہیز گار نہیں اس کا اور بھیڑیئے کا ایک ہی مقام ہے اور ہر وہ شخص جو ماسوئی اللہ کی خدمت کرتا ہے اس کا اور کتے کا ایک ہی مقام ہے نیز فرمایا جس شخص نے اللہ کی اطاعت میں عاجزی اختیار کی اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنی بھوک میں غیر اللہ کے سامنے عاجزی کرنے پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی کفایت میں لوٹتا ہے؟ نیز فرمایا ہم نے اپنی گفتگو وضاحت سے کی اور اعرابی غلطی نہیں کی اور ہم نے اپنے اعمال میں غلطیاں کیں اور انہیں عمدگی سے نہیں کیا نیز فرمایا ہم جب کسی جوان کو مجلس میں گفتگو کرتا دیکھتے ہیں تو ہم اس کی بھلائی سے مایوس ہو جاتے ہیں اور فرمایا لوگوں سے پہلو تہی اختیار کرو لیکن جمعہ اور جماعت سے الگ نہ رہو۔

اور حافظ ابوبکر خطیب نے بیان کیا ہے کہ قاضی ابومحمد حسن بن حسن بن محمد بن زامین استر آبادی نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن محمد الحمیدی شیرازی نے بتایا کہ قاضی احمد خرزاد احوازی نے بتایا کہ علی بن محمد القصوی نے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن محمد الحلی نے مجھ سے بیان کیا میں نے حضرت سری سقطی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت بشر بن حارث حافی کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ میں ایک راہب کے پاس کھڑا ہوا تو اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے اسے کہا مجھے نصیحت کیجیے تو وہ کہنے لگا: ؎

لوگوں سے پہلو تہی اختیار کر لے اور اپنے دشمن سے ڈر بلاشبہ زمانہ مجھ پر سایہ فگن ہے اور اس نے مجھے عجیب امور دکھائے ہیں تو جس طرح چاہے لوگوں کو پھیر دے تو انہیں بچھو پائے گا۔

حضرت بشر کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے کہا یہ تو راہب نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت فرمایئے تو آپ کہنے لگے: ؎

بھائیوں سے الگ ہو جا اور کئی مونس تلاش نہ کر اور نہ کسی کو دوست بنا اور نہ کوئی ساتھی تلاش کر اور نسل آدم میں سے سامری والے کام کرنے والا بن جا اور واحدانیت والا ہو جا اور جس قدر تجھے طاقت ہے اس کے مطابق الگ تھلگ ہو جا بھائی' محبت اور اخوت سب بگڑ چکے ہیں اور تو ہر ایک کو منافق اور جھوٹا پائے گا اور اگر یہ نہ کہا جائے کہ لڑھکا ہوا ہے اور تو میرے حالات سے ناواقف ہوتا تو میں کہتا تو راہب ہو گیا ہے۔

حضرت سری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بشر سے کہا یہ حضرت ابراہیم نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں' آپ نے فرمایا تجھ پر گمنام رہنا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہنا لازم ہے' میں نے کہا مجھے حضرت حسن کی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر رات اور بھائیوں کی ملاقات نہ ہوتی تو میں پرواہ نہ کرتا کہ میں کب مرتا ہوں اور حضرت بشر کہنے لگے: ؎

اے وہ شخص جو بھائیوں کی ملاقات سے خوش ہوتا ہے' آہستگی اختیار کر تو شیطان کی چالوں سے امن میں آ گیا ہے' دل' معاذ اور اس کے ذکر سے خالی ہو گئے ہیں اور حرص اور گھاٹے میں مصروف ہو گئے ہیں تو جن لوگوں کو دیکھتا ہے ان کی

Marfat.com

مجالس اور گفتگو' پردہ پوش کی پردہ دری اور دل کی موت کے بارے میں ہے۔

جلی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سری سے کہا یہ تو حضرت بشر کی نصیحت ہے آپ مجھے نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا تجھ پر گمنام رہنا لازم ہے میں نے کہا میں اسے پسند کرتا ہوں آپ فرمانے لگے: ؎

اے وہ شخص جو بزعم خویش گمنامی کا خواہاں ہے اگر یہ بات درست ہے تو کچھ باتوں کے لیے تیار ہو جا اے میرے بھائی مجالس اور باہمی گفتگو کو ترک کر دے اور نماز کے لیے اپنے باہر نکلنے کو گمان بنا لے بلکہ تو وہاں پر مردے کی طرح کا زندہ بن جا جس سے قرابت دار' ملاقات کی امید نہیں رکھتا۔

علی بن محمد القصری نے بیان کیا ہے کہ میں نے جلی سے کہا یہ تو حضرت سری سقطی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں آپ نے فرمایا اے میرے بھائی اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہے جو دنیا سے بے رغبت انسان کے دل سے اس کی طرف جاتا ہے پس تو دنیا سے بے رغبت ہو جا اللہ تجھ سے محبت کرے گا پھر آپ فرمانے لگے: ؎

تو پراگندگی کے گھر میں ہے پس تو اپنی پراگندگی کے لیے تیاری کر اور دنیا کو ایک دن کی طرح بنا دے جس میں تو نے اپنی خواہشات سے روزہ رکھ لیا ہے اور جب تو اس میں روزہ رکھ لے تو اپنے یوم وفات کو افطاری کا دن بنا دے۔

ابن خزراء کا بیان ہے کہ میں نے علی سے کہا یہ تو جلی نے آپ کو نصیحت کی ہے' آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اپنے وقت کا خیال رکھ اور اللہ کے لیے اپنے دل کو سخی بنا اور اپنے دل سے اشیاء کی قیمت کو نکال دے' اس سے تیرا خفیہ طریق لیے صاف ہو جائے گا اور اس سے تیرا دل ذکر پاک ہو جائے گا پھر آپ نے اشعار سنائے۔

تیری زندگی کے سانس گنے ہوئے ہیں اور جب ان میں سے کوئی سانس چلا جاتا ہے تو اس سے ایک جز کم ہو جاتا ہے اور تو کمی کی حالت میں صبح وشام کرتا ہے اور تیرا مال رکا ہوا ہے اور تو اسے مصیبت سمجھتا ہے اور جو چیز تجھے ہر گھڑی زندگی بخش رہی ہے اور تجھے موت دے رہی ہے اور تجھے ایک حدی خوان چلا رہا ہے وہ تجھ سے زیادہ مسخری نہیں کر رہا۔

ابو محمد کا بیان ہے میں نے احمد سے کہا یہ تو علی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اے میرے بھائی تجھ پر اطاعت سے لازم رہنا واجب ہے اور قناعت کے دروازے کو ترک کرنے سے اجتناب کر اور اپنے ٹھکانے کو درست کر اور اپنی خواہش کو ترجیح نہ دے اور اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے عوض فروخت نہ کر اور بے مقصد باتوں کو ترک کر کے بامقصد باتوں میں مصروف ہو جا پھر آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے: ؎

اور جو کچھ مجھ سے ہوا میں اس پر بہت نادم ہوا اور جو خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے وہ نادم ہوتا ہے وہ ڈرے تا تم اپنی موت کے بعد' امن میں آ جاؤ اور عنقریب تم عادل رب سے ملاقات کرو گے جو ظلم نہیں کرتا اور اپنی دنیا سے فریب کھائے ہوئے شخص کو کوئی روکنے والا نہیں اور جان لو اگر اس کا جوتا پھسل گیا تو وہ عنقریب نادم ہوگا۔

ابن زامین کا بیان ہے کہ میں نے ابو محمد سے کہا یہ تو احمد نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے اس بات کو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو ہاں اتارتا ہے جہاں ان کے دل اپنے ہموم کے ساتھ اترتے ہیں' پس

Marfat.com

دیکھ تیرا دل کہاں اترتا ہے اور اس بات کو بھی سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے اسی قدر قریب ہوتا ہے جس قدر دل اس کے قریب ہوتے ہیں اور دل بھی اس کے اسی قدر قریب ہوتے ہیں جتنا وہ دلوں کے قریب ہوتا ہے' پس دیکھ کون تیرے دل کے قریب ہے اور آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے: ؎

لوگوں کے دل حجاب میں اترے ہیں اور ان کی روحیں بھی وہیں اتری ہیں اور انس کی آسودگی اس کے قرب کی عزت ہیں' جلیل خدا کی یکتا توحید کے ساتھ آتی جاتی ہے محض اس کے احسان سے قرب کے صحن میں ان کے لیے بخشش کی مہربانیاں ہیں جن کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن زامین سے کہا یہ تو حمیدی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اس پر بھروسہ کر اور اس پر تہمت نہ لگا بلاشبہ اس نے جو کچھ تیرے لیے پسند کیا ہے وہ تیری اپنی پسند سے تیرے لیے بہتر ہے اور آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے: ؎

اللہ کو دوست بنا اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دے تو جس طرح چاہے لوگوں کو آزما لے تو انہیں بچھو پائے گا۔

ابوالفرج غیث الصوری کا بیان ہے کہ میں نے خطیب سے کہا یہ تو ابن زامین نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرنے سے بچ وہ تیرا سب سے بڑا دشمن ہے اور یہ تیری سب سے پیچیدہ بیماری ہے اور خوف الٰہی سے اس کی خلاف ورزی کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دل پر بار بار اس کے اوصاف کو پیش کر بلاشبہ وہ برائی اور بے حیائی کا بہت حکم دینے والا ہے اور اپنے اطاعت کرنے والوں کو تباہی اور مصیبت کی گھاٹوں پر وارد کرنے والا ہے اور اپنے تمام معاملات میں سچ کی جستجو کا مقصد کر اور خواہش کی پیروی نہ کر وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی اور اللہ تعالیٰ خواہشات کی مخالفت کرنے والے کا ضامن ہے کہ وہ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنائے گا پھر آپ نے یہ اشعار سنائے: ؎

اگر تو اپنے دنیا اور معاد کے معاملات میں خالص صحیح راہ کو اختیار کرنا چاہتا ہے تو خواہش نفس کی مخالفت کر خواہش سب خرابیوں کی جامع ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ محفوظ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم نے ۱۶۲ھ میں وفات پائی ہے اور ایک نے ۱۶۱ھ اور ایک نے ۱۶۳ھ میں وفات پانا بیان کیا ہے اور ابن عساکر کا قول صحیح ہے واللہ اعلم' مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بحر روم کے ایک جزیرہ میں مرابط ہونے کی حالت میں وفات پائی آپ تقریباً بیس مرتبہ بیت الخلا گئے اور اس کے بعد ہر بار نیا وضو کرتے رہے اور آپ کو پیٹ کی بیماری تھی اور جب آپ پر موت کی بے ہوشی طاری ہوئی تو آپ نے فرمایا میری کمان پر میرے لیے چلہ چڑھاؤ تو انہوں نے اس پر چلہ چڑھایا اور آپ نے اسے پکڑا اور اسے پکڑے ہوئے فوت ہو گئے آپ اس سے دشمنوں کی طرف تیر اندازی کرنا چاہتے تھے رحمہ اللہ واکرمثواہ۔

ابوسعید بن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن علی بن یزید زرگر نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا کہ سفیان آپ سے خوش ہوتے تھے: ؎

Marfat.com

دنیا نے انہیں بھوکا رکھا اور وہ ڈر گئے اور صاحب تقویٰ ہمیشہ اسی طرح عیش سے رکا رہتا ہے' ان میں سے داؤد طائی اور مسعر اور وہیب اور العریب ابن ادہم ہیں اور ابن سعید ہیں نیکی اور عقل کا نمونہ پایا جاتا ہے اور وارث فاروق میں صدق ودلیری کا نمونہ پایا جاتا ہے اور ان میں سے فضیل اپنے بیٹے کے ساتھ مجھے کفایت کرے گا اور اگر یوسف سپردگی میں کوتاہی نہ کرے تو وہ بھی کفایت کرے گا یہ سب میرے دوست اور محبوب ہیں اور خدائے ذوالجلال ان پر درود وسلام پڑھتا ہے اور نیز دن کے پھلوں نے صاحب تقویٰ کو نقصان نہیں پہنچایا اور صاحب تقویٰ ہمیشہ ہی معزز ومکرم رہا ہے اور جب کوئی نوجوان خالص تقویٰ اختیار کرتا ہے تو تقویٰ ہمیشہ تجھے اس پر عزت کا نشان دکھائے گا۔

اور امام بخاری نے کتاب الادب میں حضرت ابراہیم بن ادہم سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اپنی جامع میں' موزوں پر مسح کے بارے میں ایک معلق حدیث بیان کی ہے واللہ سبحانہ اعلم۔

اور اس سال ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی کوفی نے وفات پائی جو فقیہ اور درویش آدمی تھے آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ سے فقہ سیکھی' سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ پھر داؤد نے فقہ کو ترک کر دیا اور عبادت اور اپنی کتب کو دفن کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے اور عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے کہ بات وہی ہے جو داؤد طائی نے اختیار کی ہے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ بیان کیا ہے آپ مہدی کے پاس بغداد گئے پھر کوفہ واپس آ گئے یہ بات خطیب بغدادی نے بیان کی ہے نیز بیان کیا ہے کہ آپ نے ۱۶۰ھ میں وفات پائی ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۱۶۵ھ میں بیان کی ہے اور ہمارے شیخ ذہبی نے اپنی تاریخ میں آپ کی وفات اس سال یعنی ۱۶۲ھ میں بیان کی ہے۔

۱۶۳ھ

اس سال مقنع زندیق کا محاصرہ کیا گیا جو خراسان میں ظاہر ہوا تھا اور تناسخ کا قائل تھا اور بہت سے کمینوں اور بے وقوف لوگوں نے اس کی جہالت وضلالت کے باوجود اس کی اتباع کی اور جب یہ سال آیا تو اس نے قلعہ کش کی پناہ لے لی اور سعید الحریشی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور لگاتار اس کا محاصرہ جاری رکھا اور جب اس نے غلبہ محسوس کیا تو زہر پی لیا اور اپنی بیویوں کو بھی زہر دے دیا اور سب مر گئے ان پر اللہ کی لعنت ہو اور اسلامی فوج اس کے قلعہ میں داخل ہو گئی اور انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے مہدی کی طرف بھیج دیا اور مہدی اس وقت حلب میں مقیم تھا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ مقنع کا نام عطاء تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کا نام حکیم تھا اور پہلا قول صحیح ہے' پہلے وہ دھوبی تھا پھر اس نے ربوبیت کا دعویٰ کر دیا حالانکہ وہ ایک چشم اور قبیح منظر تھا اور اس نے اپنے لیے سونے کا چہرہ بنایا ہوا تھا اور بہت سے لوگوں نے اس کی جہالت سے موافقت کر لی اور وہ لوگوں کو چاند دکھاتا تھا جو دو ماہ کی مسافت سے نظر آتا تھا پھر غائب ہو جاتا تھا' پس ان کا اعتقاد اس پر بڑھ گیا اور انہوں نے ہتھیاروں سے اس کی حفاظت کی اور وہ ملعون ان کے قول سے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے آدم کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اس لیے فرشتوں نے اسے سجدہ کیا پھر وہ نوح کی صورت میں ظاہر ہوا پھر ایک ایک کر کے انبیاء کی صورت میں ظاہر ہوا پھر

Marfat.com

ابو مسلم خراسانی کی صورت میں آ گیا پھر اس کی صورت میں آ گیا اور جب مسلمانوں نے اس کے قلعہ سنام میں جسے اس نے ماوراء النہرا کے علاقے میں کش کی جانب از سر نو تعمیر کیا تھا اس کا محاصرہ کیا تو اس نے اور اس کی بیویوں نے زہر پی لیا اور مر گئے اور مسلمانوں نے اس کے اموال ذخائر پر قبضہ کر لیا۔

اور اس سال مہدی نے خراسان وغیرہ شہروں سے رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں اور ان سب فوجوں پر اپنے لڑکے ہارون الرشید کو امیر مقرر کیا اور وہ بغداد سے اس کی مشایعت کو نکلا اور کئی مراحل اس کے ساتھ چلا اور اس نے بغداد پر اپنے بیٹے موسیٰ ہادی کو نائب مقرر کیا اور اس فوج میں حسین بن قحطبہ' ربیع بن حاجب' خالد بن برمک جو ولی عہد رشید کے وزیر کی مانند تھا۔ اور یحییٰ بن خالد شامل تھے۔ یحییٰ اس کا کاتب تھا اور اسی کے پاس اخراجات تھے اور مہدی اپنے بیٹے کے ساتھ مسلسل اس کی مشایعت کرتا رہا حتیٰ کہ ہارون الرشید بلاد روم میں پہنچ گیا اور اس نے بلاد روم میں مہدیہ نام ایک شہر تلاش کر لیا پھر شام واپس آ گیا اور بیت المقدس کی زیارت کی اور ہارون الرشید بڑی افواج کے ساتھ بلاد روم کی طرف روانہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت فتوحات دیں اور انہوں نے بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کیے اور خالد بن برمک کا اس میں بڑا اچھا کردار تھا جو کسی دوسرے کا نہیں تھا اور انہوں نے سلیمان بن برمک کے ذریعے فتح کی بشارت مہدی کو بھیجی تو مہدی نے اس کا اکرام کیا اور اس کا عطیہ زیادہ کر دیا۔

اور اس سال مہدی نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو جزیرہ سے معزول کر دیا اور زفر بن عاصم ہلالی کو اس پر نائب مقرر کیا پھر اسے معزول کر دیا اور عبداللہ بن صالح بن علی کو نائب مقرر کیا اور اسی سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو بلاد مغرب' آذربائیجان اور آرمینا کا نائب مقرر کیا اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کے خطوط پر مقرر کیا اور نائبین کی ایک جماعت کا عزل ونصب کیا اور علی بن مہدی نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال ابراہیم بن طہمان' حریز بن عثمان الحمصی الرجبی' موسیٰ بن علی لخمی مصری' شعیب بن ابی حمزہ اور سفاح کے چچا عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے وفات پائی اور اسی کی طرف بغداد کا قصر عیسیٰ اور نہر عیسیٰ منصوب ہوتی ہے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ اس کا طریق بہت اچھا تھا اور یہ اقتدار سے الگ تھا' اس نے اس سال ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور ہمام بن یحییٰ' یحییٰ بن ابی ایوب مصری اور عبیدہ بنت ابی کلاب العابد نے بھی اس سال وفات پائی' عبیدہ چالیس سال تک خوف الٰہی سے روتی رہی حتیٰ کہ اندھی ہو گئی اور یہ کہا کرتی تھی کہ میں موت کی خواہاں ہوں میں ڈرتی ہوں کہ میں اپنے نفس کو ایسے گناہ سے متہم کر لوں گی جو بروز قیامت میری ہلاکت کا باعث ہو گا۔

Marfat.com

۱۶۴ھ

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے بلاد روم سے جنگ کی اور جنرل میعائیل تقریباً نوے ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا جن میں جنرل طازاذ ارمنی بھی شامل تھا اور عبدالکبیر نے بزدلی دکھائی اور مسلمانوں کو جنگ کرنے سے روکا اور واپس آ گیا مہدی نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے بارے میں اس سے گفتگو کی گئی تو اس نے اسے زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور ذوالقعدہ کے آخر میں بدھ کے روز مہدی نے عیسا باز میں اینٹوں کے محل کی بنیاد رکھی پھر حج کو جانے کا عزم کیا تو اسے بخار نے آلیا اور وہ راستے ہی سے واپس آ گیا اور واپس میں لوگوں کو پیاس لگی قریب تھا کہ ان میں سے بعض ہلاک ہو جاتے اور مہدی حوضوں کے افسر یقطین پر ناراض ہوا اور جہاں سے وہ واپس ہوا تھا وہاں سے اس نے مہلب بن صالح بن ابی جعفر کو بھیجا کہ وہ اس سال لوگوں کو حج کروائے اور اس سال شیبان بن عبدالرحمٰن بن نحوی' عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون اور حضرت حسن بصری کے دوست مبارک بن فضالہ نے وفات پائی۔

۱۶۵ھ

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو موسم گرما کی جنگ کے لیے تیار کیا اور اس کے ساتھ ۹۵ ہزار ۷۹۳ جوانوں کی فوج روانہ کی اور اس کے پاس اخراجات کے لیے ایک لاکھ دینار' اور ۹۴ ہزار دینار اور ۴۵۰ دینار تھے اور چاندی کے ۲۱ کروڑ چار لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم تھے' یہ قول ابن جریر کا ہے کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ قسطنطنیہ کے سمندر کی خلیج پر پہنچ گیا اور ان دنوں الیون کی بیوی اغسطہ رومیوں کی حکمران تھی اور اس کی گود میں اسے چھوڑ کر مرنے والے بادشاہ کا بیٹا بھی تھا اس نے ہارون الرشید کو اس شرط پر مصالحت کی پیش کش کی کہ وہ اسے ہر سال ۷۰ ہزار دینار ادا کرے گی' رشید نے اسے قبول کر لیا اور یہ صلح معرکوں میں ۴۵ ہزار رومیوں کے قتل ہونے اور پانچ ہزار چھ سو چوالیس آدمیوں کے قیدی بن جانے کے بعد ہوئی اور قیدیوں میں سے دو ہزار آدمیوں کو باندھ کر قتل کیا گیا اور جانوروں میں سے بیس ہزار گھوڑے ساز وسامان سمیت غنیمت میں ملے اور ایک لاکھ گایوں اور بکریوں کو ذبح کیا گیا اور ٹٹو ایک درہم میں اور خچر دس درہم سے بھی کم میں فروخت ہوا اور زرہ ایک درہم سے بھی کم میں اور بیس تلواریں ایک درہم میں فروخت ہوئی اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ نے کہا ہے:

تو نے رومیوں کے قسطنطنیہ میں نیزوں کو لگا کر اس کا چکر لگایا حتیٰ کہ اس کی فصیلوں نے ذلت کو زیب تن کر لیا اور تو نے اس پر تیر اندازی نہیں کی حتیٰ کہ اس کے بادشاہ اپنا جزیہ لے کر آ گئے اور جنگ کی ہنڈیاں جوش مار رہی تھیں۔

اور صالح بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال سلیمان بن مغیرہ' عبداللہ بن العلاء ابن دمبر' عبدالرحمٰن بن نائب بن ثوبان اور وہب بن خالد نے وفات پائی۔

۱۶۶ھ

اس سال کے محرم میں ہارون الرشید بلاد روم سے آیا اور بغداد میں بڑی نخوت کے ساتھ داخل ہوا اور اس کے ساتھ رومی بھی سونے وغیرہ کا جزیہ اٹھائے ہوئے تھے اور اسی سال مہدی نے موسیٰ ہادی کے بعد اپنے بیٹے ہارون کی بیعت لی اور اسے رشید کا لقب دیا اور اسی سال میں مہدی' داؤد بن یعقوب پر ناراض ہو گیا اور اسے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل تھا حتیٰ کہ اس نے اسے وزیر بنا لیا اور وزارت میں اس کا مقام بلند ہو گیا حتیٰ کہ اس نے خلافت کے سارے معاملات کو اس کے سپرد کر دیا اور اس بارے میں بشار بن برد کہتا ہے:

اے بنی امیہ اٹھو تمہاری نیند طویل ہو گئی ہے' بلاشبہ یعقوب بن داؤد خلیفہ ہے' اے لوگو تمہاری خلافت ضائع ہو چکی ہے' اللہ کے خلیفہ کو ڈھول اور سارنگی کے درمیان تلاش کرو۔

پس چغل خور ہمیشہ اس کے اور خلیفہ کے درمیان مصروف عمل رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے نکلوا دیا اور جب کبھی انہوں نے اس کی شکایت کی تو وہ اس کے پاس گیا اور اس کا معاملہ اس کے ساتھ درست ہو گیا حتیٰ کہ اس کا وہ معاملہ ہوا جسے میں ابھی بیان کروں گا اور وہ یہ کہ ایک روز وہ ایک عظیم مجلس میں مہدی کے پاس آیا اس جگہ انواع واقسام کے قالین اور رنگ دار ریشم بچھا ہوا تھا اور اس جگہ کے ارد گرد مختلف پھولوں کے پر رونق صحن تھے' اس نے کہا اے یعقوب تو نے ہماری مجلس کو کیسا پایا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے اس سے خوبصورت مجلس نہیں دیکھی اس نے کہا یہ سب کچھ سمیت تمہاری ہوئی اور یہ لونڈی بھی تمہاری ہوئی تا کہ اس سے تمہاری خوشی مکمل ہو جائے اور وہ مجھے تم سے ایک کام ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے کر دو' میں نے کہا یا امیر المومنین وہ کیا کام ہے؟ اس نے کہا تم ہاں کہو پھر تمہیں بتاؤں گا' میں نے کہا ہاں اور مجھ پر سمع واطاعت لازم ہو گئی۔

اس نے کہا اللہ کو گواہ بناتے ہو میں نے کہا اللہ کو گواہ بناتا ہوں اس نے کہا میرے سر کی قسم' میں نے کہا آپ کے سر کی قسم اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو اور کہو وہ بات بتاؤ میں نے ایسے ہی کیا تو اس نے کہا' یہاں ایک علوی شخص ہے میں چاہتا ہوں تو مجھے اس سے کفایت کرے' اور ظاہر ہے کہ وہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا' میں نے کہا بہت اچھا اس نے کہا جلدی سے کام کر کے میرے پاس آ جاؤ پھر اس نے اس مجلس میں جو سامان پڑا تھا میرے گھر منتقل کر دیا اور مجھے ایک لاکھ درہم اور اس لونڈی کو دینے کا حکم دیا اور میں جس قدر اس لونڈی سے خوش ہوا اور کسی چیز سے خوش نہ ہوا اور جب وہ میرے گھر آئی میں نے اسے اپنے گھر کی ایک جانب میں پردے میں چھپا دیا اور میں نے اس علوی کے بارے میں حکم دیا تو اسے لایا گیا اور اس نے میرے پاس بیٹھ کر گفتگو کی اور میں نے اس سے بڑھ کر عقلمند اور سمجھدار شخص نہ دیکھا پھر اس نے مجھے کہا اے یعقوب تو میرے خون کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے گا حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں؟ میں نے کہا نہیں تو جہاں اور جس طرف جانا چاہتا ہے چلا جا' اس نے کہا میں فلاں فلاں شہر کو پسند کرتا ہوں میں نے کہا تو جس طرف چاہتا ہے چلا جا' اور مہدی تجھ پر غلبہ نہ پائے تو بھی اور تیرے اہل بھی ہلاک ہو جائیں گے پس وہ میرے پاس سے چلا گیا اور میں

Marfat.com

نے دو آدمیوں کو اس کے ساتھ سفر کرنے اور اسے کسی شہر تک پہنچانے کے لیے تیار کیا اور مجھے پتہ نہ چلا کہ لونڈی کو اس سارے ماجرے کا علم ہو چکا ہے اور وہ مجھ پر جاسوس تھی' اس نے اپنے خادم کو مہدی کے پاس بھیجا اور جو ماجرا ہوا تھا اسے بتا دیا مہدی نے اس راستے کی طرف ایک دستہ روانہ کیا جو اس علوی کو واپس لے آیا اور اس نے اسے دارالخلافت کے ایک کمرے میں قید کر دیا اور دوسرے دن اس نے میری طرف پیغام بھیجا تو میں اس کے پاس گیا اور مجھے علوی کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا اور جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا علوی کا کیا بنا؟ میں نے کہا وہ مر گیا ہے اس نے کہا اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو میں نے کہا اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو اور میرے سر کی قسم کھاؤ میں نے ایسے ہی کیا تو اس نے کہا اے غلام اس گھر میں جو کچھ ہے اسے نکالو تو وہ علوی بھی باہر آ گیا تو میں شرمندہ ہو گیا' مہدی نے کہا تیرا خون میرے لیے حلال ہے پھر اس کے حکم سے مجھے زمین دوز قید خانے کے کنوئیں میں لٹکا دیا۔

یعقوب بیان کرتا ہے میں ایسی جگہ پر تھا کہ میں دیکھ سن نہیں سکتا تھا' پس میری نظر جاتی رہی اور میرے بال لمبے ہو گئے حتیٰ کہ میں بہائم کی طرح ہو گیا پھر مجھ پر لمبی مدت گزر گئی اور ایک روز میں اسی حالت میں تھا کہ مجھے بلایا گیا پس میں کنوئیں سے نکلا تو مجھے کہا گیا امیر المومنین کو سلام کہو' میں نے سلام کیا اور میں اسے مہدی خیال کر رہا تھا اور جب میں نے مہدی کا ذکر کیا تو اس نے کہا اللہ مہدی پر رحم کرے میں نے کہا ہادی ہے؟ اس نے کہا اللہ ہادی پر رحم کرے میں نے کہا رشید ہے؟ اس نے کہا ہاں' میں نے کہا یا امیر المومنین جو کمزوری اور بیماری میرے لاحق حال ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں' اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے رہا کر دیں اس نے کہا تو کہاں جانا چاہتا ہے؟ میں نے کہا میں مکہ جانا چاہتا ہوں اس نے کہا سیدھے چلے جاؤ' پس وہ مکہ چلا گیا اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا کہ اس کی وفات ہو گئی۔

اور یہ یعقوب اپنے سامنے مہدی کو نبیذ پینے اور بکثرت گانے سننے کے بارے میں نصیحت کیا کرتا تھا اور اسے اس بارے میں ملامت کرتے ہوئے کہتا تھا تو نے اس بات کے لیے مجھے وزیر نہیں بنایا اور نہ اس کام میں مجھ پر تیری صحبت اختیار کرنا لازم ہے کیا وہ مسجد الحرام میں پانچ نمازوں کے بعد شراب پیئے' اور تیرے سامنے گائے اور مہدی اسے کہتا ہے عبداللہ بن جعفر نے بھی سماع کیا ہے' یعقوب نے اسے کہا' یہ بات اس کی نیکی نہیں ہے اور اگر یہ کوئی پسندیدہ عمل ہوتا تو اس پر بندے کا مداومت اختیار کرنا بہتر ہوتا اور اس بارے میں ایک شاعر نے مہدی کو اس امر کی ترغیب دیتے ہوئے کہا ہے:

یعقوب بن داؤد کو ایک طرف چھوڑ دے اور خوشبودار شراب کی طرف متوجہ ہو۔

اور اس سال مہدی اپنے قصر عیاز باز میں گیا اور اس نے اپنے پہلے محل کے بعد جسے اس نے اینٹوں سے بنایا تھا اسے بھی اینٹوں سے بنایا اور اس نے وہاں سکونت اختیار کی اور وہاں درہم ودنانیر بنائے اور اسی سال مہدی نے مکہ' مدینہ اور یمن کے درمیان ڈاک خانے قائم کرنے کا حکم دیا اور اس سال سے قبل کسی نے یہ کام نہ کیا تھا اور اسی سال موسیٰ ہادی' جرجان کی طرف گیا اور اسی سال اس نے حضرت امام ابوحنیفہ کے ساتھی ابو یوسف کو قاضی مقرر کیا اور اس سال کوفہ کے گورنر ابراہیم بن یحییٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا۔

Marfat.com

اور اس سال ہارون الرشید اور رومیوں کے درمیان مصالحت کی وجہ سے موسم گرما کی جنگ نہ ہوئی اور اس سال صدقہ بن عبداللہ السمین ابوالاشہب العطاردی' ابوبکر نہشلی اور عفیر بن معدان نے وفات پائی۔

۱۶۷ھ

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہادی کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی' جرجان کی طرف بھیجا اور ربان بن صدقہ کو اس کے خطوط پر مقرر کیا اور اسی سال میں اس عیسیٰ بن موسیٰ نے وفات پائی جو مہدی کے بعد ولی عہد تھا اس نے کوفہ میں وفات پائی اور کوفہ کے نائب نے قاضی روح بن حاتم اور سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت کو اس کی وفات پر گواہ بنایا پھر اسے دفن کر دیا گیا اور اس نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی' تو مہدی نے اسے سخت زجر وتوبیخ کی اور اس نے عمل کے محاسبہ کا حکم دیا اور اس سال مہدی نے ابوعبیداللہ بن معاویہ بن عبیداللہ کو دیوان الرسائل سے معزول کر دیا اور ربیع بن یونس الحاجب کو اس پر مقرر کر دیا' پس اس نے سعید بن واقد کو اس کام میں نائب مقرر کر لیا اور ابوعبیداللہ اپنے مرتبے کے مطابق آیا کرتا تھا اور اس سال بغداد اور بصرہ میں شدید وبا اور کھانسی کی بیماری پڑی اور دنیا تیرہ وتار ہو گئی حتیٰ کہ دن بلند ہو گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ اس سال کے ذوالحجہ کی کچھ راتیں باقی تھیں اور اس سال مہدی نے بقیہ اطراف میں زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کیا اور انہیں بلوا کر اپنے سامنے انہیں قتل کیا اور زنادقہ کے معاملے کا متولی عمر کلواذی تھا اور اس سال مہدی نے مسجد الحرام میں بہت زیادہ اضافہ کرنے کا حکم دیا اور اس میں بہت سے گھر شامل ہو گئے اور اس نے یہ کام حرمین کے امور کے منتظم یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا اور وہ مسلسل اس کی تعمیر میں لگا رہا حتیٰ کہ مہدی مر گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور مصالحت کی وجہ سے لوگوں کے لیے موسم گرما کی کوئی جنگ نہ تھی اور نائب مدینہ ابراہیم بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا اور حج سے فارغ ہونے کے چند دن بعد مر گیا اور اس نے اس کی جگہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس کو مقرر کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

بشار بن برد ابومعاذ شاعر عقیل کا غلام' اندھا پیدا ہوا اور دس سال سے کم عمر میں شعر کہنا شروع کیے اور اس نے ایسی تشبیہات بیان کی ہیں جس کی طرف آنکھوں والوں نے بھی راہ نہیں پائی اور اصمعی' حافظ' ابوتمام اور ابوعبید نے اس کی تعریف کی ہے اس نے تیرہ ہزار اشعار کہے ہیں اور جب مہدی کو اطلاع ملی کہ اس نے اس کی ہجو کی ہے اور لوگوں نے اس کے متعلق گواہی دی کہ وہ زندیق ہے تو اس کے حکم سے اسے مارا گیا حتیٰ کہ وہ ستر پچھتر سال کی عمر میں مر گیا' ابن خلکان نے الوفیات میں اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ بشار بن برد بن یرجوخ عقیلی ان کا غلام تھا اور اغانی کے مؤلف نے اس کا طویل نسب بیان کیا ہے اور وہ بصری ہے جو بغداد آیا اور اصل میں وہ طخارستان کا ہے اور وہ بڑا موٹا تازہ تھا اور اس کے شعر مولدین کے اول طبقہ میں شامل ہیں اور اس کے اشعار میں یہ مشہور شعر بھی ہے:

Marfat.com

کیا تو محبت کے پرے بھی کوئی مقام جانتی ہے جو تیرے قریب ہوتا ہے بلاشبہ محبت نے مجھے دور کر دیا ہے۔

اور اس کا یہ شعر ہے:

قسم بخدا' میں تیری آنکھوں کے جادو کا خواہاں ہوں اور عشاق کے بچھڑنے کی جگہوں سے ڈرتا ہوں۔

اور اس کا شعر ہے:

اے لوگو قبیلے کے کسی فرد پر میرے کان عاشق ہیں اور کبھی کبھی کان' آنکھ سے پہلے عاشق ہو جاتے ہیں انہوں نے کہا ہم تیری آنکھوں کو کیوں نہیں دیکھتے' میں نے انہیں کہا کان کبھی بھی آنکھ کی طرح دل کو سیراب کرتا ہے۔ ❶

اور اس کا شعر ہے:

جب باہمی مشورے تک پہنچ جائے تو خیر خواہ کی دانائی یا دانا کی خیر خواہی سے مدد حاصل کر اور کونسل کو اپنے لیے رکاوٹ نہ بنا چھوٹے پر' بڑے پروں کے لیے قوت کا باعث وہوتے ہیں وہ ہتھیلی اچھی نہیں جسے کینہ اپنی بہن سے روک دے اور وہ تلوار اچھی نہیں جسے دستے کی قوت حاصل نہ ہو۔

اور بشار' مہدی کی طرح مدح کیا کرتا تھا حتیٰ کہ وزیر ❷ نے اس کے پاس شکایت کی کہ اس نے اس کی ہجو کی ہے اور اس پر تہمت لگائی ہے اور اس کی طرف کچھ زندقت بھی منسوب کی ہے اور وہ مٹی پر آگ کی تفصیل کا قائل ہے اور ابلیس کو آدم سجدہ کے بارے میں مغرور قرار دیتا ہے اور اس نے شعر کہا ہے:

زمین تاریک اور آگ روشن ہے اور آگ جب سے آگ ہے معبود ہے۔

پس مہدی نے اسے مارنے کا حکم دیا پس اسے مار پڑی حتیٰ کہ وہ مر گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غرق ہو گیا پھر اسے اس سال بصرہ لایا گیا' اور اس سال حسن بن صالح بن حی' حماد بن سلمہ' ربیع بن مسلم' سعید بن عبدالعزیز بن مسلم' عتبہ الغلام یعنی عتبہ بن ابان بن صمعہ' نے جو ایک مشہور گریہ زاری کرنے والا عابد تھا وفات پائی وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر کھانا کھاتا تھا اور ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور روٹی اور نمک سے افطاری کرتا تھا اور القاسم الحذاء' ابو ہلال محمد بن سلیم' محمد بن طلحہ' ابو حمزہ یشکری محمد بن میمون نے وفات بھی اسی سال پائی۔

---

❶ اس شعر میں تعریف ہوئی ہے۔

❷ ترکی نسخہ کے حاشیہ میں ہے کہ وزیر نے بشار کی طرف یہ بات منسوب کی۔

Marfat.com

۱۶۸ھ

اس سال کے رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا جسے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہارون الرشید نے اپنے باپ مہدی کے حکم سے طے کیا اور وہ صلح پر صرف ۳۲ ماہ قائم رہے' پس جزیرہ کے نائب نے رومیوں کی طرف سواروں کو بھیجا تو انہوں نے لوگوں کو قتل کر دیا قیدی بنایا اور غنیمت حاصل کی اور صلح کی اور اسی سال مہدی نے دواوین الازمۃ [1] بنائے اور بنوامیہ اس سے واقف نہ تھے اور اس سال علی بن محمد مہدی نے جسے ابن ریطہ کہا جاتا ہے لوگوں کو حج کروایا اور اسی میں حسن بن یزید بن حسن بن ابی طالب نے وفات پائی' منصور نے اسے پانچ سال مدینہ کا نائب مقرر کیے رکھا پھر اس سے ناراض ہو گیا اور اسے مارا اور اسے قید کر دیا اور اس کا سب مال چھین لیا۔

اور حماد عجرد ایک بیہودہ گو' مزاحیہ شاعر تھا' وہ ولید بن یزید کے ساتھ رہتا تھا اور بشار بن برد کی ہجو کرتا تھا' مہدی کے پاس آ کر کوفہ میں فروکش ہو گیا اور اس پر زندیق ہونے کی تہمت لگی' ابن قتیبہ نے طبقات الشعراء میں بیان کیا ہے کوفہ میں تین حمادوں پر زندیق ہونے کی تہمت لگی ہے حماد الراویہ' حماد عجرد اور حماد بن الزبرقان نحوی پر' اور یہ شاعر تھے اور تکلیف سے بیہودہ گوئی کرتے تھے اور خارجہ بن مصعب' عبداللہ بن حسن بن الحصین بن ابی الحسن بصری جو سوار کے بعد بصرہ کے قاضی تھے آپ نے خالد الحذاء اور داؤد بن ابی ہند اور سعید الجریری سے سماع کیا ہے اور آپ سے ابن مہدی نے روایت کی ہے' آپ ثقہ اور فقیہ تھے اور آپ کے کچھ منتخب مسائل ہیں جن میں اصول وفروغ میں آپ کی طرف غیر مانوس کلام منسوب کیا جاتا ہے' آپ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا جس کے جواب میں آپ غلطی کھا گئے تو ایک کہنے والے نے آپ سے کہا اس بارے میں ایسا ایسا حکم ہے تو آپ نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا پھر فرمایا جب میں واپس جاؤں گا تو ذلیل ہوں گا حق بات میں دم ہونا باطل میں سر ہونے سے مجھے زیادہ پسند ہے آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پائی اور بعض نے کہا ہے کہ آپ نے اس سے دس سال بعد وفات پائی ہے واللہ اعلم۔

اور قاضی مصر غوث بن سلیمان بن زیاد بن ربیعہ ابو یحییٰ الحرمی نے بھی اسی سال وفات پائی جو نیک حاکم تھا اس نے منصور اور مہدی کے زمانے میں تین دفعہ دیار مصر کی امارت سنبھالی ماور فلیح بن سلیمان اور قیس بن ربیع نے بھی ایک قول کے مطابق اس سال وفات پائی اور محمد بن عبداللہ بن علاثہ بن علقمہ بن مالک' ابوالیسر العقیلی جو بغداد کی مشرقی جانب مہدی کا قاضی تھا' اس کا نام عافیہ بن یزید تھا' ابن علاثہ کو قاضی الجن بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ایک کنواں تھا جس سے کوئی چیز لینے سے تکلیف ہو جاتی تھی تو اس نے کہا اے جن' ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ رات تمہارے لیے اور دن ہمارے لیے ہے پس جو شخص دن کو اس سے کوئی چیز لیتا تھا اسے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی ابن معین نے بیان کیا ہے کہ وہ ثقہ تھا اور امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ اس کے حفظ میں کچھ کمی تھی۔

---

[1] اس کا واحد دیوان الزام ہے' روایت ہے کہ جب عمر بن بزیع کے لیے دواد بن جمع کیے گئے تو اس نے سوچا کہ وہ انہیں باگ کے بغیر نہیں سنبھال سکتا پس اس نے ہر دیوان پر باگ باندھ دی اور اس نے مہدی کی خلافت میں دواوین الازمۃ بنائے۔

Marfat.com

۱۶۹ھ

اس سال محرم میں مہدی بن منصور بخار کے باعث ماسبذان مقام پر فوت ہوگیا اور بعض کا قول ہے کہ زہر خورانی سے فوت ہوا اور بعض کا قول ہے کہ اسے گھوڑے نے کاٹا اور وہ فوت ہوگیا۔

مہدی کے حالات:

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس' ابوعبداللہ مہدی امیر المومنین' اسے اس پر مہدی کا لقب دیا گیا کہ وہ حدیث کا موعود مہدی ہوگا مگر یہ وہ موعود نہ تھا اگرچہ یہ دونوں نام میں مشترک اور فعل میں متفرق ہیں' وہ مہدی آخری زمانے میں دنیا کے خراب ہوجانے کے موقع پر آئے اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم وجور سے بھرپور ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کے زمانے میں حضرت عیسیٰ بن مریم دمشق میں نازل ہوں گے جیسا کہ عنقریب احادیث فتن وملاحم میں بیان ہوگا اور ایک حدیث میں جو عثمان بن عفان کے طریق سے مروی ہے بیان ہوا ہے کہ مہدی بن عباس سے ہوگا اور یہ حدیث حضرت ابن عباس اور حضرت کعب الاحبار تک موقوف ہے اور صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض اسے صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی تعیین لازم نہیں آتی اور ایک حدیث میں بیان ہوا ہے کہ مہدی' حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا اور یہ اس کے معارض ہے واللہ اعلم۔

اور مہدی بن منصور کی ماں' موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ حمیری کی ماں ہے اس نے اپنے باپ اور دادا حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم الرحمٰن الرحیم کو جہراً پڑھا اور اس سے دمشق کے قاضی یحییٰ بن حمزہ نہشلی نے روایت کی ہے اور بیان کیا ہے کہ جب وہ دمشق آیا تو اس نے مہدی کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے دونوں صورتوں میں بسم اللہ کو جہراً پڑھا اور اس کا اسناد رسول اللہ ﷺ سے کیا ہے اور یحییٰ بن حمزہ نے اسے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور مہدی نے اسے مبارک بن فضالہ سے روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے جعفر بن سلیمان الضبعی' محمد بن اللہ الرقاشی اور ابوسفیان سعید بن یحییٰ بن مہدی نے اس سے روایت کیا ہے۔

مہدی ۱۲۶ھ یا ۱۲۷ھ یا ۱۲۱ھ میں پیدا ہوا اور اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ذوالحجہ ۱۵۸ھ میں خلافت سنبھالی اس وقت اس کی عمر ۳۳ سال تھی یہ ارض بلقاء میں حمیمہ مقام پر پیدا ہوا اور اس سال یعنی ۱۶۹ھ کے محرم میں اس نے ۴۳ یا ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کی خلافت دس سال ڈیڑھ ماہ رہی وہ گندم گوں' دراز قد اور گھونگریالے بالوں والا تھا اور اس کی ایک آنکھ میں داغ تھا اور بعض کا قول ہے کہ دائیں آنکھ میں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بائیں آنکھ میں تھا' ربیع حاجب کا بیان ہے کہ میں نے مہدی کو چاندنی رات میں اس کے ملاقات کے کمرے میں نماز پڑھتے دیکھا وہ خوب صورت لباس پہنے ہوئے تھا' مجھے معلوم نہیں وہ زیادہ حسین تھا یا چاند یا اس کی ملاقات کا کمرہ یا اس کا لباس' اس نے آیت (فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم) پڑھی پھر اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے اس کے اقارب میں سے ایک شخص کو جو قید تھا' حاضر کیا تو اس نے اسے رہا کردیا اور جب اس کے باپ کی وفات کی اطلاع آئی تو جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے اس نے دو دن تک اس بات کو

Marfat.com

چھپائے رکھا پھر جمعرات کے روز لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر انہیں اپنے باپ کی موت کے متعلق بتایا اور کہا بلاشبہ امیر المومنین کو بلاوا آ گیا ہے اور اس نے جواب دیا ہے اور میں اپنے آپ کو عنداللہ امیر المومنین سمجھتا ہوں اور مسلمانوں کی خلافت پر اس سے مدد مانگتا ہوں پھر اسی دن لوگوں نے اس کی بیعت خلافت کی اور ابودلامہ نے ایک قصیدہ میں اس سے تعزیت کی اور اسے مبارکباد بھی دی وہ اس میں بیان کرتا ہے:

میری دو آنکھوں میں سے ایک کو تو اپنے امیر کے ساتھ خوش باش اور دوسری کو اشکبار دیکھے گا وہ کبھی روتی ہے اور کبھی ہنستی ہے اسے وہ بات تکلیف دیتی ہے جس سے وہ ناواقف ہے اور جس سے وہ واقف ہے وہ اسے خوش کرتی ہے' محرم میں خلیفہ کی موت اسے تکلیف دیتی ہے اور اسے یہ بات خوش کرتی ہے کہ یہ بہت مہربان خلیفہ کھڑا ہو گیا ہے تو نے اس طرح نہیں دیکھا جسے میں نے دیکھا ہے اور میں نے بالوں کو نہیں دیکھا کہ میں انہیں کنگھی اور دوسرا انہیں نوچے' امت محمد کا انتظام کرنے والا خلیفہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے بعد تمہارے پاس اس کا جانشین آ گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت کی فضیلت دی ہے اور اسے خوشنما باغات سے سرفراز فرمایا ہے۔

ایک روز مہدی نے اپنی تقریر میں کہا' اے لوگو جیسے تم ہماری اطاعت کا اظہار کرتے ہو اسی طرح اسے پوشیدہ بھی رکھو' عافیت تمہیں خوش کرے گی اور انجام کی تم تعریف کرو گے اور جو شخص تم میں عدل وانصاف کرتا ہے اور گناہ کے لباس کو تم سے لپیٹتا ہے اور تمہیں سلامتی سے شاد کرتا ہے اور کسی فعل سے قبل منشائے الٰہی سے تمہیں خوش گوار زندگی عطا کرتا ہے' اس کی اطاعت کرو' خدا کی قسم میں اپنی عمر کو تمہاری سزا سے بچاؤں گا اور اپنے دل کو تم پر احسان کرنے کی طرف آمادہ کروں گا۔

راوی بیان کرتا ہے لوگوں کے چہرے اس کے حسن کلام سے دمک اٹھے پھر اس نے اپنے باپ کے سونے چاندی کے بے شمار ذخائر نکالے اور انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے اہل اور رشتہ داروں کو ان میں سے کچھ بھی نہ دیا بلکہ بیت المال سے ان کی کفایت کے مطابق انہیں رسد جاری کی عطیات کے علاوہ ہر ایک کو پانچ سو درہم دیئے اور اس کا باپ بیت المال کو بڑھانے کا حریص تھا اور وہ سرداروں کے اموال میں سے سال میں دو ہزار درہم خرچ کر دیتا تھا اور مہدی نے رصافہ کی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کے اردگرد ایک خندق اور فصیل بنائی اور کئی شہر بھی تعمیر کئے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

قاضی شریک بن عبداللہ کے متعلق اسے بتایا گیا کہ وہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں سمجھتا تو اس نے اسے بلوا کر اس سے گفتگو کی پھر مہدی نے اپنی گفتگو میں اسے کہا اے پسر زانیہ تو شریک نے اسے کہا یا امیر المومنین بس بس' وہ روزے دار شب زندہ دار تھی تو اس نے اسے کہا اے زندیق میں تجھے ضرور قتل کروں گا تو شریک نے ہنس کر کہا' یا امیر المومنین بلاشبہ زندیقوں کی کچھ علامات ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں' وہ قہوہ پیتے ہیں اور گلوکارہ لونڈیا تیار کرتے ہیں' پس مہدی نے سر جھکا لیا اور شریک اس سامنے سے باہر چلا گیا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سخت آندھی آئی تو مہدی اپنے گھر کے ایک کمرے میں داخل ہو گیا اور اپنے رخسار کو خاک کے ساتھ لگا لیا اور کہنے لگا اے اللہ اگر لوگوں کو چھوڑ کر میں اس سزا کے لیے مطلوب ہوں تو میں تیرے سامنے پڑا ہوں اے اللہ دشمنان دین کو مجھ پر ہنسی کا موقع نہ دے پس وہ مسلسل یہی بات کہتا رہا حتیٰ کہ آندھی دور ہو گئی۔

Marfat.com

اور ایک روز ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس کے پاس ایک جوتا تھا وہ کہنے لگا یہ رسول اللہ ﷺ کا جوتا ہے میں آپ کو یہ ہدیۃً دیتا ہوں' اس نے کہا لاؤ' اس نے جوتا اسے پکڑا دیا تو اس نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور جب وہ شخص واپس چلا گیا تو مہدی نے کہا خدا کی قسم مجھے اچھی طرح علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جوتے کو پہنا تو کجا' اسے دیکھا بھی نہیں' لیکن اگر میں اسے واپس کر دیتا تو وہ جا کر لوگوں سے کہتا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کو جوتا ہدیۃً دیا اور اس نے مجھے واپس کر دیا تو لوگ اسے سچا قرار دیں گے کیونکہ عوام اس قسم کی باتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور ان کی عادت ہے کہ وہ طاقتور کے مقابلے میں کمزور کی مدد کرتے ہیں خواہ وہ ظالم ہی ہو' پس ہم نے دس ہزار درہم میں اس کی زبان خرید لی ہے اور ہمارے رائے ہی بہتر اور وزنی ہے۔

اور اس کے متعلق مشہور ہو گیا کہ وہ کبوتر بازی اور گھوڑ دوڑ کا شوقین ہے تو محدثین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی جس میں عتاب بن ابراہیم بھی شامل تھا اس نے اسے ابو ہریرہ کی حدیث سنائی کہ لا سبق الا خیف او نعل او حافر[1] اور حدیث میں جناح کے لفظ کا اضافہ کر دیا تو اس نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور جب وہ باہر چلا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ عتاب نے رسول اللہ ﷺ پر افترا کیا ہے پھر اس نے کبوتروں کے متعلق حکم دیا تو انہیں ذبح کر دیا گیا اور اس کے بعد اس نے عتاب کو یاد نہیں کیا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ایک روز میں مہدی کے پاس گیا اور اسے میں نے احادیث سنائیں تو اس نے انہیں میری طرف سے لکھ لیا پھر اٹھ کر اپنی بیویوں کے کمروں میں چلا گیا پھر باہر نکلا تو وہ غصے سے بھرا ہوا تھا' میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا میں خیزران کے پاس گیا تو وہ میرے پاس آئی اور اس نے میرے کپڑے پھاڑ دیئے اور کہنے لگی میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی اور اے واقدی قسم بخدا میں نے اسے غلاموں کے تاجر سے خریدا تھا اور اس نے میرے ہاں وہ مرتبہ حاصل کر لیا ہے جو کر لیا ہے اور میں نے اپنے بعد اس کے بیٹوں کی امارت کے لیے بیعت لے لی ہے میں نے کہا یا امیر المومنین' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''بلاشبہ یہ عورتیں' شرفاء پر غالب آ جاتی ہیں اور کمینے انہیں مغلوب کر لیتے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہے اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لیے بہتر ہوں اور عورت ٹیڑھی پسلی پے پیدا کی گئی ہے اگر تو نے اسے سیدھا کیا تو تو اسے توڑ دے گا''۔

اور اس بارے میں جو باتیں مجھے یاد تھیں میں نے اس سے بیان کیں تو اس نے مجھے دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور جب میں گھر آیا تو اچانک خیزران کا ایلچی مجھے ملا اس کے پاس دس دینار کم دو ہزار دینار تھے اور اس کے پاس کچھ کپڑے بھی تھے اس

---

[1] حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اونٹ' جانور اور گھوڑے دوڑانے میں مقابلہ کرنا چاہیے' عتاب نے اس کے آگے جناح کے لفظ کا اضافہ کر دیا جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ کبوتر بازی میں بھی مقابلہ کرنا چاہیے مہدی کو معلوم تھا کہ اس نے یہ اضافہ صرف میری رضا جوئی کے لیے کیا ہے اس لیے اس نے کبوتروں کو ذبح کروا کر عملی طور پر بتا دیا کہ عتاب نے رسول کریم ﷺ پر افتراء کیا ہے۔ مترجم۔

نے میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے میری تعریف کرتے ہوئے یہ دینار مجھے بھیجے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے کوفہ کے ایک شخص کے خون کو مباح کر دیا اور اس کو لے کر آنے والے کے لیے ایک لاکھ درہم انعام مقرر کیا' پس وہ شخص بھیس بدل کر بغداد آیا تو ایک شخص اسے ملا اور اس نے اسے کپڑوں سمیت پکڑ لیا اور پکار کر کہنے لگا یہ امیر المومنین کا مطلوب ہے اور وہ شخص اس سے چھوٹ کر بھاگنا چاہتا تھا مگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا تھا' اسی دوران میں کہ وہ دونوں باہم کشاکش کر رہے تھے اور لوگ ان کے اردگرد جمع ہو چکے تھے کہ اچانک امیر معن بن زائدہ اپنے سواروں کی جماعت کے ساتھ گزرا تو اس شخص نے کہا' اے ابوالولید یہ خوفزدہ اور پناہ کا طالب ہے' معن نے کہا تو ہلاک ہو جائے تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا یہ امیر المومنین کا مطلوب ہے اور آپ نے اس کو لے کر آنے والے کے لیے ایک لاکھ درہم انعام رکھا ہے' معن نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اسے پناہ دی ہوئی ہے' اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے پھر اس نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا تو اس نے اتر کر اسے سوار کرایا اور وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور وہ شخص خلیفہ کے دروازے پر چلا گیا اور انہیں اطلاع دی' مہدی کو اطلاع ملی تو اس نے معن کی طرف آدمی بھیجا' اس نے جا کر اسے سلام کہا تو اس نے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ اس نے کہا اے معن کیا تمہارا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ تو میرے مقابلے میں پناہ دیتا ہے؟ اس نے کہا ہاں' ہاں' ہاں' میں نے تمہاری حکومت میں چار ہزار نمازیوں کو قتل کیا ہے کیا ایک شخص میری پناہ نہیں لے سکتا؟ پس مہدی نے اپنا سر جھکا لیا پھر اس کی طرف سر اٹھا کر کہا اے معن جسے تو نے پناہ دی ہے اسے ہم نے بھی پناہ دی ہے' اس نے کہا یا امیر المومنین وہ شخص کمزور ہے تو اس نے اسے تیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس نے کہا اس کا جرم عظیم ہے اور خلفاء کے انعامات' رعیت کے جرائم کے مطابق ہوتے ہیں تو اس نے اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور انہیں معن کے آگے سے اٹھا کر اس شخص کے پاس لے جایا گیا تو معن نے اسے کہا مال لے لے اور امیر المومنین کے لیے دعا کر اور مستقبل میں اپنی نیت ٹھیک کر لے۔

ایک دفعہ مہدی بصرہ آیا اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے باہر نکلا تو ایک بدو نے آ کر کہا یا امیر المومنین ان مؤذنین کو حکم دیجیے کہ میرا انتظار کریں تاکہ میں وضو کر لوں۔ اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کا انتظار کریں اور مہدی محراب میں کھڑا ہو گیا اور اس نے اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جب کہ اسے یہ نہیں بتا دیا گیا کہ وہ بدو آ گیا ہے پس اس نے تکبیر کہی اور لوگ اس کی وسعت اخلاق سے تعجب کرنے لگے اور ایک بدو آیا جس کے پاس ایک مہر شدہ خط تھا اور وہ کہنے لگا یہ امیر المومنین نے مجھے خط لکھا ہے وہ شخص کہاں ہے جسے ربیع حاجب کہا جاتا ہے؟ اس نے خط لے لیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے کر آیا اور بدو کو کھڑا کیا اور خط کو کھولا' کیا دیکھتا ہے کہ وہ چمڑے کا ایک ٹکڑا ہے جس میں کمزوری تحریر ہے اور بدو خیال کرتا ہے کہ یہ خلیفہ کا خط ہے مہدی نے مسکرا کر کہا بدو سچ کہتا ہے یہ میرا خط ہے' ایک روز میں شکار کو گیا اور فوج سے الگ ہو گیا اور رات آ گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے دعا مانگنے کی طرح دعا مانگی تو دور سے مجھے آگ نظر آئی اور میں نے اس کا قصد کر لیا کیا دیکھتا ہوں کہ یہ بوڑھا اور اس کی بیوی ایک خیمے میں آگ جلا رہے ہیں' میں نے انہیں سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اس نے میرے لیے چادر بچھائی اور مجھے تھوڑا سا پانی ملا اور دودھ پلایا اور میں نے جو چیز بھی پی ہے وہ اس سے شاندار تھا اور میں اس چوغے پر سو گیا' مجھے یاد نہیں کہ میں اس سے بڑھ کر میٹھی

Marfat.com

نیند سویا ہوں' پس اس نے جا کر اپنے ایک بکروٹے کو ذبح کیا اور میں نے اس کی بیوی کو اسے کہتے سنا تو نے اپنی کمائی اور اپنے بچوں کی گزارن کو ذبح کر دیا ہے اور تو نے اپنے آپ کو اور اپنے عیال کو ہلاک کر دیا ہے مگر اس نے اس کی کوئی توجہ نہ کی' پس میں بیدار ہوا اور میں نے اس بکروٹے کے گوشت کو بھونا اور میں نے اسے کہا' کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس میں میں تجھے ایک تحریر لکھ دوں؟ تو وہ میرے پاس یہ ٹکڑا لے کر آیا اور میں نے اس کے لیے کوئلے سے پانچ لاکھ درہم لکھ دیئے اور میں نے تو صرف پچاس ہزار لکھنے کا ارادہ کیا تھا' خدا کی قسم یہ ساری رقم اسے دوں گا خواہ بیت المال میں اس کے سوا کچھ نہ ہو' پس اس نے اسے پانچ لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور بدو نے انہیں لے لیا اور وہ انبار کی طرف اس جگہ پر حاجیوں کے راستے میں مسلسل مقیم رہا اور وہ مہمانوں کی اور گزرنے والے لوگوں کی مہمان نوازی کرنے لگا اور اس کا گھر امیر المومنین کے میزبان کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اور سوار سے روایت ہے کہ ایک روز میں مہدی کے ہاں سے اپنے گھر واپس آیا تو میرے سامنے ناشتہ رکھا گیا جسے میرے دل نے قبول نہ کیا پس میں اپنی خلوت گاہ میں دوپہر کو سونے کے لیے داخل ہوا تو مجھے نیند نہ آئی اور میں نے اپنی ایک پیاری لونڈی کو بلایا تا کہ میں اس سے دل لگی کروں مگر میرا دل اس سے بھی خوش نہ ہوا اور میں اٹھ کر گھر سے باہر نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہو گیا اور ابھی میں گھر سے آگے نہیں گیا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا جس کے پاس دو ہزار درہم تھے میں نے پوچھا تم نے یہ درہم کہاں سے لیے ہیں اس نے کہا تیرے نئے بادشاہ سے' پس میں نے اسے اپنے ساتھ لے لیا اور میں بغداد کے کوچوں میں چلنے لگا تا کہ میں اکتاہٹ کو بھول جاؤں اور ایک محلے کی مسجد میں نماز کا وقت آ گیا تو میں اس میں نماز پڑھنے کے لیے اتر پڑا اور جب میں نے نماز ادا کی کہ اچانک ایک نابینا شخص نے میرے کپڑوں کو پکڑ لیا اور کہنے لگا مجھے آپ سے ایک کام ہے؟ میں نے کہا تجھے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں ایک نابینا آدمی ہوں لیکن جب میں نے تیری خوشبو سونگی تو میں نے خیال کیا کہ تو آسودہ اور صاحب ثروت آدمی ہے اور میں نے چاہا کہ تجھ تک اپنی حاجت پہنچاؤں۔

میں نے کہا کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا یہ محل جو مسجد کے بالمقابل ہے میرے باپ کا ہے۔ وہ خراسان کی طرف سفر کر گیا اور اس نے اسے فروخت کر دیا اور مجھے اپنے ساتھ لے گیا اور اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا پس ہم وہاں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے اور مجھے تکلیف پہنچی اور میرے باپ کے مرنے کے بعد ہم بغداد واپس آ گئے اور میں اس محل کے مالک کے پاس کچھ مانگنے آیا تا کہ میں اس کے ذریعے سوار سے ملاقات کروں وہ میرے باپ کا دوست ہے اور شاید اس کے ہاں کچھ گنجائش ہو جس سے وہ مجھ پر بخشش کرے' میں نے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے ایک شخص کا ذکر کیا جو سب لوگوں سے بڑھ کر میرا دوست تھا۔ میں نے کہا میں تیرے باپ کا دوست سوار ہوں اور تیرے آج کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نیند' کھانا اور آرام وراحت کو روک دیا ہے حتیٰ کہ اس نے مجھے تجھ سے ملاقات کرنے کے لیے گھر سے نکالا اور تیرے سامنے بٹھا دیا ہے اور میں نے اپنے وکیل کو حکم دیا تو اس نے وہ دو ہزار درہم اسے دے دیئے جو اس کے پاس تھے اور میں نے اسے کہا کل فلاں جگہ پر میرے گھر آ جانا اور میں سوار ہو کر دار الخلافت میں آ گیا اور میں نے کہا' مہدی کو آج شب اس سے عجیب تر کہانی نہیں سنائی جائے گی اور جب میں نے پورا واقعہ سنایا تو وہ اس سے بہت متعجب ہوا اور اس نے اس نابینا آدمی کو دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور مجھے پوچھا کیا تجھ پر کچھ قرض ہے؟ میں

Marfat.com

نے کہا ہاں' اس نے پوچھا کتنا؟ میں نے کہا پچاس ہزار دینار' پس وہ کمزور ہو گیا اور اس نے کچھ دیر مجھ سے گفتگو کی پھر جب میں نے اس کے سامنے سے اٹھا اور گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قلیوں نے پچاس ہزار دینار میرے لیے اور دو ہزار دینار نابینا شخص کے لیے لانے میں مجھ سے سبقت کی ہے' پس اس روز میں نے نابینا شخص کے آنے کا انتظار کیا تو وہ لیٹ ہو گیا اور جب شام ہوئی تو میں مہدی کے پاس واپس گیا تو اس نے کہا میں نے تیرے بارے میں غور وفکر کیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب تو اپنا قرض ادا کر دے گا تو تیرے پاس کچھ نہیں بچے گا اور میں نے تیرے لیے مزید پچاس ہزار درہم کا حکم دے دیا ہے اور جب تیسرا دن ہوا تو نابینا میرے پاس آیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے سبب سے بہت سا مال دیا ہے اور میں نے اسے وہ دو ہزار دینار دیئے جو خلیفہ کے ہاں سے آئے تھے اور اپنے پاس سے بھی اسے مزید دو ہزار دینار دیئے۔

اور ایک عورت مہدی کے پاس کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار' میری حاجت پوری کرو' مہدی نے کہا میں نے یہ بات اس کے سوا اور کسی سے نہیں سنی' اس کی حاجت پوری کرو اور اسے دس ہزار درہم دے دو اور ابن الخیاط مہدی کے پاس آیا اور اس کی مدح کی تو اس نے اسے پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا جنہیں ابن الخیاط نے تقسیم کر دیا اور کہنے لگا:

میں تونگری کی جستجو میں اس کی جستجو میں اس کی ہتھیلی کے مطابق لے لیا مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ اس کی ہتھیلی سے سخاوت آگے بڑھ جاتی ہے پس اس نے جو کچھ دیا ہے میں اس سے تونگر نہیں ہوا' میں نے اسے دے دیا ہے اور اس نے مجھے سخاوت کی لت ڈال دی ہے پس جو شخص میرے پاس تھا میں نے اسے تقسیم کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے جب مہدی کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اسے ہر درہم کے عوض ایک دینار دیا' مختصر یہ کہ مہدی کے محاسن اور کارنامے بہت سے ہیں اور اس کی وفات ماسبذان میں ہوئی اور وہ ماسبذان اس لیے گیا تھا کہ اپنے بیٹے ہادی کی طرف پیغام بھیجے کہ وہ جرجان سے اس کے پاس آئے تاکہ وہ اسے ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون الرشید کے بعد اسے مقرر کرے مگر ہادی نے اس سے انکار کیا اور مہدی اس کے پاس اسے بلوانے کے ارادے سے گیا اور جب ماسبذان پہنچا تو وہیں مر گیا اور اس نے بغداد میں اپنے قصر السلامۃ میں خواب دیکھا کہ ایک بوڑھا محل کے دروازے پر کھڑا ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ہاتھ کو کہتے سنا:

میں اس محل کے باشندوں کو تباہ شدہ دیکھ رہا ہوں اور اس کی حویلیاں اور منازل ویران ہو چکی ہیں اور قوم کا سردار خوشی اور بادشاہت کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر پتھر پڑے ہوئے ہیں اور اس کی صرف یاد اور باتیں ہی باقی رہ گئی ہیں اور اس کی بیویاں اس پر واویلا کر رہی ہیں۔

اور اس کے بعد وہ صرف دس دن زندہ رہا اور مر گیا' روایت ہے کہ جب ہاتف نے اسے کہا کہ میں اس محل کے باشندوں کو تباہ شدہ دیکھ رہا ہوں اور اس کے نشانات اور منازل مٹ چکے ہیں تو مہدی نے اسے جواب دیا لوگوں کے امور کو اسی طرح جدید امور بوسیدہ کر دیتے ہیں اور ہر جوان کو عنقریب اس کی عادات بوسیدہ کر دیں گی۔

ہاتف نے کہا دنیا سے زاد لے لے تو کوچ کرنے والا ہے اور تو جواب دہ ہے تو کیا کہہ رہا ہے۔

Marfat.com

مہدی نے اسے جواب دیا میں کہتا ہوں اللہ حق ہے میں نے اس کی گواہی دی ہے اور اس بات کے فضائل شمار نہیں کئے جاسکتے۔

ہاتف نے کہا دنیا سے زاد لے لے تو کوچ کرنے والا ہے اور تجھ پر نازل ہونے والا حکم قریب آ گیا ہے۔

مہدی نے اسے جواب دیا تو ہدایت پائے تو نے کب مجھے اس کی خبر دی ہے جو تو نے مجھے کہا ہے میں اسے عنقریب جلد کروں گا۔

ہاتف نے کہا بیس راتوں کے بعد وہ تین دن مہینے کے آخر تک ٹھہر تو اسے پورا کرنے والا نہیں ہے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ ۲۹ دن زندہ رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔

اور ابن جریر نے اس کی وفات کے سبب کے بارے میں اختلاف بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ وہ ایک ہرن کے پیچھے لگا اور کتے اس کے آگے تھے وہ ہرن ایک ویران جگہ داخل ہو گیا اور کتے بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے اور گھوڑا آیا اور اپنے پاؤں اٹھا کر ویرانے میں داخل ہو گیا اور اس نے اس کی کمر توڑ دی اور اس کے باعث اس کی وفات ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ اس کی ایک چہیتی لونڈی نے دوسری کی طرف زہر آلود دودھ بھیجا تو ایلچی مہدی کے پاس سے گزرا اور اس نے اس سے دودھ پیا اور مر گیا بعض کا قول ہے کہ اس نے ایک پلیٹ میں اس کی طرف امرود بھیجے اور اس کے اوپر ایک بڑا سا زہر آلود امرود رکھ دیا اور مہدی کو امرود بہت اچھے لگتے تھے' پس اس کے پاس سے ایک لونڈی یہ پلیٹ لئے گزری تو اس نے اس امرود کو جو اوپر پڑا تھا لے کر کھا لیا اور اسی وقت مر گیا اور وہ چہیتی لونڈی اس کا گریہ کرنے لگی اور کہنے لگی ہائے امیر المومنین' میں نے چاہا کہ وہ مجھ اکیلی کے لیے ہو اور میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا ہے اور اس کی وفات اس سال یعنی ۱۶۹ھ کے محرم میں ہوئی اور مشہور قول کے مطابق اس کی عمر ۴۳ سال تھی اور اس کی خلافت دس سال ایک ماہ اور کچھ دن رہی اور شعراء نے اس کے بہت سے مرثیے کہے جن کا ذکر ابن جریر اور ابن عساکر نے کیا ہے۔

اور اس سال عبداللہ بن زیاد' نافع بن عمر الجمی اور نافع بن ابی نعیم القاری نے وفات پائی۔

موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت:

اس کے باپ نے ماہ محرم ۱۶۹ھ کے آغاز میں وفات پائی اور یہ اپنے باپ کے بعد ولی عہد تھا اور اس کے باپ نے اپنی موت سے پہلے اس کے بھائی ہارون الرشید کو ولی عہدی میں مقدم کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا مگر اس نے اتفاق نہ کیا حتیٰ کہ مہدی ماسبذان میں وفات پا گیا اور ہادی اس وقت جرجان میں تھا' پس حکومت کے بعض آدمیوں نے جن میں ربیع حاجب اور جرنیلوں کی ایک پارٹی بھی شامل تھی' ہارون الرشید کو اس پر مقدم کرنے اور اس کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا اور رشید بغداد میں موجود تھا اور انہوں نے مہدی کی خواہش کی تنفیذ کے لیے فوج پر فوج خرچ کرنے کا عزم کر لیا' پس ہادی کو جب یہ خبر ملی تو وہ تیزی سے جرجان سے بغداد آیا اور وہ بیس دن میں وہاں سے یہاں پہنچ گیا اور بغداد آ کر اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور ان سے بیعت لی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور ربیع حاجب روپوش ہو گیا اور ہادی نے اسے تلاش کیا حتیٰ کہ وہ اس کے سامنے حاضر ہو گیا تو

Marfat.com

اس نے اسے معاف کر دیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے اپنے گھر کی حجابت پر قائم رکھا اور مزید برآں اسے وزارت اور دیگر امارتیں بھی دیں اور ہادی' آفاق میں زنادقہ کی تلاش میں لگ گیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس نے اس بارے میں اپنے باپ کی اقتداء کی اور ہادی خلوت میں اپنے اصحاب کے ساتھ بڑا ہنس مکھ تھا اور جب وہ مقام خلافت پر بیٹھتا تو اس کی مہابت اور امارت کی وجہ سے اس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتے تھے اور وہ خوبصورت' باوقار اور بارعب نوجوان تھا۔

اور اس سال یعنی ۱۶۹ھ میں مدینہ میں حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس نے ایک دن صبح کو سفید لباس پہنا اور مسجد نبوی میں بیٹھ گیا اور لوگ نماز کو آئے اور جب انہوں نے دیکھا تو واپس چلے گئے اور ایک جماعت اس کے اردگرد جمع ہوگئی اور انہوں نے کتاب وسنت اور اہل بیت کی رضامندی سے اس کی بیعت کر لی اور اس کے خروج کا سبب یہ تھا کہ مدینہ کا متولی وہاں سے خلیفہ کو مبارکباد دینے اور اس کے باپ کی تعزیت کرنے بغداد گیا پھر ایسے امور پیش آ گئے جنہوں نے اس کے خروج کا تقاضا کیا اور اس کے اردگرد ایک جماعت جمع ہوگئی اور اس نے مسجد نبوی میں اپنا ٹھکانہ بنالیا اور انہوں نے لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دیا اور جو کچھ اس نے ارادہ کیا تھا اہل مدینہ نے اسے اس کا جواب نہ دیا بلکہ وہ مسجد کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف بددعائیں کرنے لگے حتیٰ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مسجد کی اطراف میں پاخانہ کرنے لگے اور انہوں نے کئی بار المسودہ سے جنگ کی اور دونوں طرف سے آدمی قتل ہوئے پھر وہ مکہ کی طرف کوچ کر گیا اور حج کے وقت تک وہاں ٹھہرا رہا اور ہادی نے اس کے مقابلے میں ایک فوج بھیجی جس نے حج کے اجتماع سے فراغت کے بعد اس سے جنگ کی اور اسے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگ بھاگ گئے وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئے اور اس کے قتل تک اس کے خروج کی مدت ۹ ماہ ۱۸ دن ہے اور وہ بڑا سخی آدمی تھا ایک روز وہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اسے چالیس ہزار دینار دیئے تو اس نے انہیں اپنے بغدادی اور کوفی دوستوں اور اپنے اہل میں تقسیم کر دیا پھر وہ کوفہ سے نکلا تو اس کے جسم پر قمیص بھی نہ تھی اس کے اوپر ایک کمبل تھا جس کے نیچے قمیص نہ تھی۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا اور معتوق بن یحییٰ نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ راہب کے درے کے راستے موسم گرما کی جنگ لڑی اور رومی اپنے جرنیل کے ساتھ آئے اور وہ الحدث پہنچ گئے اور اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے وفات پائی اسے ایام تشریق میں قتل کیا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور منصور کے غلام ربیع بن یونس الحاجب نے بھی وفات پائی اور یہ اس کا حاجب اور وزیر تھا اور یہ مہدی اور ہادی کا بھی وزیر رہا اور بعض لوگ اس کے نسب میں طعن کرتے ہیں اور خطیب نے اس کے حالات میں اس کے طریق سے ایک حدیث بیان کی ہے لیکن وہ منکر ہے اور اس کی طرف سے اس کے روایت ہونے کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹے فضل بن ربیع کو حجابت دی اور ہادی نے بھی اسے حجابت پر مقرر کیا۔

Marfat.com

۱۷۰ھ

اس سال ہادی نے اپنے بھائی ہارون الرشید کو اپنے بیٹے جعفر بن ہادی کی وجہ سے خلافت اور ولی عہدی سے معزول کرنے کا ارادہ کیا تو ہارون نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور جھگڑے کا اظہار نہ کیا بلکہ بات کو مان لیا اور ہادی نے امراء کی ایک جماعت کو بلایا تو انہوں نے بھی اس کی بات مان لی مگر ان دونوں کی ماں خیزران نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور وہ موسیٰ کی نسبت اپنے بیٹے ہارون کی طرف زیادہ میلان رکھتی تھی' اسی وجہ سے ہادی نے اسے مملکت میں کسی قسم کے تصرف سے روک دیا ہوا تھا' حالانکہ اس کی خلافت کے آغاز میں وہ اس پر حاوی ہو چکی تھی اور حکومتیں اس کے دروازے کی طرف اور امراء اس کے صحن کی طرف پلٹ پلٹ آتے تھے اور ہادی نے قسم کھائی کہ اگر کوئی امیر اس کے دروازے پر لوٹ آ کر آیا تو وہ اسے قتل کر دے گا اور اس کی سفارش قبول نہیں کرے گا' پس وہ اس بارے میں گفتگو کرنے سے رک گئی اور اس نے قسم کھائی کہ وہ کبھی اس سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر ایک دوسرے مکان میں منتقل ہو گئی اور اس نے اپنے بھائی ہارون سے دستبرداری کے بارے میں اصرار کیا اور یحییٰ بن خالد بن برمک جو رشید کی صف کے اکابر امراء میں سے تھا کی طرف پیغام بھیجا اور اسے پوچھا ہارون کے معزول کرنے اور اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانے کے متعلق میرا جو ارادہ ہے اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ خالد نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک عہد و پیمان کی کوئی قیمت نہیں رہے گی لیکن مصلحت یہ ہے کہ آپ ہارون کے بعد ولی عہد بنا دیں اور اسی طرح مجھے یہ خدشہ ہے کہ اکثر لوگ جعفر کی بیعت کرنا قبول نہیں کریں گے کیونکہ وہ نابالغ ہے اور معاملہ بگڑ جائے گا اور لوگ اختلاف کریں گے۔

پس اس نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا اور یہ رات کا وقت تھا پھر اس نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا پھر اسے رہا کر دیا اور ایک روز اس کا بھائی ہارون الرشید اس کے پاس آیا اور اس کی دائیں جانب دور جا کر بیٹھ گیا' ہادی کچھ دیر اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا اے ہارون کیا تو فی الواقعہ ولی عہد بننے کی امید رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں قسم بخدا' اور اگر ایسا ہوا تو میں ان لوگوں سے صلہ رحمی کروں گا جن سے آپ نے قطع رحمی کی ہے اور جن پر آپ نے ظلم کیا ہے ان سے انصاف کروں گا اور اپنی بیٹیوں کی شادی آپ کے بیٹوں سے کروں گا' اس نے کہا تیرے بارے میں یہی گمان ہے' پس ہارون اس کے پاس اس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے لیے گیا تو ہادی نے اسے قسم دی کہ وہ تخت پر اس کے ساتھ بیٹھے تو وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا پھر اس نے اس کے لیے ایک کروڑ دینار کا حکم دیا اور یہ کہ وہ خزانوں میں داخل ہو کر جو چاہے لے لے اور جب خراج آیا تو اس نے اس کا نصف اسے دیا' یہ سب کچھ کر کے ہادی ہارون سے راضی ہو گیا پھر صلح کے بعد ہادی جدید موصل کی طرف روانہ ہو گیا پھر وہاں سے واپس آ کر ۱۵ ربیع الاول جمعہ کی شب کو عیسا باز میں فوت ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ ۱۷۰ھ کے آخر میں فوت ہو گیا' اس کی عمر ۲۳ سال تھی اور اس کی خلافت چھ ماہ ۲۳ دن رہی [1] ہادی' طویل جمیل' سفید رنگ تھا اور اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑا ہوا تھا۔

---

[1] مصری نسخہ میں ایک سال ایک ماہ ۲۳ دن ہے۔

Marfat.com

اور اس شب کو خلیفہ ہادی فوت ہوا اور خلیفہ رشید نے امارت سنبھالی اور خلیفہ مامون بن رشید پیدا ہوا اور ان دونوں کی ماں خیزران نے اول شب میں کہا' مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک خلیفہ پیدا ہوگا اور ایک خلیفہ مرے گا' اور ایک خلیفہ خلافت سنبھالے گا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے یہ بات اوزاعی سے ایک عرصہ قبل سنی تھی اور اس بات نے اسے بہت خوش کیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بیٹے رشید کے متعلق اس کے خوف سے اپنے بیٹے کا نام ہادی رکھا اس لیے کہ اس نے خیزران کو دور کر دیا تھا اور اپنی چہیتی لونڈی خالصہ کو قریب کر لیا تھا واللہ اعلم۔

ہادی کے کچھ حالات:

موسیٰ بن محمد مہدی بن عبداللہ بن منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابو محمد ہادی' اس نے محرم ۱۶۹ھ میں خلافت سنبھالی اور ۱۵ ربیع الاول یا آخر ربیع الاول ۱۷۰ھ کو فوت ہو گیا اور اسکی عمر ۲۳ سال تھی بعض ۲۴ اور بعض ۲۶ سال بھی بیان کرتے ہیں اور پہلا قول صحیح ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی عمر میں اس سے پہلے کسی نے خلافت نہیں سنبھالی اور وہ حسین' طویل' جمیل اور سفید رنگ تھا اور بڑا طاقتور تھا اور دو زرہیں پہن کر سواری پر سوار ہو جاتا تھا اور اس کا باپ اسے میری خوشبو کہا کرتا تھا' عیسیٰ بن داب نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں ہادی کے پاس تھا کہ ایک تھال لایا گیا جس میں دو لونڈیوں کے سر تھے جنہیں قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا میں نے ان دونوں سے حسین صورت نہیں دیکھی اور نہ ان کے بالوں کی مانند بال دیکھے ہیں اور ان کے بالوں میں ترتیب کے ساتھ موتی اور جواہر جڑے ہوئے تھے اور نہ ہی میں نے ان دونوں کی خوشبو کی مانند کوئی خوشبو دیکھی ہے' خلیفہ نے ہمیں پوچھا کیا تمہیں ان دونوں کا حال معلوم ہے؟ میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا انہیں بتایا گیا ہے کہ یہ ایک دوسرے پر چڑھ کر بے حیائی کرتی ہیں' پس میں نے خادم کو حکم دیا تو اس نے ان دونوں کی نگرانی کی پھر اس نے میرے پاس آ کر کہا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں میں نے آ کر ان دونوں کو ایک لحاف میں بدکاری کرتے پایا تو میں ان نے ان دونوں کی گردنیں کاٹنے کا حکم دے دیا پھر اس نے اپنے سامنے ان دونوں کے سروں کو اٹھانے کا حکم دیا اور پہلی بات کی طرف واپس آ گیا گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں ہے اور وہ ذکی القلب ہے اور حکومت کے متعلق بڑی خبر رکھنے والا تھا۔

اس کے اقوال:

مجرم کو سزا دینے اور لغزشوں پر معافی دینے کی مانند' حکومت کی اصلاح کرنے والی کوئی چیز نہیں' حکومت کے بارے میں کم طمع کرو' ایک روز وہ کسی شخص سے ناراض ہوا تو اس نے اس کی رضامندی چاہی تو وہ راضی ہو گیا اور وہ شخص عذر کرنے لگا تو ہادی نے کہا رضامندی نے تجھے عذر کی برداشت سے کفایت کر دی ہے اور اس نے ایک شخص سے اس کے بیٹے کی تعزیت کی اور اسے کہا اس نے تجھے خوش کیا حالانکہ وہ دشمن اور فتنہ تھا اور اس نے تجھے دکھ دیا حالانکہ وہ دعا اور رحمت تھی اور زبیر بن بکار نے روایت کی ہے کہ مروان بن ابی حفصہ نے ہادی کو اپنا قصیدہ سنایا جس کا ایک شعر یہ ہے:

اس کی جنگ اور بخشش کے دونوں دن ایک جیسے ہیں' کسی کو معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کسے فضیلت حاصل ہے۔

ہادی نے اسے پوچھا تمہیں کون سی بات پسند ہے؟ تیس ہزار جلد ملنے والی رقم یا ایک لاکھ' رجسٹروں میں چکر لگانے والی رقم؟

Marfat.com

اس نے کہا یا امیر المومنین یا اس سے بھی بہت اچھی بات؟ اس نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے کہا تیس ہزار جلد ملنے والی رقم جلد مل جائے اور ایک لاکھ رجسٹروں میں چکر لگاتی رہے' ہادی نے کہا اس سے بھی اچھی بات یہ ہے کہ ہم ساری رقم تجھے جلد دے دیتے ہیں پس اس نے اس کے لیے ایک لاکھ تیس ہزار درہم جلد دینے کا حکم دے دیا۔

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ازہری نے مجھ سے بیان کیا کہ سہل بن احمد دیباجی نے ہم سے بیان کیا ہے کہا الصولی نے ہم سے بیان کیا کہ انقلابی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالرحمٰن تیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ المطلب بن عکاشہ مذنی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم ابومحمد ہادی کے پاس اپنے ایک شخص پر گواہ بن کر آئے کہ اس نے قریش کو گالیاں دی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے آگے گزر گیا ہے پس اس نے ہمارے لیے مجلس بٹھائی جس میں اپنے زمانے کے فقہاء کو بلایا اور جو فقہاء اس کے دروازے پر تھے انہیں بھی بلایا اور اس شخص کو بھی بلوایا اور ہمیں بھی بلوایا اور ہم نے اس سے جو کچھ سنا تھا اس کے متعلق گواہی دی تو ہادی کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر اس نے اپنا سر جھکا گیا پھر اسے اٹھا کر کہنے لگا میں نے اپنے باپ مہدی سے سنا ہے وہ اپنے باپ منصور سے بحوالہ اپنے باپ علی بن عبداللہ بن عباس بیان کرتا ہے کہ جس نے قریش کی اہانت کی اللہ اس کی اہانت کرے گا۔ اور اے دشمن خدا تو نے اس بات کو پسند نہیں کیا اور تو نے قریش کو اذیت دی ہے حتیٰ کہ تو رسول اللہ ﷺ کے ذکر تک سبقت کر گیا ہے' اسے قتل کر دو پس ہماری موجودگی میں اسے قتل کر دیا گیا ہادی نے اس سال کے ربیع الاول میں وفات پائی اور اس کے بھائی ہارون نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے اس کے تعمیر کردہ قصر ابیض میں عیسا باز میں بغداد کی مشرقی جانب دفن کیا گیا اور اس کے نو بچے تھے' سات لڑکے اور دو لڑکیاں' جعفر' عباس' عبداللہ اسحاق' اسماعیل' سلیمان اور موسیٰ اعمیٰ لڑکے تھے موسیٰ اس کی وفات کے بعد پیدا ہوا اور اس کے باپ کے نام پر اس کا نام رکھا گیا اور لڑکیاں ام عیسیٰ اور ام عباس تھیں' ام عیسیٰ سے مامون نے شادی کی اور ام عباس کا لقب تو بہ تھا۔

ہارون الرشید بن مہدی کی خلافت:

جب شب اس کا بھائی فوت ہوا' اسی شب اس کی بیعت ہوئی یہ ۱۵ ربیع الاول ۱۷۰ھ جمعہ کی رات تھی اور اس وقت ہارون الرشید کی عمر ۲۲ سال تھی' پس اس نے یحییٰ بن خالد بن برمک کی طرف آدمی بھیجا اور اس نے اسے قید خانے سے باہر نکالا اور اس شب ہادی نے اس کے اور ہارون الرشید کے قتل کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا اور رشید اس کا رضاعی بیٹا تھا۔ پس اس نے اسی وقت اسے وزیر بنا دیا اور یوسف بن قاسم بن صبیح کو انشاء کی کتابت سپرد کی اور اسی نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی حتیٰ کہ عیسا باذ کے منبر پر اس کی بیعت لی گئی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب رات کو ہادی مر گیا تو یحییٰ بن خالد بن برمک' رشید کے پاس آیا تو اس نے اسے سوئے ہوئے دیکھا' اس نے کہا یا امیر المومنین اٹھئے رشید نے اسے کہا تو کب تک مجھے خوفزدہ کرتا رہے گا اگر اس شخص نے تیری آواز سن لی تو اس کے نزدیک میرا یہ سب سے بڑا گناہ ہوگا؟ اس نے کہا وہ شخص مر چکا ہے تو ہارون بیٹھ گیا اور کہنے لگا مجھے امارتوں کے بارے میں مشورہ دو' تو وہ صوبوں کی امارتوں کے لیے آدمیوں کے نام لینے لگا اور رشید انہیں مقرر کرنے لگا اسی دوران میں ایک اور شخص آ گیا اور اس نے کہا یا امیر المومنین خوشخبری ہو ابھی آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اس نے کہا وہ عبداللہ ہے اور وہی

Marfat.com

مامون ہے پھر صبح کو اس نے اپنے بھائی ہادی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے عیسا باذ میں دفن کیا اور اس نے قسم کھائی کہ بغداد میں ظہر کی نماز پڑھے گا اور جب وہ جنازے سے فارغ ہوا تو اس نے ابوعصمہ القائد کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ جعفر بن ہادی کے ساتھ تھا اور انہوں نے پل پر رشید پر تنگی کی تو ابوعصمہ نے کہا ٹھہر اور کھڑا ہو جا تا کہ ولی عہد گزر جائے' رشید نے کہا امیر کی سمع واطاعت کرنی چاہیے پس جعفر اور ابوعصمہ گزر گئے اور رشید ذلیل اور دل شکستہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور جب وہ خلیفہ بنا تو اس نے ابوعصمہ کے قتل کا حکم دے دیا پھر وہ بغداد روانہ ہو گیا اور جب وہ بغداد کے پل پر پہنچا تو اس نے غوطہ خوروں کو بلایا اور کہا یہاں میری وہ انگشتری گر پڑی ہے جو میرے والد مہدی نے میرے لیے ایک لاکھ درہم میں خریدی تھی اور جب ہادی کا زمانہ آیا تو ہادی نے میرے پاس اس کے مطالبہ کے لیے آدمی بھیجا تو میں نے اسے ایلچی کی طرف پھینک دیا تو وہ یہاں گر پڑی' پس غوطہ خوروں نے اس کے پیچھے غوطے لگائے تو انہوں نے اسے تلاش کر لیا جس سے رشید کو بہت خوشی ہوئی اور جب رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزارت سونپی تو اسے کہا میں نے رعیت کا معاملہ تیرے سپرد کیا ہے اور میں نے اسے اپنی گردن سے اتار کر تیری گردن میں ڈال دیا ہے' پس تو جسے چاہتا ہے والی بنا دے اور جسے چاہتا ہے معزول کر دے اور اس بارے میں ابراہیم موصلی کہتا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ سورج کی روشنی کم تھی اور جب ہارون خلیفہ بنا تو اس کی روشنی میں چمک پیدا ہو گئی یہ اللہ کے امین سخی ہارون کی برکت سے ہوا اور ہارون اس کا والی ہے یحییٰ اس کا وزیر ہے۔

پھر ہارون نے یحییٰ بن خالد کو حکم دیا کہ وہ اس کی والدہ خیزران کے مشورے کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کرے اور وہی سب امور میں مشورہ دیتی تھی اور وہی جوڑ توڑ کرتی اور فیصلے دیتی تھی۔

اور اس سال رشید نے قرابتداروں کے حصول کے بارے میں حکم دیا کہ وہ بنی ہاشم کے درمیان برابر تقسیم ہوں اور اسی سال رشید نے بہت سے زنادقہ کا تتبع کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اسی سال بعض اہل بیت نے اس کے خلاف خروج کیا اور اسی سال امین محمد بن الرشید ابن زبیدہ پیدا ہوا اور یہ اس سال کی ۱۶ شوال کے جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور اسی سال خرج الخادم ترکی کے ہاتھوں طرسوس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی اور لوگ وہاں اترے اور اسی سال امیر المومنین ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کروایا اور اہل حرمین کو بہت سے اموال دیئے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس سال جنگ بھی کی اور اس بارے میں داؤد بن رزین شاعر کہتا ہے:

ہارون کے ذریعے تمام شہروں میں نور چمکا ہے اور اس نے اپنی سیرت کو استوار کر کے راستے کا انتظام کیا ہے وہ اللہ کا امام ہے اور اس کا اکثر کام جنگ کرنا اور حج کرنا ہے جب لوگوں کے سامنے اس کا روشن منظر آتا ہے تو اس کے چہرے کے نور سے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور اللہ کا امین ہارون سخی ہے جو اس سے امید کرتا ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ حاصل کرتا ہے۔

Marfat.com

اس سال وفات پانے والے اعیان

خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم ابوعبدالرحمٰن الفز اہیدی اور اسے الفرہودی الازدی بھی کہا جاتا ہے یہ نحویوں کا شیخ ہے اور سیبویہ' نضر بن شمیل اور ان کے کئی اکابر نے اسی سے علم نحو سیکھا ہے اور اسی نے علم عروض ایجاد کیا ہے اور اسے پانچ دائروں میں تقسیم کیا ہے اور اس کی پندرہ بحریں بنائی ہیں اور اخفش نے اس میں ایک اور بحر کا اضافہ کیا ہے جسے الخبب کہتے ہیں اور ایک شاعر نے کہا ہے:

خلیل کی تخلیق سے قبل دنیا کے اشعار صحیح تھے۔

اور اسے سرتال کے علم کی بھی معرفت حاصل تھی اور اسی علم میں اس کی ایک تصنیف بھی ہے اور کتاب العین لغت کے بارے میں اس کی تصنیف ہے اس کی ابتداء اس نے کی اور نضر بن شمیل اور اصحاب خلیل میں سے اس قسم کے آدمیوں جیسے مؤرج السدوی اور نصر بن علی الجہضمی نے اسے مکمل کیا مگر خلیل نے جو کچھ وضع کیا تھا اس کی مناسبت نہ کر سکے اور ابن دستوریہ نے ایک کتاب لکھی جس میں اس خلیل کو بیان کیا ہے جو ان سے وقوع پذیر ہوا تھا اور افادہ بھی کیا اور خلیل ایک نیک' عاقل' باوقار اور کامل شخص تھا اور دنیا سے نہایت ہی کم لینے والا تھا اور زندگی کی سختی اور تنگی پر بہت صبر کرنے والا تھا اور وہ کہا کرتا تھا میرا غم میرے دروازے کے پچھواڑے تک نہیں جا سکتا اور دانشمند اور خوش اخلاق آدمی تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص علم عروض میں اس سے الجھ پڑا اور اسے اس علم سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا' پس میں نے ایک روز اسے کہا تو اس شعر کی تقطیع کیسے کرے گا اذا لم تستطع شیئا فدعه ..... وجاوزه الی ما تستطع۔

اور وہ اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تقطیع میں لگ گیا پھر وہ میرے پاس سے اٹھ گیا اور دوبارہ میرے پاس نہیں آیا معلوم ہوتا ہے اسے وہ بات سمجھ آ گئی جس کی طرف میں نے اسے اشارہ کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد اس کے باپ کے سوا کسی نے احمد نام نہیں رکھا' یہ بات احمد بن ابی خیثمہ سے روایت کی گئی ہے واللہ اعلم' خلیل ۱۰۰ھ کو پیدا ہوا اور مشہور قول کے مطابق ۱۷۰ھ میں بصرہ میں فوت ہوا اور بعض نے اس کی وفات ۱۶۰ھ میں بیان کی ہے اور ابن جوزی نے اپنی کتاب شذور العقود میں ۱۳۰ھ میں اس کی وفات کا خیال ظاہر کیا ہے اور یہ نہایت ہی غریب قول ہے اور پہلا قول مشہور ہے۔

اور اس سال ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار بن کامل المرادی المصری المودب نے وفات پائی جو حضرت امام شافعی کا رویہ تھا اور آپ سے روایت کرنے والا آخری شخص تھا اور یہ ایک صالح شخص تھا اور حضرت امام شافعی نے اس میں اور البویطی المزنی اور ابن عبدالحکم میں علم کو دیکھا اور نفس الامر میں بھی ایسا ہی اتفاق ہوا اور اس ربیع کا شعر ہے:

صبر جمیل کس قدر سرعت سے فراخی پیدا کرتا ہے اور جو امور کے بارے میں اللہ کی تصدیق کرتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اسے تکلیف نہیں پہنچتی اور جو اللہ سے امید رکھتا ہے وہ امید کے مقام پر ہی رہتا ہے۔

اور اسی طرح ربیع بن سلیمان بن داؤد الجیزی نے بھی امام شافعی سے روایت کی ہے اور اس نے ۲۰۶ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

۱۷۱ھ

اس سال ہارون الرشید نے وزارت کے ساتھ یحییٰ بن خالد کو انگوٹھی بھی دے دی اور اسی سال ہارون الرشید نے جزیرہ کے نائب ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو قصر خلد میں اپنے سامنے باندھ کر قتل کیا اور اسی سال فضل بن سعید خروری نے خروج کیا اور قتل ہو گیا اور اسی سال میں افریقہ کا نائب روح بن حاتم آیا اور اسی سال خیزران مکہ گئی اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ حج میں شامل ہوئی اور اس سال خلفاء کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

۱۷۲ھ

اس سال رشید نے اہل عراق سے وہ عشر ساقط کر دیا جو نصف کے بعد ان سے لیا جاتا تھا اور اسی سال رشید بغداد سے جگہ تلاش کرنے کے لیے نکلا کہ بغداد کے سوا وہاں رہے اور وہ پریشان ہو کر واپس آ گیا اور اسی سال رشید کے چچا یعقوب بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اسحاق بن سلیمان بن علی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

۱۷۳ھ

اس سال محمد بن سلیمان نے بصرہ میں وفات پائی اور رشید نے اس کے ان ذخائر کی حفاظت کرنے کا حکم دیا جو خلفاء کے مناسب حال ہوتے ہیں اور انہوں نے بہت سا مال سونا چاندی اور سامان وغیرہ حاصل کیا اور اس کا ڈھیر لگا دیا تا کہ اس سے جنگ اور مسلمانوں کے مصالح میں مدد لی جائے اور وہ محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا اور اس کی ماں ام حسن بنت جعفر بن حسن بن حسن بن علی تھی اور وہ قریش کے جوانوں اور بہادروں میں سے تھا' منصور نے اسے بصرہ اور کوفہ دونوں کی امارت دی اور مہدی نے اپنی بیٹی عباسہ کا اس سے نکاح کیا اور بہت مالدار آدمی تھا اور اس کی روزانہ کی آمدن ایک لاکھ تھی اور اس کے پاس سرخ یاقوت کی ایک انگوٹھی تھی جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی اور اس نے اپنے باپ اور اپنے جدا کبر سے حدیث کی روایت کی ہے اور وہ یتیم کے سر کے مسح کے بارے میں مرفوع حدیث ہے کہ وہ اپنے سر کے اگلے حصے تک مسح کرے اور جس کا باپ ہو وہ اپنے سر کا مسح اپنے سر کے پچھلے حصے تک کرے اور اس نے رشید کے پاس جا کر اسے خلافت کی مبارکباد دی تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اس کی عملداری میں بہت سا اضافہ کر دیا اور جب اس نے باہر جانے کا ارادہ کیا تو رشید اس کی مشایعت کرتے ہوئے کلواذا تک اس کے ساتھ گیا' اس نے اس سال کے جمادی الآخرۃ میں ۵۱ سال کی عمر میں وفات پائی اور رشید نے اس کے مال صاحت (یعنی سونے چاندی) کے انتخاب کے لیے آدمی بھیجا تو اس نے املاک کو چھوڑ کر تین کروڑ دینار کا سونا اور چھ کروڑ درہم کی چاندی پائی۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کی اور خیزران کی وفات ایک ہی روز ہوئی اور اس کی ایک لونڈی نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھے: ؎

جس سے تو محبت کرتا ہے مٹی اس کا شبستان بن گئی ہے' مٹی کو پھینک دے اور اسے کہہ کہ تو زندہ رہ' اے مٹی ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں اور ہمیں اس کی عزت مطلوب ہے جس پر تو پڑی ہوئی ہے۔

اور اس سال مہدی کی لونڈی اور امیر المومنین ہادی اور رشید کی ماں خیزران نے وفات پائی' مہدی نے اسے خریدا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کرلیا پھر اس نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلیا اور اس نے اس سے دو خلیفوں موسیٰ ہادی اور رشید کو جنم دیا اور اس کے علاوہ عورتوں میں سے کسی عورت کو عبدالملک بن مروان کی بیوی بنت العباس العبسیہ کے سوا اس قسم کی ولادت کا اتفاق نہیں ہوا' وہ ولید اور سلیمان کی ماں ہے اور اسی طرح شاہ خرند بنت فیروز ین یزدگرد کو بھی ایسا اتفاق ہوا ہے اس نے اپنے آقا ولید بن عبدالملک سے مروان اور ابراہیم کو جنم دیا اور ان دونوں نے خلافت سنبھالی اور خیزران کے طریق سے اس کے آقا مہدی سے عن ابیہ عن جدہ عن ابن عباس عن النبی ﷺ روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کی ہر چیز حفاظت کرتی ہے اور جب خیزران کو فروخت کے لیے مہدی کے حضور پیش کیا گیا تو اس نے اس کی پنڈلیوں کی باریکی کے سوا' اس نے اسے خوش کیا اور مہدی نے اسے کہا اے لونڈی اگر تیری پنڈلیاں باریک اور خراش والی نہ ہوتیں تو بلاشبہ تو خوبصورتی اور خواہش کی انتہاء پر ہوتی' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ ایک چیز کے محتاج ہیں جس کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں آپ انہیں نہ دیکھئے' پس اس نے اس کے جواب کو اچھا سمجھا اور اسے خرید لیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کرلیا اور ایک دفعہ مہدی کی زندگی میں خیزران نے حج کیا تو اس نے اسے مکہ میں خط لکھا کہ وہ اس کے بغیر وحشت محسوس کرتا ہے اور ان اشعار کے ذریعے اس کے شوق کا اظہار کیا: ؎

''ہم بڑے سرور میں ہیں لیکن تمہارے بغیر سرور مکمل نہیں ہوتا' اے وادی کے باشندو' ہم جس حالت میں ہیں اس میں ایک عیب پایا جاتا ہے' تم غائب ہو اور ہم حاضر ہیں' پس تیزی سے چلو اگر تم ہواؤں کے ساتھ پرواز کی طاقت رکھتے ہو تو پرواز کرو''۔

اور اس نے اسے جواب دیا یا کسی کو اسے جواب دینے کا حکم دیا۔

''آپ نے جس شوق کا اظہار کیا ہے اس کا ہمیں علم ہو گیا ہے اور ہم نے تدبیر کی ہے' مگر ہم نے پرواز کی طاقت نہیں پائی' کاش ہوائیں آپ تک وہ باتیں پہنچا دیتیں جو ضمیر چھپائے ہوئے ہے میں ہمیشہ مشتاق رہی ہوں اور اگر آپ میرے بعد سرور میں ہیں تو یہ سرور ہمیشہ رہے''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ بصرہ کے نائب محمد بن سلیمان نے جس نے اسی روز وفات پائی جس روز خیزران نے وفات پائی ہے اس کو ایک سو خدمت گار لونڈیاں تحفہ بھیجیں اور ہر لونڈی کے ساتھ کستوری سے بھرا ہوا ایک ایک چاندی کا جام بھی تھا تو خیزران نے اسے لکھا: جو کچھ تو نے بھیجا ہے اگر یہ اس ظن کی قیمت ہے جو ہم تمہارے بارے میں رکھتے ہیں تو جو کچھ تو نے بھیجا ہے اس سے ہمارا ظن تیرے بارے میں زیادہ ہے اور تو نے قیمت میں ہمیں نقصان پہنچایا ہے اور اگر تو اس سے زیادہ مودت کا خواہاں ہے تو تو نے محبت کے بارے میں مجھ پر تہمت لگائی ہے اور اس نے یہ چیزیں اسے واپس کر دیں اور اس نے مکہ میں وہ مشہور گھر

Marfat.com

خریدا جو خیزران کے گھر کے نام سے معروف ہے اور اس نے اس سے مسجد الحرام میں اضافہ کر دیا۔

اور ہر سال اس کی جاگیروں کا نفع ایک کروڑ ساٹھ ہزار تھا اور اتفاق سے بغداد میں اس کی وفات ۲۷ جمادی الآخر ۱۷۳ھ کو جمعہ کی رات کو ہوئی اور اس کا بیٹا رشید اسکے جنازہ کی چارپائی اٹھائے ہوئے گارے میں تیزی سے چلتا ہوا نکلا اور جب وہ قبرستان پہنچا تو پانی لایا گیا اور اس نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے اور موزے پہنے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی لحد میں اترا اور جب وہ قبر سے باہر نکلا تو چارپائی لائی گئی تو وہ اس پر بیٹھ گیا اور اس نے فضل بن ربیع کو بلایا اور اسے انگوٹھی اور اخراجات دیئے اور رشید نے جب اپنی ماں خیزران کو دفن کیا تو ابن نویرہ کے یہ اشعار پڑھے:

ہم کچھ عرصہ جذیمہ کے دو ساتھیوں کی طرح رہے حتیٰ کہ یہ بات کہی گئی کہ یہ کبھی جدا نہ ہوں گے اور جب ہم جدا ہوئے تو
میں اور مالک لمبا عرصہ اکٹھا رہنے کے باوجود یوں تھے کہ ہم نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی۔

اور اسی سال موسیٰ ہادی کی لونڈی غادر نے وفات پائی وہ اس سے شدید محبت کرتا تھا اور وہ بہت اچھا گاتی تھی' ایک روز وہ اسے گانا سنا رہی تھی کہ اسے ایک سوچ نے آلیا جس نے اسے اس سے غائب کر دیا اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا' حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا یا امیر المومنین یہ کیا؟ اس نے کہا مجھے اس سوچ نے آلیا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور میرے بعد میرا بھائی' ہارون خلافت سنبھال لے گا اور میری اس لونڈی سے نکاح کرے گا تو حاضرین اس پر فدا ہو گئے اور اس کی درازی عمر کے لیے دعا کی پھر اس نے اپنے بھائی ہارون کو بلا کر جو واقعہ ہوا تھا اسے بتایا تو رشید نے اس بات سے پناہ مانگی اور ہادی نے اسے طلاق' عتاق' برہنہ پا' پیدل چل کر حج کرنے کی مغلظ قسمیں دیں کہ وہ اس سے نکاح نہ کرے اور اس نے اسے یہ حلف دے دیا اور اسی طرح اس نے لونڈی کو بھی قسمیں دیں تو اس نے بھی اسے حلف دے دیا اور وہ دو ماہ سے بھی کم عرصے میں فوت ہو گیا' پھر رشید نے اسے پیغام نکاح دیا تو اس نے کہا وہ قسمیں کیا ہوئیں جو میں نے اور تو نے اٹھائی تھیں؟ اس نے کہا میں اپنی اور تیری طرف سے کفارہ دے دوں گا' پس اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا حتیٰ کہ وہ اس کی گود میں سوتی تھی اور وہ اس خوف سے کہ وہ بے آرام نہ ہو حرکت نہیں کرتا تھا۔ ایک شب وہ سوئی ہوئی تھی کہ اچانک خوفزدہ ہو کر روتی ہوئی اٹھی تو اس نے اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین' میں نے اپنے اس خواب میں ہادی کو دیکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے:

''قبرستان کے ساکنین کی ہمسائیگی اختیار کر لینے کے بعد تو نے مجھ سے وعدہ خلافی کی ہے اور تو نے مجھے فراموش کر دیا ہے اور اپنی جھوٹی قسموں کو توڑ دیا ہے اور تو نے عہد شکنی کرتے ہوئے میرے بھائی سے نکاح کر لیا ہے جس نے تیرا نام غادر (عہد شکن) رکھا ہے اس نے سچ کہا ہے' میں بوسیدہ لوگوں میں ہو گیا ہوں اور میں گزشتہ مردوں میں شمار ہوتا ہوں' تجھے نیا دوست مبارک نہ ہو اور نہ گردشیں تجھ سے دور ہوں اور تو صبح سے قبل مجھ سے آملے' اور میں نے جہاں صبح جانا ہے چلا جاؤں''۔

رشید نے اسے کہا یہ پریشان خواب ہیں اس نے کہا یا امیر المومنین خدا کی قسم ہرگز نہیں یوں معلوم ہوتا ہے' یہ اشعار میرے دل پر لکھے ہوئے ہیں' پھر وہ مسلسل کانپتی رہی حتیٰ کہ صبح سے قبل فوت ہو گئی۔

Marfat.com

اور اسی سال رشید کی لونڈی ہیلانہ نے وفات پائی' رشید نے اسے ہیلانہ کا نام دیا کہ وہ اپنی گفتگو میں بکثرت ''ھی لانہ'' کا استعمال کرتی تھی' اصمعی نے بیان کیا ہے کہ وہ اس کا عاشق تھا اور اس سے قبل وہ خالد بن برمک کے پاس بھی ایک روز خلافت سے قبل رشید اس کے گھر گیا تو یہ اسے راستہ میں ملی اور کہنے لگی کیا تم میں ہمارا کوئی حصہ نہیں؟ اس نے کہا اس بات کی کیا سبیل ہے؟ اس نے کہا اس شیخ سے مجھے مانگ لو' پس اس نے اسے یحییٰ بن خالد سے مانگ لیا تو اس نے اسے دے دیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس کے ہاں تین سال رہی پھر فوت ہوگئی تو اسے اس پر شدید غم ہوا اور اس نے اس کا مرثیہ کہا اور اس کے بارے میں اس کے یہ اشعار ہیں: ؎

''جب انہوں نے مجھے مٹی میں چھپا دیا اور میرے سینے میں حسرت چکر لگانے لگی تو میں نے کہا جا خدا سے ملاقات کر مجھے تیرے بعد کوئی چیز خوش نہیں کرے گی''۔

اور عباس بن احنف نے اس کی موت کے بارے میں کہا: ؎

''اے وہ جس کی موت کی خوشخبری قبروں نے ایک دوسرے کو دی ہے' زمانے نے مجھے دکھ دینے کا قصد کیا تو اس نے تجھے تیر مارا میں انس کرنے والے کو تلاش کرتا ہوں اور مجھے اس جگہ کے سوا جہاں میں تجھے دیکھا کرتا تھا آنے جانے کے سوا کوئی مونس نہیں ملتا''۔

راوی بیان کرتا ہے' رشید نے اسے چالیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا یعنی ہر مصرعہ کے بدلے میں دس ہزار درہم' واللہ اعلم۔

۱۷۴ھ

اس سال شام میں دھڑے بندی اور اس کے باشندوں میں فساد پیدا ہوگیا اور اسی سال میں رشید نے یوسف بن قاضی ابو یوسف کو قاضی بنایا حالانکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اسی سال عبدالملک بن صالح نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بلاد روم میں داخل ہوگیا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور جب وہ مکہ کے نزدیک آیا تو اسے اطلاع ملی کہ مکہ میں وبا پڑی ہے' پس وہ مکہ میں داخل نہ ہوا حتیٰ کہ وقوف کے وقت اس نے وقوف کیا' پھر مزدلفہ پھر منیٰ آیا پھر مکہ میں داخل ہوا اور سعی وطواف کیا' پھر کوچ کر گیا اور مکہ میں نہ اترا۔

۱۷۵ھ

اس سال رشید نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد بن زبیدہ کو ولی عہد بنایا اور اس کا نام امین رکھا اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی اور اس بارے میں سلم الخاسر نے کہا: ؎

''جب اللہ تعالیٰ نے عمدہ اور خوبصورت لوگوں کے لیے بیت الخلافہ بنایا تو اس نے خلیفہ کو توفیق اور وہ اپنے اب وجد سے خلیفہ ہے اور دیکھنے سننے والے اس کے گواہ ہیں اور جن وانس نے ہدایت کے گہوارے میں محمد بن زبیدہ بنت جعفر کی

بیعت کی ہے اور رشید' عبداللہ مامون میں نجابت وحلم کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا قسم بخدا اس میں منصور کی دانشمندی' مہدی کی عبادت گزاری اور ہادی کی عزت نفس پائی جاتی ہے اور اگر میں اپنی طرف سے چوتھی بات کہنا چاہوں تو میں کہوں گا میں محمد بن زبیدہ کو مقدم کر رہا ہوں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ اپنی خواہش کا پیروکار ہے لیکن میں اس کے سوا کوئی طاقت نہیں رکھتا''۔ پھر وہ کہنے لگا:

مجھ پر رائے کا پہلو واضح ہو چکا ہے مگر میں اس معاملے میں جو زیادہ دانشمندانہ ہے مغلوب ہو چکا ہوں اور تھنوں سے دودھ نکال لینے کے بعد اسے کیسے تھنوں میں لوٹایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ وہ غنیمت بن جاتا ہے میں معاملے کے سدھرنے کے بعد اس کے پیچیدہ ہو جانے سے ڈرتا ہوں کہ جو بات پختہ ہو چکی ہے وہ بگڑ نہ جائے اور واقدی کے قول کے مطابق عبدالملک بن صالح نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور رشید نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اسی سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن دیلم کی طرف روانہ ہوا اور وہاں گشت کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شعوانہ عابدہ وزاہدہ:

یہ ایک سیاہ فام لونڈی تھی جو بہت عبادت گزار تھی اس سے بہت سی اچھی باتیں روایت کی گئی ہیں' حضرت فضیل بن عیاض نے اس سے دعا کی اپیل کی تو اس نے کہا کیا آپ کے اور اس کے درمیان ایک عہد نہیں' اگر آپ اس سے دعا کریں گے تو وہ آپ کی دعا کو قبول کرے گا تو حضرت فضیل نے رو کر سبکی لی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفہمی:

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ قیس بن رفاعہ کے غلام تھے اور وہ عبدالرحمٰن بن مسافر الفہمی کا غلام تھا اور لیث متفقہ طور پر دیار مصر کے امام تھے' آپ بلاد مصر میں قرقشندہ مقام پر ۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات اس سال کے شعبان میں ہوئی اور آپ نے دیار مصر میں پرورش پائی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ اصل میں قلقشندہ کے ہیں اور اس نے اسے دو لاموں کے ساتھ لکھا ہے جن سے دوسرا لام متحرک ہے اور اس نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ آپ اچھے ذہین تھے اور آپ نے مصر میں قضا کا محکمہ سنبھالا تو اس کے بعد لوگوں نے آپ کی ذہانت کی تعریف نہیں کی۔ آپ کی پیدائش ۱۲۴ھ میں ہوئی مگر یہ نہایت غریب قول ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ہر سال آپ کی املاک کی آمد پانچ ہزار دینار تھی اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ ہر سال آپ کی غلہ کی آمد ۸۰ ہزار دینار تھی اور آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی تھی آپ فقہ حدیث اور عربی زبان کے امام تھے' حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے مگر آپ کے اصحاب نے آپ کو ضائع کر دیا' امام مالک نے اپنی بیٹی کے سامان کے لیے آپ کی طرف ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ سے کچھ زرد رنگ ہدیۃً طلب کرے تو آپ نے ان کی طرف تیس بوجھ بھیج دیئے حضرت امام مالک نے اپنی ضرورت کے مطابق اسے استعمال کر لیا اور پانچ سو دینار کا اس سے فروخت کر دیا اور کچھ ان کے

Marfat.com

پاس بھی باقی بچا رہا' اور ایک دفعہ آپ نے حج کیا تو حضرت امام مالک نے آپ کو ایک بڑی طشتری ہدیۃً دی جس میں تازہ کھجوریں تھیں' پس آپ نے طشتری میں ایک ہزار دینار رکھ کر اسے واپس کر دیا اور اپنے علماء اصحاب میں سے ایک شخص کو ایک ہزار دینار کے قریب دیا کرتے تھے۔ اور آپ سمندر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسکندریہ کی طرف کشتی میں بیٹھ کر چلے جایا کرتے تھے اور آپ کا مطبخ بھی کشتی میں ہی ہوتا تھا' آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جس روز لیث فوت ہوئے انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا:

''لیث چلا گیا ہے اور اب تمہارے پاس کوئی لیث نہیں اور علم مسافر ہو کر چلا گیا ہے اور قبر میں دفن ہو گیا ہے''۔

المنذر بن عبداللہ المنذر القرشی:

مہدی نے آپ کو قضا کی پیش کش کی اور یہ کہ وہ آپ کو بیت المال سے ایک لاکھ درہم دے گا' آپ نے فرمایا میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ میں کسی چیز کا منتظم نہیں بنوں گا اور میں امیر المومنین کو اس بات سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ عہد شکنی کروں' مہدی نے آپ سے کہا اس پر اللہ گواہ ہے آپ نے فرمایا اللہ گواہ ہے اس نے کہا جاؤ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

۱۷۶ھ

اسی سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے بلاد دیلم میں ظہور کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہو گئے اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور ضلعوں اور شہروں سے لوگ اس کے پاس چلے گئے' جس سے رشید مضطرب ہو گیا اور اس کے معاملے سے گھبرا گیا پس اس نے فضل بن یحییٰ بن خالد بن برمک کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے جیل' ری' جرجان' طبرستان اور محومس وغیرہ اضلاع کا امیر امیر مقرر کر دیا' فضل بن یحییٰ بڑی نخوت کے ساتھ اس جانب روانہ ہو گیا اور ہر منزل پر رشید کے خطوط اور انواع واقسام کے تحائف اسے ملتے رہے اور رشید نے دیلم کے حکمران سے خط وکتابت کی کہ اگر وہ ان کی طرف یحییٰ کی روانگی کو آسان بنا دے تو وہ اسے ایک کروڑ درہم دینے کا وعدہ کرتا ہے اور فضل نے یحییٰ بن عبداللہ کو وعدے کرتے ہوئے اور تمنائیں اور امیدیں دلاتے ہوئے خط لکھا کہ اگر وہ اس کے پاس آ جائے تو وہ رشید کے ہاں اپنا عذر قائم کر لے گا' مگر یحییٰ نے کہا کہ جب تک رشید اسے اپنے ہاتھ سے پروانہ امان نہ لکھ دے وہ ان کے مقابلہ میں نہیں جائے گا' فضل نے رشید کو یہ بات لکھ بھیجی تو رشید خوش ہو گیا اور اسے بڑا موقع مل گیا اس نے اپنے ہاتھ سے پروانہ امان لکھا اور اس پر قضاۃ' فقہاء اور بنی ہاشم کے مشائخ کی گواہی ڈالی جن میں عبدالصمد بن علی بھی شامل تھا اور اس نے پروانہ امان بھیج دیا اور اس کے ساتھ ان کی طرف بہت سے تحائف اور انعامات بھی بھیجے تا کہ وہ سب اسے دے دیں پس انہوں نے ایسے ہی کیا اور پروانہ امان اس کے سپرد کیا وہ اسے بغداد لے آئے اور رشید نے اس سے ملاقات کی اور اس کا اکرام کیا اور اس کے عطیے کو بڑھا دیا اور آل برمک نے بھی اس کی بہت خدمت کی' حتیٰ کہ یحییٰ بن خالد کہا کرتا تھا کہ میں نے اور میرے بیٹوں نے دلوجان سے اس کی خدمت کی ہے اور اس کارنامے کی وجہ سے رشید کے ہاں فضل کا مرتبہ بہت بڑھ گیا کیونکہ اس نے فاطمیوں اور عباسیوں کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کی تھی اور

Marfat.com

اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ، فضل بن یحییٰ کی مدح کرتے ہوئے اور اس کے اس کارنامے پر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہتا ہے:

''تو کامیاب ہوگیا ہے پس وہ برمکی ہاتھ شل نہ ہو جس سے تو نے اس پھٹن کی اصلاح کردی ہے جو ہاشمیوں کے درمیان پائی تھی اور تو اس وقت کامیاب ہوا ہے جب اصلاح کرنے والے اس کے جڑنے سے درماندہ ہوگئے تھے، پس وہ رک گئے اور کہنے لگے یہ پھٹن جڑنے والی نہیں اور تیرے ہاتھ اس مشکل معاملہ کے حل کرنے میں کامیاب ہوگئے جس کی بزرگی کا تذکرہ اجتماعات میں باقی رہے گا اور جب بھی حصہ داروں کے تیر ملائے جائیں تو ہمیشہ ہی تمہارے لیے حکومت کا تیر کامیاب نکلے گا''۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ پھر رشید، یحییٰ بن عبداللہ بن حسن سے بگڑ گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے قید کردیا، پھر اسے طلب کیا اور اس کے پاس ہاشمیوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی اور اس نے وہ پروانہ امان حاضر کردیا جو اس نے بھیجا تھا اور رشید نے محمد بن حسن سے اس امان کے متعلق پوچھا کہ یہ صحیح ہے؟ اس نے کہا ہاں تو رشید اس سے ناراض ہوگیا اور ابوالبختری نے کہا یہ امان کوئی چیز نہیں اس کے بارے میں آپ جو چاہیں فیصلہ کریں اور اس نے پروانہ امان کو پھاڑ دیا اور ابوالبختری نے اس میں تھوک دیا اور رشید نے یحییٰ بن عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا جلدی کرو جلدی کرو، اور وہ ناراضگی سے متبسم تھا اور کہنے لگا لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے تجھے زہر دیا ہے، یحییٰ نے کہا یا امیر المومنین! ہم میں قرابتداری، رشتہ داری اور حق پایا جاتا ہے آپ مجھے کیوں عذاب دیتے اور قید کرتے ہیں؟ تو رشید کو اس پر ترس آ گیا اور بکار بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر نے درمیان میں حائل ہو کر کہا یا امیر المومنین اس کی یہ گفتگو آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، بلاشبہ یہ نافرمان اور پھوٹ ڈالنے والا ہے اور یہ اس کا مکروخبث ہے اس نے ہمارے شہر کو ہمارے خلاف بگاڑ دیا ہے اور اس میں نافرمانی کی ہے، یحییٰ نے اسے کہا اللہ تم کو برائی سے بچائے تم کون ہو؟ تیرے باپ نے میرے آباء اور اس شخص کے آباء کے ساتھ صرف مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے پھر یحییٰ نے کہا یا امیر المومنین! یہ شخص اس وقت میرے پاس آیا جب میرا بھائی محمد بن عبداللہ قتل ہوا اور کہنے لگا اللہ اس کے قاتل پر لعنت کرے اور اس نے مجھے اس کے بارے میں تقریباً بیس اشعار سنائے اور مجھے کہا اگر تو نے اس معاملے کی طرف حرکت کی تو میں سب سے پہلے تیری بیعت کروں گا اور مجھے بصرہ آنے میں کون سی رکاوٹ ہے جب کہ ہمارے ہاتھ تیرے ساتھ ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے رشید کا اور زیری کا چہرہ بدل گیا اور وہ انکار کرنے لگا اور مغلظ قسمیں کھانے لگا کہ یہ اس بارے میں جھوٹ کہہ رہا ہے اور رشید حیران رہ گیا۔ پھر اس نے یحییٰ سے کہا کیا تجھے مرثیہ میں سے کوئی شعر یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں، اس نے اس میں سے کچھ شعر اسے سنائے تو زبیری کے انکار میں اضافہ ہوگیا اور یحییٰ ابن عبداللہ نے اسے کہا تو کہہ اگر تو جھوٹا ہوا تو میں اللہ کی قوت اور طاقت سے بری ہوں گا اور اللہ مجھے اپنی قوت وطاقت کے سپرد کردے تو اس نے یہ حلف اٹھانے سے انکار کردیا پس رشید نے اسے قسم دی اور اس پر ناراض ہوا تو اس نے یہ قسم اٹھائی اور جونہی وہ رشید کے ہاں سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے فالج کردیا اور وہ اسی وقت مرگیا۔

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی بیوی نے اس کے چہرے کو تکیے سے ڈھانپ دیا اور اللہ نے اسے مار دیا۔

پھر رشید نے یحییٰ بن عبداللہ کو رہا کر دیا اور اسے ایک لاکھ دینار دیئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے دن کا کچھ حصہ قید رکھا اور بعض کا قول ہے کہ تین دن قید رکھا اور رشید کی طرف سے اسے بیت المال سے جو مال ملا وہ چار لاکھ دینار تھا اور وہ اس کے بعد ایک ماہ زندہ رہا پھر مر گیا۔

اور اس سال شام میں نزاریہ کے درمیان بڑا فتنہ پیدا ہوا اور وہ قیس' یمانیہ اور یمن تھے اور سب سے پہلے اس کا آغاز حوان کے دو قبیلوں قیس اور یمن سے ہوا اور اس وقت انہوں نے دوبارہ جاہلیت کی روش اختیار کر لی اور اس سال ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور رشید کی طرف سے تمام شام کا نائب اس کا عم زاد موسیٰ بن خلیل تھا اور بعض کا قول ہے کہ عبدالصمد بن علی تھا واللہ اعلم۔

اور خاص دمشق کا نائب منصور کا ایک غلام سندی بن سہیل تھا اور جب فتنہ بھڑکا تو اس نے اس خوف سے دمشق کی فصیل گرا دی کہ کہیں قیس کا سردار ابوالہیذام المزی اس پر غالب نہ ہو جائے اور یہ مزی بدصورت شخص تھا' جاحظ نے بیان کیا ہے کہ وہ چیزوں کو کرایہ پر دینے والے ملاح اور جولاہے کو قسم نہیں دیتا تھا اور کہتا تھا ان کی بات اصل بات ہے اور قلی اور معلم کتاب کے متعلق اللہ سے استخارہ کرتا تھا۔

اس نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی اور جب معاملہ بگڑ گیا تو رشید نے اپنی طرف سے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد کو بھیجا اور اس کے ساتھ جرنیل اور سرکردہ کاتب بھی تھے' پس انہوں نے لوگوں کے درمیان صلح کروا دی اور فتنہ تھم گیا اور رعیت کا معاملہ درست ہو گیا اور وہ فتنہ کے سرکردہ لوگوں کی جماعتوں کو رشید کے پاس لائے تو اس نے ان کا معاملہ یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دیا تو اس نے انہیں معاف کر دیا اور انہیں رہا کر دیا اور اس کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

''شام بھڑک اٹھا ہے جو بچے کے سر کو سفید کر دیتا ہے اور موسیٰ اپنے سواروں اور فوجوں کے ساتھ ان پر جا پڑا ہے اور شام ایک برکت سے مطیع ہو گیا ہے' یہ سخی ہر سخی سے سخاوت میں بڑھ گیا ہے' اسے اپنے باپ یحییٰ اور اس کے اجداد کی سخاوت آ لگی ہے اور موسیٰ بن یحییٰ نے قدیم وجدید مال سخاوت کر دیا ہے اور موسیٰ نے بزرگی کی چوٹی کو پا لیا ہے حالانکہ وہ اس کے گہوارے کی زائد چیز ہے میں نے اسے اپنی نثری مدح اور قصدہ میں خاص کر لیا ہے' وہ برامکہ کی شاخ میں سے ہے جو بہترین شاخ ہے اور وہ سب اشعار پر حاوی ہو گئے ہیں خواہ وہ بحر خفیف کے ہوں یا مدید کے''۔

اور اس سال رشید نے عنطریف بن عطا کو خراسان سے معزول کر دیا اور حمزہ بن المالک بن الہیثم خزاعی کو جس کا لقب عروس تھا اس کا امیر مقرر کیا اور اس نے اس پر جعفر عمر بن مہران کو نائب مقرر کیا اور وہ بدشکل لنجی ہتھیلیوں والا اور بھینگا تھا اور اسے اس کا نائب بنانے کا سبب یہ ہوا کہ اس کے نائب موسیٰ بن عیسیٰ نے رشید کو معزول کرنے کا عزم کیا ہوا تھا' رشید نے کہا خدا کی قسم میں اسے ضرور معزول کروں گا۔ اور سب سے خوبصورت آدمی کو اس کا والی مقرر کروں گا۔ سو اس نے اس عمر بن مہران کو بلایا اور اسے اس کے نائب جعفر بن یحییٰ برمکی کی طرف سے اس کا والی مقرر کیا۔ پس یہ ایک خچر پر مصر روانہ ہو گیا اور اس کا غلام ابوذرۃ

Marfat.com

دوسرے خچر پر سوار تھا اور یہ اسی حالت میں مصر میں داخل ہوا اور اس کے نائب موسیٰ بن عیسیٰ کی مجلس میں پہنچ گیا اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا جب لوگ چلے گئے تو موسیٰ بن عیسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے معلوم نہ تھا کہ یہ کون ہے اور پوچھنے لگا اے شیخ تجھے کوئی کام ہے؟ اس نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے پھر اس نے اسے خطوط دیئے اور جب اس نے انہیں پڑھا تو کہنے لگا تو عمر بن مہران ہے اس نے کہا ہاں' اس نے کہا اللہ فرعون پر لعنت کرے جب اس نے یہ کہا کہ کیا میرے لیے مصر کی حکومت نہیں؟ پھر اس نے عملداری کو اس کے سپرد کر دیا اور وہاں سے کوچ کر گیا اور عمر بن مہران اپنے کام میں لگ گیا اور وہ سونے چاندی اور فرنیچر کے سوا کوئی تحفہ قبول نہ کرتا تھا پھر وہ تحفہ پر تحفہ دینے والے کا نام لکھتا تھا پھر وہ خراج کا مطالبہ کرنے لگا اور اس کے مطالبے میں ان سے اصرار کرنے لگا اور بعض اس سے ٹال مٹول کرنے لگے تو اس نے قسم کھائی کہ کوئی شخص ٹال مٹول نہ کرے جو ہو چکا سو ہو چکا اور اس نے بہت سا خراج جمع کر لیا۔ اور جو کچھ وہ جمع کرتا اسے بغداد بھیج دیتا اور جو اس سے ٹال مٹول کرتا اسے بھی بغداد بھیج دیتا پس لوگوں نے اس کے ساتھ شائستگی اختیار کر لی پھر وہ ان کے پاس دوسری قسط کے لیے آیا تو بہت سے لوگ ادائیگی سے عاجز آ گئے اور جو تحائف انہوں نے اسے دیئے تھے وہ اس نے منگوا لیے اور اگر وہ نقد رقم ہوتی تو ان کی طرف ادا کر دیتا اور اگر گندم ہوتی تو اسے فروخت کر کے ان کی طرف سے ادائیگی کر دیتا اور اس نے انہیں کہا میں نے انہیں صرف تمہاری ضرورت کے وقت کے لیے سٹور کر رکھا ہے پھر اس نے دیار مصر کے تمام خراج کو وصول کر لیا اور اس سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا تھا' پھر وہ مصر سے واپس چلا گیا کیونکہ اس نے رشید پر شرط عائد کی تھی کہ جب وہ ملک کو ہموار کر دے گا اور خراج جمع کر لے گا تو یہ بات اس کی واپسی کی اجازت ہوگی۔

اور دیار مصر میں اس کے پاس کوئی فوج نہ تھی اور نہ ہی اس کے غلام ابوذرۃ کے سوا کوئی اور شخص موجود تھا وہی اس کا حاجب وہی اس کے احکام کا نفاذ کرنے والا تھا۔

اور اس سال عبدالرحمٰن بن عبدالملک نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور ایک قلعہ فتح کیا اور اس سال رشید کی بیوی زبیدہ نے اپنے بھائی کے ساتھ حج کیا اور رشید کا چچا سلیمان بن ابی جعفر منصور امیر حج تھا۔

اور اس سال ابراہیم بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس نے وفات پائی جو مصر کا امیر تھا اس نے شعبان میں وفات پائی اور ابراہیم بن ہرمہ نے بھی وفات پائی یہ ایک شاعر تھا' ابراہیم بن علی بن سلمہ بن عامر بن ہرمہ ابواسحاق النہری المدنی' جب اہل مدینہ نے منصور کے پاس وفد بھیجا تو یہ بھی اہل مدینہ کے وفد کے ساتھ منصور کے پاس گیا۔ پس یہ لوگ منصور کے پردے کے پیچھے بیٹھ گئے اور وہ اس کے پیچھے سے لوگوں کو دیکھتا تھا' اور یہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے اور ابوالخصیب حاجب کھڑے ہو کر کہتا یا امیر المومنین! یہ فلاں خطیب ہے' پس وہ اسے حکم دیتا اور وہ تقریر کرتا اور وہ کہتا یہ فلاں شاعر ہے تو وہ اسے حکم دیتا اور وہ اشعار سناتا' حتیٰ کہ ان کے آخر میں اس ہرمہ کی باری آئی تو میں نے اسے کہتے سنا خوش آمدید نہ ہو اور نہ اللہ تیرے ذریعے آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا میں مارا گیا پھر اس نے مجھے شعر سنانے کو کہا تو میں نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں میں نے کہا ہے:

''اس نے پہاڑی صبا کے چلنے کے وقت اپنے کپڑے اتار لیے اور جدا ہونے والے ساتھی کے قریب ہو گیا''۔

حتیٰ کہ میں اپنے اس شعر پر پہنچ گیا:

''اور جسے تو امان دے وہ ہلاکت سے امن میں آ جاتا ہے اور جسے تو گم کر دے وہ گم ہو جاتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے پردہ اٹھانے کا حکم دیا تو اس کا چہرہ پردۂ ماہ کی طرح تھا اور اس نے مجھ سے بقیہ قصیدہ سنانے کی فرمائش کی اور مجھے اپنے سامنے قریب آنے اور اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر کہنے لگا اے ابراہیم تو ہلاک ہو جائے اگر مجھے تیرے گناہوں کی اطلاع نہ ملتی تو میں تجھے تیرے اصحاب پر فضیلت دیتا۔ میں نے کہا یا امیر المومنین! میرا پردہ گناہ جس کے متعلق آپ کو اطلاع ملی ہے میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے چھڑی لے کر مجھے دو ضربیں لگائیں اور مجھے دس ہزار درہم اور خلعت دینے کا حکم دیا اور مجھے معاف کر دیا اور مجھے میرے ہمسروں کے شامل کر دیا اور جن باتوں کی وجہ سے منصور اس سے ناراض تھا' ان میں اس کا یہ قول بھی ہے کہ:

''اور مجھے کب تک ان کی محبت میں ملامت کی جائے گی' بلاشبہ میں بنی فاطمہ سے محبت کرتا ہوں اور وہ اس شخص کی بیٹی کے بیٹے ہیں جو محکمات' دین اور قائم رہنے والی سنت لے کر آیا ہے' پس میں ان کی محبت کی وجہ سے چرنے والے اونٹوں کی پرواہ نہیں کرتا''۔

اخفش نے بیان کیا ہے کہ ثعلب نے ہمیں بتایا کہ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ابن ہرمہ خاتم الشعراء ہے اور ابوالفرج ابن جوزی نے اس سال میں اس کی وفات بیان کی ہے اور اسی سال میں وکیع بن الجراح کے والد الجراح بن ملیح اور سعید بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جمیل ابوعبداللہ المدینی نے وفات پائی' سعید نے ۱۷ سال بغداد میں مہدی کی فوج کی قضاء سنبھالے رکھی' ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور اسی سال صالح بن بشر المری نے وفات پائی جو ایک عابد اور زاہد شخص تھا یہ بہت گریہ کرنے والا تھا اور آپ کی مجلس میں وعظ میں سفیان ثوری اور دوسرے علماء حاضر ہوتے تھے اور سفیان کہا کرتے تھے یہ قوم کا نذیر ہے' مہدی نے آپ کو اپنے پاس حاضر ہونے کے لیے بلایا تو آپ گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس گئے اور سوار ہونے کی حالت میں ہی خلیفہ کے قالین کے نزدیک پہنچ گئے تو خلیفہ نے اپنے بعد ولی عہد ہونے والے دونوں بیٹوں موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پاس جا کر آپ کو سواری سے اتاریں اور ان دونوں نے جلدی سے آپ کو اتارا تو صالح نے اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا اگر میں نے آج مداہنت کی اور حق کو کھول کر بیان نہ کیا تو میں ناکام و نامراد ہو جاؤں گا۔

پس آپ نے مہدی کی مجلس میں بڑا پُر اثر وعظ کیا حتیٰ کہ اسے رلا دیا پھر اسے کہنے لگے اس بات کو سمجھ لے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے جو شخص آپ کی مخالفت کرے گا' آپ اس سے جھگڑا کریں گے اور جس شخص کے محمد رسول اللہ ﷺ مخالف ہوں' اللہ تعالیٰ اس کا مخالف ہو گا۔ پس تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جھگڑنے کے لیے دلائل تیار کرے جو تیری نجات کے ضامن ہوں' بصورت دیگر اپنے آپ کو ہلاکت کے سپرد کر دے اور یہ بھی یاد رکھ' بچھڑے ہوئے لوگوں میں سے دیر سے اٹھنے والا اپنی بدعت کی خواہش کا بچھڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رکھ اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ ثابت قدم'

Marfat.com

کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے تمسک کرنے والا ہے اور آپ نے طویل گفتگو کی' پس مہدی رو پڑا اور اس نے اس گفتگو کو اپنے دواوین میں لکھنے کا حکم دیا۔

اور اسی سال عبدالملک بن محمد بن محمد بن ابی بکر عمرو بن حزم نے وفات پائی' آپ قاضی بن کر عراق آئے اور فرج بن فضالہ تنوخی حمصی رشید کی خلافت کے زمانے میں بغداد کے بیعت المال کا افسر تھا اس نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ پیدائش ۸۸ھ میں ہوئی اور وفات ۸۸ سال کی عمر میں ہوئی اور اس کے مناقب میں سے یہ بات بھی ہے کہ ایک روز منصور سنہری محل میں داخل ہوا تو فرج بن فضالہ کے سوا سب لوگ کھڑے ہو گئے' منصور نے ناراضگی سے آپ سے کہا آپ کیوں کھڑے نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا مجھے خوف پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں مجھ سے پوچھے گا اور آپ سے یہ بات پوچھے گا کہ آپ نے اس بات کو کیوں پسند کیا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے لیے کھڑے ہونے کو ناپسند کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ منصور رو پڑا اور آپ کو اپنا مقرب بنایا اور آپ کی ضروریات کو پورا کیا اور المیسب بن زہیر بن عمرو ابوسلمہ الضبی نے بھی اسی سال وفات پائی' یہ شخص منصور' مہدی اور رشید کے زمانے میں بغداد میں پولیس آفیسر تھا اور ایک دفعہ مہدی نے اسے خراسان کا امیر مقرر کیا۔ اس نے ۹۶ سال عمر پائی اور وضاح بن عبداللہ ابوعوانہ السری نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ روایت میں آئمہ مشائخ میں سے ہیں آپ نے اس سال وفات پائی' آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

۱۷۷ھ

اس سال رشید نے برمکی کو مصر سے معزول کر دیا اور اسحاق بن سلیمان کو اس کا امیر مقرر کیا اور حمزہ بن مالک کو خراسان سے معزول کر دیا اور فضل بن یحییٰ برمکی کو رمی اور بجستان وغیرہ عملداریوں کے ساتھ اس کا بھی امیر مقرر کر دیا۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے محرم کے آخر میں سخت آندھی اور تاریکی نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی اور اسی طرح اس سال کے صفر میں آخر میں بھی ہوا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال قاضی شریک بن عبداللہ کوفی نخعی نے وفات پائی' آپ نے ابواسحاق اور کئی دوسرے لوگوں سے سماع کیا اور آپ اپنے فیصلوں اور احکام کی تنفیذ میں قابل تعریف آدمی تھے اور آپ ناشتہ کئے بغیر فیصلے کے لیے نہیں بیٹھتے تھے پھر آپ اپنے پرندے کے ایک ورق نکالتے اور اس میں غور وفکر کرتے پھر جھگڑے کو اپنے آگے پیش کرنے کا حکم دیتے۔ آپ کے بعض اصحاب کو اس ورق میں جو کچھ لکھا تھا اس کے پڑھنے کی خواہش ہوتی تو اس میں لکھا تھا اے شریک بن عبداللہ پل صراط اور اس کی تیزی کو یاد کر اے شریک بن عبداللہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کو یاد کر آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ کے آغاز میں ہفتہ کے روز وفات پائی اور اسی سال عبدالواحد بن زید اور محمد بن اسلم اور موسیٰ بن اعین نے وفات پائی۔

Marfat.com

۱۷۸ھ

اس سال قیس اور قضاء کے صوفیہ کے گروہ نے مصر کے عامل اسحاق بن سلیمان پر حملہ کر دیا اور اس سے جنگ کی اور ایک عظیم فتنہ پیدا ہو گیا اور رشید نے فلسطین کے نائب ہرثمہ بن اعین کو بہت سے امراء کے ساتھ اسحاق کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ پس انہوں نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے اطاعت کا اعتراف کیا اور ان کے ذمے جو ٹیکس اور وظائف تھے انہوں نے ادا کئے اور اسحاق بن سلیمان کے عوض ہرثمہ تقریباً ایک ماہ تک مصر کا نائب رہا پھر رشید نے اسے معزول کر دیا اور عبدالملک بن صالح کو اس کا امیر مقرر کیا۔

اور اسی سال اہل افریقہ کے ایک گروہ نے حملہ کر کے فضل بن روح بن حاتم کو قتل کر دیا اور آل مہلب کے جو اشخاص بھی وہاں موجود تھے انہیں نکال دیا' پس رشید نے ہرثمہ کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو انہوں نے اس کے ہاتھ پر اطاعت کی طرف رجوع کر لیا اور اس سال رشید نے تمام امور خلافت کو یحییٰ بن خالد بن برمک کے سپرد کر دیا اور اس سال ولید بن طریف نے جزیرہ میں بغاوت کر دی اور وہاں حکمران بن گیا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا' پھر وہاں سے آرمینیا چلا گیا اور اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال فضل بن یحییٰ خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے وہاں اچھی سیرت اختیار کی اور وہاں خانقاہیں اور مساجد بنوائیں اور ماوراء النہر کے علاقے سے جنگ کی اور وہاں عجمیوں کی ایک فوج بنائی جس کا نام اس نے عباسیہ رکھا اور ان کو اپنا دوست بنایا اور وہ تقریباً پانچ لاکھ آدمی تھے اور اس نے ان میں سے بیس ہزار کو بغداد بھیج دیا جو وہاں پر کرمینیہ کے نام سے مشہور تھے اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ کہتا ہے:

فضل ایک ستارہ ہے جو جنگ کے وقت غروب نہیں ہوتا جب کہ ستارے غروب ہو جاتے ہیں وہ ایسے لوگوں کی بادشاہت کا حامی ہے جن کے تیر سفید ہیں اور ان کے ہاتھوں میں وراثتاً قرابتداری پائی جاتی ہے۔ ساقی حجاج کے بیٹوں کے احسان سے وہاں ایسی فوجیں بن گئی ہیں جنہیں ان کے سوا کسی سے کوئی کام نہیں' تو نے ہزاروں کی تعداد میں سے جنہیں تحریرات شمار نہیں کر سکتیں' پانچ سو کا نام لکھا ہے وہ ان لوگوں کی طرف سے جنگ کرتے ہیں جن کا نسب بیان کیا جائے تو وہ قرآن کی رو سے حضرت احمد کے زیادہ قریبی ہیں۔ بلاشبہ فضل بن یحییٰ خوبصورت اور سبز پتوں والا درخت ہے جو اپنے ہاتھوں کی سخاوت پر قائم رہتا ہے اور جس روز سے اس نے اپنا تہ بند مضبوطی سے باندھا ہے اس پر ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا مگر اس کی بخشش سے لوگ ماگدار ہو گئے ہیں' جنگ اور سخاوت کی کتنی ہی انتہاؤں کو اس نے طالبین کے لیے محفوظ کیا ہوا ہے جن کی وسعتوں سے پہلے ہی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے وہ اس وقت عقل عطا کرتا ہے جب وہ سخی کو عقل نہیں دیتا اور جب ہندی تلوار سونتی جائے تو وہ اچٹتی نہیں اور نہ رضامندی چاہتا ہے اور اللہ کی رضامندی اس کا مقصود ہے اور اسے ناراضگی بھی حق کے سوا کسی اور طرف دعوت نہیں دے سکتی۔ تیرے عطیات بہ پڑے ہیں حتیٰ کہ عام بارش اور سمندر کی موجیں بھی ان کی برابری نہیں کر سکتیں اور اس نے اس کے خراسان جانے سے قبل اسے یہ اشعار سنائے:

Marfat.com

کیا تجھے معلوم نہیں کہ آدم کے ہاتھ سے سخاوت گری اور فضل کی ہتھیلی میں آ گئی اور جب ابوالعباس کی بارش برستی ہے تو تیری موسلا دھاری کے کیا کہنے اور تیری بارش کے کیا کہنے۔

نیز اس نے کہا:

''جب بچے کی ماں کو بچے کی بھوک خوفزدہ کرتی ہے تو وہ اسے فضل کے نام سے پکارتی ہے تو بچہ محفوظ ہو جاتا ہے کہ وہ تیرے ذریعے اسلام کو زندہ کرے۔ بلاشبہ تو اس کی عزت ہے اور تو ایسے لوگوں میں سے جن کا بچہ ادھیڑ عمر کا ہوتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا' اسے ابن جریر نے بیان کیا ہے اور سلم الخاسر نے ان کے بارے میں کہا ہے:

تو اس گھر میں بھوک سے کیسے خوفزدہ ہو سکتا ہے جس کے پڑوس میں برمکی سمندر ہوں اور ان لوگوں میں فضل بن یحییٰ بھی ہے' وہ ایسا بگل ہے کہ کوئی بگل اس کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اسکے دو دن ہیں ایک سخاوت کا اور ایک جنگ کا اور زمانہ گویا ان دونوں کے درمیان اسیر ہے اور جب کوئی برمکی دس سال کا ہو جاتا ہے تو اس کا ارادہ امیر یا وزیر کا ہوتا ہے''۔

اور خراسان کے اس سفر میں فضل کو بہت سی عجیب اشیاء سے واسطہ پڑا' اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا جن میں کابل اور ماوراء النہر کے علاقے بھی ہیں اور اس نے ترکوں کے بادشاہ کو بھی مغلوب کیا جو بڑا طاقتور تھا اور اس نے بہت سے اموال دیئے پھر بغداد واپس لوٹ آیا اور جب وہ بغداد کے قریب آیا تو رشید اور سرکردہ لوگ اس کے استقبال کو نکلے اور شعراء اور خطباء اور بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آئے اور وہ ایک ایک کروڑ اور پانچ پانچ لاکھ دینے لگا اور اس نے اس دوران میں بہت سے اموال دیئے جن کا تکلیف ومشقت کے بغیر شمار کرنا ناممکن ہے اور ایک شاعر اس کے پاس آیا تو اس کے آگے تھیلیاں رکھی ہوئی تھیں جنہیں لوگوں میں تقسیم کیا جا رہا تھا اس نے کہا:

فضل بن یحییٰ بن خالد کو اللہ نے کفایت کی ہے اور اس کے ہاتھوں کی سخاوت نے ہر بخیل سے بخل کیا ہے۔

پس اس نے اسے بہت سا مال دینے کا حکم دیا اور اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور سلیمان بن راشد نے موسم سرما کی جنگ لڑی اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نائب مکہ نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

اور جعفر بن سلیمان' عنتر بن قاسم' عبدالملک بن محمد بن ابی بکر بن عمرو بن حزم قاضی بغداد نے اس سال وفات پائی اور رشید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں اسے دفن کیا گیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس سال سے پہلے سال فوت ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۷۹ھ

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان سے آیا اور اس نے ابن جمیل کو وہاں نائب مقرر کیا اور رشید نے منصور بن یزید بن منصور حمیری کو اس کا نائب مقرر کیا۔ اور اس سال رشید نے خالد بن برمک کو حجابت سے معزول کر دیا اور اسے فضل بن ربیع کو دوبارہ دے دیا اور اسی سال خراسان میں حمزہ بن اترک بجستانی نے خروج کیا' اس کے کچھ حالات ابھی بیان ہوں گے اور اسی سال ولید

Marfat.com

بن طریف الشاری جزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور اس کی قوت بڑھ گئی اور اس کے پیروکاروں میں بہت اضافہ ہو گیا۔ رشید نے اس کے مقابلہ میں یزید بن مزید شیبانی کو بھیجا تو اس نے اسے دھوکہ دے کر اسے قتل کر دیا اور اس کے اصحاب تتر بتر ہو گئے اور رفاعہ نے اپنے بھائی ولید بن طریف کے مرثیہ میں کہا:

''اے خابور کے درخت' تو کیوں سبز ہے گویا مجھے ابن طریف کا غم نہیں ہے وہ نوجوان صرف تقویٰ کے زاد کو پسند کرتا تھا اور مال میں سے صرف نیزوں اور تلواروں کو پسند کرتا تھا''۔

اور اس سال رشید اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے بغداد سے عمرہ کے لیے نکلا اور جب اس نے عمرہ کا ارادہ کر لیا تو مدینہ میں ٹھہر گیا حتیٰ کہ اس نے اس سال لوگوں کو حج کروایا اور مکہ سے منیٰ تک اور وہاں سے عرفات تک پیدل گیا اور سب مشاہد ومشاعر کو پیادہ پا چل کر دیکھا' پھر بصرہ کے راستے بغداد واپس آ گیا۔

اسماعیل بن محمد:

اس سال اسماعیل بن محمد نے وفات پائی' اسماعیل بن محمد بن یزید بن ربیعہ ابو ہاشم حمیری سید کے لقب سے ملقب تھا اور مشہور اور نامور شعراء میں سے تھا لیکن چھپا ہوا رافضی اور کمزور شیعہ تھا اور شراب نوش اور رجعت کا قائل تھا' ایک روز اس نے ایک شخص سے کہا مجھے ایک دینار قرض دے دو اور جب ہم دنیا کی طرف واپس آئیں گے تو تمہارے میرے پاس ایک سو دینار ہوں گے' اس شخص نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ تو کتا یا خنزیر بن کر واپس آئے گا اور میرے دینار ضائع ہو جائیں گے۔

خدا اس کا بھلا کرے یہ اپنے اشعار میں صحابہ کو سب وشتم کرتا تھا' اصمعی نے بیان کیا ہے اگر یہ ایسا نہ ہوتا تو اس کے طبقہ میں سے کسی کو اس پر مقدم نہ کرتا' خاص طور پر شیخین اور ان کے بیٹوں کو گالیاں دیتا تھا اور ابن جوزی نے اس کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں میں نے ان کی شفاعت کی وجہ سے انہیں درج کرنا پسند نہیں کیا' موت کے وقت اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اسے بڑی تکلیف ہوئی اور جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے صحابہ کو سب شتم کرنے کی وجہ سے دفن نہ کیا۔

حماد بن زید:

آپ ایک امام حدیث ہیں اور خالد بن عبداللہ ایک صالح آدمی تھا جو مسلمانوں کے سادات میں سے تھا' اس نے اللہ سے اپنی جان کو چار بار خریدا اور ہم نے مالک بن انس اور اوزاعی کے دوست الہقل بن زیاد اور ابوالاحوص کا التکمیل میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امام مالکؒ:

آپ سب سے مشہور اور ان آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے۔ مالک بن انس بن مالک بن عامر بن ابی عامر بن عمرو الحارث بن غیلان بن خشد بن عمرو الحارث اور ذواصبح حمیری تھا' ابوعبداللہ المدنی' آپ اپنے زمانے کے امام دارالہجرت ہیں' حضرت امام مالکؒ نے کئی تابعین سے روایت کی ہے اور آپ سے بہت سے آئمہ نے روایت کی ہے جن میں دونوں سفیان' شعبہ' ابن المبارک' اوزاعی' ابن مہدی' ابن جریج' لیث' شافعی اور ان کے شیخ زہری اور ان کے شیخ یحییٰ بن سعید انصاری' یحییٰ بن سعید القطان' یحییٰ بن یحییٰ اندلسی اور یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری شامل ہیں۔

Marfat.com

امام بخاری نے فرمایا ہے کہ اسانید میں سب سے صحیح سند مالک عن نافع عن ابن عمر ہے اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ آپ رجال کے اشعار میں بہت سخت تھے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ امام مالک نے ابوامیہ کے سوا جس شخص سے بھی روایت کی ہے وہ ثقہ ہے اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے آپ نافع اور زہری کے اصحاب کو بہت جاننے والے ہیں اور امام شافعی نے فرمایا جب حدیث آجائے تو مالک اس کی اصل ہے' نیز فرمایا جو حدیث سیکھنا چاہے وہ امام مالک کا محتاج ہے اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں اور اس مقام پر آئمہ نے آپ کی جو تعریف کی ہے وہ بھی حد وشمار سے باہر ہے۔

ابومعصب نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام مالک کو بیان کرتے سنا ہے میں نے اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر آدمیوں نے میرے لیے گواہی نہیں دی کہ میں اس کا اہل ہوں اور آپ جب حدیث بیان کرنا چاہتے تو صاف ستھرے ہو جاتے اور خوشبو لگاتے اور داڑھی کو کنگھا کرتے اور خوبصورت لباس زیب تن کرتے اور آپ کی انگوٹھی کا نقش ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' تھا اور آپ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہتے اور آپ کے گھر میں انواع واقسام کے قالین بچھے ہوئے تھے اور محمد بن عبداللہ بن حسن کے خروج کے وقت اپنے گھر میں ہی رہے اور اس سے جدا نہ ہوئے اور کسی کے پاس تعزیت اور مبارکباد کے لیے نہ آتے تھے اور نہ جمعہ اور جماعت کے لیے باہر نکلتے اور فرماتے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے سب لوگ اسے نہیں جانتے اور نہ ہر شخص عذر کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ' پھر فرمانے لگے للہ الامر من قبل ومن بعد' پھر ۱۴ صفر کی رات کو آپ وفات پا گئے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات اس سال کے ربیع الاول میں ہوئی۔ آپ کی عمر ۸۵ سال تھی۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ستر سال تھی اور آپ بقیع میں دفن ہوئے ہیں۔

اور ترمذی نے عن سفیان بن عیینہ عن ابی جریج عن ابی الزبیر عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ روایت کی ہے کہ قریب ہے کہ لوگ علم کی تلاش میں اونٹوں پر سفر کریں مگر وہ مدینہ کے عالم سے کسی کو بڑا عالم نہیں پائیں گے۔ پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور ابن عیینہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت امام مالک بن انس ہیں اور یہی بات عبدالرزاق نے بیان کی ہے اور ابن عیینہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد عبداللہ العمری ہیں اور ابن خلکان نے الوفیات میں ان کے طویل حالات بیان کیے ہیں اور بہت سے فوائد بیان کیے ہیں۔

۱۸۰ھ

اس سال شام میں نزاریہ اور یمن کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا جس سے رشید پریشان ہو گیا اور اس نے جعفر برمکی کو امراء کی ایک جماعت اور افواج کے ساتھ شام کی طرف بھیجا وہ شام آیا تو لوگ اس کے مطیع ہو گئے اور جعفر نے شام میں کوئی گھوڑا' کوئی تلوار اور کوئی نیزہ نہ چھوڑا اور سب کو ان سے چھین لیا اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور اس بارے میں شاعر کہتا ہے:

Marfat.com

شام میں فتنہ کی آگ بھڑکائی گئی ہے اور شام کی آگ بجھانے کا وقت ہے۔ جب آل برمک کے سمندر کی موجوں نے اس پر جوش مارا تو اس کے شعلے اور شرارے بجھ گئے۔ امیر المومنین نے جعفر کے ذریعے اسے تیر مارا جس سے اس کے شگاف کی تلافی ہوگئی۔ اس نے مبارک خیال بزرگ کے اسے تیر مارا جسے شام کے نزاریوں اور قحطانیوں نے پسند کیا۔

پھر جعفر، شام پر عیسیٰ کو نائب مقرر کرنے کے بعد بغداد واپس آ گیا اور جب وہ رشید کے پاس آیا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اسے اپنا مقرب بنایا اور جعفر شام میں تنہائی کی وجہ سے اپنی طبیعت کے انقباضی کا بکثرت ذکر کرنے لگا اور اس خدا کا شکر ادا کرنے لگا جس نے امیر المومنین کی طرف اس کی واپسی اور اس کے چہرے کی دید کا احسان کیا اور اس سال رشید نے جعفر کو خراسان اور بجستان کا امیر مقرر کیا اور اس نے محمد بن حسن بن قحطبہ کو اس کا عامل مقرر کر دیا۔ پھر رشید نے بیس راتوں کے بعد جعفر کو خراسان سے معزول کر دیا اور اس سال رشید نے خوارج کی کثرت کے سبب موصل کی فصیل گرا دی اور رشید نے جعفر کو محافظوں کا امیر مقرر کیا اور رشید رقہ میں فروکش ہوا اور اسے وطن بنا لیا اور بغداد پر اپنے بیٹے امین محمد کو نائب مقرر کیا، نیز اسے عراقین کا بھی حاکم بنا دیا اور ہرثمہ کو افریقہ سے معزول کر دیا اور اسے بغداد بلا لیا اور جعفر نے اسے محافظوں کا نائب مقرر کیا اور اس سال مصر میں شدید زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے مینار کی چوٹی گر پڑی اور اس سال جزیرہ میں خراشہ شیبانی نے خروج کیا اور مسلم بن بکار بن مسلم عقیلی نے اسے قتل کر دیا اور اس سال جرجان میں ایک پارٹی نمودار ہوئی جسے المحمرۃ کہا جاتا تھا وہ سرخ لباس پہنتے تھے اور انہوں نے ایک شخص کی اتباع کی جسے عمرو بن محمد العمر کہا جاتا تھا اور وہ زندقت کی طرف منسوب تھا۔ پس رشید نے اسے قتل کا حکم بھیجا اور وہ قتل ہو گیا اور اس وقت اللہ نے ان کے فتنہ کی آگ کو سرد کر دیا اور اس سال زفر بن عاصم نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری:

آپ اہل مدینہ کے قاری اور بغداد میں علی بن مہدی کے مؤدب تھے اور علی بن مہدی نے بھی اسی سال وفات پائی اور اس نے کئی بار حج کی امارت سنبھالی اور وہ رشید سے کچھ مہینے زیادہ عمر کا تھا۔

حسان بن ابی سنان:

ابن ابی اوفی بن عوف التنوخی الانباری، آپ ۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت انس بن مالک کو دیکھا اور انہوں نے آپ کی لیے دعا کی اور آپ کی نسل سے قضاۃ، وزراء اور صحابہؓ سے ہوئے اور آپ نے اموی اور عباسی دونوں حکومتوں کا زمانہ پایا آپ عیسائی تھے، پھر مسلمان ہو گئے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور آپ عربی، فارسی اور سریانی زبانوں میں لکھتے تھے اور جب سفاح نے ربیعہ کو انبار کا امیر مقرر کیا تو آپ اس کے حضور کتب کا عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے اور اس سال ایک ثقہ شخص عبدالوارث بن سعید البیروتی نے بھی وفات پائی۔

عافیہ بن یزید:

ابن قیس اور ابن علاثہ' آپ بغداد کی مشرقی جانب مہدی کے قاضی تھے اور دونوں رصافہ کی مسجد میں فیصلے کیا کرتے تھے اور عافیہ' عابد' زاہد اور متقی شخص تھے۔ ایک روز آپ دوپہر کے وقت مہدی کے ہاں گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین مجھے معاف فرمایئے' مہدی نے آپ سے کہا' میں کیوں آپ کو معاف کروں؟ کیا کسی امیر نے آپ پر اعتراض کیا ہے؟ آپ نے اسے کہا نہیں بلکہ میرے پاس دو آدمیوں کا جھگڑا ہے اور ان دونوں میں سے ایک تازہ مشک کی طرف گیا معلوم ہوتا ہے اس نے سنا ہے کہ میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس نے مجھے اس کا ایک تھال تحفۃً دیا جو امیر المومنین ہی کے لائق ہے اور میں نے اسے واپس کر دیا ہے اور جب ہم نے صبح کی اور ہم فیصلے کے لیے بیٹھے تو وہ دونوں میرے قلب ونظر میں برابر نہ تھے بلکہ میرا دل ان میں سے تحفہ دینے والے کی طرف مائل ہو گیا حالانکہ جو اس نے تحفہ دیا تھا میں نے اسے قبول نہیں کیا پس اگر میں اسے قبول کر لیتا تو کیا حال ہوتا؟ مجھے معاف فرمایئے' اللہ آپ کو معاف فرمائے گا تو اس نے آپ کو معاف کر دیا۔

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس تھا اور عافیہ بھی اس کے پاس تھے اور اس نے آپ کو اس لیے بلایا تھا کہ کچھ لوگوں نے آپ کے خلاف اس سے مدد مانگی تھی اور رشید جو کچھ ان کے بارے میں اعتراضات تھے بیان کرنے لگا اور جو کچھ وہ آپ سے پوچھتا' آپ اس کا جواب دینے لگے' مجلس لمبی ہو گئی تو خلیفہ نے چھینک ماری اور لوگوں نے اسے یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ تو نے الحمد للہ نہیں کہا اور آپ نے اس بارے میں حدیث سے حجت پکڑی تو رشید نے آپ سے کہا' اپنے کام پر واپس چلے جایئے جو کچھ آپ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے خدا کی قسم! آپ وہ نہیں کر سکتے آپ نے اس چھینک میں مجھ سے چشم پوشی نہیں کی جس میں میں نے الحمد للہ نہیں کہا' پھر اس نے آپ کو نہایت احسن رنگ میں آپ کی حکومت کی طرف بھیج دیا۔

سیبویہ:

آپ نحویوں کے امام ہیں اور آپ کا نام عمرو بن عثمان بن قنبر ابو بشر ہے اور آپ سیبویہ کے نام سے مشہور ہیں اور بنی حارث بن کعب کے غلام ہیں اور بعض کا قول ہے' آپ آل ربیع بن زیاد کے غلام ہیں اور آپ کو سیبویہ اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کی ماں آپ کو اوپر نیچے کرتی تھی اور یہ لفظ آپ کو کہتی تھی اور سیبویہ کے معنی سیب کی خوشبو کے ہیں آپ شروع شروع میں اہل حدیث اور فقہاء کی صحبت میں بیٹھے تھے اور حماد بن مسلمہ سے لکھوانے کی درخواست کرتے تھے' ایک روز اس نے اعراب کی غلطی کی تو آپ نے اس کے قول کو رد کر دیا جسے اس نے برا محسوس کیا تو آپ خلیل بن احمد کے ساتھ ہو گئے اور نحو میں مہارت حاصل کی اور بغداد آ کر کسائی سے مناظرہ کیا اور سیبویہ خوبصورت اور صاف ستھرے نوجوان تھے' آپ نے ہر علم سے کسی سبب سے محبت کی اور باوجود نوعمر ہونے کے ہر اہل ادب سے حصہ لیا اور آپ نے نحو میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کے مقام کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اور آپ کے بعد نحویوں کے آئمہ نے اس کی شروح لکھی ہیں' پس وہ اس کے سمندر کی گہرائیوں میں ڈوب گئے اور انہوں نے اس سے موتی نکالے' حالانکہ وہ اس کی تہ تک نہیں پہنچے اور ثعلب کا خیال ہے کہ آپ نے اسے اکیلے تصنیف نہیں کیا بلکہ اس کی تصنیف میں

Marfat.com

تقریباً چالیس اشخاص نے آپ کی مدد کی ہے اور آپ بھی ان میں شامل تھے اور وہ کتاب اصول الخلیل ہے اور سیبویہ نے اسے اپنی طرف منسوب کرلیا اور السیرانی نے اسے طبقات النحاۃ میں مستبعد قرار دیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ سیبویہ نے ابوالخطاب اور اخفش وغیرہ سے لغات کو سیکھا ہے اور سیبویہ بیان کیا کرتے تھے' سعید بن ابی العروبہ اور العروبہ جمعہ کا دن ہے اور آپ کہا کرتے تھے جو شخص عروبہ کہے گا وہ غلطی کرے گا اس بات کا ذکر یونس سے ہوا تو اس نے کہا خدا اس کا بھلا کرے اس نے ٹھیک کہا ہے اور آپ خراسان کی طرف کوچ کر گئے تا طلحہ بن طاہر کے ہاں رتبہ حاصل کریں وہ نحو کو پسند کرتا تھا پس آپ کو وہاں مرض لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے موت کے وقت بطور مثال یہ اشعار پڑھے: ؎

''وہ دنیا کی امید کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے باقی رہے اور امید کرنے والا ہے پہلے ہی مرجاتا ہے' وہ کھجور کے پودے کی پرورش کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے باقی رہے' کھجور کا پودا تو زندہ رہتا ہے اور آدمی مرجاتا ہے''۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بھائی کی گود میں اپنا سر رکھا تو آپ کے بھائی کی آنکھیں آشکبار ہوگئیں آپ کو ہوش آیا تو آپ نے اسے روتے دیکھا تو فرمایا: ؎

''ہم سب اکٹھے تھے زمانے نے مدت دراز تک ہم میں جدائی ڈال دی ہے زمانے سے کون محفوظ ہے''۔

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۳۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عفیرہ عابدہ:

آپ بہت غمخوار اور بہت گریہ کرنے والی تھیں' آپ کا ایک قرابتدار سفر سے آیا تو آپ رونے لگیں آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ کہنے لگیں اس نوجوان کی آمد نے مجھے اللہ کے حضور پیش ہونے کا دن یاد کرادیا ہے۔ پس کوئی خوش ہوگا اور کوئی ہلاک شدہ ہوگا اور اس سال حضرت امام شافعی کے شاگرد شیخ مسلم بن خالد زنگی نے وفات پائی' آپ مکی تھے اور آپ کے سوء حفظ کی وجہ سے آپ کے متعلق لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔

۱۸۱ھ

اس سال رشید نے بلاد روم سے جنگ کی اور صفصاف نام قلعہ کو فتح کرلیا اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ نے کہا: ؎

''بلاشبہ امیر المومنین انصاف پسند ہیں آپ نے صفصاف کو چٹیل میدان کر چھوڑا ہے''۔

اور اس سال عبدالملک بن صالح نے بلاد روم سے جنگ کی اور انقرہ تک پہنچ گیا اور مطمورہ کو فتح کرلیا اور اس سال الحمرہ جرجان پر مغلب ہوگئے اور اس سال رشید نے حکم دیا کہ خطوط و پیغامات کے شروع میں اللہ کی ثناء کے بعد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود لکھا جائے اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور منیٰ سے مکہ جانے میں جلدی کی اور یحییٰ بن خالد نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے امارت سے معاف کرے تو اس نے معاف کردیا اور یحییٰ نے مکہ میں اقامت اختیار کرلی۔

حسن بن قحطبہ:

اکابر علماء میں سے تھا اور حمزہ بن مالک نے رشید کے زمانے میں خراسان کی امارت سنبھالی اور ابن خلیفہ شیخ حسن بن عرفہ کو سو سال کی عمر میں نائب مقرر کیا۔

حضرت عبداللہ بن المبارک:

ابوعبدالرحمٰن المروزیؒ آپ کا باپ ترکی تھا جو اہل ہمذان کے بنی حنظلہ میں سے نجار کے کسی شخص کا غلام تھا اور ابن المبارک جب ہمذان آتے تو اپنے آقا کے بچوں سے حسن سلوک کرتے' آپ کی ماں خوارزم کی رہنے والی تھی' آپ کی پیدائش ۱۱۸ھ میں ہوئی اور آپ نے اسماعیل بن خالد' اعمش' ہشام بن عروہ اور حمید الطویل وغیرہ تابعین کے آئمہ سے سماع کیا اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے آپ حفظ' فقہ' عربی' زہد' سخاوت' شجاعت اور شعر سے موصوف تھے۔ آپ کی تصانیف بہت اچھی ہیں اور آپ کے اشعار بھی بہت اچھے ہیں جن میں بہت سی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ آپ بکثرت جنگیں اور حج کرتے تھے اور آپ کا رأس المال تقریباً چار لاکھ تھا جو گردش کرتا رہتا تھا اور آپ اس سے شہروں میں تجارت کرتے تھے اور جہاں آپ کی ملاقات کسی عالم سے ہوتی' آپ اس سے حسن سلوک کرتے اور ہر سال آپ کی کمائی ایک لاکھ سے بڑھ جاتی اور آپ اس ساری کمائی کو عباد و زہاد اور علماء پر خرچ کر دیتے اور بسا اوقات اپنے رأس المال سے بھی خرچ کر دیتے۔

سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے آپ کے اور آپ کے اصحاب کے معاملے میں غور کیا تو میں نے انہیں آپ سے صرف رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں افضل پایا اور اسماعیل بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ روئے زمین پر آپ کی مانند کوئی شخص نہیں اور میں بھلائی کی کوئی ایسی خصلت نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ نے ابن المبارک میں نہ رکھی ہو اور میرے اصحاب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مصر سے مکہ تک آپ کی صحبت اختیار کی۔ آپ ان کو حلوہ کھلاتے تھے اور خود سارا عرصہ روزہ دار رہتے تھے' ایک دفعہ آپ رقہ آئے جہاں ہارون الرشید بھی مقیم تھا اور جب آپ رقہ میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور اژدہام کر لیا اور رشید کی ام ولد نے وہاں کے محل سے دیکھا تو کہنے لگی لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ اسے بتایا گیا کہ خراسان کے علماء میں سے ایک شخص آیا ہے جسے عبداللہ بن المبارک کہا جاتا ہے اور لوگ اس کی طرف دوڑ گئے ہیں تو عورت کہنے لگی یہ اصل بادشاہ ہے' ہارون الرشید بادشاہ نہیں جو لوگوں کو کوڑوں' لاٹھیوں' دھمکیوں اور رغبتوں سے اپنے پاس اکٹھا کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ حج کو نکلے تو ایک شہر سے نکلے' ان کے پاس ایک پرندہ تھا جو مر گیا تو آپ نے وہاں پر ایک کوڑی پر اسے پھینک دینے کا حکم دیا اور آپ کے اصحاب آپ کے آگے آگے چلنے لگے اور آپ ان سے پیچھے رہ گئے اور جب آپ اس کوڑی کے پاس سے گزرے تو اچانک ایک لڑکی ایک نزدیکی گھر سے باہر نکلی اور اس نے اس مردہ پرندے کو لے کر لپیٹ لیا' پھر جلدی سے گھر کی طرف چلی گئی۔ آپ نے آ کر اس لڑکی سے اس کا حال پوچھا اور اس کے مردہ پرندے کو لینے کی بابت بھی پوچھا تو وہ کہنے لگی یہاں میں اور میرا بھائی رہتے ہیں اور ہمارے پاس اس چادر کے سوا اور کئی چیز نہیں اور ہماری خوراک وہی ہے جو اس کوڑی پر پھینکی

Marfat.com

جاتی ہے اور کئی روز سے ہمارے لیے مردار کھانا جائز ہو چکا ہے اور ہمارے باپ کا مال تھا۔ اس پر ظلم ہوا اور اس کا مال چھین لیا گیا اور اسے قتل کر دیا تھا' حضرت ابن المبارک نے بوجھوں کو واپس لانے کا حکم دیا اور اپنے وکیل سے فرمایا تمہارے پاس کتنا خرچ ہے اس نے کہا ایک ہزار دینار آپ نے فرمایا اس سے بیس دینار گن لو' ہمیں مرو تک کافی ہوں گے اور اس لڑکی کو دے دو یہ ہمارے اس سال کے حج سے افضل کام ہے' پھر آپ واپس آ گئے۔

اور آپ جب حج کا ارادہ کرتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے تم میں سے جو شخص اس سال حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنا خرچ میرے پاس لے آئے تا کہ میں اسے اس پر خرچ کروں اور آپ ان سے ان کا خرچ لے لیتے اور ہر تھیلی پر اس کے مالک کا نام لکھ دیتے اور ان تھیلیوں کو ایک صندوق میں جمع کر دیتے۔ پھر ان کے اخراجات اور سواریوں سے زیادہ ان پر خرچ کرتے اور ان سے حسن اخلاق سے پیش آتے اور ان کے لیے آسانیاں مہیا کرتے اور جب وہ اپنا اپنا حج ادا کر لیتے تو انہیں فرماتے کیا تمہارے اہل نے تمہیں کسی تحفہ کی وصیت کی ہے اور آپ ان میں سے ہر ایک کے لیے وہ مکی اور یمنی وغیرہ تحائف خریدتے جس کی وصیت ان کے اہل نے انہیں کی ہوتی اور جب وہ مدینہ آتے تو آپ وہاں ان کے لیے مدنی تحائف خریدتے اور جب وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹتے تو آپ راستے ہی سے ان کے گھروں میں اتنی رقم بھیج دیتے جن سے وہ گھر ٹھیک ٹھاک ہو جاتے اور ان کے دروازوں کو سفیدی ہو جاتی اور اس کی مرمت ہو جاتی اور جب وہ شہر میں پہنچ جاتے تو آپ اس کی آمد کے بعد ایک دعوت کرتے اور وہ کھاتے اور آپ انہیں پوشاکیں دیتے۔ پھر آپ اس صندوق کو منگواتے اور اسے کھولتے اور اس سے وہ تھیلیاں نکالتے' پھر انہیں قسم دیتے کہ ان میں سے ہر ایک اپنا وہ خرچ لے لے جس پر اس کا نام ہے' پس وہ خرچ لے لیتے اور اپنے اپنے گھروں کو شکریہ ادا کرتے ہوئے اور تعریف کرتے ہوئے واپس چلے جاتے اور آپ کا توشہ دان ایک اونٹ پر لادا جاتا اور اس میں انواع واقسام کے کھانے یعنی گوشت' مرغ اور مٹھائیاں وغیرہ ہوتے پھر آپ لوگوں کو کھلاتے اور خود اس شدید گرمی میں سارا عرصہ روزہ دار رہتے۔

ایک دفعہ ایک سائل نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اسے ایک درہم دیا تو آپ کے ایک ساتھی نے آپ سے کہا یہ بھنا ہوا گوشت اور فالودہ کھاتے ہیں اور اسے ایک ٹکڑا ہی کافی ہے۔ آپ نے کہا خدا کی قسم! میرا خیال تھا کہ یہ سبزیاں اور روٹی کھاتا ہے اور جب وہ فالودہ اور بھنا ہوا گوشت کھاتا ہے تو بلاشبہ اسے ایک درہم کافی نہ ہوگا پھر آپ نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ اسے واپس لا کر اسے دس درہم دو۔ آپ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔

ابوعمر بن عبدالبر نے بیان کیا ہے علماء نے آپ کی قبولیت' جلالت' امامت اور عدالت پر اتفاق کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن المبارک نے اس سال کے رمضان میں ہیت مقام پر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مفضل بن فضالہ:

آپ نے دو دفعہ مصر کی قضاء سنبھالی' آپ دیندار اور ثقہ آدمی تھے' آپ نے اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ سے امید کو دور کر دے تو اللہ نے اسے دور کر دیا' اس کے بعد آپ کی زندگی خوشگوار نہ رہی اور نہ دنیا کی کوئی چیز آپ کو اچھی لگی۔ پھر آپ نے اللہ

Marfat.com

سے دعا کی کہ وہ امید کو آپ کے پاس واپس کر دے تو آپ اپنے پہلے حال کی طرف لوٹ آئے۔

یعقوب تائب:

آپ کوفہ کے عابد ہیں۔ علی بن موفق نے بحوالہ منصور بن عمار بیان کیا ہے کہ ایک شب میں باہر نکلا اور میرا خیال تھا کہ صبح ہوگئی ہے حالانکہ ابھی رات ہی تھی سو میں باب صغیر کے پاس بیٹھ گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان رو رہا ہے اور کہتا ہے تیرے عزت وجلال کی قسم' میں نے تیری نافرمانی اور مخالفت کرنے کا ارادہ نہیں کیا' لیکن میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا اور میری بدبختی مجھ پر غالب آ گئی ہے اور تیرے اس پردے نے مجھے دھوکہ دیا ہے جو مجھ پر لٹکا ہوا ہے' اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اور اگر تو نے مجھ سے اپنا تعلق توڑ لیا تو میں کس سے تعلق پیدا کروں گا؟ میرے ان ایام پر افسوس ہے جو میرے رب کی معصیت میں گزرے ہیں' ہائے میری ہلاکت' میں کتنی بار توبہ کروں گا اور کتنی بار واپس آؤں گا' حالانکہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں اپنے رب سے شرم محسوس کروں۔

منصور کا بیان ہے کہ میں نے کہا:

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَاالنَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَايُؤْمَرُوْنَ﴾.

''اے لوگ! جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت فرشتے مقرر ہیں جو اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے سخت حرکت اور آواز سنی اور میں اپنے کام کو چلا گیا اور جب میں واپس آیا تو اس دروازے کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے' میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو وہی نوجوان تھا جو اس آیت کو سن کر مر گیا تھا۔

۱۸۲ھ

اس سال رشید نے اپنے بیٹے عبداللہ مامون کے لیے اس کے بھائی محمد امین بن زبیدہ کے بعد ولی عہدی کی بیعت لی اور یہ واقعہ اس کی حج سے واپسی کے بعد رقہ میں ہوا اور اس نے اپنے بیٹے مامون کو جعفر بن یحییٰ برمکی کے ساتھ لگا دیا اور اس نے اسے بغداد بھیج دیا اور رشید کے اہل کی ایک جماعت بھی اس کی خدمت کے لیے اس کے ساتھ تھی اور اس نے اسے خراسان اور اس کے ملحقہ علاقوں کا امیر بنا دیا اور اس کا نام مامون رکھا اور اس سال یحییٰ بن خالد برمکی مکہ کی مجاورت چھوڑ کر بغداد واپس آ گیا اور عبدالرحمٰن' عبدالملک بن صالح نے اس سال موسم گرما کی جنگ لڑی اور اصحاب کہف کے شہر تک پہنچ گیا اور اسی سال رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اور اس کی ماں رینی کو اپنا بادشاہ بنا گیا' جس نے اغطہ کا لقب اختیار

Marfat.com

کرلیا اور موسیٰ بن عیسیٰ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن عیاش حمصی' جو شامی آئمہ میں سے ایک مشہور امام ہیں' نے اس سال وفات پائی اور اس بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے اور مشہور شاعر مروان بن ابی حفصہ جو خلفاء اور برامکہ کی مدح کرتا تھا اس نے بھی وفات پائی۔

معن بن زائدہ:

معن نے بہت سے اموال حاصل کئے اس کے باوجود وہ سب لوگوں سے بڑھ کر بخیل تھا اور اپنے بخل کی وجہ سے گوشت نہیں کھاتا تھا اور نہ اپنے گھر میں چراغ جلاتا تھا اور صرف کھردرے اور موٹے بالوں کے کپڑے پہنتا تھا اور مسلم الخاسر اس کا رفیق تھا۔ جب وہ دارالخلافت کی طرف جاتا تو ٹٹو پر جاتا اور ایک ہزار دینار کی قیمت کے برابر حلہ پہنتا اور خوشبو اس کے کپڑوں سے مہکتی اور یہ نہایت بری حالت میں آتا' ایک روز یہ مہدی کے پاس گیا تو اس کے اہل کی ایک عورت نے کہا اگر خلیفہ تجھے کچھ دے تو اس سے نصف مجھے دینا' اس نے کہا اگر اس نے مجھے ایک لاکھ درہم دیا تو ایک درہم تمہارا ہوا۔ پس اس نے اسے ساٹھ لاکھ درہم دیئے تو اس نے اس عورت کو چار دانق [1] دیئے۔ اس نے اس سال بغداد میں وفات پائی اور نصر بن مالک کے قبرستان میں دفن ہوا۔

قاضی ابو یوسف:

آپ کا نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حسنہ ہے اور یہ آپ کی ماں ہے اور آپ کا باپ مجیر بن معاویہ ہے جسے احد کے روز چھوٹا سمجھا گیا اور ابو یوسف' حضرت امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے سب سے بڑے تھے۔ آپ نے اعمش' ہمام ابن عروہ' محمد بن اسحاق اور یحییٰ بن سعید وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے محمد بن حسن' احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے روایت کی ہے' علی بن الجعد نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ میں چھوٹا ہی تھا کہ میرا باپ فوت ہوگیا تو میری ماں نے مجھے ایک دھوبی کے سپرد کردیا اور میں حضرت امام ابوحنیفہ کے حلقہ کے پاس سے گزرتا تو اس میں بیٹھ جاتا اور میری ماں میرے پیچھے پیچھے آتی اور حلقہ سے میرے ہاتھ کو پکڑ کر مجھے دھوبی کے پاس لے جاتی۔ پھر میں اس بارے میں اس کی مخالفت کر کے امام ابوحنیفہ کے حلقہ میں چلا جاتا اور جب اس پر یہ بات گراں ہوگئی تو اس نے حضرت امام ابوحنیفہ سے کہا یہ بچہ یتیم ہے اور میں جو کچھ سوت کاتتی ہوں اس کے اس کے پاس کچھ چیز نہیں اور آپ نے اسے بگاڑ دیا ہے' حضرت امام ابوحنیفہ نے کہا اے بیوقوف عورت خاموش رہ' دیکھ وہ یہاں وہ علم حاصل کررہا ہے اور ابھی وہ فیروزج کی پلیٹوں میں پستہ کے تیل میں بنا ہوا فالودہ کھائے گا۔ وہ آپ سے کہنے لگی' آپ ایک فاتر العقل شیخ ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں جب میں قاضی بنا اور سب سے پہلے ہادی نے آپ کو قاضی مقرر کیا اور پہلے شخص

---

[1] دانق' درہم کے چھٹے حصے کو کہتے ہیں۔ مترجم۔

ہیں جن کو قاضی القضاۃ کا لقب دیا گیا اور آپ کو قاضی قضاۃ الدنیا بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جن علاقوں میں خلیفہ حکومت کرتا تھا آپ ان میں نیابت کرتے تھے۔

حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں ایک روز میں رشید کے پاس تھا کہ فیروزج کی پلیٹ میں فالودہ لایا گیا تو اس نے مجھے کہا اس سے کھاؤ بلاشبہ یہ ہر وقت ہمارے لیے تیار نہیں ہوتا' میں نے پوچھا یا امیر المومنین یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ فالودہ ہے۔ میں مسکرا دیا تو اس نے کہا آپ کیوں ہنستے ہیں؟ میں نے کہا امیر المومنین کو اللہ زندہ رکھے' کوئی بات نہیں' اس نے کہا آپ کو مجھے بتانا پڑے گا تو میں نے اسے سارا واقعہ سنایا تو اس نے کہا بلاشبہ علم فائدہ دیتا ہے اور دنیا و آخرت میں سربلندی عطا کرتا ہے' پھر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ حضرت امام ابو حنیفہؒ پر رحم فرمائے آپ اپنی عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھ لیتے تھے جو وہ اپنے سر کی آنکھوں سے نہ دیکھتے تھے۔

اور حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسف کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ آپ ان کے اصحاب سے سب سے زیادہ علم والے ہیں اور المزنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابو یوسف ان سب سے زیادہ حدیث کے پیروکار تھے اور ابن المدینی نے بیان کیا ہے آپ راستباز آدمی تھے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ بیان کیا ہے اور ابو زرعہ نے بیان کیا ہے' آپ تجہم سے محفوظ تھے اور بشار الخفاف نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابو یوسف کو بیان کرتے سنا کہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے اس سے گفتگو کرنا حرام ہے اور اس سے علیحدگی اختیار کرنا فرض ہے اور اسے سلام کہنا اور اسے سلام کا جواب دینا جائز نہیں۔

اور آپ کے وہ اقوال جنہیں سونے کے پانی سے لکھا جانا چاہیے ان میں سے یہ قول بھی ہے کہ جو کیمیا سے مال حاصل کرنا چاہے وہ مفلس ہو جائے گا اور جو حدیث میں دور از فہم الفاظ کی جستجو کرے گا وہ جھوٹ بولے گا اور علم کلام کے ذریعے علم حاصل کرے گا' زندیق بن جائے گا اور جب آپ نے حضرت امام مالک سے مدینہ میں رشید کی موجودگی میں صاع اور سبزیوں کی زکوٰۃ کے مسئلہ کے متعلق مناظرہ کیا تو حضرت امام مالک نے ان صاعوں سے حجت پکڑی جو ان کے آباؤ اسلاف سے چلے آتے ہیں اور یہ کہ وہ خلفائے راشدین کے زمانے میں سبزیوں سے کوئی زکوٰۃ نہ دیتے تھے' حضرت امام ابو یوسف نے کہا اگر میرے دوست وہ کچھ دیکھتے جو میں نے دیکھا ہے تو جس طرح میں نے رجوع کیا ہے وہ بھی رجوع کر لیتے اور یہ آپ کی منصفانہ بات ہے۔

اور آپ کی فیصلہ کی مجلس میں علماء اپنے طبقات کے مطابق حاضر ہوا کرتے تھے' حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل بھی جو نوجوان تھے لوگوں کے درمیان آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور باہم مناظرہ و مباحثہ کیا کرتے تھے اس کے باوجود وہ فیصلہ اور انصاف کیا کرتے تھے۔ نیز آپ نے فرمایا میرے سپرد یہ فیصلہ کیا گیا ہے اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ ایک روز کے سوا مجھ سے کسی کی طرف میلان کے بارے میں دریافت نہیں کرے گا۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ اس کا ایک باغ ہے اور وہ امیر المومنین کے قبضہ میں ہے' میں امیر المومنین کے پاس گیا اور اسے بتایا تو اس نے کہا وہ باغ میرا ہے جسے مہدی نے میرے لیے خریدا ہے میں نے کہا اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو اسے بلا لیں تاکہ میں اس کا دعویٰ سنوں۔ اس نے اسے بلایا تو اس نے باغ کا دعویٰ کیا' میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا وہ باغ میرا ہے' میں نے اس شخص سے کہا امیر المومنین نے جو

Marfat.com

جواب دیا ہے تو نے سن لیا ہے اس شخص نے کہا وہ قسم کھائے' میں نے کہا یا امیر المومنین آپ قسم کھاتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا میں آپ پر تین بار قسم کو پیش کروں گا اگر آپ نے قسم کھائی تو ٹھیک ورنہ میں آپ کے خلاف فیصلہ کر دوں گا۔ میں نے اس پر تین بار قسم کو پیش کیا تو اس نے قسم کھانے سے انکار کیا اور میں نے مدعی کے حق میں باغ کا فیصلہ کر دیا۔ آپ بیان کرتے ہیں میں جھگڑے کے درمیان چاہتا تھا کہ وہ الگ ہو جائے اور میرے لیے ممکن نہ ہوا کہ میں اس شخص کو خلیفہ کے ساتھ بٹھاؤں اور قاضی ابو یوسف نے حکم بھیجا کہ باغ کو اس شخص کے سپرد کر دیا جائے۔

اور المعافی بن زکریا جریری نے عن محمد بن ابی الازہر عن حماد بن ابی اسحاق عن ابیہ عن بشر بن الولید عن ابی یوسف روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا' ایک شب میں بستر پر سویا ہوا تھا کہ اچانک خلیفہ کا ایلچی دروازہ کھٹکھٹانے لگا' میں گھبرا کر باہر نکلا تو اس نے کہا امیر المومنین آپ کو بلاتے ہیں' میں گیا تو وہ عیسیٰ بن جعفر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' رشید نے مجھے کہا میں نے اس شخص سے لونڈی طلب کی ہے کہ یہ اسے مجھے بخش دے یا اسے میرے پاس فروخت کر دے مگر یہ ایسا نہیں کرتا اور میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر اس نے میری یہ بات نہ مانی تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ میں نے عیسیٰ سے پوچھا تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا میں طلاق' عتاق اور اپنے سارے مال کے صدقہ کرنے کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ اس لونڈی کو ہبہ کروں گا اور نہ اسے فروخت کروں گا۔ رشید نے مجھے کہا کیا اس سے نجات کی کوئی راہ ہے؟ میں نے کہا ہاں وہ اس کے نصف حصہ کو آپ کے پاس فروخت کر دے گا اور نصف آپ کو ہبہ کر دے گا۔

پس اس نے نصف اسے ہبہ کر دیا اور نصف ایک لاکھ دینار میں اس کے پاس فروخت کر دیا' پس اس نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور لونڈی کو حاضر کیا گیا اور جب رشید نے اسے دیکھا تو کہنے لگا کیا آج شب مجھے اس کے ساتھ شب باشی کرنے کی کوئی سبیل ہے میں نے کہا' وہ مملوکہ ہے اور اس کا استبراء ضروری ہے سوائے اس کے کہ آپ اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیں۔ بلاشبہ آزاد عورت کا استبراء نہیں ہوتا۔ راوی بیان کرتا ہے' پس اس نے اسے آزاد کر دیا اور بیس ہزار دینار میں اس سے نکاح کر لیا اور مجھے بھی دو لاکھ درہم اور کپڑوں کے بیس تھان دینے کا حکم دیا اور لونڈی نے بھی مجھے دس ہزار دینار بھیجے۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے' میں امام ابو یوسف کے پاس تھا کہ آپ کے پاس دمیقی کپڑوں اور دفانیل ند کی خوشبو وغیرہ کا تحفہ آیا تو ایک شخص نے حدیث جسے کوئی ہدیہ دیا جائے اور اس کے پاس لوگ بیٹھے ہوں تو وہ اس کے شریک ہوئے ہیں کے اسناد کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی تو امام ابو یوسف نے فرمایا یہ حدیث پنیر' کھجور اور کشمش کے بارے میں ہے اور جو تحائف تم اس وقت دیکھتے ہوں اس وقت نہیں تھے۔ اے غلام اسے اٹھا کر خزانوں میں لے جا اور آپ نے اس سے انہیں کچھ بھی نہ دیا اور بشر بن غیاث المریسی نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابو یوسف کو بیان کرتے سنا کہ میں نے سترہ سال حضرت امام ابو حنیفہ کی صحبت اٹھائی' پھر سترہ سال دنیا مجھ پر ٹوٹ پڑی اور میرا خیال ہے کہ میری موت قریب آ گئی ہے اور اس کے بعد آپ چند ماہ زندہ رہے پھر فوت ہو گئے۔

حضرت امام ابو یوسف نے اس سال ربیع الاول میں ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا یوسف

Marfat.com

قاضی بنا اور وہ بغداد کی شرقی جانب آپ کا نائب تھا اور رواۃ میں سے جس شخص کا خیال ہے کہ حضرت امام شافعی نے حضرت امام ابو یوسف سے ملاقات کی ہے جیسا کہ عبداللہ بن محمد البلوی کذاب اس سفر کے بارے میں لکھتا ہے جسے امام شافعی نے اختیار کیا تھا اس نے غلطی کی ہے' حضرت امام کی بغداد میں پہلی آمد ۸۴ھ میں ہوئی اور امام شافعی نے محمد بن حسن شیبانی سے ملاقات کی اور اس نے آپ سے حسن سلوک کیا اور آپ کے پاس آیا اور ان دونوں کے درمیان کوئی عداوت نہ تھی جیسا کہ بعض ان لوگوں نے بیان کیا ہے جنہیں اس کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہے واللہ اعلم۔

یعقوب بن داؤد بن طہمان:

ابوعبداللہ مولیٰ عبداللہ بن حازم سلمی' مہدی نے اسے وزیر بنایا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کرلیا اور اس نے تمام امور کی باگ ڈور اسے سپرد کردی پھر جب اس نے اس علوی کے قتل کا حکم دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس لونڈی نے اس کی چغلی کی تو مہدی نے اسے ایک کنویں میں قید کردیا اور اس پر ایک گنبد بنوا دیا اور اس کے بال اگ آئے حتیٰ کہ مویشیوں کے بالوں کی مانند ہوگئے اور وہ اندھا ہوگیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ تقریباً پندرہ سال اس کنوئیں میں رہا۔ وہ نمازوں کے اوقات کے سوا جسے وہ اسے بتاتے تھے نہ روشنی کو دیکھتا تھا اور نہ آواز کو سنتا تھا۔ اور ہر روز اس کی طرف ایک روٹی اور پانی کا کوزہ لٹکایا جاتا تھا اور وہ اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ مہدی اور ہادی اور رشید کے زمانے کا ابتدائی حصہ بھی گزر گیا۔ یعقوب بیان کرتا ہے کہ خواب میں ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

''ہوسکتا ہے کہ تو جس مصیبت میں پڑا ہے اس کے پیچھے قریب ہی کشادگی ہو اور خوفزدہ امن میں آجائے اور قیدی چھوٹ جائے اور اس کے دور کے اہل آجائیں''۔

اور جب صبح ہوئی تو مجھے آواز دی گئی اور میں نے خیال کیا کہ میں نماز کے وقت کو تو جانتا ہوں۔ اور میری طرف ایک رسی لٹکائی گئی اور مجھے کہا گیا کہ اسی کو رسی کو اپنی کمر سے باندھ لو اور انہوں نے مجھے باہر نکالا اور جب میں نے روشنی کو دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا اور مجھے خلیفہ کے سامنے کھڑا کیا گیا اور مجھے کہا گیا امیر المومنین کو سلام کہہ میں نے خیال کیا کہ وہ مہدی ہے' میں نے اس کا نام لے کر اسے سلام کیا تو اس نے کہا میں مہدی نہیں ہوں۔ میں نے کہا ہادی ہو؟ اس نے کہا میں ہادی بھی نہیں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین رشید آپ پر سلامتی ہو' اس نے کہا بہت اچھا' وہ کہنے لگا خدا کی قسم میرے پاس تمہارے بارے میں کسی نے سفارش نہیں کی لیکن گزشتہ شب میں اپنی چھوٹی بچی کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے تھا تو مجھے یاد آیا کہ تو بھی مجھے اپنی گردن پر ایسے ہی اٹھایا کرتا تھا تو مجھے تیری تنگی پر رحم آگیا اور میں نے تجھے باہر نکال دیا۔ پھر اس نے اسے نعمتوں سے نوازا اور اس سے حسن سلوک کیا اور یحییٰ بن برمک نے اس سے غیرت کھائی اور ڈر گیا کہ وہ اسے دوبارہ اس مقام پر نہ لے جائے جو اسے مہدی کے ایام میں حاصل تھا اور یعقوب بھی اس بات کو سمجھ گیا اور اس نے رشید سے مکہ جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ وہیں تھا کہ اس سال وفات پا گیا رحمہ اللہ اور اس نے کہا یحییٰ کو خوف ہے کہ میں ان امارتوں کی طرف واپس آؤں گا نہیں خدا کی قسم! میں کبھی ایسا نہیں کروں گا' خواہ مجھے میری اس جگہ پر واپس کردیا جائے۔

Marfat.com

اور اس سال یزید بن زریع ابومعاویہ نے وفات پائی جو حدیث میں امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔ آپ ثقہ' عالم' عابد اور متقی انسان تھے۔ آپ کا باپ فوت ہوا تو وہ بصرہ کا والی تھا۔ اس نے پانچ سو درہم مال چھوڑا اور یزید نے اس سے ایک درہم بھی نہ لیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنایا کرتے تھے اور اس سے آپ اور آپ کے عیال کھانا کھاتے تھے' آپ نے اس سال بصرہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳ھ

اس سال خزریوں نے آرمینیا کے درے سے لوگوں کے خلاف بغاوت کر دی اور ان علاقوں میں فساد برپا کر دیا اور تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں اور ذمیوں کو قید کر لیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور آرمینیا کے نائب سعید بن مسلم نے شکست کھائی تو رشید نے ان کے مقابلہ میں خازم بن خزیمہ اور یزید بن مزید کو بہت سی افواج کے ساتھ روانہ کیا اور انہوں نے ان شہروں میں جو خرابی پیدا ہو چکی تھی اس کی اصلاح کی اور عباس بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

علی بن الفضیل بن عیاض:

آپ نے اپنے باپ کی زندگی میں وفات پائی۔ آپ بڑے عابد' متقی اور خوف وخشیت والے تھے۔

محمد بن صبیح:

ابوالعباس مولیٰ بنی عجل المذکر' آپ ابن سماک کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے اسماعیل بن ابی خالد' اعمش' ثوری اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کی ہے' ایک روز آپ رشید کے پاس گئے اور فرمانے لگے تجھے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ دیکھ تیرا ٹھکانا جنت کی طرف ہے یا دوزخ کی طرف' رشید یہ بات سن کر رو پڑا' قریب تھا کہ اس کی موت واقع ہو جاتی۔

موسیٰ بن جعفر:

بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب' ابوالحسن ہاشمی' آپ کو کاظم بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بڑے عبادت گزار اور جوانمرد تھے۔ آپ کو جب کسی کے متعلق اطلاع ملتی کہ وہ آپ کو ایذاء دینے والا ہے تو آپ اس کی طرف سونا اور تحفے بھیجتے' آپ کے ہاں ۴۰ لڑکیاں لڑکے پیدا ہوئے۔

ایک دفعہ ایک غلام نے آپ کو عصیدہ[1] ہدیۃً بھیجا تو آپ نے اسے خرید لیا اور جس کھیتی میں وہ تھا اسے بھی ایک ہزار دینار میں خرید لیا اور اسے آزاد کر دیا اور کھیتی بھی اسے دے دی' مہدی نے آپ کو بغداد بلا کر قید کر دیا۔ ایک شب مہدی نے خواب میں

---

[1] عصیدہ ایک کھانا ہے جو گھی اور آٹا ملا کر پکاتے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

حضرت علی بن ابی طالب کو دیکھا' آپ اسے کہہ رہے ہیں اے محمد:

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ﴾.

''ہوسکتا ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو''۔

تو وہ خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور اس کے حکم سے آپ کو قید خانے سے رات کے وقت نکالا گیا اور اس نے آپ کو اپنے ساتھ بٹھایا اور آپ سے معانقہ کیا اور آپ کے پاس آیا اور آپ سے عہد لیا کہ آپ اس کے خلاف اور نہ اس کے بچوں میں سے کسی کے خلاف خروج کریں گے۔ آپ نے فرمایا' خدا کی قسم ایسا کرنا میری فطرت نہیں اور نہ ہی میرے نفس نے اس بارے میں کوئی بات کی ہے۔ اس نے کہا آپ درست فرماتے ہیں اور اس نے آپ کو تین لاکھ دینار دینے کا حکم دیا اور اس حکم سے آپ کو مدینہ واپس بھیج دیا گیا اور ابھی صبح بھی نہیں ہوئی تھی کہ آپ مدینہ کے راستے پر تھے اور آپ ہمیشہ مدینہ ہی میں رہے حتیٰ کہ رشید کی خلافت کا زمانہ آ گیا اور اس نے حج کیا اور جب وہ آنحضرت ﷺ کی قبر پر سلام کرنے آیا تو موسیٰ بن جعفر کاظم بھی اس کے ساتھ تھے۔ رشید نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ' یا ابن عم تو موسیٰ نے کہا السلام علیک یا ابت' رشید نے کہا' اے ابوالحسین یہ فخر کی بات ہے پھر ہمیشہ یہ بات اس کے دل میں کھٹکتی رہی حتیٰ کہ اس نے ۱۶۹ھ میں آپ کو بلا کر قید کر دیا اور آپ کو لمبا زمانہ قید رکھا' موسیٰ نے اسے ایک خط لکھا جس میں اسے کہا اے امیر المومنین مجھ سے مصیبت ایک دن بھی دور نہیں ہوئی مگر آپ سے ایک روز آسودہ حالی جاتی رہے گی' حتیٰ کہ ہم ایک ایسے دن تک پہنچ جائیں گے جس میں باطل کام کرنے والے خسارے میں رہیں گے۔ آپ نے اس سال کے ۲۵ رجب کو بغداد میں وفات پائی اور وہاں آپ کی قبر مشہور ہے۔

ہاشم بن بشیر بن ابی حازم:

القاسم بن دینار' ابو معاویہ سلمی واسطی آپ کا باپ حجاج بن یوسف کا باورچی تھا' اس کے بعد وہ سالن فروخت کرنے لگا اور وہ اپنے بیٹے کو علم حاصل کرنے سے روکتا تھا تا کہ وہ اس کے کام میں اس کی مدد کرے مگر اس نے حدیث کے سماع کے سوا انکار کر دیا اتفاق سے ہاشم بیمار ہو گیا اور واسط کا قاضی ابو شیبہ اس کی عیادت کو آیا اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ بھی تھے جب بشیر نے اسے دیکھا تو خوش ہو کر کہنے لگا اے میرے بیٹے! کیا تو اپنے کام میں اس حد تک جا پہنچا ہے کہ قاضی میرے گھر تک آیا ہے؟ آج کے بعد میں تجھے طلب حدیث سے نہیں روکوں گا۔ ہاشم سردار علماء میں سے تھے اور آپ سے مالک' شعبہ' ثوری' احمد بن حنبل اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ نیز آپ عابد صلحاء میں سے تھے اور آپ وفات سے دس سال قبل عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے رہے۔

یحییٰ بن زکریا:

ابن ابی زائدہ' مدائن کے قاضی تھے اور ثقات آئمہ میں سے تھے اور یونس بن حبیب اعلیٰ درجہ کے نحویوں میں سے ایک تھے' آپ نے ابو عمرو بن العلاء وغیرہ سے علم نحو سیکھا اور آپ سے کسائی اور فراء نے سیکھا اور بصرہ میں آپ کا ایک حلقہ تھا جہاں شہروں اور پردیس کے عالم' ادیب اور فصیح آیا کرتے تھے' آپ نے اس سال ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

Marfat.com

۱۸۴ھ

اس سال رشید رقہ سے بغداد واپس آیا اور اس نے لوگوں کو اس ٹیکس کی ادائیگی کے لیے جوان کے ذمہ تھا سزا دی اور اس نے ایک شخص کو اس بارے میں لوگوں کو مارنے اور قید کرنے پر مقرر کیا نیز اس نے اطراف بلاد پر بھی آدمی مقرر کئے اور لوگوں کو معزول کیا اور والی بنایا اور قطع رحمی اور صلہ رحمی کی اور ابوعمرو الشاری نے جزیرہ میں خروج کیا تو رشید نے شہرزور کو اپنی جانب سے اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اس سال ابراہیم بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن الرشید:

آپ زاہد' عابد اور درویش آدمی تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے مٹی کے برتن بنا کر کھانا کھاتے تھے اور آپ صرف بیلچے اور ٹوکری کے مالک تھے اور آپ ہر جمعہ کو ایک درہم اور ایک دانق کا کام لیتے تھے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس سے کھانا کھاتے تھے اور آپ ہفتے کے دن کام کرتے تھے اور جمعہ کے بقیہ دن عبادت میں لگے رہتے تھے۔

بعض کا قول ہے کہ احمد زبیدہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسی عورت سے تھا جس سے رشید کو عشق ہو گیا اور اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اسے رشید سے اس بچے کا حمل ہو گیا۔ پھر رشید نے اس عورت کو بصرہ بھیج دیا اور اسے سرخ یاقوت کی انگشتری اور نفیس چیزیں دیں اور اسے حکم دیا کہ جب وہ خلیفہ بن جائے تو وہ اس کے پاس آ جائے اور جب رشید خلیفہ بن گیا تو وہ عورت اور نہ ہی اس کا بچہ اس کے پاس آئے بلکہ دونوں روپوش ہوئے اور رشید کو اطلاع ملی کہ وہ دونوں مر گئے ہیں' حالانکہ معاملہ ایسا نہیں تھا اور اس نے ان دونوں کے بارے میں تفتیش کی مگر اسے ان دونوں کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی اور یہ نوجوان اپنے ہاتھ سے کام کرتا اور اس کی مشقت سے کھانا کھاتا پھر یہ بغداد واپس چلا گیا اور مٹی کے برتن بناتا رہا اور مدت تک ایسے ہی کھانا کھاتا رہا اور یہ امیر المومنین کا بیٹا تھا اور وہ لوگوں کو بتاتا نہیں تھا کہ وہ کون ہے' اتفاق سے وہ اس گھر میں بیمار ہو گیا جس میں وہ مٹی کے برتن بناتا تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے انگشتری نکالی اور گھر کے مالک سے کہنے لگا اسے رشید کے پاس لے جانا اور اسے کہنا اس انگشتری کا مالک مجھے کہتا ہے اپنی اس مدہوشی میں مرنے سے بچ تو وہاں پشیمان ہو گا جہاں پشیمان ہونے والے کو اس کی پشیمانی فائدہ نہیں دے گی اور اللہ کے سامنے سے دارین کی طرف واپس جانے سے ڈر ہو سکتا ہے یہ تجھ سے آخری ملاقات ہو جس حال میں تو ہے اگر وہ کسی دوسرے کے لیے ہمیشہ رہتا تو بھی تجھ تک نہ پہنچتا اور عنقریب وہ کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے گا اور گزشتہ لوگوں کے حالات کی اطلاع تجھے مل چکی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے جب وہ فوت ہو گیا تو میں نے اسے دفن کر دیا اور میں نے خلیفہ کے حضور حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور جب مجھے اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے کہا تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا یہ انگشتری مجھے ایک شخص نے دی ہے اور مجھے حکم

Marfat.com

دیا ہے کہ میں اسے آپ کو دے دوں اور اس نے مجھے آپ سے کچھ باتیں کہنے کی بھی وصیت کی ہے جو میں آپ سے کہوں گا پس جب اس نے انگشتری کو دیکھا تو اس نے اسے پہچان لیا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے اس انگشتری کا مالک کہاں ہے میں نے کہا یا امیر المومنین وہ فوت ہو گیا ہے پھر میں نے اس سے وہ باتیں کہیں جن کی اس نے مجھے وصیت کی تھی اور میں نے اسے بتایا کہ وہ ہر جمعہ کو ایک درہم اور چار دوانیق یا ایک درہم اور ایک دانق کا کام کرتا تھا اور اگلے جمعہ تک اس سے کھانا کھاتا تھا پھر وہ عبادت میں لگ جاتا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے جب اس نے یہ گفتگو سنی تو اٹھ کر زمین پر گر پڑا اور پیٹ اور پشت کے بل لوٹنے لگا اور کہنے لگا خدا کی قسم اے میرے بیٹے تو نے مجھے نصیحت کی ہے پھر وہ رو پڑا پھر اس نے اس شخص کی طرف سر اٹھا کر کہا کیا تو اس کی قبر کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں نے اسے دفن کیا ہے اس نے کہا جب شام ہو تو میرے پاس آنا۔ راوی بیان کرتا ہے میں اس کے پاس آیا تو وہ اس قبر پر گیا اور صبح تک مسلسل اس کے پاس روتا رہا پھر اس نے اس شخص کے لیے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس کی اور اس کے عیال کی رسد لکھ دی۔

عبداللہ بن مصعب:

ابن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام قرشی اسدی' بکار کا باپ' رشید نے آپ کو مدینہ کی امارت دی تو آپ نے اسے عدل کی شروط کے ساتھ قبول کیا تو رشید نے آپ کی بات مان لی پھر اس نے آپ کو یمن کی نیابت بھی دے دی اور آپ بڑے انصاف پسند والیوں میں سے تھے اور جس وقت آپ ولی بنے آپ کی عمر تقریباً ستر سال تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز العمری:

آپ نے ابوطوالہ کو پایا اور اپنے باپ اور ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہے' آپ زاہد و عابد تھے اور ایک روز آپ نے رشید کو نصیحت کی اور بہت طویل اور شاندار گفتگو کی' آپ نے اسے کہا جب کہ وہ صفا پر کھڑا تھا' کیا تو دیکھ رہا ہے کہ کعبہ کے اردگرد کتنے آدمی ہیں؟ اس نے کہا بہت ہیں۔ آپ نے فرمایا ان میں سے ہر ایک کو قیامت کے روز صرف اپنے متعلق ہی پوچھا جائے گا اور تجھ سے ان سب کے متعلق پوچھا جائے گا تو رشید بہت رویا اور اس کے پاس یکے بعد دیگرے رومال لائے گئے اور وہ اس سے اپنے آنسو پونچھنے لگا پھر آپ نے اسے کہا اے ہارون جب کوئی شخص اپنے مال میں اسراف کرتا ہے تو اس کو روکنا واجب ہو جاتا ہے۔ پس اس شخص کو روکنا کیسے واجب ہوگا جو سب مسلمانوں کے مال میں اسراف کرتا ہے پھر آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور رشید روتا ہوا واپس چلا گیا اور اس کے علاوہ بھی آپ کے قابل تعریف کارنامے ہیں آپ نے ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن یوسف بن معدان:

ابوعبداللہ اصبہانی آپ نے تابعین کو پایا پھر عبادت و زہادت میں مشغول ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن المبارک آپ کو درویشوں کی دلہن کہا کرتے تھے اور یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ سے بہتر شخص نہیں دیکھا گویا اس نے آپ کو خود دیکھا ہے۔

Marfat.com

اور ابن مہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا اور آپ ایک نان بائی سے روٹی نہیں خریدتے تھے اور نہ ایک سبزی فروش سے سبزی خریدتے تھے آپ اس سے خریدتے تھے جو آپ کو جانتا نہیں ہوتا تھا اور فرماتے تھے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کرے اور میں اس کے دین کے ساتھ کھیلنے لگ جاؤں اور آپ گرمیوں سردیوں میں سونے کے لیے اپنا جبہ نہیں اتارتے تھے اور وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس سال سے متجاوز نہیں تھی۔ رحمہ اللہ

۱۸۵ھ

اس سال اہل طبرستان نے اپنے متولی مہرویۃ الرازی کو قتل کر دیا تو رشید نے عبداللہ بن سعید الحرشی کو ان کا حاکم مقرر کر دیا اور اسی سال عبدالرحمٰن انباری نے مرج العلقہ میں ابان بن قحطبہ خارجی کو قتل کر دیا اور اسی سال حمزۃ الشاری نے خراسان کے باذغیس کے علاقے میں تباہی پھیلا دی تو عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ نے حمزہ کی فوج کے دس ہزار آدمیوں پر بسرعت تمام حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور اس نے کابل اور زابلستان تک حمزہ کا پیچھا کیا اور اسی سال الوالخصیب نے بغاوت کی اور رابیورد، طوس اور نیشاپوری پر متغلب ہو گیا اور اس نے مرو کا محاصرہ کر لیا اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور اسی سال یزید بن مزید نے برذعہ میں وفات پائی اور رشید نے اس کی جگہ اس کے بیٹے اسد بن یزید کو امیر مقرر کر دیا اور وزیر یحییٰ بن خالد نے رمضان میں عمرہ کرنے کے لیے رشید سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ پھر وہ حج کے وقت تک اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیے رہا اور اس سال منصور بن محمد بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس امیر حج تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالصمد بن علی:

ابن عبداللہ بن عباس، سفاح اور منصور کا چچا، اس کی پیدائش ۱۰۴ھ میں ہوئی اور یہ بہت موٹے جسم کا تھا اور اس نے اپنے دانت تبدیل نہیں کیے اور ان کی جڑ ایک ہڈی تھی، اس نے رشید سے ایک دن کہا یا امیر المومنین اس مجلس میں امیر المومنین کا چچا اور اس کے چچا کا چچا اور اس کے چچا کا چچا اکٹھے ہیں اس لیے کہ سلیمان بن جعفر رشید کا چچا تھا اور عباس بن محمد بن محمد بن علی سلیمان کا چچا تھا اور عبدالصمد بن علی سفاح کا چچا تھا اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدالصمد رشید کے چچا کے چچا کا چچا ہے کیونکہ وہ اس کے دادا کا چچا ہے، عبدالصمد نے اپنے باپ سے عن جدہ عبداللہ بن عباس عن النبی ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ نیکی اور احسان عمر کو دراز کرتے ہیں اور گھروں کو آباد کرتے ہیں اور اموال کو بڑھاتے ہیں خواہ لوگ بڑے ہی ہوں اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ نیکی اور احسان قیامت کے دن حساب کو ہلکا کر دیں گے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴾.

''جو لوگ اس چیز کو جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے بھی خوف کھاتے ہیں''۔

Marfat.com

اور اس قسم کی احادیث بھی روایت کی ہیں۔

اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس جو امام کے نام سے مشہور ہیں امیر حج تھے اور انہوں نے منصور کی خلافت میں کئی سال اپنے سقایہ کو قائم کیا' آپ نے بغداد میں وفات پائی اور امین نے اس سال کے شوال میں آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ کو عباسیہ میں دفن کیا گیا۔

اور اس سال مشائخ حدیث میں سے تمام بن اسماعیل' عمرو بن عبید' مطلب بن زیاد اور معانی بن عمران نے ایک قول کے مطابق وفات پائی اور یوسف بن ماجشون' ابواسحاق فزاری جو اوزاعی کے بعد مغازی اور علم عبادت میں اہل شام کے امام تھے نے بھی اسی سال وفات پائی۔

حضرت رابعہ عدویہ:

رابعہ بنت عتیک' آل عتیک کی لونڈی عدویہ بصریہ مشہور عابدہ ہیں' ابونعیم نے حلیصہ اور رسائل میں آپ کا ذکر کیا ہے' اذر ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ میں اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے المعارف میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ اور القشیری نے بھی آپ کا ذکر کیا ہے اور اکثر لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے اور ابوداؤد سجستانی نے آپ پر اعتراضات کئے ہیں اور آپ پر زندقت کی تہمت لگائی ہے شاید اسے آپ کے متعلق کوئی بات پہنچی ہو اور سہروردی نے المعارف میں آپ کا جواب دیا ہے:

''میں نے دل میں تجھے اپنے سے باتیں کرنے والا پایا ہے اور جو شخص میرے پاس بیٹھنا چاہتا ہے میں نے اپنے جسم کو اس کے لیے مباح کر دیا ہے' پس ہم نشین کے لیے میرا جسم موانست کرنے والا ہے اور میرا دلی محبوب' دل میں میرا انیس ہے''۔

اور مورخین نے آپ کے احوال واعمال صالحہ اور آپ کی روزہ داری اور شب زندہ داری کا ذکر کیا ہے اور آپ کے لیے رویائے صالحہ بھی دیکھی گئی ہیں' واللہ اعلم' آپ نے قدس شریف میں وفات پائی اور آپ کی قبر اس کے مشرق میں پہاڑ پر ہے' واللہ اعلم۔

۱۸۶ھ

اس سال علی بن عیسیٰ بن ہامان مرو سے ابوالخصیب سے جنگ کرنے کے لیے گیا اور وہاں پر اس سے جنگ کی اور اس کی بیویوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور خراسان کی حالت ٹھیک ہوگئی اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے محمد امین اور عبداللہ مامون بھی تھے۔ اس نے اہل حرمین کو جو مجموعی رقم دی وہ ایک کروڑ پچاس ہزار دینار بنتی تھی اور یہ بات ایسے ہوئی کہ وہ لوگوں کو دیتا تو وہ امین کے پاس چلے جاتے اور وہ بھی انہیں دیتا تو وہ مامون کے پاس چلے جاتے تو وہ بھی انہیں دیتا اور انہیں کے پاس شام وعراق اور مامون کے پاس ہمدان سے بلاد مشرق تک کی امارت تھی۔ پھر رشید نے اپنے دونوں بیٹوں کے بعد اپنے بیٹے قاسم کے لیے بیعت کا مطالبہ کیا اور مؤتمن کا لقب دیا اور اسے جزیرہ' سرحدات اور دارالخلافوں کا حاکم

بنادیا اور اس بات پر اسے اس بات نے آمادہ کیا کہ اس کا بیٹا قاسم' عبدالملک بن صالح کی گود میں تھا اور جب رشید نے اپنے دونوں بیٹوں کے لیے بیعت کی تو اس نے اسے لکھا:

''اے وہ بادشاہ جو ستارہ ہوتا ہے تو سعد ہوتا' قاسم کے لیے بیعت لے اور بادشاہی میں اس کے چقماق کو رگڑ اور اللہ بھی یکتا ہے پس تو بھی ولی عہدوں کو یکتا بنادے''۔

سو رشید نے ایسے ہی کیا اور لوگوں نے اس بارے میں اس کی تعریف کی اور دوسروں نے اس کی مذمت کی مگر قاسم کے لیے یہ امر مرتب نہ ہوا بلکہ موت اور قضاء وقدر نے اسے امیدوں اور ضرورتوں تک پہنچنے سے قبل ہی اچک لیا اور جب رشید حج ادا کر چکا تو اس کے ساتھ جو امراء اور وزراء تھے' اس نے انہیں بلایا اور دونوں ولی عہدوں محمد علی اور عبداللہ مامون کو بھی بلایا اور ایک کاغذ میں یہ مضمون لکھا اور امراء اور وزراء اس پر اپنے دستخطوں سے گواہی ڈالی اور رشید نے اسے کعبہ میں لٹکانے کا ارادہ کیا تو وہ کاغذ گر پڑا تو کہا گیا کہ یہ معاملہ جلد بگڑ جائے گا اور ایسے ہی وقوع پذیر ہوا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور ابراہیم موصلی نے اس بیعت کو کعبہ میں باندھنے کے بارے میں کہا:

''انجام کے لحاظ سے اور مکمل ہونے کے لحاظ سے وہ کام بہتر ہے جس کے احکام کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے حرمت والے شہر میں کیا ہے اور ابوجعفر بن جریر نے اس جگہ طویل کلام کیا ہے اور ابن جوزی نے المنتظم میں اس کا اتباع کیا ہے''۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم ابوریان نے اس سال کے رمضان میں وفات پائی اور کرمان کے قاضی حسان ابراہیم نے سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

مسلم الخاسر:

مسلم بن عمرو بن حماد عطاء' اسے خاسر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس نے قرآن شریف فروخت کر کے اس سے امروالقیس کے اشعار کا دیوان خریدا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے ادب کے فن میں دو لاکھ درہم خرچ کیے اور یہ بڑا خوش بیان شاعر تھا اور اس سے ایک حرف پر انشاء کی قدرت حاصل تھی جیسا کہ اس نے موسیٰ ہادی کے بارے میں کہا ہے:

''موسیٰ بارش ہے' پہلی بارش' پھر موسلا دھار بارش' وہ کس قدر آزمودہ آدمی ہے پھر نرمی کرنے والا ہے اور کس قدر طاقتور ہے' پھر بخشنے والا' انصاف پر چلنے والا' پسندیدہ اعمال والا' بہترین شخص مضر کی شاخ' دیکھنے والے کے لیے چودھویں کا چاند' حاضرین کے لیے پناہ اور بعد میں آنے والوں کے لیے قابل فخر''۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ وہ بیہودگی اور فسق کے ناپسندیدہ طریقوں پر چلنے والا تھا اور بشار بن برد کے شاگردوں میں سے تھا اور اس کی نظم بشار کی نظم سے اچھی ہے اور جن اشعار میں وہ بشار پر غالب ہے اس میں اس کا یہ شعر بھی ہے:

''جو لوگوں کی نگہبانی کرتا ہے وہ اپنے کام میں کامیاب نہیں ہوسکتا اور دلیر دلدادہ اچھے کاموں سے کامیاب ہو جاتا ہے''۔

Marfat.com

سلم نے کہا:

''جو شخص لوگوں کی نگہبانی کرتا ہے وہ غم سے مرجاتا ہے اور جرأت مند لذت کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے۔

پس بشار غصے ہو کر کہنے لگا' اس نے میرے کلام کا مفہوم لے کر اسے ایسے الفاظ کا لباس پہنا دیا ہے جو میرے الفاظ سے ہلکے ہیں اور اسے خلفاء اور برامکہ سے تقریباً چالیس ہزار دینے ملے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس سے زیادہ ملے ہیں اور جب وہ فوت ہوا تو اس نے ابوالشمر غسانی کے پاس ۳۶ ہزار دینار کی امانت چھوڑ دی۔ ایک روز ابراہیم موصلی نے رشید کو گانا سنایا اور اسے خوش کر دیا تو اس نے اسے کہا مانگئے اس نے کہا یا امیر المومنین! میں آپ سے وہ چیز مانگوں گا جو آپ کے مال میں موجود نہیں اور نہ میں اس کے سوا آپ کو کسی چیز کی تکلیف دوں گا اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو اس نے اس سے سلم الخاسر کی امانت کا ذکر کیا اور یہ کہ اس نے اسے اس امانت کے لینے کا حکم دے دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امانت پچاس ہزار دینار کی تھی۔

عباس بن محمد:

بن علی بن عبداللہ بن عباس رشید کا چچا' آپ قریش کے سادات میں سے تھے آپ نے رشید کے زمانے میں جزیرہ کی امارت سنبھالی اور رشید نے اسے ایک دن میں پانچ کروڑ درہم دیئے اور عباسیہ آپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا' آپ کی عمر ۶۵ سال تھی اور امین نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

یقطین بن موسیٰ:

بنوعباس کی حکومت کا ایک داعی تھا جو بڑا دانشمند اور صاحب الرائے تھا۔ جب مروان الحمار نے ابراہیم بن محمد کو حران میں قید کیا تو اس نے ایک عظیم تدبیر کی جس سے عباسی پارٹی حیرت زدہ ہوگئی کہ وہ کسے والی بنائیں اور اگر وہ قتل ہو گیا تو اس کے بعد کون ولی الامر ہوگا؟

پس یہ یقطین مروان کے پاس گیا اور ایک تاجر کی شکل میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین' میں نے ابراہیم بن محمد کے پاس سامان فروخت کیا ہے اور اس کی قیمت اس سے نہیں لی کہ آپ کے ایلچیوں نے اسے پکڑ لیا ہے اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو میری اور اس کی ملاقات کروا دیں تا کہ میں اس سے اپنے مال کا مطالبہ کروں۔ اس نے کہا بہت اچھا اور اس نے اسے ایک غلام کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو کہنے لگا اے دشمن خدا تو نے اپنے بعد کے وصیت کی ہے کہ میں اس سے اپنا مال لوں؟ اس نے اسے کہا ابن حارثیہ کو یعنی اپنے بھائی عبداللہ کو سفاح کو سو یقطین نے بنوعباس کے داعیوں کو واپس آ کر وہ بات بتائی جو اس نے کہی تھی تو انہوں نے سفاح کی بیعت کر لی اور اس کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں۔

Marfat.com

۱۸۷ھ

اس سال رشید کے ہاتھوں برامکہ کی تباہی ہوئی اس نے جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کو قتل کر دیا اور ان کے گھروں کو تباہ کر دیا اور ان کے آثار مٹ گئے اور ان کے چھوٹے بڑے مر گئے اور اس کے سبب کے بارے میں مؤرخین کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے جنہیں ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ رشید نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کو جعفر برمکی کے سپرد کیا کہ وہ اسے اپنے پاس قید کر دے اور یحییٰ ہمیشہ اس سے نرمی کرتا رہا حتیٰ کہ اسے رہا کر دیا۔

اور فضل بن ربیع نے رشید کے پاس اس بات کی چغلی کھائی تو رشید نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے۔ میرے اور جعفر کے درمیان دخل اندازی نہ کر شاید اس نے اسے میرے ہی حکم سے رہا کیا ہو اور مجھے معلوم نہ ہو۔

پھر رشید نے اس بارے میں جعفر سے پوچھا تو نے اس کی تصدیق کی تو رشید اس سے ناراض ہوا اور حلف اٹھایا کہ وہ ضرور اسے قتل کرے گا اور برامکہ کو ناپسند کرنے لگا' پھر اس نے انہیں قتل کیا اور ان سے دشمنی کی حالانکہ اس سے قبل وہ اس کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتے تھے اور اسے بہت محبوب تھے اور جعفر اور فضل کی ماں رشید کی رضاعی ماں تھی اور اس وجہ سے رشید نے انہیں دنیا میں اس قدر سرفرازی اور زیادہ مال دے دیا تھا جو ان سے پہلے کے وزراء اور بعد کے اکابر اور رؤساء کو حاصل نہیں ہوا۔

جعفر نے ایک گھر تعمیر کیا جس پر اس نے بیس کروڑ درہم قرض لے کر خرچ کیا اور جن باتوں کی وجہ سے رشید اس سے ناراض ہوا ان میں ایک یہ بات بھی تھی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے انہیں اس وجہ سے قتل کیا کہ وہ جس شہر' صوبے' بستی' کھیتی اور باغ کے پاس سے گزرتا اسے کہا جاتا کہ یہ جعفر کا ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ برامکہ' رشید کی خلافت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور زندقت کا اظہار کرتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے انہیں عباسہ کی وجہ سے قتل کیا ہے' اگرچہ ابن جریر نے اس کا ذکر کیا ہے مگر بعض علماء نے اس سے انکار کیا ہے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ رشید سے برامکہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا اگر میری قمیص کو بھی اس کا علم ہوتا تو میں اسے جلا دیتا اور جعفر رشید کے ہاں بلا اجازت چلا جایا کرتا تھا حتیٰ کہ جب وہ اپنی لونڈیوں کے ساتھ بستر پر ہوتا تھا تب بھی وہ اس کے پاس چلا جاتا تھا اور یہ ایک بلند مقام ہے اور وہ نشہ اور شراب پر اس کے ہاں اس کے دس پیاروں میں سے سب سے بلند مرتبہ تھا۔ رشید اپنی خلافت کے آخری ایام میں نشہ آور چیزیں استعمال کرتا تھا اور اپنے اہل میں سے اسے سب سے زیادہ محبوب اپنی بہن عباسہ بنت مہدی تھی اور وہ بھی اس کے پاس موجود ہوتی تھی اور جعفر برمکی بھی اس کے ساتھ وہیں موجود ہوتا تھا پس اس نے اس سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ اس کی طرف دیکھنا جائز ہو جائے اور اس نے جعفر پر شرط عائد کی کہ وہ اس سے وطی نہ کرے اور بسا اوقات رشید اٹھ جاتا اور دونوں کو چھوڑ جاتا اور وہ دونوں شراب سے مدہوش ہوتے اور کئی دفعہ جعفر نے اس سے جماع کیا جس سے وہ حاملہ ہو گئی اور اس نے ایک لڑکے کو جنم دیا اور اسے اپنی ایک لونڈی کے ساتھ مکہ بھیج دیا اور وہ وہیں پرورش

Marfat.com

پاتا رہا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جب رشید نے اپنی بہن عباسہ کا جعفر سے نکاح کر دیا تو اس نے اس سے شدید محبت کی اور عباسہ نے اسے ترغیب دی تو اس نے رشید کے خوف سے سخت انکار کیا تو اس نے اس کے خلاف تدبیر کی اور اس کی ماں ہر جمعہ کی رات کو اسے ایک خوبصورت کنواری لونڈی دیتی تھی اس نے اپنی ماں سے کہا مجھے لونڈی کی صورت میں اس کے پاس بھجوا دے تو وہ اس بات سے ڈر گئی حتیٰ کہ اس نے یہ کام کر دیا اور جب وہ اس کے پاس گئی تو اس نے اس کے چہرے کو نہ دیکھا اور اس سے جماع کیا تو اس نے اسے کہا تو نے بادشاہوں کی لڑکیوں کے فریب کو کیسے پایا؟ اور وہ اسی رات حاملہ ہو گئی جعفر نے اپنی ماں کو جا کر کہا خدا کی قسم تو نے مجھے سستا فروخت کر دیا ہے پھر اس کا والد یحییٰ بن خالد' اخراجات کے بارے میں رشید کے عیال پر سختی کرنے لگا حتی کہ زبیدہ نے کئی بار رشید کے پاس اس کی شکایت کی پھر اس نے عباسہ کا راز اس پر فاش کر دیا تو وہ غصے سے بھڑک اٹھا اور جب اس نے اسے بتایا کہ اس نے بچے کو اس سال حج کے موقع پر مکہ بھیج دیا ہے حتیٰ کہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لونڈی نے اس کے متعلق رشید کے پاس چغلی کھائی اور جو کچھ ہوا تھا اسے بتا دیا اور یہ کہ بچہ مکہ میں ہے اور اس کے پاس امان' اموال اور بہت سے زیورات بھی ہیں مگر اس نے تصدیق نہ کی حتیٰ کہ اس نے گزشتہ سال حج کیا پھر اس نے حقیقت حال کو معلوم کیا تو بات وہی تھی جو اسے بتائی گئی تھی اور جس سال رشید نے حج کیا اسی سال یحییٰ بن خالد نے بھی حج کیا اور وہ کعبہ کے پاس دعا کرنے لگا' اے اللہ میرے تمام اہل وعیال اور مال کے سلب کرنے سے تو مجھ سے راضی ہوتا ہے تو ایسا کر لے اور میرے لیے فضل کو ان میں سے بچا رکھ' پھر وہ باہر آ گیا اور جب مسجد کے دروازے کے پاس آیا تو وہ واپس لوٹ گیا اور کہنے لگا اے اللہ فضل بھی ان کے ساتھ ہے میں تیری رضا سے راضی ہوں اور ان میں سے کسی کو مستثنیٰ نہ کر۔

اور جب رشید حج سے واپس آیا تو حیرہ چلا گیا پھر کشتی پر سوار ہو کر سرزمین انبار کے پانی والے علاقے کی طرف چلا گیا اور جب اس سال کے محرم کے آخر میں ہفتہ کی رات آئی تو اس نے مسرور خادم کو حماد بن سالم ابو عصمہ کی معیت میں فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے رات کو جعفر بن یحییٰ کا احاطہ کر لیا اور مسرور خادم اس کے پاس گیا تو بختیشوع طبیب اور کلوذانی گلوکار ابورکانہ نابینا اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ بڑا مسرور تھا اور ابورکانہ اسے گانا سنا رہا تھا:

تو ہلاک نہ ہو' ہر نوجوان کے پاس عنقریب صبح وشام موت آنے والی ہے۔

خادم نے اسے کہا اے ابوالفضل موت رات کو تیرے پاس آ گئی ہے' امیر المومنین کو جواب دو تو وہ اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اس کے دونوں پاؤں چومنے لگا کہ اسے اپنے اہل کے پاس جا کر وصیت کرنے اور الوداع کرنے کا موقع دو۔ اس نے کہا ان کے پاس جانے کی کوئی سبیل نہیں لیکن تم وصیت کر سکتے ہو۔ پس اس نے وصیت کی اور اپنے تمام غلاموں کو یا ان میں سے ایک جماعت کو آزاد کر دیا اور رشید کے ایلچی اسے برانگیختہ کرتے ہوئے آئے پس اسے سختی سے نکالا گیا اور وہ اسے کھینچتے ہوئے اس مکان میں لے آئے جس میں رشید موجود تھا اور اس نے اسے قید کر دیا اور اسے گدھے کے رسے کی بیڑیاں ڈال دیں اور جو کچھ وہ کیا کرتا تھا انہوں نے رشید کو بتایا تو اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ جلاد نے جعفر کے پاس آ کر کہا امیر المومنین نے مجھے حکم

Marfat.com

دیا ہے کہ میں تیرا سر ان کے پاس لے کر آؤں' اس نے کہا اے ابو ہاشم شائد امیر المومنین نشے میں ہوں اور جب وہ ہوش میں آئیں گے تو تجھے میرے بارے میں ملامت کریں گے پس اس نے دوبارہ اسے یہ بات کہی تو وہ رشید کے پاس واپس گیا اور کہنے لگا وہ کہتا ہے شاید آپ مدہوش ہیں' رشید نے کہا اپنی ماں کی شرمگاہ کو چوسنے والے اس کا سر میرے پاس لا' پس جعفر نے اس سے بار بار وہی بات کہی تو رشید نے تیسری بار کہا اگر تو اس کا سر میرے پاس نہ لایا تو تو مہدی سے اظہار بیزاری کرے گا اور اس شخص کو بھیجوں گا جو تیرے اور اس کے سر کو میرے پاس لائے گا' سو وہ جعفر کے پاس آیا اور اس کا سر کاٹا اور اسے رشید کے پاس لے جا کر اس کے آگے رکھ دیا۔

اور رشید نے اسی شب بغداد وغیرہ کے نام برامکہ اور جوان میں سے راستوں میں تھے ان کا گھیراؤ کے لیے قاصد بھیج دیئے اور انہوں نے سب کا صفایا کر دیا اور ان میں سے کوئی ایک شخص بھی بچ نہ سکا اور اس نے یحییٰ بن خالد کو اس کے مکان اور فضل بن یحییٰ کو دوسرے مکان میں قید کر دیا اور دنیا میں جو بھی ان کی مملوکات تھیں انہیں لے لیا اور رشید نے جعفر کے سر اور جسم کو بھیج دیا اور سر کو سب سے اونچے پل پر نصب کیا گیا اور جسم کو دو حصے کر کے نصف حصے کو پل پر اور دوسرے نصف کو دوسرے پل پر نصب کر دیا گیا پھر اس کے بعد اسے نذر آتش کر دیا گیا اور بغداد میں اعلان کر دیا گیا کہ برامکہ کے لیے ان کو پناہ دینے والوں کے لیے کوئی امان نہیں' صرف محمد بن یحییٰ بن خالد' خلیفہ کا خیر خواہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے مستثنیٰ ہے اور انس بن ابی شیخ کو رشید کے پاس لیا گیا وہ زندقت سے متہم تھا اور جعفر کا مصاحب تھا اور اس کے اور رشید کے درمیان گفتگو ہوئی پھر رشید نے اپنے بستر کے نیچے سے شمشیر نکالی اور اس کے ساتھ اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ بطور مثال وہ شعر پڑھنے لگا جو قبل ازیں انس کے قتل کے بارے میں کہا گیا تھا: ؎

تلوار نے انس کی طرف شوق سے آواز نکالی' پس تلوار دیکھ رہی تھی اور قضا وقدر انتظار کر رہی تھی۔

پس انس کو قتل کر دیا گیا اور تلوار خون سے سبقت کر گئی تو رشید نے کہا اللہ عبداللہ بن مصعب پر رحم فرمائے لوگوں نے کہا یہ تلوار حضرت زبیر بن العوام کی ہے پھر برامکہ کے قید خانے بھر گئے اور ان کے تمام اموال سلب کر لئے گئے اور ان کی آسودگی کا خاتمہ ہو گیا۔ جس دن کے آخری حصے میں رشید نے جعفر کو قتل کیا اسی دن کے پہلے حصے میں وہ دونوں شکار کے لیے سوار ہوئے اور اس نے ولی عہدوں کو چھوڑ کر اس سے خلوت کی اور اپنے ہاتھ سے اسے غالیہ[1] خوشبو لگائی اور جب مغرب کا وقت ہوا تو رشید نے اسے الوداع کہا اور اسے اپنے جسم کے ساتھ لگایا اور کہا اگر یہ رات بیویوں کے ساتھ خلوت کی رات نہ ہوتی تو میں تجھ سے جدا نہ ہوتا' اپنے گھر جاؤ' شراب پیو' خوشی سے جھومو اور خوش گزران ہو جاؤ حتیٰ کہ تمہارا حال میرے حال کی مانند ہو جائے اور میں اور تم لذت میں برابر ہو جائیں۔ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا میں ان باتوں کو آپ کے ساتھ ہی چاہتا ہوں اس نے کہا نہیں اپنے گھر واپس جاؤ اور جعفر اسے چھوڑ کر چلا گیا اور ابھی رات کا ایک حصہ ہی گزرا تھا کہ اس نے اس پر وہ مصیبت اور عذاب ڈالا جس کا

---

[1] غالیہ ایک مرکب خوشبو ہے جو مشک' عنبر اور کافور سے تیار کی جاتی ہے۔ مترجم۔

Marfat.com

ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہ ہفتے کی رات تھی جو محرم کی آخری رات تھی اور بعض کا قول ہے کہ یہ اس سال کے صفر کی رات تھی اور اس وقت جعفر کی عمر ۳۷ سال تھی اور جب اس کے باپ یحییٰ بن خالد کو اس کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اللہ اس کے بیٹے کو قتل کرے اور جب اسے بتایا گیا کہ تیرا گھر ویران ہو گیا ہے تو اس نے کہا اللہ اس کے گھروں کو تباہ کرے' بیان کیا جاتا ہے کہ جب یحییٰ نے اپنے گھروں کو دیکھا کہ ان کے پردے پھاڑ دیئے گئے ہیں اور ان کے محلات مباح کر دیئے گئے ہیں اور جو کچھ ان میں تھا اسے لوٹ لیا گیا ہے اس نے کہا قیامت ایسے ہی قائم ہو گئی اور اس کے ایک ساتھی نے جو کچھ اس کے ساتھ ماجرا ہوا تھا اس کے بارے میں اسے تسلی کا خط لکھا تو اس نے اسے تسلی کا جواب لکھا' میں اللہ کے فیصلے سے راضی ہوں اور اس کے اختیار کو نہیں جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑتا ہے اور اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں اور اللہ اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور شعراء نے برامکہ کے بہت سے مرثیے کہے ہیں جن میں الرقاشی کا مرثیہ بھی ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ ابونواس کا مرثیہ ہے۔

اب ہم نے آرام کیا ہے اور ہماری سواریوں نے بھی آرام کیا ہے اور حدی پڑھنے والا ہے اور حدی کے لیے آنے والا رک گئے ہیں' سواریوں سے کہہ دو تم شب روی اور جنگل کے بعد جنگل طے کرنے سے محفوظ ہو گئی ہو اور موت سے کہہ دو تو جعفر پر غالب آ گئی ہے اور اس کے بعد ہرگز تو کسی سردار پر غالب نہیں آئے گی اور سواریوں سے کہہ دو تم فضل کے بعد بیکار ہو گئی ہو اور مصیبتوں سے کہہ دو تم ہر روز نئی صورت اختیار کیا کرو اور تیرے درے برمکی تلوار ہے جسے ہاشمی تیز تلوار نے مار دیا ہے۔

اور الرقاشی نے جعفر کی طرف دیکھ کر جب کہ وہ اپنی صلیب کے تنے پر تھا کہا: ؎

خدا کی قسم اگر چغل خور کا خوف نہ ہوتا اور خلیفہ کے ان جاسوسوں کا خوف نہ ہوتا جو بیدار رہتے ہیں تو ہم تمہارے صلیب والے تنے کے گرد طواف کرتے اور یوں چومتے جیسے لوگ حجر اسود کو چومتے ہیں۔ اور ابن یحییٰ میں نے تجھ سے پہلے کوئی تیز تلوار نہیں دیکھی جسے تیز تلوار نے توڑ دیا ہو لذات اور آل برکت کی حکومت پر سلامتی ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ رشید نے اسے بلا کر پوچھا' جعفر تجھے ہر سال کتنی رقم دیا کرتا تھا اس نے کہا ایک ہزار دینار' راوی کا بیان ہے کہ اس نے دو ہزار دینار دینے کا حکم دے دیا اور زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب زبیری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب رشید نے جعفر کو قتل کیا تو ایک عورت ایک سبک رفتار گدھے پر کھڑے ہو کر فصیح زبان میں کہنے لگی قسم بخدا اے جعفر اگر آج تو نشان بن گیا ہے تو تو اچھے کاموں میں بھی انتہا پر تھا پھر وہ کہنے لگی: ؎

اور جب میں نے جعفر کو تلوار لگتے دیکھی اور خلیفہ کے منادی نے یحییٰ کے بارے میں اعلان کیا تو میں دنیا پر رو پڑی اور مجھے یقین ہو گیا کہ نوجوان کا انجام ایک روز دنیا کو چھوڑنا ہے اور یہ ایک حکومت کے بعد دوسری حکومت ہے جو ایک آسودگی اور دوسرے کو مصیبت دیتی ہے اور جب اسے حکومت کے بلند مراتب پر اتارتی ہے تو اسے انتہائی پستی میں گرا دیتی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے اپنے گدھے کو ترکٹ دی اور چلی گئی گویا ہوا تھی جس کا کوئی نشان نہ تھا اور نہیں معلوم وہ کہاں گئی اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ جعفر کی ایک لونڈی تھی جسے گلوکارہ فتینہ کہا جاتا تھا' دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہ تھی' اس نے اسے اس کی ساتھی

Marfat.com

لونڈیوں سمیت ایک لاکھ دینار میں خریدا تھا' رشید نے اس سے اس لونڈی کو مانگا تو اس نے انکار کر دیا اور جب رشید نے اسے قتل کیا تو اس لونڈی کو چن لیا اور اسے اپنی شراب کی مجلس میں بلایا اور اس کے پاس اس کے ہم نشینوں اور داستان سراؤں کی ایک جماعت بھی موجود تھی اس نے اس کی ساتھی گلوکاراؤں سے کہا کہ وہ گانا گائیں تو ان میں سے ہر ایک باری باری گانے لگی حتیٰ کہ فتینہ کی باری آ گئی۔ رشید نے اسے گانے کا حکم دیا تو اس نے آنسو بہا کر کہا' سرداروں کے مرجانے کے بعد گانا نہیں گاؤں گی' جس سے رشید کو سخت غصہ آیا اور اس نے ایک موجود شخص کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ کر اپنے ہاں لے جائے' اس نے اسے اس کو بخش دیا پھر جب اس نے واپس کا ارادہ کیا تو دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس میں اس نے اسے یہ بھی کہا کہ اس سے وطی نہ کرنا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ اس بات سے اسے شکست دینا چاہتا ہے اس کے بعد اس نے اسے بلایا اور اسے بتایا کہ وہ اس سے راضی ہو گیا ہے اور اسے گانے کا حکم دیا تو اس نے انکار کر دیا اور آنسو بہا کر کہنے لگی سرداروں کے مرجانے کے بعد گانا نہیں گاؤں گی جس سے رشید کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آ گیا اور کہنے لگا چمڑے کا فرش اور تلوار لاؤ اور جلاد آ کر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا اور رشید نے اسے کہا جب میں تجھے تین بار حکم دوں اور اپنی تین انگلیوں کو اکٹھا کروں تو تلوار مارنا پھر اس نے اسے کہا گاؤ تو وہ رو پڑی اور کہنے لگی سرداروں کے مرجانے کے بعد نہیں گاؤں گی تو اس نے اپنی چھنگلی انگلی کو اکٹھا کیا پھر اس نے اسے دوسری بار حکم دیا تو اس نے انکار کیا تو حاضرین کانپ اٹھے اور بہت خوفزدہ ہو گئے اور اس کے پاس آ کر کہنے لگے کہ تو گانا گا تا کہ وہ تجھے قتل نہ کرے اور امیر المومنین جو چاہتے ہیں وہ بات مان لے پھر اس نے اسے تیسری بار حکم دیا تو وہ بادل نخواستہ گانے لگی:

جب میں نے دنیا کو مٹتے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آسائش دوبارہ نہیں ملے گی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید اچھل کر اس کے پاس گیا اور اس کے ہاتھ سے سارنگی لے لی اور اسے اس کے چہرے اور سر پر مار مار کو توڑ دیا اور خون بہہ پڑا اور اس کے اردگرد جو لوگ بیٹھے تھے بھاگ گئے اور اسے اس کے سامنے سے اٹھایا گیا اور وہ تین دن کے بعد فوت ہو گئی۔

روایت ہے کہ رشید کہا کرتا تھا کہ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے مجھے برامکہ کے خلاف برانگیختہ کیا میں نے ان کے بعد لذت' راحت اور امید نہیں دیکھی اور خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی نصف عمر اور اپنی نصف حکومت سے دستبردار ہو جاتا اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جعفر نے ایک شخص سے چالیس ہزار دینار میں ایک لونڈی خریدی تو وہ اپنے فروخت کنندہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی اس عہد کو یاد کر جو میرے اور تیرے درمیان ہے' میری قیمت سے کچھ نہ کھانا تو اس کا آقا رو پڑا اور کہنے لگا گواہ رہو یہ آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کیا ہے' جعفر نے کہا گواہ رہو یہ قیمت بھی اسی کی ہے اور اس نے اپنے نائب کو لکھا تیرے شکایت کنندہ زیادہ ہو گئے ہیں اور تیرے شکر گزار کم ہو گئے ہیں اب یا تو عدل کر یا معزول ہو جا اور اس نے رشید کے غم کو دور کرنے کے لیے جو سب سے بہتر حیلہ اختیار کیا یہ ہے کہ ایک یہودی منجم نے رشید کے پاس آ کر اسے کہا کہ وہ عنقریب اس سال کے اندر ہی فوت ہو جائے گا جس سے رشید کو بہت غم ہوا' جعفر نے آ کر اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے اسے یہودی کی بات سے آگاہ کیا تو جعفر نے یہودی کو بلایا اور اس سے پوچھا تیری کتنی عمر باقی ہے؟ تو اس نے طویل مدت بیان کی

Marfat.com

ان نے کہا یا امیر المومنین اسے قتل کر دیجیے تا کہ آپ کو اس جھوٹ کا علم ہو جائے جو اس نے اپنی عمر کے متعلق بولا ہے پس رشید کے حکم سے یہودی کو قتل کر دیا گیا اور رشید جس غم میں مبتلا تھا اور وہ دور ہو گیا۔

اور برامکہ کے قتل کے بعد رشید نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو قتل کیا کیونکہ اس نے برامکہ پر غم کیا تھا خصوصاً جعفر پر ان پر بکثرت گریہ زاری کرتا تھا پھر یہ رونا چھوڑ کر ان کا بدلہ لینے آ گیا اور جب یہ اپنے گھر میں شراب نوش کر لیتا تو اپنی لونڈی سے کہتا میری تلوار لا' پس یہ اسے سونت لیتا پھر کہتا خدا کی قسم میں اس کے قاتل کو ضرور قتل کروں گا اور وہ بکثرت یہ بات کرنے لگا اور اس کے بیٹے عثمان کو خدشہ ہوا کہ خلیفہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ ان سب کو ہلاک کر دے گا اور اس نے دیکھا کہ اس کا باپ اس بات سے باز نہیں آتا تو اس نے جا کر فضل بن ربیع کو بتایا اور فضل نے خلیفہ کو بتایا اور اس نے اسے بلا کر اس سے بات معلوم کی تو اس نے اسے بتا دیا اس نے پوچھا تیرے ساتھ اس کے متعلق کون گواہی دے گا؟ اس نے کہا فلاں خادم گواہی دے گا پس وہ اسے لے کر آیا تو اس نے گواہی دی' رشید نے کہا محض ایک لڑکے اور ایک خصی کے قول پر امیر کبیر کا قتل کرنا جائز نہیں شاید ان دونوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہو' سو رشید نے اسے اپنے ساتھ شراب پر بلایا پھر اسے علیحدگی میں کہنے لگا اے ابراہیم تو ہلاک ہو جائے میرے پاس ایک راز ہے میں تجھے اس سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے دن رات مضطرب کیا ہوا ہے اس نے پوچھا وہ کیا راز ہے؟ اس نے کہا میں برامکہ کے قتل پر نادم ہوں اور چاہتا ہوں کہ میں اپنی نصف عمر اور نصف حکومت سے دستبردار ہو جاتا اور جو کچھ میں نے ان کے ساتھ کیا ہے وہ نہ کرتا اور میں نے ان کے بعد کوئی لذت اور راحت نہیں پائی۔ اس نے کہا ابوالفضل جعفر پر اللہ کی رحمت ہو اور رو پڑا اور کہنے لگا اے میرے آقا قسم بخدا آپ نے اس کے قتل کرنے میں غلطی کی ہے اس نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے اٹھ کھڑا ہو پھر اس نے اسے قید کر دیا پھر تین دن کے بعد اسے قتل کر دیا اور اس کے اہل اور بچے محفوظ رہے۔

اور اس سال رشید عبدالملک بن صالح سے اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ اسے اس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ خلافت کا خواہاں ہے اور اس کی وجہ سے اسے ان برامکہ پر بھی سخت غصہ آیا جو قید تھے پھر اس نے اسے قید کر دیا اور یہ مسلسل قید خانہ میں رہا حتیٰ کہ رشید فوت ہو گیا اور امین نے اسے باہر نکال کر شام کی نیابت پر مقرر کر دیا اور اسی سال شام میں مضریہ اور نزاریہ کے درمیان دھڑے بندی نے جوش مارا تو رشید نے محمد بن منصور بن زیاد کو ان کے پاس بھیجا اور اس نے ان کے درمیان مصالحت کروا دی۔

اور اس سال مصیصہ میں عظیم زلزلہ آیا اور اس کی ایک فصیل گر گئی اور رات کا کچھ حصہ پانی میں جذب ہو گیا اور اسی سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو موسم گرما کی جنگ پر بھیجا اور اسے اپنے آگے وسیلہ بنایا اور اسے درالخلافوں کا امیر بنایا اور اس نے بلاد روم کی طرف جا کر ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے بہت سے قیدیوں کا فدیہ دیا کہ وہ انہیں آزاد کراتے ہیں اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس چلا جائے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اسی سال رومیوں نے وہ صلح توڑ دی جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی' جسے رشید اور رومیوں کی ملکہ اینی نے جس کا لقب اغطہ تھا طے کیا تھا اور یہ صلح اس لیے ٹوٹی کہ رومیوں نے ملکہ کو معزول کر کے نقفور کو اپنا بادشاہ بنا لیا جو ایک بہادر آدمی تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آل جفنہ کی اولاد میں سے تھا' سو انہوں نے اینی کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اور نقفور نے رشید کو خط لکھا:

Marfat.com

رومیوں کے بادشاہ نفقور کی جانب سے عربوں کے بادشاہ ہارون کی طرف۔

امابعد! مجھ سے قبل جس ملکہ نے آپ کے رخ کے مقام پر کھڑا کیا تھا اور خود کو پیدل کے مقام پر کھڑا کیا تھا اور اس نے اپنے اموال بھی آپ کو دیئے تھے میں اس قسم کے اموال دینے کا سزاوار نہیں اور یہ عورتوں کی کمزوری اور حماقت کی بات ہے جب آپ میرا خط پڑھ لیں تو جو اموال اس نے آپ کو دیئے ہیں مجھے واپس کر کے اپنی جان کا فدیہ دیں۔ بصورت دیگر ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

جب ہارون الرشید نے اس کے خط کو پڑھا تو اسے سخت غصہ آیا حتیٰ کہ کوئی شخص نہ اس کی طرف دیکھ سکتا تھا اور نہ اس سے گفتگو کر سکتا تھا اور اس کے ہم نشینوں کو بھی اس کے خوف سے اس پر رحم آنے لگا پھر اس نے دوات منگوائی اور خط کی پشت پر لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین ہارون کی جانب سے رومیوں کے کتے نفقور کی طرف۔

اے پسر کافرہ! میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اور تو اس کا جواب سننے سے قبل دیکھ لے گا۔ والسلام۔

پھر وہ فوراً اٹھا اور روانہ ہو گیا حتیٰ کہ باب ہرقلہ پر اتر کر اسے فتح کر لیا اور اس کے بادشاہ کی بیٹی کو منتخب کر لیا اور بہت سے اموال غنیمت بھی حاصل کئے اور بڑی تباہی و بربادی کی اور آگ لگائی اور نفقور نے سالانہ ٹیکس کی ادائیگی پر اس سے مصالحت کا مطالبہ کیا تو رشید نے اس کی بات مان لی اور جب وہ اپنی جنگ سے واپس آیا اور رقہ گیا تو کافروں نے عہد شکنی کی اور معاہدے میں خیانت سے کام لیا اور سردی بہت شدید ہو گئی تھی اور کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ وہ آ کر رشید کو اطلاع دے کیونکہ لوگوں کو سردی کے باعث اپنی جانوں کا خوف تھا یہاں تک کہ موسم سرما گزر گیا اور اس سال عبداللہ بن عباس محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

جعفر بن یحییٰ:

بن خالد بن برمک ابوالفضل برمکی وزیر ابن وزیر، رشید نے اسے شام وغیرہ بلاد کا امیر مقرر کیا اور جب حوران میں دو قبیلوں قیس اور یمن کے درمیان فتنہ پیدا ہوا تو اس نے اسے دمشق بھیجا اور یہ پہلی جنگ تھی جو بلاد اسلام میں قیس اور یمن کے درمیان نمودار ہوئی اور وہ جاہلیت کے زمانے سے بجھی ہوئی تھی۔ پس انہوں نے اسے اس وقت افروختہ کر دیا اور جب جعفر اپنی فوج کے ساتھ آیا تو شر ٹھنڈا پڑ گیا اور سرور غالب آ گیا اور اس باب میں خوبصورت اشعار کہے گئے ہیں جنہیں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جعفر کے حالات میں بیان کیا ہے جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

شام میں فتنہ کی آگ جلائی گئی ہے اب وقت آ گیا ہے کہ شام کی آگ بجھ جائے اور جب آل برمک کے سمندر کی موج شام پر جوش مارے گی تو اس کے شعلے اور شرارے بجھ جائیں گے، امیر المومنین نے جعفر کے ذریعے اسے تیر مارا ہے جس سے اس کے شگاف کی تلافی ہو گئی ہے اور وہ بادشاہ نیکی اور تقویٰ کے لیے امید گاہ ہے اور اس کے حملوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جس میں فصاحت و بلاغت اور بڑی ذہانت اور عمدگی پائی جاتی ہے اور اس کے باپ نے اسے قاضی ابو یوسف کے ساتھ لگا دیا تو اس نے اس سے فقہ سیکھی اور اسے رشید کے ہاں اختصاص حاصل ہو گیا' ایک شب رشید کے سامنے ایک ہزار سے زائد آراء پڑی تھیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی فقہ کے مطابق نہ نکلی اور اس نے اپنے باپ سے عن عبدالحمید کاتب عن عبدالملک بن مروان کاتب عثمان عن زید عن ثابت کاتب وحی' حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے تو اس میں سین کو واضح کیا کرو۔ خطیب اور ابن عساکر نے اسے ابوالقاسم الکعبی المتکلم کے طریق سے اور اس کا نام عبداللہ بن احمد بلخی ہے۔ یہ محمد بن زید کا کاتب تھا۔ عن ابیہ عن عبداللہ بن طاہر عن طاہر بن الحسین بن زریق عن الفضل بن سہل ذوالریاستین عن جعفر بن یحییٰ روایت کیا ہے اور عمرو بن بحر جاحظ نے بیان کیا ہے کہ جعفر نے رشید سے کہا یا امیر المومنین میرے باپ یحییٰ نے مجھے بتایا ہے کہ جب دنیا تیرے پاس آئے تو عطا کر اور جب پشت پھر جائے تب بھی عطا کر بلاشبہ یہ باقی نہیں رہے گی اور میرے باپ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

جب دنیا تیری طرف منہ کئے ہوئے ہو تو دنیا کے بارے میں بخل نہ کر اور اسراف وتبذیر اسے کم نہیں کر سکتے اور اگر پشت پھر جائے تو اسے سخاوت کر دینا تجھے زیادہ سزاوار ہے کیونکہ جب وہ پشت پھر جاتی ہے تو تعریف اس کی جانشین ہوتی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ جعفر کو رشید کے ہاں بڑی جلالت اور مرتبہ حاصل تھا اور وہ اس میں منفرد تھا اور اس میں کوئی اس کا شریک سہیم نہ تھا اور وہ بڑا با اخلاق' خندہ رو اور خوش باش تھا اور اس کی جود وسخاوت اور بذل وعطا بیان سے بھی زیادہ مشہور ہے نیز وہ مشہور فصحا اور بلغاء میں سے تھا۔

ابن عساکر نے عباس بن محمد کے حاجب مہذب سے جو عباس اور عباسیوں کی جاگیروں کا افسر تھا روایت کی ہے کہ اسے فاقہ اور تنگی نے آلیا اور اس کے ذمے قرضے بھی تھے اور مطالبہ کرنے والوں نے بھی اس سے اصرار کیا اس کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں جواہر تھے جنہیں اس نے ایک کروڑ میں خریدا تھا' اس نے جعفر کے پاس آ کر اس کے سامنے یہ جواہر پیش کئے اور ان کی قیمت بھی اسے بتائی اور اسے قرض خواہوں کے اصرار کے متعلق بھی بتایا اور یہ کہ اس کے پاس اس ٹوکری کے سوا کچھ نہیں رہا' اس نے کہا میں نے انہیں ایک کروڑ میں تجھ سے خرید لیا پھر اس نے اسے مال پر قبضہ دے دیا اور اس سے ٹوکری پکڑ لی اور یہ رات کا واقعہ ہے پھر اس نے مال کو اس کے گھر لے جانے کا حکم دیا اور اس شب اسے گفتگو کے لیے اپنے پاس بٹھائے رکھا اور جب وہ آپنے گھر لوٹا تو ٹوکری اس سے پہلے اس کے گھر پہنچ چکی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے جب صبح ہوئی تو میں جعفر کا شکریہ ادا کرنے گیا تو میں نے اسے اپنے بھائی فضل کے ساتھ رشید کے دروازے پر اجازت طلب کرتے پایا۔ جعفر نے اسے کہا میں نے فضل سے تیرے معاملے کا ذکر کر دیا ہے اور اس نے بھی تیرے لیے ایک کروڑ کا حکم دے دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ بھی تجھ سے پہلے تیرے گھر پہنچ جائے گا اور میں بھی امیر المومنین سے بھی تیرے بارے میں گفتگو کروں گا اور جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اس شخص کے معاملے کا اس سے ذکر کیا اور جواب پر قرضے تھے ان کا بھی ذکر کیا تو اس نے اس کے لیے تین لاکھ دینار کا حکم دے دیا۔

Marfat.com

ایک شب جعفر اپنی رات کی گفتگو میں اپنے ایک دوست کے پاس تھا کہ گبریلا آ گیا اور اس شخص کے کپڑوں پر چڑھ گیا تو جعفر نے اسے اس سے اتار دیا اور وہ کہنے لگا لوگ کہتے ہیں کہ گبریلا جس کا قصد کرے اسے ملنے والے مال کی خوشخبری دی جاتی ہے تو جعفر نے اسے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا پھر گبریلا واپس آ گیا اور دوبارہ اسی شخص کے پاس گیا تو اس نے اس کے لیے مزید ایک ہزار دینار کا حکم دے دیا۔

اور ایک بار اس نے رشید کے ساتھ حج کیا اور جب وہ مدینہ میں تھے تو اس نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے کہا کسی لونڈی کو دیکھو جسے میں خریدوں اور وہ خوبصورتی' گانا گانے اور دل لگی میں فائق ہو۔ اس شخص نے تلاش کی تو ایک لونڈی کو ان صفات کے مطابق پایا اور اس کے مالک نے اس شرط پر کہ جعفر اسے دیکھے بہت سا مال طلب کیا' سو جعفر اس کے مالک کے گھر گیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور جب اس نے اسے گانا سنایا تو اس نے اسے مزید خوش کر دیا اور اس نے اس کے مالک سے اس کا سودا کیا اور جعفر نے اسے کہا ہم مال لائے ہیں اگر وہ تجھے پسند آئے تو ٹھیک ورنہ ہم تجھے مزید مال دیں گے' لونڈی کے مالک نے کہا میں آسودہ حال تھا اور اور تو بھی میرے پاس بہت خوش تھی مگر اب میرے حالات خراب ہو چکے ہیں اور میں نے تجھے اس بادشاہ کے پاس فروخت کرنا پسند کیا ہے تا کہ تو اس کے ہاں بھی اسی طرح آسودہ رہے جیسے میرے ہاں تھی' لونڈی نے اس کہا اے میرے آقا قسم بخدا اگر میں آپ کی مالک ہوتی جیسے کہ آپ میرے مالک ہیں تو میں آپ کو دنیا و مافیہا کے عوض بھی فروخت نہ کرتی اور آپ کا وہ وعدہ کہاں گیا جو آپ نے مجھ سے کیا تھا کہ آپ مجھے فروخت نہیں کریں گے اور نہ میری قیمت کھائیں گے' لونڈی کے مالک نے جعفر اور اس کے اصحاب سے کہا میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے' جب اس نے یہ بات کہی تو جعفر اور اس کے اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے قلی کو مال اٹھانے کا حکم دیا جعفر نے کہا خدا کی قسم یہ مال میرے پیچھے جائے گا اور اس شخص سے کہنے لگا میں نے تجھے اس مال کا مالک بنا دیا ہے اسے اپنے اہل پر خرچ کر دے اور مال کو چھوڑ کر خود چلا گیا۔

اور یہ اپنے بھائی فضل کی نسبت بخیل تھا مگر فضل اس سے زیادہ مال دار تھا اور ابن عساکر نے دار قطنی کے طریق سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ جب جعفر مر گیا تو لوگوں نے ایک مٹکے میں ایک ہزار دینار پائے' ہر دینار کا وزن ایک سو دینار کے برابر تھا اور دینار کے ایک پہلو پر جعفر لکھا ہوا تھا: ؎

وہ بادشاہوں کے گھر کی ٹکسال کا زرد رنگ دینار تھا جس کے چہرے پر جعفر کا نام چمکتا تھا وہ ایک دینار' ایک سو دینار سے بڑھ کر تھا جب تو اسے کسی تنگ دست کو دے گا وہ مالدار ہو جائے گا۔

اور احمد بن المعلی الراویہ نے بیان کیا ہے کہ ناطفی کی لونڈی غسان نے جعفر کو خط لکھا کہ وہ اپنے باپ یحییٰ سے کہے کہ وہ رشید کو اس کے خریدنے کا مشورہ دے اور اس نے اس کی طرف یہ اشعار بھی لکھے ہیں کچھ جعفر کے بارے میں بھی ہیں: ؎

اے جہالت سے مجھے ملامت کرنے والے کیا تو بس نہیں کرے گا کون سوزش عشق پر صبر کرتا ہے جب میں خالص شراب عشق کا جام ہوں تو مجھے تعریض نہ کر جس کے دل میں عشق رچ گیا ہو وہ مدہوش ہوتا ہے' محبت نے میرا احاطہ کر لیا ہے اور

Marfat.com

اس کا ایک سمندر میرے پیچھے اور اس کے کئی سمندر میرے آگے ہیں' میرے اوپر عشق کے جھنڈے ہلاکت کو لہراتے ہیں اور میرے اردگرد عشق کی فوج پڑی ہے میرے نزدیک عشق میں کم اور زیادہ ملامت کرنے والا دونوں ایک جیسے ہیں۔ اے جعفر تو بنی برمک کا چنندہ آدمی ہے' تجھ میں جو خوبیاں موجود ہیں' تعریف کرنے والا اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتا جو شخص اپنے اغراض کے لیے مال کو بڑھاتا ہے تو جعفر کی اغراض اس سے زیادہ ہیں' بادشاہی کا حسن اس کے چہرے پر ہے اور اس کے ہاتھ میں برسنے والا بادل ہے' ان دونوں سے ہم پر بارش برسی ہے جس سے سرخ سونا سیراب ہو گیا ہے اگر اس کی ہتھیلیاں کسی چٹان کو چھو جائیں تو اس میں سبز پتے اگ پڑیں۔ بزرگی کو وہی جوان مکمل کرتا ہے جو اپنی مستقل مزاجی کی طرح مستقل طور پر خرچ کرتا ہے اس کے اوپر بادشاہی کا تاج فخر سے حرکت کرتا ہے اور منبر اس کے نیچے فخر کرتا ہے' جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اسے ماہ تمام سے تشبیہ دیتا ہوں یا اس کے چہرے میں سفیدی چمکتی ہے خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ کیا تاریکیوں کو دور کرنے والا ماہ تمام اسکے چہرے میں ہے یا اس کا چہرہ زیادہ روشن ہے زیارت کرنے والے تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تو زیارت کرنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔

اور اس نے اپنے اشعار کے نیچے اپنی ضرورت بھی تحریر کی' پس جعفر فوراً سوار ہو کر اپنے باپ کے پاس گیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے گیا اور اس نے خلیفہ کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا تو اس نے کہا نہیں قسم بخدا میں اسے نہیں خریدوں گا اور شعراء نے اس لونڈی کے بارے میں بڑے اشعار کہے ہیں اور وہ بڑی مشہور ہو گئی اور اسی کے بارے میں ابونواس نے کہا ہے:

اسے صرف پسر زانیہ اور خبیث آدمی ہی خریدے گا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اور ثمامہ بن اشرس سے روایت ہے کہ میں نے جعفر بن یحییٰ بن خالد کے ساتھ ایک رات گزاری تو وہ اپنی نیند سے خوفزدہ ہو کر روتا ہوا بیدار ہوا' میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ اس نے آ کر میرے اس دروازے کے دونوں بازو پکڑ لیے ہیں اور وہ کہتا ہے:

گویا جون اور صفا کے درمیان کوئی محبت کرنے والا نہیں ہے اور نہ ہی مکہ میں کسی داستان گو نے داستان بیان کی ہے۔

اور میں نے اسے جواب دیا ہے:

ہاں ہم اس کے باشندے تھے لیکن ہمیں گردش زمانہ اور لغزش کھانے والے نصیبوں نے تباہ کر دیا ہے۔

ثمامہ کا بیان ہے کہ جب اگلی رات آئی تو رشید نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو پل پر نصب کر دیا پھر رشید نے باہر نکل کر اسے غور سے دیکھا اور کہنے لگا:

تیرے زمانے نے تجھ سے اس کا تقاضا کیا جو اس نے گزشتہ زمانے میں دیا تھا اور صفائی کے بعد اس نے تیرے عشق کو مکدر کر دیا پس تو تعجب نہ کر' بلاشبہ زمانہ' جمع شدہ کو متفرق کرنے کا ذمہ دار ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے جعفر کی طرف دیکھا اور کہا اگر آج تو نشان بن گیا ہے تو تو جود وسخاوت میں بھی انتہاء پر تھا' راوی کہتا ہے اس نے میری طرف حملہ آور اونٹ کی طرح دیکھا پھر کہنے لگا:

Marfat.com

جعفر سے دنیا کیوں متعجب ہے جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے وہ ہماری وجہ سے تھا' جعفر اور اس کا باپ کون تھے اگر ہم نہ ہوتے تو نبو برمک کون تھے۔

پھر اس نے اپنے گھوڑے کے منہ کو پھیرا اور واپس لوٹ گیا۔

جعفر ۱۸۷ھ کے صفر کے آغاز میں ہفتے کی رات کو قتل ہوا اور اسکی عمر ۳۷ سال تھی' وہ ۱۷ سال وزیر رہا اور عید الاضحیٰ کے روز جعفر کی ماں عبادۃ لوگوں کے پاس مینڈھے کا چمڑا مانگتی ہوئی آئی اور اس کے ذریعے گرمی حاصل کرے' لوگوں نے اس سے اس کی آسائش کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا آج میری یہ حالت ہوگئی ہے بلاشبہ میرے سر پر چار سو خدمت گار لڑکیاں کھڑی رہتی تھیں اور میں کہتی ہوں میرا بیٹا جعفر میرا نافرمان تھا اور خطیب بغدادی نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ جب سفیان بن عیینہ کو خبر ملی کہ رشید نے جعفر کو قتل کر دیا ہے اور برامکہ پر یہ مصیبت نازل کی ہے تو انہوں نے روبقبلہ ہو کر کہا اے اللہ جعفر نے مجھے دنیا کی ضرورت سے کفایت کی تھی تو اسے آخری کی ضرورت سے کفایت کر۔

ایک عجیب واقعہ:

ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ مامون کو اطلاع ملی کہ ایک شخص ہر روز برامکہ کی قبور پر آتا ہے اور ان پر روتا ہے اور ان کے محاسن بیان کرتا ہے' اس نے اسے لانے کے لیے ایک شخص کو بھیجا تو وہ اس کے پاس آیا اور وہ زندگی سے مایوس ہو چکا تھا' مامون نے اس سے پوچھا تو ہلاک ہو جائے تجھے اس کام پر کس نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین انہوں نے مجھ سے بہت احسان اور نیکیاں کی ہیں اس نے پوچھا انہوں نے تجھ سے کیا احسان کیا ہے؟ اس نے کہا میں المنذر بن المغیرہ دمشقی ہوں' میں دمشق میں بڑا آسودہ حال تھا اور وہ آسودگی مجھ سے جاتی رہی اور میری حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ میں نے اپنا مکان بھی فروخت کر دیا پھر میرے پاس کوئی چیز باقی نہ بچی تو میرے ایک دوست نے مجھے برامکہ کے پاس بغداد جانے کا مشورہ دیا میں اپنے اہل وعیال کو لے کر بغداد آیا تو میرے ساتھ بیس سے زیادہ عورتیں تھیں' میں نے انہیں ایک بے آباد مسجد میں اتارا' پھر میں ایک آباد مسجد میں نماز پڑھنے گیا' میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں ایک جماعت موجود تھی جن سے خوبصورت چہرہ لوگ میں نے نہیں دیکھے' میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور میں اپنے دل میں وہ بات سوچنے لگا جس کے ذریعے میں ان سے اپنے اہل وعیال کے لیے خوراک طلب کروں جو میرے ساتھ تھے اور حیاء مجھے اس سوال سے مانع تھی۔

ابھی میں اسی حالت میں تھا کہ ایک خادم نے آ کر انہیں بلایا اور وہ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ ایک بہت بڑے گھر میں داخل ہو گئے' کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں وزیر یحییٰ بن خالد بیٹھا ہوا ہے پس وہ اس کے گرد بیٹھ گئے اور اس نے اپنی بیٹی عائشہ کا اپنے عم زاد سے نکاح کیا اور انہوں نے کستوری کے ٹکڑے اور عنبر کی گولیاں بکھیر دیں' پھر خادم اس جماعت کے ہر شخص کے پاس چاندی کی ایک ایک طشتری لائے جن میں ایک ایک ہزار دینار تھا اور اس کے ساتھ کستوری کی ٹکڑیاں بھی تھیں' لوگوں نے انہیں لے لیا اور اٹھ گئے اور میں بیٹھا رہا اور میرے آگے وہ طشتری بھی پڑی تھی جو انہوں نے میرے لیے رکھی تھی اور میں اپنے دل میں اس کی عظمت کی وجہ سے اسے لینے سے ڈرنے لگا تو حاضرین میں سے ایک

Marfat.com

شخص نے مجھے کہا کیا تو اسے لے کر نہیں جائے گا؟ پس میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے لے لیا اور اس کے سونے کو اپنی ہتھیلی میں ڈال لیا اور طشتری کو اپنی بغل میں داب کر اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے خدشہ تھا کہ اسے مجھ سے چھین لیا جائے گا پس میں گھبرانے لگا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ وزیر مجھے دیکھ رہا ہے اور جب میں پردے کے پاس پہنچا تو اس کے حکم سے انہوں نے مجھے واپس کر دیا اور میں مال سے مایوس ہو گیا اور جب میں واپس لوٹا تو اس نے مجھے کہا کیا وجہ ہے کہ تم خوفزدہ ہو؟ میں نے اسے اپنا حال سنایا تو وہ رو پڑا۔ پھر اس نے اپنے لڑکوں سے کہا اسے پکڑ کر اپنے ساتھ لگا لو اور ایک خادم نے میرے پاس آ کر مجھ سے طشتری اور سونا لے لیا اور میں نے ان کے پاس دس دن قیام کیا کبھی ایک بیٹے کے پاس کبھی دوسرے بیٹے کے پاس اور میری ساری توجہ اپنے عیال کی طرف تھی اور واپس جانا میرے لیے ممکن نہ تھا' جب دس دن گزر گئے تو خادم نے میرے پاس آ کر کہا' کیا آپ اپنے عیال کے پاس نہیں جائیں گے؟ میں نے کہا ہاں قسم بخدا' تو وہ اٹھ کر میرے آگے آگے چلنے لگا اور اس نے مجھے طشتری اور سونا نہ دیا' میں نے کہا کاش یہ سلوک مجھ سے طشتری اور سونا لینے سے پہلے ہوتا' کاش میرے عیال اسے دیکھتے' پس وہ میرے آگے چلتا چلتا ایک گھر کے پاس پہنچا جس سے خوبصورت گھر میں نے نہیں دیکھا اس میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں میرے عیال سونے اور ریشم میں لوٹ رہے ہیں اور انہوں نے میرے پاس ایک لاکھ درہم اور دس ہزار دینار بھیجے اور ایک تحریر بھی بھیجی جس میں لکھا تھا کہ یہ گھر اور جو کچھ اس میں ہے تم اس کے مالک ہو اور ایک خط بھی تھا جس میں دو بڑی بڑی بستیوں کے مالکانہ حقوق بھی مجھے دیئے گئے تھے اور میں برامکہ کے ساتھ بڑا خوش عیش تھا اور جب وہ مر گئے تو عمرو بن مسعدۃ نے مجھ سے دونوں بستیاں چھین لیں اور ان دونوں کا ٹیکس میرے ذمے لگا دیا' پس جب بھی مجھے آفاقہ آتا ہے میں ان کے گھروں اور قبروں کا قصد کرتا ہوں اور ان پر روتا ہوں پس مامون نے دونوں بستیوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا تو شیخ نے شدید گریہ کیا' مامون نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا میں نے از سر نو تجھ سے نیکی نہیں کی؟ اس نے کہا بے شک لیکن وہ برامکہ کی برکت سے ہے' مامون نے اسے کہا' صحیح سالم چلے جاؤ بلاشبہ وفا برکت والی چیز ہے اور حسن عہد و صحبت ایمان کا حصہ ہے۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

حضرت فضیل بن عیاض:

ابو علی تمیمی' آپ ایک عابد و زاہد امام اور عالم اور ولی ہیں' آپ خراسان کے صوبہ دینور میں پیدا ہوئے اور بڑی عمر میں کوفہ آئے اور وہاں آپ نے اعمش' منصور بن المعتمر' عطاء بن السائب اور حصین بن عبدالرحمٰن وغیرہ سے سماع کیا پھر مکہ چلے گئے اور وہاں عبادت کے لیے عزلت نشین ہو گئے آپ بہت اچھی تلاوت کرتے تھے اور بہت روزے رکھتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اور آپ جلیل القدر ثقہ ائمہ روایات میں سے تھے رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہ' اور رشید کے ساتھ آپ کا ایک طویل واقعہ ہے جسے ہم نے رشید کے آپ کے گھر آنے کی کیفیت میں بیان کیا ہے اور فضیل نے جو کچھ اسے کہا اسے بھی بیان کیا ہے اور رشید نے آپ کو مال کی پیشکش کی تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کی وفات اس سال کے محرم میں مکہ میں ہوئی' مورخین نے بیان کیا

Marfat.com

ہے کہ آپ ایک فریب کار رہزن تھے اور ایک لونڈی سے عشق کرتے تھے ایک شب آپ اس کے پاس جانے کے لیے دیوار پھاند رہے تھے کہ آپ نے ایک قاری کو پڑھتے سنا:

''کیا ایمان لانے والے لوگوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی کے لیے جھک جائیں''؟

آپ نے کہا بے شک وہ وقت آ گیا ہے اور آپ نے توبہ کی اور اپنی روش کو ترک کر دیا اور ایک ویرانے کی طرف لوٹ آئے اور وہاں آپ نے رات بسر کی تو آپ نے مسافروں کو کہتے سنا' اپنا بچاؤ کر لو بلاشبہ فضیل رہزنی کے لیے تمہارے آگے موجود ہے۔ پس آپ نے انہیں امان دی اور اپنی توبہ پر قائم رہے حتیٰ کہ آپ زاہد' عابد اور سردار بن گئے پھر آپ قابل اقتدار سردار بن گئے اور آپ کے کلام اور کارناموں سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت فضیل نے فرمایا ہے کہ اگر ساری دنیا حلال ہوتی تو میں اس کی پرواہ نہ کرتا اور میں اس طرح گھن محسوس کرتا جس طرح تم میں سے کوئی شخص مردار کے پاس سے گزرتے وقت گھن محسوس کرتا ہے کہ وہ اس کے کپڑوں کو نہ لگ جائے' آپ نے فرمایا ہے لوگوں کے لیے کام کرنا شرک ہے اور لوگوں کے لیے کام چھوڑنا ریاکاری ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تم کو ان دونوں باتوں سے بچائے' ایک روز رشید نے آپ سے کہا آپ سے بڑا درویش کون ہے؟ آپ نے فرمایا تو مجھ سے بڑا درویش ہے اس لیے کہ میں نے اس دنیا کو چھوڑا ہے جو مچھر کے پر سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے اور تو نے آخرت کو چھوڑ دیا ہے جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے' میں فانی دنیا کا زاہد ہوں اور تو باقی رہنے والی دنیا کا زاہد ہے اور جو شخص موتی سے بے رغبتی کرے وہ مینگنی سے بے رغبتی کرنے والے سے بڑا زاہد ہے اور اس قسم کی باتیں ابوحازم سے بھی مروی ہیں کہ انہوں نے یہ باتیں سلیمان بن عبدالملک سے کہیں۔

آپ نے فرمایا اگر میرے لیے کوئی مقبول دعا ہوتی تو میں اسے امام کے لیے کرتا کیونکہ اس سے رعیت کی اصلاح ہوتی ہے اور جب وہ اچھا ہو جائے تو عباد اور بلاد پرسکون ہو جاتے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو میں یہ عادت اپنے گدھے' خادم' بیوی اور گھر کے چوہے میں بھی دیکھتا ہوں اور آپ نے قول الٰہی:

﴿ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾.

کے بارے میں فرمایا ہے کہ میں اسے افکدوں سے کرتا ہوں اور اسے درست طور پر کرتا ہوں' بلاشبہ عمل کو خالصتہ للہ ہونا چاہیے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی متابعت میں ٹھیک ٹھیک ہونا چاہیے۔

نیز اس سال بشر بن مفضل' عبدالسلام بن حرب' عبدالعزیز بن محمد الدراوردی' عبدالعزیز العمی اور علی بن عیسیٰ جو موسم گرما کی جنگ میں قاسم کے ساتھ بلاد روم میں امیر تھا' معتمر بن سلیمان اور ابوشعیب البرانی درویش نے بھی وفات پائی' آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے براثا کی ایک جھونپڑی میں سکونت اختیار کی آپ اس میں الگ ہو کر عبادت کرتے تھے' پس رؤساء کی لڑکیوں میں سے ایک عورت کو آپ سے محبت ہو گئی اور اس نے دنیا اور اس کی سعادت وحشمت کو چھوڑ دیا اور آپ نے اس سے نکاح کر لیا اس نے بھی آپ کے ساتھ جھونپڑے میں اقامت اختیار کر لی اور عبادت کرتے کرتے دونوں فوت ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام جوہرہ تھا۔

Marfat.com

۱۸۸ھ

اس سال ابراہیم بن اسرائیل نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور صعفاف کے درے سے بلاد روم میں داخل ہو گیا اور نقفور اس کے مقابلہ کو نکلا اور نقفور کو تین زخم لگے اور اس نے شکست کھائی اور اس نے اس کے اصحاب میں سے چالیس ہزار سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا اور چار ہزار سے زیادہ سواریاں غنیمت میں حاصل کیں اور اس سال قاسم بن رشید نے مرج دابق میں پڑاؤ کیا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور یہ اس کا آخری حج تھا اور ابوبکر نے جب رشید کو حج سے واپس جاتے دیکھا اور وہ کوفہ سے گزرا تو کہا اس سال کے بعد رشید حج نہیں کرے گا اور نہ اس کے بعد کبھی کوئی خلیفہ حج کرے گا اور رشید نے بہلول المولہ کو دیکھا تو آپ نے اسے بہت اچھی نصائح کیں اور ہم نے فضل بن ربیع حاجب کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رشید کے ساتھ حج کیا اور ہم کوفہ سے گزرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہلول مجنوں غیر معقول باتیں کر رہے ہیں' میں نے کہا امیر المومنین آ گئے ہیں خاموش ہو جاؤ وہ خاموش ہو گئے اور جب ہودج آپ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا اے امیر المومنین' ایمن بن نائل نے مجھ سے بیان کیا کہ قدامہ بن عبداللہ عامری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں ایک اونٹ پر سوار دیکھا اور آپ کے نیچے ایک بوسیدہ پالان تھا۔ پھر آپ نے دھتکارا اور نہ مارا اور نہ ادھر ادھر کیا' ربیع کا بیان ہے میں نے کہا یا امیر المومنین یہ بہلول ہیں اس نے کہا میں نے انہیں پہچان لیا ہے' اے بہلول کچھ کہو تو آپ نے کہا:

فرض کر لے کہ تو ساری دنیا کا بادشاہ بن گیا ہے اور لوگ تیرے مطیع ہو گئے ہیں تو پھر کیا ہو گا؟ کیا کل قبر کا پیٹ تیرا ٹھکانہ نہ ہو گا پھر لوگ یکے بعد دیگرے تجھ پر مٹھیوں سے مٹی ڈالیں گے۔

اس نے کہا اے بہلول آپ نے بہت اچھا کہا ہے' کہا کوئی اور بات بھی ہے؟ آپ نے فرمایا یا امیر المومنین ہاں جسے اللہ تعالیٰ مال اور حسن دے اور وہ اپنے حسن میں پاک دامن رہے اور مال سے لوگوں کی مدد کرے اللہ کے رجسٹر میں اس کا نام نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے خیال کیا کہ آپ کوئی بات کہنا چاہتے ہیں تو اس نے کہا ہم نے آپ کے قرض ادا کرنے کا حکم دے دیا ہے آپ نے فرمایا یا امیر المومنین ایسا نہ کیجیے' قرض' قرض کے بدلے میں ادا نہیں ہوتا' حق اس کے اہل کو واپس کرو اور اپنی جان کا قرض اپنی جان سے ادا کرو' اس نے کہا ہم نے حکم دیا ہے کہ آپ کی رسد جاری کر دی جائے تا کہ آپ اس سے کھانا کھائیں آپ نے فرمایا امیر المومنین ایسا نہ کیجیے۔ بلاشبہ وہ ذات پاک آپ کو عطا نہیں کرے گی اور مجھے بھول جائے گی اور دیکھو میں نے ایک عمر زندگی گزاری ہے اور آپ نے میری رسد جاری نہیں کی واپس چلے جایئے مجھے آپ کی رسد کی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا یہ ایک ہزار دینار لے لیجیے آپ نے فرمایا یہ ان کے مالکوں کو واپس کر دو یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا اور مجھے ان سے کیا کام ہے؟ واپس چلے جائیں آپ نے مجھے اذیت دی ہے' راوی بیان کرتا ہے رشید آپ کو چھوڑ کر واپس ہو گیا اور دنیا اس کی نگاہوں میں ہیچ ہو چکی تھی۔

Marfat.com

اس سال وفات پانے والے اعیان

ابواسحاق فزاری:

ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماعیل بن خارجہ جو مغازی وغیرہ میں اہل شام کے امام ہیں۔ثوری اور اوزاعی وغیرہ تے آپ سے علم سیکھا ہے آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور بعض نے اس سے پہلے سال میں آپ کا وفات پانا بیان کیا ہے۔

ابراہیم موصلی:

ابراہیم بن ہامان بن بہمن ابواسحاق جو رشید وغیرہ کے شعراء گلوکار اور شراب نوش ساتھیوں میں سے ایک تھا۔اس کی اصل ایرانی ہے' کوفہ میں پیدا ہوا اور اس کے نوجوانوں کے ساتھ رہا اور ان سے گانا سیکھا پھر موصل چلا گیا' پھر کوفہ واپس آ گیا تو لوگ اسے موصلی کہنے لگے پھر اس نے خلفاء سے رابطہ کیا سب سے پہلے اس نے مہدی سے رابطہ کیا اور رشید کے ہاں اس نے بڑا مرتبہ حاصل کیا اور یہ اس کے داستان سراؤں' شراب نوش ساتھیوں اور گلوکاروں میں شامل تھا' یہ مالدار ہو گیا اور اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا' کہتے ہیں کہ اس نے ۲۴ کروڑ درہم ترکہ چھوڑا اور اس کی عجیب وغریب حکائتیں ہیں۔اس کی پیدائش ۱۱۵ھ میں کوفہ میں ہوئی اور بنی تمیم کی کفالت میں پروان چڑھا اور ان سے علم سیکھا اور انہی کی طرف منسوب ہو گیا اور گانے کے فن میں بڑا ماہر تھا اور اس کی شادی منصور کی بہن ملقب بہ زلزل کے ساتھ ہوئی تھی جو اس کے ساتھ باجا بجاتی تھی' پس جب یہ گاتا اور وہ باجا بجاتی تو مجلس میں جھوم اٹھتی' صحیح قول کے مطابق اس نے اس سال وفات پائی اور ابن خلکان نے الوفیات میں بیان کیا ہے کہ اس نے ابوالعتاہیہ اور ابوعمرو شیبانی نے بغداد میں ایک ہی دن ۲۱۳ھ میں وفات پائی مگر پہلا قول صحیح ہے۔اس نے موت کے وقت یہ شعر کہا:

خدا کی قسم میرا طبیب اس تکلیف سے اکتا گیا ہے جو برداشت کر رہا ہوں اور عنقریب میری موت کی خبر دشمن اور دوست کو دے دی جائے گی۔

اور اسی سال جریر بن عبدالحمید' رشید بن سعد' عبدۃ بن سلیمان' عقبہ بن خالد، عمر ابن ایوب العابد جو حضرت امام احمد بن حنبل کے مشائخ میں سے ہے نے وفات پائی اور ایک قول کے مطابق عیسیٰ بن یونس نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۱۸۹ھ

اس سال رشید حج سے واپس آیا اور ری کی طرف چلا گیا اور عزل ونصب کیا اور اسی سال اس نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی امارت دوبارہ دی اور ان علاقوں کے نائبین کئی اقسام اور کئی رنگوں کے تحائف وہدایا لے کر اس کے پاس آئے پھر وہ بغداد واپس لوٹ گیا اور عیدالاضحیٰ اسے قصر لصوص میں آئی اور اس نے اس کے پاس قربانی کی اور ۲۷ ذوالحجہ کو بغداد آیا اور جب وہ پل کے پاس سے گزرا تو اس نے جعفر بن یحییٰ برمکی کے جثہ کو جلانے کا حکم دیا جسے جلا کر دفن کر دیا گیا اور جس دن سے وہ قتل ہوا تھا اس سے لے کر وہ آج تک مصلوب تھا۔پھر رشید بغداد سے رقہ کی طرف چلا گیا تا کہ وہاں سکونت اختیار کرے اور وہ بغداد اور اس کی عمدگی پر متاسف تھا اور رقہ میں اس کے قیام کا مقصد وہاں سے مفسدین کو دور کرنا تھا اور ابن عباس احنف نے رشید کے ساتھ ان کے جانے

Marfat.com

کے بارے میں کہا ہے:

ہم نے سواریوں کو نہیں بٹھایا حتیٰ کہ ہم چل پڑے اور ہم نے قیام وسفر کے درمیان فرق نہیں کیا جب ہم آئے تو انہوں نے ہمارا حال دریافت کیا اور ہم نے ان کے سوال کے ساتھ ان کے وداع کو بھی ملا دیا۔

اور اس سال رشید نے ان مسلمان قیدیوں کا جو بلاد روم میں موجود تھے فدیہ دیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے وہاں مسلمانوں کا ایک قیدی بھی نہ چھوڑا اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا ہے:

اور تیرے ذریعے وہ قیدی رہا ہوئے جن کے لیے قید خانوں کو پلستر کیا گیا جن میں کوئی قریبی عزیز رشتہ دار بھی نہیں جاتا' جب مسلمانوں کو ان کی رہائی نے درماندہ کر دیا تو وہ کہنے لگے مشرکین کے قید خانے ان کی قبریں ہیں۔

اور اس سال قاسم بن رشید نے مرج دابق میں رومیوں کے محاصرہ کے لیے پڑاؤ کیا اور اس سال عباس بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن حمزہ کسائی:

علی بن حمزہ بن عبداللہ بن فیروز ابوالحسن الاسدی الکوفی جو ان کا غلام تھا اور کسائی کے نام سے مشہور تھا کیونکہ اس نے چادر میں احرام باندھا تھا اور بعض کا قول ہے کہ یہ حمزہ تیلی کے ساتھ چادر میں کام میں مشغول رہتا تھا اس لیے اسے کسائی کہتے ہیں اور یہ نحوی لغوی اور قراء ائمہ میں سے ایک تھا اس کی اصل کوفی ہے پھر اس نے بغداد کو وطن بنا لیا اور رشید کو ادب سکھایا اور اس کے بیٹے امین کو بھی ادب سکھایا اور اس نے حمزہ بن حبیب الزیات کو اپنی قرأت سنائی اور وہ اسے قرأت سکھاتا تھا پھر اس نے اپنے لیے ایک قرأت پسند کر لی جسے یہ پڑھا کرتا تھا اور اس نے ابوبکر بن عیاش اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے روایت کی ہے اور اس سے یحیی بن زیاد الفراء اور ابوعبید نے روایت کی ہے' امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ جو شخص نحو سیکھنا چاہے وہ کسائی کا محتاج ہے۔ کسائی نے نحو کے فن کو خلیل سے سیکھا ہے اور ایک روز اس نے اس سے پوچھا تو نے یہ علم کس سے حاصل کیا ہے اس نے کہا اس سے جو وادی حجاز میں رہتا ہے تو کسائی وہاں چلا گیا اور اس نے عربوں کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے پھر یہ وہاں سے واپس خلیل کے پاس آیا تو وہ فوت ہو چکا تھا اور اس کی جگہ یونس صدر بنا بیٹھا تھا پس ان دونوں کے درمیان مناظرات ہوئے' جن میں یونس نے اس کی فضیلت کا اعتراف کیا اور اسے اپنی جگہ بٹھایا۔

کسائی کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے رشید کو نماز پڑھائی تو میری قرأت مجھے بہت پسند آئی اور میں نے اس میں ایسی غلطی کی جو بچہ بھی نہیں کرتا میں نے چاہا کہ میں لعلھم یرجعون کہوں تو میں نے لعلھم ترجعین کہہ دیا مگر رشید نے اس کے رد کرنے کی جسارت نہ کی۔ پس جب میں نے سلام پھیرا تو اس سے پوچھا تو اس نے پوچھا یہ کون سی نعمت ہے؟ میں نے کہا بلاشبہ گھوڑا بھی سکندری کھا جاتا نے کہا یہ بات تو ٹھیک ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں کسائی سے ملا تو وہ غمگین بیٹھا تھا میں نے

Marfat.com

پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا یحییٰ بن خالد نے میرے پاس آدمی بھیجا ہے کہ وہ مجھ سے کچھ باتیں دریافت کرے اور میں غلطی سے ڈرتا ہوں میں نے کہا جو چاہیں کہیں آپ کسائی ہیں اس نے کہا اگر میں کہوں کہ میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ اس زبان کو قطع کر دے اور ایک روز کسائی نے ایک ترکھان سے کہا یہ دونوں دروازے کتنے کے ہوں گے؟ اس نے کہا دو سمندری سیپیوں کے یا دو تھپڑوں کے۔

کسائی نے مشہور قول کے مطابق اس سال ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی' یہ بلادری میں رشید کے ساتھ تھا اور اس کے نواح میں یہ اور محمد بن حسن ایک ہی روز فوت ہوئے' رشید کہا کرتا تھا میں نے فقہ اور عربی زبان کو ری میں دفن کر دیا ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ کسائی نے ۱۸۲ھ میں طوس میں وفات پائی ہے اور ایک شخص نے کسائی کو خواب میں دیکھا تو اس چہرہ ماہ تمام کی طرح تھا۔ اس نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا اس نے مجھے قرآن کی برکت سے بخش دیا ہے میں نے پوچھا اس نے حمزہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا وہ علیین میں ہے اور ہم اسے ستارے کی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت محمد بن حسن بن زفر:

ابو عبداللہ شیبانی ان کا غلام تھا اور حضرت امام ابوحنیفہ کا ساتھی' آپ کی اصل دمشق کی ایک بستی ہے آپ کا باپ عراق آیا اور آپ واسط میں ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے' کوفہ میں پرورش پائی اور حضرت امام ابوحنیفہ' مسعر' ثوری' عمر بن ذر اور مالک بن مغول سے سماع کیا اور مالک بن انس' اوزاعی اور ابو یوسف کی طرف کتابت کی اور بغداد میں سکونت اختیار کر لی اور وہاں حدیث بیان کی اور جب امام شافعی بغداد آئے تو آپ نے ۱۸۴ھ میں ان کی طرف سے کتابت کی اور رشید نے آپ کو رقہ کا قاضی مقرر کیا پھر معزول کر دیا۔

آپ اپنے اہل سے فرمایا کرتے تھے تم مجھ سے دنیا کی کسی حاجت کے متعلق سوال نہ کرنا تم میرے دل کو مشغول کر دو گے اور میرے مال میں سے جو لینا چاہتے ہو لے لو' بلاشبہ یہ بات میرے دل کو فارغ کرنے والی اور میرے غم کو کم کرنے والی ہے' امام شافعی نے فرمایا ہے میں نے آپ کی مانند کوئی فربہ اندام عالم نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ مہربان اور فصیح دیکھا ہے اور میں جب آپ کو قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے آپ سے بڑا عقل مند نہیں دیکھا آپ دل ونگاہ کو بھر دیتے تھے۔ طحاوی نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے حضرت محمد بن حسن سے کتاب السیر طلب کی تو آپ نے انہیں عاریۃً دینے کا جواب نہ دیا تو آپ نے ان کی طرف لکھا:

> جس شخص کی نظیر میری آنکھوں نے نہیں دیکھی گویا کہ جس نے آپ کو دیکھا ہے اس نے آپ سے پہلے لوگوں کو دیکھ لیا ہے اسے کہہ دیجیے کو علم' اہل علم کو منع کرتا ہے کہ وہ اسے اہل علم سے روک کر رکھیں۔ شاید اسے اہل علم پر خرچ کرنا واجب ہو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اسی وقت اسے عاریۃً نہیں بلکہ ہدیۃً آپ کے پاس بھیج دیا اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا

Marfat.com

ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا گیا' یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت محمد بن حسن رحمتہ اللہ کی کتب سے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے اور کسائی نے اس سال ایک ہی دن وفات پائی اور رشید نے کہا:

میں نے آج فقہ اور لغت دونوں کو اکٹھے دفن کر دیا ہے۔

آپ کی عمر ۵۸ سال تھی۔

۱۹۰ھ

اس سال سمرقند کے نائب رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے اطاعت چھوڑ دی اور اپنی طرف دعوت دی اور اس کے اہل شہر اور اس طرف کے بہت سے لوگوں نے اس سے موافقت کی اور اس کا معاملہ بڑھ گیا اور خراسان کا نائب علی بن عیسیٰ اس کے مقابلہ میں گیا تو رافع نے اسے شکست دی جس سے معاملہ بگڑ گیا اور اسی سال رشید ۲۰ رجب کو بلاد روم سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور اس نے اپنے سر پر ٹوپی پہنی جس کے بارے میں ابوالمعلا الکلابی نے کہا:

جو شخص تجھ سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہے وہ تجھے حرمین میں یا سرحدوں کی انتہا پر ملے تو دشمن کے علاقے میں تیز رفتار گھوڑے پر ہوتا ہے اور پرسکون علاقے میں مٹی کی انگیٹھی پر ہوتا ہے جو لوگ امور پر جانشین بنے ہیں ان میں سے تیرے سوا کسی نے سرحدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔

پس وہ چلتا چلتا طوانہ پہنچ گیا اور اس نے وہیں پڑاؤ کیا اور نقفور نے اس کی طرف اطاعت کرنے اور ہر سال اپنا اور اپنے بچوں اور اپنے اہل مملکت کی طرف سے پندرہ ہزار دینار ٹیکس اور جزیہ دینے کا پیغام بھیجا اور اس نے رشید سے اس لڑکی کا مطالبہ کیا جسے انہوں نے قیدی بنا لیا تھا' وہ ان کے بادشاہ ہرقلہ کی بیٹی تھی اور اس نے اپنے بیٹے سے اس کی منگنی کر دی تھی' پس رشید نے اسے ہدیا' تحائف اور خوشبو کے ساتھ روانہ کر دیا اور رشید نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ ہر سال تین لاکھ دینار دیا کرے اور ہرقلہ کو آباد نہ کرے پھر رشید واپس آ گیا اور عقبہ بن جعفر کو جنگ پر نائب مقرر کیا اور اہل قبرض نے عہد شکنی کی تو معیوف بن یحییٰ نے ان سے جنگ کی اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور عبدالقیس کے ایک شخص نے بغاوت کی تو رشید نے اسے قتل کرنے کے لیے آدمی بھیجا اور اس سال عیسیٰ بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسد بن عمرو بن عامر ابوالمنذر البجلی الکوفی جو حضرت امام ابوحنیفہ کے دوست تھے آپ نے بغداد اور واسط میں قضاء کا کام کیا اور جب آپ کی نظر بند ہو گئی تو آپ نے خود کو قضا سے معزول کر دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ آپ راست باز تھے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے اور علی بن المدینی اور امام بخاری نے آپ پر اعتراض کیا ہے۔

سعدون مجنون:

آپ نے ساٹھ سال روزے رکھے' آپ کا دماغ کمزور ہو گیا تو لوگوں نے آپ کو مجنون کہنا شروع کر دیا ایک روز آپ

Marfat.com

حضرت ذوالنون مصری کے دائرہ کے پاس کھڑے تھے تو آپ نے ان کا کلام سنا اور چیخ ماری پھر کہنے لگے:

جو شخص بیمار نہ ہو اس کے پاس بیماری کی شکایت کرنے میں کوئی بھلائی نہیں اور جب صبر نہ ہو سکے تو شکایت کرنا ضروی ہو جاتا ہے' اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں آپ کے پاس سے گزرا تو آپ ایک مدہوش شیخ کے پاس بیٹھے اس سے مکھیاں ہٹا رہے تھے میں نے آپ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو اس شیخ کے سر پر بیٹھا دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا یہ مجنون ہے' میں نے پوچھا آپ مجنون ہیں یا وہ؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ مجنون ہے اس لیے کہ میں نے ظہر وعصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے اور اس نے نہ جماعت کے ساتھ اور نہ اکیلے نماز پڑھی ہے اور اس کے ساتھ اس نے شراب بھی پی ہے اور میں اسے نہیں پیتا میں نے پوچھا کیا آپ نے اس باب میں کچھ اشعار کہے ہیں؟ آپ نے کہا ہاں پھر کہنے لگے:

میں نے شراب کو شرابیوں کے لیے چھوڑ دیا ہے اور خالص پانی پینے لگا ہوں کیونکہ شراب عزت دار آدمی کو ذلیل کرتی ہے
اور روشن چہروں کو سیاہ کر دیتی ہے پس اگر یہ نوجوان کے لیے جائز ہوتی تو بڑھاپا آنے پر اس سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔

حمید بن حمید:

صہیب ابوعبدالرحمٰن تمیمی کوفی' آپ امین کے مؤدب تھے' آپ نے اعمش وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے حضرت امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے اور آپ ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

یحییٰ بن خالد بن برمک:

ابوعلی وزیر اور جعفر برمکی کا باپ' مہدی نے اپنے بیٹے رشید کو اس کے سپرد کیا تو اس نے اس کی پرورش کی اور اس کی بیوی نے فضل بن یحییٰ کے ساتھ اسے دودھ پلایا اور جب رشید خلیفہ بنا تو اس نے اس کے حق کو پہچانا اور وہ کہا کرتا تھا میرے باپ نے کہا ہے اور اس نے امور خلافت کو اس کے سپرد کر دیا اور یہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہا حتیٰ کہ برامکہ کو مصیبت پہنچی اور اس نے جعفر کو قتل کر دیا اور اس کے باپ یحییٰ کو قید میں رکھا حتیٰ کہ وہ اس سال مر گیا اور وہ ایک کریم' فصیح اور صحیح الرائے شخص تھا جس کے امور سے خیر وصلاح واضح ہوتی تھی' ایک روز اس نے اپنے بیٹوں سے کہا ہر چیز میں سے کچھ حاصل کرو بلاشبہ جو کسی چیز سے ناواقف ہوتا ہے وہ اس سے دشمنی کرتی ہے اور اس نے اپنے بیٹوں سے کہا جو اچھی بات تم سنتے ہو اسے لکھ لو اور جو اچھی بات تم لکھتے ہو اسے یاد کر لو اور جو اچھی بات تم یاد کرتے ہو اسے بیان کرو اور وہ انہیں کہا کرتا تھا جب دنیا تمہارے پاس آئے تو اس سے خرچ کرو بلاشبہ وہ باقی نہیں رہے گی اور جب وہ پشت پھیر جائے تو بھی اس سے خرچ کرو بلاشبہ وہ باقی نہیں رہے گی اور جب راستے میں سوار ہونے کی حالت میں کوئی سائل اس سے سوال کرتا تو وہ کم از کم اس کے لیے دو سو درہم کا حکم دیتا' ایک روز ایک شخص نے کہا:

اے پاک دامن یحییٰ کے ہمنام' تیرے لیے ہمارے رب کے فضل سے دو باغات مقدر کیے گئے ہیں جو شخص بھی راستے میں تیرے پاس سے گزرتا ہے تمہاری بخشش سے اسے دو سو درہم ملتے ہیں' میرے لیے جیسے شخص کے لیے دو سو درہم تھوڑے ہیں تو وہ جلد باز سوار کے لیے ہیں''۔

اس نے کہا تو نے درست کہا ہے اور اس نے حکم دیا اور گھر کی طرف اس سے سبقت کر گیا اور جب واپس آیا تو اس کے

Marfat.com

متعلق دریافت کیا کیا دیکھتا ہے کہ اس نے نکاح کرلیا ہے اور وہ اپنے اہل کے پاس جانا چاہتا ہے تو اس نے چار ہزار درہم اسے اس کی بیوی کا مہر دیا اور چار ہزار مکان کے لیے دیا اور چار ہزار سامان کے لیے دیا اور چار ہزار آمد کی تکلیف کا دیا اور چار ہزار مدد مانگنے کا دیا۔

ایک روز ایک شخص نے آ کر اس سے سوال کیا تو اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تو ایسے وقت میرے پاس آیا ہے جس وقت میرے قبضے میں کوئی مال نہیں اور اس نے میرے ایک دوست کو میرے پاس بھیجا کہ وہ اس سے مطالبہ کرے کہ جو کچھ وہ پسند کرتا ہے اسے بھیج دے' نیز یہ کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تو اپنی لونڈی کو فروخت کرنا چاہتا ہے اور تو نے اس کے تین ہزار دینار دیئے ہیں اور میں عنقریب اسے طلب کروں گا' اسے تیس ہزار دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا' پس وہ میرے پاس آئے اور وہ میرے ساتھ سودا کرنے میں بیس ہزار دینار تک پہنچے اور جب میں نے اس کے متعلق سنا تو میرا دل اس سودے کو واپس کرنے سے کمزور ہو گیا اور میں نے اس کی بیع کو قبول کرلیا سو اس نے لونڈی کو لے لیا اور میں نے بیس ہزار دینار لے لئے اور اس نے وہ لونڈی یحییٰ کو ہدیۃ دے دی اور جب یحییٰ سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا تو نے اس لونڈی کو کتنے میں فروخت کیا ہے؟ میں نے کہا بیس ہزار دینار میں' اس نے کہا تو خبیس آدمی ہے' لو اپنی لونڈی لے جاؤ اور اس نے فارس کے حاکم کی طرف آدمی بھیجا کہ اس سے میرے لیے مطالبہ کرے کہ وہ اس سے کوئی چیز ہدیۃ مانگتا ہے اور میں عنقریب اس سے اس کا مطالبہ کروں گا اور وہ اسے پچاس ہزار سے کم میں فروخت نہ کرے پس لوگ میرے پاس آئے اور وہ اس کی قیمت میں تیس ہزار تک پہنچے میں نے اسے ان کے پاس فروخت کر دیا اور جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسی طرح مجھے ملامت کی اور اسے مجھے واپس کر دیا میں نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کرلیا ہے۔ نیز میں نے کہا اس لونڈی نے مجھے پچاس ہزار دینار کا فائدہ دیا ہے آج کے بعد میں اس کے متعلق کوتاہی نہیں کروں گا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ رشید نے منصور بن زیاد سے دس کروڑ درہم کا مطالبہ کیا اور اس کے پاس صرف ایک کروڑ درہم تھے' پس اس کا دل گھبرا گیا اور اس نے دھمکی دی تھی کہ اگر وہ آج ہی اس کے پاس دراہم نہ لایا تو وہ اسے قتل کر دے گا اور اس کے گھر کو برباد کر دے گا' اس نے یحییٰ بن خالد کے پاس آ کر اس سے اپنے معاملے کا ذکر کیا تو اس نے اسے پانچ کروڑ درہم دے دیئے اور اس نے اپنے بیٹے فضل سے بھی دو کروڑ جلد دینے کو کہا اور بیٹے سے کہنے لگا اے پسر من! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو ان دراہم سے جاگیر خریدنا چاہتا ہے اور یہ جاگیر شکر لاتی اور زمانے تک باقی رہتی ہے اور اس نے اپنے بیٹے سے اس کے لیے ایک کروڑ درہم لے لیا اور اس کی لونڈی سے دنانیر کا ہار ایک لاکھ بیس ہزار میں خرید لیا اور اسے دیکھنے والے نے کہا ہم نے اسے دو کروڑ کا خیال کیا تھا' پس جب اموال کو رشید کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ہار واپس کر دیا' اس نے وہ ہار یحییٰ کی لونڈی کو دیا اور دینے کے بعد اس نے اسے واپس نہ لیا اور اس کے بعض بیٹوں نے جب کہ وہ قید خانے اور بیڑیوں میں تھے اسے کہا اے میرے باپ امر و نہی اور آسائش کے بعد ہم اس حال کو پہنچ گئے ہیں' اس نے کہا میرے بیٹو! مظلوم کی دعا رات کو چلی اور ہم اس سے غافل تھے لیکن اللہ اس سے غافل نہیں تھا پھر وہ کہنے لگا:

Marfat.com

بہت سے لوگ ہیں جو ایک زمانے تک خوش حال رہے اور زمانہ سرسبز وشاداب رہا پھر زمانے نے کچھ عرصہ ان سے اعراض کیا اور جب وہ گفتگو کرتے تھے تو زمانہ انہیں خون کے آنسو رلاتا تھا۔

اور یحییٰ بن خالد ہر مہینے سفیان بن عیینہ کو ایک ہزار درہم رسد دیتا تھا اور سفیان اپنے سجود میں اس کے لیے دعا کرتا تھا کہ: اے اللہ اس نے مجھے اخراجات سے کفایت کی ہے اور مجھے عبادت کے لیے فارغ کر دیا ہے اور تو اس کے امر آخرت کے بارے میں اسے کفایت کر' اور جب یحییٰ فوت ہو گیا تو آپ کے ایک ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا مجھے اس نے سفیان کی دعا سے بخش دیا ہے۔

یحییٰ بن خالد رحمتہ اللہ نے اس سال کی ۳ محرم کو ۷۰ سال کی عمر میں قید خانے میں وفات پائی اور اس کے بیٹے نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے فرات کے کنارے دفن کیا گیا اور اس کی جیب سے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ ملا جس میں لکھا تھا مخالف سبقت کر گیا ہے اور مدعی علیہ بعد میں آنے والا ہے اور فیصلہ کرنے والا وہ عادل ہے جسے نہ مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ دلیل کا محتاج ہے۔ یہ رقعہ رشید کے پاس لے جایا گیا تو وہ اسے پڑھ کر دن بھر روتا رہا اور بقیہ ایام میں بھی اس کے چہرے پر افسوس کے آثار نمایاں رہے اور ایک شاعر نے یحییٰ بن خالد کے بارے میں کہا ہے:

میں نے سخاوت سے پوچھا کیا تو آزاد ہے اس نے جواب دیا نہیں' بلکہ میں تو یحییٰ بن خالد کی غلام ہوں میں نے پوچھا زر خرید غلام ہو اس نے کہا نہیں بلکہ وراثتی غلام ہوں۔

۱۹۱ھ

اس سال خراسان کے نواح میں ثروان بن سیف نامی شخص نے بغاوت کر دی اور وہ شہر بہ شہر پھرنے لگا۔ پس رشید نے طوق بن مالک کو اس کے مقابلہ میں بھیجا جس نے اسے شکست دی اور ثروان زخمی ہو گیا اور اس کے عام اصحاب قتل ہو گئے اور اس نے رشید کو فتح کا خط لکھا اور اسی سال شام میں ابوالنداء نے بغاوت کی اور رشید نے یحییٰ بن معاذ کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے شام کا نائب بھی مقرر کر دیا اور اس سال بغداد میں برف پڑی اور اسی سال یزید بن مخلد الہبیری نے دس ہزار فوج کے ساتھ بلاد روم سے جنگ کی اور رومیوں نے درے میں اس کی نگرانی کی اور طرطوس سے دو دن کی مسافت پر اسے اس کے پچاس اصحاب کے ساتھ قتل کر دیا اور باقی فوج بھی شکست کھا گئی اور رشید نے ہرثمہ بن اعین کو موسم گرما کی جنگ کا منتظم مقرر کیا اور تیس ہزار فوج اس کے ساتھ کر دی جس میں خادم مسرور بھی شامل تھا اور اخراجات بھی اس کے سپرد تھے اور رشید حدث کی طرف چلا گیا تاکہ ان کے نزدیک رہے اور رشید نے کلیساؤں اور خانقاہوں کے گرانے کا حکم دے دیا اور ذمیوں کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ بغداد اور دیگر شہروں میں اپنی ہیئت اور لباس میں امتیاز پیدا کریں اور اس سال رشید نے علی بن موسیٰ کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور اسی سال رشید نے شوال میں ہرقلہ کو فتح کیا اور اسے برباد کر دیا اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور سرزمین روم سے فوجوں کو عین زربہ اور کنیسہ سودار کی طرف بھیجا اور ہر روز ہرقلہ میں ایک لاکھ پینتیس ہزار رسد

پانے والے داخل ہوئے اور اس نے حمید بن معیوف کو سواحل شام سے مصر تک امیر مقرر کر دیا اور اس نے جزیرہ قبرص میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قیدی بنالیا اور ان کو رافتہ لے جا کر فروخت کر دیا اور پادری کی قیمت دو ہزار دینار پڑی ان کو قاضی ابوالبجروی نے فروخت کیا۔

اور اس سال فضل بن سہیل نے مامون کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور فضل بن عباس بن محمد بن علی عباسی والی مکہ نے اس سال لوگوں کو حج کروایا اور اس سال کے بعد ۲۱۵ھ تک لوگوں نے موسم گرما کی کوئی جنگ نہیں لڑی۔

اس سال میں وفات پانے والے

سلمہ بن الفضل الابرش، عبدالرحمٰن بن القاسم جو فقیہ اور مالک بن یونس بن ابی اسحاق سے روایت کرنے والے ہیں۔ آپ رشید کے پاس آئے تو اس نے آپ کے لیے تقریباً پچاس ہزار درہم کا حکم دیا مگر آپ نے اس مال کو قبول نہ کیا اور فضل بن موسیٰ شیبانی، محمد بن سلمہ اور محمد بن الحسین المصیصی نے بھی اس سال وفات پائی جو ایک ثقہ درویش تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے پچاس سال سے کوئی ایسی بات نہیں کی جس پر مجھے معذرت کرنی پڑے اور معمر الرقی نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۱۹۲ھ

اس سال ہرثمہ بن اعین خراسان کا نائب بن کر خراسان آیا اور اس نے علی بن عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور اس کے اموال وذخائر پر قبضہ کر لیا اور اسے ایک اونٹ پر اس کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کر دیا اور بلاد خراسان میں اس کی منادی کرا دی اور رشید کو اس کے متعلق خط لکھا تو اس نے اس امر پر اس کا شکریہ ادا کیا پھر اس کے بعد اس نے اسے رشید کے پاس بھیج دیا اور اسے بغداد میں اس کے گھر میں قید کر دیا گیا اور اس سال رشید نے ثاقب بن نصر بن مالک کو ثغر حدوں کی نیابت سونپی اور اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر مطمورہ کو فتح کر لیا۔

اور اسی سال ثاقب بن نصر کے ہاتھ پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان صلح ہوئی اور اسی سال خرید نے جبل اور بلاد آذربائیجان میں بغاوت کی اور رشید نے عبداللہ بن مالک بن الھیثم خزاعی کو دس ہزار سواریوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا اور انہیں بغداد لے آیا رشید نے اسے ان میں سے بالغ مردوں کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور بچوں کو اسی سال فروخت کر دیا گیا اور اس سے قبل خزیمہ بن حازم نے ان سے معرکہ آرائی کی تھی اور اس سال کے ربیع الاول میں رشید رقہ سے کشتیوں میں بغداد آیا اور اس نے رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو نائب مقرر کیا اور اس کے آگے آگے خزیمہ بن حازم تھا اور رشید کا ارادہ خراسان جا کر رافع بن لیث سے جنگ کرنے کا تھا جس نے اطاعت چھوڑ دی تھی اور سمرقند کے علاقے میں بہت سے شہروں پر قابض ہو گیا تھا پھر رشید شعبان میں خراسان جانے کے لیے نکلا اور اس نے اپنے بیٹے محمد امین کو نائب مقرر کیا اور مامون نے اس خوف سے کہ اس کا بھائی امین اس سے خیانت نہ کرے اپنے باپ سے اس کے ساتھ جانے کی اجازت مانگی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ اس کے ساتھ روانہ ہو گیا اور راستے میں رشید

Marfat.com

نے اپنے ایک امیر کے پاس اپنے تینوں بیٹوں کی بدسلوکی کی شکایت کی جنہیں اس نے اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا اور اس نے اسے اپنے جسم کی بیماری بھی دکھائی نیز اس نے کہا کہ امین' مامون اور قاسم تینوں کی جانب سے مجھ پر جاسوس مقرر ہیں اور وہ میرے سانس گن رہے ہیں اور میرے ایام کے خاتمہ کے متمنی ہیں اور یہ بات ان کے لیے بہت بڑی ہوگی۔ کاش وہ جانتے' پس اس امیر نے اس کے لیے دعا کی پھر رشید نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری کی طرف چلا جائے اور اسے الوداع کہا یہ اس کی آخری ملاقات تھی۔

اور اسی سال ثروان حروری نے بغاوت کی اور سلطان کے عامل کو بصرہ کے کنارے قتل کر دیا اور اسی سال رشید نے الہیصم الیمانی کو قتل کیا اور عیسیٰ بن جعفر جو رشید سے ملنے کا خواہاں تھا راستہ ہی میں مر گیا اور اس سال عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن جامع:

ابن اسماعیل بن عبداللہ بن المطلب بن ابی وداعہ ابوالقاسم' جو ایک مشہور گلوکار تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کی مثال بیان کی جاتی ہے' پہلے یہ قرآن حفظ کرتا تھا پھر اس نے قرآن حفظ کرنا ترک کر دیا اور گانے کے فن کی طرف متوجہ ہو گیا اور لاغانی کے مؤلف ابوالفرج بن علی بن الحسین نے اس سے بہت عجیب واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک روز میں حران میں اپنے بالاخانے سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک سیاہ فام لونڈی آئی جس کے پاس پانی بھرنے کے لیے ایک مشکیزہ تھا اس نے بیٹھ کر مشکیزہ رکھ دیا اور گانے لگی میں اللہ کے پاس اس کے بخل کی شکایت کرتا ہوں اور میری بخشش اس کے لیے شہد اور وہ ایلوا دیتی ہے میرے دل کی تکلیف کو واپس کر دے تو نے اسے قتل کر دیا ہے اور اسے پریشان دل مشتاق بنا کر نہ چھوڑ دے۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے ایسی بات سنی جس میں صبر نہ سکتا تھا اور میں نے چاہا کہ وہ اسے دہرائے مگر وہ اٹھ کر واپس چلی گئی میں بھی بالاخانے سے اتر کر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور اس سے اس کے شعر دہرانے کا مطالبہ کرنے لگا وہ کہنے لی میرے ذمے ہر روز دو درہم ٹیکس ہے میں نے اسے دو درہم دے دیئے تو اس نے شعر دہرا دیا اور میں نے اسے یاد کر لیا اور میں اسے اس دن دہرتا رہا اور جب صبح ہوئی تو وہ شعر مجھے بھول گیا اور وہ سیاہ فام لونڈی آئی تو میں نے اسے شعر دہرانے کو کہا تو اس نے دو درہم کے بغیر ایسا کرنے سے انکار کر دیا پھر کہنے لگی تو چار درہم کو زیادہ سمجھتا ہے حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ تو اس سے چار ہزار دینار حاصل کرے گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے ایک شب رشید کو یہ شعر گا کر سنایا تو اس نے مجھے ایک ہزار دینار دیا پھر اس نے مجھ سے اسے تین بار دہرانے کا مطالبہ کیا اور مجھے تین ہزار دینار دیئے تو میں مسکرا دیا اس نے پوچھا کس وجہ سے مسکرائے ہو؟ تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا تو وہ ہنس پڑا اور میری طرف ایک تھیلی پھینکی جس میں ایک ہزار دینار تھا اور کہنے لگا میں سیاہ فام لونڈی کی تکذیب نہیں کروں گا اور اسی طرح اس سے بیان کیا گیا ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک روز صبح کو میں مدینہ میں تھا اور میرے پاس صرف

تین درہم تھے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لونڈی گردن پر مٹکا اٹھائے کنوئیں کی طرف جانا چاہتی ہے اور وہ دوڑ رہی ہے اور غمناک آواز میں گا رہی ہے:

ہم نے اپنے احباب کے پاس طوالت شب کی شکایت کی تو انہوں نے کہا ہمارے ہاں تو شب نہایت چھوٹی ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ ان کی آنکھوں کو جلد نیند آ جاتی ہے اور ہماری آنکھوں کو نیند نہیں آتی اور جب عاشق کو تکلیف دینے والی رات نزدیک آتی ہے تو ہم گھبرا جاتے ہیں اور وہ اس کے نزدیک آنے سے خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں ہم جیسی تکلیف سے پالا پڑتا تو وہ بھی بستروں میں ہماری طرح ہوتے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے ان اشعار کے دہرانے کا مطالبہ کیا اور اسے تینوں درہم دے دیئے تو وہ کہنے لگی تو ان کے بدلے میں تین ہزار دینار لے گا اور رشید نے مجھے ایک رات میں اس گانے پر تین ہزار دینار دیئے۔

بکر بن النطاح:

ابو وائل حنفی بصری مشہور شاعر ہے جو رشید کے زمانے میں بغداد آیا اور ابو العتاہیہ سے میل جول رکھتا تھا' ابو عفان نے بیان کیا ہے عادل محدثین میں سے چار بڑے شاعر ہیں جن میں سب سے اول بکر بن النطاح ہے اور المبرد نے بیان کیا ہے کہ میں نے حسن بن رجاء کو بیان کرتے سنا کہ شعراء کی ایک پارٹی ایک دوسرے کو شعر سنانے کے لیے اکٹھی ہوئی اور بکر بن النطاح بھی ان کے ساتھ تھا اور جب وہ اپنے مقابلے سے فارغ ہوئے تو بکر بن النطاح نے اپنے بارے میں شعر سنائے:

اگر وہ رضامندی کا خط لکھ دیتی تو اسے یہ بات نقصان نہ دیتی اور آنکھوں کی پلکیں خشک ہو جاتیں یا انہیں نیند آ جاتی' اس کے نزدیک محبت کرنے والے عاشق کے بارے میں سفارش مردود ہے' کاش! وہ مر جاتا' اے نفس صبر کر اور جان لے کہ اس سے امید کرنے والا گزرے ہوئے لوگوں کی طرح ہے' پلکیں کسی قاتل کے دیکھنے سے بیمار نہیں ہوئیں مگر اس نے انہیں بیمار کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ شاعر اس کی طرف سبقت کر کے اس کے سر کو بوسے دینے لگے اور جب وہ فوت ہو گیا تو ابو العتاہیہ نے اس کا مرثیہ کہا:

ابن نطاح ابو وائل بکر فوت ہو گیا ہے اور شعر بھی جدا ہو گیا ہے۔

اور اسی سال حضرت بہلول مجنون نے بھی وفات پائی' آپ کوفہ کے قبرستان میں رہتے تھے اور خوبصورت کلمات کہتے تھے اور آپ نے رشید وغیرہ کو نصائح کیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عبداللہ بن ادریس:

الاودی الکوفی' آپ نے اعمش' ابن جریج' شعبہ' مالک اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور آپ سے آئمہ کی کئی جماعتوں نے روایت کی ہے' رشید نے آپ کو قاضی بنانے کے لیے دعوت دی تو آپ نے فرمایا میں اس کے اہل نہیں اور شدید انکار کیا اور اس نے آپ سے قبل وکیع سے بھی دریافت کیا تو انہوں نے بھی اسی طرح انکار کر دیا اور اس نے حفص بن غیاث

Marfat.com

کو طلب کیا تو اس نے قاضی کا عہدہ قبول کرلیا اور ان نے ان میں سے ہر ایک کو اس کلفت سفر کی وجہ سے جو اس نے برداشت کی پانچ ہزار درہم دیئے مگر وکیع اور ابن ادریس نے انہیں قبول نہ کیا اور حفص نے انہیں قبول کرلیا تو ابن ادریس نے قسم کھائی کہ وہ کبھی اس سے بات نہیں کریں گے اور رشید نے ایک سال حج کیا اور کوفہ سے گزرا تو قاضی ابو یوسف' امین اور مامون بھی اس کے ساتھ تھے اور رشید نے حکم دیا کہ شیوخ حدیث اکٹھے ہو کر اس کے دونوں بیٹوں کو سماع کرائیں تو ابن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے سوا سب اکٹھے ہو گئے اور امین اور مامون جمع شدہ مشائخ کے سماع سے فراغت کے بعد ابن ادریس کے پاس گئے تو آپ ان دونوں کو ایک سو احادیث کا سماع کرایا اور مامون نے آپ سے کہا اے چچا! اگر آپ چاہیں تو میں ان احادیث کو اپنے حفظ سے دہرا دوں تو آپ نے اسے اجازت دے دی تو اس نے جس طرح ان احادیث کو سنا تھا' اپنے حفظ سے دہرا دیا تو آپ اس کے حفظ سے حیران رہ گئے۔ پھر مامون نے آپ کے لیے مال کا حکم دیا تو آپ نے اس سے کچھ بھی قبول نہ کیا۔ پھر وہ دونوں عیسیٰ بن یونس کے پاس گئے اور آپ سے سماع کیا پھر مامون نے آپ کے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا مگر آپ نے انہیں قبول نہ کیا' مامون نے خیال کیا شاید آپ نے ان دراہم کو کم خیال کیا ہے اور اس نے انہیں دوگنا کر دیا آپ نے فرمایا اگر تو اس مسجد کو چھت تک مال سے بھر دے تو میں اسے حدیث رسول کے عوض میں ہرگز قبول نہیں کروں گا اور جب ابن ادریس کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی بیٹی رو پڑی آپ نے پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ میں نے اس گھر میں چار ہزار قرآن ختم کیے ہیں۔

صعصعہ بن سلام:

آپ کو ابن عبداللہ دمشقی بھی کہا جاتا ہے' پھر آپ اندلس منتقل ہو گئے اور عبدالملک بن معاویہ اور اس کے بیٹے ہشام کے زمانے میں اسے وطن بنا لیا آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم حدیث اور اوزاعی کے مذہب کو اندلس میں داخل کیا ہے اور آپ قرطبہ میں امام الصلوۃ مقرر ہوئے اور آپ ہی کے زمانے میں جامع مسجد میں درخت لگائے گئے جیسا کہ اوزاعی اور شامی اسے جائز سمجھتے ہیں اور مالک اور آپ کے اصحاب اسے ناپسند کرتے ہیں اور آپ نے مالک اوزاعی اور سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں عبدالملک بن حبیب فقیہ بھی شامل ہیں اور انہوں نے کتاب الفقہاء میں آپ کا ذکر کیا ہے اور ابن یونس نے اپنی تاریخ تاریخ مصر میں اور حمیدی نے تاریخ اندلس میں آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی وفات اس سال میں تحریر کی ہے اور ابن یونس نے بیان کیا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جو اندلس میں علم حدیث لائے ہیں اور اس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے تقریباً ۱۸۰ھ میں وفات پائی ہے مگر حمیدی نے اس سال میں آپ کی وفات کا جو قول لکھا ہے وہ زیادہ پائیدار ہے۔

علی بن ظبیان:

ابوالحسن العبسی بغداد کے مشرقی حصے کے قاضی تھے' رشید نے آپ کو قاضی بنایا تھا' آپ حضرت امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے ثقہ عالم تھے پھر رشید نے آپ کو قاضی القضاۃ بنا دیا اور جب رشید کے ہاں سے آپ باہر نکلتے تو رشید بھی آپ کے ساتھ باہر نکلتا آپ نے اس سال قومیین میں وفات پائی۔

Marfat.com

عباس بن احنف:

ابن اسود بن طلحہ مشہور شاعر ہے' یہ خراسانی عربوں میں سے تھا اور اس نے بغداد میں پرورش پائی ہے اور یہ لطیف' ظریف' مقبول اور اچھے شعر کہنے والا تھا' ابوالعباس نے کہا ہے کہ عبداللہ المعتز نے بیان کیا ہے کہ اگر مجھ سے دریافت کیا جائے کہ تو لوگوں میں سے کس کو سب سے اچھے شعر کہنے والا سمجھتا ہے؟ تو میں کہوں گا عباس کو۔

لوگوں نے ہمارے بارے میں ظنون کے دامن گھسیٹے ہیں اور ہمارے بارے میں مختلف اقوال بیان کئے ہیں وہ شخص جھوٹا ہے جس نے تمہارے غیر پر ظن سے تہمت لگائی ہے اور وہ سچا ہے جس کو معلوم ہی نہیں کہ اس نے سچ کہا ہے۔

ایک شب رشید نے رات کو اسے طلب کیا تو وہ گھبرا گیا اور اس کی بیویاں بھی خوفزدہ ہو گئیں اور جب رشید کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے۔ میری ایک لونڈی کے بارے میں میرے سامنے ایک مصرعہ آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تو اس کے ساتھ ایک اس جیسا مصرعہ لگا دے اس نے کہا یا امیر المومنین میں اس شب سے زیادہ کبھی نہیں ڈرا' اس نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا رات کے وقت آپ کے محافظوں کے آنے کی وجہ سے پھر وہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ اس کا دل مطمئن ہو گیا پھر کہنے لگا یا امیر المومنین آپ نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا:

ہم نے اسے مہربان پایا ہے اور ہم نے کسی بشر کو اس کی مانند نہیں پایا اور جوں جوں میں اس کی طرف دیکھتا ہوں اس کے چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

رشید نے کہا اس پر اضافہ کرو تو اس نے کہا:

جب رات تجھ پر حملہ آور ہوتی ہے اور چھا جاتی ہے اور تو فجر کو نہیں دیکھتا تو وہ اپنے چہرے کو نمایاں کر دیتی ہے اور تو چاند کو دیکھ لیتا ہے۔

رشید نے کہا ہم نے اسے دیکھا ہے اور ہم نے تیرے لیے دس ہزار درہم کا حکم دے دیا اور اس کے جن اشعار کی وجہ سے بشار بن برد نے اسے تسلیم کیا اور اسے شعراء کی فہرست میں لکھا وہ یہ ہیں:

میں ان لوگوں کو روتا ہوں جنہوں نے مجھے اپنی محبت کا مزا چکھایا ہے اور جب وہ مجھے عشق کے لیے بیدار کر چکے تو خود سو گئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا او جب وہ بوجھ جو انہوں نے مجھ پر لادا میں اٹھا کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا تو وہ بیٹھ گئے۔

نیز اس نے کہا:

اے سعد تو نے مجھے اس کے متعلق باتیں بتا کر میرے جنون میں اضافہ کر دیا ہے۔ اے سعد مجھے مزید اپنی باتیں بتا۔ اس کا عشق' اس کا عشق ہے اور دل نے اس کے سوا کسی کو نہیں پہچانا اور نہ اس کا قبل اور بعد ہے۔

اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں عباس بن احنف کے پاس بصرہ گیا اور وہ اپنے بستر پر جان دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

اے اپنے وطن سے اکیلے' دور گھر والے جو اپنے غم پر روتا ہے جب کبھی اس کا رونا زیادہ ہو جاتا ہے اس کے بدن میں بیماریاں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

پھر اسے بے ہوشی ہوگئی پھر وہ درخت پر بیٹھے پرندے کی آواز سے ہوش آیا اور کہنے لگا:

دل کا غم بڑھ گیا ہے اور آواز دینے والا اس کی ٹہنیوں پر روتا ہے اسے بھی اسی نے شوق دلایا ہے جس نے مجھے دلایا ہے اور ہم سب اپنے ٹھکانے پر روتے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے پھر وہ دوبارہ بے ہوش ہوگیا تو میں نے اسے ہلایا تو وہ مر چکا تھا' الصولی نے بیان کیا ہے کہ اس کی وفات اس سال ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے ۱۸۸ھ میں ہوئی ہے۔ واللہ اعلم' اور بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ رشید کے بعد بھی زندہ رہا ہے۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابی منصور:

یہ زبیدہ کا بھائی تھا اور رشید کے زمانے میں بصرہ کا نائب تھا۔ اس نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

فضل بن یحییٰ

ابن خالد برمک' جعفر کا بھائی رشید اور فضل دونوں اکٹھے دودھ پیتے تھے' خیزران نے فضل کو دودھ پلایا اور فضل کی ماں زبیدہ بنت بریہ نے ہارون الرشید کو دودھ پلایا اور یہ زبیدہ تبین البریہ کی مولدات میں سے تھی اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا ہے: ؎

تیرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ بہترین شریف عورت نے تجھے اور خلیفہ کو ایک پستان سے دودھ پلایا ہے اور تو نے یحییٰ کو تمام میدانوں میں زینت بخشی ہے جیسے یحییٰ نے خالد کو تمام میدانوں میں زینت بخشی ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ فضل اپنے بھائی جعفر سے زیادہ سخی تھا لیکن اس میں تکبر بہت تھا اور چیں بہ جبیں تھا اور جعفر اس کی نسبت خوبصورت اور کشادہ رو اور کم عطا کرنے والا تھا اور لوگ اس کی طرف زیادہ میلان رکھتے تھے' لیکن سخاوت کی عادت سب برائیوں کو چھپا لیتی ہے اور وہ فضل کی اس خصلت کو چھپا لیتی تھی اور فضل نے اپنے باورچی کو ایک لاکھ درہم دیئے تو اس کے باپ نے اس بات پر اسے ملامت کی تو اس نے کہا اے میرے باپ یہ عسر و نسر میں اور تنگدستی میں میرے ساتھ رہتا ہے اور یہ اس حال میں بھی مسلسل میرے ساتھ ہے اور اس نے میری اچھی صحبت کی ہے اور ایک شاعر نے کہا ہے: ؎

شریف لوگ جب آسودہ حال ہو جاتے ہیں تو وہ ان لوگوں کو یاد کرتے ہیں جو سخت مقام پر ان کے پاس آیا کرتے تھے۔

ایک روز اس نے ایک ادیب کو دس ہزار دینار دیئے تو وہ رو پڑا اس نے اس سے دریافت کیا تو کیوں روتا ہے؟ کیا تو انہیں کم سمجھتا ہے۔ اس نے کہا قسم بخدا میں انہیں کم نہیں سمجھتا بلکہ میں اس بات پر روتا ہوں کہ زمین تیرے جیسے لوگوں کو کھا جائے گی یا چھپا لے گی۔

علی بن الجہم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میرے پاس کچھ نہ تھا حتیٰ کہ سواری کے جانور کے لیے چارہ بھی نہ تھا۔ میں فضل بن یحییٰ کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ دار الخلافت سے آ رہا ہے جب اس نے

Marfat.com

مجھے دیکھا تو مجھے خوش آمدید کہا اور کہنے لگا آؤ' میں اس کے ساتھ چل پڑا' راستے میں اس نے ایک غلام کو ایک لونڈی کو گھر سے بلاتے سنا اور وہ جس لونڈی سے محبت کرتا تھا اس کا نام لے کر بلا رہا ہے۔ پس وہ اس بات سے گھبرا گیا اور اسے اس بات سے جو تکلیف پہنچی اس کی اس نے شکایت کی' میں نے کہا آپ کو وہ تکلیف پہنچی ہے جو بنو عامر کے ایک شخص کو پہنچی تھی وہ کہتا ہے:

جب ہم منیٰ کے خیف مقام پر تھے تو ایک پکارنے والے نے پکارا اور اس نے دانستگی میں دل کے غموں کو برانگیختہ کر دیا' اس نے لیلیٰ کے نام سے کسی اور عورت کو آواز دی۔ گویا اس نے لیلیٰ کے ذریعے اس پرندے کو اڑا دیا جو میرے سینے میں تھا۔

اس نے کہا یہ دونوں شعر مجھے لکھ دو' راوی بیان کرتا ہے کہ میں ایک سبزی فروش کے پاس گیا اور میں نے ایک ورق کی قیمت پر اپنی انگوٹھی اس کے پاس رہن رکھی اور میں نے اس کے لیے دونوں شعر لکھے اس نے دونوں شعر لے کر کہا بھلائی کے ساتھ جاؤ میں اپنے گھر واپس آیا تو میرے غلام نے مجھے کہا اپنی انگوٹھی لاؤ تا کہ ہم اپنے کھانے اور جانور کے چارے کے لیے اسے رہن رکھیں' میں نے کہا میں نے اسے رہن رکھ دیا ہے اور ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ فضل نے میری طرف تیس ہزار نقرئی درہم بھیج دیئے اور ہر مہینے کا مجھے بقایا بھی دیا اور ایک مہینے کی مجھے پیشگی بھی دی۔

ایک روز ایک بڑا شخص فضل کے پاس آیا تو فضل نے اس کی عزت کی اور اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور اس شخص نے اس کے پاس اپنے قرض کی شکایت کی اور اس سے اپیل کی کہ وہ اس باب میں امیر المومنین سے بات کرے' اس نے کہا بہت اچھا اور اس نے پوچھا کہ تیرا کتنا قرض ہے؟ اس نے کہا تین لاکھ درہم اور وہ اس کے ہاں سے قرض کی ادائیگی کی کمزوری کی وجہ سے غمگین ہو کر باہر نکلا پھر وہ اپنے ایک بھائی کے پاس گیا اور اس کے ہاں آرام کیا' پھر اپنے گھر لوٹ آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ مال اس سے پہلے اس کے گھر پہنچ چکا ہے اور اس کے متعلق ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اے فضل بن یحییٰ بن خالد تجھے ایک فضیلت حاصل ہے اور ہر وہ شخص جسے فضل کے نام سے پکارا جائے اسے فضیلت حاصل نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں تیرے احسان کو وسیع دیکھا ہے اور اس نے تیرا نام فضل رکھ دیا ہے اور اسم وفعل باہم مل جل گئے ہیں۔

اور رشید کے ہاں فضل' جعفر کی نسبت بڑا رتبہ رکھتا تھا اور جعفر' رشید کے ہاں اس سے خاص اور بڑا مرتبہ رکھتا تھا اور اس نے فضل کو بڑے بڑے کام سپرد کر رکھے تھے جن میں سے خراسان وغیرہ کی نیابت بھی تھی اور جب رشید نے برامکہ کو قتل کیا اور انہیں قید کیا تو اس نے اس فضل کو سو کوڑے مارے اور اسے مسلسل قید رکھا حتیٰ کہ وہ اس سال رشید سے پانچ ماہ قبل رقہ میں فوت ہو گیا اور اس محل میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں اس کے اصحاب فوت ہوئے تھے پھر اس کے جنازہ کو باہر نکالا گیا تو لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہیں اسے دفن کیا گیا' اس کی عمر ۴۵ سال تھی اور اس کی موت کا باعث اس کی زبان کا ثقل تھا جو جمعرات اور جمعہ کے دن بڑھ گیا اور وہ ہفتہ کو صبح کی اذان سے قبل فوت ہو گیا' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ یہ محرم ۱۹۳ھ کا واقعہ ہے اور ابن جوزی نے ۱۹۲ھ میں اس کی وفات بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

اور ابن خلکان نے اس کے حالات کے بیان میں بڑی طوالت سے کام لیا ہے اور اس کے محاسن ومکارم کے عجیب واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جب وہ خراسان کا نائب تھا تو وہ بلخ گیا وہاں ایک آتش کدہ تھا جس کی مجوس پرستش کرتے تھے اور اس کا دادا برمک بھی اس کے خادموں میں سے تھا۔ پس اس نے آتش کدہ کا کچھ حصہ گرا دیا اور وہ اس کی مضبوطی کی وجہ سے سارے کو نہ گرا سکا اور اس کی جگہ اس نے خدا کی مسجد تعمیر کر دی' بیان کیا گیا ہے کہ وہ قید خانے میں ان اشعار کو بطور مثال پڑھا کرتا تھا اور روتا تھا:

ہمیں جو تکلیف پہنچی ہے ہم اللہ کے پاس اس کی شکایت کرتے ہیں اور مصیبت کا دور کر دینا اسی کے ہاتھ ہے' ہم دنیا سے نکل چکے ہیں' حالانکہ ہم اس کے باشندے ہیں' پس نہ ہم زندوں میں ہیں اور نہ مردوں میں ہیں اور جب داروغہ جیل کسی کام کے لیے ہمارے پاس آتا ہے تو ہم حیران ہو کر کہتے ہیں یہ دنیا سے آیا ہے۔

محمد بن امیہ:

یہ شاعر اور کاتب تھا اور ایسے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا جس کے سارے آدمی ہی شاعر تھے اور بعض کے اشعار ایک دوسرے سے مل جل گئے۔

منصور بن الزبرقان:

ابن سلمہ ابوالفضل النمیری الشاعر' اس نے رشید کی مدح کی اور یہ اصلاً جزیرہ کا ہے اور اس نے بغداد میں اقامت اختیار کر لی اور اس کے دادا کو گدھوں کو مینڈھا کھلانے والا کہا جاتا ہے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس نے کچھ لوگوں کی ضیافت کی تو گدھ ان کے اردگرد چکر لگانے لگے تو اس نے حکم دیا کہ گدھوں کے لیے ایک مینڈھا ذبح کیا جائے تا کہ اس کے مہمانوں کو اذیت نہ ہو تو اس کے لیے ایسا ہی کیا گیا اور ایک شاعر نے اس باب میں کہا ہے:

تیرا باپ بنو قاسط کا سردار ہے اور تیرا ماموں مینڈھے والا ہے جو گدھوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اور کلثوم بن عمرو سے روایت کرتا ہے اور وہ اس کا شیخ بھی ہے جس سے اس نے گانا سیکھا تھا۔

یوسف بن قاضی ابو یوسف:

آپ نے سری بن یحییٰ اور یونس بن ابی اسحاق سے سماع کیا ہے اور رائے میں غور کیا اور فقیہ بن گئے اور اپنے باپ ابو یوسف کی زندگی میں بغداد کی شرقی جانب کے قاضی بنے اور رشید کے حکم سے جامع منصور میں لوگوں کو جمعہ پڑھایا اور اس سال کے رجب میں جب کہ آپ بغداد کے قاضی تھے' وفات پائی۔

۱۹۳ھ

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے محرم میں فضل بن یحییٰ نے وفات پائی اور ابن جوزی نے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے فضل کی وفات ۱۹۲ھ میں بیان کی ہے اور جو کچھ ابن جریر نے بیان کیا ہے وہ اقرب ہے اور اس سال سعید الجوہری نے وفات پائی ہے اور اسی سال رشید جرجان گیا اور علی بن عیسیٰ کے خزائن پندرہ سو اونٹوں پر لاد کر اس کے پاس پہنچے اور یہ اس سال کے صفر کا واقعہ ہے۔ پھر وہ بیماری کی حالت میں وہاں سے طوس منتقل ہو گیا اور وہیں اس کی وفات ہوئی اور اس سال عراق کے نائب ہرثمہ نے رافع بن لیث پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور بخارا کو فتح کر لیا اور اس کے بھائی بشیر بن لیث کو قید کر لیا اور اسے رشید کے پاس طوس بھیج دیا اور اس نے چلنے میں دیر کر دی اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس سے رحم طلب کرنے لگا مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور کہنے لگا خدا کی قسم میری عمر اتنی ہی باقی رہ گئی ہے کہ میں اپنے دونوں ہونٹوں کو تیرے قتل کے متعلق حرکت دوں اور تجھے قتل کر دوں پھر اس نے ایک قصاب کو بلایا اور اس نے اس کے سامنے اس کے چودہ ٹکڑے کر دیئے پھر رشید نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ وہ اسے اس کے بھائی رافع پر بھی قابو دے جیسے اس نے اسے اس کے بھائی بشیر پر قابو دیا ہے۔

رشید کی وفات:

اس نے کوفہ میں ایک خواب دیکھا جس نے اسے گھبرا دیا اور غمگین کر دیا اور جبریل بن بختیشوع نے اس کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین آپ کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک ہتھیلی دیکھی ہے جس میں سرخ مٹی ہے اور وہ میرے تخت کے نیچے سے نکلی ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے یہ ہارون کی مٹی ہے' جبرئیل نے اس خواب کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے اسے کہا یہ حدیث نفس کا ڈراؤنا خواب ہے' یا امیر المومنین اسے بھول جایئے اور جب وہ خراسان جاتے ہوئے طوس سے گزرا تو بیماری نے وہاں اسے روک لیا۔ اس نے اپنا خواب یاد کیا تو اس نے اسے خوفزدہ کر دیا اور اس نے جبریل سے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تجھے وہ خواب یاد نہیں جو میں نے تمہیں بتایا تھا؟ اس نے کہا بے شک' پس اس نے مسرور خادم کو بلایا اور کہا اس زمین کی کچھ مٹی میرے پاس لاؤ اور جب اس نے اسے دیکھا تو کہنے لگا خدا کی قسم یہی وہ ہتھیلی ہے جو میں نے دیکھی ہے اور یہی وہ مٹی ہے جو میں نے اس میں دیکھی ہے۔ جبریل نے کہا خدا کی قسم اس پر تین دن نہیں گزرے کہ وہ فوت ہو گیا اور اس نے اپنی موت سے قبل ہی اس گھر میں جس میں وہ رہائش پذیر تھا اپنی قبر کھودنے کا حکم دے دیا تھا اور وہ حمید بن ابی غانم طائی کا گھر تھا اور وہ اپنی قبر کو دیکھ کر کہنے لگا اے ابن آدم تو اس کی طرف جائے گا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ لوگ اس کی قبر میں قرآن پڑھیں۔ انہوں نے قرآن پڑھ کر ختم کیا تو وہ اپنی قبر کے کنارے اسٹریچر پر پڑا تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے چادر کی گوٹھ ماری اور بیٹھ کر موت کی بے ہوشی کو برداشت کرنے لگا' حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے کہا' اگر آپ لیٹ جائیں تو آپ کو آسانی ہو جائے گی تو وہ صحیح طور پر ہنسا اور کہنے لگا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ کہ:

میں ان شرفاء میں سے ہوں جن کے صبر و استقلال میں زمانے کی سختیاں اضافہ کر دیتی ہیں۔

اس نے ہفتے کی رات کو اور بعض کے قول کے مطابق آغاز جمادی الآخرۃ ۱۹۳ھ کو ۷۵ سال اور بعض کے قول کے مطابق ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کی حکومت ۲۳ سال رہی۔

اس کے حالات:

ہارون الرشید امیر المومنین ابن مہدی محمد بن منصور ابی جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب' القرشی الہاشمی' ابومحمد اور اسے ابوجعفر بھی کہا جاتا ہے اور اس کی ماں خیزران ام ولد تھی' اس کی پیدائش شوال ۱۴۶ھ میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق ۱۴۷ھ اور دوسرے قول کے مطابق ۱۴۸ھ اور تیسرے قول کے مطابق ۱۵۰ھ میں ہوئی اس کے بھائی موسیٰ ہادی کی وفات کے بعد اس کے باپ مہدی کی وصیت کے مطابق ربیع الاول ۱۷۰ھ میں اس کی بیعت ہوئی' اس نے اپنے باپ اور دادے سے حدیث روایت کی ہے اور ابن مبارک بن فضالہ سے عن حسن عن انس بن مالک سے بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر بچنا پڑے۔ اس نے اسے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے بیان کیا اور اس سے اس کے بیٹے اور اسحاق کے والد سلیمان ہاشمی اور نباتہ بن عمرو نے روایت کی ہے۔

رشید سفید رنگ' دراز قد' فربہ اندام اور خوب صورت شخص تھا اور اس نے اپنے باپ کی زندگی میں کئی بار موسم گرما کی جنگ لڑی اور اس کے قسطنطنیہ کا محاصرہ کرنے کے بعد مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان مصالحت ہوئی اور مسلمانوں کو اس میں بڑی کوشش کرنی پڑی اور انہیں شدید خوف لاحق ہوا اور ایون کی بیوی جس کا لقب اغطہ تھا کے ساتھ اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ وہ ہر سال مسلمانوں کے لیے بہت سا بوجھ خرچ کرے گی جس سے مسلمان خوش ہو گئے اور یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے باپ کو اپنے بھائی کے بعد ۱۶۶ھ میں اپنی بیعت لینے پر برانگیختہ کیا اور جب ۱۷۰ھ میں اسے خلافت مل گئی تو اس نے لوگوں کے ساتھ بہت اچھی روش اختیار کی اور بہت زیادہ جنگیں کیں اور حج کیے اسی وجہ سے ابوالعلی نے اس کے بارے میں کہا ہے:

جو شخص تیری ملاقات کا خواہاں ہے وہ حرمین یا سرحدوں کی انتہا پر تجھ سے ملاقات کرے اور دشمن کی زمین تو تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور آسودہ علاقے میں تو کجاوے پر بیٹھتا ہے اور جو لوگ امور کے جانشین ہوئے ہیں ان میں سے تیرے سوا کسی نے سرحدوں کو اکٹھے نہیں کیا۔

اور وہ ہر روز اپنے اصل مال سے ایک ہزار درہم صدقہ کرتا تھا اور جب وہ حج کرتا تو اپنے ساتھ ایک سو فقہاء اور ان کے بیٹوں کو حج کرواتا اور جب وہ حج نہ کرتا تو تین سو آدمیوں کو پورے اخراجات اور مکمل لباس کے ساتھ حج کرواتا اور وہ عطاء و بخشش کے سوا اپنے دادا ابوجعفر منصور سے تشبہ کو پسند کرتا تھا' بلاشبہ یہ بہت جلد بڑی بخشش کرنے والا تھا اور فقہاء اور شعراء کو پسند کرتا تھا اور انہیں عطا کرتا تھا اور کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا تھا اور اس کی انگشتری کا نقش لا الہ الا اللہ تھا اور یہ ہر روز سوائے اس کے کہ بیمار نہ ہو ایک سو رکعت نفل پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور ابن امیر اسے ہنسایا کرتا تھا اور اسے حجاز وغیرہ کے حالات کے جاننے میں بڑا مقام حاصل تھا اور رشید نے اسے اپنے محل میں ٹھہرایا ہوا تھا اور اسے اپنا فیملی ممبر بنا لیا تھا۔ ایک روز رشید نے اسے صبح کی نماز کے لیے جگایا تو اس نے اٹھ کر وضو کیا پھر اس نے رشید کو:

﴿ وَمَا لِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ﴾.

''مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس نے مجھے پیدا کیا ہے''۔

پڑھتے پایا تو ابن مریم کہنے لگا خدا کی قسم میں نہیں جانتا تو کیوں اس کی عبادت نہیں کرتا' جس سے رشید کو ہنسی آ گئی اور اس نے نماز توڑ دی پھر اس نے اس کے پاس آ کر کہا تو ہلاک ہو جائے نماز اور قرآن سے تو اجتناب کیا کرو اور ان کے علاوہ باتوں میں جو چاہے کہہ۔

ایک روز عباس بن محمد رشید کے پاس آیا اور اس کے پاس چاندی کا ایک برتن تھا جس میں بہت اچھی خوشبو تھی اور وہ اس کی بہت تعریف کرنے لگا اور رشید سے کہنے لگا کہ آپ اسے قبول کر لیں۔ اس نے اسے قبول کر لیا اور اس سے اسے ابن مریم نے مانگ لیا تو اس نے وہ خوشبو اسے دے دی تو عباس اسے کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے میں ایسی چیز لایا ہوں جو نہ میں نے خود لی ہے اور نہ اپنے اہل کو دی ہے اور میں نے اپنے آقا امیر المومنین کو دینے میں ترجیح دی ہے اور تو نے اس سے لے لی ہے۔ ابن مریم نے قسم کھا کر کہا کہ وہ اس سے اپنے سرین کو خوشبو لگائے پھر اس نے اس سے کچھ خوشبو لے کر اپنے سرین پر ملی اور اپنے تمام اعضاء کو اس سے خوشبو لگائی اور رشید ہنسی کے باعث اپنے آپ پر قابو نہ رکھتا تھا پھر اس نے ایک خادم کو جو ان کے پاس ہی کھڑا تھا اسے خاقان کہا جاتا تھا' کہا میرے غلام کو تلاش کرو' رشید نے کہا اس کے غلام کو اس کے پاس بلا لاؤ اور اس نے اسے کہا یہ خوشبو لو اور اسے ستک کے پاس لے جاؤ اور اسے حکم دو کہ وہ اس سے اپنے سرین پر خوشبو لگائے حتیٰ کہ میں اس کے پاس آ کر اس سے جماع کروں' پس رشید ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ پھر ابن ابی مریم نے عباس بن محمد کے پاس آ کر کہا تو اس خوشبو کی تعریف کرتے ہوئے اسے امیر المومنین کے پاس لایا ہے حالانکہ آسمان جو کچھ برساتا ہے اور زمین جو کچھ اگاتی ہے وہ اس کے تصرف اور قبضے میں ہے اور اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ ملک الموت سے کہا گیا کہ اس نے جو حکم تجھے دیا ہے وہ نافذ کر دے اور تو اس کے پاس اس خوشبو کی تعریف کرتا ہے گویا وہ کوئی سبزی فروش یا نانبائی یا باورچی یا کھجوریں فروخت کرنے والا ہے' قریب تھا کہ رشید ہنسی سے مر جاتا پھر اس نے ابن مریم کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

ایک روز رشید نے دوائی پی اور اس نے ابن ابی مریم سے کہا کہ وہ آج حجابت کے فرائض انجام دے اور جو کچھ اسے ملے وہ اس کے اور امیر المومنین کے درمیان نصف نصف ہو گا' پس اس نے اسے حجابت کا کام سپرد کر دیا اور ہر جانب سے یعنی زبیدہ' برامکہ اور بڑے بڑے امراء کی طرف سے ایلچی تحائف لانے لگے اور اس روز اسے ساٹھ ہزار دینار کی آمد ہوئی' دوسرے دن رشید نے اس سے پوچھا اسے کیا آمد ہوئی تھی اس نے اسے بتایا تو اس نے اس سے پوچھا میرا حصہ کہاں ہے؟ ابن ابی مریم نے کہا میں نے دس ہزار سیب پر آپ سے مصالحت کر لی ہے۔

اور اس نے ابو معاویہ محمد بن حازم نابینا کو حدیث سننے کے لیے بلایا' ابو معاویہ نے بیان کیا کہ میں نے اس کے پاس یہ حدیث بیان کی کہ میرے آقا محمد ﷺ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ اس میں نصیحت کی بات سنے تو روئے اور مٹی کو آنسو سے تر کر دے اور ایک روز میں نے اس کے ہاں کھانا کھایا پھر میں اپنے ہاتھ دھونے کے لیے اٹھا تو اس نے مجھ پر پانی ڈالا اور میں اسے

Marfat.com

دیکھ نہیں سکتا تھا۔ پھر اس نے کہا اے ابومعاویہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تجھ پر کون پانی ڈالتا تھا؟ میں نے کہا نہیں! اس نے کہا امیر المومنین آپ پر پانی ڈال رہے تھے' ابومعاویہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے لیے دعا کی تو اس نے کہا میں نے صرف علم کی تعظیم کرنا چاہی ہے اور ایک روز ابومعاویہ نے اسے عن اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ' حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے احتجاج کی حدیث بتائی تو رشید کے چچا نے کہا اے ابومعاویہ ان دونوں کی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟ اس بات سے رشید سخت ناراض ہو کر کہنے لگا کیا تو حدیث پر اعتراض کرتا ہے؟ چمڑے کا فرش اور تلوار میرے پاس لاؤ یہ چیزیں حاضر کی گئیں تو لوگوں نے اس کے پاس جا کر اس کے بارے میں سفارش کی تو رشید کہنے لگا یہ زندقت ہے' پھر اس نے اسے قید کر دینے کا حکم دے دیا اور قسم کھائی کہ وہ اسے قید خانے سے اس وقت تک باہر نہیں نکالے گا جب تک وہ مجھے یہ نہ بتائے کہ اسے یہ بات کس نے پہنچائی ہے اور اس کے چچا نے مغلظ قسمیں کھا کر کہا کہ مجھے یہ بات کسی نے نہیں بتائی یہ بات میری حماقت سے میرے منہ سے تیزی میں نکل گئی ہے اور میں اس سے اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

اور ایک شخص کا بیان ہے کہ میں رشید کے پاس گیا تو اس کے سامنے ایک گردن کٹا شخص پڑا تھا اور جلاد اس مقتول شخص کی گدی میں اپنی تلوار صاف کر رہا تھا۔ رشید نے بیان کیا میں نے اسے اس لیے قتل کیا ہے کہ یہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا اور اس کا یہ قتل میرے لیے قرب الٰہی کا باعث ہوگا اور ایک اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یا امیر المومنین ان لوگوں کو دیکھئے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں مقدم کرتے ہیں اپنے اقتدار کے باعث ان کی عزت کیجیے۔ رشید نے کہا کیا میں ایسا نہیں کرتا۔ خدا کی قسم میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے اس سے بھی محبت کرتا ہوں اور جو ان دونوں سے بغض رکھتا ہے اسے سزا دیتا ہوں اور ابن السماک نے اسے کہا بلاشبہ اللہ نے کسی کو تجھ سے فوقیت نہیں دی پس کوشش کر کہ ان میں تجھ سے بڑھ کر اللہ کی اطاعت کرنے والا کوئی نہ ہو۔ اس نے کہا اگرچہ تو نے مختصر بات کی ہے لیکن نصیحت کرنے میں انتہا کر دی ہے۔

اور حضرت فضیل بن عیاض یا کسی اور نے اسے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے کسی کو دنیا میں تجھ پر فوقیت نہیں دی' کوشش کر کہ ان میں سے آخرت میں بھی کوئی تجھ سے اوپر نہ ہو۔ اپنے نفس کے لیے محنت کر اور اسے اپنے رب کی اطاعت میں لگا۔

ایک روز ابن السماک اس کے پاس آئے تو رشید نے پانی مانگا' پس پانی کا ایک کوزہ لایا گیا جس میں ٹھنڈا پانی تھا' اس نے ابن السماک سے کہا مجھے نصیحت کرو۔ آپ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ سے اس پانی کو روک دیا جائے تو آپ اس کو کتنے میں خرید لیں گے؟ اس نے کہا اپنی نصف بادشاہت سے' آپ نے فرمایا اسے خوشی سے پیو اور جب وہ پی چکا تو آپ نے فرمایا اگر اسے باہر نکلنے سے روک دیا جائے تو تو اس کے عوض کیا دے گا اس نے کہا اپنی بادشاہت کا دوسرا نصف بھی دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا وہ بادشاہت جس کی نصف قیمت پانی کا گھونٹ اور دوسرے نصف کی قیمت پیشاب کا ایک قطرہ ہے اس بات کے لائق ہے کہ اس میں باہم بطور مقابلہ رغبت نہ کی جائے ہارون یہ بات سن کر رو پڑا۔

اور ابن قتیبہ نے بیان کیا ہے کہ الریاشی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اصمعی کو بیان کرتے سنا کہ ایک روز میں رشید کے

Marfat.com

پاس گیا تو وہ جمعہ کے روز اپنے ناخن تراش رہا تھا' میں نے اس بارے میں اس سے بات کی تو اس نے کہا جمعرات کے روز ناخن کاٹنا سنت ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ انہیں جمعہ کے روز اتارنا فقر کو دور کرتا ہے' میں نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ فقر سے ڈرتے ہیں؟ اس نے کہا اے اصمعی کیا کوئی مجھ سے بڑھ کر بھی فقر سے ڈرنے والا نہیں؟

اور ابن عساکر نے بحوالہ ابراہیم مہدی روایت کی ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس تھا تو اس نے اپنے باورچی کو بلا کر پوچھا کیا کھانے میں تمہارے پاس اونٹوں کا گوشت بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں کئی طرح کا گوشت ہے' اس نے کہا اسے کھانے کے ساتھ لاؤ اور جب کھانا اس کے سامنے رکھا گیا تو اس نے اس سے ایک لقمہ لیا اور اسے اپنے منہ میں رکھا تو جعفر برمکی ہنس پڑا' رشید نے لقمہ کو چبانا چھوڑ دیا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا تو کیوں ہنستا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین کوئی بات نہیں' کل شام میرے اور میری لونڈی کے درمیان جو بات ہوئی ہے وہ مجھے یاد آ گئی ہے' اس نے اسے کہا تجھے میرے حق کی قسم تو نے مجھے وہ کیوں نہیں بتائی' اس نے کہا آپ اس لقمہ کو کھالیں تو بتاتا ہوں تو اس نے اپنے منہ سے لقمہ پھینک دیا اور کہنے لگا خدا کی قسم تجھے وہ بات ضرور بتانی پڑے گی' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ کے نزدیک اونٹوں کے گوشت کا یہ کھانا کتنے کا ہوگا؟ اس نے کہا چار درہم کا' اس نے کہا قسم بخدا نہیں بلکہ یا امیر المومنین یہ چار لاکھ درہم کا ہے' اس نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا آپ نے اس دن سے طویل عرصہ پہلے اپنی باورچی سے اونٹ کا گوشت طلب کیا تھا اور ہم روزانہ امیر المومنین کے مطبخ کے لیے اونٹ ذبح کرتے ہیں کیونکہ ہم بازار سے اونٹ کا گوشت نہیں خریدتے اور اس دن سے لے کر آج کے دن تک اونٹ کے گوشت پر چار لاکھ درہم خرچ ہو چکے ہیں اور امیر المومنین نے صرف آج ہی اونٹ کا گوشت طلب کیا ہے۔ جعفر کا بیان ہے کہ میں اس لیے ہنس پڑا کہ امیر المومنین نے صرف یہی لقمہ لیا ہے اور یہ امیر المومنین کے لیے چار لاکھ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے رشید بہت رویا اور اس نے اپنے سامنے سے دسترخوان اٹھا دینے کا حکم دیا اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا اور کہنے لگا اے ہارون خدا کی قسم تو ہلاک ہو گیا ہے اور وہ مسلسل روتا رہا حتیٰ کہ مؤذنین نے اسے ظہر کی نماز کی اطلاع دی اس نے باہر نکل کر لوگوں کو نماز پڑھائی پھر واپس آ کر رونے لگا حتیٰ کہ مؤذنین نے اسے عصر کی نماز کی اطلاع دی اور اس نے حرمین کے فقراء میں دو کروڑ درہم خرچ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی ہر حرم میں ایک ایک کروڑ اور دو کروڑ درہم بغداد کی شرقی اور غربی جانب صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ایک کروڑ درہم کوفہ اور بصرہ کے فقراء پر صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ نماز عصر کو چلا گیا پھر روتا ہوا واپس آ گیا حتیٰ کہ اس نے مغرب کی نماز پڑھی پھر واپس آیا تو قاضی ابو یوسف اس کے پاس آئے اور پوچھنے لگے یا امیر المومنین کیا بات ہے کہ آج آپ رو رہے ہیں؟ تو اس نے اپنے واقعہ کا اور اس کی خواہش کی خاطر جو بہت سا مال خرچ ہوا اس کا ذکر کیا اور یہ کہ اس نے اس سے صرف ایک لقمہ لیا ہے' ابو یوسف نے جعفر سے کہا کیا تم جن اونٹوں کو ذبح کرتے تھے ان کا گوشت خراب ہو جاتا تھا یا لوگ اسے کھا جاتے تھے اس نے کہا لوگ اسے کھا جاتے تھے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین گزشتہ دنوں لوگوں نے جو مال کھایا ہے اس پر آپ کو اللہ کے ثواب کی خوشخبری ہو اور اس بات کی بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدقہ کی توفیق دی ہے اور اس کی بھی کہ اللہ نے آج آپ کو اپنے خوف سے حصہ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

''اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے خوف کھا جائے اس کے لیے دو باغات ہیں''۔

تو رشید نے قاضی ابو یوسف کو چار لاکھ درہم دینے کا حکم دے دیا۔ پھر اس نے کھانا منگوایا اور اس سے کھایا اور اس نے آج صبح کا کھانا شام کو کھایا۔

اور عمرو بن بحر جاحظ نے بیان کیا ہے کہ رشید میں مذاق اور سنجیدگی ایسے جمع ہوئی تھی کہ اس کے بعد کسی میں جمع نہیں ہوئی' ابو یوسف اس کے قاضی تھے اور برامکہ اس کے وزراء تھے اور فضل بن ربیع اس کا حاجب تھا جو بڑا بیدار مغز اور بڑی عظمت والا تھا اور عباسیہ کا دوست عمر بن العباس اس کا ندیم تھا اور مروان بن ابی حفصہ' اس کا شاعر تھا اور ابراہیم موصلی جو اپنے فن میں یکتائے روزگار تھا اس کا مغنی تھا اور ابن ابی مریم اس کا مسخرہ تھا اور برصوم اس کا نے نواز تھا اور ام جعفر یعنی زبیدہ اس کی بیوی تھی جو ہر نیکی اور اچھے کام کی طرف سب لوگوں سے زیادہ راغب تھی۔ اس نے حرم سے پانی رک جانے کے بعد اس میں پانی داخل کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں سے بہت سے اچھے کام کروائے۔

خطیب بغدادی نے روایت کی ہے کہ رشید کہا کرتا تھا کہ ہم ایسے لوگ ہیں جن کی مصیبت بڑی ہے اور ان کی بعثت اچھی ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں اور ہم میں اللہ کی خلافت باقی رہ گئی ہے۔ ایک روز رشید بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک آدمی اسے ملا اور کہنے لگا یا امیر المومنین میں آپ سے کچھ سخت باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا نہیں اور نہ ہی' وہ آنکھ ٹھنڈی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جو تجھ سے بہتر تھا اس کی طرف بھیجا جو مجھ سے برا تھا اور اسے حکم دیا تھا اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا اور شعیب بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے رشید کو مکہ کے راستے میں دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا تجھ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے' نفس نے مجھے ڈرایا اور کہنے لگا وہ ابھی تجھے قتل کر دے گا' میں نے کہا ایسا ہونا ضروری ہے' میں نے آواز دے کر اسے کہا اے ہارون تو نے لوگوں کو اور بہائم کو درماندہ کر دیا ہے۔ اس نے کہا اسے پکڑ لو مجھے اس کے پاس لے جایا گیا تو اس کے ہاتھ میں آہنی کلہاڑی تھی جس سے وہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر کھیل رہا تھا۔ اس نے پوچھا تو کون شخص ہے؟ میں نے کہا ایک مسلمان ہوں اس نے کہا تیری ماں تجھے کھو دے تو کس جگہ سے تعلق رکھتا ہے' میں نے کہا انبار سے' اس نے کہا تجھے میرا نام لے کر آواز دینے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے دل میں ایک خیال گزرا ہے جو اس سے پہلے نہیں گزرا میں نے کہا میں اللہ کو اس نام سے پکارتا ہوں یا اللہ کیا میں تجھے تیرے نام سے نہ پکاروں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ان لوگوں کو جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کا نام لے کر پکارا ہے: اے آدم علیہ السلام' اے نوح علیہ السلام' اے ہود علیہ السلام' اے صالح علیہ السلام' اے ابراہیم علیہ السلام' اے موسیٰ علیہ السلام' اے عیسیٰ علیہ السلام' اے محمد ﷺ اور مخلوق میں سب سے بڑے لوگوں کو ان کی کنیت سے پکارا ہے اور فرمایا ہے: ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں' رشید نے کہا اسے باہر نکالو' اسے باہر نکالو۔

اور ایک روز ابن السماک نے اسے کہا تو اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی قبر میں داخل ہو گا اور اکیلا ہی اس سے اٹھے گا' پس اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر' کوئی توبہ قبول نہ ہو گی اور نہ کسی لغزش سے درگزر ہو گی اور جنت اور دوزخ کے درمیان مقام ہو گا' جب خاموشی پر گرفت ہو گی اور قدم لغزش کھا جائیں گے اور ندامت ہو گی نہ توبہ قبول ہو گی نہ لغزش معاف ہو گی اور نہ مال

Marfat.com

کا فدیہ قبول ہوگا' پس رشید رونے لگا حتیٰ کہ اس کی آواز بلند ہوگئی اور یحییٰ بن خالد نے آپ سے کہا اے ابن السماک تو نے آج شب امیر المومنین کو مشقت میں ڈال دیا ہے اور آپ بھی اٹھ کر اس ہاں سے روتے ہوئے باہر چلے گئے اور حضرت فضیل بن عیاض نے مکہ میں اسے وعظ کی شب کو اسے کہا اے خوبصورت چہرے والے تو ان سب کی طرف سے جواب دہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَاب ﴾ .

''ان کے رشتے ختم ہو جائیں گے''۔

راوی نے بیان کیا ہے کہ لیث نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ وہ رشتے جو دنیا میں ان کے درمیان پائے جاتے تھے ختم ہو جائیں گے۔ پس وہ رو پڑا حتیٰ کہ سسکیاں لینے لگا اور حضرت فضیل نے فرمایا ہے کہ ایک روز رشید نے مجھے بلایا اور اس نے اپنے گھروں کو آراستہ کیا ہوا تھا اور کھانے پینے اور لذات کا بہت سا سامان تیار کیا ہوا تھا۔ پھر اس نے ابوالعتاہیہ کو بلایا اور اسے کہنے لگا ہم جس عیش وآسائش میں ہیں اس کی صفت ہمارے سامنے بیان کرو تو اس نے کہا:

جب تک چاہے محلات کی چوٹیوں کے سائے میں صحیح سلامت رہ اور تو جو چیز چاہتا ہے شام سے صبح تک تیری طرف دوڑتی آتی ہے اور جب جاں کشی کے وقت سینے کی تنگی سے سانس غرغراتا ہے تو وہاں تجھے یقین سے پتہ چلے گا کہ تو دھوکے میں تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید یہ بات سن کر بہت رویا اور فضل بن یحییٰ نے اسے کہا امیر المومنین نے تجھے خوش کرنے کے لیے بلایا تھا اور تو نے انہیں غمگین کر دیا ہے؟ رشید نے اسے کہا اسے چھوڑ دو اس نے ہمیں اندھے پن میں دیکھا تو اس نے ہمیں مزید اندھا کرنے کو ناپسند کیا اور ایک اور طریق سے ہے کہ رشید نے ابوالعتاہیہ سے کہا مجھے مختصر طور پر اشعار میں نصیحت کرو تو اس نے کہا:

کسی لحظہ اور کسی سانس میں موت سے بے خوف نہ ہو۔ خواہ تو پردوں اور محافظوں سے فیض یاب ہے اور یاد رکھ موت کے تیر ہر زرہ پوش اور ہر ڈھال والے کو سیدھے آ لگتے ہیں تو نجات کا طالب ہے اور اس کے راستوں پر چلتا نہیں' بلاشبہ کشتی خشکی پر رواں نہیں ہوتی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید غش کھا کر گر پڑا اور ایک دفعہ رشید نے ابوالعتاہیہ کو قید کر دیا اور اس پر نگران مقرر کر دیا کہ جو کہے اس کے پاس لے کر آئے اور اس نے ایک بار قید خانے کی دیوار پر لکھا:

قسم بخدا' ظلم ایک نحوست ہے اور برا آدمی ہمیشہ ہی ظالم ہوتا ہے' ہم جزاء کے دن جزاء وسزا دینے والے کے پاس جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کرنے والے اکٹھے ہو جائیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے بلا کر ایک ہزار دینار دیا اور اسے رہا کر دیا اور حسن بن ابی الفہم نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عباد نے بحوالہ سفیان بن عیینہ ہم سے بیان کیا کہ میں رشید کے پاس گیا تو اس نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی نگاہ سے گھر پوشیدہ نہیں رہتے اور تحمل وسکوت لمبا ہو گیا ہے۔

اس نے کہا اے فلاں ابن عیینہ کو اور اس کی اولاد کو ایک لاکھ درہم کافی ہوگا اور رشید کو کچھ نقصان نہیں دے گا۔ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں حج میں رشید کے ساتھ تھا۔ ہم ایک وادی سے گزرے تو اس کے کنارے پر ایک خوبصورت عورت اپنے آگے پیالہ رکھے مانگ رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

سالوں کی ہلاکتوں نے ہمیں ہلاک کر دیا ہے اور زمانے کے حوادث نے ہمیں تیر مارے ہیں اور ہم تمہارے پاس ہاتھ پھیلائے آئے ہیں تاکہ تمہارے زاد اور طعام سے کچھ حاصل کریں' اے بیت الحرام کے زائرو! ہمیں دے کر اجر وثواب حاصل کرو' جس نے مجھے دیکھا ہے اس نے مجھے اور میرے پالان کو دیکھ لیا ہے۔ میری مسافرت اور میرے حقیر مقام پر رحم کرو۔

اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے رشید کے پاس جا کر اسے اس عورت کے متعلق بتایا تو وہ خود آ کر اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی بات سنی اور اس پر رحم کیا اور رویا اور مسرور خادم کو حکم دیا کہ اس کے پیالے کو سونے سے بھر دے اس نے اسے بھر دیا تو وہ دائیں بائیں گرنے لگا اور ایک دفعہ رشید نے ایک بدو کو حج کے راستے میں اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے کہتے سنا:

اے غم کے سنگم تو مر جائے گا اور تیری رکھ بچ جائے گی اور وہ تجھے کیسے تعویز دے گا جب کہ قلم خشک ہو چکا ہے اور تیری صحت گر گئی ہے۔

رشید نے اپنے ایک خادم سے کہا تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا چار سو دینار ہیں' اس نے کہا انہیں اس بدو کو دے اور جب اس نے ان دراہم کو پکڑ لیا تو اس کے ساتھی نے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا اور بطور مثال کہنے لگا:

میں قعقاع بن عمرو کا ہم نشین ہوں اور قعقاع کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا۔

رشید نے ایک خادم کو حکم دیا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ مثال کے طور پر شعر پڑھنے والے کو دے دے کیا دیکھتا ہے کہ اس کے پاس دو سو دینار ہیں' ابوعبید نے بیان کیا ہے کہ اس مثال اصل کہانی یہ ہے کہ حضرت معاویہ بن سفیان کو سنہری پیالوں کا ہدیہ دیا گیا جنہیں آپ نے اپنے ہم نشینوں میں تقسیم کر دیا اور آپ کی ایک جانب قعقاع بن عمرو بیٹھا تھا اور قعقاع کے پہلو میں ایک بدو بیٹھا تھا جس کے لیے کوئی چیز باقی نہ بچی' بدو نے حیاء کی وجہ سے سر جھکا لیا تو قعقاع نے اسے وہ پیالہ دے دیا جو اسے ملا تھا' پس بدو اٹھا اور کہنے لگا میں قعقاع بن عمرو کا ہم نشین ہوں۔ الی آخرہ۔

ایک روز رشید' زبیدہ کے ہاں ہنستا ہوا باہر نکلا تو اس سے پوچھا گیا یا امیر المومنین آپ کیوں ہنستے ہیں؟ اس نے کہا آج میں اس عورت یعنی زبیدہ کے پاس گیا اور اس کے ہاں دوپہر اور رات گزاری اور میں گرتے ہوئے سونے کی آواز سے بیدار ہوا' لوگ کہنے لگے یہ تین لاکھ دینار مصر سے آئے ہیں۔ زبیدہ کہنے لگی اے عم زاد یہ دینار مجھے دے دے میں نے کہا وہ تیرے ہوئے' پھر جوں ہی میں باہر نکلا تو مجھ سے جھگڑنے لگی اور کہنے لگی میں نے تجھ سے کون سی بھلائی دیکھی ہے؟ ایک مرتبہ رشید نے مفضل ضبی سے کہا' بھیڑیئے کے بارے میں کون سا اچھا قول کہا گیا ہے' تیرے لیے یہ انگوٹھی ہوگی اور وہ اس کی قیمت ایک لاکھ چھ سو دینار ہے اس نے شاعر کا قول پڑھا:

Marfat.com

وہ ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری سے مصیبتوں سے بچاؤ کرتا ہے اور وہ جاگتا اور سوتا رہتا ہے۔

اس نے کہا تو نے یہ شعر صرف ہم سے ہماری انگوٹھی چھیننے کے لیے کہا ہے پھر اس نے انگوٹھی کو اس کی طرف پھینک دیا اور کہنے لگی میں نے تجھے اسے پسند کرتے دیکھا ہے' اس نے انگوٹھی اور دنانیر مفضل کو واپس کر دیئے اور کہنے لگا ہم ایسے آدمی نہیں کہ کوئی چیز دیں اور پھر اسے واپس لیں۔

ایک روز رشید نے عباس بن احنف سے پوچھا' عربوں نے سب سے نازک شعر کون سا کہا ہے۔ اس نے کہا جو جمیل نے بثینہ کے متعلق کہا ہے: ؎

کاش میں بہرا اور اندھا ہوتا اور بثینہ مجھے پکڑ کر میرے آگے آگے چلتی اور اس کی گفتگو مجھ سے پوشیدہ نہ رہتی۔

رشید نے اسے کہا اس قسم کے اشعار میں تیرا قول زیادہ لطیف ہے: ؎

اللہ کے سب بندوں میں عشق نے چکر لگایا ہے اور جب وہ ان کے درمیان سے میرے پاس سے گزرا تو کھڑا ہو گیا۔

عباس نے اسے کہا یا امیر المومنین آپ کا قول ان سب اشعار سے زیادہ لطیف ہے: ؎

کیا تیرے لیے یہ بات کافی نہیں کہ تو مجھ پر قابو رکھتی ہے۔ حالانکہ سب لوگ میرے غلام ہیں اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دیتی تو میں عشق کی وجہ سے کہتا تو نے بہت اچھا کیا ہے مجھے مزید سزا دے دے۔

راوی کہتا ہے رشید ہنس پڑا اور اس نے اس شعر کو پسند کیا' رشید نے اپنی تین خاص لونڈیوں کے بارے میں یہ اشعار کہے: ؎

تین نوعمر لونڈیوں نے میری لگام پر قابو پا لیا ہے اور میرے دل کی ہر جگہ میں فروکش ہو گئی ہیں' مجھے کیا ہو گیا ہے ساری دنیا میری اطاعت کرتی ہے اور میں ان کی اطاعت کرتا ہوں حالانکہ وہ میری نافرمانی میں مصروف ہیں۔ اور یہ صرف عشق کی بادشاہت کی وجہ سے ہے جس سے وہ طاقتور ہو گئی ہیں اور عشق کی بادشاہت میری بادشاہت سے زیادہ طاقت ور ہے۔

اور صاحب القعد نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے: ؎

وہ اعراض کرتی ہے اور عاشقہ محبت کو چھپاتی ہے' دل راضی ہے اور نگاہ غضب ناک ہے۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ رشید کے گھر میں لڑکیوں' لونڈیوں اور ان کے خادموں اور اس کی بیوی کے خادموں اور اس کی بہنوں کی تعداد چار ہزار تھی' ایک روز وہ اس کے سامنے حاضر ہوئیں اور ان میں سے مطربات نے اسے گانا سنایا تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے مال کا حکم دیا جو ان پر نچھاور کیا گیا اور ان میں سے ہر ایک کو اس دن تین ہزار درہم ملے' ابن عساکر نے بھی اسے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

روایت ہے کہ اس نے مدینہ سے ایک لونڈی خریدی جسے اس نے بہت پسند کیا اور اس نے اپنے غلاموں اور جو لوگ ان کے ساتھ رہتے تھے ان کے حاضر کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان کی ضروریات کو پورا کرے۔ پس ۸۰ آدمی اس کے پاس آئے اور اس نے حاجب فضل بن ربیع کو حکم دیا کہ ان سے ملاقات کرے اور ان کی ضروریات کو تحریر کرے اور ان میں سے ہر ایک شخص ایسا تھا جس نے مدینہ میں اقامت اختیار کر لی تھی کیونکہ وہ اس لونڈی سے محبت کرتا تھا۔ پس اس نے اسے پیغام بھیجا تو اسے لایا گیا تو فضل نے

اسے کہا تجھے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میرا کام یہ ہے کہ امیر المومنین مجھے فلاں لونڈی کے پاس بٹھا دیں اور میں تین رطل میں شراب پیوں اور وہ تین آوازوں میں مجھے گانا سنائے اس نے کہا کیا تو پاگل ہے؟ اس نے کہا نہیں میں تو امیر المومنین کے سامنے اپنی ضرورت پیش کر رہا ہوں' اس نے رشید سے ذکر کیا تو اس نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ لونڈی اس کے ساتھ بیٹھے جہاں سے وہ دونوں کو دیکھ سکے اور وہ دونوں اسے نہ دیکھ سکیں' پس وہ کرسی پر بیٹھ گئی اور خدام اس کے آگے بیٹھ گئے اور اسے بھی ایک کرسی پر بٹھایا گیا اور اس نے ایک رطل شراب پی اور اسے کہنے لگا مجھے گانا سناؤ:

میرے دوستو آؤ اللہ تمہیں برکت دے اور اگر ہند تمہارے علاقے میں اعتدال پر نہیں تو اسے کہو ہمیں راستے سے بھٹک جانے سے گزرنے نہیں دیا لیکن ہم عمداً تمہاری ملاقات کے لیے گزر گئے ہیں۔ کل تم میں سے اور ہم میں سے بکثرت صحرا نشین ہو جائیں گے اور میرا گھر تمہارے گھروں سے زیادہ دور ہو جائے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے گانا سنایا پھر خادم جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شراب کا دوسرا رطل نوش کیا اور کہنے لگا میں تیرے قربان جاؤں مجھے گانا سناؤ۔

ہماری آنکھوں نے چہروں پر ہم سے گفتگو کی' ہم خاموش تھے اور عشق محو تکلم تھا اور ہم کبھی ناراض ہو جاتے تھے اور اپنی نگاہوں سے راضی ہو جاتے تھے اور یہ ہمارے درمیان ایسی بات تھی جسے کوئی نہیں جانتا۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اسے گانا سنایا تو اس نے تیسرا رطل بھی پی لیا اور کہنے لگا اللہ مجھے تجھ پر قربان کر دے گا مجھے گانا سناؤ۔

کیا اچھا ہو کہ ہم جدا نہیں ہوئے اور زمانے نے ہم سے خیانت نہیں کی اور ہم نے خیانت نہیں کاش زمانہ ایک دفعہ ہمارے لیے اسی طرح ہو جائے اور ہم بھی دوبارہ اسی طرح ہو جائیں۔

راوی بیان کرتا ہے پھر وہ نوجوان اٹھ کر وہاں ایک سیڑھی پر چڑھ گیا اور اس نے اس کے اوپر سے کھوپڑی کے بل اپنے آپ کو گرا دیا اور مر گیا رشید نے کہا نوجوان نے جلد بازی سے کام لیا خدا کی قسم اگر وہ جلدی نہ کرتا تو میں اس لونڈی کو اسے بخش دیتا۔

اور رشید کے فضائل و مکارم بہت زیادہ ہیں اور ائمہ نے ان میں سے بہت کا ذکر کر دیا ہے اور ہم نے ان میں سے کچھ اچھے نمونے بیان کر دیئے ہیں' حضرت فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے ہمیں رشید کی موت سے بڑھ کر کسی کی موت گراں نہیں اس لیے کہ میں اس کے بعد حوادث سے ڈرتا ہوں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری عمر لے کر اس کی عمر میں اضافہ کر دے' مؤرخین کا بیان ہے کہ جب رشید فوت ہو گیا تو یہ حوادث و اختلاف اور فتن نمایاں ہو گئے اور خلق قرآن کا مسئلہ بھی ظاہر ہو گیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ حضرت فضیل اسی سے خوفزدہ تھے اور قبل ازیں اس کی ہتھیلی اور سرخ مٹی والی رؤیا بیان ہو چکی ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے کہ یہ مٹی امیر المومنین کی ہے اور اس کی موت طوس میں ہوئی اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ رشید نے خواب میں ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس محل کے رہنے والے تباہ ہو چکے ہیں اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ خواب اس کے بھائی موسیٰ ہادی اور اس کے باپ محمد مہدی نے بھی دیکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی میں اپنی قبر کھودنے کا حکم دیا تھا اور یہ کہ اس میں مکمل ختم پڑھا جائے اور اسے اٹھا کر وہاں سے لے جایا گیا حتیٰ کہ اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا اے ابن آدم تو یہاں آئے گا اور رونے لگا اور اس نے حکم دیا کہ اس کے سینے کے پاس سے اسے کشادہ کیا جائے اور پاؤں کے پاس سے لمبا کیا جائے۔ پھر کہنے لگا (میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا اور میری بادشاہت بھی مجھ سے جاتی رہی ہے) اور رونے لگ گیا' بعض کا قول ہے کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا اے اللہ ہمیں احسان سے فائدہ بخش اور ہماری برائی کو بخش۔ اے وہ ذات جسے موت نہیں آتی اس پر رحم کر جسے موت آتی ہے اور اسے خونی مرض تھا اور بعض کا قول ہے کہ اسے سل تھی اور جبریل نے اس کی بیماری کو چھپائے رکھا تو رشید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اس کے پیشاب کو بوتل میں ڈال کر جبریل کے پاس لے جا کر اسے دکھائے اور اسے یہ نہ بتائے کہ یہ کس کا پیشاب ہے اور اگر وہ دریافت کرے کہ یہ کس کا پیشاب ہے تو وہ کہے کہ ہمارے ہاں ایک مریض ہے یہ اس کا پیشاب ہے' جب جبریل نے اسے دیکھا تو اس نے ایک آدمی سے جو اس کے پاس موجود تھا کہا یہ اس شخص کے پیشاب کی مانند ہے تو بوتل والا اس کی مراد کو سمجھ گیا اور اس نے اسے کہا تجھے اللہ کی قسم ہے کہ تو مجھے اس پیشاب والے کی حقیقت سے آگاہ کر کیونکہ میرا کچھ مال اس کے ذمے ہے اگر تو کوئی اس کی زندگی کی امید رکھتا ہے تو فبہا ورنہ میں اس سے اپنا مال لے لوں اس نے کہا جاؤ اور اس سے مال لے لو وہ صرف چند روز زندہ رہے گا' جب اس شخص نے آ کر رشید کو اطلاع دی تو اس نے جبریل کو پیغام بھیجا تو وہ چھپ گیا حتیٰ کہ رشید کی وفات ہو گئی اور رشید نے اس حالت میں کہا:

میں طوس میں مقیم ہوں اور طوس میں میرا کوئی دوست نہیں جو تکلیف مجھے لاحق ہے میں اس کے بارے میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں بلاشبہ وہ مجھ پر مہربان ہے اور اس کی فیصلہ کن قضاء مجھے طوس لائی ہے اور صبر و تسلیم میری رضا ہے۔

رشید نے ۳ جمادی الآخرۃ ۱۹۳ھ کو ہفتہ کے روز طوس میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ اس نے جمادی الاولیٰ میں وفات پائی ہے اور بعض ربیع الاول میں بیان کرتے ہیں اور اس کی مدت خلافت بیس سال آٹھ ماہ اٹھارہ دن ہے اور بعض نے تین ماہ بیان کئے ہیں اور اس کے بیٹے صالح نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے طوس کی ایک بستی سناباز میں دفن کیا گیا اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے سناباذ میں رشید کے خیموں پر جب کہ لوگ اس کی موت کے بعد طوس سے واپس آ رہے تھے یہ اشعار پڑھے:

لشکروں کے پڑاؤ بھرے ہوئے ہیں اور سب سے بڑا پڑاؤ خالی ہے اور اللہ کا خلیفہ بوسیدگی کے گھر میں پڑا ہے اور اس کی قبر پر غبار اڑتا ہے۔ قافلہ اس پر فخر کرتا ہوا آیا اور مذبہ کرتا ہوا واپس چلا گیا۔

اور ابوالشعبی نے اس کا مرثیہ کہا:

مشرق میں سورج غروب ہو گیا اور اس کی دونوں آنکھیں اشک بار ہیں۔ ہم نے کبھی سورج کو طلوع ہونے کی جگہ پر غروب ہوتے نہیں دیکھا۔

اور شعراء نے قصائد میں اس کے مرثیے کہے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ رشید نے اپنے پیچھے اس قدر میراث چھوڑی کہ

Marfat.com

کسی خلیفہ نے اس قدر میراث نہیں چھوڑی۔ ان نے جاگیروں اور حویلیوں کو چھوڑ کر ایک ارب ۳۵ ہزار دینار کی قیمت کے جواہر اور اثاث ومتاع چھوڑا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اور بیت المال میں سات ارب سے کچھ زیادہ مال تھا۔

اس کی بیویوں، بیٹیوں اور بیٹوں کا بیان:

اس نے اپنی عم زادی ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور سے نکاح کیا۔ اس نے مہدی کی زندگی میں اس سے ۱۶۵ھ میں نکاح کیا جس نے اس سے محمد امین کو جنم دیا اور زبیدہ نے ۲۱۶ھ میں وفات پائی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور اس نے اپنے بھائی موسیٰ ہادی کی ام ولد امۃ العزیز سے بھی نکاح کیا جس نے اس سے رشید کو جنم دیا اور اس نے ام محمد بنت صالح المسکین اور اپنی عم زادی عباسہ بنت سلیمان بن ابی جعفر سے بھی نکاح کیا اور یہ دونوں ایک ہی شب میں ۱۸۷ھ میں رقہ میں اس کے پاس آئیں اور اس نے عزیزہ بنت عظریف سے بھی نکاح کیا جو اس کے ماموں کی بیٹی تھی جو اس کی ماں خیزران کا بھائی تھا اور اس نے عبیداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی بیٹی عثمانیہ جرشیہ سے بھی نکاح کیا اس لیے کہ وہ یمن کے علاقے جرش میں پیدا ہوئی تھی اور وہ چار بیویوں زبیدہ، عباسہ، دختر صالح اور اس عثمانیہ کو چھوڑ کر فوت ہوا اور پڑوس کی لونڈیاں بھی بہت زیادہ تھیں حتیٰ کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کے گھر میں چار ہزار خوبصورت لونڈیاں تھیں۔

اور اس کے لڑکے محمد امین بن زبیدہ، عبداللہ مامون جو مراجل نام لونڈی سے تھا اور محمد ابواسحاق معتصم جو ماروہ نام ام ولد سے تھا اور قاسم موتمن، قصف نام لونڈی سے تھا اور علی کی ماں امۃ العزیز تھی اور صالح، رئم نام لونڈی سے تھا اور محمد ابویعقوب، محمد ابوعیسیٰ، محمد ابوالعباس اور محمد ابوعلی یہ سب امہات الاولاد میں سے تھے۔

اور اس کی بیٹیاں سکینہ، قصف سے اور ام حبیب ماروہ سے اور اروی، ام الحسن، ام محمد جسے حمدونہ کہتے ہیں اور فاطمہ کی ماں کا نام غصص ہے اور ام سلمہ، خدیجہ، ام القاسم رملہ، ام علی، ام الغالیہ اور ریطہ یہ سب امہات الاولاد میں سے ہیں۔

محمد امین کی خلافت

جب اس سال یعنی ۱۹۳ھ کے جمادی الآخرہ میں رشید طوس میں فوت ہوگیا تو صالح بن رشید نے اپنے بھائی محمد امین بن زبیدہ کو جو اپنے باپ کے بعد ولی عہد تھا بغداد میں خط لکھا اور اسے اس کے باپ کی وفات کی اطلاع دی اور اس خط میں اس سے تعزیت بھی کی اور یہ خط ۱۴ جمادی الاخرہ کو جمعرات کے روز خادم رجاء کی صحبت میں پہنچا اور اس کے ساتھ انگشتری، چھڑی اور چادر بھی تھی۔ امین نے اپنے قصر خلد سے سوار ہو کر ابوجعفر منصور کے قصر الذہب میں بغداد کے کنارے گیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھا اور ان سے خطاب کیا اور رشید کے بارے میں ان سے تعزیت کی اور لوگوں کی امیدوں کو دراز کیا اور ان سے بھلائی کا وعدہ کیا، پس اس کی قوم کے خواص اور بنی ہاشم کے سرکردہ اشخاص اور امراء نے اس کی بیعت کی اور اس نے فوج کو دو سال کے عطیات دینے کا حکم دیا پھر منبر سے اترا اور اپنے چچا سلیمان بن جعفر کو حکم دیا کہ وہ بقیہ لوگوں سے اس کی بیعت لے اور جب امین کی حکومت درست طور پر قائم ہوگئی تو اس کے بھائی مامون نے اس سے حسد کیا اور دونوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا جسے ہم ابھی

Marfat.com

بیان کریں گے انشاء اللہ۔

امین اور مامون کا اختلاف:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب رشید خراسان کے پہلے شہر میں پہنچا تو اس نے اس کے تمام ذخائر' چوپائے اور ہتھیار اپنے بیٹے مامون کو دے دیئے اور از سر نو اس کی بیعت لی اور امین نے بکر بن المعتمر کو خفیہ طور پر خطوط دے کر بھیجا کہ جب رشید مر جائے تو وہ انہیں امراء تک پہنچا دے پس جب رشید فوت ہو گیا تو خطوط امراء اور صالح بن رشید تک پہنچ گئے اور اس میں ایک خط مامون کے نام بھی تھا جس میں سمع اطاعت کا حکم دیا گیا تھا اور صالح نے لوگوں کی بیعت لے کر امین کے پاس بھیج دی اور فضل بن ربیع فوج کے ساتھ بغداد کی طرف کوچ کر گیا اور ان کے دلوں میں اس بیعت کے متعلق جو مامون کے لیے لی گئی تھی انقباض پایا جاتا تھا اور مامون نے اپنی بیعت کی طرف دعوت دیتے ہوئے خط لکھا مگر انہوں نے اسے جواب نہ دیا اور دونوں بھائیوں کے درمیان انقباض پیدا ہو گیا لیکن عام فوج امین کے پاس چلی آئی اس موقع پر مامون نے اپنے بھائی امین کو سمع واطاعت کرنے اور تعظیم کرنے کے متعلق خط لکھا اور خراسان سے اس کی طرف چوپاؤں اور کستوری وغیرہ کے تحائف بھیجے اور یہ کہ وہ خراسان پر اس کا نائب ہو گا اور امین نے جمعہ کے روز بیعت لینے کے بعد ہفتے کی صبح کو شکار کے لیے دو میدان بنانے کا حکم دیا اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا:

اللہ کے امین نے میدان بنایا ہے اور میدان کو بستان بنا دیا ہے اور اس میں ہرن نمودار ہوتے ہیں اور ہرنوں کو اس کی طرف لایا جاتا ہے۔

اور اس سال کے شعبان میں زبیدہ' رقہ سے خزائن لے کر آئی اور رشید نے اسے جو تحائف اور سامان دیا تھا وہ بھی لائی اور اس کے بیٹے امین نے سرکردہ لوگوں کے ساتھ انبار جا کر اس کا استقبال کیا اور امین نے اپنے بھائی مامون کو خراسان اور ری کے ان علاقوں پر جو اس کے ماتحت تھے امیر مقرر کیا اور اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ اور سرحدوں پر امیر مقرر کیا اور اپنے باپ کے عمال کو سوائے چند کے شہروں پر امیر قائم رہنے دیا۔

اور اس سال شاہ روم نقفور نے وفات پائی اسے البرجان نے قتل کر دیا اور اس کی حکومت نو سال رہی اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے استبراق کو بادشاہ مقرر کیا جو دو سال بادشاہت کر کے مر گیا اور نقفور کی بہن کا خاوند میخائل ان کا بادشاہ بن گیا اللہ ان سب پر لعنت کرے۔

اور اس سال خراسان کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور رافع نے ترکوں سے کمک طلب کی پھر وہ بھاگ گئے اور رافع اکیلا ہی باقی رہ گیا اور اس کی حکومت کمزور پڑ گئی اور حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

Marfat.com

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن علینہ:

آپ بلند شان ائمہ علماء اور محدثین میں سے ہیں اور آپ سے شافعی اور امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے اور آپ بغداد میں ناانصافیوں پر حاکم مقرر ہوئے اور آپ بصرہ میں صدقات کے ناظر تھے اور بڑے ثقہ اور شریف آدمی تھے اور بہت کم مسکراتے تھے اور کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اسی سے اپنے گھر کے اخراجات پورے کرتے تھے اور اسی سے حج کرتے تھے اور اپنے اصحاب میں سے سفیانین وغیرہ سے حسن سلوک کرتے تھے اور رشید نے آپ کو قاضی مقرر کر دیا اور جب حضرت ابن المبارک کو اس کی اطلاع ملی کہ آپ نے قضاء کا محکمہ سنبھال لیا ہے تو آپ نے نظم ونثر میں انہیں ملامت کا خط لکھا تو ابن علینہ نے قضاء سے استعفیٰ دے دیا اور اس نے آپ کا استعفیٰ منظور کر لیا آپ کی وفات اس سال کے ذوالقعدہ میں ہوئی اور آپ کو عبداللہ بن مالک کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

محمد بن جعفر:

اور اس سال محمد بن جعفر المقلب بہ غندر نے وفات پائی' آپ نے شعبہ' سعید بن ابی عروبہ اور بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں حضرت امام احمد بن حنبل بھی شامل ہے آپ بڑے ثقہ اور پختہ حافظ ہیں اور آپ سے جو حکایات بیان کی گئی ہیں وہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ دنیوی امور سے غافل تھے آپ کی وفات اس سال بصرہ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ہوئی ہے اور متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت کا بھی یہ لقب رکھا گیا ہے۔

ابوبکر بن العیاش:

آپ ایک امام تھے آپ نے ابواسحاق السبیعی' اعمش' ہشام' ہمام بن عروہ اور ایک جماعت سے سماع کیا ہے اور بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے جن میں حضرت امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں' یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ آپ ایک عالم فاضل تھے آپ نے چالیس سال تک اپنا پہلو زمین سے نہیں لگایا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ ساٹھ سال تک ہر روز پورا قرآن ختم کرتے رہے اور ۸۰ رمضان کے روزے رکھے اور آپ نے ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کا بیٹا آپ پر رونے لگا تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو کیوں روتا ہے؟ خدا کی قسم تیرے باپ نے کبھی برائی کا ارتکاب نہیں کیا۔

Marfat.com

۱۹۴ھ

اس سال حمص نے اپنے نائب کو معزول کر دیا اور امین نے اسے معزول کر کے ان پر عبداللہ بن سعید الحرشی کو امیر مقرر کر دیا اور اس نے حمص کے باشندوں کے کچھ سرکردہ اصحاب کو قتل کر دیا اور اس کے نواح کو جلا دیا تو انہوں نے اس سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی۔ پھر وہ برانگیختہ ہو گئے تو اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس سال امین نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ اور سرحدات سے معزول کر دیا اور خزیمہ بن حازم کو ان کا امقر مقرر کر دیا اور اپنے بھائی کو بغداد میں اپنے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا اور اس سال امین نے بقیہ شہروں کے منابر پر اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا اور اسے اپنے بعد امیر بننے کا حکم بھی دیا اور اسے ناطق بالحق کا نام دیا پھر اس کے بعد اس کے بھائی مامون پھر اس کے بھائی قاسم کے لیے بھی دعائیں کی جانے لگیں اور امین نے اپنے دونوں بھائیوں پر جو شرائط عائد کی تھیں اس سے اس کا مقصد اپنے بھائیوں سے وفا کرنا تھا اور فضل بن ربیع ہمیشہ اس کے ساتھ رہا اور اس نے اس کی نیت کو اس کے بھائیوں کے بارے میں بدل دیا اور اسے مامون اور قاسم کی معزولی خوبصورت کر کے دکھائی اور مامون کی شان کو اس کے ہاں کم کر دیا اور اسے اس خوف نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اگر مامون کو خلافت مل گئی تو وہ اسے حجابت سے معزول کر دے گا۔

پس امین نے اس بارے میں اس سے اتفاق کیا اور اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے دعا کرنے اور اپنے بعد اس کے ولی عہد ہونے کا حکم دے دیا۔ یہ اس سال کے ربیع الاول کا واقعہ ہے اور جب مامون کو پتہ چلا تو اس نے اس سے نامہ و پیام منقطع کر لیا اور کرنسی اور کپڑوں کے نقش ونگار پر اس کا نام چھاپنا چھوڑ دیا اور امین سے بگڑ بیٹھا اور رافع بن لیث نے مامون سے امان مانگی تو اس نے اسے امان دے دی تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مامون کے پاس آ گیا تو مامون نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اس کے پیچھے پیچھے ہرثمہ بھی آ گیا تو مامون اور سرکردہ لوگوں نے استقبال کیا اور اس نے اسے محافظوں کا امیر مقرر کر دیا اور جب امین کو پتہ چلا کہ فوجیں اس کے بھائی مامون کے پاس جمع ہو گئی ہیں تو اسے اس بات نے دکھ دیا اور اس نے اسے برا سمجھا اور مامون کو ایک خط لکھا اور اپنے اکابر امراء میں سے تین کو اس کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا اور اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بیٹے کو اپنے پر مقدم کرے اور اس نے اسے ناطق بالحق کا نام دیا۔ مامون نے اس سے انکار کر دیا تو امراء اسے خوف کرنے میں لگ گئے اور اس سے نرمی کرنے لگے کہ وہ ان کی بات مان لے مگر اس نے مکمل طور پر انکار کر دیا اور عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے اسے کہا میرے باپ نے خود کو معزول کر دیا تھا پھر کیا ہوا؟ مامون نے کہا تیرا باپ ایک مجبور شخص تھا پھر مامون مسلسل عباس سے وعدے کرتا رہا اور اسے آرزوئیں دلاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس کی بیعت خلافت کر لی۔

پھر جب وہ بغداد واپس آ گیا تو وہ امین کے معاملے کے متعلق اس سے مراسلت کرتا رہتا تھا اور اس کی خیر خواہی کرتا تھا اور جب ایلچی امین کی طرف واپس جاتے تو وہ اسے اس کے بھائی کی باتوں کی اطلاع دے دیتے' اس موقع پر فضل بن ربیع نے امین کو مامون کے معزول کرنے کے بارے میں کسی کی بات کی طرف کان نہ دھرنے پر پختہ کر دیا پس اس نے اسے معزول کر دیا اور بقیہ

شہروں میں اپنے بیٹے کے لیے دعا کرنے کا حکم دے دیا اور انہوں نے مامون پر اعتراضات کرنے اور اس کی برائیوں کا ذکر کرنے کے لیے آدمی مقرر کر دیئے اور انہوں نے مکہ کی طرف آدمی بھیجے جنہوں نے وہ تحریر قابو کر لی جو رشید نے لکھ کر کعبہ میں رکھی تھی۔ امین نے اسے پھاڑ دیا اور جن عملداریوں پر اس نے اپنے بیٹے ناطق بالحق کو امیر مقرر کیا تھا ان سے اس کی بیعت لینے کی تاکید کی اور امین و مامون کے درمیان خط و کتابت ہونے گی اور ایلچی آنے جانے لگے جن کی تفصیل طویل ہے' ابن جریر نے اپنی تاریخ میں اس کا استقصاء کیا ہے پھر ان کا معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے علاقے کو مخصوص کر لیا اور اسے مضبوط بنا لیا اور فوجوں کو تیار کیا اور رعایا سے دوستی کی اور اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ میخائل سے خیانت کی اور انہوں نے اسے معزول کرنے اور قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ بادشاہت چھوڑ کر راہب بن گیا اور انہوں نے الیون کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اس سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ علی بن الرشید نے حج کروایا۔

سالم بن سالم ابو بحر بلخی:

آپ بغداد آئے اور وہاں آپ نے ابراہیم بن طہمان اور ثوری سے روایت کی اور آپ سے حسن بن عرفہ نے روایت کی آپ عابد و زاہد تھے چالیس سال تک آپ کے لیے بستر نہیں بچھایا گیا اور عیدین کے سوا آپ نے پورے چالیس سال روزے رکھے اور اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا آپ امید لگانے کے داعی اور ضعیف الحدیث تھے مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سرخیل تھے' آپ بغداد آئے تو رشید کو برا بھلا کہا اور اسے ملامت کی تو اس نے آپ کو بارہ سال قید کر دیا اور ابو معاویہ مسلسل آپ کے بارے میں سفارش کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے آپ چار بیڑیاں ڈال دیں۔ پھر آپ دعا کرنے لگے کہ اللہ انہیں اپنے اہل کے پاس لے جائے اور جب رشید فوت ہو گیا تو زبیدہ نے آپ کو رہا کر دیا تو آپ واپس آ گئے اور وہ مکہ میں حجاج بن کر آئے تھے اور مکہ میں بیمار ہو گئے' ایک روز آپ نے اولوں کی خواہش کی تو اسی وقت اولے پڑے اور آپ نے کھائے۔ آپ نے اس سال کے ذوالحجہ میں وفات پائی۔

عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی:

آپ سال میں تقریباً پچاس ہزار کا غلہ اہل حدیث پر خرچ کرتے تھے آپ نے ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابوالنصر الجہنی نیم پاگل:

آپ مدینہ میں مسجد کی شمالی دیوار کے چبوترہ میں مقیم تھے اور زیادہ عرصہ خاموش رہتے تھے اور جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا تو بہت اچھا جواب دیتے اور ایسی مفید باتیں کرتے جو آپ سے نقل کی جاتیں اور لکھی جاتیں اور آپ جمعہ کے روز نماز سے باہر نکل جاتے اور لوگوں کے مجمعوں کے پاس کھڑے ہو کر کہتے:

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور اس دن سے ڈرو جس روز باپ اپنے بیٹے کے اور بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام نہیں آ سکے گا اور اس روز کوئی جان کسی جان کے کام نہیں آئے گی اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے

Marfat.com

بدلہ قبول کیا جائے گا۔

پھر آپ دوسری جماعت کے پاس چلے جاتے پھر تیسری کے پاس چلے جاتے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو جاتے اور اس میں جمعہ ادا کرتے پھر اس سے عشاء کی نماز پڑھ کر باہر نکلتے۔

ایک دفعہ آپ نے ہارون الرشید کو بہت اچھا وعظ کیا اور فرمایا:

یاد رکھ! اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی امت کے بارے میں تجھ سے پوچھنے والا ہے اس کے لیے جواب تیار کر لے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر عراق میں ایک بکری کا بچہ بھی ضائع ہو کر مر گیا تو مجھے خدشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا۔

رشید نے کہا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح نہیں ہوں اور نہ میرا زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی مانند ہے آپ نے فرمایا یہ بات تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گی تو اس نے آپ کے لیے تین سو دینار کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا میں اہل صفہ میں سے ہوں ان دیناروں کو ان پر تقسیم کرنے کا حکم دو میں ان میں سے ایک ہوں۔

۱۹۵ھ

اس سال کے صفر میں امین نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان دراہم ودنانیر سے لین دین نہ کریں جن پر اس کے بھائی مامون کا نام ہے اور منابر پر اس کے لیے دعا کرنے سے بھی روک دیا' نیز یہ کہ اس کے لیے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے لیے دعا کی جائے اور اس سال مامون نے امام المومنین کا نام اختیار کر لیا اور اس سال کے ربیع الآخر میں امین نے علی بن عیسیٰ بن ہامان کو جبل' ہمذان' اصبہان' قم اور ان علاقوں کی امارت دے دی اور اسے مامون کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ بہت سی فوج تیار کی اور ان پر بہت سے اخراجات کئے اور اسے دو لاکھ دینار دیئے اور اس کے بیٹے کو پچاس ہزار دینار اور دو ہزار آراستہ تلواریں اور انعام کے طور پر چھ ہزار کپڑے دیئے' سو علی بن موسیٰ بن ہامان بغداد سے چالیس ہزار جانباز سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور مامون کو لانے کے لیے اس کے پاس نقرئی بیڑی بھی تھی اور امین اس کے ساتھ اس کی مشایعت کو نکلا حتیٰ کہ وہ ری پہنچ گیا اور امیر طاہر نے چار ہزار نوجوانوں کے ساتھ اس کا سامنا کیا اور ان کے درمیان کئی باتیں ہوئیں انجام کار ان کی باہم جنگ ہو گئی۔

پس علی بن عیسیٰ قتل ہو گیا اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور اس کا سر اور جثہ امیر طاہر کے پاس لایا گیا اور اس نے یہ بات مامون کے وزیر ذوالریاستین کو لکھی اور جس شخص نے علی بن عیسیٰ کو قتل کیا اسے طاہر صغیر کہا جاتا تھا پس اس نے اسے ذوالیمینین کا نام دیا کیونکہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑ کر علی بن عیسیٰ بن ہامان کو قتل کیا تھا پس مامون اور اسکے لواحقین اس سے خوش ہو گئے اور امین کو بھی اطلاع مل گئی اور وہ اس وقت دجلہ پر مچھلی شکار کر رہا تھا اس نے کہا چھوڑو اسے کوثر نے دو مچھلیاں شکار کر لی ہیں اور میں نے ابھی کچھ شکار نہیں کیا اور لوگوں نے بغداد میں افواہ اڑا دی اور وہ اس بات کے شر سے ڈر گئے اور محمد امین نے جو عہد شکنی کی تھی اور اپنے بھائی مامون کو معزول کرنے کی جو کارروائی کی تھی اور جو کچھ اس سے برے کام ہوئے تھے اسے ان پر

Marfat.com

ندامت ہوئی اور اس سال شوال میں یہ خبر اس کے پاس واپس آئی پھر اس نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار جانباروں کے ساتھ ہمذان کی طرف بھیجا کہ وہ طاہر بن حسین بن مصعب اور اس کے ساتھی خراسانیوں کے ساتھ جنگ کریں اور جب وہ ان کے نزدیک ہوئے تو ایک دوسرے کے سامنے ہوگئے اور انہوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ ان کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر عبدالرحمٰن بن جبلہ نے شکست کھائی اور انہوں نے ہمذان کی پناہ لے لی تو طاہر نے وہاں ان کا محاصرہ کرلیا حتیٰ کہ اس نے انہیں صلح کی دعوت دینے پر مجبور کردیا' پس اس نے ان سے مصالحت کی اور ان کو امان دی اور ان سے وفا کی اور عبدالرحمٰن بن جبلہ یوں واپس ہوا گویا وہ بغداد واپس جارہا ہے پھر انہوں نے طاہر کے ساتھیوں سے خیانت کی اور غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کردیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کردیا اور طاہر کے ساتھی ان کے سامنے ڈٹے رہے پھر انہوں نے تیزی سے جاکر ان پر حملہ کرکے انہیں شکست دی اور ان کا امیر عبدالرحمٰن بن جبلہ قتل ہوگیا اور اس کے ساتھی ناکام ہوکر بھاگ گئے۔

اور جب وہ بغداد واپس آئے تو حالات بگڑ گئے اور افواہوں کی گرم بازاری ہوگئی اور یہ اس سال کے ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور طاہر نے قزوین اور ان کے نواح سے امین کے گورنروں کو نکال باہر کیا اور ان علاقوں میں مامون کی حکومت بہت مضبوط ہوگئی اور اس سال کے ذوالحجہ میں شام میں سفیانی کی حکومت غالب آگئی اس کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا' اس نے شام کے نائب کو معزول کردیا اور خود اپنی طرف دعوت دی' امین نے اس کے مقابلے میں ایک فوج روانہ کی تو وہ اس کے مقابلہ میں نہ آئی بلکہ رقہ میں ہی ٹھہر گئی پھر جو کچھ ہوا اسے ہم ابھی بیان کریں گے اور اس سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ نے حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسحاق بن یوسف ازرق:

آپ ایک امام حدیث تھے' آپ سے احمد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

بکار بن عبداللہ:

ابن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر' آپ رشید کی طرف سے ۱۲ سال اور چند ماہ مدینہ کے نائب رہے اور رشید نے آپ کے ہاتھوں سے اہل مدینہ کو ایک کروڑ دو لاکھ دینار دیئے آپ شریف' سخی اور بڑے آدمی تھے۔

ابونواس شاعر:

اس کا نام حسن بن ہانی بن صباح بن عبداللہ بن الجراح بن ہنب بن داؤد بن غنم بن سلیم تھا اور عبداللہ سن سعد نے اسے الحراح بن عبداللہ الحکمی کی طرف منسوب کیا ہے اور اسے ابونواس بصری بھی کہا جاتا ہے' اس کا باپ اہل دمشق میں سے تھا اور مروان بن محمد کی فوج میں شامل تھا پھر وہ اہواز چلا گیا اور خلبان نام ایک عورت سے نکاح کرلیا جس سے ان کے ہاں ابونواس اور ایک اور بیٹا پیدا ہوا جسے ابومعاذ کہا جاتا ہے۔ پھر ابونواس بصرہ چلا گیا اور وہاں ابوزید اور ابوعبیدہ سے تربیت حاصل کی اور سیبویہ کی کتاب پڑھی اور احمر کے جانشین کے ساتھ رہا اور یونس بن الجرمی النحوی کی صحبت اختیار کی۔

Marfat.com

قاضی ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے ابواسامہ اور ابن الحباب کوفی کی صحبت اٹھائی اور ازہر بن سعد' حماد بن زید' حماد بن سلمہ' عبدالواحد بن زیاد' معتمر بن سلیمان اور یحییٰ القطان سے روایت کی اور اس سے صوفی محمد بن ابراہیم بن کثیر نے روایت کی اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی جس میں امام شافعی' امام احمد بن حنبل' غندر اور مشاہیر علماء شامل ہیں اور اس کی مشہور احادیث میں سے وہ حدیث بھی ہے جسے صوفی محمد ابراہیم بن کثیر نے عن حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی بھی فوت ہو وہ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھے۔ بلاشبہ اللہ کے بارے میں حسن ظن کرنا جنت کی قیمت ہے اور محمد بن ابراہیم نے بیان کی ہے کہ ایک روز ہم اس کے پاس گئے تو وہ موت کی حالت میں تھا' صالح بن علی ہاشمی نے اسے کہا اے ابوعلی تو آج دنیاوی زندگی کے آخری دن اور اخروی زندگی کے پہلے دن میں ہے اور تیرے اور اللہ کے درمیان خوشگواری پائی جاتی ہے اللہ کے حضور اپنے اعمال سے توبہ کر وہ کہنے لگا تو مجھے خوفزدہ کرتا ہے؟ خدا کے نام پر مجھے سہارا دو۔

راوی کہتا ہے ہم نے اسے سہارا دیا تو وہ کہنے لگا' حماد بن سلمہ نے عن یزید الرقاشی عن انس بن مالک مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''ہر نبی کے لیے شفاعت ہے اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے چھپا رکھی ہے''۔

پھر کہنے لگا کیا تم مجھے ان میں سے نہیں سمجھتے' ابونواس نے بیان کیا ہے میں نے جب تک ساٹھ عورتوں سے جن میں حضرت خنساء اور لیلیٰ بھی شامل ہیں روایت نہیں کی میں نے شعر نہیں کہا۔ مردوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یعقوب بن سکیت نے بیان کیا ہے جب اہل جاہلیت میں سے امرؤالقیس اور اعشیٰ سے اور اہل اسلام میں سے جریر اور فرزدق سے اور محدثین میں سے ابونواس سے شعر روایت کیا جائے تو تیرے لیے کافی ہے اور کئی لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے جن میں اصمعی' باخط اور نظام بھی شامل ہیں' ابوعمرو شیبانی نے بیان کیا ہے اگر ابونواس اپنے شعر کو گند سے خراب نہ کرتا تو ہم اس سے حجت پکڑتے یعنی وہ شعر جو اس نے خمریات اور امردوں کے متعلق کہے ہیں اور وہ ان کی طرف میلان رکھتا تھا اور اس قسم کے اشعار میں وہ مشہور ومعروف ہے' مامون کے پاس شعراء کی ایک پارٹی جمع ہوئی تو ان سے دریافت کیا گیا تم میں سے کس نے یہ شعر کہا ہے:

جب اس نے اسے دیکھا تو ہم کھڑے ہو گئے گویا ہم زمین میں چاند کو ستارے تک پہنچتا دیکھ رہے ہیں۔

انہوں نے کہا یہ شعر ابونواس نے کہا ہے اس نے کہا یہ شعر تم میں سے کس نے کہا ہے:

وہ ان کے جوڑوں میں یوں چلی جیسے صحت بیماری میں چلتی ہے۔

انہوں نے کہا ابونواس نے کہا ہے' اس نے کہا وہ تم سب سے بڑا شاعر ہے اور سفیان بن عیینہ نے ابن مناذر سے کہا تمہارے ظریف ابونواس نے کیا اچھا شعر کہا ہے:

اے چاند میں نے ماتم کی مجلس میں دیکھا ہے کہ وہ ہم جولیوں کے درمیان غم سے مذبہ کر رہا ہے' مجلس ماتم نے اسے بادل نخواستہ دربان وحاجب کی مرضی کے خلاف اسے میرے لیے نمایاں کیا ہے وہ روتا ہے تو اپنی آنکھوں سے موتی گراتا

Marfat.com

ہے اور گلاب کے پھول جیسے رخساروں کو عناب جیسے ہاتھوں سے تھپڑ مارتا ہے۔ موت ہمیشہ ہی اس کے احباب کی عادت رہے اور اس کا دیدار ہمیشہ میری عادت رہے۔

ابن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ ابونواس سے اپنے اس شعر میں سب لوگوں سے بڑا شاعر ہے: ؎

میں زمانے کے تمام بازوؤں سے چھپ گیا اور میری آنکھیں میرے زمانے کو دیکھتی ہیں اور وہ مجھے نہیں دیکھتا اور اگر تو میرے متعلق زمانے سے پوچھے تو اسے معلوم نہیں کہ میری جگہ کہاں ہے اور وہ میری جگہ کو نہیں جانتا۔

ابوالعتاہیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے زہد کے بارے میں بیس ہزار اشعار کہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ کاش ان کی جگہ میں وہ تین شعر کہے ہوتے جو ابونواس نے کہے ہیں اور وہ اس کی قبر پر لکھے ہوئے ہیں: ؎

اے ابونواس وقار اختیار کر یا بدل جا یا صبر کر، اگر زمانے نے تجھے تکلیف دی ہے تو اس نے تجھے اکثر اوقات خوش بھی کیا ہے۔ اے بہت گنہگار، اللہ کا عفو تیرے گناہوں سے بہت بڑا ہے۔

اور ابونواس ایک امیر کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

اللہ نے اسے بنایا ہے پس اس کی مانند نہ کوئی طلبگار ہے اور نہ تشہیر کرنے والا ہے اور یہ اللہ کے لیے کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ دنیا کو ایک شخص میں جمع کر دے۔

اور انہوں نے سفیان بن عیینہ کو ابونواس کے یہ اشعار سنائے: ؎

اس نے ایک سبب کے باعث عشق کیا ہے جو اسی سے شروع ہوتا ہے اور اسی سے نکلتا ہے۔ ایک پردہ نشین نے میرے دل کو فتنہ میں ڈال دیا ہے اس کا چہرہ حسن کا نقاب لیے ہوئے ہے میں نے اسے اور حسن کو اس سے منتخب کرتے دیکھا ہے اس نے اس سے کچھ اچھی چیزیں زیب تن کر لی ہیں اور اس کی کچھ دی ہوئی چیزوں کو اس نے واپس کر دیا ہے اور اگر میں اس کے لیے واپسی بن جاؤں تو ضرورت اسے واپس نہ کرے۔ وہ سنجیدہ ہو گیا ہے اور میں نے اس سے مذاق نہیں کیا اور بہت سی سنجیدہ عادات کو کھینچ کھینچ لاتا ہے۔

ابن عیینہ نے کہا میں اس پر ایمان لایا جس نے انہیں بنایا ہے اور ابن درید نے بیان کیا ہے کہ حاتم نے کہا اگر عوام ان دو اشعار کو بدل دیتے تو میں انہیں سنہری پانی سے لکھتا: ؎

مجھ پر جو مصائب پڑے ہیں اگر میں تجھ سے مزید مطالبہ کرتا تو مزید مطالبہ تجھے درماندہ کر دیتا اور اگر مردوں پر میری زندگی میرے عیش کی مانند پیش کی جاتی تو وہ اسے پسند نہ کرتے۔

اور ابونواس نے سہیل کی حدیث کا جو ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے سماع کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دل جمع شدہ لشکر ہیں ان میں سے جو دوسرے کو پہچانتا ہے وہ اس سے مل جاتا ہے اور جو دوسرے سے اجنبی ہوتا ہے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس نے اس حدیث کو ایک قصیدے میں نظر کیا ہے وہ کہتا ہے:

بلاشبہ دل زمین میں اللہ کے جمع شدہ لشکر ہیں اور محبت سے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور جو ان میں سے اجنبی ہیں وہ

Marfat.com

علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں وہ مل جاتے ہیں۔

ایک روز ابونواس محدثین کی ایک جماعت کے ساتھ عبدالواحد بن زیاد کے پاس آیا تو عبدالواحد نے ان سے فرمایا تم میں سے ہر ایک دس احادیث کو منتخب کر لے۔ میں اسے وہ دس احادیث بتاؤں گا تو ابونواس کے سوا ہر ایک نے دس دس احادیث منتخب کر لیں، عبدالواحد نے اسے پوچھا تو ان کی طرح احادیث کو منتخب کیوں نہیں کرتا وہ کہنے لگا:

ہم نے سعید، قتادہ، سعید بن المسیب پھر سعد بن عبادہ، شعبی اور ذوجلادہ کے شیخ شعبی اور نیک لوگوں اور اہل افادہ سے روایت کی ہے جو شخص محب ہونے کی حالت میں مرے گا اسے شہادت کا اجر ملے گا۔

عبدالواحد نے سے کہا اے فاجر میرے پاس سے اٹھ جا میں تیرے پاس حدیث بیان نہیں کروں گا اور نہ ہی تیری وجہ سے ان لوگوں سے حدیث بیان کروں گا، حضرت مالک بن انس اور ابراہیم بن ابی یحییٰ کو اس بات کا پتہ چلا تو ان دونوں نے فرمایا انہیں اس سے حدیث بیان کرنی چاہیے شاید اللہ اس کی اصلاح کر دے۔

میں کہتا ہوں ابونواس نے جو شعر پڑھا ہے ابن عدی نے اسے اپنی کتاب الکامل میں حضرت ابن عباسؓ سے موقوف اور مرفوع روایت کیا ہے کہ جو شخص عاشق ہو جائے اور عفیف رہے اور مر جائے اس کی موت شہید کی ہوگی اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنے ارادہ واختیار کے بغیر عشق میں مبتلا ہو جائے اور برائی سے بچے اور صبر کرے اور اس کا افشاء نہ کرے اور اس کی وجہ سے مر جائے تو اسے بہت اجر ملے گا پس اگر یہ حدیث صحیح ہے تو یہ اس کے لیے ایک قسم کی شہادت ہوگی واللہ اعلم۔

خطیب نے روایت کی ہے کہ شعبہ نے ابونواس سے ملاقات کی تو وہ اسے کہنے لگے ہمیں اپنی کوئی عجیب بات سناؤ وہ فی البدیہہ کہنے لگا ہم سے خفاف نے وائل اور خالد الحذاء سے عن جابر ومسعر عن بعض اصحابہ جیسے شیخ نے عامر تک مرفوع کیا ہے، بیان کیا کہ ان سب نے کہا ہے کہ جس بچی سے پاکیزہ اخلاق شخص محبت کرے اور وہ اس سے تعلق پیدا کر لے پھر ہمیشہ اس سے یادگیر تعلق رکھے تو اس کے لیے جنت کھلی ہوئی ہے اور وہ اس کی پھولدار چراگاہ میں چرے گا اور جس معشوق نے دائمی ومال کے بعد عاشق سے جفا کی وہ اللہ کے عذاب میں رہے گا، اس کے لیے ہلاکت ہوگی اور وہ نعماء الٰہی سے دور رہے گا، شعبہ نے اسے کہا تو اچھے اخلاق والا ہے اور مجھے تیرے متعلق امید ہے اور ابونواس نے کہا:

اے جادو چشم اور جادو گردن اور وعدوں سے میرے قاتل تو مجھ سے وصل کا وعدہ کرتا ہے پھر وعدہ خلافی کرتا ہے۔ تیری وعدہ خلافی سے میں ہلاک ہوا جاتا ہوں مجھے ارزق محدث نے عن شہر وعوف بحوالہ ابن مسعود بتایا ہے کہ کافرہ کے سوا کوئی وعدہ خلافی نہیں کرتا اور کافر جہنم میں پابجولاں ہوگا۔

اسحاق بن یوسف ازرق کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا دشمن خدا نے مجھ پر، تابعین پر اور محمد ﷺ کے اصحاب پر جھوٹ بولا ہے اور سلیم بن منصور بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے ابونواس کو اپنے باپ کی مجلس میں سخت روتے پایا تو میں نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رونے کے بعد تجھے عذاب نہیں دے گا تو وہ کہنے لگا:

میں منصور کی مجلس میں جنت اور حور کے شوق کی وجہ سے نہیں رویا اور نہ قبر اور اس کے خوف اور نہ نفخ صور اور نہ آگ اور

Marfat.com

نہ اس کے طوقوں اور نہ ظلم اور بے یار ومددگار ہونے کی وجہ سے رویا ہوں بلکہ میرا رونا سرمگیں ہرنی کی وجہ سے ہے جسے میرا دل ہر قابل خوف شے سے بچاتا ہے۔

پھر اس نے کہا میں صرف اس امر کی وجہ سے رویا ہوں جو تیرے باپ کے پہلو میں بیٹھا ہے اور وہ ایک خوبصورت بچہ تھا جو وعظ سن کر خوف الٰہی سے رو رہا تھا۔

ابونواس نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ایک جولاہے نے مجھے بلایا اور اصرار کیا کہ وہ اپنے گھر میں میری ضیافت کرے گا اور وہ مسلسل مجھ سے اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس کی بات کو قبول کرلیا اور وہ اپنے گھر کی طرف چل پڑا اور میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا کیا دیکھتا ہوں کہ گھر قابل اعتراض نہیں ہے اور جولاہے نے کھانے میں بہت سے جولاہوں کو جمع کرلیا اور ہم نے کھایا پیا پھر اس نے کہا اے میرے آقا میں چاہتا ہوں کہ آپ میری لونڈی کے بارے میں کچھ شعر کہیں اور وہ اپنی لونڈی کا بہت دلدادہ تھا میں نے اسے کہا مجھے وہ لونڈی دکھاؤ تاکہ میں اس کی شکل اور حسن کے مطابق نظم بناؤں اس نے اس کے منہ پر سے پردہ اٹھایا تو وہ بڑی بدشکل، قبیح صورت، سیاہ رنگ اور چاندی کے بالوں والی تھی اور اس کا لعاب اس کے سینے پر بہہ رہا تھا میں نے اس کے مالک سے کہا اس کا نام کیا ہے اس نے کہا تسنیم تو میں شعر کہنے لگا:

میں رات بھر تسنیم کی محبت میں بے خواب رہا، یہ لونڈی حسن میں الو کی طرح ہے گویا اس کی منہ کی بوسر کے کی چٹنی کی طرح ہے یا لہسن کے گٹھے کی طرح، میں نے اس کی محبت میں پاد مارا جس سے میں نے شاہ روم کو ڈرا دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جولاہا اٹھ کر رقص کرنے لگا اور سارا دن تالی بجاتا رہا اور خوش ہوتا رہا اور کہتا رہا خدا کی قسم اس نے اسے شاہ روم سے مشابہت دی ہے:

لوگوں نے مجھے زچ کیا ہے وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ اس کے گناہ زیادہ ہوگئے ہیں خواہ میں دوزخ میں رہوں یا جنت میں اے زانیہ کے بیٹو تمہیں کیا؟

مختصر یہ کہ مؤرخین نے اس کی بہت سی باتوں اور بے ہودہ اشعار کا ذکر کیا ہے اور خمریات، فاحشات اور مردوں اور عورتوں سے تشبیب کے بارے میں اس کے نہایت گندے اشعار موجود ہیں۔ بعض لوگ اسے فاسق قرار دیتے ہیں اور اس پر زنا کاری کا الزام لگاتے ہیں اور بعض اس پر زندقت کا الزام لگاتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ وہ خود بے دین شخص تھا اور پہلا قول زیادہ واضح ہے کیونکہ فسق اس کے اشعار میں موجود ہے اور اس کا زندیق ہونا بعید ہے لیکن اس میں بے ہودگی اور بے حیائی پائی جاتی ہے، مؤرخین نے اس کی صغرسنی اور کبرسنی میں اس کی طرف ناپسندیدہ باتیں منسوب کیں۔ اللہ ہی ان کی صحت کے بارے میں بہتر جانتا ہے اور عوام اس کی طرف سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اور جامع دمشق کے صحن میں ایک گنبد تھا جس سے پانی پھوٹتا تھا، دمشق کے لوگ اسے ابونواس کا گنبد کہتے تھے اور وہ اس کی موت کے ڈیڑھ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ بعد بنایا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں اسے کس وجہ سے اس کی طرف منسوب کردیا گیا ہے اللہ ہی اسے بہتر جانتا ہے۔

اور محمد بن ابی عمر نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابونواس کو کہتے سنا خدا کی قسم میں نے کبھی حرام کام کے لیے اپنی شلوار نہیں کھولی

Marfat.com

اور محمد امین بن رشید نے اسے کہا تو زندیق ہے اس نے کہا یا امیر المومنین میں زندیق نہیں ہوں اور میں کہتا ہوں:

میں پانچوں نمازیں بروقت پڑھتا ہوں اور عاجزی کے ساتھ خدا کی توحید کی گواہی دیتا ہوں اور اگر میں جنبی ہو جاؤں تو اچھی طرح غسل کرتا ہوں اور اگر میرے پاس کوئی مسکین آ جائے تو میں اسے روکتا نہیں اور اگر پیالہ مجھے ساقی کی بیعت کی دعوت دے تو میں اسے جلد جواب دیتا ہوں اور میں خالص شراب سخت آدمی کے پہلو میں پیتا ہوں اور میرا دافر بہ تھا جو لوگوں سے سوال کرنے والا ہے اور کم دودھ والی سفید عورت اور بادام اور چینی ہمیشہ ہی شراب فروش کے لیے نفع مند چیزیں ہیں اور میں سب روافض کے بکواس کو بختیشوع کی پھونک کی وجہ سے خوشی سے آگ میں ڈال دوں گا۔

امین نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے بختیشوع کی پھونک کی طرف کس بات نے آمادہ کیا ہے اس نے کہا اس سے قافیہ مکمل ہوا ہے تو اس نے اسے انعام دینے کا حکم دیا اور جس بختیشوع کا اس نے ذکر کیا ہے وہ خلفاء کا طبیب تھا اور جاحظ نے بیان کیا ہے کہ مجھے شعراء کے کلام میں ابونواس کے ان اشعار سے شاندار اور لطیف اشعار معلوم نہیں وہ کہتا ہے:

وہ کونسی آگ ہے جسے جلانے والے نے جلایا ہے اور کون سی سنجیدگی ہے جس میں مزاح کرنے والے نے انتہا کر دی ہے۔ واعظ اور ناصح کے بڑھاپے کا کیا کہنا کاش ناصح خطا کرتا' نوجوان خواہش کی پیروی کرتا ہے حالانکہ حق کا راستہ اس پر واضح ہوتا ہے۔ عورتوں کی طرف اپنی آنکھوں کو اٹھا ان کے مہر نیک اعمال ہیں' سفید رنگ عورت کو اس کے پردے میں وہ شخص دیکھتا ہے جس کا ترازو جھکا ہوا ہو جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کی طرف نفع بخش تجارت کھینچ کر لائی جاتی ہے' صبح کو جادین میں کوئی غلطی نہیں ہے اور شام کو جا کیونکہ تو شام کے جانے والا ہے۔

اور ابوعفان نے اس سے اس کا قصیدہ پڑھنے کی درخواست کی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے کہ تو لیلیٰ کو فراموش نہ کر اور نہ ہند کی طرف دیکھ اور جب وہ اس قصیدہ کے سنانے سے فارغ ہوا ابوعفان نے اسے سجدہ کیا تو ابونواس نے اسے کہا خدا کی قسم میں ایک مدت تک تجھ سے بات نہیں کروں گا۔ وہ کہتا ہے مجھے اس بات نے غم زدہ کر دیا اور جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا میں تجھے کب دیکھوں؟ میں نے کہا کیا تو نے قسم نہیں کھائی؟ اس نے کہا زمانہ اس بات سے قاصر ہے کہ اس کے ساتھ جدائی ہو اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

آگاہ رہو بے شمار چہرے مٹی میں پرانے ہو گئے ہیں اور بہت سے حسن مٹی میں کمزور پڑ گئے ہیں اور بہت سے پکے ارادے اور شجاعتیں اور مضبوط آراء مٹی میں پڑی ہیں اور قریبی گھر والے سے کہہ دے کہ تو دور مقام کی طرف سفر کرنے والا ہے اور میں ہر زندہ کو ہلاک ہونے والا اور شریف نسب والے کو ہلاک ہونے والوں میں دیکھتا ہوں' جب کوئی عقل مند دنیا کو آزماتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

نیز اس نے کہا حرص و لالچ نہ کر' بلاشبہ لالچ میں ذلت ہے اور عزت حلم میں ہے نہ کہ حماقت اور اوچھے پن میں' حماقت سے غرور میں دلچسپی لینے والے سے کہہ دے اگر تجھے غرور کے نقصانات کا علم ہوتا تو تو غرور نہ کرتا' غرور دین کو خراب کرنے والا' عقل کو کم کرنے والا اور عزت کو تباہ کرنے والا ہے پس تو ہشیار ہو جا۔

Marfat.com

ابوالعتاہیہ قاسم بن اسماعیل ایک کاغذ ساز کی دوکان پر بیٹھا اور اس نے کاغذ کی پشت پر یہ اشعار لکھے:

تعجب ہے کہ انسان کیسے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور کیسے انکار کرنے والا اس کا انکار کرتا ہے اور ہر چیز میں اس کا نشان موجود ہے جو اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہ یکتا ہے۔

پھر ابونواس آیا اور اس نے ان اشعار کو پڑھا اور کہنے لگا خدا کی قسم ان اشعار کے کہنے والے نے بہت اچھا کہا ہے خدا کی قسم جو کچھ میں نے کہا ہے کاش اس سارے کے عوض یہ اشعار میرے ہوتے' یہ اشعار کس کے ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ ابوالعتاہیہ کے ہیں اس نے وہ کاغذ لے کر اس کی طرف لکھا:

وہ ذات پاک ہے جس نے مخلوق کو کمزور اور ذلیل چیز سے پیدا کیا ہے اور وہ اسے ایک ٹھہرنے کی جگہ سے چلا کر مضبوط ٹھہرنے والی جگہ کی طرف لے آتا ہے اور وہ آنکھوں سے پوشیدہ' پردوں میں اسے آہستہ آہستہ پیدا کرتا ہے حتیٰ کہ سکون میں حرکت نمایاں ہو جاتی ہے۔

اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

جب بڑھاپے نے میری مانگ میں مصیبتیں ڈال دیں تو میری سختی ختم ہوگئی اور میں نے کھیل کو چھوڑ دیا اور عقل نے مجھے روکا اور میں عدل کی طرف مائل ہو گیا اور میں روکنے والے کی بات سے ڈر گیا اے غافل جو بھول جانے کا معترف ہے معاد میں بھولنے والے کے لیے کوئی عذر نہ ہوگا' ہم اپنے اعمال کے ذریعے اس روز نجات کی طاقت نہیں پائیں گے جس روز آسمان جبینوں کے اوپر ظاہر ہوگا' ہم برائی اور تفریط پر قائم ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حسن عفو سے امید رکھتے ہیں۔

نیز اس نے کہا ہے:

ہم مر جائیں گے اور بوسیدہ ہو جائیں گے مگر جب ہم مر جائیں گے تو نہ ہمارے گناہ مریں گے اور نہ بوسیدہ ہوں گے اور بہت سے آنکھوں والے ہیں جن کو آنکھیں فائدہ نہیں دیتیں جس کا دل اندھا ہو اسے آنکھیں فائدہ نہیں دیتیں۔

نیز اس نے کہا:

اگر آنکھ خود حساب کے دن کے بارے متمثل ہو کر وہم میں پڑتی تو وہ دیکھ نہ سکتی وہ بادشاہ پاک ہے۔ وہ کون سی رات ہے جو مٹ جائے گی اور اس کی صبح میدان محشر میں ہوگی' مخلوق کے رب نے فنا کو اس پر فرض کر دیا ہے اور لوگ آگے پیچھے جانے والے ہیں۔

بیان کیا گیا کہ جب ابونواس نے حج کا احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا:

اے مالک تو کس قدر عادل اور ہر مالک کا بادشاہ ہے۔ لبیک بلاشبہ تعریف اور حکومت تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے تیرے بندے نے تجھے آواز دی ہے وہ جہاں بھی جائے تو اس کا محافظ ہے۔ اے رب اگر تو نہ ہوتا تو وہ ہلاک ہو جاتا لبیک بلاشبہ تعریف لیے ہے اور حکومت بھی تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور جب رات تاریک ہو جاتی ہے اور تیرنے والے ستارے فلک میں اپنے راستوں پر چلتے ہیں اور سب نبی اور سب فرشتے اور سب

Marfat.com

تجھے پکارنے والے تیری تسبیح کرتے اور نماز پڑھتے ہیں لبیک بلاشبہ تعریف تیرے لیے اور حکومت تیرے لیے ہیں اور تیرا کوئی شریک نہیں اے خطا کار تو کس قدر جاہل ہے تو نے عدل کرنے والے رب کی نافرمانی کی ہے اور اس نے تجھے طاقت اور ڈھیل دی ہے' جلدی سے اپنی امید کو حاصل کر اور اچھی طرح اپنے عمل کو ختم کر لبیک بلاشبہ تعریف تیرے لیے ہیں اور حکومت بھی تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

اور المعانی بن زکریا جریری نے بیان کیا ہے کہ عباس بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے احمد بن یحییٰ بن ثعلب کو بیان کرتے سنا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس گیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے دل نے اسے بے چین کیا ہے اور اپنے ساتھ زیادہ باتیں کرنا پسند نہیں کرتا گویا اس کے سامنے آگ بھڑکائی گئی ہے پس میں مسلسل اس سے نرمی کرنے لگا اور میں نے اس کے نزدیک ہو کر کہا کہ میں شیبان کے غلاموں میں سے ہوں تو اس نے مجھ سے بات کی اور پوچھا تو نے کون کون سے علوم میں غور وفکر کیا ہے؟ میں نے کہا لغت اور شعر میں' اس نے کہا میں نے بصرہ میں ایک جماعت کو ایک شخص سے شعر لکھتے دیکھا مجھ بتایا گیا کہ یہ ابونواس ہے میں نے لوگوں میں گھس کر انہیں اپنے پیچھے کیا اور جب میں اس کے پاس بیٹھا تو اس نے ہمیں لکھوایا۔

جب کبھی زمانے سے تو تنہا ہو جائے تو یہ نہ کہہ کہ میں تنہا ہو گیا ہوں بلکہ تنہائی میں ایک نگران ہوتا ہے اور یہ گمان نہ کر اللہ ایک ساعت بھی غافل ہوتا ہے اور نہ گنہگار پر امر مخفی ہے کہ وہ غائب ہے ہم گناہوں سے غافل ہیں حتیٰ کہ وہ پے در پے گناہ ہونے لگے ہیں کاش خدا گزشتہ گناہوں کو بخش دے اور ہمیں توبہ کی اجازت دے تا کہ ہم توبہ کر لیں۔

اور بعض لوگوں نے ابونواس سے روایت کے بعد ان اشعار کا اضافہ بھی کیا ہے:

جب مجھ پر میرے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور میرے دل میں غموں کے خطرات فروکش ہو جاتے ہیں تو میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کی لمبائی اور بڑائی سے کہتا ہوں میرے لیے توبہ میں کوئی حصہ نہیں اور میں مایوس ہو کر خوف کے سمندر میں ڈوب جاتا ہوں اور کبھی کبھی میرا نفس رجوع کر کے توبہ کرتا ہے اور مجھے خداوند کریم کے مخلوق کو معاف کرنے کو یاد کراتا ہے تو وہ زندہ کرتا ہے اور میں اس کے عفو کی امید پر انابت اختیار کرتا ہوں اور میں اپنے قول میں عاجزی اختیار کرتا ہوں اور سوال کرتے ہوئے رغبت کرتا ہوں شائد مصائب کو دور کرنے والا مجھے معاف کر دے۔

ابن طراز جریری نے بیان کیا ہے کہ یہ روایت شدہ اشعار کس کے ہیں؟ بتایا گیا ابونواس کے ہیں اور یہ اس کے زاہدانہ اشعار میں سے ہیں اور نحویوں نے بہت سی جگہوں پر ان سے استشہار کیا ہے جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور حسن بن الدایہ نے بیان کیا ہے کہ میں مرض الموت میں ابونواس کے پاس گیا اور میں نے کہا مجھے نصیحت کرو تو وہ کہنے لگا:

جس قدر ہو سکتا ہے زیادہ خطائیں کر بلاشبہ تو بخشنے والے رب سے ملاقات کرنے والا ہے اور جب تو اس کے پاس عفو طلب کرتے ہو گیا تو تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا اور دوزخ کے ڈر سے تو نے جن گناہوں کو چھوڑا تھا تو ان پر کف افسوس ملے گا۔

میں نے کہا تو ہلاک ہو جاء اس حالت میں تو مجھے نصیحت کرتا ہے؟ اس نے کہا خاموش رہ ہم سے حماد بن سلمہ نے ثاقب سے

بحوالہ انس بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں نے اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے اپنی شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے''۔

اور قبل ازیں اس اسناد سے اس سے یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی فوت ہو وہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا ہوا فوت ہو اور ربیع وغیرہ نے بحوالہ امام شافعی بیان کیا ہے کہ جس روز ابونواس فوت ہوا ہم اس کے پاس گئے تو وہ جان دے رہا تھا ہم نے اس سے پوچھا تو نے آج کے دن کیا تیاری کی ہے؟ تو وہ کہنے لگا:

میرے گناہ نے مجھے اپنی بڑائی دکھائی اور جب میں نے اے میرے رب اسے تیرے عفو کے ساتھ ملایا تو تیرا عفو اس سے بہت بڑا تھا اور تو ہمیشہ گناہ معاف کرتا رہا ہے اور فضل وکرم سے عفو وبخشش کرتا رہا ہے اگر تو نہ ہوتا تو کوئی عبادت گزار ابلیس کے مقابلہ کی قدرت نہ رکھتا اور یہ کیسے ہوتا جب کہ اس نے تیرے منتخب کردہ آدم کو بھٹکا دیا تھا۔

اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے اس کے سر کے پاس ایک رقعہ دیکھا جس میں اس کی اپنی تحریر میں لکھا تھا:

اے میرے رب اگر کثرت کی وجہ سے میرے گناہ عظیم ہو گئے ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا عفو بہت بڑا ہے' اے میرے رب میں تیرے حکم کے مطابق تضرع سے تجھ سے دعا کرتا ہوں اور جب تو میرے ہاتھوں کو رد کر دے گا تو کون رحم کرے گا اور اگر تجھ سے صرف اچھے کام کرنے والا ہی امید رکھ سکتا ہے تو بدکار مجرم کس سے امید رکھے' تیرے پاس آنے کے لیے میرے پاس امید اور تیرے حسن عفو کے سوا کوئی وسیلہ نہیں پھر میں مسلمان بھی ہوں۔

یوسف بن الداہ نے بیان کیا ہے کہ میں اس کے پاس گیا تو وہ اسی حالت میں تھا' میں نے پوچھا اپنے آپ کو کیسے محسوس کرتے ہو؟ اس نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا پھر سر اٹھا کر کہنے لگا:

میرے اوپر نیچے فنا سرایت کر گئی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا ایک ایک عضو مر رہا اور جو ہر لحظہ بھی گزر رہا ہے وہ میرے ایک ایک حصے کو کم کر رہا ہے میری سنجیدگی میری لذت عیش کے ساتھ ختم ہو گئی ہے اور میں نے کمزور ہو کر اطاعت الٰہی کو یاد کیا ہے' ہم نے ہر برائی کی ہے اور اسی خیال سے کی ہے کہ ہم سے درگزر ہو جائے گی اور ہمیں بخش دیا جائے گا اور ہمیں معاف کر دیا جائے گا۔

پھر وہ اسی وقت فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ ہمیں اور اسے معاف فرمائے۔ آمین۔

اس کی انگشتری کا نقش لا الہ الا اللہ مخلصا تھا اور اس نے وصیت کی تھی کہ جب لوگ اسے غسل دے دیں تو اس انگوٹھی کو اس کے منہ میں رکھ دیا جائے اور انہوں نے ایسے ہی کیا اور جب وہ مر گیا تو انہوں نے تین سو درہم اور کپڑوں اور اثاثے کے سوا اس کے ہاں کچھ نہ پایا اور اس کی وفات اس سال بغداد میں ہوئی اور اسے الشونیزی کے قبرستان میں یہود کے ٹیلے پر دفن کیا گیا اور اس کی عمر پچاس سال تھی اور بعض نے اس کی عمر ساٹھ سال اور بعض نے ۵۹ سال بیان کی ہے اور اس کے ایک ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا ہے جو میں نے نرگس کے بارے میں کہے تھے:

زمین کی نباتات میں غور فکر کر اور جو کچھ بادشاہ نے بنایا ہے اس کے نشانات کو دیکھ' چاندی کے چشمے ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو پگھلے ہوئے سونے کی ہیں وہ زبرجد کی شاخ پر اس بات کی گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور اسی ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا ہے جو میرے تکیے کے نیچے پڑے ہیں وہ آئے تو انہوں نے ان اشعار کو ایک کاغذ کے ٹکڑے پر اس کی تحریر میں دیکھا:

اے اللہ اگر میرے گناہ کثرت کے باعث عظیم ہو گئے ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا عفو بہت بڑا ہے۔

یہ شعر پہلے بھی بیان ہو چکا ہے اور ابن عساکر کی ایک روایت میں ہے کہ بعض نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں اسے بہت اچھی ہیئت اور بڑی آسائش میں دیکھا اور میں نے اسے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس وجہ سے جب کہ تو اپنے بارے میں کوتاہی کرنے والا تھا؟ اس نے کہا ایک شب ایک نیک آدمی قبرستان کی طرف آیا اور اس نے اپنی چادر بچھائی اور دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھا پھر اس نے اس کا ثواب اس قبرستان کے باسیوں کو ہدیہ کر دیا اور میں بھی انہی میں شامل تھا پس اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابونواس نے سب سے پہلا شعر اس وقت کہا جب اس نے ابواسامہ وابعہ بن الحباب کی مصاحبت کی۔

عشق کا حامل تھکنے والا ہے' خوشی اسے ہلکا سمجھتی ہے اگر وہ روئے تو اسے اس کا حق ہے جو بیماری اسے لاحق ہے وہ کوئی کھیل نہیں' تو بے پراوہی سے ہنستی ہے اور عاشق روتا ہے تو میری بیماری پر تعجب کرتی ہے میرا صحت مند ہونا ہی ایک عجیب امر ہے۔

اور مامون نے کہا اس کے یہ اشعار کیا ہی اچھے ہیں:

آدمی ہلاک ہونے والے اور ہلاک ہونے والوں کے بیٹے ہیں اور شریف النسب بھی ہلاک ہونے والوں میں ہے۔
جب کوئی عقل مند دنیا کی آزمائش کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے اور اپنے رب سے اس کی سب سے بڑی امید ان اشعار میں پائی جاتی ہے وہ کہتا ہے:

جس قدر ہو سکتا ہے خطاؤں کے بار کو اٹھا لے' بلاشبہ تو بخشنے والے رب سے ملاقات کرنے والا ہے اور جب تو اس کے پاس عفو طلب کرتے ہوئے گیا تو تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا اور دوزخ کے خوف سے تو نے جن گناہوں کو ترک کیا ہے ان پر کف افسوس ملے گا۔

Marfat.com

۱۹۶ھ

اس سال مشہور ثقہ مشائخ حدیث میں سے ابومعاویہ نابینا اور اوزاعی کے شاگرد ولید بن مسلم دمشقی نے وفات پائی اور اس سال امین نے اسد بن یزید کو قید کر دیا کیونکہ اس نے امین کی کھیل کود اور رعیت کے معاملے میں سہل انگاری کرنے اور اس وقت شکار وغیرہ کرنے پر اسے ملامت کی تھی اور اس سال امین نے احمد بن یزید اور عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طاہر بن حسین کے ساتھ جو مامون کے مقابلے میں آیا تھا' جنگ کرنے کے لیے حلوان بھیجا اور جب وہ حلوان کے نزدیک پہنچے تو طاہر نے اپنی فوج کے اردگرد خندق کھود لی اور دونوں امیروں کے درمیان جنگ بھڑکانے کے لیے تدابیر کرنے لگا پس دونوں نے آپس میں اختلاف کیا اور واپس آ گئے اور اس سے جنگ نہ کی اور طاہر حلوان آ گیا اور اس کے پاس مامون خط آیا کہ جو کچھ اس کے قبضے میں ہے وہ ہرثمہ بن اعین کے سپرد کر دے اور خود اہواز کی طرف چلا جائے سو اس نے ایسے ہی کیا اور اس سال مامون نے اپنے وزیر فضل بن سہل کو عزت دی اور اسے بڑی عملداریوں کا امیر مقرر کیا اور اسے ذوالریاستین کا نام دیا اور اسی سال امین نے عبدالملک بن صالح بن علی کو جسے اس نے رشید کے قید خانے سے نکالا تھا شام کی نیابت پر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے لیے طاہر اور ہرثمہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نوجوانوں اور فوجوں کو بھیجے گا اور جب وہ رقہ پہنچا تو اس نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور شام کے رؤساء کو دوستی کے خطوط لکھے اور انہیں اطاعت کی دعوت دی تو بہت سے لوگ اس کے پاس آ گئے پھر جنگیں چھڑ گئیں جن کی ابتداء اہل حمص سے ہوئی اور حالات بگڑ گئے اور لوگوں کے درمیان جنگ طویل ہو گئی اور عبدالملک بن صالح وہیں فوت ہو گیا اور فوج حسین بن علی بن ہامان کے ساتھ بغداد واپس آ گئی اور اہل بغداد نے عزت کے ساتھ اس کا استقبال کیا یہ اس سال کے ماہ رجب کا واقعہ ہے اور جب وہ بغداد پہنچا تو امین کا ایلچی اسے تلاش کرتا ہوا آیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نہ داستان گو ہوں اور نہ مسخرہ ہوں اور نہ میں اس کی کسی عملداری کا امیر ہوں اور نہ میرے ہاتھوں نے مال جمع کیا ہے پس وہ آج شب مجھے کس وجہ سے طلب کرتا ہے۔

امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی مامون کو خلافت کیسے ملی؟

جب حسین بن علی بن ہامان نے صبح کی تو وہ امین کے پاس نہ گیا کیونکہ اس نے اسے طلب کیا تھا اور یہ شام سے فوج کی واپسی کے بعد کا واقعہ ہے اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں امین کی عداوت پر متحد کیا اور اس کے لہو ولعب اور دیگر گناہوں کے ارتکاب کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس شخص کا یہ حال ہو وہ خلافت کے اہل نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ لوگوں کے درمیان جنگ کروانا چاہتا ہے۔ پھر اس نے انہیں اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور سرعت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور اکسایا پس بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور محمد امین نے اس کے مقابلہ میں سوار بھیجے انہوں دن کا کچھ عرصہ باہم جنگ کی اور حسین نے اپنے اصحاب کو زمین پر پیدل چلنے کا حکم دیا نیز یہ کہ وہ تلواروں اور نیزوں سے جنگ کریں' امین کی فوج نے شکست کھائی اور اس نے اسے معزول کر دیا اور عبداللہ مامون کے لیے بیعت لی' یہ اس سال کے ماہ رجب کی گیارہ تاریخ اور اتوار کے

Marfat.com

دن کا واقعہ ہے اور جب منگل کا دن آیا تو امین اپنے محل سے بغداد کے وسط میں ابو جعفر کے محل میں چلا گیا اور اس نے اسے تنگ کیا اور اسے بیڑی ڈال دی اور اس پر دباؤ ڈالا اور عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی ماں زبیدہ کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے منتقل ہو جائے مگر اس نے انکار کر دیا تو اس نے اسے کوڑے مارے اور اسے منتقل ہونے پر مجبور کر دیا پس وہ اپنے بچوں کے ساتھ منتقل ہو گئی اور جب بدھ کی صبح ہوئی تو لوگوں نے حسین بن علی سے اپنے عطیات مانگے اور اس کے بارے میں اختلاف کیا اور اہل بغداد دو گروہوں میں بٹ گئے ایک گروہ امین کے ساتھ تھا اور دوسرا اس کے خلاف تھا پس دونوں نے آپس میں شدید جنگ کی اور خلیفہ کا گروہ غالب آ گیا اور انہوں نے حسین بن علی بن عیسیٰ کو قید کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے خلیفہ کے پاس لے گئے اور انہوں نے اس کی بیڑیاں کھول دیں اور اسے اس کے تخت پر بٹھا دیا اور اس موقع پر خلیفہ نے حکم دیا کہ عوام میں سے جس کے پاس ہتھیار نہ ہوں اسے خزانے سے ہتھیار دیئے جائیں' پس اس سبب سے لوگوں نے وہ خزائن لوٹ لیے جن میں ہتھیار تھے اور امین کے حکم سے حسین بن علی کو لایا گیا تو اس نے جو کچھ اس سے ہوا تھا اس پر اسے ملامت کی تو اس نے اس کے پاس عذر کیا کہ خلیفہ کے عفو نے اس بات پر اسے آمادہ کیا تھا۔

پس اس نے اسے معاف کر دیا اور اسے خلعت دیا اور اسے وزیر مقرر کر دیا اور اسے انگشتری عطا کی اور جو کچھ اس کے دروازے کے در ے تھا اس کا اسے امیر بنا دیا نیز اسے امیر جنگ بنا کر حلوان کی طرف روانہ کر دیا اور جب وہ پل کے پاس پہنچا تو اپنے خواص اور خدام کے ساتھ بھاگ گیا' امین نے اسے واپس لانے کے لیے فوج بھیجی اور سواروں نے اس کا پیچھا کر کے اسے آ لیا اور اس نے ان سے اور انہوں نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے اسے ۱۵ رجب کو قتل کر دیا اور اس کے سر کو امین کے پاس لے آئے اور لوگوں نے جمعہ کے روز از سر نو امین کی بیعت کیا ور جب حسین بن علی بن عیسیٰ قتل ہو گیا تو فضل بن ربیع حاجب بھاگ گیا اور طاہر بن حسین نے مامون کے اکثر علاقے پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنے نائب مقرر کر دیئے اور صوبوں کے اکثر باشندوں نے امین کی بیعت چھوڑ دی اور مامون کی بیعت کر لی اور طاہر اور رائن کے قریب آ گیا اور اس نے واسط اور اس کے مضافات کے ساتھ اس پر بھی قبضہ کر لیا اور اس نے اپنی جانب سے حجاز' یمن' جزیرہ اور موصل وغیرہ پر نائب مقرر کیے اور امین کے پاس صرف چند شہر رہ گئے اور اس سال کے شعبان میں امین نے چار سو جھنڈے باندھے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک امیر تھا اور اس نے انہیں ہرثمہ کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا۔

پس انہوں نے ماہ رمضان میں جنگ کی اور ہرثمہ نے انہیں شکست دی اور ان کے ہراول علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو قید کر کے مامون کے پاس بھیج دیا اور طاہر کی فوج سے ایک دستہ بھاگ کر امین کے پاس چلا گیا اور اس نے انہیں بہت سے اموال دیئے اور ان کا اکرام کیا اور ان کی داڑھیوں کو غالیہ خوشبو سے ڈھانپ دیا اور لوگوں نے اس کا نام جیش الغالیہ رکھ دیا۔ پھر امین نے انہیں تیار کیا اور طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ان کے ساتھ بہت بڑی فوج بھیجی اور طاہر نے انہیں شکست دی اور ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا چھین لیا اور طاہر نے بغداد کے نزدیک آ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور جاسوسوں کو فوج کے درمیان فتنہ ڈالنے کے لیے بھیجا حتیٰ کہ وہ گروہ در گروہ ہو گئے پھر فوج کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور اصاغر' اکابر پر ٹوٹ پڑے

اورانہوں نے ۶ ذوالحجہ کو امین کے بارے میں اختلاف کیا اور ایک بغدادی شاعر نے کہا:

اللہ کے امین سے کہو فوج کو صرف غالیہ نے پراگندہ کیا ہے اور میری جان طاہر پر قربان ہو وہ اپنے ایلچیوں اور کافی تیاری کے ساتھ آیا باغیوں کے فتنہ سے جنگ کرنے کے لیے حکومت کی بھاگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہوگئی ہے اے عہد شکن اس کی عہد شکنی نے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور اس کے خبیثانہ عیوب فاش ہو چکے ہیں شیر اپنے حملوں میں پھاڑنے والے شیروں کے ساتھ کتے کی طرح بھونکتا ہوا تیرے پاس آیا اور اس جیسے شخص سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں پس تو آگ کی طرف یا دوزخ کی طرف بھاگ جا۔

پس امین کی جمعیت اس کے خلاف متفرق ہوگئی اور وہ اپنے معاملے میں حیران رہ گیا اور طاہر بن حسین اپنی افواج کے ساتھ آیا اور ۱۲ ذوالحجہ کو منگل کے روز باب الانبار پر اترا اور اہل شہر کی حالت خراب ہوگئی اور بدکاروں اور فریب کاروں نے بھلے لوگوں کو خوفزدہ کر دیا اور گھر ویران ہو گئے اور لوگوں کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا حتیٰ کہ مختلف خواہشات کی بنا پر بھائی نے اپنے بھائی سے اور بیٹے نے اپنے باپ سے جنگ کی اور بہت شر پیدا ہو گیا اور شہر کے اندر بکثرت خرابی اور قتل شروع ہو گیا۔

اور اس سال طاہر کی جانب سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ اور مدینہ میں مامون کی خلافت کی دعوت دی اور یہ حج کا پہلا اجتماع ہے جس میں مامون کو دعوت دی گئی اور اس سال اہل حمص کے امام فقیہ اور محدث بقیہ بن ولید نے حمص میں وفات پائی۔

قاضی حفص بن غیاث:

آپ نے ۹۰ سال سے زیادہ عمر پائی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کا ایک دوست رو پڑا آپ نے اسے کہا مت رو، خدا کی قسم میں نے کسی حرام کام کے لیے کبھی اپنی شلوار نہیں کھولی اور جب بھی میرے سامنے دو جھگڑنے والے بیٹھے ہیں میں نے کبھی پرواہ نہیں کی کہ کس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے خواہ وہ قریبی ہو یا دور کا تعلق دار ہو، بادشاہ ہو یا رعایا ہو اور عبداللہ بن مرزوق ابو محمد الزاہد جو رشید کا وزیر تھا اس نے سب کچھ چھوڑ کر درویشی اختیار کر لی اور اپنی موت کے قریب وصیت کی کہ اسے کوڑے پر پھینک دیا جائے شائد اللہ اس پر رحم کر دے۔

ابو شیص شاعر:

محمد بن زرین بن سلیمان، یہ استاذ الشعراء تھا، شعر تیار کرنا اور اسے نظم کرنا اس پر پانی پینے سے بھی زیادہ سہل تھا، یہ بات ابن خلکان وغیرہ نے بھی بیان کی ہے اور یہ ابو مسلم بن ولید جس کا لقب صریع الغوانی تھا حسین عورتوں کا کشتہ اور ابو نواس اور دعبل باہم اکٹھے ہوتے اور ایک دوسرے کو شعر سناتے اور ابو شیص آخری عمر میں نابینا ہو گیا اور اس کے بہترین اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

مجھے عشق نے وہاں کھڑا کیا ہے جہاں تو ہے پس نہ میں اس سے متاخر ہوں اور نہ متقدم ہوں اور میں تیرے عشق میں ملامت کو تیری یاد کی محبت کی وجہ سے مزیدار محسوس کرتا ہوں پس چاہیے کہ ملامت گر مجھے ملامت کریں، میں اپنے دشمنوں

Marfat.com

کی مانند ہو گیا اور ان سے محبت کرنے لگا ہوں جب کہ تجھ سے میرا نصیب وہی ہے جو میرا نصیب ان سے ہے تو نے مجھے مبارک دی تو میں نے حقیر ہو کر اپنے آپ کو مبارک باد دی اور جس کی تو عزت کرے وہ تیرے نزدیک معمولی آدمی نہیں ہوتا۔

۱۹۷ھ

یہ سال شروع ہوا تو طاہر بن حسین اور ہرثمہ بن اعین اور ان دونوں کے ساتھیوں نے بغداد کے محاصرہ کرنے اور امین کے تنگ کرنے پر اصرار کیا اور قاسم بن رشید اور اس کے چچا منصور بن مہدی' مامون کے پاس بھاگ گئے او اس نے ان دونوں کا اکرام کیا اور اس نے اپنے بھائی قاسم کو جرجان کا امیر مقرر کیا اور بغداد کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اس پر مجانیق نصب کر دیں اور امین کا دل ان سے تنگ پڑ گیا اور اس کے پاس فوج پر خرچ کرنے کے لیے کچھ باقی نہ بچا اور اس نے مجبور ہو کر سونے اور چاندی کے برتنوں کو دراہم اور دنانیر بنا لیا اور اس کی بہت سی فوج طاہر کے پاس بھاگ گئی اور اہل شہر میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور ان سے بہت سے اموال کو چھین لیا گیا اور امین نے بہت سے محلات اور مشہور خوبصورت مکانات اور بہت سی منڈیوں اور مقامات کی طرف آدمی بھیجا جس نے مصلحت کے مطابق انہیں جلا دیا اس نے یہ سب کچھ موت سے فرار اختیار کرنے کے لیے کیا نیز اس لیے کہ خلافت ہمیشہ اس کے پاس رہے مگر وہ اس کے پاس نہ رہی اور وہ قتل ہو گیا اور اس کے گھر ویران ہو گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور طاہر نے بھی امین کی طرح کیا قریب تھا کہ سارا بغداد ویران ہو جاتا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

اے بغداد تجھے کس کی نظر لگ گئی ہے کیا تو ایک زمانہ تک آنکھ کی ٹھنڈک نہیں رہا کیا تجھ میں وہ لوگ نہیں رہے جن کا مسکن اور قرب ایک زینت تھا' جدائی کے کوے نے انہیں آواز نہیں دی تو وہ پراگندہ ہو گئے تجھے ان سے کس قدر جدائی کی سوزش پہنچی ہے میں ان لوگوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ جب میں ان کا ذکر کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں' زمانے نے ان کو منتشر کر دیا ہے اور زمانہ فریقین کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔

شعراء نے اس بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہے اور ابن جریر نے اس میں سے عمدہ اشعار کو بیان کیا ہے اور اس نے اس بارے میں ایک نہایت طویل قصیدہ بھی بیان کیا ہے جس میں جو کچھ واقع ہوتا تھا تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور وہ ایک خوف تھا جسے ہم نے کلیتہً مختصر کر دیا ہے۔

اور طاہر نے جاگیروں کے غلہ جات اور امراء کے ذخائر پر قبضہ کر لیا اور انہیں امان اور مامون کی بیعت کی دعوت دی اور ان سب نے یہ بات قبول کر لی جن میں عبداللہ بن حمید قحطبہ' یحییٰ بن علی بن ہامان' محمد بن ابوالعباس موسیٰ بھی شامل تھے اور بہت سے ہاشمیوں نے امراء نے اس سے مراسلت کی اور ان کے دل اس کے ساتھ ہو گئے' اتفاقاً ایک روز امین کے ساتھیوں نے طاہر کے ساتھیوں پر فتح پا کر ان میں سے ایک گروہ کو قصر صالح کے پاس قتل کر دیا اور جب امین نے یہ بات سنی تو وہ متکبر اور مغرور ہو گیا اور لہو ولعب اور شراب نوشی میں مشغول ہو گیا اور تمام امور اور ان کی تدبیر کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک کے سپرد کر دیا پھر طاہر کے اصحاب

Marfat.com

کی قوت بڑھ گئی اور امین کا پہلو نہایت کمزور پڑ گیا اور لوگ طاہر کی فوج کی طرف سمٹ آئے اور اس کی جانب نہایت پر امن تھی اس میں کسی کو چوری اور لوٹ مار وغیرہ کا ڈر نہ تھا اور طاہر نے بغداد کی اکثر منڈیوں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا تھا اور ملاحوں کو اپنے مخالفین کے پاس کھانا لے جانے سے روک دیا تھا اور جو لوگ اس سے قبل بغداد سے باہر نہیں نکلے تھے وہ پشیمان ہوئے اور تاجروں کو کسی قسم کا سامان اور آٹا بغداد لے کر آنے سے روک دیا گیا اور کشتیوں کو بصرہ کی طرف بھیج دیا گیا اور فریقین کے درمیان بہت جنگیں ہوئی ان میں سے ایک معرکہ ورب الحجارۃ کا بھی ہے جس میں امین کے اصحاب کو فتح ہوئی اور اس میں طاہر کے اصحاب میں سے بہت سے آدمی مارے گئے۔ وہ بغداد کے آوارہ گرد لوگوں میں سے تھا جو ننگا ہو کر آتا اور اسکے پاس ایک تارکول ملی ہوئی گول سی چیز تھی اور اس کی بغل کے نیچے تھیلا ہوتا تھا جس میں پتھر ہوتے تھے اور جب کوئی سوار اسے دور سے تیر مارتا تو وہ اپنی اس گول سی چیز کے ذریعے اس سے اپنا بچاؤ کر لیتا اور وہ اسے تکلیف نہ دیتا اور جب وہ اس کے نزدیک آ جاتا تو وہ غلیل میں پتھر ڈال کر اسے مارتا جو اسے گزند پہنچاتا پس انہوں نے اس طرح انہیں شکست دی اور الشماسیہ کے معرکہ میں ہرثمہ بن اعین قید ہو گیا جس کی طاہر کو بہت تکلیف ہوئی اور اس نے الشماسیہ سے اوپر دجلہ پر پل بنانے کا حکم دے دیا اور طاہر خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا عبور کر کے دوسری جانب گیا اور اس نے خود ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور انہیں ان جگہوں سے ہٹا دیا اور ہرثمہ کو ان لوگوں کو جن کو انہوں نے قیدی بنا لیا تھا ان سے واپس لے لیا اور یہ بات محمد امین کو بہت گراں گزری اور اس نے کہا:

مجھے جن وانس کے دلیر انسان سے پالا پڑا ہے جب وہ دراز ہوتا ہے تو اس کی طرح کوئی دراز نہیں ہو سکتا ہر طاقتور کے ساتھ کے ساتھ اس کا ایک نگران موجود ہے جو اس کی نگرانی کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسے جانتا ہے اور جب کسی کام کو غافل لوگ ضائع کر دیتے ہیں تو وہ مخالفانہ امر سے غفلت نہیں کرتا۔

اور امین کی حکومت نہایت کمزور ہو گئی اور اس کے پاس اپنے پر اور اپنی فوج پر خرچ کرنے کے لیے کوئی مال باقی نہ بچا اور اس کے اکثر اصحاب اسے چھوڑ گئے اور وہ ذلیل ہو کر باقی رہ گیا پھر یہ پورا سال گزر گیا اور بغداد کے لوگ مختلف خواہشات' قتال آگ لگانے اور چوریوں میں لگ گئے اور بغداد کا حال برا ہو گیا اور اس میں کوئی کسی کا دفاع کرنے والا نہ رہا جیسا کہ فتنوں کا دستور ہے۔

اور اس سال مامون کی طرف سے عباس بن موسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا اور اسی میں شعیب بن حرب نے جو ایک زاہد آدمی تھا اور دیار مصر کے امام عبداللہ بن وہب نے اور علی بن مسہر کے بھائی عبدالرحمٰن بن مسہر نے اور عثمان بن سعید ملقب بہ یورش نے جو ایک مشہور قاری اور نافع بن ابی نعیم سے روایت کرنے والے ہیں نے وفات پائی اور محدثین کے سردار وکیع بن الجراح الرواسی نے بھی ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

Marfat.com

۱۹۸ھ

اوراس سال خزیمہ بن حازم نے محمد امین کو دھوکہ دے کر طاہر سے امان حاصل کر لی اور ہرثمہ بن اعین' شرقی جانب سے آیا اور ۸ محرم بدھ کے روز خزیمہ بن حازم اور محمد بن علی بن عیسیٰ نے پل پر حملہ کر کے اسے کاٹ دیا اور اس پر اپنا جھنڈا نصب کر دیا اور انہوں نے عبداللہ مامون کی بیعت کی دعوت دی اور امین کو معزول کر دیا اور طاہر جمعرات کے روز شرقی جانب آیا اور خود جنگ میں شامل ہوا اور اعلان کیا کہ جو شخص اپنے گھر میں بیٹھا رہے گا اسے امان حاصل ہوگی اور دارالرفیق اور دارالکرخ وغیرہ کے پاس معرکہ آرائی ہوئی اور انہوں نے ابوجعفر کے شہر' خلد اور قصر زبیدہ کا گھیراؤ کر لیا اور فصیلوں کے اردگرد اور قصر زبیدہ کے سامنے مجانیق نصب کر دیں اور اسے منجنیق سے پتھر مارے اور امین اپنی ماں اور بیٹوں کے ساتھ ابوجعفر کے شہر کی جانب نکلا راستے میں عوام اس سے الگ ہو گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور وہ ابوجعفر کے محل میں داخل ہو گیا اور منجنیق کی بکثرت سنگباری کی وجہ سے وہ خلد سے منتقل ہو گیا اور اس نے ساز وسامان اور قالینوں وغیرہ کے جلانے کا حکم دے دیا پھر اس کا شدید محاصرہ ہو گیا اور اس سخت اور تنگی اور ہلاکت کے قریب پہنچ جانے کے باوجود ایک شب چاندنی میں دجلہ کے کنارے کی طرف آیا اور شراب اور لونڈی کو منگوایا لونڈی نے اسے گانا سنایا اور اس کی زبان فراقیات اور موت کے ذکر کے سوا اور کسی بات کے لیے رواں نہ ہوئی اور وہ اسے کہتا رہا اس کے علاوہ کچھ سناؤ اور اس کی مانند اشعار کو یاد کر حتیٰ کہ اس نے اسے آخری گانا سنایا:

اے حرکت وسکون کے رب' بلاشبہ موت کے بہت سے جال ہیں اور دن رات کی آمد ورفت اور ستارگان فلک کی گردش صرف بادشاہ سے اقتدار منتقل کرنے کے لیے ہے اس کی بادشاہت ختم ہو کر دوسرے بادشاہ کے پاس چلی گئی اور عرش کے بادشاہ کی حکومت ہمیشہ قائم رہنے والی ہے جو زمانی ہے اور نہ مشترک ہے۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اسے گالیاں دیں اور اسے اپنے پاس سے اٹھا دیا اور وہ اس کے شیشے کے پاس پیالے میں گر پڑی اور اس نے اسے توڑ دیا جس سے اس نے بدشگونی لی اور جب لونڈی چلی گئی تو اس نے ایک آواز دینے والے کو سنا (اس امر کا فیصلہ ہو گیا ہے جس کے بارے میں وہ دونوں پوچھتے تھے) اس نے اپنے ہم نشین سے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تو نہیں سنتا؟ اس نے سنا مگر وہ کچھ نہیں سنتا تھا پھر دوبارہ یہی آواز آئی اور ابھی ایک یا دو راتیں نہیں گزری تھیں کہ وہ ۴ صفر کو اتوار کے روز قتل ہو گیا اور محاصرے میں اسے سخت مشقت اٹھانی پڑی حتیٰ کہ اس کے لیے کھانے پینے کو کچھ باقی نہ رہا۔ ایک شب وہ بھوکا تھا اور بڑی سختی کے بعد ایک روٹی اور ایک مرغی لائی گئی پھر اس نے پانی مانگا جو اس کے لیے نہ ملا اور اس نے پیاسے ہی رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو پانی پینے سے قبل ہی اسے قتل کر دیا گیا۔

اس کے قتل کا حال:

جب سخت نازک حالت ہو گئی تو اس کے ساتھ امراء خدام اور سپاہی باقی رہ گئے تھے وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس نے اپنے بارے میں ان سے مشورہ کیا تو ایک گروہ نے کہا جو لوگ آپ کے ساتھ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ آپ جزیرہ یا شام

Marfat.com

کی طرف چلے جائیں اور اموال سے قوت حاصل کریں اور لوگوں سے کام لیں اور بعض نے کہا آپ طاہر کے پاس جا کر اس سے امان حاصل کریں اور اپنے بھائی کی بیعت کر لیں اور جب یہ کام کر لیں گے تو آپ کا بھائی آپ کے لیے اتنے مال کا حکم دے دے گا جو آپ کو اور آپ کے اہل کو دنیاوی معاملات میں کفایت کرے گا اور آپ کا مقصد بھی راحت وآرام ہی ہے اور یہ مکمل طور پر آپ کو حاصل ہو جائے گا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کے لیے امان لینے کے بارے میں ہرثمہ بہتر آدمی ہے وہ آپ کا دوست اور آپ پر بڑا مہربان ہے پس وہ اس طرف مائل ہو گیا اور جب ۴ صفر کے اتوار کی رات آئی تو عشاء کے بعد اس نے ہرثمہ سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے پاس آئے گا پھر اس نے لباس خلافت اور طیلسان[1] زیب تن کی اور اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر انہیں سونگھا اور اپنے ساتھ لگایا اور کہنے لگا میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اس نے اپنی آستین کے پلو سے اپنے آنسو پونچھے پھر ایک سیاہ گھوڑی پر سوار ہوا اور اس کے آگے آگے ایک شمع تھی اور جب وہ ہرثمہ کے پاس پہنچا تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور وہ دونوں دجلہ میں فائر شپ میں سوار ہو گئے' طاہر کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ اس بات سے ناراض ہوا اور کہنے لگا میں نے یہ سب کچھ کیا ہے اور وہ دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے اور اس سارے کام کو ہرثمہ کی طرف منسوب کرتا ہے؟ پس وہ ان دونوں سے آملا اور وہ دونوں فائر شپ میں تھے اور اس کے اصحاب نے اسے جھکا کر سب کچھ سمیت اسے غرق کر دیا مگر امین تیر کر دوسری جانب چلا گیا اور ایک سپاہی نے اسے قیدی بنا لیا اور اس نے آ کر طاہر کو بتایا تو اس نے عجمی سپاہی اس کی طرف بھیجے اور وہ اس گھر میں آئے جہاں وہ موجود تھا اور اس کے پاس اس کا ایک ساتھی بھی تھا جسے وہ کہہ رہا تھا کہ میرے قریب ہو جاؤ مجھے شدید خوف محسوس ہو رہا ہے اور وہ اپنے کپڑوں میں لپٹنے لگا اور اس کا دل بہت دھڑک رہا تھا قریب تھا کہ اس کے سینے سے باہر نکل جاتا اور جب وہ لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون' پھر ان میں سے ایک نے اس کے قریب ہو کر اس کے سر کی مانگ پر تلوار ماری اور وہ کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ میں رسول اللہ ﷺ کا عم زاد ہوں میں پسر ہارون اور مامون کا بھائی ہوں میرے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو مگر انہوں نے ان باتوں کی طرف توجہ نہ دی بلکہ اس پر حملہ کر کے اسے منہ کے بل لٹا کر گدی کی طرف سے ذبح کر دیا اور اس کے سر کو طاہر کے پاس لے گئے اور اس کے جسم کو چھوڑ گئے پھر صبح سویرے وہ اس کے جسم کے پاس آئے اور اسے گھوڑے کی جھول میں لپیٹ کر لے گئے یہ اس سال کے ۴ صفر اتوار کی رات کا واقعہ ہے۔

اس کے مختصر حالات:

محمد امین بن ہارون الرشید بن محمد مہدی بن منصور' ابو عبید اللہ اور اسے ابو موسیٰ ہاشمی عباسی بھی کہا جاتا ہے اس کی ماں ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابو جعفر منصور تھی اس کی پیدائش ۱۷۰ھ میں رصافہ میں ہوئی اور ابو بکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عیاش بن ہشام نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ محمد امین بن ہارون الرشید کی پیدائش شوال ۱۷۰ھ میں ہوئی اور مدینۃ السلام

---

[1] طیلسان ایک سبز چادر ہے جسے علماء اور مشائخ استعمال کرتے ہیں۔ مترجم۔

Marfat.com

بغداد میں ۱۷ جمادی الاخرۃ ۱۹۳ھ کو اسے خلافت ملی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۵ محرم کو اتوار کی شب ملی اور ۱۹۸ھ میں وہ قتل ہو گیا اسے قریش الدندانی نے قتل کیا اور اس کے سر کو طاہر کے پاس لے جایا گیا جس نے اسے نیزے پر نصب کر دیا اور یہ آیت:

''کہہ دے اے اللہ تو بادشاہت کا مالک ہے''۔

پڑھی اور اس کی حکومت چار سال سات ماہ آٹھ دن رہی اور وہ دراز قد' فربہ اندام' سفید رو' بلند بینی' چھوٹی آنکھوں والا' بڑے بڑے جوڑوں والا تھا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا بعض لوگوں نے اس پر کثرت لہو ولعب اور شراب نوشی کرنے اور کم نماز پڑھنے کی تہمت لگائی ہے اور ابن جریر نے اس کی سیرت میں کچھ عجیب باتیں بیان کی ہیں کہ وہ بہت سے حبشیوں اور خصیوں کو جمع رکھتا تھا اور اموال و جواہر عطا کرتا تھا اور اس نے دیگر ممالک سے کھیل اور گلوکار لانے کا حکم دیا اور اس نے ہاتھی' شیر' عقاب' سانپ اور گھوڑے کی شکل پر پانچ فائر شپ بنانے کا حکم دیا اور اس پر بہت سے اموال خرچ کئے اور ابونواس نے ایسے اشعار میں اس کی مدح کی ہے جو امین کے کاموں کے لحاظ سے قبیح ترین مفہوم کے ہیں' اس نے شروع میں کہا ہے:

اللہ تعالیٰ نے امین کے لیے وہ سواریاں مسخر کر دی جو اس نے کسی قلعہ والے کے لیے مسخر نہیں کیں اور جب اس کی سواریاں خشکی پر چلتی ہیں تو وہ پانی میں سوار ہو کر جنگل کے شیر کی طرح چلتا ہے۔

پھر اس نے ان سب فائر شپوں کی تعریف ہے اور امین نے سیر وغیرہ کے لیے بڑی بڑی خوف ناک عمارات کا اہتمام کیا اور ان پر بہت سے اموال خرچ کئے جس کی وجہ سے اس پر بہت سے اعتراضات ہوئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ایک روز وہ اس نشست گاہ پر بیٹھا تھا جس پر اس نے قصر خلد میں بہت سے اموال خرچ کر دیئے تھے اور اس نے اس کے لیے مختلف اقسام کے ریشم کے قالین بچھائے اور سنہری اور نقرئی برتنوں کو ترتیب سے رکھا اور اسے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور آمدنی و مصارف کے ذمہ داروں کو حکم دیا کہ اس کے لیے ایک سو خوبصورت لونڈیوں کو تیار کریں اور حکم دیا کہ وہ دس دس کو اس کے پاس گانا سنانے کے لیے بھیجیں پس جب پہلی دس کی ٹولی آئی تو وہ آواز سے گانا گانے لگیں:

انہوں نے اسے قتل کیا ہے تا کہ وہ اس کی جگہ سنبھال لیں جیسا کہ کسریٰ کے سرداروں نے اس سے خیانت کی تھی۔

پس وہ اس شعر سے غضبناک ہو گیا اور لونڈی کے سر پر پیالہ دے مارا اور قہرمانوں کو حکم دیا کہ اسے شیر کے آگے پھینک دیا جائے اور وہ اسے کھا گیا پھر اس نے دس کی ٹولی کو بلایا اور وہ گانا گانے لگیں:

جو شخص مالک کے قتل ہونے سے خوش ہے وہ دن کے وقت ہمارے عورتوں کے پاس آئے وہ عورتوں کو برہنہ سر اس کا ندبہ کرتے پائے گا ئے اور وہ دن کے روشن ہونے سے قبل منہ پر طمانچے مارتی ہیں۔

اس نے انہیں نکال کر دس کی اور ٹولی منگوائی اور جب وہ آئیں تو بیک آواز گانے لگیں:

میری زندگی کی قسم کلیب بہت مددگاروں والا تھا اور تجھ سے کم گناہوں والا تھا جو خون میں لتھڑا پڑا ہے۔

پس اس نے انہیں نکال باہر کیا اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نشست گاہ کے برباد کرنے اور جو کچھ اس میں ہے اسے جلا دینے کا حکم دے دیا۔

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے وہ بڑا ادیب اور فصیح تھا اور شعر کہتا تھا اور شعر پر بہت انعامات دیتا تھا اور ابونواسی اس کا شاعر تھا اور ابونواس نے اس کی بہت اچھی مدائح کی ہیں اور اس نے اسے رشید کے قید خانے زنارقہ کے ساتھ محبوس پایا تو اسے بلا کر رہا کر دیا اور اسے مال دیا اور اسے اپنا ندیم بنا لیا پھر اس نے اسے دوبارہ شراب نوشی میں قید کر دیا اور اس کی قید کو لمبا کر دیا پھر اس نے اسے رہا کر دیا اور اس سے عہد لیا کہ وہ شراب نہ پیئے اور نہ امرد پرستی کرے تو اس نے اسے مان لیا اور جب سے امین نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اس کے بعد اس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا اور اس نے کسائی سے ادب سیکھا اور اسے قرآن سنایا۔ اور خطیب نے اپنے طریق سے ایک حدیث روایت کی ہے جسے اس نے اس سے بیان کیا ہے جب اس نے اس کے لڑکے کے بارے میں جو مکہ میں فوت ہوا تھا تعزیت کی تھی اس نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے اپنے باپ کے حوالے سے عن منصور عن ابیہ عن علی بن عبداللہ عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص حالت احرام میں فوت ہوگا اس کا حشر تلبیہ پڑھتے ہوئے ہوگا۔

قبل ازیں ہم اس اختلاف اور فرقت کو بیان کر چکے ہیں جو اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان واقع ہوا تھا حتیٰ کہ وہ اس کے عزل تک جا پہنچا پھر اس کے تنگ کرنے تک جا پہنچا پھر اس کے قتل تک جا پہنچا اور آخر کار اس کا محاصرہ کیا گیا حتیٰ کہ وہ ہر ثمہ کو رفیق بنانے کا محتاج ہو گیا پھر اسے فائرشپ میں ڈالا گیا۔ پھر فائرشپ سے دجلہ میں ڈالا گیا اور وہ تیر کر کنارے پر پہنچا اور وہ نہایت خوف' حیرت' بھوک اور عریانی کی حالت میں ایک آدمی کے گھر داخل ہو گیا اور وہ شخص اسے صبر و استغفار کی تلقین کرنے لگا پس وہ رات کا کچھ حصہ اس کام میں مشغول رہا پھر طاہر بن حسین کی طرف سے اس کی تلاش کرنے والے آ گئے اور وہ اس کے پاس آئے اور دروازہ تنگ تھا پس وہ اس پر ٹوٹ پڑے اور وہ ان کے پاس آ کر اپنے ہاتھ میں تکیہ لئے انہیں اپنے آپ سے ہٹانے لگا اور وہ اس تک نہ پہنچ سکے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے لیے مخفی طریقہ اختیار کیا پھر اس کے سر یا کولہے پر تلواریں ماریں پھر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر اور چہرے کو لے کر طاہر کے پاس آ گئے جس سے اسے بہت شادمانی ہوئی اور اس نے وہاں پر سر کو نیزے پر نصب کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ لوگوں نے صبح کی اور اسے باب الانبار کے پاس نیزے کے اوپر دیکھا پھر طاہر نے امین کے سر کو اپنے عم زاد محمد بن مصعب کے ساتھ بھجوا دیا اور اس کے ساتھ چادر چھڑی اور جوتا بھی تھا اور اس نے اسے ذوالریاستین کے سپرد کر دیا اور وہ اسے ڈھال پر رکھ کر مامون کے پاس لے گیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو سجدہ کیا اور جو اسے لے کر آیا اسے ایک کروڑ درہم دینے کا حکم دیا اور ذوالریاستین نے سر کو پیش کرتے وقت طاہر کے خلاف اتحاد کرتے ہوئے کہا ہم نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اسے قیدی بنا کر لائے اس نے اسے قتل کر کے ہمارے پاس بھیجا ہے' مامون نے کہا جو ہو چکا سو ہو چکا اور طاہر نے مامون کو خط لکھا جس میں سب صورت حال اور اس کا انجام لکھا۔

اور جب امین قتل ہو گیا تو شر و فتن تھم گئے اور لوگ پرسکون ہو گئے اور دل خوش ہو گئے اور طاہر جمعہ کے روز بغداد آیا اور اس نے انہیں ایک مؤثر خطبہ دیا جس میں بہت سی آیات قرآنیہ کا ذکر کیا اور یہ کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور اس نے اس خطبہ میں انہیں جماعت اور سمع و اطاعت کی پابندی کرنے کا حکم دیا پھر وہ اپنی چھاؤنی کی طرف چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار

Marfat.com

کرلی اور زبیدہ کو قصر ابو جعفر سے قصر خلد میں منتقل کرنے کا حکم دیا' پس وہ اس سال کی ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کے روز باہر نکلی اور اس نے امین کے بیٹوں موسیٰ اور عبداللہ کو ان کے چچا مامون کے پاس خراسان بھیج دیا اور یہ ایک صحیح رائے تھی اور امین کے قتل سے پانچ روز بعد فوج کے ایک دستے نے طاہر پر حملہ کر دیا اور اس سے اپنی رسد کا مطالبہ کیا اور اس وقت اس کے پاس کوئی مال نہ تھا اور انہوں نے جتھے بند ہو کر اور اکٹھے ہو کر اس کا کچھ سامان لوٹ لیا اور یا موسیٰ اور یا منصور کا نعرہ لگایا اور ان کا یقین تھا کہ موسیٰ بن امین ناحق وہاں ہے اور اس نے اسے اس کے چچا کے پاس بھجوا دیا تھا اور طاہر اپنے ساتھی جرنیلوں کے ساتھ ایک جانب سمٹ گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کا عزم کرلیا۔ پھر انہوں نے اس کی طرف رجوع کرلیا اور معذرت کی اور پشیمان ہوئے تو اس نے بیس ہزار دینار کچھ لوگوں سے قرض لے کر ان کے عوض ان کے لیے چار ماہ کی رسد کا حکم دیا تو لوگوں کے دل خوش ہو گئے پھر ابراہیم بن مہدی نے محمد امین بن زبیدہ کے قتل پر افسوس کیا اور اشعار میں اس کا مرثیہ کہا مامون کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے زجر وتوبیخ اور ملامت کرتے ہوئے اس کی طرف آدمی بھیجا اور ابن جریر نے لوگوں کے بہت سے مرثیوں کا ذکر کیا ہے جو لوگوں نے امین کے بارے میں کہے ہیں اور اس نے طاہر بن حسین کے اشعار کا بھی ذکر کیا ہے جو اس نے اس کے قتل کے وقت کہے تھے:

تو لوگوں پر زبردستی بادشاہ بن گیا ہے اور تو نے بڑے بڑے سرکشوں کو قتل کیا ہے اور تو نے خلافت کو مرو کی طرف مامون
کے پاس بھیج دیا ہے جو بہت سبقت کر رہی ہے۔

عبداللہ مامون بن الرشید کی خلافت:

جب اس کا بھائی محمد ۴ صفر ۱۹۸ھ کو قتل ہو گیا اور بعض نے محرم میں اس کا قتل ہونا بیان کیا ہے تو شرق وغرب میں مامون کی بیعت مرتب ہو گئی تو اس نے عراق' فارس' اہواز' کوفہ' بصرہ' حجاز اور یمن کی نیابت حسن بن سہل کے سپرد کی اور اس نے ان اقالیم میں اپنے نائب بھیجے اور طاہر بن حسین کو لکھا کہ نصر بن شبث سے جنگ کرنے کے لیے رقہ کی طرف واپس چلا جائے اور اس نے اسے جزیرہ' شام' موصل اور مغرب کی نیابت سپرد کی اور اس نے ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی نیابت کا خط لکھا اور اس سال عباس بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال سفیان بن عیینہ' عبدالرحمٰن بن مہدی اور یحییٰ القطان نے وفات پائی اور یہ تینوں حدیث' فقہ اور اسماء الرجال میں علماء کے سرخیل ہیں۔

۱۹۹ھ

اس سال حسین بن سہل مامون کی جانب سے بغداد کا نائب بن کر آیا اور اس نے اپنے نائبین کو اپنی بقیہ عملداریوں کی طرف بھیجا اور طاہر جزیرہ' شام' مصر اور بلاد مغرب کی نیابت کی طرف متوجہ ہوا اور ہرثمہ خراسان کا نائب بن کر اس کی طرف روانہ ہوا اور گزشتہ سال کے آخر میں ذوالحجہ کے مہینے حسن الہرش' آل محمد کی خوشنودی کی طرف دعوت دینے لگا اور اس نے اموال اکٹھے کیے اور چوپاؤں کو لوٹا شہریوں میں فساد برپا کر دیا پس مامون نے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی جس نے اسے اس سال کے محرم میں قتل کر دیا اور اس سال محمد بن اسماعیل بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے ۱۰ جمادی الآخرۃ کو جمعرات کے روز کوفہ میں

Marfat.com

خروج کیا اور وہ آل محمد کی خوشنودی حاصل کرنے اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دینے لگا' اسے ابن طباطبا بھی کہا جاتا ہے اور اس کی حکومت اور جنگ کی تدبیر کا منتظم ابوالسرایا السری بن منصور شیبانی تھا اور اہل کوفہ نے اس کی موافقت کرنے پر اتفاق کیا اور ہر گہرے راستے سے آ کر اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کوفہ کے نواح سے بدو بھی اس کے پاس آئے اور حسن بن سہل کی طرف سے کوفہ کا نائب سلیمان بن ابی جعفر منصور تھا' حسن بن سہل نے اس امر پر زجر وتوبیخ اور ملامت کرتے ہوئے اسے پیغام بھیجا اور اس کی طرف دس ہزار سواروں کو زاہر بن زہیر بن المسیب کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے کوفہ کے باہر جنگ کی اور انہوں نے زاہر کو شکست دی اور اس کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور جو کچھ اس کے پاس تھا لوٹ لیا اور یہ جمادی الآخرۃ کے آخر میں بدھ کے روز کا واقعہ ہے اور جب معرکے کا دوسرا دن آیا تو شیعوں کا امیر ابن طباطبا اچانک مر گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اسے زہر دے دیا اور اس کی جگہ ایک بے ریش نوجوان محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو کھڑا کر دیا اور زاہر اپنے باقی ماندہ اصحاب کے ساتھ قصر ابن ہبیرہ کی جانب آ گیا اور حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد کے ساتھ زاہر کی مدد کے لیے چار ہزار سوار بھیجے اور ان کی اور ابوالسرایا کی مڈبھیڑ ہو گئی اور ابوالسرایا نے ان کو شکست دی اور عبدوس کے اصحاب میں سے ایک شخص بھی نہ بچا اور طالبی ان علاقوں میں پھیل گئے اور ابوالسرایا نے کوفہ میں دراہم اور دینار بنائے اور ان پر (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا) نقش کروایا۔ پھر ابوالسرایا نے اپنی افواج کو بصرہ' واسط اور مدائن کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے وہاں جو نائبین موجود تھے انہیں شکست دی اور زبردستی ان میں داخل ہو گئے اور ان کی طاقت بڑھ گئی جس سے حسن بن سہل پریشان ہو گیا اور اس نے ہرثمہ کو خط لکھا جس میں اسے ابوالسرایا سے جنگ کرنے کے لیے بلایا تو وہ رک گیا پھر وہ اس کے پاس آیا اور ابوالسرایا کے مقابلے میں گیا اور اس نے ابوالسرایا کو کئی بار شکست دی اور اسے دھتکار کر کوفہ واپس کر دیا اور کوفہ میں بنوعباس کے گھروں پر طالبیوں نے حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور ان کی جاگیروں کو برباد کر دیا اور قبیح افعال کا ارتکاب کیا اور ابوالسرایا نے مدائن کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے اجتماع حج کے قیام کے لیے حسین بن حسن افطس کو اہل مکہ کے پاس بھیجا اور وہ کھلے بندوں اس میں داخل ہونے سے ڈر گیا اور جب مکہ کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے یہ بات سنی تو وہ مکہ سے ارض عراق کی طرف بھاگ گیا اور لوگ بغیر امام کے باقی رہ گئے اور اس نے مکہ کے مؤذن احمد بن محمد بن ولید ازرقی سے کہا کہ وہ انہیں نماز پڑھا دے تو اس نے انکار کر دیا اور مکہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی سے کہا گیا تو اس نے بھی انکار کر دیا اور کہنے لگا میں کس کے لیے دعا کروں جب کہ شہروں کے نائبین بھاگ چکے ہیں' پس لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کیا اور اس نے انہیں ظہر وعصر کی نماز پڑھائی اور حسین افطس کو اطلاع ملی تو وہ غروب آفتاب سے قبل دس آدمیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا اور اس نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر اس نے رات کو عرفہ میں وقوف کیا اور مزدلفہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور منیٰ کے ایام میں بقیہ مناسک کو ادا کیا اور عرفہ سے لوگ امام کے بغیر چلے اور اس سال اسحاق بن سلیمان' ابن نمیر' ابن سابور' مطیع بلخی کے والد عمر العنبری اور یونس بن بکیر نے وفات پائی۔

Marfat.com

۲۰۰ھ

اس سال کے پہلے دن حسین بن حسن افطس ایک مثلث چٹائی پر مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھا اور حکم دیا کہ کعبہ پر بنی عباس کے جو بھی غلاف ہیں انہیں اتار دیا جائے اور کہنے لگا ہم اسے ان کے غلافوں سے پاک کردیں گے اور اس نے اس پر دو زرد چادریں چڑھائیں جن پر ابوالسرایا کا نام لکھا ہوا تھا پھر کعبہ کے خزانے میں جو اموال پڑے تھے اس نے انہیں لے لیا اور بنو عباس کی امانتوں کو تلاش کر کے ان پر قبضہ کرلیا حتیٰ کہ اس نے مال کے مالکوں سے بھی مال لے لیا اس کا خیال تھا کہ یہ مال مسودہ کے لیے ہے اور لوگ اس سے ڈر کر پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اور ستونوں کے سروں پر جو سونا تھا اس نے اسے پگھلا دیا اور وہ بڑی مشقت کے بعد تھوڑا سا اترتا تھا اور مسجد الحرام میں جو کھڑکیاں موجود تھیں انہوں نے ان کو اکھاڑ کر کم قیمت پر فروخت کردیا اور بہت بری روش اختیار کی اور جب اسے ابوالسرایا کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے اس خبر کو پوشیدہ رکھا اور طالبیوں کے ایک بہت بوڑھے شخص کو امیر بنا دیا اور اپنی بری روش پر مسلسل قائم رہا پھر اس سال کی ۶ محرم کو بھاگ گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب ہرثمہ نے ابوالسرایا کو مغلوب کرلیا اور اس کی فوج کو شکست دی اسے اور اس کے ساتھی طالبیوں کو کوفہ سے باہر نکال دیا۔ ہرثمہ اور منصور بن مہدی نے کوفہ آ کر اس کے باشندوں کو امان دی اور کسی سے معترض نہ ہوئے اور ابوالسرایا اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادسیہ چلا گیا پھر وہاں سے روانہ ہوا تو مامون کی ایک فوج نے اسے روکا اور اس نے بھی انہیں اسی طرح شکست دی اور ابوالسرایا نہایت بری طرح زخمی ہوا اور وہ جزیرہ میں راس العین مقام پر ابوالسرایا کے گھر کی طرف بھاگ گئے اور ایک فوج نے انہیں اسی طرح روکا اور قید کرلیا اور انہیں حسن بن سہل کے پاس لے آئے اور جب سے جنگجوؤں نے اسے نکال دیا تھا وہ نہروان میں مقیم تھا سو اس نے ابوالسرایا کے قتل کا حکم دے دیا جس سے وہ بہت گھبرایا اور اس کے سر کی گشت کرائی گئی اور اس نے اس کے جسم کے دو ٹکڑے کرنے کا اور بغداد کے دونوں پلوں پر نصب کرنے کا حکم دیا اور اس کے خروج وقتل کے درمیان دس ماہ کا عرصہ پایا جاتا ہے اور حسن بن سہل بن محمد نے ابوالسرایا کے سر کے ساتھ مامون کو پیغام بھیجا اور ایک شاعر نے کہا ہے:

اے امیر المومنین کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ حسن بن سہل نے آپ کی تلوار کے ساتھ اسے مارا ہے اور ابوالسرایا کے سر کو مرو میں گھمایا ہے اور اسے دنیا کے لیے عبرت بنا کر باقی رکھا ہے۔

اور طالبیوں میں سے زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی کے قبضہ میں بصرہ کا شہر تھا اسے زید النار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے مسودہ کے بہت سے گھروں کو نذر آتش کردیا تھا پس علی بن سعید نے سے قیدی بنا لیا اور اسے امان دی اور اسے اس کے ساتھ جو جرنیل تھے انہیں یمن کی طرف وہاں کے طالبیوں سے جنگ کرنے کے لیے بھجوا دیا۔

اور اس سال یمن میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی نے بغاوت کردی اسے قصاب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے بہت سے اہل یمن کو قتل کیا تھا اور ان کے اموال بھی لے لیے تھے اور یہی شخص مکہ میں تھا اور اس نے وہاں جو کچھ کیا اس کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب اسے ابوالسرایا کے قتل کی اطلاع ملی تو یہ یمن بھاگ گیا اور جب یمن کے نائب کو اس کی

Marfat.com

اطلاع ملی تو یہ یمن کو چھوڑ کر خراسان کی طرف چلا گیا اور مکہ سے گزرا اور وہاں سے اپنی ماں کو لیا اور یہ ابراہیم بلاد یمن پر قابض ہوگیا اور بہت سی جنگیں ہوئیں جن کا ذکر طویل ہے اور محمد بن جعفر علوی نے اپنے خیال سے رجوع کر لیا اور اس نے مکہ میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور وہ کہنے لگا میرا خیال تھا کہ مامون فوت ہو چکا ہے اور مجھے اس کی زندگی کا یقین ہوگیا ہے اور میں نے جو دعویٰ کیا تھا اس کے متعلق اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرتا ہوں اور میں نے اطاعت کی طرف رجوع کر لیا ہے اور میں ایک مسلمان ہوں اور جب ہرثمہ نے ابوالسرایا کو اور محمد بن محمد کو جو خلافت کا نزدیکی تھا شکست دی تو ایک شخص نے مامون کے پاس چغلی کی کہ ہرثمہ نے ابوالسرایا سے مراسلت کی ہے اور اسی نے اسے ظاہر ہونے کا حکم دیا تھا پس مامون نے اسے مرو بلایا تو اس نے اسے مارنے کا حکم دیا اور اسے اس کے سامنے مارا گیا اور اس کے پیٹ کو روندا گیا پھر اسے قید خانے میں لے جایا گیا پھر اسے کچھ دنوں کے بعد قتل کر دیا گیا اور اس کی خبر کو کلیتہً چھپایا گیا اور جب اس کے قتل کی خبر بغداد پہنچی تو عوام اور جنگ جو لوگوں نے عراق کے نائب حسن بن سہل کی توہین کی اور کہنے لگے کہ ہم اپنے علاقے میں نہ اسے اور نہ اس کے عمال کو پسند کرتے ہیں اور انہوں نے اسحاق بن موسیٰ مہدی کو نائب مقرر کر دیا اور دونوں اطراف کے باشندوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا اور حسن بن سہل کے پاس امراء اور سپاہیوں کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی اور اس نے عوامی امراء میں سے اتفاق کرنے والوں کے پاس پیغام بھیج کر انہیں جنگ کی ترغیب دی اور اس سال کے شعبان کے ایام میں سے تین دن ان کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں پھر اس امر پر اتفاق ہوگیا کہ وہ ان کی رسد سے کچھ انہیں دے تاکہ وہ اسے ماہ رمضان میں خرچ کر سکیں اور وہ مسلسل ذوالقعدہ تک ان سے ٹال مٹول کرتا رہا تاکہ کھیتی پک جائے۔ پس زید بن موسیٰ نے جسے زید النار بھی کہا جاتا ہے خروج کیا اور وہ ابوالسرایا کا بھائی ہے اور اس مرتبہ اس نے انبار کی جانب خروج کیا اور بغداد کے نائب علی بن ہشام نے حسن بن سہل کی جانب سے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی جس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے علی بن ہشام کے پاس لے آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بغاوت کو ٹھنڈا کر دیا۔

اس سال مامون نے باقی ماندہ عباسیوں کی تلاش کے لیے آدمی بھیجے اور اس نے عباسیوں کی تعداد کو شمار کیا تو وہ مرد وزن سمیت ۳۳ ہزار تک پہنچے اور اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو قتل کر دیا اور اس نے سات سال ان پر حکومت کی اور انہوں نے اس کے نائب میخائل کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اسی سال مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو قتل کیا کیونکہ اس نے مامون کو کہا تھا اے کافروں کے امیر اسے اس کے سامنے باندھ کر قتل کیا گیا اور اس سال محمد بن معتصم بن ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اعیان میں سے اسباط بن محمد، ابوضمرہ انس بن عیاض، مسلم بن قتیبہ، عمرو بن عبدالواحد، ابن ابی فدیک، مبشر بن اسماعیل، محمد بن جبیر اور معاذ بن ہشام نے وفات پائی۔

Marfat.com

۲۰۱ھ

اس سال اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو خلافت کے بارے میں پھسلایا مگر اس نے اس سے انکار کیا' انہوں نے اسے ترغیب دی کہ وہ مامون کا نائب بن جائے اور اس کے لیے خطبہ میں دعا کی جائے تو اس نے ان کی بات مان لی اور اس وجہ سے انہوں نے حسن بن سہل کے نائب علی بن ہشام کو بہت سی جنگوں کے بعد اپنے درمیان سے نکال باہر کیا اور اس سال بغداد اور اس کی نواحی بستیوں میں شاطروں' فاسقوں اور آوارہ گردوں نے عام مصیبت پیدا کر دی' وہ ایک شخص کے پاس آتے اور قرض مانگتے یا یہ کہ وہ انہیں مال دے وہ انکار کرتا تو وہ جو کچھ اس کے گھر میں ہوتا لوٹ لیتے اور بسا اوقات بچوں اور عورتوں سے بھی معترض ہوتے اور بستی والوں کے پاس آ کر جانور اور مویشی ہانک لیتے اور جن عورتوں اور بچوں کو چاہتے قابو کر لیتے اور انہوں نے قطربل کے باشندوں کو بھی لوٹ لیا اور قطعاً ان کے لیے کوئی چیز نہ چھوڑی اور ایک شخص خالد الدرپوش نے ان کے بلاوے کا جواب دیا اور دوسرے شخص کو سہل بن سلامہ ابو حاتم انصاری کہا جاتا ہے یہ اہل خراسان میں تھا اور عوام کی ایک جماعت ان کے پاس اکٹھی ہو گئی اور انہوں نے ان کے شر کو روکا اور ان سے جنگ کی اور انہیں فساد فی الارض سے منع کیا اور حالات پہلے کی طرح رو براہ ہو گئے اور یہ شعبان اور رمضان کا واقعہ ہے اور اس سال کے شوال میں حسن بن سہل واپس بغداد آیا اور فوج کو درست کیا اور منصور بن مہدی اور اس کے ساتھ موافقت کرنے والے امراء الگ ہو گئے اور اس سال مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن حسین شہید بن علی بن ابی طالب کی بیعت لی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہو گا اور اسے آل محمد میں سے رضا کا نام دیا اور سیاہ لباس کو اتار پھینکا اور سبز لباس پہننے کا حکم دیا پس اس نے اور اس کی فوج نے سبز لباس پہنا اور آفاق واقالیم میں بھی یہ حکم لکھ بھیجا اور ۲ رمضان ۲۰۱ھ کو منگل کے روز اس کی بیعت ہوئی اور یہ بیعت اس وجہ سے ہوئی کہ مامون نے علی رضا کو اہل بیت کا بہترین آدمی پایا اور دین وعمل کے لحاظ سے بنو عباس میں اس کی مانند کوئی نہ تھا پس اس نے اسے اپنے بعد ولی عہد بنا دیا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا:

جب یہ خبر آئی کہ مامون نے اپنے بیٹے علی رضا کی بیعت ولایت لی ہے تو ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا کوئی قبول کرنے والا اور بیعت کرنے والا تھا اور کوئی انکار کرنے والا اور روکنے والا تھا اور جمہور عباسیوں کو اس سے انکار تھا اس دوران میں مہدی کے دونوں بیٹے ابراہیم اور منصور بھی کھڑے ہو گئے اور جب ۲۵ ذوالحجہ کو منگل کا دن آیا تو عباسیوں نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کا اظہار کیا اور اسے مبارک کا لقب دیا اور وہ سیاہ فام تھا اور اس کے بعد اس کے بھتیجے اسحاق بن موسیٰ مہدی کی بیعت کی اور مامون کو معزول کر دیا اور جب ۲۸ ذوالحجہ کو جمعہ کا دن آیا تو انہوں نے مامون کے لیے پھر اس کے بعد ابراہیم کے لیے دعا کرنی چاہی تو عوام نے کہا صرف ابراہیم کے لیے دعا کرو اور ان کے درمیان اختلاف واضطراب پیدا ہو گیا اور انہوں نے جمعہ کی نماز ادا نہ کی اور لوگوں نے اکیلے اکیلے چار رکعات نماز پڑھی۔

اور اس سال طبرستان کے نائب نے اس کے پہاڑوں اور اللارز اور ایشرز کے شہروں کو فتح کیا اور ابن حزم نے بیان

Marfat.com

کیا ہے کہ اس بارے میں سلم الخاسر نے اشعار کہے ہیں اور ابن جوزی وغیرہ نے بیان کیا ہے سلم الخاسر اس سے کئی سال قبل فوت ہو چکا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال خراسان' ری اور اصبہان کے باشندوں کو سخت بھوک نے آلیا اور کھانا نہایت گراں ہو گیا اور اسی سال بابک خرمی نے حرکت کی اور کمینوں اور جاہلوں کے گروہوں نے اس کی پیروی کی' بابک تناسخ کا قائل تھا اور ابھی اس کا انجام بیان ہو گا اور اس سال اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اعیان میں سے ابواسامہ حماد بن اسامہ' حماد بن مسعدۃ' حرسی بن عمارۃ' علی بن عاصم اور محمد بن محمد نے وفات پائی جو محمد بن محمد ابوالسرایا کا ساتھی تھا اور کوفیوں نے ابن طباطبا کے بعد اس کی بیعت کی تھی۔

۲۰۲ھ

اس سال کے پہلے روز بغداد میں ابراہیم بن مہدی کی بیعت ہوئی اور مامون کو معزول کر دیا گیا اور جب ۵ محرم کو جمعہ کا دن آیا تو ابراہیم بن مہدی منبر پر چڑھا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اسے مبارک کا لقب دیا گیا اور اس نے کوفہ اور اردگرد کے علاقے پر غلبہ پالیا اور فوج نے اس سے اپنی رسد طلب کی تو اس نے ان سے ٹال مٹول کی پھر ان میں سے ہر ایک کو دو سو درہم دیئے اور انہیں لکھ دیا کہ وہ اس کے بدلے میں مضافات کے علاقے سے جو لینا ہے لے لیں۔ پس وہ باہر نکلے اور جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے اسے لوٹ لیا اور انہوں نے کسان اور سلطان کی آمدنی کو لوٹ لیا اور اس نے شرقی جانب پر عباس بن موسیٰ ہادی کو اور غربی جانب پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو نائب مقرر کیا اور اس سال ایک خارجی مہدی بن علوان نے خروج کیا اور ابراہیم نے ابواسحاق معتصم بن الرشید کی سرکردگی میں امراء کی ایک جماعت کے ساتھ فوج کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے اسے شکست دی اور اس کی تدبیر کو فیل کر دیا اور اسی سال ابوالسرایا کے بھائی نے بغاوت کی اور کوفہ میں اقامت اختیار کر لی' ابراہیم نے اس سے جنگ کرنے کے لیے فوج بھیجی پس ابوالسرایا کا بھائی قتل ہو گیا اور اس کے سر کو ابراہیم کے پاس بھیجا گیا اور جب اس سال کی ۱۴ ربیع الاول ہوئی تو آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی پھر ختم ہو گئی اور اس کے بعد آسمان میں دو سرخ ستون رات کے آخر تک قائم رہے اور کوفہ میں اصحاب ابراہیم اور اصحاب مامون کے درمیان جنگیں ہوئی اور انہوں نے باہم شدید قتال کیا اور اصحاب ابراہیم سیاہ لباس اور اصحاب مامون سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور رجب کے آخر تک مسلسل ان کے درمیان جنگ جاری رہی۔

اور اس سال ابراہیم بن مہدی نے سہل بن سلامہ مطوع پر فتح پا کر اسے قید کر دیا اور یہ جنگ اس وجہ سے ہوئی کہ اس کے گرد لوگوں کی ایک جماعت جمع ہو گئی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے لیکن وہ حد سے تجاوز کر گئے اور انہوں نے بادشاہ پر عیب لگائے اور کتاب وسنت کے قیام کی دعوت دی اور اس کا دروازہ یوں بن گیا گویا وہ بادشاہ کا دروازہ ہے اور اس پر ہتھیار اور جوان اور دیگر شاہانہ نخوت کی باتیں موجود رہتیں پس سپاہیوں نے اس سے جنگ کی اور اس کے اصحاب کو شکست دی اور وہ ہتھیار پھینک کر عورتوں اور تماشائیوں کے درمیان چلا گیا پھر ایک گھر میں روپوش ہو گیا' اسے پکڑ کر ابراہیم کے پاس لایا گیا تو اس نے پورا

ایک سال اسے قید رکھا اور اس سال مامون خراسان سے عراق جانے کے ارادے سے آیا اور اس سفر کا باعث یہ تھا کہ علی بن موسیٰ رضا نے مامون کو ارض عراق کے ان فتن واختلافات کی اطلاع دی جن میں لوگ مبتلا تھے نیز یہ کہ ہاشمیوں نے لوگوں کو بتایا کہ مامون مسحور ومسجون ہے اور وہ تجھ پر علی بن موسیٰ کی بیعت لینے کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں اور حسن بن سہل اور ابراہیم بن مہدی کے درمیان جنگ جاری ہے' پس مامون نے اپنے امراء اور اقراء کی ایک جماعت کو بلایا اور اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے اس سے امان طلب کرنے کے بعد علی کی بات کی تصدیق کی اور اسے کہنے لگے فضل بن سہل نے ہرثمہ کے قتل کو تجھے خوبصورت کر کے دکھایا ہے حالانکہ وہ تیرا خیر خواہ تھا اور اس نے اس کے قتل کرانے میں جلدی کی ہے اور طاہر بن حسین نے تیرے لیے معاملات کو ہموار کیا حتیٰ کہ خلافت کو مہار سے پکڑ کر تیرے پاس لے آیا اور تو نے اسے رقہ کی طرف نکال دیا اور وہ بے کار ہو کر بیٹھ گیا اور نہ تو نے اسے کسی کام کے لیے اٹھایا اور زمین اپنے اطراف سمیت شر ور وفتن سے پھٹ گئی ہے۔

پس جب مامون کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس نے بغداد کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور فضل بن سہل بھی ان خیر خواہوں کی مدد کو سمجھ گیا پس اس نے کچھ لوگوں کو مارا اور کچھ کی داڑھیاں نوچیں اور مامون چلتا چلتا جب سرخس پہنچا تو کچھ لوگوں نے مامون کے وزیر فضل بن سہل پر حملہ کر دیا اور اس وقت وہ حمام میں تھا اور انہوں نے اسے تلواروں سے قتل کر دیا اور یہ ۲ شوال جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور اس کی عمر ساٹھ سال تھی' پس مامون نے ان کے پیچھے فوج بھیجی جو انہیں لے آئی اور وہ چار غلام تھے جنہیں اس نے قتل کر دیا اور اس کے بھائی حسن بن سہل کو تعزیت کا خط لکھا اور اس کی جگہ اسے وزارت پر مقرر کیا اور مامون عید کے روز سرخس سے عراق کی طرف کوچ کر گیا اور ابراہیم بن مہدی مدائن میں تھا اور اس کے مقابلہ میں مامون کی جانب سے ایک فوج تھی جو اس سے جنگ کرتی تھی۔

۲۰۳ھ

اس سال مامون عراق پہنچا اور طوس سے گزرا اور وہاں اتر کر صفر کے مہینے میں کئی روز تک اپنے باپ کی قبر کے پاس ٹھہرا رہا اور جب مہینے کا آخر آیا تو علی بن موسیٰ رضا نے انگور کھائے اور اچانک فوت ہو گئے اور مامون نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں اپنے باپ رشید کے پہلو میں دفن کیا اور ان پر بہت افسوس کا اظہار کیا اور حسن بن سہل کو تعزیت کا خط لکھا اور آپ کی وفات پر جو اسے غم ہوا تھا اس کے بارے میں اسے اطلاع دی اور بنو عباس کو بھی خط لکھا کہ تم مجھے اس وجہ سے ملامت کرتے تھے کہ میں نے علی بن موسیٰ رضا کو اپنے بعد ولی عہد بنایا ہے۔ دیکھو وہ مرا پڑا ہے پس تم سمع واطاعت کی طرف رجوع کرو تو انہوں نے اسے وہ سخت تر جواب دیا جو کسی کی طرف لکھا جا سکتا ہے اور اس سال باغی حسن بن سہل پر متغلب ہو گئے حتیٰ کہ اسے پابجولاں کر کے ایک مکان میں بند کر دیا اور امراء نے مامون کو یہ بات لکھی اور اس نے انہیں لکھا کہ میں اپنے اس خط کے پیچھے پیچھے پہنچ رہا ہوں' پھر ابراہیم اور اہل بغداد کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور وہ اس سے بگڑ گئے اور اس سے نفرت کرنے لگے اور بغداد میں فتنے' فریب کار اور فاسق نمودار ہو گئے اور حالات بگڑ گئے اور انہوں نے جمعہ کے روز ظہر کی نماز پڑھی اور مؤذنین نے خطبہ کے بغیر ان کی امامت کی

Marfat.com

اورانہوں نے چار رکعتیں پڑھیں اورابراہیم اور مامون کے بارے میں لوگوں میں سخت اختلاف ہوگیا پھر مامونیوں نے ان پر غلبہ پالیا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کو معزول کرنا:

جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے مامون کے لیے دعا کی اورابراہیم کو معزول کردیا اور حمید بن عبدالحمید نے مامون کی جانب سے فوج کے ساتھ آ کر بغداد کا محاصرہ کرلیا اوراس نے اپنے سپاہیوں کو لالچ دیا کہ جب وہ آئے تو انہیں عطیہ دے گا۔ پس انہوں نے مامون کی سمع واطاعت پر اس کی فرمانبرداری کی اورابراہیم بن مہدی کی طرف سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے ایک جماعت کے ساتھ جنگ کی پھر عیسیٰ نے تدبیر کی اوروہ مامونیوں کے ہاتھوں میں قیدی ہوگیا۔ پھر انجام کار اس سال کے آخر تک ابراہیم بن مہدی روپوش رہا اوراس کا دور حکومت ایک سال گیارہ ماہ بارہ دن ہے اور مامون اوراس کی افواج میں اس وقت ہمذان آئیں اوروہ بغداد کو چھڑا کر اس کی اطاعت میں لے آئیں اوراس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن موسیٰ:

بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی علوی آپ کا لقب رضا تھا' مامون نے چاہا کہ وہ آپ کے لیے خلافت سے دستبردار ہوجائے مگر آپ نے یہ بات نہ مانی اوراس نے آپ کو اپنے بعد ولی عہد بنا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں آپ نے اس سال کے صفر میں طوس میں وفات پائی اورآپ نے اپنے باپ وغیرہ سے روایت کی ہے اورآپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں مامون' ابوالسلط ہروی اورابوعثمان مازنی نحوی شامل ہیں اوراس نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو اس بات کا مکلف کرنے سے جس کی وہ سکت نہیں رکھتے کہیں زیادہ عادل ہے اوروہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس سے کہیں زیادہ عاجز ہیں۔

آپ کے اشعار:

ہم میں سے ہرایک مدت کی درازی کا امیدوار ہے اورموت' امید کی آفت ہے تجھے چھوٹی خواہشات دھوکہ نہ دیں' میانہ روی اختیار کراور بہانے چھوڑ دے دنیا ایک زوال پذیر سائے کی طرح ہے جس میں سوار ہوکر اتر کر پھر کوچ کر جاتا ہے۔

Marfat.com

۲۰۴ھ

اس سال مامون' عراق کے علاقے میں آیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ جرجان سے گزرا تو وہاں اس نے ایک ماہ قیام کیا پھر وہاں سے چلا اور وہ ایک منزل میں ایک یا دو دن پڑاؤ کرتا تھا۔ پھر وہ نہروان آیا اور وہاں آٹھ دن ٹھہرا اور اس نے طاہر بن حسین کو رقعہ خط لکھا کہ وہ نہروان میں اس کے پاس آئے اور اس نے وہاں اس سے ملاقات کی اور اس کے اہل بیت کے سرکردہ لوگوں اور جرنیلوں اور عام فوج نے اس کا استقبال کیا اور جب آخری ہفتہ کا دن آیا تو وہ ۱۴ صفر کو دن کے بلند ہو جانے پر بڑی شان وشوکت اور عظیم فوج کے ساتھ بغداد آیا اور وہ اس کے تمام اصحاب اور جوان سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے پس اہل بغداد اور تمام بنی ہاشم نے بھی سبز لباس پہن لیا اور مامون رصافہ میں فروکش ہوا پھر وہ دجلہ کے کنارے قصر علی میں منتقل ہو گیا اور امراء اور سرکردہ لوگ حسب دستور اس کے گھر آنے جانے لگے اور بغدادیوں کا لباس سبز ہو گیا اور وہ سیاہ لباس کو جلانے لگے پس وہ مسلسل آٹھ دن اسی کیفیت میں رہے پھر اس نے طاہر بن حسین کی ضروریات دریافت کیں تو اس نے پہلی حاجت یہ پیش کی کہ وہ دوبارہ سیاہ لباس اختیار کرے۔ بلاشبہ یہ اس کے آباء کا حکومتی لباس ہے اور انبیاء کا ورثہ ہے اور جب ۲۸ صفر کو آخری ہفتہ آیا تو مامون نے لوگوں کے لیے سبز لباس پہن کر نشست کی پھر اس نے ایک سیاہ خلعت لانے کا حکم دیا اور اسے طاہر کو پہنا دیا پھر اس کے بعد امراء کی ایک جماعت کو اس نے سیاہ لباس پہنایا اور لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہن لیا اور دوبارہ اس کی طرف آ گئے اور اس نے اس ذریعے ان کی فرمانبرداری اور موافقت کو معلوم کر لیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ اپنے بغداد آنے کے بعد ستائیس دن تک سبز لباس پہنتا رہا۔ واللہ اعلم۔

اور جب اس کا چچا ابراہیم بن مہدی چھ سال اور کچھ ماہ روپوشی کے بعد اس کے پاس آیا تو مامون نے اسے کہا تو سیاہ خلیفہ ہے تو وہ اعتذار واستغفار کرنے لگا پھر کہنے لگا اے امیر المومنین میں وہ شخص ہوں جس پر آپ نے عفو کا احسان کیا ہے اور اس موقع پر یہ شعر پڑھے:

دلیر شخص کو سیاہ لباس عیب نہیں لگاتا اور نہ ہی دانشمند' ادب کرنے والے نوجوان کو عیب لگاتا ہے اگر سیاہی کو تجھ سے کوئی حصہ حاصل ہے تو مجھے تجھ سے اخلاق کی سفیدی کا حصہ حاصل ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ متاخرین میں سے بھی ایک شخص نے اس مفہوم کو نظم کیا ہے اور وہ نصر اللہ بن قلانس اسکندری ہے:

بہت سی سیاہ چیزیں بالفعل سفید ہوتی ہیں' کافور نے کستوری سے حسد کیا ہے جیسے آنکھ کے تل کو لوگ سیاہ خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ نور ہوتا ہے۔

اور مامون نے اپنے چچا ابراہیم بن مہدی کے قتل کے بارے میں اپنے ایک دوست سے مشورہ کیا تو احمد بن خالد وزیر احول نے اسے کہا یا امیر المومنین آگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو اس کی مثل لوگ آپ کے پاس موجود ہیں اور اگر آپ اسے معاف

Marfat.com

کردیں تو آپ کی مثل کوئی نہ ہوگا پھر مامون نے دجلہ کے کنارے اپنے محل کی جانب محلات بنانے شروع کردیئے اور فتنے اور شر ختم ہوگئے اور اس نے پچاس پر اہل مضافات سے مقاسمت کرنے کا حکم دیا حالانکہ وہ نصف پر مقاسمت کرتے تھے اور اس نے گوشت والا فقہز بنایا جو اہواز کے دس پیالوں کے برابر ہوتا ہے اور اس نے مختلف شہروں سے بہت سی چیزیں کم کردیں اور بہت سے مقامات پر لوگوں سے نرمی کی اور اپنے بھائی عیسیٰ بن الرشید کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور اپنے بھائی صالح کو بصرہ کا امیر مقرر کیا اور عبیداللہ بن حسین عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو حرمین کا نائب مقرر کیا اور یحییٰ بن معاذ نے بابک خرمی سے جنگ کی مگر اس پر فتح نہ پاسکا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امام عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی:

ہم نے اپنی کتاب طبقات الشافعیین میں آپ کے حالات الگ بیان کئے ہیں اس جگہ ہم اس کا خلاصہ بیان کریں گے۔ وباللہ المستعان محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی، قرشی مطلبی، سائب بن عبید نے بدر کے روز اسلام قبول کیا اور ان کا بیٹا شافع ابن السائب چھوٹے صحابہ میں سے ہے اور آپ کی ماں ازدیہ ہے اور جب اسے آپ کا حمل ہوا تو آپ نے خواب دیکھا کہ گویا مشتری ستارہ آپ کی فرج سے نکل کر مصر میں جاکر ٹوٹ گیا ہے پھر ہر شہر میں اس کے ٹکڑے گرے ہیں، حضرت امام شافعی غزہ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ عسقلان میں پیدا ہوئے اور بعض نے ۱۵۰ھ میں یمن میں آپ کی پیدائش بیان کی ہے آپ چھوٹے ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہوگئے اور آپ کی والدہ آپ کو دو سال کی عمر میں مکہ لے گئی تاکہ آپ کا نسب ضائع نہ ہو۔ آپ نے وہیں نشو ونما پائی اور سات سال کی عمر میں قرآن پڑھ لیا اور دس سال کی عمر میں مؤطا کو حفظ کرلیا اور پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دیا اور بعض کا قول ہے کہ ۱۸ سال کی عمر میں فتویٰ دیا۔ آپ کے شیخ مسلم بن خالد زنگی نے آپ کو اجازت دی اور آپ لغت اور شعر میں مشغول ہوگئے اور ہذیل میں تقریباً دس سال مقیم رہے اور بعض نے آپ کا قیام بیس سال بیان کیا ہے اور آپ نے ان سے عرب کی لغات اور ان کی فصاحت سیکھی اور مشائخ اور ائمہ کی ایک جماعت کو بہت سی احادیث سنائیں اور اپنی یادداشت سے خود حضرت امام مالک کو مؤطا سنایا اور آپ کی قراءت اور ہمت نے انہیں حیرت میں ڈال دیا اور مسلم بن خالد زنگی کے بعد آپ نے ان سے حجازیوں کا علم حاصل کیا اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے ہم نے حروف ابجد کے مطابق ان کے اسماء کو مرتب کیا ہے اور آپ نے اسماعیل بن قسطنطین کو عن شبل عن کثیر عن مجاہد عن ابن عباس عن ابی بن کعب عن رسول اللہ ﷺ عن جبریل عن اللہ عزوجل قرآن سنایا۔

اور امام شافعی نے عن مسلم بن خالد عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس وابن الزبیر وغیرہما من جماعۃ من الصحابہ فقہ حاصل کی اس جماعت میں عمرو بن علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت شامل ہیں اور ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے فقہ سیکھی ہے اور اسی طرح آپ نے امام مالک سے بحوالہ ان کے مشائخ کے فقہ سیکھی اور آپ سے ایک جماعت نے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے آپ سے فقہ سیکھی ہے اور ان کے بعد جو لوگ ہمارے زمانے میں ہوئے ہیں ان کا ہم نے ایک الگ تصنیف میں ذکر کیا ہے

Marfat.com

اور ابن ابی حاتم نے عن ابی بشر الدولابی عن محمد بن ادریس وراق الحمیدی عن الشافعی روایت کی ہے کہ آپ نے یمن کے علاقے میں نجران کی عدالت سنبھالی پھر ان لوگوں نے آپ کا مقابلہ کیا اور رشید کے پاس آپ کی چغلی کی کہ آپ خلافت کے خواہاں ہیں۔ پس آپ کو پابجولاں ایک خچر پر بغداد لایا گیا اور آپ ۱۸۴ھ میں ۳۰ سال کی عمر میں بغداد آئے اور رشید سے ملاقات کی اور آپ نے اور محمد بن حسن نے رشید کے سامنے مناظرہ کیا اور محمد بن حسن نے آپ کی تعریف کی اور رشید پر واضح ہو گیا کہ آپ اس بات سے بری ہیں جو آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور محمد بن حسن نے آپ کو اپنے ہاں اتارا اور حضرت امام ابو یوسف اس سے ایک سال قبل فوت ہو چکے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ دو سال پہلے فوت ہو چکے تھے اور محمد بن حسن نے آپ کی عزت کی اور امام شافعی نے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر ان سے لکھا پھر رشید نے آپ کو دو سو دینار دیئے اور بعض نے پانچ سو دینار بیان کیے ہیں اور حضرت امام شافعی واپس مکہ آ گئے اور جو کچھ آپ کو ملا آپ نے اسے اپنے اہل اور اپنے عم زاد رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ پھر امام شافعی ۱۹۵ھ میں عراق واپس آ گئے اور اس مرتبہ علماء کی ایک جماعت نے آپ سے ملاقات کی جس میں امام احمد بن حنبل، ابو ثور، حسین بن علی الکرابیسی، حارث بن شروع بقال ابو عبدالرحمٰن شافعی اور زعفرانی وغیرہم شامل تھے۔ پھر آپ مکہ واپس آ گئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد واپس آ گئے پھر وہاں سے مصر چلے گئے اور وہیں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ اسی سال یعنی ۲۰۴ھ میں وفات پا گئے اور آپ نے اپنی کتاب الام تصنیف کی جو آپ کی جدید کتب میں سے ہے کیونکہ وہ ربیع بن سلیمان کی روایت سے ہے جو مصری ہے اور امام الحرمین وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ قدیم کتب میں سے ہے اور یہ بات اس قسم کے آدمی سے عجیب اور بعید ہے واللہ اعلم۔

اور کئی کبار ائمہ نے حضرت امام شافعی کی تعریف کی ہے جن میں عبدالرحمٰن بن مہدی بھی شامل ہیں اور انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ وہ ان کے لیے اصول میں ایک کتاب لکھ دیں تو آپ نے ان کے لیے رسالہ لکھا اور وہ آپ کے لیے ہمیشہ نماز میں دعا کرتے تھے اور آپ کے شیخ مالک بن انس اور قتیبہ ابن سعید ہیں اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ اور سفیان بن عیینہ اور یحییٰ بن سعید القطان امام ہیں اور آپ اور ابو عبید ان کے لیے اپنی نماز میں دعا کیا کرتے تھے، ابو عبید نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی سے بڑا فصیح بڑا عقل مند اور بڑا متقی نہیں دیکھا اور قاضی یحییٰ بن اکثم، اسحاق بن راہویہ، محمد بن حسن اور کئی لوگوں کے اقوال آپ کے بارے میں موجود ہیں جن کا ذکر کرنا اور ان کے اقوال کی شرح کرنا باعث طوالت ہوگا۔

اور حضرت امام احمد بن حنبل چالیس سال تک اپنی نمازوں میں آپ کے لیے دعا کرتے رہے اور حضرت امام احمد اس حدیث کے بارے میں جسے ابوداؤد اور عبداللہ بن وہب کے طریق سے عن سعید بن ابی ایوب عن شراحیل بن زید عن ابی علقمہ عن ابی ہریرہؓ عن النبی ﷺ روایت کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدے کے لیے ہر سو سال کے سر پر ایک شخص کو بھیجا کرے گا جو اس کے دین کے معاملے کی اس کے لیے تجدید کیا کرے گا۔

بیان کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز پہلی صدی کے سر پر آئے اور امام شافعی دوسری صدی کے سر پر آئے اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ جعفر بن سلیمان نے عن نصر بن معبد الکوزی او العبدی عن الجارود عن ابی الاحوص عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کو سب وشتم نہ کرو بلاشبہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ اے اللہ

Marfat.com

جب تو ان کے اولین کو عذاب اور وبال کا مزا چکھائے تو ان کے آخرین کو بخشش کا مزا چکھا' یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور ابو نعیم عبدالملک بن محمد اسفرائینی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صرف محمد بن ادریس شافعی منطبق ہوتی ہے' اسے خطیب نے بیان کیا ہے اور یحییٰ بن معین نے حضرت امام شافعیؒ کے متعلق بیان کیا ہے کہ آپ راستباز ہیں اور آپ پر کوئی اعتراض نہیں اور ایک دفعہ آپ نے بیان کیا کہ اگر جھوٹ مطلقاً آپ کے لیے مباح ہوتا تو آپ کی جوانمردی آپ کو جھوٹ بولنے سے روکتی اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ امام شافعیؒ فقیہ البدن صدوق اللسان ہیں اور ایک شخص نے بحوالہ ابوزرعہ بیان کیا ہے کہ امام شافعیؒ کے پاس کوئی غلط حدیث نہیں اور ابوداؤد سے بھی اسی قسم کی روایت لی گئی ہے۔

اور امام الائمہ محمد بن اسحاق خزیمہ نے بیان کیا آپ سے پوچھا گیا کیا کوئی سنت ایسی ہے جو امام شافعی کو معلوم نہیں ہوئی آپ نے فرمایا نہیں اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ کبھی اپنی سند کے ساتھ آپ تک پہنچتی ہے اور کبھی مرسل اور کبھی منقطع ہو کر جیسا کہ آپ کی کتاب میں موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

اور حرملہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو بیان کرتے سنا کہ بغداد میں مجھے ناصر السنۃ کا نام دیا گیا اور ابوثور نے بیان کیا ہے کہ ہم نے امام شافعی کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ آپ نے اپنی مانند کوئی دیکھا ہے اور یہی بات زعفرانی وغیرہ نے بیان کی ہے اور داؤد بن علی الظاہری نے ایک کتاب میں جسے اس نے امام شافعیؒ کے فضائل میں تالیف کیا ہے' بیان کیا ہے امام شافعی کو ایسے فضائل حاصل ہیں جو کسی دوسرے کے لیے جمع نہیں ہوئے یعنی شرف نسب' دین واعتقاد کی صحت' سخاوت نفس' حدیث کی صحت وسقم اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت' کتاب وسنت کا حفظ خلفاء کی سیرت' حسن تصنیف اور اچھے اصحاب وتلامذہ جیسے امام احمد بن حنبلؒ اپنے زہد وتقویٰ کے لحاظ سے فضیلت رکھتے ہیں۔ پھر اس نے آپ کے بغدادی اور مصری اصحاب کے اعیان کو بیان کیا ہے اور اسی طرح ابوداؤد نے آپ کے فقہ کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل کو شمار کیا ہے اور حضرت امام شافعی سب لوگوں سے بڑھ کر قرآن وسنت کا مفہوم جانتے تھے اور سب لوگوں سے زیادہ ان دونوں سے دلائل نکالتے تھے اور آپ ارادے اور اخلاص کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے میری خواہش ہے کہ لوگ اس علم کو سیکھیں اور اس میں سے کبھی کوئی بات میری طرف منسوب نہ کریں وہ میری تعریف نہ کریں انہیں اس پر اجر ملے گا اور کئی لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے کہ جب تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث موجود ہو تو وہی بیان کرو اور میرے قول کو چھوڑ دو میں بھی اسے ہی بیان کرتا ہوں خواہ تم مجھ سے نہ سنو اور ایک روایت میں ہے کہ میری تقلید نہ کرو اور ایک روایت میں ہے میرے قول کی طرف التفات نہ کرو اور ایک روایت میں ہے میرے قول کو دیوار کی چوڑائی پر دے مارو' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرے قول کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ نے فرمایا کہ اگر بندہ شرک کے سوا ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملے تو یہ اس کے مقابلہ میں اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ کسی خواہش کے ساتھ اسے ملے اور ایک روایت میں ہے کہ علم کلام کے ساتھ اس سے بہتر ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ علم کلام میں کس قدر خواہشات ہیں تو وہ

Marfat.com

اس سے ایسے بھاگتے جیسے وہ شیر سے بھاگتے ہیں اور آپ نے فرمایا اہل کلام کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ انہیں کھجور کی شاخ کے ساتھ مارا جائے اور انہیں قبائل میں پھرایا جائے اور ان کے ساتھ منادی کی جائے کہ جو شخص کتاب وسنت کو ترک کرے اور علم کلام کی طرف توجہ کرے اس کی یہ سزا ہے۔

اور البویطی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا کہ تم پر اصحاب الحدیث کی صحبت لازم ہے بلاشبہ وہ لوگوں سے زیادہ صحیح راہ پر ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب تو اصحاب الحدیث میں سے کسی شخص کو دیکھے تو گویا تو نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی شخص کو دیکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے انہوں نے ہمارے لیے اصل کو حفظ کیا اور انہیں ہم پر فضیلت حاصل ہے اور اس مفہوم میں آپ کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

قرآن حدیث اور فقہ فی الدین کے سوا تمام علوم مشغلہ ہیں، علم وہ ہے جس میں کہنے والا کہے کہ اس نے ہم سے بیان کیا اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ شیاطین کے وساوس ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے قرآن کلام الٰہی ہے اور غیر مخلوق ہے اور جو قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور ربیع اور آپ کے کئی سرکردہ اصحاب سے روایت ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ آیات واحادیث صفات پر سے سلف کے طریق کے مطابق گزرتے جیسے کہ وہ بغیر کسی تکییف اور تشبیہ اور تعلیل وتحریف کے بیان ہوئی ہیں۔ اور ابن خزیمہ نے بیان کیا ہے کہ مزنی نے مجھے سنایا کہ خود حضرت امام شافعیؒ نے ہمیں یہ اشعار سنائے: ؎

جو تو چاہے وہ ہو جائے گا خواہ میں نہ چاہوں اور تو نہ چاہے وہ نہیں ہوگا تو نے بندوں کو اپنے علم کے مطابق پیدا کیا ہے اور علم میں جوان اور عمر رسیدہ بھی چلتا ہے اور ان میں خوش بخت بد بخت، قبیح اور حسین بھی ہوتے ہیں، اس پر تو نے احسان کیا اور اس کو بے یار ومددگار چھوڑ دیا اور اس کی تو نے مدد کی اور اس کی تو نے مدد نہیں کی۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور ربیع سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے مجھے شعر سنائے: ؎

لوگ ٹیڑھے ہو گئے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے رائے سے دین میں وہ بدعات ایجاد کر لی ہیں جن کے ساتھ رسولوں کو مبعوث نہیں کیا گیا حتیٰ کہ اکثر لوگوں نے اللہ کے حق کو حقیر سمجھ لیا ہے اور جس چیز کو انہوں نے اٹھایا ہے اسی میں مشغول ہیں۔

اور ہم نے سنت کے بارے میں آپ کے اشعار اور آپ کا کلام بیان کیا ہے اور آپ کے حکم ومواعظ میں سے بہت اچھے حصے کو ہم نے طبقات الشافعیہ کے شروع میں بیان کیا ہے آپ نے جمعرات کے روز مصر میں وفات پائی اور بعض نے جمعہ کے روز ۳۰ رجب ۲۰۴ھ کو ۵۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔

آپ سفید رنگ، خوبصورت، دراز قد، بارعب آدمی تھے اور شیعوں کی مخالفت میں مہندی لگاتے تھے۔

اور اس سال اسحاق بن الفرات، اشہب بن عبدالعزیز مصری مالکی، حسن بن زیاد لولوی کوفی حنفی، حافظ ابوداؤد سلیمان بن

Marfat.com

داؤد الطیالسی، صاحب المسند، ابوبدر شجاع بن ولید، ابوبکر حنفی، عبدالکریم، عبدالوہاب بن عطاء الخفاف، النضر بن شمیل امام لغت اور ہشام بن محمد بن السائب الکلبی مورخ نے وفات پائی۔

۲۰۵ھ

اس سال مامون نے طاہر بن حسین بن مصعب کو بغداد، عراق، خراسان سے مشرق کی جانب انتہائی عملداری تک نائب مقرر کیا اور اس سے راضی ہوگیا اور اس کے مرتبے کو بہت اونچا کر دیا۔ اس وجہ سے کہ حسن بن سہل، مضافات میں بیمار تھا اور مامون نے طاہر کی جگہ یحییٰ بن معاذ کو رقہ اور جزیرہ کا امیر مقرر کیا اور اس سال عبداللہ بن طاہر بن حسین بغداد آیا اور اس کے باپ نے اسے رقہ پر نائب مقرر کیا تھا اور اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اور مامون نے عیسیٰ بن یزید جلودی کو زط قوم کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آذربائیجان کا امیر مقرر کیا اور مصر کا نائب السری بن الحکم وہیں فوت ہوگیا اور سندھ کا نائب داؤد بن یزید تھا اس نے اس کی جگہ بشر بن داؤد کو اس شرط پر امیر مقرر کیا کہ وہ ہر سال اسے ایک کروڑ درہم دے اور اس سال حرمین کے نائب عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال جن اعیان نے وفات پائی ان میں اسحاق بن منصور سلولی، بشر بن بکر دمشقی، ابوعامر القعدی، محمد بن عبید طنافسی اور یعقوب الحضرمی شامل ہیں۔

ابوسلیمان الدرانی:

عبدالرحمٰن بن عطیہ اور بعض نے عبدالرحمٰن بن احمد بن عطیہ بیان کیا ہے اور بعض نے عبدالرحمٰن بن عسکر ابوسلیمان الدارانی بیان کیا ہے۔ آپ ایک باعمل عالم ہیں اور آپ اصلاً واسطی ہیں، آپ نے دمشق کے مغرب میں دار یا نام بستی میں سکونت اختیار کی۔

اور آپ نے سفیان ثوری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ہے اور آپ سے احمد بن ابی الحواری اور ایک جماعت نے روایت کی ہے اور حافظ ابن عساکر نے اپنے طریق سے اسناد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے علی بن حسن بن ابی ربیع درویش سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن ادہم کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ابن عجلان کو قعقاع بن حکیم سے بحوالہ انس بن مالک بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظہر سے قبل چار رکعت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اس روز کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور ابوالقاسم قشیری نے بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان الدرانی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک قصہ گو کی مجلس میں گیا تو اس کے کلام نے میرے دل پر اثر کیا اور جب میں اٹھا تو میرے دل میں اس کا کچھ اثر بھی نہ تھا یہاں تک کہ میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

پس میں نے مخالف آلات کو توڑ دیا اور (سنت کے) طریق کو اختیار کر لیا، میں نے یہ حکایت یحییٰ بن معاذ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا چڑیا نے سارس کو شکار کر لیا ہے۔ چڑیا سے مراد قصہ گو اور سارس سے مراد ابوسلیمان ہیں۔ اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس کو کوئی بات الہام ہو جائے جب تک وہ اسے حدیث میں نہ سنے

Marfat.com

اس پر عمل نہ کرے اور جب اسے حدیث میں سن لے تو اس پر عمل کرے وہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ ہو جائے گا۔ اور جنیدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات میرے دل میں لوگوں کے نکات میں سے کوئی نکتہ پڑ جاتا ہے مگر میں اسے دو عادل گواہوں یعنی کتاب وسنت کے بغیر قبول نہیں کرتا۔

راوی بیان کرتا ہے ابوسلیمان نے فرمایا سب سے افضل عمل خواہش نفس کی مخالفت کرنا ہے نیز فرمایا ہر چیز کا ایک علم ہے اور علم التخذ لان خوف الٰہی کے باعث رونے کو چھوڑنا ہے اور آپ نے فرمایا ہر چیز کا ایک زنگ ہے اور نور قلب کا زنگ پیٹ کا سیر ہونا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اہل، مال اور اولاد میں سے جو چیز بھی تجھے خدا سے غافل کر دے وہ منحوس ہے، نیز فرمایا ایک شب میں محراب میں دعا کر رہا تھا اور میرے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے کہ ٹھنڈک نے مجھ پر غلبہ پالیا اور میں نے ایک ہاتھ کو سکیڑ لیا اور دوسرا پھیلا کر اس سے دعا کرتا رہا اور مجھے نیند آ گئی کہ ہاتف نے مجھے آواز دی اے ابوسلیمان جو تکلیف اس ہاتھ کو پہنچی ہے ہم نے اسی قدر اس میں کمی کر دی ہے اور اگر دوسرا ہاتھ بھی ایسے ہوتا تو ہم اس میں بھی کمی کر دیتے آپ نے فرمایا میں نے قسم کھائی کہ خواہ گرمی ہو یا سردی میں دونوں ہاتھ باہر نکال کر دعا کروں گا نیز فرمایا ایک شب میں اپنے سرخ رنگ گھوڑے سے غافل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک بڑی بڑی آنکھوں والی حور کے پاس ہوں جو مجھے کہہ رہی ہے تو سویا ہوا ہے اور مجھے پانچ سو سال سے تیرے لیے پردوں میں پرورش کیا جا رہا ہے اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا بلاشبہ جنت میں کچھ نہریں ہیں جن کے کناروں پر خیمے لگے ہیں اور ان میں حوریں بیٹھی ہیں اللہ تعالیٰ حور کو پیدا کرتا ہے اور جب اس کی تخلیق مکمل ہو جاتی ہے تو فرشتے اس پر خیمے لگا دیتے ہیں اور ان میں سے ایک حور کو ایک سنہری کرسی پر جو میل ضرب میل ہوتی ہے بیٹھی ہوتی ہے اور اس کے سر پر کرسی کی ایک جانب نکلے ہوئے ہیں اور اہل جنت اپنے محلات سے ان نہروں کے کناروں پر حسب منشا سیر کرنے آتے ہیں پھر ہر شخص ان میں سے ایک کے ساتھ خلوت کرتا ہے۔ ابوسلیمان نے فرمایا اس شخص کا دنیا میں کیا حال ہوگا جو جنت کی ان نہروں کے کناروں پر دوشیزگان کی مہر بکارت توڑنا چاہے گا۔

راوی کا بیان ہے میں نے ابوسلیمان کو فرماتے سنا کہ بسا اوقات پانچ پانچ راتوں تک میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک آیت پڑھے بغیر ٹھہرا رہا اور اس کے معانی میں غور وفکر کرتا رہا اور بسا اوقات قرآن کی ایک آیت آ جاتی اور عقل جاتی رہتی، پس پاک ہے وہ ذات جو دوبارہ عقل کو واپس لے آتی ہے اور میں نے آپ کو فرماتے سنا دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کی جڑ خوف الٰہی ہے۔ دنیا کی چابی سیر ہو کر کھانا اور آخرت کی چابی بھوک ہے اور ایک روز آپ نے مجھے فرمایا اے احمد تھوڑی بھوک، تھوڑی برہنگی تھوڑا فقر اور تھوڑا صبر ہے پھر دنیاوی زندگی کے ایام گزر جائیں گے اور احمد کا بیان ہے کہ ایک روز ابوسلیمان نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کی خواہش کی تو اسے آپ کے پاس لایا، آپ نے اس سے دانت کے ساتھ ایک ٹکڑا کاٹا پھر اسے پھینک دیا اور رونے لگے اور کہنے لگے اے میرے رب تو نے میری خواہش کو جلد پورا کر دیا اور میری مشقت اور بدبختی کو لمبا کر دیا ہے حالانکہ میں تائب ہوں پھر آپ نے وفات تک نمک نہیں چکھا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو بیان کرتے سنا میں ایک لحظہ کے لیے بھی اپنے نفس سے راضی نہیں ہوا اور اگر تمام اہل

Marfat.com

زمین مجھے اس طرح گرانے پر اتفاق کرلیں جیسے میں نے اپنے نفس سے گر پڑتا ہوں تو وہ اس کی طاقت نہ پائیں گے اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس نے اللہ سے حسن ظن رکھا پھر اس سے خوف نہیں رکھا اور اس کی اطاعت نہیں کی وہ دھوکہ خوردہ ہے اور آپ نے فرمایا خوف کو بندے پر امید سے زیادہ غالب ہونا چاہیے اور جب امید خوف پر غالب آجائے تو دل بگڑ جاتا ہے اور ایک روز آپ نے مجھے فرمایا کیا صبر سے اوپر کوئی مقام ہے؟ میں نے کہا ہاں یعنی رضا تو آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے' پھر ہوش میں آکر فرمانے لگے جب صابروں کو حساب کے بغیر اجر ملے گا تو دوسرے مقام کے متعلق تیرا کیا خیال ہے یعنی ان لوگوں کا جن سے وہ راضی ہے اور فرمایا مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ دنیا و مافیہا اول سے آخر تک میرے لیے ہو اور میں اسے نیکی کے راستوں میں خرچ کردوں اور ایک لحظہ کے لیے اللہ سے غافل ہوجاؤں' آپ نے فرمایا کہ ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا مجھے وصیت کرو اس نے کہا اللہ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں اس نے تجھے روکا ہے اور وہاں سے گم نہ پائے جہاں اس نے تجھے حکم دیا ہے۔ اس نے کہا مجھے کچھ مزید وصیت کرو اس نے کہا میرے پاس مزید کوئی وصیت نہیں اور آپ نے فرمایا جس نے دن میں اچھا کام کیا رات کو اس کی مدافعت کی جائے گی اور جس نے رات کو اچھا کام کیا دن کو اس کی مدافعت کی جائے گی اور جس نے ترک خواہش میں راست بازی کی اللہ اسے اس کے دل سے دور کردے گا اور اللہ کی شان اس بات سے بہت بلند ہے کہ وہ اس دل کو اس خواہش کی وجہ سے عذاب دے جسے اس کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے اور آپ نے فرمایا جب دنیا دل کو سکون دے تو آخرت اس سے کوچ کر جاتی ہے اور جب دل میں آخرت موجود ہو تو دنیا اس سے مزاحمت کرنے آتی ہے اور جب دل میں دنیا موجود ہو تو آخرت اس سے مزاحمت نہیں کرتی کیونکہ دنیا لئیم اور آخرت کریم ہے اور کریم کے لیے لئیم سے مزاحمت کرنا مناسب نہیں۔

اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک شب ابوسلیمان کے ہاں گزاری تو میں نے آپ کو بیان کرتے سنا تیرے عزت وجلال کی قسم اگر تو نے مجھ سے میرے گناہوں کا مطالبہ کیا تو میں ضرور تجھ سے تیرے عفو کا مطالبہ کروں گا اور اگر تو نے مجھ سے میرے بخل کا مطالبہ کیا تو میں ضرور تجھ سے تیری سخاوت کا مطالبہ کروں گا اور اگر تو نے مجھے دوزخ کی طرف جانے کا حکم دیا تو میں ضرور دوزخیوں کو خبر دوں گا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام لوگ حق کے بارے میں شک کریں تو میں اکیلا اس میں شک نہیں کروں گا اور آپ فرمایا کرتے تھے اللہ کی مخلوق میں سے ابلیس سے بڑھ کر مجھ پر کوئی ہیچ نہیں اور اگر اس نے مجھے اس سے پناہ مانگنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں اس سے کبھی پناہ نہ مانگتا اور اگر وہ میرے سامنے آئے تو میں اس کے رخسار پر تھپڑ ماروں اور آپ نے فرمایا بلاشبہ جو ویرانے کے دیواروں میں نقب لگانے نہیں آتا وہ جس جگہ سے چاہے اس میں داخل ہونے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ صرف آباد گھر میں آتا ہے اسی طرح ابلیس بھی ہر آباد دل کی طرف آتا ہے تاکہ اسے اس کے مقام سے اتار دے اور اسے اس کی کرسی چھڑا دے اور اس کی قیمتی چیز اس سے چھین لے اور آپ نے فرمایا جب بندہ مخلص ہوجاتا ہے تو وساوس اور جنابت اس سے دور ہوجاتے ہیں اور آپ نے فرمایا بیس سال ہوئے مجھے احتلام نہیں ہوا اور میں مکہ میں آیا تو مجھ سے عشاء کی نماز باجماعت فوت ہوگئی تو اسی رات مجھے احتلام ہوگیا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو جنت اور اس کی نعمتیں اس سے غافل نہیں کرتیں پس وہ دنیا میں اس سے کیسے غافل ہوسکتے ہیں۔

Marfat.com

اور آپ نے فرمایا دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے پس اس سے بے رغبتی کرنا کیا ہے' بے رغبتی تو جنت اور بڑی بڑی آنکھوں والی حور سے کرنی چاہیے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل میں اپنے سوا کسی کو نہ دیکھے اور حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ ابوسلیمانؒ سے کچھ باتیں روایت کی گئی ہیں اور میں انہیں بہت اچھا سمجھتا ہوں۔ آپ کا قول ہے جو اپنے نفس میں مشغول ہوتا ہے وہ لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور جو اپنے رب میں مشغول ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے اور لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور جو اپنے رب میں مشغول ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے اور لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور آپ نے فرمایا بہترین سخاوت وہ ہے جو ضرورت کے مطابق ہو اور آپ نے فرمایا جس نے دنیا سے حلال طلب کیا اور سوال سے بے نیازی اختیار کی اور لوگوں سے بھی بے نیازی اختیار کی تو جس روز اللہ سے ملاقات ہوگی تو وہ اس پر ناراض ہوگا۔

اور اس قسم کی روایت مرفوعاً بھی بیان کی گئی ہے اور آپ نے فرمایا بلاشبہ کچھ لوگوں نے غنا کو مال میں طلب کیا ہے اور اسے جمع کیا ہے اور انہوں نے اپنے خیال میں غلطی کی ہے آگاہ رہو! غنا صرف قناعت میں ہے اور انہوں نے کثرت میں راحت کو طلب کیا ہے حالانکہ راحت صرف قلت میں ہے اور انہوں نے مخلوق سے عزت طلب کی ہے حالانکہ عزت صرف تقویٰ میں ہے اور انہوں نے باریک اور نرم لباس اور اچھے کھانے اور شاندار اور بلند مسکن میں آسائش طلب کی ہے حالانکہ وہ صرف اسلام' ایمان' عمل صالح' پردے' عافیت اور ذکر الٰہی میں ہے اور آپ نے فرمایا اگر قیام اللیل نہ ہوتا تو میں دنیا میں زندہ رہنا پسند نہ کرتا اور نہ ہی دنیا کو درخت بونے اور نہریں کھودنے کے لیے پسند کرتا ہوں میں صرف اسے دوپہر کے روزوں اور قیام اللیل کے لیے پسند کرتا ہوں اور آپ نے فرمایا کھلاڑیوں کو اپنے کھیل میں جو لذت حاصل ہوتی ہے اہل اطاعت کو اپنی راتوں میں اس سے کہیں بڑھ کر لذت ہوتی ہے اور آپ نے فرمایا بسا اوقات نصف رات کو خوشی میرا استقبال کرتی ہے اور بسا اوقات میں نے اپنے دل کو ہنستے دیکھا ہے اور آپ نے فرمایا ہے بلاشبہ دل کا ثمر وہ اوقات ہیں جن میں خوشی سے رقص کرتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر اہل جنت اس قسم کے حال میں ہیں تو بہت اچھی زندگی میں ہیں۔

اور احمد بن الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں سجدہ ریز تھا کہ نیند مجھے لے گئی کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک حور کے پاس ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاؤں سے مارا اور کہنے لگی اے میرے محبوب کیا تیری آنکھیں سوتی ہیں اور بادشاہ بیدار ہے جو تہجد پڑھنے والوں کو ان کے تہجد میں دیکھتا ہے۔ اس آنکھ کا برا ہو جو نیند کی لذت کو مناجات الٰہی کی لذت پر ترجیح دے اٹھو فراغت کا وقت قریب آ گیا ہے اور محبوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہے پس یہ نیند کیسی ہے؟ اے میرے محبوب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیا تیری آنکھیں سوتی ہیں حالانکہ فلاں فلاں مدت سے پردوں میں تیرے لیے میری پرورش ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا میں گھبرا اٹھا اور مجھے اس کی ڈانٹ سے حیا کی وجہ سے پسینہ آ گیا اور اس کی شرینی گفتار میرے کانوں اور دل میں موجود ہے اور احمد نے بیان کیا ہے کہ میں ابوسلیمان کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ گریہ کناں ہیں میں نے پوچھا آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کل شام مجھے خواب میں ڈانٹ پلائی گئی ہے میں نے پوچھا آپ کو کس نے ڈانٹا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اپنے محراب میں سویا ہوا تھا کہ اچانک ایک لڑکی میرے پاس آ کھڑی ہوئی جو ساری دنیا سے حسن میں فائق تھی اور

Marfat.com

اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اور وہ کہہ رہی تھی اے شیخ کیا تو سوتا ہے؟ میں نے کہا جس کی آنکھ پر نیند غالب آجائے وہ سو جاتا ہے وہ کہنے لگی ہر گز نہیں جنت کا طالب نہیں سوتا پھر کہنے لگی کیا تو پڑھ سکتا ہے؟ میں نے کہا ہاں' سو میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اس میں لکھا تھا:

لذت کی محبت نے تجھے جنت کے بالاخانوں میں صاحب خیر عورتوں کے ساتھ عمدہ زندگی گزارنے سے غافل کر دیا ہے تو ہمیشہ زندہ رہ اس میں موت نہیں ہے اور جنت میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ آسودہ زندگی گزار اور اپنی نیند سے بیدار ہو بلاشبہ قرآن کریم میں تہجد کو نیند سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

اور ابوسلیمان نے بیان کیا ہے کیا تم میں سے کوئی تین درہم کی عباء پہن کر شرم محسوس نہیں کرتا حالانکہ اس کے دل میں پانچ درہم کی خواہش ہوتی ہے؟ نیز آپ نے فرمایا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے درویشی ظاہر کرے اور اس کے دل میں خواہشات ہوں اور جب اس کے دل میں کوئی خواہش باقی نہ رہے تو اس کے لیے عباء پہن کر لوگوں کے سامنے درویشی کا اظہار کرنا ناجائز ہے بلاشبہ درویشوں کی ایک نشانی عباء بھی ہے اور اگر وہ سفید کپڑے پہن کر لوگوں کی نظروں سے اپنے آپ کو اور اپنی درویشی کو چھپائے تو یہ عباء کے پہننے کی نسبت اس کی درویشی کے لیے زیادہ سلامتی کا باعث ہے اور آپ نے فرمایا میں جب صوفی کو اون پہننے میں سجاوٹ کرتے دیکھتا ہوں تو وہ صوفی نہیں اور اس امت کے بہترین آدمی سوتی کپڑا پہننے والے ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب اور دیگر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب تو فقیر کی چمک اس کے لباس میں دیکھتے تو اس کی کامیابی سے ہاتھ دھو لے۔

اور ابوسلیمان نے بیان کیا ہے بھائی وہ ہے جو اپنی گفتگو سے قبل اپنے دیدار سے تجھے نصیحت کرے اور میں اپنے عراقی اصحاب میں سے ایک بھائی کی طرف دیکھا کرتا ہوں اور ایک ماہ تک اس کے دیدار سے فائدہ اٹھاتا ہوں اور ابوسلیمان نے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے میرے بندے جب تک تو مجھ سے حیاء کرتا رہے گا میں لوگوں کو تیرے عیوب بھلا دوں گا اور میں خطہ ہائے ارض کو بھی تیرے گناہ بھلا دوں گا اور اصل تحریر سے تیری لغزشوں کو مٹا دوں گا اور قیامت کے روز میں حساب کی تفصیل تجھ سے سختی سے نہیں لوں گا اور احمد نے بیان کیا ہے میں نے ابوسلیمان سے صبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو اس بات کے بارے میں بھی اس پر قدرت نہیں رکھتا جسے تو پسند کرتا ہے پس تو اس بات میں کیسے اس پر قدرت رکھ سکتا ہے جسے تو ناپسند کرتا ہے؟ اور احمد نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں نے آپ کے پاس آہ بھری تو آپ نے فرمایا بلاشبہ قیامت کے روز اس کے متعلق تجھ سے پوچھا جائے گا اور اگر یہ کسی گزشتہ گناہ پر تو نے آہ بھری ہے تو تیرے لیے مبارک ہے اور اگر یہ دنیا کے کھو جانے یا کسی خواہش پر بھری ہے تو تیرے لیے ہلاکت ہے اور آپ نے فرمایا جو پہنچنے سے پہلے راستے سے ہی لوٹ آئے وہ لوٹ آئے اور اگر اللہ کے پاس پہنچ جائے تو واپس نہ لوٹتے اور آپ نے فرمایا جس نے بھی اللہ کی نافرمانی کی ہے اس نے اس وجہ سے کی ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک حقیر ہیں اور اگر وہ اسے عزیز ہوتے تو وہ انہیں گناہوں سے روک دیتا اور ان کے گناہوں کے درمیان حائل ہو جاتا اور آپ نے فرمایا قیامت کے روز خدائے رحمان کے ہم نشین وہ لوگ ہوں گے جن میں اللہ تعالیٰ نے سخاوت' حلم' علم' حکمت' رأفت' رحمت' فضل' درگزر' احسان' نیکی' عفو اور مہربانی کی عادات پیدا کی ہیں۔

Marfat.com

اور ابوعبدالرحمٰن نے کتاب محسن المشائخ میں بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان الدرانی کو دمشق سے نکال دیا گیا اور لوگ کہنے لگے وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور وہ اس سے گفتگو کرتے ہیں پس آپ ایک سرحد کی طرف چلے گئے اور شام کے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اگر ابوسلیمان ان کی طرف واپس نہ آئے تو یہ ہلاک ہو جائیں گے۔ سو وہ آپ کی تلاش میں نکل گئے اور آپ سے سفارش کی اور آپ کے سامنے عجز وانکسار کیا حتیٰ کہ وہ آپ کو واپس لے آئے۔

اور لوگوں نے آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور اس بارے میں کئی اقوال پائے جاتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی' دوسرا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۰۵ھ میں وفات پائی ہے' تیسرا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۱۵ھ میں وفات پائی ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور جس روز ابوسلیمان نے وفات پائی مروان طاہری نے کہا آپ کی وفات سے سب مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے' میں کہتا ہوں آپ کو داریا بستی میں قبلہ کی جانب دفن کیا گیا ہے اور وہاں پر آپ کی قبر مشہور ومعروف ہے اور اس پر ایک عمارت بھی تعمیر کی گئی ہے اور اس کے سامنے ایک مسجد ہے جسے امیر ناصض الدین عمر نہروانی نے تعمیر کیا ہے اور اس نے اس کے پاس قیام کرنے والوں کے لیے ایک وقف بنایا ہے جس سے ان کو غلہ ملتا ہے اور ہمارے اس زمانے میں آپ کے مزار کو از سر نو بنایا گیا ہے اور میں نے ابن عساکر کو کلیتہً آپ کے دفن کی جگہ کے متعلق معترض ہوتے نہیں دیکھا اور یہ آپ کی ایک عجیب بات ہے اور ابن عساکر نے بحوالہ احمد بن ابی الحواری بیان کیا ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں ابوسلیمان کو خواب میں دیکھوں تو میں نے ایک سال کے بعد آپ کو دیکھا اور میں نے آپ سے پوچھا اے استاذ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اے احمد میں ایک دفعہ باب الصغیر سے داخل ہوا تو میں نے شیخ ❶ کا ایک گٹھا دیکھا اور میں نے اس سے کچھ لکڑیاں لے لیں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اسے خراب کیا یا اسے پھینک دیا اور میں ابھی تک اس کا حساب چکا رہا ہوں اور آپ کے بیٹے سلیمان نے آپ سے تقریباً دو سال بعد وفات پائی رحمہما اللہ تعالیٰ۔

۲۰۶ھ

اس سال مامون نے داؤد بن ماجور کو بلاد بصرہ اور دجلہ' یمامہ اور بحرین کے صوبوں کا امیر مقرر کیا اور اسے زط قوم کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس سال بہت سیلاب آیا جس نے مضافات کے علاقوں کو غرق کر دیا اور بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور اس سال مامون نے عبداللہ بن طاہر بن حسین کو رقہ کے علاقے کا امیر مقرر کیا اور اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور عبیداللہ کو رقہ کا امیر اس لیے بنایا گیا کہ اس کا امیر یحییٰ بن معاذ فوت ہو گیا اور اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے احمد کو جانشین مقرر کیا مگر مامون نے اسے چلنے نہ دیا اور عبداللہ بن طاہر کو اس کی بہادری اور تجربہ کاری کی وجہ سے اس کا نائب مقرر کیا اور اس نے اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس کے باپ نے خراسان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے اور کتاب وسنت کی اتباع کرنے کا خط لکھا اور ابن جریر نے اسے پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور لوگوں نے باری

---

❶ شیخ' ایک قسم کی گھاس ہے۔ مترجم۔

باری اس خط کو لیا اور اسے اچھا سمجھا اور آپس میں اسے ایک دوسرے کو تحفہ دیا حتیٰ کہ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے حکم سے اسے اس کے سامنے پڑھا تو اس نے اسے بہت عمدہ خیال کیا اور حکم دیا کہ اس کے نسخے تیار کر کے صوبوں میں دیگر عمال کو بھی بھیجے جائیں اور حرمین کے نائب عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال کتاب المبتداء کے مؤلف اسحاق بن بشر الکاہلی ابوحذیفہ' حجاج بن محمد الاعور' کتاب العقل کے مصنف داؤد بن المحبر' سبابہ بن سوار (شبابہ)' محاضر بن المورد' المثلث فی اللغۃ کے مؤلف قطرب' وہب بن جریر اور امام احمدؒ کے شیخ ہارون بن یزید نے وفات پائی۔

۲۰۷ھ

اس سال عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے یمن میں عک کے علاقے میں آل محمد کی رضا کی طرف دعوت دیتے ہوئے خروج کیا اور یہ خروج اس وقت ہوا جب عمال کی سیرت خراب ہوگئی اور انہوں نے رعایا پر ظلم کئے اور جب اس نے ظہور کیا تو لوگوں نے اس کی بیعت کر لی۔ مامون نے اس کے مقابلے میں دینار بن عبداللہ کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور اس کے پاس عبدالرحمٰن کے لیے اگر وہ سمع واطاعت اختیار کرے' پروانہ امان بھی تھا پس وہ حج کے اجتماع میں شامل ہوئے پھر یمن کی طرف روانہ ہوگئے اور انہوں نے عبدالرحمٰن کی طرف پروانہ امان بھیجا تو اس نے سمع واطاعت اختیار کر لی اور اس نے آ کر اپنا ہاتھ دینار کے ہاتھ پر رکھ دیا اور وہ اسے بغداد لے گئے اور اس نے بغداد میں سیاہ لباس پہنا۔

اور اس سال پورے عراق وخراسان کے نائب طاہر بن حسین بن مصعب نے وفات پائی' وہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے بستر پر مردہ پایا گیا اور بستر میں لپٹ گیا اس کے اہل نے نماز فجر کے لیے اس کے خروج میں دیر محسوس کی تو اس کا بھائی اور چچا اس کے پاس گئے تو انہوں نے اسے مردہ پایا اور جب مامون کو اس کی موت کی اطلاع ملی تو اس نے کہا دونوں ہاتھوں اور منہ کی مدد ہو اس خدا کا شکر ہے جس نے اسے مقدم اور ہمیں مؤخر کیا ہے اور اس نے یہ بات اس وجہ سے کہی کہ اسے اطلاع ملی کہ ایک روز طاہر نے تقریر کی اور منبر کے اوپر مامون کے لیے دعا نہیں کی اس کے باوجود اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبداللہ کو امیر مقرر کیا اور اسے اس کے باپ سے بھی زیادہ علاقے کا امیر بنا دیا اور مزید اسے شام اور جزیرہ کی نیابت بھی دی' پس اس نے خراسان پر اپنے بھائی طلحہ بن طاہر کو سات سال نائب مقرر کیے رکھا پھر طلحہ فوت ہوگیا تو عبداللہ ان تمام علاقوں میں بااختیار ہوگیا اور بغداد پر اس کا نائب اسحاق بن ابراہیم تھا اور طاہر بن حسین وہ تھا جس نے امین کے ہاتھ سے بغداد اور عراق کو چھین کر اسے قتل کر دیا اور ایک روز طاہر مامون کے پاس آیا اور اس سے اپنی حاجت کا سوال کیا تو اس نے اسے پورا کر دیا۔

پھر مامون نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور طاہر نے اس سے پوچھا یا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں؟ مگر اس نے اسے نہ بتایا اور طاہر نے حسین خادم کو دو سو درہم دیئے کہ وہ معلوم کرے کہ امیر المومنین کس وجہ سے روئے ہیں۔ مامون نے اسے بتا دیا اور اسے کہا یہ بات کسی کو نہ بتانا ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا' میرے بھائی کو اس کا قتل کرنا اور طاہر کے

Marfat.com

ہاتھوں جو اسے ذلت پہنچی ہے مجھے اس کی یاد آئی ہے اور قسم بخدا تو مجھ سے نہ بچ سکے گا اور جب طاہر کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس نے مامون کے سامنے سے چلے جانے کا اہتمام کیا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اس نے اسے خراسان کا امیر بنا دیا اور اپنے خدام میں سے ایک خادم اسے دیا اور مامون نے خادم کو حکم دیا کہ اگر وہ اس سے کوئی شک والی بات دیکھے تو اسے زہر دے دے اور اس نے اسے وہ زہر بھی دیا جو برداشت ہی نہیں کیا جا سکتا پس جب طاہر نے تقریر کی اور مامون کے لیے دعا نہ کی تو خادم نے اسے ساق میں زہر دے دیا اور وہ اسی شب کو فوت ہو گیا اور اس طاہر کو ذوالیمینین بھی کہا جاتا ہے اور یہ یک چشم تھا اس کے متعلق عمرو بن نباتہ نے کہا ہے:

اے ذوالیمینین اور یک چشم جس کی ایک آنکھ کم ہے اور دایاں بازو زائد ہے۔

اور اس کے قول ذوالیمینین کے مفہوم کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ اس نے ایک شخص کو اپنے بائیں ہاتھ سے تلوار ماری تو اسے دو نصف حصوں میں چیر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اے عراق وخراسان کا امیر بنایا گیا تھا اس لیے اسے ذوالیمینین کہتے ہیں اور وہ قابل تعریف سخی تھا جو شعراء کو پسند کرتا تھا اور انہیں بہت مال دیتا تھا۔ ایک روز وہ فائرشپ میں سوار ہوا تو اس کے متعلق ایک شاعر نے کہا:

میں ابن حسین کی فائرشپ پر حیران ہوں یہ غرق نہیں ہوتی اور یہ کیسے غرق نہیں ہوتی' ایک سمندر اس کے اوپر ہے اور ایک سمندر نے اسے نیچے بند کیا ہوا ہے اور اس سے عجیب تر اس فائرشپ کی کڑیاں ہیں جنہیں اس نے چھوا ہے وہ کیسے سبز نہیں ہوتیں۔

پس اس نے اسے تین ہزار دینار انعام دیا اور کہا اگر تو ہمیں زیادہ اشعار سناتا تو ہم تجھے زیادہ مال دیتے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ایک شاعر نے ایک امیر کے بارے میں جب کہ وہ سمندر میں سفر کر رہا تھا خوب کہا ہے:

جب وہ سمندر سوار ہوا تو میں نے اللہ کے حضور عاجزی سے دعا کی اے اپنی مہربانی سے ہواؤں کے چلانے والے تو نے اس کے ہاتھ میں سخاوت کو اس کی موجوں کی مانند بنایا ہے اسے محفوظ رکھ اور اس کی موجوں کو اس کے ہاتھ کی طرح بنا دے۔

طاہر بن حسین نے ۲۵ جمادی الآخرۃ ۲۰۷ھ کو ہفتہ کے روز وفات پائی اور اس کی پیدائش ۱۵۷ھ کو ہوئی اور مامون کے حکم سے قاضی یحییٰ بن اکثم اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس اس کے باپ کی تعزیت کرنے اور اسے ان علاقوں کی امارت کی مبارکباد دینے رقہ آیا اور اس سال بغداد اور کوفہ اور بصرہ میں نرخ گراں ہو گئے حتیٰ کہ گندم کے ایک قفیز کا بھاؤ چالیس درہم تک پہنچ گیا اور اس سال مامون کے بھائی ابوعلی بن الرشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال بشر بن عمر الزہرانی' جعفر بن عون' عبدالصمد بن عبدالوارث' قراد بن نوح' کثیر بن ہشام' محمد بن کناسہ' محمد بن عمرو واقدی قاضی بغداد اور مؤلف سیر (مغازی) ابوالنضر ہاشم بن القاسم اور صاحب التصانیف الہشیم بن عدی نے وفات پائی۔

یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور:

ابوذکریا کوفی نزیل بغداد' بنی سعد کا غلام جو الفراء کے نام سے مشہور ہیں اور نحویوں' لغویوں اور قاریوں کے امام ہیں اور آپ کو علم نحو میں امیر المومنین کہا جاتا ہے آپ نے عن حازم بن حسن بصری عن مالک بن دینار عن انس بن مالک حدیث کو روایت کیا ہے آپ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مالک یوم الدین کے ساتھ پڑھا ہے''۔

اسے خطیب نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے آپ ثقہ امام تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ مامون نے آپ کو علم نحو میں کتاب تصنیف کرنے کا حکم دیا تو آپ نے اسے لکھا اور لوگوں نے آپ سے اسے لکھا۔ اور مامون نے آپ کی کتب کو خزائن میں رکھنے کا حکم دیا آپ اس کے دونوں بیٹوں کے مؤدب تھے جو اس کے بعد ولی عہد ہوئے ایک روز آپ کھڑے ہوئے تو دونوں نے آپ کے آگے جوتے رکھنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کی اور دونوں اس بارے میں جھگڑ پڑے پھر اس بات پر دونوں کی صلح ہوئی کہ دونوں ایک ایک جوتا آگے رکھیں اور ان کے باپ دونوں کو بیس ہزار دینار دیئے اور الفراء کو دس ہزار درہم دیئے اور اس نے آپ سے کہا جب امیر المومنین کے دونوں بیٹے جو اس کے بعد ولی عہد ہیں آپ کے آگے جوتے رکھیں تو آپ سے زیادہ معزز کوئی نہیں ہوگا۔

روایت ہے کہ بشر المریسی یا محمد بن حسن نے الفراء سے اس شخص کے بارے میں جو سہو کے دونوں سجدوں میں بھول جائے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس پر کچھ واجب نہیں اس نے پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ چھوٹے کو چھوٹا نہیں کیا جا سکتا' اس نے کہا میرے خیال میں کوئی عورت آپ کی مانند بچہ نہیں جنے گی اور مشہور یہ ہے کہ امام محمد بن حسن نے آپ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا اور آپ الفراء کی خالہ کے بیٹے تھے اور ابوبکر بن محمد بن یحییٰ الصولی نے بیان کیا ہے کہ الفراء نے ۲۰۷ھ میں وفات پائی ہے' خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات بغداد میں ہوئی ہے اور بعض نے مکہ کے راستے میں آپ کا وفات پانا بیان کیا ہے اور لوگوں نے اپنی تصانیف میں آپ کی تعریف کی ہے۔

۲۰۸ھ

اس سال حسن بن حسین بن مصعب جو طاہر کا بھائی تھا خراسان سے بھاگ کر کرمان چلا گیا اور وہاں اس نے نافرمانی شروع کر دی اور احمد بن ابی خالد نے اس کے مقابلہ میں جا کر اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ وہ مغلوب ہو کر اترا اور وہ اسے مامون کے پاس لے گیا تو اس نے اسے معاف کر دیا اور اس نے اس کی اس بات کو اچھا سمجھا اور اس سال محمد بن سماعہ نے قضاء سے استعفیٰ دے دیا اور مامون نے اس کے استعفیٰ کو منظور کر لیا اور اس کی جگہ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کو قاضی مقرر کر دیا اور اس سال مامون نے محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی کو مہدی کی فوج میں ماہ محرم میں قاضی مقرر کیا پھر جلد ہی اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ بشر بن سعید بن ولید کندی کو اس سال کے ماہ ربیع الاول میں قاضی مقرر کیا اور اس بارے مخزومی نے کہا:

Marfat.com

اے بادشاہ جو اپنے رب کو واحد قرار دیتا ہے تیرا قاضی بشر بن ولید گدھا ہے اور وہ اس شہادت کو جو کتاب وسنت کے مطابق ہو کر رد کر دیتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اس کو عدل شمار کرتا ہے کیونکہ وہ بوڑھا ہے جس کے حکم کا اطراف نے احاطہ کیا ہوا ہے۔

اور اس سال مامون کے حکم سے صالح بن ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اعیان میں سے اسود بن عامر' سعید بن عامر' شیخ الحدیث عبداللہ بن بکر' فضل بن ربیع حاجب' محمد بن مصعب' موسیٰ بن محمد امین جسے اس نے اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا اور اسے ناطق کا لقب دیا تھا مگر اس کی بات پوری نہ ہوئی حتیٰ کہ اس کا باپ قتل ہو گیا اور جو کچھ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے' یحییٰ بن ابی بکر' یحییٰ بن حسان' یعقوب بن ابراہیم زہری اور یونس بن محمد مودب نے وفات پائی۔

سیدہ نفیسہ کی وفات:

نفیسہ بنت ابی محمد بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب' قرشیہ ہاشمیہ' آپ کا باپ مدینہ نبویہ پر پانچ سال منصور کا نائب رہا پھر منصور نے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کی تمام مملوکات اور جمع شدہ مال کو چھین لیا اور اسے بغداد میں قید خانے میں ڈال دیا اور وہ مسلسل قید میں رہا حتیٰ کہ منصور کی وفات ہو گئی اور مہدی نے اسے رہا کر دیا اور جو کچھ اس نے اس سے لیا تھا اسے دے دیا اور وہ ۱۶۸ھ میں اس کے ساتھ حج کو گیا اور جب وہ حاجر مقام پر پہنچا تو ۸۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور نسائی نے اس کی حدیث کو عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے''۔

ابن معین اور ابن عدی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور زبیر بن بکار نے اس کا ذکر کے اس کی تیز فہمی اور سرداری کا ذکر کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ اس کی بیٹی نفیسہ اپنے خاوند المؤتمن اسحاق بن جعفر کے ساتھ دیار مصر میں آئی اور وہیں اس نے اقامت اختیار کر لی اور وہ بہت مال دار تھی اور اس نے لوگوں سے اور جذامیوں' لنجوں' مریضوں اور عوام الناس سے حسن سلوک کیا اور وہ عابدہ زاہدہ اور بہت نیک کام کرنے والی تھی اور جب حضرت امام شافعیؒ مصر آئے تو اس نے آپ سے حسن سلوک کیا اور بسا اوقات آپ نے اسے ماہ رمضان میں نماز بھی پڑھائی اور جب آپ نے وفات پائی تو اس کے حکم سے آپ کا جنازہ اس کے گھر لے جایا گیا اور اس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور جب اس نے وفات پائی تو اس کے خاوند اسحاق بن جعفر نے اسے مدینہ لے جانے کا ارادہ کیا تو اہل مصر نے اسے اس بات سے روکا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے ان کے ہاں دفن کرے' پس اسے اسی مکان میں دفن کر دیا گیا اور جس محلہ میں وہ سکونت پذیر تھی جو قدیم زمانے سے مصر اور قاہرہ کے درمیان درب السباع کے نام سے مشہور تھا اور اس کی وفات ابن خلکان کے بیان کے مطابق اس سال کے ماہ رمضان میں ہوئی۔

راوی کا بیان ہے کہ اہل مصر کو آپ پر بڑا اعتقاد تھا میں کہتا ہوں عوام کو اب تک اس کے اور دوسرے لوگوں کے بارے میں

Marfat.com

بہت اعتقاد ہے۔ خصوصاً مصری عوام اس کے بارے میں ایسی بے تکی اور نازیبا باتیں کرتے ہیں جو کفر وشرک تک لے جاتی ہیں اور ایسے الفاظ بولتے ہیں جن کے متعلق انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ جائز نہیں ہیں اور بسا اوقات بعض نے ان الفاظ کو امام زین العابدین کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ نفیسہ ان کی اولاد میں سے نہیں ہے' مناسب یہی ہے کہ اس کے بارے میں وہی اعتقاد رکھا جائے جو اس قسم کی نیک مستورات کے بارے میں رکھا جاتا ہے اور بت پرستی کی اصل قبور اور اصحاب قبور کے بارے میں غلو کرنا ہی ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ نے قبور کو برابر کرنے اور مٹانے کا حکم دیا ہے اور بشر کے بارے میں غلو کرنا حرام ہے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ وہ صلیب سے چھڑا لیتی ہے یا مشیت الٰہی کے بغیر نفع وضرر دیتی ہے وہ مشرک ہے اللہ نفیسہ پر رحم کرے۔

فضل بن ربیع:

ابن یونس بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروۃ کیسان مولیٰ عثمان بن عفان' یہ فضل رشید کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتا تھا اور برامکہ کی حکومت کا زوال بھی اس کے ہاتھوں ہوا اور یہ ایک مرتبہ رشید کا وزیر بھی رہا اور یہ برامکہ سے بڑا تشبہ رکھتا تھا اور وہ بھی اس سے تشبہ رکھتے تھے اور وہ مسلسل ان کے بارے میں مقدور بھر کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ فضل ایک روز یحییٰ بن خالد کے پاس آیا اور اس کا بیٹا جعفر اس کے سامنے پڑا تھا اور فضل کے پاس دس کہانیاں تھیں جن میں سے اس نے اس کے حق میں ایک کا بھی فیصلہ نہ کیا تھا۔ فضل نے ان سب کہانیوں کو جمع کر کے کہا نا کام وذلیل ہو کر واپس چلی جاؤ پھر اٹھ کر کہنے لگا:

ہوسکتا ہے کہ حالات کے بدل جانے سے زبان اپنی لگام کو موڑ لے اور زمانہ لغزش کھانے والا اور ضروریات پوری ہو جائیں اور درد دل کو شفا حاصل ہو اور واقعات کے بعد کئی واقعات نمودار ہوں۔

وزیر یحییٰ بن خالد نے اسے سنا تو اسے کہنے لگا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تم واپس نہ جانا پھر اس نے اس سے کہانیاں لے لیں اور ان پر گر پڑا پھر وہ مسلسل ان کے پیچھے گڑھے کھودتا رہا حتیٰ کہ ان پر قابو پا گیا اور ان کے بعد وزیر بن گیا اور اس بارے میں ابونواس کہتا ہے:

زمانے نے آل برمک کا لحاظ نہیں کیا اور ان کی حکومت پر ایک قبیح امر کی تہمت لگائی بلاشبہ زمانے نے یحییٰ کے عہد وپیمان کا بھی لحاظ نہیں کیا اور وہ آل ربیع کے عہد وپیمان کا بھی لحاظ کرنے والا نہیں۔

پھر رشید کے بعد وہ اس کے بیٹے امین کا بھی وزیر بنا اور جب مامون بغداد آیا تو یہ روپوش ہو گیا تو مامون نے اسے پروانہ امان بھیجا تو یہ مدت تک روپوش رہنے کے بعد مامون کے پاس آیا تو اس نے اسے امان دی پھر یہ مسلسل گمنام رہا حتیٰ کہ اس سال فوت ہو گیا اور اس کی عمر ۶۸ سال تھی۔

۲۰۹ھ

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث سے پانچ سال جنگ کرنے کے بعد اس کا محاصرہ کرلیا اور اس پر بہت تنگی کر دی حتیٰ کہ اس نے مجبور ہو کر اس سے امان طلب کی تو ابن طاہر نے مامون کو خط لکھ کر یہ بات بتائی تو اس نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اسے امیر المومنین کی طرف سے امان دے دے' سو اس نے اسے پروانہ امان لکھ دیا تو وہ نیچے اتر آیا اور عبداللہ نے اس شہر کو جس میں وہ قلعہ بند تھا' ویران و برباد کرنے کا حکم دے دیا اور اس کے شر کا خاتمہ ہو گیا اور اس سال بابک خرمی کے ساتھ جنگیں ہوئیں' بابک نے اسلام کے ایک امیر اور فوج کے ایک ہراول کو قیدی بنا لیا اور یہ بات مسلمانوں کو سخت ناگوار گزری اور اس سال والی مکہ صالح بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال شاہ روم میخائل بن نقفور (گرگس) نے وفات پائی اور وہ نو سال ان کا بادشاہ رہا اور انہوں نے اس کی بیٹی توفیل بن میخائل کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔

اس سال مشائخ حدیث میں سے حسن بن موسیٰ اشیب' ابوعلی حنفی' حفص بن عبداللہ قاضی نیشاپور' عثمان بن عمر بن فارس اور یعلیٰ بن عبید طنافسی نے وفات پائی۔

۲۱۰ھ

اور اس سال کے صفر میں نصر بن شبث بغداد آیا جسے عبداللہ بن طاہر نے بھیجا تھا اور فوج کے کسی سپاہی نے اس کا استقبال نہ کیا بلکہ وہ اکیلا ہی بغداد میں آیا اور اسے ابوجعفر کے شہر میں اتارا گیا پھر اسے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا اور اس ماہ میں مامون نے اکابر کی ایک جماعت پر فتح پائی جنہوں نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی' پس اس نے انہیں سزا دی اور انہیں زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور جب ۱۳ ربیع الآخر کو اتوار کی رات آئی تو ابراہیم بن مہدی جو چھ سال کچھ ماہ سے روپوش تھا اور عورت کے لباس میں نقاب اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں رات کے وقت بغداد کی ایک گلی سے گزرا تو محافظ نے اٹھ کر کہا اس وقت کہاں جانا ہے؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ پھر اس نے انہیں پکڑنے کا ارادہ کیا تو ابراہیم نے اپنے ہاتھ کی یاقوت کی انگشتری اسے دے دی اور جب اس نے اسے دیکھا تو اسے شک پڑ گیا اور کہنے لگا یہ انگشتری کسی عظیم الشان شخص کی ہے اور وہ انہیں ناظم شب کے پاس لے گیا اور اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے چہروں سے نقاب ہٹائیں تو ابراہیم نے ایسا نہ کیا تو انہوں نے اس کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تو وہی ہے' سو اس نے اسے پہچان لیا اور اسے پل کے افسر کے پاس لے جا کر اسے اس کے سپرد کر دیا اور دوسرا اسے مامون کے دروازے پر لے گیا اور اس نے دارالخلافت میں صبح کی اور نقاب اس کے سر پر اور چادر اس کے سینے پر تھی تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ اسے کیسے گرفتار کیا گیا ہے' مامون نے مدت تک اس کی حفاظت و نگرانی کا حکم دیئے رکھا پھر اسے رہا کر دیا اور اس سے راضی ہو گیا اور جن لوگوں کو اس نے اس کی وجہ سے قید کیا تھا ان کی ایک جماعت کو اس نے صلیب دے دیا کیونکہ انہوں نے قید خانے کے منتظمین کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا پس ان میں سے چار

Marfat.com

اشخاص کو صلیب دیا گیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے جب ابراہیم مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی حرکات پر اسے زجر وتوبیخ کی تو اس کے چچا ابراہیم کو بڑا ترس آیا اور وہ کہنے لگا یا امیر المومنین اگر آپ سزا دیں تو یہ آپ کا حق ہے اور اگر آپ معاف کریں تو یہ آپ کی مہربانی ہے اس نے کہا اے ابراہیم میں معاف کرتا ہوں' طاقت غصے کو کھا جاتی ہے اور ندامت توبہ ہوتی ہے اور ان دونوں کے درمیان اللہ کا عفو ہے اور وہ تیرے مطالبے سے بہت بڑا ہے' ابراہیم نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالایا۔

اور ابراہیم بن مہدی نے اپنے ایک قصیدے میں مامون کی از حد تعریف کی اور جب مامون نے اس قصیدے کو سنا تو کہنے لگا میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ:

''آج تمہیں کوئی سرزنش نہ ہوگی اور اللہ تمہیں بخش دے گا اور وہ الرحم الراحمین ہے''۔

اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جب مامون نے اپنے چچا ابراہیم کو معاف کیا تو اسے حکم دیا کہ وہ اسے کچھ گا کر سنائے' اس نے کہا میں نے گانا چھوڑ دیا ہوا ہے اس نے اسے حکم دیا تو اس نے سارنگی اپنی گود میں رکھی اور کہنے لگا:

یہ خوشی کا مقام ہے اس کے گھر اور حویلیاں ویران ہو چکی ہیں اور اس کے دشمنوں نے اس کے خلاف جھوٹی چغلیاں کی ہیں اور امیر نے اسے سزا دی ہے۔

پھر اس نے دوبارہ فرمائش کی تو اس نے کہا:

میں دنیا کو خیر باد کہہ چکا ہوں اور وہ مجھے چھوڑ چکی ہے' زمانے نے مجھے اس سے لپیٹ دیا ہے اور وہ مجھ سے منہ پھیر گئی ہے اگر میں اپنے پر گریہ کروں تو میں ایک عزت دار نفس پر روؤں گا اور اگر میں اسے حقیر سمجھوں تو میں کینے کی وجہ سے اسے حقیر سمجھوں گا اگرچہ میں اس کی نظر میں بدکار رہوں مگر میں اپنے رب پر یقیناً حسن ظن رکھتا ہوں میں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اور اس نے دوبارہ مجھے معاف کیا ہے اور دوبارہ معاف کرنا احسان در احسان ہے۔

مامون نے کہا یا امیر المومنین آپ نے حق کو بہت اچھی طرح بیان کیا ہے پس اس نے سارنگی کو اپنی گود سے پھینک دیا اور اس بات سے گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور مامون نے اسے کہا بیٹھ جاؤ اور پرسکون ہو جاؤ' تجھے خوش آمدید ہو' پس کوئی بات نہیں جس کا تجھے وہم ہے اور خدا کی قسم میرے زمانے میں تو کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھے گا پھر اس نے اس کے لیے دس ہزار دینار کا حکم دیا اور اسے خلعت دیا پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے تمام اموال وجاگیریں اور حویلیاں اسے واپس کی جائیں اور وہ اس کے ہاں سے بڑی عزت وتکریم سے باہر نکلا۔

دلہن بوران:

اس سال کے رمضان میں مامون بوران بنت حسن بن سہل کو گھر لایا اور بعض کا قول ہے کہ وہ رمضان میں فم الصلح میں حسن بن سہل کی چھاؤنی میں گیا اور حسن اپنی بیماری سے صحت یاب ہو چکا تھا' مامون اپنے سرکردہ امراء روساء اور بنی ہاشم کے اکابر کے ساتھ اس کے ہاں اترا اور اس سال کے شوال کی ایک عظیم شب کو بوران کے پاس گیا اور اس کے سامنے عنبر کی شمعیں جلائی گئیں اور

Marfat.com

اس کے سر پر حد وشمار سے بڑھ کر موتی اور جواہر سرخ سونے سے بنے ہوئے تھے' نچھاور کئے اور اس میں جواہر کی تعداد ایک ہزار موتی تھی' پس اس کے حکم سے انہیں ایک سنہری پلیٹ میں جمع کیا گیا اور وہ کہنے لگے یا امیر المومنین ہم نے انہیں اس لیے نچھاور کیا ہے کہ اسے لڑکیاں چن لیں' اس نے کہا نہیں میں ان کے بدل میں جواہر دوں گا پس ان سب کو جمع کر لیا گیا اور جب دلہن آئی اور اس کے ساتھ آنے والوں میں اس کے بھائی امین کی والدہ اور اس کی نانی زبیدہ بھی تھی اس نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اور اس کی گود میں یہ جواہر ڈال دیئے اور کہنے لگا یہ میری طرف سے آپ کو تحفہ ہے اپنی حاجت کا سوال کیجیے تو اس نے حیاء کے باعث سر جھکا دیا اور اس کی نانی نے کہا اپنے مالک سے گفتگو کر اور اس سے اپنی حاجت کا سوال کر اس نے تجھے مانگنے کا حکم دیا ہے اس نے کہا یا امیر المومنین میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ آپ اپنے چچا ابراہیم بن مہدی سے راضی ہو جائیں اور ان کو دوبارہ وہی مقام دیں جو انہیں حاصل تھا اس نے کہا بہت اچھا' پھر وہ کہنے لگی ام جعفر یعنی زبیدہ اپنے لیے حج کی اجازت چاہتی ہے اس نے کہا بہت اچھا۔

پس زبیدہ نے بوران کو وہ خلعت دیا جو امیر یہ نے دیا تھا اور مامون کو ایک گول بستی دی اور دلہن کے باپ حسن بن سہل نے اپنی بستیوں' جاگیروں اور املاک کے کاغذ کے ٹکڑوں پر نام لکھے اور انہیں امراء اور سرکردہ لوگوں پر بکھیر دیا اور جس کے ہاتھ ان بستیوں میں سے کسی بستی کا رقعہ گرا اس نے اس بستی کے اپنے نائبین کو پیغام بھیجا اور اسے اس شخص کی خالص ملکیت بنا کر اس کے سپرد کر دیا اور اس نے مامون اور اس کے ساتھ جو فوج تھی اس پر اپنے ہاں سترہ روز قیام کے دوران پچاس کروڑ درہم کے برابر خرچ کیا اور جب مامون نے اس کے ہاں سے واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اسے دس کروڑ درہم دیئے اور وہ شہر بھی اسے جاگیر میں دیا جس میں وہ فروکش تھا اور وہ فم الصلح کا صوبہ ہے جو اس کی مقبوضہ جاگیروں کے علاوہ ہے اور اس سال کے آخر شوال میں مامون بغداد واپس آ گیا اور اسی سال عبداللہ بن طاہر مصر گیا اور اس نے اسے مامون کے حکم سے عبیداللہ بن السری بن الحکم کے قبضے سے چھڑا لیا جو اس پر متغلب تھا اور اس نے کئی جنگوں کے بعد جن کا بیان طویل ہے اسے اس سے واپس لیا اور اس سال اعیان میں سے ابوعمرو شیبانی لغوی جس کا نام اسحاق بن مراد تھا' مروان بن محمد الطاہری اور یحییٰ بن اسحاق نے وفات پائی۔ واللہ اعلم سبحانہ۔

۲۱۱ھ

اس سال ابوالجواب' طلق بن غنام' عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی مؤلف المسند اور المصنف اور عبداللہ بن صالح عجلی نے وفات پائی۔

مشہور شاعر ابوالعتاہیہ کی وفات:

اس کا نام اسماعیل بن قاسم بن سوید بن کیسان تھا اور اصلاً حجازی تھا' اسے مہدی کی ایک لونڈی عتبہ سے عشق ہو گیا اور اس نے کئی مرتبہ مہدی سے اسے طلب کیا اور جب اس نے اسے دے دیا تو لونڈی نے اسے جواب نہ دیا اور خلیفہ سے کہنے لگی کیا آپ مجھے اس شخص کو دے رہے ہیں جو بدصورت اور مٹی کے گھڑے فروخت کرنے والا ہے اور وہ اس کے بارے میں عشقیہ اشعار کہا کر

Marfat.com

تھا اور دونوں کا معاملہ بہت مشہور ہو چکا تھا اور مہدی اس کی بات کو سمجھتا تھا اور ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ مہدی نے شعراء کو اپنی نشست گاہ پر بلایا اور ان میں ابوالعتاہیہ اور بشار بن بردنابینا بھی موجود تھا اور اس نے ابوالعتاہیہ کی آواز سن لی تو بشار نے اپنے ہم نشین سے پوچھا کیا یہاں ابوالعتاہیہ ہے؟ اس نے کہا ہاں اور اس نے لونڈی کے بارے میں وہ قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا جس کا پہلا شعر ہے:

میری مالکہ کو کیا ہو گیا ہے وہ ناز ونخرہ کرتی ہے اور اس کا ناز ونخرہ کیا ہی خوبصورت ہے۔

بشار نے کہا میں نے اسے بڑا اجرأت مند نہیں دیکھا حتیٰ کہ ابوالعتاہیہ ان اشعار تک پہنچ گیا:

خلافت اپنے دامن کو کشاں کشاں لیے مطیع ہو کر اس کے پاس آئی ہے اور خلافت اسی کے مناسب حال ہے اور وہ خلافت کے مناسب حال ہے اور اگر اس کے سواء کوئی اور شخص اس کا ارادہ کرتا تو زمین لرزہ براندام ہو جاتی اور اگر دلی افکار اس کی اطاعت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو قبول نہ کرے۔

بشار نے اپنے ہم نشین سے کہا دیکھو اس نے خلیفہ کو اس کے بستر سے اڑا دیا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا قسم بخدا اس کے سوا اس دن کوئی شاعر انعام لے کر باہر نہیں نکلا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے ابوالعتاہیہ اور ابونواس کی ملاقات ہوئی وہ بھی اس کے اور بشار کے طبقہ کا شاعر تھا۔ ابوالعتاہیہ نے ابونواس سے کہا تم دن میں کتنے اشعار بنا لیتے ہو؟ اس نے کہا ایک یا دو شعر' اس نے کہا میں تو ایک سو اور دو سو بھی بنا لیتا ہوں' ابونواس کہا شائد تو اپنے اس شعر کی طرح شعر بناتا ہے:

اے عتبہ مجھے اور تجھے کیا ہو گیا ہے کاش میں تجھے نہ دیکھتا۔

اور اگر میں اسی قسم کے شعر بناتا تو میں ایک ہزار یا دو ہزار بنا لیتا اور میں اپنے اس شعر جیسے شعر بناتا ہوں:

گرمی والی ہتھیلی کے جو ذکر والے لباس میں ہے اس کے دو محب ہیں' لوطی اور زنا کار اور اگر تو میرے جیسے اشعار کہنا چاہے تو زمانہ تجھے عاجز کر دے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابوالعتاہیہ کے لطیف اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

میں تیرا مشتاق ہوں حتیٰ کہ میں تیرے عشق کی زیادتی سے ایسے ہو گیا ہوں کہ میرا ہم نشین جب نزدیک ہوتا ہے تو وہ میرے کپڑوں میں عشق کی خوشبو پاتا ہے۔

اس کی پیدائش ۱۳۰ھ میں ہوئی اور اس کی وفات ۳ جمادی الآخرۃ ۲۱۱ھ کو سوموار کے روز ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۱۳ھ کو ہوئی اور اس نے وصیت کی کہ اس کی قبر پر جو بغداد میں ہے لکھا جائے:

بلاشبہ وہ زندگی جس کا انجام موت ہے ایسی زندگی ہے جو جلد مکدر ہو جانے والی ہے۔

Marfat.com

۲۱۲ھ

اس سال مامون نے محمد بن حمید طوسی کو موصل کے راستے بابک خرمی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آذربائیجان کے علاقے میں بھیجا اور اس نے اس کے متعلق جھوٹ بولنے والی ایک جماعت کو پکڑ کر مامون کے پاس بھیج دیا اور ربیع الاول میں مامون نے لوگوں میں دو قبیح بدعتیں جاری کیں جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے اور وہ بدعت خلق کا مسئلہ ہے اور دوسری بدعت رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؓ بن ابی طالب کو لوگوں پر فضیلت دینا ہے اور اس نے ان دونوں بدعتوں میں قبیح غلطی اور عظیم گناہ کیا ہے اور اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عباسی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال شیر سنت اسد بن موسیٰ، حسن بن جعفر، ابو عاصم النبیل جس کا نام ضحاک بن مخلد ہے۔ ابوالمغیرہ عبدالقدوس بن حجاج شامی دمشقی اور امام بخاری کے شیخ محمد بن یونس الغریابی نے وفات پائی۔

۲۱۳ھ

اس سال دو آدمیوں عبدالسلام اور ابن جلیس نے بغاوت کردی اور مامون کو معزول کردیا اور دیار مصر پر قبضہ کرلیا اور القیسیہ اور الیمانیہ میں سے ایک جماعت نے ان دونوں سے موافقت کی، مامون نے اپنے بھائی ابواسحاق کو شام کا نائب مقرر کیا اور اس کے بیٹے عباس کو جزیرہ، سرحدات اور دارالخلافوں کا نائب مقرر کیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو اور عبداللہ بن طاہر کو ایک ایک کروڑ دینار اور پچاس لاکھ دینار دیئے اور آج کے دن سے بڑھ کر اسے دیا لو نہیں دیکھا گیا اس نے ان امراء کو اس روز تین کروڑ پچاس لاکھ دینار دیئے اور اس سال اس نے غسان بن عباد کو سندھ کا امیر مقرر کیا اور گزشتہ سال کے امیر نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال عبداللہ بن داؤد الجرینی، عبداللہ بن یزید المقری المصری، عبداللہ بن موسیٰ العبسی، عمرو بن ابی سلمہ دمشقی نے وفات پائی۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابراہیم بن ہامان الموصلی الندیم، ابوالعتاہیہ اور ابوعمرو شیبانی نحوی نے ایک ہی دن میں بغداد میں وفات پائی لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ابراہیم الندیم نے ۱۸۸ھ میں وفات پائی ہے اور سہیلی نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابن اسحاق سے سیرت کی روایت کرنے والے عبدالملک بن ہشام نے وفات پائی، اسے ابن خلکان نے اس سے روایت کیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس نے ۲۱۸ھ میں وفات پائی جیسا کہ ابوسعید بن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کیا ہے۔

العلوک شاعر:

ابوالحسن بن علی جبلہ خراسانی ملقب بہ العلوک، یہ غلاموں میں سے تھا اور اندھا پیدا ہوا اور بعض کا قول ہے کہ سات سال کی عمر

Marfat.com

میں اسے چیچک کا مرض ہوا اور وہ سیاہ رنگ پھلہری والا تھا اور شاعر صائب الرائے اور فصیح و بلیغ تھا اور اس کے اشعار کے بارے میں جاحظ اور اس کے بعد کے لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے وہ بیان کرتا ہے میں نے کسی دیہاتی اور شہری کو اس سے اچھا شعر کہتے نہیں دیکھا اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

میرا باپ اس پر قربان ہو جس نے پوشیدہ طور پر ہر چیز سے محتاط ہو کر اور گھبرا کر میری ملاقات کی' اس ملاقاتی کے حسن نے اس کی چغلی کی' رات چڑھے ہوئے چاند کو کیسے چھپا سکتی ہے اس نے خلوت کا انتظار کیا حتیٰ کہ اسے موقع مل گیا اور اس نے رات کے داستان سرا کی بھی نگرانی کی حتیٰ کہ وہ سو گیا اس نے اپنی ملاقات میں اپنی جان کو خطرات میں ڈالا پھر وہ سلام کرتے ہی واپس آ گیا۔

اور اس نے ابو دلف القاسم بن عیسیٰ العجلی کے بارے میں کہا ہے:

دنیا ابو دلف کی جنگ اور موت کے درمیان درمیان ہے اور جب ابو دلف پیٹھ پھیر جائے گا تو اس کے پیچھے پیچھے دنیا بھی پیٹھ پھیر جائے گی' تمام عرب جو صحراؤں اور شہروں میں رہتے ہیں اس کے کریمانہ فعل کو حاصل کرنے کی اور فخر کے روز اس کی اقتداء کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

اور جب مامون کو ان اشعار کی اطلاع ملی اور یہ ایک طویل قصیدہ ہے کہ اس نے ان میں ابونواس کا مقابلہ کیا تو مامون نے اس کی تلاش کی تو یہ ڈر کر بھاگ گیا پھر اسے اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے قاسم بن عیسیٰ کو ہم پر فضیلت دی ہے اس نے کہا یا امیر المومنین آپ اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے تم کو چن لیا ہے اور تم کو عظیم بادشاہت دی ہے اور میں نے تر صرف اسے اس کے ہمسروں پر فضیلت دی ہے اس نے کہا خدا کی قسم تو نے کسی شخص کو باقی نہیں چھوڑا تو نے کہا ہے:

''تمام عرب جو صحراؤں اور شہروں میں رہتے ہیں''۔

اس کے باوجود میں تیرے قتل کو جائز قرار نہیں دیتا لیکن میں تیرے شرک و کفر کی وجہ سے تیرے قتل کو جائز سمجھتا ہوں تو نے ایک ذلیل بندے کے بارے میں کہا ہے:

تو وہ ہے جو ایام کو ان کے مقامات پر اتارتا ہے اور زمانے کو ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل کرتا ہے اور جونہی تو کسی کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اس کے ارزاق و آجال کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

حالانکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس کی گدی سے اس کی زبان نکال دو اور انہوں نے اس سال اس کی زبان نکال دی اور وہ مر گیا اور اس نے حمید بن عبدالحمید طوسی کی مدح کی ہے کہ:

دنیا حمید ہی ہے اور اس کے احسانات بڑے بڑے ہیں۔

اور جب حمید پیٹھ پھیر جائے تو دنیا کو سلام اور جب یہ حمید فوت ہو گیا تو ابوالعتاہیہ نے اس کا مرثیہ کہا:

اے ابو غانم تیرا صحن وسیع ہے اور تیری قبر اطراف سے آباد اور مضبوط ہے اور قبر میں پڑے ہوئے انسان کو اس کی قبر کی

Marfat.com

آبادی کیا فائدہ دے سکتی ہے جب کہ اس میں اس کا جسم دھیرے دھیرے ٹوٹ رہا ہو۔

اور ابن خلکان نے العلوک کے بہت سے اچھے اشعار بیان کئے ہیں جنہیں ہم نے اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

۲۱۴ھ

اس سال کی ۲۵ ربیع الاول کو ہفتہ کے روز محمد بن حمید اور بابک خرمی لعنۃ اللہ علیہ کی جنگ ہوئی اور خرمی نے اس کی فوج کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اسے بھی قتل کر دیا اور ابن حمید کے بقیہ اصحاب بھی شکست کھا گئے' مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے خراسان' جبال' آذربائیجان' آرمینیا کی نیابت اور بابک خرمی کے ساتھ جنگ کرنے کے درمیان اختیار دیں تو اس نے خراسان میں ٹھہرنے کو پسند کیا کیونکہ اسے کنٹرول کی سخت ضرورت تھی اور خوارج کے ظہور کا بھی خوف تھا اور اس سال ابواسحاق بن الرشید نے دیار مصر میں آ کر اسے عبدالسلام اور ابن جلیس سے چھین لیا اور ان دونوں کو قتل کر دیا۔

اور اس سال بلال الضبابی نام ایک شخص نے خروج کیا تو مامون نے اس کے مقابلے میں اپنے بیٹے عباس کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا' انہوں نے بلال کو قتل کر دیا اور بغداد واپس آ گئے اور اس سال مامون نے علی بن ہشام کو' جبل' قم' اصبہان اور آذربائیجان کا امیر مقرر کیا اور اس سال اسحاق بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال احمد بن خالد الموہبی نے وفات پائی۔

احمد بن یوسف بن القاسم بن صبیح:

ابوجعفر کاتب مامون کے دیوان الرسائل پر افسر مقرر ہوا' ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں اور اس کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں:

کبھی وہ آدمی کو کسی حیلہ کے بغیر رزق دیتا ہے اور کبھی بڑے عقل مند حیلہ باز سے رزق کو روک دیتا ہے۔ مجھے جب بھی تونگری اور ناداری نے چھوا ہے میں نے اس پر صرف الحمدللہ کہا ہے۔ نیز وہ کہتا ہے:

جب تو کسی چیز کے بارے میں وہاں کرے تو اسے پورا کر بلاشبہ ہاں ایک قرض ہے جس کی ادائیگی شریف آدمی پر واجب ہے وگرنہ کہہ دے کہ تو اس کام کے لیے حرکت نہیں کرے گا تاکہ وہ لوگوں سے یہ نہ کہے کہ تو جھوٹا ہے۔ پھر کہتا ہے:

جب انسان اپنی زبان سے اپنے راز کو فاش کرے اور دوسروں کو اس پر ملامت کرے تو وہ احمق ہے اور جب انسان کا سینہ اپنے راز کے چھپانے سے تنگ ہو جائے تو جس سینے میں وہ راز کو امانت رکھتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جاتا ہے۔

اور امام احمدؒ کے شیخ حسن بن محمد المروزی' عبداللہ بن الحکم مصری اور معاویہ بن عمر نے بھی اسی سال وفات پائی۔

ابومحمد عبداللہ بن اعین بن لیث بن رافع مصری:

آپ ان اشخاص میں سے ایک ہیں جنہوں نے حضرت امام مالکؒ کو موطا سنایا ہے اور آپ کے مذہب کے فقیہ بھی ہیں' بلاد

Marfat.com

مصر میں آپ کی بہت تعظیم کی جاتی تھی اور وہاں آپ کے پاس بہت دولت وثروت تھی اور جب حضرت امام شافعیؒ مصر آئے تو آپ نے ایک ہزار دینار دیئے اور اپنے اصحاب سے ان کے لیے دو ہزار دینار جمع کر کے انہیں دیئے اور آپ اس محمد بن عبداللہ بن الحکم کے والد ہیں جس نے امام شافعی کی صحبت اٹھائی ہے اور جب آپ نے اس سال وفات پائی تو آپ کو حضرت امام شافعی کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا اور جب آپ کا بیٹا عبدالرحمٰن فوت ہوا تو اسے اپنے باپ کی قبر کے پہلو میں قبلہ کی جانب دفن کیا' ابن خلکان کا بیان ہے کہ یہ تین آدمی ہیں جن کے بائیں پہلو میں امام شافعی کو دفن کیا گیا ہے اور دو قبریں آپ کے سامنے ہیں رحمہم اللہ۔

۲۱۵ھ

اس سال کے محرم کے آخر میں مامون بغداد سے فوجوں کے ساتھ بلاد روم سے جنگ کرنے گیا اور بغداد اور اس کے مضافات پر اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو نائب مقرر کیا اور جب وہ تکریت پہنچا تو محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے مدینہ سے آ کر اس سے ملاقات کی اور مامون نے اسے اپنی بیٹی ام الفضل بنت مامون کے پاس جانے کی اجازت دی' اس کا نکاح اپنے باپ علی بن موسیٰ کی زندگی میں ہی اس سے ہو چکا تھا پس وہ اسے اندر لے آیا اور اپنے ساتھ بلاد حجاز کی طرف لے گیا اور اس کے بھائی ابواسحاق بن الرشید نے دیار مصر سے آتے ہوئے اس کے موصل پہنچنے سے قبل اس سے ملاقات کی اور مامون بہت سارے لشکروں کے ساتھ طرطوس کی طرف روانہ ہوا اور جمادی الاولیٰ میں اس میں داخل ہوا اور اس نے وہاں بزور قوت ایک قلعہ کو فتح کیا اور اس کے گرانے کا حکم دے دیا پھر دمشق واپس آ کر وہیں فروکش ہو گیا اور قیسون کی ترائی میں دیرمرات کو عمر بھر کے لیے دے دیا اور اس نے ایک عرصہ تک دمشق میں قیام کیا اور اس سال عبداللہ بن عبیداللہ العباس عباسی نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اس سال ابوزید انصاری' محمد بن المبارک الصوری' قبیصہ بن عقبہ' علی بن حسن بن شقیق اور مکی بن ابراہیم نے وفات پائی۔

ابوزید انصاری:

سعید بن اوس بن ثابت البصری اللغوی' آپ معتبر ثقہ آدمیوں میں سے ایک ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ لیلۃ القدر دیکھا کرتے تھے۔ ابوعثمان مزنی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اصمعی کو دیکھا کہ وہ ابوزید انصاری کے پاس آئے اور آپ کے سر کو بوسہ دیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگے آپ پچاس سال سے ہمارے رئیس اور سردار ہیں' ابن خلکان نے بیان کیا ہے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں' جیسے خلق الانسان' کتاب الایل' کتاب المیاہ اور کتاب الفرس والترس وغیرہ ذلک۔ آپ نے اس سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال یا اس کے بعد والے سال میں وفات پائی ہے آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی اور بعض کا قول ہے کہ سو سال کے قریب تھی اور ابوسلیمان کے حالات ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

Marfat.com

۲۱۶ھ

اس سال شاہ روم نوفیل بن میخائل نے مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کر کے انہیں طرطوس کے علاقے میں قتل کر دیا ان کی تعداد سولہ سو تھی اور اس نے مامون کو خط لکھا اور اپنے نام سے اس کی ابتداء کی اور جب مامون نے اس کا خط پڑھا تو فوراً سفر ختم کئے بغیر بلاد روم پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی ابواسحاق بن الرشید نے جو مصر وشام کا نائب تھا اس کی مصاحبت کی اور اس نے صلح اور قوت سے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور اس کے بھائی نے تیس قلعے فتح کئے اور اس نے یحییٰ بن اکثم کو ایک فوج کے ساتھ طوانہ روانہ کیا اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور کئی قلعوں کو نذر آتش کر دیا پھر وہ لشکر کی طرف واپس آ گیا اور مامون نے بلاد روم میں ۱۵ جمادی الآخرۃ سے ۱۵ شعبان تک قیام کیا پھر دمشق کی طرف واپس آ گیا اور اس سال کے شعبان میں عبدالفہری نام ایک شخص نے بلاد مصر میں بغاوت کر دی اور ابواسحاق الرشید کے نائبین پر متغلب ہو گیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کر لی اور مامون دمشق سے ۱۴ ذوالحجہ کو بدھ کے روز دیار مصر کی طرف گیا اور اس کا حال ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال مامون نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ لوگوں کو پانچوں نمازوں کے بعد اللہ اکبر کہنے کا حکم دے' سب سے پہلے یہ کام بغداد اور رصافہ کی جامع مسجد میں ۱۴ رمضان کو جمعہ کے روز شروع کیا گیا اور وہ اس طرح کہ جب وہ نماز ختم کر لیتے تو لوگ کھڑے ہو جاتے اور تین تکبریں کہتے' پھر وہ بقیہ نمازوں میں بھی اس طریق پر قائم ہو گئے یہ بدعت بھی مامون نے کسی مستند دلیل اور معتمد کے بغیر ایجاد کی ہے بلاشبہ یہ کام کسی نے اس سے قبل نہیں کیا لیکن صحیح میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بلند آواز سے ذکر الٰہی ہوتا تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ لوگ فرض نماز سے لوٹ رہے ہیں اور علماء کے ایک گروہ نے اسے پسند کیا ہے جیسا کہ ابن حزم وغیرہ اور ابن بطال نے بیان کیا ہے کہ مذاہب اربعہ اس کے عدم استحباب کے قائل ہیں' نووی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ ذکر اس لیے کیا جاتا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نمازوں کے بعد ذکر کرنا مشروع ہے اور جب لوگوں کو اس کا علم ہو گیا تو بلند آواز سے ذکر کرنے کا کوئی مفہوم باقی نہ رہا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نماز جنازہ میں بلند آواز سے فاتحہ پڑھتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے اور اس کے کئی نظائر موجود ہیں واللہ اعلم۔

اور یہ بدعت جس کا مامون نے حکم دیا ہے یہ نئی بدعت ہے جس پر سلف میں سے کسی نے عمل نہیں کیا اور اس سال بڑی سردی پڑی اور اس سال اسی شخص نے لوگوں کو حج کروایا جس نے گزشتہ سال کروایا تھا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ کسی دوسرے شخص نے حج کروایا ہے واللہ اعلم۔

اور اس سال حبان بن ہلال' عبدالملک بن قریب اصمعی امام لغت ونحو اور شعر وغیرہ' محمد بن بکار بن ہلال اور ہوزہ بن خلیفہ نے وفات پائی ہے۔

Marfat.com

رشید کی عم زادی اور بیوی زبیدہ:

دختر جعفر ام العزیز بنت جعفر بن منصور' عباسیہ ہاشمیہ قرشیہ' جس کا لقب زبیدہ ہے یہ رشید کو سب لوگوں سے محبوب تھی اور بڑی حسین وجمیل تھی اور اس کے علاوہ اس کی اور بھی بہت سی لونڈیاں اور بیویاں تھیں جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور اسے زبیدہ کا لقب اس لیے دیا گیا کہ اس کا دادا ابو جعفر منصور چھوٹی عمر میں اسے کھلاتا اور نچاتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ تو زبیدہ ہے یہ لقب اس نے اس کی سفیدی کی وجہ سے دیا اور یہی لقب اس پر غالب آ گیا اور وہ اسی کے ذریعے مشہور ہے اور اس کا اصل نام ام العزیز ہے اور وہ بہت خوبصورت' بہت مالدار' بہت بھلے کام کرنے والی' بہت دین دار' بہت صدقہ کرنے والی اور بہت نیکی کرنے والی تھی اور خطیب نے روایت کی ہے کہ اس نے حج کیا اور ساٹھ دن میں اس کا خرچ ۵۴ کروڑ درہم تک پہنچ گیا اور جب اس نے مامون کو خلافت کی مبارکباد دی تو کہنے لگی میں نے تیرے دیکھنے سے قبل ہی تیری طرف سے اپنے آپ کو مبارکباد دے دی ہے اگر میں نے ایک خلیفہ بیٹے کو کھویا ہے تو مجھے اس کے عوض میں ایک خلیفہ بیٹا دیا گیا ہے جسے میں نے جنم نہیں دیا اور جسے تیرے جیسا شخص عوض میں ملے اس نے گھاٹا نہیں پایا اور اس نے ماں بچہ نہیں کھویا جس کا ہاتھ تجھ سے لبریز ہے اور جو مجھ سے لیا گیا ہے میں اس کے بارے میں اللہ سے اجر اور جو دیا گیا ہے اس کی درازی عمر کی دعا کرتی ہوں۔ زبیدہ نے جمادی الاولی ۲۱۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

پھر خطیب نے بیان کیا ہے کہ حسین بن محمد الخلال نے لفظاً مجھ سے بیان کیا اور ابوالفتح القواس سے بھی بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ صدقہ بن ہبیرہ موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں زبیدہ کو دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ وہ کہنے لگی مکہ کے راستے میں پہلی کدال مارنے پر ہی اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا یہ زردی کیسی ہے؟ وہ کہنے لگی ہمارے درمیان ایک شخص بشر المریسی کو دفن کیا گیا ہے جہنم نے اس پر گرم اور لمبا سانس لیا تو اس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور یہ اس گرم سانس کی زردی ہے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ زبیدہ کی ایک سو لونڈیاں تھیں جو سب کی سب حافظ قرآن تھیں ان کے علاوہ کچھ مقدور بھر قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور کچھ ان پڑھ تھیں اور وہ محل میں شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی گونج کو سنا کرتی تھی اور ان میں سے ہر ایک کا ورد' قرآن کا دسواں حصہ تھا' بیان کیا گیا ہے کہ اسے خواب میں دیکھا گیا اور اس سے اس کے نیک کاموں اور صدقات وغیرہ اور جو اس نے حج کے راستے میں نیک کام کیا اس کے متعلق پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی اس کا سارا ثواب اس کے اہل کو مل گیا ہے اور مجھے صرف ان رکعات نے فائدہ دیا ہے جو میں سحری کے وقت پڑھا کرتی تھی اور اس سال میں بہت سے واقعات وامور رونما ہوئے جن کا ذکر طویل ہے۔

Marfat.com

۲۱۷ھ

اس سال کے محرم میں مامون مصر آیا اور اس نے عبداوس الفہری پر فتح پا کر اسے قتل کرنے کا حکم دیا پھر وہ شام کو واپس چلا گیا اور اس سال مامون بلاد روم کو گیا اور ایک سو دن تک لؤلؤہ کا محاصرہ کیا پھر وہاں سے کوچ کر گیا اور اس نے اس کے محاصرہ پر عجیف کو نائب مقرر کیا جسے رومیوں نے دھوکہ دے کر قید کر لیا اور وہ آٹھ دن ان کے قبضے میں رہا پھر ان سے بھاگ آیا اور ان کا محاصرہ کئے رہا بادشاہ روم نے خود آ کر پیچھے سے اس کی فوج کا گھیراؤ کر لیا۔ مامون کو اطلاع ملی تو وہ اس کی طرف روانہ ہو گیا اور جب نوفیل نے اس کی آمد کو محسوس کیا تو بھاگ گیا اور اپنے وزیر صنغل کو امان و مصلحت طلب کرنے بھیجا لیکن اس نے مامون سے قبل اپنے نام سے آغاز کیا تو مامون نے اسے بڑا مؤثر جواب دیا جو زجر و توبیخ پر مشتمل تھا اور یہ کہ میں تجھ سے صرف دین حنیف میں داخل ہونا قبول کروں گا بصورت دیگر تلوار اور قتل ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

اور اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان ابن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حجاج بن منہال، شروع بن نعمان اور موسیٰ بن داؤد الضبی نے وفات پائی واللہ اعلم۔

۲۱۸ھ

جمادی الاولیٰ کے پہلے دن مامون نے اپنے بیٹے عباس کو طوانہ کی تعمیر اور اسے از سر نو آباد کرنے کے لیے بلاد روم کی طرف بھیجا اور دوسرے صوبوں، مصر، شام اور عراق کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ہر شہر سے کاریگروں کو اس کی طرف بھیجیں پس وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور اس نے حکم دیا کہ اسے میل ضرب میل بنایا جائے اور اس کی فصیلیں تین فرسخ بنائی جائیں اور ان کے تین دروازے بنائے جائیں۔

پہلی آزمائش اور فتنہ کا بیان:

اس سال مامون نے اپنے نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ قضاۃ اور محدثین کی خلق قرآن کے مسئلہ میں آزمائش کرے اور ان کی ایک جماعت کو اس کے پاس روانہ کرے اور اس نے اسے ایک طویل خط میں اس کی ترغیب دی اور دیگر خطوط بھی لکھے جن سب کو ابن جریر نے بیان کیا ہے اور ان کا مضمون یہ دلیل ہے کہ قرآن محدث ہے اور ہر محدث مخلوق ہوتا ہے اس دلیل سے محدثین تو کجا بہت سے متکلمین بھی اتفاق نہیں کرتے بلاشبہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اختیاری افعال اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہونے والا فعل مخلوق ہے بلکہ وہ مخلوق نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ محدث ہے مخلوق نہیں بلکہ وہ کلام الٰہی ہے جو اس کی ذات مقدسہ کے ساتھ قائم ہے اور جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہو وہ مخلوق نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ مَا يَاْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُحْدَثٍ ﴾.

Marfat.com

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَآئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ ﴾.

سجدے کا حکم آدم کی پیدائش کے بعد اس سے صادر ہوا ہے پس وہ کلام جو بالذات قائم ہو مخلوق نہیں ہوتا اور اس کے بیان کے لیے اور مقام ہے اور امام بخاری نے اس مفہوم میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام آپ نے خلق افعال العباد رکھا ہے حاصل کلام یہ کہ جب مامون کا خط بغداد آیا تو اسے لوگوں کو سنایا گیا اور مامون نے محدثین کی ایک جماعت کو مخصوص کیا کہ انہیں اس کے پاس حاضر کیا جائے اور وہ محمد بن سعد کاتب الواقدی' ابو مسلم المستعملی' یزید بن ہارون [1]' یحییٰ بن معین' ابو خیثمہ زہیر بن حرب' اسماعیل بن مسعود اور احمد الدورقی تھے' اس نے مامون کے پاس رقعہ بھیجا اور اس نے خلق قرآن کے ذریعے ان کی آزمائش کی اور انہوں نے اس کی بات مان کر اس سے بادل نخواستہ موافقت کا اظہار کیا' سو اس نے انہیں بغداد واپس بھیج دیا اور حکم دیا کہ ان کے معاملے کو فقہاء کے درمیان مشہور کیا جائے تو اسحاق نے ایسے ہی کیا اور اس نے بہت سے مشائخ حدیث' فقہاء اور ائمہ مساجد وغیرہم کو بلایا اور مامون کے حکم کے مطابق انہیں اس امر کی دعوت دی اور یہ بھی بیان کیا کہ ان محدثین نے اس مسئلہ پر اس سے اتفاق کر لیا ہے تو انہوں نے بھی ان کے موافق جواب دیا اور لوگوں کے درمیان ایک عظیم فتنہ برپا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر مامون نے اسحاق کو خلق قرآن کے مسئلہ پر بلا تحقیق اور لاحاصل دلائل قائم کرتے ہوئے دوسرا خط لکھا حالانکہ وہ متشابہ دلائل ہیں اور اس نے قرآن کریم سے آیات بھی بیان کیں جو اس پر حجت ہیں۔ ابن جریر نے یہ سب کچھ بیان کیا ہے اور اس نے اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو یہ خط سنائے اور انہیں اس کی طرف اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دے' سو ابو اسحاق نے ائمہ کی ایک جماعت کو بلایا اور وہ احمد بن حنبل' امام قتیبہ' امام ابو حیان الزیادی' امام بشر بن ولید کندی' امام علی بن مقاتل' امام سعدویہ الواسطی' امام علی بن الجعد' امام اسحاق بن ابی اسرائیل' امام ابن الہرش' امام ابن علیۃ الاکبر' امام یحییٰ ابن عبدالحمید العمری اور ایک اور شیخ تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اور رقہ کے قاضی تھے امام ابو نصر التمار' امام ابو معمر القطیعی' امام محمد بن حاتم بن میمون' امام محمد بن نوح جندی سابوری مضروب' امام ابن الفرخان' امام النضر بن شمل' امام ابو علی بن عاصم' امام ابو العوام البارد' امام ابو شجاع' امام عبدالرحمٰن بن اسحاق اور ایک جماعت تھی اور جب وہ ابو اسحاق کے پاس آئے تو اس نے انہیں مامون کا خط سنایا اور جب انہوں نے اسے سمجھ لیا تو اس سے امام بشر بن ولید سے کہا آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے اس نے کہا میں آپ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا' میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کیا وہ مخلوق ہے؟ آپ نے فرمایا وہ خالق نہیں اس نے کہا میں اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھتا آپ نے فرمایا' دوسری بات کیا ہی اچھی ہے اور اسی بات پر

---

[1] مؤلف نے یزید بن ہارون کی وفات ۲۰۶ھ میں بیان کی ہے۔ پھر یہاں اس کو حاضر ہونے والوں میں بیان کیا ہے پس اس جگہ یا اس جگہ غلطی پائی جاتی ہے۔

اصرار کیا' اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا اور یکتا ہے نہ اس سے پہلے کوئی چیز تھی اور نہ اس کے بعد کوئی ہوگی اور وہ کسی بھی مفہوم اور کسی بھی وجہ سے اپنی مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کاتب سے کہا جو آپ نے بیان کیا ہے اسے لکھ لو' اس نے لکھ لیا پھر اس نے ایک ایک کر کے ان کی آزمائش کی اور اکثریت نے خلق قرآن کے مسئلہ سے انکار کیا اور جب ان میں سے کوئی شخص انکار کرتا تو وہ اسی رقعہ کے ذریعے ان کی آزمائش کرتا جس سے امام بشر بن ولید کندی نے اتفاق کیا تھا یعنی یہ کہا جاتا کہ وہ کسی بھی مفہوم اور کسی بھی وجہ سے اپنی مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا تو وہ کہتا ہوں جیسا کہ بشر نے بیان کیا ہے اور جب حضرت امام احمد بن حنبل کی آزمائش کی باری آئی تو اس نے آپ سے پوچھا کیا آپ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے؟ آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے میں اس پر اضافہ نہیں کر سکتا اس نے آپ سے کہا آپ اس رقعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْر ﴾.

''کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہ سمیع وبصیر ہے''۔

تو معتزلہ میں سے ایک شخص نے کہا آپ کہتے ہیں وہ کانوں سے سنتا ہے اور آنکھوں سے دیکھتا ہے' اسحاق نے آپ سے پوچھا آپ نے جو سمیع وبصیر کہا ہے اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا میری اس سے وہی مراد ہے جو اللہ کی اور وہ ایسا ہے جیسے اس نے خود اپنی تعریف کی ہے اور میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کر سکتا' پس اس نے ایک ایک کر کے سب لوگوں کے جوابات لکھ لیے اور انہیں مامون کے پاس بھیج دیا اور حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے نرمی سے بادل نخواستہ خلق قرآن کے مسئلہ کے مطابق جواب دیا کیونکہ وہ اس شخص کو معزول کر دیتے تھے جو اپنے مقرر کردہ کام کا جواب نہ دیتا تھا اور اگر اس کی رسد بیت المال کے ذمے ہوتی تو اسے ختم کر دیا جاتا اور اگر وہ مفتی ہوتا تو اسے فتویٰ دینے سے روک دیا جاتا خواہ وہ شیخ الحدیث ہی ہوتا اسے فتویٰ دینے اور سنانے سے روک دیا جاتا اور ایک سخت فتنہ ایک بری آزمائش اور عظیم مصیبت پیدا ہوگئی۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

Marfat.com

باب

جب لوگوں کے جوابات مامون کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے نائب کی تعریف کرتے ہوئے اسے خط بھیجا اور ہر فرد کو اس کا جواب بھی بھیجا جو اس نے خط میں لکھا تھا جو اس نے اسے بھیجا تھا اور اس نے اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ پھر ان کی آزمائش کرے اور جو ان میں سے قبول کرے اس کی بات کو لوگوں میں مشہور کیا جائے اور جو ان میں سے قبول نہ کرے اسے بیڑیاں ڈال کر اس کی نگرانی کرتے ہوئے امیر المومنین کی فوج کی طرف بھیج دو حتیٰ کہ وہ امیر المومنین کے پاس پہنچ جائے اور وہ اس کے بارے میں اپنی رائے قائم کرے گا اور اس کی رائے یہ تھی کہ جو شخص خلق قرآن کے مسئلہ میں اس کا ہمنوا ہوگا وہ اسے قتل کر دے گا' اس موقع پر نائب نے بغداد میں ایک اور مجلس منعقد کی اور ان لوگوں کو بلوایا اور ان میں ابراہیم بن مہدی بھی شامل تھے آپ بشر بن ولید کندی کے دوست تھے اور مامون نے صراحت سے بیان کیا کہ اگر یہ فوری طور پر جواب نہ دیں تو ان دونوں کو قتل کر دیا جائے اور جب اسحاق نے ان کی آزمائش کی تو سب نے بادل نخواستہ قول الٰہی:

﴿ مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ﴾ .

کی تاویل کرتے ہوئے اُسے جواب دیا مگر چار آدمیوں نے اسے جواب نہ دیا اور وہ امام احمد بن حنبل' محمد بن نوح' حسن بن حماد سجادہ اور عبیداللہ بن عمر القواریری تھے۔ پس اس نے انہیں بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں مامون کے پاس بھیجنے کے لیے کھڑا کر دیا پھر اس نے انہیں دوسرے دن بلایا اور ان کی آزمائش کی تو سجادہ نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا تو اس نے اسے رہا کر دیا پھر اس نے تیسرے دن ان کی آزمائش کی تو القواریری نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا تو اس نے اسے رہا کر دیا پھر اس نے تیسرے دن ان کی آزمائش کی تو القواریری نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا اور اس نے اس کی بیڑی کھول کھول دی اور آخر میں حضرت امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح جندی سابوری رہ گئے کیونکہ ان دنوں نے اس بات کو نہ ماننے پر اصرار کیا تھا پس اس نے ان دونوں کی بیڑیوں کو مضبوطی سے باندھ دیا اور بیڑی میں انہیں اکٹھا کر دیا اور خلیفہ کے پاس طرطوس بھیج دیا اور اسے ان دونوں کے بھیجنے کے متعلق خط بھی لکھا' یہ دونوں پابجولاں اونٹ کی تلی پر ایک دوسرے کے برابر روانہ ہوئے اور حضرت امام احمد اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے کہ وہ ان دونوں اور مامون کو اکٹھا نہ کرے اور یہ دونوں اُسے نہ دیکھیں اور نہ وہ انہیں دیکھے پھر اس کے نائب کو مامون کا خط آیا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان لوگوں نے قول الٰہی:

﴿ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ﴾ .

کی تاویل کرتے ہوئے بادلِ نخواستہ جواب دیا ہے اور انہوں نے اپنی تاویل میں بڑی غلطی کی ہے اور ان سب کو امیر المومنین کے پاس بھیج دے' پس اسحاق نے انہیں بلایا اور طرطوس کی روانگی کو ان پر لازم قرار دیا اور وہ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ انہیں مامون کی وفات کی اطلاع مل گئی تو انہیں رقہ واپس کر دیا گیا پھر اس نے انہیں بغداد

Marfat.com

واپس جانے کی اجازت دے دی اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوح نے سب لوگوں سے سبقت کی مگر دونوں نے اس سے ملاقات نہ کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پہنچنے سے قبل ہی اسے ہلاک کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور ولی امام احمد بن حنبلؒ کی دعا کو قبول کیا اور ان دونوں نے نہ مامون کو دیکھا اور نہ مامون نے انہیں دیکھا بلکہ انہیں بغداد واپس کر دیا گیا اور عنقریب معتصم بن الرشید کی حکومت کے آغاز میں وہ سب قبیح واقعات مکمل طور پر بیان ہوں گے جو انہیں پیش آئے اور اس بارے میں بقیہ مکمل گفتگو امام احمد کی وفات کے موقع پر جو ۲۴۱ھ میں ہوئی بیان ہوگی وباللہ المستعان۔

عبداللہ مامون:

عبداللہ مامون بن ہارون الرشید عباسی قرشی ہاشمی ابوجعفر امیر المومنین' اس کی ماں ام ولد تھی جسے مراجل الباذغیسیۃ کہا جاتا تھا اس کی پیدائش ربیع الاول ۱۷۰ھ کو اس کے چچا ہادی کی وفات کی شب ہوئی اور اس کا باپ ہارون الرشید خلیفہ بنا اور یہ جمعہ کی رات کا واقعہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے باپ ہاشم بن بشر' ابومعاویہ الضریر' یوسف بن قحطبہ' عباد بن العوام' اسماعیل بن علیۃ اور حجاج بن محمد الاعور سے روایت کی ہے اور اس سے ابوحذیفہ' اسحاق بن بشر یہ اس سے عمر رسیدہ ہے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم اور اس کے بیٹے فضل بن مامون' معمر بن شبیب' قاضی ابویوسف' جعفر بن ابی عثمان طیالسی' احمد بن حارث الشعبی بایزیدی' عمر بن مسعدۃ' عبداللہ بن طاہر بن حسین' محمد بن ابراہیم سلمی اور دعبل بن علی خزاعی نے روایت کی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ کئی بار دمشق آیا اور مدت تک وہاں مقیم رہا۔ پھر ابن عساکر نے ابوالقاسم بغوی کے طریق سے روایت کی ہے کہ احمد بن ابراہیم موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے الشماسیہ میں مامون سے سماع کیا اور اس نے دوڑ شروع کرادی اور لوگوں کی کثرت کی طرف دیکھنے لگا اور اس نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کیا تو لوگوں کی کثرت کو نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا یوسف بن عطیہ نے ثابت سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا:

''تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور وہ شخص اسے سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کے عیال کے لیے زیادہ نفع بخش ہے''۔

اور ابوبکر المنابجی کی حدیث سے عن حسین بن احمد مالکی عن یحییٰ بن اکثم قاضی عن مامون عن ہشیم عن منصور عن حسن عن ابی بکرہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''حیا ایمان کا حصہ ہے''۔

اور ابوجعفر بن عثمان طیالسی کی حدیث سے بیان ہوا ہے کہ اس نے یوم عرفہ کو مامون کے پیچھے رصافہ میں نماز پڑھی اور جب اس نے سلام پھیرا تو لوگوں نے تکبیر کہی تو وہ کہنے لگا اے کمینو! کل تکبیر کہنا ابوالقاسم کی سنت ہے اور جب کل کا دن آیا تو اس نے منبر پر چڑھ کر تکبیر کہی پھر کہنے لگا ہشیم بن بشیر نے خبر دی کہ ابن شبرمہ نے عن الشعبی عن ابراء بن عازب عن ابی بردہ بن دینار ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ:

''جس نے نماز پڑھنے سے قبل قربانی کی وہ صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے اہل کے لیے پیش کیا ہے اور جس نے نماز پڑھنے کے بعد قربانی کی اس نے سنت پر عمل کیا''۔

Marfat.com

اللّٰہ اکبر کبیرًا والحمد للّٰہ کثیرًا وسبحان اللّٰہ بکرۃ واصیلا اللّٰھم اصلحنی واستصحلنی واصلح علی یدی .

مامون نے محرم ۱۹۸ھ میں خلافت حاصل کی اور بیس سال پانچ ماہ مسلسل خلیفہ رہا اور اس میں تشیع' اعتزال اور سنت صحیحہ سے ناواقفیت پائی جاتی تھی اور اس نے اپنے بعد ۲۰۱ھ میں علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کے لیے بیعت لی اور سیاہ لباس کو اتار دیا اور سبز لباس پہن لیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بغدادی عباسیوں وغیرہ نے اس بات کو برا خیال کیا اور مامون کو معزول کر دیا اور ابراہیم بن مہدی کو اپنا امیر مقرر کر لیا پھر مامون نے ان پر فتح حاصل کر لی اور اس کی خلافت کا حال درست ہو گیا اور وہ معتزلہ کے مذہب پر تھا کیونکہ اس نے ایک جماعت سے ملاقات کی جس میں بشر بن غیاث المریسی بھی شامل تھا انہوں نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے ان سے یہ باطل مذہب سیکھ لیا اور وہ علم کا دلدادہ تھا مگر اس میں اسے بصیرت نافذہ حاصل نہ تھی۔ اس اندرونی سبب کی وجہ سے وہ اس میں داخل ہو گیا اور باطل اس کے پاس خوبصورت بن کر آ گیا اور اس نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اور انہیں بالجبر اس پر آمادہ کیا اور یہ اس کی حکومت کے آخری ایام اور اس کے خاتمہ کے وقت ہوا۔

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ مامون سفید رنگ' میانہ قد' خوبرو' سر کے بال کھچڑی جن پر زردی غالب تھی' آنکھیں بڑی بڑی' باریک طویل داڑھی اور تنگ جبین تھا اس کے رخسار پر تل تھا اس کی ماں ام ولد تھی جسے مراجل کہا جاتا تھا اور خطیب نے بحوالہ قاسم بن محمد بن عباد کی روایت ہے اس نے بیان کیا ہے کہ خلفاء میں سے حضرت عثمانؓ بن عفان اور مامون کے سوا کسی نے قرآن حفظ نہیں کیا۔ یہ روایت نہایت غریب ہے جس سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ کئی خلفاء نے قرآن حفظ کیا ہوا تھا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مامون رمضان شریف میں ۳۳ قرآن ختم کرتا تھا اور ایک روز وہ حدیث لکھوانے بیٹھا اور قاضی یحییٰ بن اکثم اور ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی تو اس نے انہیں اپنے حفظ سے تیس احادیث لکھوائیں اسے متعدد علوم مثلاً فقہ' طب' شعر' فرائض' کلام' نحو اور اس کے غریب کلمات' غریب حدیث اور علم نجوم میں بصیرت حاصل تھی اور زیج مامونی [1] اس کی طرف منسوب ہوتی ہے اور اس نے اسے سنجار کے میدان میں رکھ کر درجہ کی مقدار کی جانچ کی تو اس کے اور اوائل فقہاء کے علم میں اختلاف ہو گیا اور ابن عساکر سے روایت ہے کہ ایک روز مامون لوگوں کے لیے بیٹھا اور امراء اور علماء بھی اس کی مجلس میں موجود تھے تو ایک عورت اس کے پاس ظلم کی شکایت کرتی ہوئی آئی اور اس نے بیان کیا کہ اس کا بھائی فوت ہو چکا ہے اور اس نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے اور اسے صرف ایک دینار ملا ہے۔ مامون نے فی البدیہہ اسے کہا تجھے تیرا حق مل گیا ہے تیرے بھائی نے دو بیٹیاں ایک ماں' ایک بیوی بارہ بھائی اور ایک بہن چھوڑی ہے جو تو ہے اس نے کہا ہاں امیر المومنین تو وہ کہنے لگا دو بیٹیوں کے لیے وہ دو ثلث چار سو دینار ہوئے اور ماں کے لیے چھٹا حصہ ایک سو دینار ہوا اور بیوی کے لیے آٹھواں حصہ ۷۵ دینار ہوئے' باقی ۲۵ دینار رہ گئے ہر بھائی کو دو دو دینار ملے اور تیرے لیے ایک دینار ہوا پس علماء اس کی سمجھ' تیزی ذہن اور سرعت جواب سے انگشت بدنداں رہ گئے۔

---

[1] زیج' علم ہیئت میں اس جدول کو کہتے ہیں جس سے ستاروں کی حرکات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ مترجم۔

Marfat.com

اور ایک شاعر مامون کے پاس آیا اور اس نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا تھا جسے وہ بہت اہم سمجھتا تھا اور جب اس نے اسے وہ شعر سنایا تو اس نے اس کے ہاں کوئی فائدہ بخش مقام حاصل نہ کیا اور وہ اس کے ہاں سے محروم ہو کر باہر نکل گیا اور اسے ایک شاعر ملا تو اس نے اسے کہا کیا میں تجھے ایک حیران کن بات نہ سناؤں' میں نے مامون کو یہ شعر سنایا تو اس نے سر بھی نہ اٹھایا اس نے پوچھا وہ کیا شعر ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے بارے میں کہا ہے:

امام ہدایت مامون' دین میں مشغول ہے اور لوگ دنیا میں مشغول ہیں۔

دوسرے شاعر نے اسے کہا تو نے زیادہ سے زیادہ اسے محراب کی بڑھیا بنا دیا ہے تو نے ایسے کیوں نہیں کہا جیسے جریر نے عبدالعزیز بن مروان کے بارے میں کہا ہے:

وہ نہ دنیا میں اپنا حصہ ضائع کرنے والا ہے اور نہ دنیا ملنے پر دین سے غافل ہونے والا ہے۔

اور ایک روز مامون نے اپنے ایک ہم نشین کو کہا دو شاعر کے دو شعر ہیں جن سے کوئی نہیں مل سکتا ابونواس کہتا ہے۔

جب عقل مند شخص دنیا کی جانچ پڑتال کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ دوست کے لباس میں دشمن ہے۔

اور شریح کہتا ہے:

دنیا پر ملامت ہیچ ہے اور جو شخص اسے ملامت کرتا ہے وہ اس کی دوستی کا خواہش مند ہے۔

مامون نے بیان کیا ایک روز میں ایک جماعت کے ساتھ کہ بھیڑ نے مجھے مجبور کر دیا اور میں عوام کے ساتھ جا ملا اور میں نے ایک شخص کو ایک دوکان پر بوسیدہ کپڑوں میں دیکھا اور اس نے میری طرف مجھ پر رحم کرنے والے شخص کی طرح دیکھا یا میرے حال سے متعجب ہو کر دیکھا اور کہنے لگا۔

جب ایک سال سلامتی سے گزر جاتا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ہر فریب خوردہ شخص کو اس کا نفس اگلے سال کے متعلق جھوٹی تمنائیں دلاتا ہے اور یحییٰ بن اکثم نے بیان کیا ہے کہ میں نے عید کے روز مامون کو لوگوں کو خطبہ دیتے سنا اس نے اللہ کی حمد وثنا کی اور حضرت نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا پھر کہنے لگا اللہ کے بندو! دارین کا معاملہ بڑھ گیا ہے اور دونوں جہانوں کی جزاء مرتفع ہو گئی ہے اور فریقین کی مدت دراز ہو گئی ہے اور قسم بخدا یہ سنجیدگی اختیار کرنے کے لیے ہوئی ہے نہ کہ لہو ولعب کے لیے اور یہ حق کے لیے ہوئی ہے نہ کہ جھوٹ کے لیے اور یہ صرف موت' بعث' حساب' فضل' میزان' پل صراط پھر عذاب یا ثواب ہے اور جو اس روز نجات پا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور جو گر پڑا وہ ناکام ونامراد ہو گیا' سب خیر' جنت میں ہے اور سب شر دوزخ میں اور ابن عساکر نے النضر بن شمیل کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے میں مامون کے پاس آیا تو اس نے پوچھا تاخیر کیا ہے؟ میں نے کہا جو دین بادشاہوں سے موافق کرتا ہے وہ اس کے ذریعے اپنی دنیا حاصل کرتے ہیں اور ان کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں اس نے کہا تو نے درست کہا ہے پھر کہنے لگا اے نضر کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے آج صبح کو کیا کہا ہے؟ میں نے کہا مجھے علم غیب سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس نے کہا میں نے یہ اشعار کہے ہیں:

میرا دین وہ ہے جس کی میں اطاعت کرتا ہوں اور میں کل کو اس سے معذرت کرنے والا نہیں' میں حضرت نبی کریم ﷺ

کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سب وشتم نہیں کرتا پھر حضرت ابن عفان جنت میں ابرار کے ساتھ موجود ہیں یہ مقتول بڑے صبر والا ہے۔ آگاہ رہو میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی سب وشتم نہیں کرتا خواہ کوئی کہے کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور نہ ہی میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب وشتم کرتا ہوں اور جو ان پر افتراء کرتے ہیں ہم اس افتراء سے بری ہیں۔

یہ دوسرے مرتبے کے شیعوں کا مذہب ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہؓ پر فضیلت دی جاتی ہے اور سلف کی ایک جماعت نے اور دار قطنی نے بیان کیا ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی اس نے مہاجرین وانصار پر عیب لگایا یعنی ان کے تین دن کے اجتہاد پر پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقدم کرنے پر اتفاق کرلیا۔ اس کے بعد تشیع کے سولہ مراتب ہیں جیسا کہ کتاب البلاغ الاکبر اور الناموس الاعظم کے مؤلف نے بیان کیا ہے اور یہ کتاب اسے اکفر الکفر تک لے جاتی ہے اور ہم نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مجھے فضیلت دیتا ہوا میرے پاس لایا گیا میں اسے مفتری کی حد لگاؤں گا اور آپ سے متواتر روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور مامون نے تمام صحابہ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی بھی مخالفت کی ہے اور مامون نے اس بدعت کے ساتھ جس میں اس نے مہاجرین وانصار پر عیب لگایا ہے ایک اور بدعت اور بڑی مصیبت کا بھی اضافہ کیا ہے اور وہ خلق قرآن کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ شراب نوشی وغیرہ دیگر ناپسندیدہ افعال میں بھی منہمک رہتا تھا لیکن اس میں جنگ کرنے اور دشمنوں کے محاصرہ میں اور رومیوں کے مقابلہ میں صبر واستقلال دکھانے اور ان کے مردوں کے قتل کرنے اور عورتوں کے قیدی بنانے میں بڑی قوت اور تیز فہمی پائی جاتی تھی۔

اور وہ کہا کرتا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور عبدالملک کے لیے حاجب تھے اور میں خود اپنا حاجب ہوں اور وہ عدل کا متلاشی تھا اور خود لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتا تھا اس کے پاس ایک ضعیف عورت اس کے بیٹے عباس کے خلاف شکایت کرنے آئی اور وہ اس کے سر کے پاس کھڑا تھا اس نے حاجب کو حکم دیا تو اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے اس عورت کے ساتھ اپنے سامنے بٹھالیا اس نے اس کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے اس کی جاگیر لے لی ہے اور اس پر قبضہ کرلیا ہے پس دونوں نے کچھ دیر مناظرہ کیا' اس عورت کی آواز اس سے بلند ہونے لگی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اس عورت کو ڈانٹا تو مامون نے اسے کہا خاموش رہ بلاشبہ اس سے حق نے گفتگو کروائی ہے اور باطل نے اسے خاموش کرادیا ہے پھر اس نے اس عورت کے حق میں فیصلہ دیا اور اپنے بیٹے کو اس کے لیے دس ہزار درہم کا تاوان ڈالا۔

اور اس نے ایک امیر کو لکھا یہ کوئی جوانمردی نہیں کہ تیرا گھر سونے اور چاندی کا ہو اور تیرا قرض خواہ برہنہ اور تیرا پڑوسی خالی پیٹ اور فقیر بھوکا ہو اور ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا تو مامون نے اسے کہا خدا کی قسم میں ضرور تجھے قتل کردوں گا اس نے کہا یا امیر المومنین مجھ سے نرمی کیجیے' بلاشبہ نرمی کرنا نصف عفو ہے اس نے کہا تو ہلاک ہوجائے تیرا برا ہو میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھے

ضرور قتل کروں گا اس نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ اللہ کو قسم توڑ کر ملیں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ اسے قاتل ہونے کی صورت میں ملیں تو اس نے اسے معاف کر دیا اور وہ کہا کرتا تھا کاش اہل جرائم کو معلوم ہوتا کہ میرا مذہب عفو کرنا ہے تو خوف ان سے دور ہو جاتا اور خوشی ان کے دلوں میں داخل ہو جاتی۔

ایک روز وہ فائرشپ میں سوار ہوا اور اس نے ملاح کو اپنے اصحاب سے کہتے سنا تم اس مامون کو دیکھتے ہو یہ میری نگاہوں میں شریف بنتا ہے حالانکہ اس نے اپنے بھائی امین کو قتل کیا ہے وہ یہ بات کر رہا تھا اور اسے مامون کی جگہ کا علم نہ تھا۔ مامون مسکرا کر کہنے لگا تم مجھے کوئی حیلہ بتاؤ کہ میں اس جلیل القدر شخص کی نگاہوں میں شریف بن جاؤں؟ اور ہدبہ بن خالد ناشتہ کرنے کے لیے مامون کے پاس آیا اور جب دسترخوان اٹھایا گیا تو ہدبہ اس سے جو اچھی چیز گرتی اٹھا لیتا' مامون نے اسے کہا اے شیخ کیا تو سیر نہیں ہوا اس نے کہا بے شک' حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ انس مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے دسترخوان کے نیچے پڑی ہوئی چیزوں کو کھائے گا فقر سے محفوظ ہو جائے گا' راوی کا بیان ہے کہ مامون نے اس کے لیے ایک ہزار دینار کا حکم دیا۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ایک روز مامون نے محمد بن عباد بن مہلب سے کہا اے ابوعبداللہ میں نے تجھے ایک کروڑ' پھر ایک کروڑ پھر ایک کروڑ دیا اور میں تجھے ایک دینار بھی دوں گا۔ اس نے کہا یا امیر المومنین موجود کو روکنا معبود کے بارے میں سوءظن کرتا ہے اس نے کہا اے عبداللہ تو نے بہت اچھی بات کی ہے اسے ایک کروڑ پھر ایک کروڑ پھر ایک کروڑ دے دو اور جب مامون بوران بنت حسن بن سہل کو گھر لایا تو لوگ اس کے باپ کو نفیس اشیاء تحفہ دینے لگے اور ان لوگوں میں ایک ادیب بھی تھا جس پر وہ فخر کیا کرتا تھا اس نے اسے توشہ دان تحفہ دیا جس میں اچھا نمک تھا اور ایک اور توشہ دان بھی دیا جس میں اچھی گھاس تھی اور اس نے اسے لکھا میں نے پسند نہیں کیا کہ حسن سلوک کرنے والوں کا ورق لپیٹ دیا جائے اور میرا اس میں ذکر نہ ہو پس میں نے اسے اس کی برکت کی وجہ سے تیری طرف بھیجنے کا آغاز کیا ہے اور اس کی اچھائی اور نظافت کی وجہ سے اس پر اس کا خاتمہ کیا ہے اور اسے لکھا:

میرا سامان' میری خواہش سے کم ہے اور میری خواہش میرے مال سے عاجز ہے اے میرے آقا نمک اور گھاس میرے جیسے لوگوں کی طرف بہترین تحفہ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے حسن بن سہل ان چیزوں کو مامون کے پاس لے گیا تو اس بات نے اسے حیران کر دیا اور اس کے حکم سے دونوں توشہ دان خالی کر کے دنانیر سے بھر دیئے گئے اور اس نے ان دونوں توشہ دانوں کو ادیب کے پاس بھجوا دیا اور مامون کے ہاں اس کا بیٹا جعفر پیدا ہوا تو لوگ اسے کئی قسم کی مبارکباد دینے آئے اور ایک شاعر بھی آیا اور اس نے اس کے بیٹے کی مبارکباد دی:

اللہ تعالیٰ تیری عمر کو دراز کرے حتیٰ کہ تو اپنے بیٹے کی عظمت کو دیکھے پھر اس پر لوگ ایسے ہی فدا ہوں جیسے کہ تجھ پر فدا ہوتے ہیں اور جب وہ ظاہر ہو تو یوں معلوم ہو گویا تو ظاہر ہوا ہے۔ وہ قد وقامت میں تیرے مشابہ ہو اور اپنی بزرگی سے

Marfat.com

مدد یافتہ اور حملہ کرنے والا ہو۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اس کے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا اور جب وہ مفلس ہو گیا تو اس کے بعد دمشق میں اس کے پاس بہت سا مال آیا اور اس نے اپنے بھائی معتصم کے پاس اس کی شکایت کی تو خراسان کے خزانوں میں سے اس کے پاس تین کروڑ درہم آئے اور وہ ان کی نمائش کے لیے باہر نکلا اور اونٹوں اور کجاووں کو آراستہ کیا گیا اور قاضی اکثم بھی اس کے ساتھ تھا اور جب وہ دراہم شہر میں آئے تو اس نے کہا یہ کوئی جوانمردی نہیں کہ ہم اس سب مال کو اکٹھا کر لیں اور لوگ دیکھتے رہیں پھر اس نے ان میں سے ۲۴ کروڑ درہم تقسیم کر دیے اور اس کے پاؤں رکاب ہی میں تھے اور وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کے لطیف اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

میری زبان تمہارے اسرار کو چھپانے والی ہے اور میری آنسو میرے راز کی چغلی کھانے والے اور اسے شہرت دینے والے ہیں اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپا لیتا اور اگر عشق نہ ہوتا تو میرے آنسو نہ ہوتے۔

اس نے ایک شب ایک خادم کو اپنے پاس لونڈی لانے کے لیے بھیجا تو خادم نے اس کے پاس دیر کر دی اور لونڈی نے کہا جب تک مامون خود اس کے پاس نہ آئے وہ اس کے پاس جانے کی نہیں تو مامون کہنے لگا:

میں نے اشتیاق سے تجھے بھیجا اور تو دیکھنے میں کامیاب ہو گیا اور تو مجھے بھول گیا حتیٰ کہ میں نے تیرے بارے سوءظن کیا اور جس سے مجھے عشق ہے تو نے اس سے سرگوشی کی اور تو دور کرنے والا تھا کاش مجھے اس چیز کا علم ہوتا جو تیرے قرب سے بے نیاز کرتی اور تو نے اس کے چہرے کی خوبیوں کو بار بار دیکھا اور تو نے اس کے نغموں کے سننے سے اپنے کانوں کو شادکام کیا اور میں تیری آنکھوں میں اس کے واضح نشان دیکھ رہا ہوں تیری آنکھوں نے اس کی آنکھوں کے حسن کو چرایا ہے۔

جب مامون نے تشیع اور اعتزال کی بدعت نکالی تو بشر المریسی اس سے بہت خوش ہوا اور یہ بشر مامون کا شیخ تھا اور کہنے لگا:

ہمارے آقا مامون نے وہ بات کہی ہے جس کی کتب میں تصدیق پائی جاتی ہے۔ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یعنی ابوالحسن ہادی نبی کے بعد اس شخص سے افضل ہیں جس کے پاس اونٹنیاں پہنچتی ہیں بلاشبہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور قرآن مخلوق ہے۔

اور اہل سنت کے ایک شاعر نے اسے جواب دیا:

اے لوگو! جو کلام اللہ کو مخلوق کہتا ہے اس کا کوئی قول وعمل نہیں' یہ بات نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہی ہے اور نہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر کیا ہے' یہ بات ہر اس شخص نے کہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بدعت نکالنے والا ہے اور اللہ کے نزدیک زندیق ہے' بشر نے اس سے ان کے دین کو مٹانا چاہا ہے حالانکہ ان کا دین خود ہی مٹنے والا ہے اے لوگو تمہارے خلیفہ کی عقل کو بیڑیاں پڑ گئی ہیں اور وہ طوقوں سے جکڑا ہوا ہے۔

Marfat.com

بشر نے مامون سے مطالبہ کیا کہ وہ ان اشعار کے قائل کو بلا کر اس کی تادیب کرے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر وہ فقیہہ ہوتا تو میں اس کی تادیب کرتا لیکن وہ شاعر ہے میں اسے نہیں روکوں ڈگا اور جب مامون طرطوس کے آخری سفر میں جنگ کے لیے تیار ہوا تو اس نے اپنی محبوبہ لونڈی کو بلایا جسے اس نے اپنی آخری عمر میں خریدا تھا اس نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو لونڈی رو پڑی اور کہنے لگی اے امیر المومنین آپ نے اپنے اس سفر سے مجھے قتل کر دیا ہے پھر کہنے لگی:

میں مضطر کی طرح رب سے تیرے لیے دعا کروں گی جو دعا کا بدلہ دیتا ہے اور قبول کرتا ہے شائد اللہ آپ کو جنگ میں کفایت کرے اور ہمیں دلوں کی محبت کی طرح اکٹھا کر دے۔

اور وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر کہنے لگا:

جب آنسو اس کے سرمے کو دھو دیتے ہیں تو اس کے حسن کے کیا کہنے اور جب وہ انگلیوں سے آنسوؤں کو صاف کرتی ہے تو اس کے بھی کیا کہنے۔ صبح اس نے ناراضگی سے کہا تو نے مجھے قتل کر دیا ہے حالانکہ اس وہ اس وقت وہ اپنے قول سے میرے قتل کی کوشش کر رہی تھی۔

پھر اس نے مسرور خادم کو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اس کی واپسی تک اس کی نگہداشت کرنے کا حکم دیا پھر کہنے لگا ہماری حالت اخطل کے شعر کی مانند ہے:

وہ ایسے لوگ ہیں جب جنگ کرتے ہیں تو اپنے تہ بند کس لیتے ہیں اور عورتوں کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ طہر کی حالت میں رات گزار دیں۔

پھر اس نے اسے الوداع کہا اور روانہ ہو گیا اور لونڈی اس کی غیر حاضری میں بیمار ہو گئی اور اسی طرح مامون بھی اپنی غیر حاضری میں فوت ہو گیا اور جب اس کی موت کی خبر لونڈی کو پہنچی تو اس نے ایک لمبی آہ بھری اور اس کی وفات کا وقت بھی آ گیا اور وہ اسی حالت میں کہنے لگی:

بلاشبہ زمانے نے حلاوت کے بعد ہمیں اپنی مرارت کے جام پلائے ہیں اور ہمیں سیر کر دیا ہے ایک دفعہ اس نے ہمیں ہنسایا ہے اور دوسری دفعہ رلایا ہے۔ قضا کا فیصلہ اور دنیا کی نیرنگی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی اور ہم اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں' دنیا نے ہمیں اپنے تصرفات دکھائے ہیں جو دوستی اور غم پر ہمیشہ قائم نہیں رہتے اور ہم اس میں یوں زندہ رہتے ہیں کہ گویا ہم ہمیشہ رہیں گے اور وہ ہمارے مردوں پر نہیں روتے۔

مامون نے جمعرات کے روز ظہر کے بعد اور بعض کے قول کے مطابق عصر کے بعد ۱۷ رجب ۲۱۸ھ کو ۴۸ سال کی عمر میں طرطوس میں وفات پائی اور اس کی مدت خلافت بیس سال چند ماہ ہے اور اس کی نماز جنازہ اس کے بھائی معتصم نے پڑھائی جو اس کے بعد ولی عہد تھا اور اسے طرطوس میں خاقان خادم کی حویلی میں دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی وفات منگل کے روز ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کے آٹھ دن باقی رہتے تھے کہ بدھ کے روز اس کی وفات ہو گئی اور بعض کا قول ہے اس نے طرطوس سے باہر چار دن کی مسافت پر وفات پائی ہے اور وہاں سے اسے طرطوس لا کر دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے

Marfat.com

رمضان میں اذنہ کی طرف لاکر وہیں دفن کر دیا گیا واللہ اعلم اور ابو سعید مخزومی نے کہا ہے کہ:

کیا تو نے ستاروں کو دیکھا ہے کہ مامون کے یا اس کی مضبوط حکومت کے کچھ کام آئے ہوں انہوں نے اسے طرسوں کے دو میدانوں میں یوں چھوڑ دیا ہے جیسے انہوں نے اس کے باپ کو طوس میں چھوڑا تھا۔

اور اس نے اپنے بھائی معتصم کو وصیت کی تھی اور اس کی وصیت کو اس کی اور اپنے بیٹے عباس کی موجودگی اور قضاۃ' امراء' وزراء اور کاتبوں کی ایک جماعت کی موجودگی میں لکھی اور اس میں خلق قرآن کا مسئلہ بھی لکھا اور اس نے اس سے توبہ نہیں کی بلکہ اسی حالت میں مرا اور اس کا عمل منقطع ہو گیا اس نے نہ ہی اس سے رجوع کیا اور نہ ہی اس سے توبہ کی ہے اور اس نے وصیت کی کہ جو شخص اس کی نماز جنازہ پڑھائے وہ اس پر پانچ تکبیریں کہے اور اس نے معتصم کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور رعیت سے نرمی کرنے کی وصیت کی اور اسے یہ بھی وصیت کی کہ وہ قرآن کے بارے میں اپنے بھائی مامون کا سا اعتقاد رکھے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے نیز اس نے اسے عبداللہ بن طاہر' احمد بن ابراہیم اور احمد بن ابی داؤد کے متعلق بھی وصیت کی اور کہا اپنے معاملات میں اس سے مشورہ کرو اور اس سے الگ نہ ہو اور یحییٰ بن اکثم کی صحبت اختیار کرنے سے بچنا پھر اس نے اسے روک دیا اور اس کی مذمت کی اور کہا اس نے مجھ سے خیانت کی ہے اور لوگوں کو مجھ سے نفور کر دیا ہے اور میں نے ناراضگی سے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے پھر اس نے اسے علویوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کے محسن کی بات قبول کرنے اور ان کے بدکار سے چشم پوشی کرنے اور انہیں ہر سال کے عطیات ہمیشہ دینے کی وصیت کی۔

ابن جریر نے مامون کے حالات بھرپور انداز میں بیان کئے ہیں اور ان میں بہت سی ایسی باتوں کا ذکر ہے جنہیں ابن عساکر نے بیان نہیں کیا حالانکہ وہ اس کے متعلق بہت کچھ بیان کرتا ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم۔

معتصم باللہ ابو اسحاق بن ہارون کی خلافت:

جس روز اس کا بھائی مامون طرطوس میں جمعرات کے روز ۱۲ رجب ۲۱۸ھ کو فوت ہوا اس روز اس کی بیعت ہوئی' یہ اس وقت بیمار تھا اور اسی نے اپنے بھائی مامون کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض امراء نے عباس بن مامون کی حکومت کے بارے میں بھی کوشش کی تو عباس نے ان کے پاس آ کر کہا یہ کیا نکمی وعدہ خلافی ہے؟ میں نے اپنے چچا معتصم کی بیعت کر لی ہے تو لوگ پرسکون ہو گئے اور فتنہ کی آگ بجھ گئی اور معتصم کی بیعت کے لیے اور مامون کی تعزیت کے لیے ایلچی آفاق میں چلے گئے اور مامون نے طوانہ کے شہر میں جو کچھ بنایا تھا معتصم نے اس کے گرانے کا حکم دے دیا اور اس کے اردگرد جو ہتھیار وغیرہ تھے انہیں مسلمانوں کے قلعوں کی طرف لے آیا اور اس نے کاریگروں کو اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے کی اجازت دے دی پھر معتصم فوجوں کے ساتھ بغداد روانہ ہو گیا اور عباس بن مامون بھی اس کے ساتھ تھا اور وہ رمضان کے آغاز میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ ہفتہ کے روز بغداد آیا اور اس سال ہمذان' اصبہان' ماسبذان اور مہرجان کے بہت سے باشندے خرمیوں کے دین میں شامل ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے جتھہ بندی کر لی تو معصتم نے ان کے مقابلہ میں بڑی فوجیں بھیجیں اور سب سے آخر میں اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو ایک عظیم جیش کے ساتھ روانہ کیا اور اسے جبال کی امارت دی اور وہ ذوالقعدہ میں گیا اور یوم الترویہ کو اس کی فتح کا خط

Marfat.com

سنایا گیا کہ اس نے خرمیوں کو مغلوب کر کے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کے باقی ماندہ لوگ بلاد روم کی طرف بھاگ گئے ہیں اور اسی کے ہاتھوں حضرت امام احمدؒ کی آزمائش شروع ہوئی اور اس کے سامنے آپ کو مارا گیا جیسا کہ ابھی امام احمد کے حالات میں ۲۴۱ھ میں بیان ہوگا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

بشر المریسی:

بشر بن غیاث بن ابی کریمہ ابوعبدالرحمٰن المریسی المتکلم شیخ المعتزلہ اور مامون کو گمراہ کرنے والوں میں سے ایک یہ شخص شروع شروع میں فقہ میں کچھ غور وفکر کرتا تھا اور اس نے قاضی ابو یوسف سے علم حاصل کیا اور آپ سے حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ سے حدیث روایت کی پھر اس پر علم کلام کا غلبہ ہو گیا' حالانکہ حضرت امام شافعیؒ نے اسے اس کے سیکھنے سے روکا تھا مگر اس نے آپ کی بات نہ مانی اور حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے اگر بندہ شرک کے سوا ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ علم کلام کے ساتھ اس سے ملاقات کرے اور جب حضرت امام شافعیؒ بعداد آئے تو بشر نے آپ سے ملاقات کی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے از سر نو خلق قرآن کے مسئلہ کو اٹھایا اور اس سے شنیع اقوال روایت کئے گئے ہیں اور یہ مرجئی تھا اور المرجیہ میں سے المریسیہ اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور یہ کہا کرتا تھا شمس وقمر کو سجدہ کرنا کفر نہیں صرف کفر کی علامت ہے اور یہ حضرت امام شافعیؒ سے مناظرے کیا کرتا تھا اور نحو کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا اور اعراب میں قبیح غلطیاں کرتا تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا باپ یہودی تھا اور کوفہ میں رنگریز تھا اور بغداد میں درب المریسی میں سکونت پذیر تھا اور المریسی ان کے نزدیک پتلی روٹی ہے جسے گھی اور کھجور سے گوندھ کر بنایا جاتا ہے اور مریس' بلاد نوبہ کی جہت میں ہے جہاں موسم سرما میں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔

اور اس سال عبداللہ بن یوسف التنیسی' ابومسہر عبدالاعلیٰ بن مسہر غسانی دمشقی اور یحییٰ بن عبداللہ البابلتی نے وفات پائی۔

ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب مغافری:

زید بن عبداللہ البکائی سے بحوالہ ابن اسحاق مصنف سیرت سے' سیرت کی روایت کرنے والے اور وہ سیرت اسی لیے ان کی طرف منسوب ہوگئی ہے اور اسے سیرت ابن ہشام کہا جاتا کیونکہ آپ نے اس کی اصلاح کی ہے اور اس میں کمی بیشی کی ہے اور کئی مقامات کو درست کر کے لکھا ہے اور کئی باتوں کی اصلاح کی ہے آپ لغت ونحو کے امام تھے' آپ مصر میں مقیم تھے اور جب امام شافعی مصر آ گئے تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور ایک دوسرے کو عربوں کے اشعار میں بہت کچھ سنایا' آپ کی وفات اس سال کے ۱۳ ربیع الآخر کو مصر میں ہوئی یہ بات ابن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کی ہے اور سہیلی کا خیال ہے کہ آپ نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے واللہ اعلم۔

Marfat.com

۲۱۹ھ

اس سال محمد بن القاسم بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے خراسان کے شہر طالقان میں ظہور کیا اور آل محمد کے رضا کی طرف دعوت دی اور بہت سے لوگوں نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور عبداللہ بن طاہر کے جرنیلوں نے متعدد بار اس سے جنگ کی اور پھر وہ اس پر غالب آ گئے اور یہ بھاگ گیا اور پکڑا گیا پھر اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھجوایا گیا اور اس نے معتصم کے پاس بھجوا دیا اور یہ ۱۵ ربیع الآخر کو اس کے پاس آیا اور اس کے حکم سے ایک تنگ مکان میں جس کا طول ۳×۲ ہاتھ تھا قید کر دیا گیا اور یہ اس میں تین سال قید رہا پھر اس سے وسیع مکان میں منتقل کر دیا گیا اور اس کی رسد جاری کر دی گئی اور ایک خدمت گار بھی دے دیا گیا اور یہ عید الفطر کی شب تک مسلسل وہاں محبوس رہا اور لوگ عید میں مشغول ہو گئے تو اس نے روشن دان سے جس سے اسے روشنی آتی تھی رسی لٹکائی اور چلا گیا، معلوم نہیں یہ کیسے اور کس علاقے میں چلا گیا۔

اور ۱۱ جمادی الاولیٰ کو اتوار کے روز اسحاق بن ابراہیم خرمیوں کے ساتھ جنگ کر کے واپس بغداد آیا اور اس کے ساتھ ان کے قیدی بھی تھے اور اس نے ان کے ساتھ جنگ میں ان کے ایک لاکھ جانبازوں کو قتل کر دیا اور اسی سال معتصم نے عجیف کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ زط قوم کے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا جنہوں نے بلاد بصرہ میں فساد برپا کر دیا تھا اور رہزنی کرتے تھے اور غلہ جات کو لوٹ لیتے تھے اس نے نو ماہ تک ان سے جنگ کی اور انہیں مغلوب کر لیا اور ان کے شر کو قلع قمع کر دیا اور ان کے سبزہ زاروں کو تباہ و برباد کر دیا اور ان کا منتظم محمد بن عثمان نام ایک شخص تھا اور اس کے ساتھ سحلق نامی ایک شخص بھی تھا جو ان کا چالاک اور شیطان تھا، پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے اور اس کے شر سے راحت دی۔

اور اس سال امام احمدؒ کے شیخ سلیمان بن داؤد ہاشمی اور المسند کے مؤلفؒ اور حضرت امام شافعیؒ کے شاگرد عبداللہ بن زبیر الحمیدی، علی بن عیاش اور امام بخاریؒ کے شیخ ابو نعیم الفضلؒ بن دکین اور ابو بحار الہندی نے وفات پائی۔

۲۲۰ھ

اس سال کے دسویں دن عجیف کشتیوں میں بغداد آیا اور اس کے ساتھ ۲۷ ہزار زط بھی تھے جو خلیفہ سے امان لینے آئے تھے سو انہیں مشرقی جانب اتارا گیا پھر انہیں چشمہ رومہ کی طرف بھجوا دیا گیا اور رومیوں نے ان پر حملہ کر کے سب کی بیخ کنی کر دی اور ان میں سے ایک شخص بھی نہ بچ سکا اور یہ ان سے آخری ملاقات تھی اور اس سال معتصم نے افشین کو جس کا نام حیدر بن کاوس تھا بابک خرمی لعنۃ اللہ علیہ سے جنگ کرنے کے لیے ایک عظیم فوج کا سالار مقرر کیا اور خرمی کی قوت وشوکت بہت بڑھ گئی تھی اور اس کے پیروکار آذربائیجان اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں پھیل گئے۔ سب سے پہلے اس نے ۲۰۱ھ میں ظہور کیا اور ایک بہت بڑا زندیق اور شیطان مردود تھا، افشین روانہ ہوا اور اس نے گھات لگانے، قلعے تعمیر کرنے اور کمک کے انتظار کے فنون میں بڑی مہارت حاصل کی تھی اور معتصم نے بغا الکبیر کے ساتھ اس کی طرف بہت سے اموال، اپنی فوج اور اتباع پر خرچ کرنے کے لیے بھیجے۔

پس ابن کی اور بابک کی مڈبھیڑ ہوگئی اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور افشین نے بابک کے اصحاب میں سے بہت سے لوگوں کو جو ایک لاکھ سے بھی زائد تھے قتل کر دیا اور خود وہ اپنے شہر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں شکست خوردگی کی حالت میں ٹھہر گیا اور یہ پہلی شکست ہے جس سے بابک کی حکومت متزلزل ہوگئی اور ان دونوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئی جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے۔

اور اس سال معتصم بغداد سے روانہ ہو کر قاطول اترا اور وہاں اقامت اختیار کی اور اسی سال معتصم فضل بن مروان پر عظیم مرتبے کے بعد ناراض ہوگیا اور اسے وزارت سے معزول کر کے قید کر دیا اور اس کے اموال چھین لئے اور اس کی جگہ محمد بن عبدالملک بن الزیات کو وزیر بنایا اور اس سال گزشتہ سال کے امیر حج صالح بن علی بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال آدم بن ایاس، عبداللہ بن رجاء، عفان بن سلمہ اور مشہور قاری قالون اور ابوحذیفہ الہندی نے وفات پائی۔

۲۲۱ھ

اس سال بغا الکبیر اور بابک خرمی کے درمیان ہولناک معرکہ ہوا اور بابک نے بغا کو شکست دی اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا، پھر افشین اور بابک کی جنگ ہوئی تو افشین نے اسے شکست دی اور طویل جنگوں کے بعد جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے اس نے اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا۔

اور اس سال مکہ کے نائب محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ عباسی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال عاصم بن علی، عبداللہ بن مسلم القعنبی، عبدان اور ہشام بن عبداللہ رازی نے وفات پائی۔

۲۲۲ھ

اس سال معتصم نے بابک سے جنگ کرنے کے لیے افشین کی مدد کے واسطے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور فوج کے اخراجات کے اس کی طرف تیس کروڑ درہم بھیجے، انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور افشین نے بابک کے شہر البذ کو فتح کر کے جو کچھ اس میں تھا اسے مباح کر دیا اور یہ ۲۰ رمضان جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور یہ محاصرہ ہولناک معرکوں، شدید جنگوں اور پوری کوششوں کے بعد ہوا، ابن جریر نے اس کی تفصیل کو بڑا طول دیا ہے اور حاصل کلام یہ کہ اس نے شہر کو فتح کر لیا اور جس قدر بھی مال اس کے قابو میں آئے، اس نے ان سب کو لے لیا۔

بابک کی گرفتاری:

جب مسلمانوں نے اس کے شہر البذ پر جو اس کا دارالسلطنت تھا قبضہ کر لیا تو وہ اپنے اہل واولاد کے ساتھ بھاگ گیا اور اس کی ماں اور بیوی بھی اس کے ساتھی پس وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ الگ ہوگیا اور ان کے پاس کوئی کھانا نہ رہا اور وہ ایک کاشتکار کے پاس سے گزرے تو اس نے اس کے پاس اپنا غلام بھیجا اور اسے سونا دے کر کہا اس کو سونا دو اور اس کے پاس جو روٹیاں

Marfat.com

ہیں وہ لے لو' کاشتکار کے شریک نے اسے دور سے دیکھا کہ وہ اس سے روٹیاں لے رہا ہے تو اس نے خیال کیا کہ اس نے اس سے روٹیاں چھین لی ہیں' پس وہ وہاں ایک قلعہ میں گیا جہاں خلیفہ کا نائب سہل بن سنباط رہتا تھا تا کہ اس غلام کے خلاف اس سے مدد مانگے وہ خود سوار ہو کر آیا اور اس نے غلام کو دیکھ کر کہا تیرا کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں میں نے اسے دنانیر دے کر اس سے روٹیاں لے لی ہیں' اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے اس سے حقیقت چھپانی چاہی تو اس نے اس سے اصرار کیا تو اس نے کہا میں بابک کے غلاموں میں سے ہوں' اس نے پوچھا وہ خود کہاں ہے؟ اس نے کہا دیکھو وہ یہاں بیٹھ کر صبح کا ناشتہ کرنا چاہتا ہے۔ سہل سن سنباط اس کے پاس گیا تو جب اس نے اسے دیکھا تو پیادہ ہو گیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہنے لگا اے میرے آقا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا میں بلاد روم میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا آپ کس کے پاس جانا چاہتے ہیں جو میرے قلعے سے مضبوط ہے حالانکہ میں آپ کا غلام اور خادم ہوں؟ اور وہ مسلسل اس سے یہی بات کہتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے دھوکہ دے دیا اور اسے اپنے ساتھ قلعے میں لے گیا اور اسے اپنے پاس اتارا اور اسے بہت سے اخراجات اور تحائف وغیرہ دیئے اور افشین کو اس کے متعلق اطلاعی خط لکھ دیا اس نے اسے گرفتار کرنے کے لیے اس کے پاس دو امیروں کو بھیجا وہ دونوں قلعے نزدیک اتر گئے اور دونوں نے سنباط کی طرف خط لکھا اس نے کہا میرا حکم آنے تک تم دونوں اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر اس نے بابک سے کہا آپ کو اور دیگر لوگوں کو اس قلعے میں تنگی محسوس ہوئی ہے اور میں نے آج شکار کو جانے کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے ساتھ باز اور کتے بھی ہیں اگر آپ پسند کریں تو ہمارے ساتھ چلیں تا کہ آپ کا دل خوش ہو اور غم ختم ہو اس نے کہا بہت اچھا' پس وہ باہر نکلے اور سنباط نے دونوں امیروں کو پیغام بھیجا کہ وہ فلاں فلاں وقت فلاں جگہ پر رہیں اور جب وہ دونوں اس مقام پر پہنچے تو دونوں امیر اپنی فوجوں کے ساتھ آ گئے اور انہوں نے بابک کو گھیر لیا اور ابن سنباط بھاگ گیا اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنی سواری سے نیچے اتر کر پیدل چلو اس نے کہا تم دونوں کون ہو؟ انہوں نے کہا وہ افشین کے پاس سے آئے ہیں تو وہ اسی وقت اپنی سواری سے اتر کر پیادہ پا ہو گیا اور وہ سفید قمیص اور چھوٹے موزے پہنے تھا اور اس کے ہاتھ میں باز تھا' اس نے ابن سنباط کی طرف دیکھ کر کہا اللہ تیرا برا کرے تو نے اپنی مرضی کے مطابق مجھ سے مال کیوں نہیں طلب کیا جس قدر یہ دونوں تجھے مال دیتے میں اس سے زیادہ تجھے دیتا۔

پھر انہوں نے اسے سوار کرایا اور اسے اپنے ساتھ افشین کے پاس لے گئے اور جب وہ اس کے قریب ہوئے تو اس نے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور لوگوں کو دو صفیں بنانے کا حکم دیا اور بابک کو حکم دیا کہ وہ پیادہ ہو کر لوگوں کے درمیان آ جائے اور وہ خود پیدل ہی چل رہا تھا سو اس نے ایسے ہی کیا اور وہ دن نہایت قابل دید تھا اور یہ اس سال کے شوال کا واقعہ ہے پھر اس نے اس کی نگرانی کی اور اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ پھر افشین نے معتصم کی طرف اس بارے میں خط لکھا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے اور اس کے بھائی کو لے کر اس کے پاس آئے اس نے اسے بھی گرفتار کیا ہوا تھا اور بابک کے بھائی کا نام عبداللہ تھا' پس افشین نے اس سال کے مکمل ہونے پر ان دونوں کو بداد بھجوا دیا اور خود انہیں بغداد نہ پہنچایا اور اس سال اسی امیر نے لوگوں کو حج کروایا جس کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔

Marfat.com

اوراس سال ابوالیمان الحکم بن نافع، عمر بن حفص بن عیاش، مسلم بن ابراہیم اور یحییٰ بن صالح الوحاظی نے وفات پائی۔

۲۲۳ھ

اس سال ۳ صفر کو جمعرات کے روز افشین، بابک اوراس کے بھائی کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ معتصم کے پاس سامرا آیا اور معتصم نے اپنے بیٹے ہارون کو افشین کے استقبال کا حکم دیا چونکہ معتصم کو بابک کے معاملے کا بڑا خیال تھا اس لیے اس کی خبریں ہر روز اس کے پاس آتی تھیں اور معتصم بابک کے پہنچنے سے دو دن قبل ایلچی کے ساتھ سوار ہو کر بابک کے پاس آیا اور وہ اسے پہچانتا نہ تھا اس نے اس کی طرف دیکھا پھر واپس آ گیا اور جب اس کے پاس اس کی آمد کا دن آیا تو معتصم نے تیاری کی اور لوگوں نے دو صفیں بنائیں اوراس نے بابک کے معاملہ کو شہرت دینے کے لیے اسے حکم دیا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہو جائے تا کہ لوگ اسے پہچان لیں اور وہ دیباج کی قبا اور سمور کی گول ٹوپی پہنے ہوئے تھا اور انہوں نے ہاتھی کو تیار کیا اور اس کے اطراف کو رنگ دیا اور اسے ریشم اور دیگر سامان جو اس کے لائق تھا آراستہ کیا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

ہاتھی کو اس کے دستور کے مطابق رنگ دیا گیا ہے اور وہ خراسان کے شیطان کو اٹھائے ہوئے ہے اور ہاتھی کے اعضاء کو وہ رنگتا ہے جسے کوئی شان حاصل ہوتی ہے۔

اور جب اسے معتصم کے سامنے حاضر کیا گیا تو اس نے اس کے ہاتھ پاؤں قطع کرنے اور سر کاٹنے اور پیٹ پھاڑنے کا حکم دیا، پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے سر کو خراسان لے جایا جائے اور اس کے جثہ کو سامرا میں صلیب دی جائے اور بابک نے اپنے قتل کی شب کو شراب پی تھی اور وہ اس سال کے ۱۳ ربیع الاول کو جمعرات کی رات تھی اور اس ملعون نے اپنی مدت ظہور سے جو بیس سال تھی دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ یہ ابن جریر کا قول ہے اور بے شمار لوگوں کو قید کیا تھا اور افشین نے جن لوگوں کو اس کی قید سے چھڑایا تھا ان کی تعداد سات ہزار چھ سو تھی اور اس نے اپنی اولاد سے سترہ (۱۷) اشخاص اور اپنی بیویوں اور بیٹوں کی بیویوں میں ۲۳ خواتین کو قید کیا ہوا تھا اور بابک اصل میں ایک نہایت بدشکل لونڈی سے تھا اور حالات اسے یہاں تک لے آئے تھے جہاں وہ آ گیا تھا پھر بہت سے لوگوں اور کمینے عوام کو فتنہ میں ڈالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے راحت دی۔

اور جب معتصم نے اسے قتل کر دیا تو اس نے افشین کو تاج پہنایا اور اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اور اسے فوری طور پر بیس کروڑ درہم دیئے اور اسے سندھ کی امارت لکھ دی اور شعراء کو حکم دیا کہ اس نے مسلمانوں کی بھلائی کا جو کام کیا ہے اور بابک کے شہر البذ کو تباہ و برباد کر کے اسے ایک ویران میدان بنا دیا ہے اس پر اس کے پاس جا کر اس کی مدح کریں اور انہوں نے اس بارے میں بہت اچھے اشعار کہے اور ان شعراء میں ابوتمام طائی بھی تھا، ابن جریر نے اس کے قصیدہ کو مکمل بیان کیا ہے اور یہ بھی اس کے اشعار ہیں:

جلاد نے البذ کو شکستہ حال کر دیا ہے اور وہ دفن ہو گیا ہے اور اس میں صرف جنگلی جانور مقیم ہیں۔ اس تلوار نے جس معرکے میں قرار نہیں پکڑا اور استقلال دکھایا ہے اس میں دین کو سربلندی حاصل ہوئی ہے سرداری کی بکارت کو تلوار کے

ساتھ مشرق کے نرافشین نے توڑ دیا ہے اور دوبارہ لومڑوں کو اس کے وسط میں داخل کر دیا ہے حالانکہ کل وہ شیروں کی کچھار تھا وہاں اس کے باشندوں کی کھوپڑیوں نے موسلا دھار بارش برسائی جس کی نشانی ٹانگیں اور کھوپڑیوں کے جوڑ ہیں' وہ بیابان سے پہلے جانوں سے تنگ شہر تھا اور اب وہ چشموں والا ہو گیا ہے۔

اور اس سال یعنی ۲۲۳ھ شاہ روم توفیل بن میخائل نے ملطیہ اور اس کے اردگرد کے مسلمان باشندوں کو ایک عظیم جنگ میں الجھا کر بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بے شمار کو قیدی بنا لیا اور جن لوگوں کو اس نے قیدی بنایا ان میں ایک ہزار مسلمان عورتیں بھی شامل تھیں اور جو مسلمان اس کی قید میں آئے اس نے ان کا مثلہ کیا اور ان کے ناک کاٹ کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اللہ اس کا برا کرے اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بابک کا البذ شہر میں گھیراؤ کیا گیا تو اس کے اردگرد فوجیں جمع ہو گئیں اور اس نے شاہ روم کو لکھا:

عربوں کے بادشاہ نے اپنی عوامی فوج کو میری طرف بھیج دیا ہے اور اس کے بلاد کی اطراف کا حفاظت کرنے والا کوئی نہیں رہا اور اگر تو غنیمت کا خواہاں ہے تو تیرے اودگرد اس کے جو شہر ہیں جلدی سے ان پر حملہ کر دے اور انہیں حاصل کر لے وہاں تو کسی کو روکنے والا نہیں پائے گا' پس توفیل ایک فوج کے ساتھ روانہ ہو گیا اور الحمرۃ بھی اس کے ساتھ مل گئے جنہوں نے جبال میں خروج کیا تھا اور اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے ان سے جنگ کی مگر ان پر قابو نہ پا سکا کیونکہ وہ پہاڑوں میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور جب شاہ روم آیا تو وہ مسلمانوں کے خلاف اس کے ساتھ ہو گئے اور وہ ملطیہ پہنچ گئے اور انہوں نے ملطیہ کے باشندوں میں سے بہت سارے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنا لیا۔

اور جب معتصم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت گھبرایا اور اس نے اپنے محل سے لام بندی کا اعلان کر دیا پھر فوراً اٹھ کر اس نے فوجوں کی تیاری کا حکم دے دیا اور قاضی اور گواہوں کو بلا کر انہیں گواہ بنایا کہ وہ جس قدر جاگیروں کا مالک ہے ان کا ۱/۳ صدقہ ہے اور ۱/۳ اس کے بیٹوں کے لیے ہے اور ۱/۳ اس کے غلاموں کے لیے ہے اور اس نے بغداد سے نکل کر ۲ جمادی الاولیٰ کو سوموار کے روز دجلہ کے مغرب میں پڑاؤ کر لیا اور عجیف کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آگے بھیجا اور ان کے ساتھ اہل زبطرہ کی مدد کے لیے بہت سی فوج بھی تھی پس انہوں نے سرعت کے ساتھ چل کر شاہ روم کو دیکھا کہ اس نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا ہے اور جلدی سے اپنے ملک کو لوٹ گیا اور حال سے آگے بڑھ گیا اور اس کی اصلاح نہ کر سکا اور وہ خلیفہ کو واقعات بتانے کے لیے واپس چلے گئے اور اس نے امراء سے پوچھا بلاد روم میں سے کون سا شہر زیادہ محفوظ ہے انہوں نے کہا عموریہ' جب سے اسلام آیا ہے کسی نے اس سے مقابلہ نہیں کیا اور عموریہ ان کے نزدیک قسطنطنیہ سے بھی زیادہ عزت والا شہر تھا۔

معتصم کے ہاتھوں عموریہ کی فتح:

جب معتصم بابک کے قتل اور اس کے علاقے کو حاصل کرنے سے فارغ ہو گیا تو اس نے فوجوں کو اپنے سامنے بلایا اور ایسی تیاری کی کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ نے ایسی تیاری نہ کی تھی اور اس نے جنگی ہتھیار' بوجھ' اونٹ' مشکیزے' چوپائے' مٹی کا تیل' گھوڑے' خچر اور ایسی چیزیں اپنے ساتھ لیں جن کی مثل کبھی سنی نہیں گئی اور وہ پہاڑوں جیسی افواج کے ساتھ عموریہ کی جانب روانہ

Marfat.com

ہوگیا اور اس نے افشین حیدر بن کاوس کو سروج کی جانب روانہ کیا اور اپنی افواج کو ایسے مرتب کیا کہ اس کی مثل نہیں سنی گئی اور اس نے اپنے آگے ان امراء کو بھیجا جو جنگ کے ماہر تھے اور وہ چلتے چلتے دریائے اللمسی تک پہنچ گیا جو طرطوس کے قریب ہے اور یہ اس سال کے رجب کا واقعہ ہے اور شاہ روم بھی اپنی فوجوں کے ساتھ معتصم کی جانب روانہ ہوا اور دونوں ایک دوسرے کے نزدیک ہوگئے حتیٰ کہ دونوں فوجوں کے درمیان تقریباً چار فرسخ کا فاصلہ رہ گیا اور افشین دوسری جانب سے بلاد روم میں داخل ہوگیا اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آگئے اور اس کا دل اس بات سے گھبرا گیا کہ اگر اس نے خلیفہ سے جنگ کی تو افشین اس کے پیچھے سے اس کے پاس آجائے گا اور وہ دونوں اس کے مقابلہ میں باہم اکٹھے ہوجائیں گے اور وہ ہلاک ہوجائے گا اور اگر وہ دونوں میں سے ایک کے ساتھ الجھ گیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا تو وہ اسے پیچھے سے آپکڑے گا۔ پھر افشین اس کے نزدیک ہوگیا اور شاہ روم بھی اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس کی طرف بڑھا اور اس نے بقیہ فوج پر اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو نائب مقرر کیا پس اس کی اور افشین کی اس سال ۲۵ شعبان کو جمعرات کے روز مڈبھیڑ ہوگئی۔ افشین ثابت قدم رہا اور اس نے رومیوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کردیا اور دوسروں کو زخمی کیا اور شاہ روم پر متغلب ہوگیا اور اسے اطلاع ملی کہ باقی ماندہ فوج اس کے قرابت دار سے بھاگ گئی ہے اور اسے چھوڑ کر متفرق ہوگئی ہے تو اس نے واپسی میں جلدی کی' کیا دیکھتا ہے کہ فوج کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے' پس اس نے اپنے قرابت دار پر ناراض ہوکر اسے قتل کردیا اور یہ سب اطلاعات معتصم کے پاس آئیں تو وہ اس امر سے خوش ہوا اور فوری طور پر سوار ہوکر انقرہ آگیا اور افشین نے اپنی فوج کے ساتھ وہاں اس سے ملاقات کی اور انہوں نے وہاں کے باشندوں کو دیکھا کہ وہ اس سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں اور وہاں جو خوراک موجود تھی اس سے انہوں نے قوت حاصل کی۔

پھر معتصم نے اپنی افواج کو تین حصوں میں تقسیم کردیا اور میمنہ پر افشین اور میسرہ پر اشناس امیر تھا اور معتصم قلب میں تھا اور دونوں فوجوں کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا اور اس نے افشین اور اشناس کو حکم دیا کہ وہ اس کی فوج کے میمنہ' میسرہ' قلب' مقدمہ اور ساقہ کو مرتب کریں اور وہ جس بستی کے پاس سے گزریں اسے نذر آتش کردیں اور ویران کردیں اور قیدی بنائیں اور غنیمت حاصل کریں اور وہ اسی طرح انہیں عموریہ لے گیا اور عموریہ اور انقرہ کے درمیان سات دن کا سفر تھا' سب سے پہلے میسرہ کے امیر اشناس کی فوج اس سال کی ۵ رمضان کو جمعرات کے روز چاشت کے وقت وہاں پہنچی اور اس نے اس کے اردگرد چکر لگایا پھر وہاں سے دو میل کے فاصلے پر اتر پڑا پھر اس کے بعد جمعہ کی صبح کو معتصم وہاں پہنچا اور اس نے اس کے اردگرد چکر لگایا اور اس کے قریب ہی اتر پڑا اور وہاں کے باشندوں نے سخت قلعہ بندی کرلی اور اس کے برجوں کو جوانوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا اور یہ ایک مضبوط فصیلوں اور بڑے بلند برجوں والا نہایت ہی مضبوط شہر ہے اور معتصم نے برجوں کو امراء پر تقسیم کردیا اور ہر امیر اس جگہ کے سامنے اتر پڑا جو اس نے اس کے لیے معین کردی تھی اور معتصم وہاں اس کے سامنے ایک جگہ پر اترا جس کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی تھی اس کی راہنمائی ایک مسلمان نے کی تھی جو وہاں موجود تھا اور اس نے ان کے ہاں نصرانیت اختیار کرلی تھی اور ان میں شادی بھی کرلی تھی اور جب اس نے امیر المومنین اور مسلمانوں کو دیکھا تو اسلام کی طرف واپس آگیا اور خلیفہ کے پاس جا کر مسلمان ہوگیا اور اس نے اپنے فصیلوں میں ایک جگہ بتائی جسے صلیب نے گرا دیا تھا اور اس نے ایک بے بنیاد کمزور عمارت بنادی ہے۔

Marfat.com

پس معتصم نے عموریہ کے اردگرد مجانیق نصب کر دیں اور اس نے وہ جگہ تلاش کی جو اس کی فصیل سے منہدم ہوگئی تھی جس کے متعلق اس قیدی نے انہیں بتایا تھا پس اہل شہر نے جلدی سے اسے بڑی بڑی باہم جڑی ہوئی لکڑیوں سے بند کر دیا اور منجنیق نے مسلسل سنگ باری کی اور انہوں نے ان کے اوپر عرق گیر ڈال دیئے تا کہ وہ پتھروں کی تیزی کو روکیں مگر وہ کچھ کام نہ آئے اور جانب سے فصیل گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور شہر کے نائب نے شاہ روم کو اطلاع لکھ بھیجی اور اس نے یہ خط اپنی قوم کے دو غلاموں کے ہاتھ بھیجا اور جب وہ دونوں اپنے راستے پر فوج کے پاس سے گزرے تو مسلمانوں کو ان کے بارے میں شبہ ہوا تو انہوں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم فلاں امیر کے اصحاب میں سے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کے ایک امیر کا نام لیا۔ انہیں معتصم کے پاس لے جایا گیا تو اس نے ان سے گفتگو کی کیا دیکھتا ہے کہ ان کے پاس عموریہ کے نائب مناطس کا شاہ روم کے نام خط ہے جس میں اس نے اسے محاصرہ کی تکلیف سے آگاہ کیا ہے اور یہ کہ وہ شہر کے دروازوں سے نکل کر خواہ کچھ ہو جائے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کے ساتھ جنگ کرنے والا ہے' جب معتصم کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے دونوں غلاموں کو خلعت دینے کا حکم دیا نیز یہ کہ دونوں کو ایک ایک تھیلی دی جائے۔

پس وہ دونوں فوراً مسلمان ہوگئے اور خلیفہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کو خلعتیں پہنا کر شہر کے اردگرد چکر لگوایا جائے اور انہیں مناطس کے قلعے تلے کھڑا کر کے ان پر دراہم اور خلعتیں نچھاور کی جائیں اور ان کے پاس وہ خط بھی ہو جو مناطس نے شاہ روم کو لکھا تھا پس رومی ان دونوں کو سب وشتم کرنے لگے اور ان پر لعنتیں ڈالنے لگے پھر اس موقعہ پر معصتم نے رومیوں کے اچانک خروج سے بچنے کے لیے ازسرنو محافظوں اور نگرانوں کے بدلنے کا حکم دیا جس سے رومیوں کے دل گھبرا گئے اور مسلمانوں نے محاصرے میں ان پر دباؤ ڈالا اور معتصم نے مجانیق اور قلعہ شکن آلات اور دیگر جنگی ہتھیاروں میں اضافہ کر دیا اور جب معتصم نے اس کی خندق کی گہرائی اور اس کی فصیلوں کی بلندی کو دیکھا تو اس نے فصیلوں کی مقاومت میں مجانیق سے کام لیا اور اس نے راستے سے بہت سی بکریاں حاصل کیں جنہیں اس نے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور اس نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک بکری کھائے اور مٹی سے اس کی کھال کو بھر کر اسے لائے اور اسے خندق میں پھینک دے۔

پس لوگوں نے اس کے مطابق عمل کیا اور خندق بکثرت بکریوں کے پھینکنے کے باعث زمین کے برابر ہوگئی پھر اس نے اس کے اوپر مٹی ڈالنے کا حکم دے دیا حتیٰ کہ وہ ہموار راستہ بن گیا اور اس نے قلعہ شکن آلات کو اس کے اوپر رکھنے کا حکم دیا مگر اللہ نے اس کی ضرورت نہ رہنے دی اسی اثناء میں کہ لوگ مردوم کے پل پر تھے اچانک ایک منجنیق اس عیب دار جگہ پر پڑی اور جب وہ دونوں برجوں کے درمیان گری تو لوگوں نے ایک عظیم دھماکہ سنا اور جنہوں نے اسے نہ دیکھا تھا انہوں نے خیال کیا کہ رومیوں نے مسلمانوں پر اچانک خروج کر دیا ہے' معتصم نے ایک آدمی بھیجا جس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ یہ دھماکہ فصیل کے گرنے سے ہوا ہے جس سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی لیکن جو فصیل گری تھی وہ جوانوں اور گھوڑوں کے دخول کے لیے کافی نہ تھی اور محاصرہ سخت ہوگیا اور رومیوں نے فصیل کے ہر برج پر ایک امیر اس کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہوا تھا اور جس امیر کی جانب سے فصیل گری تھی وہ محاصرہ کے مصائب کے مقابلہ میں کمزور ہوگیا اور اس نے جا کر مناطس سے مدد مانگی مگر کسی رومی نے اس کی مدد نہ

Marfat.com

کی اور کہنے لگے ہم جس جگہ کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔

اور جب وہ ان سے مایوس ہو گیا تو وہ معتصم سے ملاقات کرنے آیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو معتصم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس شگاف سے جو جانبازوں سے خالی ہو چکا ہے شہر میں داخل ہو جائیں پس مسلمان اس کی طرف روانہ ہو گئے اور رومی ان کی طرف اشارے کرنے لگے لیکن وہ ان کو ہٹانے کی قوت نہیں رکھتے تھے پس مسلمانوں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی پھر انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور بزور قوت شہر میں داخل ہو گئے اور مسلمان تکبیر کہتے ہوئے پے در پے اس کی طرف گئے اور رومیوں نے اپنی جگہیں چھوڑ دیں اور مسلمانوں نے انہیں جہاں بھی پایا قتل کرنے لگے اور انہوں نے ایک بہت بڑے گرجے میں انہیں اکٹھا کر دیا اور انہوں نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور جو لوگ ان میں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور ان سمیت گرجے کے دروازے کو جلا دیا پس وہ گرجا بھی جل گیا اور انہوں نے ان سب آدمیوں کو بھی جلا دیا اور اس میں کوئی محفوظ جگہ باقی نہ رہی سوائے اس جگہ کے جس میں نائب مقیم تھا اور مناطس ایک مضبوط قلعے میں تھا' پس معتصم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور اس قلعے کے سامنے آ کر ٹھہر گیا جس میں مناطس موجود تھا' منادی نے اسے آواز دی اے مناطس تو ہلاک ہو جائے یہ امیر المومنین تیرے سامنے کھڑے ہیں انہوں نے دو دفعہ کہا یہاں مناطس موجود نہیں جس سے معتصم نے برافروختہ ہو کر پیٹھ پھیر لی اور مناطس کو پکار کر کہا یہ مناطس ہے' یہ مناطس ہے' سو خلیفہ واپس آ گیا اور قلعے پر سیڑھیاں لگائی گئیں اور ایلچی چڑھ کر اس کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے تو ہلاک ہو جائے امیر المومنین کے حکم کو تسلیم کر لے تو وہ رکا پھر تلوار لٹکائے ہوئے آیا اور تلوار کو اس کی گردن میں ڈالا گیا اور اسے لا کر معتصم کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اور اس نے اس کے سر پر کوڑے مارے اور حکم دیا کہ وہ ذلیل ہو کر خلیفہ کے خیمے کی طرف پیدل چلے اور وہاں اسے باندھ دیا گیا اور مسلمانوں نے عموریہ سے بے حد وشمار اموال حاصل کئے اور ان میں سے جس قدر وہ اٹھا سکتے تھے انہوں نے اٹھا لئے اور جو کچھ ان اموال میں سے باقی رہ گئے معتصم نے ان کو جلانے کا حکم دے دیا اور وہاں جو مجانیق اور قلعہ شکن آلات اور جنگی ہتھیار تھے ان کے بھی جلانے کا حکم دے دیا تا کہ رومی ان سے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے قوت حاصل نہ کر سکیں پھر معتصم اس سال کے شوال کے آخر میں طرطوس کی جانب واپس آ گیا اور اس نے ۲۵ دن عموریہ میں قیام کیا۔

عباس بن مامون کا قتل:

عباس' اپنے چچا معتصم کے ساتھ عموریہ کی جنگ میں موجود تھا اور جب وہ اپنے باپ مامون کے طرطوس میں وفات پا جانے کے بعد خلافت حاصل نہ کر سکا تو عجیف بن عنبسہ نے اسے شرمندہ کیا اور وہ اسے اپنے چچا معتصم کی بیعت کرنے پر ملامت کی اور وہ مسلسل اسے یہ بات کہتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنے چچا کو قتل کرنے اور امراء سے اپنی بیعت لینے کے متعلق اس کی بات مان لی اور اس نے حارث سمرقندی نام ایک شخص کو تیار کیا جو عباس کا ندیم تھا اور اس نے در پردہ امراء کی ایک جماعت سے اس کی بیعت لی اور اس نے ان سے عہد و پیمان لیا اور ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ اس کے چچا کے قتل کا ذمہ دار ہے اور جب وہ درب الروم

Marfat.com

میں تھے اور انقرہ جا رہے تھے اور وہاں سے عموریہ جانا تھا تو عجیف نے عباس کو مشورہ دیا کہ وہ اس درے میں اپنے چچا کو قتل کر دے اور اپنی بیعت لے کر بغداد کو واپس چلا جائے' عباس نے کہا میں پسند نہیں کرتا کہ میں اس غزوہ کو لوگوں کے لیے بے کار بنا دوں اور جب انہوں نے عموریہ کو فتح کر لیا اور لوگ غنیمت میں مشغول ہو گئے تو اس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے قتل کر دے تو اس سے وعدہ کیا کہ وہ جب واپس جائیں گے تو وہ درے کی تنگ جگہ پر اسے قتل کر دے گا پس جب وہ واپس لوٹے تو معتصم بھی حقیقت کو سمجھ گیا اور اس نے محافظ فورس کو حفاظت کرنے کا حکم دیا اور خود بھی احتیاط کی اور پختہ ارادہ کر لیا اور اس نے حارث سمرقندی کو بلا کر اس سے تحقیق کی تو اس نے ساری بات کا اعتراف کر لیا اور یہ کہ اس نے عباس بن مامون کے لیے امراء کی ایک جماعت سے بیعت بھی لی ہے اور اس نے ان امراء کے نام بھی اسے بتائے اور معتصم نے ان سے بہت سی باتیں دریافت کیں اور اپنے بھتیجے عباس کو بلا کر اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اس پر ناراض ہوا اور اس کی تذلیل کی پھر اس کے سامنے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے اسے معاف کر دیا ہے اور اس نے اسے بیڑیوں سے آزاد کر دیا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا اور جب رات ہوئی تو اس نے اسے اپنی محفل مے نوشی میں بلایا اور اس سے تنہائی میں ملا حتیٰ کہ اسے شراب پلا دی اور اس نے اس شخص سے بھی دریافت کیا جس نے یہ سازش بنائی تھی۔

پس اس نے سارے معاملے کو کھول دیا اور سارا واقعہ اس سے بیان کر دیا اور وہ بات ایسے ہی تھی جیسے کہ حارث سمرقندی نے بتائی تھی جب صبح ہوئی تو اس نے حارث کو بلایا اور اس سے تنہائی میں ملا اور دوبارہ اس سے اس معاملہ کے متعلق پوچھا تو اس نے اسے اسی طرح بیان کیا جیسا کہ پہلی دفعہ بیان کیا تھا اور اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں اس امر کا خواہش مند تھا مگر میں نے اس معاملہ میں تیرے سچ بولنے کی وجہ سے کوئی راستہ نہیں پایا پھر اسی وقت معتصم کے حکم سے اس کے بھتیجے عباس کو بیڑیاں ڈال کو افشین کے سپرد کر دیا گیا اور اس نے عجیف اور بقیہ امراء کے متعلق جن کا اس نے ذکر کیا تھا حکم دیا کہ ان کی نگرانی کی جائے۔ پھر اس نے انہیں طرح طرح کی سزائیں دیں جو اس نے ان کے لیے تجویز کی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کو اس طریق سے قتل کیا گیا کہ دوسرے کو اس طرح قتل نہیں کیا گیا اور عباس بن مامون منبج میں فوت ہو گیا اور وہیں اسے دفن کر دیا گیا اور اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ اس نے اسے سخت بھوکا رکھا پھر اس کے پاس بہت سا کھانا لایا گیا اور اس نے اس سے کھانا کھایا اور پانی مانگا تو پانی کو اس سے روک دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور معتصم نے حکم دیا کہ منبر پر اس پر لعنت ڈالی جائے اور اس نے اس کا نام لعین رکھا اور اسی طرح اس نے مامون کے بچوں کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا۔

اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے بابک خرمی کو قتل کیا گیا اور صلیب دیا گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور خالد بن خراش' عبداللہ بن صالح جولیث بن سعد کا کاتب تھا محمد سنان العوفی اور موسیٰ بن اسماعیل نے وفات پائی۔

Marfat.com

۲۲۴ھ

اس سال مازیار بن قارن بن یزداہرمز نام ایک شخص نے آمل طبرستان میں خروج کیا اور وہ خراسان کے نائب عبداللہ بن طاہر بن حسین کو خراج دینا پسند نہیں کرتا تھا بلکہ وہ اسے خلیفہ کو بھیجا تھا تا کہ وہ اس سے کچھ خراج حاصل کر لے سو وہ بعض شہروں کی طرف بار برداری کرنے والوں کے ذریعے خلیفہ کو خراج بھیجتا تا کہ وہ اس سے کچھ خراج لے لے پھر اسے ابن طاہر کے پاس بھیج دے۔ پھر نوبت بایں جا رسید کہ اس نے ان علاقوں میں بغاوت کر دی اور معتصم کی مخالفت کا اظہار کر دیا اور مازیار بابک خرمی سے مراسلت کیا کرتا تھا اور وہ اسے فتح کے وعدے دیتا تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ افشین نے مازیار کو اس بات پر پختہ کیا تا کہ وہ عبداللہ بن طاہر کو اس کی مقاومت سے عاجز کر دے اور معتصم اس کی جگہ اسے خراسان کا والی بنا دے' پس معتصم نے محمد بن ابراہیم بن مصعب اسحاق بن ابراہیم کے بھائی کو ایک عظیم فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور ان دونوں کے درمیان طویل معرکے ہوئے جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے۔

بالآخر اس نے مازیار کو قید کر لیا اور اسے ابن طاہر کے پاس لے آیا اور اس سے ان خطوط کے متعلق تحقیقات کی جو اس نے اسے بھیجے تھے اور اس نے ان خطوط کا اعتراف کیا تو اس نے اسے ان اموال کے ساتھ جو خلیفہ کے لیے محفوظ کیے گئے تھے معتصم کے پاس بھیج دیا اور وہ جواہرات' سونا اور کپڑوں کی بہت سی اشیاء تھیں اور جب اسے خلیفہ کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس سے ان خطوط کے متعلق دریافت کیا جو افشین نے اسے بھیجے تھے اس نے ان سے انکار کر دیا تو اسے کوڑوں سے مارا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور بغداد کے پل پر اسے بر مک خرمی کے پہلو میں صلیب دیا گیا اور اس نے اس کے بڑے بڑے اصحاب اور اتباع کو بھی قتل کر دیا۔

اور اس سال حسن بن افشین نے اترجہ دختر اشناس سے نکاح کیا اور اسے جمادی میں سامراء میں معتصم کے محل میں لے آیا اور یہ ایک بھرپور دعوت ولیمہ تھی جس کا منتظم خود معتصم تھا بیان کیا گیا ہے کہ وہ عوام کی داڑھیوں کو غالیہ خوشبو سے رنگتے تھے۔

اور اس سال افشین کے ایک قرابت دار منکجور الاشروسنی نے آذربائیجان کے علاقے میں بغاوت کی اور اطاعت چھوڑ دی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ افشین نے جب وہ بابک کے معاملے سے فارغ ہوا اسے بلاد آذربائیجان پر نائب مقرر کیا تھا اور منکجور بعض شہروں میں بابک کے جمع شدہ بہت سے مال کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا پس اس مال کو اپنے قبضے میں کر لیا اور اسے معتصم سے چھپائے رکھا اور اس بات سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نام ایک شخص آگاہ تھا اس نے خلیفہ کو اس بارے میں خط لکھا اور منکجور نے اس بارے میں اس کی تکذیب کا خط لکھا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اہل اردبیل کے ذریعے اس سے بچ گیا اور جب خلیفہ کو منکجور کے جھوٹ کا یقین ہو گیا تو اس نے اس کے مقابلہ میں بغا الکبیر کو بھیجا سو اس نے اس سے جنگ کی اور اسے امان کے ذریعے پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے آیا۔

اور اس سال عموریہ کے نائب مناطس رومی نے وفات پائی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ معتصم اسے اپنے ساتھ قیدی بنا کر لایا

Marfat.com

اور اسے سامرا میں قید کر دیا حتیٰ کہ وہ اس سال فوت ہو گیا۔

ابراہیم بن مہدی بن منصور:

اور اس سال کے رمضان میں معتصم کے چچا ابراہیم بن مہدی نے وفات پائی جو ابن شکلہ کے نام سے مشہور تھا اور یہ سیاہ فام، فربہ فصیح اور فاضل آدمی تھا' ابن ماکولا نے بیان کیا ہے اسے اس کے سیاہ رنگ کی وجہ سے الصیسی کہا جاتا تھا اور ابن عساکر نے اس کے بھرپور حالات بیان کئے ہیں اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے بھائی رشید کی جانب سے دو سال تک دمشق کی امارت سنبھالی' پھر اس نے اسے وہاں سے معزول کر دیا پھر اس نے دوبارہ اسے دمشق کی امارت دے دی اور وہ چار سال وہاں امیر رہا اور اس نے اس کی شجاعت وعدالت کے اچھے واقعات بیان کئے ہیں اور یہ کہ اس نے ۱۸۴ھ میں لوگوں کو حج کروایا' پھر دمشق واپس آ گیا اور جب ۲۰۲ھ میں مامون کی خلافت کے آغاز میں اس کی بیعت خلافت ہوئی تو بغداد کے نائب حسن بن سہل نے اس سے جنگ کی اور اس ابراہیم نے اسے شکست دی۔

پس حمید الطوسی اس کے مقابلہ میں گیا اور اس نے ابراہیم کو شکست دی اور جب مامون بغداد آیا تو ابراہیم بغداد میں روپوش ہو گیا' پھر مامون نے اس پر فتح پائی تو اسے معاف کر دیا اور اس کی عزت کی اور اس کی مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ بارہ دن ہے اور اس کی روپوشی کا آغاز ذوالحجہ ۲۰۳ھ میں ہوا اور وہ چھ سال چار ماہ دس دن روپوش رہا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن مہدی بڑی خوبیوں والا' بہت شائستہ' وسیع دل اور سخی ہاتھ تھا اور گانے کے فن میں بڑا ماہر تھا اور بغداد میں اس کی خلافت کے ایام میں اس کا مال کم ہو گیا تو بدوؤں نے اپنے عطیات کے بارے میں اس سے اصرار کیا اور وہ ان سے ٹال مٹول کرنے لگا پھر اس کا ایلچی ان کے پاس کہنے گیا کہ آج اس کے پاس کوئی مال نہیں تو ان کے بعض آدمیوں نے کہا خلیفہ ہمارے پاس آئے اور اس جانب کے باشندوں کو تین سروں میں گیت سنائے اور اس بارے میں مامون کے شاعر دعبل نے ابراہیم بن مہدی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے:

اے بدوؤں کے گروہ، غلطی نہ کرو اپنے عطیے لو اور ناراض نہ ہو عنقریب وہ تمہیں غم کی آواز دے گا جو تھیلی میں داخل نہیں ہوتی اور نہ پڑاؤ ڈالتی ہے اور تارکول کے لیپ کی ہوئی اونٹنیاں تمہارے جرنیلوں کے لیے ہیں اور اس پر کوئی بھی رشک نہیں کرتا۔ خلیفہ اسی طرح اپنے اصحاب کو رسد دیتا ہے اور اس کا مصحف بربط ہے۔

اور جب اس کی روپوشی نے طول پکڑا تو اس نے اپنے بھتیجے مامون کو خط لکھا' بدلہ لینے کا ذمہ دار قصاص میں مضبوط ہے اور عفو' تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کو ہر معاف کرنے والے سے ہی ایسے ہی بالا کیا ہے جیسے اس نے ہر نسب والے کو اس سے نیچے رکھا ہے پس اگر وہ معاف کرے تو یہ اس کا احسان ہے اور اگر سزا دے تو یہ اس کا حق ہے' پس مامون نے اس کے جواب میں لکھا طاقت غصے کو ختم کر دیتی ہے اور انابت شرمندگی کو کافی ہوتی اور عفو الٰہی ہر چیز سے وسیع ہے اور جب وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا:

اگر میں گنہگار ہوں تو میں نے اپنے نصیبے کے بارے میں خطا کی ہے تو زیادہ زجر وتوبیخ کو چھوڑ دے اور تم وہی بات کہو جو

Marfat.com

یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں سے جب وہ آپ کے پاس آئے تھے کہی تھی کہ تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے۔

مامون نے بھی کہا کوئی سرزنش نہیں اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو وہ اس کے فعل پر اسے زجر وتوبیخ کرنے لگا تو اس نے کہا یا امیر المومنین میں اپنے باپ کے پاس موجود تھا اور وہ آپ کا داماد تھا' اس کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کا گناہ میرے گناہ سے بڑا تھا' اس نے اس کے قتل کا حکم دیا تو مبارک بن فضالہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس شخص کے قتل کو مؤخر کر دیں تا کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں اس نے کہا بیان کرو اس نے کہا حسن بصری نے بحوالہ عمران بن حصین مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی کرنے والا عرش کے نیچے آواز دے گا کہ خلفاء میں سے لوگوں کو معاف کرنے والے بہترین جزاء کی طرف آجائیں' پس وہ کھڑا ہوگا جس نے معاف کیا ہوگا' مامون نے کہا میں نے اس حدیث کو اس کے مقبول ہونے کی وجہ سے قبول کیا اور اے چچا میں نے آپ کو معاف کیا اور ہم نے ۲۰۴ھ میں اس سے زیادہ بیان کیا ہے اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور ابن عساکر نے ان میں سے بڑے اچھے اشعار بیان کئے ہیں۔

ابراہیم' ذوالقعدہ ۱۶۲ھ کے آغاز میں پیدا ہوا اور اس سال کے سات دن گزرے تھے کہ اس نے جمعہ کے روز ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس سال سعید بن ابی مریم مصری' سلیمان بن حرب' ابو معمر القعد' علی بن المدائنی مؤرخ جو اپنے زمانے میں تاریخ کا ایک امام تھا اور امام بخاریؒ کے شیخ عمرو بن مرزوق نے وفات پائی اس شخص نے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا۔

حضرت ابوعبید القاسم بن سلام بغدادی:

آپ لغت' فقہ' حدیث' قرآن اور لوگوں کی تاریخ کے امام ہیں اور آپ کی تصانیف مشہور ہیں اور لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں' یہاں تک کہ بیان کیا گیا ہے کہ امام احمدؒ نے اپنے ہاتھ سے غریب الفاظ کے بارے میں کتاب لکھی ہے اور جب عبداللہ بن طاہر کو اس کا پتہ چلا تو اس نے پانچ سو درہم آپ کا وظیفہ لگا دیا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کو بھی دیتا رہا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابن طاہر نے آپ کی کتاب کو عمدہ خیال کیا اور کہا جس عقل نے اپنے مالک کو اس کتاب کی تصنیف پر آمادہ کیا ہے ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس کے مصنف کو طلب معاش کا محتاج بنا دیں اور اس نے ہر ماہ دس ہزار درہم آپ کا وظیفہ جاری کر دیا اور محمد بن وہب مسعودی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوعبید کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے چالیس سال میں اس کتاب کو تصنیف کیا ہے اور ہلال المعلی الرقی نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان چار اشخاص کے ذریعے مسلمانوں پر مہربان فرمائی ہے حضرت امام شافعیؒ نے فقہ اور حدیث میں اور امام احمد بن حنبلؒ نے آزمائش میں اور یحییٰ بن معین نے کذب کے دور کرنے میں اور ابوعبید نے حدیث کے غریب الفاظ کی تفسیر کرنے میں نفقہ حاصل کیا ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو لوگ ہلاکتوں میں جا پڑتے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابوعبید ۱۸ سال طرطوس میں قاضی رہے اور اس نے آپ کے اجتہاد وعبادت کے بارے میں بہت سی باتوں کو بیان کیا ہے اور ابوزید انصاری' اصمعی' ابوعبیدہ' معمر بن المثنی' ابن الاعرابی' الفراء اور کسائی وغیرہم نے غریب الفاظ کو بیان کیا ہے' اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا ہے ہم آپ کے محتاج ہیں اور آپ ہمارے محتاج نہیں' آپ بغداد آئے

Marfat.com

تو لوگوں نے آپ سے آپ کی تصانیف سے سماع کیا اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ آپ ایک پہاڑ تھے جس میں روح پھونکی گئی ہے آپ ہر چیز کو عمدگی سے کرتے تھے اور قاضی احمد بن کامل نے بیان کیا ہے حضرت ابوعبید فاضل' دیندار' عالم ربانی اور اہل ایمان' اہل اتقان اور اہل اسلام کے مختلف علوم میں پختہ کار تھے۔ یعنی قرآن' فقہ' عربی' احادیث' حسن الروایۃ اور صحیح النقل ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کسی شخص نے آپ کے علم اور کتب کے بارے میں آپ پر اعتراض کیا ہو آپ کی ایک کتاب کتاب الاموال اور فضائل القرآن ومعانیہ بھی ہے اور ان کے علاوہ نفع بخش کتابیں بھی ہیں۔ امام بخاریؒ کا قول ہے کہ آپ نے اس سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال مکہ میں اور بعض کا قول ہے کہ مدینہ میں آپ نے وفات پائی ہے آپ کی عمر ۶۷ سال تھی اور بعض کا قول ہے آپ کی عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی۔

اور شیخ الحدیث محمد بن عثمان ابوطاہر دمشقی کفرتونی' امام بخاریؒ کے شیخ محمد بن الفضل ابوالنعمان السدوسی ملقب بہ عارم' محمد بن عیسیٰ الطباع' یزید بن عبدربہ الجرجسی الحمصی جو اپنے زمانے کے شیخ تھے انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۲۲۵ھ

اس سال بغا الکبیز اور اس کے ساتھ منکجور بھی آیا اس نے امان کے ساتھ اطاعت اختیار کی تھی اور اس سال معتصم نے جعفر بن دینار کو یمن کی نیابت سے معزول کر دیا اور اس سے ناراض ہوا اور ایتاخ کو یمن کا والی بنا دیا اور اسی سال عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو بھیجا اور وہ پالان والے خچر پر سوار ہو کر بغداد آیا اور معتصم نے اسے اپنے سامنے ساڑھے چار سو کوڑے مارے اور اسے پانی پلایا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور اس نے اسے بابک کے پہلو صلیب دینے کا حکم دیا اور اس نے اپنی مار میں یہ اعتراف کیا کہ افشین اس سے خط وکتابت کیا کرتا تھا اور اسے اطاعت سے دستبرداری کو اچھا کر کے دکھاتا تھا پس معتصم افشین سے ناراض ہو گیا اور اس نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور اس نے دارالخلافہ میں اس کے لیے روشن دان کی مانند ایک جگہ بنائی جس میں فقط وہ سما سکتا تھا اور اس نے یہ کام اس وقت کیا جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت بھی کرنا چاہتا ہے اور اس نے بلاد خزر کی طرف مسلمانوں کے خلاف کمک طلب کرنے کے لیے جانے کا عزم بھی کیا ہوا ہے۔

پس خلیفہ نے ان سب باتوں سے قبل اسے گرفتار کر لیا اور معتصم نے ایک مجلس منعقد کی جس میں اس کا قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی اور اس کا وزیر محمد بن عبدالملک الزیات اور اس کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی شامل تھے اور اس نے اس مجلس میں افشین پر کچھ باتوں کے الزامات لگائے جو اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ وہ اپنے ایرانی اجداد کے دین پر قائم ہے۔ ان میں سے ایک الزام یہ تھا کہ وہ غیر مختون ہے' اس نے عذر کیا کہ وہ اس کی تکلیف سے ڈرتا ہے تو وزیر نے اسے کہا اور وہی لوگوں کے درمیان اس سے مناظرہ کر رہا تھا تو جنگوں میں نیزوں کے ساتھ نیزہ زنی کرتا ہے اور ان کی چوٹ سے خوف نہیں کھاتا اور تو اپنے بدن کے حشفہ کے اوپر کی کھال کے قطع کرنے سے ڈرتا ہے اور دوسرا الزام یہ تھا کہ اس نے دو اشخاص کو جن میں سے ایک امام اور دوسرا مؤذن تھا ہر ایک کو ایک ایک ہزار کوڑا مارا تھا کیونکہ انہوں نے بت خانہ کو گرا کر اسے مسجد بنا لیا تھا اور تیسرا الزام یہ تھا کہ

Marfat.com

اس کے پاس کتاب کلیلہ دمنہ مصور صورت میں ہے جس میں کفر پایا جاتا ہے اور وہ جواہر اور سونے سے آراستہ ہے' اس نے عذر کیا کہ وہ اپنے آباء سے اس کا وارث ہوا ہے اور اس نے الزام لگایا کہ اعاجم اس سے خط وکتابت کرتے ہیں اور وہ اپنے خطوط میں اسے لکھتے ہیں تو غلاموں میں سے خداوندوں کا خدا ہے اور وہ ان سے اس کا اعتراف کرواتا ہے وہ عذر کرنے لگا کہ انہیں اس بات کی جرأت اس لیے ہوتی ہے کہ وہ اس خطاب سے اس کے آباؤ اجداد سے خط وکتابت کرتے تھے اور وہ انہیں اس کے ترک کر دینے کا حکم دینے سے ڈرتا ہے کہ اس طرح وہ ان کے نزدیک ذلیل ہو جائے گا۔

وزیر نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے فرعون کے لیے کیا باقی رہنے دیا ہے جس نے انا ربکم الاعلی کہا تھا اور یہ کہ وہ مازیار سے خط وکتابت کرتا تھا کہ وہ اطاعت کو چھوڑ دے اور یہ کہ وہ قدیم مجوسی دین کی مدد کرنے تک تنگی میں رہے گا اور اسے عربوں کے دین پر غالب کر دے اور وہ گلا گھٹے جانور کے گوشت کو ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت پر ترجیح دیتا تھا اور یہ کہ وہ ہر بدھ وار کو سیاہ بکری منگوا کر اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دیتا ہے اور ان دونوں کے درمیان چلتا ہے پھر اسے کھا جاتا ہے' اس موقع پر معتصم نے حکم دیا کہ بغا الکبیر کو ذلیل ورسوا کر کے قید کیا جائے اور وہ کہنے لگا مجھے تم سے یہی توقع تھی۔

اور اس سال عبداللہ بن طاہر' حسن بن افشین اور اس کی بیوی اترجہ بنت اشناس کو سامرا لے گیا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے اصبغ بن الفرج' سعدویہ' شیخ البخاری محمد بن سلام البیکندی' ابوعمر الجرمی اور ایک سخی امیر ابودلف عجلی تمیمی نے وفات پائی۔

سعید بن مسعدہ:

ابوالحسن الاخفش الاوسط البلخی ثم البصری النحوی' آپ نے سیبویہ سے نحو سیکھی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں ایک کتاب قرآن کے معانی کے بارے میں ہے اور دوسری کتاب الاوسط ہے جو نحو کے بارے میں ہے اور آپ کی ایک کتاب عروض کے بارے میں بھی ہے جس میں آپ نے بحر خبب کا اضافہ کیا ہے اور آپ کو آنکھوں کے چھوٹا ہونے اور نظر کے کمزور ہونے کی وجہ سے اخفش کہتے ہیں اسی طرح آپ ادلغ بھی تھے اور ادلغ اسے کہتے ہیں جس کے دونوں ہونٹ اس کے دانتوں پر جڑتے نہ ہوں اور سب سے پہلے آپ کو اخفش کبیر الوالخطاب عبدالحمید بن عبدالمجید البجری جو سیبویہ اور ابوعبید کے شیخ تھے کی نسبت سے اخفش صغیر کہا جاتا تھا اور جب علی بن سلیمان نمایاں ہوا اور اخفش لقب رکھا تو سعید بن مسعدہ اوسط اور البجری' اکبر اور علی بن سلیمان اصغر' اخفش بن گیا اور آپ کی وفات اسی سال میں ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۲۲۱ھ میں ہوئی ہے۔

الجرمی نحوی:

صالح بن اسحاق بصری' آپ بغداد آئے اور وہاں الفراء سے مناظرہ کیا آپ نے ابوعبیدہ ابوزید اور اصمعی سے نحو سیکھی اور کتابیں تصنیف کیں جن میں کتاب الفرخ بھی ہے یعنی فرخ کتاب سیبویہ آپ فقیہ فاضل ماہر نحوی' لغت کے عالم اور اس کے حافظ دیندار' متقی' اچھے مذہب اور صحیح اعتقاد والے تھے' آپ نے حدیث کی روایت کی ہے' اس بات کو ابن خلکان نے بیان کیا ہے اور آپ سے المبرد نے روایت کی ہے' اسے ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

۲۲۶ھ

اس سال کے شعبان میں افشین نے قید خانے میں وفات پائی اور معتصم کے حکم سے اسے صلیب دیا گیا پھر اسے جلا کر اس کی راکھ کو دجلہ میں بکھیر دیا گیا اور اس کے اموال وذخائر پر قبضہ کرلیا گیا اور ان میں انہوں نے سونے اور جواہر سے مرصع بت اور مجوسی دین کی خوبیوں کے بارے میں کتابیں اور بہت سی ایسی چیزیں پائیں جن سے وہ مہتم تھا جو اس کے کفر وزندقت پر دلالت کرتی تھیں جن کے باعث اس کا اپنے مجوسی آباء کے دین کی طرف منسوب ہونا متحقق ہوگیا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اسحاق القروی' اسماعیل بن ابی اوس' محمد بن داؤد مؤلف تفسیر' غسان بن الربیع امام مسلمؒ کے شیخ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی اور محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین نے وفات پائی۔

ابودلف عجلی:

عیسیٰ بن ادریس بن معقل بن عمیر بن شیخ بن معاویہ بن خزاعی بن عبدالعزیز بن دلف بن جشم بن قیس بن سعد بن عجل بن لحیم امیر ابودلف عجلی جو مامون اور معتصم کا ایک جرنیل تھا اور اسی کی طرف امیر ابونصر بن مالا کو مؤلف کتاب الاکمال منسوب ہوتا ہے' قاضی جلال الدین خطیب دمشق القزوینی کا خیال تھا کہ وہ اس کی اولاد میں سے ہے اور وہ اپنے نسب کو اسی کی طرف بیان کرتا تھا اور یہ ابودلف شریف' سخی اور قابل تعریف آدمی تھا' ہر طرف کے شاعر اس کے پاس آتے تھے اور ابوتمام طائی بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو اس کے پاس آتے تھے اور اسے بخشش حاصل کرتے تھے اسے دب اور گانے میں کمال حاصل تھا اور اس نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سیاسۃ الملوک اور ایک کتاب شکار اور بازوں کے متعلق اور ایک کتاب ہتھیاروں کے بارے میں ہے اور بکر بن النطاع شاعر نے اس کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

اے کیمیا اور اس کے علم کے طالب' ابن عیسیٰ کی مدح کرنا سب سے بڑا کیمیا ہے اگر زمین میں صرف ایک درہم ہو اور تو اس کی مدح کرے تو وہ اس درہم کو تجھے دے دے گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس شعر پر دس ہزار درہم دیئے اور وہ بڑا دلیر بہادر تھا اور قرض لے کر عطا کرتا تھا اور اس کے باپ نے کرخ شہر کی تعمیر شروع کی اور اسے مکمل کئے بغیر مرگیا اور ابودلف نے اسے مکمل کیا اور اس میں تشیع پایا جاتا تھا اور وہ کہا کرتا تھا جو تشیع میں غلو نہ کرے وہ ولد الزنا ہے اور اس کے بیٹے دلف نے اسے کہا اے میرے باپ میں تیرے مذہب پر نہیں ہوں اس نے کہا خدا کی قسم میں نے تیری ماں کو خریدنے سے قبل اس سے جماع کیا تھا اور یہ اس کا اثر ہے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کے بیٹے نے اپنے باپ کی وفات کے بعد خواب دیکھا کہ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا امیر کو جواب دو' وہ بیان کرتا ہے میں اس کے ساتھ کھڑا ہوگیا تو اس نے مجھے ایک خوفناک ویران گھر میں داخل کردیا جس کی دیواریں سیاہ اور چھت اور دروازے بند تھے' پھر اس نے مجھے اس کی سیڑھی پر چڑھایا اور ایک بالا خانے میں

Marfat.com

داخل کر دیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی دیواروں پر آگ کا نشان ہے اور اس کی زمین پر راکھ کا نشان ہے اور اس میں میرا باپ برہنہ اور اپنے دونوں گھٹنوں پر اپنا سر رکھے ہوئے ہے اس نے مجھے سوالیہ انداز میں کہا کیا دلف ہے؟ میں نے کہا دلف ہوں تو وہ کہنے لگا:

ہمارے اہل کو اس تکلیف کے متعلق بتا دو جو ہمیں گلا گھونٹ دینے والے برزخ میں پہنچی ہے اور اسے ان سے پوشیدہ نہ رکھو ہم سے ان سب کاموں کے متعلق پوچھا گیا جو ہم نے کئے ہیں میری تنہائی اور جس مصیبت سے مجھے پالا پڑا ہے اس پر رحم کرو۔

پھر اس نے کہا کیا تم سمجھ گئے ہو؟ اس نے کہا ہاں پھر وہ کہنے لگا:

جس وقت ہم مرے تھے اگر ہمیں چھوڑ دیا جاتا تو موت ہر زندہ کی راحت ہوتی لیکن جب ہم مر جاتے ہیں تو ہمیں اٹھا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد ہم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔

پھر اس نے کہا کیا تم سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا ہاں اور میں بیدار ہو گیا۔

۲۲۷ھ

اس سال سرحدی باشندوں میں سے ایک شخص نے جسے ابوحرب المبرقع الیمانی کہا جاتا تھا شام میں بغاوت کر دی اور اطاعت چھوڑ کر اپنی طرف دعوت دی اور اس کی بغاوت کا سبب یہ تھا کہ ایک فوجی سپاہی نے اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر اس کی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو اس عورت نے اسے روکا اور سپاہی نے اس عورت کے ہاتھ پر مارا اور چوٹ نے اس کی کلائی پر نشان ڈال دیا اور جب اس کا خاوند ابوحرب آیا تو اس نے اسے بتایا تو وہ سپاہی کے پاس گیا اور وہ غافل پڑا تھا سو اس نے اسے قتل کر دیا پھر وہ برقعہ پہن کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر قلعہ بند ہو گیا اور جب کوئی شخص اس کے پاس آتا تو وہ اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دیتا اور سلطان کی مذمت کرتا اور بہت سے کسانوں وغیرہ نے اس کی پیروی اختیار کر لی۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے یہی وہ سفیانی ہے جس کے متعلق بیان ہوا ہے کہ وہ شام پر قبضہ کر لے گا۔ پس اس کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور تقریباً ایک لاکھ جانبازوں نے اس کی پیروی کی اور معتصم نے اپنے مرض الموت میں اس کی طرف تقریباً ایک لاکھ جانبازوں کی فوج روانہ کی اور جب معتصم کا امیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا تو اس نے انہیں بہت بڑی قوم پایا جو ابوحرب کے اردگرد جمع ہو چکی تھی وہ اس حالت میں اس پر حملہ کرنے سے خوف کھا گیا اور اس نے زمین کے بونے کے دنوں تک انتظار کیا اور لوگ اسے چھوڑ کر اپنی زمینوں پر چلے گئے اور وہ چھوٹی سی جماعت کے ساتھ باقی رہ گیا تو اس نے اس سے جنگ کی اور اسے قید کر لیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ گئے اور فوج کا امیر رجاء بن ایوب اسے اٹھا کر معتصم کے پاس لے آیا' معتصم نے اسے شام آتے ہی اس کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر ملامت کی تو اس نے کہا اس کے ساتھ ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی تھے پس وہ مسلسل اس سے ٹال مٹول کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا تو اس نے اس پر اس کا شکریہ ادا کیا۔

Marfat.com

اور اس سال ۱۸ ربیع الاول کو جمعرات کے روز ابواسحاق محمد المعتصم باللہ بن ہارون الرشید بن المہدی بن المنصور نے وفات پائی۔

معتصم باللہ کے حالات:

امیر المومنین ابواسحاق محمد المعتصم بن ہارون الرشید بن المہدی بن منصور العباسی کو المثمن بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ عباس کا آٹھواں لڑکا تھا اور وہ آپ کی اولاد میں سے آٹھواں خلیفہ تھا اور اس نے آٹھ فتوحات حاصل کیں اور اس نے آٹھ سال آٹھ ماہ آٹھ دن خلافت کی اور بعض نے دو دن بیان کیے ہیں اور وہ ۱۸۰ھ میں شعبان میں پیدا ہوا جو سال کا آٹھواں مہینہ ہے اور اس نے ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس نے آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں پیچھے چھوڑیں اور وہ اپنے بھائی مامون کی وفات کے پورے آٹھ ماہ بعد آغاز رمضان ۲۱۸ھ میں شام سے بغداد آیا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ ان پڑھ تھا اور اچھی طرح لکھ نہ سکتا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس کے ساتھ ایک غلام کاتبوں کے پاس جایا کرتا تھا اور وہ غلام مر گیا تو اس کے باپ رشید نے اسے کہا تیرے غلام نے کیا کیا؟ اس نے کہا وہ مر کر کتابت سے آرام پا گیا ہے رشید نے کہا کتابت سے تیری کراہت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو نے موت کو اس سے راحت کا سبب بنا دیا ہے؟ اے میرے بیٹے قسم بخدا آج کے بعد تو کتابت کے لیے جائے گا۔

پس انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ ان پڑھ تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی تحریر بہت کمزور تھی اور خطیب نے اپنے طریق سے اس کے آباء سے دو منکر حدیثوں کا اسناد کیا ہے ان میں ایک بنو امیہ کی مذمت اور بنو عباس کے خلفاء کی مدح میں ہے اور دوسری جمعرات کے پچھنے لگوانے سے مناہی کے بارے میں ہے اور اس نے اپنی سند سے بحوالہ معتصم بیان کیا ہے کہ شاہ روم نے اسے ایک دھمکی آمیز خط لکھا تو اس نے کاتب سے کہا لکھو میں نے تیرے خط کو پڑھ لیا ہے اور تیرے خطاب کو سمجھ لیا ہے اور اس کے جواب کو تو دیکھے گا نہیں اور عنقریب کفار کو علم ہو جائے گا کہ گھر کا انجام کس کے لیے ہوگا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے ۲۲۳ھ میں بلاد روم سے جنگ کی اور اس نے دشمن پر غالب آ کر اسے قتل کیا اور عموریہ کو فتح کر کے اس کے ۳۰ ہزار باشندوں کو قتل کر دیا اور اتنے ہی لوگوں کو قیدی بنا لیا اور اس کے پاس قیدیوں میں ساٹھ جرنیل بھی تھے اور اس نے عموریہ اور اس کے دیگر نواح میں آگ پھینک کر اسے جلا دیا اور اس کے نائب کو عراق لے آیا اور اسی طرح اس کے دروازے کو بھی اپنے ساتھ لے آیا جو آج تک دار الخلافت کے دروازوں میں سے ایک دروازے میں نصب ہے جو محل کی جامع مسجد کے پاس ہے۔

اور قاضی احمد بن داؤد سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات معتصم نے اپنی کلائی میری طرف نکالی اور مجھے کہا اے ابوعبداللہ پوری قوت کے ساتھ اسے دانت سے کاٹو اور میں کہتا یا امیر المومنین میرا دل اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ میں آپ کی کلائی کو دانتوں سے کاٹوں' وہ کہتا یہ بات مجھے تکلیف نہیں دیتی اور میں پوری قوت کے ساتھ دانتوں سے کاٹتا اور اس کا اس کے ہاتھ پر کچھ اثر نہ ہوتا اور ایک روز وہ اپنے بھائی کی خلافت کے زمانے میں فوج کے خیموں کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت کہہ رہی ہے میرا بیٹا' میرا بیٹا' اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی میرے بیٹے کو اس خیمے والے نے پکڑ لیا ہے'

معتصم نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اس بچے کو چھوڑ دو اس نے انکار کیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے جسم کو پکڑا تو اس نے اپنے ہاتھ کے نیچے سے اس کی ہڈیوں کی آواز سنی پھر اس نے اسے چھوڑ دیا تو وہ مردہ ہو کر گر پڑا اور اس نے حکم دیا کہ بچہ اس کی ماں کو دے دیا جائے اور جب اس نے خلافت سنبھالی تو وہ دلیر شخص تھا اور جنگ میں بڑا عالی ہمت تھا اور دلوں میں اس کی بڑی ہیبت پائی جاتی تھی وہ صرف جنگ میں خرچ کرنے کا حریص تھا' اسے تعمیرات وغیرہ میں خرچ کرنے کا کوئی شوق نہ تھا۔

اور احمد بن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے میرے ہاتھوں جو صدقہ کیا اور دیا اس کی قیمت ایک کروڑ درہم ہے اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ معتصم جب غصے ہو جاتا تو اس بات کی بالکل پرواہ نہ کرتا کہ اس نے کسے قتل کیا ہے اور اس نے کیا کیا ہے اور اسحاق بن ابراہیم موصلی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں معتصم کے پاس آیا تو اس کے پاس اس کی ایک گلوکارہ لونڈی اسے گیت سنا رہی تھی اس نے مجھ سے پوچھا تو نے اسے کیسا پایا ہے؟ میں نے اسے کہا میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ مہارت سے اس پر غالب ہے اور نرمی سے اسے بڑا بنا رہی ہے اور ایک چیز سے نکل کر اس سے بہتر کی طرف جاتی ہے اور اس کی آواز میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں جو سینوں پر موتیوں کے ہاروں سے اچھے ہیں اس نے کہا خدا کی قسم تو نے اس کی جو صفت کی ہے وہ اس سے اور اس کے گانے سے بہتر ہے پھر اس نے اپنے بیٹے ہارون الواثق سے جو اس کے بعد ولی عہد تھا کہا اس کلام کو سن اور معتصم نے بہت سے ترکوں کو خادم بنایا اور اس کے ترک غلام تقریباً بیس ہزار تھے اور وہ اتنے آلات حرب اور چوپایوں کا مالک تھا کہ کسی دوسرے کو اتنے جانور اور آلات حرب رکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ کہنے لگا (اور جو کچھ انہیں دیا گیا تھا جب وہ اس پر اترانے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور وہ مایوس ہو گئے) اور اس نے کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ میری عمر تھوڑی ہے تو میں ایسا نہ کرتا اور اس نے کہا میں اس مخلوق کو بتاتا ہوں اور کہنے لگا تدبیریں ختم ہو گئی ہیں اور کوئی تدبیر نہیں رہی اور اس سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے اپنے مرض الموت میں کہا اے اللہ میں اپنے سے پہلے بھی تجھ سے ڈرتا تھا اور تجھ سے پہلے میں کسی سے نہیں ڈرتا اور میں تجھ سے امید رکھتا ہوں اور اپنی جانب سے تجھ سے کوئی امید نہیں رکھتا۔

اس کی وفات جمعرات کے روز چاشت کے وقت ۱۷ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو سر من رأی میں ہوئی اور اس کی پیدائش دس شعبان ۱۸۰ھ کو ہوئی اور اس نے رجب ۲۱۸ھ میں خلافت سنبھالی اور وہ سفید رنگ' سرخ وسفید داڑھی والا تھا جس کی لمبائی درمیانی تھی اور اس کا رنگ تیز تھا اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا اور وہ رشید کے چھ لڑکوں میں سے ایک تھا اور ان میں سے ہر ایک کا نام محمد تھا اور وہ یہ ہیں: ابواسحاق محمد المعتصم' ابوالعباس محمد الامین' ابوعیسیٰ محمد' ابواحمد' ابویعقوب' ابوایوب' یہ بیان کیا ہے کہ اس کے وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

جب انہوں نے تجھے چھپایا اور تجھ پر ہاتھوں نے مٹی ڈالی تو میں نے کہا جاؤ تم دنیا میں کیا ہی اچھے محافظ اور کیا ہی اچھے دین کے مددگار تھے اللہ تعالیٰ اس قوم کی جس نے تیرے جیسے شخص کو کھو دیا ہے ہارون جیسے شخص سے اصلاح کرے۔

اور مروان بن ابی الجنوب جو حفصہ کا بھتیجا تھا نے کہا:

ابواسحاق چاشت کے وقت فوت ہوا تو ہم بھی مر گئے اور شام کو ہم ہارون کے ذریعے زندہ ہو گئے اگر جمعرات ہمارے

Marfat.com

ناپسندیدہ امر کو لائی ہے تو جمعرات ہمارے محبوب امر کو بھی لائی ہے۔

ہارون الواثق بن المعتصم کی خلافت:

اس کے باپ کی وفات سے قبل اس کی بیعت ۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو بدھ کے روز ہوئی اس کی کنیت ابو جعفر ہے اور اس کی ماں ام ولد رومیہ ہے جسے قراطیس کہا جاتا ہے وہ اس سال حج کے ارادے سے روانہ ہوئی اور حیرہ میں فوت ہوگئی اور کوفہ میں داؤد بن عیسیٰ کی حویلی میں دفن ہوئی یہ اس سال کی ۴ ربیع الاول کا واقعہ ہے اور اس سال جعفر بن المعتصم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال شاہ روم توفیل بن میخائل نے وفات پائی اس کی مدت حکومت ۱۲ سال تھی اس کے بعد رومیوں نے اس کی بیوی قدروہ کو بادشاہ بنالیا اور اس کا بیٹا میخائل بن توفیل چھوٹا تھا۔

مشہور درویش حضرت بشر حافی کی وفات:

بشر بن حارث بن عبدالرحمٰن بن عطاء بن ہلال بن ہامان بن عبداللہ المروزی ابونصر درویش جو حافی کے نام سے مشہور ہیں آپ بغداد میں بطور مہمان آئے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے دادا کا نام الغیور تھا جس نے حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' میں کہتا ہوں آپ ۱۵۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور وہاں آپ نے حماد بن زید' عبداللہ بن المبارک' ابن مہدی' مالک' ابی بکر بن عیاش وغیرہم سے بہت سی باتوں کا سماع کیا اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں ابوخثیمہ' زہیر بن حرب' سری سقطی' پھر آپ عبادت میں مشغول ہوگئے اور لوگوں سے الگ ہوگئے اور کوئی حدیث بیان نہ کی اور کئی آئمہ نے آپ کے زہد وعبادت' تقویٰ' قربانی اور تقشف کی تعریف کی ہے' جب حضرت امام احمد کو آپ کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا آپ کی نظیر صرف عامر بن عبد قیس تھا اور اگر آپ نکاح کرتے تو آپ کا معاملہ مکمل ہو جاتا اور آپ ہی سے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد اپنا مثل نہیں چھوڑا اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ بغداد نے آپ سے بڑھ کر کامل عقل منداور آپ سے بڑھ کر زبان کی حفاظت کرنے والا پیدا نہیں کیا آپ نے کسی مسلمان کی غیبت نہیں کی اور آپ کے ہر بال میں عقل تھی اور اگر آپکی عقل اہل بغداد میں تقسیم کی جاتی تو وہ عقل مند بن جاتے اور آپ کی عقل میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت بشر شروع شرع میں شاطر تھے اور آپ کی توبہ کا سبب یہ ہے کہ آپ کو حمام کے چولہے سے کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا آپ نے اسے اٹھالیا اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا اے میرے آقا آپ کا نام یہاں پڑے ہوئے روندا جاتا ہے پھر آپ ایک عطار کے پاس گئے اور اس سے ایک درہم کی خوشبو خریدی اور اس کاغذ کے ٹکڑے کو لیتھڑا اور اسے اس جگہ رکھ دیا جہاں تک رسائی نہ ہوسکتی تھی' پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو زندہ کر دیا اور اپنی ہدایت اسے دی اور پھر آپ عابد وزاہد بن گئے۔

آپ کے اقوال:

جس نے دنیا سے محبت کی وہ ذلت کے لیے تیار ہو جائے' حضرت بشر صرف روٹی کھا رہے تھے آپ سے دریافت کیا گیا کیا

Marfat.com

آپ کے پاس سالن نہیں؟ آپ نے فرمایا میں عافیت کو یاد کرتا ہوں اور اسے سالن بناتا ہوں' آپ جوتا نہیں پہنتے تھے بلکہ برہنہ پا چلتے تھے' ایک روز آپ ایک دروازے پر آئے اور اسے کھٹکھٹایا پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا بشر حافی تو ایک چھوٹی سی لڑکی نے آپ سے کہا اگر آپ ایک درہم میں جوتا خرید لیں تو آپ سے حافی کا نام جاتا رہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے آپ کے جوتا نہ پہننے کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک موچی کے پاس آئے اور اس سے اپنے جوتے کا تسمہ مانگا اس نے کہا اے فقراء تمہاری وجہ سے لوگوں کو کس قدر کلفت ہے؟ آپ نے اپنے ہاتھ سے جوتا پھینک دیا اور دوسرا اپنے پاؤں سے اتار لیا اور قسم کھائی کہ آپ کبھی جوتا نہیں پہنیں گے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات عاشوراء کے دن ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ رمضان میں بغداد میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ مرو میں ہوئی' میں کہتا ہوں صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی وفات اس سال بغداد میں ہوئی اور بعض نے آپ کی وفات ۲۲۶ھ میں بیان کی ہے اور پہلا قول اصح ہے واللہ اعلم۔

جب آپ نے وفات پائی تو سب اہل بغداد آپ کے جنازے میں اکٹھے ہوئے' نماز فجر کے بعد آپ کا جنازہ نکالا گیا اور عشاء کے بعد آپ کو قبر میں رکھا گیا اور علی المدائنی اور دیگر ائمہ حدیث آپ کے جنازے میں بلند آوازیں دیتے جاتے تھے' خدا کی قسم آخرت کے شرف سے قبل یہ دنیا کا شرف ہے' روایت کی گئی ہے کہ آپ جس گھر میں رہتے تھے اس میں جنات آپ پر نوحہ کرتے تھے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھے اور قیامت کے دن تک جو شخص مجھ سے محبت کرے گا اسے بخش دیا ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ کی تین بہنیں تھیں' محہ' مضفہ اور زبدہ اور سب کی سب آپ کی طرح عابدہ' زاہدہ اور تقویٰ شعار تھیں ان میں سے ایک حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے پاس گئی اور کہنے لگی بسا اوقات چراغ بجھ جاتا ہے اور اس میں چاند کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں کیا بیع کے وقت مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کو اس سے جدا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر ان دونوں کے درمیان کوئی فرق ہوتا ہے تو خریدار کے لیے علیحدہ کرو اور ان میں سے ایک نے آپ سے کہا بسا اوقات رات کو ہمارے پاس سے بنی طاہر کی مشعلیں گزرتی ہیں اور ہم سوت کات رہی ہوتی ہیں اور ہم ایک چھلی یا دو چھلیاں یا تین چھلیاں کات لیتی ہیں مجھے اس سے نجات دلایئے آپ نے اسے حکم دیا چونکہ اس پر اس کی مقدار مشتبہ ہے اس لیے وہ سارے سوت کو صدقہ کر دے اور اس نے آپ سے مریض کے کراہنے کے متعلق پوچھا کہ کیا اس میں شکایت پائی جاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں وہ تو صرف اللہ کے پاس شکایت ہے پھر وہ باہر چلی گئی تو آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا اے میرے بیٹے اس کے پیچھے جاؤ اور مجھے بتاؤ یہ عورت کون ہے؟ عبداللہ کا بیان ہے میں اس کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بشر کے گھر میں داخل ہوگئی اور وہ آپ کی بہن مخہ ہے۔

اور اسی طرح خطیب نے زبدہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہے ایک شب میرا بھائی بشر آیا تو اس نے اپنا ایک پاؤں گھر کے اندر رکھا اور دوسرا باہر رہ گیا اور وہ ساری رات اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی آپ سے دریافت کیا گیا آپ رات کو کیا سوچتے رہے آپ نے فرمایا میں بشر نصرانی' بشر یہودی' بشر مجوسی اور اپنے بارے میں سوچتا رہا کیونکہ میرا نام بھی بشر ہے۔ میں

Marfat.com

نے اپنے دل میں کہا اللہ کی جانب سے کون سی بات نے میرے لیے سبقت کی ہے کہ اس نے ان کے درمیان سے مجھے اسلام کے لیے چن لیا ہے؟ پس میں نے افضل کے بارے میں سوچا جو اس نے مجھ پر کیا ہے اور میں نے اس بات پر اس کی تعریف کی کہ اس نے اسلام کی طرف میری راہنمائی کی اور اس نے مجھے ان لوگوں میں سے بنایا جن کو اس نے اسلام سے مخصوص کیا ہے اور مجھے اپنے احباب کا لباس پہنایا' ابن عساکر نے آپ کے حالات کو نہایت شاندار طریق سے طوالت بلا ملامت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس نے آپ کے اچھے اشعار کو بھی بیان کیا ہے' نیز بیان کیا ہے کہ آپ ان ابیات کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے۔

تو پانی میں گندگی کو ناپسند کرتا ہے اور اسے پی نہیں سکتا اور تو گناہوں کے حوض سے منہ لگا کر پانی پیتا ہے اور تو لذیذ ترین کھانے کو ترجیح دیتا ہے اور تو پسندیدہ کھانے کے متعلق یہ نہیں بیان کرتا کہ وہ کہاں سے کمایا جاتا ہے اور اے مسکین تو گدیلوں کے اوپر سوتا ہے اور ان کے اندر آگ ہے جو تجھ پر بھڑکتی ہے تو کب تک جہالت سے ہوش میں نہیں آئے گا تو ستر سال سے اپنے دین سے کھیل رہا ہے۔

اور اس سال احمد بن یونس' اسماعیل بن عمرو البجلی' سعید بن منصور مؤلف سنن مشہورہ جن میں تھوڑے لوگ ہی آپ سے مشارکت رکھتے ہیں' محمد بن الصباح دولابی' آپ کے بھی سنن ہیں ابوولید طیالسی اور ابوالہذیل العلاف المتکلم المعتزلی نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

۲۲۸ھ

اس سال کے رمضان میں واثق نے امیر شناس کو خلعت دیا اور اسے تاج پہنایا اور اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اور اس سال امیر محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ کے راستے میں لوگوں کے لیے غلہ نہایت مہنگا ہو گیا اور عرفہ میں انہیں شدید گرمی نے تکلیف دی پھر اس کے بعد سخت ٹھنڈک اور بڑی بارش ہوئی اور یہ سب کچھ ایک ہی ساعت میں ہوا اور ان پر منیٰ میں ایسی بارش ہوئی کہ اس کی مثل نہیں دیکھی گئی اور جمرہ عقبہ کے پاس پہاڑ کا ایک ٹکڑا گر پڑا' جس سے حاجیوں کی ایک جماعت مر گئی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اس سال مام الحسن المدائنی نے اسحاق بن ابراہیم موصلی کے مکان میں وفات پائی اور حبیب بن اوس طائی ابوتمام شاعر نے بھی وفات پائی۔

ابوتمام طائی شاعر:

مؤلف حماسہ جسے اس نے ہمدان کے وزیر کے گھر میں عورتوں کی فضیلت کے بارے میں جمع کیا ہے اور وہ حبیب بن اوس بن الحارث بن قیس بن الاشج بن یحییٰ ابوتمام الطائی الشاعر الادیب' خطیب نے محمد بن یحییٰ الصولی سے روایت کی ہے کہ اس نے بعض لوگوں سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ابوتمام حبیب بن تدریسی النصرانی اور اس کے باپ حبیب نے اس کا نام تدرس کی بجائے اوس رکھا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کا اصل جاسم بستی ہے جو الجیدور کی عملداری میں طبریہ کے نزدیک ہے اور یہ دمشق میں

Marfat.com

ایک جولاہا ہے کے پاس کام کرتا تھا پھر وہ اس کی جوانی میں اسے مصر لے گیا اور ابن خلکان نے یہ بات تاریخ ابن عساکر سے اخذ کی ہے اور ابوتمام نے اس کے حالات کو نہایت اچھی طرح بیان کیا ہے' خطیب نے بیان کیا ہے کہ وہ شامی الاصل ہے اور وہ اپنی نوعمری میں مصر کی جامع مسجد میں پانی پلاتا تھا پھر اس نے بعض ادباء کی ہم نشینی کی اور ان سے ادب سیکھا اور وہ ذہین وفطین شخص تھا اور وہ شعر کو پسند کرتا تھا اور وہ مسلسل اس کی مشقت برداشت کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے شعر کہے اور بہت اچھے کہے اور اس کی شہرت پھیل گئی اور معتصم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اسے میں اپنے پاس لے گیا اور اس نے اس کے متعلق قصائد بنائے اور اس نے اسے انعامات دیئے اور اسے اس کے زمانے کے شعراء پر مقدم کیا اس نے بغداد آ کر ادباء سے ہم نشینی کی اور علماء سے میل جول کیا اور یہ عقل اور حسن اخلاق سے موصوف تھا اور احمد بن ابی طاہر نے احادیث کو اس سے اپنی سند سے روایت کیا ہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اسے قصائد اور قطعات وغیرہ کے علاوہ عربوں کے چودہ ہزار بحر رجز کے قصائد یاد تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ طئی قبیلے میں تین آدمی ہیں حاتم اپنی سخاوت میں داؤد طائی اپنے زہد میں اور ابوتمام اپنے شعر میں اور اس کے زمانے میں شعراء کی ایک جماعت موجود تھی اور ان کے مشاہیر میں سے ابوالشیص' دعبل اور ابن ابی قیس ہیں اور ابوتمام دین' ادب اور اخلاق کے لحاظ سے ان سب سے بہتر تھا اور اس کے شاندار اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

اے سخاوت کے حلیف اور سخاوت کی کان اور اشعار جمع کرنے والوں کے بہتر شخص' کاش تیرا بخار مجھے ہوتا اور تجھے اجر ملتا اور تو بیمار نہ ہوتا اور میں مریض ہوتا۔

اور خطیب نے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ بیان کیا ہے کہ ابوتمام نے ۲۳۱ھ میں وفات پائی ہے اور یہی قول ابن جریر کا ہے اور بعض سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے ۲۳۱ھ میں اور بعض نے اس کی وفات ۲۳۲ھ میں بیان کی ہے واللہ اعلم۔

اس کی وفات موصل میں ہوئی اور اس کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کیا گیا اور محمد بن عبدالملک الزیات نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

ایک عظیم خبر آئی ہے جس نے اندر رونے کو ہلا دیا ہے' لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حبیب مر گیا ہے تو میں نے انہیں جواب دیا میں تم کو واسطہ دیتا ہوں اسے طائی نہ بناؤ۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

خاتم الشعراء اور باغ شعر کے تالاب حبیب طائی کے مرنے سے اشعار کو دکھ ہوا ہے وہ دونوں اکٹھے مر گئے ہیں اور ایک گڑھے میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور اس سے قبل وہ زندوں میں بھی ایسے ہی تھے۔

اور الصولی نے ابوتمام کے اشعار کو حروف ابجد کے مطابق جمع کیا ہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے احمد بن المعتصم کی تعریف کی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ابن مامون کے متعلق اپنے قصیدہ میں کہا ہے:

حاتم کی سخاوت میں عمرو کا اقدام اور احنف کا حلم ایاس کی ذہانت کی صورت میں پایا جاتا ہے۔

اور حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے کہا کیا امیر المومنین کے متعلق یہ کہتا ہے حالانکہ وہ ان سے بڑی شان والے ہیں؟ اور تو نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا ہے کہ انہیں صحرا نشین عربوں کے اجڈ لوگوں سے تشبیہ دے دی ہے اس نے سر جھکایا پھر اپنے سر کو

Marfat.com

اٹھا کر کہنے لگا:

میں نے سخاوت اور بہادری میں کمتر لوگوں سے اس کی جو مثال بیان کی ہے اس کا انکار نہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کمتر نور والی چیز جیسے طاقچے اور چراغ سے مثال بیان کی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب انہوں نے قصیدہ لیا تو انہوں نے اس میں یہ دو اشعار نہ پائے اس نے ان دونوں کو ارتجالاً کہا تھا' راوی کا بیان ہے اس کے بعد تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہا' کہتے ہیں کہ جب اس قصیدہ سے خلیفہ کی تعریف کی تو اس نے اسے موصل عطا کیا۔

اور اس نے وہاں چالیس روز قیام کیا پھر فوت ہو گیا اور یہ قول صحیح نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے اگرچہ بعض لوگ اس کے شیفتہ تھے۔ جیسے زمخشری وغیرہ اور ابن عساکر نے اس کے کچھ اشعار بیان کئے ہیں:

اگر رزق عقل کے مطابق ملتے تو بہائم اپنی جاہلیت کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے اور کسی مسافر کے لیے مشرق ومغرب اکٹھے نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی شخص کی ہتھیلی میں بزرگی اور دراہم اکٹھے ہوئے ہیں۔

پھر وہ کہتا ہے:

جب میں علم پر غیرت نہ کروں تو میں غیر ان مقام پر اس کے ہونے کے بغیر ہی پیدا ہوا ہوں' وہ تیس سال سے میرے دل کا لبیب ہے اور میرے ہم وغم کو دور کرنے والا ہے۔

اور اسی سال ابونضر فارابی' العبسی' ابوالجہم' مسدد' داؤد بن عمر الضبی اور یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے وفات پائی۔

۲۲۹ھ

اس سال واثق نے کونسلوں کے افیسرز کو ان کی خیانت کے ظاہر ہو جانے اور اپنے امور میں تجاوز کرنے کے باعث سزا دینے' مارنے اور ان سے مال چھین لینے کا حکم دیا' ان میں سے بعض کو ایک ہزار یا اس سے کم وبیش کوڑے مارے اور بعض سے اس نے ایک ایک کروڑ یا اس سے کم دینار لئے اور وزیر محمد بن عبدالملک نے دیگر پولیس افسروں کے کھلم کھلا عداوت کی اور ان پر ظلم کیا گیا اور انہیں قید کیا گیا اور انہیں عظیم مصیبت اور بڑی مشقت سے پالا پڑا اور اسحاق بن ابراہیم ان کے معاملے میں غور کرنے کے لیے بیٹھا اور انہیں لوگوں کے سامنے سیدھا کھڑا کیا گیا اور ان کی اور کونسلوں کی بڑی رسوائی ہوئی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک شب واثق دارالخلافت میں بیٹھا اور وہ بھی اس کے پاس داستان سرائی کرنے بیٹھ گئے اور اس نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو جانتا ہے کہ میرے دادا رشید نے برامکہ کو کس وجہ سے سزا دی تھی؟ بعض حاضرین نے کہا ہاں یا امیر المومنین اس کا سبب یہ تھا کہ رشید کے سامنے ایک لونڈی کو پیش کیا گیا جس کے حسن وجمال نے اسے حیرت میں ڈال دیا اور اس نے اس کے مالک سے اس کا سودا کیا اور اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسے ایک لاکھ دینار سے کم میں فروخت نہیں کروں گا' اس نے اسے ایک لاکھ دینار کے عوض میں خرید لیا اور وزیر یحییٰ بن خالد کو پیغام بھیجا کہ وہ بیت المال سے اس کے پاس مال بھیج دے اس نے عذر کیا کہ اس کے پاس دینار نہیں ہیں' رشید نے اسے زجر وتوبیخ کرتے ہوئے پیغام بھیجا کیا بیت المال میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں

Marfat.com

اور اس نے ان کے مطالبہ میں اصرار کیا تو یحییٰ بن خالد نے کہا اس کی طرف دراہم بھیج دو تا کہ وہ انہیں زیادہ سمجھے اور شاید وہ لونڈی کو واپس کر دے' پس انہوں نے ایک لاکھ دینار کے بدلے دراہم بھیج دیئے اور انہیں رشید کے راستے میں رکھ دیا جب کہ وہ نماز کو جا رہا تھا اور جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے دراہم کا ایک ڈھیر دیکھا' اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا لونڈی کی قیمت ہے اس نے اسے زیادہ سمجھا اور ایک خادم کو اسے دارالخلافت میں جمع کر دینے کا حکم دیا اور اس کے ذخائر میں مال کا جمع ہونا اسے پسند آیا پھر اس نے بیت المال کے اموال کی ٹوہ لگانی شروع کر دی تو اسے پتہ چلا کہ برامکہ نے ان کو خرچ کر دیا ہے پس وہ ان کے متعلق ارادے کرنے لگا اور کبھی وہ انہیں گرفتار اور ہلاک کرنا چاہتا اور کبھی ان سے رک جاتا حتیٰ کہ ایک رات کو ایک شخص نے جسے ابوالعور کہا جاتا تھا اس سے گفتگو کی اور اس نے فوراً اسے تیس ہزار دراہم دیئے اور اس نے یحییٰ بن خالد بن برمک کے پاس جا کر دراہم کا مطالبہ کیا تو وہ طویل مدت تک اس سے ٹال مٹول کرتا رہا اور جب ایک شب رات کی گفتگو میں ابوالعور' رشید کے پاس تھا اس نے عمر بن ابی ربیعہ کے شعر میں رشید کے سامنے یہ بات پیش کی:

ہند نے وعدہ کیا اور وہ وعدہ کرنے کی نہیں' کاش ہند وہ وعدہ پورا کرے جو اس نے ہم سے کیا ہے اور اس نے ایک دفعہ کام کیا ہے اور عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے۔

رشید اس کے شعر کو دہرانے لگا کہ عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے اور یہ شعر اسے حیرت میں ڈالنے لگا جب صبح ہوئی تو یحییٰ بن خالد اس کے پاس آیا تو رشید نے اسے یہ دو شعر سنائے اور وہ بھی ان کی تحسین کرنے لگا اور یحییٰ بن خالد اس بات کو سمجھ گیا اور خوفزدہ ہو گیا اس نے پوچھا کہ یہ اشعار رشید کو کس نے سنائے ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ ابوالعور نے' اس نے اسے پیغام بھیجا اور اسے تیس ہزار درہم دیئے اور اپنی طرف سے بھی اسے بیس ہزار درہم دیئے اور اسی طرح اس کے بیٹوں فضل اور جعفر نے بھی اسے درہم دیئے اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ رشید نے برامکہ کو پکڑ لیا اور ان کا جو معاملہ ہوا سو ہوا۔

جب واثق نے یہ اشعار سنے تو ان اشعار نے اسے بھی حیرت میں ڈال دیا اور وہ شاعر کے شعر کو دہرانے لگا کہ عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے۔ پھر اس نے یک بیک کاتبوں کو پکڑ لیا اور اس کے بعد کونسلوں کا ارادہ کیا اور ان سے بہت سے اموال چھین لیے اور اس سال گزشتہ سال کے امیر نے لوگوں کو حج کروایا اور گزشتہ دو سالوں میں بھی وہ امیر الحجاج تھا۔

اور اس سال مشہور قاری خلف بن ہشام البزار' عبداللہ بن محمد السندی' امام اہل سنت نعیم بن حماد خزاعی (آپ پہلے جہمیہ کے اکابر میں سے تھے اور آپ کی سنن وغیرہ کے متعلق تصانیف بھی ہیں بشار بن عبداللہ جس کی طرف نقل کی ہوئی جھوٹی کتاب منسوب ہے یا اسے اس نے بنایا ہے لیکن اس کا اسناد اس تک بلند ہے لیکن وہ موضع ہے) نے وفات پائی۔

Marfat.com

۲۳۰ھ

اس سال کے جمادی میں بنوسلیم نے مدینہ نبویہ کے اردگرد خروج کیا اور زمین میں فساد برپا کر دیا اور مسافروں کو خوفزدہ کیا اور اہل مدینہ نے ان کے ساتھ جنگ کی اور انہوں نے باشندگان مدینہ کو شکست دی اور مکہ کے درمیان جو گھاٹ اور بستیاں تھیں ان پر قابض ہو گئے' پس واثق نے بغا الکبیر ابوموسیٰ ترکی کو ایک فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا اور اس نے شعبان میں ان سے جنگ کی اور ان کے پچاس سواروں کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنالیا اور ان کے باقی ماندہ لوگ شکست کھا گئے اور اس نے انہیں امان کی دعوت دی اور یہ کہ وہ امیر المومنین کے فیصلہ کو تسلیم کریں سو ان میں سے بہت سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ انہیں مدینہ لے آیا اور ان کے سرداروں کو یزید بن معاویہ کی حویلی میں قید کر دیا اور اس سال حج کو چلا گیا اور حج کے اجتماع میں عراق کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی اس کے ساتھ شامل ہوا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

عبداللہ بن طاہر بن حسین کی وفات:

اس سال خراسان اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے نائب عبداللہ بن طاہر بن حسین نے وفات پائی اور ہر سال اس کے قبضے میں جو خراج ہوتا تھا وہ ۴۸ کروڑ درہم تھا' پس واثق نے اس کی جگہ اس کے بیٹے طاہر کو نائب بنا دیا اور اس سے نو دن قبل اشناس ترکی نے ۱۱ ربیع الاول ۲۳۰ھ کو سوموار کے روز وفات پائی اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۲۲۸ھ میں مرو میں وفات پائی ہے اور بعض نے نیشاپور میں وفات پانا بیان کیا ہے وہ سخی سردار تھا اور اچھا شاعر تھا' اس نے ۲۲۰ھ کے بعد مصر کی نیابت سنبھالی اور وزیر ابوالقاسم المغزی نے بیان کیا ہے کہ مصر کے عبدالادی خربوزے اسی عبداللہ بن طاہر کی طرف منسوب ہیں' ابن خلکان نے بیان کیا ہے اس لیے کہ وہ انہیں سمجھتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ خربوزے اس کی طرف اس لیے منسوب ہیں کہ سب سے پہلے اسی نے انہیں کاشت کیا تھا واللہ اعلم۔

اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں: ؎

میری لغزش کو بخش دے تاکہ تو میرے شک کو محفوظ کر لے اور میرا اجر تجھے کھو نہ دے مجھے عذر اختیار کرنے کے سپرد نہ کر شائد میں اپنے عذر پر قائم نہ رہوں۔

نیز وہ کہتا ہے: ؎

ہم دست عشق کے مطیع ہیں' ہمیں آنکھیں شکار کرتی ہیں حالانکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم شیروں کو شکار کرتے ہیں ہم شکار کے مالک ہیں پھر چمکدار تلواریں ہمیں آنکھوں اور رخساروں کا مالک بنا دیتی ہیں' ہماری ناراضگی سے شیر بھی ڈرتے ہیں اور جب ہرنی کا بچہ بیٹھنے کا اظہار کرتا ہے تو ہم اس کے گرنے سے ڈرتے ہیں تو ہمیں جنگ کے روز آزاد دیکھے گا اور صلح کے زمانے میں خوبصورت عورتوں کا غلام پائے گا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ وہ خزاعی تھا اور طلحۃ الطلحات خزاعی کے غلاموں (موالی) سے تھا۔ اور ابوتمام اس کی مدح

Marfat.com

کیا کرتا تھا اور وہ ایک دفعہ اس کے پاس آیا تو اس نے ہمدان کے نمک سے اس کی مہمان نوازی کی اور اس نے اپنی ایک بیوی کے ہاں اس کے لیے کتاب الحماسہ تصنیف کی اور جب مامون نے اسے مصر وشام کی نیابت دی تو وہ اس کی طرف گیا اور اس نے دیار مصر کے متعلق اسے حکم دیا تو وہ انہیں اس کے پاس لے گیا اور وہ راستے کے دوران ہی تین کروڑ دینار تھے اور اس نے ان سب کو ایک ہی مجلس میں تقسیم کر دیا اور جب وہ مصر کے سامنے آیا تو اس نے اسے دیکھ کر اسے حقیر سمجھا اور کہنے لگا اللہ فرعون کا برا کرے وہ کس قدر ذلیل اور پست ہمت تھا جس نے اس بستی کی حکومت کو بڑا سمجھا اور اس پر فخر کیا اور کہنے لگا انا ربکم الاعلی نیز اس نے کہا الیس لی ملك مصر (کیا میرے پاس مصر کی حکومت نہیں) اور اگر وہ بغداد وغیرہ کو دیکھتا تو اس کا کیا حال ہوتا۔

اور اس سال علی بن جعد الجوہری' واقدی کے کاتب اور کتاب الطبقات کے مؤلف محمد بن سعد اور سعید بن محمد الجرمی نے وفات پائی۔

۲۳۱ھ

اس سال امیر خاقان خادم کے ہاتھوں ان مسلمان قیدیوں کا فدیہ دیا گیا جو رومیوں کے قبضے میں تھے اور یہ کام اس سال کے محرم میں ہوا اور قیدیوں کی تعداد چار ہزار تین سو باسٹھ تھی اور اسی سال احمد بن نصر خزاعی رحمۃ اللہ واکرم متواہ قتل ہوا۔

اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس شخص یعنی احمد بن نصر بن مالک بن الہشیم خزاعی کا دادا مالک بن الہشیم بنو عباس کی حکومت کے بڑے داعیوں میں سے تھا جنہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کیا تھا اور اس احمد بن نصر کو بڑی وجاہت اور سرداری حاصل تھی اور اس کے باپ نصر بن مالک کے پاس اہل حدیث آیا کرتے تھے اور عوام نے ۲۰۱ھ میں جب مامون کی بغداد سے غیر حاضری کے دوران فریب کاروں اور بدکاروں کی کثرت ہوگئی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' امر ونہی کے قیام کے لیے اس کی بیعت کر لی تھی اور بغداد میں سویقۃ نصر (نصر کا بازار) اسی کے نام سے مشہور ہے اور یہ احمد' صاحب علم' دین دار' نیک کام کرنے والے اور بھلائی کے کاموں میں کوشش کرنے والے لوگوں میں سے تھا اور اہل سنت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ائمہ میں سے تھا اور اس قول کی طرف دعوت دینے والے لوگوں میں سے تھا کہ قرآن نازل شدہ کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے اور واثق' خلق قرآن کا بڑی سختی سے قائل تھا اور دن رات' پوشیدہ اور اعلانیہ اس کی طرف توجہ دیتا تھا جیسا کہ اس سے قبل اس کا باپ اور اس کا چچا مامون بغیر کسی دلیل اور برہان اور بغیر کسی حجت وبیان اور سنت وقرآن کے بغیر اس قول پر اعتماد کرتا تھا۔

پس یہ احمد بن نصر کھڑا ہو کر دعوت الی اللہ کرنے لگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی دعوت دینے لگا اور اس بات کی طرف بھی دعوت دینے لگا کہ قرآن نازل شدہ کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے اسی طرح اس نے بہت سی باتوں کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور اہل بغداد کی ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور احمد بن نصر کی طرف سے دعوت دینے کے لیے دو شخص اٹھ کھڑے ہوئے ان میں سے ایک ابو ہارون السراج تھا جو شرقی جانب کو دعوت دیتا تھا اور دوسرے کو طالب کہتے تھے جو غربی جانب کو دعوت دیتا تھا پس ہزار ہا مخلوق اور بہت سی جماعتیں اس کے پاس اکٹھی ہو گئیں

Marfat.com

اور جب اس سال کا ماہ شعبان آیا تو خفیہ طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام کے لیے اور سلطان کی بدعت اور خلق قرآن کے قول کی طرف اس کی دعوت کے باعث اس کے خلاف خروج کرنے کے لیے احمد بن نصر خزاعی کی بیعت مرتب ہوگئی' نیز جن معاصی اور فواحش کا ارتکاب وہ اس کے امراء اور خواص کرتے تھے اس کی وجہ سے بھی اس کے خلاف خروج کرنے کی بیعت ہوئی۔ انہوں نے طے کیا کہ شعبان کی تیسری رات جو جمعہ کی رات تھی کو طبل بجایا جائے اور بیعت کنندگان اس جگہ جمع ہو جائیں جس پر انہوں نے اتفاق کیا اور طالب اور ابو ہارون نے اپنے اصحاب میں ایک ایک دینار خرچ کیا اور جن لوگوں کو انہوں نے ایک ایک دینار دیا ان میں بنی اشرس کے دو شخص بھی تھے جو شراب نوشی کیا کرتے تھے اور جب جمعرات کی رات آئی تو ان دونوں نے اپنے اصحاب میں شراب پی اور خیال کیا کہ یہی رات وعدہ کی رات ہے حالانکہ یہ اس سے پہلی رات تھی وہ دونوں اٹھ کر رات کو طبل بجانے لگے تا کہ لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو جائیں مگر کوئی شخص نہ آیا اور نظام درہم برہم ہو گیا اور رات کو محافظوں نے بھی سن لیا اور انہوں نے نائب سلطنت محمد بن ابراہیم بن مصعب کو اطلاع کر دی جو اپنے بھائی اسحاق بن ابراہیم کی بغداد سے غیر حاضری کے دوران اس کا نائب تھا' لوگوں نے دیوانگی کی حالت میں صبح کی اور نائب سلطنت نے ان دونوں اشخاص کے حاضر کرنے کی کوشش کی۔ انہیں حاضر کیا گیا تو اس نے ان دونوں کو سزا دی اور ان دونوں نے احمد بن نصر کے متعلق اعتراف کیا۔

پس اس نے اسے تلاش کیا اور اس کے خادم کو پکڑ لیا اور اس سے تحقیق کی تو اس نے بھی وہی اعتراف کیا جو ان دونوں اشخاص نے کیا تھا اور اس نے احمد کے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت کو اس کے ساتھ اکٹھا کر کے خلیفہ کے پاس سر من رأی بھجوا دیا یہ شعبان کے آخر کا واقعہ ہے اور اس نے اپنے اعیان کی ایک جماعت کو بلایا اور قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی بھی آیا اور اس نے احمد بن نصر کو بلایا اور اس نے احمد بن نصر پر کوئی ناراضگی ظاہر نہ کی اور جب احمد کو واثق کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے عوام سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کی بیعت لینے پر اسے کوئی ملامت نہ کی بلکہ ان سب باتوں سے اعراض کیا اور اسے پوچھا قرآن کے بارے میں تیری کیا رائے ہے اس نے کہا وہ کلام اللہ ہے اس نے پوچھا کیا وہ مخلوق ہے؟ اس نے کہا وہ کلام اللہ ہے اور احمد بن نصر نے مردانہ وار اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا اور اپنی جان کو فروخت کر دیا اور حاضر ہو گیا اور اس نے خوشبو لگائی اور پوڈر لگایا اور اپنی شرمگاہ پر مضبوطی سے پردے کے لیے کپڑا باندھ دیا اور اس نے آپ سے پوچھا آپ کا اپنے رب کے بارے میں کیا خیال ہے کیا آپ اسے قیامت کے روز دیکھیں گے؟ آپ نے کہا یا امیر المومنین اس کے متعلق قرآن واحادیث میں بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ .

اس روز چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''بلاشبہ تم اپنے رب کی یوں دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھتے ہو اور تم اس کی دید میں شبہ نہیں کرتے''۔

پس ہم اس حدیث پر قائم ہیں خطیب نے یہ اضافہ کیا ہے کہ واثق نے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا اسے اس طرح دیکھا جائے گا

Marfat.com

جیسے محدود متجسم کو دیکھا جاتا ہے اور جسے جگہ گھیر لیتی ہے اور آنکھ جس کا حصر کر لیتی ہے؟ میں اس رب کا انکار کرتا ہوں جس کی یہ صفت ہے۔

میں کہتا ہوں جو بات واثق نے کہی ہے جائز نہیں ہے اور نہ اس سے صحیح حدیث کو رد کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر احمد بن نصر نے واثق سے کہا مجھ سے سفیان نے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ:

''ابن آدم کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ہے وہ جس طرح چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے''۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔

اسحاق بن ابراہیم نے آپ سے کہا تو ہلاک ہو جائے دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے ہی مجھے اس کا حکم دیا ہے تو اسحاق اس بات سے ڈر گیا اور کہنے لگا میں نے آپ کو حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تو نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی خیر خواہی کروں' واثق نے ان لوگوں سے جو اس کے اردگرد تھے کہا تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو لوگوں نے آپ کے بارے میں بہت باتیں کیں' عبدالرحمٰن بن اسحاق جو مغربی جانب کا معزول قاضی تھا اور اس سے قبل احمد بن نصر سے محبت رکھتا تھا نے کہا یا امیر المومنین اس کا خون حلال ہے اور احمد بن ابی داؤد کے دوست ابوعبداللہ ارمنی نے کہا یا امیر المومنین مجھے اس کا خون پلا دیجیے' واثق نے کہا ضرور ہے کو تو جو چاہتا ہے یہ اس کام کو کر دے اور ابن ابی داؤد نے کہا یہ کافر ہے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے شاید اسے کوئی بیماری یا عقل کا نقص ہو' واثق نے کہا جب تم مجھے اس کے پاس جاتا دیکھو تو کوئی شخص میرے ساتھ کھڑا نہ ہو میں اپنی خطاؤں کا ثواب حاصل کر رہا ہوں پھر وہ صمصامہ کے ساتھ آپ کے پاس گیا اور عمرو بن معدیکرب زبیدی کی تلوار تھی جو موسیٰ ہادی کو اس کے ایام خلافت میں تحفۃً دی گئی تھی اور وہ چوڑی اور خراب شدہ تلوار تھی جسے نیچے سے میخوں سے مضبوط کیا گیا تھا اور جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو اس نے وہ تلوار آپ کے کندھے پر ماری اور آپ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور آپ کو چمڑے کے فرش پر کھڑا کیا گیا تھا پھر اس نے دوسری ضرب آپ کے سر پر لگائی پھر اس نے آپ کے پیٹ میں صمصامہ سے چوٹ لگائی تو آپ چمڑے کے فرش پر مردہ ہو کر گر پڑے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون' رحمہ اللّٰہ وعفا عنہ۔

پھر سیماد مشقی نے اپنی تلوار سونتی اور آپ کی گردن پر تلوار ماری اور آپ کا سر کاٹ لیا اور آپ کو چوڑے انداز میں اٹھا کر اس باڑے میں لے آیا جس میں بابک خرمی تھا اور اس میں آپ کو صلیب دیا گیا اور آپ کے پاؤں میں دو بیڑیاں تھیں اور آپ شلوار قمیص پہنے ہوئے تھے او آپ کے سر کو بغداد لا کر شرقی جانب میں کئی دن تک نصب رکھا گیا اور غربی جانب بھی نصب رکھا گیا اور رات دن محافظ آپ کے پاس رہتے تھے اور آپ کے کان میں کاغذ کا ایک پرزہ تھا جس میں لکھا تھا یہ کافر' مشرک اور گمراہ احمد بن نصر خزاعی کا سر ہے جو عبداللہ ہارون امام واثق باللہ امیر المومنین کے ہاتھوں قتل ہوا ہے اس سے قبل واثق نے اس پر خلق قرآن کے مسئلہ میں حجت قائم کی اور تشبیہ کی نفی کی اور اس کو توبہ کی پیشکش کی اور حق کی طرف رجوع کرنے کا موقع دیا مگر اس نے معاندت اور تصریح کے سوا ہر بات سے انکار کیا' پس اس خدا کا شکر ہے جو کفر کی وجہ سے اپنے دوزخ اور عذاب کی دردناکی کی طرف جلد لے گیا ہے اور امیر المومنین نے اس وجہ سے اس کے خون کو حلال قرار دیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے۔

Marfat.com

پھر واثق نے آپ کے سرکردہ اصحاب کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور اس نے ان میں سے تقریباً ۲۹ آدمیوں کو پکڑ لیا اور انہیں قید خانوں میں ڈال دیا گیا اور ان کو ظالموں کا نام دیا گیا اور ہر کسی کو ان کی ملاقات سے روک دیا گیا اور انہیں لوہے کی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور قیدیوں کو جو رسد ملتی تھی وہ بھی انہیں نہ دی گئی اور یہ ایک ظلم عظیم ہے۔

اور احمد بن نصر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے اکابر علماء میں سے تھے اور آپ نے حماد بن زید' سفیان بن عیینہ اور ہاشم بن بشیر سے حدیث کا سماع کیا اور آپ کے پاس ان کی سب تصانیف تھیں اور آپ نے حضرت امام مالکؒ بن انس سے بھی جید احادیث کا سماع کیا اور آپ نے اپنی بہت سی احادیث کو بیان نہیں کیا اور آپ سے احمد بن ابراہیم الدروقی اور ان کے بھائی یعقوب بن ابراہیم اور یحییٰ بن معین نے روایت کی ہے' ایک روز یحییٰ بن معین نے آپ کا ذکر کیا اور آپ کے لیے رحم کی دعا کی اور فرمایا خدا تعالیٰ نے شہادت پر آپ کا خاتمہ کیا ہے' آپ حدیث بیان نہیں کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں اس کا اہل نہیں ہوں اور یحییٰ بن معین نے آپ کی نہایت اچھی تعریف کی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے ایک روز آپ کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ راہ خدا میں جان دینے میں کس قدر فیاض تھے آپ نے اس کے لیے اپنی جان دے دی ہے اور جعفر بن محمد الصائغ نے بیان کیا ہے میری دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے اگر ایسا نہیں تو وہ پھوٹ جائیں اور میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اگر ایسا نہیں تو وہ بہرے ہو جائیں جب احمد بن نصر کو قتل کیا گیا تو آپ کا سر لا الہ الا اللہ کہہ رہا تھا اور بعض لوگوں نے جب کہ آپ تنے پر مصلوب تھے آپ سے سنا ہے آپ کا سر پڑھ رہا تھا:

﴿ الٓمٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُتْرَكُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴾ .

کیا لوگوں نے خیال کر لیا ہے کہ انہیں یہ کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہ ہوگی''۔

راوی بیان کرتا ہے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ سے پوچھا آپ کے رب نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صرف نیند کی جھپکی تھی کہ میں نے اللہ سے ملاقات کی اور وہ مسکراتا ہوا میرے پاس آیا اور ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے یہ سب اس تنے کے پاس سے گزرے جس پر احمد بن نصر کا سر تھا اور جب وہ اس کے پاس سے گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے روئے مبارک کو اس سے پھر لیا' آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ آپ نے احمد بن نصر سے منہ پھیر لیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اس سے شرم کی وجہ سے منہ پھیرا ہے جس شخص نے اسے قتل کیا ہے وہ اپنے آپ کو میرے اہل بیت میں خیال کرتا ہے۔

اور اس سال کی ۲۸ شعبان بروز جمعرات سے لے کر عید الفطر کے ایک یا دو دن بعد تک آپ کا سر مسلسل مصلوب رہا اور آپ کے سر اور جثہ کو اکٹھا کر کے بغداد کی مشرقی جانب اس قبرستان میں دفن کر دیا گیا جو مقبرہ مالکیہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ متوکل علی اللہ کے حکم سے ہوا جس نے اپنے بھائی واثق کے بعد خلافت سنبھالی اور عبدالعزیز یحییٰ کتانی مؤلف کتاب الحیدہ متوکل

کے پاس آیا اور متوکل بہترین خلفاء میں سے تھا اس لیے کہ اس نے اپنے بھائی واثق اور اپنے باپ معتصم اور اپنے چچا مامون کے برخلاف اہل سنت سے بہت اچھا سلوک کیا بلاشبہ انہوں نے اہل سنت کو دکھ دیا اور معتزلہ وغیرہ میں سے اہل بدعت کو ضلال کو قریب کیا اس نے حکم دیا کہ احمد بن نصر کے جثہ کو اتار کر دفن کر دیا جائے سو ایسے ہی کیا گیا اور متوکل' حضرت امام احمد بن حنبل کا بہت زیادہ اکرام کرتا تھا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر بیان ہوگی حاصل کلام یہ کہ مؤلف کتاب الجیدہ عبدالعزیز نے متوکل سے کہا یا امیر المومنین میں نے واثق کے معاملے سے حیران کن بات نہیں دیکھی یا نہیں دیکھی گئی اس نے احمد بن نصر کو قتل کیا اور آپ کی زبان قرآن پڑھ رہی تھی حتیٰ کہ آپ کو دفن کر دیا گیا متوکل اس کی گفتگو سے خوفزدہ ہو گیا اور جو کچھ اس نے اپنے بھائی واثق کے متعلق سنا اسے اس سے دکھ ہوا اور جب وزیر محمد بن عبدالملک بن ادیات اس کے پاس آیا تو متوکل نے اسے کہا میرے دل میں احمد بن نصر کے قتل کے متعلق کچھ خلجان پایا جاتا ہے اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ مجھے آگ سے جلا دے امیر المومنین نے اسے کافر ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے اور ہرثمہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس بارے میں اس سے بات کی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ میرا عضو عضو قطع کر دے' اس نے کافر ہونے کی حالت میں اسے قتل کیا ہے اور قاضی احمد بن داؤد اس کے پاس آیا تو اس نے اسے بھی اس قسم کی بات کہی تو اس نے کہا اللہ مجھے فالج کر دے' واثق نے اسے کافر ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے' متوکل نے کہا ابن الزیات کو میں آگ سے جلاؤں گا اور ہرثمہ بھاگ گیا اور خزاعہ کے ایک قبیلہ کے پاس سے گزرا تو قبیلے کے ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور کہنے لگا اے خزاعہ کی جماعت اس شخص نے تمہارے عم زاد احمد بن نصر کو قتل کیا ہے پس انہوں نے اسے کاٹ کر رکھ دیا اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ دیا اور ابن ابی داؤد کو اللہ تعالیٰ نے اس کی کھال میں قید کر دیا یعنی اسے فالج ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی موت سے چار سال قبل فالج کر دیا اور اس کے صلبی مال سے بہت سارا مال لے لیا گیا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔

اور ابوداؤد نے کتاب المسائل میں احمد بن ابراہیم الدروتی سے بحوالہ احمد بن نصر روایت کی ہے' آپ بیان کرتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے اور اللہ اس شخص پر ہنستا ہے جو اسے بازاروں میں یاد کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس روایت کو جیسے بیان ہوئی ہے بلا کیف روایت کر دو۔

اور اس سال واثق نے حج کا ارادہ کیا اور اس کے لیے تیار ہوا تو اسے بتایا گیا کہ راستے میں پانی تھوڑا ہے تو اس نے اس سال حج ترک کر دیا اور اس سال جعفر[1] بن دینار نے یمن کی نیابت سنبھالی اور وہ چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا اور اس سال عوام میں سے کچھ لوگوں نے بیت المال پر حملہ کر دیا اور اس سے کچھ سونا چاندی لے گئے' انہیں پکڑ کر قید کر دیا گیا اور اس سال بلاد ربیعہ میں ایک خارجی ظاہر ہوا اور موصل کے نائب نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور اس سال وصیف خادم کردوں کی ایک جماعت کو جو پانچ سو کے قریب تھی بیڑیاں ڈال کر لایا' انہوں نے راستوں میں فساد برپا کیا اور رہزنی کی تھی۔ خلیفہ نے وصیف خادم کو ۷۵ ہزار دینار اور خلعت دیا اور اس سال خاقان خادم بلاد روم سے آیا اور اس کے درمیان مصالحت اور باہم فدیہ کی ادائیگی کی بات مکمل ہو گئی اور سرحدوں کے سرکردہ لوگوں کی ایک

---

[1] مصری نسخے میں احمد بن دینار ہے۔

Marfat.com

جماعت بھی اس کے ساتھ آئی' واثق نے خلق قرآن کے مسئلہ سے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہیں دے گا' ان کی آزمائش کرنے کا حکم دیا' چار آدمیوں کے سوا سب نے اس بات کو مان لیا اور اس نے حکم دیا کہ اگر وہ خلق قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلے کو نہ مانیں تو انہیں قتل کر دیا جائے اور اسی طرح واثق نے خلق قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلے سے ان قیدیوں کی آزمائش کرنے کا حکم دیا جنہیں فرنگ کی قید سے چھڑایا گیا تھا' پس جو خلق قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلے کو تسلیم کرے اس کا فدیہ دیا جائے بصورت دیگر اسے کفار کی قید میں چھوڑ دیا جائے یہ ایک گنجی بڑی اندھی اور بہری بدعت تھی جس کا کتاب وسنت اور عقل صحیح میں کوئی مستند نہیں پایا جاتا بلکہ کتاب وسنت اور عقل صحیح اس کے خلاف ہیں جیسا کہ اسے اس کی جگہ پر بیان کیا گیا ہے۔

فدیہ دریائے اللامس اور دریائے سلوقیہ کے پاس دیا گیا جو طرطوس کے نزدیک ہے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت جو رومیوں کے قبضے میں تھے کے عوض میں اس ذمی مرد اور ذمی عورت جو رومیوں میں سے مسلمانوں کے قبضے میں تھے اور مسلمان نہیں ہوئے تھے کا تبادلہ کیا گیا اور انہوں نے دریا پر دو پل نصب کئے اور جب رومی کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو اپنے پل سے بھیجتے اور وہ مسلمان کے پاس پہنچ جاتا تو وہ تکبیر کہتا' پھر مسلمان رومی قیدی کو اپنے پل سے بھیجتے اور جب وہ ان کے پاس پہنچ جاتا تو وہ بھی تکبیر کی مانند کوئی کلام کرتے اور چار دن تک مسلسل یہی کام ہوتا رہا یعنی ایک نفس کے بدلے ایک نفس' پھر خاقان کے پاس رومی قیدیوں کی ایک جماعت باقی بچ گئی تو اس نے انہیں رومیوں کے لیے رہا کر دیا تا کہ اسے ان پر بڑائی حاصل ہو۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال طاہر حسن بن حسین نے ماہ رمضان میں طبرستان میں وفات پائی اور الخطاب بن وجہ الفلس نے بھی اسی سال وفات پائی اور ابوعبداللہ بن الاعرابی راویہ نے ۱۳ شعبان کو بدھ کے روز ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس سال اس کے باپ کی ماں' موسیٰ کی بیٹی اور علی بن موسیٰ الرضا کی بہن نے وفات پائی اور اس سال مخارق مغنی' اصمعی کے راویہ ابونصر احمد بن حاتم' عمرو بن ابی شیبانی اور محمد بن سعدان نحوی نے بھی وفات پائی۔

میں کہتا ہوں اس سال احمد بن نصر خزاعی نے بھی وفات پائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابراہیم بن محمد بن عرعرہ' امیہ بن بسطام اور ابونمام طائی نے بھی وفات پائی اور مشہور قول وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور کامل بن طلحہ' محمد بن سلام الجمحی اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن اور محمد بن منہال نابینا اور حجاج کے بھائی محمد بن منہال اور ہارون بن معروف اور حضرت امام شافعی کے دوست ابویطی کے خلق قرآن کے مسئلہ سے انکار کرنے پر قید خانے میں وفات پائی اور یحییٰ بن بکیر جنہوں نے مؤطا کو امام مالکؒ سے روایت کیا ہے انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۲۳۲ھ

اس سال یمامہ میں بنونمیر قبیلہ نے فساد برپا کر دیا اور واثق نے بغا الکبیر کی طرف خط لکھا جو ارض حجاز میں مقیم تھا تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قیدی بنا لیا اور بقیہ کو شکست دے دی۔ پھر اس نے بنوتمیم کے ساتھ مڈبھیڑ کی' اس کے پاس چار ہزار دینار تھے اور وہ تین ہزار تھے' ان کے درمیان معرکہ آرائی ہوتی رہی اور بالآخر اسے ان پر فتح حاصل ہوگئی۔ یہ ۱۵ جمادی الآخرۃ کا واقعہ ہے پھر اس کے بعد یہ بغداد واپس آ گیا اور ان کے ساتھ ان کے سرکردہ اعیان کی ایک جماعت بیڑیوں اور بندھنوں میں تھی اور معرکہ آرائی میں اس نے ان کے دو ہزار سے زیادہ جوانوں کو جو بنی سلیم' نمیر' مرہ' کلاب' فزارہ' ثعلبہ' طی اور تمیم وغیرہ قبائل سے تھے' قتل کر دیا اور اس سال حاجیوں کو واپسی پر سخت پیاس نے تکلیف دی حتیٰ کہ ایک بار سیراب ہونے کی مقدار کا پانی بہت سے دنانیر میں فروخت ہوا اور بہت سے لوگ پیاس سے مر گئے اور اس سال واثق نے سمندری کشتیوں سے عشر اکٹھا کرنے کو ترک کر دینے کا حکم دے دیا۔

خلیفہ واثق بن معتصم کی وفات:

اس سال خلیفہ واثق بن محمد المعتصم ابن ہارون الرشید ابی جعفر ہارون الواثق نے وفات پائی۔ اس کی وفات اس سال کے ذوالحجہ میں استسقاء کی بیماری سے ہوئی اور وہ اس سال عید پر بھی حاضر نہ ہو سکا اور اس کی نیابت میں اس کے قاضی احمد بن ابی داؤد الاہادی المعتزل نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کی وفات ۲۴ ذوالحجہ کو ہوئی اور اس کا باعث یہ ہوا کہ اس کو سخت استسقاء ہو گیا اور اسے ایک تنور میں بٹھایا گیا جسے اس قدر گرم کیا گیا تھا جس میں انسان بیٹھ سکے تا کہ اس کی تکلیف کو سکون ہو اسے کچھ معمولی سا آرام آیا اور جب دوسرا دن ہوا تو اس نے حکم دیا کہ اسے دستور سے زیادہ گرم کیا جائے' اسے اس میں بٹھا کر پھر نکال کر تخت رواں پر رکھا گیا اور اس میں اس کے اردگرد اس کے امراء اور وزراء اور قاضی بھی سوار ہو گئے اور وہ اس میں اٹھائے ہوئے ہی مر گیا اور انہیں اس وقت پتہ چلا جب وہ فوت ہو کر تخت پر رواں پریشانی کے بل گر پڑا' پیشانی کے بل گرنے کے بعد اس کے قاضی نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے غسل اور نماز جنازہ کی ذمہ داری اس سے سنبھالی اور اسے قصر ہادی میں دفن کر دیا۔

ان دونوں پر وہی کچھ نازل ہو جس کے یہ دونوں مستحق ہیں' واثق سرخ وسفید' خوش منظر' خبیث دل' خوبصورت جسم اور بدنیت انسان تھا' اس کی بائیں آنکھ سیاہ تھی جس پر ایک سفید داغ تھا اس کی پیدائش مکہ کے راستے میں ۱۹۶ھ کو ہوئی اور وہ ۳۳ سال کی عمر میں مر گیا اور اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ دن تھی اور بعض نے سات دن بارہ گھنٹے بیان کی ہے۔ ظالموں' فسادیوں اور بدعتیوں کے دن چھوٹے اور تھوڑے ہی ہوتے ہیں' جب واثق کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو اس نے اپنے زمانے کے نجومیوں کو جمع کیا اور احمد بن خزاعی کے قتل کے بعد اس کی بیماری شدت اختیار کر گئی تا کہ وہ اسے اللہ کے حضور اس سے ملا دے اور جب انہوں نے فن نجوم کے مطابق اس کی پیدائش کے بارے میں غور وفکر کیا کہ اس کی حکومت کتنے دن رہے گی تو اس کے پاس سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت جمع ہو گئی جس میں حسن بن سہل' فضل بن اسحاق ہاشمی' اسماعیل بن نوبخت' محمد بن موسیٰ خوارزمی

Marfat.com

مجوسی مطربلی اور محمد بن الہیثم کا دوست سند اور عوام جو نجوم میں دسترس رکھتے تھے شامل تھے پس انہوں نے اس کی پیدائش اور تقاضائے حال کے بارے میں غور وفکر کیا اور انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ وہ لمبا زمانہ خلافت کی زندگی گزارے گا اور انہوں نے جس روز نہ دیکھنے والی آنکھ سے دیکھا اس کا اندازہ آئندہ پچاس سال تک لگایا اور وہ ان کے قول اور اندازے کے بعد صرف دس دن زندہ رہا اور مر گیا۔ اسے امام ابوجعفر بن جریر طبری نے بیان کیا ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حسین بن ضحاک نے بیان کیا کہ اس نے معتصم کے مرنے کے چند روز بعد واثق کو دیکھا اور وہ اس کی پہلی مجلس تھی اور وہ پہلا شخص تھا جس نے اس مجلس میں گانا سنایا اور اسے ابراہیم بن مہدی کی لونڈی شازیہ نے گانا سنایا:

جس روز اس کی نعش اٹھانے والوں نے اس کی نعش کو اٹھایا تو انہیں پتہ نہ چلا کہ انہوں نے اسے دفن کرنے کے لیے اٹھایا ہے یا ملاقات کے لیے اٹھایا ہے تیرے بارے میں رونے والیاں ہر شام کو چیخ کر جو چاہیں کہیں۔

راوی بیان کرتا ہے وہ رو پڑا اور ہم بھی رو پڑے حتیٰ کہ رونے نے ہمیں ان تمام باتوں سے غافل کر دیا جن میں ہم مشغول تھے پھر ایک شخص گانے لگا:

اے ناپسندیدگی سے الوداع کیا گیا کہ قافلہ کوچ کرنے والا ہے اور اے شخص کیا تو الوداع کی طاقت نہیں رکھتا۔

پس اس کے رونے میں اضافہ ہو گیا اور وہ کہنے لگا میں نے کبھی آج کی مانند باپ کی تعزیت اور نفس کا ظلم نہیں سنا پھر اس نے اس مجلس کو چھوڑ دیا اور خطیب نے روایت کی ہے کہ جب واثق خلیفہ بنا تو دعبل بن علی شاعر نے ایک کاغذ کا قصد کیا اور اس میں کچھ شعر لکھے پھر حاجب کے پاس آ کر اسے دے دیا اور کہنے لگا:

امیر المومنین کو سلام کہنا اور یہ بھی کہنا ان اشعار میں دعبل نے آپ کی مدح کی ہے اور جب واثق نے اسے کھولا تو اس میں لکھا تھا:

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جب اہل محبت سو جائیں تو صبر وتسلی نہیں رہتی' خلیفہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے لیے کسی نے غم نہیں کیا اور دوسرا خلیفہ بن گیا ہے اور کوئی اس کے لیے خوش نہیں ہوا وہ گزر گیا ہے اور نحوست بھی اس کے پیچھے پیچھے گزر گئی ہے اور یہ کھڑا ہوا ہے تو ہلاکت اور تنگی بھی کھڑی ہو گئی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے واثق نے پوری طاقت کے ساتھ اسے تلاش کیا مگر وہ اس پر قابو نہ پا سکا حتیٰ کہ واثق مر گیا اور اسی طرح یہ روایت بھی کہ جب واثق نے عید کے روز ابی داؤد کو نماز کے لیے نائب مقرر کیا اور وہ ادائیگی نماز کے بعد اس کے پاس آیا تو اس نے اسے پوچھا اے ابوعبداللہ تمہاری عید کیسے ہوئی؟ اس نے کہا ہم ایسے دن میں تھے جس میں سورج نہ تھا تو وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا اے عبداللہ مجھے آپ کی تائید حاصل ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابن ابی داؤد واثق پر حاوی ہو گیا اور اسے آزمائش میں سختی پر آمادہ کیا اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ راوی بیان کرتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ واثق نے اپنی موت سے قبل اس سے رجوع کر لیا تھا۔ مجھے عبداللہ بن ابوالفتح نے بتایا ہے کہ احمد بن ابراہیم بن حسن نے بتایا کہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ نے ہم سے بیان کیا کہ حامد بن عباس

Marfat.com

نے ایک شخص سے بحوالہ مہدی مجھ سے بیان کیا واثق نے خلق قرآن کے مسئلہ سے توبہ کرنے کی حالت میں وفات پائی ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز واثق کا مؤدب اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا بہت اکرام کیا' اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے ذکر الٰہی سے میری زبان کھولی اور مجھے رحمت الٰہی کے قریب کیا اور ایک شاعر نے اسے لکھا:

''میں نے افکار وہموم کو تونگری کی طلب سے کھینچ رکھا ہے اور میں نے نفس سے کہا ہے کہ وہ کم طلب سے رکا ہے' بلاشبہ امیر المومنین کے ہاتھ رزق کی چکی کا مدار ہے جو ہمیشہ چلتا رہتا ہے''۔

اس کے رقعہ سے اس پر یہ اثر ہوا کہ تیرے نفس نے مجھے اپنی ذلت سے کھینچ لیا اور تجھے اس کے بچانے کی دعوت دی پس جو تو چاہتا ہے آسانی سے حاصل کر لے اور اس نے اسے بہت عطیہ دیا اور اس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

''تقدیریں اپنی لگاموں میں چلتی ہیں صبر کر انہیں کسی حال میں صبر نہیں آتا''۔

اور واثق کا شعر ہے:

''قبیح کام سے ایک طرف ہٹ جا اور اس کا ارادہ بھی نہ کر اور جس سے تو نیکی کرے اس سے مزید نیکی کر جب دشمن تدبیر کرے تو تیرے دشمن کی تدبیر سے تجھے کفایت کی جائے گی اور تو دشمن کے متعلق تدبیر نہ کر''۔

اور قاضی یحییٰ بن اکثم نے بیان کیا ہے کہ خلفائے بنی عباس میں سے آل ابی طالب کے ساتھ جس قدر اچھا سلوک واثق نے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا وہ اس وقت مراجب ان میں کوئی محتاج نہ تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ ان دو اشعار کو بار بار پڑھنے لگا:

''موت میں تمام اخلاق مشترک ہیں نہ ان میں سے کوئی رعیت کا آدمی بچے گا اور نہ بادشاہ کم مال والوں کو ان کی محتاجی نے کوئی نقصان نہیں دیا اور نہ بادشاہوں کو ملکیتوں نے کچھ فائدہ دیا ہے۔

پھر اس کے حکم سے بستر لپیٹ دیا گیا پھر اس نے اپنا رخسار زمین کے ساتھ لگا دیا اور کہنے لگا:

اے وہ ذات جس کی حکومت کو زوال نہیں اس پر رحم کر جس کی حکومت کو زوال آ گیا ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ جب واثق کی موت کا وقت نزدیک آیا اور ہم اس کے اردگرد تھے وہ بے ہوش گیا اور ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے دیکھو کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟ میں ان کے درمیان سے اس کے نزدیک ہوا تا کہ دیکھوں کہ اس کے نفس کو سکون ہوا یا نہیں تو اس کو ہوش آ گیا اور اس نے اپنی آنکھوں سے میری طرف دیکھا تو میں اس سے ڈر کر الٹے پاؤں واپس آ گیا اور میری تلوار کا دستہ کسی چیز سے الجھ گیا قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ فوت ہو گیا اور وہ دروازہ بند کر دیا گیا جس میں وہ تھا اور وہ اس میں اکیلا ہی رہ گیا اور لوگ اس کے بھائی جعفر متوکل کی بیعت میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کی تجہیز وتکفین سے غافل ہو گئے اور میں دروازے کی نگرانی کرنے بیٹھ گیا اور میں نے گھر کے اندر حرکت کی آواز سنی میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چوہے نے اس آنکھ کو کھا لیا ہے جس سے اس نے میری طرف دیکھا تھا اور اس کے اردگرد کے دونوں رخساروں کو بھی کھا لیا ہے۔

Marfat.com

اس کی وفات سرمن رائی میں قصر ہارونی میں جس میں وہ رہائش پذیر تھا ۲۴ ذوالحجہ ۲۳۲ھ کو بدھ کے روز ۳۶ سال کی عمر میں ہوئی اور بعض نے ۳۲ سال کی بیان کی ہے اور اس کی خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ دن رہی اور بعض نے اس کی مدت خلافت پانچ سال دو ماہ اکیس دن بیان کی ہے اور اس کے بھائی جعفر متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ واللہ اعلم

متوکل علی اللہ جعفر بن معتصم کی خلافت:

اس کے بھائی واثق کے بعد ۲۴ ذوالحجہ کو بدھ کے روز زوال کے وقت اس کی بیعت ہوئی اور ترکوں نے محمد بن واثق کو امیر بنانے کا عزم کیا ہوا تھا پس انہوں نے اسے چھوٹا سمجھا اور اسے چھوڑ کر جعفر کی طرف مائل ہو گئے۔ اس وقت اس کی عمر ۲۶ سال تھی اور قاضی احمد بن ابی داؤد نے اسے خلعت خلافت پہنائی اور وہی پہلا شخص ہے جس نے اسے سلام خلافت کیا اور عوام وخواص نے اس کی بیعت کی اور انہوں نے جمعہ کی صبح کو اس کا نام المنتصر باللہ رکھنے پر اتفاق کر لیا اور ابن ابی داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اسے متوکل علی اللہ کا لقب دیا جائے سو انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور ابن ابی داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اسے متوکل علی اللہ کا لقب دیا جائے سو انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس نے اطراف کو خطوط لکھے اور عام فوج کو آٹھ ماہ کا اور مغاربہ کو چار ماہ کا اور دوسروں کو تین ماہ کا عطیہ دینے کا حکم دیا اور لوگ اس سے خوش ہو گئے اور متوکل نے اپنے بھائی ہارون واثق کی زندگی میں خواب دیکھا کہ گویا آسمان سے کوئی چیز اس پر نازل ہوئی ہے جس میں جعفر متوکل علی اللہ لکھا ہوا ہے اس نے اس کی تعبیر پوچھی تو بتایا گیا کہ اس سے مراد خلافت ہے' اس کے بھائی واثق کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اسے کچھ وقت کے لیے قید کر دیا اور پھر رہا کر دیا۔

اور اس سال امیر الحجیج محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال الحکم بن موسیٰ اور عمرو بن محمد الناقد نے وفات پائی۔

۲۳۳ھ

اس سال خلیفہ متوکل علی اللہ نے ۷ صفر بروز بدھ واثق کے وزیر محمد بن عبدالمالک الزیات کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور متوکل کئی باتوں کی وجہ سے اس سے نفرت کرتا تھا۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ جب اس کا بھائی بعض اوقات متوکل سے ناراض ہوتا تو ابن الزیات اس پر اس کی ناراضگی کو مزید بڑھا دیتا اور یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی۔ پھر جس شخص نے واثق کو اس پر خوش کیا وہ احمد بن ابی داؤد تھا۔ اس وجہ سے اس سے اس کی حکومت کے بارے میں بڑا مرتبہ حاصل کیا۔

دوسری بات یہ تھی کہ ابن الزیات نے واثق کے بعد اس کے بیٹے محمد کی خلافت کا مشورہ دیا تھا اور لوگوں کو اس کے گرد جمع کیا اور جعفر متوکل نے دارالخلافت کے ایک گوشے میں پڑے ہوئے اس کی طرف التفات نہ کیا مگر ابن الزیات کی مرضی کے خلاف امارت جعفر متوکل علی اللہ کو مل گئی۔ اس لیے اس نے اسے فوراً گرفتار کرنے کا حکم دیا' پس اس نے اسے طلب کیا تو وہ صبح کے ناشتے کے بعد گیا اور اس کا خیال تھا کہ خلیفہ نے اس کی طرف حکم بھیجا ہے' پس ایلچی اسے پولیس سپرنٹنڈنٹ کے گھر لے گیا اور اس کا گھیراؤ کر لیا گیا اور اسے بیڑیاں ڈال دی گئیں اور انہوں نے اسی وقت فوج کو اس کے گھر بھیجا اور جو کچھ اس میں اموال' موتی' جواہرات' ذخائر' لونڈیاں اور ساز وسامان موجود تھا قبضے میں کر لیا اور انہوں نے اس کی خاصی نشست گاہ میں شراب نوشی کے برتن

Marfat.com

پائے اور اسی طرح متوکل نے سامرا میں اس کی جو جاگیریں اور ذخائر تھے ان کی طرف فوج بھیجی اور ان کی محافظت کی۔ نیز اس نے حکم دیا کہ اسے عذاب دیا جائے اور انہوں نے اسے بات کرنے سے منع کر دیا اور وہ اسے بے خواب رکھنے لگے اور جب وہ کبھی سونے کا ارادہ کرتا اسے نوکدار لوہا چبھویا جاتا۔ پھر اس کے بعد اس نے اسے ایک لکڑی کے تنور میں رکھا جس کے نیچے میخیں گڑی ہوئی تھیں اسے ان پر کھڑا کیا گیا اور ایک آدمی کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ وہ اسے بیٹھنے اور سونے سے روکتا رہے پس وہ کئی روز اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے تنور سے نکالا تو اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی تو اس نے اس کے پیٹ اور پشت پر ضربیں لگائی اور وہ مار کھاتا ہوا مر گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے جلایا گیا پھر اس کا جثہ اس کے بچوں کو دے دیا گیا اور انہوں نے اسے دفن کر دیا اور کتوں نے اسے کھود کر نکال لیا اور اس کا جو گوشت اور چمڑا باقی رہ گیا تھا اسے کھا گئے اور اس سال کی گیارہ ربیع الاول کو اس کی وفات ہوئی اور اس کے جو ذخائر تھے ان کی قیمت تقریباً نوے ہزار دینار تھی۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ متوکل نے اس سے احمد بن نصر خزاعی کے قتل کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ مجھے آگ سے جلا دے' واثق نے اسے کافر ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے۔ متوکل نے بیان کیا میں نے اسے آگ سے جلا دیا ہے۔

اور ابن الزیات کی ہلاکت کے بعد اس سال کے جمادی الاولیٰ میں قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی کو فالج ہو گیا اور وہ مسلسل مفلوج رہا حتیٰ کہ چار سال بعد اسی حالت میں فوت ہو گیا جیسا کہ اس نے اپنے خلاف اس وقت بددعا کی تھی جب متوکل نے اس سے احمد بن نصر کے قتل کے متعلق پوچھا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر متوکل کو نسلوں اور کارندوں کی ایک جماعت پر ناراض ہوا اور ان سے بہت سے اموال لے لئے اور اسی سال متوکل نے اپنے بیٹے محمد المنتصر کو حجاز اور یمن کا امیر مقرر کیا اور اس سال کے رمضان میں ان سب کاموں کا چارج اسے دے دیا اور اس سال شاہ روہم میخائل بن توفیل کے اپنی ماں قدورہ کا قصد کیا اور اسے الشمس مقام میں ٹھہرایا اور اسے ایک خانقاہ دے دی اور اس شخص کو قتل کر دیا جس پر اس کے بارے میں بدگمانی کی گئی تھی اور اس کی حکومت چھ سال رہی اور اس سال امیر مکہ محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال ابراہیم بن حجاج شامی' حیان بن موسیٰ العربی' سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی' سہل بن عثمان عسکری' قاضی محمد بن سماعۃ' مولف منازی محمد بن عائذ دمشقی' یحییٰ منابری اور امام جرح وتعدیل اور اپنے زمانے میں اس فن کے ماہرین استاذ یحییٰ بن معین نے وفات پائی۔

Marfat.com

۲۳۴ھ

اس سال میں بلاد آذربائیجان میں محمد بن البعیث بن جبس نے اطاعت چھوڑ دی اور ظاہر کیا کہ متوکل مر گیا ہے اور اس علاقے کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہوگئی اور اس نے مربذ شہر کی پناہ لے لی اور اسے مضبوط کیا اور ہر جانب سے فوجیں اس کے پاس آ گئیں اور متوکل نے بھی اس کے مقابلے میں یکے بعد دیگرے فوجیں بھیجیں اور انہوں نے اس کے شہر کی تمام اطراف میں مجانیق نصب کر دیں اور اس کا سخت محاصرہ کر لیا اور اس نے ان سے خوفناک جنگ کی اور اس نے اور اس کے اصحاب نے بڑا استقلال دکھایا اور بفا اشرابی اس کے محاصرہ کے لیے آیا اور وہ مسلسل اس کا محاصرہ کئے رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قید کر لیا اور اس کے اموال وازواج کو مباح کر دیا اور اس کے بہت سے سرکردہ اصحاب کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ کو قیدی بنا لیا اور ابن البعیث کی قوت کا خاتمہ ہو گیا اور اس سال کے جمادی الاولیٰ میں متوکل مدائن گیا اور اس سال ایک امیر کبیر وائی مکہ ابتاخ نے حج کیا اور منابر پر اس کے لیے دعا کی گئی اور یہ ابتاخ ایک خزری باورچی غلام تھا اور جس شخص کا یہ غلام تھا اسے سلام الابرش کہا جاتا تھا۔

معتصم نے اسے اس سے ۱۹۹ھ میں خرید لیا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اپنے ہاں مرتبہ دیا اور اسی طرح واثق نے اس کے بعد کیا اور بہت سی عملداریاں اس کے سپرد کر دیں اور اسی طرح متوکل نے اس سے کیا اور یہ سب کچھ اس کی شہسواری، جوانمردی اور دلیری کی وجہ سے ہوا اور جب یہ سال آیا تو اس نے ایک شب متوکل کے ساتھ شراب پی تو متوکل نے اس پر سختی کی تو ابتاخ نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور جب صبح ہوئی تو متوکل نے اس سے معذرت کی اور اسے کہنے لگا تو میرا باپ ہے اور تو نے میری پرورش کی ہے۔ پھر اس نے خفیہ طور پر اس کے پاس آدمی بھیجا جو اسے حج کی اجازت طلب کرنے کا اشارہ کرے پس اس نے اجازت طلب کی اور اس نے اسے اجازت دے دی اور اسے اس شہر کا امیر بنا دیا جس میں اس نے فروکش ہونا تھا اور جب وہ روانہ ہوا تو حج کے راستے میں جرنیل اس کی خدمت کے لیے گئے اور متوکل نے ابتاخ کی بجائے وصیف خادم کو حجابت دے دی اور اس سال امیر مکہ محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور پہلے سالوں میں بھی یہی امیر تھا۔

اور اس سال ابوخثیمہ، زہیر بن حرب، حافظ سلیمان بن داؤد الشارکوفی، عبداللہ بن محمد النفیلی، ابوربیع الزہرانی، عبداللہ بن جعفر المدینی جو فن حدیث میں امام بخاری کے شیخ ہیں، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن ابی بکر المقدمی الرسیفی، حضرت امام مالکؒ سے موطا کی روایت کرنے والے یحییٰ بن یحییٰ اللیثی نے وفات پائی۔

Marfat.com

۲۳۵ھ

اس سال کے جمادی الآخرۃ میں اتباخ قید خانے میں مرگیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب وہ حج سے واپس آیا تو اسے خلیفہ کے تحائف ملے اور جب وہ سامرا میں جہاں متوکل موجود تھا داخل ہوا تو چاہتا تھا تو نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم نے خلیفہ کے حکم سے اسے بغداد بلا بھیجا تا کہ سرکردہ لوگ اور بنی ہاشم اس سے ملاقات کرلیں پس وہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اور اسحاق بن ابراہیم نے اسے اور اس کے دونوں بیٹوں مظفر اور منصور اور اس کے دونوں کاتبوں' سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد نصرانی کو گرفتار کرلیا اور اسے حوالہ سزا کردیا اور اتباخ کی موت پیاس سے ہوئی اور وہ اس طرح کہ اس نے سخت بھوک کے بعد بہت سا کھانا کھالیا' پھر اس نے پانی مانگا تو اسے پانی نہ پلایا گیا حتیٰ کہ وہ اس سال ۵ جمادی الآخرۃ کو بدھ کے روز مرگیا اور اس کے دونوں بیٹے متوکل کی خلافت کے زمانے میں قید خانے میں رہے اور جب متوکل کا بیٹا المنتصر خلیفہ بنا تو اس نے ان دونوں کو باہر نکالا اور اس سال کے شوال میں بفاہ سامرا آیا اور اس کے ساتھ محمد بن البعیث اور اس کے دونوں بھائی صقر اور خالد اور اس کا نائب العلاء اور اس کے سرکردہ اصحاب میں سے تقریباً ۱۸۰ آدمی بھی تھے' انہیں اونٹوں پر داخل کیا گیا تا کہ لوگ انہیں دیکھیں اور جب ابن البعیث کو متوکل کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور تلوار اور چمڑے کا فرش حاضر کیا گیا اور جلاد بھی آ کر اس کے اردگرد کھڑے ہوگئے' متوکل نے اسے کہا تو ہلاک ہوجائے تجھے کس بات نے اس کام کی طرف آمادہ کیا تھا جو تو نے کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین بدبختی نے آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک کھینچی ہوئی رسی ہیں اور آپ کے بارے میں میرے دو گمان ہیں جنہوں نے میرے دل کی طرف سبقت کی ہے۔ ان دونوں میں سے پہلا گمان آپ کے متعلق عفو کا ہے۔ پھر وہ فی البدیہہ کہنے لگا۔

لوگوں نے تسلیم کیا ہے کہ آج مجھے قتل کردیں گے جو امام ہدایت ہیں اور درگزر کرنا آدمی کے لیے زیادہ بہتر ہے اور میں خطا کی پیداوار ہوں اور آپ کا عفو' نور نبوت سے پیدا ہوا ہے اور تو بلندیوں کی طرف دوڑنے والوں کا بہترین آدمی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ بہترین کام کرتے ہیں۔

متوکل نے کہا بلاشبہ یہ تو ادیب ہے پھر اسے معاف کردیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں المنتصر بن متوکل نے سفارش کی اور اس نے اسے قبول کرلیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے بیڑیوں سمیت قید خانے میں ڈال دیا گیا اور وہ مسلسل وہیں رہا حتیٰ کہ بھاگ گیا اور فرار ہوتے وقت اس نے کہا:

تو نے کتنے ہی امور کا جنہیں دوسروں نے چھوڑ دیا تھا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ افلاس نے مضبوطی سے پکڑ لیا ہوا ہے جو بات مجھے نفع بخش نہیں اس کے بارے میں مجھے ملامت نہ کر' مجھ سے پرے ہٹ جا تقدیر کا قلم چل چکا ہے میں عسر و یسر میں مال کو تلف کردوں گا' بلاشبہ سخی وہ ہے جو ناداری میں عطا کرتا ہے۔

اور اس سال متوکل نے ذمیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے عماموں' لباس اور کپڑوں میں مسلمانوں سے متمیز ہوں اور بچی سے زنگا

Marfat.com

ہوا طیلسان نہیں اوران کی پگڑیوں کے آگے پیچھے ان کے کپڑوں کے رنگ کے مخالف پٹیاں ہوں۔ نیز وہ آج کے کسانوں کے زنار کی طرح اپنے کپڑوں کے لیے کمر باندھنے والے زنار پہنیں اوراپنی گردنوں میں لکڑی کے منکے پہنیں اور گھوڑوں پر سوار نہ ہوں اور دیگر اس قسم کے امور جوان کو ذلیل کرنے والے تھے اوروہ ان کاغذات کو استعمال نہ کریں جن پر مسلمانوں کے بارے میں حکم ہواوراس نے ان کے نئے گرجوں کوگرانے اوران کے وسیع مکانات کوتنگ کرنے کا حکم دیااور یہ کہ ان سے عشر لیا جائے اور ان کے وسیع گھروں کو مسجد بنایا جائے اوران کی قبروں کو زمین کے ساتھ برابر کرنے کا حکم دے دیااوراس نے یہ حکم بقیہ صوبوں اور اطراف کو بھی لکھ دیااور تمام شہروں کو بھی بھیج دیا۔

اوراس سال ایک شخص نے جسے محمود بن انفرخ نیشاپوری کہا جاتا تھا خروج کیااوروہ بابک کی اس لکڑی کے پاس آیا کرتا تھا جس پر اسے صلیب دیا گیا تھااوراس کے قریب بیٹھ جایا کرتا تھااور ہر جگہ سرمن رأی میں درالخلافہ کے نزدیک تھی' اس نے دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہے نیز وہ ذوالقرنین ہےاور تھوڑے سے لوگوں نے جو ۲۹ آدمی تھے اس سے اس جہالت وضلالت پر اتفاق کیااوراس نے ایک مصحف میں ان کے لیے کچھ کلام بھی مرتب کیا' اللہ اس کا برا کرے اوراس نے خیال کیا کہ اس کو جبریل علیہ السلام اس کے پاس اللہ کی طرف سے لایا ہے اسے گرفتار کیا گیااوراس کا معاملہ متوکل تک پہنچا تو اس کے حکم سے اس کے سامنے اسے کوڑے مارے گئے تو جو بات اس کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کا اس نے اعتراف کیااوراس نے اس بات سے توبہ اور رجوع کا اظہار کیا اورخلیفہ نے حکم دیا کہ اس کے ۲۹ پیروکاروں میں سے ہر ایک اسے تھپڑ مارے تو انہوں نے اسے دس تھپڑ مارے اس پر اوران پر زمین وآسمان کے رب کی لعنت ہو۔ پھراس سال کی ۳ ذوالحجہ کو بدھ کے روز اس کی وفات ہوگئی اور ۲۷ ذوالحجہ کو ہفتہ کے روز متوکل علی اللہ نے اپنے تینوں بیٹوں محمد المنتصر اور پھر عبداللہ المعتز اس کا نام محمد تھا ور بعض کا قول ہے کہ زبیر تھا۔ پھر ابراہیم کے لیے عہد لیا اوراسے المؤید باللہ کا نام دیا اسے خلافت نہیں ملی اوراس نے ان میں سے ہر ایک کو کچھ علاقے دیئے جن پر وہ نائب تھے اوروہ ان علاقوں میں نیابت کرتے تھے اوروہاں اس کے لیے کرنسی ڈالی جاتی تھی۔

اورابن جریر نے ان میں سے ہر ایک کے لیے صوبے اور شہر بھی مقرر کئے ہیں اوراس نے ان میں سے ہر ایک کے لیے دو جھنڈے باندھے' ایک سیاہ جھنڈا جو عہد کا تھا اور دوسرا عامل ہونے کا اوراس نے انہیں رضامندی کی تحریر لکھ دی اوراکثر امراء نے اس بات پر اس کی بیعت کی اور یہ جمعہ کا دن تھا اوراس سال کے ماہ ذوالحجہ میں تین دن تک دریائے دجلہ کا پانی زردی مائل ہوگیا۔ پھر پانی کے رنگ میں تلچھٹ ہوگئی جس سے لوگ گھبرا گئے اوراس سال یحییٰ بن عمر بن زید بن علی بن حسین علی بن ابی طالب کو بعض نواح سے متوکل کے پاس لایا گیا۔ اس کے پاس کچھ شیعہ آگئے تھے اس نے اسے مارنے کا حکم دیا تو اسے ۱۸ سخت کوڑے مارے گئے پھر اسے زمین دوز قید خانے میں قید کر دیا گیا اور محمد داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم نے ۲۳ ذوالحجہ کو منگل کے روز وفات پائی اوراس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو نائب مقرر کر دیا اوراسے پانچ خلعت دیئے اوراس کے گلے میں تلوار لٹکائی' میں کہتا ہوں وہ ماموں کے زمانے میں عراق کا نائب تھا اور وہ اپنے سادات واکابر کے تتبع میں خلق قرآن مسئلہ کا داعی تھا جن کے بارے میں اللہ نے

Marfat.com

فرمایا ہے کہ:

''اے ہمارے رب ہم نے اپنے سادات واکابر کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہ حق سے بھٹکا دیا''۔

اور وہ لوگوں کی آزمائش کرتا تھا اور انہیں ماموں کے پاس بھیجا کرتا تھا۔

اسحاق بن ہامان:

موصلی' ندیم' ادیب ابن ادیب جو اپنے وقت میں نادرالشکل تھا اور ہر اس فن کا جامع تھا جسے اس کے زمانے کے لوگ جانتے تھے یعنی وہ فقہ' حدیث' جدل' کلام' نعت اور شعر کو جانتا تھا لیکن اس نے گانے میں شہرت پائی کیونکہ اس فن میں دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہ تھی' معتصم نے بیان کیا ہے کہ اسحاق جب گاتا ہے تو مجھے خیال آتا ہے کہ اس نے میری حکومت میں اضافہ کر دیا ہے اور ماموں نے بیان کیا ہے کہ اگر وہ گانے میں مشہور نہ ہوتا تو میں اسے قاضی بناتا کیونکہ اس کی پاکیزگی' عفت اور امانت کو جانتا ہوں اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اور ایک بہت بڑا دیوان بھی ہے اور اس کے پاس ہر فن کی بہت سی کتابیں تھیں اس نے اس سال میں وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد والے سال میں وفات پائی ہے اور ابن عساکر نے اس کے بھرپور حالات بیان کئے ہیں اور اس کے متعلق عمدہ باتیں اور شاندار اشعار اور حیران کن حکایت بیان کی ہے جن کا استفسار طویل کام ہے اور ان میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس نے ایک روز یحییٰ بن خالد بن برمک کو گانا سنایا تو اس نے اسے ایک کروڑ درہم دیا اور اس کو بیٹے جعفر نے بھی اسے اتنے ہی درہم دیئے اور اس کے بیٹے فضل نے بھی اسے اتنے ہی درہم دیئے' یہ باتیں طویل حکایات میں موجود ہیں۔

اور اس سال شریح بن یونس' شیبان بن فروخ' عبیداللہ بن عمر القواریری اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے وفات پائی جو اسلام کے جلیل القدر امام اور المصنف کے مؤلف ہیں۔ نہ آپ سے پہلے کسی نے اس قسم کی تصنیف کی ہے اور نہ آپ کے بعد کی ہے۔

۲۳۶ھ

اس سال متوکل نے حسین بن علی بن ابی طالب کی قبر اور اس کے اردگرد کے گھروں اور حویلیوں کو گرانے کا حکم دیا اور لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص تین دن کے بعد وہاں پایا گیا اسے میں زمین دوز قید خانے میں ڈال دوں گا' سو وہاں کوئی بشر نہ رہا اور اس نے اس جگہ کو کھیتی بنا دیا جس میں ہل چلایا جاتا اور غلہ حاصل کیا جاتا اور اس سال محمد بن المنتصر بن متوکل نے لوگوں کو حج کروایا اور محمد بن ابراہیم بن مصعب نے وفات پائی۔ اسے اس کے بھتیجے محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے زہر دیا تھا اور یہ محمد بن ابراہیم کبار امراء میں سے تھا اور اسی سال وزیر حسن بن سہل نے وفات پائی جو مامون کی بیوی بوران کا باپ تھا جس کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے اور وہ لوگوں کے سرداروں میں سے تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسحاق بن ابراہیم گلوکار نے بھی اسی سال وفات پائی۔ واللہ اعلم۔ نیز اس سال ابراہیم المنذر الحرابی' مصعب بن عبداللہ زبیری' ہدبہ بن خالد قیسی اور ایک ضعیف ابوالصلت الہروی نے بھی وفات پائی۔

Marfat.com

۲۳۷ھ

اس سال آرمینیا کے نائب یوسف بن محمد بن یوسف نے وہاں کے بڑے جرنیل کو گرفتار کر کے اسے خلیفہ کے نائب کے پاس بھجوادیا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے بھیجنے کے بعد اس علاقے میں بہت برف پڑی اور اس راستے کے باشندوں نے جتھہ بندی کر لی اور آ کر اس شہر کا محاصرہ کر لیا جس میں یوسف موجود تھا اور وہ ان سے جنگ کرنے کے لیے ان کے مقابلہ میں نکلا تو انہوں نے اسے اور اس کے ساتھ جو مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت تھی اسے قتل کر دیا اور بہت سے لوگ سردی کی شدت سے ہلاک ہو گئے اور جب متوکل کو اس قبیح معاملے کی اطلاع ملی تو اس نے بغا الکبیر کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس نواح کے باشندوں کے مقابلہ میں بھیجا اور اس نے اس نواح کے باشندوں میں سے جنہوں نے شہر کا محاصرہ کیا ہوا تھا' تقریباً تیس ہزار کو قتل کر دیا اور ان میں سے ایک بہت بڑی جماعت کو قیدی بنا لیا۔ پھر وہ بسفرجانی کے ضلع میں الباق کے علاقے کی طرف روانہ ہو گیا اور بہت سے بڑے شہروں کی طرف گیا اور حکومتوں کو ہموار کیا اور نواح دبلاد کو دبایا۔

اور اس سال کے صفر میں متوکل قاضی ابن ابی داؤد معتزل پر ناراض ہو گیا جو نا انصافیوں پر قاضی مقرر تھا اس نے اسے وہاں سے معزول کر کے اور یحییٰ بن اکتم کو بلا کر چیف جسٹس اور نا انصافیوں کا قاضی بنا دیا اور ربیع الاول میں خلیفہ نے ابن ابی داؤد کی جاگیروں کی حفاظت کرنے اور اس کے بیٹے ابوالولید محمد کے گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس نے ۳ ربیع الآخر کو ہفتہ کے روز اسے قید کر دیا اور اسے مال لانے کا حکم دیا تو وہ ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار دینار کی قیمت کے نفیس جواہر اٹھا لیا۔ پھر سولہ کروڑ درہم پر صلح ہو گئی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' ابن ابی داؤد کو فالج ہو گیا تھا پھر اس نے اس کے اہل کو ذلیل کر کے سامرا سے بغداد کی طرف جلاوطن کر دیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابوالعتاہیہ نے اس کے بارے میں کہا ہے:

اگر تیری رائے میں رشد ہوتا اور تیرے عزم میں درستگی ہوتی تو تو فقہ میں مشغول رہتا اور کتاب اللہ کو مخلوق کہنے سے بچتا اور اگر جہالت اور حماقت نہ ہوتی تو تیرا کوئی حرج نہ تھا جب کہ دین کی اصل انہیں فرع میں بھی اکٹھا کرتی ہے۔

اور اس سال کی عید الفطر کو متوکل نے احمد بن نصر خزاعی کے جثہ کو اتارنے اور آپ کے سر اور جسم کو اکٹھا کر کے آپ کے وارثوں کے سپرد کر دینے کا حکم دیا جس سے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی اور آپ کے جنازے میں بے شمار لوگ جمع ہوئے اور وہ آپ کی چارپائی کی لکڑی اور آپ کے تابوت کو چھو کر برکت حاصل کرنے لگے اور یہ جمعہ کا دن تھا پھر وہ اس تنے کے پاس آئے جس پر آپ صلیب دیا گیا تھا اور اسے چھو کر برکت حاصل کرنے لگے اور عوام الناس اس کے باعث خوشی اور مسرت سے اچھلنے لگے اور متوکل نے اپنے نائب کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ انہیں اس قسم کے کاموں کے ارتکاب کرنے اور بشر کے بارے میں غلو کرنے سے روکے' پھر متوکل نے اطراف کو علم کلام کے مسئلہ میں گفتگو کرنے اور خلق قرآن کے قول سے رک جانے کا خط لکھا اور یہ کہ جس نے علم کلام کو سیکھا ہے اگر اس نے اس کے متعلق گفتگو کی تو موت تک اس کا ٹھکانہ زمین دوز قید خانہ ہو گا اور اس نے لوگوں کو حکم دیا

کہ وہ صرف کتاب وسنت میں مشغول رہیں' پھر اس نے حضرت امام احمد بن حنبل کے اکرام کرنے کا اظہار کیا اور آپ کو بغداد سے اپنے پاس بلایا اور اس نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کا اکرام کیا اور آپ کے لیے قیمتی انعام کا حکم دیا مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور اس نے ملبوسات سے ایک قیمتی خلعت آپ کو دیا اور حضرت امام احمدؒ نے اس سے بہت شرم محسوس کی اور اسے اس جگہ تک پہنے رکھا جس میں فروکش تھے۔ پھر آپ نے سختی سے اتار پھینکا اور آپ رو رہے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور متوکل ہر روز اپنے خاص کھانے سے آپ کو کھانا بھیجنے لگا اور اس کا خیال تھا کہ آپ اسے کھاتے ہیں اور حضرت امام احمد ان کا کھانا نہیں کھایا کرتے تھے بلکہ وہ ان ایام میں خالی پیٹ مسلسل روزے رکھتے رہے' اس لیے آپ کو کوئی ایسی چیز میسر نہ آئی جسے آپ کھانا پسند کرتے لیکن آپ کے بیٹے صالح اور عبداللہ ان انعامات کو قبول کرتے رہے مگر آپ کو اس کا کچھ علم نہ تھا اور اگر وہ بغداد جلد واپس نہ آتے تو حضرت احمد کو بھوک سے فوت ہو جانے کا خوف پیدا ہو گیا تھا اور متوکل کے زمانے میں سنت کا مقام بہت بلند ہو گیا۔ اللہ اسے معاف کرے اور وہ حضرت امام احمد کے مشورہ کے بغیر کسی کو امیر نہیں بناتا تھا اور اس نے ابن ابی داؤد کی جگہ قاضی یحییٰ بن اکثم کو چیف جسٹس بھی آپ ہی کے مشورے سے مقرر کیا تھا اور یحییٰ بن اکثم سنت کے آئمہ اور لوگوں کے علماء میں سے تھے اور فقہ وحدیث اور اتباع سنت کی تعظیم کرنے والوں میں سے ہے اور اس نے اپنی جانب سے حبان بشر کو مشرقی جانب پر اور سوار بن عبداللہ کو مغربی جانب پر قاضی مقرر کیا اور یہ دونوں یک چشم تھے اور اس بارے میں ابن ابی داؤد کے ایک دوست نے کہا:

میں نے دو قاضیوں عجیب بات دیکھی ہے جو مشرق ومغرب میں ایک افسانہ ہیں۔ انہوں نے اندھے پن کو دو حصوں میں لمبائی میں اس طرح تقسیم کر لیا ہے جیسے انہوں نے دونوں جانب کی قضاء کو تقسیم کر لیا ہے اور ان دونوں میں سے جو سر ہلائے اس کے متعلق گمان کیا جاتا ہے کہ وہ وراثت اور فرض میں غور وفکر کرے گا گویا تو نے اس پر مٹکا رکھ دیا ہے جس کے سوراخ کو تو نے ایک آنکھ سے کھولا ہے۔ جب قضا کا افتتاح دو یک چشم آدمیوں سے ہو تو وہ دونوں یحییٰ کے مرنے سے زمانے کو شکست دے دیں گے۔

اور اس سال علی بن یحییٰ ارضی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور امیر حجاز علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حاتم الاصم' عبدالاعلیٰ بن حماد' عبیداللہ بن معاذ العنبری اور ابو کامل فضیل بن حسن الجحدری نے وفات پائی۔

۲۳۸ھ

اس سال کے ربیع الاول میں بغا نے تفلیس شہر کا محاصرہ کیا اور اس کے ہراول میں زیرک ترکی تھا اور تفلیس کا حکم اسحاق بن اسماعیل اس کے مقابلہ میں نکلا اور اس سے جنگ کی اور بغا نے اسحاق کو قیدی بنا لیا اور بغا نے اسے قتل کرنے اور صلیب دینے کا حکم دیا اور آگ کی مٹی کے تیل میں ڈال کر شہر کی طرف پھینکنے کا حکم دیا اور اس کے اکثر مکان چیل کی لکڑی سے بنے ہوئے تھے' پس اس نے وہاں کے اکثر مکانوں کو جلا دیا اور اس کے تقریباً پچاس ہزار باشندوں کو بھی جلا دیا اور دو دن کے بعد آگ بجھ گئی اس لیے

Marfat.com

کہ چیل کی آگ باقی نہیں رہتی اور فوج نے شہر میں داخل ہو کر باقی ماندہ باشندوں کو قیدی بنالیا اور ان سے مویشی تک چھین لئے پھر بغا دوسرے شہروں کی طرف گیا جن کے باشندے نائب آرمینیا' یوسف بن محمد بن یوسف کے قتل میں مدد کرتے تھے پس اس نے اس کا بدلہ لیا اور جس نے اس پر جرأت کی اسے سزا دی۔

اور اس سال تقریباً تین سو کشتیوں میں فرنگی' دمیاط کی جانب سے مصر جانے کے ارادے سے آئے اور انہوں نے اچانک اس میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قتل کر دیا اور جامع مسجد اور منبر کو جلا دیا اور تقریباً چھ سو عورتوں کو قیدی بنالیا جن میں ۲۵ عورتیں مسلمان تھیں اور بقیہ قبطی عورتیں تھیں اور انہوں نے بہت سا مال' ہتھیار اور ساز وسامان قابو کر لیا اور لوگ ہر طرف ان سے فرار کر گئے اور جو لوگ بحیرہ قنیس میں غرق ہوئے وہ ان لوگوں سے بھی زیادہ تھے جن کو انہوں نے قید کیا تھا پھر وہ غیرت کھا کر واپس آئے اور کسی نے انہیں رکاوٹ نہ کی حتیٰ کہ وہ اپنے شہروں کو واپس آ گئے اللہ ان پر لعنت کرے! اور اس سال علی بن یحییٰ ارمنی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور اس سال اسی امیر نے لوگوں کو حج کروایا جس نے اس سے پہلے سال حج کرایا تھا۔

اور اس سال عظیم عالم اور مجتہد اسحاق بن راہویہ' بشر بن ولید فقیہہ حنفی' طالون بن عباد' محمد بن بکار بن الزیات' محمد بن البرجانی اور محمد بن ابی السری عسقلانی نے وفات پائی۔

۲۳۹ھ

اس سال کے محرم میں متوکل نے ذمیوں پر لباس کی علیحدگی کے بارے میں زیادہ سختی کی اور اسلام میں نئے گرجوں کی تخریب کا سخت حکم دیا اور اس سال متوکل نے علی بن الجہم کو خراسان کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس اتفاق سے نصاریٰ کی شعانین اور یوم نیروز ایک یہ دن آئے یعنی ۲۰ ذوالقعدہ کو ہفتہ کے روز آئے اور نصاریٰ کا خیال ہے کہ اسلام میں صرف اسی سال ہی یہ واقعہ ہوا ہے اور علی بن یحییٰ نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور والی مکہ عبداللہ بن محمد بن ابی داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال ابوالولید محمد بن قاضی احمد بن ابی داؤد ماری معتزلی نے وفات پائی۔ میں کہتا ہوں اس سال وفات پانے والوں میں داؤد بن رشید' صفوان بن صالح مؤذن اہل دمشق عبدالملک بن حبیب فقیہہ مالکی جو ایک مشہور شخص ہیں عثمان بن ابی شیبہ مؤلف تفسیر اور المسند محمد بن مہران رازی' محمود بن غیلان اور وہب بن تضیہ شامل ہیں۔

احمد بن عاصم انطاکی:

ابوعلی واعظ زاہد' ایک عبادت گزار اور درویش شخص تھے' زہد اور معاملات قلوب کے بارے میں آپ کا کلام نہایت اچھا ہے۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے بیان کیا ہے کہ آپ حارث محاسبی اور بشر حافی کے طبقہ میں سے تھے اور ابوسلیمان الدرانی نے آپ کی تیزی فراست کی وجہ سے آپ کا نام جاسوس القلوب رکھا ہوا تھا۔ آپ نے ابومعاویۃ العزیز انور اس کے طبقہ کے لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے احمد بن الحواری' محمود بن خالد اور ابوزرعہ دمشقی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ احمد بن الحواری آپ سے عن مخلد ابن حسن عن ہشام بن حسان روایت کی ہے کہ میں حضرت حسن بصری کے پاس سے گزرا تو آپ صبح کے وقت بیٹھے ہوئے

Marfat.com

تھے میں نے کہا اے ابوسعید آپ جیسا شخص اس وقت بیٹھتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے وضو کیا ہے اور میں نے اپنے نفس کو نماز میں لگانا چاہا ہے مگر اس نے میری بات نہ مانی اور اس نے مجھے سلانے کا ارادہ کیا اور میں نے اس کی بات نہیں مانی۔

آپ کے بہترین اقوال:

جب تو اپنے دل کی اصلاح کرنا چاہے تو اپنے جوارح کی حفاظت کرنے سے اس کی مدد کر۔ یہ مفت کی غنیمت ہے کہ تو اپنی باقی ماندہ عمر کی اصلاح کرے اور جو اس سے پہلے گزر چکی ہے وہ اللہ تجھے معاف کر دے تھوڑا یقین سارے شک کو تیرے دل سے نکال دے گا جو شخص اللہ کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ اس بات کو بہتر جانتا ہے جس سے وہ زیادہ ڈرتا ہے دنیا میں تیرا بہترین دوست غم ہے جو تجھے دنیا سے روک کر آخرت تک پہنچا دے گا اور آپ کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

میں نے ارادہ کیا اور میں نے عزم کیا اور اگر میں سچا ہوتا تو میں عزم کرتا لیکن دودھ چھڑانا سخت تھا اور اگر کوئی مجھے عقل اور یقین کرنے والے کا یقین حاصل ہوتا تو میں راہ اعتدال سے نہ ہٹتا۔ کاش سلوک کے سوا میری کوئی خواہش ہوتی لیکن میں قضا وقدر سے کیسے پھر سکتا ہوں نیز آپ نے کہا:

ہم حیران اور مذبذب رہ گئے ہم صدق کے متلاشی ہیں اور اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ محبت کے اسباب ہم پر ہلکے ہیں اور محبت کے خلاف اسباب ہم پر بوجھل ہیں' سچائی جگہوں سے مفقود ہو گئی ہے حتیٰ کہ آج اس کے بیان پر کوئی دلیل نہیں' ہم کسی خوفزدہ کو نہیں دیکھتے جو ہمیں خوف لاحق کر دے اور ہم اسے اس بات میں سچا نہیں دیکھتے جو وہ بیان کرتا ہے۔

نیز آپ نے کہا:

اپنے آپ سے نرمی کر' ہر معاملہ ختم ہو جانے والا ہے اور اپنے آپ سے غم کی لہر کو دور کر وہ ہٹ جائے گی اور ہر غم کے بعد فراخی ہے اور ہر تکلیف جب تنگ ہو جاتی ہے زمانہ خواہ کس قدر لمبا ہو یقیناً مصیبت ہے' موت اس کا خاتمہ کر دے گی یا وہ ختم ہو جائے گی۔

حافظ ابن عساکر نے آپ کے حالات کو بہت طول دیا ہے اور آپ کی تاریخ وفات بیان نہیں کی میں نے یہاں آپ کا ذکر ثواب کے لیے کیا ہے۔

۲۴۰ھ

اس سال اہل حمص نے اپنے گورنر ابوالمغیث موسیٰ بن ابراہیم الرافقی پر حملہ کر دیا کیونکہ اس نے ان کے ایک سردار کو قتل کر دیا تھا سو انہوں نے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور اسے اپنے درمیان باہر نکال دیا اور متوکل نے ان کے مقابلہ میں اسے فوج کا امیر بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھی سفیر سے کہا اگر وہ اسے قبول کریں تو ٹھیک ورنہ مجھے اطلاع دینا انہوں نے اسے قبول کر لیا اور اس نے ان میں عجیب کام کیے اور ان کی بہت اہانت کی۔

اور اس سال متوکل نے قاضی یحییٰ بن اکثم کو چیف جسٹس کے عہدے سے معزول کر دیا اور اس سے ۸۰ ہزار دینار کا مطالبہ

Marfat.com

کیا اور بصرہ کے علاقہ میں اس کی بہت سی اراضی لے لیں اور اس کی جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کو چیف جسٹس مقرر کیا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے۔ اس سال کے محرم میں احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے کے بیس دن بعد وفات پائی۔

احمد بن ابی داؤد کے حالات:

احمد بن ابی داؤد ایادی معتزلی' اس کا نام انفرج تھا اور بعض نے دعمی بیان کیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس کا نام ہی اس کی کنیت ہے۔ ابن خلکان نے اس کے نسب کے بارے میں بیان کیا ہے۔ ابوعبداللہ احمد بن ابی داؤد خرج بن جریر بن مالک بن عبداللہ بن عباس بن سلام بن عبد ہند بن عبد نجم بن مالک بن فیض بن منعہ بن مبرجان بن دوس الہزلی بن امیہ بن حذیفہ بن زہیر بن ایاد بن اد بن معد بن عدنان۔

خطیب نے بیان کیا ہے ابن ابی داؤد معتصم کا چیف جسٹس تھا۔ پھر واثق کا چیف جسٹس تھا اور یہ جود وسخاوت' حسن اخلاق اور وفور ادب سے آراستہ تھا مگر اس نے جہمیہ کے مذہب کا اعلان کر دیا اور سلطان کو خلق قرآن کے مسئلہ میں لوگوں کی آزمائش پر آمادہ کیا اور یہ کہ اللہ کو آخرت میں دیکھا نہیں جائے گا۔ الصولی نے بیان کیا ہے برامکہ کے بعد اس سے بڑا مکرم کوئی نہ تھا۔ اگر اس نے اپنے نفس کو آزمائش کی محبت میں نہ ڈالا ہوتا تو سب لوگ اس پر اتفاق کرتے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ ۱۶۰ھ میں پیدا ہوا اور وہ یحییٰ بن اکثم سے بیس سال بڑا تھا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے اصلاً وہ بلاد قنسرین کا ہے' اس کا باپ تاجر تھا جو شام آیا کرتا تھا' پھر وہ عراق چلا گیا اور اپنے اس بیٹے کو بھی اپنے ساتھ عراق لے گیا اور یہ علم میں مشغول ہو گیا اور اس نے واصل بن عطاء کے دوست صباح بن العلاء سلمی کی مصاحبت اختیار کی اور اس سے اعتزال سیکھا' بیان کیا گیا ہے کہ وہ قاضی یحییٰ بن اکثم کی بھی مصاحبت کیا کرتا تھا اور اس سے علم حاصل کرتا تھا۔ پھر ابن خلکان نے کتاب الوفیات میں اس کے طویل حالات بیان کئے ہیں اور ایک شاعر نے اس کی مدح بھی کی ہے وہ کہتا ہے:

اللہ کا رسول اور خلفاء اور احمد بن ابی داؤد ہم میں سے ہوئے ہیں۔

اور ایک شاعر نے اس کا جواب دیا ہے۔

نزار پر فخر کرنے والوں سے کہہ دے وہ زمین میں بندوں کے سردار ہیں اور اللہ کا رسول اور خلفاء ہم میں سے ہیں اور ہم بنی ایاد کے لے پالک سے اظہار بیزاری کرتے ہیں' جب وہ ایاد بن ابی داؤد کی دعوت کو تسلیم کریں تو وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے جب احمد بن ابی داؤد کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اگر میں سزا کو ناپسند نہ کرتا ہوتا تو اس شاعر کو ایسی سزا دیتا جو کسی نے نہ دی ہوتی۔

خطیب نے بیان کیا ہے ازہری نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ احمد بن عمر الواعظ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن الحسن بن علی بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن احمد ابو مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا باپ احمد بن ابی داؤد جب نماز پڑھتا ہے تو وہ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا اور اپنے رب سے خطاب کرتا اور کہتا:

تو ضعیف الاسباب ہے اور معاملات کی کامیابی' قوت اسباب سے ہے آج یہیں تیری ضرورت ہے اور طبیب کو بیماریوں کے وقت ہی بلایا جاتا ہے۔

پھر خطیب نے روایت کی ہے کہ ابوتہام ایک روز ابن ابی داؤد کے پاس آیا تو اس نے اسے کہا میرا خیال ہے آپ ناراض ہیں اس نے کہا وہ ایک پر ناراض ہوتا ہے اور تو ساری مخلوق سے اس نے اسے کہا تو نے یہ خیال کہاں سے لیا ہے؟ اس نے کہا ابونواس کے قول سے: ؎

''اور اللہ کے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ عالم کو ایک شخص میں جمع کر دے''۔

اور ایک روز ابوتہام نے اس کی مدح کی اور کہا: ؎

سارے زمانے کی برائیاں احمد بن ابی داؤد کی خوبیاں بن گئی ہیں تو نے سب اطراف میں صرف اس لیے سفر کیا ہے کہ میری اونٹنی اور میرا زاد تیرے عطیے سے ہو' تیرے بارے میں ظن اور خواہش کیا ہی اچھی ہے' خواہ میری سواری شہروں میں بے قرار رہے۔

اس نے پوچھا اس مفہوم میں تو منفرد ہے یا اسے کسی اور سے لیا ہے؟ اس نے کہا یہ میرا خیال ہے مگر میں نے ابونواس کے اس قول پر بھی نگاہ ڈالی ہے: ؎

اور اگر کسی روز الفاظ تیرے سوا کسی اور انسان کی مدح میں رواں ہوں تو تو ہی ہماری مراد ہوتا ہے۔

اور محمد بن الصولی نے بیان کیا ہے کہ ابوتہام نے احمد بن ابی داؤد کی جو چنندہ مدح کی ہے اس کے کچھ اشعار یہ ہیں: ؎

اے احمد! حاسد بہت سے ہیں اور اگر شرفاء کا شمار کیا جائے تو تیری کوئی نظیر نہیں تو مجد وفخر قدیم کے بیڑے اور چوٹی کے مقام پر اترا ہے جو بہت فخر والا ہے ہر غنی اور فقیر تیرے پاس آتا ہے خواہ فقیر آسمان تک پہنچ جائے' ہر جانب سے بزرگی تجھ تک پہنچتی ہے اور خواہ جہاں بھی جائے تجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتی تو ایاد کا ماہ چہارم ہے وہ اس کا انکار نہیں کرتے۔ اسی طرح ایاد بھی لوگوں کے لیے چودھویں کے چاند ہیں تو نے ازراہ خاکساری امیر کہلوانے سے اجتناب کیا ہے حالانکہ جسے امیر کہا جاتا ہے تو اس کا امیر ہے اور ہر ہاتھ تیری طرف دراز ہے اور ہر بلندی تیری طرف اشارہ کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں ان اشعار میں شاعر نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور مبالغہ میں بہت بڑی بات کی ہے اور اگر اس کا ضعیف' مسکین' گمراہ اور گمراہ کرنے والی مخلوق کے بارے میں یہ اعتقاد ہے تو اس کے لیے جہنم ہے جو برا ٹھکانہ ہے اور ایک روز ابن ابی داؤد نے کسی سے کہا تو مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا؟ اس نے اسے کہا اگر میں تجھ سے سوال کرتا تو تجھے تیرے احسان کی قیمت دیتا۔ اس نے اسے کہا تو نے درست کہا ہے اور اس نے اس کی طرف پانچ ہزار درہم بھیجے۔

ابن الاعرابی نے بیان کیا ہے ایک شخص نے ابن ابی داؤد سے سوال کیا کہ وہ اسے گدھے پر سوار کرا دے اس نے کہا اے غلام اسے گدھا' خچر' ٹٹو' گھوڑا اور ایک لونڈی دے دے اور اسے کہا اگر مجھے ان کے علاوہ بھی کسی سواری کا علم ہوتا تو تجھے وہ بھی دیتا۔ پھر خطیب نے اپنے اسانید سے ایک جماعت کے حوالے سے کچھ حالات بیان کئے ہیں جو اس کی سخاوت' فصاحت' ادب'

حلم اور ضروریات کے پورا کرنے کی طرف سبقت کرنے اور خلفاء کے ہاں اس کے بلند مقام پر دلالت کرتے ہیں۔

محمد بن مہدی واثق سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شیخ واثق کے پاس آیا اور اس نے سلام کیا اور واثق نے اسے جواب نہ دیا بلکہ کہا اللہ تجھے سلام نہ کہے' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ کے معلم نے آپ کو بہت برا ادب سکھایا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر تحفہ دو یا اسے واپس کر دو''۔

آپ نے مجھے اس سے بہتر تحفہ نہیں دیا اور نہ اسے واپس کیا ہے' ابن ابی داؤد نے کہا' یا امیر المومنین یہ شخص متکلم ہے' اس نے کہا اس سے مناظرہ کرو' ابن ابی داؤد نے کہا اے شیخ تو قرآن کے بارے میں کیا کہتا ہے کیا وہ مخلوق ہے؟ شیخ نے کہا تو نے مجھ سے انصاف نہیں کیا سوال مجھے کرنا ہے اس نے کہا سوال کرو اس نے کہا یہ بات جو تو کہہ رہا ہے کیا رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم تھی یا نہیں؟ ابن ابی داؤد نے کہا انہیں یہ بات معلوم نہ تھی' اس نے کہا تو وہ بات جانتا ہے؟ جو انہیں معلوم نہیں تو وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا مجھے معاف کیجیے وہ اسے جانتے تھے اس نے کہا پھر انہوں نے لوگوں کو اس طرف دعوت کیوں نہیں دی جیسے تو دعوت دیتا ہے' کیا تمہارے لیے وہ بات روا نہیں جو انہیں روا تھی؟ تو وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا اور واثق نے اسے تقریباً چار ہزار دینار انعام دینے کا حکم دیا مگر اس نے انہیں قبول نہ کیا۔

مہدی نے بیان کیا ہے' میرا باپ گھر میں داخل ہو کر پشت کے بل لیٹ گیا اور شیخ کا قول دہرانے لگا اور کہنے لگا کیا تجھے وہ بات روا نہیں جو انہیں روا تھی؟ پھر اس نے شیخ کو چھوڑ دیا اور اسے چار ہزار دینار دیئے اور اسے اس کے شہر میں واپس بھیج دیا اور ابن ابی داؤد اس کی نظروں سے گر گیا اور اس کے بعد اس نے کسی کی آزمائش نہیں کی۔

خطیب نے اسے اپنی تاریخ میں ایسے اسناد سے بیان کیا ہے جس میں بعض ایسے آدمی ہیں جو مشہور نہیں اور اس نے اس کے واقعہ کو طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ثعلب نے بحوالہ ابوحجاج الاعرابی یہ اشعار سنائے اور بیان کیا کہ اس نے یہ ابن ابی داؤد کے متعلق کہے ہیں:

اے ابن ابی داؤد تو نے دین کو اندھا کر دیا ہے اور جس نے تیری اطاعت کی ہے وہ مرتد ہو گیا ہے تو نے اپنے رب کے کلام کو مخلوق خیال کیا ہے کیا تجھے رب کے پاس لوٹنا نہیں؟ اس کلام الٰہی کو اس نے علم کے ساتھ جبریل کے ذریعے خیر البشر کی طرف نازل کیا ہے اور جس نے تیرے دروازے پر ضیافت طلب کرتے ہوئے شام کی اس کی حالت اس شخص کی سی ہے جو توشہ کے بغیر جنگل میں اتر پڑے اور اسے ابن ابی داؤد نے قول سے یہ عمدہ بات بیان کی ہے کہ میں ایادی قبیلے کا ایک شخص ہوں۔

پھر خطیب نے بیان کیا ہے کہ قاضی ابوالطیب بن عبداللہ طبری نے بتایا ہے کہ المعانی بن زکریا الجریری نے بحوالہ محمد بن یحییٰ الصولی ہمیں کسی کا یہ شعر سنایا جس میں وہ ابن ابی داؤد کی ہجو کرتا ہے:

اگر تیرے رائے میں رشد ہوتا تو تیرے عزم میں اعتدال ہوتا۔

Marfat.com

اور یہ اشعار پہلے بیان ہو چکے ہیں اور خطیب نے بحوالہ احمد بن الموفق یا یحییٰ الجلاء روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ الواقضیہ میں سے ایک شخص نے مجھ سے خلق قرآن کے بارے میں مناظرہ کیا اور اس نے مجھ پر وہ عیب لگائے جنہیں میں پسند کرتا تھا اور جب شام ہوئی تو میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس نے میرے لیے شام کا کھانا رکھا تو اس میں سے کچھ بھی نہ کھا سکا اور میں سو گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو جامع مسجد میں دیکھا اور وہاں ایک حلقہ میں حضرت امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب بھی موجود ہیں اور رسول اللہ ﷺ اس آیت:

﴿ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاءِ ﴾ .

کو پڑھنے لگے اور ابن ابی داؤد کے حلقہ کی طرف اشارہ کرنے لگے اور:

﴿ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴾ .

پڑھ کر حضرت امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب کی طرف اشارہ کرنے لگے۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے آج شب احمد بن ابی داؤد ہلاک ہو گیا ہے' میں نے اس سے پوچھا اس کی ہلاکت کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے اللہ کو اپنے پر ناراض کر دیا تھا اور وہ سات آسمانوں سے اس پر ناراض ہوا ہے اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے میں نے ایک شب خواب دیکھا کہ ابن ابی داؤد فوت ہو گیا ہے اور آگ نے ایک عظیم لمبا سانس لیا ہے جس سے ایک شعلہ نکلا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا اس نے ابن ابی داؤد کا کام تمام کر دیا ہے۔

اور اس کی موت اس سال کی ۲۳ محرم کو ہفتہ کے روز ہوئی اور اس کے بیٹے عباس نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے بغداد میں اس کے گھر میں ہی دفن کیا گیا اور اس کی عمر ۸۰ سال تھی' اللہ تعالیٰ نے اس کی موت سے چار سال قبل اسے فالج میں مبتلا کیا حتیٰ کہ وہ اپنے بستر پر پھینکے ہوئے شخص کی طرح پڑا رہا اور وہ اپنے جسم کے کسی حصے کو ہلا نہیں سکتا تھا اور اسے کھانے پینے اور نکاح کرنے کی لذت سے محروم کر دیا گیا۔

اور ایک شخص نے اس کے پاس آ کر کہا خدا کی قسم! میں تیری عیادت کرنے نہیں آیا' بلکہ میں تجھ سے تیری تعزیت کرنے آیا ہوں اور میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے تجھے تیرے جسم میں قید کر دیا ہے جو ہر قید خانے کی سزا سے بڑھ کر تجھے سزا دینے والا ہے پھر وہ اسے چھوڑ کر بددعا کرتا ہوا چلا گیا کہ جس تکلیف میں وہ مبتلا ہے اللہ اس میں اضافہ کرے اور اس میں کمی نہ کرے پس اس کے مرض میں مزید اضافہ ہو گیا اور گزشتہ سال اس سے بہت سے اموال لے لئے گئے تھے اور اگر وہ سزا کو برداشت کر سکتا ہوتا تو متوکل اسے سزا دیتا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی پیدائش ۱۶۰ھ کی ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں اس لحاظ سے وہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن اکثم سے بڑی عمر کا تھا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابن اکثم خلیفہ ماموں کے ساتھ ابن ابی داؤد کی ملاقات کا سبب بنا تھا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی معتصم کو اس کے متعلق وصیت کی اور معتصم نے اسے قضاء اور ناانصافیوں کا قاضی بنا دیا اور وزیر ابن الزیات اس سے نفرت

کرتا تھا اور ان دونوں کے درمیان مقابلہ بازی اور ہجو جاری رہی اور وہ اس کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کرتا تھا اور اس نے ابن اکثم کو معزول کر کے اسے اس کی جگہ قاضی بنا دیا اور یہ وہ آزمائش ہے جو بعد کی آزمائشوں کی بنیاد بنی اور اس فتنے کی بھی بنیاد بنی جس نے لوگوں پر فتنوں کا دروازہ کھول دیا۔

پھر ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اسے فالج نہیں ہوا اور نہ اس سے مال لیا گیا ہے اور اس کے بیٹے ابوالولید محمد سے ایک کروڑ دو لاکھ دینار لئے گئے اور وہ اپنے باپ کے ایک ماہ قبل فوت ہو گیا اور ابن عساکر نے اس یک حالات کو مبسوط طور پر بیان کیا ہے اور ان کی بہت اچھی وضاحت کی ہے اور وہ شخص ادیب، فصیح، شریف، سخی، قابل تعریف، روکنے کو ترجیح دینے والا اور جمع پر تقسیم کو ترجیح دینے والا تھا اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھا واثق کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا تو ابن ابی مزاد نے کہا مجھے یہ دو شعر بہت اچھے لگتے ہیں:

''اگر دیکھنے والا اپنی نظر سے عورت کو حاملہ کر سکتا تو میری نظر سے وہ مجھ سے حاملہ ہو جاتی اور اگر وہ دیکھنے سے نو ماہ کے درمیان بیٹے کو جنم دیتی تو بلاشبہ اس کا بیٹا میرا ہوتا''۔

اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں مشہور فقیہہ ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی ہیں۔ امام احمد نے فرمایا ہے ہمارے نزدیک وہ ثوری کے کینڈے کے ہیں اور ام تاریخ خلیفہ بن خیاط، سوید بن سعد الحدثانی، سوید بن نصر، مالکیہ کے مشہور عبدالسلام بن سعید ملقب بہ سخنون، عبدالواحد بن غیاث، شیخ الآئمہ والسنۃ قتیبہ بن سعید، الوعمثیل عبداللہ بن خالد جو عبداللہ بن طاہر کا کاتب اور شاعر تھا اور لغت کا بھی عالم تھا اور لغت کے بارے میں اس کی متعدد تصانیف ہیں جن کا کچھ ذکر ابن خلکان نے کیا ہے اور وہ اپنے اشعار میں عبداللہ بن طاہر کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اے وہ شخص جو چاہتا ہے کہ اس کی صفات عبداللہ کی طرح ہو جائیں، خاموش ہو جا اور سن میں تجھے ایسی سادات کی نصیحت کروں گا جن کا حاجیوں نے قصد کیا سن یا چھوڑ، سچ بول، پاکدامنی اختیار کر، نیکی اختیار کر، صبر کر، برداشت کر، درگزر کر، بدلہ دے، چکر لگا، بردباری اختیار کر، دلیر بن، مہربانی کر، نرمی اختیار کر، حسن سلوک کر، سنجیدگی اختیار کر، مستقل مزاج رہ، سخاوت کر، حمایت کر، بوجھ اٹھا، دفاع کر، اگر تو میری نصیحت کو قبول کرے تو میں نے تجھے نصیحت کر دی ہے اور صحیح سیدھے رستے کی طرف تیری رہنمائی ہو۔

سخنون مالکی مولف المدونہ:

ابوسعید عبدالسلام بن سعید بن جندب بن حسان بن ہلال بن بکار بن ربیعہ تنوخی، آپ اصلاً حمص شہر کے ہیں۔ آپ کا باپ حمص کی فوج کے ساتھ بلاد مغرب میں آپ کو لایا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اور وہاں آپ کو مالکی مذہب کی سرداری مل گئی اور آپ نے ابن القاسم سے فقہ سیکھی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت امام مالکؒ کا دوست اسد بن الفرات بلاد مغرب سے مصر آیا اور عبدالرحمٰن بن القاسم نے حضرت امام مالکؒ کے دوست سے بہت سے سوالات پوچھے اور آپ نے اسے ان کے جوابات دیئے۔ اس نے آپ سے ان جوابات کو نقل کر لیا اور انہیں لے کر بلاد مغرب میں داخل ہو گیا اور اس سے سخنون نے انہیں لکھ لیا۔

Marfat.com

پھر ابن القاسم کے پاس مصر آئے تو اس نے اپنے سوالات کو دوبارہ آپ کے سامنے دہرایا اور ان میں کچھ کمی بیشی کی اور ان میں سے کچھ باتوں کو چھوڑ دیا' پس سخنون نے انہیں مرتب کیا اور انہیں لے کر بلاد مغرب واپس آ گئے اور ابن القاسم نے آپ کے ہاتھ اسد بن الفرات کو ایک خط لکھا کہ وہ اپنے نسخہ کو سخنون کے نسخہ پر پیش کریں اور اس سے اس کی اصلاح کر لیں مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور ابن القاسم کو بلایا گیا مگر اس نے نہ آپ سے اور نہ آپ کی تحریر سے فائدہ اٹھایا اور لوگ سخنون کی طرف سفر کرنے لگے اور آپ کی المدونہ مشہور ہوگئی اور آپ اس زمانے کے باشندوں کے سردار بن گئے اور آپ قیروان میں قاضی بن گئے یہاں تک کہ اس سال میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ وایانا۔

۲۴۱ھ

اس سال کے جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخرۃ میں اہل حمص نے اپنے عامل' محمد بن عبدویہ پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور نصاریٰ نے بھی اس کے باشندوں کو مدد دی' اس نے اس بارے میں خلیفہ کو اطلاعی خط لکھا تو اس نے اسے لکھا اور حکم دیا کہ وہ ان سے جنگ کرے اور اس نے دمشق کے والی کو خط لکھا کہ وہ اپنی فوج سے اسے مدد دے تا کہ وہ اہل حمص کے خلاف اس کی مدد کرے۔ نیز اس نے اسے یہ بھی لکھا کہ وہ ان میں سے تین مشہور شرارتی اشخاص کو کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر جائیں پھر انہیں شہر کے دروازوں پر صلیب دے دے اور ان میں سے دوسرے بیس آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کو تین تین سو کوڑے مارے اور انہیں پابجولاں سامرا کی طرف بھیج دے اور وہاں جو بھی نصرانی ہے اسے باہر نکال دے اور جامع مسجد کے پہلو میں ان کا جو بڑا گرجا ہے اسے گرا دے یا اسے مسجد کے ساتھ شامل کر دے اور اس نے اس کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور جن امراء نے اس کی مدد کی تھی ان کے لیے قیمتی عطیات کا حکم دیا۔ پس خلیفہ نے اس کے بارے میں اسے حکم دیا اس نے اس پر عمل کیا اور اس سال متوکل علی اللہ نے اہل بغداد کے اعیان میں سے ایک شخص کو جسے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم کہا جاتا تھا مارنے کا حکم دیا اور اس نے اسے دکھ دہ مار دی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ہزار کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر گیا اور یہ سزا اسے اس لیے ملی کہ اس کے خلاف سترہ آدمیوں نے شرقی حصے کے قاضی ابوحسان الزیادی کے پاس گواہی دی کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتا ہے' قاضی نے اس معاملہ کو خلیفہ تک پہنچایا تو بغداد کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین کے پاس خلیفہ کا خط آیا جس میں اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے لوگوں کی موجودگی میں حد دشنام لگائے پھر اسے کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر جائے اور اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے تا کہ ملحدین اور معاندین اس کام سے باز آ جائیں سو اس نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا' اللہ اس کا برا کرے اور اس پر لعنت کرے اور اگر اس قسم کے شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی ہو تو بالاجماع اس کی تکفیر کی جائے گی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا جو امہات المومنین ہیں ان کے بارے میں دو قول ہیں اور صحیح قول یہی ہے کہ اس کی بھی تکفیر کی جائے گی کیونکہ وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں۔

Marfat.com

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بغداد میں ستارے ٹوٹے اور بکھر گئے اور یہ جمادی الآخرۃ کی پہلی رات کا واقعہ ہے کہ ماہ اگست میں لوگوں پر شدید بارش ہوئی اور اس میں بہت سے جانور مر گئے خصوصاً بیل بہت مرے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سال رومیوں نے عین زربہ پر غارت گری کی اور وہاں جو زط قوم کے لوگ موجود تھے انہیں قیدی بنا لیا اور ان کی عورتوں' بچوں اور چوپاؤں کو پکڑ کر لے گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سال بلاد طرطوس میں چیف جسٹس جعفر بن عبدالواحد کی موجودگی میں خلیفہ کی اجازت سے اور ابن ابی الشوارب کی نیابت میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیہ کا لین دین ہوا۔ مسلمان مرد قیدیوں کی تعداد ۷۸۵ اور عورتوں کی تعداد ۱۲۵ تھی اور بادشاہ کی ماں قدورہ اللہ اس پر لعنت کرے ان قیدیوں پر جو اس کے قبضے میں تھے نصرانیت کو پیش کرتی اور وہ تقریباً بیس ہزار تھے اور جو نصرانیت کو قبول کرتا اسے چھوڑ دیتی اور دوسروں کو قتل کر دیتی اور اس نے ۱۲ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور بعض نصرانی مر گئے اور ان میں سے یہ لوگ باقی بچے جن کا فدیہ دیا گیا اور یہ مرد وزن تقریباً نو سو تھے۔

اور اس سال البجہ نے سرزمین مصر کی فوج پر غارت گری کی اور اس سے قبل البجہ مسلمانوں سے مصالحت کی وجہ سے جنگ نہیں کرتے تھے پس انہوں نے صلح کو توڑ دیا اور اعلانیہ مخالفت کی اور البجہ بلاد مغرب کے حبشیوں کی ایک جماعت ہے اور اسی طرح نوبہ' شنون' زغریر' یکسوم اور بہت سی قومیں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان لوگوں کے علاقے میں سونے اور جواہرات کی کانیں ہیں اور ان پر ہر سال ان کانوں سے دیار مصر کی طرف ٹیکس بھیجنا واجب تھا اور جب متوکل کی حکومت آئی تو متعدد سالوں سے جو چیز ان پر واجب تھی انہوں نے اس کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو مصر کے نائب یعقوب بن ابراہیم باز عنیسی جو ہادی کا غلام اور قوصرہ کے نام سے مشہور تھا نے متوکل کو یہ ساری صورت حال لکھ بھیجی جس سے متوکل کو بہت غصہ آیا اور اس نے البجہ کے معاملے میں مشورہ کیا تو اسے بتایا گیا یا امیر المومنین! وہ شتر بان اور صحرائی لوگ ہیں اور ان کے علاقے دور دراز اور بے آب ہیں اور ان کے مقابلہ میں جانے والی فوج کے لیے ضروری ہے کہ وہ وہاں پر اپنے قیام کے لیے کھانا اور پانی ساتھ لے جائیں۔ اس بات نے اسے ان کی طرف فوج بھیجنے سے روک دیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ وہ الصعید کی اطراف میں غارت گری کرتے ہیں اور اہل مصر اپنے بچوں کے بارے میں ان سے خوفزدہ ہیں' سو اس نے محمد بن عبداللہ قمی کو ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار کیا اور اسے ان کے علاقے سے ملحقہ تمام علاقے کی نیابت بھی دے دی اور اس نے عمال مصر کو لکھا کہ اسے جس قدر کھانے وغیرہ کی ضرورت ہو وہ اس کی مدد کریں۔

پس وہ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ ان لوگوں کی فوج بھی روانہ ہوئی جو ان علاقوں سے اس کے ساتھ آ ملے تھے حتیٰ کہ وہ بیس ہزار سواروں اور پیادوں کے ساتھ ان کے علاقے میں داخل ہوا اور سات کشتیوں میں اپنے ساتھ کھانا اور سالن بھی لے گیا اور وہ جو لوگ موجود تھے اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ سمندر میں داخل ہو جائیں اور جب وہ بلاد البجہ کے درمیان پہنچ جائے تو وہاں اسے وہاں آ ملیں پھر وہ چل پڑا حتیٰ کہ ان کے شہروں میں داخل ہو گیا اور ان کی کانوں سے آگے گزر گیا اور شاہ البجہ جس کا نام علی بابا تھا ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جو محمد بن عبداللہ قمی کی فوج سے کئی گنا زیادہ تھی اس کے مقابلہ میں آیا اور وہ مشرک لوگ تھے جو بتوں کی پوجا کرتے تھے اور بادشاہ مسلمانوں سے ٹال مٹول کرنے لگا تاکہ ان کا توشہ ختم ہو جائے اور وہ

Marfat.com

انہیں ہاتھوں سے ہی پکڑ لیں اور جب مسلمانوں کے پاس جو توشہ تھا وہ ختم ہو گیا تو حبشیوں نے ان کا لالچ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کشتیوں کو پہنچا دیا جن میں کھانا' کھجوریں اور تیل وغیرہ ضرورت کی بہت سی اشیاء تھیں' امیر نے مسلمانوں میں ان کی ضرورت کے مطابق انہیں تقسیم کر دیا اور حبشی بھوک سے مسلمانوں کے ہلاک ہونے سے مایوس ہو گئے تھے تو انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی تیاری کر لی اور ان کی سواری اونٹ تھے جو دو غلے قسم کے تھے اور پراگندہ لو اور بہت ڈرپوک تھے وہ جس چیز کو دیکھتے یا سنتے اس سے بھاگ جاتے اور جب لڑائی کا دن آیا تو امیر المسلمین ان سب گھنٹیوں کی طرف گئے جو فوج میں ان کے پاس تھیں اور انہیں گھوڑوں کی گردنوں میں ڈال دیا اور جب معرکہ آرائی ہوئی تو مسلمانوں نے یکبارگی حملہ کیا تو ان کے اونٹ ان گھنٹیوں کی آواز سے ان کو لے کر ہر طرف کو بھاگ اٹھے اور وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا وہ جسے چاہتے قتل کر دیتے اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچا' اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں کہ انہوں نے کتنے آدمیوں کو قتل کیا' پھر صبح ہوئی تو وہ پیادہ ہو کر جمع ہو گئے تو قمی نے انہیں وہاں سے آدبایا جہاں سے انہیں معلوم بھی نہ تھا اور اس نے ان کے باقی ماندہ عوام کو قتل کر دیا اور ان کے بادشاہ کو امان دے کر پکڑ لیا اور ان کے ذمہ جو ادائیگی تھی وہ اس نے ادا کی اور وہ اسے قیدی بنا کر اپنے ساتھ خلیفہ کے پاس لے گیا اور یہ معرکہ آرائی اس سال کے پہلے دن ہوئی اور خلیفہ نے اسے پہلے کی طرح اس کے علاقے کا امیر بنا دیا اور ابن القمی کو اس نواح کی امارت اور دیکھ بھال سپرد کر دی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اس سال یعقوب بن ابراہیم نے جو قوصرہ کے نام سے مشہور تھا جمادی الآخرۃ میں وفات پائی اور یہ شخص متوکل کی طرف سے دیار مصر کا نائب تھا اور اس سال عبداللہ بن محرز ابن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور حج کے اجتماع کے واقعات اور مکہ کے راستے کے والی جعفر بن دینار نے بھی حج کیا اور ابن جریر نے اس سال میں کسی محدث کی وفات کو بیان نہیں کیا اور اعیان میں سے حضرت امام احمد بن حنبل' جبارہ بن المغسل الحمانی' ابوثوبۃ الحلبی' عیسیٰ بن حماد سجادہ اور یعقوب بن حمید کاسب نے وفات پائی۔

حضرت امام احمد بن حنبل:

احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حبان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن فزار بن معد بن عدنان بن ادبن ادو بن الہمیسع بن حمل بن النبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل علیہما السلام۔ ابوعبداللہ الشیبانی ثم المروزی ثم البغدادی' حافظ کبیر ابوبکر بیہقی نے اس کتاب میں جسے اس نے مناقب احمد میں تالیف کیا ہے' اپنے شیخ حافظ ابوعبداللہ الحکم مولف المستدرک سے روایت کر کے اس طرح آپ کے نسب کو بیان کیا ہے اور امام احمد کے بیٹے صالح سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میرے باپ نے اس نسب کو میری ایک کتاب میں دیکھا تو فرمایا تو اس سے کیا کر رہا ہے؟ اور نسب کا انکار نہ کیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کے باپ آپ کو مرو سے لائے اس وقت آپ حمل میں تھے اور آپ کی والدہ نے ربیع

الاول ۱۶۴ھ میں بغداد میں آپ کو جنم دیا اور آپ تین سال کے تھے کہ آپ کے والد وفات پا گئے۔

صالح نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میرے دونوں کانوں کو چھید کر ان میں موتی ڈال دیئے گئے اور جب میں بڑا ہو گیا تو آپ نے وہ دونوں موتی مجھے دے دیئے اور میں نے انہیں تیس درہم میں فروخت کر دیا' ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل نے ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو بروز جمعہ ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اور آپ نوعمری میں قاضی ابو یوسف کی مجلس میں آیا جاتا کرتے تھے' پھر آپ نے آنا جانا چھوڑ دیا اور سماع حدیث کی طرف متوجہ ہو گئے اور آپ نے اپنے مشائخ سے سب سے پہلا سماع حدیث ۱۷۸ھ میں کیا۔ پھر ۱۹۱ھ میں کیا اور اس سال ولید بن مسلم نے حج کیا' پھر آپ نے ۱۹۶ھ میں کیا اور ۱۹۷ھ میں اعتکاف بیٹھے' پھر ۱۹۸ھ میں آپ نے حج کیا اور ۱۹۹ھ میں عبدالرزاق کے پاس یمن کی طرف سفر کیا اور اس سے آپ نے اور یحییٰ بن معین نے اور اسحاق بن راہویہ نے لکھا۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ میں نے پانچ حج کئے جن میں سے تین پیادہ پا کئے اور ان میں سے ایک حج میں میں نے تیس درہم خرچ کئے آپ فرماتے ہیں اور میں ایک راستے میں بھول گیا اور آپ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ کی طرف گیا اور میں ایک گھر میں تھا اور میرے سر کے نیچے اینٹ تھی اور اگر میرے پاس نوے درہم ہوتے تو میں جریر بن عبدالحمید کے پاس ری کو کوچ کر جاتا اور ہمارے بعض اصحاب چلے گئے لیکن میں نہ جا سکا کیونکہ میرے پاس کوئی چیز نہ تھی۔

اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے بحوالہ حرملہ بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ سے امام احمد بن حنبلؒ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ میرے پاس مصر آئیں گے مگر وہ نہیں آئے ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے ہو سکتا ہے کہ مالی کمی نے آپ کو وعدہ وفائی سے روک دیا ہو اور حضرت امام احمد بن حنبل نے بلاد آفاق میں چکر لگایا اور اپنے زمانے کے مشائخ سے سماع کیا اور جب کہ آپ ان سے سماع کر رہے تھے اس حالت میں بھی وہ آپ کی عزت واحترام کرتے تھے اور ہمارے شیخ نے اپنی کتاب تہذیب میں آپ کے شیوخ کے اسماء حروف ابجد کے مطابق مرتب کئے ہیں اور اسی طرح آپ سے روایت کرنے والوں کے نام بھی مرتب کئے ہیں' امام بیہقی نے امام احمد کے شیوخ کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے المسند اور دوسری کتب میں حضرت امام شافعیؒ سے روایت بیان کی ہے اور انساب قریش کے بارے میں آپ سے کچھ باتیں اخذ کی ہیں اور آپ نے ان سے فقہ بھی سیکھی ہے جس میں وہ مشہور ہیں اور جب حضرت امام احمدؒ نے وفات پائی تو لوگوں نے آپ کے ترکہ میں امام شافعیؒ کے دو رسالے ''القدیمہ والجدیدہ'' پائے۔

میں کہتا ہوں امام شافعیؒ نے جو کچھ روایت کیا ہے اسے بیہقی نے الگ بھی بیان کیا ہے اور وہ احادیث جو بیس تک بھی نہیں پہنچتیں اور سب سے اچھی حدیث وہ ہے جسے ہم نے عن امام احمد عن الشافعی' عن مالک بن انس عن الزہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنت کے درخت کے ساتھ لٹکا ہوا ہے حتیٰ کہ وہ اسے اٹھنے کے روز اس کے جسم میں واپس کرے گا اور جب امام شافعیؒ نے ۱۹۰ھ میں مصر کا دوسرا سفر کیا تو آپ نے امام احمدؒ سے ملاقات کی اس وقت امام احمد کی عمر تیس سال سے اوپر تھی اور آپ سے فرمایا۔ اے عبداللہ جب تمہارے پاس صحیح حدیث ہو

تو اسے مجھے بتانا' میں اس کے پاس جاؤں گا خواہ وہ حجازی ہو یا شامی' عراقی ہو یا یمنی یعنی آپ ان حجازی فقہاء کی بات نہیں کہتے جو صرف حجازیوں کی روایت قبول کرتے ہیں اور ان کے سوا دوسروں کی احادیث کو اہل کتاب کی احادیث کا مرتبہ دیتے ہیں۔ حضرت امام شافعی کا حضرت امام احمد کو یہ کہنا حضرت امام احمد کی تعظیم اور اجلال کے لیے ہے اور آپ کا مرتبہ ان کے ہاں یہ ہے کہ جب آپ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دیتے تو آپ کی طرف رجوع کرتے اور آئمہ اور علماء کے نزدیک بھی امام احمد کا یہی مقام تھا جیسا کہ ابھی وہ تعریف بیان ہوگی جو آئمہ نے آپ کی بیان کی ہے اور انہوں نے علم اور حدیث میں آپ کے علوم مرتبت کا اعتراف کیا ہے اور آپ کے زمانے میں بھی آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی اور آپ کی جوانی میں ہی آپ کا نام آفاق میں مشہور ہو گیا تھا۔

پھر بیہقی نے ایمان کے بارے میں امام احمد کا کلام بیان کیا ہے کہ وہ قول وعمل ہے جو بڑھتا اور کم ہوتا رہتا ہے اور قرآن کے بارے میں آپ کا یہ بیان ہے کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور آپ نے ان لوگوں کی بات کا بھی انکار کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن کا لفظ بولنا مخلوق ہے اور ان کی مراد قرآن ہی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ابو عمارہ اور ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ احمد نے ہمارے شیخ سراج کو بحوالہ احمد بن حنبل بتایا کہ آپ نے فرمایا لفظ محدث ہے اور آپ نے اللہ کے قول:

﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴾.

سے استدلال کیا ہے اور فرمایا لفظ آدمیوں کا کلام ہے اور دوسروں نے احمدؒ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قرآن میں غیر مخلوق ہی دخل پا سکتا ہے اب رہے ہمارے وہ افعال تو وہ مخلوق ہیں۔

میں کہتا ہوں امام بخاری نے بندوں کے افعال کے بارے میں اس مفہوم کو بیان کیا ہے اور اسی طرح صحیح میں بھی اس کا ذکر کیا ہے اور آپ کے اس قول سے استدلال کیا ہے:

زینوا القرآن باصواتکم.

''یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو''۔

اس لیے کئی آئمہ نے کہا ہے کہ کلام کلام باری ہے اور آواز آواز قاری ہے اور اسی طرح بیہقی نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

اور بیہقی نے ابوالحسن میمونی کے طریق سے بحوالہ احمد بیان کیا ہے کہ جب جہمیہ نے آپ کے خلاف اللہ کے قول:

﴿ مَا يَاْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴾.

سے حجت پکڑی تو آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ اس کا ہماری طرف اتارنا محدث ہو خود ذکر محدث نہیں ہے اور حنبلؒ نے احمد سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کے علاوہ کوئی ذکر ہو اور وہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہو سکتا ہے یا آپ کا ان کو وعظ کرنا ہو۔ پھر بیہقی نے امام احمد کا کلام دار آخرت میں رؤیت الٰہی کے بارے میں بیان کیا ہے اور رؤیت کے بارے میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے اور وہ رؤیت اضافہ ہے اور آپ کا کلام نفی تشبیہ اور علم کلام میں مشغولیت ترک

Marfat.com

کرنے اور کتاب وسنت میں جو کچھ حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحابؓ سے بیان ہوا ہے اس سے تمسک کرنے کے بارے میں ہے اور بیہقی نے حاکم سے عن ابی عمرو بن السماک عن حنبل روایت کی ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ وَجَآءَ رَبُّکَ ﴾.

کی تاویل کی ہے کہ اس کا ثواب آئے گا۔ پھر بیہقی نے بیان کیا ہے اس اسناد میں کچھ شبہ نہیں پایا جاتا۔

اور احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے زر سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور جسے وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے اور سب صحابہؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا اچھا سمجھا یہ اسناد صحیح ہے' میں کہتا ہوں اس حدیث میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم کے بارے میں صحابہؓ کے اجماع کو بیان کیا گیا ہے اور بات وہی ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے اور کئی آئمہ نے اس کی صراحت کی ہے اور جب امام احد حمص سے گزرے تو آپ نے فرمایا اور آزمائش کے زمانے میں آپ کو مامون کے پاس بھیجا گیا اور عمرو بن عثمان بن حمص نے آپ کے پاس آ کر پوچھا خلافت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرے اس نے اصحاب شوریٰ پر عیب لگایا کیونکہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہے۔

آپ کا تقویٰ اور زہد وتقشّف:

بیہقی نے مزنی کے طریق سے بحوالہ امام شافعی روایت کی ہے کہ آپ نے رشید سے کہا کہ یمن قاضی کا محتاج ہے اس نے آپ سے کہا آپ کسی آدمی کو منتخب کریں ہم اسے یمن کا قاضی بنا دیتے ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے جو آپ کے پاس علم حاصل کرنے والے لوگوں کے ساتھ آیا جایا کرتے تھے فرمایا کیا آپ یمن کی قضاء قبول نہیں کریں گے؟ تو آپ نے اس سے شدید انکار کیا اور امام شافعی سے کہا میں آپ کے پاس دنیا سے بے رغبت کرنے والا علم حاصل کرنے آتا ہوں اور آپ مجھے قضا سنبھالنے کا حکم دیتے ہیں اور اگر علم حاصل کرنے کی بات نہ ہوتی تو میں آج کے بعد آپ سے بات نہ کرتا تو حضرت امام شافعیؒ آپ سے جھینپ گئے۔

اور امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنے چچا اسحاق بن حنبل کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ اس کے بیٹوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی ان سے بات کرتے تھے کیونکہ انہوں نے سلطان کا انعام لیا تھا اور ایک دفعہ آپ نے تین دن تک کھانے کو کوئی چیز نہ پائی حتیٰ کہ آپ نے اپنے ایک ساتھی کے پاس پیغام بھیجا اور آٹا قرض لیا تو اس کے اہل کو معلوم ہوا کہ آپ کو کھانے کی حاجت ہے پس انہوں نے جلدی سے آٹا گوندھا اور سرعت کے ساتھ آپ کے لیے روٹی پائی۔ آپ نے پوچھا یہ عجلت کیسی ہے تم نے روٹی کیسے پکائی ہے انہوں نے کہا ہم نے صالح کے گھر کے تنور کو گرم پایا تو اس میں ہم نے آپ کے لیے روٹی پکائی' آپ نے فرمایا روٹی اٹھا لو اور آپ نے اسے نہ اٹھایا اور صالح کے گھر کی طرف آپ کا جو دروازہ کھلتا تھا اسے بند کرنے کا حکم دے دیا۔

بیہقی نے بیان کیا ہے اس لیے کہ اس نے سلطان متوکل علی اللہ کا انعام لے لیا تھا اور آپ کے بیٹے عبداللہ نے بیان کیا ہے

Marfat.com

میرے والد فوج کے ساتھ خلیفہ کے پاس سولہ دن ٹھہرے رہے اور ان دنوں میں آپ نے صرف ۴/۱ مد[1] ستو کھائے۔ آپ ہر تین راتوں کے بعد مٹھی بھر ستو اس سے پھانک لیتے حتیٰ کہ آپ اپنے گھر واپس آ گئے اور چھ ماہ بعد آپ کی صحت واپس آئی اور میں نے دیکھا آپ کے گوشہ ہائے چشم آپ کے ڈھیلوں میں دھنس گئے ہیں' بیہقی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ آپ کے پاس دسترخوان بھیجا کرتا تھا جس میں مختلف قسم کی چیزیں ہوا کرتی تھی اور حضرت امام احمد اس سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مامون نے اصحاب حدیث میں سونا تقسیم کرنے کے لیے بھیجا ان سب نے سونا لے لیا مگر امام احمد بن حنبل نے اسے لینے سے انکار کر دیا اور سلیمان شاذکونی نے بیان کیا ہے میں حضرت امام احمد کے حضور حاضر ہوا تو آپ نے تانبے کا ایک برتن یمن میں ہمارے پاس رہن رکھا اور جب آپ اس کے پاس اسے چھڑانے آئے تو اس نے آپ کے لیے تانبے کے دو برتن نکالے اور کہا ان دونوں میں سے اپنا برتن لے لیجیے تو آپ کو اشتباہ ہو گیا کہ ان دونوں میں سے آپ کا برتن کون سا ہے اور آپ نے فرمایا تو میری طرف سے اور اس کے چھڑانے سے بری ہے اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

اور آپ کے بیٹے عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ہم واثق کے زمانے میں بہت تنگی میں تھے تو ایک شخص نے میرے باپ سے کہا میرے پاس چار ہزار درہم ہیں جو مجھے اپنے باپ کی وراثت سے ملے ہیں اور صدقہ اور زکوٰۃ کے نہیں ہیں اگر آپ پسند فرمائیں تو انہیں قبول فرمائیں آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جب کچھ وقت کے بعد ہم نے اس بات کا ذکر کیا تو میرے والد نے فرمایا اگر ہم انہیں قبول کر لیتے تو وہ ختم ہو جاتے اور ہم انہیں کھا جاتے۔

اور ایک تاجر نے آپ کو دس ہزار درہم کی پیش کش کی جو اسے اس سامان سے نفع میں حاصل ہوئے جو اس نے آپ کے نام سے تجارت میں لگایا تھا آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہمارا گزر ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تیرے ارادے کی تجھے جزائے خیر دے اور ایک اور تاجر نے آپ کو تین ہزار دینار پیش کیے تو آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے چھوڑ دیا اور یمن میں امام احمد کا خرچہ ختم ہو گیا تو آپ کے شیخ عبدالرزاق نے آپ کو مٹھی بھر دنانیر پیش کیے آپ نے فرمایا ہمارا گزر ہو رہا ہے اور انہیں قبول نہ کیا۔

یمن میں آپ کے کپڑے چوری ہو گئے تو آپ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور دروازہ بند کر لیا اور آپ کے اصحاب نے آپ کو گم پایا تو وہ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے انہیں بتایا' انہوں نے آپ کو سونا پیش کیا مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور ان سے صرف ایک دینار قبول کیا تاکہ اس کا اجر ملے تو آپ نے ان کے لیے اجر لکھ دیا۔

اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے کہ حضرت احمد کی مجالس' آخرت کی مجالس تھیں اور ان میں دنیوی امور کا کچھ ذکر نہ ہوتا تھا اور میں نے حضرت امام احمد کو کبھی دنیا کا ذکر کرتے نہیں دیکھا اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت امام احمد سے توکل کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا لوگوں سے مایوس ہو کر دیکھنے کو ترک کرنا توکل ہے اس سے دریافت کیا گیا اس پر کوئی دلیل ہے؟

---

[1] مد ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک ۳/۱ رطل اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے اور رطل پونے سولہ اونس کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعے آگ میں پھینکا گیا تو جبریل آپ سے ملے اور کہنے لگے کیا کوئی کام ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا آپ سے کوئی کام نہیں جبریل نے کہا جس سے آپ کو کام ہے اس سے پوچھئے آپ نے فرمایا مجھے وہی دو کام پسند ہیں جو اسے پسند ہیں۔

اور ابو جعفر محمد بن یعقوب انعفار سے روایت ہے کہ ہم سرمن رائی میں حضرت امام احمد بن حنبل کے ساتھ تھے ہم نے عرض کیا ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے آپ نے فرمایا اے اللہ جس بات کو ہم زیادہ پسند کرتے ہیں تو اسے جانتا ہے۔ پس تو ہمیں اس بات پر قائم کر دے جسے تو ہمیشہ پسند کرتا ہے پھر آپ خاموش ہو گئے تو ہم نے کہا مزید دعا فرمایئے' آپ نے فرمایا اے اللہ ہم اس قدرت کے ساتھ تجھ سے سوال کرتے ہیں جس سے تو نے زمین و آسمان کو کہا ہے (خوشی یا ناخوشی سے چلے آؤ' ان دونوں نے کہا ہم خوشی خوشی آئے) اے اللہ! ہمیں اپنی رضامندی کی توفیق دے۔ اے اللہ! ہم محتاجی سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور صرف تیری محتاجی کے خواہاں ہیں اور ذلت سے تیری پناہ چاہتے ہیں مگر تیرے لیے ذلت قبول ہے' اے اللہ! ہم کو زیادہ نہ دے کہ ہم سرکش ہو جائیں اور نہ کم دے کہ ہم بھول جائیں اور ہمیں اپنی رحمت اور وسعت رزق سے اتنا دے جو ہماری دنیا میں ہمارے لیے کفایت کرے اور تیرے فضل سے غنی کر دے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے ابوالفضل تمیمی نے امام احمد سے روایت کی ہے کہ آپ سجود میں یہ دعا کرتے تھے اے اللہ اس امت کا جو شخص حق پر نہیں اور وہ اپنے آپ کو حق پر خیال کرتا ہے اسے حق کی طرف واپس لاتا کہ وہ اہل حق میں سے ہو جائے اور آپ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے فدیہ قبول کرے تو مجھے ان کا فدیہ بنا دے۔

اور صالح بن احمد نے بیان کیا ہے کہ میرے والد کسی کو وضو کا پانی نکالنے کے لیے نہیں بلایا کرتے تھے بلکہ آپ خود یہ کام کیا کرتے تھے اور جب ڈول بھرا ہوا نکلتا تو الحمدللہ کہتے میں نے کہا اے میرے باپ اس کا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے کیا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا:

﴿ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴾ .

''تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو تمہارے پاس کون میٹھا پانی لائے گا''۔

اور اس باب میں آپ کے بہت سے واقعات بیان کیے گئے ہیں اور حضرت امام احمد نے زہد کے بارے میں ایک عظیم جامع کتاب لکھی ہے۔ نہ آپ سے پہلے کسی نے اس کی نقل لکھی ہے اور نہ اس میں آپ کو کوئی مل سکا ہے۔

اور اسماعیل بن اسحاق السراج نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے مجھے فرمایا جب حارث مجابلسی آپ کے گھر آئیں تو کیا آپ مجھے انہیں دکھا سکیں گے؟ میں نے کہا ہاں اور میں اس بات سے خوش ہوا پھر میں حارث کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آج شب آپ اور آپ کے اصحاب میرے ہاں تشریف لائیں' آپ نے فرمایا وہ بہت سے آدمی ہیں' ان کے لیے کھجوریں اور کمائی حاضر کرنا اور جب مغرب وعشاء کے درمیان وقت آیا تو وہ آ گئے اور امام احمد ان سے پہلے آ کر ایک کمرے میں بیٹھ گئے جہاں سے وہ انہیں دیکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے اور وہ آپ کو نہیں دیکھتے تھے اور جب انہوں نے عشاء

Marfat.com

کی نماز پڑھی تو انہوں نے اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی بلکہ آ کر حارث کے سامنے سر جھکا کر خاموشی سے بیٹھ گئے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں اور جب نصف شب کے قریب وقت ہوا تو ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا تو حضرت حارث اس پر اور اس کے متعلقات زہد' تقویٰ اور نصیحت پر گفتگو کرنے لگے تو ایک شخص رونے لگا اور دوسرا آواز سے رونے لگا اور تیسرا چلانے لگا۔

راوی بیان کرتا ہے میں بالا خانے پر حضرت امام احمد کے پاس گیا تو آپ بھی گریہ کناں تھے' قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جائیں پھر وہ صبح تک مسلسل اسی حالت میں رہے اور جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے پوچھا اے ابوعبداللہ! آپ نے انہیں کیسا پایا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے زہد کے بارے میں اس شخص کی مانند کسی کو گفتگو کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے ان لوگوں کی مانند کسی کو دیکھا ہے' اس کے باوجود میری رائے تیرے بارے میں یہ ہے کہ تو ان سے ملاقات نہ کیا کر۔

بیہقی نے بیان کیا ہے ہوسکتا ہے کہ آپ نے ان کی صحبت کو اس لیے پسند نہ کیا ہو کیونکہ حارث بن اسد اگرچہ زاہد تھا مگر اس کے پاس کچھ علم کلام بھی تھا اور حضرت احمد اسے پسند نہیں کرتے تھے یا آپ نے اس کے لیے ان کی صحبت اس لیے ناپسند کی ہو کہ وہ زہد وتقویٰ کے جس طریق پر قائم ہیں یہ اس پر نہیں چل سکے گا میں کہتا ہوں بلکہ آپ نے اسے اس لیے ناپسند کیا ہے کہ ان کے کلام میں ایسا تقشف' زہد اور ملوک کی شدت پائی جاتی ہے جو شرع' تدقیق اور دقیق وبلیغ محاسبہ نے مراد نہیں لی اور نہ اس کے متعلق کوئی حکم آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابوزرعہ رازی' حارث کی کتاب ''الرعایۃ'' سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا یہ بدعت ہے پھر اس نے اس شخص سے جو کتاب لایا تھا فرمایا تجھ پر اس طریق کو اختیار کرنا لازم ہے جس پر مالک' ثوری' اوزاعی اور لیث قائم تھے اور اسے چھوڑ دے یہ بدعت ہے۔

اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل کو بیان کرتے سنا اگر تو چاہے کہ اللہ اس بات پر ہمیشہ قائم رہے جسے تو پسند کرتا ہے تو تو ہمیشہ اس بات پر قائم رہ جسے وہ پسند کرتا ہے اور فرمایا فقر پر صبر کرنا ایک ایسا مرتبہ ہے جسے صرف اکابر حاصل کرتے ہیں اور فرمایا فقر تونگری سے افضل ہے بلاشبہ اس پر صبر کرنا مرارت ہے اور اس پر گھبرانا شکر کا ایک حال ہے اور فرمایا میں کسی چیز کو فقر کی فضیلت کے برابر قرار نہیں دیتا اور آپ فرمایا کرتے تھے انسان پر واجب ہے کہ وہ ناامیدی کے بعد رزق کو قبول کرے اور جب اسے طمع اور تلاش آگے کرے تو اسے قبول نہ کرے اور آپ دنیا سے کم کو پسند کرتے تھے تاکہ حساب کو ہلکا کریں۔

ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام احمد سے کہا یہ علم آپ نے اللہ کے لیے سیکھا ہے؟ امام احمد نے فرمایا یہ شرط شدید ہے لیکن مجھے ایک شے محبوب ہے اور میں نے اسے جمع کر لیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ اللہ کو عزیز ہے لیکن مجھے ایک چیز محبوب ہے اور میں نے اسے جمع کر لیا ہے۔

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت امام احمد کے پاس آیا اور کہنے لگا میری ماں بیس سال سے لنجی اور اپاہج ہے اور اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اس کے لیے دعا کریں۔ آپ نے ناراضگی کے انداز میں فرمایا ہم اس بات کے زیادہ محتاج ہیں کہ وہ ہمارے لیے دعا کرے بہ نسبت اس کے کہ ہم اس کے لیے دعا کریں۔ پھر آپ نے اس کے لیے اللہ سے دعا

Marfat.com

کی وہ شخص اپنی ماں کی طرف واپس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ اپنے پاؤں پر چل کر اس کے پاس آئی اور کہنے لگی اللہ نے مجھے صحت دے دی ہے۔

روایت ہے کہ ایک سائل نے سوال کیا تو امام نے اسے ایک ٹکڑا دیا تو ایک شخص نے سائل کے پاس جا کر کہا مجھے یہ ٹکڑا دے دو تا کہ میں تجھے اس کا معاوضہ دوں جو ایک درہم کے برابر ہوگا اس نے انکار کیا تو وہ پچاس درہم تک بڑھا اور وہ انکار کرتا رہا اور کہنے لگا میں بھی اس کی اسی برکت کا خواہاں ہوں جس کا تو خواہاں ہے۔

ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان:

مامون، معتصم پھر واثق کے زمانے میں قرآن عظیم کے سبب آپ کو طویل قید اور ضرب شدید اور دردناک عذاب کے ساتھ قتل کی دھمکیوں اور ان کی طرف سے لاپرواہی کرنے اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کے باعث بہت تکلیف پہنچی اور امام احمد آیات قتلوہ اور احادیث ماثورہ کے بیان کے مطابق عالم تھے اور آپ کو اس بات کی اطلاع ملی جو آپ نے نوم ویقظہ میں وصیت کی تھی تو آپ راضی ہو گئے اور ایمان واحتساب سے بچ گئے اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کی آسودگی سے کامیاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ چیز مہیا فرمائی جو اہل بلاء اولیاء کو اصلی منازل تک پہنچاتی ہے اپنے محبوں کو وہ کرامت الٰہی بغیر مصیبت کے عطا کرے گا انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ . وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ ﴾ .

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ .

ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کے سوا بھی اس مفہوم کی آیات ہیں اور امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ محمد بن جعفر نے شعبہ سے بحوالہ عاصم بن بہدلہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے مصعب بن سعد کو بحوالہ سعد بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سے لوگ زیادہ سخت آزمائش والے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا انبیاء پھر ان سے مشابہ پھر ان سے مشابہ اللہ تعالیٰ آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزماتا ہے اگر وہ کمزور دین ہو تو اسے اس کے مطابق آزماتا ہے اور اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اسے اس کے مطابق آزماتا ہے اور آدمی ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کے ذمے کوئی خطا نہیں ہوتی۔

اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ عبدالوہاب ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ابوقلابہ سے بحوالہ حضرت انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص میں تین باتیں موجود ہوں وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول دیگر چیزوں کی نسبت زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ وہ آدمی سے صرف اللہ محبت کرے اور کفر کی طرف واپس جانے کی

Marfat.com

نسبت اسے آگ میں پھینکا جانا زیادہ پسند ہو جب کہ قبل ازیں اللہ نے اسے اس سے بچایا ہو بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں بیان کیا ہے۔

اور ابن القاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان بن عمرو السکسکی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن قیس الکوفی نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن حمید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ تم نے صرف آزمائش اور فتنہ دیکھا ہے اور معاملہ شدت میں بڑھتا جائے گا اور نفوس بخل میں بڑھتے جائیں گے اور یہی حضرت معاذ نے بیان کیا ہے کہ تم آئمہ سے سختی دیکھو گے اور جو تم ہولناک اور سخت امر دیکھو گے اس کے بعد تم اس سے سخت امر دیکھو گے۔

بغوی نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام احمد کو بیان کرتے سنا ہے اے اللہ ہم راضی ہیں اور بیہقی نے بحوالہ ربیع روایت کیا ہے کہ مجھے امام شافعی نے مصر سے ایک خط دے کر امام احمد بن حنبل کے پاس بھیجا میں آپ کے پاس آیا تو آپ نماز فجر سے واپس آرہے تھے میں نے آپ کو خط دیا آپ نے پوچھا کیا تو نے اسے پڑھا ہے؟ میں نے کہا نہیں آپ نے اسے لے کر پڑھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ میں نے کہا اے ابوعبداللہ اس میں کیا لکھا ہے آپ نے فرمایا وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابوعبداللہ احمد بن حنبل کو خط لکھو اور انہیں میرا اسلام کہو نیز انہیں کہو عنقریب تم آزمائے جاؤ گے اور خلق قرآن کے قول کی طرف تمہیں بلایا جائے گا انہیں جواب نہ دینا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک تمہارا جھنڈا بلند رکھے گا۔

ربیع کا بیان ہے میں نے کہا بشارت کی حلاوت ہے تو آپ نے وہ قمیص جو آپ کی کھال کے ساتھ تھی اتار کر اسے دے دی اور جب میں امام شافعی کے پاس واپس گیا تو میں نے انہیں یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا میں تجھے اس قمیص کے بارے میں دردمند نہیں کروں گا تو اسے پانی سے تر کر لے اور مجھے دے دے تاکہ میں اس سے برکت حاصل کروں۔

آئمہ اہل سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا ملخص:

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مامون معتزلہ کی ایک جماعت حاوی ہو چکی تھی اور انہوں نے اسے حق کے راستے سے باطل کی طرف منحرف کر دیا تھا اور اسے خلق قرآن اور اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کا قول خوبصورت کر کے دکھایا تھا۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اس سے پہلے بنوامیہ اور بنوعباس کے جو خلفاء ہوئے ہیں وہ سلف کے مذہب ومنہاج پر تھے اور جب اس نے خلافت سنبھالی تو یہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اس قول پر آمادہ کر لیا اور اسے یہ قول خوبصورت کر کے دکھایا اور اتفاق سے رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس کا خروج طرطوس کی طرف ہوا تو اس نے اپنے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ لوگوں کو خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دے اور اس کا اتفاق اسے اپنی آخری عمر میں اپنی موت سے چند ماہ قبل ۲۱۸ھ میں ہوا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب خط پہنچا تو اس نے آئمہ حدیث کی جماعت کو بلایا اور انہیں اس کی طرف دعوت دی تو انہوں نے انکار کیا تو اس نے انہیں مارنے اور رسد بند کر دینے کی

Marfat.com

دھمکی دی اور اکثریت نے بادل نخواستہ جواب دیا اور امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح جندی سابوری مسلسل انکار پر قائم رہے اور ان دونوں کو خلیفہ کے حکم سے اونٹ پر سوار کرا کر خلیفہ کے پاس پہنچایا گیا اور یہ دونوں ایک اونٹ پر ایک محمل میں پابجولاں ایک دوسرے کے ساتھ سوار تھے اور جب یہ کوفہ کے علاقے میں تھے تو بدوؤں کے غلاموں میں سے ایک شخص جسے جابر بن عامر کہا جاتا تھا ان دونوں کے پاس آیا اور اس نے امام کو سلام کیا اور آپ سے کہنے لگا آپ لوگوں کے پاس جانے والے ہیں ان کے لیے منحوس نہ بننا اور آج آپ لوگوں کے سردار ہیں اور جس بات کی طرف وہ آپ کو دعوت دیتے ہیں اس کا جواب دینے سے بچنا کہ وہ جواب دیں اور قیامت کے روز آپ ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور اگر آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو آپ جس حالت میں ہیں اس پر صبر کیجیے آپ کے اور جنت کے درمیان صرف آپ کا قتل ہونا ہی باقی ہے اور اگر آپ قتل نہ ہوئے تو آپ مرجائیں گے اور اگر زندہ رہے تو قابل تعریف حالت میں زندہ رہیں گے۔

امام احمد کا بیان ہے کہ جس بات کی طرف مجھے وہ دعوت دیتے تھے اس کی گفتگو نے اس سے میرے عزم انکار کو مضبوط کر دیا اور جب یہ دونوں خلیفہ کی فوج کے نزدیک آئے تو ایک دن کی مسافت پر اتر پڑے اور ایک خادم اپنے کپڑے کے پلو سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے آیا اور کہنے لگا اے ابوعبداللہ! مجھ پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ مامون نے ایک تلوار سونتی ہے جو اس نے اس سے قبل نہیں سونتی اور وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت داری کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اگر آپ نے خلق قرآن کے قول کو قبول نہ کیا تو وہ آپ کو اس تلوار سے ضرور قتل کر دے گا۔

راوی کا بیان ہے حضرت امام احمد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور آپ نے اپنی نگاہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا اے میرے آقا تیرے حلم نے اس فاجر کو فریب دیا ہے حتیٰ کہ اس نے تیرے اولیاء کے ضرب وقتل پر جرأت کی ہے۔ اے اللہ! اگر قرآن جو تیرا کلام ہے غیر مخلوق ہے تو ہمیں اس کی مشقت سے کفایت کر۔

راوی کا بیان ہے کہ رات کی آخری تہائی میں ان کے پاس مامون کی موت کا دادخواہ آیا' امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم خوش ہو گئے۔ پھر اطلاع آئی کہ معتصم نے خلافت سنبھال لی ہے اور احمد بن داؤد اس کے ساتھ منضم ہو گیا ہے اور معاملہ بڑا سخت ہے' پس انہوں نے ہمیں بعض قیدیوں کے ساتھ کشتی میں بغداد واپس کر دیا اور مجھے ان سے بہت تکلیف پہنچی اور آپ کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور آپ کا ساتھی محمد بن نوح راستے ہی میں فوج ہو گیا اور امام احمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور جب امام احمد بغداد واپس آئے تو آپ رمضان میں بغداد میں داخل ہوئے اور آپ کو ۲۸ ماہ تک قید خانے میں ڈال دیا گیا اور بعض نے تیس ماہ سے زیادہ بیان کیا ہے پھر آپ کو مارنے کے لیے معتصم کے سامنے لایا گیا اور امام احمد قید خانے میں پابجولاں قیدیوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

معتصم کے سامنے آپ کو مارنے کا بیان:

جب معتصم نے قید خانے سے آپ کو بلایا تو آپ کی بیڑیوں میں اضافہ کر دیا۔ امام احمد کا بیان ہے کہ میں نے ان کے ساتھ چلنے کی سکت نہ پائی تو میں نے انہیں ازار بند میں باندھ دیا اور انہیں اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا پھر وہ میرے پاس ایک جانور

Marfat.com

لائے اور مجھے اس پر سوار کروایا گیا' قریب تھا کہ میں بیڑیوں کے بوجھ کی وجہ سے منہ کے بل گر جاتا اور میرے ساتھ مجھے پکڑنے والا بھی کوئی نہ تھا سو اللہ نے محفوظ رکھا حتیٰ کہ ہم معتصم کے گھر میں آ گئے مجھے ایک گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا اور میرے پاس چراغ بھی نہ تھا' میں نے وضو کرنا چاہا تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک برتن میں پانی پڑا ہے میں نے اس سے وضو کیا پھر میں کھڑا ہوا اور مجھے قبلے کا پتہ نہ تھا اور جب میں نے صبح کی تو میں روبقبلہ ہی تھا وللہ الحمد' پھر مجھے بلایا گیا اور معتصم کے پاس لے جایا گیا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو ابن ابی داؤد بھی اس کے پاس موجود تھا وہ کہنے لگا کیا تمہارا خیال نہ تھا کہ یہ نوعمر ہے' حالانکہ یہ ادھیڑ عمر شیخ ہے اور جب میں اس کے نزدیک ہوا تو میں نے سلام کیا۔ اس نے مجھے کہا نزدیک ہو جاؤ اور وہ مسلسل مجھے نزدیک کرتا رہا حتیٰ کہ میں اس کے قریب ہو گیا پھر اس نے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور بیڑیوں نے مجھے بوجھل کر دیا تھا میں کچھ دیر ٹھہرا' پھر میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کے عم زاد رسول اللہ ﷺ نے کس بات کی طرف مجھے دعوت دی ہے' اس نے کہا لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے کی طرف میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پھر میں نے وفد عبدالقیس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بتائی پھر میں نے کہا اس بات کی طرف رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی ہے' آپ فرماتے ہیں پھر ابن ابی داؤد نے کوئی بات کی جسے میں سمجھ نہیں سکا غرض کہ میں نے اس کی بات سے اتفاق نہ کیا پھر معتصم نے کہا اگر آپ مجھ سے پہلے خلیفہ کے قبضے میں نہ ہوتے تو میں آپ کے درپے نہ ہوتا پھر کہنے لگا اے عبدالرحمٰن! کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ تو آزمائش کو ختم کر دے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں میں نے کہا اللہ اکبر' یہ مسلمانوں کے لیے کشادگی ہے پھر اس نے کہا اے عبدالرحمٰن! ان سے مناظرہ کرو' اور ان سے گفتگو کرو' عبدالرحمٰن نے مجھے کہا آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے اسے جواب نہ دیا معتصم نے کہا اسے جواب دیجیے میں نے کہا آپ علم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو وہ خاموش ہو گیا میں نے کہا قرآن اللہ کے علم سے ہے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کا علم مخلوق ہے وہ اللہ کا کافر ہے وہ خاموش ہو گیا تو لوگوں نے آپس میں کہا یا امیر المومنین اس نے آپ کو اور ہمیں کافر قرار دیا ہے مگر اس نے اس بات کی طرف توجہ نہ دی۔ عبدالرحمٰن نے کہا اللہ موجود تھا اور قرآن موجود نہ تھا میں نے کہا اللہ موجود تھا اور علم نہ تھا؟ تو وہ خاموش ہو گیا اور ادھر ادھر سے لوگ باتیں کرنے لگے میں نے کہا یا امیر المومنین مجھے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے کوئی چیز دیجیے تا کہ میں اسے بیان کروں۔ ابن ابی داؤد نے کہا آپ صرف کتاب وسنت پر ہی بات کر سکتے ہیں میں نے کہا اسلام ان دونوں چیزوں پر قائم ہے' طویل مناظرات جاری رہے اور انہوں نے آپ کے خلاف قول الٰہی:

﴿ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُحْدَثٍ ﴾.

اور قول الٰہی:

﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾.

اسے حجت پکڑی آپ نے اس کا جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ قول قول الٰہی:

﴿ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا ﴾.

سے عام مخصوص ہے۔

ابن ابی داؤد نے کہا یا امیر المومنین! قسم بخدا یہ شخص ضال، مضل اور بدعتی ہے اور یہاں پر آپ کے قضاۃ اور فقہاء موجود بھی ہیں ان سے دریافت کیجیے اس نے ان سے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے بھی ابن ابی داؤد کی مانند جواب دیا پھر انہوں نے دوسرے دن آپ کو بلایا اور آپ سے اسی طرح مناظرہ کیا پھر تیسرے دن بھی اور ان تمام دنوں میں آپ کی آواز ان پر غالب رہی اور آپ کی حجت ان کی حجتوں پر متغلب ہوگئی۔

راوی بیان کرتا ہے جب وہ خاموش ہوگئے تو ابن ابی داؤد نے ان سے گفتگو کا آغاز کیا اور یہ ان میں سے علم اور کلام سے سب سے بڑھ کر جاہل تھا اور مجادلہ میں ان سے کئی قسم کے مسائل ہوئے اور انہیں نقل کا علم ہی نہ تھا اور وہ احادیث کا انکار کرنے لگے اور ان سے حجت پکڑنے کو رد کرنے لگے اور میں نے ان سے ایسی باتیں سنیں جن کے متعلق میں گمان بھی نہیں کرسکتا تھا کہ کوئی انہیں کہہ سکتا ہے اور مجھ سے ابن غوث ❶ نے طویل گفتگو کی جس میں جسم وغیرہ کا ذکر کیا جس کا اس میں کچھ فائدہ نہ تھا میں نے کہا تو جو بات کہتا ہے میں اسے نہیں جانتا ہاں یہ بات جانتا ہوں کہ اللہ یکتا اور بے نیاز ہے اور اس کی مثل کوئی نہیں تو اس نے مجھ سے اعراض کیا اور میں نے ان کے سامنے دار آخرت میں اذیت کی حدیث بیان کی اور انہوں نے اس کے اسناد کو کمزور قرار دینے اور بعض محدثین کے بارے میں جھوٹی باتیں کرنے کی کوشش کی جس سے وہ ان کے بارے میں طعن کرنا چاہتے تھے اور یہ بہت دور کی بات ہے اور وہ دور جگہ سے اسے کیسے پاسکتے ہیں اور ان تمام باتوں کے دوران خلیفہ آپ سے نرمی کرتا رہا اور کہتا رہا اے احمد اس کا جواب دیجیے تاکہ میں آپ کو اپنے خواص میں شامل کرلوں اور ان لوگوں میں شامل کرلوں جو میرے فرش کو پامال کرتے ہیں اور میں کہتا یا امیر المومنین وہ میرے پاس کتاب اللہ کی کوئی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت لائیں تاکہ میں انہیں اس کا جواب دوں اور جب انہوں نے آثار کا انکار کیا تو حضرت امام احمد نے ان کے خلاف اس قول الٰہی:

﴿ يَاأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِىْ عَنْكَ شَيْئًا ﴾ .

اور قول الٰہی:

﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴾ .

اور قول الٰہی:

﴿ اِنَّنِىْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ﴾ .

اور قول الٰہی:

﴿ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَىْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾ .

اور اس قسم کی دیگر آیات سے حجت پکڑی اور جب آپ کے ساتھ ان کی کوئی حجت قائم نہ ہوئی تو انہوں نے خلیفہ کی جاہ

---

❶ اصل کتاب کے حاشیہ میں ہے کہ شاید یہ ابن غیاث المریسی ہے۔

Marfat.com

وحشمت کے استعمال کی طرف عدول کیا اور کہنے لگے یا امیر المومنین یہ شخص کافر' ضال' اور مضل ہے اور بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم نے اسے کہا یا امیر المومنین یہ کوئی تدبیر خلافت نہیں کہ آپ اسے آزاد کر دیں اور یہ دو خلیفوں پر غالب آ جائے۔ اس موقع پر اسے غصہ آ گیا اور اس کا غضب بڑھ گیا' حالانکہ وہ ان سب سے نرم طبیعت تھا اور اس کا خیال تھا کہ یہ کسی دلیل پر قائم ہیں' امام احمد بیان کرتے ہیں اس موقع پر اس نے مجھے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے میں نے تیرے بارے میں طمع کیا کہ تو مجھے جواب دے لیکن تو نے مجھے جواب نہیں دیا' پھر کہنے لگا اسے پکڑ لو' اس کے کپڑے اتار دو اور اسے گھسیٹو' امام احمد بیان کرتے ہیں مجھے پکڑ لیا گیا اور مجھے گھسیٹا گیا اور میرے کپڑے اتارے گئے اور سزا دینے والوں اور کوڑوں کو لایا گیا اور میں دیکھ رہا تھا اور میرے پاس رسول کریم ﷺ کے کچھ بال تھے جو میرے کپڑے میں بندھے ہوئے تھے انہوں نے مجھے کپڑوں سے برہنہ کر دیا اور میں عتابوں کے درمیان ہو گیا میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ سے ڈریئے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے کا خون صرف تین باتوں میں سے ایک بات کے پائے جانے پر حلال ہوتا ہے اور میں نے وہ حدیث پڑھی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں' حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور جب وہ یہ کہہ دیں تو وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے پس آپ کس وجہ سے میرے خون کو حلال کہتے ہیں حالانکہ میں نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا۔ اے امیر المومنین! اللہ کے حضور اپنے کھڑے ہونے کو یاد کیجیے آپ وہاں ایسے ہی کھڑے ہوں گے جیسے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں' یوں معلوم ہوا کہ گویا وہ رک گیا ہے پھر وہ مسلسل اسے کہتے رہے یا امیر المومنین' یہ ضال' مضل اور کافر ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے عتابوں کے درمیان ہو گیا اور ایک کرسی لائی گئی اور مجھے اس پر کھڑا کیا گیا اور ان میں سے بعض نے مجھے حکم دیا کہ میں دونوں ہاتھوں سے ایک لکڑی کو پکڑ لوں لیکن مجھے سمجھ نہ آئی پس میرے ہاتھ الگ الگ ہو گئے اور مارنے والوں کو لایا گیا اور ان کے پاس کوڑے تھے اور ان میں سے ایک مجھے دو دو کوڑے مارنے لگا' پھر معتصم اسے کہنے لگا زور سے مار اللہ تیرے ہاتھوں کو قطع کر دے اور دوسرا نوکر مجھے دو کوڑے مارنے لگا پھر تیسرا غرض کہ انہوں نے مجھے کوڑے مارے اور میں بے ہوش ہو گیا اور کئی بار میری عقل جاتی رہی اور جب مار رک جاتی تو میری عقل واپس آ جاتی اور معتصم میرے پاس آ کر مجھے ان کے قول کی طرف دعوت دینے لگا مگر میں نے اسے جواب نہ دیا' پھر وہ دوبارہ میرے پاس آیا مگر میں نے اسے جواب نہ دیا اور وہ کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے خلیفہ تیرے سر پر کھڑا ہے مگر میں نے بات نہ مانی تو انہوں نے دوبارہ مارنا شروع کیا پھر وہ تیسری بار میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بلایا تو میں مار کی شدت سے اس کی بات کو سمجھ نہ سکا' پھر انہوں نے مارنا شروع کر دیا تو میری عقل جاتی رہی اور میں نے مار کو محسوس نہ کیا اور میرے اس حال نے اسے خوفزدہ کر دیا اور میرے پاؤں سے بیڑیاں کھول دی گئیں۔

اور یہ ۲۵ رمضان کا واقعہ ہے ۲۲۱ھ کا واقعہ ہے۔ پھر خلیفہ نے آپ کو رہا کر کے آپ کے اہل کے پاس بھیجنے کا حکم دے دیا اور آپ کو تیس سے زیادہ کوڑے مارے گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ ۸۰ کوڑے مارے گئے لیکن وہ بڑی شدید دکھ دہ مار تھی' حضرت امام احمد دراز قد' پتلے' گندم گوں اور بہت متواضع شخص تھے۔ رحمہ اللہ۔

Marfat.com

اور جب آپ کو دارالخلافت سے اسحاق بن ابراہیم کے گھر لایا گیا تو آپ روزہ دار تھے وہ آپ کے پاس ستو لائے کہ آپ کمزوری کے باعث روزہ افطار کر دیں تو آپ نے اس بات سے منع کیا اور اپنے روزے کو پورا کیا اور جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور قاضی ابن سماعۃ نے آپ کو پورا کیا اور جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور قاضی ابن سماعۃ نے آپ سے کہا آپ نے خون آلودہ حالت میں ہی نماز پڑھ لی ہے' حضرت امام احمد نے اسے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں نماز پڑھی تھی کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

روایت ہے کہ جب آپ کو کھڑا کیا گیا کہ آپ کو مارا جائے تو آپ کی شلوار کا ازار بند ٹوٹ گیا اور آپ کو خدشہ پیدا ہوا کہ آپ کی شلوار گر جائے گی اور آپ کی شرمگاہ برہنہ ہو جائے گی سو آپ نے اپنے دونوں لبوں کو جنبش دی اور اللہ سے دعا کی تو آپ کی شلوار پہلے کی طرح ہو گئی۔ روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا اے فریادیوں کے فریاد رس اے الٰہ العالمین! اگر تجھے علم ہے کہ میں تیری خاطر حق پر قائم ہوں تو میری شرمگاہ کو برہنہ نہ کر۔

اور جب آپ اپنے گھر واپس آئے تو جراح نے آ کر آپ کے جسم سے مردہ جسم کو کاٹ دیا اور آپ کا علاج کرنے لگا اور نائب بروقت اس سے دریافت کرتا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ معتصم نے حضرت امام احمد سے جو سلوک کیا اس پر اسے بہت پشیمانی ہوئی اور وہ نائب سے آپ کے متعلق دریافت کرتا اور نائب آپ کی خبر معلوم کرتا اور جب آپ صحت مند ہو گئے تو معتصم اور مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور جب اللہ نے آپ کو صحت دی تو آپ ایک مدت زندہ رہے اور آپ کے دونوں انگوٹھوں کو سردی تکلیف دیتی اور آپ اہل بدعت کے سوا ہر اس شخص کو جس نے آپ کو اذیت دی تھی بری سمجھتے تھے اور آپ اس بارے میں قول الٰہی:

﴿ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ﴾.

''اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں''۔

پڑھتے تھے اور فرماتے تھے تیری وجہ سے تیرے مسلمان بھائی کو عذاب ہو تو تجھے کیا فائدہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''پس جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا''۔

اور قیامت کے روز منادی اعلان کرے گا جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے وہ کھڑا ہو جائے تو صرف معاف کرنے والا ہی اٹھے گا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں' صدقہ سے کوئی مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ بندے کو صرف عزت دینے کے لیے عفو میں زیادہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بلند کرے گا۔

اور جو آزمائش میں ثابت قدم رہے اور انہوں نے کلیتہً جواب نہ دیا وہ چار[1] تھے' حضرت امام احمد بن حنبل' آپ ان کے

---

[1] وہ پانچ تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

Marfat.com

سرخیل تھے' محمد بن نوح بن میمون جندی سابوری' آپ راستے ہی میں فوت ہو گئے تھے' نعیم بن حماد خزاعی' آپ قید خانے میں فوت ہوئے تھے اور ابو یعقوب البویطی' آپ نے خلق قرآن کے مسئلہ میں واثق کے قید خانے میں وفات پائی۔ آپ بیڑیوں سے بوجھل ہو چکے تھے اور احمد بن نصر خزاعی' ہم آپ کے قتل کی کیفیت کو بیان کر چکے ہیں۔

آئمہ کا حضرت امام احمد بن حنبل کی تعریف کرنا:

امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل کو مارا گیا تو ہم بصرہ میں تھے اور میں نے ابوالولید طیالسی کو بیان کرتے سنا کہ اگر امام احمد بن حنبل بنی اسرائیل میں ہوتے تو ایک افسانہ ہوتے اور اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا ہے کہ اگر امام احمد بن حنبل بنی اسرائیل میں ہوتے تو نبی ہوتے۔ اور المزنی نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل آزمائش کے دن اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ارتداد کے دن اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ثقیفہ کے دن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امداد کے دن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جمل وصفین کے دن قابل تعریف تھے۔

اور حرملہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں عراق سے نکلا اور میں نے امام احمد بن حنبل سے افضل' عالم' پرہیز گار اور متقی شخص نہیں دیکھا اور شیخ احمد یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا ہے کہ بغداد آنے والوں سے کوئی شخص مجھے امام احمد بن حنبل سے زیادہ محبوب نہیں۔

اور قتیبہ نے بیان کیا ہے حضرت سفیان ثوری فوت ہوئے تو پرہیز گاری مر گئی اور حضرت امام شافعی فوت ہوئے تو سنن مر گئیں اور امام احمد بن حنبل فوت ہو گئے تو بدعات ظاہر ہو جائیں گی' نیز آپ نے فرمایا ہے کہ امام احمد بن حنبل فوت ہو گئے امت میں مقام نبوت پر کھڑے ہوئے ہیں اور بیہقی نے خدا کی خاطر پہنچنے والی اذیتوں پر آپ کے صبر کے بارے میں بیان کیا ہے اور ابوعمر بن النحاس نے بیان کیا ہے ایک روز آپ نے حضرت امام احمد کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ ان پر رحم کرے' آپ دین میں کس قدر بصیرت رکھتے تھے اور دنیا کے بارے میں کس قدر صابر تھے اور زہد کے بارے میں کس قدر تجربہ کار تھے اور صالحین سے کس قدر ملے ہوئے تھے اور گزشتہ لوگوں سے کس قدر مشابہ تھے' دنیا آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس سے انکار کر دیا اور بدعات کی نفی کی اور حضرت امام احمد بن حنبل کو مارا گیا تو اس کے بعد حضرت بشر حافی نے فرمایا احمد کو بھٹی میں داخل کیا گیا تو آپ سرخ سونا بن کر نکلے اور میمونی نے بیان کیا کہ حضرت امام احمد کی آزمائش کے بعد علی بن المدینی نے مجھے کہا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی آزمائش سے قبل کہا اے میمون اسلام میں جس طرح امام احمد بن حنبل کھڑے ہوئے ہیں کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا اور میں اس بات سے بہت حیران ہوا اور میں نے ابوعبید القاسم کے پاس جا کر انہیں علی بن المدینی کی بات بتائی تو انہوں نے فرمایا آپ نے درست فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارتداد کے روز اعوان وانصار حاصل تھے اور احمد بن حنبل کے کوئی یار و مددگار نہ تھے پھر حضرت ابوعبید امام احمد کی بہت تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے میں اسلام میں ان کی مانند کسی کو

---

❶ وہ پانچ تھے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

Marfat.com

نہیں جانتا۔

اور اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا ہے حضرت امام احمد زمین میں اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حجت ہیں اور علی بن المدینی نے بیان کیا ہے جب میں کسی چیز کی آزمائش میں پڑ جاؤں اور امام احمد بن حنبل مجھے فتویٰ دے دیں اور جب میں اپنے رب سے ملوں گا تو مجھے کچھ پرواہ نہ ہوگی کہ کیا کرتا ہے نیز فرمایا میں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حضرت امام احمد کو حجت بنالیا ہے پھر فرمایا اور جس بات کی قوت ابوعبید اللہ رکھتے ہیں کون اس کی قوت رکھتا ہے؟

اور یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے حضرت امام احمد بن حنبل میں کچھ خصائل ہیں جنہیں میں نے کبھی کسی عالم میں نہیں دیکھا آپ محدث، حافظ، عالم، متقی، زاہد اور عاقل تھے۔ نیز آپ نے فرمایا لوگوں نے چاہا کہ امام احمد بن حنبل کی مانند ہو جائیں، قسم بخدا ہم آپ کی مانند ہونے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ آپ کے طریق پر چلنے کی طاقت رکھتے ہیں اور الزہلی نے بیان کیا ہے میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان حضرت امام احمد کو حجت بنالیا ہے اور ہلال بن المعلی الرقی نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار اشخاص کے ذریعے اس امت پر احسان کیا ہے امام شافعی کے ذریعے آپ نے احادیث کو سمجھا اور ان کی تفسیر کی اور ان کے مجمل و مفصل اور خاص و عام اور ناسخ و منسوخ کی وضاحت کی اور ابوعبید کے ذریعے جنہوں نے غریب احادیث کی وضاحت کی اور یحییٰ بن معین کے ذریعے جنہوں نے احادیث سے کذب کی نفی کی اور امام احمد بن حنبل کے ذریعے جو آزمائش میں ثابت قدم رہے اگر یہ چار اشخاص نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔

اور ابوبکر بن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے اپنے زمانے میں ہر اس شخص سے مقدم تھے جو اپنے ہاتھ میں قلم دوات اٹھاتا ہے اور ابوبکر محمد بن محمد بن رجا نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل کا مثل نہیں دیکھا اور نہ اس شخص کو دیکھا ہے جس نے آپ کا مثل دیکھا ہو۔

اور ابوزرعہ رازی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے اصحاب میں کسی سیاہ سر کو آپ سے فقیہ نہیں جانتا اور بیہقی نے حاکم سے بحوالہ یحییٰ بن محمد العنبری روایت کی ہے کہ ابوعبید اللہ البوسندی نے حضرت امام احمد بن حنبل کے بارے میں ہمیں یہ اشعار سنائے: ؎

''اگر تو ہمارے امام کے متعلق دریافت کرتے تو وہ امام احمد بن حنبل ہیں اور مخلوق میں سے آئمہ نے آپ ہی سے تمسک کیا ہے۔ آپ ان لوگوں کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ کے جانشین ہیں جنہوں نے خلیفوں کی جانشینی کی اور فوت ہوگئے اور وہ تمے پر تمے کی مانند ہیں اور مثال کی برابری ملتی جلتی مثال ہی کرتی ہے''۔

اور صحیح میں رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہمیشہ ہی میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا اور ان کو چھوڑ دینے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے۔

اور بیہقی میں عن ابن عدی عن ابی القاسم البغوی عن ابی الربیع الزہرانی عن حماد بن زید بن عن بقیہ بن الولید عن معاذ بن

رفاعہ عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن الغدری روایت کی ہے کہ بغوی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ بن ایوب نے مجھ سے بیان کیا کہ مبشر نے عن معاذ عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن الغدری ہم سے بیان کیا۔ بعوی نے کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس علم کو ہر خلف سے عادل آدمی اٹھائیں گے جو اس سے غالیوں کی تحریف اور تمسخر کرنے والوں کی منسوب کی ہوئی باتوں اور جاہلوں کی تاویل کو دور کریں گے یہ حدیث مرسل ہے اور اس کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن عبدالبر نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس سے ہر حامل علم کی عدالت پر حجت پکڑی ہے اور امام احمد اہل علم کے آئمہ میں سے ہیں۔ رحمہ اللہ واکرام مثواہ۔

آزمائش کے بعد حضرت امام احمد کا حال:

جس وقت دارالخلافت سے نکل کر اپنے گھر گئے تو آپ کا علاج کیا گیا حتیٰ کہ آپ صحت یاب ہو گئے اور اپنے گھر کے ہی ہو کر رہ گئے اور جمعہ اور جماعت کے لیے بھی اس سے باہر نہ نکلتے اور حدیث بیان کرنے سے رک گئے اور آپ کو اپنی ملکیت سے ہر ماہ ستر درہم کا غلہ آتا تھا جسے آپ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے تھے اور صبر وثواب کے نقطۂ نظر سے اسی پر قناعت کرتے تھے اور معتصم کی خلافت کے زمانے میں مسلسل آپ کی یہی حالت رہی اور اس کے بیٹے محمد واثق کے زمانے میں بھی آپ کا یہی حال رہا اور جب متوکل نے خلافت سنبھالی تو لوگ اس کی حکومت سے خوش ہوئے بلاشبہ وہ سنت اور اہل سنت کا محب تھا اور اس نے لوگوں کی آزمائش ختم کر دی اور آفاق کو خطوط لکھے کہ کوئی شخص مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں گفتگو نہ کرے پھر اس نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو لکھا کہ وہ حضرت امام احمد بن حنبل کو اس کی طرف بھجوا دے' اسحاق نے حضرت امام احمد کو اپنے پاس بلایا اور آپ کا آعزاز واکرام کیا کیونکہ اسے علم تھا کہ خلیفہ آپ کا اعزاز واکرام کرتا ہے اور اس کے اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس میں اس نے آپ سے قرآن کے بارے میں بھی پوچھا تو حضرت امام احمد نے اسے کہا تمہارا یہ سوال تکلیف پہنچانے کے لیے ہے یا ہدایت طلب کرنے کے لیے ہے اس نے کہا ہدایت طلب کرنے کے لیے ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نازل شدہ کلام الٰہی ہے اور غیر مخلوق ہے تو اسے آپ کی اتنی بات سے سکون حاصل ہو گیا۔ پھر اس نے آپ کو سر من رای کی طرف خلیفہ کے پاس بھیج دیا پھر آپ سے پہلے اس کے پاس پہنچ گیا۔

اور اسے اطلاع ملی کہ حضرت امام احمد اس کے بیٹے محمد بن اسحاق کے پاس سے گزرے ہیں اور اس کے پاس نہیں گئے اور نہ اسے سلام کہا ہے جس سے اسحاق بن ابراہیم نے غضب ناک ہو کر خلیفہ کے پاس آپ کی شکایت کی تو متوکل نے کہا خواہ آپ میرے فرش کو پامال کر دیں پھر بھی آپ کو واپس کر دیا جائے گا تو حضرت امام احمد راستے ہی سے بغداد واپس آ گئے اور حضرت امام احمد ان کے پاس اپنی آمد کو پسند نہ کرتے تھے لیکن بہت سے لوگوں پر یہ بات آسان نہ تھی' آپ کی واپسی اسحاق بن ابراہیم کے قول کی وجہ سے ہوئی جو آپ کی مار کا سبب بنا تھا پھر مبتدعین میں سے ایک شخص نے جسے ابن البلخی کہا جاتا تھا خلیفہ کے پاس کوئی شکایت کی اور کہا کہ علویوں میں سے ایک شخص نے امام احمد بن حنبل کے گھر میں پناہ لی ہے اور در پردہ اس کے لیے لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں' خلیفہ نے بغداد کے نائب کو حکم دیا کہ وہ امام احمد بن حنبل کے گھر پر حملہ کرے اور انہیں اس وقت پتہ چلا جب ہر جانب سے شعلوں نے گھر کا احاطہ کر لیا حتیٰ کہ حبشیوں کے اوپر سے بھی اور انہوں نے حضرت امام احمد کو اپنے گھر میں اپنے عیال کے پاس

بیٹھے پایا اور انہوں نے آپ سے اس بات کے متعلق پوچھا جو آپ کے بارے میں بیان کی گئی تھی آپ نے فرمایا ایسی بات تو کوئی نہیں اور نہ ہی میرا ارادہ ہے اور میں پوشیدہ اور اعلانیہ اور عسر و یسر اور پسند و ناپسند میں خلیفہ کی اطاعت کی رائے رکھتا ہوں اور اس کا مجھ پر اثر ہے اور میں بہت سی گفتگو میں رات دن اس کے لیے اللہ سے راہ راست اور اعتدال کی دعا کرتا ہوں۔ انہوں نے آپ کے گھر کی تلاشی لی حتیٰ کہ لائبریری اور عورتوں کے کمروں اور چھتوں وغیرہ کی بھی تلاشی لی اور انہوں نے کچھ نہ پایا اور جب متوکل کو اس کی اطلاع ملی اور اسے معلوم ہو گیا جو بات اس کی طرف منسوب کی گئی ہے آپ اس سے بری ہیں تو اس نے کچھ سمجھ لیا کہ وہ آپ کے متعلق بہت جھوٹ بولتے ہیں اور حاجب یعقوب بن ابراہیم قوصرہ نے خلیفہ سے دس ہزار درہم لے کر آپ کی طرف بھیجے اور کہا خلیفہ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ان دراہم کو خرچ کر کے ختم کر دیجیے مگر آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا اے ابوعبداللہ ان دراہم کو آپ کے رد کرنے سے مجھے آپ کے اور اس کے درمیان انقباض پیدا ہو جانے کا خوف ہے اور ان کا قبول کر لینے میں آپ کا مفاد ہے اور وہ انہیں آپ کے پاس رکھ کر چلا گیا اور جب رات کا آخری وقت آیا تو امام احمد نے اپنے اہل اور عم زادوں اور ان کے عیال کو بلایا اور کہا میں اس مال کی وجہ سے آج شب سو نہیں سکا پس انہوں نے بیٹھ کر بغداد اور بصرہ کے اہل حدیث کے نام لکھے۔ پھر صبح ہوئی تو آپ نے لوگوں میں پچاس سے ایک سو اور دو سو تک تقسیم کر دیا اور ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہ رہا اور آپ نے ان سے ابوایوب اور ابوسعید الاشج کو بھی دیئے اور وہ تھیلی بھی صدقہ کر دی جس میں وہ دراہم تھے اور آپ نے ان میں سے اپنے اہل کو کچھ نہ دیا حالانکہ وہ نہایت محتاج اور تکلیف میں تھے اور آپ کے پوتے نے آ کر کہا مجھے ایک درہم دیجیے تو امام احمد نے اپنے بیٹے صالح کی طرف دیکھا تو صالح نے ایک ٹکڑا لے کر بچے کو دے دیا اور امام احمد خاموش رہے اور خلیفہ کو اطلاع ملی کہ آپ نے سب انعام کو حتیٰ کہ تھیلی کو بھی صدقہ کر دیا ہے تو علی بن الجہم نے کہا یا امیر المومنین انہوں نے آپ کی جانب سے اسے قبول کر لیا ہے اور آپ کی طرف سے اسے صدقہ کر دیا ہے اور امام احمد مال کو کیا کریں گے' انہیں صرف ایک روٹی کافی ہے اس نے کہا تو نے درست کہا ہے۔

اور جب اسحاق بن ابراہیم اور اس کا بیٹا محمد فوت ہو گئے اور ان کے درمیان تھوڑا سا عرصہ ہی تھا اور بغداد کی نیابت عبداللہ بن اسحاق نے سنبھالی تو متوکل نے اسے لکھا کہ وہ امام احمد کو اس کے پاس لائے' اس نے اس بارے میں امام احمد سے بات کی تو آپ نے فرمایا میں بوڑھا اور کمزور ہوں۔ اس نے یہ جواب خلیفہ کو بھیج دیا تو اس نے اسے قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور میرے پاس آئیں اور حضرت امام احمد کو لکھا میں ضرور آپ کے قرب سے تسلی چاہتا ہوں اور آپ کے دیکھنے کو پسند کرتا ہوں اور مجھے آپ کی دعا سے برکت حاصل ہو گی تو حضرت امام احمد علالت کی حالت میں اپنے بیٹوں اور ایک بیوی کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور جب آپ فوج کے نزدیک آئے تو وصیف خادم نے ایک جماعت کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور وصیف نے حضرت امام احمد کو سلام کیا' آپ نے سلام کا جواب دیا اور وصیف نے آپ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دشمن ابن ابی داؤد پر قابو دیا ہے آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور آپ کا بیٹا وصیف خلیفہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا اور جب وہ سر من رای میں فوج کے پاس پہنچے تو اس نے امام احمد کو ابتاخ کے گھر میں اتارا اور جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ وہاں سے کوچ کر گئے

اور حکم دیا کہ ان کے لیے کوئی اور گھر کرائے پر لیا جائے اور سرکردہ امراء ہر روز آپ کے پاس حاضر ہوتے اور خلیفہ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچاتے اور آپ کے پاس زیبائش کی چیزیں اور ہتھیار اتار کر آتے اور خلیفہ نے نرم بچھونے اور دیگر سامان جو اس عظیم گھر کے لائق نہ تھا' آپ کی طرف بھیجا اور خلیفہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ وہاں قیام کر کے ایام آزمائش اور بعد کے طویل سالوں کے دوران جو کچھ لوگوں سے ضائع ہو گیا ہے اس کے عوض میں ان سے احادیث بیان کریں' آپ نے خلیفہ کے پاس معذرت کی کہ آپ علیل ہیں اور آپ کے دانت ہلتے ہیں اور آپ کمزور ہیں اور خلیفہ ہر روز آپ کے پاس دسترخوان بھیجتا جس میں انواع واقسام کے کھانے' پھل اور برف ہوتی جو روزانہ ایک سو بیس درہم کی قیمت کے ہوتے اور خلیفہ خیال کرتا کہ آپ اس سے کھاتے ہیں اور حضرت امام احمد کلیتہ اس سے کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ روزہ دار اور خالی پیٹ رہتے۔ آپ نے نو دن قیام کیا اور کھانا نہیں کھایا اور اس کے ساتھ وہ بیمار بھی تھے۔ پھر آپ کے بیٹوں نے آپ کو قسم دی تو آپ نے آٹھ دونوں کے بعد تھوڑے سے ستو پیے اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان خلیفہ کے پاس سے بہت سارا مال بطور انعام آپ کے پاس لایا تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امیر نے نائب سے اصرار کیا تو بھی آپ نے قبول نہ کیا اور امیر نے اسے لے کر آپ کے بیٹوں اور اہل پر تقسیم کر دیا اور کہا اسے خلیفہ کو واپس کرنا ممکن نہیں اور خلیفہ نے آپ کے اہل واولاد کے لیے ہر ماہ چار ہزار درہم مقرر کر دیئے اور ابوعبداللہ نے خلیفہ کو روکا تو خلیفہ نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں اور یہ صرف آپ کے بیٹوں کے لیے ہے تو ابوعبداللہ منع کرنے سے رک گئے۔ پھر آپ اپنے اہل اور چچا کو ملامت کرنے لگے اور انہیں کہنے لگے ہمارے تھوڑے دن ہی باقی رہ گئے ہیں گویا ہم پر موت نازل ہو چکی ہے یا جنت کی طرف جائیں گے یا دوزخ کی طرف جائیں گے ہم دنیا سے جائیں گے تو ہمارے بیٹوں نے ان لوگوں کا مال لیا ہو گا آپ طویل گفتگو میں انہیں نصیحت کرتے رہے اور انہوں نے آپ کے خلاف حدیث صحیح سے حجت پکڑی کہ اس مال سے جو کچھ تیرے پاس آئے اور تو سائل نہ ہو اور دیکھنے والا ہو تو تو اسے لے لے اور یہ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بادشاہوں کے انعامات کو قبول کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اور وہ برابر نہیں ہیں اور اگر مجھے علم ہوتا کہ اس نے یہ مال حق سے لیا ہے' ظلم وجور سے نہیں تو میں پرواہ نہ کرتا۔

اور آپ مسلسل کمزور ہوتے گئے اور متوکل آپ کے پاس طبیب ابن ماسویہ کو بھیجنے لگا کہ وہ آپ کی بیماری کے متعلق غور وفکر کرے اور اس نے واپس جا کر کہا یا امیر المومنین حضرت امام احمد کے بدن میں کوئی بیماری نہیں ہے' آپ کی بیماری صرف قلت طعام اور کثرت عبادت وصیام ہے تو متوکل خاموش ہو گیا۔ پھر خلیفہ کی ماں نے اس سے پوچھا کہ وہ امام احمد کو دیکھنا چاہتی ہے تو متوکل نے آپ کے پاس آدمی بھیج کر پوچھا آپ اس کے بیٹے المعتز سے ملاقات کریں اور اس کے لیے دعا کریں وہ آپ کی گود میں ہو' آپ نے اس سے انکار کیا۔

پھر آپ نے اس امید پر اسے جواب دیا کہ وہ آپ کو اپنے اہل کو آپ کے پاس جلد بغداد واپس بھیج دے اور خلیفہ نے آپ کی طرف قیمتی خلعت اور اپنی سواریوں میں سے ایک سواری بھیجی تو آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اس پر چیتے کی کھال کا گدیلا پڑا تھا اور ایک تاجر کا خچر لایا گیا تو آپ اس پر سوار ہو کر المعتز کی نشست گاہ کے سامنے آئے اور خلیفہ اور اس

کی ماں اس نشست گاہ کی ایک جانب باریک پردے کے پیچھے بیٹے ہوئے تھے اور جب حضرت امام احمد آئے تو آپ نے السلام علیکم کہا اور بیٹھ گئے اور اسے سلام امارت نہ کیا تو خلیفہ کی ماں کہنے لگی اے میرے بیٹے اس شخص کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اسے اپنے اہل کے پاس واپس بھیج دے۔ بلاشبہ یہ شخص ان لوگوں میں سے نہیں جو اس چیز کا خواہاں ہو جس میں تم پڑے ہو اور جب متوکل نے امام احمد کو دیکھا تو اس نے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں گھر مانوس ہو گیا ہے اور خادم آیا اور اس کے پاس قیمتی خلعت اور کپڑے اور ٹوپی اور چادر تھی' اس نے اپنے ہاتھ سے حضرت امام احمد کو یہ چیزیں پہنائیں اور احمد بالکل حرکت نہیں کرتے تھے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے اور جب میں المعتز کے پاس بیٹھا تھا تو اس کے مؤدب نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے اس نے خلیفہ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ تیرا مؤدب ہو اس نے کہا اگر اس نے مجھے کچھ سکھایا تو میں اسے سیکھوں گا۔

امام احمد فرماتے ہیں میں صغرسنی میں اس کی ذہانت سے حیران رہ گیا کیونکہ وہ بہت ہی چھوٹا تھا پس امام احمد اللہ سے بخشش طلب کرتے ہوئے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے پناہ مانگتے ہوئے ان کو چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد خلیفہ نے آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی اور آپ کے لیے ایک فائرشپ تیار کیا مگر آپ نے اس میں اترنا پسند نہ کیا بلکہ آپ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر خفیہ طور پر بغداد میں داخل ہو گئے اور آپ نے اسے حکم دیا کہ اس خلعت کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو فقراء اور مساکین پر صدقہ کر دیا جائے اور آپ کئی روز تک ان کی ملاقات سے الم محسوس کرتے رہے اور فرمانے لگے میں عمر بھر ان سے بچا رہا۔ پھر آخری عمر میں ان سے میری آزمائش ہو گئی اور آپ ان کے ہاں بہت بھوکے رہے قریب تھا کہ بھوک آپ کو مار دے اور ایک امیر نے متوکل سے کہا امام احمد نہ تیرا کھانا کھاتے ہیں نہ تیرا پانی پیتے ہیں' نہ تیرے بچھونے پر بیٹھتے ہیں اور جو انہیں پلاتا ہے اسے حرام سمجھتے ہیں اس نے کہا قسم بخدا اگر معتصم زندہ ہو اور مجھ سے امام احمد کے بارے میں گفتگو کرے تو میں اس کی بات کو قبول نہ کروں اور خلیفہ کے ایلچی ہر روز آپ کا حال معلوم کرنے کے لیے آپ کے پاس آتے اور وہ آپ سے ابن ابی داؤد کے اموال کے متعلق سوال پوچھنے لگا تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر متوکل نے ابن ابی داؤد کو خود اسے اس کی جاگیروں اور املاک کو فروخت پر گواہ بنا کر اور اس کے سب اموال کو لینے کے بعد سر من رای سے بغداد کی طرف بھیج دیا۔

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے جب میرے والد سامرا سے واپس آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں گوشہ ہائے چشم میں دھنس چکی ہیں اور چھ ماہ کے بعد آپ کی قوت بحال ہوئی اور آپ نے اپنے قرابتداروں کے گھر میں داخل ہونے سے انکار کیا اور اس گھر میں بھی داخل ہونے سے انکار کیا جس میں وہ موجود ہوں اور ان کی کسی چیز سے فائدہ اٹھانے سے بھی انکار کیا اس لیے کہ انہوں نے سلطان کے اموال کو قبول کیا تھا۔

امام احمد ۲۳۷ھ میں متوکل کی طرف روانہ ہوئے اور اپنی وفات کے سال تک ٹھہرے رہے اور متوکل ہر روز آپ کے متعلق دریافت کرتا اور آپ کی طرف بعض امور کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے آدمی بھیجتا اور جو باتیں اسے پیش آتیں ان کے بارے میں آپ سے مشورہ لیتا اور جب متوکل بغداد آیا تو اس نے ابن خاقان کو ایک ہزار دینار دے کر آپ کے پاس بھیجا کہ آپ انہیں جسے مناسب سمجھیں دے دیں تو آپ نے ان کو قبول کرنے اور تقسیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا امیر المومنین نے مجھے

Marfat.com

اس بات سے جسے میں ناپسند کروں معافی دی ہوئی ہے اور آپ نے ان دنانیر کو واپس کر دیا اور ایک شخص نے متوکل کو رقعہ لکھا یا امیر المومنین امام احمد کے آباء کو سب وشتم کرتے ہیں اور ان پر زندقت کی تہمت لگاتے ہیں۔ متوکل نے اس کے بارے میں لکھا مامون نے گڈمڈ کی اور لوگوں کو اپنے آپ پر مسلط کر لیا اور میرا باپ معتصم ایک جنگجو شخص تھا اسے علم کلام میں کوئی بصیرت حاصل نہ تھی اور میرا بھائی واثق اس بات کا مستحق تھا جو اس کے بارے میں بیان کی گئی ہے پھر اس نے اس شخص کو جس نے اس تک رقعہ پہنچایا تھا دو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا' پس عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم نے اسے پکڑ لیا اور اسے پانچ سو کوڑے مارے خلیفہ نے اس سے پوچھا تو نے اسے پانچ سو کوڑے کیوں مارے ہیں؟ اس نے کہا دو سو آپ کی اطاعت میں اور ایک سو اس صالح شخص احمد بن حنبل پر تہمت لگانے کی وجہ سے۔

اور خلیفہ نے تکلیف پہنچانے اور آزمائش عناد کے لیے نہیں بلکہ خلق قرآن کے مسئلہ کے متعلق استرشاد واستفادہ کے لیے حضرت امام احمد کو ایک خط لکھا تو حضرت امام احمد نے اسے ایک بہت اچھا خط لکھا جس میں صحابہ وغیرہم کے آثار اور مرفوع احادیث تھیں اور آپ کے بیٹے صالح نے انہیں آزمائش کے واقعہ میں بیان کیا ہے اور وہ آپ سے مروی ہیں اور کئی حفاظ سے انہیں نقل کیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل کی وفات:

آپ کے بیٹے صالح کا بیان ہے کہ یکم ربیع الاول ۲۴۱ھ کو آپ کی بیماری شروع ہوئی اور میں ۲ ربیع الاول بدھ کے روز آپ کے پاس آیا تو آپ کو بخار تھا اور آپ لمبے سانس لے رہے تھے اور کمزور ہو چکے تھے۔ میں نے پوچھا اے میرے باپ آپ کا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا لوبیے کا پانی' پھر صالح نے آپ کی عیادت کے لیے اکابر اور عوام الناس کے بکثرت آنے اور لوگوں کے آپ پر تنگی کر دینے کا ذکر کیا ہے اور آپ کے پاس ایک چیتھڑا تھا جس میں کچھ رقم تھی جسے آپ اپنے پر خرچ کرتے تھے اور آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی ملکیت کے باشندوں سے مطالبہ کرے اور آپ کی طرف سے قسم کا کفارہ دے۔ پس اس نے کچھ اجرت لی اور کھجوریں خریدیں اور اپنے باپ کا کفارہ ادا کیا اور اس سے تین درہم بچ گئے اور حضرت امام احمد نے اپنی وصیت لکھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ احمد بن حنبل کی وصیت ہے' اس نے وصیت کی کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ واحد لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ وہ آپ کو سب ادیان پر غالب کرے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں اور اس نے اپنے اہل میں سے اپنے اطاعت کنندوں اور قرابتداروں کو وصیت کی کہ وہ عبادت گزاروں کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں اور تعریف کرنے والے کے ساتھ اس کی تعریف کریں اور مسلمانوں کی جماعت کی خیر خواہی کریں اور اس نے وصیت کی کہ میں اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے سے راضی ہوں اور اس نے عبداللہ بن محمد جو بوران کے نام سے مشہور ہے کے لیے تقریباً پچاس دینار کی وصیت کی ہے اور وہ انہیں پورا کرے

Marfat.com

گا جو اس پر قرض ہے اسے گھر کے غلہ سے ادا کیا جائے گا انشاء اللہ اور جب وہ پورا لے لے تو صالح بیٹا ہر مرد اور عورت کو دس دس دراہم دے۔

پھر آپ نے اپنے وارثوں کے بیٹوں کو بلایا اور ان کے لیے دعا کرنے لگے اور آپ کے ہاں آپ کی وفات سے پچاس روز قبل ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام آپ نے سعید رکھا اور آپ کا ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام محمد تھا۔ جب آپ بیمار ہوئے تو وہ چلتا تھا' آپ نے اسے بلا کر اپنے ساتھ لگایا اور اسے بوسہ دیا پھر فرمایا میں کبر سنی میں لڑکے کیا کروں؟ آپ سے کہا گیا آپ کی اولاد آپ کے بعد آپ کے لیے دعا کرے گی۔ آپ نے فرمایا یہ بات اچھی ہے اگر میسر آ جائے تو اور اللہ کی تعریف کرنے لگے۔

آپ کو اپنی بیماری میں طاؤس کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ مریض کے رونے کی آواز کو ناپسند کرتے ہیں۔

تو پھر آپ نے اس رات رونے کی آواز نہیں نکالی جس کی صبح کو آپ نے رونے کی آواز نکالی تھی اور اس سال کے ۱۲ ربیع الاول کے جمعہ کی رات تھی اور جب آپ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ نے رونے کی آواز نکالی۔

اور آپ کے بیٹے عبداللہ سے روایت کی گئی ہے اور اسی طرح صالح سے بھی روایت کی گئی ہے آپ کہتے ہیں کہ جب میرے باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کثرت سے لا بعد' لا بعد کہنے لگے میں نے کہا اے میرے ابا! یہ کیا لفظ ہے جو آپ اس گھڑی میں بول رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! ابلیس گھر کے کونے میں کھڑا ہے اور اپنی انگلی کاٹ رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے اے احمد تو مجھے آزما اور میں کہہ رہا ہوں لا بعد بعد یعنی وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکے گا حتیٰ کہ اس کے جسم سے اس کی جان توحید پر نکل جائے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے ابلیس نے کہا اے میرے رب تیرے عزت وجلال کی قسم جب تک ان کی روحیں ان کے اجسام میں ہیں میں ہمیشہ انہیں گمراہ کرتا رہوں گا اللہ نے فرمایا میرے عزت وجلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں ہمیشہ انہیں بخشتا رہوں گا۔

اور آپ کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ آپ نے اپنے اہل کو اشارہ کیا کہ وہ آپ کو وضو کرائیں اور وہ آپ کو وضو کرانے لگے اور وہ انہیں اشارہ کرنے لگے کو میری انگلیوں میں خلال کرو اور وہ اس دوران ذکر الٰہی کرتے رہے اور جب وہ آپ کے وضو کو مکمل کر چکے تو آپ وفات پا گئے اور آپ کی وفات جمعہ کے روز اس وقت ہوئی جس اس سے تقریباً دو گھڑیاں گزر گئیں اور لوگ گلیوں میں اکٹھے اور محمد بن طاہر نے اپنے حاجب کو بھیجا اور اس کے ساتھ غلام بھی تھے اور ان کے پاس رومال تھے جن میں کفن تھے اور اس نے پیغام بھیجا یہ خلیفہ کی طرف سے نیابت ہے اور اگر وہ موجود ہوتا تو وہ اسے بھیجتا اور اس نے اپنے لڑکوں کو بھیجا جو کہہ رہے تھے کہ امیر المومنین نے آپ کی زندگی ہی میں آپ کو وہ باتیں معاف کر دی تھیں جو آپ ناپسند کرتے تھے اور انہوں نے آپ کو ان کفنوں میں کفن دینے سے انکار کر دیا اور ایک کپڑا لایا گیا جسے اس کی لونڈی نے کاتا تھا۔ پس انہوں نے آپ کو کفن دیا اور انہوں نے اس کے ساتھ لپیٹنے کا کپڑا اور خوشبو بھی خریدی اور آپ کے لیے پانی کی ایک مشک خریدی اور انہوں نے اپنے گھروں کے پانی سے آپ کو غسل دینے سے انکار کر دیا اس لیے کہ آپ نے ان گھروں کو چھوڑ دیا تھا اور آپ نہ ان سے کھانا کھاتے تھے اور نہ ان کے سامان کو عاریۃً لیتے تھے اور آپ ہمیشہ ان پر ناراض رہتے تھے کیونکہ وہ بیت المال کا راتب لیتے تھے جو ہر ماہ چار ہزار درہم تھا

Marfat.com

اوران کے عیال بہت زیادہ تھے اور وہ محتاج تھے اور آپ کے غسل میں بیت الخلافت سے بنی ہاشم کے تقریباً ایک سو آدمی شامل ہوئے اور وہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دینے لگے اور آپ کے لیے دعائیں کرنے لگے اور آپ کے لیے رحم کی دعا کرنے لگے اور لوگ آپ کا تابوت لے کر نکلے اور اس کے اردگرد اس قدر مرد اور عورتیں تھے جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا اور شہر کا نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بھی جملہ لوگوں میں کھڑا تھا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر امام احمد کے لڑکوں سے آپ کی تعزیت کی اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کی امامت کی تھی اور قبر کے پاس اس نے دوبارہ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن ہونے کے بعد قبر پر نماز پڑھائی اور مخلوق کی کثرت کی وجہ سے آپ کو نماز عصر کے بعد اپنی قبر میں رکھا گیا۔

اور بیہقی نے اور کئی لوگوں نے روایت کی ہے کہ امیر محمد بن طاہر نے لوگوں کا تخمینہ لگانے کا حکم دیا تو انہوں نے ایک کروڑ تین لاکھ آدمی یا اور ایک روایت میں کشتیوں والوں کے علاوہ سات لاکھ آدمی تھا۔

اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوزرعہ کو بیان کرتے سنا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ متوکل نے اس جگہ کی پیائش کرنے کا حکم دیا جس میں کھڑے ہو کر لوگوں نے امام احمد بن حنبل کی نماز جنازہ پڑھی تھی تو اس کا اندازہ دو کروڑ پانچ لاکھ تھا۔

بیہقی نے بحوالہ حاکم بیان کیا ہے کہ میں نے قاضی ابوبکر بن کامل کو بیان کرتے سنا کہ میں نے محمد بن یحییٰ زنجانی سے سنا کہ میں نے عبدالوہاب وراق کو بیان کرتے سنا کہ ہمیں جاہلیت اور اسلام میں کسی جنازہ کے ایسے اکٹھ کی خبر نہیں ملی کہ وہ اس اکٹھ سے زیادہ ہو جو حضرت امام احمد بن حنبل کے جنازہ میں جمع ہوا تھا۔

اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ محمد بن عباس مکی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ن ے الورکانی امام احمد بن حنبل کے پڑوسی سے سنا کہ جس روز حضرت امام احمد بن حنبل نے وفات پائی اس روز بیس ہزار یہود و نصاریٰ اور مجوس نے اسلام قبول کیا اور بعض نسخوں میں بیس ہزار کی بجائے دس ہزار کا اسلام قبول کرنا بیان ہوا ہے والہ اعلم۔

دارقطنی نے بیان کیا ہے میں نے ابوسہل بن زیادہ سے سنا کہ میں نے عبداللہ بن احمد کو بیان کرتے سنا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ اہل بدعت سے کہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنازے فیصلہ کریں گے جب وہ گزریں گے اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضرت امام احمد بن حنبل کے قول کو سچ کر دکھایا' بلاشبہ آپ اپنے زمانے میں امام سنت تھے اور آپ کے مخالفوں کے سردار احمد بن ابی داؤد جو دنیا کا قاضی القضاۃ تھا اس کی موت کی کسی نے پرواہ نہیں کی اور نہ کسی نے اس کی طرف التفات کیا اور جب وہ فوت ہو گیا تو سلطان کے تھوڑے سے مددگاروں نے اس کی مشایعت کی اور اسی طرح حارث بن اسد محاسبی کا حال تھا کہ اس کے زہد و تقویٰ اور محاسبہ نفس کے باوجود صرف تین یا چار آدمیوں نے اس کا جنازہ پڑھا اور یہی حال بشر بن غیاث المریسی کا تھا۔ اس پر ایک نہایت چھوٹی سی جماعت نے نماز جنازہ پڑھی۔

اور بیہقی نے بحوالہ حجاج بن محمد شاعر روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میں راہ خدا میں قتل ہوں اور امام احمد میرا جنازہ نہ پڑھیں۔

اور ایک عالم سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے حضرت امام احمد کے دفن کے روز کہا آج پانچوں کا چھٹا دفن کیا گیا ہے اور وہ

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور حضرت امام احمدؒ ہیں اور جس روز آپ فوت ہوئے آپ کی عمر ۷۷ سال اور ایک ماہ سے کم دن تھے۔

آپ کے متعلق دیکھے جانے والے خوابوں کا بیان:

صحیح حدیث میں ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبوت میں سے صرف رویائے صالحہ باقی ہیں جنہیں مومن دیکھتا ہے یا وہ اسے دکھائے جاتے ہیں۔

اور بیہقی نے بحوالہ حاکم روایت کی ہے کہ میں نے علی بن مختار سے سنا کہ میں نے جعفر بن محمد بن الحسین سے سنا کہ میں نے سلمہ بن شبیب کو بیان کرتے سنا کہ ہم حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک شیخ آیا اور اس کے پاس ایک سوٹا تھا اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا تم میں سے احمد بن حنبل کون ہے؟ امام احمد نے کہا میں ہوں کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں چار سو فرسخ کا سفر کر کے آپ کے پاس آیا ہوں مجھے خضر خواب میں دکھایا گیا ہے اور اس نے مجھے کہا ہے احمد بن حنبل کے پاس جاؤ اور اس کے متعلق دریافت کر کے اسے کہو کہ عرش کا مکین اور فرشتے اس صبر نفس کو پسند کرتے ہیں جو آپ نے اللہ کے لیے اختیار کیا ہے۔

اور ابوعبداللہ بن محمد خزیمہ اسکندری سے روایت ہے کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل فوت ہوئے تو مجھے شدید غم ہوا اور میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ناز وادا سے چل رہے ہیں میں نے آپ سے پوچھا اے ابوعبداللہ یہ کون سی چال ہے؟ آپ نے فرمایا دارالسلام میں خدام کی چال ہے میں نے پوچھا اللہ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے تاج پہنایا ہے اور مجھے سونے کے دو جوتے پہنائے ہیں اور مجھے فرمایا ہے اے احمد! یہ تیرے اس قول کا بدلہ ہے جو تو نے کہا ہے کہ قرآن میرا کلام ہے۔ پھر اس نے مجھے کہا اے احمد! مجھ سے وہ دعائیں کرو جو تجھے سفیان ثوری کے حوالے سے پہنچی ہیں اور تو انہیں دنیا میں کیا کرتا تھا میں نے کہا اے ہر چیز کے رب تجھے ہر چیز پر قدرت ہے مجھے سب کچھ بخش دے حتیٰ کہ تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھ اور اس نے مجھے کہا اے احمد یہ جنت ہے آٹھ کر اس میں داخل ہو جا میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت سفیان ثوری کے پاس ہوں اور اس کے دو سبز پر ہیں جن سے وہ ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت تک اور ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ ﴾.

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے پوچھا اس نے بشر حافی سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا آفرین ہے بشر کی مانند کون ہے؟ میں نے اسے رب جلیل کے سامنے چھوڑا ہے اور اس کے سامنے کھانے کا دسترخوان تھا اور رب جلیل اس کے پاس آ کر کہتا ہے اے وہ شخص جس نے نہیں کھایا کھا لے اور وہ شخص جس نے نہیں پیا پی لے اور اے وہ شخص جو آسودہ نہیں ہوا آسودہ ہو جا۔

اور ابومحمد بن ابی حاتم نے بحوالہ محمد بن مسلم بن وارہ بیان کیا ہے کہ جب ابوزرعہ فوت ہوئے تو میں نے انہیں خواب میں

Marfat.com

دیکھا اور میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے کہا جبار خدا نے فرمایا اے ابوعبداللہ' ابوعبداللہ' ابوعبداللہ' مالک' شافعی اور احمد بن حنبل کے ساتھ ملا دو اور احمد بن خزار انطا کی نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہوگئی ہے اور رب ذوالجلال فیصلے کرنے کے لیے نمودار ہوگیا ہے اور ایک منادی عرش کے نیچے اعلان کر رہا ہے' ابوعبداللہ' ابوعبداللہ' ابوعبداللہ کو جنت میں داخل کر دو۔ میں نے ایک فرشتے سے جو میرے پہلو میں تھا پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا مالک' ثوری' شافعی اور احمد بن حنبل اور ابوبکر بن ابی خثیمہ نے بحوالہ یحییٰ بن ایوب المقدسی سے روایت کی ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو سوئے ہوئے دیکھا اور آپ ایک کپڑے سے ڈھکے ہوئے ہیں اور احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین آپ سے وہ کپڑا ہٹا رہے ہیں اور قبل ازیں احمد بن ابی داؤد کے حالات میں بحوالہ یحییٰ الجلاء بیان ہو چکا ہے کہ اس نے امام احمد بن حنبل کو جامع مسجد کے حلقہ میں دیکھا اور احمد بن ابی داؤد ایک دوسرے حلقہ میں ہے اور رسول اللہ ﷺ دونوں حلقوں کے درمیان کھڑے ہیں اور آپ یہ آیت:

﴿ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هٰؤُلَاءِ ﴾ .

پڑھ رہے ہیں اور ابن ابی داؤد کے حلقہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور آیت:

﴿ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكَافِرِيْنَ ﴾ .

پڑھ کر امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۲۴۲ھ

اس سال بلاد میں خوفناک زلزال آئے' ان میں سے ایک قومس شہر میں آیا جس سے بہت سے گھر منہدم ہوگئے اور اس کے باشندوں میں سے تقریباً ۴۵ ہزار ۹۶ آدمی مر گئے اور یمن' خراسان' شام اور فارس وغیرہ بلاد میں سخت زلزلے آئے اور اس سال رومیوں نے جزیرہ کے علاقے پر غارت گری کی اور بہت سی چیزیں لوٹ لیں اور تقریباً دس ہزار بچوں کو قیدی بنا لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس سال مکہ کے نائب عبدالصمد بن موسیٰ بن امام ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے شہر منصور کے قاضی حسن بن علی بن الجعد نے وفات پائی۔

ابوحسان الزیادی:

آپ شرقی حصے کے قاضی تھے اور آپ کا نام حسن بن عثمان بن حماد بن حسان بن عبدالرحمٰن بن یزید بغدادی ہے۔ آپ نے ولید بن مسلم' وکیع بن الجراح' واقدی اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور آپ سے ابوبکر بن ابی الدنیا' حافظ علی بن عبداللہ الفرغانی جو طفل کے نام سے مشہور ہے۔

اور ایک جماعت نے روایت کی ہے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں آپ کے حالات لکھے ہیں اور بیان کیا ہے کہ آپ زیادہ بن ابیہ کی نسل میں سے نہیں ہیں۔ آپ کے اجداد میں سے کسی نے زیاد کی ام ولد سے نکاح کیا تھا تو آپ کو الزیادی کہا جانے

Marfat.com

لگا۔ پھر اس نے آپ کی حدیث کو اپنی سند سے بحوالہ جابرؓ بیان کیا ہے کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

اور اس نے خطیب سے روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا ہے کہ آپ عارف' ثقہ اور امین علمائے افاضل میں سے تھے' آپ متوکل کے زمانے میں شرقی حصے کے قاضی بنے اور سالوں کے متعلق آپ کی تاریخ بھی ہے اور آپ کی بہت سی احادیث بھی ہیں اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ صالح' دیندار تھے' آپ نے کتابیں بنائیں اور آپ کو لوگوں کے زمانے کی اچھی معرفت حاصل تھی اور آپ کی تاریخ اچھی ہے اور آپ کریم اور فضیلت والے تھے اور ابن عساکر نے آپ سے اچھی باتیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے ایک دوست نے آپ کے پاس آ کر ذکر کیا کہ اسے عید کے موقع پر سخت تنگی کی شکایت ہے اور آپ کے پاس صرف ایک سو دینار تھا' آپ نے تھیلی سمیت وہ دینار اس کے پاس بھیج دیئے۔ پھر اس شخص کے ایک دوست نے اس کے پاس آ کر ایسے ہی شکایت کی جیسے اس نے الزیادی کے پاس کی تھی تو دوسرے شخص نے اس دوسرے شخص کو وہ تھیلی بھیج دی اور ابوحسان نے اس آخری شخص کو جس کے پاس آخر میں تھیلی پہنچی تھی خط لکھا کہ وہ اس سے کچھ قرض لینا چاہتا ہے اور وہ حقیقت حال سے باخبر نہ تھا تو اس نے ایک سو دینار تھیلی اس کے پاس بھیج دیا۔ جب الزیادی نے اسے دیکھا تو حیران رہ گیا اور اس کے متعلق اس سے پوچھنے لگا اور اس نے بتایا کہ فلاں شخص نے اس کی طرف یہ تھیلی بھیجی تھی پس وہ تینوں اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ایک سو دینار باہم تقسیم کر لئے۔

اور اسی سال ابومصعب الزہری جو امام مالک سے مؤطا کے رواۃ میں سے ایک ہیں اور مشہور قاری عبدالمتین ذکوان' محمد بن اسلم طوسی' محمد بن رمح' امام جرح وتعدیل محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی اور قاضی یحییٰ بن اکثم نے وفات پائی۔

۲۴۳ھ

اس سال کے ذوالقعدہ میں متوکل علی اللہ عراق سے شہر دمشق گیا تاکہ وہ اسے اقامت گاہ اور امامت کی فرودگاہ بنائے اور وہیں اسے عیدالاضحیٰ آ گئی اور اہل عراق نے اپنے درمیان سے خلیفہ کے چلے جانے پر افسوس کیا اور اس بارے میں یزید بن محمد مہلبی نے کہا ہے:

جب امام جانے کا عزم کرے گا تو میرا خیال ہے شام' عراق کی مصیبت پر خوش ہوگا اور اگر اس نے عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑا تو خوبصورت عورت طلاق کی آزمائش پر پڑے گی۔

اور اس سال لوگوں نے اس شخص کو حج کروایا جس نے انہیں اس سال سے پہلے کروایا تھا اور وہ مکہ کا نائب تھا۔

ابراہیم بن عباس:

افسر جاگیرات' میں کہتا ہوں ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول الصولی شاعر کاتب' یہ محمد بن یحییٰ الصولی کا چچا ہے اور اس کا دادا اصول بکر' جرجان کا بادشاہ تھا اور یہ اصلاً جرجانی ہے' پھر یہ مجوسی بن گیا پھر یزید بن مہلب بن ابی صفرہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس ابراہیم کا ایک شعروں کا دیوان بھی ہے جس کا ذکر ابن خلکان نے کیا ہے اور اس کے کچھ اشعار کو عمدہ خیال کیا ہے جن میں

Marfat.com

سے یہ اشعار بھی ہیں: ؎

''بہت سی مصیبتیں ہیں جن سے جوان کا دل تنگ پڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے وہ تنگ ہوئی اور جب اس کے حلقے مضبوط ہو گئے تو وہ دور ہو گئی اور میں اس کے متعلق خیال کرتا تھا کہ وہ دور نہیں ہو گی۔''

اور اس کے دو شعر یہ بھی ہیں: ؎

''تو میری آنکھ کی پتلی تھا اور آنکھ تجھ پر گریہ کناں ہے جو چاہے تیرے بعد مر جائے مجھے تو تیری موت کا ہی ڈر تھا''۔

اور اس نے معتصم کے وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات کو یہ اشعار لکھے: ؎

''تو زمانے کے بھائی بنانے سے میرا بھائی بنا تھا اور جب اس نے منہ موڑا تو تو سخت جنگ بن گیا اور میں زمانے کے مقابلے میں تیری پناہ لیا کرتا تھا اور میری یہ حالت ہے کہ میں تیرے مقابلے میں زمانے کی پناہ لیتا ہوں اور میں تجھے مصائب کے مقابلہ کے لیے تیار کرتا تھا اور میں اب تجھ سے امان طلب کرتا ہوں۔

اور اس کے یہ اشعار بھی ہیں: ؎

''آسودہ زندگی' آسائش میں تجھے اہل وطن کی طرف دل کے اشتیاق سے نہ روکے' ہر شہر میں جہاں بھی تو فروکش ہو گا تجھے وہاں اہل کے بدلے اہل اور وطن کے بدلے وطن مل جائے گا۔

اور اس کی وفات اس سال کی ۱۵ شعبان کو سر من رای میں ہوئی اور حسن بن مخلد بن الجراح خلیفہ ابراہیم بن شعبان نے کہا ہے کہ ہاشم بن فجور نے ذوالحجہ میں وفات پائی ہے۔

میں کہتا ہوں اس سال احمد بن سعید الرباطی' حارث بن اسد محاسبی جو صوفیاء کے ایک امام ہیں امام شافعی کے دوست حرملہ بن یحییٰ التجیبی' عبداللہ بن معاویۃ الجمعی' محمد بن عمر الغدنی' ہارون بن عبداللہ الحمانی اور معاذ بن السری نے بھی وفات پائی ہے۔

۲۴۴ھ

اس سال کے صفر میں خلیفہ متوکل علی اللہ خلافت کی شان وشوکت کے ساتھ دمشق آیا اور یہ جمعہ کا دن تھا اور وہ یہاں اقامت اختیار کرنے کا عزم کیے ہوئے تھا اور اس نے حکومت کے ذخائر کو بھی وہاں منتقل کرنے کا حکم دے دیا اور وہاں پر محلات تعمیر کرنے کا بھی حکم دیا جو دریا کے راستے میں تعمیر کیے گئے اور اس نے وہاں کچھ عرصہ قیام کیا پھر اس نے اسے ناموافق پایا اور محسوس کیا کہ اس کی ہوا سرد تر' اس کا پانی عراق کی ہوا اور پانی کے مقابلہ میں ثقیل ہے اور اس نے دیکھا کہ وہاں گرمیوں کے زمانے میں ہوا زوال کے بعد چلتی ہے اور مسلسل تہائی رات تک اس میں شدت اور غبار رہتا ہے اور وہاں اس نے بہت سے پسو بھی دیکھے اور موسم سرما آیا تو اس نے حیرت ناک بارشیں اور برفباری دیکھی اور نرخ گراں ہو گئے اور وہ بکثرت لوگوں کے ساتھ موجود تھا اور بارشوں اور برف کی کثرت کے باعث مال رک گئے تو وہاں سے اکتا گیا پھر اس نے بغا کو بلاد روم کی طرف بھیجا پھر دمشق میں دو ماہ دس دن قیام کرنے کے بعد سال کے آخر میں سامرا واپس آ گیا جس سے اہل بغداد کو بہت خوشی ہوئی اور اس سال متوکل

Marfat.com

کو وہ نیزہ دیا گیا جو رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے اٹھا کر چلتا تھا جس سے اسے بہت خوشی ہوئی اور رسولؐ اللہ کے آگے عید وغیرہ کے دن اٹھایا جاتا تھا یہ نیزہ نجاشی کا تھا جو اس نے حضرت زبیر بن العوام کو دیا اور حضرت زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ پھر متوکل نے پولیس سپرنٹنڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ اسے اس کے آگے یوں اٹھائے جس طرح اسے رسول اللہ ﷺ کے آگے اٹھایا جاتا تھا اور اس سال متوکل بختیشوع طبیب سے ناراض ہو گیا اور اسے جلاوطن کر دیا اور اس کا مال چھین لیا۔

اور اس سال عبدالصمد نے لوگوں کو حج کروایا جس کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے اور اس سال عیدالاضحیٰ اور یہود کی خمیس فطر اور نصاریٰ کی شعانین ایک ہی روز ہوئی اور یہ ایک عجیب غریب بات ہے۔

اور اس سال احمد بن منیع، اسحاق بن موسیٰ خطمی، حمید بن مسعدۃ، عبدالحمید بن سنان، علی بن حجر، محمد بن عبدالملک الزیات وزیر اور یعقوب بن السکیت موتف اصطلاح المنطق نے وفات پائی۔

۲۴۵ھ

اس سال متوکل نے ماخورہ شہر کی تعمیر اور اس کی نہر کی کھدائی کا حکم دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کی تعمیر اور وہاں پر قصر خلافت کی تعمیر پر جسے اللولوۃ کہا جاتا ہے دو کروڑ دینار خرچ کیے اور اس سال مختلف شہروں میں بہت زلزلے آئے اور ان میں ایک زلزلہ انطاکیہ میں آیا جس سے پندرہ سو گھر گر گئے اور اس کی فصیل کے نوے سے زیادہ برج منہدم ہو گئے اور اس کے گھروں کے روشندانوں سے نہایت خوفناک آوازیں سنی گئیں اور وہ اپنے گھروں سے سرعت کے ساتھ دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اور اس کے پہلو میں جو اقرع نام پہاڑ ہے وہ گر پڑا اور سمندر میں دھنس گیا۔ اس موقع پر سمندر حرکت میں آ گیا اور سیاہ تاریکی کرنے والا بدبودار دھواں اٹھا اور اس سے ایک فرسخ پر ایک نہر زمین میں جذب ہو گئی اور نہیں معلوم وہ کہاں گئی۔

ابوجعفر بن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال اہل کینس نے ایک طویل مسلسل شور سنا جس سے بہت سے لوگ مر گئے نیز اس نے بیان کیا ہے کہ اس سال الرہا، رقہ، حران، رأس العین، حمص، دمشق، طرطوس، مصیصہ، اذنہ اور سواحل شام میں زلزلے آئے اور لاذقیہ اپنے باشندوں سمیت ہل گیا اور اس کے تمام مکانات منہدم ہو گئے اور اس کے تھوڑے سے باشندے زندہ بچے اور جبلہ اپنے باشندوں سمیت تباہ ہو گیا اور اس سال مکہ کا چشمہ مشاش خشک ہو گیا حتیٰ کہ مکہ میں ایک مشکیزے کی قیمت ۸۰ درہم تک پہنچ گئی۔ پھر متوکل نے آدمی بھیجے اور اس پر بہت سا مال خرچ کیا اور پھر وہ چشمہ باہر نکل آیا اور اس سال اسحاق بن ابی اسرائیل اور قاضی سوار بن عبداللہ اور ہلال دارمی نے وفات پائی۔

نجاح بن مسلمہ:

اور اس سال نجاح بن مسلمہ نے وفات پائی یہ شاہی نمیر کے دفتر کا انچارج تھا اور متوکل کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ تھا، پھر ایک بات نے اس کو یہاں تک پہنچا دیا کہ متوکل نے اس کے اموال واملاک اور ذخائر کو چھین لیا اور اس کے واقعہ کو ابن جریر نے طوالت

Marfat.com

کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور اس سال احمد بن عبدۃ الضبی' ابوالحلیس القواس مہمان نواز مکہ' احمد بن نصر نیشاپوری' اسحاق بن اسرائیل' اسماعیل بن موسیٰ ابن بنت السدی' ذوالنون مصری' عبدالرحمٰن بن ابراہیم دحیم' محمد بن رافع ہشام بن عمار اور ابوتراب النخشبی نے وفات پائی۔

ابن الراوندی:

احمد بن یحییٰ بن اسحاق ابوالحسین راوندی زندیق تھا بلاد قاشان کی ایک بستی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے راوندی کہلاتا ہے اس نے بغداد میں نشوونما پائی اور وہاں پر زندقت کے بارے میں کتابیں تصنیف کیا کرتا تھا' اس میں خوبیاں بھی تھیں لیکن اس نے انہیں نقصان دہ کاموں میں استعمال کیا اور انہوں نے اسے دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہ دیا اور ہم نے اس کے طویل حالات ابن جوزی کے بیان کے مطابق ۲۹۸ھ میں بیان کئے ہیں اور اس کا ذکر ہم نے یہاں اس لیے کیا ہے کہ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی وفات اس سال میں ہوئی ہے اور اس پر اس کا حال مشتبہ رہا ہے اور اس نے اس پر جرح نہیں کی بلکہ اس کی تعریف کی ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ وہ ابوالحسین احمد بن اسحاق الراوندی مشہور عالم ہے اور علم کلام کے بارے میں اس نے گفتگو کی ہے اور وہ اپنے زمانے کے فضلاء میں سے تھا اور اس کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک سو چودہ ہے جن میں سے فضیحۃ المعتزلہ' کتاب التاج' کتاب الزمردہ اور کتاب القصب وغیرہ بھی ہیں اور علمائے کلام کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی گفتگوئیں بھی ہوئی ہیں اور اس میں خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں اور وہ مذاہب میں منفرد ہے جنہیں اہل کلام نے اس سے روایت کیا ہے اس نے ۲۴۵ھ میں مالک بن طوق تغلبی کی فرودگاہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ بغداد میں وفات پائی اسے ابن خلکان کے الفاظ میں روایت کیا گیا ہے اور یہ قول غلط ہے ابن جوزی نے اس کی تاریخ وفات ۲۹۸ھ بیان کی ہے وہاں پر اس کے طویل حالات بیان ہوں گے۔

حضرت ذوالنون مصری:

ثوبان بن ابراہیم اور بعض نے ابن الفیض بن ابراہیم بیان کیا ہے' ابوالفیض مصری مشہور مشائخ میں سے ہیں اور ابن خلکان نے الوفیات میں آپ کے حالات بیان کئے ہیں اور آپ کے کچھ فضائل واحوال بھی بیان کئے ہیں اور اس سال میں آپ کی تاریخ وفات بیان کی ہے اور بعض نے اس کے بعد والے سال بھی آپ کی وفات کو بیان کیا ہے اور بعض نے ۲۴۸ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے' واللہ اعلم۔ آپ بھی امام مالک سے موطا کو روایت کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔

اور ابن یونس نے تاریخ مصر میں آپ کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ کا باپ نوبہ کا رہنے والا تھا اور بعض نے اسے اخمیم کا باشندہ بیان کیا ہے اور آپ حکیم اور فصیح شخص تھے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ سے آپ کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک اندھی چنڈول کو دیکھا جو اپنے گھونسلے سے گر پڑی اور زمین اس کے لیے پھٹ کر سونے اور چاندی کی دو پلیٹیں بن گئی۔ ان میں سے ایک تیل اور دوسری میں پانی تھا' اس نے ایک سے کھایا اور دوسری سے پانی پیا اور ایک دفعہ آپ کے خلاف متوکل کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے آپ کو مصر سے عراق بلایا اور جب آپ اس کے پاس آئے تو آپ نے اسے وعظ کر کے رلا دیا تو اس نے آپ کو احترام کے ساتھ واپس کر دیا اور اس کے بعد جب بنی متوکل کے پاس آپ کا ذکر ہوا اس نے آپ کی تعریف کی۔

Marfat.com

۲۴۶ھ

اس سال کے عاشوراء میں متوکل الماحوذہ آیا اور وہاں کے قصر خلافت میں اترا اور قاریوں کو بلایا اور انہیں خوب دیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اس سال کے صفر میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیہ کا لین دین ہوا اور اس نے تقریباً چار ہزار قیدیوں کا فدیہ دیا اور اس سال کے شعبان میں بغداد میں سخت بارش ہوئی جو مسلسل ۲۱ روز جاری رہی اور سرزمین بلخ میں بھی بارش ہوئی جس کا پانی تازہ خون تھا اور اس سال محمد بن سلیمان المزینی نے لوگوں کو حج کروایا اور اعیان میں سے اس سال محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کیا اور حج کے اجتماع کا متولی بنا۔ نیز اس سال اعیان میں سے احمد بن ابراہیم الدورقی، حسین بن ابی الحسن المروزی، ابوعمر والد مشہور قاری اور محمد بن مصفی الحمصی نے وفات پائی۔

دعبل بن علی:

ابن زریں بن سلیمان خزاعی، ان کا غلام ظریف شاعر اور حد درجہ مدح کرنے والا اور بہت زیادہ ہجو کرنے والا، ایک روز یہ سہل بن ہارون کے کاتب کے پاس حاضر ہوا اور وہ ایک بخیل شخص تھا اس نے اپنا ناشتہ منگوایا کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیالے میں مرغ پڑا ہے اور وہ اس قدر سخت ہے کہ اسے چھری مشکل کے ساتھ کاٹتی ہے اور داڑھ بھی اس میں کام نہیں کرتی اور جب وہ اس کے سامنے آیا تو اس نے اس کے سر کو گم پایا، اس نے باورچی سے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے کیا کیا ہے؟ اس کا سر کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نے خیال کیا کہ آپ اسے نہیں کھاتے میں نے اسے پھینک دیا ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے خدا کی قسم! میں تو اس شخص کو بھی ملامت کرتا ہوں جو دونوں ٹانگوں کو پھینک دے، پس سر کیا کیا حال ہوگا اور اس میں چاروں حواس ہوتے ہیں اور اسی سے وہ بانگ دیتا ہے اور اسی میں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں جن کی مثال بیان کی جاتی ہے اور اس کی کلغی بھی ہوتی ہے اور اسی سے برکت حاصل ہوتی ہے اور اس کی ہڈیاں مزیدار ہڈیاں ہوتی ہیں اور اگر تو اس کے کھانے سے بے رغبت ہے تو اسے حاضر کر اس نے کہا مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا میں جانتا ہوں اللہ تجھے ہلاک کرے وہ تیرے پیٹ میں ہے اور اس نے اشعار میں اس کی ہجو کی جس میں اس نے اس کے بخل اور کنجوسی کا ذکر کیا ہے۔

احمد بن الحواری:

ان کا نام عبداللہ بن میمون بن عیاش بن الحارث ابوالحسن تغلبی غطفانی تھا، آپ مشہور زاہد، عالم، عبادت گزار، نیک، اچھے احوال اور روشن کرامات والے تھے۔ آپ اصلاً کوفی تھے اور آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور ابوسلیمان الدارانی سے تربیت حاصل کی اور سفیان بن عیینہ، وکیع، ابواسامہ اور بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوحاتم نے ابوزرعہ دمشقی، ابوزرعہ رازی اور بہت سے لوگوں نے بیان کی ہے اور ابوحاتم نے آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی تعریف کی ہے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل شام کو آپ کے ذریعے سیراب کرے گا اور جنید بن محمد بیان کرتے ہیں کہ آپ پھولوں کا گلدستہ ہیں۔

Marfat.com

اور اسی طرح ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ایک روز احمد بن ابی الحواری کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور ان کے پاس بچے کے مناسب حال کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے اپنے خادم سے کہا جاؤ اور ہمارے لیے کچھ آٹا قرض لے آؤ اسی اثنا میں ایک شخص آپ کے پاس دوسو درہم لایا اور انہیں آپ کے سامنے رکھ دیا اور اسی وقت آپ کے پاس ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے احمد' آج شب میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس کوئی چیز نہیں' آپ نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے میرے آقا عجلت میں یونہی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا یہ دراہم لے لو اور آپ نے وہ سب دراہم اسے دے دیئے اور ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا اور آپ نے اپنے اہل کے لیے آٹا قرض لیا۔

اور آپ سے آپ کے خادم نے روایت کی ہے کہ آپ سرحد پر پڑاؤ کے لیے نکلے اور ہمیشہ ہی دن کے آغاز سے زوال تک آپ کے پاس تحائف آتے رہتے۔ پھر آپ سب کو غروب آفتاب کے وقت تک تقسیم کر دیتے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا اس طرح ہو جا اللہ کی چیز کو واپس نہ کیا کرو اور نہ اسے ذخیرہ کیا کرو۔

اور جب مامون کے زمانے میں خلق قرآن کی آزمائش دمشق آئی تو اس میں احمد بن ابی الحواری' ہشام بن عمار' سلیمان بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن ذکوان کو مخصوص کیا گیا اور ابن ابی الحواری کے سواء سب نے جواب دیا اور آپ کو دارالحجارۃ میں قید کر دیا گیا' پھر آپ کو ڈرایا گیا اور آپ نے بادل نخواستہ فوریۃً جواب دیا پھر اس نے آپ کو رہا کر دیا اور آپ سرحد میں ایک رات اٹھ کر یہ آیت:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾.

دہراتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

اور آپ نے اپنی کتب کو سمندر میں پھینک دیا اور کہنے لگے تو اللہ کی ذات پر میرے لیے کیا ہی اچھی دلیل ہے لیکن مدلول علیہ اور اس تک پہنچنے کے بعد دلیل سے اشتغال کرنا محال ہے۔

آپ کے اقوال:

اللہ کی ذات پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں' علم کو آداب خدمت کے لیے طلب کیا جاتا ہے۔ جس نے دنیا کو پہچان لیا وہ اس سے بے رغبت ہو گیا اور جس نے آخرت کو پہچان لیا اس نے اس میں رغبت کی اور جس نے اللہ کو پہچانا اس نے اس کی رضا کو ترجیح دی جس نے دنیا کی طرف نظر ارادت اور محبت سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نور یقین اور زہد پیدا کر دے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ابتدائے امر میں ابوسفیان سے کہا مجھے وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا کیا تو وصیت کرے گا؟ میں نے کہا ہاں انشاء اللہ آپ نے فرمایا نفس کی ہر مراد میں اس کی مخالفت کر بلاشبہ وہ بہت برائی کا حکم دینے والا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی حقارت سے بچ اور اطاعت الٰہی کو اوپر کا کپڑا اور خوف الٰہی کو نیچے کا کپڑا اور اس سے اخلاص کو زاد بنا اور صدق نیکی ہے اور میری یہ ایک بات قبول کر لے اور اسے نہ چھوڑ اور نہ اس سے غافل ہو جو شخص اپنے تمام اوقات احوال اور افعال میں اللہ سے شرم محسوس کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں اسے اولیاء کے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان کلمات کو ہر وقت اپنے آگے رکھا اور انہیں یاد کرتا رہا اور اپنے نفس سے ان کا مطالبہ کرتا رہا۔
اور صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض نے آپ کی وفات ۲۳۰ھ میں بیان کی ہے اور بعض نے اور سن بھی بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۴۷ھ

اس سال کے شوال میں خلیفہ متوکل علی اللہ اپنے بیٹے المنتصر کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ المعتز کو جو اس کے بعد ولی عہد تھا حکم دیا کہ وہ جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ دے اور اس نے نہایت اچھی طرح خطبہ دیا اور اس بات نے المنتصر کو انتہائی مقام تک پہنچا دیا اور اس کے باپ نے اسے بلایا اور اس کی اہانت کی اور اس کے سر پر ضرب لگانے کا حکم دیا اور اسے تھپڑ مارے اور اس کے بھائی کے بعد اسے ولی عہدی سے معزول کر دینے کی صراحت کی جس سے اس کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور جب عید الفطر کا دن آیا تو متوکل نے لوگوں سے خطاب کیا اور اسے بیماری کی وجہ سے کچھ ضعف بھی تھا پھر وہ ان خیموں کی طرف چلا گیا جو چار میل میں اس کے لیے لگائے گئے تھے۔ وہ وہاں اترا پھر ۳ شوال کو اس نے اپنی شبانہ گفتگو میں اپنے دوستوں کو اپنے حضور ناؤ نوش کے لیے بلایا پھر اس کے بیٹے المنتصر اور امراء کی ایک جماعت نے اس پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور وہ ۴ شوال کو بدھ کی رات کو اس کے پاس آئے۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس سال کے شعبان کی رات کو آئے اور وہ دسترخوان پر بیٹھا تھا۔ پس اس انہوں نے تلواروں کے ساتھ اس کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے المنتصر کو امیر بنا دیا۔

متوکل علی اللہ کے حالات:

جعفر بن معتصم بن رشید بن محمد مہدی بن منصور عباسی اور متوکل کی ماں ام ولد تھی جسے شجاع کہا جاتا تھا اور وہ رائے اور دانشمندی کے لحاظ سے سردار عورتوں میں سے تھی۔ متوکل ۲۰۷ھ کو فم الصلح میں پیدا ہوا اور اس کے بھائی واثق کے بعد ۲۴ ذوالحجہ ۲۳۲ھ کو بدھ کے روز اس کی بیعت ہوئی اور خطیب نے اپنے طریق سے عن یحییٰ بن اکثم عن محمد بن عبدالوہاب عن سفیان عن اعمش عن موسیٰ بن عبداللہ بن یزید عن عبدالرحمٰن بن ہلال عن جریر عن عبداللہ عن النبی ﷺ روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا پھر متوکل کہنے لگا:

''نرمی، خوش قسمتی ہے اور حلم سعادت ہے تو نرمی میں دھیرا پن اختیار کر تو کامیابی حاصل کرے گا غور وفکر کے بغیر عقل مندی میں کوئی بھلائی نہیں اور اگر تو آسانی چاہتا ہے تو شک ایک کمزوری ہے''۔

اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے بھائی معتصم اور قاضی یحییٰ بن اکثم سے روایت کی ہے اور اس نے علی ابن الجہم شاعر اور ہشام بن عمار دمشقی سے روایت کی ہے اور متوکل اپنے زمانہ خلافت میں دمشق آیا اور وہاں ارض

Marfat.com

داریا میں ایک محل تعمیر کیا اور ایک روز اس نے کچھ لوگوں سے کہا کہ خلفا رعیت پر اس لیے غصے ہوتے ہیں کہ وہ ان کی اطاعت کرے اور میں ان سے نرمی کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کریں اور میری اطاعت کریں۔

اور احمد بن مروان مالکی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن علی بصری نے ہم سے بیان کیا کہ متوکل نے احمد بن المعذل وغیرہ علماء کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اپنے گھر میں جمع کیا اور پھر ان کے پاس آیا تو احمد بن المعذل کے سوا سب لوگ اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ متوکل نے عبیداللہ سے پوچھا یہ شخص ہماری بیعت کی رائے نہیں رکھتا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین! بے شک لیکن اس کی آنکھ میں بیماری ہے۔ احمد بن المعذل نے کہا یا امیر المومنین میری آنکھ میں کوئی بیماری نہیں لیکن میں نے آپ کو عذال الٰہی سے دور کیا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص پسند کرے کہ لوگ اس کے احترام میں کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے پس متوکل آ کر آپ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

خطیب نے روایت کی ہے کہ علی بن الجہم متوکل کے پاس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو موتی تھے جنہیں وہ الٹ پلٹ رہا تھا تو اس نے اسے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے: ؎

''اور جب تو عروہ کے کنوئیں کے پاس سے گزرے تو اس کے پانی سے سیراب ہو''۔

اور اس نے اسے وہ موتی دے دیئے جو اس کے ہاتھ میں تھے اور وہ ایک لاکھ کے مساوی تھے پھر اس نے اسے یہ اشعار سنائے: ؎

''سرمن رای میں ایک امیر ہے جس کے سمندر سے سمندر چلو بھرتے ہیں' ہر کام کے لیے اس سے امید کی جاتی ہے اور خوف کھایا جاتا ہے گویا وہ جنت اور دوزخ ہے جب تک رات دن آتے جاتے ہیں حکومت اس کے اور اس کے بیٹوں کے پاس رہے گی۔ سخاوت میں اس کے دونوں ہاتھ دو سوکنوں کی طرح ہیں اور وہ دونوں اس پر غیرت کھاتے ہیں اور جو کچھ اس کا دایاں ہاتھ دیتا ہے اس کی مانند بایاں ہاتھ دیتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ میں جو کچھ تھا وہ بھی اس نے اسے دے دیا' خطیب نے بیان کیا ہے کہ متوکل کے متعلق یہ اشعار علی بن ہارون تجری نے بیان کئے ہیں اور ابن عساکر نے علی بن الجہم سے روایت کی ہے کہ متوکل کی چہیتی لونڈی فتحیہ اس کے سامنے کھڑی تھی اور اس نے اپنے رخسار پر غالیہ خوشبو سے جعفر لکھا تھا' اس نے اسے غور سے دیکھا پھر کہنے لگا رخسار پر کستوری کے ساتھ جعفر لکھنے والی میری جان فدا ہو تو کستوری کو جہاں اس نے نشان ڈالا ہے اتار دے۔ اگر اس نے اپنے رخسار پر کستوری سے ایک سطر لکھی ہے تو میرے دل نے محبت کے باعث کئی سطریں لکھی ہیں' اے وہ ہستی جس کے دل میں جعفر کی آرزو ہے اللہ تعالیٰ تیرے دانتوں سے جعفر کو سیراب کرے' اے مملوک تیرے کیا کہنے وہ خفیہ اور اعلانیہ طور پر اس کا مطیع ہے۔

پھر متوکل نے عرباء کو حکم دیا تو اس نے اسے گانا سنایا اور فتح بن خاقان نے بیان کیا ہے کہ ایک روز متوکل کے پاس آیا تو وہ سر جھکائے سوچ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یا امیر المومنین آپ کیا سوچ رہے ہیں قسم بخدا زمین میں آپ سے بڑھ کر خوش عیش اور خوش دل شخص موجود نہیں ہے۔ اس نے کہا ہاں مجھ سے خوش عیش شخص وہ ہے جس کا گھر وسیع ہو' نیک بیوی ہو اور اچھی معیشت ہو اور وہ ہم

Marfat.com

سے واقف نہ ہو کہ ہم اسے اذیت دیں اور نہ ہمارا محتاج ہو کہ ہم اس کی حقارت کریں۔ متوکل اپنی رعیت کا محبوب تھا اور اہل سنت کی مدد میں قائم تھا اور بعض لوگوں نے اسے مرتدین کے قتل کی وجہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے مشابہت دی ہے' اس لیے کہ اس نے حق کی نصرت کی اور حق کو دوبارہ ان پر پیش کیا حتیٰ کہ وہ دین کی طرف واپس آ گئے اور اسے بنی امیہ کے مظالم کو روکنے کی وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی مشابہت دی گئی ہے اور اس نے بدعت کے بعد سنت کو نمایاں کیا اور بدعت اور اہل بدعت کے فروغ کے بعد ان کا خاتمہ کر دیا' اللہ اس پر رحم کرے اور ایک شخص نے اس کی موت کے بعد اسے خواب میں نور میں بیٹھے دیکھا وہ شخص بیان کرتا ہے میں نے پوچھا متوکل ہے؟ اس نے کہا متوکل ہوں' میں نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے' میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے کہا جس تھوڑی سی سنت کو میں نے زندہ کیا تھا اس کی وجہ سے۔

اور خطیب نے بحوالہ صالح بن احمد روایت کی ہے کہ جس رات متوکل نے وفات پائی اسی رات اس نے اسے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی شخص اسے آسمان کی طرف لیے جاتا ہے اور کہنے والا کہہ رہا ہے:

''بادشاہ کو عادل بادشاہ کے پاس لے جایا جا رہا ہے جو معاف کرنے میں بڑھا ہوا ہے اور ظالم نہیں ہے''۔

اور عمرو بن شیبان حلبی سے روایت ہے کہ میں نے متوکل کی شب وفات کو ایک کہنے والے کو کہتے دیکھا:

''اے عالم اجسلام میں سوئی ہوئی آنکھ والے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہا' کیا تو نے شیطانی ٹولے کو نہیں دیکھا' انہوں نے ہاشمی اور فتح بن خاقان کے ساتھ کیا کیا ہے اور وہ مظلوم بن کر اللہ کے پاس آیا اور اسکے لیے اہل آسمان نے اکیلے اکیلے اور دو دو ہو کر شور مچایا اور عنقریب اس کے بعد تمہارے پاس متوقع فتنے آئیں گے جن کی الگ ہی شان ہوگی جعفر پر گریہ کرو اور اپنے خلیفہ پر گریہ کرو' سب جن وانس نے اس پر گریہ کیا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں کو اپنا خواب بتایا اور متوکل کی موت کی خبر آ گئی اسے اس رات کو قتل کر دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر میں نے اس کے بعد اسے ایک ماہ کے بعد دیکھا کہ وہ اللہ کے حضور کھڑا ہے میں نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے کہا میں اپنے بیٹے محمد کا انتظار کر رہا ہوں' میں خدائے حلیم وعظیم وکریم کے حضور اس سے جھگڑا کروں گا۔

اور ہم نے ابھی اس کے قتل کی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ وہ ۴ شوال ۲۴۷ھ کو بدھ کی رات کے پہلے حصے میں متوکلیہ یعنی الماحوذیہ میں قتل ہا تھا اور وہ بدھ کے روز اس کا جنازہ پڑھا گیا اور جعفریہ میں اسے دفن کیا گیا۔ اس کی عمر چالیس سال تھی اور اس کی مدت خلافت ۱۴ سال دس ماہ تین دن تھی وہ گندم گوں حسین آنکھ' نحیف جسم' تھوڑی داڑھی والا اور تقریباً کوتاہ قامت تھا۔ (واللہ سبحانہ اعلم)

محمد المنتصر المتوکل کی خلافت

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ اس نے اور امراء کی ایک جماعت نے اس کے باپ کے قتل میں مدد دی ہے اور جب وہ قتل ہو گیا تو رات کو اس کی بیعت خلافت ہوئی اور جب ۴ شوال کو بدھ کی صبح ہوئی تو عوام سے اس کی بیعت لی گئی اور اس نے اپنے بھائی

المعتز کی طرف آدمی بھیجا جو اسے اس کے پاس لے آیا تو المعتز نے بھی اس کی بیعت کر لی اور المعتز اپنے باپ کے بعد اس کا ولی عہد تھا لیکن اس نے اسے مجبور کیا اور وہ ڈر گیا سو اس نے سلام کیا اور بیعت کر لی جب بیعت ہو گئی تو سب سے پہلے اس نے فتح بن خاقان پر اپنے باپ کے قتل کی تہمت لگائی اور فتح بن خاقان بھی اسی طرح قتل ہوا پھر اس نے بیعت کو اطراف کی طرف بھیجا اور اپنی خلافت کے دوسرے دن اس نے بنی ہاشم کے غلام ابوعمرۃ احمد بن سعید کو مظالم کا چارج دے دیا تو شاعر نے کہا:

''ہائے اسلام کی تباہی کہ لوگوں کی ناانصافیوں کا چارج ابوعمرہ کو مل گیا ہے وہ امت کا امین بن گیا ہے حالانکہ وہ منگنی پر بھی امین نہیں ہے اور اس کی بیعت متوکلیہ میں ہوتی ہے جسے الماخورہ کہتے ہیں''۔

اس نے وہاں دس دن قیام کیا' پھر وہ اور اس کے تمام جرنیل اور خادم وہاں سے سامرا منتقل ہو گئے اور اس سال کے ذوالحجہ میں المنتصر نے اپنے چچا علی بن معتصم کو سامرا سے بغداد بھیج دیا اور اس پر اعتماد کیا اور محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے ابراہیم بن سعید الجوہری سفیان بن وکیع بن الجراح اور سلمہ بن شبیب نے وفات پائی۔

ابوعثمان مازنی نحوی:

آپ کا نام بکر بن محمد بن عثمان بصری تھا اور آپ اپنے زمانے کے شیخ النحاۃ تھے' آپ نے ابوعبیدہ بن امعی اور ابوزید انصاری وغیرہم سے علم حاصل کیا اور آپ سے ابوالعباس المبرد نے علم حاصل کیا اور خوب کیا اور اس بارے میں مازنی کی بہت سی تصانیف ہیں اور آپ تقویٰ، زہد اور امانت وثقاہت کے لحاظ سے فقہاء کی مانند تھے۔ المبرد نے آپ سے روایت کی ہے کہ ذمیوں میں سے ایک شخص نے آپ سے گزارش کی آپ اسے سیبویہ کی کتاب پڑھا دیں اور وہ آپ کو ایک سو دینار دے گا آپ نے اس بات سے انکار کر دیا اس بارے میں ایک شخص نے آپ کو ملامت کی تو آپ نے فرمایا میں نے اس پر اجرت لینا اس لیے چھوڑ دیا کہ میں میں اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔ اس کے بعد اتفاق سے واثق کے حضور ایک لونڈی نے گانا گایا:

اظلوم ان مصابکم رجلا ردالسلام تحیة ظلم

واثق کے حضور اس شعر کے اعراب کے بارے میں اختلاف ہو گیا کہ کیا رجلا کا لفظ مرفوع ہے یا منصوب اور اسے کس وجہ سے نسب دی گئی ہے؟ اور کیا یہ اسم ہے یا کیا ہے؟ اور لونڈی نے اصرار کیا کہ مازنی نے اسے اس طرح یاد کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خلیفہ نے آپ کو پیغام بھیجا اور جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے آپ سے پوچھا آپ مازنی ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں اس نے پوچھا مازن تمیم سے یا مازن ربیعہ سے یا مازن قیس سے' میں نے کہا مازن ربیعہ سے اور وہ میری زبان میں مجھ سے گفتگو کرنے لگا اور کہنے لگا باسمك (تیرا نام کیا ہے) وہ باء کو میم اور میم کو باء کے ساتھ بدل دیتے ہیں' میں نے مکر پسند نہ کیا میں نے کہا بکر میرے مکر سے بکر کی طرف اعراض کرنے نے اسے حیرت میں ڈال دیا اور وہ میرے مقصد کو سمجھ گیا اور کہنے لگا رجلا پر نصب کیوں ہے؟ میں نے جواب دیا اس لیے کہ وہ مصابکم کا معمول المصدر ہے اور یزیدی آپ سے معاوضہ کرنے لگا مگر مازنی نے حجت سے اسے مغلوب کر لیا تو خلیفہ نے فوراً آپ کو ایک ہزار دینار دیا اور آپ کو اکرام کے ساتھ اپنے اہل کی طرف واپس کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سو دینار کا بدلہ دے دیا کیونکہ آپ نے انہیں اللہ کی رضامندی کی خاطر چھوڑا تھا اور

ذمی کے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ کتاب پڑھنے کی وجہ سے کیونکہ اس میں قرآنی آیات تھیں ایک ہزار دینار دیتا اور المبرد نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو سیبویہ کی کتاب آخر تک پڑھائی اور جب وہ اس کے آخر میں پہنچا تو اس نے مجھے کہا اے شیخ اللہ آپ کو جزائے خیر دے خدا کی قسم مجھے اس کے ایک حرف کی بھی سمجھ نہیں آئی' مازنی نے اس سال وفات پائی اور بعض نے ۲۴۸ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔

۲۴۸ھ

اس سال المنتصر نے وصیت ترکی کو موسم گرما میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا اس لیے کہ شاہ روم نے بلاد شام کو کھول دیا۔ اس موقع پر المنتصر نے وصیف کو تیار کیا اور اسکے ساتھ بہت سی فوجیں تیار کیں اور اسے حکم دیا کہ جب وہ رومیوں کی جنگ سے فارغ ہو جائے تو وہ چار سال تک سرحد پر قیام کرے اور اس نے اس کے لیے عراق کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک عظیم خط لکھا جس میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب وتحریص کے لیے بہت سی آیات تھیں اور ۲۳ صفر کی رات کو ابوعبداللہ المعتز اور ابراہیم المویدخود بخود خلافت سے دستبردار ہو گئے اور اس نے ان دونوں سے گواہی دلوائی کہ وہ دونوں خلافت سے عاجز ہیں اور مسلمان ان دونوں کی بیعت سے آزاد ہیں اور انہوں نے یہ کام اپنے بھائی المنتصر کی دھمکیوں کے بعد کیا اور اس نے دھمکی دی کہ اگر ان دونوں نے ایسا نہ کیا تو وہ انہیں قتل کر دے گا اور وہ ترک امراء کے اشارے سے اپنے بیٹے عبدالوہاب کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا اور اس نے جرنیلوں' قاضیوں اور لوگوں کے سرداروں اور عوام کی موجودگی میں اس کے متعلق تقریر کی اور اطراف کو بھی اس کے متعلق خطوط لکھے تا کہ وہ اس بات کو سمجھ لیں اور منابر اس کے لیے تقاریر کریں اور پے در پے کتابت کی جگہوں پر آتا رہا اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے اس نے چاہا کہ وہ ان دونوں سے حکومت چھین کر اسے اپنی اولاد کو دے دے لیکن قضاء وقدر اس کو جھوٹا کر رہی تھی اور اس کی مخالفت کر رہی تھی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس نے اپنے باپ کو قتل کے بعد چھ ماہ بھی پورے نہ کئے کہ اس سال صفر کے آخر میں اسے ایک بیماری لاحق ہو گئی جس میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

اور المنتصر نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ سیڑھی پر چڑھ رہا ہے اور وہ اس کی آخر پچیسویں سیڑھی پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے یہ خواب ایک معبر کے سامنے بیان کیا تو اس نے کہا تم ۲۵ سال خلافت کرو گے حالانکہ وہ اس کی عمر کی مدت تھی جسے اس نے اس سال پورا کر لیا تھا۔

اور بعض لوگوں بیان کیا ہے کہ ایک روز ہم اس کے پاس آئے تو وہ بہت رو رہا تھا اور اس کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اس سے اس کے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا میں نے اپنے اس خواب میں اپنے باپ متوکل کو دیکھا ہے وہ کہہ رہا ہے اے محمد تو ہلاک ہو جائے تو نے مجھے قتل کیا مجھ پر ظلم کیا اور میری خلافت کو غصب کر لیا ہے۔ خدا کی قسم! تو میرے بعد اس سے تھوڑے دن ہی شاد کام ہو گا پھر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہو گا اور اس نے کہا کہ میں اپنی آنکھوں اور گھبراہٹ پر قابو نہیں پاتا اور اس کے فریب کار اصحاب نے جو لوگوں کو فریب دیتے اور فتنہ میں ڈالتے ہیں اسے کہا یہ خواب سچا جھوٹا ہے آؤ ہمارے ساتھ شراب نوشی کرو تا کہ تیرا غم دور ہو سو اس کے حکم سے شراب آ گئی اور اس کے ندیم بھی آ گئے اور اس نے شکستہ ہمت ہو کر شراب پینی شروع کی اور وہ مسلسل شکست ہمت رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

مؤرخین نے اس بیماری کے متعلق جس میں اس کی موت واقع ہوئی اختلاف کیا ہے بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے سر میں

Marfat.com

بیماری تھی' اس کے کان میں تیل ڈالا گیا اور جب وہ اس کے دماغ تک پہنچا تو جلد ہی اس کی موت واقع ہوگئی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے معدہ میں ورم ہوگیا تھا اور ورم اس کے دل تک پہنچ گیا تو وہ مر گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے حلق میں درد ہوگیا تھا اور وہ مسلسل دس دن رہا تو وہ مر گیا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ پچھنے لگانے والے نے زہر آلود نشتر سے اس کی فصد کی تو وہ اسی دن مر گیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ یہ پچھنے لگانے والا اپنے گھر واپس آیا تو اسے بخار تھا' اس نے اپنے شاگرد کو بلایا تا کہ وہ اس کی فصد کرے' اس نے اپنے استاد کا نشتر لے کر اس کے ساتھ اس کی فصد کر دی اور اسے معلوم ہی نہ ہوا۔ یا اللہ نے پچھنے لگانے والے کو بھلا دیا اور اسے اس وقت یاد آیا جب اس نے دیکھا کہ اس نے نشتر کے ساتھ اس کی فصد کر دی ہے اور زہر اس میں سرایت کر گیا ہے۔ پس اس نے اسی وقت وصیت کر دی اور اسی روز مر گیا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ کی ماں اس کے پاس آئی تو وہ مرض الموت میں مبتلا تھا اور وہ اس سے پوچھنے لگی تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھ سے دنیا اور آخرت دونوں کھو گئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا: ؎

''میرا دل اس دنیا سے جسے میں نے حاصل کیا تھا خوش نہیں ہوا بلکہ میں رب کریم کے پاس جا رہا ہوں''۔

اس کی وفات اس سال کی ۲۵ ربیع الاول کو اتوار کے روز نماز عصر کے وقت ۲۵ سال کی عمر میں ہوئی اور بعض نے ۲۵ سال چھ مہینے بیان کئے ہیں بلا اختلاف اس نے چھ ماہ خلافت کی' اس نے اس سے زیادہ نہیں کی اور ابن جریر نے اپنے ایک دوست سے روایت کی ہے کہ جب المنتصر خلیفہ بنا تو وہ مسلسل لوگوں کو یعنی عوام وغیرہ کو کہتے سنتا رہا کہ یہ صرف چھ ماہ ہی خلافت کرے گا اور یہ مدت خلافت اس شخص کی ہے جو خلافت کی وجہ سے اپنے باپ کو قتل کر دے جیسا کہ شیرویہ بن کسریٰ نے جب اپنے باپ کو بادشاہت کی وجہ سے قتل کر دیا تو چھ ماہ تک بادشاہ رہا اور ایسے ہی وقوع پذیر ہوا اور المنتصر بڑی بڑی آنکھوں والا' بلند بینی' کوتاہ قامت' بارعب اور اچھے بدن والا تھا اور یہ بنو عباس کا پہلا خلیفہ ہے جس کی قبر کو اس کی ماں حبشہ رومیہ کے حکم سے نمایاں کیا گیا۔

اس کے بہترین اقوال:

خدا کی قسم! جھوٹے نے کبھی عزت نہیں پائی' خواہ اس کی پیشانی سے چاند طلوع ہو اور سچا کبھی ذلیل نہیں ہوا خواہ اپنا اس کے خلاف تالیاں بجائے۔

تمت بالخیر جزدھم

Marfat.com



نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

Marfat.com